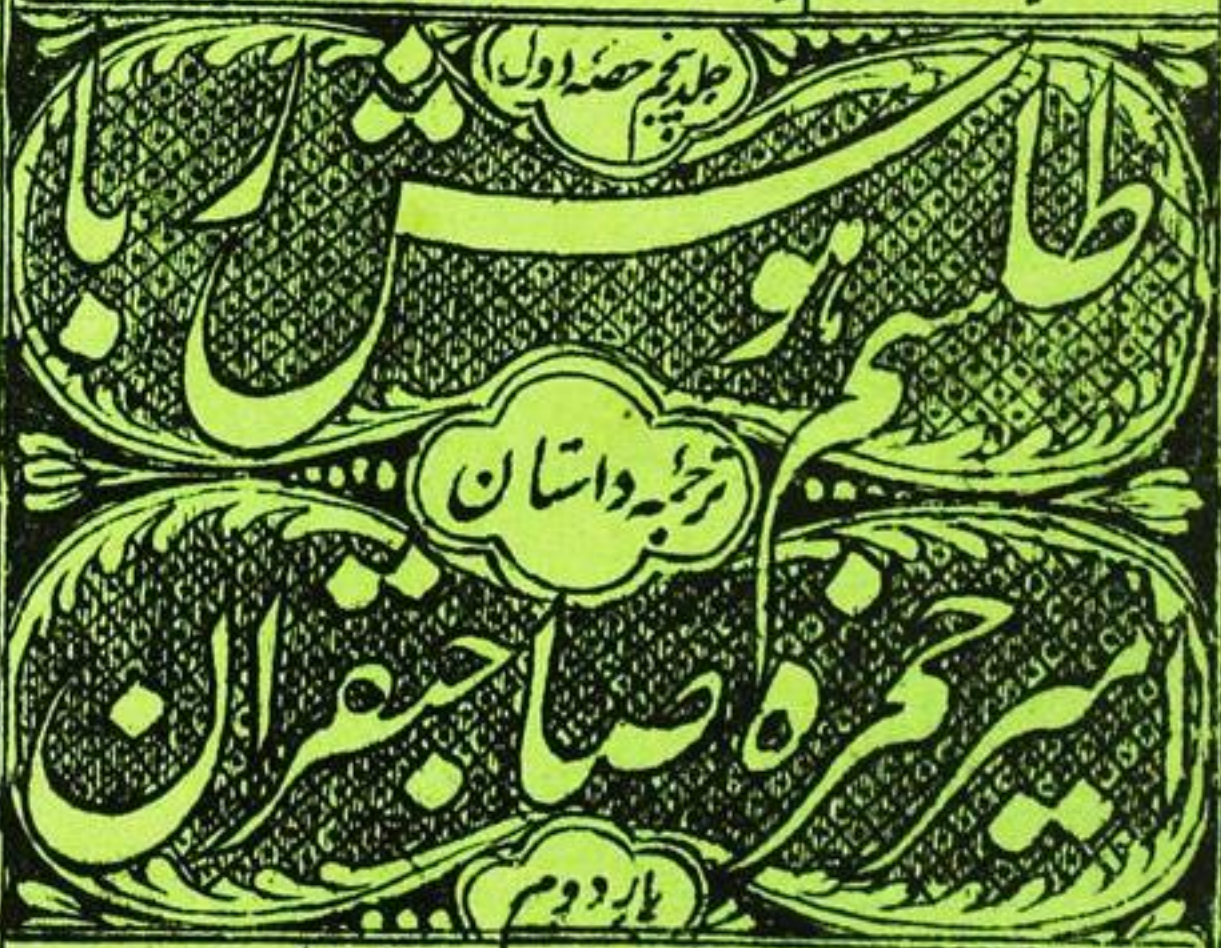


ببین چمن امی کون و مکار کا فرامی ماشار کا

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سخن تاثیر و ہوش بر پا و سحر  
جاد و تعریف نوع و دس کلام زیادہ و نوط سر ز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا اعنی



تصنیف ناظم دثار زمان و داستان گوی شیرین بیان سخن شیخ مصائب خوان  
پسنیدہ مجالس امیران و درویشان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر خباب نشی احمد حسین مستخلص

بمطبع می منشی نوکشو لکہ بھلیہ طبع محلی ہونی



اطلاعی۔ اگرچہ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور اسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو بچاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم کر سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کے ٹیبل پیج کے دو صفحوں میں بعض کتب قصہ جات شہر اردو کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قد و اولیٰ کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

اردو قصہ جات شہر	فسانہ عجائب۔ متوسط قلم۔
الف لیلا یا تصویر پر مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی میں ہے اسکا ترجمہ اردو میں بعبارت دلچسپ مرغوب عالم سنجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام تخلص شایان مرحوم نے کیا ہے اس مرتبہ اسکا اختصار بعبارت دلچسپ مولوی حارث علی خان تخلص حایت کیا ہے لطف یہ کہ ہر رات کا ترجمہ علیحدہ علیحدہ ہے جس سے اور بھی لطف شائقین کو ملتا ہے و تصاویر بھی اس میں اپنے اپنے موقع کے ساتھ نہایت عمدہ کشید قابل دید ہیں۔ ایضاً۔ حسب مراتب بالا۔	ایضاً۔ باریک قلم یا تصویر۔
الف لیلا یا تصویر پر مشہور ترجمہ منشی طوطا رام شایان۔ مجموعہ افسانہ و لطیفہ حسین بیس فسانہ دلچسپ ہیں کہ جو کتاب نگری موسومہ ٹیلیس فرام معروف ہے ٹیلیس صنف شکسیر صاحب نامی شاعر جناب مولوی محمد اسد صاحب نے بعبارت سلیس عام فہم ترجمہ کیا جس سے نتائج سودمند مثل حکایات لقمان حکیم کے جلوہ نمایں لطف یہ کہ ہر ایک قصہ کی لوح و ہندسہ و خاتمہ بھی جدا گانہ ہے۔ فسانہ عجائب جلی قلم۔ بالتصویر بعبارت رنگین و تمکین از مرزا رجب علی سرور۔	قصہ موئی و بنولہ۔ ذخیرہ نپند خرد مندانہ۔
	قصہ گل صنوبر۔ از منشی بہیم چند۔
	سروش سخن۔ بجواب فسانہ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔
	ایضاً۔ حسب مراتب بالا۔ غیر مطبع۔
	طاسم حیرت۔ افسانہ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون۔
	قصہ اگر گل۔
	قصہ گوپی چندر بھرتی۔
	شکاسن بتیسی شہر۔
	قصہ گل یکا ولی۔ از منشی نہال چند۔
	بتیال کچسی۔ بالتصویر قصہ مشہور۔
	لوزن۔ قصہ مشہور از محمد بخش صاحب مجور۔
	لطائف ہندی۔ چٹکے اور لطیفے معنفہ لالہ دیبی شہر۔
	قصہ سورج پور۔ حصہ اول از منشی چرخ لال۔
	قصہ مادر رضوان۔ از عبدالسد خان۔
	فسانہ و لفریب۔ از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب۔
	قصہ چار گلزار۔ از منشی ہرگو پال صاحب۔



غنچه دهبهار - معرون به قصه چار درویش بالقصوری -  
 سم فصاحت - قصه عجیب و غریب از سید  
 حسین جاهد -

الایش محفل - قصہ حاتم طائی بالقصیر از  
سید حمید بخش -

ضمّاً - بغير تصور حسب مراتب بالا -

استان امیر حمزه - بالتصویر هر چهار دفتر مسلسل  
در سه شرحه مولوی عبدالعزیز و نظر ثانی مولوی  
عبدلقدق حسین -

تقول جنابا - معروف به فسانه علم نمود از حافظ البیرون  
خط زمر صبح - از محمد عوض -

استان حکمت - اردو ترجمہ انوار سمیعی -  
رحمہ فقیر محمد خان -

نام سرشار - بالقصیر مصنفہ نڈت رتن ناتھ لکھنوی  
- مور مصنف فسانہ آناؤ و سیر کہسار حسنہ ایک  
سکا مطالعہ کیا لطف مذاق خوبی و رنگینی عبارت  
بدرج ہوا -

شانه آوازو۔ کامل ہر چار جلد صنف سیدت رشتہ  
ر لکھنوی۔ تمام ہندوستانی ناولوں میں ایک پر  
ور مشہور افسانہ ہے۔

ایضاً - جلد اول حسب مراتب بالا -

يضاً - جلد دوم حسب مراتب بالا -

ایضاً۔ طبع سوم حسب مراتب مذکور و بالا۔

الضياء - جلد چهارم - حسب مراتب بالا -

الحول الكافي - بالقصور از سيد محمد بخش مخلص محمد

نوشیروان نامه جلد اول۔

کوچک باختر۔

بالا با خط -

ایرج نامہ - جلد اول -

مہدی نامہ۔

ووجه الانحصار-

ضمیمہ الابصار۔

شمس المہار

مطلع الانوار -

خزینۃ الاسرار۔

خوار الخوار -

مشرق الآثار-

افرع الاحرار-

قصہ سیاہ پوش - از عایت احمد صاحب  
تخلص قیس -

ریاض تحقیق نادر۔ اردو شرح سکندرنامہ  
بریں مصنفہ ماہر علوم جناب مولوی عبدالجبار صاحب  
ستوطن پہلی بھیت جامع و مکمل کوئی شرح ایسی  
تیار نہیں ہوئی۔

قصه زاهد شمسی مصنفه شیخ برهان الدین حامد  
جاوید مستخر - قصه و الحبيب از نواب محمد حیدر علی خان جاوید  
ماہک نل و مثنوی - موافقه شمسی نیاک پرشاد -

کتھول جلیان - مشہور شاعر شکسپیر کے ڈراما  
سراج الفہم اردو مترجمہ ہر غیر مطبع -

قصہ قاضی جوئیہ - حق و عقل کا امتحان -



## اسرار الفاضل

یہ وہ نایاب تفسیر اس ہندوستان میں آنکھوں سے دیکھنے کو  
 ملی ہے جسکی قدر علماء پشاور سے پوچھیے۔ جبکہ اعزاز علماء  
 کابل و قندہار و ماوراء النہر سے دریافت کیجیے۔ و حقیقت  
 یہ تفسیر ان مدارک کا التماس ہے۔ جو علامہ بحر العلوم رضی اللہ عنہ  
 کی غیر معروف تفسیر اسرار میں مکتون تھی اور ان جو اہر کا  
 انتخاب ہے جو علماء کے کبار و اولیاء عظام کے فیوض  
 غیبی و حکمتہاے لاری کو امام نسفی نے برائے عبارت میں بیان  
 کیا تھا۔ کسی ذی علم نے آج تک اقرار نہ کیا کہ ہم اس پاک  
 وحی قرآن کے جہ علم سے ماہر ہو سکتے ہیں۔ بلکہ بحسب  
 بیان صاحب اتقان و دیگر ائمہ کے سب کا اعتراف ہے کہ  
 اس بحر ناپید انکار کے علوم و اسرار اسقدر زیادہ تر کھلتے  
 جاتے ہیں جسقدر آدمی کو تقویٰ و تجربہ بڑھتا جاتا ہے اور  
 اسی قدر وہ زیادہ اپنی جہالت کی قدر جانتا ہے جسقدر  
 بحر ناپید انکار کا جلوہ نظر آتا ہے۔ بے شک یہ عجیب تفسیر  
 مقصود و حکمت کے ساتھ جامع ظاہر تفسیر ہے۔ مطبع کو  
 ایک نسخہ نعمت غیر مترقبہ تلاش سے ملا۔ یا یوں کہیے کہ  
 جناب مولانا خیر محمد پشاوری نے عمدہ نایاب ہدیہ دیا۔  
 یہ صرف ایک ہی نسخہ پہونچا۔ اور سنا جاتا ہے کہ بعض  
 کتب خانجات امراء میں دوسرا نسخہ بھی موجود ہے۔ کیا  
 خوب ہوتا کہ اہل ریاست بذات خود ان علوم نایاب  
 کی اشاعت پر توجہ فرماتے خوب ہوتا کہ اہل دولت ایسے  
 جواہر بے بہا کو خرید فرماتے تاکہ انکا نام نامی بھی تانتیا  
 صفحہ ہستی پر نیک یادگار قائم رہتا۔ اور آخرت کی  
 بیشمار نعمت سے خود سرفراز ہوتے۔ العرض یہ گوہر

گر انما یہ تمام کوشش کے ساتھ کاتب جواہر رقم سے لکھ  
 گیا اور پوری حفاظت سے بار اول پیمانہ ۱۱ + ۹ پر طبع  
 ہوا۔ ۵۳۴ صفحہ یعنی ۳۳۴ جزی

## اسواطع الالہام یعنی بے نقط تفسیر قرآن

اس نادر تفسیر کا تذکرہ حلقہ طلبہ و مجمع علماء میں عجیب غرائب  
 مشہور ہو رہا تھا۔ مرقون اسکی داستان سننے سے ہر شخص بہتر  
 اشتیاق ہو گیا تھا۔ اگر کسی عالم کے پاس کسی سورہ کی تفسیر نہ  
 ہوتی تھی تو اسکو ایک گوہر نایاب کی طرح رکھتے گویا ایک عجیب  
 تحفہ اسکو کبھی کبھی نکال کر زیارت کرتے۔ فی الواقع ایک کمال  
 اور صفت اعلیٰ ہے۔ شہنشاہ اکبر ہندوستان نے اسکے مؤلف علامہ  
 ابوالفیض رضوی کو اگر تاج کرامت و اعزاز سے سرفراز کیا  
 بہت بجا تھا۔ اور بقول مشہور (ولی را ولی شناسد) ہر عالم  
 ادیب کا اسکے جوہر پر فریفتہ ہونا لائق تھا۔ بحر اسد کہ مطبع  
 ادوہ اخبار کو اسکا سنایت خوشخط و صحیح نسخہ دستیاب ہو  
 اور نہایت اہتمام سے جواہر رقم کتابت اور تفسیر کاغذ پر  
 طبع کیا۔ پیمانہ ۱۲ + ۸ پر (۵۸۳) صفحات یعنی ۵۸۳ جزی  
 کلان میں۔ اور قیمت مقررہ اسکے مقابلہ میں گویا مفت

## جواہر عجیبی

یہ اسم باسمی کتاب مذاق نقصون میں نایاب مولفہ حضرت  
 سیدہ مظہر علی شاہ اکبر آبادی قدس سرہ ہے۔ عجیب رتبہ  
 کی کتاب ہے جس میں ابتداء سے انتہا تک کا طریق سلوک عجا  
 تحقیقات مذکور میں جنہوں نے اسکو دیکھا وہ والہ شہنا  
 ہیں۔ اھ جو محروم ہیں افسوس کر نیگے۔



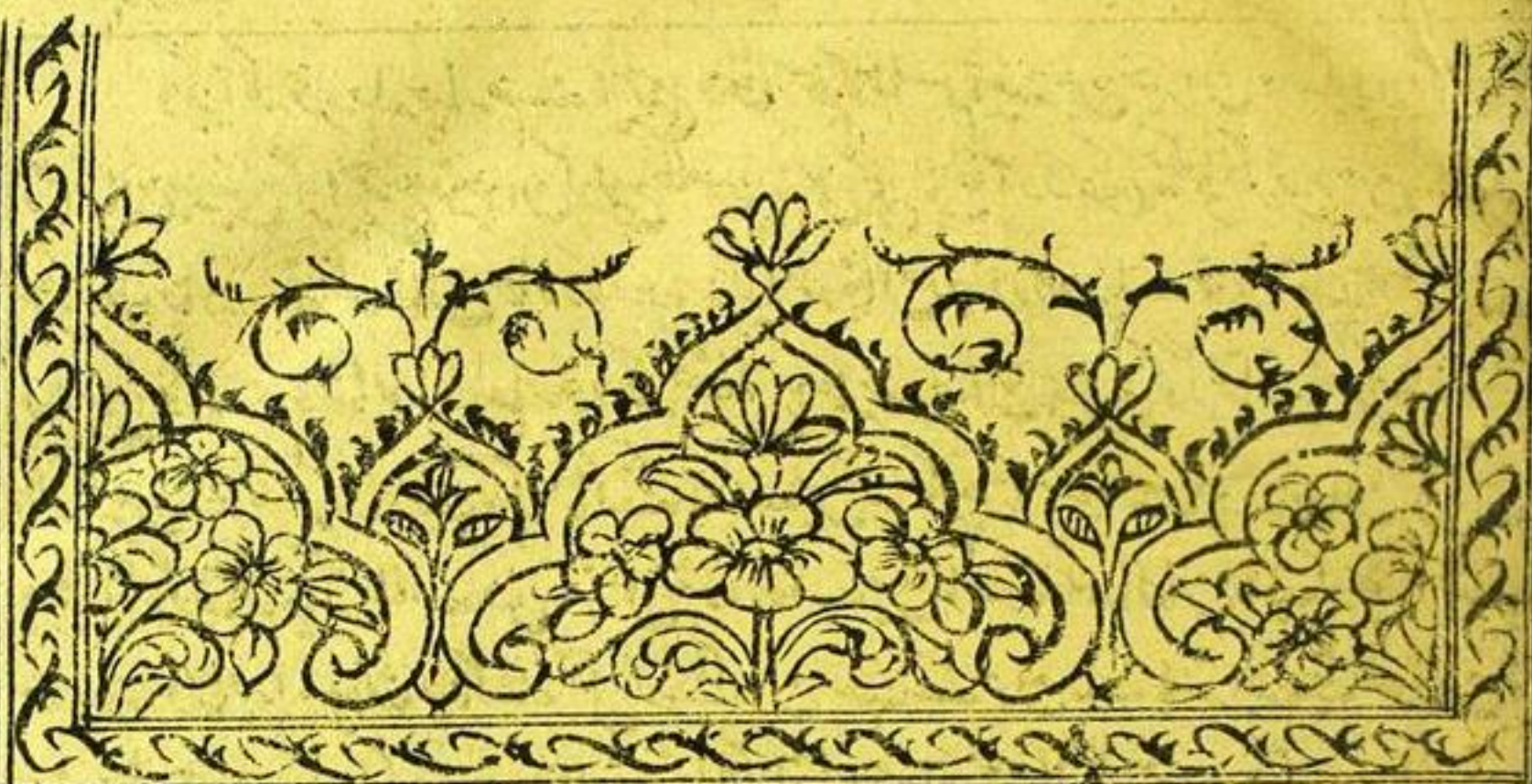
# فہرست مضامین طلسم ہوش ربا حلب پنجم حصہ اول

نمبر شمار	خلاصہ مضمون	نمبر صفحہ	نمبر شمار	خلاصہ مضمون	نمبر صفحہ
۱	دیا چہ -	۱	۷	داستان لشکر امیر حمزہ صاحب قرآن کا آنا فولاد	۸۴
۲	آغاز کتاب -	۱	۸	فولاد شکن کا اتفاق مدد کو اور عاشق ہونا	۸۵
۳	التاس نجدت ناظرین -	۴	۹	ایرج کا دختر فولاد پر اور بارگاہ ایرج میں	
۴	آغاز داستان افراسیاب جادو کا بجزئیہ	۵	۱۰	ایرج کو زخمی کرنا اور جنگ مغلوبہ ہونا -	
	کلاب عقاب سوار آمادہ قتل اسد غازی		۱۱	ملکہ مخمور کا طلسم جمشید میں قید ہونا اور	
	کا ہونا اور اس خبر کا خواجہ عمر کو پہنچنا		۱۲	نور الدہر کا طلسم فتح کرنا - اور ملاقات	
	اور مخموم ہونا خواجہ کا اور آنا تختہ سر			ایقراط ثانی کی نور الدہر سے اور سراغ	
	کوہ نشین کا اور جنگ کلاب عقاب			ملنا رہائی اسد کا -	
	سوار مہرخ سے اور خواجہ کا بیاری				
	سبکو قتل کرنا -				
۵	افراسیاب کا مع غوامس دریا نشین کے	۲۲		جانا ایرج نوجوان کا شکار کو اور عاشق	۹۶
	صمصام کے پاس قلعہ جواہر نگار میں			ہونا دختر فولاد پر اور لانا اپنی بارگاہ	
	واسطے حصول نیچے قتل بران شمشیر زن			میں اور فولاد کا بارگاہ میں گھس کر ایرج	
	جانا اور اسکا کوکب سے باغی ہو کر شریک			کو زخمی کرنا اور فتح ہونا جنگ مغلوبہ کا -	
	افراسیاب ہونا اور مہرخ سے لڑائی			بیان لشکر مہرخ سحر چشم کا اور جنگ	۱۲۸
	بچہ عمر کی بیاری سے اسکا قتل ہونا -			صمصام جنگ آزما سے کی -	
۶	نامہ کوکب روشن ضمیر کا باطلاع خواجہ	۶۳		وسواس کا دختر فولاد کا تالگانا اور چلنا فولاد	۲۲۱
	عمر و مثل بے نگرانی صمصام آنا اور آنا			کا خواجہ ایرج میں اور ذکر جنگ مغلوبہ کا -	
	بران کا لشکر مہرخ میں اور داخلہ صمصام			ملکہ مخمور کا شانہ زادہ نور الدہر کی تلاش میں	۲۷۹
	کا لشکر حیرت میں برق کی بیاری اور			جانا اور نور الدہر کو ایک ساحرہ کے قبضہ	
	مخمور کا شانہ زادہ نور الدہر کو خواب			میں دیکھ کر ساحرہ کو قتل کرنا اور شروع ہونا	
	میں دیکھ کر کوہ عقیق کی طرف جانا -			حالت طلسم جمشید کا -	
				دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ	۳۱۲
				مخمور سنج چشم -	



نمبر شمار	خلاصہ مضمون	نمبر صفحہ	نمبر شمار	خلاصہ مضمون
۱۳	دو کلمہ داستان شانہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان شہرنگ بن عمرو تحریر ہوئے ہیں۔	۳۲۴	۲۵	دو کلمہ داستان افراسیاب جادو۔
۱۴	آنا ارکان کوی کا اور زخمی ہونا ایرج کا اور پھر قید ہونا ایک ساحر کے ہاتھ سے اور ہا کرنا ملکہ یران کا اور پھر ایرج کا جاننا طرف طلسم حبشید کے۔	۳۳۳	۲۶	داستان رہائی شانہزادہ اسد بن کرغازی عیاروں کی عیار یان اور جمع ہونا حلیہ کا زیر گنبد نور۔
۱۵	دو کلمہ داستان اسیر زندان محن ملکہ یران شمشیر زن۔	۳۵۲	۲۷	داستان قدرت بیان صاحب جرات و تدبیر کو کب روشن ضمیر۔
۱۶	ملکہ شگوفہ کا شانہزادہ نور الدہر کو سبب جوش محبت بیوش کر کے طلسم سے نکال لیجانا اور رادین شکار عظیم برپا ہونا۔	۳۶۴	۲۸	جشن رہائی اسد بن کرغازی حبیبین الماس پوش
۱۷	دو کلمہ ارباب جادو جو حکم افراسیاب لوح طلسم حبشید لینے آیا تھا۔	۳۶۵	۲۹	داستان خواجہ عمرو کا برہبری ملکہ مخمور و باغبان کا تلاش لوح میں جاننا اور کرنا مرحلہ غافل و ہوشیار کا پہنچنا باغ باغبان قدرت میں و ہاں سے جاننا گنبد نور میں اور پہنچنا باغ سیاب جادو
۱۸	دو کلمہ داستان تقدیر روح روان قاسم عالی شان ایرج نوجوان۔	۳۸۹	۳۰	عسکر کا باغ سیاب میں جاننا اور کرنا اسد غازی و جنگ مغلوبہ ساحران کا۔
۱۹	دو کلمہ داستان شانہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان	۳۹۷	۳۱	داستان شوکت بیان ایرج نوجوان و قاسم عالی شان کا طلسم حبشید کو فتح کرنا اور طرف لشکر کے روانہ ہونا۔
۲۰	دو کلمہ داستان حبشید کے ذکر ہوئے ہیں۔	۴۰۴	۳۲	داستان امیر حمزہ صاحب قرآن کے حالت زخم داری میں گھوڑا نکال لئے گیا۔
۲۱	دو کلمہ نور الدہر بن بدیع الزمان۔	۴۰۷	۳۳	داستان شاہنشاہ زرین علم۔
۲۲	بیان داستان حبشید جادو۔	۴۱۹	۳۴	قطعات تاریخ۔
۲۳	آنا سیل نکار کا اور لینا لوح طلسم کا ذکر قتل حبشید جادو۔	۴۲۰		
۲۴	افراسیاب کا خواجہ عمرو کو بارگاہ منج سے کوہ مروا پر لیجانا اور ملکہ شہنم کو ہر لوشن کرنا	۴۳۴		





بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس بخدمت ناظرین و شائقین

یہ حقیر پر تقصیر خاکپا سے صاحبان علم و کمال فرمہ بمقدار بیابان قدر شناسان فضیلت مال  
خوشہ چین خرمن ارباب سخن پر و شاعران و نثاران و بانیان اراکین قصر الے نو  
و اکین مصائب خوان شہنشاہ مشرقین خاکسار احمد حسین متخلص بہ قمر خدمت ناظرین  
و شائقین و صاحبان فصاحت آئین شاہد رعنا طالعسم ہوش رباعی رسائی کہ بموجب  
ارشاد فیض بنیاد جناب نشی نو لکشتور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مالک مطبع  
نامی اودہ اخبار جو جلد پنجم و ششم و ہفتم کے ترجمہ و تصنیف میں مصروف ہوا  
تو جلوہ عروس مضامین مشغلہ لفظ اہل سخن پر موقوف ہوا روزمرہ و اصطلاحات سے  
اس کتاب نایاب کو بموجب اپنی حقیقت کے ملو کیا اس زبان میں یہ جلد میں تحریر ہوئی کہ جس  
رنگ کو شاہنراوگان عظام و الامقام نے پسند فرمایا ہی براہ ذرہ نوازی و شرفا پروری اس  
پہچدان کج مع زبان کی تعریف و توصیف از حد فرماتے ہیں نیاز مند کامرتبہ بڑھاتے ہیں  
علاوہ اسکے طریقہ داستان سرائی کی صورت یہ ہو کہ نہ ایسا طول ہو کہ سامع و خوانندہ  
ملول ہونہ بالکل مختصر ہو کہ مطالب ضروری میں فرق آئے اچھی طرح نہ سمجھا جائے انشاء اللہ  
و استا نہاے رنگین و فصاحت آئین اہل کمال ملاحظہ فرمائیں یقین کامل ہو کہ لطف کلام اٹھائیں گے۔



وگیرا آنکہ محرر جلد چہارم نے ایرج وقاسم کو طاسم آئینہ میں حیران و سرگردان چھوڑ دیا  
 لڑائی ان ہوئیں مگر ایرج نوجوان کو لوح طلسمی نہ ملی کلی باغ آرزو کی نہ کھائی فکر لوح میں بھٹے کہ  
 مراٹ جادو نے طوفان جادو کو روانہ کیا طوفان جادو کا دریا قہر و غضب جوش میں آیا  
 کہ ایرج وقاسم و شاپور و سیارہ و ملکہ خنظل و جملہ سرداران ہمدانی کو گرفتار کیا مراٹ کو نامہ  
 لکھا کہ میں نے طاسم کشادہ و غیرہ کو پکڑ لیا آنکہ بارے میں کیا حکم ہوتا ہے مراٹ چونکہ حیران تھی کہ کئی  
 مرتبہ آنکو گرفتار کیا مگر مطلب ولی حاصل نہ ہوا جواب میں نامہ کے لکھا کہ ان سب کو بچد مت  
 خداوند ابقا ایجاو وہ تقدیر تو کیسے قتل کرینگے ان سب کے خون سے ہاتھ بھرنیگے طوفان جوش  
 و خروش قیدیوں کو لیکے پلا جسن قریب لشکر لقا پہنچا مہر شاپور نے رات کو جمعہ در مردود  
 کو حقہ پلا کے بیہوش کیا اسکی صورت بنگہ کشتی حیات طوفان جادو کو غرق دریا فنا کیا یعنی  
 ساحرون کو مارا ہنگامہ سکر ہالیان لشکر لقا ایرج وقاسم پر آپڑے یہ خبر امیر کو ہوئی مع سردار  
 کے اگر شرک جنگ ہوے ایک جانب سے ظل اللہ مالک اور نگ سلطانی سلیمان سرگردو  
 میر شاہنشاہ با تو قیر سعد بن قبا و پونچے داراے ہند لندھو رہن سعد ان کا بھی خبر ہو  
 مالک اثر در و بہرام گرد صفدر و تورج بن بدیع الزمان و ہاشم تغزن و خورشید بن  
 ہاشم و غیرہ نعرے کر کے دوسری جانب سے سلیمان عسکریں موے کو ہی و ناصر کو ہی  
 و عنصر کو ہی و غیرہ کل فوج کوستان لیکر آئے جنگ عظیم واقع ہوئی لیکن وقت شب تھا شہزادہ  
 خاور سپاہ و ایرج نوجوان چونکہ اسی وقت قید سے چھوڑے تھے سلاح جنگ بھی جسم انور پر نہ تھے  
 انتہا کے زخمی ہوئے آخر کار کافر بکیش نے فرار پر قرار کیا صاحبقران ایرج وقاسم و غیرہ  
 کو لیکر بارگاہ میں آئے ملکہ خنظل قید میں علیل ہو گئی تھی اپنے ملک کو گئی۔

واضح رہے کہ ایرج نوجوان وقاسم و شاپور بکیش و سرور لشکر ظفر افرین میں لیکن طلسم آئینہ  
 ابھی تک سچ نہیں ہوا قید ہو کر بیان آئے رہا ہوے انشاء اللہ ان کا روانہ ہوا طرف طاسم آئینہ  
 کے ناظرین والا نکین پر آئینہ ہوگا اور اس طاسم کی قرار واقعی قلعی کھلی جائیگی۔



بیمین چمن ای کون و مکار کا فرمای مانشان کا

افسانہ و پذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر و تیر و ہوش ریبای جادو  
سحر و نوع و س کلام زیبا و نو طرز و لغز و مرصع و تحریر حیرت افزا است

طالع  
تخریب و داستان  
ایر حمزہ صاحبزادان  
بار دوم

تصنیف ناظم و شمار زمان و داستان گوی شیرین بیان سخن شیخ مصائب خوان  
ایستدہ مجالس ایران و رمیان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر خباب نشی احمد حسین تخلص

مطبع نامی منشوی نوکشو لکھنؤ میں طبع محالہ فی





بسم الله الرحمن الرحيم

آغاز کتاب طلسم پوش ربا جلد نهم من تصنیف شاعر شیرین مقال شاربیشال خدا  
علم و ہنر جناب افشی مرزا احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر نظم مؤلف

ای بیل خامہ ہان چہک جا	ہو باغ سخن میں نغمہ پیرا	آغاز ہو حمد کبریا کی
تعریف رقم کروں خدا کی	کیا پاک ہو ذات رب عالم	کیا کیا ہیں صفات رب عالم
مالک ہو زمین و آسمان کا	بانی ہو بنائے دو جہان کا	کیا خاک کو اُس نے دی ہو تاثیر
مٹی ہو کہیں کہیں یہ اکسیر	زبے صنعت باغبان قضا و قدر	کیا کیا نیرنگیان دکھائیں
اسد و اکبر کہیں زیبائی شاہ گل کی کہیں نغمہ سرائی بیل کی کہیں قمری طوق اطاعت بگردن		
مصرف و تسبیح حق سر کہیں فاختر قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم مصروف بہ کو کو ہر برگ و		
بار سے رنگ قدرت نمائی ہویدا ہو ملاحظہ چہستان عالم سے بوسے یکتائی پیدا ہو کار ساز حق		
خالق مطلق حلیم رحیم کریم سمیع علیم بصیر حل جلالہ و عم کمالہ		

نعت جناب حبیب خدا اشرف انبیا محبوب خالق ارض و سما عت ایجاد  
عالم محترم و محترم ماہ اوج رسالت آفتاب عالم کتاب آسمان نبوت نظم مؤلف  
لکھ ای ملک نعت رسول خدا کہ صاحب ہو جو قاب قوسین کا وہ بزم نبوت کا مصلح ہو



طلسمات عالم کا فتح ہی	کروں ذکر کیا اسکے اعجاز کا	رہے جس سے حیرت میں حیردا
یہ روشن ہی ہر ایک پر سرسبز	کیا ایک انگلی سے شق القمر	یہ مہر نبوت سے پایا نشان
	کہ ہی لوح فتح طاسم جہان	

### منقبت جناب امیر حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام قصیدہ

ایتنا خوانت پیر یا امیر المؤمنین	قدر دانت رب کبریا امیر المؤمنین	بچنے سے ہو غضنفر یا امیر المؤمنین
مہد میں چہرہ ایثار یا امیر المؤمنین	عدل میں حضرت کے مجاہد ایک نکتہ یاد	قصہ باز و کبوتر یا امیر المؤمنین
تیرے بحر فیض کو دیکھتے ہی دریا فیض	قطرہ بنجائے سمندر یا امیر المؤمنین	کنہ ذات با صفات حق نمیداند کسی
راز دلش یا پیر یا امیر المؤمنین	مع خوان ہی یہ قلم شاہ نگاہ مہر	آفتاب ذرہ پرور یا امیر المؤمنین

### سبب تصنیف حیرت افزا جلد پنجم کتاب طاسم ہوش ربا

بخدمت دقیقہ سخنجان معانی پرورد سخنوران فیض گستر و قدر دانان متاع بازار معانی و خیرہ ازلان  
جواہر زواہر کالاسے ہوش رباے دکان سخندانی ناظرین اولوالالبصار و نازک خیالان عالی وقار  
پر واضح و لائح ہو کہ حقیر سراپا تقصیر خاک پاے رہروان جاوہر منازل علم و کمال و کشف بردار  
سالکان مراحل قبل و قال اذل کوین بنشی احمد حسین بندہ احقر خالق جن و بشر متخلص بہ قلم  
عرض رسا ہی کہ ایک روز غریب خانے میں حاضر تھا کہ ہمارے دوست صادق محب واثق ہوا  
فیوض لم یزلی جناب میر معصوم علی صاحب نے سرفراز نامہ فیض شمامہ جناب مستطاب معالی القاب  
قدر دان اہل فضل و ہنر سخن فہم و الا کہ گوہر بے بہاے بحر زخار ریاست سرو خرامان بوستان  
امارت نیر اعظم برج سپہ جاہ و جلال و بدر درخشان آسمان دولت و اقبال مسند نشین بزعم خلق  
و مروت زینت افزاے اریکہ شوکت جوہر شناس فلک ساس و الامرتبت عالی ہمت ادیب

### صاحب تہذیب نافع الخلق جامع الخلق نظم

حفظ آداب میں آگے نہ کسی طرح خلل	دیکھ او طبع رسا خوب سنبل خوب سنبل	تھے جو حیوان وہ انسان خدمت
فیض تعلیم سے قالب میں گئی وجہ	خلق و خلق کہ انجام تصور زیاد	کیے اسکو سبق حضرت استاد ازل
ادب آموز فلاطون ہیں خیال	ہر کتاب میں رسطو کہی تعلیم عمل	گر نہ آمیزش تدبیر سے پائیں تہ تیغ
حشر تک و فتر اقلیم ہیں سب نمل	ای خدا تاکہ ہیں شمس و قمر کے جلوے	ای خدا تاکہ ہیں اس کے دن و رات غفل



غوث دولت اقبال ہیں سب ہمراہ | شوکت نشان تجل میں پیدا ہو خل | خازن مخزن علم و شعور یعنی  
جناب منشی نو لکشور صاحب مالک مطبع نامی او وہ اخبار و ام اقبالہ کا لیکر شریف لائے  
نیاز مند سرفراز ہو ام حمت و عنایت پر نہایت نامہ ہوا فوراً دولت زیارت کیمیا خانہ حاصل  
کی ازراہ قدروانی ارشاد فرمایا کہ براہ مہربانی جلد پنجم و ششم و ہفتم کتاب طاسم ہوش ربا  
بصارت لطیف و نفیس کہ پسند خاطر خاص و عام ہو تحریر فرمائیے کہ ناظرین بلند بین و شائقان  
خوش آئین اس سے لطف اٹھائیں مگر تعجب کا مقام ہے کہ آپ ایسا کامل و اکمل داستان گو  
و حیدر عصر شاعر و نثر ہر فن میں ذوق و لکھنؤ میں موجود ہے افسوس ہکو قبل خبر نہ ہوئی اب زبانی اکثر  
روسائے ذوق و شاعرانہ دکان والا تبار کے ظاہر ہوا آپ کے کمال سے بخوبی ماہر ہوا اسوجہ سے  
اپنے دوست جناب میر صاحب موصوف مذکور کو ذریعہ کر کے آپ کو تکلیف دی اگر قبل اسکے آپ  
نہایت ہوتا تو یہ جو چار جلدیں طبع ہوئی ہیں آپ ہی سے انکا ترجمہ کراتے اور لکھواتے خیر اب  
تامل نہ فرمائیے ہم اسد قلم اٹھائیے مقامات رہائی اسد دلا اور حالات طاسم باطن یہ داستانیں  
منتخب ہیں ہر کس و نا کس کا یہ کام نہیں کہ تحریر کر سکے یا بیان کرے اور راہ تقریر حیرت ہفت بلاتین  
بھی قدم رکھے کیا مجال اشعار سے تازہ کرنا اور چیز ہوان داستانوں میں اسرار ہیں اسکا کسکو  
تیسرے ہر کہ وہ آپ کا مدح خوان ہو واضح ہوا اس شہر میں سب داستان گو آپ کے پیرو ہیں  
دفعہ ہر شریک آپ ہی کی سحر بیانی سے مشہور عالم ہوا در نہ کوئی اسکے نام سے بھی آگاہ نہ تھا اب  
آپ کو انکار بیکار ہے ناظرین کو ہر سہ جلد کے طبع ہونے کا بہت بڑا اصرار ہے الاشتیاق شدہ ہوت  
مشہور ہے ہر نوع ترجمہ کرنا آپ کو ضرور ہے ہر چند کہ یہ حقیر اس تحریر کی لیاقت نہ رکھتا تھا لیکن  
بقی اسے الامر فوق الادب انکار نہ کر سکا اور بموجب ارشاد فیض نبیاد جناب ممدوح کے  
تحریر و تالیف و ترجمہ ہر سہ جلد کا اقرار کیا

### التماس نجدت حضرات ناظرین و شائقین

اب خدمت ناظرین بانگین و صاحبان بلاغت و فصاحت آمین میں یہ بے بضاعت سرگشتہ  
وادی حیرت مرکب بچہل و نادانی نا آشنا سے بجز موز سخن دانی عرض رسا ہے کہ اگر کہیں اس  
ترجمہ میں غلطی پائیں ازراہ عنایت عیب پوشی کو کام فرمائیں ہر چند بخوف حرف گیران



وافتخار کنندگان عیوب سخور ان سے نہایت لرزان و ترسان ہوں لیکن انشاء اللہ تعالیٰ  
بجمل قوت و اعانت رب اکبر و بتائید خالق جن و بشر و ہر دستار العیوب و غافر الذنوب الہی الہی  
داستانہائے لطیف بعبارت ظریف شائقین ملاحظہ فرمائیں گے امید واثق ہو کہ خط وافر اٹھائے نظر

گو مرے جنس سخن کی قدر دانی کیا مگر	نقد دل دیدے کے خواہاں نکلتے وہاں ہوں تو سہی
ترجمہ اچھا نہیں ہر چند مجھ نا فہم کا	اہل دانش جتنے ہیں سب مدح خوان ہوں تو سہی
داستانیں مندرج ایسی ہوں جن و عشق کی	دل ضعیفوں کے بھی سن سُنکے جوان بن تو سہی
ہوں رقم برق و عمر و کی اس طرح عیار یان	دنک سب مکار و غدار جہاں ہوں تو سہی
اس طرح لکھوں کسی موقع پہ حال انقلاب	منفعل گردش سے اپنی آسمان ہوں تو سہی
نعرہ مردان میدان وہ لکھوں ہیبت فرا	آب در سے زہر شیر زبان ہوں تو سہی
یون کردن تحریر رنگ آمد فصل بہار	بلبلین گلشن میں میری مدح خوان بن تو سہی
داستانیں سب وہ ہوں لچپ و مضمون دلپسند	ناظرین سجد و احصا شادمان ہوں تو سہی
ای قمر زنگین عبارت وہ ہو جسکے رشک سے	روے اعدا زرد شکل زعفران ہوں تو سہی

آغاز داستان شوکت بیان اسادہ کرنا افراسیاب جادو کا بہ تحریک کلاب  
عقاب سوار قتل شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا اور پہونخنا  
اس خبر و حشت اثر کا شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خو جا  
عمر و بن امیہ ضمیری نامدار کو اور مغموم ہونا خواجہ کا اور آہنا تحریک کوہ نشین کا اور  
جنگ کرنا کلاب عقاب سوار کا مہرخ و غیرہ سے اور قتل کرنا ان سب کو  
خواجہ عمر و عیاری بکتاے روزگار کا ساقی نامہ

پلاساقیا خون دلکی شراب	گھلا ساقیا مرغ دلکے کباب	کہان ہوتو ای ساقی گلغذار
دکھائی ہو جو بن عروس بہار	ترے میکدے کی سدا خیر ہو	نشہ میں طلسمات کی سیر ہو
گلابی اٹھا ساقی بے نظیر	کہ پیر معان خود ہو و شضمیر	ترے دور میں کیوں نہ مہر ہو
سمجھنا نہ یہ مست و مخمور ہوں	مرے ساقی مہرخ و بعدیل	نہیں کوئی عالم میں تجھ سائل
اٹھا ابر رحمت کہ ہر وقت سعد	گرین کیوں نہ چشمک زنی برق علم	ہوئی کیا عنایات رب صمد



صریق قلم ہو کہ گونجا اس اسد شیر دل ہو نینگے جب رہا نہ مغرور ہو مثل افراسیاب قہر طبع روشن کا جلوہ دکھا کہ عیاری برقی کی فسکری عمر و قیروز کا بتاؤن نشان شہنشاہ اقلیم افسون گری	رہائی کا اک شیر کی ذکر ہی کھلین گے اُدھر حجرہ ہائے بلا امید و فای تری ذات سے کہ مشتاق ہیں مہروش جا بجا اشارہ ہو یہ طبع بیباک کا تراشندہ ریش جادوگران	بلاؤن سے بچنے کی بھی فکری پلا جام صہبائے حیرت شباب بچانا مجھے ظلم آفات سے ثرپتا ہی دل اور ہی ذکر ہی بندھے رنگ محفل میں جالاک کا زنا مش بہ بزم عدو ابتری
---	---	--

اسیران دام حسرت انجام صوبت و گرفتار ان محبس اندوہ  
و محنت محبوسان خرابہ درد انگیز و مقید ان قید خانہ آفت خیز پائیدان سلسلہ زنجیر و دبستان لہمان  
بیج و تاب تقریر حال حیرت اشتعال رہائی شمع دو دمان صاحبقرانی رافع ریات کشور عالیجناب  
سرکوب افراسیاب صاحب چتر و افسر اسد دلاور ملک جواہر ملک سے یون زیب قطاق  
فرماتے ہیں اور مشتاقان گوش آواز کو داستان نوسناتے ہیں اول ظاہر کرنا اس مضمون کا  
پیش رو رہی کہ جلد چہارم میں اس مقام تک تحریر ہوا ہے کہ کلاب عقاب سوار عین معرکہ کارزار  
میں بخدمت افراسیاب حاضر ہوا ہے اور افراسیاب کو مقابلہ ہنر خ و غیرہ سے یہ صلاح  
دیکر پھیرے گیا کہ ای شہنشاہ اب آپ کس لیے لڑتے ہیں بیکار ہر روز یہ معرکہ پڑتے ہیں جنگ سے  
ان تیرہ بختوں کی تال کچھ چلکر شمع حیات طلسم کشا کو گل کچھ سار افساد دفع ہو جائے دل  
شہنشاہ کا اس صدمہ جانکاہ سے آرام پائے پھر بالغیوں کو سزا کے کامل ملے ہو خواہان کمر  
کا غنچہ آرزو کھلے یہ بات افراسیاب کو بہت پسند آئی اور خوش ہو کر کہا وہ بھائی خوب تنے  
تدبیر بتائی غرض افراسیاب طبل باز گشت بجو اگر بصد کرو فتح لشکر سرداران شقاوت اثر  
زیر گنبد نور اگر اُترا ہے اس ارادہ پر کہ صبح کو اسد کو قتل کر دے گا اس کے خون سے ہاتھ بھر دے گا اور  
یہ خبر وحشت اثر ایک جادوگر نے ملکہ بران شمشیر زن اور خواجہ عمر کو سنائی ہے اور یہ حال  
سچ مال سنکر طبیعت عمر کی گھرائی ہے اور خواجہ عمر و بران سے یہ کہہ کر اٹھے کہ ای ملکہ یا تو صبح کو  
اسد کو چھڑاتا ہوں یا جان دینے جاتا ہوں یہ کہہ کر تعجیل اپنے لشکر میں آئے عیاران نامور کو  
ساتھ لیکر طرہ گنبد نور کے روانہ ہوئے ہیں اور لقا پر دہ قاف سے آکر مصروف عیش ہے اور



زلزہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران عالی شان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی بفر  
 فرمودی و بخت جمشیدی داخل بارگاہ سلیمانی ہین بیت جوہین زبدہ زمرہ داستان  
 وہ لکھتے ہین اس طرح یہ داستان شاہباز کلک کو صید گاہ میدان صفحہ قرطاس میں برآ  
 شکار طائر روح کلاب عقاب سوار یون بلند پرواز کرتے ہین اور شیران مضامین عقاب  
 غزالان سطور میں ناز کرتے ہین کہ جب کلاب عقاب سوار مکارا فراسیاب ناہنجار کو قتل  
 اسد نامدار پر زیر گنبد نور بصد سورا آمدہ کر کے داخل بارگاہ ہوا اور تحریر چکا، کہ اس خبر  
 دشت اثر کو خواجہ عمر بن امیہ نامدار نے سنا سردھنا اور مع عیاران لشکر برائے حجت  
 خبر اسد نامدار بقرار ہو کر داخل شہر ناپرساں ہوئے اور ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ افراسیاب  
 میں آئے دیکھا کہ افراسیاب تاج نخوت بر سر تخت نکبت پر بصد کرو فرستمن ہی پہلو میں ملکہ  
 حیرت زیور و لباس سے آراستہ خلعت ناز و ادا سے پیراستہ کرسی جواہر نگار پر مشل  
 طاؤس طنائز کلمات افراسیاب پر گوش بر آواز جلوہ فرما، صحبت عیش و نشاط بصد  
 انبساط گرم ہو یکا یک کلاب عقاب سوار نے عرض کی کہ ای شہنشاہ گردون بارگاہ یہ  
 فرخواری عرض کرتا ہی منادی کو حکم ہو کہ مشہر کرے کہ صبح کو طاسم کشا قتل کیا جائیگا اور اپنی کشتی  
 کی سزا پائیگی گفتگو در پیش تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر فیہام بصورت  
 مہیب شکل عجیب سامنے افراسیاب کے آیا دعا و ثنا سے شہنشاہی بجالایا افراسیاب  
 نے پوچھا ای تحریر کوہ نشین اس وقت آنے کا کیا سبب ہوا دست بستہ اُس نے عرض کی کہ  
 زیارت شہنشاہ کا مشتاق ہوا صرف ملازمت کو نہیں آیا ہوں ایک عرض بھی کرنے آیا  
 ہوں غلام نے زبانی طاؤران طاسم کے قزو قتل طاسم کشا سنا ہوش اُڑ گئے برائے خیر خواہی  
 واجب و لازم ہوا کہ سرکار سے اسرار اس طاسم کے عرض کروں میں حضور کے بزرگوں کے  
 وقت سے صاحب کتاب ہوں میرے پاس روزنامہ مقیدان طاسم کا حاضر ہو کچھ اور ہر وقت  
 اس کتاب ساختہ منجھان طاسم کا ناظر ہوا شاہان طاسم اسی کی پیروی کرتے آئے ہین یہ چند اور  
 خاص برائے انتظام بنائے ہین ملاحظہ فرمانا حضور کا ضرور ہی نہ عرض کرنا خیر خواہی سے  
 دور ہی پہلے چند اوراق پریشان اُس بے ایمان نے ہاتھ میں افراسیاب کے دیے



افراسیاب نے یاسامری کہلورہ اوراق بصد اشتیاق آنکھوں سے لگائے اور باوازا  
بلند پڑھنا شروع کیا لکھا تھا کماشاہان طاسم ہوش ربا جو کچھ اسمین تحریر ہو وہ گویا حقیقت  
میں طرف سے خداوند سامری و جمشید کے نوشتہ تقدیر ہو جس کے خلاف کر لگا اپنے خون  
ہاتھ بھر لگا زندگی پر حرف آئیگا بذلت و رسوائی مارا جائیگا طاسم درہم و برہم ہوگا بجوم لشکر  
سیج و غم ہوگا خبردار خبردار اسکا خیال رکھنا خوان طعام مذلت کا مزانہ چکھنا اگر طاسم کشاکش  
قید ہو اور ساحران ہوش ربا کا صید ہو جب تک میعاد قید معینہ نہ گزرے قتل نہ کرنا اسکی لھتیا  
ضروری بغیر سمجھے کام کرنا سراسر قصور و مثل سخن شنیدن سیج دولت مضمون پڑھکر افراسیاب نے  
سر جھکایا اور برائے تحقیق ایام میعاد قید اسد سرمائے برف انداز کو بلایا اور فرمایا اے وزیر  
اعظم دستور معظم جس کتاب میں تاریخ قید اسد مندرج ہو جلد لاؤ اور ہرگز ہرگز دیر نہ لگاؤ وزیر  
بد تدبیر نے جا کر کتب خانہ طاسمی کھولا یکایک پہلو سے آواز آئی مبارک مبارک وزیر صاحب  
تشریف لائے ہیں کتاب میعاد قید طاسم کشاکش خواہش ہو اسمین سراسر کاہش ہو اسد نامدا  
فتاح طاسم ہوش ربا ہو اسکو کون قتل کر سکتا ہے یہ کلمات حیرت آیات شکر سرمائے برف انداز  
کے ہاتھ بانوں ٹھنڈھے ہو گئے دانت سے دانت بجتا تھا مثل بید پھرا رہا تھا حیران ہو کر دیکھا  
پہلو سے قصر میں ایک سونے کی تیلی لباس نقرہ در بر تاج مرصع بر سر تخت یا قوت پر جلوہ فرما ہو  
حسین مہ حسین نازک اندام گلغام سرو قد خورشید خنجر ابرو چشم جادو بیت بہر خندہ کز لب  
برائے بخنی نہ نکنت دل خستگان بخنی لطف سراپا کا اسکے کروں کیا بیان حسین مہ حسین قال عاشقان  
وہ بوٹا سا قد بات میں دلبری بھری چشم فسانین جادوگری دہن غنچہ گلشن حسن و ناز  
خبردار علم نشیب و فراز جب سرمائے برف انداز مثل آئینہ حیران و بصورت زلف  
پریشان ہو کر نظائے جمال بمثال کرنے لگا اور مہبوت ہو کر ٹھنڈھی سانسین بھرنے لگا اس قاتل  
عالم نے مسکرا کر کہا کہ کیوں اے وزیر صاحب خیر تو یہ کچھ فرمائے اس قدر نہ گھبرائیے جو مجھ کو کہنا تھا  
کہ چلی وزیر و شہنشاہ کو اختیار ہو کتاب حاضر ہو لیجائیے لیکن مناسب ہو تو شہنشاہ کو سمجھائیے  
کہ میعاد معینہ ابھی ناتمام ہو کہ قتل طاسم کشاکش کلام ہو یہ کہہ کر اس آرام جان و قاتل عاشقان  
نے بصد ناز و انداز ایک کتاب اٹھا کر وزیر مذکور کو دی سرمائے برف انداز نے افراسیاب



کی راہ لی اور بتجیل تمام خدمت افرا سیاب میں حاضر ہوا مگر رنگ رو متغیر لب پر آہ سر و چہرہ  
 زرد یہ حال دیکھ کر افرا سیاب نے پوچھا خیر تو ہی وزیر حال خیریت تال تپلی کا زبان پر لایا سا  
 قصہ گفتگو کا کہ سنایا افرا سیاب ہنساکہ اسی وزیر اعظم ایسے عجیب اس طلسم ہوش رہا  
 بیشمار میں یہ حرام زادیاں کینزان سامری شراب نخوت سے مست و سرشار ہیں مابہ دولت کا  
 عالم میں کون ہمسر دہی رنگ آفتاب روبرو میرے جاہ و جلال کے زرد ہوا اگر سحر پڑھ کر زبان  
 بلا دون سرکشان دہر کو خاک میں ملا دون اگر تلو اور کھینچوں جلاؤ فلک لہزان ہو دنیا میں  
 قیامت کا سامان ہو سہراے دشمنان مثل جہاں بخر فنا میں بتے پھریں لاشے دشمنوں کے  
 زمین پر دھڑو دھڑا گرین دریاے خون کی روانی ہو کشتی حیات عد و طوفانی ہو اگر جو شش قہر و  
 غضب دکھاؤں دریاے ہستی مسلمانان کو تلاطم میں لاؤں یہ باغی جو میرے گرد ہیں اس  
 وامن دولت کی گرد ہیں صرف مجھ کو ایام مہینہ کا دیکھنا ضرور ہے اس فاحشہ کی باتیں لبتو  
 سے کہنا سراسر تمھارا قصور ہے یہ کہہ کر کتاب کو ہاتھ سے سہرا کے لیکر کھولا اور انگلیوں پر  
 شمار کر کے سر ہلایا اور طرف کلاب عقاب سوار کے متوجہ ہوا کہ اسی برا اور بجان بدلہ تم نے  
 حقیقت میں ازراہ خیر خواہی کہا تمکو قتل اسد کی مشافی ہو مگر مجبور ہوں کہ ابھی ایک مہینہ کامل  
 سیعاد میں باقی ہے اب تم براے چندے اپنے ملک کو جاؤ بروقت اطلاع دینگے تمھارے  
 ہی ہاتھ سے یہ کام لینگے علاوہ اسکے بروز قتل طلسم کشا تمام شاہان ساکنان طلسم ہوش مربا  
 اس جلسہ میں آئیں گے اپنی اپنی شان و شوکت دکھائیں گے چونکہ کلاب عقاب سوار کہ  
 دماغ اس ملعون کا کبر و نخوت سے بھرا ہوا واپنی سحر و ساحری پر بہت غرور و دست بستہ عرض رہا  
 ہوا کہ غلام بغیر کوئی کار نمایان کیے ہوئے یہاں سے بجائیں گا اس عرصہ گزرنے میں قتل طلسم کشا  
 میں مہر خ وغیرہ کو گرفتار کر کے لایں گا یہ کہہ کر فوراً نفیر عز بجائی فوج اسکی تیار ہو کر سامنے آئی افرا سیاب  
 نے مجبور می خلعت رخصت دیا اور سمجھا کہ کہا کہ ذرا عیاروں سے ہو شیار رہنا صرف لشکر اسلام  
 میں چھ عیار ہیں مگر قیامت کے پہلے آفت روزگار میں جب اس نے جان بچاؤ کے تب  
 مہر خ وغیرہ پر فتح پاؤ گے اس بجایا نے ہنس کر جواب دیا جو شہنشاہ نے فرمایا بجائے مایا مگر  
 عیاروں کی یہ مجال ہے کہ آپ کے غلام کے سامنے آئیں اور پھر زندہ واپس جائیں ایک



اشارہ سحر میں جلا دون خاک میں ملا دون یہ کہہ کر گدن سحر پر سوار ہوا تین لاکھ فوج ہمراہ لیسکر  
بتقا بد لشکر ہرخ چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو شکل خدشکار دربار میں موجود تھے یہ سب  
کیفیت دیکھ کے بارگاہ افراسیاب سے باہر نکلے اس فکر میں کہ یوں تعجب تمام لشکر پر ہمارے جلتا  
ہی دیکھے کیا دکھاتا ہی ملگا ہی عمرو اگر بن پڑے اور خدا فضل شرکیہ حال کرے تو اسکو تباہ لشکر  
نجانے دو بہن عیاری راہ میں رو کو دل سے باتیں کرتے ہوئے جاتے تھے کہ بازار شہرنا پرسان میں  
ہلڑا ہوا خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ہتر برق فرنگی ایک درویش کامل کی شکل بنا ہوا بیڑی لٹل  
میں شجر فی لباس زیب جسم یابادی یا مرشد کتا ہوا چلا آتا ہی اور اہالیان غمر کا گرد جاؤ ہی اگر کسی  
نے پوچھا شاہ صاحب کمان سے آتے ہو کمان جاؤ گے تیکہ آپ کا کمان ہی جو اب دیا بابا  
تیکہ فقیر کا پروردگار پر ہی بیت فقرون کا ماوا و مسکن کمان میں جہان تھک کے بیٹھے وہ گھر  
ہو چکا + بابا و نیا سے ہاتھ کھینچا پانوں پھیلا دیے داتا کے در کے کتے ہیں عمرو خدشکار بنا ہوا  
برق کے قریب آیا ہاتھوں کو لیکر بوسہ دیا اور باد سلام کیا برق نے بھی استاد کو پہچانا  
آپس میں اشاروں سے باتیں ہوئیں عیاری کی گھاتیں ہوئیں عمرو نے انھیں اشاروں میں  
جانا کلاب عقاب سوار کا برق کو سمجھایا اور کہا کہ ای فرزند اسی کی فکر میں جاتا ہوں اگر وہ ہمارے  
لشکر تک پہنچ گیا تو غضب ہو جائیگا یہ کہہ کر برق ایک جانب اور عمرو ایک طرف روانہ ہو  
اب دو کلمہ داستان رنگین بیان لشکر ظفر اثر ملکہ ہرخ سحر حشم بیان ہوئے ہیں کہ بیان کل  
سروران نامی و ساحران گرامی جب میدان کارزار مقابلہ افراسیاب جادو سے بصد  
مہج و تاب واپس آئے ملکہ ہرخ سریر جہان بینی پر جلوہ فرما ہوئیں اور فرمایا کہ آج عجب محرکہ  
تھا خدا نے ہاتھ سے افراسیاب ظالم کے بچا یا اگر وہ خود میدان کارزار میں آتا کون ایسا جس  
و بردست تھا جو اسکے مقابلہ کو جاتا ملکہ بہار جادو رنگین بیان یون زبان سے گل شان  
ہوئیں کہ حضور باغبان قضا و قدر صرصر حواش خزان سے ہمیشہ بوستان لشکر اسلام کو  
یونہی بچائیگا اور صانع گلشن عالم ہوا کے مدعاے دلی سے اسی طرح غنچہ خاطر کھلائیگا اسی  
آتشگوے مسرت آگین میں چند و پیر نہر کار کے لشکر اسلام کے حاضر ہوئے اور دست دعا  
اٹھا کے یون شتا سے شہنشاہی تاج لائے قطع

ای بہر کار رفیق قل ہوا مداح



وگو کہ سان تن جان تو اللہ الصمد | لم یلد یاسے ولم یولد ہمہ جا و تنگیر | لم یکن یاسے وہ و ہوش لہ کفو احد  
 اس شہنشاہ کیتی ستان اس باغ پر بہار و دربار کورب اکبر ہیشہ سہرہ و شاداب رکھے اور ناز و فرمان  
 اس چمن بے خزان کا غارت و رسوائی سے دل فگار رہے جھاکے ہوئے نصیب  
 و آلام کے صدمے سے اصل کیفیت یہ کہ یہاں سے افراسیاب طبل آسانش بجا کر  
 شہر ناپرساں بن گیا ارادہ قتل اسد نامدار تھا ایک کتاب وہ بے کتاب دیکھا گھبرا یا احمد  
 اس ارادہ فاسد سے باز آیا کلاب کلاب عقاب سوار ناپہنجا ر مع تین لاکھ لشکر ساحران  
 غدار برائے مقابلہ سرکار و دولتدار آتا ہوا سکی نہیب سحر سے پیر فلک تھراتا ہوا ملک نے فرمایا  
 خداے مابزرگ است بیت سرنی بچم ز شمشیر حبیب و ہرچہ آید بر سر من یا نصیب و مگر  
 ملک سحر موے کامل کشانے پریشان ہو کر دست بستہ ملک مہر رخ سے عرض کی کہ حقیقت  
 میں یہ کلاب بیدین بعت آئین نہایت زبردست ساحر ہو حال سے اس زیوں خصال  
 کے یہ کینز بخوبی ماہر ہون مکاری میں طاق ہو سحر و نیزنگ بازی میں غمہ آفاق ہو یہ ذکر  
 تھا کہ خواجہ عمرو اور مہر برق فرنگی حیران و پریشان مثل بید لرزان داخل بارگاہ ہوے  
 تشریف آوری خواجہ سے سب سردار آگاہ ہوے ملک مہر رخ نے پوچھا خواجہ خیر ہو اس وقت  
 آپ کا حال کیوں خیر ہو خواجہ عمرو نے کہا ملک وہ تیرہ روز کا تمھارے مقابلہ کو آیا ہو جس نے  
 کہ فلک شعبہ باز کو مکر و دفسون سکھایا ہو جس وقت یہ ملعون شہر ناپرساں سے روانہ ہو کر سطر  
 چلائین نے اور برق نے تعاقب کیا قصد تھا کہ عیاری کر کے راہ میں اسکو ماروں اور تباہ  
 لشکر اسلام نہ جانے دیں لیکن اسے تخت سحر تیار کیا اور بد سے ہوا اڑ کر روانہ ہوا تمھارے  
 مقابلہ میں آ پہنچا وہ دیکھو سانسے بارگاہین استاد ہیں ہمارے تمھارے قتل پر سب ساحر  
 آمادہ ہیں مگر پھر فکر میں جاتا ہوں خدا چاہتا ہو تو سہلاتا ہوں یہ کہہ کر باہناے عیاری سے آ رہے  
 ہو کر طرف لشکر کلاب عقاب سوار کے روانہ ہوے لشکر میں آ کر کنارے بصورت ایک چوہدار  
 کے ٹھہرے اندر سے بارگاہ کلاب عقاب سوار کے آواز آئی کہ آب خاصہ لاؤ دار و غہ  
 آبدار خانہ بے آبر و بصد جو صراحی و گلاس لیکر بلا تمھارے دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا ہر چند کہ  
 قلب تھرایا مگر صراحی جواہر نگار دیکھا بے تھن پانی بھرا یا بہ تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا لگا کر



ایک خدمتگار کی شکل بنے گئے دار پکڑی سر پہنچی ہوئی چمکین زیب جسم انور شروع کا پانچواں  
 پا پوش زرد و زری ٹھٹھڑو کتے ہوئے دوڑے داروغہ کے قریب آئے کہا وہ صاحب  
 شہنشاہ کلاب پیاسے ہیں ہم سب کو تشنگ و نیگے تم جا کر بیٹھو گلاس و صراحی ہمو و داروغہ سمجھا  
 کہ شاہ نے جوش غضب میں اسکو بھیجا ہے اسوقت سانسے جانا بجایا ہوا شیا سے مذکور دیکر  
 چلا گیا خواجہ حاضر حاضر کتے ہوئے اندر آئے دیکھا کہ وہ تیرہ بخت بر سر تخت مثل خوک  
 صحرائی جھوم رہا ہے قصد جنگ میں قبضہ شمشیر چوم رہا ہے سات سو دھگل و کرسیاں گرد اگر تخت  
 آراستہ ہیں اسپر ساحران غذا ایک ایک سامری عہد جمشید روزگار بہ کبر و نخوت تمام ذکر قتل  
 مہرخ و بہار وغیرہ کر رہے ہیں دم محبت افراسیاب کا بھر رہے ہیں ایک کتا ہی مہرخ کو  
 قتل کر دینگا دوسرا نیزنگ ساز کتا ہے کہ بہار کے خون سے ہاتھ بھر دینگا مسلمانوں نے  
 بڑا سناٹا کیا ہے قدرت سامری ہے کہ افراسیاب ایسے جلیل کو ستایا ہے اب بدلا بخوبی لین گے  
 سرسید ان شکست دینگے عمرویہ باتیں سنتا ہوا گلاس اور صراحی ہاتھ میں مکرات بات میں رہو  
 کلاب پہونچکر گلاس پانی کا پیش کیا اسنے ہاتھ بڑھا کر لیا مگر زبان سے یاسامری کہا فوراً پانی  
 شرارہ بنکر اڑ گیا کلاب عقاب سوار نے کہا تو کون ہے عمر و مثل برق جہندہ لغزہ کر کے پہلو میں  
 آیا تاج سر کلاب سے لیا لپٹ کر خنجر مارا کلاب عقاب سوار نے اپنے تئیں تخت سے گرا دیا  
 خنجر تخت پر پڑا کاٹ کر زمین کا بوسہ لیا چاہت کر کے مکھل جائے جان بچا کر ٹل جائے  
 فریب جادو اسکا وزیر پہلو میں تخت کے دنگل پر ٹکھن تھا اسنے سحر کیا اور کلمہ گہر کہا عمر و مثل  
 ٹوٹن کہوتر کے زمین پر گر کر فریب جادو تیغہ کھینچ کر جھپٹا کہ سراس نا عیار کا کاٹ ڈالوں  
 اس بیباکی کی سزا دون بقدرت پر در دگار مہر مورق نامدار پہلے سے اس بارگاہ میں  
 اگر چہ بدار بنے ہوئے پہلو میں فریب جادو کے کھڑے تھے بان بان کہہ کر عصا سر پر فریب  
 کے اس زور سے مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا دستور ہے کہ جب ساحر مارا جاتا ہے تو واسطے چند  
 ساعت کے اندھیرا ہو جاتا ہے مرنے سے فریب جادو کے عمر و کو دکر بھاگا برق بھی ہر پیر  
 چاک کر کے کھلا کلاب جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا غصہ میں بیج و تاب کھا کر اٹھا کہ ابھی جا کر  
 ساربان نامے کو دربار سے لیکر آتا ہوں اور لا کر دار پر چڑھا تا ہوں سب سردار قد مون



سے لپٹ گئے کہ حضور نہ جائیں جان نثار موجود ہیں اگر حکم ہو تو طبقے زمین کے آسمان پر اڑیں  
 کل لشکر مہرخ کو ابھی خاک میں ملا دین سیکے کہنے سے کلاب نے تامل کیا مگر غصہ میں آکر  
 حکم دیا کہ نقارہ رزمی بجے صبح کو ایک کو زندہ نہ چھوڑو لگا بجکم کلاب عقاب سوار ادھر صد  
 نقارہ جنگی پر چوب پڑی جو اسیساں لشکر اسلام خبریں لیکر خدمت ملکہ مہرخ میں حاضر ہو  
 تمام حال عیاری خواجہ بیان کر کے عرض کی کہ کلاب عقاب سوار نے طبل رزمی بجوایا  
 کل اسکا ارادہ ہے کہ نکل کر معرکہ آراے نبرد ہو اور آتش کینہ و عناد و فساد کو دو بالا کرے باقی  
 خیر و عافیت ہو یہ حال خواجہ شکر ملکہ نے فرمایا خدا انکی جان کا نگہبان ہے ہر وقت قیامت کا  
 سامان ہے بسم اللہ کدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل  
 اور کاتب تقدیر نے ہماری قسمت میں تحریر کیا ہے وہی پیش آئی ہے ناحق خیرانی ہو اس وقت  
 سات سو نقارہ پر چوب پڑی صد اے طبل جنگی بلند ہوئی شہر نقارہ آواز آمد عجیب  
 کہ نصر من الصد فتح قریب تمام اہالیان لشکر کو معلوم ہوا کہ طبل جنگی بجایا کل لشکر کفار سے  
 مقابلہ ہو دیکھیے گردون دون انقلاب سپہر تو قلمون تاج دولت کس کے سر پر رکھتا ہے اور  
 خاک مذلت کس کے سر پر گاتا ہے دیکھیے کل تختہ تابوت پر کون سوتا ہے اس معرکہ میں کون  
 سرخرو ہوتا ہے بھائی سے بھائی دوست سے دوست ملنے لگا جا بجا ہوم خانے درست ہو  
 لڑائی پر مردان عالم چست ہوئے کہتے تھے کہ شک شہنشاہی کھایا خواجہ نے ہیکر اس مرتبہ  
 پر پہنچایا ہے افراسیاب کے ہم نبرد کھلاتے ہیں شہرون سے افراسیاب کے خراج لاسے  
 ہیں جہان ہمارے بادشاہ کا پسینہ گرے گا وہاں خون کا دریا بہائینگے مثل نہنگان دریا بحر فوج  
 کفار میں ڈوب جائینگے وہ بچا ہمارے تلوار کی کیا تاب لائینگے بودے میں دامن صحرا سے ٹھنڈ  
 چھپائینگے کمانہاے کیانی جہان جہان سے خانہ گری بھین سینک کرتیا کیا تیرہاے سہلو  
 کو نہر میں بچا کر آبدار کیا تیغے چرخ چڑھنے لگے کہ عقل پر چرخ کی چرخ میں آئی دہشت سے  
 دلیران جنگی کے زمین تھرائی ادھر مردان عالم کا تو یہ حال ہے ہر دلیر آمادہ حرب و بیکار ہے  
 مگر سب طرح کے لوگ لشکر میں ہوتے ہیں وہ جو نامرد و بزدلے ہیں بھاگنے کی تدبیر جان بچاکی  
 تقریر بیٹھے جوش آید لگھرایا سائیں کو آواز دی بدھو حاضر ہو سائیں سامنے آجیا



سائیس بھی یک چشم ہی ہر وقت مائل خشم ہی پوچھا میان کیا ارشاد ہوتا ہی فرمایا ہمارا مرکب اور  
پر تل کاٹو بہرات رہے سے تیار رہے سائیس گستاخ تھا عرض کی بہرات رہے سے کیا  
ضرورت ہی غلام کو کمال حیرت ہی فرمایا براے شکار صحراے پر بہار میں جائینگے شیران دست  
کو شکار کر کے لائینگے سائیس نہسا ایک آنکھ چمکا کر جواب دیا کہ حضور کل شکار کا دن نہیں ہی بلکہ  
روز معرکہ کارزار ہی ہر گز ارشاد ہی آمادہ حرب و پیکار ہی آپ ہی دشمن کا شکار کیجیے گا وادودی  
و مردانگی دیجیے گا یہ شکر سردار صاحب کو غصہ آیا موچھون پر تاؤ دیکر فرمایا اویجیا ہم تیری حرفی  
جانتے ہیں تجکو بخوبی پہچانتے ہیں ہم میدان کارزار میں مارے جائیں تمھاری تنائیں آئیں  
تم جان بچاؤ تمام مال و اسباب جو کڑی کڑی کر کے جمع کیا ہی اُسکو لیکر بھاگ جاؤ غرض بیت  
کنڈہجنس باہجنس تجویز نہ نخت با نخت ہمیز باہیز اس عرصہ میں بہرات گزر چکی تھی  
بادشاہ لشکر اسلام ملکہ مہرخ نے دربار برخواست کیا ہر سردار نامی و نام آور اپنے اپنے مقام پر  
آیا اولان اول ملکہ بہار جادوئے کینرون کو آواز دی گلشن و گلستان و شیرین و شیرین  
و غنچہ دہن و شمشاد و سرو آزاد و گلغزار و سرشار و سیمبر و نازک اندام و شیرین ادا و متہ لقا  
و غیرہ پر بہار باغ حسینوں کا غنچہ مہر چینوں کا پیرون کا اکھاڑا حور زنا وون کا جھگڑا سامنے آنا  
ملکہ بہار نے فرمایا جلد ہوم خانہ آراستہ ہو اسباب سحر و ساحری پیراستہ ہو فوراً ان گل خسار و  
نے ایک خیمہ مکمل بچھا ہر ستون الماس لگا رکھا المقیش کی جلد استادہ کیا اور ایک چوکی سنگ مرمر  
سفید کی وسط خیمہ میں بچھا دی گردا گرد گلستہ ہائے گل خود رو کہ جسمین ہر طرح کے پھول  
تھے جن دیے یکا یک ملکہ بہار و خیمہ رشک باغ ارم پر تشریف لائیں چوکی مذکور پر جلوہ  
ہوئیں کینرون نے سب سے نفرتی جسمین آب صاف و شفاف تھا حاضر کیا کہ جسکو دیکھ کر  
آبرو گوہر بے بہا کی آب آب ہو اور آب چشمہ حیوان کو شرم سے بچ و تاب ہو اس آب  
نایاب سے ملکہ بہار نے غسل کیا ایک ساری آب روان کی نصف باندھی نصف ڈھکی  
موئے شکیں سے قطرے پانی کے ٹپک رہے تھے صاف ظاہر ہوتا تھا ابر تیرہ و تار سے  
مردارید بے بہا برس رہے تھے اپنے دست نگارین بخہ خورشید نما سے زلف تابدار کو  
بخوٹا ظاہر ہوا کہ ناگن نے زہرا گلا چہرہ رشک ماہتاب اگر قطرات آب عارض زیر پا پر



تھیں تو صاف ثابت ہو کہ تارے مشاطہ تقدیر نے تصدق اتارے رخ انور رشک فرتر چھی نظر  
مطلع وہ مرگان جب عدوے عاشق و لگی ہوئی ہو چھری خنجر کشاری سانگ بر چھی تیر ہوئی  
ہو ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار سینے پر جو بن کا اُبھار اس آن بان کو دیکھ کر گلخندار فرید زہا  
نے اٹھ کر بلائیں لین ترقی حسن و جمال کی ہاتھ اٹھا کر دعائیں دین اور یہ اشعار ابدا رزبانہ  
جاری ہوئے اشعار

ہیں لبنا زین کو زندہ ہی کرتے دے	وٹھوٹھوٹھو لیتے ہیں مہانہ کوئی مرنے دے
منہ سے کہتے نہیں حسان کہنے دے	ہر او کو تری سکھلائیے انداز رضا
ہی کرتا ہی اشارہ کوئی اٹھتا جو بن	یوں بھرتے ہیں محل تاسکے بھرنے دے
اومے سوکے پر دین بنور نے دے	ملکہ بہار نے مسکرا کر جواب دیا

او گلخندار زیادہ چرب زبانی اچھی نہیں ہوتی یہ لکھراشیاے سحر ہاتھ میں اٹھائے گلدرستہ ہاے  
سحر تیار ہوئے غنچے چٹکے گل کھلنے لگے اسی طرح اپنے اپنے خیموں میں سب شاہنشاہان مصر و  
تیار می سحر تھیں ملکہ ہلال سحر افکن ماہ رخسار و ملکہ یاقوت یاقوت پوش و شاہنشاہ و رعد  
جادو و ملکہ برق برق افکن و ملکہ برق لامع و ملکہ صبح سوئے کا کل کشاد و ملکہ ناف زمان  
وغیرہ کی بارگاہوں سے صدائیں بلند تجورات جا بجا روشن ادھر لشکر کفار میں کلاب  
عقاب سوار نے بعد بجوانے طبل جنگی کے اور نکل جانے خواجہ عمر و اور برق فرنگی کے  
ظاہر میں تو یہ کہا کہ صبح کو ایک کو زندہ پھوڑو لگا قتل دشمنان سے منہ نہ موڑو لگا یا کل کو گرفتار  
کر کے سامنے شہنشاہ طاسم کے لیجاؤ لگا خلعت انعام و جاگیر پاؤ لگا لیکن باطن میں ہوش  
پران مثل زلف پریشان دل سے کتا ہوان عیاروں سے کیونکر جان بھگی یا سامری حیر  
صبح ہوگی افسران فوج کو تو حکم دیا اپنے اپنے سحر آراستہ کر و حربہ ہاے سحر سے پیراستہ رہو اور  
خود حالت انتشار میں اٹھالرزان و ترسان ایک خیمہ میں آکر حصار سحر کیا و خیمہ سرا یک اثر و  
آتش نشان بٹھا دیا اب باطمینان تمام بچہ ہاے خوک فوج کر کے خون سے چوکا دیا گوگل وغیرہ  
روشن کیا کبھی اٹھو ہانکا کر تیار کیا کبھی روئی کے گالوں پر بصد خوب روئی پانی کا چھینٹا دیا  
لکھ ہاے ابر بنکر تیار ہوئے کبھی جھولی سے ماش کا آٹا بد معاش نے لکھلا پتلہ بنایا سحر پڑھا  
وہ پتلہ زنگی سیاہ و بنکر سامنے آیا اس سے یہ باتیں کیں کہ اسی خوک پیکر سالہا سال ہنسنے تیرا



پوچا کیا بھینٹ سے تیرا پیٹ بھرا کل اپنا زور دکھانا دشمن کو میرے کھا جانا اور ہر سردار اسکے  
اپنے اپنے مقام پر سحر تیار کرتے تھے کلو ابھیر دن نار سنگھ کو پکارتے تھے کوئی کہتا تھا اے  
کالی بھوانی کلکتہ والی دشمنوں پر جانیو اپنا کام کر آئیو عدو میرے سامنے مہوت رہے  
جو میرا مطلب ہو وہی کہے سر حڑھ کر کھیلنا دریا سے سحر عدو کو کھیلنا اسی شور و شر میں چار  
گھڑی رات باقی رہی جانیں کے نقیبوں نے آوازین واسطے جگانے کے لگائیں میت  
جوانو جوان مرد تیار ہو بہ سلاحوں سے اپنے خبردار ہو یکا یک غلغلہ ہوا مصرع سحر ہو گئی  
لو سحر ہو گئی پتھر سے مصنف

ریج سے ٹوٹنے کے سب کو کب تابان سحر	نغمہ سنجی کے عوض روٹنے کے مرغان سحر
دیکھنا ہو یگانہ روئے درخشان سحر	جان دو لگا جو شب بھر میں خواہان سحر

میر گردون پہ لکھنے کی قسم کھاتے ہیں	روشنی شرق کی جانب مجھے دکھلاتے ہیں
کٹ گئی وصل کی شب صبح ہوئی جاتے ہیں	چھپنے کو وہ شب وصل یہ فرماتے ہیں

حق دکھانے نہ کسی کو بھی شب بھر عجیب	وصل محبوب ہمیشہ ہونہ فرقت ہنوسیب
رحم کر رحم کسی مرگ کا ہنگام قریب	دیکھ اب طول شب بھر سے لت عجیب

اک نیارنگ تہ گنبد افلاک کروں	نذر سودا بخوشی مایہ ادراک کروں
قصہ رنج شب بھر صنم پاک کروں	دلولہ میں اسے ای جوش جنوں ک کروں

مین نے تو انکا کیا تھا نہ کوئی جرم و گناہ	بے سبب کیوں یہ مکر قتل کے در پہ ہوا
خون ناحق مرا کرتے ہیں یہ انا لہ	ای شب وصلت محبوب ذرا رہو گواہ

طاقت حق کو بجا لائیں سب صبح و مسا	اسمین جن ہوں کہ بشر پاک ہوں مرغان ہوا
-----------------------------------	---------------------------------------



جھوٹ کہتا نہیں میں قول یہی درست مرا | شور و غوغا اسے سمجھے نہ کوئی مرد خدا

کہ ہم ذکر خدا کرتے ہیں مرغانِ بحر

خون عاشق ہو سر دست لگائے جو حنا | لمبے میسی تو نہ سوسن کے رہیں ہوش بجا  
عاشقوں کو تو یقین سکائی بے چون و چرا | چنے پیشانی پہ نشان وہ اگر ماہِ بہار

شرکین دیکھ لے ہون اختر تابانِ بحر

غافل اب دیکھ کہ مالک ہی ترا غر و جل | لیکے جا ساتھ سنوے ملکِ تم نیک عمل  
کٹ گئی شام جوانی کی اب آئیگی اجل | چونک پری میں یہ ہرگز نہیں سنوے کا محل

سر پہ ہر سایہ فلکِ نیر تابانِ بحر

مجھے جس دن سے جدا ہو گیا وہ شکر ہے | زندگی بھر میں ای دو ستو ہوئی ہی بھر  
شوقِ نظارہ ہی اس درجہ اسے مد نظر | سب کا ذکر شبِ بھر میں کرتا ہوں اگر

دل یہ پہلو سے صدا دیتا ہی قربانِ بحر

خوش بیان یارِ ساد دنیا میں کوئی ہو گیا کم | اس جگہ بند ہیں سب چہرہ پر آرزو کے  
راست کہتا ہوں میں یہ بلبلِ لبان کی قسم | ای قمر سنتے ہی تقریرِ دل آویز صنم

مجھے بھول گئے مرغِ خوش الحانِ بحر

بب ساحرِ فلک نے اپنے شکم سے بغیظ و غضب بیضہ آفتاب بصد آب و تاب نکالا اور تار  
شعاع سے خوب مضبوط باندھ کر جانبِ ساحرانِ طلسم جہان کھینچ مارا کلابِ عقاب سوا  
خیمہ حصار کردہ سحر سے باہر آیا نفیر سحر بجی قرنا پھنکی اثر و رانش فشاں سحر پر سوار ہوا لشکرِ کثرت  
اثر تیار ہوا سمت میدانِ کارزار چلا ادھر لشکرِ اسلام میں جا بجا صدائے تکبیر بلند ہوئی جس  
آواز سے روحِ سامری دردمند ہوئی جلو خانہ شاہی میں ساحرانِ نامدار بصد شوکت و وقار  
آکر جمع ہوئے انتظار آمدِ شہنشاہی میں چشمِ دامر دہون سے پوچھ رہے تھے کہ برآمد ہونے میں  
ملکہِ مہرِ رخ کے کیا عرصہ ہی لشکرِ ظفرِ اتر سمت میدانِ نبرد جا چکا وہ عرض کر رہے تھے کہ  
جامہ خانہ میں داخلہ ہی نزولِ اجلال و ورودِ اقبال فرمایا چاہتی ہیں یہ ذکرِ خفا کہ عیشِ محل  
کی ڈیوڑھی کا پردہ اٹھا تختِ شاہنشاہی نمایاں ہوا ملکہِ مہرِ رخ تختِ زرین پر تاجِ شاہی



بر سر چار قبہ شاہنشاہی در بر سپر و شمشیر مثل ہلال و خورشید سامنے رکھی ہوئی ایک پہلو میں باب  
 سحر آراستہ گردا گردنا زینیان ماہ طلعت بصد حشمت و شوکت نقیب خوش نصیب آگے آگے  
 آواز لگاتا ہوا صد اسے دور باش سناتا ہوا شعر ترقی ہوا قبال کی دہم دم دہ بڑھے عمر و دولت  
 قدم با قدم پہلے سب سے ملکہ بہار گلزار کا سلام ہوا ملکہ مہرخ نے سینہ پہا تھر رکھا  
 اشارہ تھا کہ جگہ مختاری ہمارے دلمین ہی حقیقت میں مہر و وفا تھا رہے آب و گل میں  
 ہی بعد ازاں ملکہ نافرمان و شکیل و رعد و برق و سرخ متوے کا کل کشاد ملکہ ہلال  
 سحر افکن وغیرہ نے بادب تمام سلام کیا سواری کوچ سلامت سے نکلا کہ بصد کرو فرست  
 میدان کارزار روانہ ہوئی بیت سوے دشت شہ کی سواری چلی پڑ کہے تو کہ باد بہاری  
 چلی پڑ ملکہ مہرخ نے ملاحظہ فرمایا کہ سب شاہزادیاں اپنے اپنے لشکر پر عہدہ سپہ سالاری  
 قائم ہیں اس کیفیت سے لشکر مہرخ میدان جنگاہ میں آکر ٹھہرا دیکھا کہ سامنے سے گرداڑی  
 لشکر کلاب عقاب سوار بڑے زور و شور سے آتا ہی ہر ساحر و سیاہ اپنی اپنی شان و  
 شوکت دکھاتا ہی نشان ہائے سیاہ سر کلاب عقاب سوار تیرہ بخت پر کھلے ہوئے ہوا میں  
 پھر ہرے اڑ رہے ہیں اپنے تصویریں سامری و جمشید کی بنی ہوئیں صد بجزنگ بجزنگ کی کہیں نعرہ  
 یا سامری جمشید کی بلند غرض میدان کارزار میں آکر ٹھہرے میدان آراستہ ہونے لگا ایک ساحر نے  
 خوش میں بڑھکھو کیا ابراہیم اپنی برستا ہوا نکل گیا ایک نے ایسا سحر کیا کہ ہوائے تند چلی خس و خاشاک  
 کو میدان کے ہٹا دیا ایک سنگ ول نے پتھر برسائے جو نخل حائل نظر تھے بلند و مرتفع نہر سر  
 تھے انکو کاٹ کر گرا دیا ایک ساحر نے سیلجہ کاری کا سامان کیا شیب و فراز عالم کو ہموار  
 کر دیا غار وں کو خس و خاشاک سے بھر دیا بعد آراستگی میدان صفوف آرائی ہونے لگی  
 میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کینگاہ طرفین سے درست ہوا نقیب ہائے بلند آواز کو  
 اشارہ ہوا گوئیوں کے رٹ کے ماہ تماشال خورشید جمال بھولی بھولی صورتیں کلاہ زرین بر سر  
 لباس زمکین زیب جسم انور ایک ایک انگوٹھی کان میں بٹل و یکساں بان میں مثل لالہ  
 بھیر وں کے سروں میں سرود سجائے اہالیان میدان کارزار و جد میں آئے گن گنا کر  
 آوازیں لگائیں ایسات | انقیبون نے دی یک یک صیلا | کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہی



سکندر نہ باقی رہا دہرین  
یہ دنیا سراسر رنج و آفت کی تھی  
مکانات عالی بناتے ہیں کیوں  
جگہ جو کہ آخر میں راحت کی ہے  
بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے  
گھڑی دو گھڑی جو کہ فرصت کی ہے

یہ آئینہ ہی بات حیرت کی ہے  
ہوے ز کے خاطر تو منع خراب  
عبث فکر انہیں چاہ و حشمت کی ہے  
شجا عویہ میدان جنگاہ ہے  
سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہے  
یہ اشعار عبرت آمیز شکر سب دلا

کدھر کو ہی دیر افریدون کمان  
پڑی فکر انہیں مال و دولت کی  
لحد کوئی اپنی بسا تا نہیں  
جگہ امتحان اور جرات کی ہے  
قمر مہر خالق میں کر عمر صرف  
یہ اشعار عبرت آمیز شکر سب دلا

شکل ناپائنداری دنیا آنکھوں میں پھر کئی کلیجوں پر چھری چل گئی ہوا دہوس دنیا بالکل دل  
نکل گئی ارادہ مصمم کیا کہ لڑیں اور مرجائیں اس عالم ناپائندار میں کچھ نام کر جائیں کہ یکا یک  
لشکر کلاب عقاب سوار سے فولاد مشت زن مرکب سے بڑھا کر سامنے کلاب عقاب سوار  
کے آیا اجازت خواہ ہوا کلاب عقاب سوار نے جواب دیا کہ تم کو سامری و جمشید کے سپرد  
کیا جاؤ ساحران لشکر مہر خ کو لکارنا سرداران فوج کو خن چنکے مارنا اس بچیا نے مرکب سے  
اڑایا بکبر و نخوت حمام میدان میں آیا آوز دی جسکو تھنارے مرگ ہو میرے سامنے آئے  
کچھ نیرنگ بازی دکھائے شعر گران ہر کہ را بار سومرتن است حکیم علاجش بدست  
من است اس صدا کو سنکر سمجھ صفت دست راست ملکہ مورخ نے ملاحظہ فرمایا ملکہ عالم  
کا نور نظر پارہ جگر جو ان سے عدیل شاہزادہ شکیل جادو نے فوراً پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کی  
اے شاہنشاہ گردون بارگاہ اجازت میدان دیجیے حق میں میرے دعا کیجیے آرزو ہی یا تو  
سر کو قدم اقدس پر نثار کروں یا اس بچیا مغرور کو مشکین باندھ کر سامنے حضور کے لاؤں بفرط  
مہر مادی رنگ ملکہ مورخ متغیر ہو گیا فرمایا اے جان ماورقاری جدائی بہت شاق ہے یہ فولاد  
مشت زن ملعون بہت سخت ساحر ہی عرض کی اقبال حضور کا مقابلہ کر لگا غلام کیا لڑیگا  
ملکہ نے مجبور ہو کے فرمایا بسم اللہ مالک حقیقی رب تحقیقی حافظ و نگہبان ہی شکیل جادو  
بصد آرزو سامنے فولاد مشت زن کے آیا فولاد نے گولا آہن سے کھڑکا جھولی سے نکالا  
شکیل پر بفرط غضب تمام مارا شکیل نے ایک نشتر نکالا اور کچھ اسم بڑھاکر اپنی میدان کا  
خون لیا جب گولہ قریب آیا دونوں ہاتھ پھیلا دیے کہا کہ تیرا بھوک حاضر ہے وہ گولہ گویا



موم کا ہو کر ہاتھ میں آیا شکیل جادو نے اسی خون سے گولہ کو رنگین کیا اور ندی کہ او فولا  
 بد بنیادے تیرا سیر تجھ ہی کو کھا جائیگا یہ کہو ہی گولہ اسی کو مارا اب وہ گولہ مثل شعلہ جوالہ جانب  
 سینہ فولا دشت زن چلا ہر چند سحر سے اُسکو روکا مگر نہ رکا سینہ پر کینہ پر پڑا مہر دشت  
 کو توڑ کر پار نکل گیا فولا دشت زن زمین پر گر کے جلنے لگا آندھی سیاہ اٹھی تاریکی ہوئی  
 بیرون نے آواز سنائی افسوس مارا اُسکو کہ جسکا نام فولا دشت زن تھا لشکر اسلام سے  
 صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی ملک مہرخ نے بھی فرمایا کہ ماشاء اللہ خدا نظر بد سے بچا  
 فلک کج رفتار روزیہ نہ دکھائے شکیل جادو و واسطے تسلیم کے خم ہوا پھر دلوں شجاعت  
 میں نہیب دی اوی قرعہ باطل پرستان جو تم میں سے اپنی زندگی سے بیزار ہو اگر مصروف  
 کارزار ہو لکھا ہو کہ سات ساحران زبردست طرف سے کلاب عقاب سوار کے نکلے  
 ہاتھ سے شکیل جادو کے واصل جہنم ہوئے جو وقت کہ ساتون ساحر شکیل کے ہاتھ سے  
 مارے گئے کلاب عقاب سوار کو غصہ آیا اپنے کرگدن سحر کو جانب میدان کارزار برجا  
 اور مثل دیو کے چنگھاڑتا ہوا قریب شکیل پہنچا پہنچتے پہنچتے ایک روئی کا گالا جھولی  
 سے نکالا چند قطرات آب اُسپر ڈال کر ایسا افسون پڑھا کہ وہ روئی کا گالا ایک لکڑی بن گیا  
 جون جون اوجھا ہوتا تھا دیکھنے والے کہتے تھے یہ ابری کہ خدا سے بزدل کا قہری یا اثر در  
 پڑھری خدا ابرو شکیل کی بچا۔ بے اگر یہ ابرو بر سے گاشت سر سبز حیات ساحران لشکر مہرخ  
 کو جلا کر خاک کر لگا چشم زندن میں ایک ایک قہارہ اسکا ہلاک کر لگا یکا یک وہ ابرو محیط عالم  
 ہوا ہر چند کہ شکیل نے بہت رو کر نے ابرو کو زمین جستجو کی لیکن کچھ نہوا ابرو کا نادشوار ہوا  
 اسقدر ابرو برسا کہ زمین پر مثل دریا سے قہار پانی کی طغیانی ہوئی کشتی حیات شکیل طوفانی  
 ہوئی یعنی ایک نہنگ سیاہ رنگ اُس دریا سے پیدا ہوا اور طرف شکیل کے چھٹا  
 یہ شناور دریا سے جرأت و آشنائے قلزم جلالت تیغہ کھینچا مرکب سے کوڈ پرا جا ہلا کہ  
 تیغہ سحر کا ہاتھ لگاؤن اُس نہنگ کے منہ سے ایک حباب نکلا کلائی پر شکیل جادو کے  
 پڑا تیغ ہاتھ سے چھوٹ کر دریا میں گری مثل کشتی سامنے سے بہتی ہوئی نکل گئی شکیل  
 نے ہر چند کوشش کی مگر وہ نہنگ اس کو ہرگز خوبی کو نکل گیا اور غوطہ مار کر اسی دریا



تلاطم میں غائب ہوا کلاب عقاب سوار شکیل سے فرصت پا کر اور زیادہ جوش میں آیا مثل  
 رعد گرجا لشکر اسلام پر برس پڑا یعنی ابرو دریا سے سحر کو کل لشکر مہرخ پر اشارہ کیا ابرو آسمان  
 سے برسنے لگا دریا سے طوفان اٹھا ملکہ مہرخ اور ملکہ بہار وغیرہ نے دیکھا ہزار ہا بندگان  
 خدا دریا سے سحر میں ڈوبے سر مثل حباب تیرنے پھرتے ہیں وہ تلاطم ہی کہ ہر ایک کا ہوش  
 گم ہو دریا تو اس جوش پہوا بر میں یہ اثر ہی کہ جسیر قطرہ آب گرتا ہی پانی ہو کر بہ جاتا ہی پناہ پانی  
 اہل لشکر مہرخ کو شکل ہی ادھر دریا کا کنارہ نایاب ہی ادھر سر پر بارش باران سحاب ہی  
 کیونکر جان بچائیں آفت ہاے ارضی و سماوی نازل ہو کہاں جائیں نا خدا کے کشتی عالم  
 کے سوا کون بچائے گا اس طوفان موج خیز میں وہی کام آئیگا یہ ہنگامہ جو ملکہ مہرخ وغیرہ نے  
 ملاحظہ کیا اپنی اپنی سواری سحر سے سب سردار اترے اور دریا اور ابرو پر سحر کرنا شروع کیا  
 ہنگام خون آشام کو جلا یا مچھلیوں کو قتل کیا ملکہ مہرخ نے طرف رعد و برق کے اشارہ کیا  
 برق تڑپ کر ابر پر گری حکم کر ابر کے ٹکڑے اڑائے پانی برسنا دم بھرن ہو  
 ہو گیا رعد نے قریب دریا کے جا کر ایک جھج ایسی ماری کہ خون سے دریا کا کلیجہ پھٹ گیا  
 ایک ہی آواز میں دریا سمٹ کر سمجھے ہٹ گیا کل گرداب چشم پر آب نکلے حباب نہ تھے  
 آنکھوں پر اس قلم زخار کے درم آگیا تھا مچھلیوں کا کلیجہ پھرا رہا تھا ملکہ مہرخ دہارنے  
 بھی کچھ ماش کے دلنے پڑھ پڑھ کے دریا میں ڈالے جسکی نہیب نے ریا غائب ہونے لگا  
 کلاب عقاب سوار قہر و غضب میں آیا مثل خوک صحرائی چلایا کل لشکر کو آواز دی لینا  
 یہ باغی نہ جانے پائیں دشمنی کا شہنشاہ کی پھل پائیں یہ لکھ کر سحر کرتا ہوا مع فوج شقاوت موج  
 لشکر ملکہ مہرخ پر جا پڑا ملکہ مہرخ تخت پر سوار ہو میں نقاروں پر چوب پڑنی عالم ہائے زرین  
 کے پھر ہر کھل گئے دونوں لشکر مثل آب شور و شیریں و برنگ شب و روز آپس میں مل گئے  
 گولے اچھلنے لگے ترخ چلنے لگے نخل ہائے صحرائی مثل شمع کا فوری جلنے لگے ایک سمت آ کر  
 ملکہ بہار نے گلہ سہ سحر مارا پھول برسے لگے جسیر پھول پڑا یا اٹھا کر سونگھا رنگ رو متغیر  
 ہونٹھوں پر خشکی آنکھوں میں تری حواس میں اتہری ظاہر ہوئی اشعار عاشقانہ پڑھنے  
 طرف ملکہ بہار گلزار کے دوڑے ابیات



نہ کسی زلف سے کام تھا نہ کسی کا گیسو نے ام تھا  
مجھے تو فراغ مدام تھا مگر اب کی تیج میں آ گئے  
کھڑے پوچھ رہی ہوں یہ کسی کے گھر ہی عاشق کے تو ہیں مگر  
انہیں بستی والوں کے تھے جگر جو تمہارے داغ اٹھا

کسی کا گریبان چاک کسی کے منہ پر خاک آثار عشق چہرہ سے ہویدا گل رخسار بہار کا شیدا  
اُس بیقراری میں یہ پکارتا تھا کہ اے غنچہ نودمیدہ باغ خوبی وای سرور عنا سے چمن مجھ کو بی ہم  
اسیر طرہ گیسو و فرج خنجر ابرو نگاہ مہر و وفا کے طالب ہیں سب عاشقوں پر محبت میں غالب  
ہیں براے باغبان تضاد و قدر یک نظرے خوش گذرے ملکہ بہار جادو و مسکرا کر انکو جوا  
دیتی بختیں اگر ہمارے عاشق صادق ہو تو وار کھینچو اپنے گلے پر رکھو دیکھیں کیوں کر مرنے ہو  
دل دادہ نگاہ سحر آگین یہ کلام رنگین سنکریغ و خنجر کھینچ کر اپنے اپنے گلون پر رکھتے تھے تو  
کے مزے چکھتے تھے چہرے زرد مثل برگ خزان دیدہ زمین پر پڑے تھے ایک طرف  
رعد و برق نے لشکر کو تباہ کیا تھا یعنی رعد نے کافون پر ہاتھ رکھ کے آواز لگائی منہ رعد  
جادو و برق جادو و رعد آسمان پر چمک رہی تھی بیٹے کی آواز سنی فوراً ترپڑ گئی  
کئی سو کو کاٹ کر پھر بلند ہوئی ایک سمت ملکہ سرخ مو کے کاکل کشا بصد ناز و ادا اسطور  
سے مصروف جنگ ہو کہ سنجہ نگارین سے کاکل مشکین کو تھام کر جنبش دی معلوم ہوا کہ مار  
سیاہ لہرایا آنکھوں میں لشکر رعد کے اندھیرا جھپایا اُس تاریکی میں ملا زمان ملکہ سرخ و لشکر  
رعد کو پا مال کر رہی ہیں اسی طرح سب سرداران نامی اپنے اپنے سحر سے آفتین برپا  
کر رہے ہیں دم جرات کے بھر رہے ہیں کلاب عقاب سوار نے جب یہ معرکہ قیامت خیز دیکھا  
اپنے کرگدن سحر کو فوج سے ہٹایا ایک گوشہ میں آ یا زیر سایہ نخل ٹھہر کر جھولی میں ہاتھ ڈالا  
ایک چراغدان مع چومک نکالا بجائے روغن اُس چومک میں اپنا خون ران کا کاٹ ڈالا  
کچھ بال سر کے نوچے اُسکی بتیان بنائیں پھر روئی جھولی سے نکالی بالون کو اُس میں لپیٹا یا سامی  
لکڑا ایک چنچ ماری چارون بتیان مثل شمع کا فوری روشن ہوئیں اب چراغدان کو ہاتھ میں لیکر  
بلند کیا میدان میں ایک شعلہ چمکا جب اُسکی ضو پھیلی سرداران لشکر سرخ کے چراغ عقل  
گل ہوئے شب تاریک بخت نارسا نے یہ اندھیرا چا یا دن دھاڑے روز سہ دکھایا سحر  
فراموش ہونے لگے خود بخود بدحواس ہو کر ابالیان لشکر سرخ پیچھے ہٹے یا تو قصد تھا کہ لشکر کفار



گو مارین اور بڑھ بڑھ کر انکو لکارین یا لیک ایک تاثیر روشنی چراغ سے مثل شعلہ کے پھرائے گھوڑے  
سرداروں کے بھڑکنے لگے ساحر مثل ماہی بے آب زمین پر گر کے پھڑکنے لگے ایسا

عجب گردش چرخ کج باز ہی	کہیں سو نہ ہی اور کہیں سا نہ ہی	کہیں جاہ و دولت کا سنا مان ہوا
کوئی مثل گیسو پریشان ہوا	کسی جاہی شادی تو ماتم کہیں	کہیں چہچہ چشم پر خم کہیں
کسی نے رکھی سر پہ ترچھی کلاہ	سراسر کوئی ہو رہا ہی تباہ	کوئی ہجر ساقی من ساغر بدست
کوئی بادہ کبر و نخوت سے مست	کوئی صاحب دولت و تاج ہی	کوئی واسنے دل سے کو محتاج ہی
شگفتہ ہوئے غنچہ و گل کہیں	ترپتی تھی بیتاب بلبل کہیں	ہوا فوج مہرخ میں یہ انقلاب
بڑھا لیکے لشکر وہ خانہ خراب	کلاب سیہ بخت تھا باغ باغ	لیے ہاتھ میں اپنے روشن چراغ
اسے فہم کامل تھی اور ہوش تھا	ادھر سب کو فراموش تھا	فہر سرنگون ہوں اسی غور میں

بچے جان اس چرخ کے دور میں جبکہ ملکہ مہرخ و ملکہ بہار و غیمہ کل سرداران نامی سے ہو

یہ آفت دیکھی فوراً سپرین سحر کی بنا کر اپنے اپنے چہروں کے آگے قائم کہیں کہ عکس چراغ ہم پر  
نہ پڑ جائے چراغ سے کہیں آنکھ نہ لڑ جائے مگر اس حال پر ملال میں دفع سحر کرنا محال ہوا  
چشم زدن میں لشکر مہرخ کا یہ حال ہوا کہ سپر و جوان کی زبان سے صدائے الامان بلند ہی  
ہر ایک خرد و کلان اس آفت سے دردمند ہی ضرور چراغ کی پھیلی ہوئی دو غلیظ سے تاریکی ٹپھتی  
جاتی ہی ادھر لشکر کلاب عقاب سوار پامال کرتا ہوا چلا آتا ہی ایک طرف سے کلاب اپنی  
سرکشی دکھاتا ہی یعنی ایک بلند ٹیکرے پر کھڑا ہی ایک ہاتھ میں چراغ لیکر بلند کر کے دکھاتا  
ہی ایک ہاتھ سے گولہ سحر کا لگاتا ہی اسوقت اس بدحواسی و پریشانی میں سرداران لشکر اسلام  
نے بیقرار ہو کر دست و عابد رگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ ای چارہ ساز یچارگان وادی داد  
بلیسان ارحم الراحمین رب العالمین جلد و کراس بلا کو رد کر نظم موافق مضمون مقام ہذا

خداوند اشہم را روز گردان	چو روز اندر جهان فیروز گردان	شبے دارم سپہ چون بخت امید
درین شب روسفیدم کن چرخ شید	توئی یاری دہ فریاد ہر کس	بفریاد من فریاد خواہ رس

بہ عنایت رب اکبر تیر دعا ہوتی مراد پر پہونچا یعنی سب نے دیکھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک  
ہوا پر اڑتا ہوا آتا ہی اسپر افرا سیاب سوار تلج شہر یاری بر سر زبور جو اہر جسم پر آرا ستر



موتیوں کے مارے کھٹے یا قوت احمر کے زیر گلوبند آرزو آواز دیتا ہوا کہ ای قوت بازو سے  
 میں کیا کہنا مہر خ وغیرہ یا تو جان بچانے کی تدبیر میں کچھ کچھ سحر پڑھ رہی تھیں یا افراسیاب کو  
 کو بکھر خون کا یہ جوش ہوا کہ جو سحر یا دھواہ بھی فراموش ہو چاہا کہ جان بچا کر نکل جائیں مگر شرم  
 و دلاوری مانع ہوئی ہر چند قلب خطر یا کلیجہ منہ کو آیا مگر میدان جنگاہ کو نہ چھوڑا جان دینے سے  
 منہ نہ موڑا یہاں تخت افراسیاب قریب کلاب عقاب سوار آکر اتر کلاب نے جھک کر  
 سلام کیا افراسیاب نے سر سینے سے لگا لیا اور کہا کہ ای برادر میں باغ سیب سے کتاب سامی  
 میں تمھاری جرأت اور شوکت دیکھ رہا تھا اول بتنے ابرو و ریا سے سحر بنایا ان یاغیوں نے  
 جوش میں آکر اسکو مٹایا شکیل کا گرفتار ہونا بھی میں نے دیکھا اسکو گرفتار کر کے کیا کیا قتل کیوں  
 نہ کروا لا آئے تمھارے سردار مارے ایسے سرکش کو کیوں زندہ رکھا کلاب نے عرض کی  
 ای شہنشاہ وہ مسخو میرے خیمہ میں سیوش پڑا ہی میں نے خیال کیا سب کے ساتھ اسکو بھی  
 قتل کرونگا یہ چراغ بزرگوں کے زمانہ سے ہے جب کوئی بڑا وقت آتا ہے تب روشن کیا جاتا ہے  
 بجائے روغن خون جسم کا اس میں جلتا ہے اسکے روشن کرنے میں شعلہ آتش منہ سے نکلتا ہے مگر  
 ان کچھ امون نے ایسی سرکشی دکھائی کہ تاب نہ آئی افراسیاب نے کہا تیرا مثل کہاں ہے  
 سحر سامی کا منہ عیان ہو کر وہ دیکھو سامنے بہار و مخمور سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہیں تم نجوی  
 آگاہ ہو جس دن سے بہار اپنی بہن سے لڑ کر نکل آئی میرے باغ میں سناتا ہے مخمور کی جدائی  
 بادہ رنج و غم کا خار ہو گیا نشہ کا اتار ہے ان دونوں کو جلد گرفتار کر لے کلاب نے پوچھا ای  
 شہنشاہ کہاں افراسیاب نے کہا وہ جاتی ہیں جیسے ہی کلاب نے پلٹ کر اس طرف دیکھا  
 پہلو سے آواز آئی باش اویچیا منم شہنشاہ اوج عیاری نعرہ عروم کہ کلمہ از سر قیصر برم  
 رنگ از رخ بختک بد اختر برم اور مجلس خسروان جو گروم ساتی تیغ و سپر و سب و ساغ برم  
 یہ نعرہ کر کے خنجر لپٹ کے مارا اس پہلو پر پڑا اس پہلو کو توڑ کر نکل گیا کلاب ہائے کہ ازین  
 گرا آسمان پر ابر تیرہ و تار یک پیدا ہوا سنگ باری برت باری ہوئی آواز آئی کہ مارا جھکو  
 کہ نام میرا کلاب عقاب سوار تھا عروم نے گرتے گرتے تاج اسکے سر سے لیا لباس بھی اتارا  
 قصہ عروم کا قبل تھا کہ اس چراغ کو لینگے اور اپنے خیمے میں روشن کرینگے کوئی ہمارے خیمہ میں



نہ آسکیگا اسباب ہمارا نہ اٹھا سکیگا اندھا ہو جائیگا ٹوٹتا پھر لگا کر اُسکے مرنے ہی وہ چراغ جل کر  
 خاک ہو گیا خواجہ ٹیکرے سے کود کر بھاگے مہرخ اور بہار نے دیکھا کہ عین وقت پر خواجہ نے اگر  
 کلاب عقاب سوار کو مارا کیا کمال کیا یہ دیکھتے ہی دل قوی ہوا لشکر کلاب پر حملہ کیا گو بے  
 تریخ ناریخ سحر کے چلنے لگے زمین سے شعلہ نکلنے لگے وہاں شاہزادہ شکیل کہ خیمہ کلاب میں ہوتا  
 پڑا تھا سحر میں اس بچیا کے مبتلا تھا اسکے مرنے سے خود بخود ہوش آیا غصہ میں اٹھا نگہبان دوڑ  
 چاہا پکڑیں شکیل نے چند سنگریزے اٹھا کر مارے کئی سو کے سر پھٹ گئے مرکز زمین پر گرے شکیل  
 سے جل کر خاک ہوئے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئے اسی طرح لڑتا ہوا بیرون خیمہ آیا دیکھا ہنگامہ  
 رزم گرم ہر فوج کلاب پر آفت برپا سرداران مہرخ کے نعرے بلند ہیں لشکر کلاب بھاگنے  
 پر آمادہ تھا مثل مشہور ہے لشکر بے میر فقیر بے پیر تکیہ بے فقیر ترکش بے تیر کارہین آخر ملازمان  
 کلاب تاب مقابلہ سرداران مہرخ نہ لائے بمشکل تمام لاشہ کلاب اٹھایا اور ایک کھٹے پر  
 ڈال لیا روئے پیٹے خاک اڑانے طرف باغ سیب کے روانہ ہوئے یہاں اہل اسلام نے خیمے  
 و بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضے میں کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا ایک ایک ساحر کو اسقدر  
 انعام ملا کہ غنی ہو گیا نوبت و نقارے بجاتے ہوئے سرداران نامی مع ملکہ مہرخ سحر چشم  
 داخل بارگاہ ہوئے کمیدان رسالدار اپنے اپنے مقام پر کمر بن کھول کھول کر اترے سجدہ شکر  
 پر روگزار بجالائے جہت دفع شکوک سامعین تحریر کیا جاتا ہے کہ جس تخت پر خواجہ عمر و سوا  
 ہو کے آئے تھے وہ تخت انکو ملک زبرجد نگار سے ہاتھ آیا ہو حکمانے واسطے زبرجد شاہ کے  
 بنایا تھا واضح ہو کہ زبرجد شاہ خدائی کرتا تھا دامہ جادو بہت بڑی ساحرہ تھی اُسنے سامان  
 خدائی زبرجد شاہ درست کر دیے تھے ایک قصر معلق بنایا تھا اُس میں زبرجد شاہ رہتا تھا صبح کو  
 اُس تخت پر سوار ہو کر بصد کرو فر تخت کو اڑاتا ہوا دربار میں آتا تھا سب کو جاہ و جلال دکھاتا تھا  
 خواجہ نے بڑے زور و شور سے عیاری کر کے اپنے تئیں قصر معلق پر پہنچایا تب یہ تخت  
 ہاتھ آیا جب زبرجد شاہ کو گرفتار کر کے داخل کر لیتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں کہ میں زیر قصر  
 معلق کیونکر جاؤں اُسی حیرانی میں ملاحظہ فرماتے ہیں کہ پایہ تخت میں ایک تختی نصب ہے اُس میں  
 مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص اسپر سوار ہو بلندی پر جانا منظور ہو تو اکثر اسمیں کسین نصب ہیں اگر فلاں



کل کے اوپر ہاتھ رکھے یہ تخت بلند ہوتا چلا جائیگا اگر یہ چاہے کوئی کہ مائل پستی ہو تو اس طرح اس  
کل کو دبائے نیچے اتر آئے غرض کہ سب طرح کی صورتیں اس میں مرقوم کھینچیں جیسے خواجہ نے اس تخت کو  
پایا ہو بوقت ضرورت اس پر سوار ہونے میں داستانیں بالتصریح و تفراہج نامہ میں موجود ہیں انشاء  
الرحیات مستعار بانی ہو تو بخاطر فیض عاظم جناب نشی نو لکھنؤ صاحب بلاخطہ ناظرین باتمکین  
پیشکش ہوگی اور دوسرے اگر شاید ناظرین خیال فرمائیں کہ سحر چراغ کلاب عقاب سوار نے  
خواجہ پر کیوں نہ تاثیر کی سر پر خواجہ عمر کے کلاہ حجاب الابصار تھی خاصیت اس میں یہ ہو کہ  
سحر صاحب کلاہ پر تاثیر نہیں کرتا سوائے ضرورت شاقہ کے صاحبقران نے قسم لیلیٰ ہو کہ  
بلا وجہ اسکو سر پر نہ رکھنا اسوقت اسکو ہنک بھرت افراسیاب آئے تھے فی الجملہ یہ فتح  
عیاری خواجہ عمر و فضل رب اکبر حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ملکہ مہرخ سر پر جہان بانی  
پر اگر بصد فرو تمکین جلوہ فرما ہوئیں دربار گرم ہوا محفل عیش کی تیاری ہوئی رفا صان بر کھڑ  
آکر قفس کرنے لگے ساقیان خور خسار جام بادہ گلنار لیکر میکشون کو مسرور کرنے لگے کہ تمہارا  
یکایک خواجہ عمر و بصد کرو فرماتے مہتر برق فرنگی و جالسنوز و ضرغام شیر دل و مہتر و ان  
نامدار و چالاک بن عمر و داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے تمام شاہزادیاں واسطے تعظیم  
و تکریم کے اپنی اپنی جگہ سے اٹھیں خواجہ عمر و کرسی جو اہنگار پر بیٹھے عیار ان نامی اپنے  
اپنے عہد و ن پر تمکین ہوئے سردار دن نے شکریہ خواجہ ادا کیا ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ  
کشتی میں لگا کر سامنے پیشکش کیا خواجہ عمر و شگفتہ ہوئے مٹھ بھلائے بیٹھے رہے ملکہ مہرخ نے  
دست بستہ عرض کی کیوں خواجہ خیر تو یہ عمر و نے سر جھکا کر کہا کہ ملکہ میں لٹ گیا ایک مہاجن نے  
معتبر جانکر دو صندوق دیے تھے واسطے فروخت کرنے کے وہ میری کمر سے لگے تھے اسوقت جلدی میں  
عیاری کرنے آیا اس بچیا کو مارا وہ دونوں صندوق کمر سے گر گئے اب اس مہاجن سے بڑی تکرار ہوگی ملکہ  
مہرخ کچھ سمجھ کر ہنسن عرض کی ہم سب طرح پر حاضر ہیں جبکہ حکم ہو پیشکش کریں خواجہ عمر و نے سر جھکا کر  
فرمایا اسکی تعداد غیر ممکن ہے آپ لوگ اپنے موافق مقدور کے جو کچھ دینگے اسکو دیکر سمجھاؤ گا آئندہ جو  
باقی رہے گا محنت و مزدوری کر کے ادا کرے گا اعتبار میں فرق نہ آنے دو لگا عرض کل سردار دن نے زکیر  
بصد و غیر لگا کر سامنے خواجہ کے حاضر کیا زرخ و سفید کو دیکھ کر چہرہ خواجہ کا مثل کندن کے دکنے لگا



ہنس کر فرمایا مجھے کیا تم سب صاحبوں سے انکار ہی یہ کہلو وہ سب زر کثیر نذر زینیل کیا ملکہ مہر خنے باور  
 عرض کی آج خدا نے زندگی دوبارہ کی وقت عیش و سرور ہو اگر خلافت خاطر مبارک نہوسر فراز فرمایا  
 فی بجایے بخدا علم موسیقی میں آپ شہرہ آفاق ہیں کان سب کے صداے الحان و ادوی کے مشتاق  
 ہیں خواجہ کا بھی اس وقت دماغ بادہ ناب سے گرم تھا نازنینان پر چہر شیرین ادا گلغذا را ماہ خسار  
 صحبت میں حاضر تھیں دو رجام و گلفام بے دغدغہ گردش ایام حل رہا تھا بادہ کشان خجائے عشرت  
 کا حوصلہ نکل رہا تھا ایک سمت کثیران ملکہ ہمارے بند ناز و انداز مثل طاووسان طناز سرگرم خرام نازک

ایک اک انہیں شوخ دیدہ تھی پردہ ناموس کا دریدہ تھی ایسی بے چین ایسی گرما گرم

برق و سیلاب کو بھی آوے شرم خواجہ نے اس جلسہ کو دیکھ کر دست دعا اٹھائے اور یہ دعا دی

کہ اے بہار پیراے عالم لعل طفت و کرم اس باغ پر بہار کو باد خزان سے بچا نا پھر بھی ایسا روز سیہ  
 نہ دکھائے کہ لعل لعل خوشی جیب سے نکالی ساز ندون کی جانب متوجہ ہوئے کہ تم سبھوں کی اس  
 ہی روح تانہیں کا پاس لعل ساز ملاؤ ہمارے قریب آؤ لیکن خیال رکھنا ہم سے الگ نہونا فوراً  
 کاروان علوم موسیقی نے ساز ملائے خواجہ نے فی کو پھونکا اول اس بند کو مصنف کے شروع کیا چہرہ

غم مطرب پس سے قصر دل آباد کرتے ہیں دل نالان کے نالون سے طبیعت شاد کرتے ہیں  
 ترانے مثل بلبل ہم نے ایجاد کرتے ہیں کسی محبوب کی بزم مطرب کو یاد کرتے ہیں

برنگ فی ہمارے استخوان فریاد کرتے ہیں

صداے فی جو بلند ہوئی آواز خیر سے سامعین کو غش آنے لگے دل بھرائے قلب تھرائے  
 آنکھوں سے اشکون کا تار بندھا پھر عمر و نئے جوش میں اگر یہ غزل بجائی غزل

مجھ کو جس دل کی شکایت تھی کہ قابو میں نہیں اب تر پتا ہوں اکیلا وہ بھی پہلو میں نہیں  
 بھر کی شب آئی تھیں کتنی بلاتین کچھ نہ پوچھ اس قدر تھیں جتنے بل بھی تیرے کیسو میں نہیں  
 دلغ عشق یار کو اپنا نہ سمجھے دل کبھی رنگ کتنا ہی وفا اس پھول کی بو میں نہیں  
 کہتے ہیں وہ اپنے انداز آئینہ میں دیکھ کر آج کچھ میری طبیعت میرے قابو میں نہیں  
 بے اثر و دونوں ہیں گواہ اپنے دم سردا شک گرم پھر بھی یہ جو آہ میں گرمی وہ آنسو میں نہیں  
 تو چھپائے لاکھ جب چھپنے بھی نہ دلی تپ دل ہی عاشق کا یہ پھلی تیرے بازو میں نہیں



<p>میٹھے ہی پاس مجھ کو آپ سے باہر کیا خود گلا کاٹو گے اپنے زخمیوں کو دکھ کر تم ٹپکتے دید کی حسرت کو کیونکر دیکھتے دلکو صدمے کیسے کیسے دل کی الجھن نے دیا وصل میں بھی ناگوار انکا نکلتا ہوا جلال</p>	<p>غیر کے پہلو میں ہو تم میرے پہلو میں نہیں ترچھے زخموں کی ادا وہ ہو جو ابرو میں نہیں آنکھ سے گر پڑنے کی خصلت اس آنسو میں نہیں یاد گیسو کے وہ جھٹکے ہیں جو گیسو میں نہیں کیا کہیں ارمان دل کے اپنے قابو میں نہیں</p>
---	--

یہاں تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ ہو جلسہ جما ہوا ہو مگر اب دو کلمہ داستان افراسیاب کے بیان کیے جاتے ہیں انشاء اللہ ناظرین اس داستان حیرت بیان میں لطفت تازہ پائینگے مصنف کو بدعاے خیر یاد فرمائینگے افراسیاب جادو باغ سیب میں آیا ہو چونکہ قتل اسد غازی کا ارادہ کیا تھا اسوجہ سے ملکہ حیرت بھی مع وزیر امرا و مع شاہان طلسم اس مقام پر موجود تھی افراسیاب حیرت جادو سے کہ رہا ہو کلاب عقاب سوار مقابلہ میں باغیوں کے گیا ہو کاشا بنکر سکے دل میں گھٹکیگا وہ راہ افسون گری سے نہ بھٹکیگا تمھاری ہمیشہ صاحبہ بھی گرفتار ہو کے آتی ہوئی اب مجھ سے اسکی سفارش نہ کرنا خبردار کچھ گزارش نہ کرنا آتے ہی ایک ایک کو قتل کر دوں گا آنکو نافرمانی کی سزا دوں گا یہ سنکر حیرت کا چہرہ لال ہوا غصہ سے عجب حال ہوا فرط غیظ و غضب سے ہونٹھ کانپے منہ سے بات نہ نکلتی تھی ضبط کر کے جواب دیا کہ واہ شہنشاہ ہو جب مثل دھوبی سے نہ جیتے گدھے کے کان اٹھیں میں نے خود کیسے کیسے رنج اٹھائے ہیں ان کلمہ امون سے کیا کیا مرنے پائے ہیں جو میں آنکو قتل سے بچاؤنگی اسی اثنائے شور گریہ و زاری بلند ہوا حیرت نے گھر کر پوچھا دیکھو یہ کیا ماجرا ہو کون روتا پیٹتا ہو کنیزین واسطے خبر کے اٹھی تھیں یکایک دیکھا کہ ملازمان کلاب عقاب سوار نالان و زار لاشہ اپنے مالک کا لیے ہوئے سامنے افراسیاب کے حاضر ہوئے پکارے دہائی شاہنشاہ کی افراسیاب نے پوچھا ارے کیا عرض کی سمجھوں نے حضور ہمارا مالک اس زور و شور سے لڑا کہ باغیوں پر اس جلدی میں کبھی کوئی غالب نہ آیا ہوگا اول ابرو دریا سے بھر بنایا اس کو کون کون نے باطل کیا اس دشمن نے چراغدان سحر نکالا کہ جو کئی سال میں پوجا پاٹ کر کے بدقت تمام بنایا تھا جلا یا عوض روغن کے اپنا خون صرف کیا اُسکے خوف سے سواران لشکر مہرخ کو سحر فراموش ہوا کل لشکر نے بھانسنے



کا قصد کیا کیونکہ سحر کا ایک حرف کسی کو یاد نہ تھا ہمارے مالک ایک ٹیکرے پر کھڑے ہوئے چرخ دکھارہے تھے دشمنان تیرہ بخت کو جلا رہے تھے اب خطا معاف ہو تو حقیقت بھی عرض کریں لیکن جان کی امان پائیں تو زبان پر لائیں افراسیاب نے کہا بیان کیوں نہیں کرتے اسمین معافی خطا کیسی تمھاری ایسی بیسی سب تو نہ بول سکے لیکن دو چار سردار جو زیادہ گستاخ تھے وہ دست بستہ آگے بڑھے عرض کی کہ اوشہنشاہ ہمارا مالک تو غالب آچکا تھا یکا یک حضور کا تخت نمایاں ہوا اسی ٹیکرے پر پاس کلاب عقاب سوار کے حضور اترے ہمنے دور سے دیکھا کہ پہلے کچھ باتیں ہوئیں یکا یک حضور نے غصہ میں آکر لکڑا کلاب کی کوکھ پر بھجوا دیا وہ تڑپ کر آپ سحر کر کے غائب ہو گئے خداوند صاف فرمائیے غلاموں سے نہ چھپائیے وہ تو قوت بازو تھا زینت پہلو تھا کسی زمانہ میں اس سے کچھ خلاف طبع والا ہوا تھا جسکے عوض میں حضور نے یہ انتقام لیا اگر ایسا ہی تھا بعد فتح جنگ سزا دی ہوتی یا قید کا حکم دیا ہوتا جبرانہ کیا ہوتا سلطنت سے معزول کرتے شہنشاہ ایسا غصہ جان ہی سے مار ڈالا خوب مکھڑا رون کو جانفشانی کا فراملا اب ہم سب پر حال بغاوت مہر خ و بہار وغیرہ بھی ظاہر ہوا کہ جان و آبرو کے خوف نے کل گئے ایک غیر شخص غریب الوطن کے شریک ہوئے یہ باتیں سنکر افراسیاب مثل مار دم بریدہ کے غصہ سے بل کھانے لگا قہر و غضب میں طفرانے لگا غیظ سے چہرہ سُرخ ہوا کف مُنھ میں بھرا یا بقہر و غضب تمام جواب دیا کہ اویجیا و نامردو بے وقوف اندھو یہ کیا و اہیات کہتے ہو مابد دولت تو سحر سے بیرون باغ تک بھی نہیں تشریف لگے میں نے اُسکو کیونکر بار امیر چچا زاد بھائی تھا ہر چند نالائق تھا مگر کروہار و سپہ خرچ کر کے سحر سکھایا علم نیر خجالت پڑھا یاد رکھنے میں موٹا تھا لیکن مجھ سے بہت چھوٹا تھا اسپر میرا ہاتھ کیونکر اٹھتا اور سردار تو خاموش ہو گئے لیکن طرار جادو کہ یہ سپہ سالار لشکر کلاب تھا اسکو تاب نہ آئی قبضہ پر ہاتھ ڈال کے عرض کی کہ آپ کے ارشاد کو کون جھوٹ کہے صاف تو یہ ہے کہ تین لاکھ فوج نے ہماری دیکھا اپنی خرابی اپنی زبان سے کہنے خداوند سامری و جمشید سے آپ کے ظلم کی فریاد کرینگے یہ سنکر افراسیاب نے بقہر آواز دی ان سبکو جو تباہ مانے ان زبان درازوں کی ناکین کاٹ لو کہ مابد دولت کو چھوٹا بناتے ہیں میرے بھائی کا مجھ کو قائل بنائے میں غلامان افراسیاب اپنے اپنے مقام سے اٹھے تموارین پکڑ کے قریلیان کر سے نکالنے گئے



ان سب کی ناکین کاٹ لین جب تو طرار جاوونے بھی اسباب سحر نکالائے سحر برق مثال کھینچا  
 ساتھ والوں کو آواز دی کہ یار داب نکٹے بنو گے یا جان دو گے میں اس سے لڑ بھڑ کر مر جاؤنگا  
 ناک نہ کٹوؤں گا یار و کیوں حیران ہو جان بازی کرو کہ اس ناک کاٹنے والے کو بھی کان ہو پھر بھی  
 کسی سپاہی شریف سے ایسے کلمات نامعقول نہ کہے آپ ہی حرام زادے نے ہمارے مالک کو  
 مارا ہی ہم جو جان بچا کر آئے ہیں تو ہماری ناک کاٹنے کا حکم دیتا ہی یا خداوند سامری و جمشید تیرا  
 ہے کہ ہم لشکر مرخ سے کیسے لڑے دشمنوں سے کیسے معرکہ پڑے یہ بیداو گر ہم پرستم کرتا ہی زبردستی  
 ہماری آبروریزی کا در پی ہو ساتھ والوں نے آواز دی ای افسر ہمارا تیرا ساتھ ہی تیرا دامن  
 دولت ہی اور ہمارا ہاتھ ہی جہاں تیرا پسینہ گرے گا وہاں ہم سب لوگ رائیگے ہرگز ہرگز ناکین نہ کٹوایں گے  
 یہ کھڑے سحر ہاتھ میں لیے غلامان افراسیاب پر جا پڑے آگے سکے طرار نامدا عقب میں  
 یہ فوج بشمار غلامان افراسیاب سے ترخ و تارخ گچھے پیکان کے چلنے لگے مرنے والے تو بہت  
 بُرے ہوتے ہیں ایک چشمزدن میں پانچ ہزار غلامان افراسیاب مارے گئے سو بہ بھی کام آئے  
 اب طرار نے چاہا کہ باغ سیب سے لڑ بھڑ کر نکل جاؤں بس افراسیاب نے یہ کیفیت دیکھ کر  
 آسمان کے اشارہ کیا ایک لکڑی اچھٹ کر آسمان پر آیا پانی برسے لگا برق چمکنے لگی بعد گرجنے  
 لگا جب قطرہ پڑا بیوش ہو کر زمین پر گرا افراسیاب کے سحر کی کون تاب لا سکتا تھا جب وہ  
 بیوش ہو گئے ملازموں کو حکم دیا کہ ان سبکی مشکین باندھ لو طوق و زنجیر میں مسلسل کرو ہوشیا  
 کر کے انکو ہمارے سامنے لاؤ اب جو ان سبکی آنکھ کھلی سحر فراموش تھا ضعف و نقاہت کا  
 جوش تھا اپنے کو قید پایا افراسیاب نے آواز دی کیوں نکھر امواب کہو تمہارا کیا حال کرو  
 طرار سے پھر بھی ضبط نہ ہو سکا جواب دیا کہ نکھر ام تو ہی شہنشاہ لاحقین اپنے ولی نعمت کو جسے تجکو  
 خاک سے پاک کیا اسی کو بکر گرفتار کر کے طلسم ہوش ربا پر قبضہ کیا اب شہنشاہ میں بٹھا ہی ہو  
 نکھر ام کتا ہی اب تیرے فیضے میں ہیں قتل اور غیر قتل کا تجکو اختیار ہی یہ سنکر افراسیاب نے  
 اشارہ کیا کہ جلد بیرون باغ سیب میدان خونی کی تیاری کرو ان چرب زبانوں کو داروں پر  
 کھینچو کہ سرکشان طلسم کو عبرت ہو ظاہر ہماری شوکت ہو ملازم افراسیاب کشان کشان  
 بیرون باغ لائے دارین استاد ہو میں جلاو ان مرغ خصلت تیغہ ہائے ہرمنہ لیے ہوئے سا



آئے کسی کو زبرد ار لائے کسی کے واسطے چبوترے ریت کے بنائے ایک جلاد نے ہاتھ پکڑ کر  
طرار کا کھینچا تیغ زہرا لود پکڑ کر سر پر آیا اسوقت طرار کا یہ حال تھا آنکھوں میں آنسو بھرے  
ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس دل سے کہتا تھا کہ ای صرخ و عمر کے خدا اگر ہم اس قتل سے  
نجات پائیں سامری و جمشید پر لعنت کریں عمر کے شریک ہو جائیں وہ بیشک جو ہر شناس ہو قدر  
ہو اور یقین ہو کہ خداے نادیدہ برحق ہو طرار تو دل سے یہ باتیں کر رہا ہی کبھی آسمان کی طرف جاتا ہی  
کبھی شباب کی موت پر آنسو بہاتا ہی افراسیاب نے ایک حکم دیا ہی چاہتا ہی کہ حکم ثانی دے کہ  
بقدرت رب اکبر ملکہ صرصر سامنے سے نمایاں ہوئی یہ معرکہ دیکھ کر بہت پریشان گھبراہی ہوئی جھپٹ کے  
قریب افراسیاب کے آئی عرض کی ای شہنشاہ یہ معرکہ کیا ہی ان سبھوں کی کیا خطا ہی افراسیاب  
نے کہا ای صرصر یہ سب مجھ کو قاتل کلاب عقاب سوار بناتے ہیں کہتے ہیں وہ لڑائی صرخ کی فتح  
کر چکا تھا اپنے آگرا اسکو خنجر سے مارا مابدولت ہر چند کہتے ہیں یہ نہیں مانتے ہیں قسمیں کھاتے ہیں کہ  
آپنے مارا اور ای صرصر مابدولت تو آج درباغ سب سے باہر نہیں نکلے علاوہ ازمین میں اپنے  
بھائی کو کیوں قتل کرتا سیخٹا کے خون سے ہاتھ بھرتا یہ سُکر صرصر منہ ہی عرض کی سرکار کجا ارشاد فرما  
ہیں یہ بھی جھوٹی قسم نہیں کھاتے ہیں عمر و عیار ساربان زادہ بلاے بے درمان ہی آنکی شکل بنکر  
آیا ہوگا بھلا یہ بچارے کیا بچانے حضور کتاب سامری ملاحظہ فرمائیں کہ کلاب کیونکر مارا گیا  
ابھی ظاہر ہو جائیگا افراسیاب کو یہ سُکر سناٹا اگیا سر جھکا لیا دلمین اپنی حماقت پر نادام اور منفعل ہوا  
اسیوقت کتاب سامری کھول کر جو دیکھا صاف اُس سے ظاہر ہوا کہ عمر و نے بصورت افراسیاب  
عیاری کر کے کلاب عقاب سوار کو مارا یہ دیکھ کر بہت شرمندہ ہوا سرما سے اشارہ کیا کہ تم  
ان سب کی سفارش کرو مابدولت سے گزارش کرو سرما نے فوراً دست بستہ پکار کر عرض کی کہ اب  
سرکار آنکی گستاخی غلام کی خاطر سے معاف فرمائیں یہ اپنی سزا کو پہنچ چکے افراسیاب نے  
سر جھکا لیا الخاموشی نیم رضا کا مضمون ظاہر ہوا سرما نے تعجیل تمام طرار کو مع دس ہزار  
ساحرون کے ربا کر دیا افراسیاب نے سرما لے ایک شیشہ پُر از آب دمیدہ سحر دیا کہ ان  
سب پر چھڑک دو کہ سحر ان سب پر سے مابدولت کا اُتر جائے سرما نے یہی کیا طرار سے  
کہا شہنشاہ کے قدموں پر گر و خردار پھر ایسی حرکت ناشایستہ نہ کرنا اپنے ولی نعمت پر قیمت



نہ دھڑنا طرا نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکائے کھڑا رہا سر ماتے کہا کہ اسی طرا جاؤ اس اپنی فوج  
 کو لیکر شریک لشکر ملکہ حیرت ہو طرا مع ان دس ہزار جادو گروں کے باغ سیب سے نکل کر  
 طرا لشکر حیرت کے روانہ ہوا شام کو اک دشت پر فضا میں آکر ٹھہرا رنج میں کھانا بھی کھایا  
 کمیدان و جمعداروں کو بلا کر اپنے خیمہ میں جمع کیا طرا سب کے سامنے روتا ہوا اپنے مقام  
 سے اٹھا آواز دی بھائیو تم سے ظلم و جبر افراسیاب کا دیکھا کہ ہکو تکو بلا وجہ ذلیل کیا اب کہو  
 کیا ارادہ ہے سب نے جواب دیا اب بجائے شہنشاہ کلاب عقاب سوار آپ ہمارے سر پرست  
 اور مالک ہیں ہو جب مصرع صلاح ماہمہ آنست کان صلاح شہاست یہ سنکر طرا جادو نے  
 کہا کہ بھائیو اس بات کو گوش ہوش سے سوچو جو قتل ہو اور تمکو زبرد ار بٹھایا تھا ہم نے اسو  
 خدا سے مہرخ اور عمرو سے رجوع کی تھی اور دل سے عہد کیا تھا کہ اگر اس بلا سے نجات پائیں گے  
 مطیع اسلام ہو کر خدمت عمر و میں جائیں گے فوراً اس مذہب کی برکت ظاہر ہوئی دیکھو خود بخود  
 افراسیاب ہمارے اور تمہارے قتل سے باز آیا ظہور قدرت خدا سے عمرو ہوا علاوہ اس کے  
 خیال کرو عقل کو دخل دو اہل اسلام کہتے ہیں کہ ہمارا ایک خدا ہی کوئی اسکا شریک نہیں ہے  
 جو چاہتا ہے وہ کرتا ہی بیان پونے دو سو خداوند مشہور ہیں کیونکر ہو سکتا ہے دو بادشاہ سلطنت  
 باہم کر نہیں سکتے کہ حکم میں خلل آئیگا ایک کی رائے کچھ ہوگی ایک کچھ کہیگا نہ کہ مقدمہ خدا  
 اب خیال کرو کہ پونے دو سو خداوند ہیں کیونکر احکام ترتیب عالم جاری ہوتے ہیں سچ تو یہ ہے  
 کہ عقل نہیں قبول کرتی یہ سنکر سب نے عرض کی کہ اسی سردار نامدار بہت درست ارشاد  
 فرمایا ہماری بھی عقل باریک بین میں آیا طرا نے کہا شکر ہو خدا سے نا دیدہ کا کہ مقدمہ مذہب  
 درست ہوا اب بتاؤ کہ خدمت ملکہ مہرخ و عمرو میں کیونکر چلین بلا وجہ کیا ہماری قدر ہوگی کہو  
 ہمارے کون استقبال کو آئیگا سب نے عرض کی جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے ہم سب مطیع اسلام  
 ہیں یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر آیا عرض کی کہ اسی سردار عالی وقار ابھی میں نے سنا ہے کہ عقب  
 اس کوہ کے لشکر ابرو کوہ شگاف کئی دن سے واسطے شکار کے آیا ہوا ہے یہ فردہ جا بخش  
 سنکر طرا نے کہا کہ چلو آج اس بچیا پر شیخون مارین لڑتے بھڑتے اپنے تئیں خدمت عمرو میں  
 پہنچائیں بہادر وں کے قدردان ہیں ضرور عنایت فرمائیں گے انکی غلامی بہان کی سرداری



سے بہتر یہ مشورہ کر کے دو پہر رات گئے لشکر کو آراستہ کیا اور لشکر ابرلیق کوہ شگاف پر آکر گرا  
سب کو سکھا دیا تھا کہ یار و نام مرد بہ از مرد ہوتا ہی لشکر ابرلیق کوہ شگاف پر گرنے کا تو نام سرداران  
ملکہ مہرخ سحر چشم کے لینا اس طور سے ان جیساؤں کو شکست دینا خدا سے نادریدہ انجام بخیر کرے  
غرض کہ سب نے یہی کیا کسی نے نعرہ کیا کہ منم رعد جادو کسی نے نام شکیل جادو فرزند مہرخ کا لیا  
کسی نے نعرہ کیا کہ منم شاہزادہ خورشید زرین سحر فرزند بلند ملکہ سرخ موے کا کل کشاگر طرار نامدا  
نے آواز دی کہ منم معمار قدرت صاحب شوکت فوج ابرلیق کی مع ابرلیق سب شراب پی پی کر  
خواب خرگوش میں مبتلا تھے اس آفت ناگہانی کی خبر نہ تھی جو گھبرا کر اٹھا ہاتھ سے سرداران  
طرار کے واصل جنم ہوا ایک چشم زدن میں بلنج ہزار جیساؤں کو مارا اب تو فوج ابرلیق میں  
تلاطم ہو جاو اس ہر ایک کا گم ہو بعض غافل پڑے سو رہے تھے گھبرا کر آنکھ کھلی خدمتگار سے پوچھا  
یہ کیا ہنگامہ ہوا سنے عرض کی ملازمان مہرخ شیخون آئے ہیں ہنگامہ گیر و دار بلند ہی یہ سنکر  
آواز دی ادو سائیس جلد مرکب ہمارا تیار کر سائیس نے ساز و براق مرکب پر آراستہ کیا اگاڑی  
کھولی جلدی میں بچھاڑی کھولنا بھول گیا میان ساحر صاحب خیمہ کے باہر آئے دل میں ارادہ یہ  
تھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ جائیں اپنی جان بچائیں بتجلیل مرکب پر سوار ہوئے گھوڑے کو ایڑ کی  
وہ آگے نہ بڑھا جھلا کر کوڑا مارا گھوڑے نے جست جو کی میخ اکھڑ کر سر پڑی گھوڑے سے خود ہی زمین  
پر گر پڑے سمجھے کسی نے گز مارا ادھر سے ہمارے بیان طرار آکر پہنچے سحر کر کے میان ساحر صاحب کے  
ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے جب یہ قیامت برپا ہوئی خادم نے جا کر ابرلیق کو جگایا گھبرا کر اٹھا پوچھا  
کیا ہنگامہ ہو خادم نے عرض کیا چند سرداران ملکہ مہرخ شاید واسطے شکار کے صحرائیں آئے تھے  
آپ کے لشکر کو دیکھ کر آگے ہیں ہزاروں آپ کے لشکر کے مارے گئے ابرلیق عالم نشہ شراب میں  
جھومتا ہوا اٹھا کستا کچھ تھا منہ سے نکلتا کچھ تھا جھولی سحر کی لینا بھولا بانہر کل آیا نشہ میں لینا لینا  
کینے لگا ہر مرتبہ اسباب سحر جسم پر ہاتھ پھیر پھیر کے ڈھونڈھتا ہی کچھ ہاتھ نہیں آتا ہوا اس شتا میں  
ادھر سے طرار لڑتا ہوا آتا تھا ابرلیق کو دیکھ کر ہاتھ تیغ سحر کا مارا اسے سپر سحر کے لیے ہاتھ اٹھایا  
سپر کو بھی پشت پر نہایا اتنے عرصہ میں تیغ سحر طرار اس کے سر پڑا تا دو ابرو پہنچا تھا کہ ابرلیق نے  
یا سامری کہہ کر کچھ افسون پڑھا تیغ تو سر سے نکل گیا ابرلیق غش کھا کر زمین پر گر اطرار نے



چاہا سرکاٹ لون بہر نذر خواجہ عمر وہ یہ تحفہ مسیا کردن لشکریان ابرلق نے ابرلق پر اپنے تئیں  
 گرا دیا صد ہائے اپنے کو قتل کرایا مگر ابرلق کو بمشکل اٹھایا ہوا دار پر ڈال کر لیکر بھاگے طرار نے خیمہ  
 خرگاہین بارگاہین لوٹ لیں اپنے قبضہ میں کہیں خزانہ بہت سا ہاتھ آیا جو پڑاوی پر رکھ کر رہ گئے تھے انکو  
 صبح تک قتل کیا بوقت سحر بفتح و فیروز سی طرف لشکر خواجہ عمر و کے چلے مگر محبوب تھا کہ افسوس برآ  
 نذر کوئی تحفہ نہ ہاتھ آیا سہرا برلق نیا یا اس خیال میں ٹھہرتا ہوا آتا ہی یہاں ملکہ مہرخ نے  
 ساری رات عیش و راحت میں بسر کی ہو کہ یکایک جوڑیاں ہر کارون کی سامنے سے آئیں

دعا سے ترقی دولت و اقبال زبان پر لائیں اشعار کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بیابان  
 گل سرخ تابد چور و روشن چراغ || نگیں سعادت بنام تو باد || ہمہ کار عالم بکام تو باد

ای شہنشاہ گیتی ستان عجب طرح کا سرکہ ہوا ہو کہ کلاب عقاب سوار جو مارا گیا تھا اسکا سردار  
 طرار جادو کسی وجہ سے خود بخود مطیع اسلام ہوا شب کو شیخون لشکر ابرلق کوہ شگاف پر مارا  
 لاکھوں ساحر قتل کر کے آتا ہوا اور ابرلق زخمی شدہ کو ساحران لشکر طرف باغ سیب کے لئے گئے  
 مگر طریقہ طرار نامدار سے ظاہر ہو کہ بے وجہ خدمت میں آتے ہوئے شرماتا ہی جا بجا ٹھہرتا ہوا آتا ہی  
 یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ اور خواجہ عمر و نے خوش ہو کر حکم دیا کہ ہمارے سرداران نامی جلد جائیں اور  
 طرار نامدار کو استقبال کر کے بابر و لائیں اسی وقت ملکہ مہرخ موئے کامل کشاد ملکہ بلال و ملکہ  
 نافرمان والا شان و غیرہ مع فوج دریا موج واسطے پیشوائی طرار نامدار کے بصد شوکت و وقار  
 روانہ ہوئیں یہاں طرار جادو مع اپنی فوج کے ایک صحرائین ٹھہرا ہوا تھا کہ یہ سب سرداران نامی  
 پہونچے طرار جادو سے غلگہ ہوئے اور کہا ملکہ مہرخ آپکی نہایت شتاق ہیں اگر عرصہ فرمائیے گا  
 تو کیا عجب ہو کہ خود تشریف لائیں ہیکو بہر استقبال آپکے بھیجا ہو طرار جادو نے طرف اپنے اہلیان  
 لشکر کے دیکھ کر کہا دیکھو جو بہر شناس ایسے ہوتے ہیں کہ مجھ ذلیل کے استقبال کو ان سرداران جلیل  
 کو بھیجا ہو کیونکہ ایسوں کے نام پر جان نثار نہ ہو غرض کہ ساتھ ان سرداروں کے قطع راہ کر کے قریب  
 بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ پہونچا تھا کہ دیکھا ملکہ مہرخ بدولت و اقبال مع چار سو سرداران و یوقار  
 کے بارگاہ سے برآمد ہوئیں اور فرمایا کہ اسی طرار جادو وہم عرصہ سے تمہارے شتاق تھے دیر ہونے کا  
 کیا سبب ہوا طرار یہ پرورش خاوندانہ دیکھ کر دڑا چاہا قدموں سے لپٹ جائے ملکہ مہرخ نے



سبر اسکا سینے سے لگا لیا اور دست شفقت پشت طرار جادو پر رکھا اور بغزت و ابرو سے تمام لاکے  
داخل بارگاہ آسمان جاہ کیا قریب شاہزادہ خورشید زرین سحر نگل بیٹھنے کو لا اسکے ساتھ والونکے  
واسطے حکم ہوا کہ بارگاہ بن خیمہ سر پر دہ استادہ کر کے ان سبکو آرام تمام اس بارگاہ میں داخل کرو  
اس پرورش خاوندانہ اور رحمت خسروانہ پر طرار نے فخر کیا ابھی چند ساعت بیٹھنے نپا یا تھا کہ  
ملکہ مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ اسی طرار نامدار آج مع اپنے ہمراہیوں کے ہماری دعوت قبول کرو جو  
کچھ چچے آتش میسر ہو تناول فرماؤ دوسرے دن کے واسطے ملکہ بہار نے کہا ہر سردار نے اسی طرح  
فرماؤ فردا وعدہ لیا طرار بغتہ تمام وہ کیفیت مالا کلام مصروف دعوت سے باہر سرداران نامی ہی  
لیکن افراسیاب جادو و باغ سیب میں ابھی خواب خرگوش سے بیدار ہوا ہی کہ شور گریہ و زاری  
در باغ پر بلند ہوا ملکہ حیرت نے گھبرا کر کہا مرگ نو مبارک باشد کل دن بھر آفت بین طرار کی  
گذرا ابھی منہ ہاتھ بھی دھوئے نہیں پائے کہ رونے کی صدا کان میں آئی سامری و جمشید خیر کرین  
معلوم ہوتا ہی باغیوں نے کسی کا گل امید توڑا کیسی گلشن حیات کو پائمال کیا ارے دیکھو تو یہ  
کیا معرکہ ہو کون روتا ہی افراسیاب نے کہا ملکہ تلو آٹھ ہر باغیوں ہی کا خیال ہو بہار سے نا حق بیخ  
و ملال ہو تمھارے طعن و تشنیع سے وہ نکل گئی یہ کلام ابھی تمام نہوا تھا کہ دیکھا وزیر اعظم ابرو بوق  
سزین زخم کاری ہوا وادار پر پڑے ہوئے آہ آہ کرتے ہیں ساتھ والے زخمی لشکرا بے قرار گریان و نالان  
خاک بر سر کنان ابرو بوق کوہ شکاف کو ہوا وادار پر ڈالے ہوئے نمایان ہوئے افراسیاب نے  
پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ شب کو شکار گاہ میں اترے ہوئے تھے  
کہ سرداران مہرخ فوج جیسا بلیکرن خون آگرے ایسے ایسے آپکے غلام لڑے وہ معرکہ پڑے ایک  
ایک نے دس دس کو ہلاک کیا لیکن لاکھوں تھے کہانتک قتل کرتے ہم ایک ایک پر سیکڑوں  
باغیوں کا ہجوم تھا وزیر اعظم غفلت میں زخمی ہو گئے آخر اپنے مالک کو لیکر لڑتے بھڑتے یہاں تک آئے  
حیرت نے کہا تعجب کی بات ہے تو ان لوگوں کا شیوہ نہیں ہو شاید کسی اور نے یہ کام کیا ان  
دشمنوں کا نام لیا یہ کلام ابھی نا تمام تھا کہ صبا رفتار و مہمہ نقب زن عیا بچیان پرفن سامنے آئیں  
واسطے تسلیم کے خم ہوئیں افراسیاب نے پوچھا تم نے کچھ دریافت کیا کہ ہمارے وزیر پر کسے شیخون بار  
عرض کیا لونڈیوں کو خوب معلوم ہے خاص یہی خبر لیکر لونڈیاں حاضر ہوئی ہیں سامری و جمشید



کی ٹکڑا ہون پر مار پڑے کل حضور نے جو طرار جادو سردار کلاب عقاب سوار کو کچھ چشم نمائی کی  
تھی اور پھر نظر پرورش فوراً انکی خطا معاف بھی ہوئی اسکا بہ ثمرہ حاصل ہوا کہ رات کو جا کر نام  
سرداران مہرخ لیا دس ہزار سے دو لاکھ پیر بخون مارا وزیر صاحب کو زخمی کر کے چلتا دھندھا  
کیا لشکر عروین پہونچے مہرخ نے انکی بڑی خاطر مدارات کی ہی ہر سردار نکو حرام نے طرار کی دعوت  
کا سامان مہیا کیا ہی طرار جادو ہر ایک کے یہاں دعوت کھاتا پھرتا ہی چھپے قہقہے ہو رہے ہیں  
افراسیاب نے ان ساحرون سے کہا کہ کیوں نالائقو تم ابھی کیا کہتے تھے جھوٹے دغا باز مکار  
جھلسا زاپنے کو ایسا بہادر بنایا کہ ایک ایک صاحب سنو سنو سے لڑ کر آئے ہیں خوب مابدولت کو  
ثابت ہوا ہی کہ تپاکھڑ کا بندہ سر کا مسلمانوں کو حواسمجھ لیا ہی یہ سنکر ان سمجھوں نے سر جھکا لیا  
افراسیاب نے ابرلیق کو ہوا دار سے اتروایا مرہم حمیشدی کی سر پر پی چڑھائی تب ابرلیق کو  
ہوش آیا افراسیاب نے کہا ای وزیر صاحب سبحان اللہ ہم بلا میں مبتلا ہیں تمکو شکار سوچھا  
اور ایک ادنی غلام نکو حرام کے ہاتھ سے زخمی ہو کر آپ تشریف لائے ہیں نہ خیال انتظام نہ خوف  
تنگ و نام تم صاحبوں نے بہت پریشان کیا ہی اگر مابدولت ایسے نہوتے تو سلطنت طلسم پوش ربا کا  
قائم رہنا محال تھا ابھی جاتا ہوں بارگاہ مہرخ سے اس نکو حرام کا سر کاٹ کے لاتا ہوں کل کو  
سزا دو لگا آتش قہر میں پھونکا لوںڈیاں غلام بہت سر چڑھ گئے ہیں یہ کہہ کر افراسیاب نے  
تاج سر پر رکھا زور جواہر زیب جسم کیا تیغ کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ایک دستک دی سامنے سے  
مرکب پرند شکین ساز و دیراق سے آراستہ زمین پر آگرا ترا شوخیان کرنے لگا طرارے بھرنے لگا  
عجب مرکب باد رفتار تھا شہب فلک نے بھی نہ دیکھا تھا ایک کاوے میں دورہ عالم تمام تھا  
اشہب تیز گام طلسمی نام تھا شعر عجب مرکب باد رفتار تھا کہ طرار تھا اور فرار تھا بقصد ہوا  
افراسیاب کا کہ اسپر سوار ہو ملکہ حیرت بان بان کہہ دامن سے لپٹ گئی شاہزادیاں ملکہ یا مین  
یا مین پیکر و ملکہ قہر اندام گلابی پوش و ملکہ حور پیکر و ملکہ شمیمہ آہ لقا و ملکہ نازک اندام  
جہان پیما و ملکہ شعلہ جوالہ زن و ملکہ آتش خوار طاؤس سوار و ناظران در بند ہائے طلسم مقہور  
بن قہار و ماران اثر در سوار و اثر دران فیل گوش و شاہ باز تیز پرواز و خاقان تاجدار  
و قیصر تاجدار و غیرہ اپنے اپنے مقام سے مثل بلبلے ناگہانی کے اٹھے حقیقت میں ہر ایک انہیں



سامری عہد جمشید زمانہ ہر دست بستہ ہو کر ہر ایک نے قدموں کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ اے  
 شہنشاہ یہ تو کبھی نہوگا کہ سرکار والا تبار کو مجمع باغیان میں جانے دین عمر و ایسا مکار و غدار  
 وہاں موجود ہی نہیں معلوم کیا و ام تنزویر پھیلائیگا علاوہ اسکے سب سردار اپنے ہوئے طلسم کے  
 وہاں موجود ہیں جنگو سرکار نے کل علوم سحر تعلیم کر دیے ہیں دل انکے افسون عجائب و غرائب سے  
 بھر دیے ہیں حضور اگر آپ ایسے کامل و اکمل اور صاحب اختیار ہوتے تو وہ طلسم کشا کو اتنا تک  
 چھڑا لیجاتے لوح طلسم کو بھی کوشش کر کے لاتے طلسم فتح ہو جاتا ہر حاکم و رہبر شکست کھاتا سامری  
 و جمشید آپ کو سلامت رکھیں کہ آپ کے سحر کے آگے انکی کیا حقیقت ہو نوڈیون غلاموں کی کیا لیاقت  
 ہر سرکار خیر خواہوں کو صرف ایک روز کی مہلت دین ہمسے ان خود سروں کے سرسے ایسے  
 ایسے کلمات نصیحت آمیز جزا ت خیز لکرا فراسیاب کو تخت پر بٹھایا حیرت نے بتجمل تمام رقص  
 کو حکم دیا رقص شروع ہو گیا نازنینان مجہین الاپنے لگیں کوئی غزل گائی تھی کوئی دہن  
 تمام کرا فراسیاب کا بھاؤ بتائی تھی کسی نے چنگ مرصعی اٹھایا دل توڑ کر جایا کہ زہرہ فلک  
 کو وجد میں لائی کسی نے ٹھہری گائی ہر چند کہ ہنگامہ سعیش و نشاط از حد گرم ہو کر فراسیاب  
 کا غصہ نہ اترتا ہر مرتبہ تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتا تھا قصد کرتا تھا سحر پڑھوں لشکر مسلمانان  
 جا پڑوں ہاتھ اٹھا کر ارباب نشاط کو منع کیا کہ اسوقت ہم اپنی سلطنت کی فکر میں ہیں قتل مسلمانان  
 کے ذکر میں ہیں نالج راگ رنگ سب بیکار ہو فراسیاب اسی گفتگو میں تھا کہ آسمان پر لکھ  
 چھایا میخہ برستا ہوا نظر آیا کبھی بر روی ہوا دریا جوش مارتا معلوم ہوتا تھا کبھی خود بخود معدوم  
 ہوتا تھا یکایک وہ ابرشون ہوا برقیں ٹوٹ کر زمین پر گرین آنکھیں سکی جھپک گئیں اب جو  
 بغور دیکھا تو ایک بادشاہ جلیل تخت زرین پر سوار یکہ و تنہا ہاتھ چمکاتا ہوا عجائب و غرائب  
 سحر کے دکھاتا ہوا ظاہر ہوا تخت زمین پر اتر اساحر مذکور تخت سے کود اسلٹنے فراسیاب  
 کے آیا جھک کے سلام کیا یا تو فراسیاب غصہ میں بیٹھا تھا یا بے اختیار ہنس پڑا یہ شفقت و  
 محبت پوچھا اے غواص دریا نشین اسوقت کس موج میں تھے کیونکر آئے کیا کبھی دریا الٹ  
 بھی بہتا ہی ہماری ملاقات سے کنارہ کیا آئے قدموں کو بوسہ دیا اور عرض کیا سرکار کی  
 دریا دلی کا باعث ہو کہ اس ادنیٰ کو اس قدر کوہ و دشت و دریا برائے انتظام سپرد ہوئے ہیں کیا ایک



فرصت نہیں ہوتی مگر اب غلام نے مفصل سنا کہ گرداب بحر بچ و الم نے سرکار فیض آتار کو گھیرا  
 اہالیان طاسم ہوش ریا قلم زخا مصیبت میں غوطہ زن ہیں بکرا فوج دشمن سرکار کی  
 طغیانی ہو گئی کشتی حیات دوستان طوفانی ہو گئی آشنایان دریائے بحر بہ کاری و خواصا  
 بچہ بے انتظامی سرکار دولت مدار کے ساتھ ہیں ایسی کوئی نہیں تدبیر بتاتے کہ دشمنان تنہا  
 و نکلر امان غدار خود بخود گلے کاٹ کر مر جائیں غرق دریائے مصیبت ہوں تڑپ تڑپ کے مرنے ابھر  
 نہ سکیں یہ کلمات حیرت آیات شکر افراسیاب نے خواص دریائین کو گلے لگالیا پہلو سے  
 سخت میں ڈنگل تھا اسپر بٹھالیا اور کہا اے خیر خواہ بلا اشتباہ میں کیا کسی سے پائیگی کار کھاموں  
 یہ چند لوٹ دیاں غلام بد انجام بگڑ گئے ہیں میرا کیا کر سکتے ہیں یہ وہ کہتے ہیں مگر البتہ جسدن سے  
 کہ کوکب انکا شریک ہو اے غور و سبکا بڑھ گیا ہے دختر بلند اختر اسکی نام کونن ہے اسم ہاسمی  
 شمشیر زن، اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے ریح اٹھائے اُسی نے موریائے خون روان شک  
 کیا پل پر بزاوان توڑا عمر و کو میں نے برج غضب میں قید کیا تھا اُسی ظالم نے اُسکو بھیٹایا  
 کوکب تو مصروف عیش رہتا ہے تمام انتظام طاسم نور افشان اُسی چھو کر ہی کے سپرد لیا ہے  
 مدد مسلمانان کو دہم دم وہی آتی ہے عجائب و غرائب دکھائی ہے ابھی چند روز ہوئے کہ میں نے  
 قید کر کے پردہ ظلمات میں بھیج دیا تھا اختر و اربد کہ تحفہ نایاب اُسکے پاس ہے جھین لیا تھا  
 قصد تھا کہ قتل نامہ روانہ کروں تیر قضا کا نشانہ کروں مگر برق فرنگی شاگرد و غم و بصد کرو فریو  
 ظلمات میں پہونچا اور اُس گیسو بریدہ کو رہا کیا صرف میں نے نام لیا تھا کہ طاسم کشا کو قتل کرونگا  
 طاسم نور افشان میں لشکر گران تیار ہو گیا یہ قصد ہوا کہ لڑیں مرن اسد کو رہا کرین اب جو  
 مشہر ہوا کہ میعاد قتل اسد میں ایک مہینہ باقی ہے سنا ہے کہ راہ میں لشکر گران لیے ہوئے اُترے  
 ہیں میں نے کئی مرتبہ اُسکے قتل کا سامان کیا مگر ہر مرتبہ بچ گئی اگر بران قتل ہو جائے کوکب  
 اس صدمہ سے گلا کاٹ کر فوراً جان دے پھر لوٹ دیاں غلام نہ ٹھہر سکیں گے یہ حالات شکر عواص  
 جوش میں آیا عرض کی اے شہنشاہ آپ فکر کامل نہیں کر سکتے ہیں یہ بران شمشیر زن طرف سے  
 اپنی مان کے ورثہ دار سامری ہے آپ کو بخوبی حال معلوم نہیں ہے مان اسکی ملکہ ناہید حاکم قلعہ  
 موضع نگار ہے بڑی صاحب جاہ و وقار ہے فی الحال اپنے شوہر کوکب سے رنجیدہ ہے بھران بید



آفت کشیدہ ہوا باعث ملال یہ ہو کہ عرصہ دراز ہوا کہ کوکب ملکہ حنائے گلگون پوش شاہزادی  
 قلعہ رنگین حصار پر مائل ہوا اس قتال عالم کی تیغ ابرو کا گھائل ہو حقیقت میں حسن اسکا پامال  
 کنندہ جہان آفت جان عاشقان ہو کر کوکب نے اسکو پیغام بھیجا اسکی زبان نے جواب  
 لکھا آپ باو شاہ طاسم نور افشان ہیں آپکے جاہ دشمن عالم پر عیان ہیں ہم ایک ذرہ بمقدار تابعدا  
 حضور کے خراج گزار ہو جب مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک پس یہ شادی غیر ممکن ہوا  
 اگر خط سرفرازی منظور ہو تو عالی ہستی سے کیا دور ہو برات لیکر سہرہ باندھ کر اس سیہ خانے کو قدم  
 میمنت از دم سے روشن فرمائیے کینز حاضر ہو سیاہ کے لیجائیے موافق مصرع شاہان چہ عجب گر  
 بنوا زندگد اسرا اگر اسکے خلاف ہو گا ہمارے عزیز و اقارب طعن کرینگے زبان ملامت کھولینگے  
 مشہور ہو گا کہ خواہش ملک و مال میں بی بی کا ڈولہ ویدیا کوکب نے اس تحریر کو جو عشق میں  
 قبول کیا یہ خبر وحشت انجھ فصلاً و مشرداً ملکہ ناہیدہ مصرع پوش کو ہوئی شب کو جب کوکب  
 محل میں آئے گھبرائے ہوئے ملال چہرہ سے پیدا آثار عشق چہرہ سے ہویدار رنگ زرد لب پرآہ فر  
 ملکہ ناہیدہ نے پوچھا کیوں شہنشاہ مزاج کیسا ہو کوکب نے کہا صاحب خیر ہو کچھ خراج مشہور  
 سے نہیں آیا ہو مجھے ترود و انتشار ہی اسی وجہ سے دل سقرا ہو ملکہ ناہیدہ نے کہا آپ مجھے  
 کیوں چھپاتے ہیں آثار حزن و ملال چہرہ سے پائے جاتے ہیں میں نے سنا کہ عشق حنا کا رنگ  
 قلب حضور پر جما ہوا حق آپ کف افسوس ملتے ہیں اس مقدمہ کو میرے سپرد کیجئے حنا کو مجھے  
 لیجئے قسم ہو خدا وند جمید عالی قنار کی کہ تجھ کو اسکا ملال نہیں ہو یہ مضمون سنکر اللہ بے غصہ  
 آیا ہو دل بھرا یا کہ ایک شغل کے مکان پر آپ سہرہ باندھ کر جائینگے اگر ایسا ہو گا تو ہم اپنے  
 عزیز و نون میں شرمائینگے آپ مطمئن ہوں اگر کل ہی جا کر اسکے جھونٹے پکڑ کر نہ گھسیٹ لائی تو مجھ کو  
 نو اسی جمید کی نہ کہیے گا اب اسکی یہ حقیقت ہوئی کہ اپنا عاشق آپکو سمجھ کر باز معشوقانہ دکھائی  
 ہو آپ ایسے شہنشاہ طاسم نور افشان کو اپنے گھر پر سہرہ بندھوا کر لائی ہو چوچلے کی خوبی میں کل  
 لاکر ضرور اسکو آپ کے پہلو میں بٹھاؤنگی اپنے ہاتھ سے دو لہن بناؤنگی یہ کلمات ملکہ ناہیدہ کے  
 سنکر کوکب رو شخیر کو غصہ آیا مگر ضبط کر کے جواب دیا کہ صاحب ان مقدمات میں تم کو کیا  
 دخل ہو وہ بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہو خراج گزار ہونے سے کیا آبرو جانی رہتی ہو اور



شہنشاہ زن و شوہر میں ایسی باتیں ملال آگئیں ہوئیں کہ اسی وقت ملکہ ناہیدہ بیدار ہوئی و  
 خروش و غمزدگی سے نکل کر تخت زرین پر سوار ہوئی اپنے ملازمان خاص ہندگان کے ہمراہ  
 کو ہمراہ لیکر قلعہ مصر حصار میں چلی گئی کوکب نے جوش حنا میں کچھ خیال نہ کیا سامان شادی  
 میں مصروف ہوا حنا کے گلگون پوش کو سہرا باندھ کر بڑے عظم و شان سے بیاہ لایا اسیدن  
 سے زن و شوہر میں بگاڑ ہو گیا ملکہ ناہیدہ مالک تحفہ جات جمشیدی ہو کر میں طاق علم و نیر خات  
 میں شہرہ آفاق ہو ایک ادنی تحفہ انھیں اشیائے نادرہ سے اختر مرورید ہو کر جو مان لے  
 اپنی دختر بلند اختر ہر ان شمشیر زن کو دیا ہو اور ایک شرف اور بھی واسطے ملکہ ناہیدہ کے ہو  
 کہ شاید سرکار بھی اس سے آگاہ ہوں یعنی حجرہ پنجم بلا جو حضور کے طلسم میں واقع ہو مالک اسکا  
 ملک اختر کو ہر پوش اسکی دو صاحبزادیان ملکہ لعل سخندان و ملکہ یاقوت سخندان منظور  
 نظر سامری و جمشید آج عالم میں انکے حسن کا کوئی عدیل نہیں ہو کر میں بھی بے نظیر صورت  
 میں رشک ماہ منیر ملکہ ناہیدہ کی یہ دونوں بھانجیاں ہیں جمشید بن کوکب کا پیام شادی  
 ملکہ ناہیدہ نے پاس ملک اختر اپنے بہنوئی کو بھیجا تھا ملک اختر شادی ساتھ ملکہ  
 لعل سخندان کے قبول کرتا تھا کہ وہ چھوٹی بہن ہو ملکہ ناہیدہ دختر کلان ملکہ یاقوت کی  
 خواہاں تھیں کہ حکومت حجرہ پنجم بنام ملکہ یاقوت سخندان ہو اسی کے خواب میں روز  
 بلا ناغہ سامری و جمشید آتے ہیں علوم سر و نیر خات تعلیم فرماتے ہیں ہیں ای شہنشاہ اس  
 سمع خراشی سے یہ مراد ہو کہ قتل بران ایک شمشیر بے نظیر پر موقوف ہو تا زمانیکہ وہ تلوار  
 ممکن ہوگی بران پر کوئی ہاتھ اٹھا نہیں سکتا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا کہ ای خیر خواہ  
 مابدولت وہ تلوار کہاں ہو کس مقام پر نہاں ہو عواص و دریائیں نے جواب دیا کہ  
 ایسی چیزیں معتبرین کے پاس ہوتی ہیں اب گوش ہوش سے سماعت فرمائیے میں عرض  
 کرتا ہوں دامن آرزو کو گل مراد سے بھرتا ہوں صمصام جنگ آزمائے خونریز زہ پوش  
 بادشاہ قلعہ جو ہر نگار پیر بجائی کوکب روشتہ قیامت کا ساحر زبردست ہو بادہ سحر  
 عجائب سے مست ہو اسکے پاس نیچے قتل ملکہ بران شمشیر زن ہو طلسم جہان بن بڑا سحر ساز  
 و پرفتن ہو کبھی کسی جنگ میں کوکب اسکو نہیں بلاتا وہ ابھی ملک و ہین شب و روز فرے



اُڑتا ہی نہایت مغرور خود سر کو کب کا وہ بڑا معتبر ہو اسی وجہ سے وہ نیچے اُسکے سپرد کو کب  
 کو یقین کامل ہو کہ یہ کسی سے ساز نہ کرے گا اپنے حتی الامکان نیچے بہرام فلک کو بھی نہ دیکھا اور اسیا  
 نے پوچھا کہ پھر وہ نیچے کیونکر قبضہ میں آئے کہ مدعاے دلی برائے غواص نے غواص عقل  
 کو بچرے پایاں فکر میں غوطہ زن کیا بعد عرصہ دراز سر اٹھایا عرض کی کہ ای شہنشاہ مبارک  
 ہو گو بہر مراد ہا تھا آیا وہ یہ صورت ہو کہ ایک شہزادی ہو کہ نام اُسکا ملکہ لالہ زار ترگشی چشمی  
 حقیقت میں سر و خرامان باغ خوبی و گل رعناے حدیقہ محبوبی کباب رفتار شیرین گفتار  
 چشم جادو خال ہندو شعر خنجر ابروے قاتل قتل پرہیز مستعد زلفین بل کرتی تھیں دو دو  
 دل پھنسانے کے لیے بہر کار و والا کے خراج گزاروں میں ہو قلعہ بہار خیزی حاکم ہو اُسپر  
 صمصام بادشاہ قلعہ جو ہر نگار مدت سے مائل ہو خنجر ابرو کا اُس قتال عالم کے گھائل  
 ہو عرصہ ہوا اُسکو پیغام وصل دیا تھا اُس مغرور حسن و جمال نے صاف انکار کیا تھا اور  
 کہلا بھیجا تھا کہ مٹھ بنو او مثل جلو اخور دن راروئے بایدیت تھے چودہ ہزار مرتبہ تھیں  
 کہیں ہم لوگ رحم کرتے ہیں بہ وہ مایوس ہوا عالم اضطراب میں واسطے شکار کے صحرائیں آیا  
 میں نے خبر سنی استقبال کر کے بوجہ دوستی اپنے قلعہ میں لایا سامان دعوت تمہا کیا لیکن  
 وہ کسی شے پر متوجہ نہ ہوا ایسا بد مزاج تھا کہ کھانا بھی نہ کھایا میں نے دل دہی کر کے سبب پوچھا  
 تب اُسے رور و کر تھیں یہ حال بیان کیا میں نے کہا تھا بعنایت سامری و جمشید اس مقدمہ  
 خاص میں میں کوشش کروں گا وہ شکار کھیل کر بخیدہ اپنے ملک کو گیا مجھ کو یہ خیال نہ ہا کہ اُسکی  
 تدبیر کتاب اسوقت فرمائے سے حضور کے خیال آیا ہو کہ اگر حضور بھی غلام کے ساتھ تشریف  
 لیچلین پہلے اُسکو فردہ وصل معشوق دین پھر اس مقدمہ خاص میں اُسکا استمراج لین کیا  
 عجب ہو کہ اس دام ترویر میں پھنسے ساری دانائی بھول جائے یہ تقریر دلپذیر اور اسیا  
 شکر مثل گل شگفتہ ہوا کہا ای برادر جس معشوقہ کا تھے نام لیا وہ مصباح بان ملکہ حیرت میں  
 سرفراز ہو ہا کو اُسکی راسخ الاعتقاد پر ناز ہو جو ہم کہیں گے وہ وہی کر لگی تھیں اُسپر سب طرح کا  
 اختیار ہو غواص نے کہا کہ بس اب حضور تیاری کریں اُسکی ملاقات کو تشریف لیچلین مگر اس  
 مقدمہ کی کسیکو خبر نہ کریں ورنہ غضب ہو گا ورنہ ابھی کو کب کو معاروم ہو گا نیچے نہ کور اُس سے آکر لیا گیا



پھر سوائے افسوس کے کیا ہاتھ آئیگا افراسیاب نے فوراً صرف ایک تخت سحر تیار کیا غواص کو اپنے پاس بٹھالیا اور سحر غائب کر کے تاجکواراہ میں کوئی نہ دیکھے طرف قلعہ جو ہنگار کے روانہ ہوا

دہستان حیرت بیان جانا افراسیاب کا مع غواص دریائے شین کے پاس صمصام جنگ آزمائے خوبرو زنده ہوش حاکم قلعہ جو ہنگار کے برائے حصول نیچے قتل ملکہ بران شمشیر زن اور باغی ہو کر کوکب سے شریک ہونا صمصام بباخام کا افراسیاب کے اور خود آنا آمادہ قتل بران ہو کر مقابلہ لشکر ملکہ مرخ اور عیار یا خواجہ عمرو کی اور قتل ہونا اس مردود کا سانی نامہ مصنف

مرے سانی مہوش مہ لقا ترے دور میں غدر ہی صبح و شام یہی میکد و نمین ہوئی قتل و قاتل عبث رند مشرب کو یہ تاک ہی نہیں آج مستونمیں بالکل تپاک ہراک بادہ خواہ آج دلنگ ہی خبر سنکے بے لطف ہیں بادہ نوش کیا جس نے ہر ایک کو دور و مند زمانیکی آب و ہوا ہی خراب مرے ہو گئے ہائے کیلے نصیب نگارندہ دہستان عجیب	کہ وقت سحر ہی صبحی اٹھا ہو اصاب مستی میں یہ پہچان کہ ہر دختر ز نو کی چھنال سبب کیا کہ سانی کو کچھ غم ہی آج اڑا تا ہی ہر مغان سر پہ خاک قمر مجھ پہ روشن ہوا سب تردو میں ہی شیشہ می ہو خوش نہ ہی نہ سانی عجب طور ہی ہراک شہین پانا ہو نمین انقلاب کہ دشمن ہی سانی کا اک جیلہ ساز یہ لکھتے ہیں اب ماجراے غویا	پلا بادہ ارغوانی کا جام کہ دشمن ہی سانی کا پیر مغان حقیقت میں طراویا پاک ہی ہراک جام و چشم پر غم ہی آج بہت میکدہ اب تو بیرنگ ہی کہ افشا ہوئی کوئی غم کی خبر وہ اخبار حیرت ہیں عبرت پسند حقیقت میں اب اور ہی دور ہی مرے دشمن جانستان ہیں حسب بچائے اُسے خالق بے نیاز صاحبان شمشیر برق نظیر
---	--	---

سختوری زردہ پوشان جلالت آثار مضامین جادوگری تیغہ آبدار سخن کو نیام دہن سے  
کھینچ کر میدان قرطاس میں یون مصر و جنگ تحریر و تقریر ہیں کہ جب غواص دریائے  
افراسیاب کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ جو ہنگار کے چلا بعد قطع راہ اول افراسیاب کو لا کر  
ایک کوہ فلک شکوہ پر زرغہ نخلستان میں بٹھرایا اور آپ ایک مرکب پر سوار ہو کر طرف قلعہ  
جو ہنگار کے چلا یہاں صمصام اپنے قلعہ میں تخت پر بیٹھا ہوا، گر اگر دسا حراں غدار



امیران سلطنت و مشیران اہبت اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں غواصان قلزم اخبار عشرت خیز  
و شناوران دریائے فرحت انگیز گوہر مصفاے خبر و جواہر آرزو کو بصد حب و اس طرح پیش مصما  
لاتے ہیں یعنی ہر کارون نے عرض کی کہ آپکے دوست صادق محب و اثق شناور دریائے محبت  
و غزل تجلہ آفت یعنی غواص دریائین تشریف لاتے ہیں مصمام ہر چند کہ مفارقت میں  
اس محبوب طرار یعنی ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کی مثل چشم نرگس حیران اور مثل لالہ داغ مفارقت  
بر دل مانند مرغ بسمل بقرار رہتا ہی ناتوانی کا زور ہو لب گور ہو لیکن نام اپنے دوست کا سنکر  
بشکل اٹھا اور مع امرا و زندا کے باہر اگر غواص کا استقبال کیا اور بہ تعظیم و تکریم لاکر مقام صد  
پر جگہ دی بیٹھتے ہی غواص نے مصمام کا رنگ و متغیر دیکھ کر پوچھا کیوں بر اور خیر تو ہو  
میں تکیو بہت نحیف و ضعیف پاتا ہوں مصمام نے ایک آہ سرودل پر دروے کھینچ کر  
کہا شعر مراد دست اند دل اگر گویم زبان سوزد و گروم در شہم ترسم کہ مغز استخوان سوزد و لطم

حال دل آہ کہ نہیں سکتا	چپ بھی افسوس رہ نہیں سکتا	ہجر جانان سے بیقراری ہی
چشم سے نہرا شک جاری ہو	یاد میں صبح و شام روتا ہوں	عقل و ہوش و حواس کھوتا ہوں
جان تن زار سے نکل جائے	تیغ موت اب گلے پھل جائے	ہوس زبست اب نہیں لکھ
ہو جبرائیل حیات کا شکے گل	وصل دلبر کی تو امید نہیں	جامہ زندگی ہو قطع کہیں

یہ کمر زار مثل ابرو بہار رونے لگا غواص بحیا دلمین بہت خوش ہوا مگر بظاہر خود بھی  
ملول ہو کر دامن سے بصد محبت اشک حسرت پاک کیے اور کہا ہاں ہاں ای بھائی نگہ اور ہوش  
میں آؤ یہ کھڑکے سے کان میں کہا جلد تخلیہ کرو میں فردہ وصل دلبر لایا ہوں خاص اسی  
واسطے آیا ہوں قریب تھا کہ مصمام کو شادی مگر ہو جائے فوراً حکم تخلیہ و یا جب مصمام  
اکیلار گیا اسوقت غواص نے کہا ای برادر شہنشاہ افراسیاب کو میں بھاری ملاقات  
کو لایا ہوں سامنے جو قلعہ کے کوہ فلک شکوہ ہو اسپر چھوڑ آیا ہوں واضح ہو کہ ملکہ لالہ زار  
نرگسی چشم معشوقہ بھاری ملکہ حیرت کی مصاحب خاص ہو اگر شہنشاہ کو راضی کرو گے  
فوراً شادی خانہ آبادی ممکن ہو بدون رضامندی افراسیاب دامن عصمت تک  
اُسکے ہاتھ پہنچنا دشوار ہو اُسکو تسے ملنے میں ننگ و عار ہو مصمام نے کہا کہ میں اپنی



جان نثار کرنے کو شہنشاہ پر تیار ہوں جو ارشاد کریں آنکھوں سے بجا لاؤں غواص نے کہا  
 مخفی میرے ساتھ چلو شہنشاہ افراسیاب کو استقبال کر کے لاؤ خبردار دیکھتے ہی قدموں پر گرنا  
 بے تامل گرد پھرنا اسی طرح غواص آمادہ کر کے صمصام کو بالائے کوہ لایا صمصام دوڑ کر  
 افراسیاب کے قدموں کی طرف بوسہ دینے کو جھکا افراسیاب نے جلدی سے بہ شفقت گلے سے  
 لگا لیا غواص نے طرف سے افراسیاب کے کہا اے صمصام تم نے قدر دانی کو شہنشاہ کی  
 ملاحظہ کیا ایک ایک ملازم کو بوجہ خدمت خسروانہ سرفراز کرتے ہیں کچھ اس ذرہ نوازی پر ناز  
 کرتے ہیں دیکھو ایک بادشاہ مختار اکو کب بھی یہ نہ مردوں کی قدر جانتا ہی نہ کسی شریف لائق  
 کو پہچانتا ہی دوسرے اور ستم اُسے برپا کیا یہ کہ دین جدو آبا کو ترک کر کے ملچھ ہو گیا یہ خداے ناویدہ  
 جسکو نہ دیکھنا بھالائے اسکی توصیفیں تعریفیں اور پونے دو سو خداوندوں کی بُرائیاں اکٹھے  
 اسکی زبان پر ہیں سامری پرستوں سے دشمنی ایک ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ اس سے  
 بڑی دوستی ہی بھلا عمر و کہیں کا بادشاہ یا وزیر یا کوئی تاجر جلیل یہ وہ ایک مکار غدار چوٹا  
 ذلیل ہوا اسکے شریک ہو کر سامری پرستوں کو قتل کیا یہ فقط ہمارے شہنشاہ نے اتنا سنا تھا کہ  
 تم لالہ زار نرگسی چشم پر مائل ہو رحم دلی دیکھو کہ لالہ زار کو گھر کا اور تمھارے وصل پر رضی  
 کیا یہ مگر ایک شرط ضرور ہو اب تمکو بھی مناسب یہ کہ جان و مال اپنا نثار کرو اور نیچے قتل ملکہ بران  
 لا کر جلد نذر دوشہنشاہ تمکو خود اپنے ہاتھ سے دوٹھا بنائینگے ہماری سہرہ سر بر باندھ کر تخت  
 پر سوار کر کے لالہ زار کو بیاہ لائینگے اور تو کیا کہوں نہال ہو جاؤ گے شہنشاہ کے داماد کہلاؤ  
 ملکہ حیرت بھاری معشوقہ کی اس قدر آبرو بڑھائی ہیں کہ اپنی زبان سے اُسکو دختر فرمائی  
 ہیں یہ مردہ جان بخش سنکر صمصام پھول گیا اپنے کو بھول گیا نرگس خوں خیال انجام بھرا غواص  
 پیرا ہوا کہ میرا جان و مال سرکار کے قدموں پر نثار ہو لیکن نیچہ حاضر کرنا دشوار ہو کو کب مجھکو  
 زندہ نہ چھوڑے گا غواص یہ سنکر بہنے لگا اور کہا واہ بھائی یہ کیا خیال ہو کو کب کی بیجاں  
 ہو کہ جسکو ہمارے حضور سرفراز کریں اپنا تلخوار بنائیں اُسکو اگر کو کب نہ لگاہ قدر دیکھے ہمارے  
 شہنشاہ آنکھیں نکال لیں وہ سزا دیں کہ عمر بھر یاد کرے تم کچھ اس امر میں خیال نہ کرو فوراً  
 نیچے لے آؤ شہنشاہ بھاری شادی کر کے طاسم باطن میں کہ جہان کوئی جان نہیں سکتا وہاں



نکلے بھیجے یہ مرتبہ پاؤ گے کہ باو شاہ در بند طلسم ہو شر با کلاؤ گے غواص نے اس طرح سمجھایا  
 اور وصال لالہ زار کا لالچ دیا کہ صمصام راضی ہوا اور دست بستہ عرس کی کہ ای شہنشاہ  
 اب مجھ کو آپ سے راز کا خفیہ نامناسب نہیں ہو گذارش کرتا ہوں کہ ہوش ہوش سماعت فرما  
 جبکہ ملکہ بران شمشیر زن نطن سے ملکہ ناہید مرصع پوش کے پیدا ہوئیں اور سن انکسائے  
 برس کا ہوا اور بحرین کچھ دخل ہونے لگا ملکہ ناہید اور کوکب ایک دم آنکھوں سے  
 اوجھل نہ کرنے لگے اسی جوش محبت میں یہ صلاح ہوئی کہ کوئی تدبیر حفاظت جان بران  
 کرنا واجب و لازم ہو طلسم وسیع ہو حکومت زیادہ ہو جب اسکو سامری و جمشید پر و ان چرٹنگ  
 ہم دو تان لان و شہر ترک سلطنت کرینگے تاج و تخت کی یہ مالک ہوگی مقابلے بھی اسکو ساحر  
 عالم سے ضرور پیش ہونگے ہر طرح کے پس و پیش ہونگے کوئی دشمن سحر و ساحری سے قتل نہ کرے  
 کہ جب کا چارہ و شوار ہو پس کل کا ہتان طلسم حکیم ندیم سار و شناس حکیم کوکب جمع ہوئے  
 غرض کہ سب نے ملکر یہ نیچہ بنایا اور حکم لگایا کہ جب تک دشمن اس نیچے سے نہ قتل کریگا ملکہ بران  
 کی دراصل جان نہ جائیگی اور یہ نیاز مند جو آپ کے سامنے حاضر ہو بہت بڑا جان نثار کچھ ار  
 جانکر وہ نیچے میرے سپرد ہوا یہ بھی اُس میں قید ہو کہ سوائے میرے ہاتھ کے اور کسیکے ہاتھ سے  
 جو ہر ذاتی نہ دکھا کر گا کند ہو جائیگا کیفیت تمام و کمال عرض کر چکا اب جو ارشاد ہو بجا لاؤں  
 حقیقت میں کوکب کا دین جد و آبا ترک کرنا مجھ کو بھی بہت ناگوار ہوا غواص نے کہا  
 اچھا تمہیں خود چلو آج اگر بران قتل ہو تمہارے ہاتھ سے کل سامان شادی تمہارا مہیا ہو  
 الغرض صمصام نے کہا حضور حلین سلام مع فوج و لشکر نیچے قتل بران لیکر حاضر ہوتا ہوں غور  
 اور افراسیاب پختہ وعدہ کر کے طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوئے صمصام بد انجام  
 قلعہ میں آیا تمام افسران فوج کو اپنے پاس بلایا بڑا بیان کوکب کی اولوالعزمی افراسیاب  
 کی ظاہر کر کے کہا کہ ہم تو بخدشت افراسیاب جاتے ہیں جسکو منظور ہو وہ ہمارے ساتھ  
 چلے ورنہ خدمت کوکب ناقدردان میں جائے غضب کیا پونے دو سو خداوندوں کو  
 چھوڑا ایک خداے نادیدہ کا اعتقاد کیا نام سامری پر جان دینگے کیا ہمارے دادا  
 پر داد ہے قوت لگتے کہ دین سامری و جمشید پر قائم رہے سب سرداروں نے عرض کی کہ ہم تو



حضور کے ملازم ہین فی الحقیقت یہ کوکب نے بڑا غضب کیا کہ دین بزرگون کا چھوڑنا  
قتل کرنا اُسکا واجب ہو پس صمصام تخت پر سوار ہوا چار لاکھ فوج کو ساتھ لیا خزانہ چھلکے  
بارکرا یا وہ نیچہ ایک صندوق میں بند کر کے پاس اپنے رکھنا نوبت و نقارہ بجاتا ہوا شلحہ  
جواہر نگار سے باہر نکلا مگر قدرت پروردگار ایک اسکا سردار ہی کہ نام اُسکا سعید جادوی  
نہایت خوش رو ہی صاحب اقبال نمک حلال مالک کی آبرو کا ہر وقت خیال یہ حال عبد  
مال دیکھ کر بہت رویا دل سے کہا کہ یہ بچیا افسوس شریک افراسیاب کا ہو گیا نکللائی کا  
خیال نہ آیا مگر ای سعید جلد چل کر شہنشاہ کوکب رو شغیر سے اطلاع کر کہ یہ مکہ ام تابہ  
ملک افراسیاب نہ جانے پائے یہ سوچ کر اسی وقت کنارہ کیا اور ایک عقاب بحر  
تیز پرواز تیار کر کے طرف قصر جمشیدی کے چلا یہاں شہنشاہ کوکب مع مشیران سلطنت  
سریر جہان بانی پر جلوہ فرماہین پہلو میں کرسی جواہر نگار پر ملکہ حنا بصد ناز و ادا متمکن ہو  
اس وقت بلور چہار دست سپہ سالار لشکر نے خبر دی ہو کہ ملکہ بران دشت عجائب تک  
پہنچ گئیں چونکہ خبر قتل اسد مشہور تھی برائے جانبازی جاتی ہیں نامہ اُنکے پاس شہنشاہ  
انج عیاری کا پہنچا کہ واسطے ایک مہینہ کے قتل طلسم کشاموفون رہا مگر سردار افراسیاب  
کا کلاب عقاب سوار بڑے زور و شور سے چڑھ گیا تھا خواجہ عمر و نے بصورت افراسیاب  
اُسکو مارا شکر ہوا ب لشکر نظر اثر میں سامان عیش مہیا ہی بڑا فضل پروردگار ہوا کہ لشکر مرغ  
اُسکی بدعت سے بچا اور ملکہ بران کی یہ عرضی آئی ہو کہ کینر کو کیا حکم ہوتا ہی پلٹ آؤں یا طرف  
لشکر خواجہ عمر و کے جاؤں کوکب نے حکم دیا کہ ساحر تیز رو کو روانہ کر دو کہ ای نور نظر لشکر خواجہ  
عمر و سے ملحق ہو ایک طرف سے ہم ہمیشہ ہتھارے بھائی کو بھی روانہ کرتے ہیں اور کچل  
قوت الہی ہم بھی سامان جنگ میں مصروف ہیں بلور چہار دست نے فوراً فرمان شایہ  
لکھ کر اسی مضمون کا خدمت ملکہ بران میں روانہ کیا کہ کیا ایک دیکھا چو بدار نے بڑھکر عرض کی  
در دولت شاہنشاہی پر ایک ساحر باشندہ قلعہ جوہر نگار موسوم بہ سعید نامدار حاضر ہوا  
باریابی ہو کوکب نے جو نام قلعہ جوہر نگار سنا نہایت تردد ہوا حکم ہوا کہ جلد اُسکو ہمارے ساتھ  
لاؤ خدا خیر کرے خیر خواہان دولت گئے اور سعید کو سامنے لائے سعید نے آنکے ساتھ ہی



ہاتھ اٹھا کر دعا سے ترقی عمر و دولت و اقبال دی قطعہ  
 ترا دولت ہمیشہ یار بادا | گل اقبال تو دایم شکفتہ |  
 کوکب نے دیکھا کہ سعید جادو کو کبریا ہوا رنگ رومغیر لرزان و ترسان حیران و پریشان  
 آنکھوں سے اشک حسرت جاری عالم بقراری منہ سے اچھی طرح کلام نہیں نکلتا ہی طرح  
 گھبراہٹ ہوا ہی کوکب نے نگل پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب یہ بیٹھا تو پوچھا کہ کیوں ای خیر خواہ دولت  
 یہ ہتھار کیا حال ہی سر اس ہتھار سے چہرے سے فلاہر حزن و ملال ہی سعید ضبط کر کے عرض پرا  
 ہوا کہ خداوند نعمت کیا گذارش کروں وہ معاملہ حیرت خیز دیکھا کہ ہوش میرے بجا نہیں ہیں  
 عجب طرح کا انقلاب ہوا بادشاہ ہمارے صمصام جنگ آزمائے خوزیر زہرہ پوش خود بخود  
 شریک افراسیاب ہو گئے اتنا تو صرف غلام نے دیکھا تھا کہ خواص دریا نشین ملازم  
 افراسیاب آیا کچھ آپس میں سرگوشی ہوئی دونوں ملکر بیرون قلعہ گئے وہاں سے جو آئے  
 تو آپلی دشمنی کا جوش تھا وہ بھیا بادہ کبر و نخوت سے مدہوش تھا سب سرداروں سے کہا کہ  
 شہنشاہ کوکب رو شہنشاہ نے غضب کیا دین جد و آبا چھوڑا سامری پرستی سے منہ موڑا اور  
 افراسیاب کے دشمن ہوئے ہیں واسطے جمشید پرستوں کے رہزن ہوئے ہیں دیر کھدواتے  
 ہیں اس مقام پر مسجد بن بنوائے ہیں ہم سے یہ نہ دیکھا جائیگا جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ ہمارے  
 ساتھ خدمت افراسیاب میں چلے ورنہ ہم سے کنارہ کرے سب سرداروں نے قبول کیا  
 اس نامرد کا ساتھ دیا اسی وقت فوج تیار کر کے بیرون قلعہ گیا ہی بارہ کوس پر جا کر مقام کیا ہی  
 غلام کو خیال شک سرکاری آبا خبر لیا حاضر ہوا اس نکھوڑا قدیم کو اتنی جرات نہوئی کہ اسکو  
 روک سکتا اور سحر سے اسکو ٹوک سکتا اس لائق نہ تھا سحر میں بھی اس نالائق پر فائق نہ تھا  
 یہ خبر وحشت اثر شکر کوکب مثل سید کھڑا گیا اور خیال انجام سے گھبرا گیا سعید کو تو خلعت  
 فاخرہ مرحمت فرمایا اور خود تاج اٹھا کر سر پر رکھا قبضے پر ہاتھ والا دستک دی فوراً مرکب  
 پرند مشکین سامنے حاضر ہوا با ساز و براق مرصع کا رتیز پر کوہ پیکر خوش گام نازک اندام  
 مرکب باد رفتار کو کوکب دیکھ کر قہر و غضب تمام تیغہ تمام کراٹھا قصد ہوا کہ سوار ہو خورشید  
 روشن راے وزیر اعظم دستور معظم کھڑا ہوا کانپتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا دوڑا قدم اند



کہ بوسہ دیا عرض کی خداوند خیر تو ہی ملا زمان جانبا ز کس دن کے لیے میں کیا منظور ہوا ارشاد تو ہو  
 ابھی جائیں اس باغی کا سر لائیں قلعہ مثل برگ خزان دیدہ باوقہ و غضب سے اُمادین اور  
 اس باغی بوستان بخیران شاہی کو خاک میں ملا دین یہ سنکر کوکب کی آنکھوں سے اشک  
 بصد حیرت جاری ہوئے فرمایا کہ امی خورشید وہ بچیا لیا ہے جسکے واسطے میں اس قدر گھبراؤا خود  
 مقابلہ کو جاتا مگر تھکوا معلوم ہو کہ اسمین کیا راز ہو وہ ملعون کس عمدہ جلیل سے سرفراز ہو پاس  
 نیچہ قتل بلکہ بران رکھا گیا بچیا کو وفادار اور صاحب جو ہر سمجھا تھا معلوم ہوتا ہی اسی وجہ سے  
 افراسیاب نے اسکو بلایا ہو گا لالچ ملک و مال کا دیکر سعید نے جس سردار غواص کا نام  
 لیا وہ از حد مکار و غدار ہو شاید یہ دام تزدیر اسی نے پھیلا یا ہی اور اس دانہ زور و زگار کو  
 جال میں پھنسا یا ہی بدون میرے جائے اسکو کون روک سکیگا وہ سحر میں مثل ہی ہر کس و ناکس ٹوک  
 سکیگا اب تو خورشید نے بھی سحر بکالیا حال پر بلال نیچہ قتل بلکہ بران میں پسینہ آگیا عرض  
 کی جو ارشاد ہوا بچیا غلام ہوں کو اسمین دخل کیا ہی مگر نکمرا اران شاہی موم کے نہیں ہیں کہ  
 اسکی آتش سحر سے کھپل جائینگے ایسے وقت میں جان بچا کر مل جائینگے حضور کا جانا مناسب  
 نہیں ہی خورشید نے جو یہ کلمہ کہا سب سرداروں نے عرض کر نیک موقع پایا یا اور چہار دست  
 دست بستہ سامنے آیا اور عرض کی کہ ابھی غلام جاتا ہی اور اقبال شاہنشاہی سے اس نکمرا  
 کی مشکین باندھکر لاتا ہی ایک طرف سے آفتاب جاوود ماہتاب جاوود و دونوں وزیر  
 خوش تدبیر بھی یہ کہتے ہوئے اُٹھے کہ حضور ہم ہرگز آپ کو جانے دینگے جانتے ہی اس خیرہ سر  
 ابھی سرکاٹ لینگے اس گفتگو سے قصہ حبشیدی میں ہنگامہ ہوا ہر سردار غصہ میں اٹھا ہر ایک کا  
 یہی ارادہ ہو کہ اگر شاہ حکام فرامین ہم ابھی جائیں اس نکمرا کو جو ہر حرأت دکھائیں نیچہ چھین لیں  
 مگر کوکب نہیں ماننا فرماتا ہی کہ ای خیر خواہان دولت میں تھکوا بولی بچیا شاہوں اچھی طرح جانتا ہوں  
 بخدا جہان میرے پسینہ گرگاتم سب صاحب اپنا خون گراؤ گے نیکو دشمن کے ہاتھ سے بچاؤ گے  
 مگر یہ موقع ایسا ہی کہ آپ لوگ صبر کریں جیسے نیچہ کا خیال آیا ہی خیر الم دلپر چل رہا ہی سنان الم  
 دل کے پار ہی تیر غم سے کلیجہ دوسا رہی میرا ہی جانا مناسب ہی آپ سب صاحب تامل فرمیں  
 میرے عقب میں بھی نہ آئیں یہ کہہ کر خانہ زین کو مثل آفتاب روشن کیا کوکب سوار ہوا قصد کیا



مرکب کو اڑائے مثل باد صرصر نکل جائے کہ یکا یک ایک طائر ہفت رنگ بید رنگ چکھارین  
 مارتا ہوا آسمان سے نمایان ہوا کاندھے پر کوکب کے آکر بیٹھا منقار سے نامہ محبت شمامہ  
 گو دین کوکب کی ڈال دیا اور ہوا پر اڑ گیا کوکب نے نامہ کو اٹھایا مہر برہمن روہین تن  
 کو سرنامہ پر پاپا لافہ چاک کیا دیکھا گویا کہ نوشتہ تقدیر یہ عجیب مضمون جانگزا خرمیر بعد القاب  
 شاہی برہمن نے بصد شد و دلکھا ہو کہ ای شہنشاہ کروون بارگاہ جو کاتب قدرت نے ملک  
 قدرت سے صفحہ پیشانی پر لکھا ہو وہی پیش آتا ہو اسوقت جو خیر خواہ نے نقشہ کمانت کو دیکھا  
 بیفقرہ نکلا کہ چند ساعتیں حضور پر نہایت سخت ہیں سرکار کے دشمن لاکھوں بد بخت ہیں  
 خبردار خبردار قصر حمیدی سے قدم باہر نہ رکھیے گا ورنہ دولت و رسوائی کا سامنا ہو کر دش  
 سیارگان سے صنایع ماہ و مہر بجائے خدانہ کرے کہ ساعت سخت آجائے ایک رو باہ شیر پر  
 غالب آجائے ستارہ بد اپنا اثر دکھاتا ہو آپ کا ضرور نام نامی واسم گرامی شاہنشاہ روہین  
 ہو زیادہ عرض کرنا گستاخی ہو زیادہ حد ادب کوکب مضمون کو پڑھ کر یابوس ہو کر گھوڑے  
 سے اتر آیا حیران تھا کہ کیا کروں کسکو بھیجوں وہ نہایت زبردست ہو کہ آسمان سے ابرسمہ  
 نمایان ہوا ملا زمان کوکب حیران ہوئے کہ یہ کون آتا ہو ابرہیرہ و تار یک عجب رنگ کھا  
 ہو یکا یک وہ ابرشوق ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تاجدار بفر و شوکت و بہرعب و جلالت  
 چار عقاب تیز پرواز تخت اٹھائے ہوئے اسپر سوار پشت پر لاکھ ساحران نامدار ہر ایک چیمہ  
 روزگار نمایان ہو تخت سے زمین پر اترادہ تاجدار تخت سے اتر کر واسطے تسلیم شہنشاہ کوکب  
 کے خم ہوا کوکب نے جواب سلام دیا ونگل زرین پر بیٹھنے کا حکم ہوا کوکب نے پوچھا اسوقت  
 شاہزادہ ہنر پر پلین یہاں کیونکر آینکا اتفاق ہوا عرض کی اول تو غلام زیارت حضور کا شتان  
 تھا علاوہ اسکے طائر ان سحر جود اسطے خبر کے مقرر ہیں اُن سے سنا کہ افراسیاب خانہ خراب  
 طاسم کشاکش کو قتل کرنا چاہتا ہو اور حضور نے قصد لشکر کشی کا کیا ہو پھر یہ جان نثار ایسے وقت  
 کیون نہ حاضر ہوتا اسوقت جمال بمثال حضور کا دیکھ کر نہایت ہی تردد ہوا کہ آئینہ رخسار پر  
 صاف گرد ملال ہو اس جان نثار پر آئینہ فرمایے کہ کیا صورت ہو سب طرح خیریت تو ہو رہا رہا  
 کو مثل تصویر تصور پانا ہوں سب خاموش ہیں ظاہر پنج و ملال کے جوش ہیں کیا خدا بخواسم



کوئی حادثہ نوش آریا و گردش فلک نے کیا انقلاب دکھایا ہی ہر پلٹن نے جو براہ خیر خواہی  
اسطرح پوچھا کو گب کا دل بھرا آیا بے اختیاری میں آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا کہ  
ای برادر وای جان نثار خوش سیر بموجب شجر ہر دم ازین باغ برے میرسد تازہ تازہ تر از تازہ تر

میرسد فلک کج رفتار گروں غدار ہر دم در پی آنرا ہر لحظہ	ہاں دلا کر نظر سر بیدہ غور
دیکھ دنیا سے بے ثبات کا طور	بھول مت دیکھ دیکھ آسائش
کوئی بزم طرب کا بانی ہی	کسین ماتم ہی نوخروانی ہی
کسین افضال حق تعالیٰ ہی	ہی کسین شادی حنا بندان
ہی یہ دنیا سے دون کا سر رشته	نوش اسکا ہی نیش آغشته
ہی کیسے کیسے دانے روزگار پس گئے شجر باغ عالم سے کسی کو تر مراد حاصل نہوا ہر سر و قد جفا	آسیاے چرخ ہر وقت چرخ میں

گلی میں سہرے پاگل ہو اگل شگفتہ و خندان بلبل گریان و نالان ایسے کلمات عبرت خیز  
ملال و رنج انگیز زبان سے فرمائے کہ سب اہالیان و رہا رہے آنکھوں میں آنسو بھر آئے  
اسوقت ہر پلٹن بقرار ہو کر قدموں سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ اے شاہنشاہ ان باتوں  
کے سننے کی قلب نا صبور میں طاقت نہیں ہی مفصل ارشاد فرمائیے یہ جان نثار موافق اپنی  
حقیقت کے فوراً اسکی تدبیر کرے بہ تصدق فرق مبارک حضور سب کچھ ہو سکتا ہی خدا نے  
سب طرح کا اختیار دیا ہی بالکل مجبور و ناچار نہیں کیا ہی کو گب نے توجوش رنج و ملال میں  
کچھ جواب نہ دیا مگر خورشید وزیر اعظم نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک صم صام کا شہزادہ  
ہر پلٹن سے تفصیلاً ظاہر کیا اور نیچے کی کیفیت سے بخوبی ماہر کیا یہ سنتے ہی ہر پلٹن  
مثل شیر غضبناک کے ڈکارا اور غصے میں قبضے پر ہاتھ ڈالا عرض کی اُس روباہ صفت  
کی کیا مجال ہی کہ میدان اطاعت شاہنشاہ سے قدم باہر رکھ کر زندہ نکل جائے غلام ابھی  
جاتا ہی مع نیچہ اُس بچیا کو گرفتار کر کے لاتا ہی غلام اُسی جانب سے ابھی آیا ہی خود میں نے  
اپنی آنکھ سے دیکھا ہی کہ خاص دشت لال زار پر بہار میں بارگاہین استادہ ہو رہی ہیں خود  
اُس مردود کو بھی انتظام کرتے دیکھا ہی میں سمجھا کہ کل حکم شاہنشاہ ہی برائے لشکر کشی خراج گذار  
نافذ ہوا ہی یہ بھی بموجب ارشاد فیض بنیاد تیاری لشکر میں مصروف ہی اگر اس حال سے وہ



ہوتا تو اب تک اسکو گرفتار کر دیا ہوتا مین بخوبی اس ملعون کی لیاقت و حقیقت سحر سے واقف ہوں  
 میرا ہم کتب ہوا بھی طفل ابجد خوان کتب افسون ہو یہ کلمہ بصدکہ فرماٹھا کو کب نے کہا مین  
 اور تدبیر کرتا ہوں مگر اس شیریشہ جرات نے نہانا تیغ کھینچ کر اپنے گلے پر رکھ لیا اور عرض کیا کہ اگر  
 حضور روکنے تو یہ غلام ابھی گلا کاٹ کر مر جائیگا جان نثاروں مین نام کر جائیگا جسوقت سے  
 غلام نے حال نیچے کاٹنا ہی کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی یہ بھیا تیرہ بخت شمع بزم سلطانی و چراغ دودمان قانی  
 یعنی ملکہ بران شمشیر زن کے شعلہ حیات گل کر نیکا قصد کرے بڑا اندھیرا اسکی موت آئی ہو  
 تقدیر کا پھیر ہو ایسے ایسے کلمات غصے مین کہتا ہوا قدموں سے لپٹ کے خوب رو دیا اشکوں سے  
 منہ دھویا آخر کو کب نے فرمایا بسم اللہ خداے کریم کے سپرد کیا لیکن اسکا خیال رہے کہ  
 اگر کوئی خرابی وقع ہو ہر چند میرا ستارہ گردش مین ہو فوراً آؤنگا اپنے کو تم تک پہنچاؤنگا ہر  
 سیلین تخت فلک سیر پر سوار ہوا مع فوج دریا موج عازم کارزار ہوا مثل شعلہ جوالہ تخت اڑانا  
 ہوا شان و شوکت دکھاتا ہوا یہ جان باز دوسرے فروش بصد جوش و خروش برائے مقابلہ صمصام  
 کھرام جاتا ہی مگر حال اس بد مال کا سینے یعنی صمصام کھرامی پر کمر باندھ کر دشت لالہ زار مین  
 کہ اسکے قلعہ جو ہر نگار سے بارہ کوس پر ہو دہانتک آکے شام ہو گئی فوراً مرکب سے اُترا  
 حکم دیا بارگاہ استادہ ہو یا روارادہ تو میرا یہ تھا کہ آج ہی اپنے تئیں تابہ لشکر و شمنان شہنشاہ  
 افراسیاب پہنچاؤن جاتے ہی سزاؤن ملکہ بران کو قتل کرون کہ جلدی سامان شادی  
 ہوا خانہ آبادی ہوا لہا سال گذرے فراق محبوب مین تڑپتے اب صبح امید نے چہرہ اپنا دکھایا  
 وقت وصل محبوب مطلوب قریب آیا تم سب صاحبوں کو وہ عہدے ملنے لگے غنچہ آرزو دکھلنے لگے  
 کہ ایک ایک نہال ہوگا افراسیاب بڑا قدردان ہو نیک اساس قدر شناس صاحب  
 شرم و حیا بادشاہ طلسم ہوش ربا ایسی ایسی باتیں و اہیات مفرخات کہتا ہوا تخت پر بصد  
 خوت بیٹھا سارا لشکر اتر پڑا جو کہ صاحب دل ہن عاقل ہن اپنے فعل ناشایستہ پر خجل  
 ہن آپس مین کہتے ہن یار و دیکھے انجام کیا ہوتا ہی گج تو صمصام صاحب کا بڑا غور و بھنگیا  
 ہی نشہ شراب کب و غور چڑھ گیا ہی اپنے ہوش مین نہیں ہن جس بادشاہ نے خاک سے پاک  
 کیا برائے حکومت قلعہ جو ہر نگار ایسا ملک و یازر ریز حسن خیز آباد و عا بادل شاد ہن ملک



مقدمہ میں یہ فرماتے ہیں اُسکی دختر کو قتل کرینگے یہ پٹیرا پار ہوتا معلوم نہیں ہوتا بیچ دریا میں  
 ڈوبے گا گرداب محیط بلالین گرفتار ہونگے بہت شرمسار ہونگے افسوس ہو کہ ہم بھی انکے ساتھ ڈوبے  
 اب کچھ بن نہیں پڑتا ایک شفیق کے واسطے افسوس ہو یہ انتظام ہیں فوج میں تو یہ چرچا ہی ہے  
 ہنستے ہیں بعضے رونے ہیں کچھ لوگ رنج و ملال میں کچھ خوش ہوتے ہیں لیکن یہ بھیا کھانا نہ ہر مار  
 کر کے ناچ راگ رنگ میں مصروف ہوا سامان عیش و نشاط مہیا ہو شراب پی رہا ہو کفٹ منہ  
 میں بھرا ہو نشہ میں بلبلارہا ہو کہ یا سامری جمشید جلدی سحر ہو جا کر اپنی معشوقہ سے ہلکار ہوں گوہر  
 مراد حاصل ہو تسکین دل ہو کبھی یاد محبوب میں تڑپتا ہو کھڑکٹا ہو لیکن جب ساقی قدر نے مینا  
 چرخ سے جام آفتاب میں صبوحی ضیا بصد صفا لبالب بھری اور کشتی گلگونہ شفق مشرق میں

بصد زیب و زینت رکھ کر پیش رندان خندانہ جہان دھری نظم	علم آفتاب نکلا جب
فوج انجم ہوئی گریزان سب	شہ خاور سپر گرد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبا	مہ انجم سپاہ رو بفرار
	رواق تخت لاجورد ہوا
	صمصام اپنے چھپر کھٹ سے

اٹھاپو جے پاٹ کا سامان کیا کنوین پر جا کر دو لٹیوں سے اشنان کیا دھوتی بھی اچھی طرح نہ بھیک  
 ساری منگو کر باندھی برنجی لٹیا ہاتھ میں سامری و جمشید کی سامنے تصویریں رکھیں کچھ منتر جنت  
 پڑھنے لگا لشکر اسکا کمر باندھ رہا ہو کہ یہ بھیا حکم دے چکا ہو ابھی پوجے سے فراغت نہیں پائی  
 کہ تیرہ بختی کی بلا سر پر آئی کیا یک صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی آواز شیر کے نعرے کی پیدا ہوئی تہید  
 اے کفار ان بھیا دایا بکار ان پر دغا صمصام کچھ ام کمان جاتا ہو منم شاہزادہ ہنر بریلین  
 صفت شکن تیغ زن صاحب تدبیر ملازم شاہنشاہ کو کب رو شضمیر اب سب نے سر اٹھا کر دیکھا  
 ایک جوان خوش رو باتاج شاہنشاہی شیر پر سوار رشت پر فوج جلالت آثار قریب لشکر اس فوج  
 نے ہو چکا آواز دی اے ضرغام صحرا نشین بھاری خوراک حاضر ہو آواز ان رو بہ صفتوں کو  
 کھا جاؤ یہ کھا دستک دی برق چمکی ہر ایک کی آنکھ جھپک گئی بعد چشم زدن دیکھا صحرا سے  
 ہزار ہا شیر منہ کھولے ہوئے دم علم کیے ہوئے ڈکارین مارتے ہوئے اس زور و شور سے لشکر  
 شیران صحرائی آیا کہ شیر فلک کا کلیجہ کھرا گیا یہ شیر سب اگر گے جیر جیر کے ہر ایک کو بھینکنے لگے  
 کسی شیر نے کسی کو کھڑا راوہ زمین پر گرا شیر نے گلے پر منہ لگا کر خون پیا خون پیکر اور چالاک



ہوا زیادہ بیاک ہوا دو دو کو چار چار کو پامال کرنے لگا ایک حملے میں چاس ہزار ہریان صمصام  
 رہو راہ عدم و شعلہ افزوز نار جہنم ہوئے پرے کے پرے درہم و برہم ہوئے صدائے الامان  
 الامان بلند ہر ایک محزون و درو مند بدحواس عالم یاس ہر چند چاہتے ہیں کہ بھاگ کر  
 نکل جائیں شیرون سے جان بچائیں مکن نہیں صمصام نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبراہٹ  
 تمام لباس پہنا جھولی کو سحر کی بائیں ہاتھ پر ڈالا ایک سیہ کاغذ بٹا سا ہاتھ میں لیا مقرر  
 سے صد ہا گینڈے کاٹے زمین پر پھینکا دیے نشتر سے پیشانی کا خون لیا ان سب پر چھڑکا  
 آواز دی اے کرگدن خوک پکیر جلد آ بدعت ہیران صحرانشین سے بچا یہ کلمہ اس بد انجام کی  
 زبان سے تمام نہوا تھا وہ پرچے تمام اڑ گئے بعد دم بھر کے درہ کوہ سے بڑے بڑے گینڈے بڑا  
 فیل مست کے قوی تن قوی من جست و چالاک پیدا ہوئے شیرون سے لڑنے لگے اب  
 ہر سرتیلپتن نے دیکھا کہ یا تو میرے شیر لشکر صمصام کو تباہ کر رہے تھے چیر بھاڑ کر کھا جانے تھے  
 مگر اب گینڈوں کی جانب متوجہ ہو گئے اہالیان فوج نے مہلت پائی ہر سرتیلپتن فوج دریا  
 موج لیکر اسکے لشکر پر چا پڑا گولے ترچ ناریج چلنے لگے دریائے خون جاری ہوا جانین کے  
 ہزاروں مارے گئے ادھر شیر اور کرگدن آپس میں لڑ کر مرے دوپہڑ پھلتے ڈھلتے شیر اور کرگدن  
 سے میدان پاک اور صاف ہوا لیکن شیران میدان کا رزار د ادمردی و مردانگی دیتے  
 تھے جان دینے پر آمادہ تھے سپر سحر تک ہاتھ میں نہ لیتے تھے اول غفلت میں صمصام ناکام  
 کا لشکر شکست اٹھ کر قتل ہوا لاکھوں کی نوبت پہنچی مگر جب صمصام نے سنبھل کر اشیائے  
 سحر ہاتھ میں لیے اکر تہا ہوا میدان میں آیا اور ہر مرد لاور نے جو سحر سے شیر پیدا کیے تھے انکو  
 کرگدن ہائے سحر سے مٹایا ہر مرد لاور نے اپنی فوج ظفر موج کو آواز دی اے مردان بکوشید  
 تا جامہ زنان پوشید ملت روز جنگ است جنگ باید کروہ کوشش نام و ننگ باید کرد  
 بار و ہم سب مرنے کو آئے ہیں نام کرنے کو آئے ہیں جہانتک ہو سکیگا انکو زندہ نہ چھوڑے  
 حکمرانوں کے قتل سے کھنڈ نہ ہو ٹپنے اب دونوں لشکر آپس میں مل گئے حربائے سحر چلنے لگے  
 شعلہ ہائے آتش سحر سے نخل صحر مثل شمع کوری جلنے لگے لفظ ہر مرد لاور بصد کرو فر  
 ہوا فوج صمصام پر حملہ ورا اوہ تھا حاکم تیغ برق تاب کرے کشت امید دشمن خراب



یہی دل میں اُس شیر کے تھی منگ	کروں بڑھکے صمصام کوں جنگ	ہوئی آتش سحر اس درجہ تیز
فلک شعلہ بار و زمین شعلہ خیز	بھڑکنے سے آتش کے یہ ڈول تھا	دھنواں دھار سحر آپر ہول تھا
ہوا گرم ہنگامہ دار و گیر	لڑنے لگا خون سے چرخ سیر	کہیں خون کی ندی زمین پر ہی
کہیں بارش آتش سحر تھی	ہوا بحر خون اس قدر موج زن	بنے سنگریزے عقیقہ میں
گریح رعد کی اور چمک برق کی	برستے تھے سرفاں برسات تھی	وہ سر تھے زمین پر کہ اوڑے پڑے
دل دشت میں تھے پھپھوڑے	ہنر و لادرنے باشندہ	کے قتل جن جنگے اہل حسد

مگر صمصام بھی بلاے روزگار ہو جب اتنے بڑے کام پر ملعون نے کمر باندھی ہوا ایسے بادشاہ  
عالیجاہ سے بغاوت کی، دیکھ کر بے قیامت اثر کر رہا، اگر ہنر پر نے تلواریں برسا میں تو اس  
سنگدل نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا پھر پہاڑ سے جدا ہوئے تلواروں کو نوٹا ہنر پر بلیتیں بنے  
اس وقت جھولی سے کاغذ لگا لکھ چھوڑے چھوڑے جانور اور سحر بڑھکر ہوا پر اڑا دیے اور  
آواز دی کہ اے ہنر پر وقت بلند پروازی، یہ کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ صمصام نے دیکھا  
ہزار ہا طائران خوش رنگ ہوا پر اڑتے ہوئے نظر آئے اہالیان فوج صمصام کے ہوش  
اڑے جیتک صمصام رو سحر کرے وہ طائر سروں پر اس کے ملازموں کے بیٹھنے لگے جو  
طاائر جسکے سر پر بیٹھ گیا وہ پتھر کا پتلہ تھا ہاتھ پاؤں بے حس و حرکت نہ آنکھ میں بصارت  
نہ قلب میں قوت اسی طرح قریب پیاس ہزار کے تصویر سنگین بن کر رہ گئے اور ملازمان  
ہنر پر نے بھی صد ہا سحر قتل کیے یہ دیکھا صمصام نے فوراً ایسا سحر کیا کہ دو پر شا تو  
سیدھا ہوئے اڑا اب عجالت ایک سمت غائب ہوا ایک جینم نہ دن میں پھر آیا آواز دی ہو  
مرغان کو ہی حق سامری جلد آؤ خوراک تمھاری حاضر ہو دیکھا آسمان پر ترڑا قاف ہوا کئی  
عقاب ٹاپا بے متقاربین کھولے ہوئے پتھر مثل آہن کے ان طائران خوش رنگ پر اگر گے  
پتھر سے آکر لپکا چیر کر پھینک دیا دوسرا غضب یہ ہوا کہ خون اس طائر کا جیسر پڑا جل کر خاک  
ہوا اور اگر یہی خون سر پر ان تصویر پر ہائے سنگین کے گرا فوراً ہوش آگیا سحر بر طرف ہوا  
جسم اصلی پھر پایا یہ رنگ جو ہنر پر نامدار نے دیکھا مجبور ہو کر ایک نعرہ کیا سحر پڑھا تھا  
سے شعلہ کا طائران سے اور عقاب دونوں جل کر خاک ہوئے ایسے ایسے آپس میں بہت



سحر ہوئے کبھی غالب اور کبھی مغلوب لڑنے لڑنے ہنر پرستین اور صمصام ناکام کا سامنا ہوا  
 اسپین دونوں افسروں میں سحر ہونے لگے صمصام نے ہاتھ تلوار کا مارا ہنر نے سپر سحر  
 رو کا کئی سو شعلہ سپر سے نکلا ہمارا ہیان صمصام کو جلا یا اور ہنر پرستین نے گولہ نکال کر مارا  
 صمصام کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار پھینک کر صمصام نے انگلی سے اشارہ کیا  
 گولہ دو ٹکڑے ہوا صمصام نے اپنی جھولی سے ایک تریخ شیرین نکالا دل مٹھا جاتا ہی تریخ  
 پر چھو چھو کر ہائی دیکھا ہنر نے اور اہالیان فوج نے کہ وہ تریخ نہیں ہی بلکہ ایک ڈبیا ہوا گولہ  
 کھول کر ہنر پر پھینچ مارا غبار بلند ہوا اگر وہ ہنر کے حصار غبار میں یہ ٹاڈا رہ چنہ چاہتا  
 ہی اسکو دفع کروں غبار الم دل پر چھا گیا معلوم ہوا کہ اس پھیانے بجائے خاک میں ملایا زبان میں  
 بھی لگت آئی سحر فراموش ہوا بخودی کا جوش ہوا صمصام بد انجام نے نعرہ کیا فوج کو اسکی  
 گھیر لو اور قتل کرو اب میں نے اس شیر دل اور کو لیا دام غبار میں پھنسا یا بعد چند عرصہ کے تلوار  
 کھینچ کر خود اپنے گلے پر پھیرے گا گور میں پر لٹکا گیا ہمسے مقابلہ کا فریاد گاہ ہنر پرستین اس  
 قلعہ خالی میں بند دل و دمنہ تمام جسم غبار آلود ملک الموت سامنے موجود اپنا ہی ساحر  
 زبردست ہی کہ کچھ کچھ جھولی سے نکال کر پھینکتا جاتا ہی صمصام کو بھی خوف ہی قریب نہیں آتا  
 دور سے یا سامری و جمشید کرتا ہی غبار سحر کی دیوار بنانا چاہتا ہی اور فوج ہنر پرستین زیادہ دبا دال  
 رہا ہی مگر وہ سب مردان عالم جاننا زسرفروش اپنے مالک کی محبت کا جوش گرد اس غبار کے  
 مصروف جنگ ہیں ہر چند قصد کہنے میں خاک ہو جائیں اپنے مالک تک جائیں جب غبار  
 کے قریب جاتے ہیں بنائی میں فرق آتا ہی گھبرا کر ملیٹ آتے ہیں یہاں تو ان دلا درون کا یہ  
 رنگ ہی اُدھر ہنر پرستین اپنی جان سے تنگ ہو کر اب حال شہنشاہ کو کب کا تریخ ہوتا  
 ہی کہ نہایت عدالت گستر رعیت پرور صاحب جاہ و جلال اپنے ٹکڑا روں کا خیال اسنے  
 سال کا زمانہ اس لڑائی کو گذرا مگر کوئی ملازم کو کب کا شریک افراسیاب نہوا مگر اس بجایا  
 کا جوق سے یہ حال سنا ہی سرو دھنا ہی ہنر پرستین کو کب پرست شان ہی  
 ناظرین روشن راے پر واضح ہو کہ پاس شہنشاہ کو کب کے ایک آئینہ ہی کہ اسکو مرآت  
 واقعہ کہتے ہیں خاصیت میں جام جوآن نما ہی جب اسکو سامنے رکھ کر معائنہ فرماتے ہیں جس



امر کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے وہ حالات آئینہ ہو جاتے ہیں جو وقت سے ہنر پرستیتن  
 واسطے جنگ صمصام کے گیاہ کو کب تنہائی میں اُس مرآت واقعہ کو ملاحظہ فرما رہا ہے  
 جو کہ یہاں حالات گذرے وہ سب دیکھے یہاں تک کہ ہنر پرستیتن کو حصار غبار میں مبتلا دیکھا  
 گھبرا یا چونکہ برہمن روہن بن نے منع کیا ہے کہ قصر جمشیدی سے قدم نہ نکالنا اپنا جانا تو ممکن  
 نہ تھا ورنہ فوراً جاتا حصار غبار سے کھڑا اور اُردی اسی سیار تیز رو جلد حاضر ہو کا ایک  
 چھت شق ہوئی ایک ساحر نوجوان چہرہ مثل ماہتابان پیشانی پر ثابت ہوتا ہے کہ ستارہ  
 اقبال کا چمکتا ہے اُترنے ہی عرض کی حاضر کو کب نے جلد ایک صندوق کھولا اُس میں  
 سے ایک شیشہ پُر آب نایاب نکالا اور ہاتھ میں سیار تیز رو کے دیا فرمایا اسی سیار تیز رو  
 جلد اپنے تین صحراے لالہ زار میں پہونچا ہنر پرستیتن صمصام ناکام سے مصروف  
 جنگ ہے اسے سحر غبار سامری گیاہ وہ صاف باطن اُس میں بھنس گیا ہے غرق زمین ہو کر  
 اپنے تین پہونچا نا اس شیشہ سے پانی لیکر پہلے اُسکے منہ پر چھینٹا دینا ہوش میں آ جائیگا اور  
 یہ شیشہ ہاتھ میں اُسکے دیکر کہنا کہ اس شیشہ کو اٹھا کر طرف آسمان کے پھینک دے شیشہ شکست  
 ہو کر اسکا آب نایاب جسر پڑیگا اُسکو پناہ پانی مشکل ہوگی حصار غبار بھی باطل ہوگا چند ساعت  
 کے واسطے سب ہوش ہو جائیگا اُتنے عرصے میں کہہ دینا کہ صمصام کو گرفتار کر لینا اُسکے  
 تخت پر صندوق رکھا ہے اُس میں نیچے ہے وہ بھی اپنے قبضے میں کرنا یہ فرما کر سیار کو حکم دیا کہ جلد  
 جا خبردار کوئی لفظ فراموش نہ کرنا سیار تیز رو قصر جمشیدی سے باہر نکلا دونوں پالون  
 زمین پر مارے غرق زمین ہوا اور زمین کو کاٹتا ہوا چلا یہاں صمصام نے ہنر پرست  
 حصار غبار سے کہیں پھنسا یا ہے جانتا ہے کہ چند ساعت میں تلوار سے خود اپنا گلا مہوت  
 ہو کر کاٹ ڈالے گا اس خیال سے طرف فوج ہنر پرستیتن کے پلٹا ہے اپنے دست بجنس سے  
 گوئے ترچ نارج نار رہا ہے ہنر پرست نے اب بدحواس ہو کر قبضے پر ہاتھ ڈالا ہے کہ تلوار کھینچون  
 کشاکش سحر نہیں اٹھ سکتی خود اپنا گلا کاٹ ڈالون کہ یکا یک زمین شق ہوئی سیار تیز رو  
 مثل برق چہندہ زمین سے پیدا ہوا منہ پر ہنر پرست کے پانی کا چھینٹا دیا فوراً ہنر پرست کو ہوش  
 آیا اپنے شاہنشاہ کی پرورش دیکھ کر چہرہ خوشی سے تل گل سرخ ہوا سیار نے شیشہ ہاتھ میں لیا



پیام کو کب لفظ بلفظ سنا یا خود غرق زمین ہو کر غائب ہوا ہنر برپلیتن نے فوراً پہلے تیشے سے کھوڑا پانی چلو میں لیا غبار سحر پر کھینک مارا غبار سحر ہر طرف ہوا ہنر برپلیتن مثل شیر غضبناک نعرہ کرتا ہوا جھپٹا اور شیشہ اٹھا کر جانب آسمان کے پھینکا صمصام نے جو نعرہ ہنر برپلیتن کی صدا سنی سنتے ہی پلٹ کے دیکھا جھومتا ہوا آتا ہی کھڑا یہ غبار سحر سے کیونکر نکلا جب تک کچھ فکر کرے یکایک لکھ ابر سیاہ آسمان پر آیا بوندیان پڑنے لگیں جیسر پانی کی بوندیان پڑیں ہائے کلمہ زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا صمصام نے قصد کیا کہ میدان رزم سے نکل جاؤں یہ ابر کس غضب کا ہو اس سے بچنا دشواری کہ دو کاوش بیکار ہی جا ہا تھا زمین پر پائوں ماروں غرق زمین ہو کر نکل جاؤں جان کاؤں یکایک چند بوندیں پانی کی اسپر گرین یہ معلوم ہوا کہ شعلہ ہائے آتش جسم سے نکلنے لگے استخوان جلنے لگے ہائے کر کے زمین پر بیہوش ہوا ہنر برپلیتن مثل قضاے ناگمانی اسکے قریب آیا گردن پکڑ کر دہائی زبان صمصام کی منہ سے ایک وجہ باہر نکل آئی ہنر برپلیتن نے سوزن دیا شکنجہ باندھیں جست کر کے قریب تخت آیا صندوق نیچے کا اپنے قبضے میں کیا تیغہ پکڑ کر فوج پر جا پڑا وہ سب بچیا یہ حال اُس بد اقبال کا دیکھ کر بھاگے چشم زدن میں میدان صاف ہو گیا ہنر برپلیتن بفتح و فیروز ی پلٹا خیمے خرگاہ صمصام کے اپنے قبضے میں کیے خزانے اُس ملعون کے فوج نے لوٹ لیے اب صمصام بہ انجام کو ہوش آیا اپنے تئیں گرفتار طوق و زنجیر سحر پایا اب ہنر برپلیتن وظفر بصد کرو فریاد نکارتہ بجاتا ہوا اپنی فوج باقی ماندہ کو لیکر طرف کو کب کے چلا یہاں کو کب نے یہ سب معرکہ مرآت واقعہ میں دیکھا صورت فتح وظفر نظر آئی سجدہ شکر پروردگار کیا قصر مرآت سے باہر آیا تمام حال خورشید روشن رائے وزیر اعظم سے بیان کیا سب نے مبارکباد دی نذرین خوشی کی گزرتے لکین ساقیان سیمین ساق و مطہان خوش آواز بصد ناز و انداز حاضر ہوئے ملکہ حنائے گلگون پوش نے حکم دیا کہ سب نازنینان حرم و مہ جینان مہرنگین حاضر ہوں آج ہمکو انتہائی خوشی ہو رہی ہے خوشتر نیک اختر کی خدائے جان بجائی ایسی خوشی سنائی ملکہ بران شمشیر زن کو خدا سلامت رکھے وہ آفتاب عالم تمام آسمان طلسم نور افشان ہو اسکی صولت و شوکت سے بہرام فلک لرزاں ہو کو کب نے فرمایا



کہ ایو ملکہ بخدا جسوقت سے حال نیچے کاٹنا تھا خنجر غم دل پر چل رہا تھا اگر میرے قتل کا سامان ہوتا کبھی نہ اسقدر پریشان ہوتا آنحضرت جام و ارغوانی گردش میں آیا صدا سے ہوشا ہوش

دو شاہنوش بلند ہوئی ایک رقاصہ نے یہ اشعار گائے نظم

لا تا ہی بار بار نوید وصال عید	معتوقہ طرب کا مبارک معانقہ	آتا ہی دور دور کے سیک خیال
اگرے ہوشان کی طرح اہل دید	کرتا ہی کچھ فلک پہ شاکر ہلال عید	دیتا ہی فرقہ قاصد فرخندہ فال
سینا سے آسمان میں دو گنہ سال	چرچے لہر سخن میں نشاط و طرب	کیا رنگ نو بدلتی ہو مستونہ کوکب
ذکر سرور شیخ کو لاتا ہی وجدین	صوفی کو حال آتے ہیں سن حال	ہر نیم میں غلغلہ قیل و قال عید
سینو نہیں اہل شوق دے لایا نکال	دکھلا رہا ہی ہر دم حسینان کو آئندہ	طرز خرام دکھلے ہوئے ہیں ہر قدم
آتش تو نہیں حجلہ نشینوں کی محو ہے	مشاطہ عروس بیج اجمال عید	آئینہ وار حسن رخ ہیشمال عید
آگ کے نذر دیتے ہیں جاہ و جلال عید	ہر شادی شبانہ ہی نور و زکا جو آ	خدم بارگاہ کو اک شہریار کی
شان شکوہ تیری سوار علی و کبیر	کچھ منفعل ہوئے ہیں جاہ و جلال عید	ہر روز جشن رہتا ہی دن بھر شان
خود آب پاش ہو عرق انفعال عید	عیش و نشاط حاشیہ بوس بساطین	جاری اگر ہو حکم معلیٰ تو راہ میں
احباب شاد ہو کے بغلیں مہر ہم	اعدائے ہون گئے تہ تیغ ہلال عید	خدم بارگاہ میں جاہ و جلال عید

جشن و عیش ہو کہ ہر خرد و گلان ادنیٰ و اعلیٰ پر و جوان خوشی سے اپنے جامے میں پھو نہیں سماتے ہیں درخزانہ دہری زرخ و سفید تقسیم ہو رہا ہی فلک کج رفتار گردون غدا چشم زدن میں عیش و سرور کو مبدل بغم و رنج کرتا ہی محفل خوشی کو دم بھرن درہم و برہم کرتا ہو کہین شادی کہین ماتم کہین عیش کہین غم کہین سوز کہین ساز بموجب بند مسدس

ہو عجب حال جان بے ثبات و بے مدار	آج تو تخت طلا ہی کل ہی مرقد کا کتار
تھا کہان جمشید کس جا تھا فریدون کو قرار	فصل و ایوان تو کہان ملتے نہیں اُنکے فرار

ہر کجا افنادہ مینی خشت درویراۃ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ

جسوقت کہ ہر بریلیق نے صمصام کو گرفتار کر لیا نیچے بھی قبضے میں کیا وہاں افراسیاب خوشی خوشی بارگاہ حیرت میں آیا ہوشی میں حال صمصام ملکہ حیرت کو سنایا ہی اور



عالم خوشی میں کہتا ہے کہ اوی خاتون محل میں آپ کے خداوند لقا نے تدبیر معقول کی مصمصام  
 مع نیچے قتل بران آتا ہے مگر بڑی مشکل میں میں نے اُسکو راضی کیا ہے تمہاری مصمصام  
 ہوا لالہ زار تر کسی چشم اب ہم اُسکو راضی کرو کہ جب وہ بیان آئے ایک لمحہ اُسکے سامنے  
 جائے پھر میں وعدہ شادی کا کر کے تمہاری خدمت میں بھیج دوں گا جب بران قتل ہو جائے  
 خواہ شادی کرے یا نہ کرے اُسکو اختیار ہے مگر اس وقت دامن ترز ویر ضرور بچھانا چاہیے اس مرغ  
 زیرک کو بھنسانا چاہیے حیرت نے کہا میں ابھی جاتی ہوں یہ ایک مقصد ہوا کہ لالہ زار کو  
 بلاؤں یا خود جاؤں مگر افراسیاب سے کہا کہ اوی شہنشاہ کتاب سامری میں ملاحظہ فرما۔  
 کہ آج مصمصام کس منزل پر آتا ہے کیا کر رہا ہے براے خوشامد اس حوالی کے تاجداروں  
 کو فرمان لکھ کر روانہ کر دوں کہ جسکی سرحد میں مصمصام ہوئے وہ واسطے اُسکے سامان دعوت  
 مہیا کرے اور باغ ازاد اکرام منزل بہ منزل پہنچائیں پس افراسیاب اس صلاح  
 حیرت کی نہایت خوش ہوا کتاب اٹھا کر دیکھنے لگا حیرت نے دیکھا کہ جون جون شہنشاہ  
 کتاب ملاحظہ کرنے میں رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہے ہاتھ ریش فش پر پڑا ہوا جو چہ کار لوہ  
 ہر غصے میں زانو پر ہاتھ مارا حیرت نے گھر کر پوچھا اوی شہنشاہ خیر تھی انا فقط افراسیاب  
 نے کہا کہ ملکہ غضب ہوا مصمصام گرفتار ہو گیا ابھی جاتا ہوں زمین کے طبقے ہلاتا ہوں  
 یہ کہتا ہوا قبضے پر ہاتھ ڈال کر مثل فتنہ خواہید کے اٹھا اور ایک سحر کر کے مثل شعلہ آتش  
 سرکش بلند ہوا ستارہ تھا کہ آسمان میں ڈوب گیا یہاں ہنر بریلیں نے دشت لالہ زار  
 سے نکلنے کا قصد کیا ہے تھوڑا راستہ چلی ہوا کہ آسمان پر سے آواز آئی او ہنر برکمان جانا  
 زمین آہو چا ہنر بر نے سر اٹھا کر جانب آسمان دیکھا قیامت کا سامان نظر آیا کہ خود افراسیاب  
 نمایان ہوا کف منہ میں غصے سے چہرہ سرخ کچھ اشارہ کرتا ہوا مثل شعلہ جوالہ زمین پر آنا اور  
 چند سنگریزے اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے لشکر ہنر بر پر پھر برسے لگے ہنر بر کہ ابھی اُسکے  
 اچھی طرح ہوش و حواس بھی درست نہوئے تھے لشکر بھی بارہو مصمصام اٹھا چکا تھا  
 گھر گیا سحر تو منجلاں کر کے افراسیاب پر کیا گولہ مارا مگر قصد ہوا کہ نکل جاؤں نیچے تو میرے  
 قبضے میں آچکا ہے اڑنے کی ضرورت کیا ہے لیٹ کے چاہا صندوق اٹھاؤں دیکھا چند بچے



سنہری صندوق کو کھڑے ہیں ہر چند نہ کر کیا مگر صندوق اپنے مقام سے نہ ہلا گھبرا کر اپنے تخت سے کود پڑا افراسیاب نے آواز دی ہمارے خیر خواہ صمصام کی زبان سے جلد سوزن نکالو قید سحر سے جلد رہا کرو یہ کہتے ہی ایک پتلہ فولاد کا زمین سے نکلا افراسیاب کو سلام کیا عرض کی غلام حاضر و حکم شاہنشاہی بجاتا ہوں یہ کہتا ہوا طرف صمصام کے چلا ہنر بر نے دیکھا کہ پتلہ طرف صمصام کے جاتا ہی گولے ترچ ناریج اسکو مارے پشت و پہلو پر تلے کے پڑے کچھ تاثیر نہ ہوئی پتلہ گولے کھاتا ہوا حربے سحر کے اٹھاتا ہوا قریب صمصام پہنچا جلتے ہی سوزن زبان سے نکال لیا قید سحر کو توڑ کر پھینک دیا پتلہ خود تو یہ کام کر کے غرق زمین ہو کر غائب ہوا صمصام کو ہوش آیا قید سحر سے چھوٹا افراسیاب کو دیکھا کہ میرے دشمنوں کو قتل کر رہا ہی ہنر بر بھاگا بھاگا پھر رہا افراسیاب کو دیکھا کہ صمصام دیر ہو اہنر بر نے جا کر ہاتھ شمشیر سحر کا مارا ہنر بر نے سپر سحر پر روکا آواز دی او نام و حمایتی کو دیکھا کہ بہت بلبلایا یہ کہہ خبردار خبردار کر کے ہاتھ تیغ سحر کا مارا اسنے چاہا رو کون مگر تلوار مثل برق گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے جیسے ابر تیرہ سے بجلی کڑا کڑا کر گزرتی ہو خود کو بھی کاٹ کرتا دوا برو تیغ پہنچا ہاے کہہ صمصام زمین پر گرا آواز دی او شہنشاہ دہائی ہی بچائے ہنر بر نے چاہا کہ اسکی چھاتی پر چڑھ کر کاٹ لوں افراسیاب جست کر کے بیچ میں آیا اپنا سینہ سپر کر دیا دوسری تلوار افراسیاب پر پڑی مگر تاثیر نہ ہوئی ہنر بر پلٹن مثل ابر افراسیاب پر برس پڑا اب اسباب سحر صرف کیا یعنی گولے ترچ ناریج کچھ پیکان کے دانے ماش کے مارے افراسیاب زخمی نہوا یہ حیرت ہی کیونکر سب حربے خالی گئے افراسیاب نے اپنا تیغ سحر اٹھایا سپر ہنر بر پلٹن کے لگا یا وہ تیغ قضا تھا کیونکر لگتا ہنر بر پلٹن ہاتھ سے افراسیاب کے سیار گلشن جنان ہوا افراسیاب اسکو مار کر طرف فوج کے متوجہ نہوا صمصام کو اگر زمین سے اٹھایا گلیسے لگا یا زخم باندھا تخت سوار کیا جس تخت پر صندوق نیچے قتل بران رکھا تھا اسی پر جست کر کے آپ بھی بیٹھا اور صمصام بد انجام کو ہمراہ لیکر طرف لشکر حیرت کے چلا راہ میں لشکر صمصام جو درہاے کوہ میں آکر چھایا تھا اپنے مالک کو دیکھ کر وہائی دیتا ہوا نکلا صمصام نے عرض کی او شہنشاہ کھڑے رہا یہ دیکھتے ہیں لاکھ میں صرف پچاس ہنر بر بچے آپکی محبت میں سب مارے گئے



افراسیاب نے تخت روک لیا وہ سب رونے پڑے قریب آئے کل لشکر کو ساتھ لیلیا افراسیاب  
 تا بہ حد طلسم ہوش رہا ساتھ آیا کہا اے صمصام اب کچھ مقام خون نہیں رہی یہ سرحد طلسم ہوش ربا  
 مابعد دولت سبکو خبر کرتے ہوئے جاتے ہیں ایک تاجدار جلیل ایسا گاہ گاہ خزانہ وغیرہ سب ساتھ  
 لایا تاکہ با احتیاط لشکر حیرت میں پہنچا ایسا گاہ گاہ دولت نے تمھاری معشوقہ کو بھی ہوا ضعی کیا۔  
 سامان دہان مہیا ہوا اتنا نال اس واسطے ہو کہ بذلت تمھارا گذر و بروے لشکر عریخ نہو نشان  
 و شوکت تمام آؤ و در اہمرا واسطے استقبال کے آئینگے ہم تمھارا مرتبہ بڑھائیں گے یہ کہرا افراسیاب۔  
 مثل تیر شہاب نکل گیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ صمصام بد انجام نے دیکھا ایک تاجدار عریخ  
 ساتھ ہزار فوج آکر پہنچا صمصام سے بغلیہ ہو صمصام نے نام پوچھا کہا مجھ کو مفتوح پیشین  
 کہتے ہیں حکم شہنشاہ طلسم ہوش و با آپ کے لینے کو آیا ہوں کل سامان عیش و نشاط ساتھ ہی  
 صمصام خوشی خوشی عیش عیش کرتا ہوا ہمراہ مفتوح پیشین کے منزل بمنزل طرف لشکر لک  
 حیرت جاؤ کے روانہ ہوتا ہی بیان لشکر ہزبر سلطین آفت سنگباری میں مبتلا تھا بعد جانے  
 افراسیاب کے وہ آفت سماوی بر طرف ہوئی جھونکے ہوئے گرم کے چلے سنگباری برف باری  
 موقوف ہوئی کان میں آواز آئی مارا مجھ کو کہ نام میرا ہزبر سلطین تھا یہ سانچہ مصیبت خیر یا تم انگیز  
 جو سرداران ہزبر نے دیکھا گریبان چاک کیے منہ پر خاک ملی لاشہ ہزبر سلطین کا اٹھایا روتے  
 بیٹھے طرف قصر حمیدی کے چلے یہاں کوکب و شہنشاہ غافل از شعبہ بازی فلک بزم عیش  
 آرامتہ و زیر سے باتیں کر رہا تھا کہ اثناء اس ہزبر سلطین فوج صمصام سے کیا خوب لڑا بڑے  
 غضب کا معرکہ پڑا اگر شیریشہ جرات نے اس صمصام رو بہ خصال کو گرفتار کر لیا انشا اللہ  
 پہنچا چاہتا ہی ایسا سرفراز کروں گا کہ اسکو بھی ہماری عنایت پر ناز ہو مگر ای وزیر اعظم صمصام  
 کو بھی سمجھانا ہمارے قدموں پر گر وانا نقطہ براہ چشم نمائی دو چار روز نظر بند رہ گیا یقین ہو کہ پھر  
 ایسی خطا اس سے سرزد نہ ہو مگر نیچے اسکے قبضے سے لینا ضرور ہو اب مجھ کو اسکا اعتبار نہ رہا مقدم  
 جان کا ہو حفاظت ملکہ برائے شمشیر زن کی لازم ہو اب یہ دل میں ارادہ ہو کہ اس نیچے کو خدمت  
 میں ملکہ مشتری ستارہ طلعت مالک حجرہ بلاے طلسم نور افشان کے بھیج دیں کہ وہ پاس ملکہ  
 جیچون سہرپوش زبان دراز کے بھیج دیں کہ کسی کا گذر ممکن نہیں ہو نور شید نے عرض کی



بہت معقول تجویز فرمائی کیونکہ ہم لوگ جانبازی نہ کریں کہ ایسے دشمن کو حضور فرماتے ہیں کہ قتل نہ کرو گناہ ہے کہ حضور نے ایسی خبر خوشی کی سنائی گویا زبان تازہ جسم میں آئی مگر دل خود بخود گھبراتا ہے کوکب نے کہا ای وزیر اعظم سچ ہی میرا بھی یہی حال ہے خود بخود دل پر ہجوم غم و ملال ہی شاید کچھ ہنر بریلین پر افتاد پڑی آنے میں یہاں بڑی دیر ہوئی جلد مرآت واقعہ لاوا بھی حال اس جو اغرد کا آئینہ ہو گا یہ ذکر تھا اور خورشید اپنے مقام سے اٹھا ہے کہ مرآت واقعہ لاؤں اور شہنشاہ کو دکھاؤں کہ یکا یک شور گریہ وزاری زیر قصر جمشیدی بلند ہوا کوکب نے گھبرا کر کہا کہ ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہے یہ کلام تمام ہوا تھا کہ بہت سے سردار دریاے خون میں نہائے ہوئے لاشہ ہنر بریلین اٹھائے ہوئے سامنے کوکب رو شمنصر کے لائے چلائے وہاں ہی سرکار کی کوکب گھبرا کر تخت سے اٹھا سرداروں سے پوچھا بارو میں فتح کی شکست کیونکر ہوئی تم سب تو صمصام کو گرفتار کر چکے تھے فوج اسکی شکست کھا کر بھاگ گئی تھی یہاں تک تو خبر مجھ کو معلوم ہو چکی تھی کہ صمصام لاہ زار سے بفتح و ظفر آپ لوگ حل چکے تھے اُن سب نے سر اپنے زمین پر دے مارے عرض کیا ای شہنشاہ گردون بارگاہ ہنر بریلین جو ان شیر دل تھا حقیقت میں آپکے اقبال سے کس زور شور سے لڑائی فتح کی تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ خود افراسیاب آیا اس سے بھی یہ شیر ایسا لڑا کہ اگرستم و اسفندیار ہوتے حلقہ غلامی ہنر بریلین اپنے کان میں ڈالتے مگر اس ظالم سے کیا زور چلے جس پر نیزہ تیر ترخ نارنج تاثیر نہ کرے اس جبری نے جانبازی سے ٹھہ نہ پھیرا اور سیا پرتلو اور کھینچ کے جا پڑا جرات سے اس نوجوان کی چرخ پیر لڑان ہوا آخر افراسیاب حمہنی کے ہاتھ سے راہی گلشن جنان ہوا یہ نکر قصر جمشیدی میں شور گریہ وزاری بلند ہوا کوکب رو شمنصر انتہا کا درد مند ہوا آنکھوں میں آنسو بھر کے فرمایا انا لہ وانا الیہ راجعون فہو موت سے کسی کا زور نہیں چلتا وقت قضا کسی طرح نہیں ٹلنا کیا کیا تدبیر کی مگر کچھ نہ ہو سکا جو مرضی پروردگار کی اگر موت بران کی قریب ہی تو ہمارا کیا اختیار ہی ہر طرح بندہ مجبور و ناچار ہے وہ مالک و مختار ہے دیکھیے پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے کون ہنستا ہے اور کون روتا ہے ای خورشید روشن راے یہ تو دریافت کر دو کہ وہ بچھا کہاں گیا یہ زبان سے کوکب کی نکلا تھا کہ طائر سحر نے آ کر خبر دی کہ ای شہنشاہ صمصام بد انجام کو افراسیاب اپنے ساتھ لے گیا



خراج گذاران افراسیاب راہ میں اگر اُس سے بغلیک ہوئے طرف لشکر حیرت کے رہ گئے ہوں  
یقیناً یہ نیکو کام ہو چکا ہوگا۔ شکر گوکب روشن ضمیر نے فرمایا خواجہ عمر کو اس امر کی اطلاع کرنا  
ضروری ہے وہ انشاء اللہ کچھ نہ کچھ اسکی تدبیر کرینگے مگر بار و صاف تو یہ ہے کہ عمر کو کیا کام کرے  
مقابلہ ساحران غدار کا وہ سحر سے ایک حرف نہیں جانتے مگر جرات عمر و پر ختم ہے میں عمر و کا  
بندہ احسان ہوں لیکن اس مقدمہ میں نہایت حیران و پریشان ہوں خورشید روشن رہے  
دست بستہ عرض کی ایک کام تو آپ جلد کیجیے ملکہ بران شمشیر زن ابھی راہ میں ہونگی نا بھیجکر  
روک لیجیے طرف ملکہ مہرخ کے بجائیں یہاں چلی آئیں اپنی جان بچائیں جب یہاں پہنچیں  
تو حکم فرمائیے کہ اوی نور نظر چندے باغ نگارین میں سیر کر دیکھ کر سے نکلنا مناسب نہیں ہے بعد اسکے  
جیسا کہ عقل میں آئیگا سامان کیا جائیگا گوکب نے فرمایا اوی وزیر اعظم تھے براہ خیر خود ہی تدبیر  
معقول بتائی یہ ہماری بھی عقل میں آئی مگر شیوہ جزأت سے بعید ہے تمام طلسم نور افشان طلسم شکر  
میں مشہور ہو جائیگا ہر خرو و کلان اطلاع پائیگا کہ مصمام نیکو کام کے خوف سے گوکب ایسا  
لڑان و ترسان ہوا کہ ملکہ بران شمشیر زن کو باغ نگارین میں پہنان کیا اس ذلت سے مرعوب  
بہتر ہے مگر خواجہ کو اطلاع دینا ضروری ہے کہ وہ انکی کینتری یہ بھی خوب جانتا ہوں کہ انکو میران  
دل و جان سے عزیز ہے مجھے زیادہ محبت کرتے ہیں جب ہاتھ سے عشاق سبزہ رنگ کے گشتہ  
ہوئی تھی انھیں کا کام تھا کہ اُس ایسے ساحر زبردست کو مارا اب بھی جو کچھ ہوگا انھیں کی کاٹلنا ہے  
پروردگار فضل کریگا سنتے ہی عمر و اپنی جان لڑائیگا یہ کہہ قلمدان طلب فرمایا قلم اٹھایا گوکب  
روشن ضمیر نے اس طور سے خواجہ کو نام لکھا

نامہ لکھنا گوکب روشن ضمیر کا خواجہ عمر و بن امیہ نامدار کو مشتمل ہے نیکو کامی مصمام  
آنانا مے کا اور پوچھنا ملکہ بران شمشیر زن کا لشکر میں اور داخلہ مصمام  
کا لشکر حیرت میں اور برق کا جا کر ایک جاو کر کو مارنا اور خواب دیکھنا ملکہ مخمور  
سرخ چشم کا نور الدہر کو اور روانہ ہونا واسطے دیکھنے نور الدہر کے طرف کوہ عقیق کے  
اور آنا نامہ لقا کا پاس افراسیاب کے اور روانہ کرنا افراسیاب جاو کا  
عقرب نیشنن جاو کو برے بد و لقا نامہ



ای شہنشاہ اوج عیاری	وی مسہ آسمان طاری	مصدر فیض صاحب ہمت
تاجدار ممالک فطرت	رہبر جادوہ اولوالعزمی	طو کن منزل پیادہ روی
ذہن کیا کر سکے بیان حضور	عقل و دانش ہن چاکران حضور	عرض پیرا ہی کو کب ویندا
ہی بھری دل میں حسرت ویدا	فلک سفلہ پر ہی در پئے جنگ	کر دیا اسکی بدعتوں نے تنگ
دبدم رنگ یہ بدلتا ہی	خنجر ظلم دل پہ چلتا ہی	بخت بد کی یہ نارسائی ہی
آفت تازہ سر پہ آئی ہی	ہو گیا دوست جان کا دشمن	خضر را بہر ہوا دشمن
وہ جو مصمام ہی خراج گزار	ہی عدو جان کا وہی غدار	قتل بران چست کر کے کمر
جا ملا دشمنوں سے بدگوہر	نیچہ اک جو تحفہ جات سے تھا	پاس اس بھیل کے تھار کھا
اسکے جوہر سے ہو جیے ماہر	صاف کرتا ہوں آپ پر ظاہر	ای شہنشاہ ہی یہ جائے بکا
ہر بران وہی ہو تیغ قضا	جو ہر خنجر مات ہی وہ	قاطع رشتہ حیات ہی وہ
دیکھیے رنج کیا دکھاتا ہی	سمت آفراسیاب جاتا ہی	دشمن ہو تو قتل کیجیے گا
نیچے حیا سے لیجیے گا	حال رنج و غم و ملال تمام	لکھ دیا دالسلام والا کرام

یہ لکھ کر طیران سرع السیر جادو کو طلب فرمایا یہ نامہ سر مہر کر کے دیا اور ارشاد فرمایا کہ جلد بخت  
خواجه عمر و یہ نامہ پہنچانا اور زبانہ یہ بھی ہماری طرف سے ظاہر کرنا اور تمام کیفیت شاہزادہ  
ہنر پرستین سے بھی ماہر کرنا کہ میں نے قصد اسکے روکنے کا کیا تھا یہ شیر دل بصد صولت و شجاعت  
جا کر خوب لڑا مصمام کو گرفتار بھی کر لیا تھا مگر جو نوشتہ تقدیر ہوتا ہی اس سے انسان ناچار  
ہو وہ پیدا کرنے والا مالک و مختار ہی اور ہنر پرستین کی قضا آپ کی تھی میں یہاں غافل ہوا  
وہاں آفراسیاب نے آکر اس شیر دل کو مارا اور مصمام کو رہا کر کے اپنے ساتھ لے گیا اب  
جو آپ مناسب وقت دیکھیے وہ کیجیے طیران سرع السیر جادو اک عقاب سحر پر سوار ہو کر عجالت  
تمام وہ نیک انجام طون لشکر ملکہ مہرخ کے چلا لشکر ملکہ مہرخ میں تمام سوار اور عیاد و صرف  
عیش و نشاط ہیں طار جادو کی دعوت میں ہو رہی ہیں خواجه عمر و بن امیہ ضمری کرسی جواہر نگار  
پر جلوہ فرما ہیں اور مہتر برق فرنگی و مہتر جالاک بن عمرو جانشین قران والا لہو  
مہتر قران بصد عظم و شان اپنے مقام پر حاضر ہیں اور حال خیریت مال طار نامدار کے



ناظرین کہ یکایک سامنے سے چرند و پرند جو اسیسان لشکر اسلام حاضر ہوئے عرض کی اسوقت  
 ایک جادوگر صمصام جنگ آزمائے خونریز زندہ پوش بصدجوش و خروش داخل ہوا  
 چاہتا ہی وزیر و امیر واسطے استقبال کے گئے ہن شاید کوئی خرچ گزارا فراسیاب کا ہوگا  
 غلاموں نے صرف نام دریافت کیا یہ نہ تحقیق ہوا کہ کس ملک سے آیا، کہاں کا رہنے والا ہی  
 اتنا البتہ جان نثاروں نے دیکھا کہ سر پر اس خیرہ سر کے پٹیان مراحم کی چڑھی ہن کہین سے  
 جنگ کر کے آیا ہی اسکے ساتھ والے بھی زخماں بفرار خستہ شکستہ دیکھے ملک مرخ نے فرمایا  
 انشاء اللہ دریافت ہو جائیگا اگر ہمارے مقابلہ کو آیا ہی طبل جنگی بجو ایگا ہمارا تکیہ پروردگار پر ہی  
 خدا وہ دن دکھائے کہ اسد غازی رہا ہو کر اس لشکر میں تشریف لائیں یہ ذکر تھا کہ طیران اگر  
 عقاب سحر سے اتراد واسطے تسلیم ملک مرخ کے خم ہوا ہاتھ پر نامہ رکھ کر خواجہ عمر کو دیا عرض  
 کی بغور ملاحظہ فرمائیے عمر نے فوراً نامہ کو کھولا مضمون جاگزا سے آگاہ ہوا رنگ و متغیر  
 ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا قلب بکھرا گیا ملک مرخ سحر چشم نے پوچھا ہی خواجہ خیر تو ہی عمر نے  
 کہا ای ملک غضب ہوا تقدیر نے آفت تازہ دکھائی ایک بلاے آسمانی آئی خدا بچائے  
 اور تمام کیفیت خواجہ نے مضمون نامہ کی ملک مرخ سحر چشم وغیرہ سے بیان کی یسکر ہر سردار  
 کے ہوش و حواس باختہ ہوئے طیران سریع السیر جادو سامنے خواجہ کے کھڑا ہی  
 اور رورو کے حال مصیبت ہنر پرستی کا جانبازی کرنا اور قتل ہونا بیان کر رہا ہی بالیا  
 دربار مع ملک مرخ و ملک بہار اس حال مصیبت خیر کو شکے اشک حسرت بہا رہے ہن  
 ہر ایک کا ہی کلام ہی کہ افسوس ہزار افسوس ایسے وقت میں ہم لوگوں کو خبر نہوئی درنہ  
 جا کر جانبازی کرتے اور اس مرد میدان شجاعت کو ہاتھ سے افراسیاب جادو بدخو  
 کے جسطرح ہو سکتا بچاتے اور صمصام ناکام پر وہ آفت لاتے کہ ماہیان دریا اور مرغان  
 ہوا اس بد انجام کے حال پر روتے ہکوا ایسے حکم ام کے اوپر ذرا ترس نہ آتا مصرع خیر زندہ  
 ہی اگر یار تو صحبت باقی دیکھا جائیگا وہ ملعون جب ہمارے مقابلے پر آئیگا اپنی سرکشی کی  
 انشاء اللہ ہنر اپنیگا اگر افسوس ہی اس زمانہ میں ہم لوگوں پر ایسا وقت تنگ ہی ہر سردار  
 اپنی جان سے بہ تنگ ہی زمانہ گذرنے میں عا دقید اسد کا قریب آیا ہی اپنی فکر میں ہن اٹھ پر



اسی ذکر میں ہیں کہ پروردگار افراسیاب غدار کے ہاتھ سے اُس نامدار کو بچائے اور وہ جامع المتفرقین بخیر و خوبی رہا کر کے ہم سے ملائے اچھا جو مرضی پروردگار اس بلائے ناگہانی کو بھی جھیلنے کی اپنی جان پر کھیلنے کے ہماری توفیق قطعاً ہر بلائے کز آسمان آید گرچہ بادیرے قضا باشد | ہر زمین نارسیدہ میگوید | خانہ انوری کجا باشد

یہ تقریر ملکہ حرم نے طیران سیرج السیر کی سٹک فرمایا صاحب صبر کرو اپنے دل پر چیر کر داب اس مقدمہ میں تدبیر معقول بتاؤ مشیران خوش تدبیر نے دست بستہ عرض کی جواب میں اس ناکہ شہنشاہ کو کب کو تحریر فرمائیے کہ فی الحال واسطے چند دن کے ملکہ بران کو یہاں نہ آنے دین اشنا راہ سے اپنے پاس بلالین طیران نے عرض کی کہ یہ صلاح قبل وزیروں نے شہنشاہ کو دی تھی اُس شیریشہ جرات صاحب شوکت و لیاقت نے فرمایا کہ لاجل و لا قوۃ الا باللہ میں ایک حکم حرام کے خوف سے بران شمشیر زن صف شکن کو چھپاؤں کبھی ایسا نہ ہو گا عمر و نونے کہا اس میں کمو کیا و خل ہے شہنشاہ کو کب روشن ضمیر اس حقیر کے کہنے پر ضرور عمل فرمائینگے بران کو باغ نگارین میں چھپائینگے یہ ذکر بھی درپیش تھا عمر و نونے قلم اٹھایا مگر کچھ بات درپیش تھی کہ یکایک آسمان پر لگے ابرگنا نمایان ہوا اس زور و شور سے ابراٹھا ہوا کہ تمام صحرا سنج ہو گیا یہ کوئی کتاہو آج آسمان سے خون برسے گا کوئی کتاہو شفق پھولی یہ شام اودھ کی کیفیت بھولی یہ یا کوئی ساحر گلگون پوش آتاہو حقیقت میں قلب بھڑاتا ہوا وہ ابرگنا چرخ مارتا ہوا رعد کی گرج جیشک زنی برق کی دل ہلائی تھی طائران خوش رنگ کی زفرہ سرانی عجیب کیفیت دکھائی تھی دیکھا تو وہ ابراسی جانب آتاہو خاص لشکر اسلام پر محیط ہو رہا ہوا خواجہ عمر و اٹھ کھڑے ہوئے ملکہ حرم دہار دنا فرمان و شکیل و رعد و برق جملہ سرداران نامی ترنج و نارنج ہاتھ میں لیکر خائف و ترسان بیرون بارگاہ آئے یقین کامل ہوا کہ افراسیاب نے کسی ساحر زبردست کو ہم پیر بجایا قصد ہوا کہ قبل از اترنے ساحر کے سر سے روکین خواجہ عمر و کلیم کا ندھے پر ڈالے کھڑے ہیں اس ارادہ پر کہ ابرشق ہو ساحر نمایان ہو میں لشکر نے نکل جاؤں جا کر عیاری کی تدبیر کر دین مہتر برق حباب ہاے بیہوشی ہاتھ میں لیے ہوئے تڑپ رہا ہوا کہ یہ جو کوئی ساحر ہی جلد اترے اترتے اترتے حباب ماروں قریب جا کے لٹکاروں مہتر چالاک بن عمر و بتجیل گوشے میں آیا



بہ عجلت تمام رنگ روغن نکال کر ایک کثیر حسین مہجین خوش رو پری مثال کی شکل بننے لگا  
 جاسنوز بن قران نے ایک ساحر کی شکل بنائی، جو ضرغام شیر دل ایک چہرہ دار بنکر تیار ہو گیا  
 عصاے نفرتی ہاتھ میں گونے دار پگڑی سر پہنی ہوئی چپن زیب جسم بلبیل چشم کا ٹپکا کمر میں  
 چستی و چالاکی تیر میں مہتر قران بعد اتمام کر ایک کوہ میں آکر ٹھہرے، ہن ساحرون نے  
 جو اپنے سرداروں کو دیکھا کہ آمادہ حرب و پیکار ہیں لڑنے پر تیار ہیں کمر بندی کرنے لگے تیغ  
 تارخ ناش کے دانے ہاتھ میں لیے بعضوں نے جھولیاں اسباب سحر کی جلد جلد اٹھا کر زیب  
 دوش کیں کسی ساحر نے نفیر بحر بجالی فوج ساحران تیار ہو کے آئی کہ یکایک وہ ابر گلنار شوق  
 ہوا بجلی چمکی آنکھیں سب کی جھپک گئیں بعد چشم زدن دیکھا کہ تخت زرین پر ملکہ بران شمشیر زن  
 بصد صولت و شوکت سوار ساحران نامدار کے ہاتھ میں علیاے زرنگار پھر ہرے کھلے ہوئے  
 ہوا میں اڑتے ہوئے اپنے تعریف انہی و نعت پیغمبر بحق بخط جلی مرقوم میں لاکھ ساحران نامی کی  
 آمد کی و ہجوم ہلو میں ایک تخت مختصر اسپر ملکہ مجلس جادو گر و کنیزان خوش رو بارہ سوار کیان  
 ہمسر شوق و شنگ طائران زرین بال پر سوار کرتے جسم میں کلاہ ہلے زرین سرون پر  
 چھوٹے چھوٹے خنجر زیب کمر جھولیاں بادے کی بامیں ہاتھ پر ڈالے میٹھیاں گندھی ہوئیں انہیں  
 ناڑے سرخ عجب کیفیت دکھاتے تھے ابر سیاہ میں یا قوت احمر کے ٹکڑے نظر آتے تھے  
 خود ملکہ مجلس جادو جس تخت پر ہی ایک گھر وندا آراستہ گزبان مٹی کے کھلونے رکھے  
 ہوئے ایک گزبان دھن بنی بیٹھی ہو گھونگٹ نکالے ہوئے ڈومیاں بھی وہی مٹی کی گزبان کی  
 کمر میں طبلہ بندھا، چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے ٹکڑے باندھ رہی ہیں سر ہلاتی جاتی ہیں  
 ایک گجری سارنگی بجا رہی، ایک کچھ آگے بڑھی ہوئی گا رہی، ہی بھاؤ بتا رہی ہی بیت  
 وہ طبابوں کی آواز انکی صدا وہ گانا کہ اچھا بنا لاؤ لاہ ایک سمت ملکہ شکوفہ سحر ساز  
 وزیر نادہی بصد ناز طاؤس سحر پر سوار پایہ تخت ملکہ بران شمشیر زن پر ہاتھ رکھے ہوئے  
 جب مسکراتی ہو گویا بجلی چمک جاتی، ہی ایک طرف ملکہ عمران جادو اور ملکہ مجلس جادو  
 بھدہ سپہ سالاری لشکر و فوج کو جانی ہوئی شوکت فوج کو بڑھاتی، ہوئی ایک جانب ملکہ  
 شعلہ برق انداز حاکم قلعة آتشبار گرمی حسن بازار خوبی مہوشان کو سر و کر تی مقل



جد طرف نگاہ اٹھاتی تھی برق چمک جاتی تھی ایک سمت ملک گلابی چشم نارنجی پوش بعد جوش مغروش  
ایک طرف ملک چشمک زن جادو نگاہ طالب دیدار کی دشمن غرض اسی طرح چار سو  
شاہزادیاں ماہر خسار طرحدار بعد زیب وزینت گرد تخت ملک بران شمشیر زن زیر بار گنا  
بلور چار دست مرکب باور رفتار پر سوار ایک ہاتھ میں تلوار ایک ہاتھ میں سپر صاحب  
فتح و ظفر و دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بندھی ہوئیں اگر وہ مٹھیاں کھل جائیں لشکر عدو پر آفت  
لا میں مٹھی کا بندر ہنا ہی بہتر مٹھی کھلنے میں خرابی سرا سہی یہ بھی شہنشاہ کو کب روٹھنے سے  
اجازت لیکر شریک لشکر ملک بران شمشیر زن ہوا ہی تمام فوج و لشکر کو ساتھ لیے ہوئے نمایاں  
ہوا تمام سواران لشکر ملک مرخ سحر چشم ملک بران شمشیر زن کو دیکر خوشی سے باغ باغ  
ہو گئے واسطے استقبال کے بڑھے اور بعد شوکت و شمت ملک بران کو ہمراہ ایک داخل پار گاہ  
آسمان جاہ ہوئے پہلوئے تخت تاکہ مرخ میں کرسی جو اہنگار پر ملک بران شمشیر زن جلوہ گر  
ہوئیں شاہزادیاں بھی اپنے مقام پر کرسیوں پر بیٹھیں خواجہ عمر ویا تو گلیم کا ندھے پر لیکر  
کھڑے ہوئے تھے مسکراتے ہوئے اندر بار گاہ کے آئے ملک بران واسطے تسلیم کے جھکین  
خواجہ عمر و نے بہ محبت سر سینے سے لگا لیا دعا سے جاندرازی دی مگر بران شمشیر زن نے دیکھا  
کہ رنگ روئے خواجہ عمر و متغیر ہو آئندہ آنکھوں میں بھرے ہوئے ہیں رومال سے پاک کر رہے  
ہیں ملک بران شمشیر زن نے بیقرار ہو کر پوچھا کیوں خواجہ خیر تو یہ کیوں آئینہ رخسار پر گرد مالا  
ہی کیا اس وقت اسد دلاور کا کچھ خیال ہی خواجہ عمر و نے کہا نہیں ای نور نظر اپنے آقا سے  
نامدار کے فراق میں مبتلا ہوں آٹھ پہر تڑپتا ہوں وہ آقا جسکے ساتھ کھیل کر بڑے ہوئے  
کبھی ایک لمحہ کی جدائی نہ ہوئی تھی یا محبت میں اسد غازی سے سادہ سال کی جدائی ہوئی  
دیکھتے کس دن جامع المتفرقین صاحب قرآن سے ملائگا کس دن وہ گلشن بخیر ان لاینی دربار حرمہ  
نظر آئگا ملک بران خواجہ عمر و سے یہ باتیں کر رہی تھیں دیکھا ایک گوشہ میں طیران خاموش کھڑا  
ہی مثل برگ بید کانپ رہا ہر روئے زیبائے ملک بران کو دیکھ کر روتا ہی ملک بران نے  
فرمایا ای طیران تم اس وقت یہاں کہاں آئے ہو اس قدر کیوں گھبرائے ہو اسنے چاہا کہ مثل  
خواجہ کے حال مصیبت مآل کو چھپاؤں دست بستہ عرض کی فقط زیارت خواجہ کو حاضر ہوا



تھا اور سب طرح خیریت ہو ملکہ برسان نے فرمایا اس قدر بیکراری کا کیا باعث، یہ قسم ہی تمکو ہمارے  
سر عزیز کی صاف صاف بیان کرو اس وقت تو میں کس اہالیان دربار کو پریشان پائی ہوں برا  
خدا جلد بتلاؤ میں ہول کھاتی ہوں طیران سریع السیر جاوے آخر ضبط نہو سکا چنگ مار کر دے لگا  
خواجہ عمر نے بھی رومال آنکھوں پر رکھ لیا اور سب سرداروں میں شور مچا کر یہ ونداری بلند ہوا  
ہر خرو و کلان درو مند ہوا عمر نے کہا ای نور نظر پارہ جگر بخدا میں فرزند ان صاحب قمران سے  
زیادہ متے محبت کرتا ہوں آٹھ پہر بھکاری خیال ہو یہ بھی تم بخوبی جانتی ہو کہ تمہارا راز دار  
بھی ہوں پروردگار وہ دن دکھائے کہ اُس راز کا انجام بخیر ہو خوب تم کو یاد ہو گا کہ جب عشاق  
سبزہ رنگ نے بعد شکست ہونے دریا کے اور ٹوٹنے پل پر بزاوان کے نیچے پھر تپسوار اور لاشہ  
لیجا کر کوکب نے طلسم نور افشان میں رکھا میں آٹھ پہر بھکاری تھا مگر عنایت سے پروردگار کی  
جا کر اُس حیا کو مارا ای نور نظر ویسا ہی معرکہ اب بھی درپیش ہوا ہوا سوچہ سے زیادہ پس و پیش ہوا  
یہ بھی ابھی طیران سریع السیر جاوے نامہ تمہارے والد نامہ دار کا لیکر آیا ہوا اُس سے واضح ہوا کہ  
صمصام جنگ آزماے خونریز زہ پوش خود بخود باغی ہو گیا اور نیچے تمہارے دشمنوں کے  
قتل کا جو اُس نکلے ام کے پاس تھا لیکر خدمت حیرت آتا ہوا شہنشاہ کوکب نے خبر پا کر اُس کو دکھا  
تھا تمہارے ملازم ہر پرستین نے اُس کو اڑھائی کا تھا لکھا ہوا کہ اُسے گرفتار بھی کر لیا تھا اُسکے گرفتار ہونے  
پر شہنشاہ مصروف عیش ہونے اس خیال سے کہ اب ہمارا خیر خواہ نکلے ام کو گرفتار کر چکے ہوں لانا ہو گا  
یہاں فلک برفزار نے جلدی دکھائی افراسیاب خود وہاں جا پہنچا اُس رو باہ عفت نے  
ہر پرستین کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا صمصام کو چھڑا لیا اب وہ داخل لشکر حیرت ہوا چاہتا ہی  
لہذا میری خوشی یہ کہ تم ابھی جانب طلسم نور افشان چلی جاؤ بعیش و راحت بالغ لگائیں میں  
بسر کرو انشا اللہ مثل عشاق سبزہ رنگ اس حیا کو بھی نہ مارا اور نیچے اُس سے نہ لیا تو نام  
اپنا خواجہ عمر وہ رکھا یا میری بھی قضا اُسکے ہاتھ سے ہی اب تو میں آشٹھام رہائی اس کے بھی  
بھولا ابراہان نے محبت ہاتھ لگے میں خواجہ عمر کے ڈال دیے عرض کی میں آپ کو مثل علی الدار  
نامہ دار کے جانتی ہوں محبت قلبی سے آگاہ ہوں آپ کا فرمانا آنکھوں سے بجا لاتی تھو مقام غیرت  
ہو کہ ایک نکلے ام ذلیل ہمارے گھر کا غلام اُسے تو یہ کام کیا افراسیاب خانہ خراب کا شریک ہو



اور برسر مقابلہ آتا ہوتا شجاعت اپنی دکھانا یہ کہنیز آپکی جسدن سے حاضر ہوئی مقابلہ حیرت جادو اور افراسیاب جادو سے بھی نہیں مٹی اسکے خون سے چلی جاؤن باغی کے خون سے اپنے تین باغ میں چھپاؤن یہ بھی نہ ہوگا بلکہ واضح رہے جب وہ پھیلا پھیل جنگی جو اکسید انہیں بھلیگا کسی سردار کو نہ جانے دونگی خود مقابلہ کرونگی اپنا خون اپنی گردن پر لونگی یہ باتیں یہاں ہو رہی ہیں کہ لشکر حیرت سے نوبت تقارے کی آواز آئی زمین پھرائی عمر و نے کہا ٹیپ دریافت کرو یہ کیا معرکہ ہے برق تڑپ کر چھٹا صورت بدل کے لشکر حیرت میں پہونچا دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کو طائران حیرت استقبال کر کے لائے ہیں وہ مغرور اکرٹا ہوا بل کرتا ہوا چلا آتا ہوتا ملک حیرت بارگاہ میں آکر بٹھری ہیں حکم دیا کہ شہنشاہ صمصام جنگ آزماے خونریز زہ پوش خیر خواہ دولت طاسم ہوش ربا کو جلد ہمارے سامنے باغوا زوا کرام تمام لاؤ کہ ہم بہت مشتاق ہیں یہ حکم شکر وزیر و امیر دوڑے اور صمصام کو سامنے ملک حیرت کے لائے یہ طعون واسطے تسلیم کے خم ہوا پایہ تخت ملک حیرت کو بوسہ دیا حیرت جادو نے سر اسکا بے بنایت اٹھایا بارگاہ میں لا کر داخل کیا آپ تخت پر جلوہ فرما ہو میں پایہ چہارم تخت پر فنگل خاص جو اسطے وزیر اعظم کے مقرر تھا اسپر بیٹھنے کا اشارہ ہوا صمصام اس عنایت پر اور بھی زیادہ پھول گیا اپنی لیاقت کو بھول گیا ملک نے اشارہ کیا جلد سامان عیش و نشاط لاؤ ساقیان ہوشان کو سامنے بلاؤ ویر نہ لگاؤ بموجب حکم ساقیان سین ساق غنچہ دہن گلابیان بادہ ارغوانی کی لیکر حاضر دربار ہوئے جام سہبا لالہ فام بے اندیشہ دورہ انجام سامنے صمصام جنگ آزماے خونریز زہ پوش ناکام کے گردش میں آیا رقا صان پر بچہ بصد ناز و ادا رقص میں مشغول ہو میں اور یہ غزل شروع کی

شب و صلت نہ وہ گر پر غل جاتا تو کیا ہوتا	مرے دل سے جو اک اسان نکل جاتا تو کیا ہوتا
شب و صلت جھٹک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا	کہ او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا
و یا بوسہ نہ کیوں لینے متاع حسن عارض کا	درم اک گنج فارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا
شب و صلت یہ مجھ سے پوچھتے ہیں وہ شرارت سے	بتا دو وعدہ وصل آج ٹل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقہ کی جانب سے	اگر ہستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پاتا اس میحاکے سوا صحت دل عاشق	طبیون کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا



شکایت کی تو بولے وہ بہت تھکے چاہنے والے	شب فرقت جو تیرا دم نکل جاتا تو کیا ہوتا
مری میت پہ گرمیرے دل پامال کی صورت	کف افسوس اگر وہ جو مل جاتا تو کیا ہوتا
سوال وصل پر اب تو نہیں کی پارسے لیکن	دلا اگر اُسکے مُنہ سے ہاں نکل جاتا تو کیا ہوتا
پہنچ جاتے رواق شاہدین پر ای کو قہر ہم بھی	یہ ارمان بھی اگر دل سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

یہ غزل جو ایک نازنین پر بچہ ہونے مخاطب ہو کر صمصام سے بصدنا زوداواگانی مدت کا فراق دید  
ہجران کشدہ تھا طبیعت بھرائی تصویر لالہ زار تر کسی چشم منظر بھیر گئی نہ بیانی محفل مثل شک  
آنکھ سے گر گئی دماغ بھی بادۂ ناب سے گرم تھا بے اختیار رفتے لگا اشکوں سے مُنہ دھونے لگا  
مہوت ہو کر سر سے اپنے خود اتار ارقاصہ کو دید یادہ مسکرائی یہ کیسا سپاہی ہی پہلو میں ایک  
کھڑا مجیرہ بجا رہا تھا کمالو بی بی ہو اسے عیش چلنے لگی تم ایسی گامین کہ محفل میں بخودی سے  
پکڑی اچھلنے لگی اس فقرہ گرم پر تمام اہالیان بزم ہنسے اُسکو سر بہ ہنہ دیکھ کر لوگ بھتبان کہنے  
لگے ایک بولاننگ خاندان ہی ایک بولانہیں بھٹی یہ محتاج و پریشان ہی سر کھول کر ملکہ حیرت سے  
فریاد کرتا کسی نے کہا حال آیا چاہتا ہی دل کا رنگ دگرگون ہی کوئی بولا کسی اہلی و شر کا مجنون  
ہو ملکہ حیرت و مال مُنہ پر رکھ کر مسکرائی حکم دیا کہ ایک کلاہ زنگار لاؤ میان صمصام کے  
سر پہ بٹھاؤ ملازمون نے حکم سے کلاہ پہنائی ارقاصہ سمجھی اپنے خود کے واسطے یہ چارہ مصیبت  
کا مارا روتا ہی مسکرائی ہوئی خود لیکر سامنے آئی عرض کی یہ خود حاضر ہو لوٹی کیا کرے گی  
صمصام نے جھپک جھپک جواب دیا کہ میں اپنی معشوقہ کے فراق میں روتا ہوں کیا میں خود  
لیے ملول ہوتا ہوں میں سمجھتا تھا جو وقت و بار میں ملکہ عالم کے جاؤ گا معشوقہ میری ملکہ عالم کے  
ساتھ آئیگی میرے پہلو میں بیٹھے گی ہائے نگرام بھی بنا اور لذت و عید معشوق نہ حاصل ہوئی تھی  
بیقراری زناں ہوئی اُسوقت ملکہ حیرت نے ہنسی کو ضبط کر کے فرمایا اے صمصام شہنشاہ  
افراسیاب تمہارے مقدسے میں ہم سے سب کچھ فرما چکے ہیں ہم نے اُسکا سامان کیا ہی لیکن وہ  
بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہی کوئی زن بازاری نہیں ہی کہ فوراً اگر تمہارے پہلو میں بیٹھ جائے  
بیان سے قریب دو کوس کے ایک باغ ہی اُس سرور خزان گاشن حسن کو ہم نے وہاں بلایا ہی  
برہمنون کو طلب کیا ہی اسی باغ میں تمہاری گٹ بندھن ہو کر بھونری پھر جائیگی شہنشاہ کو دھوا



بنا کر لیجاٹینگے نجل ہاتھی پر بھاری سہرہ بڑی تیاری کا سر پر سوار کرینگے جوڑے بانٹے جائینگے ایک  
 خواص حسین مہجین طرار فرما کے سر پر و مال ہلا رہی تھی اُسے مسکرا کر کامیان مصمصام  
 صاحب ذرا ریش مقدس میں خضاب لگاؤ معشوق کمن کا سامنا ہوگا تم بھی نوجوان بنجاؤ  
 مصمصام نے کہا خداوند بہت اچھا شب کو نائی کو بلاؤ لگاؤ سمہ لگاؤ لگاؤ اس طرارہ نے مسکھ  
 پھیر کر کہا بھڑوا جھڑوس دیوٹ خاک میں لے سامری جمشید ایسا کریں کہ عوض و سب کے نائی  
 اسکے نورہ لگا دے ڈاڑھی موچھین بھوین گرجا میں ہم بھبتی کمین قلندر بوڑھا بند رہنا میں یہاں  
 تو سب دربار میں اسکی باتوں پر مضحکہ کر رہے ہیں مگر قدموں سے حیرت جاؤو کے لپٹا مو اگھڑی  
 کہ حضور کی باتوں میں بڑھیا مان کا خاص مزا پایا جو حضور فرمائینگے آنکھوں سے بجلاؤ لگا کیا  
 غلام کو شہرہ باندھنے میں انکار ہی حضور کی پرورش اور خاوندی تو مجھے بخوبی ظاہر ہوئی مگر  
 امیدوار ہوں کہ میں حق خدمت بجلاؤں بیبران کا سرکاٹوں لاکر قدموں پر ڈالوں مگر  
 غلام لڑائی میں ہنر پرستیتن کے ہاتھ سے نہایت زخمی ہو رہی دو تین روز علاج کر کے طبل خنگی اپنے  
 نام پر بچو او لگا عجائبات سحر دکھاؤ لگا ملکہ حیرت نے فرمایا اچھا سامری جمشید کے سپرد کیا بارگاہ تو  
 تمہارے واسطے استاد ہو چکی تھی اُس میں جا کر بیٹھو مصروف عیش و نشاط ہو لیکن ایک بات کا  
 خیال ضرور ہو کسی غیر کو بارگاہ میں نہ آنے دینا انتظام سحر سے کر لینا عیار ان لشکر اسلام قیامت کے  
 پر کالے ہیں ہمارے بخوبی دیکھئے بھالے ہیں اُسے ذرا بچنا وہ دم بھر میں آکر ساحر کو مار ڈالتے ہیں  
 مصمصام نے کہا کہ حضور عیاروں کی میرے سامنے کیا مجال ہو کہ زبان ہلا میں مجھ تک عباری  
 کرنے کو آئیں سامری و جمشید کریں کہ وہ مجھ تک آئیں کا قصد خود اپنے خون سے اپنے ہاتھ بھر میں  
 بوٹیاں کاٹ کاٹ کے کھا جاؤں یہ کہہ کر لکڑیاں کرنا ہوا اٹھا اور طرف اپنی بارگاہ کے چلا برق فرنگی  
 کھڑا ہوا بصورت خدمتگار یہ سب بابتیں سن رہا تھا اسکی لاف و گداز پر سر دھن رہا تھا دین  
 اپنے کہ رہا تھا کہ اس حرافز اوے پر رات گزرنا دشوار کر دینا اب جو یہ چلا برق نے بھیجا کیا  
 سوچتا ہوا جاتا ہوا کہ کیا تدبیر کروں یکایک دیکھا سامنے سے صرصر شیر زن آتی ہیں گھبرا کے  
 مجھے ہٹا صرصر نے نگاہ ملتے ہی پہچانا کہ بھورا جاتا ہوا برق بھی مجھ گیا کہ اُستانی نے پہچانا برق  
 ایک موٹے جاؤو کر کے مجھے چھپ گیا صرصر حیران ہوئی کہ لگوڑا بھورا چھلا وہ تھا کمان چھپ گیا



نگاہ ہر سمت دوڑانے لگی دیکھا ایک جادوگر کے پیچھے چھپا کھڑا ہی اُس جادوگر کو آواز دی کہ اے مینا  
جادوگر بھارے پہلو میں جو خد متگاڑ کھڑا ہی یہ برق عیار ہی اسکو پکڑ لو وہ جادوگر پلٹا برق نے  
لپٹ کر پہلو میں اُسکے خنجر مارا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی منم برق رفتار و خنجر گذار ہر منم یکہ  
لیکن گران بر ہزار ہر مشہور ہی کہ جادوگر کے مرنے سے اندھیرا ہو جاتا ہی گیر و دار کی صدا بلند  
ہوتی ہی آندھی سیاہ اٹھتی ہی موافق حقیقت ساحر سنگ باری اور برق باری بھی ضرور ہی  
جب قتل سے اُس جادوگر کے یہ سامان برپا ہوئے برق تڑپ کر نکل گیا پکارتا ہوا بھلا ستانی  
تسے سمجھو لگا یہ ہنگامہ سنکر صمصام پلٹا دیکھا ایک جادوگر کالا شہ زمین پر تڑپ رہا ہی ملکہ حیرت  
بھی شور و غوغا سنکر بارگاہ سے نکل آئی صرصر نے سلام کیا پوچھا اے صرصر یہ کیا ہنگامہ ہی  
عرض کیا ابھی حضور نگوڑے برق نے میان صمصام کو مارا ہوتا ساتھ ساتھ آپ کے  
خد متگاڑ بنا ہوا جاتا تھا لوڈی نے آکر سچا نا اور ٹوکا وہ مکار بلاے روزگار اس جادوگر کو خنجر مار کر نکل گیا  
یہ بھی خیر ہوئی اس غریب کی جان لئی میان صمصام صاحب کے سر سے بلا اسوقت مل گئی لیکن  
اپنے سے رات گذرنا ساتھ سلامتی کے سخت دشواری اور حضور نے بھی غضب کیا کہ یہ جس کام کے واسطے  
یہاں آئے ہیں وہ یہاں مفصل کہا اب اُس نگوڑے نے سب حال سن لیا اب جا کر اپنے بڑھے استاد  
سے کہیگا ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ دوڑیگا علاوہ اُسکے میان چالاک و ضرغام و جانسنوں  
اور کالیا مہتر قرآن انکی فکر میں آئیگی ضرور انکو راہ عدم دکھائیگی اگر نشتر سے لوڈی کو اس مقدمے  
کی خبر ہوئی عرض کر دیتی کہ صمصام کو بطور مخفی بلائیے بلکہ کسی تہ خانے میں چھپائیے مگر اب کیا ہوتا ہے  
حیرت نے جواب دیا کہ اے صرصر درحقیقت تو نے سچ کہا مجھ کو بھی مطلق اس امر کا خیال نہ رہا صمصام  
بد انجام یہ باتیں سن سنکر مثل آئینہ حیران مانند زلف پریشان ہر طرف نگران ہوا کلیجہ و طہر کئے لگا دل  
جان کے خوف سے پھر کئے لگا ملکہ حیرت نے کہا اے صمصام تم نہ گھبراؤ ہم عیار بھون کو بھارے  
دربار گاہ پر مقرر کرینگے مگر مناسب یہی کہ گرد اپنی بارگاہ کے حصار سے کر لو کسی غیر کو نہ آنے دو عرض کیا  
بہت خوب یہ کئے اپنی بارگاہ میں آیا گرد بارگاہ کے اک حصار سے آتش کرویا کہ شعلے آتش کے پھرنے کے  
تا بہ آسمان پہنچے اور ماش کے آٹے کے دو تین اثر و برزور سے بھاڑا دیے برق فرنگی دور سے یہ  
مسرکہ دیکھا کیا آخر کا پلٹا بارگاہ مہرخ میں آیا خواجہ عمر و نے پوچھا کیوں بیٹا برق خبر نہ دی کھا استا



غضب ہوا صمصام بد انجام آگیا حیرت جادو نے اُسکی بڑی خاطر کی شادی کے سامان خلیعت  
 دیا جب وہ اپنی بارگاہ کو چلا میں نے خدمتگار بننے تعاقب کیا فکر میں اُسکی قتل کے تھا کہ سامنے سے  
 اُستانی آگئیں بھوریا بھوریا کہتی ہوئی دوڑیں میں ایک جادوگر کو مار کر تار کی میں بھاگا اب لشکر میں  
 تلاطم ہوا صمصام اپنی بارگاہ میں گیا لیکن حرا فردے نے حصار کھڑ کر لیا اب اُس تک جانا بہت  
 مشکل ہو کر رہا جب یہ سنا غصہ آیا آنکھیں زبرہ سی جوش و خروش میں آئیں تاب نہ ہوئی کڑا لیکر  
 اُٹھے اور دو کوڑے سڑاک سڑاک برق کے چوترون پر لگائے برق تڑپ گیا اور کہا ہاں ہاں  
 اُستاد میں نے کیا کیا اُستانی کی شوخی و شرارت کا غصہ آپ مجھ پر اتارتے ہیں مجھ کو بلا وجہ مارتے ہیں  
 عمر و نے کہا اے یہودہ پاجی تجھے بھی عمر بھر عیاری نہ آئیگی ہم نے تجھ کو واسطے خبر کے بھیجا تھا یا کہا تھا کہ جادو  
 کو مارنا اور نکلام صمصام کو ہوشیار کرانا اب وہ ملعون ہوشیار ہو گیا سب عیاروں کے واسطے سبنا  
 عیاری کیا برق نے کہا اُستاد آپ ناحق خفا ہوتے ہیں آپ جا کر مسافروں کو لوٹے یہ مقدمہ  
 ہمارے سپرد کیجیے ہم سمجھ لینگے عمر و نے کہا اونا لائق کیا میں قراق ہوں میں تو صبح کو اٹھ کر ہر ایک غروب  
 کے گھر پر جاتا ہوں جو جو میں نے جسکے واسطے مقرر کیا ہو وہ دے آتا ہوں تم ایسے پاجیوں نے  
 منطعون و بدنام کیا ہی میں بیچارہ دُبلتا کوئی پھوک مارے تو گر پڑوں قراقی کے لائق ہوں اگر  
 پھر کبھی ایسی لفظ ناشائستہ میرے بارے میں زبان سے نکالے گا تو زبان کاٹ لوں گا جادو رہو سائے  
 سے برق تڑپ کر بھاگا عمر و نے پکارا اے کہاں جاتا ہے خبردار اب عیاری کرنے نہ جانا جیسا  
 ہم کو مناسب ہوگا سمجھ لینگے اس تقریر پر اُستاد اور شاگرد کی ملکہ مہرخ اور بہار اور بُران وغیرہ  
 ہنسنے لگے وقت شب ہو چکا تھا دربار برخواست ہوا خواجہ عمر و بیرون بارگاہ آئے مہتر قرآن  
 اور چالاک کو بلایا برق بھی سامنے آیا کہا اُستاد کیا حکم ہوتا ہے عمر و نے کہا کیوں نالائق پھر تو  
 ہماری بات میں دخل دیا مگر خیر اب مناسب ہو کہ اس بھیائی فکر کرو میں تدبیر میں جانا ہوں عمر و  
 پانچون عیار اور خواجہ عمر و الگ الگ تدبیر میں صمصام ناکام کے روانہ ہوتے ہیں انکو توراہ  
 میں چھوڑ دے بروقت انکا ذکر ہوگا لیکن حال ملکہ مخمور مسرخ چشم کا سحر کیا جاتا ہے کہ آج دربار سے  
 جو اٹھی خود بخود دل کو ریشائی سی ہوئی مست و محبت اشفیہ وادی مودت حریق آتش اشتیاق  
 و غریق کج فراق اسیرہ گیسو و بزم خنجر ابرو گرفتار دام حسرت انجام الفت و پابند سلسلہ مسلسل فرقت



شیفتہ جمال ماہ متال گل گل ار خلیل الرحمن نور دیدہ مومنان و مسلمانان برہم کنندہ زمرہ بے ایمان  
شاہزادہ نور الدین بہرین بدریغ الزمان شعر نظیر حمزہ صاحبقران بخشیم و بقدر شہ ستارہ چشم شاہزادہ  
نور الدین ہرہ پر عرصہ دراز سے مال ہو جلد ہائے مطبوعہ میں تحریر ہو چکا ہے کہ اسی عشق میں فرشتہ  
سے بگڑ کر خواجہ عمر بن امیہ ضمری کے شریک ہوئی جسے کئی مرتبہ ملکہ مذکور کا کوہ عقیق گلزار سلیمان  
پر جانا ہوا اور یہ عشق طشت از بام افتادہ ہو چکا ہے ہر کہ وہ ماہر ہو صاحبقران پر بھی یہ حال  
بخوبی ظاہر ہے آج دربار سے اٹھی اپنی بارگاہ میں آئی کئی زون نے عرض کیا حضور خاصہ حاضر  
ہو جواب دیا اس وقت دل نہیں چاہتا کھانے سے دل بھرا ہے پانی نہیں پیا ہے مگر سیراب ہوں  
آج مثل ماہی بے آب بیتاب ہوں دیکھئے فلک کچھ قمار گردون غدار کیا دکھاتا ہے جنگ طلسم کو  
روز بروز طول ہوتا جاتا ہے اب یہ بچیا حکم ام صمصام ناکام ارادہ قتل بران پر آمادہ ہو کے  
آیا ہے مقابلہ عظیم پڑیگا یہ ملعون عرصے تک لڑیگا ذلکو یہ خیال تھا کہ اب اسد غازی چھوٹینگے  
در بند ہائے طلسم لڑینگے زمرہ شاہ باختری بھی اس ملک میں ضرور آئیگا اسکے تعاقب میں  
زلزلہ قات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران مع سواران تہمتن و فرزندان صف شکن تشریف  
لائیگے یہ دونوں لشکر آپس میں مل جائینگے گردش فلک نے یہ سامان نہ دکھایا یہ روزیہ پیش آیا

دل بھر میں لہو ہر جگہ اور بھی سہی	خیر جو نوشتہ تقدیر بموجب غل
گستاخی ایک وقت سحر اور بھی سہی	شب گزری یا راجاتا ہو پلٹے لوں
ہمنے اگر کہا رگ گل تو خفا نہو	تیرنگاہ ایک ادھر اور بھی سہی
ای یار مختصر سایہ گھر اور بھی سہی	تم سب جگہ تو ہومرے دلیں بھی آسوں
اک اور گلی بوئے لب ویکے دو مجھے	شرارت دن ہو آسین شراور بھی سہی
میں چور نشہ میں ہوں مگر اور بھی سہی	ساتی پھر اور جام مئے ناب تو پیوں
اُس روش سا ایک نہیں ہے جہاں	تا سید اشک دیدہ تراور بھی سہی
زرتیر اگر ہو تو زراور بھی سہی	اک نہ بنافا کی ہو دوسری زمین
گھر میرے کھلے آئے پر اب ہو نہیں جتا	ہو دوسرا قریب اگر اور بھی سہی
ایکے خارا گل تراور بھی سہی	جب رنج اٹھائے غیر کے شہنشاہ تو
جان اپنی جائے ایک ضرور بھی سہی	
میں سخت جان ابھی صفت عاشق نہیں ہوں	
نازک تمھاری اُس کمر اور بھی سہی	
آخ تو لڑتے رہتے ہوڑھوڑھو خیر نہو	
لمحی قند بار دگر اور بھی سہی	
فرد گناہ گو عرق شرم سے مٹے	
یوں سیکڑوں حسین ہیں شہ اور بھی سہی	
سایہ مرے جلانے کو کیا تم کو انکے ساتھ	
اے آہ اک ذرا سا اثر اور بھی سہی	
صبح شب فراق تو ہو گی نہ تا ابد	



محشر تک انتظار ہو رہی تھی یہ غزل پڑھ کر پھر کھٹ پر جا کے لپٹی مگر نیند نہیں آتی، طبیعت کھرابی ہو  
 کبھی اٹھ بیٹھتی، صحن بارگاہ میں آکر تارے گنتی، ہوا ہوتا بان کو دیکھ کر عارض معشوق یاد آتا، ہر تار  
 گولی اور چھری کی تاثیر دکھاتا، کبھی پھر اگر بھی شمع انجمن پر نگاہ پڑی دیکھا ہزار ہا پروانے آتے  
 ہیں گردشِ شمع کے پھر کر حل جاتے ہیں دلمین کہتی ہوا، مخمور یہ بخت جالسنوری اس جلنے میں کیا  
 لطف اٹھاتے ہیں مگر ثابت ہوا عاشق و معشوق دونوں خراب ہر وقت بیتاب شش عشق  
 پر داندہ نظر ہو شمع بھی گھل گھل کر حال پر پروانے کے اشک حسرت بہاتی، صبح تک حل کر رہی تھی  
 ہو جو سنا تھا وہ دیکھا بندہ مسدس

عشق وہ گل ہو کہ دامن میں ہیں جسکے سرفراز	عشق وہ میوہ ہو جس میں نہیں لذت زہار
عشق وہ غل ہو جس میں نہ لگا پھل اکہار	عشق وہ باغ ہو جس میں نہ کبھی آبی بہار
عشق وہ شاخ ہو جس میں نہیں پتا دیکھا	
عشق وہ غنچہ ہو جس کو نہ شکفتا دیکھا	

### دیگر غزل مصنف

تجربہ آئیگی مصیبت دل زار ایک نہ ایک	سج دیو کی شبِ فرقت یار ایک نہ ایک
داغ بیکار اٹھائیں ترا اور شک چمن	ل ہی جائیگا ہمیں لالہ عذار ایک نہ ایک
بچ گیا چختے جو قبر نے پیا اسکو	ہو شر کے لیے ہر طرح فشار ایک نہ ایک
دج گیسو جو کرونگا تو سیاہی کے لیے	نافہے آئیگا آہو سے ترسار ایک نہ ایک
کبھی سہرہ ہو کبھی پھول ہیں تربت پہ مری	کیفیت رہتی ہی بالین مزار ایک نہ ایک
یاد کا ساتھ نہ پھولوں نے چمن میں چھوڑا	آخر اس گل کی کلی کا ہوا ہار ایک نہ ایک
ای فہر دشتِ نوردی میں قلق بھی ہو ضرور	پارتلوون سے ترے ہو گیا خار ایک نہ ایک

کبھی گھبرا کر کہتی کہ ای مخمور تعلقات احباب سے دامن کھینچ کر بیان چاک کرو طرفِ دشت ویران  
 کے چلین پیادہ روی کے مزے دیکھیں خار ہاے صحرا سے ہلکار ہون آئینہ ہاے پائے نوکھاے  
 خار ہاے ہون یقین تو ہو کہ ہماری غرت پر آبلے بھی پھوٹ پھوٹ کر روئیں ہم خود اپنے حق میں کانٹے  
 بوئیں دشتِ بخت بھی ضرور ملیگا حضرت مجنون کی قبر کی زیارت ہوگی یاد چشمِ محبوب میں آہوان صحرا سے



محبت ہوگی وہ بھی ہماری رسیدگی دیکھ کر چوڑی بھولینگے ہم آنکھوں سے محبوب کی گرے ہن وہ بھی  
آنکھیں دکھائینگے ہمارے فریب نہ آئینگے تصویر قد محبوب وہاں بھی پیش ہوگی کیا بلبلوں کو اس حل  
خبر ہوگی اس ولولہ وحشت میں آنکھ اس شوریدہ دشت محبت و آشفۃ وادی مودت کی ترپتے  
ترپتے بند ہو گئی دیدہ ظاہری بند گردیدہ دل نرگس و اخیال جہاں یار میں کھلے ہوئے تھے بخت خماسیدہ  
بیدار ہوا عین خواب میں دیکھا کہ میرا گزر کوہ عقیق گلزار سلجانی پر ہوا ایک مقام پر ایک بارگاہ استاد  
یومین اس میں پہنچی کہ سامنے سے گل گلزار صاحبقرانی روح روان نعل سجانی شیریشہ جرات صاحب  
سلوک و صولت چشم و چراغ صاحبقران شاہزادہ نورالدین بدیع الزمان خندان خندان  
نمایان ہوئے آنکھیں چار ہوئیں عشق و محبت کا جانیں سے جوش اوھنار اوھنار اوھنار اوھنار  
اوھنار کا ہوش یہ بقرار دہا شکبار محکوم ثل آئینہ حیرانی آنکھوں مانند زلزلت پریشانی اس جوش و خروش میں  
چاہا کہ وہاں مقام کشکایت کرے ایام ہجر کی حکایت کرے کہ شاہزادہ منہ پھیر کر یہ کہتا ہوا چلا کہ ہم ہجرت  
سے بات نہیں کرتے فراق میں تمھارے ہم پر کیا کیا گزری تھیں ہماری خبر نہ لی تم صاحب اختیار ہم  
بجور و ناچار مقام افسوس ہو کیسی جان چائیکا کیا خیال ہو یہاں و مبدع قلب پر ہجوم غم و ملال ہو کوئی  
ساعت بدھتی کہ تمھارے ہمال جان آرا کے مال ہوئے تیغہ ابرو کے گھائل ہوئے دل و یا فراق ہو  
لیا شعر نہ مجھ میں ہو نہ بتا ہی بار دل میرا یہ کیا ہوا میرے پروردگار دل میرا یہ اشعار

جگر کو چیر قاتل دیکھتا تھا	جو پوچھا میں کہا دل دیکھتا تھا	کیا ہوں آپ کیسی ہو یہ پاری دل
دروے بھی نہیں ہو سکتی غمخواری	تیرے گمان آنکھیں توڑ کے مارا آنکھوں	پسلیوں کی نہوئی آہ سپرداری دل
دل مروہ کے لیے کوئی نہیں تیار	صفت نام نہ بھی بہر عباداری دل	او گھر شیر شاہان بھی خوف آئے مجھے
اسد اللہ رسد گر بدگاری دل	نور الدین بدیع الزمان ایسے کلمات جو کہتے ہوئے چلے غمور	

اسی خواب میں بقرار و بیتاب یہ کہتی ہوئی دوری کہ ای شہر یار سینے تو بہن بخیلا ہوں شاور دریاے  
عشق سے نا آشنا ہوں اکٹھے پہر تو شراب میں لڑائی کا سامنا ہو افراسیاب آمادہ ظلم و بدعت ہمارا  
آقا اسد غازی مقید زندان مصیبت کس طرح فرصت پائیں اپنے تئیں کیونکر آپ تک پہنچائیں  
ہو جب شعر نہ قاصد نہ صبا نہ مرغ نامہ برے کہے زبیکے مانگی برو خبرے ہاں شہر یار  
یہ کینہ زبیکس و بے بس ہو جب بیت نہ مونس نہ شفیع نہ ہمدے دارم ہاں حدیث دل کہ گویم عجب غمے دارم



یہ کہتی ہوئی جو ملک چھٹ کر چلی میر فرش کی پائے نازک میں ٹھوکر لگی آنکھ کھل گئی اب جو دیکھا نہ وہ	
مقام ہونے سے شاہزادہ عالی مقام ہوا شعاع مصحف	آنکھ کھلتے ہی ہو گیا سکتا
ہو کے حیران ہر طرف دیکھا	اک نظر بھی نہ دیکھنے پایا
گور ہو جا تین یہ تو صبر آتا	پھر نہ ہو تین یہ آفتیں برپا
خواب غفلت نے یہ کیا ہوسم	نہ کہیں کار کھا فلک نے آہ
آفت تازہ سر پہ آن پڑی	کس بلا میں ہمارے جان پڑی
کہوں کچھ منہ سے کچھ نکلتا ہی	پڑ گئی سر پہ اب بلاے فراق
کبھی گھبرا کر دینی تھی اشکوں سے منہ دھوئی تھی آواز گریہ و زاری بلکہ محمود سرخ چشم شکر گلزار و زریں کی	
بیدار ہوئی بارگاہ ملک میں دوری ہوئی آئی دیکھا ملک محمود سرخ چشم فرش خاک پر بیٹھی ہوئی نہ	
رہی ہو چشمہ چشم سے قلم محیط موج زن آنکھوں سے اشکوں کا دریا بہ رہا ہر بال چہرے پر پریشان	
گریبان کی دھجیاں سینے پر پڑی ہن منموم مہوم مٹیاب یہ اشعار خمس زبان پر جاری ہن خم	
گرفتار رنج و بلا ہو گیا	بڑا دوست دشمن مرا ہو گیا
یہ کیا ستم اے خدا ہو گیا	وہ اہل و عیال ہو گیا
بھلا ہو کے وہ بت بڑا ہو گیا	
مصیبت میں میں مبتلا ہو گیا	غم و رنج کا سا منا ہو گیا
جدا مجھ سے وہ ہم لفتا ہو گیا	مقدر کی خوبی یہ کیا ہو گیا
غضب ہو گیا وہ خفا ہو گیا	
ہوا بعد مدت وہ خلوت نشین	بڑے لطف کی پہلے بائیں ہوئیں
خوشی میں ہوا دل ملول و حزین	نکدر ہوا مجھ سے وہ نا زنین
ابھی بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہو گیا	
اکیلے میں مجھ سے جو صحبت ہوئی	محبت رنج حاصل نہ راحت ہوئی
جہالت کے باعث نہ امت ہوئی	شب وصل بوسے پہ محبت ہوئی
خفاہ پر پروسا ہو گیا	



رہونگانہ اب رنج من مبتلا	بر آئیگا دل کامرے دعا
مقدہ ہر ان روزون سیدھا مرا	کچی سے زمانے کی اب خوف کیا
مددگار مثل کشا ہو گیا	
اکیلا جو کمرے میں پایا اُسے	طریق عداوت سکھایا اُسے
سبق یاد اُلٹا دلا یا اُسے	رقیبوں نے ایسا پڑھایا اُسے
وہ خوش ہو کے مجھے خفا ہو گیا	
اجل میری فرقت میں حافظ ہوئی	میں مرم کے زندہ ہوا ہوں اجی
مسیحا کی اُس بت نے تقلید کی	جسلا یا کبھی مار ڈالا کبھی
مرا یا رعب جز نما ہو گیا	

یہ حال پر ملاں دیکھ کر گلغذا رقیب آئی دونوں ہاتھوں سے چہرے کی چٹریٹریٹری میں ترقی عرو  
دولت حسن کی دعائیں دین اپنے دوپٹے سے اشک چشم تر پاک کیے عرض کی واری خبر تو ہی اس وقت  
کس ملال میں حضور کو پاتی ہوں ہی میں صدقے ہو جاؤں بہت گھبرائی ہوں کچھ فرمائیے حال چھٹا  
کینرین خیر خواہ کس دن کے واسطے ہوتی ہیں اپنے مالک کی مصیبت و رنج میں کام آئی ہیں اگر محبت کا  
امتحان منظور ہوا بھی جان دیدین سرکاٹ کو قدم اقدس پر تیار کریں ملکہ مخمور نے ایک آہ سرد دل  
پر دے کھینچ کر کہا اے گلغذا کیا حال دل نہ ارساؤں اپنے قابو میں نہیں ہو اس خانہ خراب نے  
ایسا بیتاب کیا صبر و طاقت نے جواب دیا آج شام سے دل پریشان تھا ابھی ابھی میں خفتہ بخت سو گئی  
کئی ذرا آنکھ بند ہوئی ابھی بخت سیاہ کا سامنا ہوا وہ خواب پریشان دیکھا کہ خدا کسی دشمن کو نہ دکھائے  
ایسا سانحہ نہ پیش آئے خلاصہ یہ ہو کہ عین خواب میں جانا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا چمن کوئے محبوب  
میں جا کر مثل گل شکفتہ خاطر ہوئی خرامان خرامان بارگاہ فلک اشتباہ شاہزادہ نور الدہر میں پہنچی  
اے گلغذا شاہزادے کو دیکھا اول تو بیقرار ہو کے میری جانب بڑھے میں نے چاہا دامن تھام کر  
کچھ شکایت کروں فلک نے تفرقہ پردازی حیلہ سازی دکھائی خود بخود اُس شہریار کو غصہ آیا ابرو کے  
خمدار پر بل پڑ گیا یہ کہتے ہوئے منہ پھیر کر چلے کہ ہم اب سے بات نہ کرنیگے ہمنے تمہارے فراق میں بڑی  
مصیبتیں اٹھائیں اور اسوس متے خبر نہ لی ہاے نہیں معلوم کہ اُس شاہزادہ والا قدر نے کیا



صدے سے جو ایسے کلمات اُس شیر نے اپنی زبان سے فرمائے اور گلغذا روہ صاحبقران کے  
 پیشے کے شیر میں بڑے ولیر میں اگر دشمنوں کے گلے پر چھری بھی پھر جائے تو اُن نہ کریں برق تھوڑے  
 اگر چکے تو آنکھیں نہ جھپکائیں ہر بیشہ کلنگان صاحب سا طور گران صفت شکن و صفہ طہاس  
 بن عنقویل دیو پرور حقیقت میں اپنے زلمے کا رسم ہی بلکہ اگر رسم بھی ہوتا تو اس نوجوان بہادر  
 کے زور کے آگے ایک سیر زال بھاجب یہ جوان طہاس بن عنقویل دیو پرور بصد کرد فرماک  
 نر ایل بطون سے لقا کے ایاکل صاحبقران کے سرداروں کو زخمی کیا اور صاحبقران بھی  
 اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے از نر ایل تا اگر کوہ دو بیٹے صاحبقران کے یعنی شیر و سب صاحبقران  
 و فرخ شہوار قلندر اسی جوان کے ہاتھ سے سیار گلشن جنان ہوئے اُس شیر سے مقابلہ کرنے وا  
 ہمیشہ پشیمان ہوئے مگر اس شیر بیشہ شجاعت نے ما شاء اللہ قریب کوہ آرز مشہور ہو کر کہ اسی طہاس  
 کا گنبد و طہر کا کرویا یعنی بر سر کوہ آرز جا کر اپنے دست حق پرست پر اٹھا لیا چشم بدور راستے  
 بڑے جوان کو سنبھلنے نہ دیا بعضی بات ایسی ہو کہ چھوٹا منہ بڑی بات صاحبقران کے ہاتھ سے  
 مسلمان ہوا انکی غلامی اختیار کی ہو اور گلغذا روہ میرے سر کی قسم سچ کو میری خاطر نہ کرو اب بڑا زور  
 صاحبقران میں ہو کہ شاہزادہ نور الدہر میں اور بعض کوتاہ بینان تنگ چشم نے میان امیرج  
 صاحب فرزند قاسم نوجوان کو انکا ہم چشم قرار دیا ہو کیا انصاف کیا ہو امیرج بچارہ بازار کا بیٹھے وا  
 جو اہر فروش کس شمار میں کس قطار میں خدا خواجہ عمر کو سلامت رکھے کہ صاحبقران سے بگاڑ  
 تھا گلی گلی پہلوانوں کو ڈھونڈتے پھرتے تھے اس خیال میں کہ کہاں سے ایسے زبردست پہلوان  
 کو لاؤں کہ صاحبقران سے لڑواؤں میان امیرج شہر فرنگو شہ کی بازار میں بیٹھے تھے دوکان  
 تجارت فرخ باز رنگان آراستہ تھی اسی کے فرزند مشہور تھے خواجہ عمر و جا کر انکو لائے پہلوانی  
 ہنر سکھائے خروج کرایا انکا صاحبقران نے آفتاب پرستان نام رکھا بدتوں عالم کفر میں  
 رہے ملک گیری کی آخر میں صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہوئے یہ بات بنائی گئی کہ امیرج  
 پروتے ہیں ایسے صاحب کو ایسے جبری و بہادر کا ہم پلہ گرداننا واہ واہ کیا منصفی ہو سچ تو یہ  
 ہو کہ انصاف دنیا سے اٹھ گیا ہو گلغذا روہ نے عرض کیا واری ہو جب مصرع چہ نسبت خاک را  
 با عالم پاک چہ حقیقت میں آن سے بزرگی اور قدردانی صاحبقران کی میرے دل سے جاتی



رہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے فرمایا کہ اے گلخندار ایک بات مختصر سی اور سناؤں کہ میان اس برج صاحب کا نام لینے کو تیرا دل نہ چاہے ملکہ گیتی افروز اپنی مان پر عالم کفر میں عاشق ہوئے گلی گلی پکارتے پھرتے تھے کہ عاشق زار ملکہ گیتی افروز کا ہون اسی جوش محبت میں ہزاروں مسلمانوں کو قتل کیا قلعہ ذوالامان حصار پر چڑھ گئے سیکڑوں حلقے کیے مگر اس بی بی کی آبرو کو خدانے بچا یا یہی شہزادہ میان اس برج کی سرکوبی کو آبات قلعہ بچا ہاے نہیں معلوم کیا صدمہ گذرا ہی کہ جو اس شیر نے عالم خواب میں ایسا کلمہ کہا ہی نہیں معلوم مزاج اقدس کیسا ہی گلخندار نے عرض کیا کہ اے ملکہ عالم خواب کا آپ کو ناحق خیال ہی یہ بیکار رنج و ملال ہو سنا ہی کہ خواب کی تعبیر الٹی ہوتی ہو وہ آرام و چین سے ہونگے ہاں البتہ آپ کو یاد کرتے ہونگے ماشاء اللہ حسن آپ کا عابد کش زاہد فریب ہی آپ کی تصویر میں فی الحقیقت آرام و چین ہو گا مصاحب بہلاتے ہونگے میرے نزدیک سب طرح خیر ہی آپ اپنے تئیں ناحق ہلاک کرتی ہیں یہ باتیں یقین کر لیا ایک ستارہ سحری آسمان پر چمکا اشعار

سحر چون زراغ شب پرواز برداشت	خروس صجدم آواز برداشت	عنادل لحن دلکش برکشیدند
لحاف غنچہ از رودر کشیدند	سمن از آب شبنم روئے شست	بنفشہ جگر عنبر بوئے خوشست

صدائے مرغ سحر سے رنگ روئے ملکہ مخمور اور متغیر ہوا کہا لو گلخندار سحر ہو گئی ایک بختار اہل چہان ہو گاتے ہر چند کہ بہت سمجھایا مگر دل خانہ خراب نہیں مانتا میں طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتی ہوں ایک نظر دیکھ کر اگر حیات مستعار باقی ہی تو چشم زدن میں واپس آتی ہوں شاید ایک شب آنکے اصرار سے گذرے ہر چند کہ وہ بہت کہینگے ابھی نہ جاؤ میں بیان کی کل کیفیت ظاہر کر کے چلی آؤنگی تو اتنا کرنا اگر ملکہ مہر خ وغیرہ پوچھیں تو کہہ دینا کہ واسطے ایک شب کے سحر تیار کرنے کوہ بوقلمون پر لٹی ہیں صمصام سے مقابلہ منظور ہی گلخندار نے دیکھا کہ اگر منع کرونگی تو روح قالب سے اس مشتاق جمال محبوب کے پھڑک کر نکل جائیگی اس خیال سے عرض کی بسم اللہ تشریف لیا جیسے خادم اس راز کو چھپائیگی پس فوراً ملکہ مخمور سرخ چشم کہ نشہ بادہ محبت شاہزادہ نور الدہر میں چور چور پھنی لڑکھرائی ہوئی اٹھی اسباب سحر نکالا جھولی میں رکھا لباس فاخرہ جسم انور پر آراستہ کیا دریا سے جواہر میں غوطہ مارا تمام زیوریا قوت احمر کا پینا سرمہ و نبالہ دار آنکھوں میں دیا دیکھنے والوں کی نظر میں وہ سرمہ و نبالہ دار چشمان مست ملکہ مخمور سرخ چشم میں بون دکھائی دیتا تھا کہ آہوے شوخ چشم صحر سے



خفتن میں جلوہ نہا ہی یا مست ہاتھی کے ہاتھ میں تلو آبدار دی، مطلق آتش سرمہ نظور نظر ٹھہرا جو چشم یار کو  
 نیلگون گنڈ اپنا یا مردم سیار کو، مطلق مصنف اس قدر گردش نہیں لازم ہو چشم یار کو، ہو سفر حبیب  
 ضرر کا مردم سیار کو، پیشانی پر افشان جی بقول مصنف چنے پیشانی پر افشان وہ اگر اہل لقاہ حیرت  
 افشان کو بھی ہم جو ہر شیر کہیں، اور اگر کچھ تارے افشان کے ابرو سے خمدار پر آگئے تو صاف ثابت  
 ہوا مصرع آب زربخوم ہی برج ہلال پر، اشوا و مصنف ابرو دن کو تری کیا اوبت بے پیر کہیں،  
 میر نوبہ کسی سفاک کی شمشیر کہیں، چھٹ کے ماتھے سے جو ابرو سے خمیدہ پہ گئے، تیری افشان کو  
 بھی ہم جو ہر شیر کہیں، سینے پر جو بن کا اُپھار محرم سے نا محرم کرتی آب روان کی آستینوں حاجت  
 سب لباس درست کر کے شعلہ جوار بنکے طاؤس واسطے سواری کے سحر کا بنایا گلعدا اسے سراپا  
 مخمور پر خیال نظر بنظر نہیں کی ملک لفظ گنڈ ملک کا خیال ملک کے تصدق اپنی نظر کا اتارا اور تاکید کی داری بھیل  
 نہ جائے گا جلد شریف لائے گا آج کل صمصام کا معرکہ و پیش، عمر و مہر خ کو بہت پس و پیش ہی  
 حضور کے ہونے سے در انداز طح طرح کے فتور بر پا کرینگے خواجہ عمر سے کہینگے کہ دیکھو بی مخمور جان  
 کے خوف سے کہیں جا کر چھپ رہیں کنیز جواب نہ دے سکیگی دل ہی میں تاؤچ کھا نیکی غرض وعدہ  
 جلد آئینہ کار کے مخمور بارگاہ سے نکلی طاؤس پشت پر کوتل زیر نخل ہو چکر لگاہ اٹھائی کماؤ مخمور کس طرح  
 سے جاؤں ایسا نہوا فراسیاب کو خبر ہو جائے تو جانا کیسا جان بچانا مشکل ہو گا فکر کرنے کرتے  
 سوچی آبادی کا راستہ چھوڑو کوہستان و خارستان کا راستہ لو اس بات کو مصمم و لمین ٹھہرا کر طاؤس  
 زرین سحر پر سوار ہوئی طاؤس کو اشارہ کیا وہ مثل ستارہ سحری بلند ہوا اس جوش و خروش میں ملک  
 مخمور برائے ملاقات شاہزادہ نور الدہرین بدیع الزمان طرف کوہ عقیق کے جاتی ہیں انکو  
 بھی ابھی یہیں چھوڑے وقت پر ذکر کیا جائیگا لیکن یہاں یہ داستان حیرت بیان تمام ہونے کو  
 چند فقرات میں حال افراسیاب سناؤں پھر ناظرین کو نقشہ لشکر اسلام و فوج لقا کا دکھاؤں  
 افراسیاب خانہ خراب صمصام کو طرف لشکر حیرت کے روانہ کر کے باغ سیب میں آبا تازنیا  
 مجسمین نے اگر گھیر لیا تخت پر اگر بیٹھا اسباب عیش مہیا ہوا دفعۃً آسمان پر ایک برقی سی جلی  
 ایک ساحر سبہ فام نامہ لیے ہوئے آسمان سے اترا افراسیاب کو سلام کر کے نامہ لقا ہاتھ میں  
 دیا ناظرین پر واضح ہو جلد ہائے مطبوعہ میں مذکور ہو کہ جب زہر و شاہ باختری کو نامہ روانہ کرنا نظر



افراسیاب کے منظور ہوتا ہوا نامہ کو لکھکر ملازم اُسکے بالائے کوہ عقیق لیجاتے ہیں وہاں زیر نخل ایک  
نقارہ رکھا ہوا نامہ اُس نقارہ پر رکھکر چوب لگاتے ہیں ایک بچہ سنہرہ پیدا ہوتا ہوا وہ نامہ کو اٹھا کے  
غائب ہو جاتا ہے اور دریندا اول کہ جسکا در بند جالند رہ نام ہوا وہاں کے حاکم کی گود میں لیجا کے وہ بچہ  
والدیتا ہوا وہ حاکم اپنے کسی ملازم کے ہاتھ حاکم در بند دوم کے پاس بھیجتا ہوا اسی طرح وہ نامہ تا در بند ششم  
پہنچتا ہوا وہ بادشاہ در بند ہفتم کے پاس روانہ کرتا ہوا حاکم در بند ہفتم اُس نامے کو با احتیاط اپنے ملازم  
تیز رو کو دیکر پاس افراسیاب کے بھیجتا ہوا نام ان در بندوں کے انشاد اسد تعالیٰ بشرط حیات بر  
پہنچنے اسد غازی کے اپنے مقامات پر بیان کیے جائینگے مگر نام بادشاہ در بند ہفتم کا اس مقام پر  
لکھنا ضرور ہے واضح ہو کہ بادشاہ در بند ہفتم کو شہنشاہ توسن کہتے ہیں نہایت افراسیاب کا معتبر  
ہو طرٹ سے افراسیاب کے سولک اسکے قبضے میں ہیں شہنشاہ لا حسین بادشاہ سابق طاسم شہنشاہ  
کا یہ وزیر اعظم تھا یہ جیسا شریک افراسیاب ہوا اور اپنے ولی نعمت کو گرفتار کرادیا اور یہی وضع  
رہے کہ زندان طاسمی بھی اسی کے قبضے میں ہو پس ملازم شہنشاہ توسن نے نامہ زمر و شاہ باختری  
کا ہاتھ میں افراسیاب کے دیا افراسیاب نے پہلے اُسکو سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا پھر سینکا  
ممبرنگا کر ایک شیر بدیدہ کو حکم دیا کہ نامہ کو خداوند کے باواز بلند پڑھو اُسے بر سر ممبر آ کے نامہ کھولا  
پہلے لقائے بہ کبر و نخوت اپنی تعریف لکھی تھی بعد اسکے مرقوم تھا کہ ای بندہ خا طی قدرت کو عرصہ دراز  
گذرا نزول اجلال درود اقبال فرمائے ہوئے آجتک تو قد مبوسہ کی تو قدرت کی نہ آیا ساحران معذور  
کو بھیجا قدرت کو کبر و نخوت اٹکا پسند نہ آیا ہاتھ سے عیاران لشکر اسلام کے قتل کر ڈالا اور حمزہ  
سپہ سالار قدرت ہو صاحب شوکت و لیاقت یہ سب جاہ و چشم اُسکو قدرت ہی نے دیا ہے  
ظاہر میں دن کو بُرا کہتا ہے لیکن رات کو اُٹتا ہو کر لٹکتا ہو ہے تو بد کرتا ہے ہماری محبت کا دم بھرتا  
ہو قدرت تو رحم دل ہیں خطا اُسکی معاف کر دیتے ہیں مگر اب اُسے بہت کشری پر کمر باندھی ہو قدرت  
چاہتے ہیں کہ تیرے یا تیرے کسی ساحر کے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کرا میں مرتبہ تیرا بڑھامیں اور اگر ازل  
کر لگا تو قدرت طرٹ کوہ زلازل کے چلے جائینگے تجھکو عمر کے ہاتھ سے قتل کرائینگے عمر و قدرت نے  
جلاد و ساحران بنایا ہے اُسکی موت کسی کے ہاتھ سے قدرت نے مقرر نہیں کی جلد کسی کو روانہ کر دے حضرت  
نامہ لشکر افراسیاب خون سے کانپنے لگا رنگ بد متعیر ہو گیا لکھا صاحب جو سننے ہو جو صاحب بیان



جاتے ہیں جہاں دو چار مسلمانوں کو گرفتار کیا غور کیا قدرت نے قتل کراڈالا مجھ کو بڑا تردد ہو کہ میں کیا کروں اگر میں خود مع خدم و حشم جاؤں تو دریا راہ میں خشک ہو جائیں غلہ رسائی کا انتظام ملازم نہ کر سکے گا و زمین بارہماری فوج کا نہ اٹھائے صحراے عالم میں لشکر میرا نہ سما سکے اکیلا کیونکر جاؤں مناسب وقت نہیں ہے لہذا افراسیاب خاموش ہوا تھا کہ ایک جادوگر صاحبان افراسیاب سے تھا اٹھانہا پُرفن نام اسکا عقرب نیشن جادوگر میں طاق یگانہ آفاق غرض کی ای شہنشاہ بڑے وہ بیوقوف ہیں کہ دربار خداوند میں غور کرتے ہیں آخر اسکا بدلہ یہ ہو کہ بے موت مرتے ہیں مناسب ہے کہ وہاں جائیں بانگساری قدرت کی خدمت کریں دم محبت کا بھریں جب قدرت خوش ہونگے عمر بڑھائینگے اور اولاد عطا فرمائینگے ایسی جاگتی جوت کا خداوند اس کے سامنے کبر و نخوت سراسر حماقت ہے غلام کو حکم ہو کہ مع فوج جائے مسلمانوں کو خاک میں ملائے قدرت کو ملک موردی میں یعنی بالائے قیطول پہنچا دوں افراسیاب نے کہا ای عقرب نیشن قدرت نے یہ بھی وعدہ فرمایا ہے کہ جب قدرت بالائے قیطول پہنچینگے دریکہ قدرت میں بیٹھ کر تقدیرات رنگارنگ کرینگے دریاے رحمت قدرت جوش مارے گا جتنے بندے انکی محبت میں کام آئے ہیں سب کو زندہ کرینگے اور یہی وجہ ہے کہ جو ساحراور غیر ساحراز باختر تا کبہ عقیق ہاتھ سے مسلمانوں کے مارے گئے ہیں ان سب کے نام بقید ولادت قدرت نے کتابوں میں درج کیے ہیں سنتا ہوں کہ بڑا مکان ان کتابوں سے بھرنا شیطان درگاہ قدرت ملک بختیار رکھتا تھا کہ قدرت کو اس زمانے میں بڑی مشقت ہوگی از سر نو سب کے تلے بنائینگے روحیں پھونکینگے اگر متنے جا کر یہ کار نمایاں کیا گویا تمام عالم پر احسان کیا عقرب نیشن یہ شکر مارے خوشی کے پھول گیا اسی وقت نفیر سحر بجائی ساٹھ ہزار ساحران غدار فوراً آراستہ ہو کر سامنے اس بچیا کے آئے اس وقت سرکار افراسیاب سے عقرب کو خلعت خصمتی ملا تخت پر سوار ہو کر فوج ہمراہ لیکر نوبت و نقارہ بجاتا ہوا اس شان و شوکت سے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ میں چھوٹے بے وقت ذکر اسکا کیا جائیگا داستان جلالت نشان لشکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران و کیفیت زمرہ شاہ بے ایمان آنا فولاد و فولاد شکن کا واسطے بدولقا کے اور عاشق ہونا اسکی دختر پر ایسے نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران کا اور جانا فولاد کا بارگاہ ابرج نوجوان ہیں



اور زخمی کرنا ایسے کو اور پکڑ لانا اپنی دختر کو اور ہونا جنگ مغلوبہ کا اور پوختنا  
عقرب نیشترن جادو کا عین کارزار میں اور آنا مخمور سرخ چشم کا اور لیجانا شاہزادہ  
نیرالدہر کو طرف صحرا کے اور سلسلہ طلسم حمشید یعنی قید ہونا ملکہ مخمور سرخ چشم کا طلسم حمشید  
ین اور توڑنا طلسم کو شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا کہ جہان سے سبب  
رہائی اسد نوجوان ظاہر ہوتا ہی معرفت حکیم بقراط ثانی عجب داستان ہر ساقی نامہ

کہ صبر تو ایسی ساقی بخیر	نظر کر محبت سے مجھ رند پر	ترد پتا ہی دل چین آتا نہیں
تجھے اپنے پہلو میں پاتا نہیں	تجھے میرے صبر و وفا کی قسم	تجھے اپنے ظلم و جفا کی قسم
قسم تجکو اس چشم خونبار کی	قسم تجکو میرے دل زار کی	تجھے بس مری آرزو کی قسم
تجھے آج میرے لہو کی قسم	تجھے میری آہ و بکا کی قسم	تجھے اپنے ناز و ادا کی قسم
قسم ہی تجھے اپنے ایمان کی	قسم تجکو میرے دل و جان کی	قسم تجکو میرے رخ زرد کی
قسم تجکو اپنے دل سرو کی	تجھے میرے داغ جلر کی قسم	تجھے اپنی تر چھی نظر کی قسم
قسم ہو تجھے میری فریاد کی	قسم تجکو اپنے دل شاد کی	قسم ہی تجھے حضرت عشق کی
قسم ہی تجھے لذت عشق کی	تجھے میرے سوکھے لبوں کی قسم	تجھے اپنی ہی شوخیوں کی قسم
تجھے اپنے میناے مل کی قسم	تجھے اپنے زیباے مل کی قسم	تجھے بادہ ارغوان کی قسم
تجھے فرق پر مغسان کی قسم	قسم ہی تجھے ساغر صاف کی	قسم ہی تجھے مری کے اوصاف کی
قسم ہی تجھے میرے آلام کی	قسم ہی تجھے اپنے آرام کی	سب و صراحی کی تج کو قسم
مری اس تباہی کی تج کو قسم	قسم تجکو رندان میخوار کی	قسم تجکو صہباے گلنار کی
قسم ہی تجھے اپنے میخانے کی	قسم ہی تجھے اپنے پیانے کی	قسم ہی تجھے شیشہ و جام کی
قسم تجکو صہباے گلغام کی	قسم ہی تجھے جام بلور کی	قسم تج کو مجھ رند مخمور کی
نہ کرویر بر لا مری آرزو	پلا دے وہ صہبا مجھے تا گلو	بڑی بھی ذرا رنگ و بو کی ہو
وہ ہی ہو کہ زاہد نے بھی پی نہو	کرے نشہ ایسا وہ ہی جلد تر	گرائے مجھے بستر خواب پر
سرور ایسا ہو اس سے ناب میں	کروں میں سفر عالم خواب میں	یکایک ہو ایسی جگہ پر گذر
مجھے روئے محبوب آئے نظر	وہین دفع ایذاے کلفت ہو کل	کھلے غنچہ دل مرا مثل گل



برٹھون اُسکی جانب بصد آرزو	نہایت خوشی سے کروں گفتگو	وہ معشوق سبکے بنا زو ادا
کبھی مجھ سے خوش ہو کبھی ہو خفا	کھلے آنکھ جب اشکباری کروں	یہاں تک تو میں آہ وزاری کروں
جگا دون ہر اک شخص کو خواب سے	کہوں خواب میں اپنا احباب سے	اُسی نشہ میں پھر یک یک سے
چلا جاؤں ساتی میں اُس شوخ	کہیں لڑکھڑاؤں نہ میں راہ میں	چلا جاؤں یوسف کی میں چاہ
بھنسا دین اُسے گر کہیں بخت بد	فخر صاف کسے دون کروں میں بد	جو میں کاتبان جلالت نصیب
وہ لکھتے ہیں یہ داستان عجیب	شہسواران اشہب تیز گام عرصہ جا بازی و ہمیز کشتگان سمند	

باد رفار میدان سرفرازی نوجوانان تہور شعار و تہور شعار ان جلالت آثار کیت فلم کو میدان قرا  
 میں یوں جولاں کرتے ہیں کہ نزلہ فاق ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان بارگاہ سلیمانی میں  
 ونگل آصفی پر جلوہ فراہین اور ظل السد مالک اور نگ سلطانی سلیمان سرور گردون مسیر شہنشاہ باتوقیر  
 شاہزادہ سعد بن قباد و الانثرا تخت سلیمانی پر بصورت نورانی متمکن ہیں اور اسوقت دربار میں  
 پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار سات سونا جدار بارہ سو جوانان فرنگی اٹھارہ سو جوانان ترکی و مغربی  
 اپنے اپنے ونگل پر بصد کرو فر رونق بخش بارگاہ فلک اشتباہ ہیں یہ امر بھی راے بیضا ضیاء  
 ناظرین باتمکین و مشتاقان طاسم فصاحت آگین پر واضح ہو کہ جب خواجہ عمر بن امیہ ضمری طرٹ  
 طاسم ہوشربا کے تشریف لیچے تو چالاک اپنے فرزند نامدار کو اپنے مقام پر مقرر فرما گئے تھے جب  
 چالاک بھی طرٹ ہوشربا کے گیا تو عیاران لشکر اسلام خود رو ہوئے ایک کا حکم ایک نہ مانتا تھا  
 ہر ایک اپنے تئیں ثانی عمر و جانتا تھا فرزند ان عمر و یعنی جواہر بن عمر و شعبان خنجر گزار و سیار  
 و امیہ و مہتر سمک بتائی و نسیم بن عمر و و نسیم بن عمر و وغیرہ سب کو خواہش ہو کہ بعد چالاک کے  
 مقام ہمارے والد کا ہکو ملے غنچہ آرزو کھلے ابو الطلیح اصفہانی و عمران خطائی بھانجے خواجہ عمر و  
 کے یہی دونوں بللے روزگار مکار و غدار طرٹ عیاران میں طاق شہرہ آفاق یہ چاہتے ہیں  
 کہ ہمارے مامون کا عہدہ ہمیں دستیاب ہو شاگردان خواجہ کلباد عراقی و مہتر بزرگ خطابی و مہتر  
 سخن بلخی وغیرہ یہ سب بھی پیش و بے نظیر صاحب تدبیر خواہش رکھتے ہیں کہ استاد و الامقام کے جانشین  
 ہوں عہدہ سرنگی لشکر اسلام حاصل ہو تب البتہ تسکین دل ہو یہ تو سب اس خیال میں ہیں امیر  
 باتوقیر کو یہ تردد ہو کہ اگر کوئی ضرورت ہوئی تو فردا فردا کو حکم دینا پڑتا ہو ایک دن زبان مجربیان



ارشاد فرمایا منظور یہ کہ ایک عیار طرار کو جانشین عمر و قرار دین صرف اتنا فرمایا تھا آپس میں عیار و نہیں  
 کچ بختیان ہونے لگے ہر کس کہتا ہے کہ میں لائق ہوں دوسرے کا قول یہ میں فائق ہوں جب پھر خبر  
 امیر کو معلوم ہوئی سوچے کہ اگر ایک فرزند عمر و کو جانشین عمر و کروں دوسرے فرزند کو اسکے بیخ و بن شکست  
 بھی سب صاحب لیاقت ہیں شیریشیہ فطرت ہیں آپس میں لڑ لڑ کر مر جائیں گے بس سرور بار ارشاد فرمایا کہ  
 سب عیار ان لشکر اسلام کا ہمارے نزدیک مرتبہ برابر ہے کون انہیں کتنا ہی سب صاحبوں کو مناسب ہے  
 اپنی اپنی عرضی دین اپنے اپنے حقوق سرکار پر ثابت کریں جو ذی حق ہو گا وہی جانشین مطلق ہو گا یہ فرما  
 لشکر عیاروں نے اپنی اپنی عرضیاں لکھیں بعضا میں طولانی ابوالفتح نے لکھا کہ میں وہ عیار ہوں کہ  
 میں نے نامو بختان سے شرط بد کر ہتر گلیم گوش کے کان کاٹے نیزک خطائی نے کہا جب میں عالم کفر  
 میں تھا میں نے استاد کو دھوکا دیا گرفتار کر لیا فرزندوں نے عمر و کے بھی تعریف اپنی اپنی عرضیوں میں  
 لکھی اسی طرح ایک ملاک جو اسی ہزار پیک بچوں نے اپنے اپنے حالات لکھے گرنیض یاب ہوئے  
 صاحبقران جبکی عرضی دیکھتے ہیں عرضی نامنظور کر کے فرمادیتے ہیں کہ یہ تو آپ لوگوں نے اپنی اپنی  
 عرضیوں میں شوکت و لیاقت کا ذکر لکھا ہے کوئی حق سرکار پر نہیں ثابت کیا ہے عیار ان لشکر اسلام جہاں  
 تھے کہ حق کیا ثابت کریں آخر کیا لکھیں جو اہر بن عمر و بطن سے ملکہ سروسیمین تن کے ہے کہ یہ شاہزادی  
 ہو ملک بیران کوہ کی صاحبقران وہاں قید ہو کے جاتے ہیں کفار پھرے میں بند کر کے چوبہ عقیان  
 پر ٹکاتے ہیں خواجہ عمر و اس ملک میں جا کر بڑی بڑی عیار بیاں کرتے ہیں آخر میں ملکہ سروسیمین تن  
 پر عاشق ہوتے ہیں بعد شش و کوشش بسیار صاحبقران کو خواجہ عمر و رہا کرتے ہیں ملک  
 اسلام آباد ہوتا ہے ملکہ سروسیمین تن کا داخلہ اسلام میں ہوا صاحبقران نے ساتھ خواجہ عمر و کے کہا  
 شاہزادی کا عقد کیا اسی کے بطن سے سکندر عیار را نگیز پیدا ہوا تھا کہ جو اسی طرح نامہ میں ہاتھ سے  
 آس بن الوس کے عین شباب میں مارا گیا بلکہ قتل ہونے سے اسی فرزند کے خواجہ عمر و اور صاحبقران  
 سے بگاڑ ہوتا ہے کیونکہ عمر و غصے میں غم فرزند نوجوان کے آس بن الوس کی ناک کاٹ ڈالتا ہے امیر کے  
 خلاف ہوتا ہے عمر و مع لشکر عیار ان فوج صاحبقران سے الگ ہو کر بڑے کروفر سے مقابلہ کرتا ہے سالہا  
 سال فساد رہتے ہیں اسی فساد میں خواجہ عمر و اسی طرح نوجوان و دار اب کشور کشاکش یہ دونوں اولاد  
 صاحبقران سے ہیں مگر اپنے مولود مسعود سے آگاہ نہ تھے اور عالم کفر میں تھے عمر و انکو فتنوں پہ گری



تعلیم کر کے آپ انکا افسر اور انکو پہلوان پاپہ تخت بنا کے صاحبقران سے سالہا سال لڑواتا ہوا کہ ان  
 وستانوں کا حال مفصل و فتر آئیرج نامے میں درج ہو مراد اس ذکر محل سے یہ کہ خواجہ غم میں سکندر  
 کے زوجات سے ترک وصل کرتے ہیں اور ملکہ سروسیمین تن اسکندر غبار انگیز کے غم میں ہر  
 گریہ و زاری رہتی ہو جب بزرگون کی جانب سے عمر و کو یہ خواب ہوتا ہوا کہ ای خواجہ عمر و سروسیمین تن  
 سے موصول ہو پروردگار فرزند زینہ بہتر از سکندر رحمت فرمایا غم و الم فراموش ہو جائیگا تب خواجہ  
 حکم بزرگون کا بجالاتے ہیں تھلے میں پاس سروسیمین تن کے جاتے ہیں بخوبی اُس غم کو سمجھاتے ہیں  
 اسی شب کو مراد حاصل کرتے ہیں مہر جو اہرین عمر و پیدا ہوتا ہوا بڑا عیار زبردست ہوتا ہوا خواجہ  
 بہت عزیز رکھتے ہیں جب دربار امیرین جانشین خواجہ ہو گیا غلط ہوگا اور مطلب دلی صاحبقران  
 کو کوئی عیار نہ پہنچا جو اہر اپنی مان ملکہ سروسیمین تن کی خدمت میں آیا تمام حال صاحبقران  
 کے ارشاد کا بیان کیا ملکہ سروسیمین تن نے کہا ای نور نظر پارہ جگر میں مطلب کو صاحبقران کے  
 سمجھی تم دو فقرے عرضی میں لکھ کر پیش کرو عہدہ اپنے باپ کا ابھی جا کر لو وہ مضمون ہو بعد القاب  
 صاحبقرانی تحریر ہو کہ میں وہ عیار ہوں قدیم خدمت گزار ہوں کہ میں نے اپنے نوجوان بھائی سکندر  
 غبار انگیز کو قدم اقدس شاہنشاہی پر نثار کیا مجھے زیادہ کون ذی حق ہو گا بلکہ جو ارشاد ملکہ سرو  
 سیمین تن جو اہرین عمر و نے اسی مضمون کی عرضی درست کر کے پیشگاہ صاحبقران نہان لایا  
 صاحبقران نے باواز بلند فرمایا ای فرزند ان عمر و ای شاگردان ہنر والا اگر آگاہ ہو جاؤ کہ جو اہرین عمر و  
 نے حق اپنا سرکار پر ثابت کیا یعنی سکندر اسکا بھائی عالم شباب میں مارا گیا پس تم میں کوئی ایسا  
 ہو کہ سرکار پر ایسا ہی حق اُسکا بھی ہو کل عیاروں نے سراپے اپنے جھکائے اس مقدمے میں کچھ نہ  
 کہے صاحبقران نے فوراً جو اہرین عمر و کو خلعت جانشینی عمر و رحمت فرمایا مقام پر خواجہ عمر و کے  
 بٹھایا حقیقت میں جو اہر نے اس عہدے میں وہی برتاؤ کیا ہوا کہ جس طرح خواجہ عمر و بخلق و محبت  
 ہر کسی سے پیش آتے تھے سب جو اہر کے جانشین ہونے سے خرم و خرسند ہیں غرض دربار امیر  
 بانو قیرین ہنر و سنگ خشت ہائے زرین پر دست بستہ حاضرین سامان عیش و نشاط مہیا ہو کر  
 خواجہ عمر و اور اسکا ہوا ہوا امیر فرماتے ہیں نہیں معلوم میرے برادر خواجہ عمر و طلسم ہوش ربا  
 میں کیا گذری عرصہ سے کچھ خبر نہیں معلوم ہوئی اتنا خوب دلکو یقین ہو کہ نہیں معلوم عمر و پر کیا



ہجوم رنج و الم ہو کہ ہمیں فراموش کیا فراق اُس عاشق صادق کو بہت ناگوار ہو سب سردار تائید کلام  
صاحبقران کر رہے ہیں کہ اسی شہر یا حقیقت میں عمر و آپ کا عاشق صادق ہو لشکر میں کون ایسا ہو  
جس پر عمر و نے احسان نہیں کیا ہر ایک کے واسطے جان لڑائی اب بخت بد نے ہمو کو یہ کیفیت دکھائی کہ  
ایسے شخص سے دور رہیں خواجہ عمر و سے نہجو رہیں اسی پروردگار جلد خواجہ عمر و کو لا کر ہم سب سے ملا یہ ذکر تھا  
کہ لشکر کفار سے صد انوبت نقارے کی آئی زمین بھرائی صاحبقران نے فرمایا اسی جو اب ہر جلد خبر منگاؤ کہ  
یہ کیا ہنگامہ ہو جو اب ہر نے عرض کی ہر کارے گئے ہیں خبر لیکر آتے ہونگے یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ نامیان  
خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ کی و ابوطاہر خوریز چاروں ہر کارے مثل اربع عناصر حاضر  
ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے قطع مصنف

خدا یا مرے شاہ پر دم بدم	رہے سر بسر پر پتل حشم	ترتی پہ یہ جاہ و اقبال ہو
عدو مثل سبزے کے پامال ہو	شہر یا گیتی ستان کی عمر دراز ہو کہ اس وقت زمر و شاہ باختری اپنی	

بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ وسواس و خناس و خوش آمد و ہر آمد نے خبر دی ہو کہ فولاد و فولاد شکن بھانجا  
سلیمان عنبرین موے کوہی کاسات لاکھ فوج سے برائے مدد لقا آتا ہو بیان سے تین کوس کے فاصلے  
پر لشکر اُسکا ٹھہرا ہو لقلے فرامرز تاجدار فرزند نوشیروان نامدار و ملک یا قوت شاہ اپنے جبریل  
قدرت کو مع بختیارک کے برائے استقبال فولاد و فولاد شکن روانہ کیا ہو سنتے ہیں نہایت زبردست  
ہو بادہ کبر و نخوت سے مست ہو حضور سلیمان عنبرین موے کوہی لقا سے کہتا تھا کہ یا خداوند اب ایک  
پہلوان نامی آیا ہو دیکھیے گا مسلمانوں پر کیا گزرتی ہو صاحبقران نے فرمایا خداے مابزرگ ست  
مصرع دشمن اگر قبولیت نگہبان فوری تری است ہر گز اب حال سینے بختیارک کا جب اسکو  
لقا سے حکم استقبال فولاد و فولاد شکن کا ملا مع یا قوت شاہ و فرامرز تاجدار با فوج پیشمار اپنے چہر  
پر سوار ہو کر طرف صحرا کے چلا و سو اس ہر کارے سے پوچھتا ہو اچلا جاتا ہو کہ بھکاری نگاہ میں یہ  
کیا پہلوان ہو و سو اس بلا و سو اس عرض کرتا جاتا ہو کہ اسی شیطان درگاہ خداوند اگر آپ  
ہم سے پوچھتے ہیں تو صاف یہ ہو کہ از باختر تا اینجا ایسا پہلوان زبردست غلام کی نگاہ سے نہیں گذرا  
طہاس بن عقیل دیو پرورد سے بھی قد و قامت میں پانچ گز زیادہ ہو بہرام فلک بھی اُسکے خون  
سے لرزان ہو مریخ فلک کا اُسکی صورت مہیب دیکھ کر کلیجہ پھٹتا ہو چلنے سے اُسکے زمین بھرائی ہو



گاہ زمین کانپ جاتی ہو دوسرا مقدمہ اور یہ بھی ہو غلام عرض کرے وہ یہ ہو کہ ناموس بھی اُسکے ہمارا زمین  
اس خیال سے شاید سن چکا ہو کہ ملکہ مہر نگار و ملکہ مہر گہر تاجدار و دختران نوشیروان عالی قواری محبت  
مین صاحبقران زمان کی نکل گئیں اور شاہ سے کچھ ہو سکا یہی باعث زوال دولت و سلطنت کیا گیا  
ہوا گنجاب کی دختر ملکہ گوہر ملک شاہزادہ بدیع الزمان پر عاشق ہوئی باغ چار ملک حرا میں  
بدیع الزمان کو چھپا رکھا ایسی ایسی صورت میں گنجاب نے شکست کھائی ملک ہاتھ سے گیا جاگ  
بخدمت لقا ہو پناہ میں اسی خیال سے ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہو بختیار ک ہنستا ہوا چلا جاتا ہو  
اور کتا ہوا ب مسلمانوں کے مقابلے میں آئے ہن ساری شیخی کر کری ہو جائیگی بیٹی یا بہن اگر نوجوان  
ہو گی کسی فرد نہ جھڑ کو دیکھ پائیگی پڑو کی آنچ سے نکل جائیگی دیکھنے کیا کرتے ہن کیسے بہادر ہن راہ  
مین اس طرح ذکر ہوتے ہوئے جاتے ہن وہاں فولاد فولاد شکن قریب ایک کوہ کے ٹھہرا ہو چاہتا ہو  
کہ اترے اسی جگہ پر قیام کرے کہ ہر کارون نے خبر دی اسی ہلو ان دوران وادی اسفندیار جہان  
آہلی تشریف آوری کی خبر خداوند کو پہونچی جبریل قدرت کو واسطے استقبال کے بھیجا ہو قریب آچکے ہن  
یہ سنتے ہی فولاد فولاد شکن اور زیادہ پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسنا معلوم ہوا بعد گرجا صدائے مہیب سے  
پہاڑ پھرائے پیشون میں شیرون کو بخار چڑھ آئے اپنے ساتھ والون سے کہنے لگا کیونکر قدرت خاطر  
نہ کرینگے کہ انکو اپنے ملک موروثی لینے کی خواہش ہو اب مجھ کو بھی کاہش ہو کہ اسی ہفتے میں سب  
مسلمانوں کو پامال کروں قدرت کو بالائے قیطول ہو پونجا کے خوشی خوشی جلد اپنے وطن کو پلٹ جاؤ  
یہ کہہ گئیں دے کو بڑھایا مغرور و متکبر خرا مان خرا مان چلا اودھر تخت ملک یا قوت شاہ قریب صحرا کے  
سبزہ زار کے پہونچا ہو کہ یکایک صحرا سے گرد و عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز آنے لگی زمین  
تھرانے لگی طائر آشیانوں سے گھبرا کر اڑے ورنہ دون نے اپنے مسکن چھوڑ دیے ناگاہ دامن گرد  
شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے شتر سوار اہتمام کرتے ہوئے نکل گئے انکے بعد سات سو علم نشان سات  
لاکھ فوج کا نمایاں ہوئے بعد گزر جانے انکے دیکھا کہ ایک دیو قالب انسان میں سما یا ہو اگیند تھے  
سوار ہلو میں ارا بہ گرز کا گڑا گڑا تا ہوا چالیس جوڑیاں نر گاؤ کی اُس ارا بہ کو کھینچتی ہوئی لاتی ہن  
مگر سبب بارگوان کے ہر مرتبہ ہلوں کے گھٹنے زمین سے آشنا ہو جاتے ہن رسیوں کے سڑا کے پڑ رہے  
ہن تک تک کی صدا میں بلندیل گردون در و مند فولاد و انتہا کا مغرور نشہ شراب میں چورابرودن پر



بل پڑے ہوئے ہیں یاد ریاضے رودیل کی موجین ہین ننگ چشم تنگ پیشانی عروج بن عروج کا ثانی  
 سینہ پر کینہ قلعہ ویران کا در سر سر کش بد سیر کالی کالی صورت یا کالی جی کی صورت یا خال چہرہ  
 شب چتون میں قہر و غضب دوساتی بچے جام شراب کے دیتے ہیں پی جاتا ہی ہاتھ میں ارنے بھینے کی  
 کی ران ہی بجائے کباب کھاتا ہی باچھون سے خون بہتا ہی نفیب نے آواز دی شیطان درگاہ خداوندی  
 پیش نگاہ بہ نخوت آنکھوں کو کھولا بختیارک نے سلام کیا فولاد نے اک لکھی سی اُردی توجہ بھی نکی  
 بختیارک دلمین کہنے لگالات و منات اسکی بدعت سے بچائیں جلد اسکو جہنم میں پہونچائیں سلام  
 بھی لینا حرافزادے کو ناگوار ہی اسقدر بادہ خود سری سے مست و سرشار ہی اسوقت پکار کر آواز دی  
 ای رستم خصال جبریل قدرت کا تخت قریب آپہونچا آپکے استقبال کو قدرت نے بھیجا ہی پیکر شکل  
 گینڈے سے اُترا یا قوت شاہ کو دیکھ کر سر پر ہاتھ رکھا پایہ تخت یا قوت شاہ پر ہاتھ ڈال دیا یا قوت  
 شاہ بھی تخت سے اُترا کار گزار دن نے اُسی وقت بارگاہ لا کر استادہ کر دی خمے جا بجا نصب ہونے  
 یا قوت شاہ اسکو لیے ہوئے بارگاہ میں آیا پہلو میں اپنے تخت کے بیٹھنے کو جگہ دی سردار اسکے  
 تمام بارگاہ میں دنگون پر قائم ہوئے تخت یا قوت شاہ اور ہر مرزا تاجدار ایک طرف بختیارک  
 نے فولاد کو دیکھا کہ چپ بیٹھا ہی کسی سے کلام نہیں کرتا بختیارک تو ایک حرافزادہ ہی پوچھا ہی پہلو  
 تیغزن و ای فولاد و فولاد شکن جبریل قدرت پوچھتے ہیں کہ تمھارا مزاج کیسا ہی وہاں خداوند شتاف  
 ہین قبل تمھارے آنے کے تقدیر فرما چکے ہین کہ کل مسلمانوں کا خون سپرد تیغ فولاد کیا ہی مسلمان  
 بھی بلاے روزگار ہین قدرت کی تقدیر کو تدبیر سے پلٹ دیتے ہین ایسے کلمات سنکے فولاد نے  
 آنکھیں کھولیں کہ یہ کون مجھے باتیں کر رہا ہی اب جو دیکھا تو ایک شخص زرد و زرد مو کو تہا گردن  
 تنگ پیشانی چہرے پر حرزدگی کی نشانی ایک سو ایک گلی کا جام پہنے چھاتی پر بند بندہ رفیدہ  
 سر پر بوڑھا بندہ معلوم ہوتا ہی صورت بختیارک کی دیکھ کر ہت ہنسا پوچھا صاحب آپ کا نام  
 کیا ہی بختیارک نے کہا نام نہ پوچھیے وہ شخص شیطان درگاہ خداوندی ہی یہی پتہ کافی ہی فولاد نے  
 کہا نام کے بتانے میں کیا نقصان ہی بختیارک نے کہا بزرگون کے نام ایسے ہین جو یوقوت ہین  
 ان ناموں پر ہنستے ہین فولاد و فولاد شکن نے کہا نہیں صاحب نام پر ہنسا کیا بختیارک نے کہا  
 تو سنے نام اُس شخص کا بختیارک بن بختک بن نقش بن مادہ کش بن سکت سفید ہی



فولاد بے اختیار ہنس پڑا گویا سیاہ کولا چمکا لگا کہ ای ملک ہی سگ سفید بھی آپ کے بزرگون میں تھے  
 بختیارک نے کہا اولاد نہ زندہ رہتی تھی اسوجہ سے یہ نام رکھ دیا تھا فولاد نے کہا لعنت ہو آپ کے  
 بزرگون پر سو اسے سگ سفید کے اور کوئی نام نہ ملتا تھا بختیارک نے کہا میں نے پہلے ہی  
 عرض کیا تھا کہ جو یوقوت ہین وہ ہنستے ہین فولاد نے کہا تو مجھے بے وقوف بنانا ہی پورا مسخرہ دیکھ کر  
 جانب یاقوت شاہ جبریل قدرت کے متوجہ ہوا کہ حضور نے کیوں تکلیف فرمائی کل ضرور حاضر  
 ہوتا یا قوت شاہ نے جواب دیا کہ قدرت تمہارے بہت مشتاق ہین جلد سوار ہو فولاد فولاد شکن  
 نے عرض کیا اسیدوار ہون کہ ایک قصر عالی یا کوئی باغ مرحمت ہو کہ غلام کے ناموس کے واسطے  
 جائے سکونت ہو یا قوت شاہ جواب نہ دینے پایا تھا کہ بختیارک پھر ہنسنا پوچھا ای پہلوان زنان  
 دواؤ گر شاہ جہان کیا جو رو بیٹیاں بھی ساتھ ہین اسکا کیا سبب ہو نشہ جرات میں مد ہوش ہو  
 کیا خانہ بدوش ہو فولاد نے کہا ملک جی میں نے ایسے معاملات و اہیات سنے ہین کہ جنکار بان پر  
 لانا مناسب نہیں ہو بختیارک نے کہا وہ معاملہ مجھ سے سینے اول ہمارے شاہزادہ فرامرز صاحب  
 فرزند و بلند شاہ ہفت اقلیم سامنے حضور کے تخت نشین ہین پہلا ساخہ انہین کے گھر سے شروع ہوا  
 آفتاب عشق طلوع ہوا یعنی صاحبقران انکی ہمیشہ ملکہ مہر نگار پر مائل ہوئے وہ بھی محبت میں  
 حمزہ کی سلطنت ہفت اقلیم چھوڑا انکے گھر جا بیٹھین دوسری صاحب ملکہ مہر گمراہ جدار جوان ہون  
 آنکو بھی دیدار حمزہ کا اشتیاق ہوا پاس اُس عرب کے جا پہنچین اور وین کا ذکر تو کیا اردن خلف  
 زمر و شاہ باختری جو سب کے پیدا کرنے والے ہین نورچکیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز جنکا شعلہ  
 حسن جان سوز و دیگر ملکہ جہان افروز ایک صاحب بنیرہ حمزہ صاحبقران پر مائل ہون  
 نورچکیدہ قدرت دوسری تیغ ابروے بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی گھائل ہوین آخر ضبط ہو  
 راز عشق نہ چھپا کچھ باپ کی خدائی کا پاس نہ کیا فوراً نکل گئین قدرت نے بھی تامل فرمایا ایسے  
 سنگدہون کو سنگ سیاہ نہ بنایا ہمارے جبریل قدرت آپکی صاحبزادی مہر افروز شہسوار عرصہ  
 یکہ تازی اسدین کرب غازی جو طاسم ہو شرابا کے فتح کرنے کو تشریف لے گئے ہین اسی فیصلہ  
 پر شیفتہ اور فریفتہ ہوین قدرت نے ایسی تقدیر جستی کی کہ تینوں صاحبزادیاں صاحب اولاد ہو  
 کیسے صفت شکن تیغزن فرزند ہوئے کہ جنگی جرات کے تمام عالم میں شہرے ہین شاہزادہ قادر سپاہ



کے نور نظر پارہ جگر قدرت کے نواسے حمزہ کے پوتے شاہزادہ ایرج نوجوان صاحب شوکت و مالک  
چتر و علم و نشان اُنکی نیب شمشیر سے بڑے بڑے پہلوان بھڑاتے ہیں شیران دشت اُنکے خوف سے  
دامن صحرا سے ٹھنڈ چھپاتے ہیں ہنگام دریائی نے چادر آب کو چہرے پر لیا ہی مریخ فلک کا تپتا  
قدرت کے بھی پیارے ہیں اکثر قدرت پر دست انداز ہوئے اُنکی جرات پر قدرت کو بھی ناز ہو  
غارت نہیں کرتے دوسرے صاحبزادے بطن ملکہ گوہر ملک صلب شاہزادہ بدیع الزمان سے  
گل گزار خلیل الرحمن نور الدہر والا شان پیدا ہوئے اُنکو نواسہ قدرت پر ناز ہو کہ قلعہ  
مستری حصار پر کمر زنجیر قدرت میں ہاتھ ڈال دیا تخت خدائی سے اٹھا لیا سات کوں تک چرخ  
دیتے ہوئے لیکے یہ قدرت میں ہتھکڑیاں پائے قدرت میں پیریاں پہنائیں قدرت کے صبر جبر  
کو ملاحظہ فرمائیے کہ کچھ نہ کہا قید خانے میں سر جھکائے بیٹھے رہے پھر آخر قدرت میں جب مزاج میں  
آیا تقدیر کر کے رہا ہوئے پھر لڑنے لگے ایرج نوجوان و نور الدہر بدیع الزمان نور نگاہ  
صاحبقران اسپین ہم چشم ہیں صاحب قدر و خشم ہیں خداوند اُنکی نیب شمشیر سے بندگان قدرت  
کو بچائیں جنہیں قدرت کی صاحبزادیوں کی شیر کی تاثیر مالک سپر و شمشیرس آپ نے بہت مناسب  
کیا ہے کہ ایسے ایسے حالات سُکر اپنے ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہے اب یہ فرمائیے کہ آپ کی کوئی  
صاحبزادی یا ہمشیرہ شکیل و نوجوان تو نہیں ہے فولاد نے غصے میں اگر ایک دھول ہلکی سی  
لگائی ملک جی کی گڑھی سر سے زمین پر گر پڑی اور کہا اوجیا خاموش یہ کیا کہتا ہے تختیارک نے  
رفیدہ اٹھا کر سر پر رکھا اور کہا دھول دھپے کا تو یہ غلام عادی ہے قدرت نے اُس شخص کو عمدہ شہنشاہیت  
دیا ہے اس قدر گستاخ کیا ہے قدرت کے سامنے بھی ایسی باتیں کہتا ہوں جو تو پیرا کی بلا سہتا ہوں  
اور یہ بھی واضح رہے کہ میرا حکم لگانا کبھی خلاف نہیں ہوتا ہے جو مجھ کو دھول لگاتا ہے وہ آخر اپنے سر پر  
ہاتھ رکھ کر دتا ہے حضور نے کچھ میری بات کا جواب نہ دیا کوئی صاحبزادی جوان ہمارا نہیں یا نہیں  
فولاد نے کہا ہاں ایک دختر بلند اختر ہے اُسکو اسی واسطے ساتھ رکھا ہے کہ حفاظت کر دے اور وہ  
خود صاحب شوکت ہر مرد کے نام سے اُسکو نفرت ہے فن سپاہری میں طاق حسن میں شہرہ  
آفاق ہے کیا مجال اسپر کوئی نگاہ بدوائے وہ خود شیر کی آنکھیں نکالے اور علاوہ اسکے ای ملک جی  
جو مقدمات کتاب بیان کر گئے اگر میری کینر پر بھی ایسا معرکہ گذر تا تو ریاے خون بہا دیتا تھسکر



مطالب و مطلوب کے سرکاٹ لاتا تو شیروان بادشاہ ہفت کشور پتھر بوجہ مصرع امور مملکت خوش  
 خسروان و اتندہ اور خداوند جو مناسب جانتے ہیں وہ تقدیر کرتے ہیں ہمیں کیا دخل ہے لیکن اب بھی اگر  
 قدرت ارشاد فرمائیں تو گیتی افروز اور مہر افروز و جہان افروز کو محلات حمزہ سے ابھی چوٹی پر لڑکر  
 گھسیٹ لاؤں انکے چاہنے والوں کو خاک میں ملاؤں بلکہ بروقت ملازمت قدرت سے اسی بات کو  
 عرض کروں گا کہ مجھ کو حکم ہو کہ دختران قدرت کو جا کر قتل کر دوں یا اے آؤں بختیار رک نے جواب دیا کہ فرمایا  
 فولاد صاحب ہوش میں آؤ زیادہ نہ بلبلاؤ مسلمانوں کا خدا سے نا دیدہ بقول انکے حاضر و ناظر ہی  
 دلون کے حال سے ماہر ہی مسلمان کہتے ہیں کہ ہمارے خدا کو غور کسی کا پسند نہیں آتا اپنے خدا کی  
 صفت میں کہتے ہیں بہت مر اور ہر سرد کبریا و منی پہ کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی ہے اور قدرت کو  
 بھی غور کسی کا نہیں پسند ہے آپ نے اس وقت غور کیا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہے علاوہ اسکے ایک اور بڑا  
 غضب ہے کہ شاہزادیاں حسین و جمیل مردانے آپ ایسے الو کے پٹھے قد و قامت ساکھو کے  
 لٹھے بد صورت کالے دنیا سے نرالے ہیں اور فرزند ان حمزہ حسین و ماہوش طرح دار صفت لیکن  
 تیغ زن سر و قد خورشید صاحب فصاحت حسن میں ملاحظت گفتگو میں بے نظیر خوش مزاج  
 صاحب توقیر پس ایسے جوانوں کو جب شاہزادیاں دیکھیں تو کیوں نہ فریفتہ ہو جائیں فولاد  
 ان باتوں پر بہت بگڑا خنجر پر ہاتھ ڈالا بختیار رک گڑ گڑانے لگا اور کہنے لگا کہ میں تو آپ کا غلام  
 بلکہ غلام کا تلام تلام کا احتلام ہوں مجھ پر غصہ بیکار ہی تک صحبت ہوں رونے کو ہنساتا ہوں  
 جو بات ہونے کو ہوتی ہے وہ ہنساتا ہوں یا قوت شاہ نے فولاد کو منع کیا کہ جانے دو اسکی  
 بات کا خیال نہ کرو یہ درگاہ قدرت کا شیطان ہے دیکھو بھئی ہم کو کیا کیا کہتا ہے ابھی تمہارے  
 سامنے کہ چکا ہے اسکا یہی شیوہ ہے یہ کھکر ضعیف خون آشام کو حکم دیا کہ یہاں سے قریب بلغ ہی  
 سلیمان عنبرین موے کو ہی کا پر فضا خوش ہوا رفیع وسیع جلد اسکو جا کر خالی کراؤ آپ کے  
 ناموس کو بعزت و حرمت محافون سے اتر دو بیسیان محافون میں گھٹی جاتی ہو نگلی گھبرائی  
 ہو نگلی ضعیف یہ حکم سنکر فوراً اٹھا بعد تھوڑے عرصے کے واپس آیا عرض کی سب سامان تیاری  
 فولاد خود تیغہ پا کر اٹھا مع فوج اور مع محافون قریب باغ سلیمان عنبرین موے کو ہی کے آیا  
 تنائیں اپنے سامنے گروائیں جا بجا سوار اور پیدل ہون کی چوکیاں بٹھائیں جب تک ناموس اترے



تیغہ پلڑے خود کھڑا ہلا کیا فوج کو گرد باغ کے اتار حکم دیا خبردار غیر عورت بھی نہ آنے پائے بختیارک  
 یہ انتظام دیکھ دیکھ کر مسکراتا ہی یاقوت شاہ سے کہتا ہے کہ اس شخص پر دیکھ لیجئے گا ضرور افتاد پڑے گی  
 صاحبزادی جو ان میں کسی فرزند حمزہ سے ضرور اسکی آنکھ لڑگی یاقوت شاہ کہتا ہے کہ ابے چپ رہ  
 فولاد بڑا بد مزاج ہے کہیں تلوار کا ہاتھ نہ مار دے اسوقت بچہ ٹکوبچا لیا نہیں وہ ایک خنجر مارتا تھا راسا  
 بھنڈا رکھل جاتا بختیارک نے کہا بہتوں نے مجھو مارا ہے ایسے ایسوں کو نگاہ میں کھا جاتا ہوں  
 گمراہوں کو سیدھا راستہ جہنم کا بتاتا ہوں یہ بھی دو چار روز کے مہمان ہیں بہت بلبلاتے ہیں نادان  
 ہیں اس اثناء میں فولاد انتظام کر کے آیا برائے ملاقات تو یاقوت شاہ اسکو لیچلا بعد قطع راہ  
 فولاد و فولاد شکن اشکر سلیمان عنبرین موے کوہی کے گذر ادیکھا لشکر بے انتہا اتر آیا ہوا ہی دیکھتا بھٹاتا  
 تابدر گاہ زہر و شاہ باختری پہونچا پردہ اٹھا اندر آیا دیکھا لقا کو کہ چاسی ارج کاقد و قامت سمرشل  
 گنبد قصر کہنہ ہاتھ پائوں بڑے بڑے گویا نخل کلان کے ٹٹنے سیاہ و بدخویرہ درون آنکھیں گرداب  
 جیون نشے میں بدست وہ خود پرست بصد نخوت تخت نکبت پر بیٹھا ہی ہر چند کہ فولاد و فولاد شکن  
 خود کریہ منظر ہو مگر صورت نحس لقا دیکھ کر کھرا گیا پسینہ آگیا واسطے سجدے کے جھکا لقا نے آواز دی  
 اوی بندہ خاص من سراز سجدہ بردار کہ لعنت مدام بر تو نصیب کردم فولاد نے سر سجدے سے  
 اٹھایا قریب تخت لقا و نکل میٹھنے کو ملا ساقی بچے حاضر ہوئے دور جام چلنے لگا جب فولاد کو نشہ ہوا تو  
 بختیارک کی باتیں یاد آئیں لقا سے ہاتھ باندھ کر پوچھا کیون خداوند نور چکیہ کلن قدرت ہمراہ فرزند  
 حمزہ نکل گئیں قدرت نے تامل فرمایا ابھی غلام کو حکم ہو کہ من جا کر بدیع الزمان اور قاسم کو  
 قتل کروں صاحبزادیوں کو محلے میں سوار کر کے آؤں دیکھوں تو کون مجھو روکنا ہی آپ کے  
 ہنر بر صحرائے جرات کو کون ٹوکنا ہی یہ سنکر لقا قہقہہ مار کر ہنسا کہ اوی بندہ خاص الخاص وای طاعت  
 گزار با اخلاص انتظام کا رخانہ قدرت ذات خاص قدرت ہی پر موقوف ہی دخل دینے والا سرا  
 بے وقوف ہی تم ان باتوں میں دخل نہ دو ورنہ تمکو قدرت سنگ سیاہ کر دینگے فولاد یہ سنکر خاموش ہوا  
 اور سلیمان عنبرین موے کوہی نے بھی اشارہ کیا کہ اوی فرزند چپ رہو کچھ نہ کہو مشیت قدرت میں  
 ہلکو کیا دخل ہی فولاد نے سلیمان سے کہا مامونجان اب آپ قدرت سے میری سفارش کیجئے میرے  
 نام پر طبل جنگی بجواد کیجئے سلیمان نے کہا کہ قدرت پہلے ہی فرما چکے ہیں ایک ہفتہ جبریل قدرت



وخالوے قدرت و ضیغ خون آشام و سرداران خداوند تمھاری دعوت کریں گے بعد گزرنے ہفتے کے جنگ کا سامان ہوگا ہم خوب جانتے ہیں کہ تمھارے خوف سے لشکر حمزہ لڑان و ترسان ہوگا کون تمھارے مقابلے میں آئیگا حال جرأت و شوکت سبکا کھل جائیگا یہ لکھر سلیمان عنبرین موے کوہ نے ہاتھ فولا و فولا دشمن کا ہتھام لیا و بار سے اٹھا کر اپنے عیش خانے میں لایا سامان و کاکم دیا انکو تو دعوت کھانے میں مصروف رکھے

اب دو کلمے لشکر صاحبقران جانا ایرج کا واسطے شکار کے اور عاشق ہونا اوپر دختر فولا و فولا دشمن موسوم بہ ملکہ یسین عذار صنوبر قد اور لے آنا اپنی بارگاہ میں ملکہ مذکور کو اسی شکار گاہ میں اور خبر ہونا فولا و کو اور جا کر زخمی کرنا ایرج نو جوان کو اور لے آنا اپنی دختر کو بلغ سلیمان عنبرین موے کو ہی میں اور فردا فردا جانا فرزند ان صاحبقران کا اور ذکر جنگ مغلوبہ بیان کیے جاتے ہیں اشعار آبدار

کہان ہ تو ای شمع پروانہ سوز	جلادینے میں تو وہ بیباک ہی
کہ سارا جہان شست خاشاک ہی	لکھنے لگے صاف پانی سے آگ
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو	جفا تجھسی دنیا میں کوئی نہیں
بلا تجھسی دنیا میں کوئی نہیں	اُسے اُسکا شیدا بناتا ہی تو
بجھے ہمنے ای عشق دیکھا وہ برق	مشاہدگان عرائس مخموری و جملہ
کیا بحر آفت میں عاشق کو غرق	

پروازان شاہدان مضامین گستری کلک جواہر سلک سے بدعت عشق خانہ خراب عاشقان ویر باز تنگ و ناموس معشوقان یون تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی میں جلوہ فرما تھے کہ ہر کارے حاضر ہوئے اور اس طرح دعا و ثناے بادشاہی کجالات قطع

بادشاہا بارگاہت چون فلک نور	داد عدالت در سر آخرت محمود باد
شیخ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد	آفتاب دولت و اقبال شہنشاہ کیتی ستان کا ہمیشہ تابان و

ورخشان رہے فولا و فولا دشمن بھانجہ سلیمان عنبرین موے کو ہی کا بڑے عظم و شان سے دجل بارگاہ لقا ہوا ہی کہ و غور اُسکا لائق گذارش نہیں ہی نہایت بد زبان بد آئین ہی اُسے قصہ کیا تھا کہ طبل جنگی بجو اے سلیمان عنبرین موے کو ہی مانع ہوا واسطے دعوت کے برائے عرصہ



اپنے قصر میں لے گیا ظاہر معلوم ہوا کہ ایک ہفتے تک طبل جنگی نہ بجے گا صاحبقران زمان نے فرمایا  
 اے ہند اس عرصے میں وردیان وغیرہ واسطے اہالیان لشکر کے تیار کرو ورنہ بار بھی وقتاً فوقتاً  
 ہوگا اس وقت سب فرزندان نامی و پہلوانان گرامی بارگاہ میں موجود ہیں سمت دست چپ نقد  
 روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان و نکل نلیم نگار پر جلوہ فرماہیں قریب انکے  
 نلیم زنگی و فیلم زنگی و عشر صبا و غوجان و ریاباری و سام بن غوجان و ریاباری و میعاد  
 عا و رشک دراز گردن حاضر ہیں سب نے دست بستہ عرض کی اے شہر یار بعد مدت مدید و عہد بعد  
 ایک ہفتے کی مہلت ملی ہو سنتے ہیں کہ پہلوے کوہ عمیق میں شکار متعدد ہو واسطے شکار کے امیر  
 اجازت لیجئے ایرج حسب فرمائش سرداران سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران  
 نے فرمایا کیوں اے فرزند کیا چاہتے ہو عرض کی حکم ہو تو اندر اس ہفتے کے غلام شکار کے لیے جائے امیر نے  
 فرمایا کہ بابا یہ ملک پُر آشوب ہو تمہارے نام کے سب دشمن ہیں کوہی جا بجا رہن ہیں شکار کو  
 جانا بہترین دست راست میں شاہزادہ نورالدین ہرین بدیع الزمان جلوہ فرماہیں یہ جو معہ کہ گیا  
 لندھو بن سعدان سے کہا کہ چھوٹے دادا جان حقیقت میں جد عالی تبار بجایا فرماتے ہیں کیونکر  
 بھائی ایرج کو واسطے شکار کے جانے دین صحرا میں سو طرح کی خرابیاں ہیں سو طرح کی آفتیں ہیں  
 اکثر شیر پھیرے نکل آتے ہیں آزار پہنچاتے ہیں شکار کو جانے والے گھبرا جاتے ہیں چاہیے کہ  
 شکار کے واسطے دیکھ بھال کے جائے اپنی حقیقت کو سمجھیے یہ کلمات طعن امیر ایرج نوجوان کو  
 بہت ناگوار ہوئے بے اختیار منہ سے نکل گیا کہ شیران بیشہ جرات شیر و شتی کو سنگ صحرائی سمجھتے  
 ہیں یہ کہہ قدیموں سے صاحبقران کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ غلام کو اجازت شکار ملے  
 تا غنچہ آرزو کھلے انشا اللہ بعد ایک شب کے صبح ضرور آستان بوسی کو حاضر ہو گا زیادہ  
 دیر نہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا اے فرزند ارجمند جو وقت سے تھے نام شکار کا لیا ہو تو وہ دیر  
 تیرالم پڑا ہو خطا کاران تیرہ بخت کا خیال آتا ہو شاید چھپ کر گوشہ صحرائین پھریں اور قابو پا کر  
 کچھ فکر کریں لہذا اگر قصد مصمم ہو تو آج ہی دن کو چلے آنا شام کا خاصہ ہمارے ساتھ کھانا ایرج  
 نوجوان نے عرض کیا انشا اللہ ایسا ہی ہوگا قاسم بھی کھڑے ہو گئے فرط محبت پر صاحبقران  
 کی خوش ہوئے ایرج سے فرمایا اجازت ملی تسلیم کرو تم روح روان لشکر اسلام ہو تمہاری بیخبری



کے سبب سے میں مانع نہیں ہوتا میرے بھی قلب کا عجب حال ہو خود بخود مجھ میں غم و ملال ہوا سرج نے  
 عرض کیا کہ آج تو غلام ضرور جائیگا شام تک ضرور واپس آئیگا آپ صاحبوں کی باتیں سنتے ہیں  
 شیر پھیرے کا ہموڈر ہو قاسم نے کہا اوی نور نظر ایسی باتوں کا تپہ کون گمان کریگا شیر صحرائی تمہارے ساتھ  
 سے بھاگ نکلیگا اسی طرح نے عرض کیا کہ حضور رتبہ بڑھاتے ہیں آبرو دیتے ہیں حضور نے کیا کیا کام کیے  
 کیسے کیسے نام کیے ملک شمالیہ باختر کتنا بڑا ملک ہو دربار صیغ الملک میں جانا برق شمشیر مکان  
 آپ ہی کا دل بھایہ مرتبہ کسکو حاصل تھا انشاء اللہ ذرا جنگ سلیمان عنبرین ہوئے کوہی سے حملات  
 ہوؤ نگل زرین رستم کے بھی لینے کی تدبیر کیجائیگی اب تامل نہو گا قاسم نے کہا بیٹا یہ تمہارا مال ہو کیا  
 کسی کی مجال ہو جو سے آنکھ ملائے یا ذنگل رستم کا نام کسی کی زبان پر آئے خون کے دریا بہ جائیں  
 بڑے لوگ بھاگتے نظر آئیں باپ میٹوں میں یہ چپکے چپکے باتیں ہوئیں جرأت کی گھاتیں ہوئیں  
 دست راستی اپنے مقام پر پہنسا کیے نور الدہر موچھون پر تاؤ پھیرا کیے غرض اسی طرح نوجوان  
 صاحبقران سے اجازت لیکر بیرون بارگاہ سلیمانی آئے شاپور شیر دل عیار کو بلا کر حکم دیا کہ  
 سامان شکار تیار ہو اسی وقت فوراً پہلیے قراول میر شکار یوزباش حاضر ہوئے جانوران شکاری  
 مثل باز بھری جوتہ ترستی کہی کھیلانگڑ جھگڑ جھج ہاتھوں پر چڑھے ہوئے وہ باز بلند پرواز کہ  
 طائر خیال کو شکار کر بن مرغ عنقا کو بصد جستجو لائیں چیتوں کی چار پائیاں سگ تازی شیر  
 شکار چست و چالاک بیباک نظم وہ کتوں کی تھیں جو زبان لا جواب | دل شیر ہو خشکی دہشت آب  
 جو شیرون کو وہ دشت میں گھیرے یہ بزدل نہیں وہ کہ منہ پھیریں | الغرض جب یہ سامان شکار  
 مہیا ہو چکا شاہزادہ پشت کو بن اشقر پر سوار ہوا کت صحرا عازم شکار ہوا صحرائین اگر پہلے  
 قراولوں کو حکم دیا کہ شکار کی جستجو کو انھوں نے فوراً جھاڑی ٹھنڈی کو جھاڑا جانوران ہوا  
 یہاں سے بازداروں نے باز چھوڑے باز بلند پرواز نے جا کر تہو کو گھیرا پروں سے ملا  
 مارتا ہوا طوفان زمین کے لپیلا اسی طرح نے گھوڑا بڑھایا تاشاد دیکھتا ہوا چلا باز نے تہو کو زمین پر  
 گرایا پیچہ فولادی اپنا اسکے سینے پر رکھا جا ہا سینہ اسکا چیر ڈالے اسی طرح گھوڑے سے خوشی خوشی  
 کو دھڑے چمکار کر باز کو ہاتھ پر لیا اس جانور کا قرولی سے سینہ چاک کیا جگر نکال کر باز کو دیا اسنے  
 پیچہ میں دبایا نچ نچ کر کھانے لگا اسی طرح جرہ وغیرہ چھوٹے اپنے اپنے شکار کر کے اتارے



طاہران ہوا سے اربے بھر لیے کسی قدر دن چڑھا تھا نیرا عظم لبند ہو چکا تھا ایسج نوجوان نے  
ایک مقام پر گھوڑا روکا فرمانا صاحبقران کا یاد آیا شاہ پور شیر دل سے فرمایا اے برادر ہمارے  
جد عالی تبار انتظار میں ہونگے ہم چاہتے ہیں دوپہر سے قبل واپس ہوں مگر مقام تعجب ہو کہ ہوت  
تک کوئی آہو اس صحرا میں نہ دیکھا کہ اُسکے شکار سے لطف حاصل ہوتا شاہ پور نے عرض کیا کہ  
قبل ارشاد غلام نے ہر کارے روانہ کیے ہیں خبر آیا چاہتی ہی ہنوز یہ کلمہ ناتمام تھا کہ ایک گنوا  
سامنے سے دوڑا ہوا آیا عرض کی گسٹیان بیان سے تین کوس پر ایک کھیت دھانوں کا ہنا  
سبز و شاداب ہر وہاں شکار نایاب ہوئی سو آہو اُس کھیت میں چر رہے ہیں جلد چلیے شکار  
کیجیے ایسج نوجوان نے کہہ بن اشقر کو بڑھایا سردار مرکب چمکا چمکا کر ہمراہ رکاب ہوئے شکار  
آہو کا ذکر سنکر دل بیتاب ہوئے اگر دور سے دیکھا حقیقت میں گرد صحرا سے سبزہ زار و نواح و لکشا  
ایک سمت دھانوں کا کھیت اُس میں چیس تیس ہرن مثل طاؤسان خرامان بیچ میں ایک  
آہوے کلان سنگوٹیاں مثل محبوبان اُنکھیں بڑی بڑی شہری اشارہ ہواں کالی کالی آنکھوں کا  
شکار شیر پھیلین تو ہم غزال نہیں داز پشت تابہ دم ایک لکیر سفید شاید اس میں بھی کچھ پھید سکو  
لکاشان فلک کہیے یا جادو راہ عاشقان چشم محبوب نہایت حسین و مرغوب بیچ میں مادہ ہاے  
آہوان کے وہ خوشخوئی کر رہا ہے اپنے معشوقوں سے دم محبت کا بھر رہا ہے ایسج نوجوان نے  
فرمایا اور سب آہوؤں کے شکار کا سب صاحبون کو اختیار ہے لیکن یہ بڑا آہو بصد آرزو ہم  
شکار کریں گے یہ فرا کر چار جانب سے اُس کھیت کو گھیر انیزون کے لٹو غلوں میں دبائے  
سان ہاے نیزہ کو بڑھا دیا اب گھوڑوں کو ہمیں کیا اُن آہوان صحرائے جو صیادوں کو کہیں  
میں دیکھا کنتوتیان بدلیں چو کر بیان بھریں جست و خیز کر کے بھاگے ایک دم میں ہوا ہو گئے  
سرداروں نے بھی اُنکے تعاقب میں گھوڑے ڈال دیے مگر وہ آہوے کلان ایسج نوجوان سے  
آنکھ ملا کر جست جو کرتا ہی مرکب و را کب کو فرا کر یوں نکل گیا کہ جیسے باد تند کا جھونکا اُسکے  
گھر خود سے شاہزادے کے مس ہوئے ایسج نوجوان کو نہایت غصہ آیا کہ اس آہوے وحشی  
نے مجھی کو گنہگار بنایا اگر کسی سردار کی جانب سے چو کر ہی بھرتا میں اُسکو مستم کرتا اب یہ  
زندہ نہ بچے فوراً گھوڑے کو پھیر کر کہ بن اشقر وہ بھی طراہ بھر کے چلا نظم



بیلن اسپ سبک رو کی کیا ہو تیز روی خود اپنے سائے سے کرتا ہی رم غزال کی طح غرض ہند کے کاوون کا ہی عجب انداز	نہ پہونچے گرد کو جسکی ہوا کے گھوڑوں کی ڈاک کسین نگاہ سے بھی چشم شوخ کی چالاک کہ جنگو دیکھکے ہو دنگ گردش افلاک
---	---

آگے آگے آہو جان بچائے ہوئے چو کرٹیاں بھرتا ہوا جاتا ہی مرکب بھی ایرج نوجوان کا  
تعاقب آہو کا نہیں چھوڑتا ہی اکثر سچٹے آہو کا اور بھٹو تھنی مرکب کی مل جاتی ہی ایرج نوجوان  
چاہتے ہیں کہ نیزہ اسکی پشت پر رکھ دوں اسی مقام پر شکار کروں لیکن وہ طرارہ بھر کے  
نکل جاتا ہی شاہزادے کو اور زیادہ غصہ آتا ہی اور سب ہیلیے وغیرہ بھیجے رہ گئے مگر شاہزادے  
شیر دل دور سے دیکھتا چلا آتا ہی کہ شاہزادے کا مرکب وہ جاتا ہی چشم زدن میں مرکب  
شاہزادے کا آنکھوں سے شاہزادے کے مخفی ہوا صرف گرد کو دیکھتا ہوا جاتا ہی مگر شاہزادے ایرج  
نوجوان بصد کرو فر شوکت و شان میں کوس تک تعاقب میں آہو کے آیا ایک جھیل پر  
آکر آہو چو کرٹی بھولا ذرا رکھا تھا کہ شاہزادے نے قربان سے کمان ترکش سے تیر باز دھستی  
نکالا پلک جھپکتے جھپکتے بحر کمان میں پیوست کیا ادھر سیر کمان کا کرٹ کا تیر ہلو کو آہو کے توڑ کر  
باہر نکلا آہو لٹھیا کر ایرج نوجوان پسینے پسینے ہو گیا تھا مرکب بھی ہانپ رہا تھا ایرج نوجوان  
ٹھلنے لگا بند قبا اٹھلے ہوئے خود زرین کج اس شان سے زیر نخل ٹھل رہا ہی کہ صحر سے بوڈلا  
گرد کا اڑنگاہ اٹھا کے دیکھا ایک آہو بھاگا ہوا چلا آتا ہی مگر سچے پر تیر لگا ہوا ہی عقل سے  
در یافت ہوتا ہی کہ تیر اوچھا پڑا سامنے سے کسی شکاری کے بھاگ نکلا ہی ناگاہ سامنے  
سے ایرج نوجوان کے گذرا شاہزادے نے اٹھا کر کمان تیر اسکو بھی لگایا آہو گر پڑا ایرج  
نوجوان نے اسکو بھی خوشی سے فرج کیا تیر سچے سے نکالا دیکھا عجب پیکان آبدار ہی دل کو  
لٹھاتا ہی مثل تیر مرگان محبوب دل کو بر ماتا ہی ٹکینے جما ہر علی کے پیکان پر نصب ہیں نام بھی  
کسی کا کندہ ہی رومال سے خون کو پاک کیا قصد کیا نام پڑھون ترکش سینے میں چھپا ہون لگا  
گڑا کے کی سم مرکب کے صدا بلند ہوئی سر اٹھا کر دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش  
بر جھاتر تھا کنوٹی پر مرکب کے گھوڑے کو اڑا ہوئے مگر چو کتا چار جانب دیکھتا ہوا جیسے  
کوئی کسی کی تلاشی میں ہوتا ہی شاہزادے نے نگاہ اٹھا کر اس جانب دیکھا تیر اپنا ہاتھ میں اس



شہر یار کے پایا آہوا پنا پڑا ہوا دیکھا نہایت غصہ آیا غصے میں گھوڑے سے کود پڑا کہا او شخص  
تو نے کچھ مابہ دولت کا خوف نہ کیا ہمارے شکار پر ہاتھ ڈال دیا ایرج نوجوان نے مسکرا کے  
جواب دیا آپ اس قدر غصہ کیوں کرتے ہیں تشریف لائیے اپنا آہوا اٹھا لیجائیے نقابدار غصے  
میں کانپنے لگا کہا کیا میں پارچہ گوشت کا محتاج ہوں صاحب تخت و تاج ہوں میرا فرہ کھو دیا  
پہر بھر سے میں اس کے تعاقب میں تھا اتفاق سے تیرا اوجھا پڑا تو نے کیوں شکار کر لیا ایرج نوجوان  
نے جواب دیا کہ اب تو تیرا خطا ہوئی کچھ سزا دیجیے بس اب بہتر یہ ہو کہ اپنی راہ لیجیے  
یہ کلمہ سن کر نقابدار مثل شعلہ جوالہ غصے سے کانپنے لگا نیچہ میٹال کر کے کھینچا پینرہ بدل کے  
ایرج نوجوان پر ہاتھ لگایا ایرج نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر نفیوں سپہ گری تھپکی دی تلوار  
پٹ پڑی ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ذرا جو فشرہ کیا نیچہ ہاتھ سے نقابدار کے نکل گیا شہر یار  
ایرج نے دست حق پرست بڑھا کر کریمین ڈالا ہاتھ شکم پر پہونچا گرمی جسم کی نرمی ہاتھ کو پانی گئی  
مگر ایرج نوجوان کو غصہ از حد تھا کچھ خیال نہ کیا نعرہ تکبیر بلند کر کے اٹھایا ہاتھ جو پڑا بند نقاب  
ٹوٹ گیا معلوم ہوا لکھ ابرہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا زمین پر روشنی ہوئی ہالہ پڑ گیا شہر  
اٹھا اسکے چہرے سے جسد نقاب ہر گرا چرخ سے چرخ کھا آفتاب ایرج نے گھبرا کر سر اٹھا کر  
دیکھا ولیمین خیال آیا کہ کیا یہ شجر نخل وادی امین یزیدین مثل طور روشن ہر نگاہ جو چہرے پر پڑی  
دیکھا ایک حور مثال پری مثال خورشید جمال عارض انور رشک قرچشم جادو خال ہندو چند چہرہ نظیر

خال خال خال میں اگر چند ہیں تو باعث ترقی حسن و جمال ہیں میرا	بال بکھرے ہوئے وہ چہرے پر
ابرہو جسطح سے گرو تیر	سانپ جسطح غصے میں ہووے
چشم مستانہ و ارحد سے سوا	قاتل خلق و کائنات پر فن
تھایہ ظاہر کہ ہیں یہ دور بہرن	جنکی مشاوت ہووے خلق خدا
ایسے خنجر تھے ابرو سے کافر	یہ بھی کہتے ہیں بعض نکتہ ہیں
ہیں یہ دونوں بلال چرخ برین	یا خطا کمیشان یہ ابرو ہیں
گورے گورے وہ عارض نوا	مہ کا مل جو اُسے لڑ جائے
صاف منہ پر طمانچہ پڑ جائے	ہو یقین دو بھی اپنے منہ کی کھا



<p>تیلے تیلے وہ مونٹھ پانے لال یا اُسے کیسے عنجنہ گل تر بوج سینہ وہ سینہ پُر نور قبہ نور جن کو سمجھے بشر وصف مومے کو کہ حد سے فرو تار خط شعاع مہر کسا ساق پامین تو نور کا ہر ظہور شمع فانوس جیسے ہو روشن قد تعریف میں ہر حیرانی پیاری پیاری وہ باگمی باگمی ادا</p>	<p>زرد ہو جائے جنگو دیکھ لعل وہ گلابار کا صراحی دار صاف و شفاف مثل سینہ حور ہاتھ آئین کہیں جو عاشق کے دور دس ہو جو موٹنگانی کروں طبع نازک نے بھید یہ پایا یا تراشی ہوئی ہر شاخ بلور لال مہندی سے دونوں ہتھے کفتا کھلک قدرت کہوں کہ سر سہی</p>	<p>وہ تنگ حق گوہر پتلی پتلی رگون کا جس سے بھلا اُبھری اُبھری وہ چھاتیان سپر نوں لگاتے وہ اپنے سینے سے وہم روشن نے کچھ لگا کے پنا آئے میں شکم کے بال آیا پاجامے میں یون ہن جلوہ فگن ہاتھ ملتا تھا اپنے دزد خنا سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا</p>
<p>اس حسن و لغزب پر جو نگاہ ابرج نوجوان کی پڑی کمان خانہ</p>		



جسکل زلف پریشان عشق کی نیرنگیان آہ شرر افشان زبان پر طیش قلب سے کہتی ہو الامان  
 الامان آخر ضبط نہوسکا اسی فرش خاک پر بیٹھ گئی اچھی طرح نگاہ غور سے صورت دیکھی اور زیادہ  
 تر پئی پھر کی سرزمین سے اٹھایا ہی اس ارادے پر کہ تلو پر رکھوں اس بیا چشم کی مسحائی کروں  
 کہ سامنے سے بوڑھا لگاڑ کا اڑا دیکھا دور سے ایک عیار طرار خنجر گذار جھپٹا ہوا اسی جانب آتا ہی  
 حقیقت میں شاپور شیر دل تعاقب میں اپنے آقا کے جستجو کنان مثل باد صرصر پھر رہا ہی اسوقت یہ  
 نازنین گہرا گئی نقاب چہرے پر آراستہ کی تیجیل گھوڑے پر سوار ہوئی ایک جانب چلی مگر  
 پھر پھر کے دیکھتی ہوئی گھوڑا اڑا کے نکل گئی اس نو گرفتار کا ذکر وقت پر کیا جائیگا مگر شاپور  
 شیر دل نے دور سے مرکب اپنے آقا کا دیکھا کہ کوتل چرامین مصروف ہی کلیجہ غم سے پھٹ گیا  
 دل سے کہنے لگا خداوند ایہ کیا ہوا میرے شہریار پر یہ کیا معرکہ گذرا مثل ہوا کے دوڑا ہوا آیا  
 اب جو قریب ہو چکا دیکھا ایرج نوجوان دھوپ میں ریتی پر پڑا ہوا ایڑیاں رگڑ رہا ہی ہا  
 آقا لہر زمین پر گر پڑا اور پھر اٹھ کر چھپا گل میں پانی لایا منہ پر چھینٹا دیا ایرج نوجوان نے آنکھ  
 کھولی شاپور شیر دل نے گہرا کر پوچھا ای شہریار خیر تو ہی ایرج نوجوان نے جواب دیا ظم

پڑی میرے بدن پر بنکے بجلی تیغ قاتل کی صراحی نفی سرو ہی بہر حلق خشک قاتل کی غضب ہو گی مے حق میں عدالت شاہ عامل کی کبھی تو کام آئیگی اندھیری حسنا دل کی ہر اک ساعت ہر آفت کی گھڑی ہر یک مشکل کی	د پانی زخم کی لذت ہوس دلمین رہی دلگی کیا اس تشنہ کام عشق کو سیراب رک رک کر چھری پھرتی ہو ذوق قتل میں مانع ہو کیوں شارع کرے شمع جمال یار روشن شاید اسکو بھی شب مرقہ ہر شب فرقت میں دن روز قیامت کو
---	---

کمال شوق ہو دیدار یا رتھوڑا ہی عروج و وقفہ جوش بہار تھوڑا ہی شب وصال بہت کم ہو چھپتے کیا ہو مری نظر میں بھی دکا وقار تھوڑا ہی	کی زیادہ صبر ہو اور اختیار تھوڑا ہی ہماری خاک سے کرتے ہو بند آنکھوں کہ سیر سینے میں مانی گار تھوڑا ہی شاپور حیران ہوا کہ میں نے کیا پوچھا یہ کیا ارشاد ہوا میں کچھ نہ سمجھا دوبارہ
--	---

پوچھا کیوں ای شہریار کیا کسی دشمن سے مقابلہ ہوا دشمنوں کے کیا کوئی زخم آگیا جب میں یہاں آیا تھا تو حضور  
 بیہوش پڑے ہوئے تھے ظاہر میں تو کوئی زخم نہیں معلوم ہونا ہی ایرج نوجوان ایسا مبہوت ہو کر



شاہ پور شیر دل کو کچھ جواب نہ دیا اک آہ سرد دل پر درد سے کہیں پی آپ ہی آپ پکار اٹھا اشعار

کچھ تمنائیں جو تھیں دل سے نکلنے کے لیے شغل اگر ڈھونڈتے ہو جی کے بہلنے کے لیے ہر سہر جلوہ گہ یار جو تو ہوا ای شوق شکوہ ہو برق تجلی سے کہ ادنی انصاف ناز کی دیکھوں بٹھا لیتی ہو کیونکر مت کو پاس آئیٹھے تھے یا کھینچنے لگے مجھ سے وہ دور ہم ازل ہی میں پکارے جو ملا بخت سیاہ دل میں آتا ہو جگر سے تو جگر میں دل سے کر چکی منتظری یار کی گو کام مت سام دست دلبر مرے سینے سے بہن وصل میں دو دلغ کستا ہو چرخ شب فرقت سے مرا کس فسون ساز سے جاتے ہو لڑانے نکھین دل پامال کو جس ہاتھ سے ہم تھامے ہیں اپنے سائے کو بھی ہم رشک سے ملائے نہیں ساتھ بن پڑے اُسکی دم نزع جو ہم آنکلو پیار سے جسکو وہ کب بخت کہا کرتے ہیں	اشک حسرت وہ بہن آنکھ سے ڈھلنے کے لیے دل میں آ بیٹھو گلجس مرا ملنے کے لیے ابھی موجود ہوں آنکھیں مری چلنے کے لیے ہم ہوں مسکند دیکھنے کو طور ہو چلنے کے لیے وے تو دو ہاتھ میں ہاتھ اٹھکے سینھلنے کے لیے اثر جذب محبت کے بدلنے کے لیے یہ بلا آئی ہو سر پر سے نہ ٹلنے کے لیے درد اٹھتا ہو ذرا آج ٹھلنے کے لیے جان باقی ہو کچھ آنکھوں سے نکلنے کے لیے دل تو موجود ہو دو ہاتھ اچھلنے کے لیے ٹھنڈے ہونے کے لیے تو ہی میں چلنے کے لیے جتنے جادو ہیں وہ سب ساتھ میں چلنے کے لیے کبھی اٹھتا ہو تو آنکھوں سے ملنے کے لیے دھوپ میں کو چہ محبوب میں چلنے کے لیے موت سے بگڑی ہو جس دم کے نکلنے کے لیے اُس سے گرویدہ ہوں تقدیر بدلنے کے لیے
---	--

شاہ پور بد جو اس پریشان ہو کر قدموں سے لپٹ کر رونے لگا اور عرض کیا کہ آقا براے خدا  
ہوش میں آئیے کچھ حال دل فرمائیے یہ کیا معرکہ ہو دشمنوں کو جنوں ہوا، ایک ایک کلمہ تیرا دل  
ہو غلام کو سینے کی طاقت نہیں باقی، میں اپنے کو ہلاک کر ڈنگا گلا کاٹ کر مر جاؤنگا کونسا اعرابا  
ہو کہ جس سے غلام سے پردہ ہو، میں قدیم تابعدار ہوں عاشق زار ہوں ایک ساتھ پیدا ہو  
کیا حضور کی کہیں طبیعت مائل ہوئی اگر یہ راز ہو تو بھی غلام سے فرمائیے جیسا کچھ کہ فنون  
عیاری میں قبلہ و کعبہ نے تعلیم فرمایا، عیاری میں کسی صاحب نے یہ کمال نہیں پایا ہی



اگر معشوق حضور کا آسمان پر ہو گا تو میں ابھی اپنے کو مثل دعا پہنچاؤنگا اگر کھت تری میں ہو گا  
تو مثل قطرہ آب جذب ہو جاؤنگا مگر آپ کے معشوق کو آپ سے لاناؤنگا یا کوئی مقدمہ جاننا  
وسر فرشتی ہو ابھی جرات اپنی دکھائیں قدموں پر تصدق ہو جائیں جب اس طرح محبت و شفقت  
شاہ پور شیر دل میٹھ آیا مژدہ وصل محبوب بھی سنایا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولی کہا اریار  
وقادار مونس و غمگسار کیا حال بناؤن واسطے شکار کے آیا خود شکار ہو اریا عیش و عشق کلیجے کے پار ہو  
ابھی ایک غارت گردین و ایمان کا سامنا ہو امتناع صبر و قرار لوٹ لے گیا بخت رسا کی نار سائی ہوئی  
سلطان عشق کی اقلیم دل پر چڑھائی ہوئی اگر جانتا کہ ایسا قتال عالم ہی جب اُس نے نیچے کا ہاتھ لگایا  
تھا میں نہ روکتا سر جھکا دیتا عرض کرنا مطلع ادب تا چند اری دست ہوس قاتل کے دامن کا بد  
سنجھل سکتا نہیں اب بوجھ ہمسے اپنی گردن کا کیا کہوں خطاوار ہوں مجبور و ناچار ہوں ایک جلوہ  
نور عارض انور سے مثل حضرت موسیٰ بیوش ہو اوہ اس عرصے میں دل لیکر و پوش ہوا اگر وہ صورت  
زیبا طلعت جہان آرا نہ دیکھو لگا سر ٹپک ٹپک کے مر جاؤنگا اری برا در جائے رحم ہو اُس محبوب جانی  
یار جاودانی کا پتا لگا دیا میں اُس تک پہنچاؤں شاہ پور شیر دل نے عرض کی میں جان و دل سے  
حاضر ہوں ضرور جستجو کرونگا چلیے بارگاہ میں تشریف لیجیے آپ کے والد نامدار جد عالیوتار و سرداران  
جان شاربقر ہونگے حضور نے صاحبقران سے جلد واپس ہونے کا وعدہ کیا تھا دن اب  
قلیل ہی اس مقام پر پھٹنا بیکار ہو ایرج نوجوان نے کہا اری بھائی اس مقام پر اُس ہاتھ بانی  
کو دیکھا ہو اس آرزو پر زندہ ہوں کہ شاید وہ سچاے زمان پھر تشریف لائے اپنے پیار کی عیادت  
کرے یہاں سے روقدم جاؤنگا روح قالب سے پھٹک کر نکل جائیگی طبیعت اپنی بھی تسکین نہ پائیگی  
یہاں بیکاری کو قرابہ معشوق خوبرو کا انتظار ہو یہ باتیں بھین کہ سامنے سے بھلیے فراول کچھ سوار  
کچھ میل سامنے سے نمایاں ہوئے شاہ پور شیر دل نے آگے بڑھکے اُن لوگوں سے کہا جلد جاؤ بارگاہ  
جو شکار گاہ میں ساتھ آئی تھی اُسکو لاؤ اسی مقام پر استاد کرو آج شاہزادہ عالم اسی مقام پر قیام  
فرماینگے کار گزار گئے فوراً بارگاہ لائے مگر حیران تھے کہ اس صحرا سے ہول خیز وحشت انگیز میں کیوں  
شب کو انتظام کرتے ہیں بعض نے بڑھ کے عرض بھی کیا ایرج نوجوان یاد محبوب میں مہوٹ مٹھاتا تھا  
کچھ جواب دیا مگر شاہ پور شیر دل نے بعجلت تمام بارگاہ فلک اشتباہ اسی خارستان میں نصب



کراچی شاہزادہ فرش خاک سے نہ اٹھتا تھا لیکن شاہ پور بہت بار گاہ میں لایا اسی طرح نوجوان نے شاہ پور شیر دل کے گلے میں ہاتھ ڈال کر محبت کہا کہ بھائی جلد جاؤ جس طرح ہو سکے اُس محبوب جانی یار جاودانی کو ہم تک لاؤ اگر ہماری زندگی منظر ہو تو عرصہ نہ کرو شاہ پور شیر دل اس جوش و خروش کو دیکھ کر گھبرا یا دست بستہ عرض کیا اے شاہزادہ والا قدر بے پتہ بے نشان کہاں جاؤں دو چار روز صبر فرمائے انشاء اللہ غلام ضرور تدبیر کریگا نام دو چار روز کا سُکرا اسی طرح نوجوان نے ایک آہ سرد دل پر درو کھینچی گریبان پر ہاتھ ڈالا بیقرار سی سین چلا یا مسدس

فراق میں یہ غم جیسا بے ہوشی کو	کہ زندگی کی طرف سے جواب بے ہوشی کو
نہ دن کو چین نہ راتوں کو خواب بے ہوشی کو	خیال یار میں کیا اضطراب بے ہوشی کو
نہ اُسکا وصل بے ہوشی ممکن نہ تاب بے ہوشی کو	عجب طرح کا آہی عذاب بے ہوشی کو
کروں جو ضبط تو دل کی طیش سے گھبراؤ	خلاف وضع ہی گر کچھ زبان پر لاؤں
خیال یار میں جی کس طرح سے بہلاؤں	غضب میں جان ہی کس سے کہہ جاؤں
نہ اُسکا وصل بے ہوشی ممکن نہ تاب بے ہوشی کو	عجب طرح کا آہی عذاب بے ہوشی کو
وصال یار کی کرتا ہوں سیکڑوں گھاتیں	نصیب ہوئی تھیں لطف کی طلاق تین
بنایا کرتا ہوں بیٹھا سحر ملک باتیں	تڑپ تڑپ کے گزرتی ہیں بھر کی راتیں
نہ اُسکا وصل بے ہوشی ممکن نہ تاب بے ہوشی کو	عجب طرح کا آہی عذاب بے ہوشی کو
فراق یار نے کیا کر رکھا ہی حال تباہ	کوئی نہیں مری فریاد کو پہنچتا آہ
تڑپتا رہتا ہوں سہل کی طرح شام و بگام	پڑھی ہی جان حزن کس بلا میں یا اللہ
نہ اُسکا وصل بے ہوشی ممکن نہ تاب بے ہوشی کو	عجب طرح کا آہی عذاب بے ہوشی کو
فراق میں مری کیسی الٹ گئی تقدیر	اثر ہی نلے میں بالکل نہ آہ میں تاثیر



کسی طرح سے نہیں رام ہوتا وہ بے پیر	لبون پر دم ہی خدا یا کروں میں کیا تدبیر
نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو	عجب طرح کا آگہی عذاب ہی دل کو
فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہی	سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہی
جو اُس سے کہیے تو وہ گالیاں سناتا ہی	خموش رہیے تو مٹھ کو کلیجہ آتا ہی
نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو	عجب طرح کا آگہی عذاب ہی دل کو
وصال یار میر کہاں امانت کو	سدا فراق میں دیکھا طپان امانت کو
ستایا کرتا ہی در و نہان امانت کو	ہمیشہ ہی یہی درد زبان امانت کو
نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو	عجب طرح کا آگہی عذاب ہی دل کو
<p>یہ اشعار مسدس پڑھ کر ایرج نوجوان روتا ہوا اٹھا اور کہا ای برادر مصیبت میں کون کسی کا  شریک ہوتا ہی ہم خود جا کر اپنے معشوق کو تلاش کریں گے کوہ و دشت میں دیوانہ وار پھر نیلے  آخر بہری حضرت عشق سے کوئے محبوب کا راستہ ملیگا کبھی تو غنچہ پڑ مردہ خاطر کھلیگا محبوب  شعر کار خود را خود کنم تا خوب آید کشت من + کس نثار و پشت من جز ناخن انگشت من +  شا پور شیر دل یہ ولولہ ایرج نوجوان دیکھ کر خود بھی رونے لگا قدموں پر سر رکھ دیا عرض کی اتنا  لاکھ جانین غلام کی ایک ناخن پائے حضور پر نثار میں میں بھلا حضور کو کیسے دتھا جانے دوں گا  حضور تشریف رکھیں میں تدبیر کرتا ہوں غرض محنت و ساجت ایرج کو بٹھایا اس عرصے میں  شام محنت انجام نے مٹھ دکھایا آفتاب عالم تاب غم میں اُس عاشق بیتاب کے بانگ زرد  چادر نورانی شب کو چہرے پر کھینچ کر داخل سیاہ خانہ مغرب ہوا ملت چو زرین علم شد ز عالم  نہان + شب قیرگون سرزد از قیردان + ملازموں نے بتجیل تمام شمع ہائے مومی و کافوری روشن  کین مگر ایرج نوجوان کو بخت سیاہ کا سامنا تھا اور زیادہ اندھیرا آنکھوں میں چھا گیا کہا بھائی شا پور  اس رنجور کے درد دل کا علاج کرو متے اقرار کیا ہی برائے جستجوے یار متوجہ ہو شا پور نے عرض کی</p>	



حضور اس پردہ شب تاریک میں کہاں جاؤں شب بھر کی مہلت دیجیے صبح کو انشاء اللہ نشان  
 معشوق مطلوب غلام سے لیجیے ایک امر کا عرض کرنا واجب و لازم ہے کہ آپ صاحبقران  
 زمان سے دن بھر کا وعدہ کر کے تشریف لائے تھے ایک عرضی عذر غیر حاضری میں لکھ کر روانہ  
 فرمائیے آپ سے صاحبقران و شاہزادہ خاورد سپاہ و رسم سلطنت نہایت محبت قلبی رکھتے ہیں  
 ایسا نہ کہ سب صاحب جوش الفت میں اسی مقام پر چلے آئیں پھر آپ کو کچھ نہ بن پڑیگا ہمراہ  
 آنکے جانا ہوگا اور پہلے غلام خوب سمجھ چکا ہے کہ طاقت صبر آپ میں نہیں ہے بیشک اگر وہاں جائے  
 باعث ہلاکت ہوگا ایرج نوجوان نے کہا بھائی تمکو اختیار ہے جو چاہے لکھ کر خدمت صاحبقران  
 میں بھیج لیکن جس طرح ہو سکے میری معشوقہ سے مجھ کو ملا دو شاہزادہ نے ایک عرضی کچھ عذرات  
 عدم حاضری کی لکھ کر ایک سوار کو دی کہ جلد جا کر ہاتھ میں ہمارے افسر جو اہر بن عمر کے  
 دیدار و جانشین خواجہ عمر وہاں موقع اور محل دیکھ کر خدمت صاحبقران پیش کریں گے سوار  
 یہ سنکے اور عرضی لیکر اس طرف روانہ ہوا شاہزادہ شیردل ایرج نوجوان کو سمجھانے لگا کہ اے  
 آقاے نامدار نہایت مشکل ہے ہر چند کہ حضور نے تقریر میں تصویر حسن و نفیر ملک عالم دکھائی  
 ہے لیکن صاحبان عصمت و عفت شاہزادیاں و وزیر زادیاں تاجر پچیان بازار میں نہیں  
 بیٹھتی ہیں کہ اس وقت غلام دیکھے اور عقل سے پہچانے تدبیر کر کے فکر وصال کرے اور حضور  
 کے دل کا رنج و ملال دور کرے مگر البتہ کسی محل میں کینز بنکر جاؤنگا کہیں اپنے ستیٰ دلالت بناؤنگا  
 جب یوں خانہ بخانہ پھر دوں گاتب وہ گوہر دریائے خوبی بصد جستجو ہاتھ آئیگا مگر یہ غلام ضرور عرض کرنا  
 ہا کہ جان اپنی مٹاؤنگا اس طائر عنقائے معدوم کو دام تزویر میں پھنساؤنگا اور انشاء اللہ  
 عنایت سے جامع المتفرقین کی ایک مسند پر آپ کو اور اس شاہزادی کو بٹھاؤنگا بعنائت  
 صنلے ماہ و مہر برج خمیے میں قرآن السعدین ہوگا روح کو راحت دل کو حضور کے حسین  
 ہوگا یہ فردہ جان بخش جو شاہزادہ شیردل نے سنایا تو ایرج نوجوان پر مردہ خاطر تھا یا مثل گل شکستہ  
 ہو گیا بے اختیار فرمایا نظم | اویسیجا میں تیرے منہ کے نشان | یہ تدبیر خوش پئے بیمار  
 تو نے ایسی خبر سنائی | تن سجان میں جان آئی | مگر اوی بھائی یہ کالی رات کیونکر  
 کرے گی دیو شب عم کا سامنا | یہ یقین ہے کہ مجھ کو ہلاک کریگا قصہ پاک کریگا اشعار مصنف



سہیلی شب، فرقت کوئی بدل نہ سکا	چرخ بھی مرے تاریک گھر میں جل نہ سکا
مٹی کلام کی طاقت نہ خو نفشا نوں کو	دہان زخم سے کوئی سخن نکل نہ سکا

دیگر بلاؤں کی شام فرقت نہیں	کہ جبکی سحر تا قیامت نہیں	مجھ ایسے بشر سے محبت نہیں
بری ہو تو کیا آدمیت نہیں	لحاظ و وفا پاس الفت نہیں	بتو ہمیں ذرا آدمیت نہیں
کہا اُن سے جب سُن لود لگی لگی	کہا پھر بھی آج فرصت نہیں	کسی کی عیادت کرین خاک ہم
ہمیں اپنے مرنے کی فرصت نہیں	نکلتی نہیں جان کیوں بچہ میں	کوئی میرے دل کی چہسرت نہیں
ترپتے کبھی آکے دیکھو ہمیں	اُن آنکھوں سے جنہیں مروت نہیں	شاہ پور شیر دل سے دیکھا جنوں

ترتی پر ہو آتش عشق شعلہ و رہی اب نصیحت سے بچنا دشوار ہو ایسے دیوانے کو سمجھانا بیکار ہو بقول  
شاعر شعر تصحیفی سو نصیحت کا نہیں عاشق کو ہمیں نہ سمجھوں تو بھلا کیا کوئی سمجھانے مجھے +  
یہ خیال کر کے شاہ پور نے عرض کیا غلام ابھی جاتا ہی پتا لگاتا ہی مگر حضور اپنے دل کو سنبھالیں خاصہ  
تیار ہی نوش کرین غلام کو خوف ہو افشاں راز کا یہ سو دو سو ملازم جو ساتھ ہیں اگر سرکار کو بیقرار  
پائینگے فوراً جا کر امیر بانو کو خبر ہو پچائینگے وہ متردو و متوحش ہو کر دوڑے آئینگے ایرج نوجوان  
نے کہا ای بار وفادار وای مونس و غلسار جو تیری خوشی میں خاموش بیٹھا رہو لگا کچھ منہ سے نکھو لگا  
مگر کھانے سے معاف رکھو لذت طعام خوان پر الوان حضرت عشق سے سیر ہوں پانی کی خوش  
نہیں کھانے کی کاہش نہیں یہ لہر جلدی سے آنسو پو پچھ ڈالے اور کہا بسم اللہ جاو جستجو کرو  
شاہ پور شیر دل نے اُسی وقت لباس عیاری جسم پر آراستہ کیا سمت کا پتا پوچھا کہ وہ قاتل عالم  
کس طرف سے آیا تھا ایرج نے تمام کمال کہ سنایا شاہ پور نے تقریر ایرج نوجوان سے تصویر  
اُس معشوقہ کی صفحہ دل پر کھینچی اور اُسی شب تیرہ و تار میں جستجو کرنا ہوا چلا اسکا حال آئندہ  
تحریر کیا جائیگا اب دو کلمہ اُس نو گرفتار زندان محبت و شفقت وادی الفت یعنی حال اُس حسین  
مہر نگین کا بیان کیا جاتا ہی اول تحریر کیا گیا ہو کہ فولاد و فلاو شکن کو ہی جو برائے مدد لقا آیا ہی  
اور باغ سلیمان عنبرین موے کو ہی مین اپنے ناموس کو اتارا ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد  
اسکی دختر ہمیشہ سے شکار کی عادی ہو حصول فنون سپہ گری کی پیروی ہو اس کیفیت سے ہوا  
اسکا ماہر ہی اسکی جرات اور مرد کے نام سے نفرت بخوبی ظاہر ہو اُسی دن باپ سے



پوچھکر مع چند کینزان خوش سیر برائے شکار صحرا میں آئی خود شکار ہوئی یعنی واسطے آہو کے  
 جا کر اس طرح نوجوان سے بگڑنا اور اس طرح کا اسکو اٹھا کر فرط محبت سے بیہوش ہو جانا اور اسکا  
 قصد کرنا کہ اپنے کشتہ تیغ ابرو کا علاج کروں سر اٹھا کر زانوں پر دھرون مگر آمد شاپور شیر دل و کھل  
 محبوب و شرمسار نالان و بیقرار و اشکبار حیران و مضطرب اپنی کینزون میں آکر پہنچی سب نے پوچھا  
 واری شکار کیا ہوا ملک نے کچھ جواب نہ دیا خاموش دل میں محبت کا جوش تصویر خیالی اس طرح  
 نوجوان آنکھوں کے سامنے پھر رہی دل سے کہتی ہی ہاے نہیں معلوم اس جوان رعنا پر  
 اس صحرا سے ہول خیز وحشت انگیز مین کیا گذری ہوگی نہ یارے نہ مددگارے نہ مونسے نہ غلگارے  
 یکہ و تنہا خدا خواستہ دشمنوں کے کان بہرے خاک تیرے منہ میں اگر کسی درندے کا گزر ہوا ہوگا  
 اسکے دشمنوں کو کھا گیا ہوگا وہ عیار نہیں معلوم کون تھا راہ راہ جاتا تھا ہاے تو کیوں گھبرا گئی بدحواس  
 ہو کر چلی آئی کاش ایک چھینٹا پانی کا دیکر ہوش میں لاتی یا گل عارض پر اشک حسرت پکائی دل میں  
 بیچ و تاب اپنے اوپر عتاب کبھی کھوڑے کو روک لیتی تھی اور چاہتی تھی کہ اسی طرف جاؤں دور  
 ویکھ تو آؤں ہوشیار ہوا یا بیہوش پڑا اگر ہوشیار ہوا ہوگا مجھ کو بے پردہ دیکھ چکا ہی یقین تو ہے  
 کہ وہ بھی میرے عشق میں بیقرار ہوگا مگر وہ تو خود معشوق طر حدار ہی خود سیکڑوں اس پر مرنے  
 ہو گئے خدا معلوم کہاں کہاں پیغام و سلام ہوگا ای سیمین عذار صنوبر قد ایسے ہر جانی کا  
 خیال بیکار ہی نہیں معلوم کس خاندان کا وہ عالیو قارہی اسی پریشانی میں تابہ درباغ پہنچی  
 گھوڑے سے اترتی اندر باغ کے آئی مگر طیش دل ترقی پر حیران و پریشان حزن و مضطرب بارہوی  
 میں اگر سلاح جسم سے دور کیے تلواریں سپر کہیں پھینکی لباس مردانہ دور کیا پوشاک زنانی زیب جسم  
 کر کے مسند پر سر جھکا کر بیٹھی دن تو قلیل تھا بمشکل کتاب شام فراق کا سامنا ہوا جب صیاد آفتاب  
 نے صید گاہ صحرا سے سبزہ زار جہان سے دام نار شعل کو ہزار آب و تاب کھینچ لیا اور  
 طائر دل ملک سیمین عذار صنوبر قد کو گرفتار پنچہ شہباز عشق دیکھ کر دانہ ضیا بصد صفا اس کچھ  
 عالم سے سراسر سمیٹا اور بوجہ کسل راہ راحت کا مائل ہوا محل مغرب میں جلد داخل ہوا  
 اور فراش پر فلک نے ردائے ظلمت شکار گاہ میدان بیابان دنیا میں تعجیل تمام بھائی ہر طرف  
 مانند بر تیرہ و تاریک تاریکی چھائی ہو جب مصرع وہ تاریکی کہ ڈر جائے شب و یجور بھی



محیط عالم جہان ہوئی یکایک وہ حریق آتش فراق غریب لہجہ اشتیاق ایسی تاریکی کو دیکھ کر گھبراہٹ  
 چہار جانب اندھیرا تھا ضیاء مہربے مہرنے دنیا سے مٹھ پھیرا تھا وہ شب مثل دل کا فترتہ  
 و تاریک بھتی ظلمت پر وہ ظلمات مثال اس شب کی ٹھیک بھتی فلک پر ماہ تابان نہ تھا رال  
 کا گولہ اعیان تھا سیاروں کو چہرے یا گولیاں کہوں یا خال چہرہ رنگی سے مثال دون چہار سمت  
 سناٹا ہو کا عالم دل پر ہجوم غم و الم بخت سیاہ کا سامنا آنکھوں کے نیچے یا درخت جانان میں اندھیرا  
 دل بیتاب مثل ماہی بے آب روح کو شکل گیسوے یا پرچ و تاب کینزوں نے شمع ہائے مومی و  
 کا فوری روشن کین مگر شعلہ آکا خوف تاریکی شب سے بلند ہوتا تھا چراغ کے پھول نہ گرتے تھے  
 گویا اشک چشم سرمہ آگین تھے ملکہ نے گھبرا کر کینزوں سے کہا کہ باہر جاؤ کیا مجھ کو قیدی بہت یا ہا  
 کیوں گھیرا ہوا کینزین بھیا نک ہو کر باہر گئیں آپس میں کہتی تھیں آج ملکہ کو کیا ہو گیا ہوا ایک  
 کہتی تھی بوا کسی کے یا د گیسو میں سودا ہو گیا ہوا میں پہلے ہی شکار گاہ میں تاڑ گئی تھی کہ  
 کسی کے تیر مرغان سے زخمی ہو کر آئی ہن مثل صید خائف بدحواس ہن ہوش اڑے  
 ہوئے مضطرب پریشان ہونٹھ پڑا نے تھے چشم ز کسی میں آنسو بھرے تھے پھر پھر کسی کو  
 دیکھتی تھیں ملکہ آج کسی پر ضرور مال ہوئی کسی قتال کے تیغ ابرو کی گھائل ہوئی دوسری کینزین  
 بولی اری چپ رہ ملکہ سن بگی تو ناک چوٹی کاٹی جائیگی تو بد زبانی کی سزا پائیگی ہماری بلکہ بیچارہ  
 بھولی بھالی عشق و محبت کی باتوں کو کیا جانے اس کو مرد کے نام سے نفرت ہو آٹھ پہر فنون  
 سپہ گری میں بصد شوکت ہو سوسن تجھ کو بد زبانی کی بہت عادت ہو یہ سسکے سوسن قہقہہ  
 مار کر مہنسی کہا نکوڑی تو کیا جانے ہم کیلے کھانے ہن عشق کے مزے اٹھائے ہن اگر ملکہ کسی پر  
 عاشق ہوئی ہون تو دوئی لکھتی ہون دیکھ دو چار روز میں یہ حال کھل جائیگا ہمارا کہنا  
 پیش آئیگا پروے سے جہانک کے اونر گس دیکھ لے مثنوی پڑھ رہی ہن لیلی مجنون کا قصہ  
 اٹھایا ہوا شیرین فریاد کی تلاش ہو کینزین تو اسی طرح بڑ بڑا کر اپنی اپنی صحیحی میں جا بیٹھیں مگر ملکہ  
 سیکین عذار صنوبر قد نے جو تنہائی پائی دل کو غم و الم سے خالی کرنے لگی ٹھنڈھی سانسین بکھر

لگی بے اختیار ہو کر پکاری نظم	ای باد صبا سوے دلارام	لیجا تو یہ غمزہ دون کے پیغام
جسدن سے ہوئی تری جدائی	دیوانے پر تیرے آفت آئی	آوارہ ہون تیری جستجو میں



سرگشتہ ہوں تیری آرزو میں	گھر بار تمام مجھ سے چھوٹا	اندوہ نے تیرے مجھ کو لوطا
کبھی گھر اگر کہتی ہو ای فلک کج رفتار و گردون غدار یہ کیا کجروی	یہ ستاروں سے مجھ پر نکھین	
نکالتا ہر ماہ تابان بھی مجھ کو آنکھ دکھاتا ہوا سیات		جی میں ہر جا میں نجد کے بن میں
قبر مخبون پہ جا کے بیٹھ رہیں	اور کبھی دیکھ کر سوے افلاک	کہتی ہر سر پہ اپنے ڈالے خاک
ای فلک تو نے کیا کیا مجھ سے	میرا دلبر چھڑا لیا مجھ سے	کوئی مونس نہ کوئی ہمد
ہاں یہ غمخوار اک ترا غم ہی	چار پائے پلنگ کے مجھ کو	چار پائے درندہ ہیں اب تو
ہم ہیں اور غم ترا ہی کیا کیجیے	کون ہی کس سے حال دل کہیے	غرض یہ اشعار آبدار پڑھ کر
بستر خواب پر تڑپ اور پٹک رہی تھی کہ غنچہ دہن وزیر زاوی بلغمین پھرتے پھرتے		
قریب بارہ دری کے آئی ہچکیان لینے کی صدا سنی دوڑ کر اندر بارہ دری کے پہونچی دیکھا کہ		
ملکہ زار مثل ابرو نو بہار رو رہی ہر جان اپنی کھو رہی ہر کبھی اٹھتی ہر کبھی بیٹھتی ہر وزیر زاوی کو		
جو آئے دیکھا دلائی منھ سے لپٹ کر اپنے تئیں پلنگ پر گرادیا غنچہ دہن منھ پیٹنے لگی اور		
کہنے لگی کہ ہی واری یہ حضور کا کیا حال ہوا آئینہ دل پر کیوں گرد ملال ہوا ای ملکہ کدھر خیال ہی		
لوٹدی کو تو ذرا آگاہ کیجیے سر کے نیچے ملکہ کے ہاتھ دیکر بہ شفقت اٹھایا قدموں سے لپٹ کر رونے		
لگی اور عرض کرنے لگی واری تدبیر لیے زبان کھولے جب غنچہ دہن نے بہت اصرار کیا		
ملکہ سمیں عذار صنوبر قد نے سر جھکا کر کہا غنچہ دہن جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو ہکو نہ ستاؤ		
ہمارے کلیجے میں درد ہی سزا پھیکا ہر بدن سن سنا تا ہر عش چلا آتا ہر غنچہ دہن نے عرض		
کیا واری اس بہانے کو میں نہ مانوں گی مجھ سے مفصل فرمائیے دلکی کلیہ حقیقت بتائیے ملکہ نے کہا		
تو ناحق اُلجھتی ہو بیمار ہونے میں کسی کا اختیار ہی اور دل کی یہ حقیقت ہی تنہا بیٹھنے سے رعب		
ہر صحبت سے ہم جنسوں میں نفرت ہی تو یہ کیفیت ہر سن چکین جاؤ ہر چند غنچہ دہن نے کہا		
ملکہ سمیں عذار صنوبر قد نے راز دل نہ بتایا آخر غنچہ دہن ناچار ہو کر ایک صحنہ میں جا بیٹھی		
ملکہ پھر تڑپنے لگی اور یہ غزل قمر کی زبان پر لائی غزل	حسرتیں ہیں شب تاریک ہر تنہائی کو	
عاشق زلف پہ جرتے یہ بلا آئی ہی	کوئی مونس ہی نہ ہمد ہی تنہائی کو	شب فرقت کی بلا سر پہ مرائی ہی
ضبط کرتا ہوں تو دل سینے میں خیمہ	جان تیا ہوں تو اس شوخی سوائی ہی	صورت نقش قدم ہو گیا آخر پامال



چھوٹ کر تیرے قدم سے نہ پائی ہو	ہم اسیرن کو غرض کیا جو کھلے باغ میں گل	دل فرمودہ کے نزدیک خستہ ان آئی ہو
وصل سے گر تھیں انکار ہو چھانہ سہی	بوسہ دینے کی بھی کیا تہنہ قسم کھائی ہو	یاس کے میرے بگڑ کر چ گیا ہو وہ گل
آجکل خوب ہی اغیار کی بن آئی ہو	بوسہ زلفت دو تا مانگتا ہوں نہیں جسم	ہنسکے فراتے ہیں یوانہ ہو سودائی ہو
اہل اسلام سمجھتے ہیں مجھے کافر کیش	دل لگانے کی بتوں یہ سزا پائی ہو	چھوڑ دے بلبیل نالان خدا راضیا
گل شگفتہ ہیں گلستان میں بہار آئی ہو	بوسے اس گل نے دیے ہیں فتنے اور	بعد سے مری امید یہ بر آئی ہو
تیر دل و زمین تیرا کہ یہ قطرے تجھ بن	ابر غم ہو کہ فلک پر یہ گھٹا چھائی ہو	میرے تڑپتے تڑپتے جب دم لبون پر
آیا سحر نے منہ اپنا دکھایا نظم	دم صبح کہ فرزند ان ا بجم	شدند چشم یعقوب فلک گم
سحر ترکانہ قصد این چشم کرد	دم گر گے نمود و گلہ رم کرد	ملکہ سیمین عذار صنوبر قید اٹھی

مگر رنگ چہرے کافق دل میں قلق اول غنچہ دہن وزیر زادی نے اگر سلام کیا چہرہ متغیر پایا ہو  
 بھی بہت حال دل کی جستجو کی بہت وساحت پوچھا مگر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کچھ جواب نہ دیا  
 کینہ ان ماہ رخسار و انیسین و جلیسین مصاحبین ہمارا و مساز بھی گرا اگر در حاضرین کوئی آفتاب لیکر  
 دوڑی کسی نے سنگار دان لا کر حاضر کیا لیکن ملکہ مثل تصویر خاموش کسی سے کلام نہیں کرتی ایسا

ہوں تصویر میں تصویرت تصویر گلی	جسم حسین ہو مرا سیکر بیان کی طرح	اس پر رونے جنازے کو دیا ہو کاغذ
میرا تابوت چلا تحت سلیمان کی طرح	دل ہی دلمین سوز محبت سے شمع سان پھلتی ہو ہڈی ہڈی تیش	

عشق سے جلتی ہو یکا یک غلغلہ ہوا محلدار دوڑی ہوئی آئی کہ آپ کے والدہ نامدار شریف لاتے ہیں  
 اس قدر فولا و فولا دشکن کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سے محبت ہو کہ بے دیکھے اسکو چین نہیں  
 پڑتا ہی صبح کو خواب سے بیدار ہو کر پہلے بیٹی کو دیکھنے آتا ہے بعد اسکے دربار اقامت میں جاتا ہے ملکہ  
 سیمین عذار صنوبر قد نے جو اپنے باپ کی آمد سنی ناچار کلی کر کے ایک چھینٹا پانی کا منہ پر ڈال لیا  
 ہر چند کہ بخوف افتشائے راز عشق بہت اپنے کو آراستہ کیا مگر رنگ رو کو کیا کرے رات بھر میں  
 چہرہ غم سے سُت گیا ہو یا تو چہرہ سُرخ و سفید تھا یا ظاہر ہوتا ہو کہ خون بالکل جسم میں نہیں ملکہ پہلے  
 جلدی سے آب روان کے ڈوپے پر سفید دلائی اور بھی چوتہ کر کے سینے پر ڈال لی یا تو در بیاغ  
 پیشوائی کو باپ کی جالی تھقی آج بارہ دہری سے اترنے نہ پائی تھی کہ فولا و فولا دشکن آہو پو پو  
 واسطے سلام کے مثل بلال شب اول خم ہوئی فولا و فولا دشکن سے نہ بھرت سر سینے سے لگا یا بارہ دہری



کی طرف چلا ملکہ جاہنتی ہی باپ میرے چہرے پر نظر نہ کرے کبھی کینزوں کے آگے کبھی پیچھے اس طور سے چلی مگر فولاد فولاد شکن نے مسند پر بیٹھ کر آواز دی بیٹا سیمین عذار صنوبر قد ہمارے سامنے آؤ ہم مشتاق ہیں شکل دکھلاؤ اب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد ناچار سامنے آئی سر جھٹکے بیٹھی ناگاہ نگاہ جو فولاد فولاد شکن کی چہرہ بے نظیر دختر پر پڑی عجب کیفیت دکھی جیسے وقت سحر چاند کا چہرہ فقی ہوتا ہی یا رخ شمع مائل بزر دی یا جیسے پھول گلاب کا حرارت آفتاب سے کھلا جاتا ہی فولاد فولاد شکن نے بے اختیار ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگایا اور گھبرا کر پوچھا ای نور نظر پارہ جگر راحت جان باعث تسکین دل و جان آج تمھارا مزاج کیسا ہی ملکہ باپ سے لپٹ کر رونے لگی کہ سینہ تمام فولاد فولاد شکن کا اُسکے آنسوؤں سے تر ہو گیا مگر زبان سے کچھ نہ کہا فولاد فولاد شکن طرف غنچہ دہن کے متوجہ ہو کر پریشان ہوا کہ ارے وزیر زادی یہ کیا معرکہ ہو غنچہ دہن نے عرض کی حضور لونڈی اس قدر آگاہ ہو کہ شب سے صاحبزادی کے سر میں درد ہی صندل میں نے رگڑ کر لگایا مگر یہ درد سرنہ گیا حرارت بھی باطن میں ہوگی خاصہ بھی رات کو نوش نہیں فرمایا کینز رات بھر جاگی ہو اب اس وقت اٹھ کر بیٹھی ہیں تبرید تیار ہوتی ہی پلاؤنگی فولاد فولاد شکن نے پوچھا آخر سبب کیا ہوا غنچہ دہن نے عرض کیا کل شکار کرنے سے تغیر مزاج کا ظاہر ہوا ہی اس طرف کا صحرانہایت خوفناک ہی پُر از خس و خاشاک ہو آہو وغیرہ پر گھوڑا ڈالا پسینہ بھی آیا ہوا اگر مچھلے پر ہلنے جسم نازک پر تاثیر کی ہو ظاہر ایسی باعث ناسازی مزاج معلوم ہوتا ہی فولاد فولاد شکن نے یہ سن کر کہا بیٹا سیمین عذار صنوبر قد تمہیں اس زمانے میں ورزش وغیرہ کم کر دی ہو ہی باعث ہی نقاہت کا ابھی اُٹھکے اکھاڑے پر جاؤ نہڑ پیلو مگر ہلاؤ دو چار حبشوں کو زور دلاؤ ابھی بخار اتر چکا درد سرنہ بھی جاتا رہے گا ملکہ ان باتوں پر بھی سر جھٹکائے رہی کچھ جواب نہ دیا فولاد فولاد شکن جانتا ہی کہ بیٹی صاحب شرم و حیا ہو پھر غنچہ دہن کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای غنچہ دہن تو تو خود صاحب سلیقہ ہو صحبت عیش و حبش آراستہ کرو سامان نلج راگ رنگ مرتب ہو شعلہ رخسار ڈومنی کو بلا بھیجو وہ بہت گرم ہو خوب نقلین کرتی ہو روتے کو ہنسائی ہو ایسا گاتی ہو کہ مطربہ فلک کو شرماتی ہو غنچہ دہن نے عرض کیا بہت خوب اُسی وقت غنچہ دہن نے ایک حبش کو حکم دیا کہ شعلہ رخسار مع اُسکی مادر لالہ عذار کو مع ساز و سامان جلد لاؤ حبش بوجہ حکم گھوڑے پر



سوار ہو کے اس طرف روانہ ہوئی فولاد و فولاد شکن نے کہا ای سو سن بکار کر جشن سے کہدے آمون  
 کے باغ کے پہلو میں شعلہ رخسار کا خیمہ ہے جب قریب پہونچے گی طبلے سارنگی کی آواز سنے گی پتا  
 خبردار فراموش نہ کرنا وہیں جانا کینز نے بڑھکر جشن کو بخوبی پتا بھی سمجھا دیا فولاد و فولاد شکن بعد فقیر  
 دیر کے یہ کھڑا اٹھا کہ نور نظراب ہم دربار خداوندی میں جاتے ہیں پانچ چھ روز دعوت کے اور  
 باقی ہیں اس سے فراغت پلکے طبل جنگی بجاؤنگا ایک ہی دن میں خاتمہ کر دوں گا زبانِ شیطان  
 درگاہ خداوند لقا کے سناہو کہ حمزہ تو بڈھا ہو گیا ہو مگر وجوان کج کل صاحب شوکت و لیاقت  
 لشکر حمزہ میں ہیں نور الدہرین بدیع الزمان و نور نگاہ قاسم عالیشان شاہزادہ  
 ایسج نوجوان معلوم ہوا کہ دونوں کی تلوار کی دھاک ہو اگر ان دونوں کو مارا تو لشکر حمزہ  
 کا قصہ پاک ہو اور ایسج نوجوان کا نام اس وجہ سے زیادہ روشن ہوا ہو کوئی طلسم  
 تھا موسوم بطلسم آئینہ اسکو اسنے جا کر بڑی صفائی سے توڑ فٹج کر کے آیا اس روضہ شایہ جنگ  
 مغلوب تھی چند کو ہی ذلیل حقیر شکر صاحبقران سے لڑ رہے تھے اور کوئی جادوگر بھی طرف  
 سے شہنشاہ افراسیاب جادو کے آیا تھا ساحر نے سحر کیا تھا مسلمان تباہی میں تھے  
 اسوقت یہ جوان بصد شوکت و شان مع ساحران طلسم کے آیا یہ بھی مشہور ہو کہ بادشاہ  
 طلسم آئینے کی دختر اسپر عاشق ہو گئی تھی اسنے ساحر بھی کچھ ساتھ کر دیے تھے اور کوئی تغیر  
 طلسمی بھی پاس تھا اسوجہ سے وہ ساحر بھی مارا گیا شاید کوئی گہری بھی اسکے ہاتھ سے قتل ہوا  
 اسدن سے ملک جی نے ایسج نوجوان کی جرأت کی بڑی دھوم مچائی ہے اور زیادہ باعث  
 ایسج نوجوان کی تعریف کا یہ ہو کہ قدرت کا نواسا ہو نام ایسج نوجوان کا جو فولاد و فولاد شکن کی  
 زبان سے نکالے اختیار ملکہ کے قلب کو تازگی حاصل ہوئی آنکھوں میں روشنی آگئی حقیقت  
 میں دل کو دل سے رواہ ہوئی ہر نام معشوق کا طیش قلب عاشق کو کھوتا ہے بقول شاعر سول را  
 بدل رہیست و رین گنبد سپرہ از سوے کینہ کینہ و واز سوے مہر مہر ملکہ سپہین عذار  
 صنوبر قدسے خوش ہو کر باپ کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا میرے اچھے ابا یہ کیسی بات  
 ہو مفصل فرمائیے یہ قصہ ضرور مجھ کو سنائیے کہ ایسج نوجوان قدرت کا نواسا ہو اور بطرف  
 سے مسلمانوں کے لڑتا ہو کیا خداوند نے اسکو نکال دیا ہو مسلمان ہو گیا ہو فولاد و فولاد شکن



نے تیور پر بل ڈال کے کہا بعض بات ایسی ہو کہ زبان سے کہنا مناسب نہیں ہو مشیت قدرت میں کسی کو کیا دخل ہو نہیں معلوم کیا کھیل کھیلے ہیں ہم لوگ ناحق مصیبت جھیلے ہیں بی بی طولانی یہ حال ہو دفتر بالا باختر میں وقایع نگار نے تحریر کیا ہو کہ صاحبقران زمان ملک عجم پر تھے کوچک باختر فتح کر چکے تھے کسی وجہ سے قاسم نوجوان اُنکا پوتا در بند جالندریہ پر قید ہوا اگوان جالندری نے قید قاسم کی بخدمت خداوند زمر و شاہ باختری روانہ کی ہفت در بند طوکر کے قید قاسم کی شہر باختر میں آئی سنتے ہیں قدرت نے بڑا احترام کیا تا جہاں ان جلیل کو واسطے استقبال کے بھیجا اور فرمایا کہ ہمارے سپہ سالار کا پوتا قید ہو کے آیا ہو ظاہر میں حمزہ ہلکو برا کہتا ہو دل سے مطیع ہو ہمارے آگے اُسکا مرتبہ رفیع ہو آخر قاسم نوجوان کو بانائے قیلول بلایا اُس سرکش نے جمال خداوند بھی دیکھا مگر سجدہ نہ کیا قدرت نے حکم قتل دیا قدرت نے ان لوگوں کو طاقت بھی ایسی دی ہو کہ اُسے قید آہن کو توڑ دالا گند گیتی نہا میں لڑا آخر پھر گرفتار ہوا قفس آہن میں بند کیا گیا قدرت نے بغیظ و غضب فرمایا اسکو لیجا کر چاہ ماراں میں پھینک دو اے خداوند تیری قدرت کے صدقے کبھی بندوں پر تیرا غضب ہو کبھی رحم شریک حال ہوتا ہو چاہ ماراں میں پھکوا یا آپ ہی نجات دی کسی فرشتے کو حکم دیدیا اُسے پیچرہ اٹھا کر بالائے کوہ دوشلخ پہونچا یا قفس توڑ کر وہ نکلا نور چکیدہ خالص قدرت ملکہ گیتی افروز و دختر خداوند مدت سے اُسپر مائل یقین تصویر اُسکے پاس تھی اُنکے باغ شبتان میں یہ باغی پہونچا اُنھوں نے باغ از تمام قاسم کو بلغمین رکھا بلغم شبتان سے شب کو یہ جوان آتا تھا لشکر خداوند پر شجون مار کر نکل جاتا تھا وجہ یہ ہو کہ قدرت کے بندے غافل بہت ہو گئے تھے اُنکی سرکوبی کے واسطے قدرت نے اسکو مقرر کیا تھا جب تو لاکھوں سے لڑ پھر کر نکل جاتا تھا ورنہ لاکھوں سے کوئی اکیلا سوائے مابدولت کے لڑ سکتا ہو قدرت تو تقدیر کر چکے تھے آخر ملکہ گیتی افروز ساتھ قاسم کے نکل گئیں اُنکے بطن سے ایرج نوجوان پیدا ہوا اسی قدرت کا نواسا ہو یہ ہم کیونکر کہیں کہ وہ خدا سے ناویدہ کی پرستش کرتا ہو گا اس پر دے میں کچھ اسرار ہو ہمارا مشیت خداوند میں دخل دینا بیکار ہو یہ تقریر دلپذیر ملکہ سمیں عذار صنوبر قد نے خوب متوجہ ہو کر سُنی ہستی جاتی ہیں جہاں کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا پوچھتی جاتی تھی فولا و فولا دشکن



کہتا جاتا تھا کہ بی بی جس قدر میں نے سنا ہے کہ یہاں مفصل تو شیطان درگاہ خداوند کو خوب یاد ہی  
مسلمانوں کی ایسی کہانی بیان کرتا، جی چاہتا ہے کہ آٹھ ہر سنا کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے  
عرض کیا اے بابا جان یہ کتابیں کہاں ہیں جس میں مسلمانوں کے حالات لکھے ہیں فولاد فولاد شکن نے کہا  
بیٹا میں کیا جانوں میں مرد سپاہی کہاں وہی تباہی پڑھنے کی فرصت کہاں اتنی دیر کے واسطے  
تھارے پاس آیا کشتی لڑنا موقوف رہا ہاں مقدمہ کتب میں بختیارک سے دریافت کر دوں گا  
تھارا کیا مطلب ہو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے عرض کی یہ دلچسپ ہی راتوں کو پڑھو ایسے  
سب ملکر سنیں ہزار باتیں جھوٹ ہو گئی ایک تو سچ ہوگی اور علاوہ جھوٹ سچ کے ذکر جرات تو  
بہادر کو سننا ضرور ہو کئی برس کا عرصہ گندا کہ جب حضور نے شاہنامہ پڑھوایا تھا آپ کی کینز  
کو سب لڑائیاں رستم کی یاد ہیں یہ بھی کتابیں تلاش کر کے ضرور لیتے آئیے گا فولاد فولاد شکن  
وعدہ کر کے اٹھا اور بیرون باغ آکر گینڈے پر سوار ہوا برائے ملاقات سلیمان عنبرین موے کو ہی  
چلا غنچہ دہن نے دیکھا کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جواب سے باتیں کیں چہرہ سرخ ہو گیا ہی  
کسی قدر تغیر دفع ہو گیا ہی غنچہ دہن نے کسی قدر جو ملکہ کو شکفتہ پایا دسترخوان بچھوایا خاصہ منگوایا  
قسمیں دیکر محبت و سماجت دو ایک ذوالے کھلائے جب زیادہ کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے  
جواب دیا غنچہ دہن تیرے سر کی قسم اب کالی چلی آتی ہے بس دسترخوان اٹھاؤ زیادہ نہ پریشان کرو  
ہو جب ارشاد ملکہ دسترخوان اٹھ گیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ہاتھ دھوئے لگ گوری تک  
نہ کھائی مسند زرین پر خاموش آکر بیٹھی غنچہ دہن شعلہ رخسار و لالہ عذار کے انتظار میں  
ہی کہ گائین جلد آئیں کچھ گائیں بجائیں ملکہ کے سب ملال دفع ہوں بیکایک حبش نے اگر خبر دی  
کہ نوٹ دی شعلہ رخسار و لالہ عذار سے خبر کر آئی سامنے بھلی منگائی تھی لباس وغیرہ تبدیل کر رہی  
تھیں حاضر ہوا چاہتی ہیں غنچہ دہن نے چپکے سے کہا کہ حرامزادی اپنے ساتھ نہ لائی اسے عرض  
کی حضور پر بھر میں وہ لباس پہنتی ہیں زیور پہننے کو تو عرصہ چاہیے اس کے کھٹسے سے آپ آگاہ نہیں  
ہیں قوم کی ڈومنیان ہزاروں روپیہ پیدا کرتی ہیں بڑے بڑے سردار زادے بلاتے ہیں انکو  
فرصت کہاں ملتی ہو یہاں کے نام پر بڑبڑاتی ہیں حضور کے یہاں سے تو تنخواہ مقرر ہی بیٹھے کھڑے  
چڑھتی ہو سستی انکی دن بدن بڑھتی ہی شعلہ رخسار کا تو آج کل بازار حسن گرم ہی نہ حیا ہی نہ



شرم ہو مروانی صحبتوں میں جاتی ہیں رات رات بھر وہاں سے نہیں آتی ہیں میں نے ابھی جا کر  
جگایا مان میٹی پڑی ہوئی سو رہی تھیں انھیں تو میں نے دیکھا لی دلی کرتی جا بجائے سکی ہوئی اس  
اٹھی ہیں سامان کر رہی ہیں غنچہ دہن یہ سنکے خاموش ہوئی خدمت میں ملکہ سمیں عذار صنوبر  
کے آئی عرض کی گائین حاضر ہوا چاہتی ہیں ملکہ سمیں عذار صنوبر قد نے ٹھنڈھی سانس بھر کے  
کہا غنچہ دہن تجھے سودا ہوا ہر والد کے سامنے میں منع نہ کر سکی گانا نہیں سنو گی میرا دل نہیں چاہتا  
ہو مجھ کو شعر کیا ہنسے کیا خاک کوئی روکے بوجی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے غنچہ دہن  
نے عرض کیا واری اب تک آپ نے مجھ سے حال دل کا مفصل نہ کہا کیا سبب ہو جو جی ٹھکانے  
نہیں ہو ملکہ نے کہا غنچہ دہن یہ حال ہمسے نہ پوچھو خیر تمھاری خوشی گائون حرافرو یوں کو  
آنے دو تم سب بیٹھ کر سننا یہاں ملکہ سمیں عذار صنوبر قد کو اس گفتگو میں چھوڑے لیکن وہ کلمہ  
مہترین مہتران عالم عیار کامل مہتر شاہ پور شیر دل تھری ہوئے ہیں کہ یہ جو ایرج نوجوان کو تسکین  
دے کے ہمارے جستجوئے مطلوب ایرج نوجوان روانہ ہوا تھا حیران و پریشان کہ ایرج شاہ پور میں  
کہاں جاؤں کیونکہ اس طائر عنقا کا پتا لگاؤں یہ بھی ضرور خیال ہو کہ اگر خالی پلٹ کر جاؤں گا نشان  
محبوب بھی نہ پاؤں گا تو وہ سوختہ آتش دوری و افروختہ شعلہ مہجوری اپنے تئیں ہلاک کر گیا جب  
والد نامدار تشریف لائینگے غصے میں فرمائینگے ہم نے حمزہ کے ساتھ کیا کیا کام کیے جہاں کہیں ہمارا آقا عاشق  
ہوا ایک دن بھی بے قرار رہنے نہ دیا فوراً تلاش کیا تجھ سے اتنا ہنسکا کہ اپنے آقا کی معشوقہ کا پتا لگانا  
اپنی جان مٹانا عمر بھر ایسے ایسے طعن و تشنیع سننا پڑینگے ہمشہون میں ذلیل رہینگے علاوہ ذلت  
و رسوائی کے خدا نخواستہ اگر آقا سے نامدار مولا سے قدر شناس پر کوئی اُفتاد پڑی زندگی بیکار ہی  
پھر کس کور وے سبہ دکھائینگے اُنکے فراق میں تڑپ تڑپ کے مر جائینگے وہ تو یہ پرورش فرمائیں کہ  
غلام کو اپنا بھائی بنائیں اور اُنکی ایسی شکل میں کام نہ آئیں دل سے یہ باتیں کرتا ہوا پھرتے پھرتے  
سحر ہو گئی وہ شب تیرہ و تاریک بسر ہوئی آخر ناچار ایک مقام پر آیا جھیل سامنے بھٹی ٹھہرا تھوڑے  
ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھا خدا سے دعا کر رہا ہو کہ ای رہبر کامل پر وہ غیب سے کوئی سامان ایسا  
مہیا کرے کہ نشان محبوب آقا سے نامدار حاصل ہو اسی فکر میں مصروف دعا تھا کہ یکایک تیر دعا بہت  
مرا پر پہنچا ایک جانب سے گرد آڑی دیکھا اک ہلی جوڑی نرگاؤ کی نہایت معقول جگہ پر پہلیوں



کے خول چاندیکے چڑھے ہوئے جھولین زربفت کی پشت پر گھوڑوں سے ربا روی میں تیز ترارا  
 ہوئے چلے آتے ہیں اور اس پہلی میں ایک نازنین پریشی مثال جوان خوشرو اسکی پشت پر  
 دوسری کہ سن اسکا قریب چالیس برس کے ہو گا مگر گوری رنگت دونوں لباس عمدہ پہنے ہوئے  
 زیور معقول جسم پر آراستہ طلبہ سارنگی ایک سمت رکھے ہوئے جسکا سن زیادہ ہو وہ کہتی ہوئی  
 آتی ہے کہ اسے ایسی شعلہ رخسار یہ تیرے ناز اور تساہل ایک دن ذلیل کرانیکے غضب ہوا دن  
 چڑھ گیا مالکہ خفا ہوئی ہونگی کئی دن کے بعد تواج یاد فرمایا تو نے بناؤ سنگار میں اتنا عرصہ لگایا دیکھے  
 آج کیا ہوتا ہو وہ جوان عورت ساتھ والیوں سے کہتی ہر امی جان کو سودا ہوا ہی آٹھ پہر یونہی  
 بڑا یا کرتی ہیں کیا میں کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی نوٹدی ہوں خفا ہونگی تو کیا ہو گا  
 نوکری نہ کر رکھیں مجھے پروا نہیں ہر میرے بہت قدردان ہیں جب جاؤ دو دن آنے نہ پاؤ  
 فقط امی جان کے ڈر سے جاتی ہوں ورنہ میری پاپوش بھی نہ جاتی اگر کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد  
 مجھے کہیں تو جواب دوں گی کہ بی بی اپنی زبان سنبھالو کلمہ سخت دست مجھ کو نہ کہو میں ایسی نوکری سے  
 باز آئی یہ جو باتیں جسکا سن زیادہ ہو اس کے کان میں پڑیں اپنا منہ پیٹنے لگی کہ اری شعلہ رخسار  
 دیکھو تیری آتشخوئی کیا رنگ دکھائی ہے یہ ہماری پُرانی سرکار ہی اسی دردِ دولت سے ہمارا غو  
 دفا ہو اسی ان مرد و ون کی چاہتیں دو دن کی ہیں جب جو بن ڈھلیگا بلغ حسن میں خزان  
 آئنگی یہ سستی دماغ سے آخر جائیگی کوئی دھڑکی کو نہ پوچھیں گے یہ چونڈا ہمنے دھوپ میں سفید کیا ہے ہو  
 بڑے چاہنے والوں کو دیکھ لیا ہے کبھی ہم بھی جوان تھے حسن کی بہار تھی گل رخسار کے سیکڑوں بلبل  
 تھے شمع جمال کے ہزاروں پروانے تھے کوئی اپنا گلا کاٹا تھا کوئی سنکھیا کھاتا تھا کوئی اپنی چٹا  
 دکھاتا تھا کوئی صاحب کہتے تھے بی لالہ عذار بھاری محبت میں ہمارا دل داغدار ہے ہم اسی  
 طرح ہمیشہ چاہیں گے عمر بھر بناہیں گے اوستانی بتلا تو اب انہیں سے کوئی بھی آتا ہی بلکہ دور سے  
 دیکھ کر منہ پھیر لیتے ہیں بات کرو تو جواب نہیں دیتے ہیں یہ مرد وے عاشق ہیں اپنی غرض  
 کے بندے ہیں جب اپنی غرض نکل گئی نشہ اتر لیا ہوشیار ہوئے بس چل دیے اری جہاننگ  
 ہو سکے ان لوگوں کو اشتیاق میں رکھے ہاتھ نہ لگانے دے تو کچھ لپٹ ہو ازار بند کی ڈھیلی ہمیشہ  
 ذلیل رہی دیکھو ہمارا نصیحت گوش ہوش سے سنو اس وقت میں جہان تک ہو سکے چار



پیسے پیدا کر لو یہ جوانی چلتی پھرتی چھاؤن ہو جو اس وقت پیدا کر لوگی بڑھاپے میں کام آئیگا میا پانی  
 کانٹھ کا یا راپنے ساتھ کا مثل مشہور ہو ابھی ہماری بابتیں بڑی معلوم ہوتی ہوں گی مرچیں لگتی  
 ہوں گی میں دیوانوں کی طرح بک رہی ہوں نگوڑی ٹکڑ ٹکڑ منٹھ دیکھتی ہی بات کا جواب نہیں جی  
 اتنا منٹھ سے نہیں نکلتا کہ امی جان اب ایسا ہی کرونگی مردوں کو لوٹو نگلی ہماری پاپوش سے ہماری  
 تو وہی مثل ہی بقول شخصے گزر گئی گذران کیا جھوڑی کیا میدان میرا پرانا چاہنے والا تیرا باب  
 بیچارہ اسی طرح خدمت میں حاضر ہو پانی بھرتا ہوا اپنا گھر بار چھوڑ کے بال بچوں سے منٹھ موڑ کے  
 میرے یہاں پٹا رہتا ہی کیسے کیسے ظلم سہتا ہوا اسکی جو روح کی صورت ہی میری خاطر سے اسے  
 آنکھ بھر کے نہیں دیکھتا ہی یہ بابتیں شاپور شیردل نے سنی دل میں خیال کیا کہ یہ بیشک کہیں گانے  
 جاتی ہی یہ بھی ظاہر ہو کہ قوم کی ڈومنیان ہیں گھر گھر جاتیاں ہیں ای شاپور کیا تعجب ہو کہ اسی ذریعہ  
 سے فضل الہی شامل حال ہو دور دل کا رنج و ملال ہو مگر ہر وی میں کیا تدبیر کروں دونوں  
 میں ایک کو کس طرح لون اس سوچ میں تھا کہ بقدرت پروردگار وہ ہلی اسی نخل کے سائے میں  
 اگر ٹھہری شعلہ رخسار نے کہا امی جان ذرا پیشاب کر لون لالہ عذار نے کہا اری مستانی یہ  
 مثل ٹھیک ہو کہ شکار کے وقت کتیا ہگاسی دیکھو صاحبو ابھی ہم نے پہر پہر بھر دیا ہوا اسکا یہ ظہور ہو  
 گھر سے یا تو نکلتا دشوار تھا اب چلی ہیں تو راہ میں ہلنا موتنا یاد آیا ہی شعلہ رخسار نے کہا امی جان  
 میرا پیشاب نکلا جاتا ہی تم تو ہر بات میں جھگڑتی ہو ہو اسے لڑتی ہو تمہاری کامیں کامیں نے میرا  
 سر بھرا دیا انکے مارے کہنی موتنی بند ہوئی ہی یہ کہہ کر لٹیا ہاتھ میں لیکر پانچے سنبھا لکر ہلی سے کود پڑی  
 ایک زرخیز نخل کی جانب چلی لالہ عذار نے کہا ہی میں اپنا سر پیٹ لونگی اس چھو کری کے  
 واسطے جان و دنگی یہ جنگل کا سناٹا ابھی کچھ ہو جائے تو میں کیا کروں بات نہیں مانتی بڑی ضدن ہی  
 لالہ عذار بکا کی لیکن شعلہ رخسار جنگل میں گھس گئی شاپور نے اپنے دل میں کہا خدا نے اپنا  
 فضل کیا اب اسکو بیوش کرو اور اسکی کل بنو دیکھو پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہ سوچتا ہوا آگے  
 بڑھا شعلہ رخسار کی پشت پر آیا جیسے ہی وہ پیشاب کر کے اٹھی از اربند باندھنے لگی  
 شاپور شیردل نے کندہ ماری کرتے کرتے حباب بیوشی مارا وہ بیوش ہوئی شاپور شیردل  
 نے شجیل تمام لباس اور زیور اسکا اتار لیا اسکو تو ایک گوشے میں ڈال دیا اور خس سے



مخفی کر دیا اور رنگ روغن عیاری کا لگا کے جلد تر شعلہ رخسار کی شکل بنکر تیار ہوا اور اسوہ چہوا  
لالہ عذار بہلی سے پیٹتی ہوئی کو دپڑی اور کستی ہوئی چلی آرہی ہو مگر گئی ہو کچھ سایہ سکھ نہو جا  
بھوت پریت نہ لپٹ جائے شاپور کی جو شکل شعلہ رخسار بن چکا تھا فوراً آواز دی امی جان  
تم بھی یہاں آؤ ایک تماشا دیکھو سانپ اور نیولا لڑ رہا ہوا ہے بوسانپ نے نیوے کو کاٹا نیولا لڑ کھڑا  
ہوا بھاگا ہوا ایک پتی کھا کر لپٹا سانپ کو مار ڈالا لالہ عذار پیٹتی ہوئی قریب پہنچی ایک دوہتر مارا  
کہا اری آگ لگے سانپ اور نیوے کو چل بہلی پر سوار ہوگی کہ نہیں شاپور نے ایک تھمہ مارا اور  
کہا تم اس جنگل میں آج گاؤ ہم جنات کے بادشاہ ہیں بہت روپیہ دینگے جانی تم سے آشنائی کرینگے یہ کہہ  
آپ ہی چٹکیان بجا کر گن گنا یا پھر چپ ہو گیا لالہ عذار پیٹنے لگی اری ساتھ والی دوڑو میری بھی کو  
کیا ہو گیا وہ سب بدحواس ہو کر دوڑیں آکے دیکھا شعلہ رخسار چپ کھڑی ہو جان پیٹتی ہو وہ کچھ  
جواب نہیں دیتی ہو ساتھ والیوں نے کہا بی لالہ عذار تمکو تو سودا ہو خاصی بھلی جنگلی ہیں ناصحت  
گھبراتی ہو فال بد منہ سے نکالتی ہو کیسا نگوڑا بھوت پریت لالہ عذار نے کہا تم نے نہیں سنا بھی  
کستی تھی کہ میں جنات کا بادشاہ ہوں اس جنگل میں گاؤ روپیہ بہت سا دینگے یہ سُنکے وہ بھی سب  
گھبراہٹ میں قریب آکر پوچھنے لگیں کیوں بی بی کیسا مزاج ہو بادشاہ جنات کا کہاں ہو ہم گاتے  
ہیں لاؤ روپیہ دو لاکھ لاکھ سب پوچھتی ہیں گر وہ مثل تصویر خاموش ہو نہ منہ سے بولتی ہو نہ سر سے  
کھیلتی ہو کوئی بلا میں لیتی ہو کوئی صدقے ہو کر جان دیتی ہو اور کستی ہو ارے بی بی ابھی کیا تھا کیا  
ہو گیا ہو بزرگوں کا قول سچ ہو کھڑی میں گھڑیل ایک دم میں بھونچال ہو اب کسکے ساتھ گانینگے  
مشاق تڑپ تڑپ کے مرجائینگے شاپور یوں چپ ہو گیا منہ میں زبان نہیں دلیں کہتا ہوا حراڑو  
جینا کر دپٹا کر وہم پڑھے ہوئے ہیں اپنی عیاری سے خوب مطمئن ہیں مر بھی جاو گی تو منہ سے  
نہ بولینگے جہاں موقع ہو گا وہاں زبان کھولینگے اگر سمجھوں نے گو د میں اٹھا لیا بہلی پر لاکے بٹھایا  
یہ صلاح ہوئی کہ ملکہ کے پاس لپچا وہ پڑھی لکھی ہیں فال تعویذ بھی یقین ہو کہ جانتی ہوں گی یہ سوچ کر  
گاڑی بان سے کہا ارے بھڑوسے بہلی جلد بڑھا دیر نہ کرتا بہ در باغ جلدی ہو پونچا میری چودہ  
برس کی کمائی برباد ہوئی ہو یہ جب چمک کر میرے سامنے آتی تو بے اختیار زبان پر یہ شعر قمر  
کا آتا تھا شعر چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے پتھر پگھٹنے لگتا ہوا چار دہ پورا ہو کر ہائے



بین تو تصدق بھی اُتار چکی انکی سلامتی کی روزِ نذر و نیاز کرتی تھی آج کس ساعتِ خس میں گھر سے  
 نکلی یہ آفت سامنے آئی اور خداوندِ بقا میری بچی کو صحت دے تیرا رت جگا کر ونکی سلامتی گاؤنکی  
 شہر کی سب ڈومیاں بلاؤنکی لالہ عذار یہ کہتی ہوئی روئی پیٹتی ہلی پر چلی جاتی ہو کہ سامنے لے لشکر  
 فولاو فولاو شکن معلوم ہوا دیوارِ باغِ سلیمان عنبرین موے کو ہی نظر آئی دیکھا کہ گردِ باغ کے فوجین  
 اُتری ہوئی ہیں کہیں قواعدِ مہر رہی ہو کہیں اکھاڑ اکھڑا ہو کوئی کشتی میں مصروف ہو انکی ہلی  
 بیچ میں سے جو نکلی کیدان رسالدار کھنکھارے آوازہ کسے لگے کوئی پکارا میاں جانے والے  
 ذرا جوانوں کی سمت بھی آنکھ اٹھاؤ ایک پکارا ہاے کیا انکھڑیاں ہیں ایک بولا قیامت کی  
 جتوں ہو ہاے تیرے گان کھجے پر پٹا ارے بھائی دوڑنا میں تو زخمی ہو گیا یہ باتیں جو لالہ عذار نے  
 سنیں گائیاں دینے لگی اسے بڑو و میری بچی کو تم لوگوں کی نظر کھائی جن کا سایہ ہو گیا بہت جوان  
 یہ سنکے قریب ہلی کے آگئے اور پوچھنے لگے کہ کیوں بی لالہ عذار خیر تو رہی ہم تو تمھاری صاحبزادی کے  
 دعا گو ہیں مفصل کہو کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو آنکھ نکال لین لالہ عذار نے رو کر کہا کسکو بتاؤں  
 آفت آسمانی آئی ہو پون پانی کا سامنا ہو سب جوان تسکین دینے لگے بی لالہ عذار نہ گھبراؤ خداوند  
 لقا موجود ہیں اُسے جا کر کہیں گے وہ بھوت پریت دیو جن کو ایک اشارے میں قید کر لینگے بلکہ ایسی  
 باتوں کے واسطے تو خداوندِ زمر و شاہِ باختری کافی ہو گا اُسی کا کوئی بھائی بھتیجا ہو گا لالہ عذار نے  
 کسی کی بات کا جواب نہ دیا در باغِ پناہ تری محلدار بی لذت کرسی پر بیٹھی تھی لالہ عذار سے یہنا پا  
 بھی ہو دو دھچانول ساتھ کھائے ہیں دیکھتے ہی پکاری ادھیلا کہاں تھی جب دس پیغام جائیں تب  
 تو گھر سے نکلتی بڑی مغرور ہو گئی ہو ہلا اب ہم سے کاہیکو آنکھ ملائگی یہاں کیوں آئیگی دھکڑون  
 سے فرصت کہاں لالہ عذار دوڑ کر لپٹ گئی اور رو رو کر کہنے لگی کہ بوالذہبت میں لٹ گئی اپنی بچی  
 کا تو حال دیکھو کہ کیا ہو گیا گھر سے اچھی خاصی چلی تھی راہ میں فقط پیشاب کو اُتری تھی نہیں معلوم  
 وہاں کونسی بلانازل ہوئی میوی بچی چپ ہو گئی ہو بی لذت محلدار نے تو لالہ عذار کو چھوڑا  
 جھپٹ کر قریب شعلہ رخسار کے آئی پوچھا کیوں چھو کر کیسی ہو بات کیوں نہیں کرتی ہو شعلہ رخسار  
 نے کہا کہ ہم اب جائینگے ہماری شادی ہو اب تو بی لذت یہ سنکے دوڑ بھاگیں بہت سی کینزین  
 یہ غل و شور سنکر باہر آ گئیں پوچھنے لگیں کہ کیا ہو کیا ہوا لذت نے کہا ارے شعلہ رخسار پر



جن چڑھ ٹھٹھ ٹھٹھ عجب باتیں کرتی ہو کینزین بھدر بھدر دوڑیں باغ میں سامنے ملکہ کے آئین بیان  
 ملکہ سمین عذار خاموش سر جھکائے یاد محبوب میں بھی تھی یکا یک کینزین دوڑتی ہوئی آئین کہا  
 حقیر شعلہ رخسار کو کچھ ہو گیا دروازے پر چکی کھڑی ہو کسی سے بات نہیں کرتی لذت محلدار  
 نے جو بہت پوچھا کہا کہ ہم جائینگے ہماری شادی ہو ملکہ سمین عذار صنوبر قد نے کہا جاؤ ہمارے  
 سامنے لاؤ بھوت پریت جن دیو کیسا کسی رنج و ملال میں ہوگی ہم پوچھ لینگے کینزین حلیم بیان  
 دروازے پر عورتوں کا ہجوم ہو گیا ہی چاؤن چاؤن کر رہی ہیں جیسے بروقت بسیرے کے چریان بولتی  
 ہیں ان کینزین نے اگر سب کو ہٹا یا پکار کے کہا بی لالہ عذار چلو تمھاری بیٹی کو ملکہ سمین عذار  
 صنوبر قد بلاتی ہیں لالہ عذار نے ہاتھ پکڑا کہ بی بی چلو ملکہ یاد فرماتی ہیں شعلہ رخسار چل نکلی گرد و خاک  
 کا ہجوم جدھر شعلہ رخسار نگاہ اٹھا دیتی دیکھو عورتیں بھدر بھدر بھاگتی ہیں کوئی چین میں گری  
 کوئی یہ کہتی ہوئی بھاگی ایسا دیکھو مجھ کو کس نگاہ سے گھور رہی شیر کے نیور میں بیشک جن کا سایہ ہوا آ  
 مجھ کو نہیں آگیا ہماری پڑوسن کے بھی سر پر ایک جن آتا تھا غضب کی باتیں بتاتا تھا ہری لونگین  
 ہری لالچیان جو آگے دیتا تھا آخر چند دن میں مری کسی ملاسیانے سے کچھ نہو سکا ویسی ہی آنکھ اکی ہو  
 چہرہ سُرخ ہو بس ہوا چند دن میں شعلہ رخسار کو یہ جن لیجا گیا ایک نے کہا چپ رہ خیلا دیوانی  
 ہواری ہے پوچھ کہ خجل خجل پھرنے ہیں نہ کسی دیو کو نہ کسی جن کو نہ بھوت پریت کو دیکھا یہ سب دھماکو  
 ہیں شعلہ رخسار فیلمانی ہو یہ بھی ایک بات مان کے ڈر اسنے کے واسطے بتائی ہو کہ اسے واسے  
 ہر صدف چلے اتریں میں خود ایسے فریب کر چکی ہوں میرا میان بڑا بد مزاج تھا کہ میں نکلنے نہ دیتا تھا  
 اور زمانہ میرا جوانی کا تھا جیوڑا فرے دار جی چاہتا تھا چار گلیوں میں پھر میں چار دروون کو میں  
 اپنے تئیں دکھائیں جوانی کے فرے اڑائیں وہ نگوڑا آٹھ پہر دروازے میں قفل لگا کے جاتا تھا  
 ہو اکا بھی گذر نہ تھا بس میں نے ایک دن سر کھول کے کھیلنا شروع کیا دیوار و در میں مگر میں میں  
 دیوانیان جٹھانیاں ساس یہ کہلے پیٹنے لگیں کہ ہی میری بہو پر کوئی چڑھ بیٹھا محلے والو دوڑو میری  
 داد کو پہنچو ارے کسی ملاسیانے کو بلاؤ تمام گھر عورتوں سے بھر گیا میں دو میں مگر میں مار کر چکی  
 ہو کے بیٹھ رہی سب نے پوچھنا شروع کیا میان کون صاحب ہو میں نے کہہ دیا شیخ سدو ہون یہ  
 تو میری معشوقہ ہی لیکن اس کے میان کو مار ڈالو گا کیونکہ ہمارے قالب پر زور و ظلم کرتا ہی اس سے



میں ہمارے میان مور کھ بھی آگئے آنکھوں نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گئے مان اُنکی دور گمان سے  
 لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ بیٹا اب جو روپر ہاتھ نہ اٹھانا وہ حضرت شیخ سدوکا قالب ہی ہمارے بزرگ کو کا  
 گھریہ ناس کر چکے ہیں بس پھر تو اس صاحب نے بکرا دیا کڑ پائی کی اس دن سے میان میرے کھریہ  
 غلام ہو گئے جہاں ذرا ٹرائے میں نے کہا شیخ جی سے کہہ دو مکی بس وہ ہاتھ جوڑنے لگتے تھے بس بوا  
 آس دن سے گھر میں دھاک بندھ گئی ویسا ہی اس شعلہ رخسار نے بھی فقرہ بنایا ہو گا مان سپہ پاد  
 ڈالنا منظور ہو کنیزوں میں تو یہ بایتن ہوتی تھیں مگر شا پور شیدول اگر سامنے ملکہ سیمین عذار  
 صنوبر قد کے پہنچا چیکا کھڑا رہا سلام بھی نہ کیا مگر بخوبی بنہ نگاہ غور دیکھ رہا ہو جی میں کہتا ہوں کیا عجیب  
 ہو کہ جسے متلع صبر و قرار میرے آقا کا لوطا ہی دل لے لیا ہو وہ ہی ہو تو کیا دور ہو مگر حقیقت  
 میں ملکہ سیمین عذار صنوبر قد شعلہ رخسار حسن و جمال میں ہمیشہ ہی آقا کے نامہ اسکا تر پنا بیکار  
 نہیں ہو شہر حبیبہ متی ہو یہ وہی جانے جو کہ بے درد ہو وہ کیا جانے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد  
 نے جب دیکھا کہ شعلہ رخسار سامنے کھڑی ہو قبضے پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ کیوں شعلہ رخسار  
 یہ کیا معرکہ ہو بڑھیا مان کو کیوں رُلائی ہو بڑھاپے میں مان کو ستاتی ہو اور کج ہمارا بھی ادب اور  
 قاعدہ بھولی سلام تک نہیں کرتی ہم کیا تیرے سلام کے محتاج ہیں عنایت لقا سے خود صاحب  
 تخت و تاج ہیں خیرا سی میں ہو کہ میٹھ جاو رہا ایک نیچہ مار دنگی کہ سرگودھا کھاتا پھر گیا تو نے مج کو بھی  
 اور کوئی بنایا ہو میں دم بھر میں پھڑکے دیو اس نے کو ہوشیار بنا دیتی ہوں ملکہ سیمین عذار صنوبر قد  
 نے جو اس طرح غصے سے کہا اور تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا شا پور خون سے مگر مگر کانپنے لگا جلدی  
 سے میٹھ گیا مگر آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے لیکن چپ بیٹھا رہا اور غور جو ملکہ کو دیکھتا ہو تو چہرے  
 پر ہمارا حضرت عشق کے ہویدا اور ظاہر میں مثل آئینہ حیران مانند زلف پریشان ہو بات بات میں  
 ٹھنڈی سانسین بھرتی ہو گیا سوقت آپے میں معلوم ہوتی ہو کہ بہل گئی ہو باجن کرنی ہو مگر چو کہنا بھی  
 ادھر دیکھتی ہو کبھی ادھر دیکھتی ہو ہونٹوں پر خشکی آنکھوں میں تیری حواس میں اجری شعلہ رخسار  
 تو بنظر غور دیکھ رہی ہو مگر ملکہ نے پھر کہا کیوں شعلہ رخسار ہماری بات کا کچھ جواب نہ دیا کیا ہمیں بھی  
 دیوانہ بنایا ہو بایتن کرو اپنے دل کا حال بیان کرو جب شعلہ رخسار اس تاکید پر بھی نہ بولی تب  
 لالہ عذار نے کہا داری آپ الگ رہیں یہ مردانی بایتن کرتی ہو جنگل میں پیشاب کو گئی تھی وہیں



یہ خرابی ہوئی، ہر ملکہ سہمیں عذار صنوبر قد نے کہا دیکھو ہم بتائے دیتے ہیں چونکہ عشق میں خود مانتی  
دل میں اپنے کہتی تھی کہ اکیسہمیں عذار صنوبر قد مثل تیرے شاید یہ بھی کسی پر عاشق بہاؤ میری  
طرح کشتہ تیغ ابرو اسیر طرہ گیسو ہو گئی ہر معشوق تک رسائی غیر ممکن ہو اور تو کچھ بن نہ رہتا چپ  
ہو گئی ہر حضرت عشق کے توڑاے کا رخا نے میں ہو جب نظر

عشق ہو تازہ کا تازہ خیال

کہیں یہ خوشی حکایت ہو

کہیں طالعہ ہوا کہیں مطلوب

کہیں آنسو کی یہ سرایت ہو

کہیں تنگ چسراغ کا پایا

ہر جگہ اسکی اک نئی ہر حال

کہیں شک اسکو دل کا پایا

دو دن باتیں غرض میں اسکی خوب

اس آٹھ پہر میں کیا کیا فرے اٹھائے چارہ یوسف کی زلیخا کو کنوین

جھکائے نہیں معلوم ملی نے اپنی عمر کیونکر کالی شیریں کی جان شیریں پر غم فرماہیں کیا گذری فرہاد سے

آخر ضبط انوسکا تیشہ سر پر مار لیا شعر فرہاد جنون پیشہ بر سنگ بزد قیشہ بد بخت باندیشہ سنگ

آمد و سخت آمد آخر سر پھوڑ کے مر گیا جب جان گئی تو یہ سعادت مندی حاصل ہوئی کہ فن

عشق میں کامل کھلائے عشق خانہ خراب کو آگ لگے محبت کرے نوالا بھاڑ میں پڑے مگر ہارے

کیا لذت ہو کہ دل ہی دل میں شعلہ رخسار مرے اٹھاتی ہر زبان پر نہیں لاتی ہو یہ سوچ کر کہا لالہ غلام

تم گھر جاؤ شعلہ رخسار کو ہمیں چھوڑ دو ہم انکا علاج کر دینگے ہاں نا طیب حکیم جو مناسب ہوگا

بلائیگے یا نہ بلائیگے اسکو صحیح و سالم تھارے حوالے کر دینگے و ایک دن یہاں رہی گئی اچھی ہو جائی

لالہ عذار نے کہا واری ایسا ہو کچھ حضور کو خلل ہو جائے تو آپ کے والد نامہ آرمیری ناک چوٹی

کا ٹینگے سب صاحب کہیں گے آسیب زدہ کو ملکہ کے پاس کیوں چھوڑا ابھی آپ کا بھی نام خدا کنوارا

پنڈا ہوا ابھی دنیا کا کیا دیکھا، زبان اتنا ہو کہ آپ پڑھی گئی ہیں آپکی چار آنکھیں ہیں ملکہ سہمیں عذار

صنوبر قد نے جواب دیا کہ تجھے ان باتوں سے کیا مطلب ہو ہم اسے سمجھ گئے ہیں دوا سے صحت

کھلا دینگے جلد اچھی ہو جائیگی تشخیص عارضہ کی ہو گئی، اب اچھا ہونا اسکا کیا مشکل ہو کل تجھے

پڑ پڑ باتیں نہ کرے تو ہکو ملکہ سہمیں عذار صنوبر قد نہ کہنا شاپور شیر دل یہ باتیں نہ کر اپنے دل میں

حیران ہو رہا ہو کہ خداوند بخیر کرنا دیکھیے کیا علاج کرتی ہو قتال عالم ہو کہیں ایک ہاتھ تلو اور کاہنہ

اس ظالم کا کوئی کیا کرے گا اپنا ایک ہاتھ میں خاتمہ ہو جائے گا آقا اپنے خیمے میں بیٹھے ہیں

یہاں اس آفت میں پھنسے ہیں غرض لالہ عذار کو ملکہ سہمیں عذار صنوبر قد نے فریاد کیا



کیش سے کہا جاؤ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو ہمو گھیر کے نہ بیٹھو میرا دل گھبراتا ہی شعلہ خسا  
 کو کا میا بن کر کے دیوانہ بنا دیا کس کس سے وہ بولے کس کس کی باتوں کا جواب دے ہم ہی شعلہ خسا  
 سے کوٹھجا کے بائیں کرینگے یہ کہہ کر شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑ لیا کوٹھے پر لیکر چلی مگر نیچے ایک ہاتھ میں اٹھایا  
 شعلہ رخسار تھا ہولی گردل اندر سے تھرا رہا ہی کہ کوٹھے پر جا کر محکوم مار ڈال لیگی ایسا نہ کہ جان جائے مگر مجبور  
 و ناچار ملکہ کے نہ کوٹھے پر آئی وہاں دو کریان بھی تھیں ایک پر ملکہ بیٹھی ایک کرسی پر شعلہ رخسار کو  
 بٹھایا اور مسکرا کر فرما کہ ای شعلہ رخسار سچ بتاؤ یہ کیا معرکہ ہے ہم تار گئے ہیں مگر اصل یہ ہے کہ ملکہ جو کسی کا  
 عاشق اسکو بھی سمجھی خوف سے رنگ روے شاہ پور شیر دل اڑ گیا ہی مثل بید کا نپ رہا ہی جانکے خوف  
 ہونٹ خشک ہیں ملکہ نے جبر یہ کہا کہ ہم تار گئے شاہ پور شیر دل سمجھا کہ اسنے پہچانا اور زیادہ گھبرایا ہاتھ باندھ  
 عرض کیا کہ ملکہ کچھ بھی نہیں ملکہ سمیں عذار صنوبر قد نے کہا کیوں چھپاتی ہو سچ کہ کس پر عاشق ہوئی  
 ہم خوب پہچانتے ہیں حضور عشق کے آثار تیرے چہرے سے ہویدا ہیں اچھا خوف کیا ہی بتاؤ  
 میں اسکے وصل کی تدبیر نکالی تیری مان سے نہ کہوں گی تیرے معشوق تک پہونچاؤنگی اری کبخت  
 جلد زبان کھول کچھ منہ سے بولا ہاے ارے کیا کہوں میں بھی اسی آفت ناگہانی میں مبتلا ہوں آٹھ پر  
 جھپٹتی تڑپتے تڑپتے گزرے ہیں نہ کھانے کی خواہش ہی نہ پانی کی ہوس ہی جی چاہتا ہی چنچن مار  
 روون کسی صحرا سے ویران میں جاؤں پہاڑوں سے سر ٹکراؤں دل داغدار سینہ فگاسی  
 شب بھر کا کٹنا دشوار ہی جب دم لبوں پر آیا تو روے سیاہ سحر نے دکھایا والد نامدار آئے وہ کچھ بکا کے  
 میں نہیں سمجھی کہ کیا کہا کیے کبھی نور الما ہر اذکر کیا کبھی شاہزادہ ابرج نوجوان نمیرہ حمزہ صاحب قرا  
 قاتل کفار ان کی شجاعت کا حال بیان کیا کچھ ٹکبو بھی معلوم ہوا ابرج نوجوان کون صاحب ہیں اتنا  
 تو سنا کہ صاحب جاہ و لشکر ہیں بڑے بہادر ہیں ہر چند کہ میں بخوبی واقف نہیں ہوں مگر اتنا تو ہوا کہ  
 والد نے نام نامی اس شہر یار کا جو لیا دل تڑپنے سے ٹھہرا سوقت سے جی چاہتا ہی کوئی اسی شخص  
 کا ذکر کیے جائے اسی کی شوکت و جرات کا حال سنائے یہ سنکر شاہ پور شیر دل کے دل کو تسکین ہوئی  
 دل میں کہنے لگا کہ کیا عجب ہے کہ یہ وہی شمع شب افز و زانجن محبوبی ہو کہ جسکے شعلہ رخسار کا میرا آقا  
 پروانہ ہوا ہی یہ وہی گل ہو کہ جسکا میرا آقا بلبل ہوا ہی ایسی ایسی باتیں سوچ کر غنچہ دہن کو روا کیا  
 کہ اواری کیا کہوں عجب مصیبت میں ہوں ہر چند کہ میں گھر گھر جاتی ہوں سیکڑوں مرتے ہیں کبھی



خیال بھی نہ کیا مگر آج دوسرا دن ہو کہ صبح سے میری ڈولی آتی تھی ایک جوان کو مرکب سے چشمی پر سوار  
 خود زرین بر سر زردہ سونے چاندی کی کڑیوں کی زیب جسم انور عارض پھول سے دہن غنچہ چین باغ و گلشن کی  
 قد سرو خرامان حدیقہ رعنائی بھولی بھولی صورت صاحب شوکت و جلالت کمان کیانی ہاتھ مین  
 دلربائی بات بات مین ایک ہرن کے تعاقب مین تھا وہ ہرن بھاگا ہوا میری ڈولی کے سامنے سے  
 گذرا اُس قدر انداز کمال نے تیر مارا آہو زخمی ہوا وہ تیر دل و ز میرے بھی کلیجے کو توڑ کے پار نکل گیا  
 وہ گھوڑے سے کودا آہو کو ذبح کرنے لگا وہ چھری گویا میرے کلیجے پر پھرتی تھی جب اُس نے اُسے  
 ذبح کر کے سر اٹھایا مجھے چار آنکھیں ہو گئیں مین ذبح ہو چکی تھی وہ بھی بسمل ہوا ہا سے جان جہا  
 کھڑک زین پر گرا بیہوش ہو گیا مثل مرغ نیم بسمل پھر کئے لگا کبھی آنکھیں کھولتا تھا کبھی بند کرتا تھا لیکن میرے  
 رعب حسن سے بول نہ سکتا تھا اس حال پر اُس کے واری جاؤں مجھ کو بھی سکتا تھا اسوقت واری ٹکرو  
 رحم آگیا قصد کیا ڈولی سے اُتر دن سر اسکا اٹھا کر زانو پر رکھوں لذت ہکناری شہوب اٹھاؤں اُتر کے  
 ڈولی سے اُس سے لپٹ جاؤں مہر سے کہہ رہی تھی کہ ذرا ٹھہر جا کہ ناگاہ پہلی اما جان کی سامنے سے نمایا  
 ہوئی آپ تو جانتی ہیں ہر وقت کائیں کائیں کرتی ہیں نہ نیک سے مطلب نہ بد سے غرض وہین سے  
 چھینے لگیں ارے مہر اڈولی کیوں روکی ہو جلد بڑھا میرے کھانا کھانے کا وقت جانا ہو جلد گھر پہنچا آگئی  
 بھیا تک آواز سن کر کھار ڈرے بس واری ڈولی لیکر ہوا ہو گئے مین پھر پھر کے دکھتی جاتی تھی مگر مجھ پر  
 ناچار بیکرا نہ اشکبار گھر پہنچتی لوگوں سے مخفی مخفی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جوان صاحب  
 عظم و شان نبیرہ صاحبقران تھا پھر اے ملکہ عالم نہیں معلوم اُس بد نصیب پر کیا گزری جیتا رہا یا میری  
 محبت مین مر گیا یہ سن کر ملکہ سمین عذار صنوبر قد نے غصے سے کہا کہ بی شعلہ رخسار فرچہ اپنی بند کو  
 کسی رئیس جلیل کے مرنے کا اس طرح ذکر نہ کرو آخر قوم کی ڈومنی ہو نا ہر چند کہ تمہارے معشوق مین مجھے  
 کیا کام خدا کی قدرت کہ وہ بھی تم پر مرتے ہیں ہوا وہ جو تم پر مرتے ہونگے وہ نبیرہ صاحبقران ہونگے  
 کوئی گنوار سنوار ہو گا کسی ٹوٹے پر سوار ہو گا بھاڑ ساٹھ کھول دیا جو چاہا بکنا شروع کیا تو کیا جانے  
 بابا جان میرے آنکی تعریف کرتے تھے وہ خداوند زمر و شاہ باختری کے نواسے ہیں صاحبقران  
 کے پوتے کیا فقرہ گرا گرم ہو وہ بی شعلہ رخسار پر عاشق ہوئے ہیں سچ کوں تو نے جو یہ کہا کہ میں معلوم  
 مر گئے یا جیتے ہیں مجھ کو بہت کا گوار ہوا مین نے بڑا تیرا پاس کیا ورنہ اس زبان درازی پر تیری زبان



کھاٹ لیتی ایسی سزا دیتی کہ تم عمر بھر باؤ کر تین یہ بات سن کر شاہ پور شیر دل باغ باغ ہو گیا کھلکھلا کے ہنسنا یہ  
 تو خوب اسکے دل کو یقین ہو گیا کہ یہی میرے آقا کی معشرہ ہوا اب تو گستاخ ہوا تیور یون کو بد لکے کہا کہ حضور  
 کا ہیکو خفا ہوئی نہیں ہم وہ آپس میں طالب و مطلوب ہیں وہ ہمارے محبوب ہیں ابھی میں نے  
 آپ صاف صاف نہیں کہا انکا پیغام وصل بھی میرے پاس آچکا ایک کٹنی عورت آئی تھی مجھے بھائی  
 تھی کہ میان ایرج تپہ مرتے ہیں چل کے اپنے بیمار کا علاج کرو رحم کرنا بہتر و اس قدر تغافل مناسب نہیں  
 ہو میں نے جواب صاف ازراہ ناز و دیدا کہ ابھی مجھے فرصت نہیں ہے بی بی ہر چند کہ حال میرا بھی ابتر ہو  
 جان میری جاتی ہو مگر امی جان کا قول ہے کہ مردوے کو خوب دوڑائے رنڈی اپنی چاہت کو چھپائے  
 اسکے فقرے میں نہ آئے جب مردوے ہاتھ چڑھیں پائون پر گرین تب کم کم راضی ہو یکا یک ہاتھ نہ لگانے دے  
 فرمائشیں کرے زرو جو اہر جہانک ہو سکے کھینچے اور ضبط کو یہ انجام ہوا کہ اسی میں آنکھ کے گھوڑے  
 پر سوار ہو کے میرے خیمے کے دن رات میں سو سو پھرے کرنے میں در خیمے پر کھڑی رہتی ہوں  
 کبھی آنکھ دکھائی پر وہ چھوڑ لیا کبھی غصے سے منہ کو موڑ لیا کبھی منہ چڑھا نا انگوٹھا دکھایا کبھی ناز معشوقانہ  
 کیا کہ یا ہٹ جاؤ امی جان آئی میں بچارہ ڈر کے مارے بھاگ جاتا ہوں گھڑی بھر میں دیکھا پھر موجو  
 و صوب میں کھڑا چل رہا ہوں باتوں کو سن کر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو غصہ آیا چہرہ سُرخ ہو گیا تاب  
 صبر نہ باقی رہی نیچہ بلالی کھینچا یہ معلوم ہوا کہ کچلی جھاڑ کر ناگن نکل آئی یا ابر سے بھلی چکی آوار دی او  
 شعلہ رخسار میری قضا آئی ہو ایسے ہیودہ کلام ہمارے سامنے یہ کہہ چاہا نیچہ مارے شاہ پور  
 شیر دل گھبرا کے قدموں پر گر پڑا ہاں ہاں حضور تامل فرما بے کیا مجال میری کہ ایسے کلمات زبان  
 سے نکالوں اصل مطلب سے تو آگاہ ہو جیے پھر قتل کا اختیار ہی گنہگار مجبور و ناچار ہو ملکہ سیمین عذار  
 صنوبر قد کو اس وقت غصہ تھا نیچہ گلے سے نہ ہٹایا کہا بتلا کیا کہتی ہو اب کوئی عذر تیرا برگر قبول نہوگا  
 اب شاہ پور شیر دل کو سواے سچ کہنے کے کوئی چارہ نہوا عرض کیا غلام اسی شیر نیتان صاحب  
 کا عیار ہی میرا آقا حضور کے عشق میں بہت بیقرار ہو غلام کو تلاش کرتے ہوئے آٹھ گز گزرے  
 بالکل بیان تک پہنچا اس وقت ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے شرما کر نیچہ ہٹایا شاہ پور شیر دل جھاڑ پونچھ  
 کے آٹھ میٹھا رنگ روغن چہرے سے چھڑایا صورت اصلی دکھائی عرصہ دراز تک ملکہ شرم سے  
 لچھ نہولی سر جھکائے ہوئے بیٹھی رہی دل سے کہتی تھی حضرت عشق نے کشش دکھائی آئینہ فراق



میں صورت وصل نظر آئی مگر اس ظالم نے غضب کیا کس صورت سے یہاں پہونچا حقیقت میں ای  
 ملکہ سیمین عذار صنوبر قد عجب ثرودہ روح افزا ہی موجب شہر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید  
 و حیرتم کہ جان بکد اے کفتم تارہ بخت و ازگون و طالع نگون سے یہ امید نہ تھی کہ یکا یک شاہد متنا  
 نے پردہ حجاب فراق سے چہرہ زیبا دکھایا ثرودہ وصل سنایا مگر سبب شرم و حیا کے منہ سے بات  
 نہیں نکلتی شادی سے پیراہن میں نہ سہائی آنکھوں سے اشک مسلسل جاری ہوئے ہچکلی لگ گئی  
 شاہ پور شیر دل پھر دوڑ کر قدموں پر گرا کہ لاکھ جانیں میری ایک ناخن پاسے حضور پر نقد ہوں  
 بکجو غیر نہ سمجھے گا میں خواجہ کا فرزند و لبند ہوں شاہزادے کا غلام قدیم بلکہ ندیم ہوں ایک ساتھ  
 پیدا ہوئے ہر وقت کا ساتھ ہی جلد راز و نیاز کا محرم ہوں اُس شہر یار کا اہم ہوں اُنکو بھی اس قدر  
 حجاب تھا کہ دوپہر تک اس غلام سے بھی آپکی محبت کا راز نہیں کہا آخر جب میں نے قدموں پر سر  
 رکھا کہ حضور کا یہ حال پر ملال ہو کہ اب ودانہ تک ترک ہو گیا ہو چہرہ گل سا کھلا گیا ہو ابھی اپنی  
 جان کو نثار کرونگا سر کاٹ کر قدموں پر رکھ دوں گا تب اُس صاحب ربط ضبط نے کیفیت بتلائی  
 آپ کی تصویر و لپڈیر تقریر میں دکھلائی شکر ہو کہ غلام شبکل شعلہ رخسار یہاں تک پہونچا اب حضور  
 بھی نکھر کر سرفراز فرمائیں حال نہ چھپائیں دیکھیے تو حضور کی صورت کیا ہو گئی ہو ایسا ہنوکھٹک  
 دم نکل جائے ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ بھیا پھر میں کیا کروں میں تو اس کوچے سے نابلد ہوں شاہ پور  
 شیر دل نے کہا وقت شب ہو رات پردہ دار عاشقان ہو حضور غلام کے ساتھ چلین دو بائیں کر کے  
 چلی آئیں دم بھر کے واسطے تکلیف فرمائیں آپ کا احسان ہوگا اُنکی جان بچ جائیگی اور اگر غلام اس وقت  
 حضور کو ہمراہ لیا نہ پہونچا طائر روح پھڑک کر نفس جسم سے نکل جائیگا آپ کے کیا ہاتھ آئیں گے دیکھیے حضور  
 میرا کہنا مانئے ورنہ پھٹائے گا پھر ایسا چاہئے والا صاحب شوکت نہ پائے گا ملکہ نے کہا ایسا ہنوکھٹی  
 در انداز دیکھو خدا نخواستہ باپ کو خبر ہو جائے تو قیامت آئے نہیں معلوم میرا کیا حال ہوگا مگر  
 دشمنوں کو شاہزادے کے جا کر مار ڈالیں گے بلاے روزگار ہو دعوی قتل مسلمانان کر چکا ہو صرحت دعوت  
 میں چند دن باقی ہیں میں تو تمہارے ساتھ کسی طرح نہ جاتی کسی کے مرنے جینے سے کیا کام مگر اُنکو  
 اتنا سمجھانا ضرور ہو کہ صاحب سوا اپنی جان ہو تو جان ہو میرا باپ بڑا پہلوان ہو اگر وہ طبل جنگی بجا  
 تمہارا نام بھی لیکر نکارے کچھ حیلہ کرنا ہرگز نہ گناہ اس دیو خصال کے مقابلے میں نہ جاتا بڑا تو بخوار ہو



انسان کا قتل کرنا اسکے نزدیک کھیل ہی لاکھون جوان بڑے بڑے زبردست اپنے زمانے کے رستم و اسفندیار اس ظالم کے ہاتھ سے حسرتیں لیکر پردہ دنیا سے گئے تمام ملکوں کے پہلوان اسکے نام سے پھرتے ہیں شیران وشت نبرد کو اسکی صورت سب دیکھ کر غش آتے ہیں بھیا میں کم بائین کرونگی مگر تم انکے راز دان اور خیر خواہ ہو بخوبی سمجھنا میری بات کی اعانت کرنا کہ ملکہ عالم سچ کہتی ہیں شاپور شیر دل نے کہا حضور نے کیا خوب بات بخوبی کی آپ جو اس طرح سمجھائیں گی بیشک آپ کی بات سے مقابلہ نہ کریں گے اور انکے ہزاروں نوکر میں انکو بھیج دیں گے صرف میرے کہنے کا اعتبار نہو گا جلد چلیے میں بھڑکی دیر میں حضور کو بیان ہو چکا دوں گا ہمراہ رکاب آؤنگا ملکہ نے کہا مجھے کچھ انکی ملاقات کی ضرورت نہ تھی مگر تیری خاطر سے اور انکی جان بچانے کے واسطے خیر چلتی ہوں شاپور نے کہا بندہ نوازی سرفرازی یہ سنکے ملکہ گوشے میں آئی خوشی خوشی لباس تبدیل کیا مگر خون و حجاب سے کلیجہ کانپ رہا ہر دل سے کہتی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی انجام کا خیال ہی مگر کشش عشق کشان ہر کاہ و کھرا کا عالم ہی لبون پر دم ہی شاپور شیر دل نے عرض کی حضور چند ساعت کے واسطے تشریف لیجیے ابھی واپس آئے گا وہ بھی ہان خیمے میں تنہا ہیں کسی اور انداز کا گزر نہیں ہی حضور اس معاملے کی ہوا کو بھی خبر نہیں ہی شاپور نے آخر ایسا سمجھایا بانوں میں دام تزویر کچھ پایا ملکہ سمجھیں عذار صنوبر قد بے پائون کو کھٹے سے اتری بلغمین دیکھا سناٹا ہی دیدہ نرگس بھی خواب میں ہی سبزہ خوابیدہ بھی ہوش میں نہیں ہی سوسن کی زبان بند سنبل بیج و تاب سے درو مند اسوقت باغ میں ہو کا عالم ہی ملکہ نے اشارہ کیا شاپور شیر دل نے ایک بادبان مشکی کو جھٹ پٹ تیار کیا ملکہ سمجھیں عذار صنوبر قد سوار ہوئی شاپور شیر دل نے رکاب پر ہاتھ رکھا شب تیرہ و تاریک میں اس ماہ ویش کو لیکر چلا ساقی ناک

کہ دھڑکی تو ای ساقی رحم دل	تر پتا ہون میں آگلیسے تو مل	تو ہی ہی مرے زخم دل کی دوا
بغلگیر جلدی ہو بہر خدا	ترے ہجر میں چین آہنا نہیں	دل زار تسکین پاتا نہیں
تر پتا ہی پہلو میں سیاب سان	قرار اسکو آہنا نہیں اک زمان	جگر پر نہیں داغ ہیں لا تعد
محبت کی تیری ہی فرد سندن	بھرے اشک آنکھوں میں ہیں لالہ گون	کہ دو جام می ہیں بہ لبریز خون
مہر رنگ رخ دیکھلے زرد ہی	جگر میں ترے ہجر سے درد ہی	نہیں اشک و خون جگر کے سوا
کوئی میری دنیا میں آب و غذا	مرے دل میں ہی کج یہ آرزو	کروں تجھے ہنس ہنسکے میں گفتگو



کرے مجھ سے تو بھی بہ شرم و حیا کوئی دم جو تو ہو مرا ہم نشین تساہل نہ کر اب تو بہر خدا نہ دیکھے کوئی رند لیکن ذرا اُسے آئیگا مجھ پہ غصہ سوا یہ بیخا نہ ہو جائیگا خون سے تر	محبت کی باتیں بہ ناز و ادا دردگار خالق ہو تیرا خدا پلا جلد صہبائے عشرت فرا کسی رند پر گرچہ ظاہر ہوا ابھی ہو گا دشمن مری جانکا نہیں آج موقع ہی انکار کا	تو را خوش ہوا سوقت قلب خرب رہے تیرا آباد یہ میکدا مے مدعا اس طرح سے پلا لگا یگا وہ زخم تیغ جفا بڑی جنگ پھر ہو گی باہدگر قمر ہی ترا عاشق باد و نا
--	---	---

یہاں سے اب دو کلمہ اُس عاشق مہجور معشوق سے دور اسیر و ام زلف پیمان یعنی شاہزادہ  
ایرج نوجوان کے تحریر ہوتے ہیں کہ بعد جانے شاہ پور شیر دل کے اب جو خیمہ اکیلا پایا دل غم  
سے خالی کرنے لگا بھی دل میں ہو کہ اٹھتی ہی کبھی قلب تھرتا ہی ضعف سے بات نکلتا مشکل زور و پیر  
بتیابی دل جان لبون پر آگئی وہ باقی رات اور سارا دن پہاڑ ہو گیا کہتا ہی کہ ایرج شہر شب فراق  
تو جو توں کٹی بنالہ و آہ یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹے مرے اللہ آفتاب اپنے مقام پر جم گیا ہی کیا غروب نہوگا  
کیا یہ دن آخر روز حیات ہی دم نکل جائے تو کیا اچھی بات ہی اور یہ اشعار حسب حال زبان جاری کیے نظم

جسم آپ ہی آپ چل رہا ہی آجھن رہ رہے ہو رہی ہی نگار بیان اٹھتی ہیں بدن سے نشر کچھ دل میں گڑ گئے ہیں کیسان ہی دل و جگر کا عالم دل رو رہا ہی آنکھ رو رہی ہی ہر بال ہی اک و بال سر کا رزے کی سی کپکپی ہوتی ہیں ہی جی میں کہ کپڑے پھاڑا لوں مجھوں کی لحد پہ گل چڑھاؤں	شعلہ دل سے نکل رہا ہی دل ہاتھوں سے کوئی مل رہا ہی نکلا نہیں پر دھنواں دھن سے اک تیغ جگر پہ چل رہی ہی ہی ایک ادھر ادھر کا عالم درد دل زار لا دوا ہی ابتر ہی دھمک سے حال سر کا اٹھتی ہی سن سنی جو ہر بار جنگل کی طرف کا راستہ لون عمدہ جو ملے مجاور ہی کا	دھڑکن رہ رہے ہو رہی ہی سینے میں کچھ اچھل رہا ہی کچھ حلق میں کانٹے پڑ گئے ہیں اب جسم سے جان نکل رہی ہی ہر عضو میں ٹپس ہو رہی ہی کچھ ہڈیوں میں بخار سا ہی رعشہ ہی تمام تن بدن میں بیٹھا جاتا ہی یہ دل زار فسر ہا کی گور کو بساؤں باعث ہو یہ نام آوری کا
--	--	--

جب حال بہت ابتر ہوا شام غم نے مجھ دکھایا تاہم کی اُس شام حسرت انجام کو دیکھ کر سیاہی گئی ہو



محبوب یاد آئی حواس منتشر قلب بیتاب خور و خواب سے نفرت روتا ہوا باہر نکل آیا کہتا تھا کہ افسوس  
 یا قدیم نے ایسے وقت میں ہلکے چھوڑا یعنی بھائی شاپور نے ہماری محبت سے منہ موڑا کہیں جا کر  
 بیٹھ رہے ہو جو دیوانہ سمجھے کہتے ہو گئے کہ اگر جاؤ گے آقا وہی وحشی پن کی باتیں کرینگے ایسا سچ اب خود  
 اپنا گریبان چاک کر کے نکلو دل عشق منزل کی خود رہبری کرے گا محبوب تک پہنچا دے گا یہ خیال  
 کر کے چاہا گریبان چاک کرے طرف صحرا کے چلے کہ سامنے سے گرد آڑی دیکھا کہ شاپور شیر دل دوڑا ہوا  
 آتا ہے گر پسینے پسینے اسیرج نوجوان یہ کہتا ہوا دوڑا کہ وہ بھائی خوب رفاقت صرف کی ہماری خبر بھی  
 نہ لی یہ رات دن ہمپر تڑپ تڑپ کے کٹا ہوا پاس کوئی مونس ہی نہ آشنا ہی تم تھے تو تم سے حال دل کہتے  
 تھے جب سے تم گئے ہو صورت تصویر خاموش ہیں دل میں اسی طرح محبت کے جوش ہیں شاپور نے  
 کہا ای شہنشاہ مبارک ہو لیجئے آپ کی معشوقہ کو لایا آپ کی کشت محبت نے تاثیر دکھائی ہے آپ کی معشوقہ  
 خود تڑپ کے آئی ہے غلام عجب طور سے وہاں پہنچا اسکا حال پھر عرض کروں گا خیمے میں چلے لباس  
 بدلے فرش وغیرہ آراستہ کرین بزم عشرت پیراستہ کرین قریب تھا کہ اسیرج نوجوان شادی ہر  
 ہو جائے ہاتھ پاتوں سنسانے لگے فرط خوشی سے غش پہ غش آنے لگے بقول شاعر شعر دو گو نہ  
 سچ وعدا بست جان مجنون را بہ وصال صحبت لیلی و فرقت لیلے بہ جو توں اپنے تین سنبھالا خیمے  
 میں تعجیل لباس تبدیل کیا مسند اپنے ہاتھ سے بچھائی شاپور شیر دل عرض کرتا ہے کہ آقا مجھے حکم  
 دیجئے میں فرش کروں اسیرج کہتے ہیں بھائی دل چاہتا ہے کہ آنکھیں بچھاؤں یہ بتلاؤ کہ ملکہ عالم  
 کہاں ہیں شاپور نے عرض کیا سامنے زیر نخل ٹھہرا کے آیا ہوں کہ پہلے آپ کو اطلاع کروں پھر  
 یہاں لاؤں یہ کہہ کر بھاگا اسیرج نوجوان قریب پر دیکے خاموش مگر آمد معشوق سے کلیجہ اچھل رہا ہے  
 بند قبا خوشی سے ٹوٹے جاتے ہیں کچھ خوشی کچھ ملال ہے اسوقت شاہزادے کا عجب حال ہے کہ ناگاہ  
 شاپور نے پردہ اٹھایا اسیرج نوجوان نے ایک آفتاب عالم تاب کو دیکھا مگر شرابے ہوئے سر جھکا  
 ہوئے شرم سے قدم نہیں اٹھتا ہاتھ پاتوں میں رعشہ اس طرح غیر مقام پر کبھی جانے کا اتفاق کا اسکو  
 ہوا ہے اسیرج نوجوان نے بے اختیار بڑھک چاہا کہ ہاتھ میں ہاتھ ڈال دے اور منہ سے نکل گیا شعر  
 رواق منظر چشم من آشیانہ نست بہ کرم تا و فردا کہ خانہ خانہ نست بہ ملکہ سمین عذار صنوبر  
 نے کچھ جواب نہ دیا شعر بہت حیرت میں آ کے رہ گئی وہ بہ سراپا بس جھکا کر رہی وہ بہ شاہزادہ



ایرج نوجوان نے جب زیادہ اصرار کیا شرم کے لھوڑے سے اُتری جا کر سند پر بیٹھی ایرج مثل چاکر  
 کترین رعب حسن و جمال ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سے چپ بیٹھا ہی سراپا کو دزدیدہ نگاہ بغور دیکھ  
 رہا ہی پہچاننا کہ وہی قاتل ہی اسی کے پاس ہمارا دل ہی ملکہ بھی سر جھکائے خاموش ایرج نوجوان کو  
 حیرت کا جوش شاپور شیر دل نے دیکھا کہ یہ بھران کشیدہ آفت رسیدہ آپس میں کلام سے پھر  
 محروم رہا چاہتے ہیں زمانہ بہت قلیل ہی خاموش رہنے کی کیا سبیل ہی جلدی سے جام شراب لبریز  
 کیا ہاتھ میں ایرج نوجوان کے دیا کہ حضور مہمان کی خاطر کیجیے ایرج نے شراب کا جام جانب ملکہ  
 سیمین عذار صنوبر قد بڑھایا ملکہ نے شرم کے کہا بھیا شاپور ہم تو تیسے وعدہ کر کے آئے ہیں  
 زیادہ نہیں کھڑے ہو سکتے ہیں وہ باتیں تم ان سے کہہ دو ہم کو جلد رخصت کرو یہ وقت شراب و کباب نہیں  
 ہی فقط وہ جملہ سنا نا ہی شاپور شیر دل نے کہا حضور کا فرمانا پڑتا شیر ہی میری الجھی ہوئی تقریر ہی  
 ایک جام بھی نوش فرمائیے دو باتیں سمجھا کے چلی جائیے ملکہ نے کہا کہ شاپور تم بڑے متغنی ہو اپنے  
 ہی مطلب کی کہتے ہو ہم تمہاری خاطر سے یہاں تک چلے آئے تمہارا کیا کہنا ایسی خدمت گزار ہی تھے  
 کی تم تو آتش کا پرکالہ ہو بوا شعلہ رخسار خوب بنے ہو یہ کہہ کر نیچے ٹیک کے اٹھنے لگی ایرج نوجوان نے  
 دامن مقام لیا اتنا بڑا بہادر کچھ خیال جرات نہا ہاتھ باندھ کر بے اختیار رونے لگا کہا یہ سر حاضر ہی  
 کاٹ لیجیے ہمارا جھگڑا چکا کر جائیے اب ہم سے صبر ہو گا دل پر جبر ہو گا آپ باہر نکلیں روح میری قاب  
 سے تڑپ کر باہر آئیگی اس وقت شاید آپ کو بھی افسوس ہو ہم سے اب صدمہ فراق نہ اٹھے گا دل  
 قابو میں نہیں ہو دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ چکا آپ کے نزدیک کیا مشکل ہی ہاتھ تو تکلیف  
 نہ دیجیے اشارہ ابرو کافی ہی ہمارا کیا اختیار ہی ترحم کرنا تم کو واجب و لازم ہی تڑپ کر اور رو کے جو  
 ایرج نوجوان نے ایسے گلے گلے یہی تو دل دادہ و فریفتہ ہی جمال ماہ تمثال شاہزادہ ایرج نوجوان  
 کی شیفہ ہی بس تاب صبر نہ باقی رہی رونے لگی سر جھکایا ایرج نوجوان نے دونوں ہاتھ بڑھائے  
 آنے بھی جوش محبت میں مہو ہو کر آغوش تمنا کو دیا کیا دونوں کے ہاتھ گلے میں پڑ گئے شعر  
 وہ رورو کے دوا بر غم یوں ملے کہ جسطرح ساون سے بھادون ملے ہر روتے روتے دونوں کو  
 غش آگیا شاپور کھ پیرے ہوئے کھڑا ہو دل سے کہتا ہی او عشق خانہ خراب الامان الامان  
 اگر اس وقت خالی آنا شاہزادے کو مردہ پاتا معشوق ملے پر یہ کیفیت ہی حقیقت میں دونوں کا



عشق صادق و جلدی سے قرابہ کیوڑے کا اٹھایا پہلے منہ پر ایرج نوجوان کے چھٹیا دیا ایرج نے گھبرا کر آنکھ کھولی شاہ پور شیر دل نے کہا اسی شہر یا ہوش میں آئے دل کو سنبھالیے اب غم و الم کیسا جامع المنفر قین نے پھٹرون کو ملایا یہ دن دکھایا ایرج جلد اٹھ بیٹھا ملکہ کا سراٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیا بوسے زلف معنبر ایرج جو دماغ ملکہ میں پہونچی اور اشک گرم عارض پر ٹپکے اسنے کام کھنے کا کیا اسنے تاثیر خواب کی دکھائی ملکہ نے بھی آنکھ کھولی زیر تکیہ زانو سے محبوب پایا دماغ فخر سے عرش اعلیٰ پر پہونچا یا فوراً اٹھ بیٹھی اور کہا آپ الگ رہیے مجھ کو ہاتھ نہ لگائیے میں اپنے بھیا شاہ پور سے وعدہ کر کے آئی ہوں زیادہ نہ ٹھہرونگی لاؤ تمھاری بھی خوشی کروں جام پی لون ایرج نوجوان نے جام شراب دیا لبون سے لگا کر پی گئی مسکرا کر کہا کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ میں بھی انجام سوچوں احسان بکا اتار دوں یہ لکھ جام کو لہریز کیا کھائیجیے نوش فرمائیے ایرج نوجوان نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے ملکہ عالم ہمارے آپ کے مذہب میں فرق ہو ذرا انصاف کرو پیدا کر دو اسے ڈرو لقا بھیجا سجدہ کرنے کے لائق نہیں مکار و غدار اپنی پشت کی خبر نہیں رکھتا بندگان خدا کو ملعون نے برگشتہ کیا، ہر مثل ہمارے تمھارے کھانا پیتا، ہوتے یہ بھی سنا ہو گا کہ والدہ ماجدہ میری ملکہ کیتی افروز دختر زمر و شاہ باختری میں ہلکے قباہ و کعبہ لڑ بھڑ کر نکال لائے حرافراد سے سے کچھ بھی نہوسکا برسوں ہی بگھارا کیا کہ قاسم نوجوان واسطے زیارت کرنے کے نور چکیدہ قدرت کو لیکے ہیں ایسے ایسے مہلات بکا کرتا، کیسا خداوند ہو پروردگار وہ جسے زمین و آسمان کل اشیاء موجودہ کو بیک کلمہ کن خلق فرمایا و وحدہ لا شریک ہو وہ لائق سجدہ کرنے کے ہو اسکو وحدہ لا شریک جانو پیدا کرنے والے کو سچا نوتو ہم تمھارے ہاتھ سے شراب پسین پردہ دونی درمیان سے اٹھ جائے قلب کو سرور آنکھوں میں نور ہو سچ و ملال دور ہو اس فصاحت و بلاغت پر ایرج نوجوان کی ملکہ کو عالم وجد تھا دل سے کہتی تھی کہ باتیں کرتے ہیں یا منہ سے پھول جھڑتے ہیں عشق و مہم ترقی پر ہوتا جاتا، اسوقت ملکہ نے سر جھٹکا کر کہا کہ بھیا شاہ پور کی خاطر مد نظر ہو اور کچھ تمھارے کلام میں اثر ہو جو کچھ کہو وہ ہم کہیں اس بھر طویل پڑھنے سے کیا فائدہ ہو ذرا سی بات کو کس قدر بڑھایا، میرا سر پھرنے لگا بنار و کرشمہ جو ملکہ نے یہ کہا دل ایرج نوجوان کا مثل گل شگفتہ ہو گیا کلمہ تلقین کیا ملکہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوئی مگر یہ تقاضا ہر بات میں چلا جاتا، کہ بھیا شاہ پور ہمارا مرکب تیار کرو اندھیری رات ہو پشت باغ تک ہیں







جھیلینگے اپنی جان پر کھیلین گے لیکن آپ فتورے دنوں کے واسطے اپنے وطن قدیم کو چلے جائے اس  
 عفریت خو خوار جلا و سفاک بیرحم بے حیا سرکش شکر کے ہاتھ سے اپنی جان بچائیے بیوجہ آپ کے نام کا  
 دشمن ہو اور کل مسلمانوں کے واسطے رہن ہو اسی طرح نوجوان نے مسکرا کے کہا ای ملک عالم تمہاری مہرانی  
 اب تو اس بچیا کا قتل کرنا واجب و لازم ہوا اول تو تم سے محبت ہو گئی اگر مسلمان ہو تو ہمارا بزرگ ہو  
 دوسرے یہ کہ اگر ہم سے جنگ کا خواہاں ہو تو بھول قوت الہی اگر سر میدان چیر کر نہ پھینک دیا تو نام اپنا نق  
 روح روان قاسم عالیشان اسی طرح نوجوان نہ رکھا اور جو نام اُس نے نور الدہر بن بیج الزمان  
 لیا اُس شیر دلیر کا تو مثل نہیں ہو اول تو اب اُنکو میں نکلنے کا ہیکو و ڈنگا مجکو واجب و لازم ہوا کہ خود  
 اُس سے مقابلہ کروں گا اور جانب خدا پرستی رغبت دلاؤں گا اگر نہ مانگے تو وہ روزیہ دیکھیں گے انشا اللہ  
 عمر بھر یاد کریں گے اور خدا کی قدرت کہ ہمارے جد عالی تبار کو پیر زمین گیر کتا ہو ای ملک عالم اُنکا لقب ہو  
 شکار کشتہ ہفت قلہ قاف کشتہ جنت سیمغ برد ز مصاف حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن  
 عبد مناف زلزہ قاف ثانی سلیمان کشتہ دیو عفریت و قافل سمندون ہزار دست ہم سب اُنکے  
 زیر کردہ ہیں ماثار اللہ اس بڑھاپے میں جس دن میدان میں نکلے ہیں پہلو انان عالم کے جسم میں  
 تھر تھری ہوئی ہو بارہ کوس تک نعرے کی آواز جاتی ہو زمین طہراتی ہو شیران دشت کو اُنکے نام سے  
 تپ چڑھ آتی ہو ہم سمجھوں کا شباب اُنکا بڑھاپا ہماری زبان کیا ہو جو صفت اُنکی زبان پر لائیں ساتھ  
 برس کے سن میں دو پہلو انان لشکر نوشیروان طاہر و مطاہر عادی برابر کوہ بوقیس برائے قتل  
 ہمارے جد عالی تبار کے آئے تھے اُنکو مثل کریاں کمنہ کے چیر کر پھینک دیا نو برس کے سن میں  
 حشام بن علقمہ خیبری کہ جب کانوٹے گز کا قد و قامت تھا بیک ضرب شمشیر دو پرکائے کیے بارہ برس  
 کے سن میں داراے ہند لندھو رہن سعدان خسرو بلاد ہندوستان کو جا کر زیر و زبر کیا اپنا  
 جانشین بنایا اٹھارہ برس کی عمر میں پردہ قاف تشریف لے گئے تمام سرکشان قاف کو اٹھارہ برس  
 کے سن میں تہ تیغ بیدریغ کیا شیاطین پرستون کا مذہب مٹایا جھنڈا دین اسلام ملت بیضا کا اُس  
 کفر آباد میں گاڑا چھتیس برس کے سن میں پردہ دنیا پر آئے نوشیروان بادشاہ ہفت کشور مالک  
 بحر و بر و سوار پیدل ہتیار ہمراہ رکاب رکھتا تھا اُسکو شکست دی دختر بلند اختر اسکی ملکہ ہنرگاہ  
 اپنے قبضے میں کی ترکستان و فرنگستان وغیرہ فتح کرتے ہوئے برسر بالا با اختر تشریف لائے زمرہ شاہ



باختری ملک باختر میں دعویٰ خدائی کا کر کے بیٹھا تھا بہشت و دوزخ بنائی گم گشتگان کو بے ضلالت  
 کو عجائب و غرائب دکھائے ہفت طبقات قیلول اس طرح کے بلند و مرتفع بنائے تھے کہ جس پر کمند و ہم  
 و خیال نہ پہنچتی تھی زیر قیلول ایک کو چوراسی لاکھ سوار اور پیدل کی چھاؤنی تھی پیغمبران مرسل  
 و نامرسل صاحبان کتاب و صاحبان صحیفہ بے حیائے مقرر کیے تھے اس قدر مغرور تھا کہ سال بھر کے  
 بعد قیلول سے اتر کر اپنے بندوں کو اپنا جمال دکھانا تھا بہرام فلک اس کی جلالت و بیکر عظمت کا تقابلاً  
 لطف سے بیٹھا ہوا خدائی کرتا تھا قدم بکٹائی کا بھرتا تھا ہمارے جد عالی تبار چالیس برس تک ملک  
 باختر پر لقمانا بخار سے لڑے وہ معرکے بڑے کہ اگر رستم و اسفندیار دیکھتے نہ ہرے آب ہوئے  
 آخر قیلول چھین لیے پھونک دیے بگیا یا شہر باختر پر اپنا قبضہ کیا اس دن سے لقمانا شہر بھاگتا پھرتا  
 یہ حالات میں ہمارے جد عالی تبار کے دفتر اول نو شیروان نامہ دفتر دوم کوچک باختر دفتر سوم  
 بالاباختر دفتر چہارم موسوم بہ ایرج نامہ کہ نام پر اس حقیر کے قرار پایا اگر ناظرین و مشتاقین ان دفتروں  
 کو ملاحظہ فرمائیں تب مفصل حالات جلالت آیات صاحبقران و فرزندان عالیشان سے بالتفصیل  
 ماہر ہوں اے ملکہ عالم یہ بے حیا کیا بگتا ہوا معلوم ہوا کہ موت اس کی دامنگیر ہو اور جو بڑے بڑے کو ہی  
 آئے اُسے بھی تو حقیر ہی لڑا کئی پہلوان رہنے والے کو ہستان کے ایسے ایسے زبردست آئے کہ  
 جھکا نظیر ممکن نہیں کچھ مسلمان ہوئے کچھ لقمہ جو ہر شمشیر آبدار مسلمانان ہوئے ملکہ یہ باتیں سنکر زار زار  
 مثل ابرو بہار روئے لگی کہا بھیا شاہ پور شیر دل سنتے ہو ہم نے تو کس محبت سے اس کی جرات کا حال  
 بیان کیا نام خدا وہ جواب دیا کہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اے شہر یار اب ہکو جانے دیجیے نہ رو کیے  
 اگر خدا نے چاہا تو اسی طرح آنکھوں ساتوین ملاقات ہو جایا کرے گی ایرج تو جوان نے آنکھوں  
 میں آنسو بھر کے کہا اے معشوق عاشق خصال دایہ بدر کامل آسمان حسن و جمال جانے کا نام نہ لو  
 روح جسم سے نکل جائیگی آنکھ پر میں وہ صدمات اٹھائے ہیں کہ مرم کر بچے اب قلب میں قوت صبر  
 نہیں باقی ہے ملکہ سیمین عذار حسنو برقد نے کہا اے شہر یار رہ جانا تو میرا کسی طرح بہتر نہیں ہو سچا کو  
 قیامت برپا ہوگی جس وقت بوقت سحر باپ میرا نکلوا بغ میں نہانے کا زمین کے طبقے ہلائے گا میں نے  
 تو آپ کی محبت میں سر کو مینلی پر رکھا مگر اسمین آپ کے دشمنوں کی بھی خرابی ہو اگر کسی نے خبر دیدی  
 جہان بیٹھی ہوئی اگر لاکھ سوار پیدل گرو ہوئے تو وہ بلا تکلف آئیگا لاکھ میں اور کروڑ میں خوف نہ کریگا



میرا وہ آپ کا دونوں کا سرکاٹ کر لیا نگامین آپ کی بات کو رد نہیں کرتی آپ کے دادا جان اور آپ بڑے  
 بہادر ہیں صدق و ریاء جرات کے بے بہا و رہن مگر وہ دیہو انسان سے آدمی لڑتا ہی ہواڑ کو کون  
 ٹال سکتا ہو ایک اونٹنی سی جرات اُسکی یہ ہو کہ قلعہ فولاد حصار اپنے نام پر آباد کیا ہو اُس جو زمین  
 ایک صحرا سے پر ہول تقادمت مدید و عہد بعید سے وہاں آدم خوار رہتے تھے وہ راستہ آمد و شد  
 بند تھا اگر کوئی بھولے سے جا نکلا اُسکو آدم خوار پکڑ کر لیا جاتے تھے چیر بھاڑ کر کھا لیتے تھے جب ہمارے باپ  
 نے قلعہ آباد کیا اور رعایا بسی اُن آدم خواروں کو نعمت ملی دیہات اور قریات پر آکر گرتے تھے  
 سیکڑوں ہزاروں آدمیوں کو پکڑ لیا جاتے تھے بڑے بڑے ناظم ہمارے باپ کی طرف سے کئے یا تو  
 طعمہ آدم خواران ہوئے یا بھاگ کے چلے آئے آخر تنگ ہو کر ہمارے باپ نے کہا اے افسران  
 فوج لشکر تیار کرو دشت آدم خواران پر چڑھائی کرینگے بڑے بڑے کو ہی موجود تھے سب نے سر جھکائے اور  
 کہا ہم نوکری سے باز آئے کیا کہوں کہیں آپ کے خلاف نہویکے و تنہا لگندے پر سوار ہوئے تیغ پکڑ کر اس دشت  
 میں گئی سو آدم خوار مارے جو باقی رہے وہ بھاگے مگر مہوت آدم خوار اُن سب کا افسر تھا وہ اگر ہمارے والد سے  
 اُلجھا لگندے کا سر کھینچ لیا والد ہمارے پیدل ہوئے مہوت سے کشتی لڑے مہوت نے زندہ  
 والد کی نوچر کھینک دی تمام جسم کو ناخنوں سے زخمی کیا تین پہر کامل اُس زخمی مری میں اُس سے لڑے  
 اس قدر گھونسنے مارے کہ وہ مارے صدمے کے بیہوش ہو گیا کمر سے زنجیر کھولی اُسکی مشکین باندھیں  
 کشان کشان لیکر شہر میں آئے اُس دن حضور فولاد حصار میں عجب طرح کا ہنگامہ تھا لاکھوں  
 آدمی تماشہ دیکھنے آئے تھے آخر اُسکو قید کیا اُس آدم خوار کو ایسا آدمی بنایا ہو کہ لشکر کا سپہ سالار  
 ہی یہ جملہ اسو اسطے بیان کیا گیا کہ مہربانی فرمائیے اُس ظالم کے مقابلہ کا نام نہ لیجیے اسرج نوجوان  
 نے کہا اے ملکہ عالم مصرع خیر زندہ ہو اگر یار تو صحبت باقی انشاء اللہ اب وہ تشریف لائے ہیں  
 ضرور مقابلہ ہوگا تمکو تو میں بخانے دوں گا یہ سر حاضر ہو کاٹ لو جائے کا ذکر نہ کرو نام فراق سے کلیجہ  
 اُچھلتا ہو ملکہ سمیں عذار صنوبر قد نے جوش محبت سے گلے میں ہاتھ شاہزادے کے ڈال دیے  
 اس قدر روئی کہ چکی لگ گئی ہر چند شاہزادہ سمجھاتا ہو رقت ملک کی بڑھتی جاتی ہو اسرج نوجوان  
 کی بھی آنکھوں سے اشک حسرت جاری خون ہو کہیں ملکہ کا دم نہ نکل جائے عارض پر عارض  
 رکھ دیا آنسو دامن سے پاک کیے کہ برائے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو آخر اس قدر روئے کا کیا باعث



اہل ملک نے کہا اے شہر یار آپ مجھ کو جانے کو منع کرتے ہیں مجھ کو بہت بڑا خوف ہے کہ خدا معلوم وہ ظالم  
 کیا قیامت برپا کرے گا میرا کب دل چاہتا ہے کہ آپ کو چھوڑ کر جاؤں مگر یہ طرح مجبور و ناچار ہوں  
 جانے میں صرف میری جان کا ضرر ہے فراق میں آپ کے تڑپ تڑپ کے مر جاؤنگی اور نہ جانے میں  
 میری اور آپ کی دونوں کی جان جائیگی اس سبب نوجوان نے کہا اے ملک عالم یہ خیال خام و تصور تمام  
 دل سے دور کر دے جیسا کچھ ہوگا ویسا دیکھا جائیگا اول تو خبر ہی نہ پہونچے گی اور اگر آگاہ ہو جائیگا تو کیا کرے گا  
 کیا ہمارے ہاتھ میں مہندی لگی ہے یہ چند باتیں ابھی عاشق و معشوق میں ہونے پائیں یقین مشہور ہے  
 کہ شب وصل باتوں میں گزر جاتی ہے یکایک رخ شمع پر زردی آئی آتار سحر نمود ہوئے طائران صحرائی  
 زمرہ سرائی کی آواز آئی اپنی اپنی زبانوں میں حمد خدا کرنے لگے یکایک آفتاب عالم تاب ہوا  
 مبارکبادی شب وصال طالب و مطلوب کا شانہ مطلع مشرق سے برآمد ہو کر پشت اشہب تیز گام  
 فلک پر سوار ہوا اور قطع راہ منازل میں سرگرم رقائب ہوا رخ پر نور مہر سے روشن جہان ہوا رو  
 سیاہ شب آنکھوں سے نہان ہوا بلا سے تیرگی شب رخ خورشید سے بالکل دور ہوئی تاریکی شب  
 روشنی مہر سے بالکل کافور ہوئی ہر عاشق مہجور کی امید برائی صبح ہوئی صورت خورشید نظر آئی شعر  
 مودن اذان سے ہوئے بہرہ مند ہوئی بانگ اشد اکبر بلند ہر غان خوش الحان حمد و ثنائے  
 سبحان بجالانے لگے جھونکے نسیم سحر کے مثل گلہائے گلشن غنچہ ہائے دل کھلانے لگے اشعار  
 صبح درآمد زو یوسف زین رن | در چو بوش برب و دل ہای وطن | ہجر زین مہر ہاوی شب را شگاف  
 روے افق شد از ان بچو عقیق یمن | چشمہ خورشید شد چشمہ آب حیات | ساتی دوران از و داد ہرا کجمن  
 وہ صدائے مرغ سحر کا بلند ہوا ستارہ ہائے سحری کا جھلانا نا بارگاہ اسیرج نوجوان میں عجب شان ہے  
 رخ شمع پر زردی پروانے لگن میں چلے ہوئے پڑے ہیں فرش میں جا بجا شکن شاپور شیر دل کا  
 بھیر وین گانا عاشق و معشوق کا دل لہجہ نا لباس و دونوں کے مسکے ہوئے ملک عالم کے چہرے پر  
 بوسوں کے نشان شعر وہ رخسارے نازک کہ ہو جائیں لالہ اگر ان پہ بوسوں پہ گزرے خیال  
 نہ کہ پہلوے عاشق میں شب بسر کرنا جوش محبت میں بوسے بازی ہونا مونے شکنین چہرے پر کھلے ہوئے  
 باسی ہارون کو گلیسے توڑ کر پھینکا انہیں بھینی بھینی خوشبو ملک سیمین عذار صنوبر قد نے جو صدائے مرغ سحر  
 سنی مثل ماہ تابان رنگ چہرے کافق ہو گیا گہرا کہ اے شہر یار غضب ہو گیا آپ کی باتوں میں سحر ہوئی



عجب صورت سے یہ رات بسر ہوئی ایسے جوجوان نے کہا ملکہ عالم خیر تو ہو اس قدر کیون گھبرائی ہو ملکہ  
سیمین عذار صنوبر قد نے کہا ای شہریار جسکا مجکو خون تھا اسی کا سامنا ہوا اپنے میرا کہنا نہ مانا صبح  
ہو گئی اب دیکھیے کیا ہوتا ہوا اب میرا جانا ناممکن ہو ایسے جوجوان نے کہا ملکہ عالم ناحق کا تلو خیال ہو  
بس اب بیٹھو عیش کرو خیالات شر و فساد کو دل میں نہ جگہ دو مننے فولاد فولاد شکن کو جو ابنا یا ہو کیا آکے  
سب کو کھا جائیگا ملکہ تمکو ہمارے سر کی قسم اب نام فولاد فولاد شکن کا ہمارے سامنے نہ لینا ورنہ میں  
ابھی ایک نامہ لکھ کر پاس فولاد فولاد شکن کے اس مضمون کا بھیج دوں گا کہ ادھیچیا تیری دختر ہمارے  
پاس موجود ہو اگر کچھ دعوی جرات ہو تو اگر لچیا یہ سنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد ہر قدر کانپنے لگی شاہ  
شیر دل نے اشارہ کیا ملکہ برائے خدا اب ذکر فولاد فولاد شکن نہ کرو اسکی جرات کا نام نہ لویہ خاندان  
کا خاندان آتش خوشعلہ مزاج مشہور ہو دادا انکے رسم پلین علمشاہ نوجوان ایسے جاہل اہل تھے  
کہ بات بات پر ہوا سے لڑتے تھے اب چندے سے سلیس ہو گئے ہیں مگر مقام جرات پر آپ ہی آپ  
اپنے باہر ہو جاتے ہیں اور باپ انکے شاہزادہ خاد و سپاہ معاذ اللہ صاحبقران زمان تک انکی  
بد مزاجی پر طرح دیتے ہیں اور یہ تو ابھی نوجوان آگ کے پتلے بنے ہوئے ہیں جرات میں بیٹھ کر جانے  
کو اپنا فخر سمجھتے ہیں پس ایسے مرنے والے سے ڈرنا چاہیے موافق اسکی طبیعت کے کام کرنا چاہیے اگر  
ابکی مرتبہ ذکر جرات فولاد فولاد شکن کرو گی ایسا نہ تو تلوار پکڑ کے خود اسکے لشکر میں آپ ہی گھس جائیں  
روبرو اسکے جا کر کہیں کہ بیٹی تیری ہمارے پاس موجود ہو اسنے ان باتوں کا کچھ عجب نہیں ہو ملکہ یہ  
سُنکے رونے لگی اور کہا کہ ای شہریار آپ کو اختیار ہو اب ہم کچھ نہ کہیں گے شاہ پورے واسطے بھلائے  
شاہزادے اور ملکہ کے سامان شراب و کباب مہیا کیا ملکہ کے دل کو چین نہیں آتا وہ گل باغ محبوبی  
خاموش ہو کسی جانب متوجہ نہیں ہوتی یہاں کی تو یہ کیفیت ہو گراب دو کلمہ فولاد فولاد شکن کے تحریر  
ہوتے ہیں اول صبح کو خواصین جو سوکراٹھین دیکھا ملکہ او شعلہ رخسار کوٹھے پر گئی بھین چار جانب  
تلاش کرنے لگیں سارے باغ کو چھان ڈالا اس گل حقیقہ رعنائی کی کہیں بونپائی اب کنیزین باغ  
سے سب ایک مقام پر جمع ہیں اور مترود و متفکر ہیں اور آپس میں کہہ رہی ہیں کہ صاحبو یہ کیا غضب ہوا  
ہماری ملکہ کو کون نے گایا ہکو مثل لالہ داغ دے گیا کہاں کہاں جاؤں کہاں ڈھونڈھیں کیا کریں کچھ بن  
نہیں پڑتا ایک کہتی ہو اُنکے باپ سے جلدی خبر کرو کہ آپکی صاحبزادی کا پتا نہیں آتا ایک



کہا وہ آکر ہماری بھاری ناک چوٹی کا ٹینگے ہمیں سے پوچھیں گے ہم اُن سے کیا بتائینگے یہ تقریر خواصون کی سنکر غنچہ دہن وزیر زادی ملکہ کی تو خاموش ہو اسکو تو اک حیرت کا جوش ہو سب نے کہا بی وزیر زادی صاحبہ آپ ہم سبھوں کی افسرین ہم سب سے عقل و فطرت میں بہترین آخر کیا کرین غنچہ دہن نے کہا صاحبو میں کیا بتاؤں ہی سرپٹ کر کہاں نکل جاؤں جان و آبرو کا ڈر ہو شعلہ رخسار ہمارے واسطے آگ لگا گئی سٹرن ہو کر ہلکودیا نہ بنا گئی نہیں معلوم ہماری مالک کو کہاں لیگئی صاحبو میں خاک بولوں کیا زبان کھولوں ہی ہی میں تو بالکل لٹ گئی اپنی شاہزادی حور خصال سے چھٹ گئی جان کا کس حرام زادی کو ڈر ہو انکی یاد زلفت میں حال دل ابتر ہی ہائے انکی بھولی صورت یاد آتی ہی میری آبرو بڑھانے والی دودن سے چین تھیں میں نے ہر چند پوچھا کون سی ایسی مخفی بات ہی جو مجھ ایسی راز دار سے نہ کہی نہیں معلوم ہمیں کیا بھید ہو کسی کی دام زلفت میں پھنسن یا کسی مکار نے یہ جال پھیلایا اس بلبل نغمہ سنج بلغ حسن کو ہمسے چھڑایا یہاں آپس میں یہ باتیں ہو رہی تھیں بعض ہنستی تھیں نہں رو رہی تھیں کہ یکایک بی لذت محلدار ہر قطر کا پتی ہوئی بدحواس آئی کہا اوستیا یہ کیا ہلڑ مچایا ہی اپنی اپنی جان کی خیر مناد ہوا جلا د فولا د فولا دشکن آتا ہی میں نے سلام کیا پہلے مجھ سے یہی پوچھا کہ سیمین عذار صنوبر قد اٹھی یا سوتی ہی چھو کری کا مزاج کیسا ہی میں نے کچھ جواب نہیں دیا بھاگی یہاں آئی ہوں ہوشیار ہو جاؤ استقبال کو چلو میں تو باغ کی کھڑکی کھول کر بھاگی جاتی ہوں بواچا ہتی ہوں کسی کنوین میں گر پڑوں ہی کیونکر اپنی جان دون زمین سخت آسمان دور ای خداوند لقا خیر کیجیو سب کی جان بچا لچو مثل صبا کے ابھی ابھی ہماری ملکہ بلغمین آجائے دل شگفتہ ہو جائے لقا کے نام پر غریبون کو شراب پلاؤنگی لات و منات کا پوجا کرونگی ہنوز یہ باتیں تمام نہونے پائی تھیں سب خواصین لذت کی باتیں سنکر مثل تصویر خاموش کھڑی تھیں کہ فولا د فولا دشکن سامنے سے نمایان ہوا نشہ شراب میں مست پیڑا لٹا کہیں پڑتا کہیں لڑکھڑاتا ہوا آتا ہی سب خواصین واسطے تسایم کے جھلکین فولا د فولا دشکن آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا میری نورعین کہاں ہی سب نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مگر مثل بیدار زان بصورت آئینہ حیران و شبک لکھو پریشان زبانیں بند دل دردمند سب کے آگے بڑھی ہوئی بی لذت کھڑی ہیں بھاگنے کا قصد تھا مگر اب تو پانوں میں زنجیر پڑ گئی گویا زمین میں گر گئی فولا د فولا دشکن نے کہا اسی حرام زادی کو کچھ جواب نہیں دیتیں کیا چھو کر



ابھی سو کر نہیں اُٹھی سوتی ہو تو خبردار نہ جگاؤ دن بھر بد مزاج رہیگی جب اس تقریر کا بھی جواب نہیں ملا فولا دولا دشکن نے سر پر بی لذت کے ایک گھونسا مارا اسکا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر گری زمین پر اٹریان رگڑنے لگی اور کسیکو تھپکسیکو قبضہ تلوار کا کسیکو ٹھوکر لگائی جب دس پانچ کا اسی طرح خامتہ ہوا غنچہ دہن ہاتھ باندھ کر آگے پڑھی عرض کی لونڈی کا بھی سر کاٹ لیجیے جلد سزا دیجیے فولا دولا نے کہا اری غنچہ دہن آخر معرکہ کیا ہی سو کے نہیں اُٹھی یا جاگتی ہی یا مگرئی آخر کیا افتاد ہوئی غنچہ دہن نے کہا اصل حال یہ ہی کہ جسوقت ملکہ واسطے شکار کے گئی تھیں خیر وہاں سے واپس آئیں عجیب کیفیت تھی چہرہ زرد و ہونٹ خشک خاموش نہ کسی سے کلام نہ کھانے پینے پر توجہ اگر ٹھہ لپیٹ کے پڑیں خواصون پر غصہ فرمایا کہ تنے ہمو قیدی بنایا ہی ہمارے پاس سے جاؤ تنہا ہمیں رہنے دو میں جوش محبت میں شب کو جا کر حاضر ہوئی دیکھا تو روتے روتے آنکھیں سوچ گئی تھیں میں نے حال پوچھا تصدق ہوئی تیار ہوئی یہی فرمایا کہ طبیعت میری علیل ہی میرا بات کرنے کو جی نہیں چاہتا غنچہ دہن میرے پاس سے جاؤ کنارے جا کر بیٹھو اسی پریشانی میں رات کٹی صبح کو حضور تشریف لائے آپ نے حکم دیا شعلہ رخسار اور لالہ عذار کو لاؤ گانا سنو بعد حضور کے جانے کے بی شعلہ رخسار گرا گری کرتی ہوئی آہیں گزشتل دیوانوں کے کہتی ہوئی کہ میں جنات کا بادشاہ ہوں بی لالہ عذار بیٹتی تھیں ہی ہی میری بچی کو کیا ہو گیا حضور ملکہ سر شام بی شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑ کر کوٹھے پر گئیں یہ کہہ کر کہ ہم اسکا علاج کر نیگے ملکہ عالم نے لالہ عذار شعلہ رخسار کی مان کو رخصت کر دیا ہم لوگوں کو حکم دیا کہ ہمارے پاس نہ آؤ ہم کوٹھے پر اکیلے بیٹھیں گے اب جو لونڈیوں نے صبح کو جا کر دیکھا نہ بی شعلہ رخسار کو پایا نہ ہماری ملکہ کا پتا ملتا ہی سارا باغ چھان چلے آپکے خون سے کھڑے کانپ رہے تھے یہی سہمن چرچے تھے کہ اب کیا کریں کہاں جائیں اصل کیفیت تو یہ تھی اب حضور کو اختیار ہی چاہے لونڈیوں کی جان بخشی ہو چاہے قتل کریں ہم بالکل راز دل سے ملکہ کے ناواقف ہیں خداوند لقا تو ہمو غارت کر جو ہم اور کچھ جانتے ہوں قریب تھا کہ یہ باتیں سن کر فولا دولا کا کلیجہ پھٹ جائے یوں کانپتا تھا جیسے کسیکو بخار چڑھتا ہی فولا دولا تو اس غصے میں کھڑا ہوا ہی گر حال سننے لالہ عذار مادر شعلہ رخسار کا کہ یہ بموجب حکم ملکہ بیٹی کو چھوڑ کر چلی تو گئی تھی مگر رات بھر یاد میں مثل ماہی بے آب تڑپاکی اور بیقراری میں صبح ہوئی بھلی پر سوار ہوئے چلی قضاے کار اسی نخل کے قریب پہونچی جہاں شاہ پور شیر دل نے



شعلہ رخسار کو ہوش کر کے ڈال دیا تھا اب اسکی بیوشی دور ہوئی اپنے کو تنگنا صحران پیا ایک ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے چھین بار کر رونے لگی لالہ عذار کے کان میں یہ آواز آئی گاڑی بان سے کہا ہوی میری بچی کے رونے کی آواز آتی ہے ارے جلد ہلی روک وہ جب تک رو کے رو کے لالہ عذار نے اپنے تئیں ہلی سے گرا دیا اُفتان خیزان و وڑی شعلہ رخسار نے جو مان کو آتے دیکھا چلائی ایامی جان ادھر آئیے ہوی ہم سے ایسی بیزار ہوئیں کہ ہکوننگا کر کے جنگل میں ڈال دیا اب توبہ کرتی ہوں کسی غیر کے ساتھ نہ جاؤنگی میں تو ان لوگوں سے کہا کرتی تھی کہ میری مان جلا دنی ہی خطا پر مار ڈانے گی آخر آپ نے ایسا کلیہ پتھر کا کیا کہ ہکو صحران میں ڈال دیا اگر کوئی شیر پھیر یا آتا کھا جاتا تو اچھا ہوتا تھا رسی امید برآتی یہ سنکر لالہ عذار متحیر ہو کر دوڑ کے لپٹ گئی اور رو کر کہنے لگی ای جان مادر یہ کیا کہتی ہو تم یہاں کیونکر آئیں میں تو تلو دیوانے پن میں ملکہ سمیں عذار صنوبر قد کے پاس چھوڑ آئی تھی ایسی ایسی باتیں جو آپ میں ہوئیں لالہ عذار بھی حیران شعلہ رخسار بھی پریشان طول بچا کا اس راقم کو بڑا خیال ہوا دم برسر مطلب لالہ عذار نے اپنی دولائی شعلہ رخسار کو اڑھائی ساری باندھنے کو دی اور کہا بیٹیا بڑی حیرت کی بات ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا چلو بلغ میں ملکہ عالم کے چل کر دیکھیں وہاں کیا گل بھولا ہو الغرض اسوقت دونوں بلغ میں آکر پہنچیں کہ فولاد فولاد شکن غنچہ دہن سے حال سنکر جو اول میں لکھا گیا ہوا خاموش کھڑا ہوا کہ بی لالہ عذار اور شعلہ رخسار باہر سے بلغ کے آتی ہیں دیکھیں یہ دونوں کیا فرماتی ہیں جیسے ہی فولاد کے قریب آئیں فولاد نے کوڑا اٹھایا اور کہا کسچ بتاؤ گنجنو کیا معرکہ ہوی میری بیٹی کا پتا نہیں ملتا لالہ عذار خود پیٹنے لگی کہ حضور میری داد دیجیے میں اپنی بیٹی کو خدمت ملکہ عالم میں چھوڑ گئی تھی اسوقت صحران نگا برہنہ پیٹ پایا جو میری بچی کو شیر پھیر یا کھا جاتا تو کسی طرف کی نہ رہی تھی لونڈیوں سے ایسا غصہ مناسب نہیں ہے سب نے اسکو سٹرن بنایا تھا وہ بیچاری قسمین کھاتی ہے کہ نہ میں دیوانی ہوئی نہ سٹرن ہوئی ایسی دل لگی نکرنا تھا کہ تنگا کر کے جنگل میں بھکوا دیا کیا خوب ملکہ نے علاج کیا میری سٹرن دیوانی کو میرے گھر بھجوا دیا ہوتا ذرا ملکہ کو تو سامنے بلائیے میں اُن سے شکایت کرونگی جھاڑ کا کاٹا بنکے پیچھے پڑونگی اور کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھونگی وہ تو خداوند لہا نے بڑی خیر کی کہ میں روتی بیٹی اپنی بچی تک پہنچ گئی جب وہ خو خوار جنگل یاد آتا ہے تو میرا کلیجہ پتھر کا بننے لگتا ہے اگر میں نہ جانتی تو میری بچی بھکوزندہ نہ ملتی ذرا ملکہ آئیں تو سہی دیکھو میں کیسا اُنکو آڑے



ہا بھون لیتی ہوں فولاد نے یا تو کوڑا اٹھایا تھا یہ تقریر حیرت افزا سنکر ہاتھ روک لیا کہا اری ملکہ کہا  
 ہی جسکو بلاؤں میری بیٹی خود غائب ہی کیجے پر چھریاں چل رہی ہیں میں کیا کروں کہاں اپنی دختر کو  
 ڈھونڈھوں لالہ عذار نے عرض کیا واری میرے خیال میں تو یہ آیا ہو کہ اسی جنگل میں چل کے  
 تلاش کیجئے آپکا پھول بھی اسی خارستان میں بیگا جیسے میں جنگل میں جا کر شگفتہ ہوئی ویسے ہی آپ کا  
 بھی غنچہ آرزو کھلے گا فولاد ساری جرات بھولا کہا اچھا چلو فقط ان دونوں کو ساتھ لے کر اسی جنگل میں  
 مثل غول بیابانی چار طرف دوڑنے لگا کبھی نام لیکر ملکہ کا پکارتا تھا کہ اری سیمین عذار صنوبر قبلی بی  
 کہاں ہو مثل طائر غنقا میری نظروں سے کیوں نہاں ہوا کر کیجے سے لپٹ جاؤ چاند سی صورت  
 دکھاؤ فولاد تو دیوانہ وار صحرا میں یہ کہتا مارا مارا پھرتا تھا اور دونوں زمینیاں بھی تلاش کرتی پھر  
 ہن مگر خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کافر سیدین صبح کو جو اٹھاپلے پاس سلیمان کے آیا  
 کہا کیوں پہلوان دوران و گرشاسب جہان میان فولاد فولاد شکن مسخہ ہی کے کڑے ہیں  
 کئی دن ہو چکے تشریف لائے ہوئے طبل جنگی کیوں نہیں بجواتے وہ تو فرماتے تھے کہ اسی ہفتے کے  
 اندر قدرت کو بالائے قیلول پہونچائینگے مسلمانوں کو بھگا دینگے اب تامل کا کیا باعث ہی سلیمان نے  
 کہا ملک جی کل فولاد فولاد شکن شب کو خود کہتا تھا کہ مامون جان جلد طبل جنگی بجوائیے میں قدرت سے  
 شرمندہ ہوتا ہوں میں نے روکا آج کی شب کا وعدہ کر لیا ہی مگر نہیں معلوم کیا سبب ہی کہ اتنا دن  
 چڑھ آیا اور فولاد ابھی تک یہاں نہیں پہونچا بختیارک نے کہا آج میں خود انکی ملاقات کو جاتا ہوں  
 ابھی ساتھ لیکر و بار خداوندی میں آتا ہوں سلیمان عنبرن موے کوئی نے کہا بہر حال میں دربار  
 لقائیں چلتا ہوں اب وہیں ملاقات ہوگی سلیمان گینڈے پر سوار ہو کے اُدھر چلا بختیارک  
 نے خچر اپنا طرف باغ سلیمان کے بڑھایا رواری کرتا ہوا آتا ہی چند غلام ساتھ ہیں اُسے کہتا ہوں  
 آتا ہی آج نالائقوں کو لڑوا دوں گا اتنے دنوں کوئی اگر نہیں ٹھہرا اب میں انکو جہنم میں پہونچاتا ہوں  
 مسلمانوں سے لڑواتا ہوں یہ کہتا ہوا درباغ پر آیا دیکھا رنگ باغ دگرگون ہی ہزاروں خواصین ملکہ کی  
 دروازے پر کھڑی بیٹ رہی ہیں بعض لقاسے فریاد کر رہی ہیں یا خداوند ہماری ملکہ کو ہم سے ملا دے  
 فولاد فولاد شکن بامراد آئیں ملکہ کو صحت و عافیت صحرے سے پا جائیں جس طرح لالہ عذار کی ماد  
 ملی تنگی ہو گئی بلا سے لباس گیا پاپوش سے اسکی جان کی تو خیر ہو گئی زندہ تو ملی اسی طرح بالقاء ہماری



بھی مراد حاصل ہو ملکہ کو یہاں کھیلتا پائین ایک کہہ رہی تھی کہ بوا میرے ہوش و حواس باختہ ہیں بہ تو باین  
 طلسمات کی سی ہیں عیبت چمن میں دفن ہوا کوے یار میں نکلا پزیر میں بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہونے  
 شعلہ رخسار ملکہ سمیں عذار صنوبر قد کے ساتھ کوٹھے پر گئی اور جنگل میں تنگی ملی دیکھیے تیرہ صدی  
 کے زمانے میں کیا کیا ہوگا بختیارک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا خچرے سے کودا قریب کینزوں کے آیا پوچھا  
 خیر تو میان فولاد فولاد شکن کہاں ہیں تم سب کیوں اس قدر زیادہ زاری نالہ و پفراری کر رہی ہو  
 کس ملکہ کے لیے دعا مانگتی ہو سب کینزوں میں ہلکا ہوا میان شیطان آئے میان شیطان آئے یہ  
 خداوند سے بہت گستاخ ہیں انکے سامنے بیان کرو یہ قدرت سے کہا مراد دلی دلوادینگے بچھری ملکہ سے  
 ملا دینگے اگر کچھ بھوت پریت کا خلل ہوا ہی دیو جن خبیث لے گیا ہی تو یہ کل خبیثات کے باپ ہیں  
 بڑے پریت آپ ہیں ان سے ضرور کہو مطلب حاصل ہوگا رنج و ملال نائل ہوگا یہ آپ میں مشورے  
 کر کے سب کی سب دوڑیں قدموں سے بختیارک کے لپٹ گئیں کہا میان شیطان صاحب ہائی  
 ہی ہماری ملکہ خود بخود غائب ہو گئیں بختیارک نے کہا کون ملکہ ایک کینز نے کہا کہ پہلوان صاحب  
 کی دختر ملکہ سمیں عذار صنوبر قد خود بخود باغ سے غائب ہو گئی ہیں پہلوان صاحب جنگل میں برا  
 تلاش تشریف لگے ہیں بختیارک نے کہا ہیں یہ کیا کہ غائب باغ میں ملکہ ہو میں فولاد جنگل میں  
 ڈھونڈنے کو گئے اُسے عرض کیا کہ میان بختیارک تم سے میں بیان بھی کرتے ڈرتی ہوں ذرا  
 کوئی وسوسہ نہ دلو ایسے کامیری امان سے مجھ کو نہ لڑو ایسے گاشوہر سے نہ جدا کیجیے گا یہ سب جھگڑے  
 آپ ہی کی ذات سے ہوتے ہیں یہ سب بختیارک گالیاں دینے لگا کبھتو کہ میں تمھاری قضا تو نہیں  
 آئی ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑو گا جلد مفصل تباؤ مطلب تو سمجھ گیا ہوں لیکن اشارہ کافی ہوگا سون  
 نے کہا ملک جی مجھ سے حال سنئے اور تو جھگڑا طول طویل ہی لیکن مختصر یہ ہی کہ شعلہ رخسار کے  
 ساتھ ملکہ کوٹھے پر گئیں وہاں سے غائب ہو میں شعلہ رخسار جنگل میں ملی وہاں تنگی پڑی تھی  
 اسوجہ سے فولاد بھی اسی جنگل میں تلاش کرنے گئے ہیں بختیارک خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا  
 وہ مارا جو ہم نے کہا تھا وہی ہوا اچھے اُلو کے پٹھوں کا ڈر بالکل ہی جنگل میں مثل غول سیا بانی کے گیا ہی  
 وہ پریش کسی محبوب خوشرو کے پہلو میں بیٹھی ہوگی فرے اُٹا رہی ہوگی یہ کلمہ خچرے پر سوار ہوا اور  
 پتھیل جنگل میں آیا دیکھا میان فولاد ہر طرف مثل لنگور کے اُچکتے پھرتے ہیں ایک طرف دوستان



گو یا جنگل کی بلایں پکار رہی ہیں کہ ملکہ آؤ فولاؤ فولاؤ دشمن نے جو بختیار رک کو آئے دیکھا قریب  
آیا کہا ملک جی عجب طرح کا معرکہ ہوا باغ سے ملکہ اور شعلہ رخسار غائب ہوئیں شعلہ رخسار کو سکی  
مان نے اس جنگل سے پایا اگر میرا گل آرزو کہیں کانٹوں میں چھپ گیا ہو نہیں ملتا ہو ڈھونڈ دھتے  
ڈھونڈ دھتے پانوں میں آبلے پڑ گئے ہیں بختیار رک نے کہا آپ میرے ساتھ چلیے میں آپ سے  
مفصل بتا دوں فولاؤ خوشی خوشی ساتھ ہوا لالہ عذار و شعلہ رخسار اپنے خیمے کی طرف گئیں  
فولاؤ جب آکر درباغ پر بیٹھا بختیار رک نے کہا ای پلوان دوران یہاں ایسے معاملے بہت  
گزر چکے ہیں آپ اُس عورت کے کہنے سے ناحق دوڑے گئے عقل سے ظاہر ہوتا ہی کوئی عیار  
بشکل شعلہ رخسار بنکر آیا شعلہ رخسار کو وہاں ڈال دیا آپ یہاں پہونچا رات کو قابو پا کر ملکہ کو  
لے گیا جو میں نے حکم لگایا تھا آپ کو یاد ہو گا وہ کرسی نشین ہوا میں میکا کسی سے پہلے ہی ہو چکا ہو گا  
فولاؤ فولاؤ دشمن کو اس تقریر بختیار رک سے نہایت غصہ آیا ایک دھول ماری رفیدہ ملک جی  
کا زمین پر گرا اور کہا اودا اور بھٹا پھر تو نے یہ کلمہ مہل میرے سامنے کہا میری لونڈی بھی ایسا کام  
نہ کرے گی اُسکو تو خود مرد کے نام سے نفرت ہو گئی کس مرد کی مجال ہے کہ اُسپر آنکھ ڈالے نہیں معلوم یہ کیا  
اسرا ہی چلو خداوند سے پوچھیں وہ صاف صاف اس راز کو بتا دینگے بختیار رک نے جھاڑ پونچھ  
رفیدہ تو سر پر رکھ لیا اور حضور غصہ نہ فرمایا اگر دل چاہتا ہو تو اور دو چار دھولیں لگائیں مگر  
بگوش ہوش سماعت فرمائیے مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است بڑا ہی پلوان  
دوران علامت اول تو یہی کہ دو چار روز بیشتر سے ضرور بقرار ہونگی ہاں یہ تو فرمائیے کہیں شیر  
کے شکار کو توجانے کا اتفاق نہیں ہوا فولاؤ نے کہا وہ ہمیشہ سے شکار دوست ہی ہر گیسے شکار  
بھی شکار کھیلا پلنگ خونخوار کو تلووار سے مارا مگر البتہ کل جو میں صبح کو آیا تو اسکا عجب حال تھا۔  
دریافت کیا تو کینڑوں سے معلوم ہوا کہ جب سے شکار سے آئی ہیں طبیعت بہت بے لطف ہی  
بعد اُسکے سنا کہ رات بھر مٹھ لیٹے پڑی رہیں جب میں آیا اسوقت حقیقت میں اُسکا حال ابتر تھا  
میں نے بیمار جانکر کہا کہ بیٹا ڈنڈیلو مگر ہلاؤ گاؤں کو بلا بھیجو یہ میرے ہی حکم سے ڈومنیان آئی ہیں اسنے  
کچھ فرمائش نہیں کی ملک جی یہ معرکہ گذرا بختیار رک نے کہا ناک ناک بدتا ہوں جو میرے کہنے  
کے خلاف ہو جو اوپر گذرا وہ مجھ سے سن لیجیے اور میری ذہانت کی داد دیجیے یہ معاملہ گذرا ہو گا شکار کا



میں کئی ہونگی کوئی بیٹا پوتا حمزہ کا بھی برائے شکار آیا ہوگا اس سے آنکھیں چار ہوئی ہونگی کچھ لوگ  
 اس وقت وہاں ہونگے اسوجہ سے ناچار ہوئی ہونگی یہ جوان حسین کم سن فرزند ان حمزہ بھی دریائے  
 حسن و جمال کے گوہر بے بہا ہیں صورت و شوکت و جلالت میں یکتا ہیں چوٹ کھا کر عشق کی آئی ہونگی  
 اودھڑا سنے عیار کو اپنے بیقرار ہو کر برا ہے جستجو بھیجا ہوگا وہ اس صورت سے آکرے گا حضور کو دماغ دے گا  
 اگر اس میں فرق ہو سرکاٹ لیجیے ان باتوں میں چند سرداران لشکر فولاد بھی آگئے ہیں بختیارک سحر اپن  
 بھی کرتا جاتا تھا اور جلا جلا کے کہتا جاتا تھا اور کھنڈی سانسین بھرتا جاتا تھا کہ ہائے غضب آپ نے  
 کس ناز و نعم سے پالا ہوگا اس ظالم بے دردی نے خون کا دریا بہایا ہوگا اب فرے اڑا رہے ہونگے عاشق  
 و مشوق گلے میں ہاتھ ڈالے میٹھے ہونگے فولاد فولاد شکن غیرت کے مارے عوق شرم ہو گیا قریب  
 تھا کہ خنجر مارے لیکن ضبط کر کے کہا ملک جی آپ کی چہ بیگو بیان درست ہیں لیکن سب آپ کا خیال خام ہے  
 ہرگز میری بیٹی ایسی نہیں اور اگر تم کو اس امر میں یقین کامل ہو تو اب میں تمہاری جان اور اپنی جان  
 ایک کر دوں گا ورنہ مفصل بتاؤ کہ کس برج میں وہ آفتاب آسمان خوبی ہو کس در انداز نے یہ کام کیا ہے  
 تو ابھی جا کر دریائے خون بہاؤں دونوں کے سرکاٹ لاؤں اگر اس میں فرق ہو تو مجھ کو فولاد فولاد شکن  
 نہ کہنا بختیارک نے یہ شکر توری پر بل ڈال کر کہا بس اب خاموش رہیے حقیقت میں اس شخص نے  
 برا کیا آپ کی جوان بیٹی کو نکال لے گیا لیکن اب اس مقدمے پر خاک ڈالیں یہ معاف فرمائیے اگر سچ پوچھیں  
 تو اس نے آپ پر احسان کیا کیونکہ آخر آپ کہیں شادی کرتے اس میں ہر بار وہ یہ صرف ہوتا ہا لیاں  
 برادری کو بھی تکلیف ہوتی یہ بے شک پھٹکری لگائے ہوئے مطلب حاصل ہوا اور اپنے جو فرمایا اگر  
 پتلے تو جا کر دونوں کے سرکاٹ لاؤں یہ امر بھی دشوار ہی ہر مسلمان بلاے روزگار ہو اگر میں پتا لگاؤں  
 آپ کو تکلیف دون آپ وہاں جائیں ایسا نہ دشمن مارے جائیں پھر کراؤں دشوار ہوگا پس یہ جستجو  
 کرنا بیکار ہوگا چلیے ناچ راگ و رنگ میں مصروف ہو جیے غصے کو بھٹوک دیجیے جو ہوتا تھا وہ ہوا اسکا  
 ذکر کیا ہے ایسے معاملے تو اکثر گزرتے ہیں بہوجب شعر بلبل برداشت آشیان راہ گل گفت کہ خس  
 کم و جهان پاک ہاں کلمات مہلات کو شکر فولاد مثل رعد گرا یا غصے سے مانند بید ہوا یا کف ٹٹھ  
 میں بھرا یا مثل بار دم بریدہ چ و تاب میں آیا کہا بلکی بس بس زبان سنبھا لو ایسی واہیات باتیں  
 منہ سے نہ نکالو اگر بے قفل نہیے ان دونوں تالاقون کو چھوڑ دوں تو آج سے تلواریا بندھنا ترک



کر دون فقط آپ کا اتنا احسان ہوگا کہ مفصل مجبوت بلاویجیے کہ وہاں وہ دونوں نالائق موجود ہیں اسوقت  
آپ پر حال ظاہر ہوگا قسم ہی جاہ و جلال خداوندی کی اب کھانا جب کھاؤنگا جب اُس در انداز کو  
سزائے معقول دے لوں گا اب آپ نشان بتانے میں جستجو کیجیے زبان سے کچھ نہ فرمائیے ورنہ میں اپنے تئیں  
ہلاک کر ڈالوں گا آپ شیطان درگاہ خداوندین آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتا اگر اور کوئی ایسے کلمات منہ سے  
نکالتا تو سر اُسکا کھینچ کر پھینک دیتا بختیارک نے دیکھا کہ فولاد فولاد شکن حقیقت میں آپ سے باہر ہی  
نشہ جرات میں بیہوش ہی از خود فراموش ہو گیا اگر کہا میں ابھی فکر کرتا ہوں خیر تک اپنے عیار کو بلا کر  
کہا جلد جا کر مہتر و سوا اس کو بلا لاخیر تک فوراً روانہ ہوا بعد پھوڑی دیر کے مہتر و سوا اس کو پا  
ہمراہ لایا بختیارک نے کل کیفیت و سوا اس سے بیان کی اور کہا کہ اگر اس بات کا پتا لگاؤ گے  
تو اس قدر نقد و جنس پاؤ گے کہ نہال ہو جاؤ گے و سوا اس فوراً قنطورہ زر نقبتی و پیتا وہ سقر لاطی و  
گوپن عیاری سے آراستہ ہو کر واسطے تلاش ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے روانہ ہوتا ہوا ان سب کو  
اس جستجو میں چھوڑیے لیکن اب یہاں سے دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم و مصام  
جنگ آزماے خونریز زہر پوش کہینچہ قتل ملکہ بران شمشیر زن لیکر آیا ہوا ہی بیان کیے جاتے ہیں

باقی نامہ مصنف	باقی اک جام ہو عنایت	باقی رہے دور تا قیامت
دولتمندون میں ہو تیرا نام	پائے جو زلال درد آشام	جسمین ہو شراب ویر سالہ
اُس خم کی زکوۃ اک پیالہ	دھوئے دھائے دھرے ہیں باغ	بھٹی سے نکال آتش تر
اس آگ سے جب گلاس ویک	خم خانے کا تیرا پھول جھکے	لب سے وہ پری جوب ملائے
دل میں نئی اک ترنگ آئے	ساقی نے شراب دی یہ سکر	حاضر ہوئی وٹ کر پھول چن کر
گلدستہ جو ذہن نے بنایا	بندش نے عجیب گل کھلایا	مہینہ کنندگان سمند تیز گام عیاری

و شہسواران میدان طاری توسن کلک کو میدان صفحہ قرطاس میں یون جولان کرتے ہیں اور غزالا  
مضامین داستان صحرا سے فرحت افزائے خوش بیانی میں یون طرارے بھرتے ہیں سابق میں  
تحریر ہوا کہ مصام نگرام شہنشاہ کو کب روشن ضمیر سے پھر گیا اور اگر افراسیاب کے شریک ہوا  
مع فوج و لشکر بارگاہ حیرت جاو و میں آگیا ہی قصہ کہ طبل جنگی بجوائے ملکہ بران سے مقابلہ کرے  
مگر چونکہ زخمی ہو کر آیا ہوا سو جہ سے تامل ہوا یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ خواجہ عمر بن امیہ ضمری مع



مہترین مہتر چالاک بن عمر و مہتر برق فرنگی و جانسنوزین قران و مہتر غلام شیردل فکر قتل  
صمصام بد انجام میں روانہ ہو چکے ہیں جب صمصام نکھر ام خدمت ملکہ حیرت میں حاضر ہوا  
اور مقدمے میں اپنی معشوقہ لالہ زار نرگسی چشم کے بخوبی عہد و پیمان لے چکا اور ملکہ نے بھی اقرار  
کیا کہ میری دھوم سے شادی کرینگے خانہ آبادی کا سامان ہو گا عرصہ دراز تک بارگاہ حیرت میں  
حاضر رہا اور یہ کہ کھانا کھا کہ کل غلام طبل جنگی بچائے گا اور طفت بربادی خانہ کو کب روشن ضمیر  
و کھلائے گا ملکہ نے کہا جاؤ سپرد خداوند سامری کیا مگر عیاروں سے ہوشیار رہنا عرض کیا چاہیں  
سرداران نامی غلام کے ساتھ میں کیا مجال ہو کہ میری بارگاہ میں کوئی آسکے یہ کہہ کر طرف اپنی بارگاہ  
کے چلا ساحران غدار و سرداران ناہنجار خلعت ہائے فاخرہ پہنے ہوئے گرد اس سجیہ کے مرغ ندین  
بنے ہوئے چلے آتے ہیں عقب میں خدمتگاریہ تو اپنی بارگاہ کی جانب اس طور سے جاتا ہی مگر واضح سا  
ناظرین ہو کہ خواجہ عمر و ایک تدبیر کر کے ایک مقام پر ٹھہرے ہیں اور چالاک کو کچھ سمجھا کر روانہ کر دیا  
چالاک صورت بدے ہوئے دربار گاہ حیرت پر کھڑا ہو کہ صمصام طرف اپنی بارگاہ کے جاتا  
ہو چالاک نے سمجھا کیا دیکھا ایک خدمتگار صمصام کا ظاہر مقرب معلوم ہوتا ہے کہ لباس معقول  
پہنے ہوئے گولے دار پگڑی سر پر چنی چکن زیب جسم مشروع کا پانجام یہ کہتا ہوا عقب صمصام جا  
ہو کہ آج انعام و اکرام میں کئی ہزار روپیہ میری تحویل سے خرچ ہوا ہے اس کا حساب لکھوانا یہ جھجکا  
نے سنا تدبیر تو کہی چکا تھا ایک عورت کی شکل بن کر چہرے کو چادر سے چھپا یا قریب اُس خدمتگار کے آیا  
کہا میان خدمتگار صاحب ذرا ادھر دیکھو وہ پلٹا دیکھا کہ ایک نازنین بڑی بڑی انکھریاں مگر حجاب سے  
ہاتھ پاتوں میں رعشہ کر سے ایک کاغذ نکال کر ہاتھ میں اُس خدمتگار کے دیا کہا لو صاحب جلدی  
کوئی عجب بد نصیب کو دیکھ نہ لے مان باپ کی آبرو جائے ہماری عصمت میں فرق آئے مگر نوکری ایسی بری  
چیز ہے کہ کچھ بن نہیں پڑتا خدمتگار نے یہ سنکے کاغذ ملفوف ہاتھ میں لیا پوچھا یہ کاغذ کیا ہے اس نے آنکھیں میٹکا  
کے کہا میان صمصام کی خالہ نے لکھا ہے کہ جب مالک تمہارے بارگاہ میں بیٹھ لیں یہ کاغذ چیکے سنکے  
ہاتھ میں دینا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے ورنہ کسی بیگناہ کی جان جائیگی اتنا زبانی بھی کہہ دینا اس کو تنہائی  
میں پڑھے اسکے مضمون پر کار بند ہو جیے ورنہ معشوق سے ہاتھ دھو کر عمر بھر سر پر ہاتھ دھو کر رووے۔ گے  
یہ کہہ کر وہ عورت تو ٹپکتی چلی گئی خدمتگار نے کاغذ جیب میں رکھا جب صمصام بارگاہ میں آکر تختہ



بیٹھا خدمتگار نے پوشیدہ نامہ ہاتھ میں دیا اور زبانی بھی وہی کلمہ کہہ دیا کہ حضور تخلیے میں چل کر اسکو چھین  
یہاں سرور بار نہ کھولیں حضور دینے والا یہ کہہ گیا ہی کہ اگر ظاہر ہو گا معشوقہ کی جان جائیگی فقط کہتے کو  
کہانی یہ جائیگی نام معشوق کے صمصام گہرا یا کا غذا ہاتھ میں لیکر تخلیے میں آیا اب جو دیکھا سرنامہ پر  
عمر ملک لالہ زار نرگسی چشم کی پائی مگر معلوم ہوتا ہی جلدی میں مہر کی ہو کوئی حزن ظاہر کوئی مخفی تعجیل نامہ  
کھولا اول القاب یہ لکھا ای شوریدہ دست محبت وادی آشفۃ وادی مودت زاد عشقہ بندہ بر اشعار

نظم تحریر کیے تھے اشعار	کیا تم سے کہوں میں حال اپنا	کیا تم کو لکھوں ملا حوینا
جس روز سے روئے ہجر دیکھا	اک لمحہ نہیں قرار آتا	دن آنکھوں میں رات ہو گیا ہر
شب ہجر کی اک سیہ بلا ہی	ہر ایک نفس نقتا ہی آگاہ	بستر ہی ہمیشہ نالہ و آہ
جان خواہش وصل پہ پرمائل	دل تیغ فراق سے ہو گھائل	پہلو میں نہیں قرار دل کو
سمجھاتی ہوں گو ہزار دل کو	ہر پیش نظر تری ہی تصویر	دن رات یہی ہی اس سے تقریر
ہر دم جو خیال موئے سر ہی	اتر مرا حال سرسری	جیسا مرا حال ہی پریشان
واقع ہن تمہارے موئے چچان	اور یاد جبین میں ای سنگر	برگشتہ ہو اختر مستدر
ابر و کو نہیں جو بھولت اول	یہ تیغ الم سے شکل بسمل	اندوہ ہی یہ ستم کشیدہ
ہو مثل کمان قد خمیدہ	آنکھوں میں کبھی ہن تیر مرگان	ہن پار جگر کے غم کے پیکان
جب یاد ہو آنکھوں کی آتی	ہو آنکھ اجل مجھے دکھاتی	فرقت نے دیا ہی دل غل دل کو
کیا غم سے ہوا فراغ دل کو	یہ شعلہ غم نے سراٹھایا	جلتی ہوں میں شمع سان سراپا
اک آگ سی لگ رہی ہوتن میں	شعلے سے بھر کتے ہیں بدن میں	اس آگ نے خاک میں ملایا
دل کو کئی مرتبہ بسلا یا	پاس آتے نہیں طیب میرے	بیٹھے ہیں دور دور ڈر سے
ای نبض شناس حال رہنموا	ای عیسیٰ در و جان مہجور	گر لکھوں میں سوز قلب مضطرب

آی شہنشاہ صمصام وادی عاشق ناکام یہ بجران دیدہ آفت عشق  
کشیدہ عجب مصیبت میں ہے جب اول میں تمہارا نامہ محبت شامہ آیا ہم اسکو پڑھ کر آمادہ ہوئے کہ  
جواب حسب مراد تمہارے تحریر کریں ملک حیرت جادو کو خبر ہو گئی کہ ملک لالہ زار نرگسی چشم کے  
پاس کسی کا نامہ آیا ہی محکموں بلوایا تمہارا نامہ مجھے لے لیا اور پوچھا تیری کیا مرضی ہو میں ہوش



ہوئی کہ یہ سمجھ جائیگی انخاموشی نیم رضا حیرت جادو نے کہا ہم مطلب تیرا سمجھے ہم جو اب بھی لکھیں گے  
 اور شادی تیری ایسے صاحب لیاقت کے ساتھ کرینگے پھر مجھ کو نہیں معلوم کہ اُس نامے کو کیا کیا تم کو کچھ  
 لکھا یا نہیں لکھا مجھ کو فقرے بازی میں رکھا اگر کل حالات لکھوں ایک دفتر ہو جائے اب اصل مراد یہ ہے کہ جب  
 تم لشکر لکیر بیان آئے کینزون سے مجھ کو بھی خبر ہوئی آج جو دربار سے پلٹ کر آئی اپنی وزیر زادی سے کہا میاں  
 صمصام میری صاحب لالہ زار زکسی چشم کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں یہ امر غیر ممکن ہوئی میرا  
 وزیر اعظم سربراہ کا طلب گار ہو میں اُس سے نسبت پختہ کر چکی ہوں اپنے وزیر کو غیر جانوں یا اُس غیر کے ساتھ  
 شادی کر دوں جب وہ بران کو قتل کر چینگے کسی لوٹدی کے ساتھ شادی کر دوں گی ای عا شق زار وای غمگسار  
 یہ حال مصیبت سُکر میں ملکہ حیرت کو فقرہ دے کر فلان بلغ میں آئی ہوں صرف چار کینزین جو میری  
 ہمارا زمین اور آٹھ پہر کی دسازہ میں اُنکو ساتھ لائی ہوں پس لازم ہو کہ مجھ کو دیکھنے نامے کے تنہا وقت  
 میرے پاس چلے آؤ جو مناسب وقت ہو صلاح کر کے ہم تم اُسکی تدبیر کرینگے اور تدبیر و تقریر کیا تھا  
 ساتھ نکل چینگے بموجب مثل و دودل راضی تو کیا کریگا نگوڑا قاضی کسی کی لوٹدی نہیں ہوں مجھ کو سپکا  
 زور نہیں ہو اور اگر اس وقت تم میرے پاس نہ آئے تو پھر حیرت جادو کے دام تزویر میں پھنس جائیگی  
 دم بھر پھر محل سے نہ نکل سکونگی صمصام اس مضمون کو پڑھ کر ہر تھر تھر میلکا پناہ پر بل پڑ گیا کسی  
 مرتبہ سر ہلا کر کہا خوب کیا خوب خد متگار نے پوچھا حضور خیر تو ہی ٹھنڈی سانس بھر کے کہا ای  
 برادر کیا کہوں راز کی بات ہو مگر تو میرا معتبر قدیم ہو خد متگار نہیں ہو بلکہ ندیم ہو کسی سے ذکر نہ کرنا  
 میں نے اپنی دنیا و عقبی دونوں خراب کین میان افراسیاب بڑے جلسا زمیں بڑے شعبہ  
 باز میں ہائے مجھ کو میرے مالک اور آقا شہنشاہ کو کب روشن ضمیر سے لالچ و صل محبوب کا دے کر  
 چھڑایا افسوس کچھ ہاتھ نہ آیا اب اس فکر میں ہیں کہ ملکہ بران کو میرے ہاتھ سے قتل کر امیں آخر  
 میں دھتا بتائیں مگر ای خد او ند سامری جمشید تمھارے صدقے ہو جاؤں کیا سبب نکالا ہو  
 کہ معشوق وفادار ہاتھ آئے کیا عجب ہو کہ کو کب سے بھی صفائی ہو جائے ای خیر خواہ یہ نامہ میری  
 معشوقہ کا آیا ہو تم نے کہاں سے پایا ہو اُسے کہا حضور ایک عورت کا پتی ہوئی آئی میرے ہاتھ میں دیکر  
 چلی گئی صمصام نے کہا تم نے بڑا کام کیا اب میں حکم و صاحب اپنا بناؤنگا چچا ابا کہا کر ونگا اب انکی حال  
 وفا شعار میں پاس اپنی معشوقہ کے جانا ہوں اُسکو لیکر طرہ اپنے ملک کے چلا جاؤنگا اور میان افراسیاب



کو دھتا بتاؤ لگا اور تھارے نام بھی نامہ روانہ کرو گناہ کسی جیلے سے کل فوج کو لیکر چلے آنا یہ کہہ کر کہا بھائی  
 میرے خضاب جلدی سے لگا دے دس پانچ موے سفید ظاہر ہیں مثل کافور ہیں مثل مشک ہو جائیں  
 علاوہ اسکے ذرا سی منھدی ہاتھ پاؤں میں مل لون سرمہ کا جل لگاؤن عمدہ بناؤ کر کے اسکے پاس جاؤن  
 خدمتگار نے جلدی جلدی صمصام کے دسمہ لگا یا منھدی جلدی جلدی ہاتھ پاؤں میں ملدی صمصام  
 نے کلاہ وہ نگالی جسمین گوتا پٹھا لگا تھا قبا زربفت کی نکال کر زیب جسم کی عطر سواگ جسم میں ملا کا جل  
 خوب گہرا آنکھوں میں لگایا آئینہ لیکر اپنے روئے بخش کو بغور دیکھا اپنا ہاتھ موچھون پر پھیرا جھولی  
 سحر کی اٹھا کر بائیں ہاتھ پر ڈالی اُس میں اسباب سحر رکھا خدمتگار نے عرض کیا حضور جھولی کیا ہوگی آپ  
 معشوقہ کی ملاقات کو جاتے ہیں یا کسی سے لڑنا منظور ہو صمصام نے کہا شاید بی حیرت نے کسی سحر  
 کو لگا رکھا ہو کہ لالہ زار کہیں جانے نہ پائے اور وہ ساحر بروقت سامنے آئے روکنے کا ارادہ کرے  
 اسوقت کیا میں ڈنڈے بجاؤں لگا جھولی اس واسطے رکھی ہو کہ ایک دانہ ماش کا مار کر اسے جلاؤں گا اگر وہ ہزار  
 ہونگے تو خاک میں ملاؤں گا معشوقہ کو لیکر فوراً نکل جاؤں گا یہاں کھڑے پانی نہ پیوں گا تم سامان تیاری لشکر  
 میں مصروف رہو یہ کہہ کر دونوں پیر مارے غرق زمین ہو کر اس واسطے آیا کہ کوئی ملازم افراسیاب مجھ کو  
 جاتے وقت نہ دیکھے اب طرف صحرا کے تلاش میں اُس باغ کے جس کا پتہ نامے میں لکھا ہے چلا رات کا  
 وقت صحرا میں سناٹا فراش ماہتاب نے برابر فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہے صبح کا گمان کر کے اکثر جانور  
 اشیائوں میں چمک اٹھتے ہیں شعر رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار پرنالغ پر تھا گمان بوتیمار  
 صمصام نگام جوش محبت میں جھپٹا ہوا جاتا ہے چاروں طرف نگاہ اٹھا اٹھا کے دیکھ رہا ہے کوئی کوس  
 بھر راستہ طے کیا ہو گا ایک نخل کے سائے میں آکر ٹھہراؤں سے کہتا ہے اُس باغ کا کیوں کر بتائے کیوں کر  
 اُس سرور خرامان بوستان حسن کو پاؤں یا سامری جمشید جلد پہنچوں جسوقت سامنا ہو گا کیا کیا  
 حکایتیں خرمکایتیں ہونگی میں انکی بات کا کیا جواب دے سکوں گا ہاے اُس جان جہان نے کیا کام  
 کیا اپنے کو واسطے میرے بدنام کیا معشوقہ گوشہ نشین کی یہ مہربانی اکیلے بلوغ میں مع چند کینزوں  
 کے آنحضرت تقاضائے محبت کے سوا اور کیا ہو مجھ کو اپنا غلام بے دام بنالیا صمصام دل سے  
 یہ باتیں کر رہا تھا کہ سامنے سے ایک نازنین کو دیکھا جھولی جھولی صورت ڈوپٹہ آب روان کا اور  
 ہوئے اطلس کا پاجامہ پانچون میں گرہ دی ہوئی دوڑی ہوئی چلی آتی ہے ذرا پتا کھڑکتا ہے تو



درجانی ہر یا خداوند لقا کمر پیر قدم بڑھاتی ہو کبھی کہتی ہو کیا اٹھا زمانہ ہو نامہ پہنچائے ہوئے پھر پھر گزرا  
 اُس نگوڑے ننگ عشق نے خبر تک بھی نہ لی بی لالہ زار نرگسی چشم ناحق جان دیے دیتی ہیں شاید  
 میری موت قریب ہو جنگل سے کوئی شیر پھیریا نکل آئے گا مجھ مردار کو کھا جائے گا وہ رفاقت کا کیا فرا  
 ملا ہو دوڑتے دوڑتے پھیڑی پھول کئی نگوڑا صمصام ملتا تو دانتوں سے بڑیاں کاٹتی یہ تقریر جواس  
 خواص کی صمصام نے سنی سمجھا ملکہ کی خواص ہو چکو وہوند ہستی پھرتی ہو حقیقت میں مین نے بڑی  
 دیر لگائی پکارا کوئی بی یہ گنگار یہاں حاضر ہو دیکھتے ہی وہ عورت اُدھر لپٹی قریب آکر ایک دو ہنٹڑ  
 مارا کہار سے تلوار تیرا ہی نام ہو صمصام ہنسنے لگا کہابی بی کسی کا تلوار بھی نام ہوتا ہو اُسے کہا میان  
 چبا چبا کے باتیں نکرو میں کچھ جاہل نہیں عنایت سے سامری کی کچھ کھوڑا بہت پڑھی لکھی بھی ہوں  
 ملکہ تلوار ہی تلوار کر رہی ہیں اسے خوش ہو کے کہا نہیں بوا صمصام جنگ آئے باے خونریز زہر پوش  
 کہا ہو گا اُسے کہا نگوڑا بوا کسکو بنانا ہو امانا اصل کو کہتے ہیں ارے یہی کہا ہو گا میری جوتی جانے کہیں  
 جلدی چلا اب دیر نہ کرو شام سے تڑپ رہی ہیں اکیلی باغ میں صرنا چار کینزین وہ قیون تو نگوڑی  
 پروے کی بوہن میں کسخت بازار کی پھرنے والی شام سے دوڑتے دوڑتے پانوں ٹوٹ گئے کبھی حکم  
 ہوتا ہو چھوٹی چاندنی اٹھا لاؤ کبھی لگے میں ہاتھ ڈال کر کہا بوا اچھو چھو ایک گلابی بھی لیتی آنا سچا رہے کھانا نہ  
 آئیگا ایک جام پے گا تمکو دعائیں دیگا جب یہ سب سامان جمع کر دیا روئے لگی کہ یہ کاغذ بھی اُن تک پہنچاؤ  
 مگر خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے میں بد نصیب وہاں دوڑی گئی تمھارے خدمتگار کو نامہ دیا وہی پلٹ کر  
 پہنچی تھی کہا پھر چاشا نہ نامہ اُن تک نہیں پہنچا میں اسوقت پھل پانیوں کی طرح جنگل میں دوڑی دوڑی  
 پھر رہی تھی اب چلو گے کہ یہیں مر رہو گے صمصام نے کہا ملکہ چلو جلد چلو اس یار جاودانی محبوب  
 جانی نہ تک پہنچا دو آج کے احسان کا جو زندہ ہوں تو معاوضہ کرونگا چھو چھو ہنسنے لگی اور کہا اب  
 تمھاری زندگی کہاں موت کا سامنا ہو گا غد تمھاری زندگی کا پھاڑ ڈالا گیا بیانی سے جیتے ہو لو  
 صاحب یہ ہلکے دنگے ہمارے بی بی کی روٹیوں پر پڑے رہیں گے ارے تو ہڑا خوش نصیب ہو بی  
 لالہ زار نرگسی چشم نے صندوفے کے صندوفے سرکار سے ملکہ حیرت جادو کے اڑائے ہیں وہ  
 سب تمھارے واسطے ہیں خود ملکہ ہکو دینے والی کیا کم ہو بس تمھارا بڑا احسان یہ ہو کہ میری چھو کری کو  
 رنج و ملال نہ دینا کوئی رنڈی لوٹا نہ کرنا میں نے گودیوں میں پالا ہو بڑی ضدن ہو ذرا اسی بات



دن بھر کھانا نہیں کھاتی صمصام نے کہا نہیں خد متگذاری میں فرق نہوگا غرض ایسی باتیں باہم کرتے ہوئے دونوں چلے آتے ہیں بعد قطع راہ کے دروازہ باغ کا نمایاں ہوا وہ عورت دوڑی کہ میں ملکہ کو خبر کروں تم بعد ایک لمحہ کے آنا یہ لکڑی تو باغ میں جا کر غائب ہوئی صمصام بعد کھڑی دیر کے جو باغ میں آیا دیکھا کہ باغ کا یہ حال ہے کہ کچھ نخل گر پڑے ہیں کچھ سرسبز زمین روش جا بجائے شکست بعض نخل مڑ چھائے ہوئے روش پٹری کو طر کرتا ہوا وسط باغ میں پہنچا دیکھا ایک چوترا سنگ مرمر کا اسپر فرش مختصر سا بچھا ہوا مسند تازہ پر ایک طاؤس طناز قریب تین کینئرین جو پاس کھڑی ہو مدھکی ہوئی ملکہ سے کچھ کہہ رہی ہے صمصام جھپٹ کر چوترا سے پر آیا اب قریب سے اس ماہ تابان کو دیکھا

نازنین خوشخو پر پروا برور شک ہلال چہرہ بدر آسمان کمال نظم	گو کہ بحر عالم آرائی
کو کب حسن چرخ زیبائی	شہر یار دیار حسن ہو وہ
ہو گریبان حسن دامن حسن	وریکتا ہے بحر عنائی
نور ہلال بہار یکنائی	گل شاداب باغ حسن ہو وہ
آب و تاب جمال و رعدن	گلشن حسن کا گل تر ہی
بدر سیما مہر سیکری	زلف پرتیج کا یہ ہو عالم
سر سے پاتک ہو نور کی تصویر	مانگ عاشق کی جان ہی لیتی
قہر جوڑا ہی تو پلا چوٹی	پر شکن ہیں وہ گیسوے مشکین
جس طرح تار زلف سنبل کے	مانگ پر کہکشان کا دھوکا ہی
ہر بن موسیٰ سے نور پیدا ہی	

قریب تھا کہ صمصام غش کھا کر گرے لیکن بشکل ضبط کیا اپنے تئیں سنبھالا مگر ات کہلے ہاتھ لگے پر رکھ لیا وہ قاتل عالم اپنے مقام سے اٹھی کہا صاحب آئے تشریف لائے واہ واہ واہ خوب راہ دکھائی اگر ایسی جستجو نہ کرتے تو آپ اپنی صورت کا ہے کو دکھاتے اب بھی ناحق آئے جب ہم دوسرے گھر جا لیتے آبرو گنوا لیتے تب آپ کو شاید افسوس ہوتا یا نہ نہوتا صمصام یہ باتیں سنکر مثل گدھے کے پھول گیا اپنے تئیں بھول گیا ہیں ہیں کر کے دانت لگا لگا ہاتھ جوڑنے لگا ملکہ عالم مجکو یہ حال معلوم نہ تھا افراسیاب مجکو فہرہ دیکر لایا ابھی شام تک تو بی حیرت نے اقرار کیا ہی کہ ملکہ لالہ زار بزرگسی چشم کے ساتھ تمھاری شادی کرینگے ملکہ نے ہنسنے



کہا کیا آپ ننھے نادان ہیں دودھ پیتے ہیں جو جس نے کہا وہ مان لیا صمصام نے کہا ای ملکہ میں نے  
 اسوجہ سے دھوکا کھایا کہ اول تمہارے انکار کا نامہ میرے پاس جا چکا تھا میں تمہارے وصل  
 سے مایوس تھا فراق میں رویا کرتا تھا آخر بیمار پڑ گیا اس مینابی میں جو افسر سیاب نے قزوہ وصل  
 سنایا یقین کامل ہوا کہ سچ فرماتے ہیں یہ بھی تو میں بخوبی آگاہ تھا کہ آپ کو ملکہ حیرت جادو سے قتل  
 ہو دوسرے اتنے بڑے کام کا مجھ سے طالب ہوا خیر بہر نوع خداوند ساہری نے اپنا فضل کیا مگر  
 کیون ملکہ عالم مٹنے آخر ملکہ حیرت سے کیا حیلہ کیا یہاں تک کیونکر پہنچیں لالہ زار نے کہا جسوقت  
 شام کو ملکہ حیرت نے اس بات کا چہرہ کیا کہ اب ہم صمصام کے ہاتھ سے دختر کو کلب کو قتل کر اکر  
 تمام طاسم نور افشان کو درہم و برہم کرینگے اور میعاد طاسم کشا بھی ختم ہوا چاہتی ہی اب یہ سب فساد دفع  
 ہو جائینگے سب اہالیان طاسم ہوش ربا آرام پائینگے کبر و غرور دیکھو صمصام بد انجام کا کہ ہماری  
 مصاحب قدیم لالہ زار نہ کسی چشم کو طلب کرتا ہو نگوڑا عشق کا دم بھرتا ہو اب تو وعدہ کر لیا ہو  
 مشتاق کر دیا ہو آئندہ سمجھا جائے گا بعد قتل بران ایسے کلمات ناشایستہ کی سزا پائے گا صاحب سامری  
 و جمشید بی چھو چھو کو سلامت رکھیں مان بھی ایسی محبت نہ کرتی جیسا انکو خیال ہو میری خوشی سے شاد  
 ہیں میرے رنج کا ملال ہو ای صاحب کیون نہ وہ میں چھ مہینے کی تھی جب سے انھوں نے گودیوں  
 میں پالائی اتانے صرف دودھ پلایا آٹھ پہرا نہیں کی گود میں رہتی تھی ایسی باتیں سنکر انکے دل کو کیونکر  
 چین ہوتا ذرا بلبل بھی ہین روتی ہوئی میرے پاس آئیں اور کہا ای بی بی غضب ہو اکا شکے میں مگر گئی ہوتی  
 ایسی باتیں نہ سنتی بی حیرت تمہارا ذکر کر رہی ہیں مجھ کو تو یہ آرزو ہو کہ گل سے چہرے پر بہاری سہرا  
 دیکھوں وہاں بھڑوے سرمائے برت انداز کلمو ہا قوم کا رقیل اسکے ساتھ بی حیرت تمہاری شادی  
 کرنگی صمصام جو اپنے ملک کا بادشاہ ہوا اسکے لیے شہو خواص تجویز ہوئی ہی جب اس بیچارے صاحب  
 حسب و صاحب نسب سے اتنا بڑا کام لینگی ہر ان کو تنہی کرانگی فقرے دیکر شہو خواص کے ساتھ  
 شادی ہوگی صاحب اصل تو یہ ہو کہ میں کو مٹنے کی بیٹھنے والی یہ سنکے گھر لگی انکو کھٹی الماس کی اتاری  
 کہ چالون جان دے دون بی بی چھو چھو تو بجائے مان کے میں لپٹ لیں انکو کھٹی چھین لی اور کہا  
 کیون کچی ہم نے رات کو رات دن کو دن بجانا تمہارے واسطے سارے کنبے کو چھوڑا مرد و ہمارا  
 رات بھر ترپا کرتا ہو ایک رات گھر جانا نصیب نہوا کہ میری بیوی کون دلہی کرے گا اسلیے ماری



محبیبیتیں اٹھائیں کہ تم جان دو چلو میں تمکو لیچلوں تمھارے عاشق صادق صمصام سے ملاؤں ان  
 قریب کرنے والوں کے منہ میں لو کا لگاؤں صاحب میں تو ان باتوں سے بالکل آگاہ نہ تھی میں نے کہا  
 چھو چھو بھلا وہاں تک میں کیونکر چلوں کبھی بازار میں نکلی ہوں ڈیوڑھی تک جاتی ہوں نو میرے  
 پاتوں کا نیپے ہن انھوں نے کہا نہیں بی بی کیا میں تمکو لشکر صمصام تک لیجاؤں گی میرے گھر کے چھوٹے  
 ایک باغ ہو کہ اسکو محبوب باغ کہتے ہیں مدت سے خالی پڑا ہے تم چلو وہاں بیٹھو میں مروون کے کان  
 کا ٹونگی تمھارے واسطے خاک چھانونگی ایک اشتیاق نام لکھو مجھکو دو اپنے چاہنے والے سے کیا شرم ہے  
 وہ شاہزادہ خود مزاج کا گرم ہو ذرا سی سُن گن پائے گا آپ دوڑا آئے گا صاحب جو کچھ کیا چھو چھو  
 کیا مجھو یہاں بٹھایا تمکو بھی بلالائیں ہمنے تو اپنے دل کی کہ سنائی اب تم اپنے دل کا حال بتاؤ تمھیں کیا  
 منظور ہے میرے سر پر نہ مان ہیں نہ باپ ہیں اب جو کچھ ہیں وہ آپ ہیں میں اپنی جان دوں گی مگر سرما  
 کے گھر نہ جاؤنگی صمصام ان باتوں کو سنکر پھول گیا کہا ملکہ اب کیون جان دوں گی جب تک میں نہ آیا  
 تھا مقام ترود تھا ابھی تخت پر سوار ہو میرے ساتھ چلو میں لشکر کا بھی بندوبست کر آیا ہوں نیچے قتل  
 ملکہ بران یہ دیکھو میرے پاس ہو اب کیا دسو اس بی میری تو یہ راے ہو کہ تمکو ساتھ لیکر وبراہ  
 خدمت میں کو کب کے چلوں وہ میرا بادشاہ قدیم ہو اسکے قدموں پر گر پڑوں وہ رحم دل ہو فوراً خطا  
 معاف کر دے گا دو باتوں میں مقدمہ صاف کر دے گا یہ سنکر چھو چھو تڑپ کر سامنے آئی کہا ہو کچی تو  
 بھی ہو قوت ہو لونڈیاں بھی احمق صمصام بھی گدہا ہو مجھے کیسے یہ قوت سے پالا پڑا ہو تا بہ کو کب  
 اپنی چھو کری کو نہ جانے دوں گی ایک تو وہ بد نظریہ ہو دوسرے تم نے کیا خوب اسکے ساتھ سلوک کیا ہو  
 اسکی بیٹی کے قتل پر آمادہ ہو کر آئے ہو اسکے سردار ہنر پرستین کو مارا اور شاید اسنے خطا بھی معاف  
 کر دی تو اس ماہ رخسار کو چھوڑے گا فوراً جو رو بنا کر گھر میں ڈالے گا میں دیکھا کرتی ہوں جب بھڑوا  
 افراسیاب گھر میں آتا ہو میری کچی کو آنکھوں میں کھائے جاتا ہو کئی مرتبہ مجھے پیغام کر چکا ہو کہ اپنی  
 صاحبزادی کو ہم سے راضی کرادو ایک ملک تمکو انعام میں دینگے بیٹا خوبصورت کے سب طالب  
 ہوتے ہیں مثل افراسیاب کے کو کب بھی دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو جائے گا مگر حد  
 کہ ہفت نزل لازل جہانکا بادشاہ تزلزل بن ازل لال جاو ہو نہایت صاحب آبرو ہی ہر خد کہ  
 اقلیم سلی کو کب اور افراسیاب کے ملک سے قلیل ہو مگر ساحراو لوال العزم بادشاہ جلیل ہو



افراسیاب بادشاہ ہوشربا کو کب مالک طاسم نورافشان جہاندار شاہ بیابان گلرہ سب  
 اسکا ادب کرتے ہیں سنا ہوسامری و جمشید کہ ایسے تکھے اسکے پاس رکھ گئے ہیں کہ سب اس سے  
 خائف و ترسان رہتے ہیں وہاں میری چٹھانی کا بیٹا سالہ دارا نکی فوج میں بڑا بہادر اور جراتور  
 میان بیوی چلے جاؤ تمھاری بھی وہاں کا بادشاہ قدر کرے گا کو کب و افراسیاب وہاں سے  
 نہ لاسکینگے اگر قصد کرینگے تو ذلیل ہونگے صمصام نے کہا بی بی چھو چھو جو تمھاری خوشی میں تو تمھارا  
 غلام ہوں ملکہ عالم کا عاشق ناکام ہوں ان باتوں میں ملکہ نے کچھ چھو چھو سے اشارہ کیا چھو چھو نے  
 اپنا منہ پیٹ لیا کہ کچی دیکھیے تیرا کھان گذار اہو گا اس بھولے بھالے شوہر کی جان لیگی کیونکر عمر کا نیکی  
 ملکہ سر جھٹا کر رونے لگی صمصام نے کہا بی چھو چھو خیر تو ہی چھو چھو نے کہا کیا بتاؤں یہاں تو یہ آفت  
 درپیش ہے جان بچنے کا پس و پیش ہو صاحبزادی کو عیش سو چھا ہے فرماتی ہیں ایک جام شراب پلاؤ  
 صحبت میں ملکہ حیرت کی آٹھ پہر ہی چرچا ہو وہ صاحب افراسیاب کی جو روہین جو طاسم ہوشربا  
 کا مالک ہوا نکو یہ باتیں نہیں چاہیں اگر شے پانی کا وقت آکے صبر کریں وقت کو مالدین پرانے ملک  
 میں جا کے رہنا ہو گا ہر طرح کی جفائیں سہنا ہو گا صمصام نے کہا بی چھو چھو تم ناحق خفا ہوئی ہو میں  
 ابھی جا کر شراب لاؤں ملکہ کو پلاؤں چھو چھو نے کہا نہیں بیٹا تمھارے جانکی کیا احتیاج ہے میں آٹھ  
 پہر انکے آرام کی فکر میں مبتلا رہتی ہوں مثل دل کے ایک گلابی بغل میں دبائے لائی ہوں جانتی تھی  
 یہ ضدن ہر دم بھر میں اودھم مچائیگی شراب کے واسطے بیکار ہو جائیگی صمصام نے کہا لائے نکا یہ  
 غصہ نہ کیجئے چھو چھو نے بغل سے گلابی نکال کر سامنے رکھی کہا میان بیوی کو اختیار ہے یہ تو میں خوب  
 جانتی تھی کہ میان بیوی ایک ہو جائینگے ہم غیر کے غیر سجا بیٹنگے لالہ زارنگی چشم نے اشارہ کیا انکو کہنے  
 بھی دو یہ کیلے کہا بی چھو چھو گلاس بھی لائیں یا نہیں چھو چھو نے کہا کہ بی بی سب کچھ حاضر ہے چھو بی سے  
 گلاس بھی نکال کر رکھ دیا صمصام خوشی سے پھول گیا سمجھا کہ اب پھول کا سامنا ہو بیشک یہ وصل  
 کی طالب ہو طالع نارسانے رسائی کی معشوقہ عاشق خصال ہاتھ آئی جلدی ہاتھ بڑھا کے گلاس  
 نے گلگون سے لبریز کیا جو ش محبت میں پکارا اٹھا شعر بنوش بادہ کدیا م غم نخواہد ماند چنان  
 ماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ملکہ نے اشارہ کیا پہلے صاحب تم پیو صمصام نے کہا ذرا منہ تو  
 لگا دو چھو بی شراب کا طالب ہوں ملکہ نے بنا زور کٹمہ گلاس ہاتھ سے صمصام کے لیے لیا مسکرا کر



ہوٹھون سے لگایا شاید کوئی قطرہ منہ میں گیا یا نہین منہ بنا کر گلاس رکھ دیا اور کہا واہ بی چھو چھو کہا  
گلابی اٹھا لائیں میری الماری نہ کھولی یہ تو زہر قاتل ہے چھو چھو نے گلاس اٹھا کر کہا بیٹا صمصام  
تم پوانگے یونہی خزانے تلے رہتے ہیں بی حیرت کی بڑی مصاحب ہیں اسی برانڈی کی طالب  
ہیں جو بی حیرت پیتی ہیں نہین معلوم یہ گلابی میں کیونکر لائی شہر سے نکل جانے کی تدبیر ہی بیان فرما  
فراسی بات میں یہ تقریر یہ کہ گلاس اٹھا کر صمصام کے منہ سے لگا دیا صمصام خوشی میں  
آکر پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اتری اُف اُف کرنے لگا کہا بی چھو چھو اس شراب میں کیا ملا  
تھا شعلہ آتش تھا کہ جس نے دل و جگر کو جلا دیا چھو چھو نے چادر اس سے پھینکا آواز دی منم مہتر بن مہتر

چالاک بن عمر و نعرہ چالاک	بعیاری منم چست چالاک	بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تنہ گام	خلیفہ اولم چالاک نام	اور جو بصورت لالہ زار ز گسی چشم

لکھی اُس نے نیمچہ سنبھالایا تو پنجہ نگارین تھا یا پنجہ جلا د معلوم ہوا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمر و

کزان استاد عیاران عیار	سراپادانش و عقل مجسم	بیلغ دین ز مکرش آبیاری
جہان سرہنگ در خنجر گذاری	بہر کشور بلاے جان کفار	عمر و آن شاہ عیاران عیار

تیسری نے نعرہ کیا منم جانسوز بن قران چو تھی نے آواز دی منم ضرغام شیر دل صمصام غصے  
میں اٹھا کر ہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر رہوش ہو گیا چالاک تو بڑھا کہ پنجہ اسکی کمر سے لون  
صمصام تن سے جدا کروں عمر و نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا نالائقی یہ کیا کرتا ہی کئی ہزار روپیہ کا یہ لباس  
سب خونین تر بہر ہو جائے گا قیمت گھٹ جائیگی پھر یہ پوشاک کسکے پسند آئیگی یہ تینوں عیار تو  
الگ کھڑے ہیں عمر و اسکا زیور اتارنے لگا پہلے موتیوں کے مائے اسکے گلیسے اتارے موتی ہاتھ پر  
رکھکے پرکھنے لگے ہر چند چالاک چنچنا ہی کہ حضور پنجہ تو کمر سے نکال لیجیے ہی بڑی چیز ہو کو کب کو  
بہت عزیز ہی عمر و نے کچھ بھی طمع جو اہر وغیرہ نہ سنا جواب بھی نہ دیا خواجہ تو جو اہر جسم سے صمصام  
نا کام کے اتارتے جاتے ہیں مگر قضاے کار ملک حیرت جادو نے بروقت برخاست صرصر  
کو بلا کر یہ کہا تھا کہ صمصام سے ہوشیار رہنا صرصر کنارے پر لشکر صمصام کے ٹھہری ہوئی تھی  
کہ دور سے دیکھا ایک خدمتگار چست و چالاک آیا سرداران لشکر صمصام کو جگانے لگا نہین معلوم  
اُسے چپکے سے کیا کہا کہ وہ سب اٹھتے ہی اسباب سحر آراستہ کرنے لگے دس بیس ایک مقام پر جمع



ہوئے کسی نے اپنا مرکب کھولا کسی نے ہنر بر آتشین بنایا صرصر یہ معاملہ دیکھ کر گھبرائی دوڑی ہوئی  
 قریب اُن سرداروں کے آئی کہ اکیون صاحبو یہ کیا ارادہ ہو خدشہ گارنے کہا آپ سے کیا بتائیں سہلی  
 کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے صرصر نے کہا صاحبو مجھ کو طور بے طور معلوم ہوتا ہی سچ بتلاؤ تمہارے آقا  
 کہاں ہیں ایک سردار بول اٹھائی صرصر صاحب وہ ایک کام کو گئے ہیں صرصر نے پوچھا کوئی  
 بلانے کو تو نہیں آیا تھا کوئی عیار نہ لگا کر لے گیا ہو دم بھر میں سر پر ہاتھ رکھ کر روو گے مالک کو اپنے  
 مردہ پاؤ گے مجھے مفصل بیان کرو واسطہ سامری کا حال نہ چھپاؤ جب تو خدشہ گار گھبرایا کہا ہاں بلکہ  
 صرصر ایک عورت نامہ لیکر بیشک آئی تھی اُس نامے کے دیکھتے ہی زیور و لباس سے آراستہ ہو  
 نہیں معلوم کہاں تشریف لیگئے ہیں ہم سے فرما گئے تھے کہ تیار رہنا صرصر نے یہ سنکر منہ پیٹ لیا کہا لو  
 غضب ہوا عیار لگا کے لے گیا یا بھی ڈالا ہو گا ایک سردار نے کہا اگر دشمن اُنکے مارے جاتے  
 تو اشیائے سحر اُنکے تباہ ہوتے مٹ جاتے صرصر نے کہا دیکھو تلاش میں جاتی ہوں یہ کہہ کر جا ہوا تھا  
 کہ چلے دیکھا صبار قمار آتی ہی صرصر نے پکار کر کہا کہ اری جلد جا کر ملکہ حیرت کو جگادے میری جانب  
 سے عرض کرنا کہ میان صمصام کو کوئی عیار فقرہ دے کر لشکر سے لے گیا میں جنگل کی طرف جاتی ہوں  
 حضور تلاش کرتی ہوئی آئیں شاید کہیں زندہ پا جائیں یہ کہہ کر صرصر بھاگی صبار قمار نے جا کر ملکہ  
 حیرت جادو کو جگایا سارا حال سنایا حیرت بدحواس ہو گئی فوراً طاؤس سحر پر سوار ہو کر بروے  
 ہوا چلی چار جانب دیکھتی جاتی تھی مگر افراسیاب جادو و عیش و عشرت کا بہت پابند ملکہ حیرت  
 سے چھپ کر اکثر پاس معشوقوں کے جاتا، آج کوہ نیرنگ پر پاس ملکہ نیرنگ جادو کے گیا اسنے  
 سامان عیش و حبش مہیا کیا پہر رات رہے تک افراسیاب کٹھ کا لاکر کے طرف باغ عیب سجلا  
 اس خیال سے کہ شاید صبح کو ملکہ حیرت جادو و باغ عیب میں آئے اور مجھ کو نہ پائے فساد برپا کرے گی  
 یہ سوچتا ہوا بروے ہوا اٹھا ہوا چلا آتا ہی سحر قریب ہی ستارہ سحری چمک چکا ہوا افراسیاب  
 جلدی میں چلا آتا ہی کہ عمرو کے نعرے کی آواز کان میں آئی گھر اگر سر جھکا کے دیکھا وہ معرکہ نظر آیا کہ  
 آنکھوں کے نیچے اندھیرا اگیا دیکھا کہ صمصام جنگ آزمائے خونریز زبردہ پوش بہوش ایک باغ  
 ویران کے چوتھے پر پڑا ہی عمرو اسکا زیور اتار رہا ہی تین عیار نیچے گھٹنے کھڑے ہیں عمرو انکو منع  
 کر رہا ہی کہ خبردار قریب نہ آنا صمصام پر ہاتھ تلواری کا نہ لگانا ورنہ مارے کوڑوں کے کھال



گراؤنگا افراسیاب نے وہین سے غصے میں نعرہ کیا باش او ساربان زاوے کیا کرتا ہوں مگر افراسیاب  
جادو چالاک و جالسوز و ضرغام تو تھا گئے نیچے ہاتھ سے چھوٹ پڑے مگر عمر و نے سر اٹھا کر  
دیکھا کہ افراسیاب قریب آچکا ہے سحر کیا چاہتا ہے بس عمر و نے تعجیل تمام کر میں ہاتھ ڈال کر ایک سہر  
ترنج نکالا اور آواز دی کہ اے افراسیاب آج میں بھی سحر کرتا ہوں ملکہ و اما مہ جادو و ساحر شمش  
اس ترنج کے پیرہن بھلا اسکو تو روک یہ کہہ کر کھینچ مارا افراسیاب اپنے سامنے کسی کو موجود کب  
جانتا ہے جب ترنج قریب پہنچا یا سامری کہہ کر ایک تھیلی ماری ترنج کے ہزار ٹکڑے ہوئے اسیں  
سے قطرے پانی کے اڑے مٹھ پر افراسیاب کے پڑے عمر و نے سار ترنج نہ ہوشی کا بنایا تھا ایک  
ہی قطرہ کافی ہوا افراسیاب دھم سے لڑکھڑا کر آسمان و نعرہ کر کے چلا متیون عیار تو مارے خوف کے  
بھاگے دیوارین کو دو دو کر نکل گئے عمر و سمجھا کہ افراسیاب تو مر نہیں سکتا جب وہ دن خدا دکھا گیا  
کہ اسد غازی لوح طاسم پائیگانہ پچھیا مارا جائیگا اور حقیقت میں جس مقام پر افراسیاب جادو  
بہوش ہوتا ہوا زمین تھراتی ہی یا ہو کی آواز آتی ہے تپلے فولادی زمین سے پیدا ہوتے ہیں کبھی شہر  
آجاتے ہیں بہر نفع اسکے پیر اسکو قتل سے بچاتے ہیں بعض پتلے اگر ہوشیار بھی کر دیتے ہیں ان خیال  
سے عمر و نے افراسیاب کی طرف سے مٹھ پھیرا چاہا صمصام کو قتل کرے مگر صرصر شمشیر زن جو جنگل میں  
دوڑی دوڑی پھر رہی تھی اسکے کان میں نعرہ افراسیاب کی آواز آئی سر اٹھا کر دیکھا افراسیاب  
ایک بلغمین نعرہ کر کے گرا اس نشان سے صرصر بلغم کے اندر گھس آئی دیکھا سامنے شہنشاہ  
افراسیاب اوندھے بیوش پڑے ہیں ایک سمت صمصام ناکام مثل مردے کے بحیں حرکت  
خواجہ عمر و خنجر برہنہ ہاتھ میں صمصام کا سر کاٹنے چلا ہوا صرصر یہ دیکھ کر بے قرار ہو گئی وہین سے نعرہ  
کیا او ساربان زاوے خبردار ہاتھ کو اپنے روک کہ میں آپہنچی عمر و نے پلٹ کر اپنی محبوبہ مطلوبہ کو دیکھا  
زلفین چہرے پر آراستہ چست و چالاک عاشق کشی میں بیباک آنکھیں رشک چشم غزالان عارض  
بدر آسمان حسن و جمال قد سرو باغ دلربائی گل حلیقہ رعنائی ترچھی نگاہ تیغ ابرو بے پناہ خوبصورت

نیک سیرت ابیات	جبین مطلع صبح ایجاد حسن	بھوین دست و بازوے جلاوین
اجل کا مکان گوشہ چشم میں	قیامت نہان گوشہ چشم میں	پانچون میں گرہ دیے ہوئے گاتی
باندھے ہوئے پئے پر ابھار حباب دریائے نور کے یاد و گنبد بلور کے بموجب ابیات		



وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا	ایسا نہیں جو رکاسراپا	وہ صبح جبین تھی صبح جنت
ہر چین تھی موجہ لطافت	آنکھیں اُستاد سامری تھیں	نشے میں شباب کے بھری تھیں
دنبالہ کب انہیں سرے کا تھا	بیمار کے ہاتھ میں عصا تھا	بہنی کے قریب کب تھے ابرو
شہباز نے وا کیے تھے بازو	عمر و نے پکار کے آواز دی	ای جان جہان وای آرام دل مشتاق

اس وقت الگ رہنا میرے قریب نہ آتا اور نہ میں بُری طرح پیش آؤنگا اس وقت مجھے اور ہی فکر ہی آج میں تمھاری ایک بھی نہ سوتگا ابھی میں اور رنگ میں ہوں صرصرہ سُنکے لگی گالیاں دینے پھوڑے تو اپنے تئیں سمجھا لیا ہر آمینہ تو کبھی میرا ہوا ہوگا چینی میں پیشاب کر کے تو نے اپنی صورت دیکھی ہوگی لنگور معلوم ہوتا ہی میں ایسی صورت پر نہ تھو کون لٹا پا پانچا نہ کا بھی نہ اٹھواؤں اور تو کیا نصیب ہوگا مٹھ تو گھوڑے پیٹے نے سوندھا کر دیا یہ کہلے سر سے گوچن کھولا کلا گوچن میں پتھر دیا جرخ دے کر مارا اگر عمر و جست نہ کرے تو سڑاڑ جائے بعد اُسکے نیچے کپڑے کے عمر و پر جا پڑی عمر و ہر چند ہاں ہاں کرتا ہو بیوی یہ کیا بیوی یہ کیا اپنے شوہر پر یہ غصہ یہ ساری مشقت تمھارے ہی واسطے کرتا ہوں گھر چل کے لڑلینا کوئی دیکھے گا نہ ہنسے گا بد زبان مشہور ہو جائیگی گرسنتون میں بیٹھنے نہ پائیلی ہاں نہ ہند کی گالیاں کھا لیگی عمر و اپنی کہے جاتا ہو لیکن صرصرہ نیچے پکڑ کے برس پڑی چھوٹ کے ہاتھ کی صفائیاں بندھی ہوئی گھائیاں سرتیا یا کر پر ہاتھ مارا کبھی پالت کبھی بھنڈا رہا بیباکی سے لڑ رہی ہو عمر و کبھی خالی دیتا ہو کبھی نیچے اٹھا کر ڈراتا ہو کہ دیکھ میرا بھی ہاتھ چلا چاہتا ہو عمر و ظاہر میں تو ایسی ایسی باتیں کر رہا ہو لیکن دل بفرار کہ اے عمر و ساری مشقت ضائع ہوئی اب یہ صمصام کو نہ قتل کرنے دیگی اس خاک میں کہ اگر بن پڑے تو صرصرہ کو بھی ہوش کروں حباب بیوشی گھائیوں میں دیے ہوئے ہیں چاہتا ہو ذرا بھی تھے تو حباب ماروں مگر صرصرہ تو اندھی ہو تمام ہوش ربا میں اسکی ہوا بندھی ہوئی ہو ایک برقی جہندہ ہو کہ کو نہ رہی ہو مانند سبزہ دل عمر و کو رو نہ رہی ہو صرصرہ کی فکر میں تو عمر و کٹا ہی چوین روکتا جاتا تھا اب جو پلٹ کر دیکھا زمین شق ہوئی ایک پر بزاوہر درگوں مرصع پوش پکاری ہاتھ میں پیدا ہوئی غل مچائی ہوئی ہو شہنشاہ زمین پر او نہ تھے پڑے ہیں یہ کس نے بے ادبی کی کیکر اُس پر بزاوہر نے پکاری مٹھ پر افراسیاب کے ماری فوراً افراسیاب نے کروٹ لی اب عمر و بھاگا صرصرہ نے چاروں کون عمر و ٹیک کے نیچے کو دیوار باغ فریا کرتے گرتے زمین پر گلاہم اور ٹھکرا گیا



ہوا پر بڑا تو افراسیاب کو ہوشیار کر کے غرق زمین ہوئی افراسیاب اٹھا صرصر کو دیکھا نیچے کپڑے  
 دوڑی دوڑی پھر رہی، افراسیاب سمجھا کہ عمر و نے صورت تبدیل کی صرصر نے کجگو دھوکا دیا چاہتا  
 ہوا اٹھتے اٹھتے ڈانٹا باش اوسا ربان زادے اب بتا مابہ دولت کے ہاتھ سے چکر کہاں جائیگا کیونکر  
 جان بچائیگا اومکار غدار غضب کیا تھا میرے دوست صادق کو مارا ہوتا جتنا کہ صرصر کی زبان  
 سے کچھ نکلے افراسیاب نے یاسا مری لکے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا صرصر مثل ٹوٹن کبوتر کے  
 زمین پر گری ساری ہو ابی صرصر کی بگڑ گئی چوڑوں میں چوڑی پکاری ای شہنشاہ میں ہوں  
 واہ سبحان اللہ کیا خوب طبیعت سعدی نکوئی بابدان کردن چنانست کہ بد کردن بجائے نیک مردان  
 دشمن کا کچھ نہ کر سکے وہ تو نکل گیا مجھ پر زور آزماتے ہیں اگر میں نہ پہنچتی تو میان صمصام جہنم واصل  
 ہو گئے ہوتے افراسیاب یہ کہتا ہوا دوڑا کہ میں قیری مکاریاں خوب جانتا ہوں دم بھر میں سو  
 صوفین تبدیل کرتا ہی چاہتا تھا افراسیاب کہ صرصر کو ایک ہاتھ تلوار کا لگائے کہ آسمان پر برق چکی  
 حیرت جادو نمایاں ہوئی حیرت نے دیکھا عجب طرح کا معاملہ ہے ایک طرف صمصام ہوش پڑا ہی  
 صرصر کے پاؤں زمین پر پڑے ہی شہنشاہ تلوار کھینچے ہوئے کھتے ہوئے کہ او عمر و آج زندہ چھوڑ دینا صرصر  
 پکاری ہو حضور ٹھہرے دیکھیے پھتائے گا تلوار نہ لگائے گا گھبرا گئی تڑپ کر زمین پر گری ہاتھ شہنشاہ  
 جادو ان افراسیاب بے ایمان کا قاتل کا قصد کیا افراسیاب سمجھا کہ برق فرنگی حیرت بنے  
 آیا گھبرا یا تو ہوا تھا ہی ایک سنگریزہ زمین سے اٹھا کر مارا کہ او بھوریے میں نے تجکو بھی پہچانا آج  
 دونوں کی قضا آئی، سنگریزہ حیرت کے سینے پر پڑا اگر ساحر زبردست نہ ہوتی تو پسلیاں ٹوٹ  
 جاتیں حیرت نے فوراً رد سحر کیا کہ سنگریزہ زمین پر گرا حیرت نے کہا ای شہنشاہ ہوشیار ہو جیسے  
 کسی بدحواسی، ہوشم ملک حیرت جادو اپنے بیگانے کو پہچانے جب حیرت نے سحر کو رد کیا تب  
 افراسیاب کو یقین ہوا کہ میری زوجہ ہی برق فرنگی نہیں، اگر عیار ہوتا تو رد سحر نہ کرتا اسوقت  
 افراسیاب نے حجاب سے سر جھکا لیا کہ ملک عجب مصیبت میں ہوں اسکو تو پہچانو کہ صرصر ہی  
 یا عمر و ملک حیرت جادو نے نہر سے پانی لیکر صرصر کے منہ پر چھینٹا دیا اگر رنگ دروغن ہوتا  
 تو تبدیل ہو جاتا یہ تو صورت اصلی ہو جیسی شکل تھی وہی صورت رہی حیرت جادو نے شہنشاہ  
 کا سحر تارا صرصر ملک حیرت کے قدموں سے لپٹ کر رونے لگی کہا جب میں آئی تھی شہنشاہ



بیوش پڑے تھے عمر و صمصام کو فرج کیا چاہتا تھا مین نے اگر کیا یا اسکا یہ انعام پایا دیکھتے کیسی  
چوٹ لگی جس جس مقام پر صدہ پہونچا اسکا بیان شرم سے نہیں کر سکتی حیرت جاوونے پر اس  
گلے لگایا اور کہا سامری اس ساربان زاوے کو غارت کریں ایسی جھٹ پٹ عیاری کرتا ہی کہ  
عقل دنگ ہو تو بڑی عیارہ ہو لگا اسکے ہاتھ سے تنگ ہو اب افراسیاب و حیرت و صصر  
قریب صمصام آئے دیکھا کہ زمین پر صمصام بیوش پڑا ہی مگر بڑے ٹٹاٹھ سے دو لہا بنے ہوئے  
منہ دی ہاتھ پاتوں مین لگی ہوئی گدا گدا کا جل آنکھوں مین و سمنہ ریش نش مین عطر سماگ کی لباس  
سے بو آتی ہو صصر قرقمہ مار کر سنسی کہا ذرا انکو ہوشیار کر کے حال پوچھیے یہ تو کج خوب بنے مین شاید  
فقرے پر شادی کے یہاں آئے مین مگر عمر و نگوڑے کی چالاکی دیکھیے کہ مجھے لڑتا جاتا تھا اسی خوف  
و بیم مین چاندنی اور بوتل شراب کی اٹھائی اور نذر زینیل کر کے نکل گیا یہ کہ صمصام کے منہ پر چھینٹا  
مارا صمصام نے گھر آکر آنکھ کھولی پہلے نگاہ ملکہ حیرت پر پڑی چونکہ نشہ بیوشی کا باقی ہو مہوت  
ہو رہا ہو لالہ زار زنگی حشم کا تصور کر کے ملکہ حیرت سے کہا اؤ کلجے مین ہاتھ ڈال دو کھڑی کیوں  
میرے سو جانے سے خفا ہو گئیں دراصل شراب بڑی چیز ہو تھین نے کہہ کر ملانی ملکہ حیرت نے  
مسکرا کر منہ پھیر لیا افراسیاب نے کہا ای بہا وراٹھو کیا بیوہ بکتے ہو صمصام ارف افراسیاب  
کے متوجہ ہوا کہنے لگا بس آپ کے وعدے کو بھی دیکھ لیا ہکوم دیکے ہمارے ملک سے بلایا کو کب  
باغی کرایا بران کو قتل کر دیا کہ چاہتے ہو کہ شہو خواص حرامزادی جو بی حیرت کی لونڈی ہو مجھ ایسے  
جلیل کی اسکے ساتھ شادی کرو مین کبھی اسپر تھو کو نہ لگا بھی نہیں میری معشوقہ میرے پاس خود چلی آئی  
دیکھو وہ کھڑی ہنس رہی ہو اور مین آپ سے کچھ پایہ کی کا نہیں رکھتا ہوں مین اپنے ملک کا بادشاہ  
ہوں وہ گوے مارو لگا کہ زمین کے طبقے آسمان پر مثل غبار اڑ جاوینگے یہ کہہ کر ٹکھڑاتا ہوا اٹھا اور  
جھولی سے گولہ نکالنے لگا افراسیاب نے بان بان کہے ہاتھ تھام لیا صصر سمجھی کہ ابھی نشہ بیوشی  
کا اسکو ہو حوض سے پانی لیکر جلد منہ دھلایا اب اتنی دیر کے بعد صمصام کو بخوبی ہوش آیا  
تصویر کے خاموش دل مین محبوب مطلوب کی محبت کا جوش چوکتا ہو کر چار جانب دیکھنے لگا  
افراسیاب نے کہا ای صمصام خیر تو یہ بیان کہاں آئے کون لایا کہنے لگا اس باغ ویران  
کا راستہ بتایا شہو لونڈی کیسی معشوقہ یہاں کہاں اب تو صمصام رونے لگا کہ حضور مین تو



ابھی اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا شراب پی رہا تھا ایک ایک یہ کیا ہو گیا اور یہ شعر پڑھا شعر صبح و سیدو  
شب گذشت ماوشین بجانہ رفت دروے سحر سہ کنید یا رب این بہانہ رفت بہ وہ خواب تھا یا بیداری  
مٹی اس معشوقہ وفادار کو کیونکر یا ون سامان وصل مہیا تھا پھر فراق کا سامنا ہی آپ یہاں کیونکر آئے  
آپ کو جشن کی کسے خبر دی آتے ہی صحبت عیش برہم کر دی افراسیاب نے کہا اے صمصام عیار  
لشکر اسلام حکمو و صوکا دیکر یہاں لائے عمر و مختاری معشوقہ کی صورت بنا تھا تلو شراب پلا کر ہوش کیا تھا  
قتل کیا چاہتا تھا کہ اتفاق سے میرا دھڑکڑ ہو اصر صر بھی ہو پچی ملکہ عالم بھی آگئیں شکو بچا یا ورنہ  
اُسے مار ڈالا ہوتا اب تو صمصام نے شراب کر سحر جھکا یا کہا حضور نے جان بخشی کی حضور اس جان نثار  
کی جانبازی کو ملاحظہ فرمائیں گے دیکھیے گا کیسا انتقام مسلمانوں سے لیتا ہوں کہ وہ بھی یاد کرین اور بران  
کا تو وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکی جوانی پر روین اور بجگو ذرا رحم نہ آوے اور عیار  
کی تو بوٹیاں کاٹ کاٹ کر کباب لگاؤنگا ایک ایک تکہ کل اپنی فوج کو کھلاؤنگا افراسیاب نے کہا  
تکو اختیار ہو جو مناسب جانتا وہ کرنا کباب عیار و ن سے بچے رہنا یہ کہ افراسیاب نے سحر سے  
وہ تخت تیار کیے افراسیاب اور حیرت جادو اور صرصر شیر زن ایک تخت پر اور ایک پر  
صمصام سوار ہو کر اپنے لشکر میں آئے تمام سرداران افراسیاب چار جانب سے دوڑے  
افراسیاب تخت پر ملکہ حیرت جادو کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوئے اور صمصام کو ایک نگل  
زین بیٹھنے کو ملا اس کے سردار بھی سب آکر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے صمصام حجاب سے سر نہیں اٹھاتا  
غصے میں کانپ رہا افراسیاب نے ساتی بچے کو اشارہ کیا اُسے جام شراب اول افراسیاب  
اور ملکہ حیرت کو دیا بعد ساتی جام ولیکر صمصام کے سامنے آیا کہا میں نہ پیونگا جو شخص ایسی  
زنت اٹھائے وہ شراب و کباب کا شغل کرے مقام جفت ہو شعر بیتا ہوں خون دل نہیں خواہش  
شراب کی بہ دل بھن رہا کسکو ہوس ہو کباب کی ہاوی شہنشاہ غلام کی کیفیت رنج و ملال سے

بھی سیندر ہا میں کبھی شہر رہا	اکیلے ہم نہ رہے ایک ٹکڑا رہا	ہمیشہ سوز جدائی سے بھرا رہا
شب فراق میں بکھوٹے صلا نشین	اس ایک صبح کا دونوں کو نظر نہ	جو اضطراب سد ہا را تو صفا رہا
گناہ بخشہ ہے پھر گناہ گار رہا	یہ چشم داشت تھی منہ پھیر کر گناہ	لگاہ لطف نہ کرتے وہ قتل ہی کرتے
	قلق رہا کہ تہ قاتل سے میں و چار رہا	



دور نگیان نہ گئیں نشہ محبت کی  
تمہارے مستونہیں ایک ایک موٹا شیار

سرور دلمیں ہا آنکھ میں خمار رہا  
سلوک خوب آسنے دیکھ دل دم مرگ

اس انجن میں گندہ ہوش کا ہوا نہ کبھی  
کبھی چین سے عاشق تہ مزار رہا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھ کر رونے لگا افراسیاب نے کہا ای خیر خواہ مابہ دولت اگر تلو لالہ زار نرگسی چشم  
کی جدائی کا ملال ہو تو میں ابھی بھونری پھر دادوں مگر چاہتا ہوں تمہاری شادی میں عالم عالم دنیا  
دنیا جمع ہو اس دھوم سے شادی کروں کہ شاہان و لو العزم رشک کریں مگر ام تمہاری شوکت دیکھ کر  
کھنڈھی سانسین بھریں اور اگر تلو ذلت کا خیال ہو تو یہ بالکل بیکار ہو یہ شرف ہاتھ سے عیاروں کے  
سب کو حاصل ہوا ہی ہمارے مرشد زادے مصور جادو و تشریف رکھتے ہیں اکثر عیاروں نے انکو  
گرفتار کر لیا قدرت کی بہو ملکہ صورت نگار کا کیا نقشہ کیا برہنہ کر کے اکثر چھوڑ دیا یہ ذلت نہیں ہو  
ایک تین روپیہ کا پیادہ کوئی حرکت ناشائستہ کرے اسکا ملال کیا کوئی اپنا ہمسرہ ہوتا تو اسکو جا کر ابھی  
ذلیل کرتے سو مرتبہ گرفتار ہو کر آئے ہیں سو مرتبہ گرفتار کر لیا مشکین باندھیں سزائیں دین وہ بے حیا  
خوش ہوتے ہیں عمر کا تو یہ قول ہو کہ میں گرفتار ہوا اور حریت کو مارا پس ایسوں کی بات کا خیال رکھنا  
دانائی سے بعید ہو اگر تم کو تو ابھی سب کو پکڑو ابلو اون صمصام نے عرض کیا حضور کی پرورش کی  
انتہا نہیں ہو اسوقت کے حضور کے فرمانے سے یہ غلام سمجھ گیا کہ شادی تو ضرور ہوگی اور عیار جب  
ایسے بزرگوں کے ساتھ بے ادبی کر چکے ہوں تو میری کیا حقیقت ہو مگر کیا کروں دل نہیں مانتا کبھی  
اس غلام پر ایسا سانحہ نہیں گذرا اب دفعیہ اس رنج و ملال کا بھی ہو کہ حضور جلد بل جنگی میرے  
نام پر بچو امین صبح کو ملکہ بران کو تہ تیغ کروں خاک و خون میں نرپتا دیکھوں علاوہ قتل بران کے  
کل مسلمانوں کو قتل کروں گا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر بھی جاؤں گا حمزہ کی بھی مشکین باندھ کر لاؤں گا اور  
عیاروں کا تو نام پر وہ دنیا سے مٹاؤں گا لوگ چرچے کو نیلے کہ فرقہ عیاران اور مکاران کبھی پر وہ دنیا میں  
تھا اور یہ چاروں پانچوں جو عیاری کرنے آئے تھے انکے تو کباب لگا کر کھاؤں گا افراسیاب نے جواب  
دیا جو چاہتا وہ کرنا تلو اختیار ہو مگر سرور بار اسطرح کے ذکر نہ کرو عیاروں کا وہ مبدہ نام نہ لو وہ ہر وقت  
موجود رہتے ہیں کیا عجب ہو کہ بھوریا یا کالیا یا تانتیا اسی جلسے میں کھڑے ہوں بابتیں سن رہے ہوں  
صمصام نے کہا ای شہنشاہ ان کلمات سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ حضور بھی عیاروں سے ڈرتے ہیں پہلے  
انہیں کی فکر کروں ابھی جا کر انکو مٹا دوں افراسیاب نے کہا خیر میں ڈرتا ہوں یا نہیں ڈرتا ہوں



جو مناسب جانتا ہوں وہ کرتا ہوں نگو کیا غرض یہ تم جس واسطے آئے ہو اس فکر میں مصروف رہو ان  
 جھگڑوں میں نہ پڑو یہ کہہ کر حکم دیا کہ طبل جنگی نام پر صمصام جنگ آزماے خونریز رہ پوش کے بچے  
 ہو جب حکم افراسیاب چار سو نقارہ رزمی پر چوب پڑی زمین لرز گئی آسمان کا کلیجہ کانپ گیا  
 مرغ فلک بھرا یا شیران صحرا کو صداے ہولینے طبل جنگی سے غش آیا افراسیاب صمصام سے یہ  
 کہہ کر اٹھا کہ مابدولت پردہ ظلمات میں جاتے ہیں تم باطمینان مصروف جنگ ہونا کسی رنج و ملال کو  
 دل میں جگہ نہ دینا بلکہ صرصر شمشیر زن و ملکہ صبار رفتار کنند انداز و عیار بچوں کو بلا کر حکم دیا کہ خبر دوا  
 خبردار آج صمصام کی دربار گاہ پر حاضر رہنا اگر عیاروں کا گزر ہو جائیگا تو تمکو نراے کا دل بجائی  
 پانچون عیار بچوں نے دست بستہ عرض کیا کیا مجال ہو عیاران اسلام کی کہ صمصام کے خیمے کے  
 قریب آسکین یا گوہر مدعا پاسکین مگر ایک تاکید صمصام صاحب سے بھی کر دیجیے کہ اپنی بارگاہ میں  
 شریعت رکھیں اسوقت سے سحر تک کسی کو اپنے پاس نہ آنے دین خاصہ وغیرہ ہماری صلاح سے نوش  
 کرین شراب و کباب کا شغل معطل رہے کینزین گرد بارگاہ کے رات بھر پھر اگرنگی کیا مجال ہی زندہ پر  
 مار سکے اور درندے کی تو کیا لیاقت ہو کہ طرف سے انکی بارگاہ کے گزرے افراسیاب جاوونے  
 کہا اے صمصام تیرے صف شکن جو کچھ صرصر نے کہا ہو اسکو بگوش ہوش سن لو اسی طرح جا کر انتظام  
 کرو آج رات کو قیامت برپا ہوگی شب بھر عیار تمھارے قتل کی فکر میں رہینگے ذرا بھی غافل ہو جاؤ گے  
 دیکھو پھپھتاؤ گے صمصام چونکہ جوتیان عیاروں کے ہاتھ سے کھا چکا ہو صدمہ عظیم اٹھا چکا ہو بہت خوب  
 بہت خوب کہ رہا ہو افراسیاب بخوبی سمجھا کر تخت زرین پر سوار ہوا بشوکت و شان طرف پردہ ظلمات  
 کے روانہ ہوا صمصام کو عیار بچوں نے لا کر بارگاہ میں پہنچایا آپ واسطے حفاظت کے دربار گاہ پر  
 بیٹھیں اور چند ساحران غدار کو قریب اپنے بٹھالیا اس طرح حفاظت میں صمصام کے مصروف ہوئے  
 جو اسیان لشکر اسلام یہ خبر وحشت اثر لیکر طرف لشکر ملکہ مرغخ کے روانہ ہوئے ساتی نامہ مصنف

کہ طہری تو ای ساتی جنگ جو	نہو مجھے میکش کا ناحق عدو	نہو مستعد تو مرے قتل پر
نگر نیچے کو تو زیب کمر	ارادہ نہ کر مجھے پیکار کا	ذرا دل میں کر خوف قہار کا
خطا میں نے کیا کی ہی تیری بتا	روا رکھ نہ مجھ بیخفا پر جفا	بس اب دور غصے کو کر رام ہو
تو اس میکدے میں نہ بدنام ہو	پلا جام صہبائے نسکین دل	کہ یہ رند ہو اب بہت مضمحل



مرے ساتی مہوش مہ لقا	بس اب رحم کر مجھ پہ بہر خدا	انہ کیا می سے مجھ کو چھکائے گا تو
مرا خون ناحق بہائے گا تو	یہ روشن ہوا تو کرے گا جفا	قمر کی بھی جان کا ہی حافظ خدا

یہاں دربار ملکہ مرخ تھر چشم کا آراستہ ہی تمام ساحران نامی و افسو نگران گرامی دربار میں جمع ہیں سریر جہان بینی پر ملکہ مرخ تھر چشم بعدہ وزارت ملکہ بہار جاو وطن دست راست کے دست چپ پر بعدہ وزارت ملکہ شرخ کموے کا کل کشا ایک جانب ملکہ ہلال تھر افکن ایک جانب شاہزادہ خورشید زرین سحر یہ چاروں وزیر خوش تدبیر سحر میں طاق علم نیرخات میں شہرہ آفاق اور دیگر سرداران نامی اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہیں ایک جانب ملکہ بران شمشیر زن دختر نیک اختر شہنشاہ کو کب روشن ضمیر حسن میں بے تمثیل سحر میں بے نظیر خیال نگر امی صمصام میں سرنگ خواجہ عمر بن امیہ ضمیری نے اگر حال اپنی عیاری کا بیان کیا اور فرمایا اوی نور نظر پارہ جگر اس ملعون کو مار لیا ہوتا مگر نہایت سخت جان ہوا انشاء اللہ تعالیٰ اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا نگر امی کی سزا پائیگا اور چھ عیار اس وقت داخل بارگاہ آسمان جاہ ہیں کہ سامنے چرند اور پرند ہر کارے گردین آلودہ پسینے میں غرق افنان و خیزان حیران و پریشان چہرہ متغیر مضطرب و شہسدر

اگر دعا و ثناے بادشاہی اس طرح بجالائے نظم مصنف	خدا یار ہے شاد و خرم یہ شاہ
بڑھے دمبدم دولت و عز و جاہ	کہاں ہی ہمارے سعادت نشان
اکی یہ جیتک ہیں برق و بحا	ہیں جیتک فروزان مہر و آفتاب
عدو مثل سبزے کے پامال ہو	شہر یار کی عمر و دولت کو پروردگار دراز کرے اقبال ترقی پذیر ہو

دشمن سرکار و دولتدار کا ذلیل و حقیر ہو اس باغ بخیزان میں ہمیشہ بہار رہے باغی اس بوستان جنت نشان کا صدا خار حوادث روزگار سے سینہ نگار رہے اوج پر آفتاب عالم تاب اقبال ہو کو کب دشمن تیرہ نخت کو زوال ہو اس وقت صمصام بد انجام نے بقرہ و غضب تمام طبل جنگی بجوایا ہو اس نگر امی کا ارادہ ہو کہ ملکہ بران شمشیر زن سے معرکہ آراے نبرد ہو افراسیاب خانہ خراب نے اسکی حفاظت کے بڑے بڑے سامان کیے ہیں پانچون عیار پچان در نکیت اثر پر اس روسیہ کے مثل اعمال بد حاضر اور بہت سے ساحران خدار بھی ناظر ہیں اس قدر بھیا کو غور ہو کہ زمین پر اچھی طرح پاؤں نہیں رکھتا پانچون کے بھل چلتا ہی مثل آب چاہ جانتان نخوت سے ابلتا ہو گرای



شہنشاہ اوج عیاری اپنے ذلیل ہونے کا اُسکو بڑا غم ہوئی گئی وہ سیر و برہم ہو افراسیاب نے تسکین  
 بہت دی ہو اور منع کیا کہ کسی دام تزدیر میں جا کر پھنس جاؤ گے ورنہ آپ سب صاحبوں کے گرفتار  
 کرنے کو آتا تھا اور جو جو کلمات سخت نسبت حضور کے کہے ہیں لائق گذارش نہیں ہیں اور افراسیاب  
 طرف پر وہ ظلمات کے گیا خواجہ عمر و نے فرمایا بی بی بران تم نے سنا اب ہماری رائے کی پابند ہو  
 تا ہمارا دل زار خرسند ہو وہ رائے یہ ہو کہ صبح کو تم میدان کارزار میں بجانا بارگاہ میں مصروف عیش  
 و نشاط رہنا انشاء اللہ عین معرکہ کارزار میں اگر اس بجایا سے انتقام نہ لیا تو نام اپنا خواجہ عمر و نہ رکھا مگر  
 تمہارا میدان کارزار میں آنا اور ایک ذلیل کے مقابلے میں جانا میری رائے کے سرسہر  
 خلاف ہو ملکہ بران شمشیر زن نے بسبب سعادتمندی سر جھکا لیا عرض کی اچھے رائے مولیٰ ازہمہ اولیٰ  
 ہماری کیا مجال کہ آپ کے ارشاد فیض بنیاد سے سرتابی کریں مگر جو میری رائے میں ہو اُسکو سماعت فرمائیے  
 آئندہ جیسا حکم ہو گا بجا لاؤنگی وہ یہ ہو کہ آپ نے اکثر زبان معجزان سے ارشاد فرمایا ہو کہ زلزلہ قاف  
 ثانی سلیمان کا یہ طریقہ ہو کہ میدان کارزار میں جو جسکو پکارتا ہو نام لیکر لگا رہا ہو وہ اُسکے مقابلے میں  
 جاتا ہو انتہایہ کہ ایک دن آپ نے ذکر کیا تھا کہ قباد شہر یار نوزنگاہ ملکہ مہر نگار بارہ برس کے تھے فیروز  
 عاد مغربی بیٹا سلندر بن ہیکلان مغربی کا بڑے زور و شور سے براہے مردنوشیروان آیا  
 تختک نے اُسکو سمجھایا اس بجایا نے یہ کہلے بلبل جنگی بچو یا کہ میں قباد شہر یار سے مقابلہ کرونگا  
 صاحبقران زمان کو کچھ چارہ نہوا ہر چند کہ شب بھر بقرار رہے تمام سردار بھی اشکبار رہے  
 صبح کو قباد شہر یار نے جا کر فیروز عاد ایسے دیو خصال سے مقابلہ کیا آخر اُسکو عنایت سے پروردگار  
 کی بصد کرد و فواصل جنم کیا بس حضور تصور فرمائیں جب صمصام بجایا اکی کینز کا نام لیکر میدان میں  
 لٹکا رہے گا یقین تو ہو کہ حضور کو سب سے زیادہ خلاف ہو گا اگر آپ کو یہ منظور تھا تو نامہ لکھ کر محکوم اشنا  
 راہ میں روکا ہوتا یہاں آنے نہ دیا ہوتا اب سب پر بخوبی ظاہر ہو رہا ہے ایک اس حال سے بخوبی ماہر ہو  
 کہ میں اس مقام پر موجود ہوں کیسے کلمات سخت و سست یہ ٹکرام کہیگا بھلا میرا قلب تیغ زبان مصمص  
 کا زخم سہیگا یہ تقریر و لہجہ ملکہ بران شمشیر زن کی سکر خواجہ عمر و نے سر جھکا لیا دل میں خیال کیا کہ کج کہتی  
 ہو مگر مصلحت جواب دیا کہ بیٹا وہ مقام اور ہو یہاں ساحران مکار کا دور ہو کر کرنے والے بھاگ کر غرق  
 زمین ہو جاتے ہیں یہ مکر حریف کے پشت پر آتے ہیں کبھی دام کبھی کندھ مار کر گرفتار کر لیجاتے ہیں



اُس پر بیان تعریفیں ہونی بہن کہ اچھا سا حرف کس لطف سے حریف کو کپڑے گیا اور ہمارے آقا سے  
 نامدار کے لشکرین غازیان دیندار و تاجدار ان ہتور شعار پہلوانان عالیو قار اگر ایک قدم کچھے ہٹائیں زور  
 پہلوانان سے باہر نکل جائیں اور حمزہ تو وہ شیر دل ہو کہ پردہ قاف میں دیو عفریت ایسے زبردست کو  
 سوتے میں نما را جگا کر لگا کرادہ وہ سخت قوانین قرار دیے ہیں کہ سوا سے فرزند ان حمزہ کے غیر انکی  
 پابندی نہیں کر سکتے ہیں بس بی بی تم بیان کے قواعد پر عمل کرو صرف ایک دن بارگاہ میں رہو اسی  
 لڑائی میں اگر خدا چاہیگا اس بچیا سے فیصلہ ہو جائیگا کسی نہ کسی عیار کے فریب میں ضرور آئے گا  
 ملکہ بران نے کہا او عم نامدار صاحبقران عالیو قار کا لو اسے شوکت از پردہ دنیا تا بہ قاف  
 سرفراز ہو مردان عالم کو انکی جرأت پر ناز ہو اُسے مثال دوں کیا مجال ہو مگر میرا باپ بھی شہنشاہ کو کب  
 روشن ضمیر مردان عالم سے ہونامی و نام آور ہو آپ نے اکثر ملاحظہ کیا ہو گا کہ افراسیاب ایسے بادشاہ  
 طاسم ہوش ربا پر جا پڑتا ہو کس کس جرأت سے لڑتا ہو حقیقت میں افراسیاب بلا سے روزگار ہو ان  
 چاروں اقلیموں میں کوئی افراسیاب کا ہمنبر و ہمین ہو اگر میں نے اُسکے پکارنے پر مقابلہ نہ کیا ورنہ نامدار  
 پھر میری صورت نہ دیکھینگے اگر چہ ظاہر میں کچھ نہ کہتا تو باطن میں نگاہ سے گرجاؤنگی اب اگر حضور زیادہ تاکید  
 فرمائینگے یہ کینہ اپنے تئیں ہلاک کر لی عمر و کو یہ سنکر سناٹا آگیا قلب مقرر کیا ضبط کر کے فرمایا اسی نور نظر مجھ  
 جزاک اللہ مردان عالم ایسے ہی جبری ہوتے ہیں خیر حسیا مناسب وقت ہو گا دیکھا کرنا ملکہ بہار و وغیرہ  
 کہا خواجہ سلامت آپ کیون ترود فرماتے ہیں ہم سب واسطے جاننا لای کے موجود ہیں انشاء اللہ سحر تو ہونے  
 دیجیے اُس نکر ام کو اگر تنگے چنوا کر نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ کھا برق لامع نے بڑھکر جواب دیا  
 یوں کڑک کر اُس ملعون کے سر پر گرون کہ خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دوں دو کڑے برابر ہوں گے رعد نے  
 کہا وہ چیخ ماروں کہ حرام زادے کے کان کے پردے پھٹ جائیں برق مادر رعد نے بیقرار ہو کر جواب دیا  
 میرے بھی وار سے نہ بچے گا ہم مان بیٹے ملکہ مار لینگے آپ بسم اللہ طبل شنگی بجنے کو حکم دین اسی وقت بوجہ  
 حکم ملکہ تہخ سحر چشم نقارہ رزمی پر چوب پڑی اشعار  
 ہزد طبل را آن چنان طبل زن  
 کہ درید میت نہ میت کفن  
 دہل زد دہل زن بہت سین او  
 سین دین او دین او دین او  
 صد اے طبل جنگ بید رنگ اس رنگ سے بلند ہوئی کہ روح سامری و جمشید درمند ہوئی لگا کر  
 نے چاہا کہ اب دربار برخاست کریں کہ طیران سریع السیر جادو نے جو نامہ لیکر شہنشاہ کو کلب کا آیا تھا



یہ سب معرکے اپنی آنکھ سے دیکھے اور حالات عیاری خواجہ عمر و سنہ خبر خواہ قدیم بہت بقرار تھا لیکن باتوں سے خواجہ عمر و کی بہت شکین حاصل ہوئی اپنی جگہ سے اٹھا خواجہ عمر و کے سامنے دست بستہ حاضر ہوا عرض کی ای آفتاب عالم تاب آسمان عیاری و قطب فلک خبر گذاری خدا آپ کو سلامت رکھے سب ترود غلام کے رفع ہو گئے مگر جواب نامہ شہنشاہ چند فقرات میں تحریر فرمائیے تا میں جا کے شہنشاہ کو بھی مطمئن کروں قصر حمیدی ماتم سرا ہو رہا ہو گا ہر ایک نگوار و دریا ہو گا خواجہ عمر و نے فوراً قلم و قرطاس طلب فرمایا اور جواب باصواب نامہ کو کب روشن ضمیر تحریر کیا

### نامہ از طرف خواجہ عمر و بخدمت کوکب روشن ضمیر

ای شہنشاہ خسرو ان جہان	تاجدار طلسم نور افشان	کوکب سعد چرخ جو دو کرم
نیرا عظم سپہر شہ	بعد آدائے مادر جبہ و عیان	آبا پاس اپنے آپ کا فرمان
اُسکے مضمون سے ہم ہوئے آگاہ	سچ از حد ہوا پر امی و بیجاہ	کیا ہو خصم صام کند ذہن و ذلیل
میں نے مارے ہیں ساحران جلیل	مگیر کر اُسکو لائی ہو وقت دیر	ہو کند اجل میں خود وہ اسیر
خون سے اُسکے ہاتھ بھرتا ہوں	جلد ملعون کو قتل کرتا ہوں	کچھ ترود نہ آپ کیجے گا
سر خصم صام مجھ سے لیجے گا	یہ چند اشعار آبدار خواجہ عمر و نے تحریر فرمائے اور نامے کو	

ملفون کیا اور طیران سریع السیر جادو کو دیا اور زبانی بھی یہ کہہ دیا کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے بعد سلام محبت النیام کہنا کہ ای برادر طرف سے ملکہ بران کے مطمئن رہنا جب تک یہ نیاز مند آپ کا زندہ ہو کوئی بران سے آنکھ ملا سکتا ہو اگر میری اجل قریب ہو تو مجبور ہوں دعائے خیر سے یاد فرمانا مگر اس معرکے میں براے خدا تم نہ آنا اگر کسی طرح کی خبر وحشت اثر آپ کو پہنچے تو اُسکا بھی اعتبار نہ فرمائیے گا کسی کے کہنے سننے میں نہ آجائیے گا یہ کہ طیران کو خلعت رخصت مرحمت ہو طیران آداب و تسلیم بجالا کے اپنے طاؤس سحر پر سوار ہو کے طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا یہاں ملکہ مہرخ نے بعد جانے طیران سریع السیر جادو کے دربار برخواست کیا خواجہ عمر و بران کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ بران کے چلے جب دربار گاہ بران پر آئے عمر و نے سرداران بران سے کہا تم لوگ اسی مقام پر ٹھہر جاؤ جب ہم طلب کریں تو آنا ہکو ملکہ سے کچھ تھلے میں امور ات جنگ میں باتیں کرنا منظور میں سب سردار در دولت پر ٹھہرے خواجہ ملکہ بران کو لیکر اندر بارگاہ کے تشریف لائے بعد ہتھوڑے سے کے



خواجہ نے آواز دی ملک مجلس جادو و عمران جادو و ملک شکوفہ سحر ساز و زیر زادی و ماکہ شعلہ آتشخو  
و ملک رنگین خوشخو و ملک اورنگ سمن بو و ماکہ ناریج گلگون پوش وغیرہ اندر بارگاہ کے آئین سینے  
دیکھا کہ خواجہ عمر و مسند پر اور ملک بران ہاپوین خاموش بیٹھے ہیں عمر و نے بکاؤل کو حکم دیا اسنے آکر  
دستر خوان بچھایا خاصہ حاضر کیا خواجہ عمر و نے سب شہزادیوں کو دسترخوان پر طلب کیا سلفی آفتابہ  
سامنے آیا ہر ایک نے ہاتھ دھوئے ہمراہ خواجہ و ملک بران کھانا کھانا شروع کیا مگر ملک مجلس نے  
دیکھا ملک بران خاموش ہیں جوڑے میں اختر مر و ارید چاک رہا و کلام بہت کم کرتی ہیں اگر کوئی شہزاد  
ملک بران سے کلام کرتی ہو تو طرف سے ملک بران کے خواجہ عمر و جواب دیتے ہیں فرماتے ہیں صاحبو  
بر حال ملک بران جبکو اس ریخ و الم کا سامنا ہو وہ کیا کلام کرے اب سب صاحب یہ مجھ پر احسان کریں  
کہ بعد خاصہ نوش فرمانے کے حفاظت میں ملک بران کی بیرون بارگاہ جا کر مصروف ہوں ملک مجھے  
فرما چکی ہیں اب آرام فرمائیں گی آپ لوگ کچھ ملک سے کلام نیک و بد نہ کیجیے گا نہ کچھ پوچھیے گا اس میں بھی اک  
راز ہو موقع کہنے کا نہیں ہو موجب مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند ملک مجلس جادو نے چند  
خواجہ سے پوچھا کہ نانا جان ماور مہربان کا مزاج کیسا ہو خواجہ عمر و نے جواب دیا کہ ٹیٹا کسی قدر طبیعت  
ہو اسوقت انکو تنہائی پسند ہو تفتیش حال میں دخل نہ دیر اکٹھا مانو جادو و سری بارگاہ میں آرام کر و جب  
مجلس کو خواجہ نے جھٹک دیا پھر کسی کو دریافت کرنے احوال کا حوصلہ نہوا خواجہ نے ہاتھ مقام کر بران  
کا فرمایا جادو بی بی آرام کرو ملک بران نے دو شالہ منہ پر کھینچا چھپر کھٹ پر آرام فرمایا خواجہ عمر و باہر آئے  
گرو بارگاہ ساحرون کو واسطے نگہبانی کے مقرر کیا اور خود بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر مصما  
بد انجام کے روانہ ہوئے برق فرنگی نے سنا کہ استاد جانب لشکر مصما گئے ہیں یہ بھی تڑپ کر چلا  
لشکر اسلام میں تمام ساحر مصروف سحر خوانی مگر مقدمہ بران میں ہر ایک کو پریشانی وہ شب ہولناک ملازماں  
کو کلب کو خون ہلاک ہر ایک کو زود ہی کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے خدا اس اختر تابندہ برج آسمان شہنشاہ  
کو کلب رو شضمیر کو گردش چرخ کفر قمار سے بچائے خورشید حسن و جمال طالع رہے بدعت ظلمت شام  
صمصام بد انجام سے غروب ہو جائے ہر فرد بشر اس فکر میں بقرار ہی ہر ایک سردار کو انتشار ہوا بیات

قمر شب کی وحشت کروں کیا رقم	کہ تہنش کے دل پر ہجوم الم	وہ تاریک مثل دل کا فران
ستاروں پر خال سیہ کا گمان	وہ لشکر میں ہر سمت تھا شور و شر	تر و دین بیتاب خواجہ عمر و



اندھیرا وہ پر ہول حیرت فزا	شب فرقت عاشقان سے سوا	صدائیں وہ باہو کی ہر سو بلند
کوئی بے قرار اور کوئی درمند	کہیں خمیے سے اٹھ رہا تھا دھنوا	فسون ساز یون کا ہر اک جاننا
کہیں شیر کے گونجنے کی صدا	کہیں لڑتا تھا پڑا اثر دہا	کسی کو ترود کہیں بے شمار
کوئی خوف سے مرگ کے بے قرار	کوئی شیر دل صرف ذکر ستیز	کسی بزدلے کو ہنسی فکر گریز

ابالیاں طلایا حاضر باش و ناظر باش کی صدائیں بلند کر رہے ہیں قراچنک رہی ہو مگر بارگاہ بران کو اس طرح بچہ پن لیا ہو جیسے سینے میں دل یا انگشتی میں نگینہ ہوتا ہو خود ملکہ شکوہ سحر ساز و زیر زادی دربار گاہ پر کرسی بچھائے بیٹھی ہو تاکید کر رہی ہو کہ خبردار کوئی غافل نہ ہو ہوشیار رہو اگر تپا کھڑا کچھ ٹیک کر اٹھ کھڑی ہوئی فوراً سحر پڑھ کر باش کا دانہ مارا کیا مجال کہ طاسرو ہم و خیال قریب آنے پائے یا کوئی نگاہ کج سے جانب بارگاہ

ملکہ بران دیکھے نظم مصنف	ادھر فرح صمصام میں اک غریب	ہر اک ساحر بد سیر مشل دیو
کہیں کہتے جتے تھے با صد خوشی	صدائیں کسی جا پہ ناقوس کی	کہیں جھانکھتے تھے دھوکہ کہیں
کہیں سحر سے ہل رہی تھی زمین	کہیں شور یا سامری کا بلند	جلاتا تھا مرچیں کوئی خود پسند
کسی جا پہ گوگل کے جلنے کی بو	اندھیرا دھنواں دھار تھا چارو	کوئی بچہ خوک کو ذبح کر
نہاتا تھا اس خون سے بیخطر	کوئی سر بلاتا تھا بیٹھا کہیں	بھوانی کا ہوتا تھا پوجا کہیں
کسی خمیہ نخس میں غل یہ ہو	ادوہائی ہو کلو اکی کالی کی جو	صمصام کلہرام اپنی بارگاہ میں

یکہ و تنہا بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہو مگر پریشان خاطر ہر مرتبہ عیار بچوں کو پکارتا ہو ملکہ صرصر شہیر زن وادی صبار رفتار کندازن از بیدار ہو بخوبی ہوشیار رہو صرصر آواز دیتی ہو کنیرین خاطر میں آپکی حفاظت میں کلب قاصر میں ابھی بھڑوا بھڑویا آیتھا ساحر کی صورت بنا ہوا پھر ہاتھ میں نے لکارا بھاگ گیا یہ کہ صرصر اور صبار رفتار ٹھلنے لگیں ایک ساحر ملازم صمصام موسوم بہ کلنگ جادو و نہایت بذات گرد بارگاہ کے پھر رہا ہو لیکن نشہ باز ہو از حد جھلسا نہ ہو جو جادو گر سامنے سے نکلتا ہو اسکو پکارتا ہو بھائی کہاں جاتے ہو ہمارا نشہ اتر گیا ہو تنہا رہے پاس کوئی گانچے کی کلی ہو یہاں نشہ کا اتار ہو نہایت بیکلی ہو جامی آیا چاہتی ہو اب طبیعت بہت گھبراتی ہو جو ساحر اسکی ایسی باتیں سنتا تھا مسکرا کر جواب دیتا تھا نہیں بھائی ہمارے پاس نہیں ہو دوکان بھی بند ہو گئی یہ بایوس ہو کر رہ جاتا تھا ناگاہ ایک ساحر کو دیکھا ایک نخل کے سائے میں بیٹھا ہوا گا بجا مل رہا ہو کلنگ نظر سب کی بچا کر اُس کے قریب آیا کہا بھائی جلد جادو ہم بھی



ایک دم یارین سلسلے ہمارا خیمہ دور دراز سے پر میان کے ہمارا پہاڑی روز صبح کو آبا کر دم لگا لگا جا کر  
 سب لشکر کے کہار اور مہتر ہمارے پاس رہتے ہیں سو سو چلم روز اڑتی ہو اس ساحر نے کہا او ٹیٹھ جاؤ  
 دم لگا لگا لالچ کا ہیکو دیتے ہو ہم تو میان سر بازار سا الجھان کے پینے والے ہیں اس وقت بھجوری ایک  
 گڈے کا گانجا بھی لے لیا جو انون کو سب مباح ہو جو بشل جسے نہ پی گانجے کی کلی اس بیٹے سے بیٹی  
 بجلی یہ کہل جھٹ پٹ چلم جانی کنڈا جھاڑ کر آگ رکھی لہا لو بھائی تمہیں سو سو کل صبح سے تمہارے پاس  
 یارون کا بھی جلسہ رہے گا بھائی ہم سے تو درگاہی غلام حسین کے پل والی بھنگیرن سے آشنائی ہو  
 دن بھر جے رہتے ہیں ہم کو پیر کی پلائی ہو کج کچھ نشے میں کھٹ پٹ ہوئی نہیں تو اس وقت اس کے ساتھ سو  
 ہوتے وہ ساحر تو باتیں کرتا رہا لیکن میان کلنگک چادو نے چلم اٹھا کر لڑا کر دم ہار اڈیر ہا بالشت  
 بلند ہوئی آنکھیں غلہ سنی نکل آئیں جو تڑو کے بیل میں مڑ پڑ گیا اور کہا بھئی جوان عجب سرور ہوا بڑا نشہ  
 ہو گیا اس جوان نے کہا اس میں دس بیس بیس دھتورے کے تھے اب تم مرے کلنگک چادو گھبرا کے  
 اٹھا انا تو بولا بھائی جوان پانی پلاؤ دم نکلتا ہے اس جوان نے کہا واہ بے چے ایک دم میں یہ حال ہو گیا  
 سر پی کیا پیتا معلوم ہوتا ہو اس مٹھ پر جو انون کو مہمان بلاتا ہو کلنگک ضبط کر رہا تھا آنکھوں کے نیچے  
 اندھیرا آچکا تھا دھم سے لڑکھڑا کر زمین پر گر گرتے ہی ہوش ہو گیا جوان نے آواز دی ہم مہتر برق فری  
 سوچا اگر قتل کرونگا صدائے گیر و دار بلند ہوگی ٹانگ پکڑی گھیسٹا ہوا قریب ایک غار کے لایا اسکو تو  
 وہیں ڈال دیا آپ جھٹ پٹ رنگ دروغن عیاری کا لگا کر بصورت کلنگک چادو شکر تیار ہوا دوڑا  
 ہوا قریب خیمے کے آیا کالے ماش کے دانے ہاتھ میں سر جھکائے ہوئے صرصر و صبر رقتار نے  
 کہا لون کہا حضور ابھی تو آپ کے پاس بیٹھا تھا سرکار نے کالے ماش کے دانے منگائے تھے لینے گیا تھا  
 منی کی دوکان کھلو کر لایا صرصر بھی حقیقت میں ابھی بیٹھا تھا شاید صمصام نے بصورت سحر ماش  
 اس سے منگائے ہوئے کہا جاؤ یہ حاضر حاضر کرتا ہوا دوڑا پر وہ اٹھا کر اندر بارگاہ صمصام کے آیا  
 دیکھا صمصام بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہی برق نے جھک کر سلام کیا صمصام نے کہا خیر تو ہو گھبرا  
 ہوئے کیون ہو کہا حضور ابھی سنا ہی کہ کوکب روشنی صبح کو آئیگا آپ سے ضرور شکایت کرے گا  
 ایک ساحر ملازم ملکہ مہرخ کا مجھ سے کہتا تھا کہ کوکب کا قول ہی میں اپنے بھائی صمصام کے قدموں  
 گرد لگا اپنے قوت بازو کو ہوش ربا میں نہ رہنے دو لگا میرے طاسم نور افشان میں سناٹا پڑ گیا ہو مجھے خطا



ہوئی کہ میں نے اُسکی خبر نہ لی اُسکی معشوقہ کو بھی راضی کر کے لاؤنگا قصہ جبریدی میں بڑے دھوم سے شادی کرو  
 یہ فقرے جو برق نے چرب زبانی کے صمصام میانِ نخوت سے پھول گئے کہا بھائی کیا یہ خبر مفصل مائی ہی  
 سچ کہو ہمارے سر کی قسم برق نے کہا کتاب سامری اٹھا کر کندون میں کبھی جھوٹ بولتا ہوں سال بھر  
 سے کتنی ہنسی ہو میں نے مکر جادو کروں سے یہ حال سنا ہوا اب اس میں شک لانا بجا ہے صمصام نے منہ  
 پھلا کر کہا میں تو اب نہ جاؤنگا برق نے کہا ایک بات اور کان میں حضور کے کہونگا صمصام نے سر جھکایا  
 برق نے کہا حضور مبارک ہو کوکب کتا ہو میں بران کی شادی صمصام کے ساتھ کرونگا اپنی معشوقہ  
 کو پھر چاہے بخشے یا قتل کرے صمصام یہ سنکے لگا موچھون پر تاؤ پھیرنے کہا ہاں بھائی کلنگ بیشک  
 اگر وہ ایسا کرے تو میں اُنکا غلام ہوں فوراً افراسیاب سے بگڑ جاؤنگا کیا میں افراسیاب کے باپ کا  
 غلام ہوں اپنے مزاج کا مجھ کو اختیار ہو میان افراسیاب کی کوشش بیکار ہو اس میں کلنگ اور ہر  
 دیکھنے لگا صمصام نے کہا بھائی کیا دیکھتے ہو کہا حضور اوس میں جو پھرے نشہ اُتر گیا ایک جام شراب  
 اس خبر فرحت اثر کے انعام میں دو ایسے خوب جی بھر کے پلو ایسے کل سے ہمارے اور آپ کے یہ تکلفی  
 کا ہے کو ہوگی آنکھ بھی یا ران قدیم سے نہ ملائے گا کوکب کے داماد کلائے گا صمصام نے کہا میں ایسا  
 نہیں ہوں تم شراب پیو گلابی موجود ہو کلنگ نقلی نے بڑھکر گلابی اٹھائی یا سامری تیرے صدقے کہہ کر  
 جام بھرا چاہا منہ سے لگائے جھلک رہا تھروک لیا کہا حضور توبہ کرتا ہوں خطا ہوئی معاف فرمائیے گا مالک  
 کے سامنے یہ بے ادبی مجھ کو مناسب نہیں ہو اور مالک بھی کون کہ داماد کوکب رو شضمیر خوش تقدیر صفا  
 اقبال کا لیجیے ذرا منہ لگا دیجیے یہ شراب اپنا اُتش کیجیے اس خوشامد کی باتوں سے صمصام نے ہاتھ بڑھایا  
 جام لیکر لبون سے لگایا غٹ غٹ نصف جام پی گیا کلنگ نے کہا واہ حضور غلام کا چلو بھر میں کیا ہوگا  
 ناگاہ صمصام کے ہاتھ سے جام چھوٹ پڑا اُن اُن کیلے اٹھا بیہوشی نے طاخہ مارا چوکی پر سے گرا  
 گرتے ہی بیہوش ہو گیا برق خنجر کپڑے کے دوڑا کہ سر اسکا کاٹن نیچے اٹھا لون کہ ناگاہ پایہ چوکی کا شق ہوا  
 ایک پتلی بالشت بھر کی نکلی سر پستی ہوئی پکارتی ہوئی اوجلا دیا کرتا ہی صمصام کے گلیسے خنجر ملا تا ہی  
 ارے یار و دوڑو اس زور سے اُسے آواز دی کہ صرصر نے سنی جھپٹ کر دوڑی اُس پتلی کے نکلنے پر  
 بھی برق نے چاہا خنجر مار ہی دون وہ پتلی برق کے کپڑے کو چلی یہ کہتی ہوئی کہ بھڑوے ہڈیاں توڑ دالو  
 برق نے دیکھا یا تو بالشت بھر کی تھی یا قد بڑھ گیا چار ہاتھ کی ہو گئی اب تو ایک جوان سیہ قام معلوم ہوا



برق نے جست کی کو درالگ ہوا صرصر اور صبارفتار بھی اندر بارگاہ کے آگئیں دیکھا ایک جوان  
 سید فام سرپیٹ رہا ہی برق فرنگی قریب سرائے کے پہنچ چکا ہی جیتک یہ دونوں قریب جائیں برق  
 سرائے چاک کر کے باہر نکلا صرصر اور صبارفتار نے آواز دی کہ یار دلینا برق فرنگی بھاگا جاتا ہی برق  
 یہ کہتا ہوا بھاگا اسے جادو گر و دھڑ و صمصام کو عیار مارے ڈالتے ہیں جادو گر طرف بارگاہ کے چلے  
 برق بھاگ کر نکل گیا اُدھر تلی پائے میں چوکی کے غائب ہوئی صرصر نے صمصام کو ہوشیار کیا ملازما  
 صمصام بھی خیمے میں آگئے تھے صمصام گھبرا ہوا اٹھا صرصر نے کہا ای شہر یار کیا غضب ہوا آپ تو  
 اپنا سحر تیار کر رہے تھے شراب و کباب کی نوبت کیونکر آئی سامری و جمشید نے اپنی قدرت نہائی کی جو  
 آپ ہاتھ سے اُس بھورے کے کچ گئے ورنہ اُس نے اپنا کام کیا تھا صمصام نے جواب دیا کہ واہ واہ بی  
 ملکہ صرصر نے آپ کو پرے پر اسی واسطے مقرر کیا تھا خوب حفاظت کی اُلٹے مجھ کو الزام دیتی ہو اگر میں  
 ایسا سا حزر بدست نہوتا اور پیشتر سے انتظام نہ کر رکھتا تو جان بچنا و شوار کھتی آپ کا پیرا دینا بیکار تھا  
 صرصر نے کہا آپ نے اپنے ملازم قدیم کو نہ پہچانا آپ ہی اُس سے ماش منگوائیں ہکموید معاش بنائیں  
 واہ کیا کہنا خوب آپ نے خلعت شکایت سے سرفراز کیا کیا اچھا ہمارا اعزاز کیا کینہ دن کے کان ان باتوں  
 کے آشنا نہیں ہیں ہماری دانائی اور نازانی کا حال ملکہ حیرت اور شہنشاہ افراسیاب سے دریافت  
 فرمائیے تب آپ کو کیفیت ہماری جانبازی کی معلوم ہوگی یہ نگوڑا بھوریا تو کیا ہی ان سب کا استاد وہ  
 تانتیا موعرو جس نے ملکہ و مامہ جادو کو مارا سا حشر شمش کو دریاے قلزم میں گھسکر لٹکا رہا غنظلی آباد میں  
 سترہ لاکھ جادو گر رہتے تھے مالک انکا مالک بن زروشت بلاے روزگار سفاک غدار منتظم عاقل  
 علم سحر کا فاضل ایک سال میں عمر و نے کل ساحران شہر کا خاتمہ کر دیا صحراے غنظلی آباد لاشہ ہاے  
 ساحران سے بھر دیا جس ملک میں سترہ لاکھ جادو گر تھا اب اُس میں جادو گر کا نام باقی نہ رہا جو ایسا عیار طرا  
 آفت کا پرکالہ ہر وہ میرے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہی اپنے خدا سے اپنی موت میرے خوف سے اگلتا ہی  
 اگر میرا قدم اس طاسم ہوش ربا میں نہوتا تو وہ نگوڑا اس اقلیم میں بھی غدر ڈال دیتا مگر میرے ہاتھ سے جو تان  
 کھاتا ہی ہزار جگہ میں نے اسکی مشکین باندھی ہیں آخر ترس کھا کر تین سو پیکہ پایادہ بیچارہ آفت کا مارا جانے  
 چھوڑ دی ہوں جس میں غصہ آجایگا مارے کوڑوں کے کھال گرا دوں گی ساری عیاری تھیں لا دوں گی  
 صمصام طراسی بن بارانہ انہی صرصر کی اور احوال عیار پہاے عمر و سکرنگاہ حیرت سے طرف صرصر



کے دیکھ رہا ہو کہ ناگاہ ایک جادوگر دُلا سا بڑھا ہاتھ پاتوں میں رعنہ ایک لٹھیا ہاتھ میں اُنھیں سرور ان  
صمصام میں جو چشمے میں آگئے ہیں اُنھیں ملا ہوا کھڑا تھا یہ باتیں صمصام کی سنکر آگے بڑھا کہا بی بی صمصام  
واہ واہ کیا کہنا عمر و تم سے کیونکر نہ ڈرے جو رو سے بھی ڈرتے ہیں مگر غیبت میں ایسے کلمات مہلات کہنا مٹا  
نہیں ہیں وہ تمہیں گھوڑوں کا دانہ دلو اتے دلو اتے ہلاک کر ڈالے گا جی تک یہ چاہ پیار ہو جس دن تک  
تمہیں میری غن ہو اُسکی سیکڑوں بیجان ہیں چرخا کاٹ کر سب کرتی ہیں دیکھو ملکہ صمصام کیسا خوب صورت  
جوان ہو کہ سیکڑوں اسپر مری ہیں اور تم بھی تو مال کھلائی ہو امرتیاں اور دودھ لیکر اُسکے پاس جاتی ہو  
اور اُسکی خاطر رات کرتی ہو اور سب کے سامنے اُسکی محبت کا اٹھا گاتی ہو صمصام نے کہا بی بی ملکہ صمصام  
فرہا سننے زیادہ عیاری نہ بگھاریے یہ صاحب آپکے واقع کار کیا فرماتے ہیں صمصام یہ سنکے غصے میں  
پاٹی اور کہا او جھوٹے جھلسا زمین کب عمر و کے خیمے میں جاتی ہوں کب اُسکو زہر کھلاتی ہوں بڑھے  
جادوگر نے کہا کہ آپ مجھ پر کیون خفا ہوتی ہیں آپ دونوں کی محبت و عشق کا ذکر و فزون میں موجود ہے یہ  
سنکے صمصام نے آنکھ ملائی دیکھا تو خود خواجہ عمر و کھڑے ہیں مسکرا کر باتیں بنا رہے ہیں صمصام کے ہوش  
اُڑ گئے اتنا لمحہ سے نکلا تھا ارے یہ ساربان زادہ سربار گاہ کھڑا ہی لینا جانے ندینا عمر و نے کہا واہ جان  
جہان دھکڑے کو گرفتار کرائی ہو دم بھر میں یوقا ہو جاتی ہوئے جو تیری ہی خوشی ہو تو جاتے ہیں عمر و نے  
پہلے ہی تدبیر کر رکھی تھی ایک سوئے سے جادوگر کو تاک کر اُسکے پہلو میں کھڑے تھے خنجر دامن کے نیچے چھپائے  
ہوئے تھے لیٹ کر کھڑے تھے اسی جادوگر کے خنجر مارا دوسرے پہلو کو زکڑ کر کھل گیا وہ جادوگر مرکز میں پرگرا  
اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من جو ہر جادو و بود سب لینا لینا کرتے رہے اسی تاریکی میں جست و خیز  
کے نکل گیا مگر یہ کہتا ہوا کہ جان جہان پھر بھی تم سے سمجھو لگا غیرون کے سامنے اپنے چاہنے والے کو  
ایسی باتیں کہتی ہو یہ معرکہ حیرت افزا دیکھو صمصام کے تو ہوش اُڑ گئے صمصام نے شرار کر سہجکا لیا  
تمام ساحر و اہل علم صمصام کے مضحکہ کرنے لگے کہ واہ بی صمصام عمر و یہ کیا کہ گیا صمصام نے کہا وہ نگوڑا مکار  
غدا جھلسا ز فیلیا یونہی بکا کرتا ہو اُسکے کہنے کا کیا اعتبار ہو اور تو سب خاموش ہو گئے مگر صمصام  
نے کہا بی بی صمصام تمہاری حفاظت کا کیا اعتبار کریں عمر و تمہارے روبرو جادوگر کو مار کے نکل گیا اور  
کچھ نہو سکا صمصام جھلا کر بارگاہ صمصام سے باہر نکلی یہ کہی ہوئی کہ اب اپنی حفاظت کر لیجے گا میرے بھروسے  
پر نہ رہے گا میں بھلا ہوا کو کیا روکوں وہ شہنشاہ کے سامنے عیاری کرتا ہو تم بچارے کیا ہو کیفیت صحیح



جب مبارز مصمام زور آزمائے فلک نے بارشاد افراسیاب بصد کرد و فرنیچہ و دود مہ ضیاء سے سحر کو  
نیام مشرق سے نکالا اور گروہ سپرزین آفتاب عالم تاب کو بصد آب و تاب اپنے پنچہ قوطی و پیر وین  
سنبھالا اور ملکہ بران شمشیر زن ظلمت پر حملہ آور ہوا ہنگام مقابلہ ایک ضرب میں طلسم جہان سے نیست  
و نابود کیا تمام لشکر تیار کی شب فرار ہوا یعنی صبح ہوئی آفتاب نمودار ہوا معبدان معبود نے وظیفہ ناز سحر  
سے فرصت پائی ہر ساحر غدار نے سجدہ تصویرات سما صری و جوشید سے جبین اٹھائی نظم  
علی الصباح کہ سلطان صبح آئندہ تمام ہر زود آئندہ آسمان زرنگ ظلام بدست خسرو خاور فتاد  
شاہ حبش ہر شاہ روم ہر میت گرفت لشکر شام ہر اسوقت شمعہا سے موی دکا فوری ہر امین  
طائران نغمہ سرا کی کانون میں آوازیں آئیں مصمام ہاکام بقہر و غضب تمام سمجھ قتل ملکہ بران  
بصد شوکت و شان زیب کمر شقاوت اثر کیے ہوئے بیرون بارگاہ آسرا دران لشکر کو حکم کر بندگی کا  
دیا اور آپ جانب بارگاہ ملکہ حیرت جا و چلا یہاں ملکہ حیرت جاد و خواب ناز سے بیدار ہوئی ہر  
وزیر زادیاں شاہزادیاں حاضر ہو کر واسطے تسلیم کے خم ہوئیں اپنے اپنے مقام پر بیٹھیں یکا یک سامنے  
سے صرصر نمایان ہوئی آتے ہی پایہ تخت کو بوسہ دیا گرد پھری تصدق ہوئی دعائے ترقی حسن و  
جمال بجالائی ملکہ حیرت نے مسکرا کر پوچھا خیر تو ہر شب کی بارگاہ مصمام میں ہنگامہ تھا صرصر نے  
عرض کی عیاروں نے میان مصمام کو دیوانہ کر دیا رات کو بھوری نے عیاری کی میان مصمام کو  
مار لیا ہوتا مگر حضور وہ نہایت ساحر زبردست ہر جام بادہ نخوت سے مست ہوا اپنی نگہبانی کی تدبیر کر چکا  
تھا بچ گیا غصہ مجھ پر اتارا ایک جادو گر کو مار کر عمر و قریب صبح نکل گیا مصمام بدحواس ہو رہا ہر دیکھے  
میدان کارزار میں کیا ہوتا ہر حضور الگ سے چل کر تماشا سے جنگ ملاحظہ کریں مگر میری رائے یہ ہے  
کہ حضور خل نہ دین حیرت نے کہا پہلوئے بارگاہ میں ٹیکرا ہی تخت بچھانے کا اسی جگہ حکم دیا ہر اگر  
بران کو اسنے مارا تو مرغ و بہار وغیرہ جان دینے کا قصد کر نیکی مجھ کو واجب ہو گا کہ مصمام کو بچاؤ  
اور اگر کوئی اور صورت ہوئی تو میں سیر دیکھ کر لیٹ آؤں گی یہ ذکر تھا کہ چویدار نے عرض کیا کہ مصمام  
در دولت پر حاضر ہوا میدوار باریابی ہی ملکہ حیرت نے حکم دیا کہ بلا پردہ بارگاہ کا اٹھا مصمام سامنے  
آیا چویدار نے مگر اکرا یا ملکہ نے نگل کی جانب اشارہ کیا مصمام نگل پر بیٹھا ملکہ حیرت کچھ پوچھنے نیا میں  
خود ہی مصمام نے عرض کیا حضور نے سب کا حال سنا ملکہ حیرت نے کہا ہاں ایسے واقعات تو اکثر



گذرتے رہتے ہیں مرنیوالے مرتے رہتے ہیں خداوند سامری نے عیارون کو خون ساحران معاف کر دیا  
 ہو خداوند لقمانے عمرو کو جلا دیا ساحران بنایا ہوا بھلا پھر کون اسکو مار سکتا ہو صمصام نے عرض کی کہ لشکر عظیم  
 میدان کارزار میں جا چکا ہو میں واسطے تسلیم کے حاضر ہوا تھا سفر فرار ہو چکا اب نصرت ہوتا ہوں مگر نصرت  
 ہوں کہ جان نثار کی سرفروشی کو آپ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ زیادہ تقویت ہو گئی ملکہ نے جواب دیا تمکو سامری  
 جمشید کے سپرد کیا ملاحظہ کرنا کیسا میں اگر شریک جنگ ہوتی ہوں صمصام نے عرض کیا نہیں حضور  
 دور ہی سے جرات و جانبازی اس نیاز مند کی دیکھیے میں سب کے سحر کے جواب دوں گا کسی سے نہ  
 رکنو لگا حیرت تو جا کر اسی ٹیکرے پر پھر سی تخت بچھا اسپر جلوہ فرما ہونی گرد و گل میسر و گریبان  
 آراستہ ہوئیں اسپر شامان در بند طلسم اور شانہ اریان اپنی اپنی جگہ پر ٹھکن ہوئیں ہر چند کہ حیرت و  
 نے حکم دیا تھا کہ ہمارا لشکر تیار نہوا اسپر بھی ڈیڑھ لاکھ ساحران عدا ر ٹیکرے کے نیچے صف باندھ کر  
 ٹھہرے ہوئے ہیں ملکہ حیرت نے سر اٹھا کر دیکھا کہ صمصام تین لاکھ ساحران عدا ر لیکر میدان  
 کارزار میں ٹھہرا ہوا آمد لشکر سلمانان کا انتظار کر رہا ہوا دھڑلشکر اسلام میں سویرے سے ملکہ  
 مہرخ سحر چشم تخت زرین پر سوار ہو کر برآمد ہوئیں اول ملکہ بہار جاوونے آکر سلام کیا بعد اُنکے  
 ملکہ تافران جادو و ملکہ سرخ موے کا کل کشادہ طلال سحر افکن درعد و برق و ملکہ برق لامع  
 و شکیل جادو و خورشید زرین سحر و ملکہ گلزار چشم و غیرہ نے آکر سلام کیا چار طرف سے تخت کو  
 گھیر لیا ملکہ مہرخ سحر چشم کا لشکر جلوفانہ سے چند قدم آگے بڑھا ہوا کہ دیکھا آمد لشکر ملکہ بران  
 شمشیر زن کی ہوئی ایک ہنس پر ملکہ بران شمشیر زن سوار ایک سمت تمام سرداران لشکر شاہ  
 شہریار زادیان طاؤس ہاسے زرین بال پر بعد شوکت باقی تمام لشکر پشت پر علم ہاسے رنگاری  
 کے پھر ہرے کھلے ہوئے ملکہ مہرخ نے آمد بران دیکھ کر تخت بڑھایا ملکہ بران نے فقط ملکہ مہرخ کو  
 سلام کیا اور کسی کی جانب متوجہ نہ ہوئیں ملکہ بہار وغیرہ کو اسکا ملال ہوا آپس میں ایک نے دوسری  
 سے کہا کہ صاحبزادی کو بڑا غور ہو گیا ہوا ایک نے کہا آج اور ہی خیال ہوا انکے قلب پر جو غم و ملال  
 پرش اور غیر پرش کی شکایت کیا خدا انکی جان بچائے گلہ شکوہ کر لینے غرض اس گرو فر سے  
 لشکر اسلام جانب میدان کارزار بعد شوکت و شمت چلا یہاں صمصام میدان کارزار میں  
 مع لشکر آچکا ہوا اپنے لشکر سے بعد سپہ سالاری آگے بڑھا ہوا کھڑا ہوا دیکھ رہا ہوا کہ لکھ بے ابرخ



و سبز و زرد ظاہر ہوئے زیر ابر قلب فوج بین تخت ملکہ مرخ کا مثل دل کے اور پہلوئے تخت سے  
 لپٹیں پھولوں کی آرہی ہیں ملکہ بہار جادو طائفہ زرین بال پر سوار بدھیاں پھولوں کی گلے میں  
 آڑمی ترچھی پڑی ہیں چھپکا موتیوں کا سر پہ آراستہ صاف ثابت ہوتا، شب تیرہ و تار میں عقد ثریا  
 کا ظہور ہو زلف شب و بچہ چہرہ نور اعلیٰ نور قامت سر و باغ خوبی و حسن تنگ غنی گلشن محبوبی پشت پر  
 ساتھ ہزار کنیزان و دروگر گوش مرصع پوش دف و دائرہ ہاتھ میں سحر بات بات میں پکاریاں لیے ہوئے  
 مست مے حسن و جمال اٹھکھیلیوں کی چال کبک خوش رفتار اگر سامنے آئے رفتار دیکھ کر ٹھوکرین  
 کھائے اس شوکت و شان سے آمد ملکہ بہار جادو ہوئی کہ صحراے خاراستان پر بہار ہو گیا درختوں میں  
 جو پتے زرد تھے ان پر زرد کا دھوکا تھا جس راہ سے سواری ملکہ بہار کی نکلتی تھی شاخیں نخل کی ہاتھ  
 بڑھاتی تھیں کہ دم بھر یہ گل رعنا ہمارے سایہ میں ٹھہرے ہلکوبھی شرف حاصل ہو درخت چاہتا ہی کہ  
 بھی ساتھ ساتھ سواری کے نہال ہوں بیت سر و در باغ یہ کیپا سے ستا دست نگر بہر کا ب تو د و دگر  
 بودش پائے دگر بہ اور جملہ سردار اسی آن ہاں سے شوکت و شان سے اپنے اپنے لشکر کو ساتھ لیے ہوئے  
 پرے جھے ہوئے سواری شل باد بہاری کے آتی ہو ایک سمت سے لشکر ملکہ بران بڑے زور و شور سے آیا  
 ہوا ہو مگر صرصر شمشیر زن ایک نخل کی آڑ کھڑے ہوئے خاص چہرہ ملکہ بران پر نگاہ ڈال رہی ہو بخوبی دیکھ  
 بھال کر خدمت ملکہ حیرت جادوین و ڈری ہوئی آئی مگر پسینے پسینے لگے حیرت سے عرض کیا میں کچھ غل  
 کیا چاہتی ہوں حیرت نے کہا صرصر کہ تو کیا ہستی ہوئی آئی کیا دیکھا کیا سنا صرصر نے کہا واری اس  
 وقت میں نے یہ نگاہ غور ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھا کیا عرض کروں منہ سے نہیں نکلتا ہی ہیرہ اتھا  
 متغیر ہی رخ آفتاب شمال پر زردی سر اسر ہو ایک شب میں یہ کیفیت ہو گئی کیسی صورت ہو گئی دوسر  
 یہ احتمال ہو بڑا کنیز کو اس امر کا خیال ہو اس قدر آج بران شرمائی ہوئی ہو کہ سر نہین اٹھاتی اپنے ساتھ  
 والوں سے آنکھ نہین ملاتی مجھ کو تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ عمر و نے کچھ عیاری کر کے بران کو میدان میں  
 بھیجا ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہو تغیر کا تو یہ جواب ہو کہ اپنی جان کے ڈر سے بیتاب ہو دم  
 بھر کے بیچ و ملال میں جسم کا خون خشک ہوتا ہی جان کے واسطے آدمی سر پہ ہاتھ رکھ کر روتا ہی دیکھ جب سے  
 یہ لڑائی شروع ہوئی میرا کیا حال ہو گیا ہماری ہی صورت تھی دست و پا کی یہی کیفیت تھی وائے بر حال  
 بران خوف جان دوسری بات کا جواب یہ ہو کہ عمر و کو ایسی عیاری کی کیا ضرورت تھی وہ تو خود عیاری ہو تھا



عیاری کی فکر ہو تیرے کلام سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عمرو نے بران کو بدل لیا ہے تو ہی رات کو خبر لائی  
 تھی کہ بران سے عمرو نے اتنا کہا تھا کہ طلی جاؤ میدان کا زرارین نہ آؤ بران اپنا کلا کاٹے ڈالتی تھی اور  
 نہ کہ بران یہ قبول کرتی کہ میرے بدلے میدان میں اور کوئی جائے یہ صرصر تھاری عقل کی حماقت ہے صرصر یہ  
 سنکے خاموش ہو گئی مگر دونوں لشکر بصد کرد فراس زور و شور سے میدان میں آئے کہ طبقے زمین کے تھرائے دونوں  
 دریائے لشکر موج مارتے ہوئے میدان رزم میں پہونچے شورش بجز خاں سپاہ سے کشتی دہر کو تلاطم ہوا سفینہ جیات  
 سبکا گرداب فنا میں مبتلا اب جا بجا بج رہے ہیں صفوں میدان قتال جدال میں آراستہ ہوئے لگین  
 میسرہ مینہ قلب و جناح ساق و کمر کیٹکا ہ جانہیں سے درست ہوئیں دونوں سمت ساحران غدار کاروبار میدان  
 کارزار میں مصروف ہیں ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا کہ آسمان سے تیر برسے لگے جو جو کہ نخل حائل نظر تھے کاٹ کر  
 گرا دیے دوسرے نے سحر کیا آندھی سیاہ اٹھی جھونکے ہوا کے چلے خس و خاشاک کو ہوا اڑا کر لگائی ایک دریادل  
 نے بڑھکر روئی کے گالے ہاتھ پر رکھ کر اڑائے لگے ابر پید ہوا ابر ستا ہوا اکل گیا اسطرح میدان چشم زدن میں راستہ  
 ہوا نقیبان بلند آواز نے آکر آوازیں لگائیں کہان ہی و مامہ جادو کہان ہی ساحر شمش بدخو سامری جمشید  
 کیا ہوئے ایک چشم زدن میں بڑے بڑے سرکش فنا ہوئے دنیا مقام عبرت ہوئی مثل طائر فقہا معدوم عشرت ہی  
 شعر اجل لگائے ہوئے کھات کبری پر ہو ہو ہوش باش کہ عالم رواروی پر ہو ہوا فظلم

ہاں دلا کر نظر بدیدہ غور	دیکھ دنیا بے ثبات کا طور	بھول مت دیکھ دیکھ آرائش
نہیں دنیا مقام آسائش	کوئی بزم طرب کا بانی ہی	کہیں ماتم ہی نوحہ خوانی ہی
کہیں چوتھی ہو اور چالال ہی	کہیں افضال حق تعالیٰ ہی	ہو کہیں شادی حنا بندان
اور کہیں شور مرگ فرزندان	ہو یہ دنیا سے دون کا سرشتہ	نوش اسکا ہو نیش آغشته

بیت بدستم باز میں یہ نہ بہرام رہ گیا ہمدون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ہمدون کے بڑے بڑے نامی و گرامی قبر تارک  
 و تنگ میں سوتے ہیں اُنکے حالات نیک و بد نہیں معلوم ہوتے ہیں تخت شاہی پوریاے فقر بعد مرگ کسی کے  
 ساتھ نجایگا الانام مردان عالم صفی میدان جہان میں ہمیشہ باقی رہیگا امردان شیر دل اور ستان تہور شعار  
 ای دلیران میدان کارزار عرصہ نیست کا بہت تنگ ہو یہ وقت نام و تنگ ہو ایسے کلمات عبرت خیز و اشعار حیرت انگیز  
 زبان پر جاری کیے سرداران ملکہ بران شمشیر زن کے دل غم سے بھرے ہوئے ہیں آنکھوں سے سب کے اشک حیرت  
 جاری ہوئے نمونہ ناپاکاری عالم آنکھوں کے نیچے پھر گیا ہر ایک کا یہی قصہ تھا کہ میدان کارزار میں جائیے لڑ پھر کر مر جائیے



لشکر دشمن کو جرات دکھائی زندگی چند نفس ہی طائر روح کو یہ جسم خالی مثل قفس ہو کر اولان اول صمصام  
 نکر ام نے کرگدن سحر اپنا صفت لشکر سے نکالا سنانے لگے حیرت جادو کے آیا کرگدن سے کو پڑا پایہ تخت  
 کو بوسہ دیا ہاتھ باندھ کر اجازت خواہ ہوا ملکہ حیرت نے کہا ای صمصام کیا جلدی ہو ہمارے سب سرور  
 آئوہ حرب ہین سالہا سال سے ان لوگوں سے لڑ رہے ہیں معرکے پڑ رہے ہیں تم تو ہمارے مہمان ہو  
 تامل کرو اول طریقہ جنگ دیکھو صمصام نے عرض کیا کہ غلام ہی کی لکڑی اچھی ہو اب تاب صبر و ضبط  
 باقی نہیں ہو غلام بقیار ہی پس آج ہی خاتمہ کرتا ہوں ملکہ حیرت نے اشارہ کیا ایک جادوگر نے لاکر  
 جام شراب صمصام کو دیا کہا ای سامری وقت جمشید عہدیہ جام شراب جرات ہو ٹھیکر پنا صمصام  
 نے اُسکے ہاتھ سے ہنکار لے لیا ملکہ حیرت جادو نے کہا جادو خداوند لقا کے سپرد کیا صمصام بد انجام  
 مثل غول صحرائی کرگدن کو اڑاتا ہوا نیزنگ سحر دکھاتا ہوا میدان کارزار میں آیا وضع رائے ناظرین  
 ہو کہ خنجر بار جادو صمصام بھیا کار فریق قدیم ہو صلاح کار وندیم ہو ساحر بھٹی زبردست ہو بادہ کبر و نخوت  
 سے مست ہو انتہا کا کار و غدار ہو صمصام کو اس پر بڑا اعتبار ہو اسکو بچھڑا سپہ سالاری لشکر میں چھوڑ  
 آیا ہو سچھا دیا ہو کہ جنگ مغلوبہ ضرور ہوگی اسوقت تم میرے قریب رہنا جن اشیاء سحر کی ضرورت ہو  
 تمہیں ہم تک پہنچانا دیکھو رہ نہ جانا خنجر بار جادو نے اس سے کہدیا ہو کہ اس خیر خواہ کو ہر وقت اپنی  
 پشت پر پائیے گا لڑائی میں نہ گھبرائیے گا الغرض صمصام میدان کارزار میں پہنچا نعرہ کیا کہ جسکو تمنا  
 مرگ کی ہو نکلے اور میں تو بی ملکہ بران صاحبہ سے جنگ کا طالب ہوں ملکہ بران شمشیر زن نے یہ سنتے  
 ہی تخت سے اترنے کا ارادہ کیا تھا ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ دیکھا پکار کر آواز دی صاحبو غضب ہوا  
 آپ صاحبون میں سے کوئی صاحب جلد جائیں اس بھیا کو جواب دین مقابلہ کریں ملکہ مہرخ کے  
 منہ سے یہ پورا کلمہ نہ نکلا تھا کہ شکیل جادو و فرزند ارجمند ملکہ مہرخ سحر چشم کا پایہ تخت پر ہاتھ ڈالے  
 استادہ تھا فوراً پایہ تخت کو بوسہ دیکر سامنے آیا عرض کی ای ماور مہربان اجازت میدان ملکہ نے یہ تعجیل  
 فرمایا بسم اللہ شکیل نے فوراً مرکب اڑا دیا وہاں ملکہ ہما سے تاجدار وغیرہ نے ملکہ بران کو روکا اور  
 کہا حضور تامل فرمائیے وہ دیکھیے شکیل جادو و مقابلے میں صمصام کے جا پہنچا ایک سے دو نہیں مقابلہ  
 کرتے ہیں ملکہ خاموش ہو کر ٹھہر گئیں یہاں صصر نے ملکہ حیرت جادو سے کہا واری یہ معاملہ بھی حضور نے  
 ملاحظہ فرمایا اسے نام بران شمشیر زن کا لیکر پکارا عرض میں اُسکے شکیل جادو و مقابلے پر آیا اب تو لوند کا



قول کرسی نشین ہوا ملکہ بران شمشیر زن شعلہ جوالہ ہودہ اس امر کو کب جائز رکھتی ہرگز شکیل جادو کو مٹا  
صمصام مین نہ جانے دیتی ملکہ حیرت جادو نے کہا آج مجھے صبح سے ہی خیال آو تیرے دماغ مین  
خلل ہو گیا ہوا آج قانون اور قاعدے کا کیا ذکر ہو سب کو ملکہ بران کے جان بچانکی فکر ہو صرصر خاموش  
ہو گئی یہاں شکیل جادو قریب صمصام پہنچا تھا کہ اُس ملعون نے اپنے گردن سحر کے سر پر ایک سوٹا  
یا سامری کیلے مارا اگر گردن کے ٹھوسے ایک شعلہ کا ان نکلا شکیل کے سر پر آکر چمکا قریب تھا کہ خیر  
ہستی شکیل جادو کو جلانے شکیل نے کچھ پڑھ کے دستک دی شعلہ سر سے ہٹا مگر سر پر مرکب کے گرا  
مثل ملاؤس آتش بازی جلنے لگا ہر عضو تن سے شعلہ نکلنے لگا شکیل جادو کو دپڑا کچھ پڑھ کر ہاتھ بلیا برق  
چمکی صمصام کے گردن کا سر اڑ گیا بقرہ و غضب صمصام زمین پر آیا کار دسحر جھولی سے نکال کے  
پھینک ماری ہر چند شکیل نے روکا نہ رکی شانے کو توڑ کر باز کل گئی شکیل غش کھا کر زمین پر گر صمصام  
نے چاہا سر کاٹ لون خورشید زرین سحر کو تاب نہ آئی چمک کر صمصام پر جا پڑا ملا زمان شکیل جادو  
بہ اشارہ ملکہ مہرخ سحر چشم شکیل کو اٹھا لائے خورشید زرین سحر سے مقابلہ ہونے لگا دونوں کے سحر سے  
شعلے بھڑکے آگ برسی زمین تپنے لگی عرصہ دراز تک اسی طرح آپس مین سحر ہونے رہے واضح رہے کہ  
صمصام کے پہلو مین دو نیچے حامل ہین ایک خاص قتل بران کا اور دوسرا واسطے ہر ساحر کے آخر  
غصے مین اگر صمصام نے نیچے کرے کھینچا خورشید پر بار ہر چند کہ خورشید نے سپر سحر کو سر پر روکا مگر سپر  
کٹی خود کو کاٹ کر نیچے تا ابرو پہنچا خورشید نے رد سحر کر کے نیچے تو سر سے نکالا مگر صدمہ زخم سے غش کھا کر  
زمین پر گر صمصام نے قصد کیا قتل کروں ملکہ بہار جادو کو تاب نہ آئی وہ مین سے نعرہ کیا کہ او  
خار صحر اے مذلت ہاتھ نہ اٹھانا اپنی بغاوت نہ دکھانا منم ملکہ بہار جادو بون ترپ کر میدان مین آئی کہ  
برق جہنہ شرمائی نور جمال ملکہ بہار جادو سے آنکھوں مین صمصام کے چکا چوندا آئی جب تک یہ بچیا  
سنبھلے ملکہ بہار گلزار نے گلدستہ سحر مارا بلند ہو کر گلدستہ پھٹا پھول برسے لگے ہوا سے سرد آئی  
غنیچے چمک کر گل ہونے لگے درختوں مین جو زرد زرد پتے تھے سرسبز و شاداب ہوئے عند لیباں پہنچا  
گل عارض ملکہ بہار جادو دیکھ کر متیاب ہو مین زمزمہ سرائی کرنے لگین دم محبت کا بھرنے لگین آواز مین  
آئے لگین شہزادی جنون رکھو بیباں مین سحاری تیار رہا اندون چلنے کو ہوا دہاری تیار ایک بلبل  
خوش نہانے پھول کر پر کھولے یہ اشعار آبدار مصنف پڑھنا شروع کیے غزل



ہو شوق ماہر و کوہارے ستار کا  
 آتا ہو دھوم و دھام سے موسم بہار کا  
 صیاد اب تو چھوڑ دے بیل کو قید سے  
 کھاتا ہو بیج و تاب بگولہ غبار کا  
 ولکی تڑپ سے برق خجل ہو گئی قمر  
 ادنیٰ نمونہ ہی یہ مرے اضطراب کا  
 ساقی پلا دے جام مے خوشگوار کا  
 آتا ہو دھوم و دھام سے موسم بہار کا  
 برگشتہ قسمتوں کی نین خاک کو بھی چین  
 اس آئینہ میں رنگ ہی میرے غبار کا  
 سب نے دیکھا کہ چہار جانب سے  
 ادنیٰ نمونہ ہی یہ مرے اضطراب کا

ابر تک اگلے موسم بہار کی کیفیت نمایاں ہوئی بوندیان ہلکی ہلکی پڑنے لگیں گویا عطر بہار کا زمین پر  
 چھرا کا وہرا ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور تھا کیفیت موسم بہار میں نوجوانان چین کو سرور و نشاط  
 نقشہ بادہ خوشگوار سرت سے لڑکھرائی تھی ہر مینا شجر سے سرگرائی تھی دیدہ نرگس شوق جمال بہار میں  
 کثرت گلہاے رنگارنگ سے دامن صحرا پر بہار ہوا عطر بار محبت بہار میں دل لالہ و اغدا رسوسن  
 صدر زبان اس گلشن بخران کی ثنا خوان صمصام جنگ آزمائے خورشید زرہ پوش اس جوش بہار  
 کو دیکھ کر حیران و پریشان چاہتا ہی کہ پھول اٹھا کر سو گھے بازو پر سنبھ پتلا بندھا تھا وہ بڑھک پکارا اٹھا ہی  
 شہنشاہ ہوشیار رہنا پھول نہ سو گھنایا یہ تمھارے واسطے خار ندلت ہو دیکھو پھیتاؤ گے دھوکا اٹھاؤ گے  
 وام موج بوے گل میں پھنس جاؤ گے ضیاء در دل آزاری ہو سو گھنے میں موجب ذلت و خواری ہی  
 یہ جو تیلے نے پکار کر کہا صمصام نے پھول ہاتھ سے پھینکے ہوش آیا قلب بکھرا یا جلد جھولی پر ہاتھ  
 ڈالا ایک ترنج سبز نکالا کچھ اسماء سحر پڑھ کر اچھا لازمین پر ایک دو ہڑ مارا تیغ آسمان پر جا کے  
 غائب ہوا ایک ایک ایک ہواے گرم حلی دھوپ نے وہ تیزی دکھائی ہر شخص کی گری سے جان  
 لبون پر آئی وہ دشت کرۂ آتش معلوم ہوتا تھا گویا سوا نیزے پر آفتاب آیا ہی چشمون کا پانی دکھولنے  
 لگا مچھلیاں بیتاب تھیں سب موج پر کباب تھیں خشکی لب ساحل پر موجیں بقرار و مضطر خیمہ حباب جلنے  
 لگا ہر گرداب تو زحلہ فشان بن گیا پھول کھلانے لگے طفل غنچے کو حرارت سے شش آنے لگے نخل تنوں سے  
 کف افسوس ملنے لگے پھل تلواروں کے مثل شمع کا فوری جلنے لگے بلبلوں نے نغمہ سرائی موقوف کی  
 سکوت کا جوش مثل تصویر خاموش ابھی موسم بہار تھا چشم زدنیں بلغ سحر بہار پر خزان آئی سر سبز و  
 شاداب درخون پر زردی چھائی باغبان بدعت فلک کو اس باغ بہار کو مٹاتے شرم نہ آئی ہمیشہ  
 سے یہی گردش لیل و نہار ہی کبھی خزان اور کبھی بہار ہی ملک بہار جاوے جو اس تابش اور حرارت سے



گو دیکھا چہرہ گل سا کھلا گیا چاہا دوسرا سحر کرے صمصام نے نعرہ کیا ای ہمار ہوشیار ہو میں تیرے سحر کو  
مٹا چکا اب کب زندہ چھوڑتا ہوں یہ کہہ کر ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا ملکہ بہار جادو پر رگ  
برسنے لگی ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ آفت دیکھی سمجھیں شاید ملکہ بہار جادو و سحر صمصام میں مبتلا ہو  
فوراً یہ کہلے تخت بڑھایا کہ میں جا کر باران سحر برساؤں ملکہ بہار گلغزار کو بجاؤں ملکہ مہرخ سحر چشم  
کے تخت بڑھاتے ہی ہمراہ رکاب ملکہ مہرخ بہت سے ساحر بڑھے یہ کہتے ہوئے کہ اپنے  
مالک کو تنہا نہ جانے دینگے صمصام مگر ام کو گھیر کے مار لینگے ایات مصنف

یہ دیکھا جو صمصام نے شور و شر	ہوئی جنگ مغلوبہ مد نظر	دیا فوج کو حکم با صد غضب
کر و حملہ دشمن کے لشکر پہ اب	نہ دیکھو ذرا بھی بد و نیک کو	کر و قتل میدان میں ایک ایک کو
یہ سننے ہی لشکر بصد کرو فر	سوے فوج مہرخ ہوا حملہ و	اُدھر سے بھی فوراً سپاہ گران
بڑھی بہر پیکار با عظم و شان	و دوریاے لشکر ہوئے موجزن	چھپا گرد سے روئے چرخ کہن
ملے صورت ابر بہا ہمدگر	ہوئی بارش سحر پھر سر بسر	دکھانے لگا کوئی نیزنگیان
کسی نے کسی کو کیا بے نشان	کوئی خون نہ دے اُگلنے لگا	کوئی صورت شمع جلنے لگا
کسی نے کسی پر کیا یہ فسوں	لگاتار چنے ہو ا یہ جنون	کوئی بزدلا تھا کوئی منجلا
کوئی زخمی ناوک سحر بھٹا	کسی نے کسی کا کیا سحر جدا	ہوا قید مہتی سے کوئی رہا
لگایا کسی نے کسی پر تبر	گرا ہو کے زخمی کوئی خاک پر	کوئی سحر آتش میں مسحور تھا
کوئی سحر پر اپنے مغرور تھا	ہزاروں ترپنے سر خاک پر	پدر کو نہ بیٹے کی تھی کچھ خبر
وہ غوغا پس مرگ جادوگران	وہ بیرون کی قتل بین آہ و فغان	وہ چلنا ترسج اور ناسج کا
وہ ہونا فردن صدمہ و رنج کا	کوئی کہہ رہا تھا کہ با سامری	کروانے کے اسدم مری یادری
کوئی کہہ رہا تھا کہ آؤ لفتا	مجھے دشمنوں سے بچاؤ لفتا	کوئی بہر پیکار استادہ تھا
کوئی بھاگ جانے پہ آمادہ تھا	ہوا ایسا میدان میں کشت و خون	مفصل بیان ای قمر کیا کرون

یہ دونوں لشکر مثل آب و شور شیرین و مانند نور طلعت آپس میں مل گئے ہنگامہ سحر برپا ہوا اگر بہار  
گلغزار نے اپنے تئیں ایک چشم زد نہیں سحر آتش سے رہا کیا اس قدر باران سحر برسا یا کہ کئی ہزار  
ملا زمان صمصام جوش میں آب نایاب سحر کے ڈوب گئے راہ سے تری کے نار سقر میں ہو چکے



ملکہ ہما سے تاجدار افسر لشکر بران نامدار مع فوج ظفر مع لشکر صمصام جنگ آزما سے خونریز  
 زرہ پوش پر جا پڑیں ایک جانب سے ملکہ مجلس جادو ایک جانب سے ملکہ شگوفہ سحر ساز  
 وزیر زادی ملکہ بران نے بھی اپنا ہنس سب کے عقب میں بڑھایا کسی نے ترجیح کسی نے نارنج  
 کسی نے گچھا پیکان کا کسی نے گولہ آہن کا سحر پڑھ کر پیکار تب ملکہ بران شمشیر زن نے بھی سیکے  
 آخر میں کچھ ماش کے دانے جھولی سے نکال کر لشکر صمصام پر پھینکے ملکہ حیرت جادو نے اُدھر پر  
 افسران فوج کو حکم دیا کہ صمصام کی جا کر مدد کرو لشکر ہرخ کو گھیر لو میں بھی آتی ہوں یہ کہہ کر اشیائے سحر  
 ذات پر آراستہ کرنے لگی اسوقت تک صرصر شمشیر زن قریب ملکہ حیرت جادو کے حاضر ہو چکا بلند  
 پر ہو صرصر لڑائی کو نظر غور سے دیکھ رہی ہو جب ملکہ بران شمشیر زن کو اس طرح لڑتے دیکھا ملکہ حیرت  
 سے کہا اب حضور نے ملاحظہ کیا مجھ کو تو بخوبی یقین ہو گیا کہ یہ ملکہ بران شمشیر زن نہیں ہو ساربان زاد  
 نے کسی اور کو بران بنا کر بھیجا ہو بران کی لڑائی کا یہی طور ہو آپ کے لشکر سے ایسا کب لڑی ہو اکثر شہنشاہ  
 افراسیاب پر جا پڑی ہو آج تو مردے کی شکل ہو کسی ایسے ویسے پر اسکا سحر کام کرتا ہو ملکہ حیرت نے  
 جواب دیا مجھ کو یہی پڑی ہو بخوف جان یہ حال ہو اسکے قلب پر ہجوم غم و ملال ہو اسکے سردار اسکو بربھنے  
 نہیں دیتے مجھ پر کسی ساحر زبردست کے چڑھنے نہیں دیتے صرصر تو چپ ہوئی ملکہ حیرت جادو  
 طاؤس زرین بال پر سوار ہو کے چا پڑی جاتے ہی ایک گولہ اٹھایا سحر پڑھ کر فوج ملکہ ہرخ سحر چشم  
 مارا کئی سو کے سر پھٹ گئے پلٹ کر ملکہ بہار جادو نے دیکھا کہ یہ کیا قیامت آئی یہ کیسا دنا ٹا ہوا کہ  
 دل ساحرون کا کانپ گیا بغور جو دیکھا تو حیرت جادو کے سحر نے تھلکہ ڈال دیا ہو جس غول پر گرتی ہو لگنے  
 کر کے ہٹتی ہو پس بہار جادو نے بڑھ کر آواز دی دیکھو بواہٹ جادو شامت نہ آجائے یہ تو ہم جانتے ہیں  
 کہ تو بادشاہ کی جو رہی خصم نے تیرے سب کچھ سکھا دیا ہو بیان بھی کوئی موم کا نہیں ہو ملکہ حیرت نے  
 جواب دیا ہو بہار میری قضا میرے ہی ہاتھ سے ہو اتنا فقط پاس ہو کہ برادری دانے کیسے کہیں  
 کوہن نے مار ڈالا اور خیال اسکا بھی آجاتا ہو کہ ہم نے اور تو نے ایک پیٹ میں پائون پھیلائے ہیں  
 ایک مان کا دوہ پیا ہو کیا دنیا کا خون سفید ہو ہو کہ چھوٹی ہو کر بڑوں کے منہ چڑھتی ہو چل پیٹ سکتے  
 سے آج میں ایک کو زندہ چھوڑ دوں گی یہ کہہ کر ملکہ حیرت نے ایک نارنج اٹھا کر مارا کہ دس بارہ کنبران  
 بہار کے سر پھٹ گئے لڑھک کر گرین سیار گاشن جنان ہو میں غصے سے رنگ روئے ملکہ بہار متغیر ہوا



چہرہ مثل گلاب کے پھول کے سُرخ ہو گیا فوراً گلدستہ اُٹھا کر بار آور کہا ای ہمیشہ صاحبہ بچنا لامرغوبہ  
جب تک ملکہ حیرت جادو سننے لگدستہ قریب سر ملکہ حیرت جادو و شق ہوا ہوا اے  
سرو چلی ملکہ حیرت جھوم گئی ایک پھول سر پٹاؤس کے پڑا مثل طاؤس آتش بازی کے جلنے لگا ملکہ حیرت  
طاؤس سے کووی جھولی سے شیشہ آب دمیدہ سحر کا لکڑا اپنے منہ پر چھیٹا دیا سحر بہار کا دفع ہو گیا مگر  
سودو سو جادو گر ملکہ حیرت جادو کے گریبان بھاڑ کر دیوانے ہوئے ملکہ بہار نے ابرو سے اشارہ  
کیا اشعار عشق آمیز پڑھ کر اپنے گلے کاٹ ڈالے ملکہ حیرت نے غصے میں چاہا کہ ملکہ بہار گلعدار پر  
جا پڑے بج میں ہلال سحر انگن لشکر لیکر آگئی خوب اُس مقام پر سحر ہوئے ملکہ حیرت سب کو جواب  
دیتی جاتی تھی ہر طرف شور قیامت برپا ہو سحر ہر ایک کا چل رہا ہی ہر نخل آتش سحر سے جل رہا ہی لیکن  
صمصام بد انجام غرق دریاے سحر جوش میں کھڑا ہوا رہا ہی جس غول پر جا پڑا کسی پر گولہ کسی پر  
ترنج مار دیا اتنا بڑا زبردست ہو کہ اگر کوئی جادو گر چلا لڑتا بھڑتا صمصام کھرام پر جا پڑا اور صمصام  
جنگ آزماے خونریز زہرہ پوش پر ہاتھ تلوار کا مارا اُس بھیا نے کلائی پیاسکی ہاتھ ڈال دیا تیغہ چھینکر  
پھینکا کمر میں ہاتھ ڈال کر پیاسامری کیلئے زمین پر مارا اچھاتی پر چڑھ کے سر کھینچ لیا ہزار ہا سا حیران  
نامی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے بہت مارے گئے مثل فیل مست پا مال کرتا ہوا جاتا ہی خنجر بار جادو  
انکار رفیق قدیم ہوا دودری و مردانگی کی دے رہا ہی ہر غول میں بڑھکر لڑتا ہی جب صمصام آواز  
دیتا ہی اور رفیق من وادی صفت شکن ای خنجر بار جادو اپنے کو مجھ تک پہونچاؤ یہ بھیا حاضر کیلئے غول  
سے نکلتا ہی قریب صمصام آ جاتا ہی جوشو صمصام مانگتا ہی یہ دے دیتا ہی مثل ماش کے دانے  
ترنج یا نارنج وغیرہ ہر شوا سباب سحر سے اپنے پاس موجود رکھتا ہی صمصام آفرین کیلئے پھر لڑنے  
لگتا ہی ملکہ مجلس جادو واسطے ملکہ بران شمشیر زن کے سینہ سپر ہوئے میں ملکہ بران کو جلنے  
نہیں دیتی ہی ہر بلا کو اپنے سر پر لیتی ہی اب جو دوشکرون میں قیامت کے سحر ہونے لگے کہ حیرت  
جادو بھی شریک ہو گئی لاکھ جادو گردن کا کھیت جانین میں ہو چکا ہی صمصام نے آگ برسانی  
ہو کیلئے رو کے نہیں رکھتا ہی جسے ٹوکا اسپر جا پڑا کہنی سے بھیا کی خون ٹپک رہا ہی لکھے خون کے تلوار  
پر جھے ہیں چہرہ سیہ کار کا غصے سے سُرخ ہی دیو خصال مرغ مثال فوج ملکہ مہرخ سحر چشم کو پا مال کر رہا  
ہو کسی کو آتش سحر سے جلایا کسی کو پانی برسا کے ٹھنڈا کیا اس جوش و خروش میں بھیا لڑ رہا ہی چاہتا



ہو ملکہ بران شمشیر زن پر جا پڑون دختر کو کب سے دل کھو لکر لڑون ہر سردار سینے کو سپر کرتا ہی دم بست  
 کا ملکہ بران کی بھرتا ہی صمصام بد انجام فوج کو آواز دے رہا ہی ہان یار و جانبازی کرو ایک ایک کو  
 خلعت و جاگیر سے سرفراز کرو گا تنھاری جرات پر ناز کرو گا فراسیاب ایسا قدر دان ملا ہی جو ہر  
 شناس نیک اساس خود صاحب شمشیر و سپہی آفتاب اقبال انکا اوج پر ہی طاسم نور افشان کے  
 تباہ کرنے کی کوشش میں ہی کو کب روشن ضمیر کا ستارہ گردش میں ہی ایسے کلمات مہلات جو اسکی  
 زبان سے نکلے اور ننگ خوار ان ملکہ بران نے سنے ایک ایک کو غیظ آیا دریا سے جرات نے  
 جوش مارا بہرام سرفروش ملکہ بران شمشیر زن میں سے ہی صاحب لیاقت شیریشہ جرات تیغ بھر  
 کھینچ کر صمصام پر جا پڑا اور آواز دی کہ اویجیا شمع زبان در کش و تیغ کش از غلاف بکہ جا  
 سخن نیست وشت مصاف یہ میدان کارزار ہی سپودہ بکنا بیکار ہی فراسیاب تیرا بقدردان  
 باپ وادانے تیرے خوان نعمت شہنشاہ کو کب روشن ضمیر سے پرورش پائی او ننگ حرام بد انجام  
 تو نے یہ کیا خوب خیر خواہی دکھائی ایسے کلمات کہنے ہوئے شرم نہ آئی یہ جو نعرہ شیرانہ بہرام سرفروش نے  
 کیا صمصام غصے میں جا پڑا بہرام نے گولہ مارا یہ مردود تو بلاے روزگار ہی اپنی چھنگلیا تراش کر  
 گولے پر خون مارا کہا اپنا بھوک لے دشمن کو شکست دے وہ گولہ اٹا پٹا مثل شعلہ جوالہ کے گویا توپ  
 کے ٹھٹھ سے نکلا بہرام نے ہر چند روکھ پڑھا مگر وہ گولہ نہ سکا سر پر اس خیر خواہ کے ایسا پڑا کہ وہ  
 شہول جان بحق تسلیم ہوا یہ معاملہ جو ملکہ مجلس جادو نے دیکھا کہ ایسا سردار نامی مارا گیا نیچے گلی لے کر  
 صمصام پر برس پڑی کئی ہاتھ مارے نیچے سے ہر مرتبہ شعلے نکلتے تھے صمصام تو اپنے تئیں بچانا تھا  
 جادوگر صمصام کے قریب جو تھے کئی سو جلے میدم ہوئے رہرور راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہے  
 صمصام نے ایک ماش کا دانہ سحر پڑھکے نیچے گلی پر مجلس کے مارا نیچے مجلس کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ملکہ  
 مجلس نے جھولی میں ہاتھ ڈالا جا بادوسرا نیچے نکالون صمصام نے بیجیل تمام نیچے سحر باسامری یا جمشید  
 کہکے سر پر ملکہ مجلس کے مارا مجلس نے سپر سحر کی پناہ لی مگر سپر ایسی جلدی کئی گویا وصل کی شب  
 کئی سپر کو کاٹ کر نیچے سر پر پھرا سر اسکا زخمی ہوا ملکہ مجلس دریا سے خون میں نہا گئی غش آنے لگا  
 دل ضعف سے کھرانے لگا صمصام جنگ آزمابے خونریز زہر پوش نے چاہا مجلس جادو کا  
 سر کاٹ لون ہما سے ناجدا بیچ میں جا پڑی لکارا او مکھرام کیا کرتا ہی یہ کہہ کر کچھ ماش کے دانے آسے



اُس مقام پر اندھیرا ہو گیا اُسی تاریکی میں ملکہ مجلس جادو کو ہٹا لیا صمصام نے اندھیرے کو  
 مشعل سجھلا کر دفع کیا استاد ان بخنور نے بیان کیا کہ بعد زخمی ہونے مجلس کے اس زور و شور سے  
 تلواریں چلی کہ گاؤں زمین کا پختی تھی وہ قیامت کے سجھوئے کہ اندھیرا چھا گیا کبھی آگ برسی کبھی لگے ابر  
 سیاہ چھا گیا کبھی شعلہ ہائے آتش بھڑکتے تھے رعد کی گرج برق کی چمک کمانوں کی کڑاک عقاب طیر  
 اڑتے پھرتے تھے سرزمین پر کٹ کٹ کر گرتے تھے کسی کا سینہ بترون سے غریب ہوا کوئی زیرِ ستم  
 اسپان پائمال ہوا تمام دشت خون سے لال ہوا صمصام بد انجام نے اُس وقت ایک رومی کا  
 گالا جمولی سے نکالا سحر پڑھ کر اسپر کچھ پانی ڈالا وہ ابر ہو کر بلند ہوا ایسا اندھیرا چھایا صاف ظاہر ہوتا  
 تھا کہ شب تیرہ و تارہ شب فراق عاشق سے مثال دون یا خال چہرہ زنگی کہوں تاریکی پر وہ ظلم  
 سامنے اُس اندھیرے کے مات اُس اندھیرے میں صمصام نے جست کی تحریر کر چکا ہوں کہ ملکہ  
 بُرآن نقلی یا اصلی ایک نخل کے سائے میں ماش کے دانے ترنج ناریج پھینک رہی ہے کہ صمصام  
 اُسی مقام پر پہنچا غور کیا اور دختر کو کب کہاں جاتی ہو بس برآن نے جو سر اٹھا کر صمصام کو دیکھا  
 قصہ ہوا کہ بھاگ جاؤں مگر صمصام کب جانے دیتا ہو ایک دو ہتھڑی میں پر مارا برآن لڑکھڑکے  
 تھم گئی گویا زمین پر مثل نقش کف پا جم گئی ایسی سحر صمصام میں پھنسی کہ اپنے مقام سے ہل نہ سکی  
 صمصام نے نیچے قتل ملکہ بُرآن کو سے کہیں یا مثل برق کے ترپ کر ابر نیام سے نکلا اتنے عرصے میں  
 سردارانِ مہرخ و ملکہ بُرآن نے شعلہ چمکا کر اُس تاریکی کو دفع کیا، اب جو نگاہ اٹھائے دیکھا صمصام  
 کو قریب ملکہ بُرآن پایا بدحواس دوڑے وہاں صمصام بالکل قریب تھا بُرآن نے جوڑے سے  
 اختر مردار بید نکالا سینے پر صمصام کے پھینک مارا وہ موتی موم ہو کر زمین پر گر پڑا اپنا فعل قدیم نہ کیا  
 اور صمصام کا نیچہ چل گیا ملکہ بُرآن شمشیر زن نے تھرا کر سپر کو اٹھایا نیچہ ترپ کے گرا سپر کٹی اسپر  
 بھی بُرآن نے چاہا کہ سپر کو پھینک کر بھاگوں لیکن قدم نہ اٹھا جینو کا باٹھ پڑا ایک ہاتھ مع سر قلم  
 ہو کے زمین پر گرا غبار بلند ہوا اندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری شروع ہونے لگی لاش  
 ملکہ بُرآن کا زمین پر گر کے ٹپا معلوم ہوا ستارہ آسمان سے ٹوٹ کر گرا ہو صمصام نے تو غور کیا  
 وہ مارا میں نے چرخ طاسم زرافشان گل کرو یا شمع انجمن کو کب کو کھجایا اُس وقت ملازمان  
 کو کب و ملکہ مہرخ نے ایسا شور گریہ و زاری بلند کیا اور گولے ترنج ناریج فطرت صمصام کے پھینکے



کہ ہنگامہ قیامت برپا ہو گیا آواز کسی نے نہ سنی کہ مرنے پر ملکہ بُراں شمشیر زن کے کیا صدا آئی  
دستور ہو کہ جو جادوگر قتل ہوتا ہی اسی کے نام کی آواز دیتے ہیں کہ مارا فلان جادوگر کہ اس  
ہنگامے میں کس کے ہوش درست تھے کہ اس آواز کو سننا کہ بیرون نے کیا کہا ہر جادوگر  
بدحواس ہو گیا ہر طرف سے یہ صدا آتی تھی میت گر پڑا دو سالہ بمیر عجیبے نیست ہوا میں نام  
سخت ست کہ گویند جو ان مردہ ای آفتاب عالمتاب آسمان کو کب روشن ضمیر اس وقت تو  
غروب ہوا طلسم نور افشان میں اندھیرا ہو گیا جب اُس شہنشاہ عالیجاہ کو خبر ہو گئی تیرے  
غم میں دیوانہ ہو جائیگا خدا اس عمر کا نخل نہ کاٹے کسی مان باپ کے دل کو یہ صدمہ نہ پہونچے  
کیونکہ وہ بہادر صہر کرے گا کیا لکے دل پر جبر کرے گا غرض یہ روتے ہوئے گریبان چاک چہرہ  
خاک صمصام جنگ آزماے خونریز زہرہ پوش پر جا پڑے اُسکی فوج بھی جانباری میں  
مصروف ہوا دھڑلہ حیرت جادو نے اپنی فوج کو لٹکا دیا کہ ارے صمصام ایسے خیر خواہ کو  
دشمنوں سے بچاؤ ہر فرد بشر اس وقت جان دینے پر آمادہ ہو صمصام ٹکڑا کر کے قتل کرنے کی فکر  
ہر غول میں ہی ڈکڑی کہ یارو ملکہ بُراں شمشیر زن قتل ہو گئی اس ٹکڑا صمصام بد انجام کو بھی زندہ  
پنچھوڑو ہرگز نہ اسکے قتل سے نہ موڑو لشکر حیرت جادو کا بڑھا جنگ عظیم واقع ہوئی اس وقت  
اس قدر سحر و ساحری کا ہنگامہ برپا تھا کہ قدم رکھنا ہر شخص کو دشوار تھا کشمکش فوج سے تل بھر میدان  
میں جگہ خالی نہ تھی ہر چند صمصام سحر کا سب کے جواب دیتا جاتا ہو مگر بدحواس عالم باس قتل  
کر کے بُراں کو پھینا یا ہو کہ اب میری جان ان سب سے کیونکر بچے گی دل میں خیال کرتا ہی کہ  
جاؤں کیونکر اپنی جان بچاؤں اسی تر دو انتشار میں تھا کہ پہلو سے ایک نخل کے آواز آئی شہنشاہ  
ای شہنشاہ واہ واہ آپکا کیا کنارین جانبار خنجر بار جادو حاضر ہو مگر اس مقام پر سہیلی پر رکھ کر  
آیا ہوں یہ گولے وغیرہ جلد لیجیے صمصام نے جو پلٹ کے دیکھا اپنے دوست صادق محب واثق  
خنجر بار جادو کو دیکھا کہ بیچ نخل سے لپٹا کھڑا ہی تمام لباس پارہ پارہ پشت و پہلو پر زخم ہیں خون کے  
فوارے جسم سے نکل رہے ہیں آتش سحر سے آبلے منہ پر پڑے ہیں صمصام نے کہا ای دوست  
جانی واہ کیا کہنا اسباب سحر دے خنجر بار جادو نے کچھ گولے کچھ ترخ نارنج جلدی صمصام کو  
دیے اور گھبرا کر کہا ای شہنشاہ آج آپ کو سامری و جمشید بچائیں دشمن سب مارے جائیں



جس نیچے سے ملکہ بُرا ان کو قتل کیا، جلدی مجھے دے دیکھے خون تو پاک کر دین پھر زیب کر کچھے  
صمصام نے اُس پریشانی میں نیچے خنجر بار جادو کو دے دیا اور آپ کسی ساحر پر پلٹ کے  
گولہ مارا بعد قتل کرنے اُس ساحر کے پھر لپٹا اور کہا ای برادر خنجر بار جادو نیچے لاؤ کچھ آواز نہ آئی  
چار جانب پریشان ہو کر دیکھنے لگا خنجر بار جادو کا نشان بھی نہ پایا نیچے کو خون سے پاک کرتا ہوگا  
یا کسی غول پر جادو گروں کے جا پڑا ہو گا یہ تو بھیا اس خیال میں ہی لیکن ناظرین والا مقام بظاہر  
ہو کہ رات کو ارسطو فطرت لقمان حکمت نمنگ بحر عیاری و ہزیر و شت طاری خواجہ عمرو بن امیہ  
ضمیری نامدار نے یہ کار نمایاں کیا تھا کہ ملکہ بُرا ان شمشیر زن کو خیمے میں تنہا لجا کر بیوش کر کے زنبیل میں  
رکھ لیا تھا اور ایک جادو گرنی رہنے والی ملک عنطلی آباد کی موسوم بہ گلنار جادو و مدت مدید عہد  
بعید سے زنبیل میں عمر کی قید ہو اسکو نکال کر شکل ملکہ بُرا ان بنا دیا تھا اور بخوبی سمجھا دیا تھا کہ تجکو ملکہ  
بر ان شمشیر زن دختر کو کب رو شمنضیر کا مرتبہ اور صورت سامری و جمشید نے عطا فرمائی ہو۔  
روز تخت پر سوار ہوا کر لاکھوں ملازم تیرے ساتھ رہینگے سب تجکو ملکہ بر ان شمشیر زن کہینگے اور  
معرکہ جنگ و جدال ہی جیسے ہو سکے سحر کرنا قتل میں دشمن کے مصروف رہنا ہر چند کہ تیرے سردار ایسے  
زبردست ہوں کہ جنگ سے سامری و جمشید بھی پست ہوں وہ سب تجھ پر اپنا سینہ سپر کرینگے تجکو نہ لڑنے  
دینگے مگر بادشاہ لشکر کو سر پرستی اپنے ملازموں کی ضرور ہو یہ سب باتیں سمجھا کر خوب اسکو پکا کر دیا تھا پس  
وہی گلنار جادو و بصورت ملکہ بُرا ان شمشیر زن میدان رزم میں آئی تھی حرکات روزمرہ میں  
اسی وجہ سے فرق تھا صرصر شمشیر زن نے اسی وجہ سے ملکہ حیرت جادو سے ذکر کیا تھا کہ  
حیرت کو خیال نہوا اب خواجہ عمرو نے لڑائی میں دیکھا کہ صمصام جنگ آزماے خونریز تہہ پوش  
کا خنجر بار جادو بڑا رفیق ہو بدل و جان شفیق ہو اسکی شکل بنکر عین گرمی جنگ میں نیچے ہاتھ سے  
صمصام بد انجام کے لیا جیسا کہ راقم نے قبل اسکے تحریر کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری نیچے لیکر  
بھاگا ایک درہ کوہ میں آکر کہ بُرا ان شمشیر زن کو زنبیل سے نکالا بُرا ان شمشیر زن نے گھبرا کر پوچھا ای  
عم نامدار یہ کونسا مقام ہے یہ آوازیں ہا ہو کی کیسی بلند ہیں جادو گروں کے مرنے کی کیسی صدا آتی  
ہی کیون اس وقت زمین پھرتی ہو خواجہ عمرو نے تمام حال اپنی عیاری کا لفظاً لفظاً سامنے بُرا ان  
شمشیر زن کے بیان کیا اور کہا بیٹا صمصام بد انجام تجکو اس طرح قتل بھی کر چکا میں خنجر بار جادو



بنکر یہ نیچہ لایا بلکہ بران شمشیر زن یہ سُنکے خوشی سے باغ بلغ ہو گئی مثل گل کے شگفتہ ہوئی گلے میں  
خواجہ عمر کے ہاتھ ڈال دیے اور کہا آپ نے میری جان بخشی کی اگر آپ کا قدم درمیا نہیں نہوتا تو بڑی  
مشکل تھی میں تو اپنے نزدیک مردوں میں داخل تھی آپ کے تصدق میں روح تازہ پانی زمیں  
کی کیفیت دیکھ آئی حضور جب میں داخل زمیں ہوئی شب تو نہیں معلوم کس طرح سے گزری صبح کو  
جو خواب سے بیدار ہوئی دیکھا گرد کنیزان زمین پوش برائے خدمتگزاری حاضر ہیں ایک قصر  
رفیع وسیع نہایت آراستہ فرش و شیشہ آلات سے پیراستہ میں نے تخت جواہر نگار پر اپنے کو پایا  
میری آنکھ کھلتے ہی کنیزوں میں بسم اللہ بسم اللہ کی صدا بلند ہوئی ایک نے آواز دی ملکہ عالم بیدار  
ہو میں آفتاب جواہر نگار طشت مرصع کارلا کے حاضر کیا میں نے پوچھا صا جو تم کون ہو یہ کون مقام  
یہ اس سرزمین کا کیا نام ہے یہاں کا کون بادشاہ فلک احتشام ہے سب نے عرض کی حضور ہم سب  
آپ کی لونڈیاں ہیں بادشاہ یہاں کا خواجہ عمر و ایسا جلیل ہوا ملکہ عالم یہ شہنشاہ اوج عیاری کی زمیں  
ہو آپ ہاتھ منہ دھوئیں خاصہ نوش کرین جس چیز کی خواہش ہو ارشاد فرمایا میں فوراً خدمت میں لاؤں  
ہم پر شہنشاہ اوج عیاری دہر بردشت طراری کی تاکید ہے یہ کلمہ ارشاد فرمایا ہے کہ میرے نور نظر  
پارہ جگر کا زمیں میں داخل ہو خبردار ہوشیار کسی طرح اسکو تکلیف نہ دے پائے ورنہ سزاے معقول دوں گا  
مارے کوڑوں کے کھال کھینچ لوں گا خدا نہ کرے ہمارے پیر مرشد کو غصہ آئے اُنکے قدر و جلال کی  
کون تاب لائے بس حضور بلا تکلف جو خواہش دل ہو ارشاد فرمائیے جب زمیں سے تشریف لیا  
گا ہمارے خدمتگزار کے اوصاف روبرو خواجہ عمر و زبان پر لائے گا اے عم نادار میں نے  
ہاتھ منہ دھویا خاصہ عمدہ تناول کیا اُن سب نے کہا حضور واسطے سیر کے بیرون قصر تشریف  
لیجئے میں ہوا دار پر سوار ہو کے باہر آئی نگاہ اٹھا کے دیکھا صد ہا قلعہ بنا ہوا ہے ملک آباد رعایا و لشاد  
صاحب لیاقت سب مردوزن شرفاً نجبا کا مسکن ایک سمت ہزار ہا مزدور ساحر و غیر ساحر سر پر  
ٹوکریاں رکھے ایک پشتہ تیار کر رہے ہیں میٹ اُن سب کا افسر کالا سونٹا اُسکے ہاتھ میں غصہ بات  
بات میں مزدور ذرا کا اُسکے چوڑے پردھڑاک سے سونٹا پڑا مزدور ہلک گیا مگر کیا مجال جو منہ سے  
آف کر سکے بہت سے جادوگر میں نے پہچانے طاسم ہو شرابا کے بھی اُس میں شریک تھے ٹوکریاں  
ڈھور رہے تھے اپنے نصیبوں کو رو رہے تھے اُدھر سے میں پٹی قریب دریا کے پہونچی ایک



بجرا طاوس چہرہ مانجھی لیکر حاضر ہوا اسپر نیز نگل کر سیان قاعد سے آراستہ قصد کیا کہ بحرے پر سوا  
ہون جا کر نواٹا کھیلون یا مچھلی کے شکار میں مصروف ہون یکایک کچھ کثیرین دھڑی ہوئی آئین یہ  
کہتی ہوئی کہ ملکہ بران شمشیر زن کو شاہ عمر و یاد فرماتے ہیں میری آنکھ پھر بند ہو گئی اب جو ہوشیار ہوئی  
آپ کو دیکھا نہیں معلوم اس مقام دلچسپ سے کیونکر آئی برائے خدا مجھ کو دہن بھیج دیجے خواجہ  
عمر و نے کہا ای نور نظر یہ وقت سیر و شکار کا نہیں ہے تمہاری ہم شبیہ کالا شہ میدان کارزار میں پڑا  
ہے سحر صمصام کا چل رہا ہے صد ہا نخل جل رہا ہے دھنواں زمین سے نکل رہا ہے ایسا نہو ملکہ مجلس  
جادو وغیرہ اپنی اپنی جانیں دیدین خود اس رنج و ملال میں اپنے گلے کاٹ ڈالیں بس چلو شریک  
جنگ ہو اور ہاں یہ نیچے ہاتھ میں لیلو ملکہ بران شمشیر زن نے کہا اب اس نیچے کو آپ اپنے ہی  
پاس رکھیے ایسا نہو کسی دشمن کے ہاتھ آجائے آپ کی محنت برباد ہو خواجہ عمر و نے یہ سنکر نیچے مذکور  
نذر زنبیل کیا ملکہ بران شمشیر زن نے دستک دی ایک ہنس مثل مرکب باد رفتار ساز ویراق سے  
آراستہ سامنے ملکہ بران شمشیر زن کے آبا ملکہ بران اس ہنس پر سوار ہوئیں آمادہ حرب و ہیکار  
ہوئیں ہنس اڑتا ہوا جانب میدان کارزار چلا ایک طرف سے خواجہ عمر و بھی گلیں اور ٹھکر دانتے ہوئے  
یہاں میدان کارزار میں ہنگامہ گیر و دار بلند ہی ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار گل عذار و مجلس  
وغیرہ بڑی بڑی جانبازان و کھار ہی ہیں صمصام جنگ آزمائے خوزین زہرہ پوش بھی بڑے  
زور و شور سے لڑ رہا ہے ایک طرف سے ملکہ حیرت جادو و نے گولوں کی بوچھاڑ کر دی ہے اہل  
اسلام کے پیرا سوجہ سے اٹھ چکے ہیں کہ لاشہ ملکہ بران شمشیر زن دیکھ کر کلیجہ پھٹا جاتا ہے زبانیں  
کثرت غم و الم سے بند ہوئی جاتی ہیں اسباب سحر با حقون سے گر رہے ہیں کہتے کچھ ہیں مسخ سے  
مکھلتا کچھ ہے آتش صدمہ مرگ ملکہ بران شمشیر زن سے کلیجہ سب کا جل رہا ہے اپنے پڑاؤ تک سٹ  
آئے ہیں ملازمان ملکہ حیرت جادو و صمصام جنگ آزمائے خوزین زہرہ پوش بڑھ آئے  
ہیں ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار جادو و ملکہ مجلس جادو و ملکہ اختر مروارید وغیرہ نے  
دست دعا بلند کیے ہیں اور اس طرح دعائیں مصروف ہیں کہ ای بنانے والے طاسم عالم  
بدعت حیرت و صمصام کچھ ام سے ہکو پچائے اشعاراً تو کوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب  
دعاے کند من کتم مستجاب چو عاجز رہا تندرہ دائم ترا درین عاجزی چون نخواستہ ترا



ای خالق بے نیاز رب کار ساز مالک حقیقی معبود تحقیقی اس وقت سوائے تیرے کس سے  
 عرض کریں سوائے تیرے کون معین ہو گا رہی ہر ایک بندہ تیرا اس وقت مجبور و ناچار ہی  
 چہار سمت سے ہم پر باران تیر سحر کی بو چھار ہی تو ستار و غفار ہی دعا ان سب کی پوری ہونے  
 پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہنچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیر بے بدل آسمان سے برق  
 چمک کر زمین پر گری آواز آئی باشیدا کی کفار ان بھیا و ای ساحران پھر دعا ہر کہ داند داند  
 و ہر کہ نداند بشناسد نعرہ ملکہ بران شمشیر زن منم دختر کو کب صفت شکن و منم ملکہ بران شمشیر  
 یہ نعرہ کر کے وہین سے ایک چھترائی کے دانوں کا سحر پڑھ کے مارا ہر چند ساحرون نے  
 آنکھ چرائی رد سحر پڑھے مگر کچھ نہوا کئی ہزار ساحر جل کے خاک ہوئے بھیاؤں کے قصے پاک  
 ہوئے مگر مصمام جنگ آزمائے خونریز زہرہ پوش کی نظر جو جمال آفتاب مثال ملکہ بران  
 پر پڑی ہوش اٹ گئے کہ ای مصمام یہ کیا سحر کہ ہوا مردہ زندہ ہوا اس وقت غریب لشکر کفار اور  
 لشکر اسلام کا کیا تحریر کر من وہ ماہ تابان چار طرف سے انگشت نما ملکہ مجلس جاو و باوصد  
 زخم سے پڑی تھی گرد گینزین گس رانی کر رہی تھیں مگر ملکہ بران شمشیر زن کو جو نعرہ کر کے گرتے  
 ہوئے دیکھا فوراً اٹھ کھڑی ہوئی ٹی مرہم جمشیدی کی سر پر چڑھائی ماور مہربان ماور مہربان کہتی ہوئی  
 دوڑی ہر ایک ساحر ملازمان ملکہ بران شمشیر زن جو مورچوں میں دبے ہوئے پڑے تھے  
 مثل فیل مست جھومتے ہوئے اٹھے اور خوش ہو کر لڑنے میں مصروف ہو گئے ملکہ حیرت جاو  
 بھی حیران سمت ملکہ بران شمشیر زن نگران اور اپنی وزیر زاد یون سے کہتی ہی کہ صاحبو یہ کیا سحر  
 کہ کیا میری نگاہ میں فرق آگیا حقیقت میں یہ ملکہ بران شمشیر زن لڑ رہی ہی سب عرض کرتے  
 ہیں کہ حضور ہماری عقلوں میں خوف تو رہی کہ یہ کیا ہو گیا مسلمانوں کے مقدمات کچھ ذہن میں  
 نہیں آتے ایک بات سے دل کو تسکین ہو ملکہ بران شمشیر زن کے زندہ ہونے کا یقین ہی  
 میان بختیارک صاحب شیطان جو حضور کے یہاں دعوت میں آئے تھے انھوں نے  
 ایسے فقرے سنائے تھے کہ ہم نے مسلمانوں کو مرنے نہیں دیکھا اگر مر جاتے ہیں تو فوراً کوئی صورت  
 زندگی کی نکل آتی ہو وہ کیفیت حضور آج انھوں سے دیکھی کہ مردہ زندوں کو قتل کر رہا ہی  
 ملکہ حیرت جاو نے کہا بعضی بات ایسی ہوتی ہی کہ اسکا منہ سے نکالنا مناسب نہیں ضرر



نے پہلے ہی کہا تھا کہ حضور یہ ملکہ بُرا ان شمشیر زن نہیں معلوم ہوتی لیکن میں نے نہ مانا اب اُسکا قول کرسی نشین ہوا اور مردہ تو اب بھی زمین پر پڑا ہی بڑی حیرت تو یہی ہی ایک بُرا ان زندہ ایک مردہ ایک ہی میدان میں دونوں صورتیں ظاہر ہیں اس بھید سے سامری و جمشید ہی باہر ہیں لیکن اگر صمصام جنگ آزماے خونریز زہ پوش کے ہاتھ سے بچ گئی ہی تو اس چھوڑی کی قضا میرے ہاتھ سے ہی یہ کھر غصے میں جا پڑی سحر کرنے لگی اُدھر صمصام بد انجام کا تو حیرت سے خون خشک ہو گیا ہی سحر تو کر رہا ہی مگر رنگ و متغیر ہی قضاے کار خنجر بار جادو لڑتا ہوا سا صمصام نکھر ام کے پہونچا صمصام نے آواز دی ای برادر خنجر بار جادو نیچہ جلدی لاؤ اپنے کو مجھ تک پہونچا و شاید میرا ہاتھ اُچھا پڑا ملکہ بُرا ان اُس طرف لڑ رہی ہی خنجر بار جادو لڑتا ہوا قریب صمصام بد انجام آیا جس نیچے سے لڑ رہا تھا کمانچہ لیجیے حاضر ہی صمصام نے کہا اس وقت مل لگی نہ کرو نیچہ قتل ملکہ بُرا ان شمشیر زن مجھ دو میری جان پر بنی ہی ساری سحر و ساحری بھول گئی ہی سامری و جمشید کی خدائی میں آگ لگ گئی ہی اپنے بندوں کے دشمن ہیں مسلمان گالیان دیتے ہیں اُن پر مہربان ہیں دیکھو ابھی مردہ ملکہ بُرا ان شمشیر زن کو جلا دیا یہ خداوند لقا کی اُلٹی تقدیر ہی یہ یہودہ اُنھیں کی تدبیر ہی مگر اب میرے ہاتھ سے بچ کر کمان جائیگی بموجب مثل زندہ راہی تو ان زو خنجر بار جادو نے جواب دیا بہت بجا ارشاد ہوا ہاتھ آپ کا جلدی میں اوچھا پڑا ہو گا اب کی سمجھ کر ہاتھ لگائیے گا اگر نیچہ قتل ملکہ بُرا ان آپ مجھ سے کیسا طلب فرماتے ہیں حضور نے نیچہ طلب فرمایا جو میرے قبضے میں تھا وہ نیچہ حاضر کیا صمصام ناکام نے کہا کچھ سٹری تو نہیں ہو گیا ہی میرے ساتھ مسخر اپن کرتا ہی خنجر بار جادو نے کہا ہاں ہاں ای شہر بار ذرا زبان کو روکیے ہم مرد سپاہی ہیں ہلکو کلمہ سخت کی برداشت نہیں ہی میں نے اس وقت آپ کے نمک پاس کیا ورنہ زبان تیغ سے جواب دیتا جو سٹری دیوانہ ہوتا ہی وہ اوروں کو شل اپنے سمجھتا ہی آپ کے ساتھ بڑے زخم اُٹھائے گرمی جنگ میں اسباب سحر آپ کو پہونچائے اُسکا انعام مل گیا جائیے دشمنوں سے لڑیے دیکھیے ابھی ملکہ بُرا ان شمشیر زن نے آپ کے لشکر کے دو ہزار ساحر قتل کر ڈالے دیکھیے وہ ملکہ بہار گلغزار کا گلہ ستہ چلا وہ ملکہ مہرخ سحر چشم نے گولہ مارا دیکھیے وہ غول ساحرون کا تاثیر سحر بہار سے دیوانہ وار آپ سے باہر ہوا اپنے اپنے گلوں پر تلواریں



رکھتے ہیں خود اپنے گلے کاٹا چاہتے ہیں دیکھیے وہ ملکہ مہر خ سحر چشم کے گولے سے صد ہاس کے  
 سر پھٹ گئے جلد باران سحر برسا ہے جو سچا رہے مسحور ہیں انکو ہوش میں لائے ان باتوں کو سنکر  
 لڑنا بھولا گھبرا گیا پھر خنجر بار جادو سے بآشتی پیش آیا کہا بھائی خنجر بار جادو کلمہ سخت جو میرے منہ  
 نکل گیا ہوا سے معاف کرو اور مقدمے میں نیچے کے انکار کر کے میرے گلے پر تلوار نہ پھیرو ای بھائی جو  
 تمہارے دل میں خیال ہو وہ بالکل امر محال ہو تم اس واسطے نیچے قتل ملکہ بران شمشیر زن نہیں دیتے  
 ہو کہ میں اپنے ہاتھ سے ملکہ بران کو قتل کروں اس طلسم ہوش ربا میں نام روشن ہو تم حقیقت  
 میں اپنے وقت کے تہمتن ہو مگر یہ شرف میری ذات پر موقوف ہو دوسرا اگر اس محال کا قصد کرے  
 تو سراسر بیوقوف ہو تمہارے ہاتھ سے وہ نیچہ جو ہر ذاتی نہ دکھلائے گا کند ہو ہو جائے گا سوائے دولت  
 و ندامت کیا ہاتھ آئے گا ملکہ بران شمشیر زن ٹکوں بذلت آتش قہر و غضب سے پھونک دیگی کشتی  
 کا بدلہ لگی یہ تقریر نامعقول صمصام مجہول کی سنکر خنجر بار جادو غصے سے کانپنے لگا اور ضبط کر کے  
 کہا کہ حضور آپ اپنے ہوش میں ہیں یا خواب خرگوش میں ہیں کیسا نیچہ کیسی تلوار خیر خواہ کا نام  
 کیا کم مشہور ہو اس وقت آپ کو ناحق کا غور ہو میں نے نیچہ کب آپ سے لیا آپ نے مجھ کو کب دیا  
 صمصام جنگ آزماے خوزیر ز رہ پوش نے کہا کیوں بے مکر اجاتا ہی بادشاہوں سے زبان  
 اڑاتا ہو جب میں ملکہ بران کو قتل کر چکا تھا تو نے یہ کہہ کر نیچہ مانگا کہ لائے میں خون پاک کر دوں میں نے  
 دیدیا کہ میرا خیر خواہ ہو میں نہ جانتا تھا کہ سیر و میری جان کا عدو ہو گا معلوم ہوا تیری قضا و تدبیر  
 ہو جلد نیچہ دے ناحق تجھ کو پس و پیش ہو ایک ہاتھ مار دنگا کہ سرتیرا گویا کھاتا پھر گیا یہ کہہ کر تلوار کھینچ کر  
 طرف خنجر بار جادو کے چلا خنجر بار جادو نے پیچھے ہٹ کر گولہ مارا صمصام نے سحر پڑھ کر اس گولہ  
 کو روک لیا اور آواز دی کہ دیکھ اب بھی خیر ہو نیچہ دیدے اپنی جان کو غنیمت جان ہو س منصب  
 و جاگیر میں اپنے تئیں ضائع نہ کر میرے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہو کے نہ مر خنجر بار جادو نے جواب دیا  
 کہ اونکے ام افسوس تیری رفاقت میں میں بھی نکمرا ہوا آخر یہ انجام ہوا ہزار حیف کہ مثل سعید  
 نوجوان جا کر شہنشاہ کو کب روشن ضمیر سے ملتا غمچہ آرزو کھلتا تمام طلسم نور افشان میں مثل آفتاب  
 عالم تاب نام روشن ہوتا اسکا دوست تیرا دشمن ہوتا جیسا کیا ویسا پایا جو نوشتہ تقدیر تھا وہ پیش آیا  
 خود کردہ را در مان نیست خنجر بار جادو تو ایسے ایسے کلمات جبروت آیات کہہ کر رو رہا ہوا شکون سے



منہ دھور ہا ہوا اور یہ اشعار مصیبت خیز حسب حال پُر ملال زبان پر جاری عالم بقراری اشعار  
 او آسمان سمجھ کے ذرا کچھ ملال دے  
 کیونکر کسی دلمین کوئی دلو ڈال دے  
 ظالم ہاری حسرت ل تو نکال دے  
 لند کوئی رہرو صحراے درد و غم  
 اسکی جناؤں ہن فائین مری ہو  
 جلتی محبت اُنسے ہو سکوا خنین بنیں  
 کاٹا ہمارے جگر سے نکال دے  
 یا تو مقرر ہوا وہ جواب سوال دے  
 جلتی محبت اُنسے ہو سکوا خنین بنیں  
 جلاؤ کی کمر میں قلع ہاتھ ڈال دے  
 صمصام نے کہا ادب کیا اس حکایت و شکایت سے کیا حاصل

او جاہل اجہل مطلب کی بات زبان پر لا دل میں نہ شرمایہ بچے دیدے میں جا کر ملک بُراں شمشیر زن  
 کو قتل کروں اُسے زندہ ہو کر قیامت برپا کر دی ہو کیا تو نے نیچے اُسکو دیدیا کہ تسکین ہو گئی ہو اب تو شیر  
 لڑ رہی ہو لڑائی بنکر لڑ رہی ہو اگر تو نے نیچے بُراں شمشیر زن کو دیدیا ہو تو مجھے صاف صاف کہہ  
 میں لڑ بھر کر نکل جاؤں اور تدبیر کر کے آؤں تو کیوں مثل تصویر خاموش ہو صاحب فہم و عقل و ہوش ہو  
 خنجر بار جادو نے کہا میں کیا تیری بات داہیات کا جواب دوں اپنی حماقت سے انتشار میں ہو  
 یہ کھر تیغہ سحر کھینچ کر صمصام جنگ آزماے خونریز زہرہ پوٹ پر چھٹا چاہا کہ ایک ہاتھ میں دو  
 ٹکڑے کروں صمصام نے پیچھے ہٹ کر وہیں سے فولادی گولہ جو ہاتھ میں تھا یا سامری کہہ کر  
 کھینچ مارا خنجر بار جادو ہر چند پیچھے ہٹا دستک دی کچھ منتر جتر پڑھے مگر وہ گولہ گویا فضا کا تھا  
 سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے آواز آئی مارا مجکو نام میرا خنجر بار جادو تھا بیر اُسکے غل مجانے  
 تھے لیکن کچھ تدبیر نہ ہو سکی پٹنے چیتے نکل گئے تاریکی دفع ہوئی سرداران فوج صمصام ٹکڑا مرنے دیکھا  
 کہ لاشہ خنجر بار جادو کا پڑا ہوا تڑپ رہا ہو اور صمصام جنگ آزماے خونریز زہرہ پوٹ سر اُسکا  
 کاٹ رہا ہو اور غصے میں کہتا ہو جو ٹکڑا می کرے گا اُسکا ہی حال کرونگا آتش قہر و غضب سے پھوٹ  
 دوں لگا سرداروں نے آپس میں کہا ہوا اور غضب دیکھیے میان صمصام نے خنجر بار جادو کو اپنی  
 سی خطا پر مار ڈالا اس ہنگامے میں وہ اسباب سحر لیکر نہ پہونچا ہو گا ایسے جلا د صاحب بیداد سے  
 ڈرنا چاہیے انکی رفاقت سے حذر کرنا چاہیے موجب مثل دھوبی پر زور نہ چلے گدی کے کان اٹھ  
 دوسرے نے کہا بھائی صاف ظاہر ہو جسکا عمر بھر تک کھایا اُس سے یوں پھر گیا اب اس بچیا  
 ہو کہو کیا امید ہو اگر کہیں اُسے یہ لڑائی فتح کی بات بات پر ایک ایک کو قتل کر لیا قضاے  
 کار آفت روزگار ان سب سرداروں میں ایک افسر کلان ہو نہایت صاحب شوکت و شان ہو



جوان خوشرو موسوم بہ خوشحال جادو وہ لڑتا ہوا ایک پرے سے نکلا اپنے ساتھ واسے چائیں  
افسران نامی کو دیکھا کہ ایک نخل کے سائے میں کھڑے ہوئے گفت افسوس مل رہے ہیں کوئی نگشت  
حیرت بدلتان کوئی بصورت آئینہ حیران کوئی مثل زلف پریشان رنگ روم تغیر حربہ ہائے سحر ہاتھ میں  
لیے آپس میں کچھ صلاح کر رہے ہیں خوشحال جادو سب کے قریب آیا کہا اوی بھائیو یہ وقت جنگ  
وجہ ان ہو لڑائی سے ہاتھ کپٹن روکا ہو دیکھو بلوہ ہو رہا ہو ان سب کے دل غم سے بھرے ہوئے  
تھے ابل پڑے کہا اوی افسر تو ہی ہمارا سرپرست ہی ہم بھون سے سحر و ساحری میں بھی زبردست  
ہو کچھ آپ پر جو ہر صمصام نمک حرام کے بھی کھلے اپنے ولی نعمت سے یوں پھر اس وقت  
خبر بار جادو کو بھی خطا مار ڈالا یہ وہ وقت ہو کہ باپ کو بیٹا بھائی کو بھائی نہیں پہچانتا اپنی اپنی  
جان و آبرو کی پڑی ہو اگر وہ اسباب سحر لیکر نہ پہنچا تو کیا غضب ہو گیا صورت شکایت کافی تھی  
ہمارے سامنے گولہ فوڈا کا مارا اسکا سر پھٹ گیا دیکھیے وہ لاشہ پڑا تڑپ رہا اوی ایسے ظالم سے کیا  
امید رکھیں انکا ساتھ دیکر خطا موت کا مزا چکھیں خوشحال جادو نے کہا بھائیو میں تم سب کا افسر  
نہیں بلکہ تابعدار ہوں افسر کو اہالیان فوج آبرو دیتے ہیں ہم تو پیشتر سے بیدل ہو رہے ہیں  
کیا کوکب روشن ضمیر سے خوف ہونے پر ہم راضی تھے مجبور ہو کر ساتھ آئے اب جو کہو وہ کرنا  
کیا اس بھیا سے پایہ کمی کار رکھتے ہیں سب نے کہا ہماری رائے یہ ہو کہ اپنے مالک قدیم کے  
شریک ہو کوکب مرد سپاہی ہو مرد کا جو ہر شناس قدردان صاحب لیاقت یہ حرافزہ بے مروت  
بیان یہ سب آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ دیکھا ملکہ بران شمیر زن اس زور و شور سے لڑتی  
ہوئی آتی ہو کہ زمین بھراتی ہو خوشحال نے بڑھکر سلام کیا آواز دی اوی ملکہ عالم الامان ہم آپ کے  
نمک خوار ہیں صمصام نمک حرام سے بیزار ہیں غلاموں کی خطا معاف فرمائیے اپنے سایہ  
دامن دولت میں ہم غلاموں کو لیجیے ملکہ بران شمیر زن نے ارشاد فرمایا تم سچا روں کی کیا خطا  
جو ہوا سو ہوا مطیع اسلام جو بسم اللہ دشمن سے انتقام لوشہنشاہ سے میں بھکاری شفاعت کر رہی  
یہ ککر ملکہ بران شمیر زن مصروف جنگ ہو میں اُدھر خوشحال نے نعرہ کیا کہ اوی بھائیو و اوی  
نمک خواران شہنشاہ کوکب روشن ضمیر جسکو نمک کا پاس ہو وہ ہمارا شریک ہو ہم نے رفاقت  
صمصام نمک حرام سے ٹھنڈ موڑا اس ظالم اظلم کا ساتھ چھوڑا یہ صدائے خوشحال نکر بارہ ہزار



ساحر ذی لیاقت شریک خوشحال جادو ہوئے ہمراہ رکاب اپنے افسر کے ہوئے اور حربہ ہائے  
 سحر ایک فوج صمصام و لشکر ملک حیرت جادو پر جا پڑے پہلے ہی حملے میں ہزار جادو گر مارے  
 آگے آگے سب کے خوشحال نیک و عقیب میں چالیس سرداران خوشرو ایک سمت بارہ ہزار  
 جوانان جنگ جو سحر کار لڑائی میں جانناز مرنے پر آمادہ صمصام کے ساتھ دینے کا حجاب خیال  
 نام و تنگ زیر ران مرکب ہائے اہلین و سرنگ پر بصد کرو فر مصروف کار زار صمصام نے  
 نے پلٹ کر جو یہ ہنگامہ دیکھا آواز دی اے خوشحال جادو کیوں اپنی فوج کو قتل کرتا ہے کیا اندھا ہو گیا  
 اپنا بیگانہ نہیں پہچانتا؟ دوست کو دشمن مانتا؟ خوشحال نے جواب دیا اور حکم ام تو خود نابینا ہے اپنے  
 ولی نعمت سے دیدہ و دانستہ پھر ای اور غول صحرائی اس قدر غور و ہوش میں آ اب دختر شہنشاہ کو کب  
 کے قدموں پر گر خطا معاف کر اور نہ تیرے واسطے آتش جہنم تیز ہو ہم میں ہر ایک تجھے آمادہ ستیزی  
 ہم تیرے دشمن ہیں تجھ ایسے لڑاؤ کے لیے رہن ہیں صمصام ناکام کے یہ تقریر سنکے ہوش اڑ گئے  
 مثل سید بھڑا گیا پیشانی پر موت کا پسینہ آگیا چاکلے نکل جاؤں جان بچا کر ٹل جاؤں مگر سربران سے  
 آگ برس رہی تھی برق گر رہی تھی کسی طرف پہاڑ شدت ہر طرف سے سفید ہو گئے ہیں طائران صحرا  
 پر پھیلائے پڑے ہیں ایک جانب دریا آگ کا شعلہ زن ہو زمین سے و طوفان نکل رہا، صدا  
 نخل جل رہا، ایک طرف سے ملک سرخ سحر چشم و لکڑی بہار و زلزلہ و لرزان وغیرہ نے قیامت  
 برپا کی ہو زمین کانپ رہی ہو صمصام مثل غول بیابانی جدھر بھاگ کر جاتا ہو کسی نہ کسی سردار سرخ  
 کو لڑتے ہوئے پاتا ہو وہاں سے بھاگ کر فوج ملک حیرت میں آیا ملک حیرت جادو ایک مقام پر  
 کھڑی ہوئی سحر کر رہی، ہونا گاہ دیکھا صمصام جنگ آزمائے خونریز زہرہ پوش مثل صید خائف  
 بھاگا ہوا آتا ہو ملک حیرت نے آواز دی اے صمصام نہ گھبرا میرے قریب آج طبقے زمین کے  
 ہلا دو گی مسلمانوں کو خاک میں ملا دو گی صمصام نے اس گھبراہٹ میں جواب دیا اے ملک عالم  
 خدا آپ کو سلامت رکھے غلام کو بچائیے میری مدد کو آئیے سب سردار میرے مجھ سے پھر گئے دختر  
 کو کب کے شریک ہو گئے ساری میری فوج کا خاتمہ کر دیا وہ دیکھے میدان لاشوں سے بھر دیا  
 کسی طرح کتے نہیں چلے آتے ہیں اسوجہ سے غلام بھاگ کر آیا ہو ملک حیرت نے کہا از صد قہر پائش  
 میں کیا کسی کی پرواہ رکھتی ہوں میں سن چکی ہوں کہ تم نے نیچہ کھویا، ابھی آہر دو کو ڈوبی اور دختر بار



بنکر تم سے نیچے لیگیا ہو گا تم کو دغ دے گیا ہو گا صمصام نے کہا اے ملکہ عالم میں نے تو خنجر بار  
اپنے رفیق کو اسی جرم پر بار ڈالا شاید اسی وجہ سے سب سردار مجھ سے بھر گئے ملکہ حیرت جادو نے  
کہا تم نے بہت بُرا کیا ہم سے یہ حال نہ کہا عیاروں کے اس سے بڑھ کر شہدے ہیں یہ ہمارا  
ہا ہی کلیجہ ہو کہ اُنکا بار عیاری اُٹھاتے ہیں یہ تم نے خیال کیا جسکو تم نے مارا وہ بُرا نہ تھی  
عمر نے کسی لونڈی کو ملکہ بُرا بن کر بھیجا تھا یہ حال صرصر نے پہلے ہی سمجھ لیا تھا ہکویقین ہوا  
خیر نہ گھر آج بُرا ان کو مارتی ہوں ابھی جا کر لکارتی ہوں تم فوج مسخ سے لڑو یہ کہہ کر ملکہ حیرت جادو  
ملکہ بُرا ان شمشیر زن پر جا پڑی چکر کا نکال کر مارا بُرا ان کے شانے پر پڑا اور چھاسا زخم آیا پلٹ کر ملکہ  
بُرا ان نے دیکھا کہ حیرت کا سحر تھا اسوقت کار دسجھبولی سے نکال کر جانب ملکہ حیرت پھینک ماری  
حیرت نے نشتر سے انگلی کا خون نکال زمین پر قطرہ ڈالا کہا اے کار دسجھبولی اپنا بھوک لے کار د  
فورا اُس قطرے پر گری اور غرق زمین ہو گئی ایسے ایسے دو چار سحر ملکہ بُرا ان اور ملکہ حیرت میں  
ہوئے کہ طبعی زمین کے تھرا گئے دیکھنے والوں کو خوف سے غش آگئے ملکہ حیرت نے گرا کر غصے میں  
نیچے کر سے کھینچا ملکہ بُرا ان پر جا پڑی کلو ابھیرون کا نام لیکر وار کیا ملکہ بُرا ان شمشیر زن نے سپر سحر پر  
روکا سپر کو نیچے نے کاٹا مگر تلوار ملکہ حیرت کی اُلجھ گئی ملکہ بُرا ان نے قہقہہ مارا کہ او حیرت ابھی  
چندے سحر سیکھ اپنے دھکڑے کو بلا ملکہ حیرت نے جھلا کر ٹھکمارا نیچے ٹوٹ گیا ملکہ بُرا ان نے  
جب ملکہ حیرت کو خالی ہاتھ پایا قریب آ کر نیچے مارا ملکہ حیرت سپر سحر نہ اُٹھانے پائی تھی کہ نیچے سر پر  
حیرت کے پڑا کسی قدر زخم آیا ملکہ حیرت نے پیچھے ہٹ کر ایک نعرہ کیا کہ زمین تھرائی پہلو سے ایک  
پرینا د پیدا ہوئی اُسے ایک نیچہ برق مثال ہاتھ میں ملکہ حیرت جادو کے دیا اور ہاتھ سر پر حیرت  
کے پھیرا فوراً زخم اچھا ہوا خون ٹپکنا موقوف ہو گیا ایک چشم زدن میں یہ سب کام ہوا اب ملکہ  
حیرت جادو نے ملکہ بُرا ان کو آواز دی او دختر کو کب اب کیونکر بچے گی قضا تیری دہنگیری  
مثل صمصام کے مجھ کو نہ سمجھنا یہ نیچہ خونریز طلسمی ہو اسے ہزاروں کاگلا کاٹا ہوا خون دشمنوں کا  
چاٹا ہوا دیکھ لے اب تک شکم اسکا خالی ہو کبھی اسکا پیٹ نہیں بھرتا بارہ اسکی جادو راہ عدم ہی  
بہ نگاہ غور دیکھ کیا جم و خم ہو معشوق پہلو نشین گوشہ گیر شمشیر بے نظیر قطعہ مصنف  
برش تیغ کی تعریف نہیں ہو سکتی | پڑ گئی سپر دشمن پہ اگر یہ اکیلا | واہ رے کاٹ کہ چورنگ عناص



ایک ایک جن کے برابر سے ہوجھے چار | یہ کلمات کھڑا مثل شعلہ جوالہ ملکہ برہان شمشیر زن پر جا پڑی شعلہ  
دشوار کر دیا ہاتھ اٹھا کر نیچے مارا ملکہ برہان شمشیر زن نے سپر کو اٹھایا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر  
پڑا زخم کاری آیا سر کے بھل سر سے نیچے کونکا لا خون بلبلا کر چہرے پر آیا برہان ان کھپے ہی بجلا  
حیرت اب کب اہلت دیتی ہر سائے میں نیچے کے برہان کو کہ لیا ہر مرتبہ چاہتی تھی کہ ہاتھ ماروں سر برہان کا  
اٹھ جائے برہان سر سے پکھے پٹکھالی دیتی تھی اسوقت وہاں اس قدر تلوار چلی اور سحر ہوئے کہ ہزاروں لاشے گر گئے کوئی  
جگہ کسی پر برق گری کوئی پڑا اڑیاں رگڑتا تھا کسی کے بدن پر سیکڑوں آبلے پڑے گرمی آتش سحر سے  
جلنے لگا کھرا کر حوض میں کود پڑا آخر پانی میں گر کر ٹھنڈا ہوا ہر چند ملکہ برہان شمشیر زن دس قدم تک  
پھپھپے ہی مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ برہان کو مہلت نہ دی یکایک پہلو سے ایک نخل کے آواز آئی  
اور وہ جب شہنشاہ طالع ہوش ربا راہ کیا لاشا لوندی بروقت پہونچی شکر فرسا مری و جمشید کا چھوڑی  
اب نہ جانے پاٹے اسے بڑے بڑے دلغ دیے ہیں بڑے بڑے نامی و گرامی ساحر مارے  
ملکہ حیرت جادو نے سراٹھا کر دیکھا ملکہ صنعت سحر ساز بعد کرشمہ و ناز ایک گولہ ہاتھ میں لیے  
پکار رہی ہو ملکہ عالم جلد نیچے مارے میں گولہ مارتی ہوں دیکھنے نکلی جاتی ہو ملکہ حیرت نے اچھا کھڑکھ  
پھیرا یکایک بجلی حکمی آواز آئی باش او قحبہ کمان جاتی ہو منم کو کب درخشان آسمان عیاری آئی  
عالم کتاب چرخ خنجر گزاری دوندہ بید رنگ قلعہ گیر بے جنگ صاحب قنطورہ دزدنگ طرار قاتل  
کفار عمر و بن امیہ نامدار یہ نعرہ کر کے چودہ حلقے کند کے مارے گردن میں ملکہ حیرت جادو  
پڑے ارے کھڑ پٹی عمر و نے جھٹکا مارا کرتے کرتے گھائیوں سے حباب کو رہا کیا تھر پر حیرت  
کے حباب پڑے لڑکھڑا کر زمین پر گری ملکہ برہان شمشیر زن نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمر و نے آواز  
دی بیٹا لینا ملکہ برہان جھپٹی ہی تھی کہ زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولاد کا ہان ہان کتا ہوا نکلا عمر و  
کند چھوڑ کر بھاگا پتلے نے ملکہ حیرت کی کمر میں بچہ ڈالا مثل برق جھنڈا ٹپ کر اڑ گیا چشمہ زمین  
غائب ہوا اب ملکہ برہان زخم سر باز دھک پٹی فوج ملکہ حیرت جادو پر سحر کرنے لگی مگر ہنگامہ جو ہوا  
تھا کہ حیرت جادو نے دختر کو کب کو مارا صمصام خوشی خوشی دوڑ کے اس غول میں آیا  
اسوقت پہونچی کہ حیرت جادو کو پتلہ لیجا چکا تھا ملکہ برہان شمشیر زن مصروف جنگ تھی بہار  
نے مصور جادو کو زخمی کیا تھا مصور صورت نگار کا ہاتھ پکڑ کر بھاگا صمصام نے جو یہ معرکہ



دیکھا چاہا کہ پیچھے ہٹے بغیر ہوا منہ ملکہ بُران شمشیر زن اور نمک حرام کمان جاتا ہو صمصام کو کچھ نہ بن پڑا  
ترجہ نکال کر ملکہ بُران شمشیر زن پر مارا ملکہ بُران نے اشارہ کیا ترجہ پلٹ کر پانوں پر صمصام کے  
پڑا اڑی کو توڑ کر دور گرا صمصام لنگڑاتا ہوا ہٹا ملکہ بُران مثل شیر غضبناک نیچے کھینچ کر قریب پہنچی  
تھین کہ صمصام نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ فولادی مارا نیچہ ملکہ بُران شمشیر زن کا ٹکڑے ٹکڑے  
ہو گیا اور اسی گولے سے ایک برق چمک کر سر پر ملکہ بُران شمشیر زن کے گری جس مقام پر ہاتھ  
سے حیرت کے زخم آیا تھا اُس زخم کو اس برق نے اور زیادہ کھول دیا قطرات خون روے زیر پا پر  
اس طرح آئے کہ ماہ تابان پر وہ شفق میں پھان ہو گیا بس یہ زخم ہاتھ سے صمصام کے کھا کر اُس  
شمیر زن کو غصہ آیا ابرو سے خمدار ہلنے لگے ظاہر ہوتا تھا کہ نیچے اصفہانی نیام انتقام سے نکلا جا رہا ہے

ہین کا کلین عارض انور پیل کھلنے لگین مثل مار سیاہ لہر لگین نظم	جعد وہ قہر کہ کتنے مین ہو جسکی ہر لہر
گھر ڈبا دینے کو عشاق دریا ٹلک	زلفین بچن بھری تھی چہرے پانگے تھیل
ناگنی بیچ میں آسکے نہ مانگے پانی	کھیل جاوہین کا لاجوڑ سے اہلی ٹلک
	چس طرح ایک کھلوئے پشیم و بالک
	اس قہر و غضب مین اُس مہر

سپر غر و جلال ماہ درخشان آسمان اقبال نے جوڑے پر ہاتھ ڈالا آخر مروارید نکالا آواز دی کہ او  
یہ بیا خبردار ہو جا کہ ستارہ تیرا گردش میں آیا نیر اقبال تیرا مال بپستی ہوا نمک حرامی کا مزا ملا چاہتا ہی  
اب کمان جاتا ہی یہ کھلا آخر مروارید کھینچ مارا ہر چند صمصام بد انجام نے چاہا کہ بچوں مگر موت کب  
ٹلنی ہو سینہ پُر کینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گزار کر زمین پر گرا بجائے خون جسم سے شعلہ ہائے آتش  
نکلنے لگے استخوان مثل شمع کا فوری جلنے لگے صدائے ہا ہو بلند ہوئی تاریکی چھا گئی برق چمکی برف باری  
ہوئی بیرون کے رونے کی آواز آئی ایک ساعت کامل ہی ہنگامہ منوہ حشر پر پار ہا آواز آئی مارا محکو  
کہ نام میرا صمصام جنگ آزماے خونریز زہرہ پوش تھا افسوس حسرت و یاس لیکر دنیا سے گیا  
یہ معرکہ جو ملا زمان ملکہ حیرت نے دیکھا ملکہ حیرت جادو کو تو پتلہ فولادی اٹھائے گیا ہی مثل مشہور  
ہو لشکر بے میر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر بہ چار چیزیں بغیر چار چیزوں کے بیکار ہیں میدان کارزار  
میں پانوں نہ رقم کے شکست فاش کھائی آخر فرار پر قرار کیا اور دامن صحر کو مثل دامن مادر جا کر  
پناہ لی ہزاروں ساحرون نے میدان کارزار سے عدم کی راہ لی فوج اسلام نے بارگاہین خیمے  
صمصام و ملکہ حیرت جادو کے لوٹ لیے جو ل گیا اسکو غنیمت جانا خواجہ عمر و قریب خزانے



ملکہ حیرت جادو کے آکر شکل چوہدار پٹھرے فوج والے لوٹ رہے تھے انکو منع کیا کہ یہ کیا کرتے  
ہو اسکا حساب دینا پڑے گا تنخواہ میں کٹ جائیگا اسوقت چلے جاؤ جمع ہو کر تھیں کو بٹ جائیگا  
ایک نے کہا یہ چوہدار کون ہی ہم لڑائی میں جان پر کھیلین یہ مال لوٹنے کو منع کرتا ہی گویا یہ چوہدار  
بڑا خیر خواہ ہی یہ شکر چوہدار نے فرمان ملکہ مرخ کا جیب سے نکالا اسپر مہر ملکہ مرخ سحر چشم کی دو سطلین  
فقط بخط جلی مرقوم تھیں کہ اس چوہدار کو خزانے کا اختیار ہی جو کوئی ہاتھ لگایگا اُس سے جرمانہ  
لیا جائیگا یہ فرمان دیکھ کر ساحر پھرا گئے یہ کہتے ہوئے وہاں سے چلے کہ ہمارے مالک کا حکم ہی  
ماننا پڑ ضرور ہی اس بیچارے چوہدار کا کیا قصور ہی جب سب وہاں سے چلے گئے سناٹا ہوا خواجہ  
عمر و نے جال الیاسی زنبیل سے نکالایہ لکھ مارا ای جال حمال ہو کر گرنا ایک جہ نہ بچے سب جال میں  
آجائے غرض جال کو کھینچا سب خزانہ مع بالشت بالشت بھر مٹی کے آگیا اس خیال سے مٹی  
کھینچ لی تھی کہ اس زمین پر سونا چاندی رکھا گیا ہی اس خاک کو نیاریون کے ہاتھ بیچ لینگے اُدھر سے  
ملکہ مرخ سحر چشم و ملکہ بہار وغیرہ تشریف لائی تھیں کہ ساحرون نے فریاد کی کہ کیوں ملکہ عالم کافرون  
کا مال لوٹنے کی بھی اجازت نہیں ہی ملکہ نے فرمایا ای غازیان دیندار و ای ساحران تہو رشعار ایسا  
کبھی خیال نہ کرنا شکر ہی خدا کا کہ لڑائی فتح ہوئی مال موذی نصیب غازی مشہور ہی لوٹو ہم الگ  
انعام دینگے خلعت سے سرفراز کرینگے انھوں نے عرض کیا کہ خزانے پر کھڑا ہوا چوہدار منع کر رہا ہی  
آپ کا مہری فرمان پاس ہی اس وجہ سے ناچار ہو گئے ورنہ ہم لوگ ملازمان خواجہ عمر و میں حضور کے  
لشکر کے افسرین بہرام فلک سے بھی نہیں ڈرتے ہیں شیر صحرانی کو چورنگ کرتے ہیں ملکہ مرخ نے  
فرمایا سچ کہو میرا مہری فرمان ہی عرض کی حضور انکھوں سے دیکھا مضمون پڑھا ملکہ نے کہا جاؤ  
اُس چوہدار کو پکڑ لاؤ کوئی جعل ساز فقرے باز مکار و غدار ہو گا اسکا گرفتار کرنا واجب و لازم ہی  
اب تو ساحر و وڑے خزانے کے پاس جا کر دیکھا قبا تین گری ہوئی پڑی ہیں ایک خر مہرہ بھی  
وہاں نہیں ہی بلکہ زمین میں گر پڑا ہی یہ دیکھ کر پریشان پلٹے خدمت میں ملکہ مرخ سحر چشم کی آئے  
عرض کی حضور وہاں تو خاک اُڑ رہی ہی نہ خزانہ ہی نہ چوہدار ہی ملکہ مرخ نے مسکرا کے فرمایا آپ  
لوگوں نے مال لوٹ لیا اچھا کیا کون آپ لوگوں سے پوچھتا ہی وہ لوگ قسم کھانے لگے کہ سامنے سے  
خواجہ عمر و تشریف لائے کہتے ہوئے کہ یہ کیا سیو وہ ذکر ہی چلے ابھی سرداران زخمی کو اٹھاؤ شکر



پروردگار کا بجالا و مال کیسا خزانہ کیسا ہوگا اور ساحرون سے پلٹ کے کہا بھائیو تم قسمیں کہو  
 کھاتے ہو خزانہ زمین نکل گئی ہوگی اور ہم تو آج بڑے نقصان میں رہے ایک مہاجن نے دو صندوق  
 جواہرات کے دیے تھے کہ اسکو فروخت کر دیجیے ہم سمجھے تھے کہ کوئی ٹکار و پیہل جائیگا جس وقت  
 صمصام جنگ آزما سے خونریز زہرہ پوش سے نیچہ لیکر بھاگے وہ دونوں صندوقے کمر سے کر کے  
 اس وقت جان بچاتے یا مال اٹھاتے اسی بھائی ناچار سنگ صبر دل پر رکھ لیا اب ان مہاجن  
 کو تنک لکھ بیٹے زندگی بھر ادا کرتے رہینگے خدا نے تم سبھوں کی جان بچائی اتنی بڑی فتح ہاتھ  
 آئی آج کچھ کچھ اپنی تنخواہ میں سے صرف کرو جمع کر کے ہکو دید و ہم ہندوی کر کے خانہ کعبہ میں مستحقون  
 کو بھیجیں ان باتوں پر خواجہ عمرو کی ملکہ بہار گل عذار مسکرائیں ملکہ مہرخ سحر چشم سے اشارے میں  
 کہا بس اب چوبدار کی جستجو نہ کیجیے یقین ہوا کہ وہ ہمارے پیرو مرشد تھے اب ملکہ مہرخ سحر چشم کو بخوشی  
 و خرمی سب سرداروں نے سوار کیا نوبت نقارے بجاتے ہوئے زر سحر و سفید لٹاتے ہوئے  
 طرف بارگاہ کے چلے ملکہ بران شمشیر زن اسی عالم زخم داری میں خوشی خوشی ساتھ ملکہ مہرخ کے  
 چلی آتی ہیں کہ ایک پتلہ سنرا اڑی پٹی باندھے ہوئے نیچے ہاتھ میں سپریشٹ پر بصد کرو فر زمین  
 پر اترنا نامہ ہاتھ میں ملکہ بران شمشیر زن کے دیا ملکہ بران شمشیر زن نے کھول کر پڑھا کوکب  
 روشن ضمیر نے لکھا تھا ای نور نظر بارہ جگر زبانی طائران سحر کے ہکو معلوم ہوا کہ خدا نے اپنا فضل  
 شریک حال کیا صمصام بد انجام و اصل جنم ہوا فتح بد دولت خواجہ عمرو حاصل ہوئی لشکین  
 ول ہوئی یہ معلوم ہوا کہ تم زخمی ہو اپنے باغ نگارین میں چلی آؤ آ کے علاج کرو اور خواجہ کو ہمارا  
 سلام محبت پہنچانا اور کہنا کہ آپکی صفت احاطہ تقریر اور تحریر سے باہر کیا شکریہ ادا کریں زبان  
 قاصر ہو مختصر یہ کہ آپ نے بران کو حیات تازہ عطا فرمائی گو یاد و بارہ روح جسم میں آئی ماشاء  
 کس دھوم سے عیاری کر کے نیچہ لیا اپنی کینر کچا یا حیرت جادو کو کند مار کے خوب میدان رزم  
 سے بھگایا اسطو آپ کی کتاب علم فطرت کا سبق خوان ہو اور لقمان آپ کے مدرسہ حکمت کا ایک  
 طفل دبستان ہو علم عیاری نے آپ کے دم سے رواج پایا خیر گزاران عالم سے اپنے خراج پایا  
 ملکہ بران شمشیر زن نے وہ نامہ ہاتھ میں خواجہ عمرو کے دیا خواجہ نے پڑھ کر تبسم فرمایا کہ یہ کیا بات  
 ہو جسکو اس قدر طول دیکر تحریر فرمایا اسکی موت قریب آگئی عیاری بن پڑی مگر ای نور نظر اس



جنگ میں دو شبانہ روز برابر گزرے ہیں آب و دانہ سب کا ترک رہا تم نے تو انتہا کا حد سے  
اٹھایا لہذا آج کی شب یہاں باسگاہ میں راحت پذیر ہوا انشاؤ اللہ بوقت سحر اگر موقع ہو گا تو ہم بھی برائے  
ملاقات شہنشاہ کو کلب روشن ضمیر تھارے ہمراہ چلنے کے بمقدور رہائی اسد غازی صلاح کرنا ہی ہا  
اس مقدمے میں کچھ بن نہیں پڑتا یہ لکھ رہے اختیار عمر و رونے لگے تمام سرداروں کی آنکھوں سے  
اشک حسرت جاری ہوئے ملکہ بہار گلزار کو بچکی لگ گئی ملکہ مہرخ سحر چشم نے رومال آنکھوں پر  
رکھ لیا ہر کہ وہ یہ یاد میں اپنے آقاے نامدار مولائے قدر شناس کے زار زار مثل ابرو بہار و  
خواجہ عمر و نے ضبط کر کے کہا کہ بھائی صبر کرو اس رونے کے بدلے دعا میں مصروف ہو ملکہ بران  
شمشیر زن نے عرض کی ای علم نامدار کوئی سبب قوی ہو جو قبلہ و کعبہ نے اس طرح تحریر فرمایا ہو کہ چلی آؤ مجھ کو  
نہ زد کیے اجازت دیجیے خواجہ عمر و نے کہا بسم اللہ ملکہ بران شمشیر زن فوراً تخت پر سوار ہو میں  
سرداران جان شاربہ متکزاران دیو قار نے چار جانب سے اُس شمع انجمن عصمت و عفت کو  
یون گھیر لیا کہ جیسے گرد چرخ ہجوم پروانوں کا ہوتا ہی پس لشوکت و شمت سواری مثل باد بہاری کے  
جانب طاسم نور افشان روان ہوئی اب ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار و دیگر سرداران نامدار بصد  
شوکت و وقار رفیع و فیروز ذی داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہو گئے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ملکہ مہرخ  
سحر چشم نے ملاحظہ کیا کہ کوئی سردار ایسا نہیں ہے کہ زخم داری سے محفوظ ہو جس روز سے طاسم ہوش ربا  
میں لڑائی شروع ہوئی اکثر معرکہ ہائے عظیم پڑے مگر سرداران اسلام کو کبھی ایسا سانحہ درپیش نہوا  
تھا ایسا کبھی رن نہ پڑا تھا و قلع نگار نے پرچہ ملکہ مہرخ سحر چشم کو دیا ہو اُس میں صاف لکھا ہو کہ  
آٹھ لاکھ ساحر جانیوں کے قتل ہوئے دو لاکھ لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم کے اور چھ لاکھ ملازمان  
افراسیاب و صمصام و اصل جہنم ہوئے یقین ہے کہ اُس صحرا کے درند و گزند طعمہ جوئی نہ کرینگے  
سبزہ اُس زمین پر نہ جے گا گر لالہ باول داغدار و دم الاخوین کہ جس سے ہمیشہ خون جاری رہا  
روئیدہ ہونگے ملکہ مہرخ سحر چشم نے پرچے کو پڑھ کر زانو کے نیچے رکھا خواجہ عمر و نے کہا ای ملکہ  
مہرخ سحر چشم ہمارے مہمان تازہ کمان ہیں جنکے ہم پر احسان ہیں ملکہ مہرخ نے کہا ای خواجہ  
میں اس فقرے کو نہیں سمجھتی خواجہ عمر و نے کہا کہ خوشحال جادو جو عین گرنی جنگ میں شریک  
ہوا تھا فوج صمصام جنگ آزمائے خونریز زہرہ پوش کو خوب قتل کیا علاوہ اُسکے چالیس



سرداران نامدار بارہ ہزار ساحران دیو قار شہنشاہ کو کب روشن ضمیر کے نمک خواران سب  
صاحبون کا حال دریافت کرنا واجب دلائم ہو شکیل جادو و فرزند ملک مہرخ خوشحال اپنے مقام سے اٹھا  
خواجہ عروس سے عرض پیرا ہوا کہ خوشحال جادو و بڑے خاندان عالی سے ہے جو وقت لڑائی  
فتح ہوئی کنارے پر لشکر کے زخمدار بفرار اتر پڑا اپنے مقام پر بیٹھا ہوا رو رہا ہو کہ میں کیا  
روئے سیاہ بادشاہ لشکر اسلام کو دکھاؤں ہر صاحب لیاقت بھی طعن کرے گا کہ یہ نمک حرام  
کا سردار ہے بس یہ سنتے ہی ملک مہرخ سحر چشم نے فرمایا کہ جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو اس خیر خواہ  
دولت کو استقبال کر کے لائے اور ہماری جانب سے کہنا کہ ایسا اور اگر عرصہ کرو گے تو ہم خود  
لینے کو تمہارے آئینے اسی وقت تمام سردار سوائے ملک مہرخ سحر چشم براے استقبال خوشحال  
روانہ ہوئے یہاں کنارے پر یہ بیچارہ ملول و حزن میں ایک خیمے میں داخل تھا اور کہہ رہا تھا کہ  
بھائیوں زخمون کے ٹاکون کی فکر کرو تو طرف صحرا کے نکل چلین اب وطن میں بھی نہ جائینگے امید  
ہو کہ ملک مہرخ سحر چشم قدر شناس ہیں شاید عنایت فرمائیں مگر ہم لائق اسکے نہیں ہیں انصاف یہ ہو  
کہ ہم نے اُنکے ساتھ کیا کیا ہنوز یہ کلام پورا نہوا تھا کہ ملک نافرمان و سرخ موئے کا کل کشاد  
خورشید زرین سحر و شاہزادہ شکیل بے عدیل و غیرہ آ کے پہنچے خوشحال گھبرا کے کھڑا ہو گیا  
متحیر ہو کر پوچھا سب صاحبون نے یہاں قدم رنجہ بے وجہ کیوں فرمایا ملک سرخ موئے کا کل کشا  
نے کہا ایسا سرداران نامی و ایسا ساحران گرامی ملک مہرخ سحر چشم نے واسطے تمہارے استقبال کے  
ہم کو بھیجا ہے دربار دربار میں طلب فرمایا خوشحال جادو نے سر جھکا لیا دل میں باغ باغ ہو گیا  
خوشی سے پھول گیا مگر جواب دیا کہ ملک عالم کی عنایت بے غایت کہ اس ذرہ بے مقدار کا نام  
روشن کرنا منظور ہوا اور نہ یہ خطا کار کیا خدمت بجالا یا جس کا یہ سعادۂ ہوا ملک نافرمان نے کہا  
ای خوشحال جادو تم سے وہ کار نمایاں سرزد ہوا کہ جس کے بیان سے زبان قاصر ہو تمہاری خیر خواہی  
ملک مہرخ سحر چشم پر بخوبی ظاہر ہو عین وقت پر تمہیں لشکر اسلام کی مدد کی اتنی بڑی بلالہ کی جہاد میں  
کس قدر کد کی شکر ہو کہ وہ نمک حرام واصل جہنم ہو جس نے اپنے ولی نعمت کے قتل کا ارادہ کیا تھا  
ہیں اب چلو ملک عالم بہت مشتاق ہیں خوشحال کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا سرداروں سے بغلگہ  
ہوا عرض سب صاحب باعزاز تمام اس خوش انجام کو مع ہمراہ بیان خوشحال داخل بارگاہ آسمان



ہوئے خوشحال جادو نے بڑھکراہی تخت ملکہ مہرخ سحر چشم کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ کیا بندہ نوزی  
فرمانی دولت کو میں ہاتھ آئی مصرع شاہان عجیب گریبوا زندگدارا گاہے بہ نگاہے ملکہ مہرخ نے  
خلعت فاخرہ سے خوشحال جادو کو دیکر سرداران ہمای کو خلع کیا فوج خوشحال کو انعام سکرا  
عنایت ہوا ایک بار گاہ کلان استادہ کرا دی حکم ہوا کہ اپنے لشکر کو لے کر عبیش و عشرت فروکش  
ہو اب نہ مشوش ہو زخم دوزی کی اپنی مع ہمایون کے تدبیر کرو جس شی کی ضرورت ہو خزانہ  
شہنشاہی سے منگو لینا حجاب کو کام نہ فرمانا خوشحال جادو دعائیں دیتا ہوا جا کر اپنی بارگاہ  
میں داخل ہوا ساتھ والون سے کہا دیکھا یا روخیر خواہی میں کیا ثروت حاصل ہوا اہل اسلام  
فلک اساس قدر شناس بہادر دوست ہیں ان سے سب طرح کی امید ہو بہان ملکہ مہرخ سحر چشم نے  
سب سرداروں کی زخم دوزی کا سامان کیا خواجہ عمر و ایک کرسی پر جلوہ فرما میں خوشی میں  
آکے بالخان داؤدی یہ اشعار آبدار شکر پیر خالق بے نیاز زب کار ساز میں زبان پر جاری کیے نظم

تو وہ خورشید ہو گردون یکتائی و وحدت کا  
عوض طاعت کے یہ عاصی نہیں مشتاق جنت کا  
ہمیشہ رشید مشرب دم ترا بھرتے رہیں ساتی  
کر و نگار و زپر سش عوض گستاخانہ اتنی تو  
تو وہ ہو نخل بند گلشن ایجا دای صانع  
کرے گا حشر میں ہم عاصیوں کو سحر و توی  
ریاض و ہرین سب تیری یکتائی کے شاہد ہیں  
علی نعمت سعادت کی ترے در کی گدائی سے  
تجھی کو صورت آباد جہان میں جلوہ گرد میکھا  
وہ مجرم ہوں کروں گا غسل جب آب حیات سے  
نہیں جاسے پناہ اسدم کہیں جز گشتہ رحمت سے  
سیہ کاری سے اب تاریک سارا خانہ دل ہی  
تصور پر وہ پوشی کا شری کرتا ہے پردہ

دو عالم ایک مطلع ہو ترے دیوان قدرت کا  
مجھے منظور ہو احسان لینا تیری رحمت کا  
رہے آباد مجمع اس خرابات محبت کا  
گنہگاری کا باعث تھا بھر و سائیری رحمت کا  
ریاض و ہر گلہ سترے تیرے باغ صنعت کا  
ترے محبوب نے بیڑا اٹھایا شفاعت کا  
ہر اک شمشاد پر عالم ہو انگشت شہادت کا  
ہما بھی اک گلے ران ہو مرے خوان قناعت کا  
خلل انداز وحدت کب ہوا آئینہ کثرت کا  
تیری رحمت بدلوادگی جامہ گرو ذلت کا  
ہوا اعلام جاری جسکھڑی تیری عدالت کا  
چراغ داغ روشن اس میں گرا اپنی محبت کا  
خیال آتا ہی جب رسوائی روز ندامت کا



ہماری حاجتوں سے ہکو بڑھ بڑھ کر دیا ہر دم | اداے شکر کیجے آپ کی کس کس عنایت کا  
ان اشعار حمد الہی کو شکر تمام سرداران نامی و ساحران گرامی و جد کر رہے ہیں دم گیتانی پروردگار  
کا بھر رہے ہیں بہ عنایت پروردگار بلا حجت و تکرار مصروف عیش و نشاط ہیں مگر اب ذکر سنیے  
افراسیاب خانہ خراب کا کہ پردہ ظلمات سے واپس ہو کر بلغ غیب میں آیا کینزاران ماہر و  
نازنینان خوش رو پہلو میں اس بدخو کے اگر مٹھیں کار گزاران سلطنت و مشیران ابیت سے پوچھا  
کہ کچھ احوال دریافت ہوا کہ صمصام جنگ آزمائے خونریز زرد پوش نے لڑائی میں کیا کیا  
نے عرض کی حضور نے تو آج تیسرے روز نزول اجلال و رود اقبال فرمایا ہوا تھی خبر ملی تھی  
کہ دو شبانہ روز تلوار چلی ہنگامہ سحر و ساحری گرم رہا یہ بھی سنا تھا کہ صمصام نے اسی نیچے سے  
ملکہ بُران شمشیر زن کو مارا عین گری جنگ میں لڑکارا کل شب تک تو یہی مشہور تھا کہ شہنشاہ کے  
خیر خواہ غالب آئے ہیں مسلمان بہت گہراٹے ہیں آج کی کیفیت نہیں معلوم یقین ہے کہ ملکہ حیرت  
جاوونے سب کو گرفتار کر لیا ہو گا شہنشاہ جاووان افراسیاب بے ایمان نے یہ ستر قصہ کیا  
کہ طائران سحر کو برائے خبر روانہ کروں یا کتاب سامری دیکھوں کہ یکایک آسمان پر برق بجی  
دیکھا ایک پتلہ فولادی ملکہ حیرت جاو و کو پچھے میں دباے ہوئے لیکر حاضر ہوا سامنے افراسیاب  
خانہ خراب کے ملکہ حیرت جاو و کو رکھ دیا اور عرض کی اے شہنشاہ سامری و جمشید نے  
بڑی خیر کی مسلمان ملکہ عالم کو مارے ڈالتے تھے سچ میدان کارزار میں بیہوش پڑی تھیں اور  
حلقہ گے گند گھوڑے نازک میں پڑے تھے غلام وقت پر پہونچا ملکہ عالم کو اٹھا لایا یہ کھڑکے تلہ نوا  
ہوا افراسیاب نے ملکہ حیرت جاو و کو بچ کر خرابی میں پایا سر پر زخم کاری دوپٹہ سر پر بند اور  
کرتی آب روان کی ٹکڑے ٹکڑے سڑاٹھا کہ ملکہ حیرت جاو و کا زانو پر رکھ لیا پانی کا چھٹا دیا حلقہ  
گند گے سے کھولے غصے میں تلج زمین پر دے مارا سر پیٹنے لگا یکایک ملکہ حیرت جاو و نے  
آنکھیں کھولیں سراپنا زانو پر افراسیاب کے پایا اٹھا ایک دو تہڑا افراسیاب کی پشت پر  
مارا کہا حضور نے دشمنوں میں تنہا چھوڑ دیا بالکل میری خبر نہ لی اگر مسلمان مجھ کو قتل کر ڈالتے تو اب  
خوش ہوتے افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم مفصل حال بیان کرو غصے کو کام نہ فرماؤ میں نے  
سنا صمصام نے ملکہ بُران شمشیر زن کو قتل کیا خوب کو کب کو مارا غدا ملکہ حیرت جاو و



ابھی کچھ کہنے نہ پائی تھی کہ شور گریہ و زاری دریاغ سیب پر بلند ہوا دیکھا کہ چند ملازمان صمصام  
 لاشہ اسکا چارپائی پر ڈالے ہوئے فریاد و انگیخت کرتے ہوئے سامنے افراسیاب کے آئے  
 افراسیاب نے پوچھا یہ کس کا لاشہ ہے ملازمان صمصام نے سر میٹ کر عرض کیا صمصام مارا گیا  
 اس زور و شور سے لڑا تھا کہ خون کا دریا بہا دیا ملکہ بران کو ٹوک کر مارا اگر مسلمانوں کا خدا بڑا بڑا  
 معلوم ہوتا تو اسی وقت ملکہ بران شمشیر زن کو زندہ کیا جو مر گئی تھی اسنے اسکے زندے کو مردہ کیا  
 ساتھ وائے بھی ہزاروں مسلمانوں کے شریک ہو گئے ایسی لڑائی بگڑی کہ غلاموں نے بمثل لاشہ اس  
 کشتہ یاس کا اٹھایا آخر یہاں تک پہنچا یا اب ہم لوگ کہاں جائیں اپنے قدر دان صمصام کو  
 کہاں پائیں افراسیاب نے غصے میں آکر ملکہ حیرت جادو سے پوچھا کہ اے ملکہ عالم پھر یہاں  
 کرو یہ پہلی سن نہیں سمجھا ملکہ حیرت نے کہا صاحب حقیقت میں میرے سامنے ملکہ بران کو قتل کیا  
 تھا ملکہ مجلس وغیرہ جان دینے پر آمادہ تھیں پھر یہ دیکھا کہ نعرہ بران شمشیر زن ہوا مجھ سے لڑائی ہوئی  
 میں نے زخمی کیا خواجہ عمر و نے جھکے بھرت صنعت سحر ساز بیوش کیا اس وقت تک صمصام زندہ  
 تھا میں بھی اچھی طرح نہیں سمجھی کہ یہ کیا معرکہ تھا اب زیادہ تقریر سے میرا سر نہ پھر ایسے کتاب سامری  
 میں ملاحظہ فرمائے افراسیاب نے کتاب سامری کو اٹھایا ملکہ حیرت جادو نے دیکھا کہ افراسیاب  
 کتاب پڑھتے ہی غصے میں تھر تھر کانپنے لگا گویا بخار جاڑے کا چڑھ آیا ملکہ حیرت جادو نے پوچھا  
 شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے جواب دیا اے ملکہ حیرت جادو اس ساریاں زاوے سے تو  
 ٹماک میں دم کیا ہو کرواہ رے عیار بلاے روزگار تلو کیا معلوم ہے کہ ملکہ بران کہاں تھی ساریاں  
 زاوے کی زمیں میں نہاں تھی ایک ساحرہ نہیں معلوم کہاں کی رہنے والی کو بصورت ملکہ بران  
 بنا کر میدان کارزار میں بھیجا تھا نہ شکوہ سوچھا اور صمصام تو بالکل الو کا چٹا تھا وہ کیا جانتا کیونکر  
 پہچانتا پس اس فریب میں صمصام جنگ آزما سے خونریز زہرہ پوش مارا گیا اخوس یہ ہو  
 کہ بین تاحق بدنام ہوا ایک حقیر کی خوشامد کرنی پڑی صمصام ایسے لاکھوں غلام ہیرے پڑے ہیں  
 لکڑی حیرت عمر و کی قضا بھی آگئی آج ضرور مار ڈالو گا لو ابھی جاتا ہوں کان پر کر لاتا ہوں دیکھوں  
 تو بی ملکہ معرچ و بہار کیونکر و کتی ہیں کس طرح مابدولت کو ٹوکتی ہیں یہ کس کا افراسیاب اٹھنے لگا  
 بڑے بڑے جادو گر قہار جادو و مقہور آتش خوار تنگ بلا کردار فیضان سوار بران مار گیر



ماران سیاہ تر و وغیرہ بان بان کرتے ہوئے اٹھے عرض کی اے شہر یار غلامان جانباز حاضرین  
 کیا ہم سب اس کام میں قاصر ہیں جو ارشاد ہوا بھی بجالائیں جا کے ملکہ مرخ وغیرہ کو تباہ کریں  
 ایک باغی سرکار دولتمدار کو پرودہ دنیا پر باقی نہ رکھیں حکم ہو زندہ گرفتار کر کے لائیں اگر اجازت  
 ہو پھونک دیں جلاوین خاک میں ملا دیں اور ساربان زادے کی کیا حقیقت ہو ابھی چشم ناز  
 میں لاتے ہیں جب تہرخ و بہار کے قتل پر غلام آمادہ ہیں کیا عیار اُسے لیاقت میں زیادہ ہیں  
 افراسیاب خانہ خراب نے آہ سرد دل پر دروے کھینچی اور کہا یار دم عمر کو نگاہ حقارت سے  
 دیکھتے ہو تم اُسکے مرتبے کو نہیں جانتے ہو خداوند لقا کا پیارا بندہ ہی اُسکو عمدہ ملک الموت کا خلد  
 لقانے دیا ہو نام لقا کا شکر ملکہ حیرت جادو کو غصہ آیا کہا شہنشاہ اُس منحوس دیوث کا نام نہ لیجیے  
 جس دن سے ہماری اقلیم میں آیات تباہ و برباد کرویا دوست دشمن ہو گئے رہبر بہر بن ہو گئے  
 افراسیاب نے کہا ملکہ چپ رہو یہی باعث بربادی طلسم ہو خداوند لقا کو سب طرح کی خبر ہوتی  
 ہو اب اس وقت اُنکو تھارایہ کلہ ناشایستہ دریافت ہوا ہو گا سنتا ہوں ہر وقت مقدمات طلسم ہوش ربا  
 میں گوش بر آواز رہتے ہیں سب چیزیں اُنکے قبضے میں ہیں ہوانے ابھی اُنکے کان تک آواز  
 پہنچائی ہوگی تو بہر و کان پکڑو خبردار کبھی ایسے کلے و اہیات اُنکی شان میں نہ کہنا جو مزاج میں آتا  
 ہو وہ کرتے ہیں کسی کو مشیت خداوندی میں کیا دخل ہو اصل تو یہ ہو کہ خود خطاوار ہوں مقدمات  
 سلطنت سے مجبور و ناچار ہوں کئی سال اُنکو ہماری عملداری میں آئے ہوئے گزرے ایک دن  
 بھی برائے قدم بوسی نہ جاسکا اسی وجہ سے قدرت کو غصہ ہو ملکہ حیرت جادو نے یہ شکر بھکایا  
 مگر سفاک نیلی پوش بصد جوش و خروش اپنے مقام سے اٹھا عرض کیا آپ دوسرا جام شراب نوش  
 فرمائیں غلام جاتا ہو عمر کو ابھی گرفتار کر کے لاتا ہوں ہر چند افراسیاب نے منع کیا اسنے نہ مانا پروا  
 کر کے چلا یہاں خواجہ عمر بن امیہ ضمری کسی کار ضروری کو بیرون بارگاہ آئے ہیں مہر برق فرنگی و  
 چالاک بن عمر وید و دونوں ساتھ ہیں خواجہ عمر نے کہا ای برق و چالاک میں کو تو الی چوڑے  
 پر پھڑتا ہوں تم ذرا تابہ لشکر ملکہ حیرت جادو جادو خبر تو لاؤ یقین ہو کوئی ساحر زبردست اور آیا  
 ہو گا مفصل خبر دریافت کرنا اور ای نور نظرمین نے دربار میں ذکر نہیں کیا سردار گھبرا جائیگے زمانہ  
 قتل اسد غازی بہت قریب ہو ابھی تک کوئی صورت نہیں نکلی کہ ہر جاؤں کیا تدبیر کروں با



اُس شیر کو کیونکر چھڑاؤن برق نے کہا استاد جان اپنی دینگے انشاء اللہ تعالیٰ اُس شیر بیشہ  
جرأت کو کسی طرح قتل نہونے دینگے عمرو نے کہا افراسیاب بڑا زبردست ہو بہت مشکل ہو کہ کوئی  
شخص تابہ گنبد نور پہنچے اور اسد شیر دل کو رہا کرے جب کوکب روشن فرمایا عذر کرے  
کہ میں بمقدمہ رہائی اسد شیر دل مجبور و ناچار ہوں پھر میں سوائے خدا کے کس کا بھروسہ کروں  
سحر میں اور کیسی کیا لیاقت ہو اگر دعویٰ کرے تو حماقت ہو یہ سکر و دوزخ عیار خدمت خواجہ عمرو سے جدا ہو  
عمرو نے یہ چوتراہ کو توالی آیا بخوبی ٹھہرنے نہ پایا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم سفاک نیلی پوش جادو  
مصاحب شہنشاہ افراسیاب اوسا ربان زادے خبردار کہاں جاتا ہی میں آپہونچا خواجہ عمرو  
نے سراٹھایا دیکھا تو قریب پہونچ چکا ہو عمرو نے قصد کیا جست کر کے نکل جاؤن اس ظالم سفاک سے  
جان بچاؤن مگر اُسے ایک گور مارا کئی جادو گرو قریب عمرو کے تھے سرانکے پھٹ گئے ٹوپ کے  
گرے خواجہ عمرو کے پائون زمین نے پکڑ لیے فوراً سفاک نیلی پوش کوک کر گرا عمرو کی کمر میں پنجہ دیکر  
لے اڑا لشکر میں غلغلہ مڑا کوئی جادو گرا آیا تھا خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہی جب تک دوڑیں وہ بلند ہو کر  
غائب ہوا چالاک و برق کنارے پر لشکر اسلام کے پہونچے تھے ہنگامہ سُکر پلٹے آگے دیکھا کئی  
جادو گر مڑے پڑے ہیں کچھ سر پیٹ رہے ہیں بڑے بڑے سردار خیمون سے نکل آئے ہیں ترج و  
ناریج وغیرہ ہاتھوں میں لیے قصد کر رہے ہیں کہ تعاقب میں جائیں جس طرح بنے عمرو کو چھڑاؤن برق  
و چالاک نے کہا آپ سب صاحب تامل فرمائیں جب تک ہم واپس نہ آئیں کوئی صاحب یہاں  
قدم نہ بڑھائیں ابھی ایک معرکہ عبرت خیز حیرت انگیز گذر چکا ہو خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا  
افراسیاب خانہ خراب دشمن سب کا ہو رہا ہے آج باغ سیب ماتم سرا ہو گا صمصام مارا گیا ملکہ  
حیرت جادو کو ذلت ہوئی معلوم ہوتا ہی اُس نے کسی کو بھیجا ہی والد نامدار کو سرا زار قابو پا لیا گیا  
مگر کہاں جائیگا ہمارے ہاتھ سے کیا چین پائیگا آپ لوگوں کے جانے سے کوئی نہ کوئی آفت برپا  
ہو جائیگی پھر ہمارے بنائے کوئی تدبیر نہ بن آئیگی یہ سُکر بہت سرداروں نے سر جھکا لیے کہا مرشد زاد  
ہمارے ہوش درست نہیں ہیں خواجہ کا ایک لمحہ لشکر میں نہونا باعث انتشار ہی اگر ہم سب قید ہو جائیں  
اور خواجہ چھوٹے رہیں امید قوی ہوگی کہ اب ہمارے سر پرست آنے ہونگے رہا کر کے لے جائیں گے  
ہاتھ سے دشمن کے بچائیں گے اُنکی گرفتاری بڑا غضب ہی سبھوں کے دلون پر اندوہ و غم ہو گا



چالاک نے سب کو سمجھا کر ٹھہرایا ایک جانب چالاک گیا برق تڑپ کر ایک طرف چلا یہاں سے حال بیان کیا جاتا ہی سفاک نیلی پوش کا کہ یہ ملعون خواجہ کو پیچھے مین دبائے ہوئے اڑا ہوا جاتا ہی پیچھے پھر پھر کر دیکھتا ہوا کہ سرخ سحر چشم و بہار و غیرہ تعاقب کرینگے یہ ساربان زادہ سارے لشکر کی جان ہی ہر کم و سہ پر اسکا احسان ہو کوہ و دشت و بیابان کو طی کرتا ہوا اتنا بلند جاتا ہی کہ مریع وہاں تک نہ پہنچے دس بارہ کوس راستہ طی کر چکا ہی دور سے ایک کوہ فلک شکوہ نظر آیا چار سمت اُس کوہ کے گلہاے رنگارنگ شکوہ ہاے بوقلمون چشمہ ہاے صاف و شیرین جاری باغبان اہل کی قدرت کی چار سمت گلکاری طائران نغمہ سرا چہ زن گل خود رو سے دامن کوہ رشک گلشن جا بجا لکب خوش رفتار خرمان کہین طاؤس رقصان بر سر کوہ ہزار ہا نخلماے میوہ دار بار شمار سے شاخیں جھوم رہی ہیں یاد صنعت باغبان قضا و قدر میں زمین ادب چوم رہی ہیں مگر اُس پہاڑ پر سناٹا ہی یقین ہوا کہ کبھی اس مقام پر انسان کا گزر نہ ہوا ہوگا قریب سے کوہ کے چاہا بلند ہو کے نکل جاؤں یکایک کان میں آواز آئی یا سامری یا جمشید سراٹھا کر جو دیکھا بر سر کوہ ایک مہنت بھوت چہرے پر ملے آنکھیں سرخ مثل جام شراب گلگون جٹا میں خاکستری مثل موج دریا جیچون صورت مہیب شکل عجیب ایک کر دھنی زنجیر کی مثل مار سیاہ کمر میں لپٹی ہوئی ایک لنگوٹی جس سے موے زہار نکلے ہوئے بغل کے بال بڑے بڑے اُن موے سیاہ سے قطرے پسینے کے ٹپک رہے ہیں یا مار ان سیاہ زہرا گل رہے ہیں دھونی آگے لگی ہوئی لکڑی کندون کا انبا ایک سمت صورت ٹھاکر جی کی رکھی ہوئی اسکی بلندی پر ایک گھڑ پانی کا اُس میں قلیل سا سوراخ بہت کم نہ زیادہ فراخ سر پر ٹھاکر جی کے ایک ایک قطرہ پانی کا گر رہا ہی ایک سمت چمن گیندے کے زرد و پھول ان پر عجیب رنگ کی بہار وہ چمن زعفران زار جسکے دیکھنے سے ہنسی آئے دل باغ باغ ہو جائے ایک جانب یعنی چلم گانجا پینے کی اوندھی رکھی ہوئی ہی باغ میں پوہتی کبھی بھجن سامری کے گاتا کبھی یا جمشید لکھڑا ہو جاتا ہی جب نعرہ مارتا ہی پہاڑ ٹھہراتا ہی کبھی دوڑ کر گانجے کی چلم اٹھاتا ہی ہتیلی پر گانجا لکھڑا چلم میں جاتا ہی اس زور سے دم لگاتا ہی کہ ہاتھ بھر لو بلند ہو جاتی ہی سفاک نے دور سے جو یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا مہوت ہو گیا دل سے کہتا ہی یہ بندگان خاص سامری و جمشید میں یہ گوشہ تنہائی پسند آیا ہی سامری و جمشید نے اپنی قدرت سے



ایسے مقام خوفناک پر کیا سامان عیش مہیا فرمایا اور سفاک نیلی پوش اس مقام پر ضرور سامری  
 و جمشید کا گزر ہوتا ہوگا عجب مقام مسرت افزا ہی ہم بڑے خوش نصیب ہیں اکثر قریب سے اس  
 پہاڑ کے گزرے مگر مہنت صاحب کو کبھی نہ دیکھا آج جو اس سلمان کو گرفتار کیا پردے آنکھوں  
 سے اٹھ گئے ایسے مقبول لوگ نظر آئے انکی خدمتگزاری واجب و لازم ہی انھیں ایسے بندگان  
 خاص کی برکت سے زمین و آسمان قائم ہیں یہ سوچ کر ایک گوشے میں اُترا خواجہ عمر و کو مسحور و مسح  
 کر کے ایک تختہ سنگ پر ڈال دیا خداوندوں کے نام لیتا ہوا سامنے مہنت صاحب کے آیا  
 دور سے پالا گن کی سجدے کے لیے جھکا مہنت نے بقدر غضب آواز دی او بے ادب کہاں  
 آتا ہی یہ مقام گزرگاہ سامری و جمشید ہی نہیں معلوم اس میں کیا بھیدی اگر ہمارے قریب آئیگا آتش  
 قہر سے ہونے دو سو خداوندوں کے جل جائیگا سفاک نے لڑکھا کے دانت نکال دیے اور کہا  
 گسٹیان واسطے درشن کے آیا ہوں خداوند سامری کا بندہ خاص یعنی افراسیاب بادشاہ  
 طاسم ہوش ربا کا نمک خوار ہوں ایک نگاہ لطف کا امیدوار ہوں مہنت نے غصے سے جواب دیا  
 ارے تو نے ہلکو کیوں کر دیکھا شاید تجھے کوئی کارنیک ہو کیا کسی ملچھ کو تو نے قتل کیا ہی کسوچہ سے  
 تیری آنکھوں سے پردہ حجاب کا اٹھ گیا ہی ہم کئی سو برس سے یہاں رہتے ہیں طائران صحرانک  
 کی ہم پر نگاہ نہیں پڑتی ہم قصر پردہ حجاب قدرت سامری کے رہنے والے ہیں سامان قدرت  
 سامری کے نرالے ہیں یہ سُکر سفاک خوشی سے پھول گیا دین پر سجدے کرنے لگا کہا ہی مقبول  
 بارگاہ سامری آپ پر سب کچھ روشن ہی بیشک میں نے آج اُس شخص کو گرفتار کیا ہی کہ جس نے روح  
 سامری و جمشید کو صدمہ عظیم دیا ہی ہزاروں ساحر مارے جکدے کھو دو ڈالے قاتل و ماس  
 و شمش عیار سرکش مکار و خدا قاتل کفار قدرت کا گنہگار مغضوب بارگاہ سامری عمر و بن  
 امیہ ضمری ابھی اُسکو گرفتار کیا ہی اُسکو بخت است افراسیاب لیے جاتا تھا کہ آپ کے جمال بالکمال  
 کو دیکھا واسطے زیارت کے حاضر ہوا مہنت قہقہہ مار کر ہنسنا پکار کے آواز دی واہ بے سامری  
 کیا کیا قدرت دکھاتا ہی کبھی ہلکو ظاہر کرتا ہی کبھی چھپاتا ہی یہ کہہ دیر تک مہنت ہنسا کیا جب ہنسنے  
 سے فراغت پائی ابرو وں پر بل پڑا غصے میں سوٹا اٹھایا کہا کیوں اوجھن تا مینا جسکے گرفتار  
 کرنے سے تجکو یہ مرتبہ ملا اگر اُسکو قتل کرتا تو کیا شرف پانا جیتے جی سیکھ جاتا دیکھ اس پونھی میں بھی



اُس ساربان زادے کی بُرائیاں لکھی ہیں جلد اس ساربان زادے کو میرے سامنے لاہم اپنے ہاتھ سے قتل کریں تجکو دربار میں سامری و جمشید کے پہونچا دین یہ سنتے ہی سفاک نیلی پوش باغ بلغ ہو گیا دست بستہ عرض کی اوی مقبول بارگاہ سامری ایسا نہوشہنشاہ افراسیاب کے خلاف ہومہنت نے ایک چھج ماری کہ زمین بھر اگئی کہا اسی وجہ سے سلطنت میں افراسیاب کی خلل پڑا ہی اپنے نوکروں کے ہاتھ سے جوتیاں کھاتا ہی شکست پر شکست اٹھاتا ہی بموجب شعر سعدی دانی کہ چہ گفت ز ال بارستم گرد و دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمر دہ او نادان دشمن کو حقیر سمجھنا جب قبضے میں آگیا مہلت دینا اپنے سر پر بلا لینا ہی عقلمندوں کا یہ کام نہیں ہی سفاک نے کہا سامری و جمشید نے اپنی کتاب میں لکھا ہی کہ جہان عمر و کا خون گرے گا وہ زمین آباد نہوگی رعایا دل شاد نہوگی اور یہ بھی لکھا ہی کہ عمر و کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہی یہ سنکر مہنت غصے میں ایسا چنچا کہ پاڑ بھر اگیا اور سوٹا زمین سے اٹھایا ایک چوڑوں پر سفاک کے مارا کہا اویجیا مضمون کتاب تو صادق آیا کسی ساحر کے ہاتھ سے حقیقت میں قضا نہیں ہی قدرت خود اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے ہمکو کیا سمجھا ہی ہم سامری کے باپ ہیں افراسیاب کے مطیع آپ ہیں دیکھ پونے دو سو خداوند فرشتگان عذاب کو ساتھ ساتھ لیکر آہونچے جلدی پلٹ سجدے میں جھکا ورنہ جل کر خاک ہو جائیگا نرک کدھ میں پھینک دیا جائیگا ہمیشہ آگ میں جلتا رہیگا جہنم کے آگ کی جفا سے گاہیہ جو مہنت نے بقرہ و غضب کہا اور چوڑوں پر سوٹا بھی پڑا یا خداوند کھر پلٹا کہ دیکھو سامری و جمشید کیونکر آتے ہیں آج مجھ کو اپنا جلوہ دکھاتے ہیں سفاک کا پلٹنا تھا ذرا منہ پھیرا کہ پہلو سے نعرہ ہوا اویجیا منم صاحب بغداد گر ان نظر کردہ بزرگان شیریشہ عیاری و ہنر بردشت

طاری افسر ہر ہنگام ہتر قران نعرہ مہتران	سریج السیر چون باد بہاری
جہان سر ہنگ درخیز گزاری	بہ میدان اثر در آتش فشانم
یہ کھر بغداد مارا انکے بغدادے کا دستور ہی اگر سیدھا پڑا ٹانگوں سے گزر گیا اور اگر اٹھا پڑا سر کے ہزار ٹکرے ہوئے اسوقت جلدی میں اٹھے سیدھے کا کسکو خیال تھا اپنے استاد کے گرفتار ہونے کا ملال تھا اس زور سے سر پر سفاک میباک کے پڑا کہ سر کے ہزار ٹکرے ہوئے ہاں	منم ہتر قران شیرش یا نم
اکھڑ زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے واصل جہنم ہوا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی مارا	



مجبور کہ سفاک جاو و نام تھا حسرت و یاس لیکر دنیا سے گیا اودھر خواجہ عمر جو سائے میں نخل کے  
 مسحور چڑے تھے آنکھیں کھلی تھیں ہاتھ پانوں بیکار تھے زندگی سے بیزار تھے بالکل مجبور و ناچار  
 تھے نعرہ قرآن کی آواز سننے ہی ہاتھ پانوں میں طاقت آئی آنکھوں میں بصارت آئی آواز سنکر  
 دوڑے آگے دیکھا لاشہ سفاک کا سر دھوا، ہی ضرب سے بغداد کی گرو برد ہو، ہی مہتر قرآن  
 نے سلام کیا خواجہ عمر و نے گلے سے لگالیا کہا تیرا مرتبہ سب عیار و ن سے بہتر ہی تو حقیقت میں  
 جان بخش عمر وہی بیابان کیونکر ہوئے مہتر قرآن نے کہا استاد مجبور تو آپ کے گرفتار ہوئے  
 کی خبر بھی نہ تھی آپ کو بارگاہ میں چھوڑ کر آیا تھا بہ عیش و راحت بیان فکر میں افراسیاب خانہ  
 خراب کی آگے بیٹھا تھا حسرت پر اسد غازی کے دل ٹکڑے ہوتا، ہی مصیبت پر اس شیر  
 بیشہ جرات کے ہر خرد و کلان روتا، ہی دل میں یہ تھا کہ اگر وہ ملعون اودھر سے گذرے اور  
 ہمارے دام مکر میں پھنسے تو ایک ہی بغدہ ماروں کہ ملعون کا سر پھٹ جائے خواجہ عمر و نے  
 کہا کہ بیٹا ایسا غضب نہ کرنا اُسکے سامنے جرات کا دم نہ بھڑنا وہ طلسم بند ہی ہر کاہن و رمال  
 و پندت ستارہ شناسان بلند بین و کاملان خوش آئین نے تحریر کیا، ہی کہ تازمانیکہ طلسم کشا لوح  
 نہ حاصل کرے گا حجرہ ہفت بلا و اسے قتل ہوں در بند طلسم نہ ٹوٹیں اُسوقت تک افراسیاب  
 خانہ خراب قتل نہیں ہو سکتا مہتر قرآن نے سر جھٹکالیا خواجہ عمر و نے لباس سفاک کا اتار لیا  
 لاشہ اُس نامہ نجار کا برہنہ چھوڑ دیا کوہ سے کود کر مہتر قرآن ایک جانب گئے خواجہ عمر و داخل  
 لشکر اسلام ہوئے بیان آکر دیکھا ہنگامہ برپا، ہی ہر خرد و کلان غم میں خواجہ کے بیتاب مہر  
 سحر چشم و ملکہ ہمارے گلعدار اُمڈر آئین کہ لشکر لیکر فوج کفار پر جا پڑیں کوئی کتا، ہی کہ خواجہ عمر و کو  
 کہاں تلاش کریں برق و چالاک دوڑنے پھرتے ہیں آنکھوں سے اشک حسرت گر رہے ہیں  
 عمر و کو دیکھ کر سب دوڑے خوشی خوشی ساتھ لیکر بصد کرد فر بارگاہ آسمان جاہ میں آئے خواجہ  
 کرسی پر جلوہ فرما ہوئے ملکہ مہر چشم نے پوچھا خواجہ اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر بانی  
 پائی خواجہ عمر و نے مہتر قرآن کا حال بیان کیا اور کہا ملکہ عالم خدا نے بڑی خبر کی مہتر قرآن  
 کا ارادہ تھا کہ اگر افراسیاب آئے تو اُس خانہ خراب پر حملہ کروں وہ اسد شیر دل کے واسطے  
 بہت بیکار رہی زمانہ قتل اسد بہت قریب ہی افسوس ہو کہ اب تک کوئی صورت نہ پیدا ہوئی



دیکھیے فلک کیا دکھلاتا ہے اس کلام حسرت انجام خواجہ عمر سے شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر  
سردار و دردمند ہوا یہ اشعار حسرت آمیز و عبرت خیز زبان پر خواجہ عمر کے جاری ہوا اشعار

بنا کر نیلے ہم اک انجمن زمین کے تلے	کہ مجمع ہیں اہل وطن میں کے تلے	کھلائے چرخ نے کیا کیا چین میں کے تلے
کے ہزار دن ہی غنچہ دہن میں کے تلے	عدم کی کوچ کی جا اور دہنزل گاہ	مسافروں کے لیے ہر وطن میں کے تلے
کے وہ دن پہاڑ اُسنے کھود کر پھینکے	پڑی خاک میں لب کو کہن میں کے تلے	یہ کسے کشتہ غم بعد مرگ روتے ہیں
اے سیل اشک ہواک موج زن میں کے تلے	سر غور اٹھاؤ نہ سرکشو اتنا	ملیگا خاک میں سب بانگین میں کے تلے
قلق کو باتوں کا تیری فراہمیں بھولا	رہیگا حشر تلک ہم سخن میں کے تلے	ان اشعار ابدار کو سنکر اور زیادہ

سب بے قرار ہوئے ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا خواجہ کیون دل دکھاتے ہو ہم سب آپ کے ساتھ  
جان دینگے روز قتل اسد غازی ستریلی پر رکھ کر جا پڑینگے انشاء اللہ ایسا کشت و خون ہوگا کہ  
افراسیاب خانہ خراب بھی عمر بھر یاد کرے گا ہر ایک رہنے والا طاسم ہوش ربا کا فریاد  
اے گا اور خواجہ اصل یہ ہو کہ ہم سب مجبور و ناچار ہیں گنبد نور تک نہیں جاسکتے سحر میں  
افراسیاب کے نہیں زبان ہلا سکتے اور شباب مہ جبین کا ہر وقت یاد آتا ہے قلب بھرتا ہے  
کہ اُس پابند سلسلہ محبت و شفقت وادی مودت پر اُس قید خانے میں کیا گذرتی ہوگی جیتی  
ہوگی نہ مرنی ہوگی مگر خواجہ وہ عاشق صادق ہر یار موافق ہر مین نے سنا ہے کہ اکثر افراسیاب  
قید خانے میں گیا اور اپنی دختر بلند اختر ملکہ مہ جبین الماس پوش سے کہا کہ تو عشق و محبت  
اسد غازی سے ہاتھ اٹھا تو بہ کر میں تجھ کو رہا کروں وہی سلطنت حکومت عطا کروں اُس  
حریق آتش اشتیاق و غریق لہجہ ناپیدا کنار مذاق اسیر طرہ کیسو فوج خنجر ابرو ملکہ مہ جبین جو  
نے یہی جواب دیا کہ میرا اُس شیر دل کا ساتھ ہی اُس شہر یار کا دامن ہی میرا ہاتھ ہی اُنکے ساتھ  
ہی تڑپ تڑپ کے مرجاؤں یہی لطف زندگی ہے افراسیاب ان کلمات محبت آیات پر  
جھلاتا ہے مجبور ہو کے قید خانے سے چلا آتا ہے مگر اب سنا ہے کہ حال اُسکا بہت اتر ہی جان لبون  
پر ہو دیکھیے جامع المتفرقین احکم الحاکمین زندگی میں ہماری اُسکو ہم سے ملانا ہی یا نہیں عمر و  
رو کر کہا اے ملکہ اگر خدا خواستہ اسد غازی قتل ہو گیا میں لشکر حمزہ میں مُنہ دکھلانے کے  
قابل نہ رہا یہ ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر امیر باتو قیر کا نور نظر ہی صاحبقران کا نواسا ہے سب نے



اسکو بنار و نعم پرورش کیا ہی بیٹے اور پوتے صاحبقران کے بہت ہیں مگر نواسا اور کوئی نہیں  
 ہی نہیں معلوم ملکہ زبیدہ شیرگیر کا کیا حال ہوگا قلب پر یحیوم غم و ملال ہوگا دوسری خرابی یہ پیش  
 ہو اسکا بڑا پس و پیش ہو کہ نورنگاہ صاحبقران شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر  
 پہلو ان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن اسی طاسم میں قید ہو کر آیا ہی بخت سیاہ نے عجب روز  
 سیاہ دکھایا ہی آج تک اُس شیر کا پتا نہیں ملا کہ افراسیاب خانہ خراب نے کہاں قید کیا وہ عفا  
 صاحبقرانی کس قفس میں بند ہوا پس ہو سکتا ہی کہ یہ شیر دستیاب نہون اور میں بد نصیب جا کر  
 اپنے آقائے نامدار مولائے قدر شناس کو روئے سیاہ دکھاؤں مناسب تو یہ ہی کہ گلا کاٹ کر مر جاؤں  
 ان باتوں پر خواجہ کے شور گریہ و زاری بلند ہوا وہ بارگاہ فلک اشتباہ اُس وقت صاف با تم سرا  
 تھا کسی کے ہوش درست نہ تھے یہاں تو اس وقت بارگاہ ملکہ مہر خ سحر چشم میں ذکر اسد غازی  
 و حال پر ملال بدیع الزمان پر ماتم برپا ہی دو کلمے داستان افراسیاب خانہ خراب کے تحریر  
 ہوتے ہیں کہ باغ سیب میں سر حکومت پر مغرور بیٹھا ہی سفاک نیلی پوش کو برائے گرفتاری  
 خواجہ عمر و بیچ چکا ہی ملکہ حیرت چا و و نے سامان عیش و حدیث مہیا کیا ہی ساقیان پری چہرہ  
 جام عوار غوانی بصد دلربائی بکشمہ و رعنائی سامنے افراسیاب کے لائیں ایک ایک حسین

مہ جبین عابدش ز اہد فرب نظم	دید انبوه پر یزاد چند	بہر پابندی آزاد چند
ہریکے رافن دل بردن یا	ہمہ در صید و لائنا استاد	ہر یک از گرمی انداز و ادا
کرد سامان قیامت بر پا	طرہ چون بر رخ پُر نور کشاد	مہرتابان یہ تہ ابر افتاد
عکس رخسار چو افتاد و راکب	شمع گردید فروزان تہ آب	عکس بر رو چو فتاد از حیرت
آب چون آئینہ شد بے حرکت	زلف را پیشہ بود دل شکنی	غمرہ را کیش بود راہزنی
ہمہ از حیلہ گری چشم سیاہ	ہمہ را برق در خشنود نگاہ	ہمہ چون خیل پری جلوہ کنان
ہمہ غارت گر ہوش انسان	ہریکے از ہنر سحر و فسون	روئے آتش بفرات و جیون

افراسیاب نشہ شراب میں بدست بیٹھا تھا پہلو میں ملکہ حیرت چا و و ایسی نازنین خوشنور  
 کہ جسکا اس اقلیم میں مثل نہیں ہی خورشید جمال آنکھیں رشک دیدہ غزال بیت ہی اشارہ ہی  
 ان کالی کالی آنکھوں کا بے شمار شیر نہ کھیلین تو ہم غزال نہیں شاہزادیاں قریب ملکہ حیرت



بصد صولت بناروادا اگر داس ماہ اوج حسن و جمال کے یوں نمایان ہین گویا ہجوم سیارگان  
 قریب ماہ تابان یکایک ملکہ حیرت جادو و نے کہا ای شہنشاہ عرصہ دراز ہوا سفاک نیلی پوش  
 برائے گرفتاری خواجہ عمر و گیا تھا افراسیاب نے کہا وہ بلاے روزگار ہی علاوہ سحر و ساحری  
 کے بڑا مکار ہی وہ ضرور ساربان زادے کو لیکر آئیگا وہ دھوکا نہ کھائیگا ہنوز یہ کلام ناتمام تھا  
 کہ سامنے میز پر گلدستہ ساختہ سحر سفاک رکھا تھا آسمین آگ لگ گئی مثل شمع کا فوری جلنے لگا  
 افراسیاب نے کہا غضب ہوا میرے رفیق خیر خواہ کو کسی نے مارا ملکہ حیرت جادو و نے  
 کہا میں تو جانتی تھی کہ اُس موے مونڈی کاٹے کا لانا بہت دشوار ہی ایک ایک شاگرد عمر و کا  
 بلاے روزگار ہی نہیں معلوم کس جیلے سے اُسکو قتل کیا خیر سمجھا جائیگا افراسیاب نے کہا اے  
 ملکہ حیرت جادو و آج قیامت برپا کرو گناہ عمر و کو تو زندہ چھوڑو گناہ اس وقت ایسا سردار مارا گیا  
 کہ مابدولت کو صدمہ عظیم پہونچا یہ کہا کہ قبضے پر ہاتھ ڈالو اور ٹیک کے اٹھا زمین کھرائی رنگ  
 بلخ و گرگون ہوا طائرون نے زفر مہ سرائی موقوف کی حیران حیران چہرے کو افراسیاب  
 کے دیکھتے ہین پروں کو کھولتے ہین اور رہجائے ہین غصے کو افراسیاب کے دیکھ کر پروں  
 قاصر ہین قصد کرتے ہین کہ شہنشاہ کو منع کریں مگر بول نہیں سکتے اڑنیکا ارادہ ہی پر کھول نہیں سکتے  
 ہر نخل کو سخت مشکل ہی سرو پاگل ہو روے گل متغیر چشم زر گس متغیر ہوسن کی زبان بند طفل غنچہ  
 بول نہیں سکتا مثل طفل شیر خوار زبان کھول نہیں سکتا ہر ایک نہر جوش میں ہی مگر بیکار بند بیکار  
 موجوں سے پابہ زنجیر ہی چشمون نے جباہون سے آنکھیں نکالیں مگر مثل دیدہ کو ربے حرکت ہین  
 بینائی نہیں زمین کو جنبش ہوئی بونڈے اٹھے افراسیاب کے ساتھ چلنے کی کوشش ہوئی  
 اس زور و شور سے افراسیاب خانہ خراب اٹھا گویا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا ہر چند  
 سردارون نے منع کیا نہ مانا تیغہ سحر ہاتھ میں لیکر بارہ دری سے کودا اتنا تو سب نے دیکھا کہ  
 افراسیاب زمین پر آیا ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور غائب ہو گیا محفل عیش و نشاط درہم و ہرہم  
 ہوئی محفل شراب و کباب مجلس ماتم ہوئی یہاں تو بلخ میں یہ رنگ ہی وہاں بارگاہ ملکہ صرخ  
 میں قید اسد غازی کا چرچا ہی ہر ایک سردار و رہا ہی خواجہ عمر و نے سب کو سمجھایا صرخ  
 وغیرہ کو گلے لگایا کہا صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو وہ مالک بے نیاز ہی خالق کار ساز ہی کوئی



سبب پیدا کر لگا اتنا خوب یقین ہی جب تک طلسم ہوش ربا نہیں فتح ہوتا اسد غازی کو کوئی  
 نہیں قتل کر سکتا ای ملکہ مہر خ جب دربار میں صاحبقران کے یہ ذکر ہوا تھا کہ برائے ربائی  
 شہزادہ بدیع الزمان کون جائے فرزند ان خواجہ بزرچہر کہ علم رمل میں طاق ہیں مثل اپنے  
 والد نامدار کے شہرہ آفاق ہیں انھوں نے حکم لگایا کہ اسد نامدار قتل طلسم ہوش ربا ہی  
 یہ ضرور جا کر فتح کرے گا اس حکم پر اسد غازی کا آنا ہوا ورنہ برادران بدیع الزمان صفت  
 تیغزن فنون سپاہ گری میں یگانہ جرات و شوکت میں یکتاے زمانہ موجود تھے ایک ایک  
 کو اشتیاق تھا کہ اپنے بھائی کو رہا کرنے جائیں علاوہ بھائیوں کے شاہزادہ بدیع الزمان کا  
 نور نظر نامی و نامور یعنی گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدہ مومنان و مسلمانان برہم زندہ  
 زہر و بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شعر نظیر حمزہ صاحبقران خشم و بقرہ شہ  
 ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر نہایت صاحب جرات و لیاقت ہی بہت سے طلسم  
 فتح کیے ہیں وہ جان دینے پر آمادہ تھے کہ اپنے باپ کی ربائی کو میں جاؤں مگر حکم سے خواجہ زاو  
 کے سب ناچار ہوئے ورنہ اسد غازی کا آنا کون منظور کرتا تھا ہر ایک اسکی محبت کا دم  
 بھرتا تھا کیونکر کہوں کہ بدون فتح طلسم ہوش ربا وہ شیر بیشہ و غاقل ہو جائیگا ان باتوں سے  
 عمر و کی سرداروں کو کسی قدر تسکین ہوئی ہی اپنے اپنے مقام پر آ کے بیٹھے ہیں خواجہ کرسی پر سر  
 جھکائے ہوئے یاد اسد نوجوان میں صورت آئینہ حیران و شکل زلف پریشان اند و گہین جلوہ گر  
 ہیں کہ ملکہ بہار جادو نے کہا آج کئی روز سے ملکہ مخمور سُرخ چشم کا پتا نہیں ہو اس لڑائی میں  
 بھی نہ یقین نہیں معلوم کہ کہاں گئیں ملکہ مخمور کی وزیرزادی ملکہ مدہوش جادو کو بلاوائے  
 دریافت کرو خواجہ عمر و کو بھی یہ سنکر ملکہ مخمور کا خیال آیا مدہوش وزیرزادی کو طلب کیا اُس  
 سے پوچھا کہ ملکہ مخمور کہاں ہیں مدہوش نے اول حیلہ و حوالہ کیا مگر خواجہ عمر و نے غصے سے آنکھ  
 ڈالی کہا مجھ سے کیوں چھپائی ہو یہاں کوئی اُسکا دشمن بیٹھا ہی تب مدہوش نے کہا خواجہ کئی روز کا  
 زمانہ گزرا کہ ملکہ مخمور سُرخ چشم نے خواب پریشان دیکھا روتی ہوئی اُنھیں کسی طرح اُنکے دل کو  
 قرار نہ آتا تھا کینز ہمیشہ سے اُنکی رازداری اُنکے شمع رخسار کا پروانہ ہی جب میں نے محبت پوچھا  
 تو رو کر فرمایا کہ میں نے شاہزادہ نور الدہر کو عالم خواب میں دیکھا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپتا ہی



ای مدہوش مجلو آرام نہ آئے گادل بیتاب پسلیون کو توڑ کے نکل جائیگا طائر روح قفس جسم میں  
گھبراتا، صد مہ فراق سے غش چلا آتا، سو اسے شربت دیدار کوئی علاج نہیں، دل بہت  
اندوگین ہی میں طرف کوہ عقیق کے جاتی ہوں فقط ایک نظر دیکھ کر حالی آؤنگی مگر ای مدہوش جا  
ہو سکے اس راز کو چھپانا پس حضور وہ نور الدہر کو دیکھنے گئی ہیں خواجہ عمر و نے کہا اور زیادہ  
تردد تھا ایسا نہ ہو کہ اسپر بھی کوئی افتاد پڑے خدا اسکو خیر و عافیت سے یہاں پہنچائے وہ  
کسی بلا میں نہ پھنس جائے مگر ملک بہار گلزار نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آتش عشق کا  
کانون سینے میں چھپانا بہت دشوار ہی صاحبان ربط و ضبط جان دیتے ہیں اپنا خون اپنی گردن پر  
لیتے ہیں کم ظرف ابلتے ہیں سچون کے بھل چلتے ہیں میں کچھ بوا مجبور کو نہیں کہتی ہوں آمد سخن میں  
یہ فقرہ زبان سے نکل گیا کئی روز سے مجھ سے بھی کہتی تھیں کہ بوا چلو واسطے دو چار دن کے لشکر  
اسلام میں ہو آئین میں نے انکار کیا انکے قلب نے نہ مانا کئی تو ہیں ایسا نہ ہو کہ افراسیاب کو  
خبر ہو جائے تو خرابی ہو ان باتوں میں سب صاحب مصروف ہیں کہ یکایک لشکر میں ہار ہوا  
ملکہ ہرخ سحر چشم نے پوچھا ارے خیر تو ہی چند کینزین دوڑیں ابھی وہ باہر نہ جانے پائی تھیں کہ  
دیکھا دربار گاہ سے ایک اثر درمہیب بصورت عجیب و غریب مثل کوہ منہد سے قلاب آتشین  
چھوڑتا ہوا دربار گاہ سے پیدا ہوا اتنا جلد آیا جیسے برق چمک کر آسمان سے زمین پر گرتی ہوا گ  
کے شعلوں سے آنکھیں سب کی جھپک گئیں جو جس مقام پر تھا بل نہ سکا تصویر گلی کا عالم ہر ایک  
بیدم جسم بے حس و حرکت نہ آنکھوں میں بینائی نہ ہاتھ پاؤں میں قوت عمر و نے جو یہ ماجرا دیکھا  
نیچے ٹیک کر چاہا جست کر کے نکل جاؤں جان بچا کر ٹل جاؤں جیسے خواجہ عمر و نے جست کی  
اثر در نے منہ بڑھا کر عمر و کو اپنے دہن میں لیا لیتے ہی پلٹا چشم زدن میں بارگاہ سے نکل گیا جب  
اثر دبا عمر و کو لیکر چلا اب سب کے حواس درست ہوئے ملکہ ہرخ و بہار و نافرمان و شکیل  
و رعد و برق و خورشید و زین سحر و ملکہ ہلال سحر افکن و ملکہ سرخ موسے کا کل کشا گوے  
و ترنج و تارنج و پچے پیکان کے لیکر پچھے اثر در کے دوڑے دیکھا بیچ میں سے لشکر کے جاتا، خواجہ  
عمر و کو منہ میں دبائے ہوئے جس طرف دُم مار دیتا ہی خیمے بارگاہین گر پڑتی ہیں صد ہا ساحر اس میں  
دب گئے اب سردار دن نے اپنے اپنے سحر اثر دے پر بصد کرو فر کرنا شروع کیے یعنی ملکہ



مہرِ سحر چشم نے گولہ مارا کہ اگر کوہ آہن پر پڑتا پڑے پڑے اڑا دیتا مگر اژدر کی پشت پر پڑا  
 گولہ آہن کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اژدر کو خبر بھی نہوئی ملکہ بہارِ جادو نے دوڑ کر گلہ ستہ مارا پھول  
 شرابہ بن کر جسم اژدر پر پڑے اژدر پر تاثیر بھی نہوئی اسی طرح کیسے کیسے سحر سرداروں نے کیے  
 کچھ نہوا اژدہا منہ پھیر پھیر کر نہ نگاہ نہ دیکھتا جس پر نگاہ نہ ہر اژدہ پڑتی ہی ہاتھ پائوں میں رعشہ آ جانا  
 ہر قلب ہٹا تا ہر لشکر کے کنارے تک تو اژدر خرامان خرامان آیا سرداروں نے پچھانہ چھوڑا  
 کنارے پر لشکر کے اژدر بھٹرا پھر پیری لی زمین پر اٹھا کر دم ماری دو نون بازوون پر پرواز  
 پیدا ہوئے اڑ کر طرفِ آسمان کے روانہ ہو سرداروں نے ہر چند تعاقب کیا اژدر کے قریب  
 نہ پہنچ سکے تھک تھک کے زمین پر گر پڑے اژدہا آنکھوں سے ناپدید ہوا نہیں معلوم کہاں  
 گیا شور قیامت برپا ہوا چالاک بن عمر و مہتر برق قرنگی و چاند سوز بن قران و ضرغام شیردل  
 و مہتر قران عیار دوڑے ہوئے آئے دیکھا صد ہا خیمے گرے پڑے ہین کئی ہزار آدمی جان  
 بحق تسلیم ہوئے کسی کا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی تڑپ رہا سردار سر پیٹ رہے ہین  
 پوچھا صاحبِ جو خیر تو ہی ملکہ مہرِ سحر چشم نے کہا ایک اژدہ آیا کیا غضب کی بات ہی ہم سمجھوں کے  
 سامنے عین بارگاہ سے خواجہ عمر و کو لے گیا ہم لوگوں نے ہر چند سحر کیے کچھ تاثیر نہوئی آسمان پر  
 جا کر غائب ہو گیا ملکہ بہار نے کہا صاحبِ جو یہ خود افراسیاب خانہ خراب تھا اور کسی ساحر کا  
 یہ کلیجہ نہیں ہی کہ ہم لوگوں پر یوں بے تکلف گھس پڑے اگر سامری و جمشید ہوتے تو انکو بھی  
 پھونک دیتے مگر وہ بے حیا بادشاہِ طلسم ہوش رہا ہی اس پر پنجہ کب قابض ہو سکتا ہی اگر جان  
 تو کس طرف جائیں کہاں اس ظالم کا پتا پائیں اگر بلخ سبب میں گیا کون وہاں جائے باغی بھی  
 نہ آسبب آئے کیا کریں کچھ نہیں بن پڑتا بڑے بڑے ساحران نامی اُسکے ہاتھ سے خواجہ عمر  
 کے واصلِ جہنم ہوئے جھلایا ہوا ہی بڑے غصے میں خواجہ کو لے گیا ہی ایسا نہو کہ قتل کر ڈالے  
 اچالاک و برق اگر خواجہ کے دشمن قتل ہو گئے ایک لمحہ طلسم ہوش رہا میں ٹھہرنا مشکل ہی  
 افراسیاب سحر میں بڑا کامل و چالاک نے کہا آپ لوگ نہ گھبراہیں ہم پانچون عیار حاضر ہیں  
 جا کر تلاش کرنے ہین اگر پتا پائیں گے یا تو وہیں گڈ بڈ ہو جائیں گے یا مناسب ہو گا تو آپ کو خبر ہو جائیگی  
 مگر آپ سب صاحبِ کلام حسرت آمیز و وحشت انگیز زبان پر نہ لائیں در نہ سب اہالیانِ لشکر



گھبرا جائینگے گوشون میں چھپ کے اپنی جانیں بچائینگے ملکہ زبان پر یہ ہامی نہ فرمائیے سردار  
 لشکر کو سمجھائیے کہ کیا مجال ہے ہمارے استاد کو قتل کرے خواجہ عمر و اس اولوالعزم کے عیار میں  
 کہ جو تمام عالم میں نامی و نامدار ہیں اُنکالو اسے شوکت از پر وہ دنیا تا بہ قات سرفراز ہی اُنکی جرأت  
 و شوکت پر مردان عالم کو ناز ہی یعنی زلزہ قات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالی شان  
 اگر خدا خواستہ خواجہ عمر و کو کوئی قتل کر ڈالے تو اُنکے آقا اگر زمین کے طبقے آسمان پر اُڑا دیں  
 اُس قوم کی قوم کو مٹا دیں الغرض عیاروں نے سمجھ کر ملکہ مرخ و ملکہ ہمارے گلغذا و غیرہ کو بارگاہ  
 آسمان جاہ میں پہنچایا یا پانچون عیار نامدار یعنی مہتر بن مہتر چالاک بن عمر و مہتر برق فرنگی  
 و جانشین قران و ضرغام شیر دل و مہتر قران بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر بصد کرد  
 تلاش میں خواجہ عمر و کے روانہ ہوئے ہیں انکواراہ میں چھوڑو

دو کلمے داستان حیرت بیان کوہ عقیق گلزار سلیمانی و فولاد و فولاد شکن کے بیان  
 ہوتے ہیں کہ اسکی دختر کو ایرج نوجوان نکال لے گئے ہیں عیاری کرنا و سوا س عیار  
 کا اور پتہ پا کر جانا فولاد و فولاد شکن کا بر سر ایرج نوجوان و ذکر جنگ مغلوبہ عجب  
 داستان رنگین و جلالت آمین ہی خمسہ

دیکھیے اب گلغذا روں کی فضا و چار دن	اس چمن میں نخل دل رکھیے ہر او و چار دن
زندگانی کا اڑا لیجے مزا و چار دن	مغتنم ہو باغ عالم کی ہوا و چار دن

صورت گل ہی بیان نشو و نما و چار دن

غور تم کو چاہیے اپنے مال کا رپر	بل کی لیتے ہو عبث اس گیسوے خدا پر
آمد آمد ہو خزان کی حسن کے گلزار پر	سبزہ خط کا منو، چاند سے رخسار پر

اور سُرخ پر چھوڑ لو زلفِ دو تا و چار دن

یا تو اپنی آنکھ سے اک دم نہوتا تھا جدا	یا چھپا یا مٹھ کو ایسا تو نے ای جان جہان
غیر سے وان صحبتیں ہیں ہم ٹپنے ہیں بیان	اُس بت کافر کی دیکھے تو کوئی بیباکیان

آشنا و چار دن نا آشنا و چار دن

آج تو اسکو غور حسن، حسد سے سوا	گفتگو میں طاق ہی اصلا نہیں شرم و حیا
--------------------------------	--------------------------------------



واسطہ خالق کا دیکر کی جوین نے التجا	مدعاے وصل سنکروہ صنم کہنے لگا
بیٹھ کر مسجد میں کریا و حسد ا دو چار دن	
جامہ ہستی سے مین نے قطع کی جب دوستی	آنسوون سے ترک کی روز آستین قاتل نے کی
چولی دامن کی طرح تھا ساتھ جسکا ہر گھڑی	مجھ گریبان چاک کے مرنے سے اک وحشت کی
دار ہے اُس شوخ کے بند قباد و چارون	
کیا کہوں کیا کیا تصور میں مجھے بھائے نہ تم	پرشب مہتاب مین بن میرے گھبرائے نہ تم
آنکھیں روشن کرنے کو تشریف یان لائے نہ تم	یہ بڑا اندھیرا اک رات بھی آئے نہ تم
چاندنی کیا کیا ہوئی ایسہ لقا دو چار دن	
لیچلون گالچ اپنے گھر کچے مین کھینچ کے	اعتبار ان جھوٹی باتون کا مین ہرگز مجھے
مین نہ مانوں گا کبھی فقرے کسی نادان کو دے	واہ رے وعدہ ترا قربان وعدے کے ترے
ایک دن کے ہو گئے ادب و فاد و چار دن	
ایک دن ہونا ہی ہر اعلیٰ و ادنیٰ کو فتن	یہ مسافر خانہ ہی ای غافل و عبرت کی جا
سلطنت دنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا	روز آتی ہی لب گور غریبان سے صدا
شادی و غم ہی پئے شاہ و گدا دو چار دن	
توڑنے پر پھول کے دی ہن ہزار دن گالیان	دوسری تیرا کوئی کب کھول سکتا ہی زبان
خاک اڑے گی باغ مین جب آئگی فصل خزان	نکست گل پھر کمان باد بہاری پھر کمان
باندھ لے ای باغبان اپنی ہوا دو چار دن	
مانگتا ہوں بوسہ کیسو تو کہتا ہی یہ کیا	ہوش مین آؤ علاج اپنا کرو بہر خدا
شانہ کرتا ہوں تو نازل سر پہ ہوتی ہی بلا	وہ پری کہتا ہی دیوانہ بنا کر زلفت کا
نصد لو اپنی کرو جا کروا دو چار دن	
دیدن مین ڈالینگے دیدے کھا کے مجھ پر سچ و تا	اٹھ گیا جب شرم کا پردہ کمان کی پھر نقاب
پھر کمان یہ نیچی نظریں ای دل خانہ خراب	پھر کمان یہ انگلی چتون چند روزہ ہی حجاب
اور کر لین مجھ سے وہ شرم و حیا دو چار دن	



مست ہو جاتا ہوں دل گلگشت میں وقت سو | موج باد صبح موج مے کار کھنتی ہے اثر  
بادہ کش تو اک طرف مجھ کو یقین ہی اس قدر | از ابد و نکی رال ٹپکے گی مے گل رنگ پر

اگر رہی یونہی گلستان کی ہو او چاروں

ہاتھ میں تسبیح رکھیے زاہد و ن کی طرح سے | ہچ سب سے کیجیے سر پر عمامہ باندھ کے  
جس میں اہل زر پینسین اب جال وہ پھیلائے | دام پیدا کیجیے موی ہو چکی مفلس ہوئے

میٹھی مسجد میں بنکر پارسا دو چاروں

یاد کرتا ہوں امانت تم کو اک شر باغ میں | سرو ہوا میناے موی ہر پھول سا غریب میں  
میکشون کے جگمگے رہتے ہیں دن بھر باغ میں | بادہ گلگون پسین ہر روز چل کر باغ میں

موسم گل کے ہی ہیں اے صبا دو چاروں

ساقی نامہ مصنف قمر

کہ طہری تو اے ساقی نجیب | پڑا سیکدے میں ہوا شب روشنی  
برستا ہوں میخانے میں آب تیغ | کھنچے تیغ موج مے خوشگوار

دکھا سا قیا جلوہ آفتاب | قمر پر ہر رحمت کا چھایا سحاب  
کہ چلنے کو تلوار ہو دشت میں | زبان کی صفائی دکھا اے قمر

تامل نہ کر کیوں تو دل تنگ ہو | ارے ایک حلقے میں رہ جنگ ہو  
کہ دشت مضامین کروں میں سنا | کبھی نیزہ جانستان ہو مسلم

یہ سامان ہیں سلطنت کے ہم | دوات و مسلم مثل طلب و علم  
کہ فوج مضامین کی آمد ہوئی | یہ قرطاس کا ہوا ضیا بار نور

الف ہیں کہ ہیں نیزہ جانستان | دوا سرہن یا خنجر خوشچکان  
جو کاٹے رگ جان میان ستیز | کمان کیانی ہوں نون بے نظیر

سپر ہر اک نقطہ دلپذیر | تبرکات ہو جنگ میں بے نظیر  
عدو کو نظر آئے گرزگران | جو نہ کروں کھینچ کر مد آہ

چونکہ حقیر پر تقصیر کو اس داستان شوکت بیان میں ذکر جنگ عشق منظور ہو اسی تلازمے میں



باقی نامہ تحریر کیا ایک غزل عاشقانہ بھی سماعت فرمائیں ناظرین لطف اٹھائیں غزل

ترے سہل کو تیرے پاس ایسفاک ہونا تھا  
انہیں خود اپنے گرم اشکو سے جل کر خاک ہونا تھا  
گریبان کو جنون میں تابیہ دامن چاک ہونا تھا  
جو یہ مقصود تھا دھوتا نہ قاتل اپنے دامن سے  
گلہ چھو وصل میں دست تناسل سے ہر کچھ تم سے  
اگر بانگی ادا کو تیری بننا تھا قضا میری  
خدا کے سامنے ہے بتوں نے کین نہ چار آنکھیں  
نگہ جب تاب لائی تھی نہ عریان دیکھ سکنے کی  
نہیں معلوم ہم بھویسے کس کو یاد آئے ہیں  
نہ آیا تجکو میرے آنسو دن میں پیرنا اور دل  
نگاہ گرم کی بجلی سے جلنا تھا مقدر میں  
نکل جاتی نہ رہتی حسرت پرواز تو باقی  
رقیب آئے ہیں اُنکے ساتھ کثرت عذابوں کی  
جو آنکھیں پوچھتیں اُسکی تو دل میرا بتا دیتا  
نہ مر جاتے نہ چار آنسو بہاتا کوئی تربت پر  
نگاہ شوق کی حسرت جگر اسکا تو شق کرتی  
خدا کی شان کتنا ہوتوں کی ناک کا ننکا  
بتوں میں جلوہ حق شیخ کو معلوم ہو جاتا  
تڑپ دلی دکھانا تھا جلال ان شوق چشموں کو

تڑپ کر رہ جانا تھا ذرا چالاک ہونا تھا  
مری ناکام ملکوں کو خس و خاشاک ہونا تھا  
جواب جادہ صحرابے وحشتناک ہونا تھا  
لوگو کو میرے پانی ہو کے پہلے پاک ہونا تھا  
کہ اسکو گد گدانا تھا مٹھین بیباک ہونا تھا  
تو پھر دشمن نہوتی دوست ایسفاک ہونا تھا  
وہیں شرم گئے آخر جہان بیباک ہونا تھا  
مری آنکھوں کے پروں کو تری پوشاک ہونا تھا  
خبر لانا تھا دل کو ہچکیوں کو ڈاک ہونا تھا  
لوگو ہو ہو کے بہنا تھا اگر پیراک ہونا تھا  
کسی کو آگ ہونا تھا کسی کو خاک ہونا تھا  
قفس کی طرح بیل کے جگر کو چاک ہونا تھا  
یہیں گذرا وہ مُردے پر جو زیر خاک ہونا تھا  
وہاں شرم کے جھکنا تھا یہاں بیباک ہونا تھا  
مقدر میں ہمارے خاک سے یوں پاک ہونا تھا  
ترے پردے کو چلن کی طرح صد چاک ہونا تھا  
مری تقدیر میں سب زیورون کی ناک ہونا تھا  
برہمن ہی سے ملکر صاحب ادراک ہونا تھا  
وہیں کی بجائے سستی جہان چالاک ہونا تھا

ناظرین پر واضح ہو اول میں تحریر ہوا ہے کہ ملکہ سہمن عذار صنوبر قد دختر فولاد و فولاد شکن پاس  
ایرج تو جوان کے ہے کہ یہ صحرا میں سکار کھیلنے گئے تھے وہیں خود شکار ہوئے اسکے عشق میں  
بیقرار ہوئے شاپور شیر دل شکل شعلہ رخسار غباری کر کے لایا اب اسی صحرا سے سبزہ زار میں







ایک کھنکھار ایک نے مونچھوں پر تاؤ پھیرا کہید ان نے کہا میان کیا مونچھوں پر تاؤ پھیرا کرتے  
 ہو آؤ دو دو ہاتھ لڑو تلوارین کھنچ گئیں ایک کے وار پر دوسرا تعریف کرتا ہی کہ بھی واہ جو ان  
 کیا سا کھے کا ہاتھ مارا ہی بھی سپر تو پھیکا مردان عالم کہیں گھونگھٹ میں رہتے ہیں غصے میں دونوں  
 نے سپرین پھینک دیں اب دونوں کے سینے سپر ہوئے دم بھر میں خون میں تر ہوئے کو تو ال کو  
 خبر ہوئی دوڑے تر ہی پھنکی دھو تو دھو تو کی آواز آئی دونوں جوان ایک طرف ہو گئے  
 تلوارین پکڑ کے آگے بڑھے کہ کو تو ال صاحب آپ کو کیا کام ہی ہم بھائی بھائی ایک بیرے کے  
 دوالی بندہ میں حضور ایسی کیا آفت آئی جو آپ دوڑے آئے کو تو ال چو ترے کے پیادے مجھے  
 ہٹ کے کھڑے ہوئے آپس میں کہتے تھے کہ بھیا خان میان سے ڈرنا چاہیے دوسرے نے کہا کہ  
 مرزا جی کیا کم ہیں خانہ جنگیان لڑ چکے ہیں جب زیادہ ہنگامہ ہوا رسالہ اس کی طرف سے رسالہ تیار  
 ہوا کہید ان کی طرف سے پلیٹن آپس میں کہتے ہوئے کہ ہمارے افسروں پر نگاہ ڈالے گا تو خون کا  
 دریا بہا دینگے یہ شور سکر خود لندھو رہن سعد ان کئی لاکھ روپیہ کا سیلہ سر پر باندھے ہوئے رفقا  
 ساتھ آکر ہنگامے کو بر طرف کیا دونوں جوانان زخمی کو گلے سے لگایا کہا بھائیو آپس میں لڑتے ہو  
 انشاء اللہ لہذا پرستون سے لڑنا غصے میں دونوں جوانوں نے جواب دیا کئی دن سے طبل جنگی  
 نہیں بجے تلوارین ہماری خون چاٹنے کی عادی ہیں جہان و دون جنگ نہوئی یہ معشوقان خونریز  
 بہت بچیں ہو جاتی ہیں جب خون چاٹ لیتی ہیں تو آرام پاتی ہیں غرض لندھو رہا ہلا کردونوں جوانوں  
 گوئے گئے تھانکے لگائے شفا خانے میں دوست و احباب دیکھنے کو چلے آئے ہیں یہ ہنگامے اٹھ پر  
 لشکر ہندوستان میں برپا ہیں و سواس جا بجا خبر لیتا پھرتا ہی پہلے سب سے قریب بارگاہ خنزرو  
 خاورد سپاہ کے آیا فقیر کی صورت بنکر عرصہ دراز تک ٹھہرا کچھ پتا نہ پایا نور الدین و علم شاہ و  
 توسج بن بریج الزمان و شاہزادہ ہاشم تیغزن و لندھو رہن سعدان و مالک و بہرام  
 و جمہور جہان سوز و طرطوس و بہادر شاہ تبرزن و رستم سرزمین مغرب و فرامرزا و مغزی  
 و مند و یل اصفہانی و شہر یار عراقی و شہنشاہ عراقی و عبد الجبار حلبی و نعمان بن منظور  
 منظور شاہ مینی و سیف ذوالیدین وغیرہ کے خیمے و سواس عیار نے چھان ڈالے کبھی عورت  
 بنکر کبھی بدورت فقیرنی ہر ایک طرح سے دریافت کیا کہیں نشان نہ پایا آخر واپس آیا یہاں فولا



اُسی طرح درباغ پر بیٹھا، گرد سرداروں کا جاوہر کسی سے کلام نہیں کرتا کہ وسواس سانسے سے آیا عرض کی حضور میں نے سارا لشکر چھان ڈالا کہیں ملکہ عالم کا نشان نہ ملا فولا فولا دشمن نے کہا کیوں ملک جی تم تو کہتے تھے کہ پسران حمزہ کا کام ہو دیکھو بھارا عیار کیا کہتا، رنجتیارک نے کہا سو اسے پسران حمزہ کے کسی کا ایسا کلیجہ نہیں ہو اب مجھے بھی ضد ہو کہ بے پناہ نشان لگائے آپ کی خدمت سے کہیں نہ جاؤنگا فولا فولا دشمن نے کہا کہ جلد تدبیر کیجیے نشان بتائیے پنا لگا۔ ورنہ ایک ہاتھ آپ کو ماروں گا کہ بھنڈا رکھل جائیگا اور اپنی بھی جان دوں گا تم نے جھوٹ باتیں کہہ کر جھکو پڑے قلق دیے ہیں مرنے والے سے ڈرا کرو رنجتیارک نے کہا دیکھیے ابھی لیجیے ان باتوں سے نہیں ڈرتا بموجب مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است یہ کہہ کر طرف وسواس عیار کے متوجہ ہوا کہا ای وسواس تم تو عیار ہو دیکھو ہم ابھی پنا لگاتے ہیں تم کو نشان بتاتے ہیں لشکر حمزہ میں ابھی جاؤ یہ دریافت کرو کہ کوئی فرزند ان حمزہ میں سے شکار وغیرہ کو تو نہیں لیا، وسواس نے کہا میں نے پہلے ہی پوچھا تھا دریافت ہو چکا کہ نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے گیا، آج تک پلٹ کے نہیں آیا رنجتیارک نے کہا کہ ای وسواس بس ہم تو بخوبی سمجھ گئے یہ تعجیل اپنے کو شکار گاہ میں پہنچاؤ ایرج نوجوان کی خبر لاؤ یہ سنتے ہی وسواس طرف صحرا کے روانہ ہوا کوئی دو گھڑی رات باقی تھی کہ اُسے دور سے دیکھا کہ صحراے سبزہ زار میں ایک خیمہ برپا، ایک طرف کوئی دوسو سوار زیر تختان فوکش ہیں بس اُسے اُسی وقت رنگ روغن عیار ہی کا نکالا اور ایک دھوبن کی صورت بن کر تیار ہوا لہنگا بہت معقول اطلس کا نیچے ڈوپٹہ اوپر ڈلائی انوٹ جھوٹے ہاتھ پائون میں کچھ کپڑے اُجلے کچھ سیلے بطور لادی کے کاندھے پر ڈال کر اٹھلاتا ہوا ناز و کرشمہ دکھاتا ہوا چلا بیان بالکل صبح ہو چکی، کچھ سوار سوتے ہیں بعض آنکھیں ملے ہوئے اٹھتے ہیں سائیس اپنے اپنے گھوڑوں کو مل رہے ہیں یہ آنکھیں سواروں کے سچ میں سے نکلا۔ ایک سوار کی نگاہ پڑی گھنگھار آواز دی برہٹیں ہمارے بھی کپڑے لیتی جاؤ یہ مشک کر آگے بڑھا جوایت ہمیشہ کلیتے رہو گے نگوڑا دھوبی کا کتا لہر کا نہ گھاٹ کا ایسے ایسے آوازوں کے جواب دیتا ہوا قریب خیمے کے پہنچ گیا صبح کا دفت، ہر پرے کا سپاہی سمجھا یہ دھوبن روز آتی ای وہی ہوگی ہوجم



کچھ نہ کہا بس وسواس پردہ اٹھا کر اندر پہونچا شب بھر عاشق و معشوق جاگے ہین بخیر لیٹے ہوئے  
 سو رہے ہین ایک طرف شاہ پور شیر دل عیار شاہزادے کا گوشے میں پڑا ہوا سو رہا ہی اور ملک  
 کے چہرہ بے نظیر پر سے دوپٹہ ہٹا ہوا ہی فولاد فولاد شکن وسواس کو تقریر میں تصویر اپنی بیٹی کی  
 دکھا چکا ہی بس یقین کامل ہوا کہ یہ وہی ماہ کامل ہی بس اٹا پٹا سوار سپاہیوں سے ہنسی کرتا ہوا  
 نخلستان کی آڑ پکڑی لادی وغیرہ کنارے پھینکی بصورت اصلی ہو کر بھاگا فولاد بیٹھا ہوا بختیارک  
 سب کچھ بکشی کر رہا ہی فلک تفرقہ پر داز در میان میں عاشق و معشوق کے سنگ تفرقہ پھینکتا ہی شعر  
 یہ دودل کو اکجا بٹھاتا نہیں بد کسی کا اسے وصل بھاتا نہیں بد براے عاشق و معشوق ہر وقت  
 درپے آزار ہی کسی کو صحرا نور و کیا کسی کو مبتلاے رنج و درد کیا کسی سے خاک چھنوائی کیسے اور عدم  
 بتائی یہ ظالم اسی فکر میں ہی یہی تفرقہ ان دونوں شیداے یکدیگر کے ہوا چاہتا ہی فولاد فولاد شکن نے  
 دیکھا وسواس خوشی خوشی سامنے آیا بختیارک نے پوچھا کہو ہماری راہ ہری کچھ کام الکی مفصل  
 خبر پائی وسواس نے کہا ملک جی تمہارا بابا ان پانوں جو منا چاہیے غیب کی خبر دیتے ہوئی حقیقت  
 ایسے نوجوان کے ساتھ پہلوان جہان کی دختر پڑی ہوئی سو رہی ہی آنکھوں سے غلام دیکھ آیا ہی  
 اسی وجہ سے شاہزادہ ایسے نوجوان صحرا سے لشکر میں آیا نہیں معلوم ملکہ عالم کو کیونکر پایا رات بھر  
 جاگے ہین دونوں عاشق و معشوق لیٹے ہوئے سو رہے ہین بختیارک تو ایک ہی حرامزادہ ہی  
 یہ سنتے ہی اٹھ کر ناچنے لگا اور کہا میان پہلوان صاحب آداب تسلیم بڑے عمدہ جوان کے پہلو میں  
 پہونچیں جو خداوند زمر و شاہ باختری کا نواسا ہی اب غصہ ناحق کا ہی کیا اچھا داماد آپ کو ملا بطن سے  
 دختر خداوند کے صلب شاہزادہ خاور سپاہ کا وہ پوتا صاحبقران کا ایسا صاحب حسب و نسب  
 کون ہی ایسا پیوند کسکو ملتا ہی فولاد فولاد شکن غصے میں مگر مگر کانپا مسلح تو بیٹھا ہی تھا قبضے پر ہاتھ دلا  
 جھپٹ کر گینڈے پر سوار ہوا اور پہلوانوں نے چاہا کہ ساتھ دین فولاد نے پلٹ کر غصے میں  
 آواز دی کہ خبردار اگر میرے ساتھ کسی نے آنے کا قصد کیا میں اسکا دشمن ہوں ڈر کر سب  
 ٹھہر گئے وسواس سے مقام تو اسنے پوچھ لیا تو غصے میں کہہ دیتا چلا بختیارک نے دیکھا  
 کس زور و شور میں جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ جھونکا ہوا اے تند کا سامنے سے نکل گیا بختیارک  
 تو یہاں بیٹھا ہوا باتیں بنا رہا ہی وہاں یہ عاشق و معشوق غافل پڑے سو رہے ہین چند سپاہی



پہرے پر بیٹھے ہیں ایک نے دیکھا سامنے سے بوڑھا لاکر دکا اڑا دیکھا کہ ایک سرگردن پر سوار مثل  
 اندھی کے آتا ہو گیند ابرابر فیل مست کے سوار مثل دیو کوہ بالاے کوہ کے ہی جب تک وہ سپاہی  
 اٹھے اور ساتھ والوں کو جگانے یہ بدست گیندے سے کوہ سپاہی نے کہا کہاں جاتا ہو فولاد  
 فولاد شکن نے ایک سپر کی اوچھڑ ماری کہ اُس سپاہی کا سر پھٹ گیا دوسرے نے جھپٹ کے  
 ہاتھ تلوار کا مارا یہ بچیا ایسی تلواروں کو کب بانٹا ہو دیو کو پشہ جانتا ہو تلوار اُس مرد مومن کی  
 جھین اُسی تلوار سے اُسکو قتل کیا جب دو لاشے زمین پر گرے اور سپاہی گھبرا کر اٹھے جب تک  
 وہ لوگ ہتھیار سنبھالیں یہ ملعون پر وہ اٹھا کر اندر آیا یہاں اس وقت تک سو رہے ہیں فتنہ خواہیدہ پیدا  
 ہو چکا بس فولاد نے جو پلو میں ایرج نوجوان کے اپنی دختر کو دیکھا ایک نعرہ کوہ شکاف کیا کہ او  
 کیسو بریدہ شوخ دیدہ کچھ مابہ دولت کا تجکو خوف نہ آیا ملکہ کی آنکھ کھلی ملک الموت کو سر پر دیکھا قریب  
 تھا کہ روح قالب سے نکل جائے مگر فولاد نے قریب چھ کھٹ کے آکر ہاتھ تھاما ایک جھٹکا دیا  
 وہ نازنین پروردہ مہدنازہ نعم مثل چھکلی کے زمین پر گری مگر گرتے گرتے جوش محبت میں دازوی  
 اوشہر باربرائے خدا اٹھے اجل سر پر پٹری ہو موت کا سامنا ہو یہ جلاو خوشخوار آگیا ایرج نوجوان  
 نے گھبرا کر آنکھ کھولی ملکہ سمیں عذار صنوبر قد کو پیٹتے ہوئے پایا ایک دیو کو دیکھا تیغہ برہنہ کھینچے  
 ہوئے کھڑا ہو اُس شیر دل نے اٹھتے اٹھتے نعرہ کیا کہ او ملعون تو کون ہی کہ ناموس پر ہمارے  
 ہاتھ ڈالتا ہو ایرج نوجوان سیدھا ہونے پایا تھا کہ فولاد نے بڑھکرا ہاتھ مارا شاہزادہ سر پہنہ سر پہ  
 خود نہ کلاہ بخوف اُس ملعون نے ہاتھ لگا یا زخم کاری سر پہ آیا یقین تھا کہ دو ٹکڑے ہوں دو نون ہاتھ  
 تو داستانہ لگانیکے عادی تھے دم شمشیر پر مار دیے تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر کلائیوں جھول پڑیں اُس پر بھی  
 یہ شیر صولت چھ کھٹ سے کوہا قصد ہوا کہ اپنے ہتھیار اٹھاؤں اس ملعون سے پٹ جاؤں  
 مگر چادر خون کی چہرے پر آچکی کلائیوں پر صدمہ کامل پہنچ چکا لیکن دل میں یہی ہو کہ دانستون سے  
 بوٹیان کاٹ لون محبوب جانی یا رجاودانی کو بچاؤں فولاد نے پھر ہاتھ مارا شانہ نشانہ ہوا اقبال  
 اُس عالیجاہ کا تاب نہ لاسکا چکر آ یا زمین پر گرے ملکہ پیٹ رہی ہو کہ اوف ظالم یہ کیا کرتا ہو میں خطاوا  
 ہوں یہ شاہزادہ سر سر بگینا ہو نہتے پر ہاتھ تلوار کے مارتا ہو اُس نے پٹ کر ایک طمانچہ ملکہ کو مارا  
 اگر پورا پڑتا تو سر خیز گردن سے اڑ جاتا مگر دو انگلیاں پڑیں مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گری اُس ہلا



میں شاہ پور شیر دل کی آنکھ کھلی دیکھا عجب قیامت برپا ہوئی شاہزادہ زمین پر دریاے خون میں غوطے  
 مار رہا ہو گھبرا گیا کہ کیا قیامت ہوئی جب ملکہ کو بھی زمین پر تر پٹے دیکھا فولاد نے غصے میں نعرہ بھی  
 کیا کہ سنم فولاد فولاد شکن اب شاہ پور سمجھا کہ ملکہ کا باپ آگیا اسنے غل مچایا کہ ای یار و دوڑو فولاد نے  
 بڑھ کر چاہا کہ اس سہل پر اور ایک ہاتھ ماروں شاہ پور نے جھپٹ کر نیچے مارا فولاد نے ایک دھچکا  
 سپر کی مار دی یہ بچارہ بھی منہ کے بھل زمین پر گرا اور ایسے جھوٹے جوان اپنے خون میں غوطے مار کر  
 بیہوش ہو گیا فولاد دیکھ آگے بڑھا اب تو پانچ ساتھ سپاہی اندر گھس آئے یہ حال نصیب مال  
 دیکھ کر بدحواس ہو گئے مگر فولاد پر ہر چار طرف سے تلواریں پڑنے لگیں یہ گرگ باران دیدہ گرم و  
 سرد عالم چشیدہ ایسے لوگوں کی حقیقت کیا سمجھتا ہوں سب پر پٹ پڑا جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے  
 کسی کو قبضہ کسی کو اوچھڑ سپر کی کسی کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھیر کے مارا کہ استخوان اُسکے چور چور ہو گئے  
 اب دیکھا اسنے کہ باہر سے سپاہیوں کے آنے کے تانتا بندھ گیا دس پانچ کو مار کے ملکہ کو اٹھایا  
 ایک ہاتھ میں ملکہ ایک میں تیغ خون آلود یہ مرد و لڑتا ہوا قریب اپنے گنبدے کے پہنچا کہ اب  
 میں پانچوں دیکر رشت کر گدن پر آیا ملکہ کو آگے گود میں ڈال لیا یہ نازک اندام گلفام تر پٹے تر پٹے  
 بیہوش ہو گئی اب وہ جو سو دو سو سوار باہر پڑے تھے وہ بھی ہتھیار سنبھال کر دوڑے مگر حیران ہیں  
 کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہ دیو خونخوار جلا د صاحب بیدار کون ہی کہاں سے آیا کہ شاہ پور شیر دل گرتا پڑتا  
 بیرون خمیہ آیا پکار کر آواز دی کہ ای یار و تمہارے آقا کو قتل کیے جاتا ہو ملکہ عالم کو لیے جاتا ہو  
 خبردار جانے نہ پائے یہ جو ان بیچاروں نے سنا کہ ہمارے آقا کو مار ڈالا اور علامت سے بھی  
 ظاہر ہو کہ تیغ خون آلود اُسکے ہاتھ میں خون کی چھٹین تمام بدن پر پڑی ہوئی ہیں کف منہ سے  
 جاری صورت مہیب نعرے کرتا ہوا دم جرات کا بھرتا ہوا طوف صحرا کے قصد کیا ہو چاہتا ہو  
 کہ نکل جاؤں دو سو سواروں نے چار سمت سے گھیرا مگر انتشار میں کوئی سوار ہوا کوئی پیدل  
 دوڑ پڑا کسی نے تلوار اٹھائی کسی کے ہاتھ میں صرف سوٹا آگیا کسی نے فقط سپر اٹھائی ہو کاہن  
 قتل ایسے کی آواز آئی ہو بیہوش و حواس پر اگندہ یکا یک اُس آفت کا برپا ہونا مگر جان دینے پر  
 آمادہ ہو کر لینا لینا کہ گھبرا کر اپنے حربے کرنے لگے فولاد فولاد شکن نے جسکو ہاتھ مارا اسکا کرکٹر  
 زمین پر گرا لینڈے کو کاوے پر ڈالا اُسکے جھریسے کوئی بیکار ہو کر زمین پر گر اسیکا ہاتھ ٹوٹ گیا



کوئی مثل مرغ بسمل پھڑک رہا، فولاد فولاد شکن کو نکل جانا منظور ہو دس بیس کو مار کر اب جو گینڈے کو  
ایڑھ لگائی بیچ میں سے سب کے پامال کرتا، ہوا نکلا ہر چند ان بیچاروں نے چاہا تعقب کریں مگر اسکی  
گرد کو بھی نہ پایا یہاں تو یہ کیفیت ہو کہ بیچارے جنگل میں غل مچاتے ہوئے دوڑتے پھرتے ہیں کہ یا رب  
ہمارے آقا کو قتل کر کے نکل گیا شاہ پور نے جو یہ دیکھا کہ شاہزادہ ہوش پڑا، سمجھا کہ آقا میرا گمشدہ جن  
ہوا ہاے یہ کیا سامان ہوا اگر یہاں چاک کیا خون شہزادے کا لیکر منہ پر ملارو تا پستیا خاک اڑا تا طر  
لشکر اسلام کے چلا کہ اُنکے والد نامہ دار و جد عالی تبار کو جا کے اطلاع کروں شاہ پور شیر دل تو ادھر  
جاتا ہر گز فولاد فولاد شکن ملکہ کو لیے ہوئے اس جلدی میں سامنے باغ کے پہونچا کہ بختیار رک  
حیران ہو گیا اُسکے ساتھ کے سردار و دربار پر جمع ہو گئے ہیں پوچھ رہے ہیں کہ ملک جی آقا ہمارا  
یکہ و تنہا کہاں گیا بختیار رک کہتا ہے کہ معلوم ہو جائیگا تمہارے آقا پاس ملک الموت کے گئے ہیں  
اب چکر لاشہ اٹھانا ارکھتی بنانا مگر گھٹ پر جلانا یا تو یہ باتیں بھین وہ سب بگڑ رہے تھے کہ او شیطان تو  
صاف نہیں بتاتا کیا خبر و حشت اثر سناتا ہی اُن سمجھوں نے دیکھا کہ فولاد و دریاے خون میں نہایا ہوا  
آنے ہی گینڈے سے کودا ملکہ سمین عذار صنوبر قد کو کھینچتا ہوا اندر باغ کے لیچلا سب سردار  
پچھے یہ کہتے دوڑے ای شہر بار یہ کیا ہوا اسنے اتنا تو پلٹ کر کہا کہ بار و میری عزت میں ذوق آگیا مگر  
دشمن کو گھس کر اُسکے خیمے میں میں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اس نالائق کو پکڑ لایا ہوں اب دیکھو کیسی سزا  
دیتا ہوں اس کشاکش میں ملکہ جو ہوشیار ہوئی اب اپنے کو پیچھے میں ملک الموت کے پایا کہ فولاد  
فولاد شکن کلائی پکڑے ہوئے کھینچتا ہوا باغ میں لایا ایک نخل سے اُس سرور قد کو باندھا اب باغ میں  
سات آٹھ سو اسکے سردار کیدان رسالہ ارہزاروں اہالیان فوج آگئے ہیں غصہ فولاد فولاد شکن  
کا دیکھ کر کانپ رہے ہیں مگر فولاد جب ملکہ کو نخل سے باندھ چکا کوڑا لیکر سامنے آیا کہا کیوں اوجھڑ  
کچھ میرا خیال نہ کیا آبرو کو مٹایا مسلمان کے ساتھ بھاگی یہ ساعت یاد نہ تھی میں تو ایسی احتیاط کرتا تھا  
سفر و حضر میں تجھ کو ساتھ رکھا اسی افتاد کے خوف سے وطن میں نہ چھوڑا مگر یہ رسم خداوند لقا نے نکالی  
ہو اپنے بندوں پر مصیبت ڈالی، قدرت کی دختر کو مسلمان لے گئے کچھ نہ کہا اُنکا حوصلہ بڑھ گیا  
ہر ایک کی دختر پر ہاتھ ڈالنے لگے کسی مرد سے سابقہ نہ پڑا ہو گا ملکہ نے اُس وقت فریاد کی ای باب  
شیخہ تنگ و ناموس میرا سالم ہو صرف کلمہ پڑھنے کی گندگار ہوں فولاد کو اور غصہ آیا مثل بیدکانیا



ہر چند اس گلغذا رشک بہار نے فریاد کی یہ خار بیابان کفر و ضلالت کب مانتا ہی جھپٹ کر کوڑا مارا وہ  
 جسم نازک وہ گل سا چہرہ کہ جو جھوکے سے ہواے تند کے مرجھاتا تھا بدھیاں پھولوں کی جسم نازک  
 بار تھیں کوڑا جو پڑا خون کی چھین گلے کا بار تھیں رنگ دگرگون ہوا حال ابتر خون کے فوارے  
 جسم نازک سے چھوٹے اس بدعت پر اس بھیا کی رنگ باغ دگرگون ہوا لالے کا اس غم سے جل  
 خون ہو گیا سنبھل کو پریشانی چشم نرگس کو حیرانی شمشاد رنج و ملال سے پایہ گل قمری اس صدمہ جانگزا  
 سے مثل مرغ بسمل ہر نخل نخل ماتم ہر گل بوٹہ مبتلاے رنج و الم نے کف افسوس ملتے ہیں رنگ سے  
 پھولوں کے شعلے نکلے ہیں عند لبیان چین نغمہ سرائی بھولیں نرگس کی آنکھیں روتے روتے سوچ گئیں  
 نہر دن کو جوش ملال موجوں کے کلیجے پر خنجر ہے آب چل رہے ہیں حباب بدحواسی میں ابل رہے ہیں  
 لب ساحل سے صداے افسوس بلند چھلیاں اس ماہیت سے ماہر ہو کر درو مند باد صبا کو  
 چل نکلنے کی خواہش خار کو خار الم سے کاہش جھوکوں سے ہوا کے رونے کی آواز آتی ہر زین چین  
 اس بدعت پر تھراتی ہو گلاب جوش غم سے عرق عرق ہر گل نسرين کا فطر رنج و ملال سے کیجہ شق ہی  
 طفلان غنچہ چمک کر غل مچاتے ہیں نخل شاخون سے اس ہنجر کے بچانے کو ہاتھ بڑھانے ہیں  
 باغ میں ہنگامہ قیامت خیز بدعت انگیز برپا ہو یہ بھیا ایک کوڑا مار چکا ہی ہر مرتبہ غصے میں کلمات  
 سخت کہ کر بڑھتا ہی بختیار کمر سے لپٹ لپٹ جاتا ہی تمام سردار گردہ میں عرض کرتے ہیں بس  
 اور ستم زمان اس کے واسطے اتنی سزا کافی ہو ابی کوڑے میں تڑپ کر مر جائیگی ملکہ سمیں عذار  
 صنوبر قد نے کوڑا کھا کر زبان کھولی کہ اوی بھیا خنجر سے مجھ کو جلد قتل کر میرے خون سے ہاتھ بھر تو نے میرے  
 وارثوں کو غفلت میں قتل کیا اگر وہ شیریشہ صاحبقرانی ہوشیار ہوتا تو حال اس بیدا کا کھل جاتا تھو آئے  
 دیو خصال اس شیر دلیر کے ہاتھ سے صدا ہوا اصل جہنم ہوے افسوس دل کی حسرت دل میں  
 رہی میں اپنے وارث کو دل کھو کر روئے نہ پائی عجب میں بد نصیب اور سبز قدم تھی کہ جاتے ہی اس  
 گھر کو بر باد کیا فلک نے مجھ کو لوٹ لیا ان کلمات حسرت آیات پر اور زیادہ جھلاتا ہی سب سے کہتا ہی  
 تجھ کو چھوڑ دو میں اس زبان دراز کی زبان قلم کر دوں اچھی طرح سزا دوں مگر سردار سب فولاوت  
 لیٹے ہوئے وہ کشتہ حسرت و یاس اپنے معشوق سے دور بدعت سے اس ظالم کی رنج و ریتابی میں  
 یہ اشعار مصیبت آمیز زبان پر جاری تھے اشعار مصنف

کہتی تھی بکیر رو کے ناکام



ایزور ہمارے ہاتھ کو مقام  
ای شوق کراہ تو دستگیری  
دل ضعف نے توڑا ہی ہمارا  
بیچین کیے ہی بقیہ ساری  
یہ جسم پہ چوٹ اٹھائے ہیں ہم  
غزل موافق مقام مضمون ہنا  
وصل کا ہونا ہی سائل دل ناشاد عبت  
تیغ کھینچے ہی مرے سر پہ تو جلا د عبت  
بال و پر ہوتے تو کچھ لطف رہائی ہوتا  
دیکھتا بلغمین ہی جانب شاد عبت  
ہنسکے وہ کہتے ہیں کیا فائدہ اس ہوگا  
وصل میں ای دل ناشاد ہی تو شاد عبت  
تجکو وہ شیریں شامل نہ ملے گا نیر

طاقت بیتاب ہو گئی ہی  
عاجز ہی شباب مثل پری  
آرام ترار کو نہیں ہی  
غم کرتا ہی آکے غمگساری  
فرقت میں کسی کی بتلا نہیں  
یوں وہ رہتا ہی تو مائل فریاد عبت  
دیکھنا ہنسکے وہ کہہ گیا پریزا عبت  
کلمہ اُٹ کبھی آئیگا لب پر میر  
اب رہا کرنا ہی تیرا مجھے صیاد عبت  
ای دل زار جنون ہوگا کہے دیتا ہوں  
تو کیا کرتا ہی یہ نالہ و فریاد عبت  
ایک کو بھی نہیں دیوانہ بناتے دیکھا  
اچھوڑتا سر کو ہی تو صورت فریاد عبت

شکین خسراب ہو گئی ہی  
ای طاقت رفتہ آخدا را  
راحت دل زار کو نہیں ہی  
اگ کوڑے کا زخم کھائے ہیں ہم  
محبور ہیں قیدی بلا ہیں  
وہ نہیں ہیں ہوں جو کروں آزاد عبت  
جنہش ابرو خدار سے کر قتل مجھے  
ظلم کرتا ہی تو ای بانی بیدا عبت  
یاد آجا گیا پھر قامت مرز دین ایل  
ہر گھڑی عشق کا کرتا ہی سون یا عبت  
صبح ہونے ہی رخ ہجر نظر آنے کا  
مجھ سے بے پرکی اڑتے ہیں پریرا عبت  
اکبھی طرف آسمان کے وہ گرفتار

سچ و مصیبت منہ اٹھا کے عرض کرتی تھی کہ ای محبوب بے نیاز سبب الاسباب رب ارباب اس ظالم  
کی بدعت سے اس کینہ کو بچانا اپنی کار سازی سے اُس شہر یار کو زندہ دکھانا اپنے بخت و اثر گون طالع نگون  
سے یہ امید نہیں ہو مگر تو جامع المتفرقین رب العالمین ہی جسم خاکی میں روح کو پھونکتا ہی بطن مادر میں  
کس آرام سے جگہ دی چالیس روز قبل از ولادت پستان مادر میں دو دھرم حمت فرمایا کس شفقت سے  
پرورش کیا اس کیسی اور بے بسی میں بھی تو ہی معین و مددگار ستار و غفار ہی مان باپ سے زیادہ ستر و رحیم  
مہربان ہی ہر وقت بندوں پر تیرا احسان ہی ہائے کسکو بھیجوں میرے وارثوں کو خبر کرے میری ماہ دل و دنا  
اثر دکھائے اُس شہر یار کے جد و پدر کو یہ حال معلوم ہو جائے ناظرین خوش آئین پر واضح ہو کہ ملکہ تو دنیا  
میں مصروف ہی تمام جسم کوڑے کی ضرب سے پاش پاش موت کی تلاش فو لا و فو لا دشمن کو سب سردار  
لیٹے ہوئے ہیں قریب اب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے نہیں جانے دیتے مگر حال شاہ پور شیر دل کا  
سننے کہ خون زخم ہائے ایسچ تو بھان کا چہرے پر ملے ہوئے طرف لشکر کے چلا تھا یہاں ستارہ سحری



اچھک چکا ہوا لشکر اسلام میں غازیان دیندار و مجاہدان تھوڑے شمار پہلوانان عالی وقار نماز سے فرغ حاصل  
 کر کے سلاح سے آراستہ ہوئے واسطے مجرے کے طرف بارگاہ سلیمانی کے چلے بادشاہ حجابہ سعد بن  
 قبا و بارگاہ میں آئے سریر جہان بانی پر جلوہ فرمایا ایک صاحبقران زمان تشریف لائے و نگل  
 آصفی پر بادشاہ کو سلام کر کے بیٹھے چند سردار آئے ہین مگر بادشاہ حجابہ نے دیکھا امیر با توقیر مثل تصویر  
 خاموش چہرے پر غم و الم کا جوش ظاہر ہوتا ہی پوچھا کہ اوجہ عالی تبار آج آئینہ رخسار پر گرد طلال معلوم  
 ہوتی ہو مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا ای شہریار کیا عرض کروں خود بخود ترو و ہی انتشار و  
 دل مثل ماہی بے آب بیکر رہی سبب نہیں کھلتا خدا خیر کرے شب کو کچھ خواہاں ہے پریشان دیکھے کچھ  
 یاد نہیں کیا دیکھا اتنا خیال ہو کہ زمین پر دریائے خون جاری نظر آیا دیکھے انجام کیا ہوتا ہی بادشاہ نے  
 کہا تعبیر اسکی ظاہر ہو کہ کئی دن ہوئے ایک پہلوان برائے مدد لقا فولا و فولا دشمن نام آیا ہی اُسکو  
 بڑا جرات کا دعویٰ ہی یقین ہی اُسی سے مقابلہ ہوگا پروردگار مالک ہی انشاء اللہ فتح و ظفر عطا کرے گا  
 صاحبقران یہ باتیں کر رہے ہین کہ لندھوہ بن سعد ان جانشین حمزہ صاحبقران تشریف لائے  
 تسلیم کر کے طرف دست راست کے بیٹھے اب تو فردا فردا سردار آنے لگے مالک اثر و دور و بہرام گرد  
 بن خانات چین بصد تمکین داخل ہوئے امیر با توقیر نے مالک سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ آج کیا سبب  
 ہی علم شاہ نوجوان و شاہزادہ ملک قاسم کو آنے میں دیر ہوئی مالک نے عرض کی غلام خبر پوچھا  
 ہی اپنے اپنے خیموں سے برآمد ہوئے ہین حاضر ہوا چاہتے ہین مگر ای شہریار اطلاع حضور کو کرنا  
 ضرور ہو کہ شاہزادہ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے گئے ہین ابھی تک واپس نہیں آئے  
 صاحبقران نے سر اٹھا کر فرمایا جو اہرن عمر کو بلاؤ خدا متکا رہا ہر گئے جو اہرن عمر کو بلا کر لائے  
 جو اہرنے آکر قدمبوسی کی ہاتھ اٹھا کے دعائے جان درانی دی امیر نے زبان معجز بیان سے  
 فرمایا کہ ای جو اہرنم اب مقام پر خواجہ عمر و کے بعددہ جانشینی قائم ہو ہر بات کا خیال رکھا کرو آج  
 کئی روز سے ایرج نوجوان شکار گاہ میں گئے تم کو بھی کچھ دریافت ہوا کہ نہ آنے کا کیا سبب ہی ہتھاری  
 عقلمندی سے عجب ہی کہ خبر نہ منگاؤ اخبار میں تامل ہو نا بڑی خرابی کی بات ہی جو اہرنے کہا ابھی غلام  
 جاتا ہی خود اپنی آنکھ سے اُس خیر کو دیکھ کر آتا ہی اگر بنے گا تو فوراً ساتھ لاؤنگا یا خبر مفصل سنناؤنگا  
 امیر نے بیقرار ہو کر فرمایا نہیں معلوم کیا باعث ہی میں نے ایرج نوجوان کا زبان سے نام لیا



میرے کلیجے پر غم و الم کا خنجر حمل کیا تم صرف خبر دریافت کرو کہ اسیرج کس مقام پر ہی میں خود جاؤں گا  
نور نظر کا حال دریافت کرونگا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا لشکر میں ہونا صد ہا خرابیان و پیش ہون  
وہ سب کی فکر رکھتا تھا نہیں معلوم طلسم ہوش ربا میں میرے عیار و فادار پر کیا گزری ابتو عرصہ در  
سے کچھ حال بھی نہیں دریافت ہوا وہ اگر موجود ہوتے ضرور اسیرج نو جوان کی لمحہ کی خبر لیتے  
جواہر بن عمرو یہ شکر باہر نکلا قصہ یہ کہ واسطے خبر کے جاؤں مگر شاہزادہ ملک قاسم لعل خفتان  
خونریز خاور سپاہ اپنی بارگاہ افراسیابی سے برآمد ہوئے ہیں کہ جا کر دربار شاہی میں حاضر ہوں اتنے  
میں قیاس خان خاوری و الماس خان خاوری و مالک ترک سفید جامہ و عمر و گورنر اوختنی  
و شاہزادہ فرخ بخت و توسن بن ترک وغیرہ آئے قاسم کے ہمراہ ہوئے مرکب قاسم خاور سپاہ  
کا شہرنگ زہرہ جبین سلیمانی سائیس کوتل لیے ہوئے چلا آتا ہی قیاس خان خاوری نے پلٹ کر دیکھا  
کہ قاسم کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار خیر تو ہی قاسم نے کہا  
نامو بخان اس وقت خود بخود دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو چلا آتا ہی سبب نہیں معلوم مگر اس وقت خدا نخواستہ  
کوئی صدمہ عظیم میرے نور نظر اسیرج نامور کو پہنچا کہ دل بھر آتا ہی قیاس خان نے جواب دیا کہ ای  
شہریار وہ آپ کے بیٹے کے شیر میں صفت شکن ہیں دلیر ہیں اُن سے کون آنکھ ملا سکتا ہی قاسم نے کہا  
ای نامو بخان خدا نہ کرے وقت افتاد نہ آئے چرخ گرفتار گردش نہ دکھلائے بڑے بڑے رستم  
ایک پیر زال کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے ہیں تقدیر سے سب مجبور و ناچار ہوئے ہیں اور وہ تو  
کا سخن ناشنوی آتش شعلہ مزاج یہ کہ کربے اختیار ایک چنچ ماری قیاس خان ہوڑ کر لپٹ گئے  
کہ ای شہریار آپ ناحق بھی ایسے شگون بد زبان سے کالتے ہیں وہ صحت و عافیت سے ہیں ابھی  
جا کر انکو ساتھ لاتا ہوں قیاس خان نے چاہا کہ مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوں دیکھا کہ جواہر بن  
عمرو جھپٹا ہوا آتا ہی قاسم کو دیکھ کر سلام کیا قاسم نے کہا ای جواہر دربار میں جد عالی تبار آگئے سب  
سردار جمع ہو چکے تم خلاف وقت کہاں جاتے ہو جواہر نے کہا حضور عجب طرح کا معرکہ ہی صاحبقران  
واسطے آپ کے فرزند اسیرج نو جوان کے اس قدر بیکار ہیں کہ غلام پر غصہ فرمایا کہتے ہیں میں نے  
خواب پریشان دیکھا ہی میں واسطے اپنے نور نظر کے خود جاؤنگا میں صرف مقام دریافت کرتے  
جاتا ہوں بس قاسم اور زیادہ پریشان ہوئے اب افتاد کا یقین کامل ہوا کہا دادا جان مویہ میں



میں انکا خواب پریشان دیکھنا خالی از علت نہوگا ای جو اہرین بھی چلتا ہوں سیارہ بن عمر و عیا  
 قاسم کا حاضر ہوا سنے دست بستہ عرض کی حضور میں ابھی خبر لایا یہ کلمہ مثل باد صرصر کے ایک جا  
 نکل گیا قاسم نے کہا ای جو اہر ایک لمحہ بعد اب انتظار کرنا سیارہ کا ضرور یہ کہتے ہوئے اسی  
 عالم اضطراب میں کنارہ لشکر پر آئے نگاہ حسرت سے طرف صحرا کے دیکھ رہے ہیں کہ آواز آئی  
 ہاے آقاے نامدار ای مولائے قدر شناس ہاے ای شہر یار اب کون غلام کی قدر دانی کر گیا  
 غلام کو اپنے ساتھ نہ لیا یہ رفیق خاک اُڑانے کو رہ گیا قاسم نے کہا اے یارو دیکھو یہ کون غل عجیب  
 آواز تو کان سے آشنا ہو یہ کلمہ تمام نہوا تھا کہ وہاں گرو تگافتمہ ہوا شا پور پتے فرزند کے عیار کو اس  
 حال زار سے دیکھا کہ منہ پر خاک و خون ملا ہوا گریبان پھٹا ہوا آفتان و خیزان آتا ہی جیسے ہی قاسم  
 نے دیکھا عتاب ہو کر پکار اُٹھا بیت ای سیک راستان خبر یار ما بگو بہ احوال گل بہ بلبل بستان  
 سرا بگو بہ خون کس کا چہرے پر ملا ہوا قالب خاکی میں روح تڑپ رہی ہو بیان کر شا پور منہ کے  
 بھل زمین پر گرا کہا حضور کس زبان سے کہوں شکار گاہ میں شاہزادہ شکار ہوا تیر غم ہمارے دل کے  
 پار ہوا فولاد فولاد شکن کی دختر شاہزادے پر مائل ہو کر آئی کئی دن سے اُنکے خیمے میں تھی کسی انداز  
 نے فولاد فولاد شکن کو خبر ہو پچائی فولاد منہ کا بہت کڑا ای نامزدانلی وابدی گھات کا وقت تاک کر  
 آیا شاہزادہ سوتا تھا عالم خواب میں آکر تلوار میں مارین مٹی کو اپنی لیکر چلا گیا وہاں کون تھا جو اس  
 دیو خونخوار کو روکنا شکار گاہ میں پہلیے قراول میر شکار چند پیدل سوار وہ بھی پڑے سو رہے تھے  
 ایسے وقت پر آیا کہ یہ ظلم کر کے صحیح و سالم نکل گیا بس یہ سننا تھا کہ قاسم نے اپنے کو ہاے فرزند جو  
 لکے فرش خاک پر گرا دیا بے اختیار پکار اُٹھا ای نور نظر اشعار رفتی و مرا خبر نہ کردی  
 بر یکسیم نظر نہ کردی چوں زلفت و لم بیچ و تاب است در آتش غم جگر کباب است  
 دیگر ای راحت جان و دل ہمار سر پٹ کے اشکبار ہوں میں تنہا ہمیں چھوڑ کر سدھارے تیرے لیے بیقرار ہوں میں  
 چلتا ہو جگر پہ غم کا بخیر کس دشت میں و ہونڈھنے کو جاؤں ای شیر کہان تجھے میں پاؤں  
 مجھے مرا نو نہال چھوٹا ای لال لہو میں تو ہوا تر گلشن کو مرے اجل نے لوٹا  
 افسوس مٹی تری جو اہلی ای نور نظر پر کے جانی

سواروں نے گوہرین اُٹھایا کہا ای شہر یار ایسے کلمات زبان پر نہ ایسے ہملو گون کا دل نہ بکھا



زخمی ہوئے ہیں کیا کبھی اُنھوں نے زخم نہیں کھائے کوئی ایسی نئی بات ہے جلد چلیے چلے زخم دوزی  
 کرین انشاء اللہ وہی شہر مشہور اُس روباہ خصال کو ٹوک کر مارے گا چل کر پہلے خبر تو لیجیے مشکل  
 ایسے کلمات کہہ کر قاسم کو زمین سے اٹھایا کہ دوسرے گوشہ صحرا سے آواز رونے کی آئی دیکھا سیارہ  
 بن عمرو آپہونچا مگر بدحواس عالم یاس قاسم نے پوچھا اے عم نامدار کیا خبر لائے سیارہ بن عمرو نے کہا  
 اے شہر یار میں تابہ خیمہ ایرج تو نہیں پہونچا بھٹک کر طرف باغ سلیمان کے نکل گیا دروازے پر باغ  
 کے اہالیان فوج فولاد جمع ہیں اُسے پوچھا تو دریافت ہوا کہ فولاد اپنی دختر معشوقہ ایرج کو پکڑ کے لایا ہے  
 باغ میں نخل سے باندھا ہوا اور کوڑے مار رہا ہے حضور صدائے نحیف و ضعیف اُس ماہ پارہ کی  
 میرے کان میں بھی آئی نام آپ کے فرزند کا لیکر رو رہی ہے اور نام پروردگار عالم نہ بانہ جاری  
 ہے اور یہ کلمہ حیرت افزا میں نے اپنے کان سے سنا کہ اے ہوگو میرے وارث کے والد نامدار کو  
 خبر کرو انا انگو سنا دو کہ آپ کی بہو یہ بدعت ہو رہی ہے لوٹدی کو اپنے فرزند کی آکر بچائیے یہ حال  
 پرمٹاں شکر قاسم کے آنسو خشک ہو گئے دریاے جرات نے جوش مارا غصے میں قبضے پر ہاتھ ڈالا  
 فرمایا یہ بھیجا نامرد اپنے دل میں کیا سمجھا ہے شیر کو عالم خواب میں زخمی کر کے بہت بلبلا تا ہے عورت پر غصہ  
 اتارتا ہے بخدا وہ میری بہو ہے میں پہلے وہیں جاؤنگا اپنی جان دوں گا یا اُس ظالم کے ہاتھ سے اپنے  
 گلے کے کمرے کو بچاؤنگا یہ کہانی شہر مرکب پر سوار ہو کر قیاس خان و حسن خان وغیرہ سے کہا  
 آپ لوگ جا کر اُس کشتہ حسرت و یاس کی خبر لیں براے خدا میرے سامنے آنے کا قصد نہ کریں  
 یہ کہہ کر گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب صبار فنا طرارہ ہو کر چلا قیاس خان و حسن خان وغیرہ براے خبر ایرج چلے  
 جاتے تھے کہ قاسم نہایت آتشخوار ایسا نہ ہو کہ اپنے کو ہلاک کرے اور ادھر کی خبر لینا واجب و  
 لازم ہے روتے خاک اُڑاتے طرف خیمہ ایرج کے چلے قاسم بکہ و تمنا آنکھیں بند قلب میں پھر کن  
 جگر کو تڑپیں وہ مرکب جیسے کبھی بھیندنا نہ چھوایا تھا اُس پر کوڑے پر کوڑا پڑ رہا ہے وہ مثل باد صرصر  
 اس زمین جاتا ہے اگر نخل سامنے آیا فرا گیا کنواں گڑھا سب اُس کے روبرو بزمی مگر فضا کے کا  
 حال لشکر اسلام سماعت فرمائیے اب لشکر اسلام میں یہ خبر اڑی کہ ایرج نوجوان کو فولاد و فولاد  
 شکن نے صحرا میں مار ڈالا قاسم نوجوان اپنی بہو کو چھڑانے گئے ہیں سرداران قاسم لا شہ  
 ایرج کی فکر میں ہیں جو اہل ہرین عمر و جسکو صاحبقران زمان نے بھیجا تھا قاسم کا جانا اپنی



قتل ہونا ایرج کا کاؤن سے سناروتا ہوا بھاگا کہ صاحبقران زمان کو خبر کروں سیارہ بن عمرو  
عیار قاسم کا اُسے تو قاسم کو بچپن سے گود میں پالا ہی مزاج سے بخوبی ماہر ہو آتشخونی کا حال بھی  
طرح ظاہر ہو چا اگر قاسم نوجوان کو روکڑ لگا یہ میرے فرشتوں کا بھی کہنا نہ مابین گے مین جا کر  
انکے والد نامدار علم شاہ ذی وقار کو خبر کروں یہ سوچ کر طرف بارگاہ رستم کے چلے مگر رستم سلیمین  
وسلیمین کشندہ قویل ہندی و دویل ہندی علم شاہ نوجوان بارگاہ آسمان جاہ سے نکلے  
انکے سرداران صفت شکن پہلوانان تیغزن آلا گرو فرنگی و مالا گرو فرنگی و کپی ار نسال و کپی  
زلزال و ہنگ بچہ دریائی و ساقط شاہ در بندی وغیرہ در دولت پر حاضر تھے طنبور گڑ گڑا رہا ہی  
پلٹنیں گورون کی جی ہوئی کھڑی ہین جیسے ہی رستم برآمد ہوئے انگریزی باجا بجا انگریزوں نے  
ٹوپی اتار کر سلام کیا استرالا کبود فرنگی کیا ہوا سانسے کھڑا ہی عیار رستم کا مہتر سمک یلطانی قنطور  
زربنی پتیاوہ سقرانی بانہا سے عیاری سے آراستہ ہو کر سامنے آیا براے تسلیم خم ہوا رستم نے  
گہرا کر کہا ای سمک سمت بارگاہ قاسم یہ کیسا ہنگامہ ہو لوگ کہاں دوڑے ہوئے جاتے ہین  
مجھے قاسم کی آتش خونی سے ہر وقت تر و درہتا ہی شاید کسی سے فساد ہوا بڑا خبر تو لا سمک  
نے قصد کیا کہ بڑھوں دو قدم نہ گیا تھا کہ دیکھا سیارہ بن عمرو سر برہنہ بھاگا ہوا آتا ہی رستم نے  
پوچھا سیارہ خیر تو ہو تیرے آنے سے ثابت ہوتا ہی کیا قاسم سے کسی سے تلوار چلی سیارہ  
قدموں سے لپٹ گیا چیخ مار کر رویا عرض کی ای شہریار آپ کے باغ پر بہار پر خزان آئی ہو شہزاد  
ایرج نوجوان کو فولاد فولاد شکن نے زخمی کیا یا میرے منہ میں خاک دشمنوں کو اُسکے مار ڈالا لیکن  
انکی منہ بھونہ کو گرفتار کر کے باغ سلیمان عنبرین موئے کوہی میں سزا دینے کو لے گیا ہی قاسم  
یکہ و تنہا اُس باغی سے لڑنے کو گئے ہین کسی سردار کو ساتھ نہ بن لیا علم شاہ نوجوان نے جو یہ خبر  
وحشت افزائی منہ پر ہوا یان اڑنے لگیں رنگ و متغیر حال ابتر کہا بار و غضب ہوا فولاد کی  
جرات کے بڑے شہرے ہین فوج بے انتہا ساتھ لایا ہی اپنی جرات کا بڑا دعویٰ ہی اُس انبوہ پر  
اکیلا گیا ہی یہ کہ کمر لپیٹت مرگب بر سوار ہوئے تیغہ کینان فرنگی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر انکھوں کے  
نیچے اندھیرا ہی لشکر اندوہ و اہم نے گھیرا ہی تعاقب ہین قاسم نوجوان کے روانہ ہوئے مگر جواب  
بن عمرو غل بجانا ہوا لشکر ہین یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ بار و براے خدا قاسم کی جلد خبر ہو کہ یہ و تنہا



طرف بلغ سلیمان عنبرین موے کو ہی کے گیا اب تو لشکر میں ہلڑ ہو گیا جسے سنا وہ چلا شاہزادہ وازا  
کشور کشا برادر علم شاہ نوجوان بفر و غضب چلے ایک سمت سے ہاشم تغزن فرزند حمزہ صفین  
خورشید بن ہاشم و اسفندیار شاہ گیلانی و شاہزادہ شیر افکن بن حمزہ یہ سب شاہزادے  
یا تو طرف بارگاہ سلیمانی کے جانے تھے جسے یہ معرکہ جانکر اسنا اسی طرف پلٹ پڑا یہ تو سب فردا  
فردا جاتے ہیں مگر لشکر میں یکایک تقارے پھرنے لگے قرنا پھلی باجے بے صاحبقران زمان نے  
بارگاہ میں فرمایا ای لندھور بن سعدان دیکھو تو لشکر میں کیا قیامت برپا ہوئی کیا دن و ہاڑے  
فوج تھا آپڑی لندھور گہرا کر پاہر آئے دیکھا چہار طرف ہنگامہ ہی ہر سردار فردا فردا گھوڑے کو  
ڈالے ہوئے طرف صحرا کے جاتا ہی ہر ایک سے لندھور پوچھتے ہیں کوئی اصلی کیفیت نہیں  
بتلاتا تلواریا ٹھائی اور بھاگا لندھور حیران کہ خداوند ایہ کیا معاملہ ہو کہ دیکھا جو اہر بن عمر و سامنے  
آیا اسے لندھور سے رو رو کر مفصل حال کہا لندھور بن سعدان فرزند ان صاحبقران کے  
عاشق ہیں دوست صادق محب واثق ہیں چھاتی پر ایک گھونسا مارا خیال میں آیا کہ جنبک امیر  
باتو قیر سے خبر کرنے جاؤ گے اتنے عرصے میں اگر وہاں کوئی فرزند حمزہ خدا نخواستہ قتل ہو گیا تو روئے  
کسے دکھاؤ گے روانہ ہونا جلد چاہیے تعجیل اپنے لشکر میں آئے فیل مہمونہ مبارک پر سوار ہوئے  
اہالیان فوج اور سرداروں کو آواز دی یار و جلدی تیار ہو میں بڑھتا ہوں یہ کھنکھیل مہمونہ مبارک کو  
گجک مارا ہاتھی دوڑتا ہوا چلا مرکب سے زیادہ تیز قدم گرز خردی مردی پرچہ کوہ اٹھارہ سو من کا  
کاندھے پر رواروی میں جانے ہیں یہاں سرداران لندھور بن سعدان عادل شیر دل  
و فاضل شیر دل و پہلوان اورنگ و پہلوان گورنگ و گوجر ملک و کھنی اور دونوں بیٹے  
لندھور کے ارشیون پر یزاد و فرہاد خان یک ضربی تعجیل تمام سلاح جنگ سے آراستہ ہو کے  
عقب میں لندھور بن سعدان کے چلے نہ لاکھ ہندیوں کا لشکر بصدک و فرجاہ و حشم چلا یہاں بارگاہ  
میں صاحبقران زمان حیران ہیں کہ لندھور بن سعدان گئے کیوں نہ پلٹے اس تردد میں تھے  
کہ جو اہر بن عمر و پردہ اٹھا کر آیا مگر بفرار اشکبار صاحبقران زمان نے فرمایا کہ ای مہتر جو اہر  
کیا ہوا جو اہر بن عمر و نے ایک پھاڑ کھائی سر زمین پر دے مارا کہا ای شہر یار غضب ہوا  
فولاد فولاد شکن ایرج نوجوان کو زخمی کر گیا اور اپنی دختر کو لیجا کر باغ میں باندھا ہر قاسم نوجوان



اکبلا گیا اسکے تعاقب میں رستم پلتن علمشاہ نوجوان بھی اسی طرح فردا فردا سب سردار گئے مگر قاسم نوجوان پہنچ گیا ہوگا اسی شہر یا خدا کے واسطے جلد چلیے سرداروں کو بھیجے قاسم کی فکر کیجیے بس آہ کا نعرہ کر کے صاحبقران زمان اپنے مقام سے اٹھے فرمایا کہ ان نوجوانوں کے جوش و خروش نے ہم کو مارا یہ کھربا رگاہ سے باہر آئے استقریو زاد پر سوار ہوئے تیغ سے عقب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب کو اڑایا اب بادشاہ حجاہ نے دیکھا کہ ہر سردار اٹھا بارگاہ سے نکلا اور روانہ ہوا بادشاہ سعد بن قباؤ نے فرمایا سبحان اللہ ہم ہی نامرد ہیں کہ سب سردار جا کر جان دین اور ہم مرغ زرین بنے ہوئے تخت پر بیٹھے ہیں غصے میں فرمایا کہ مرکب خنک سیاہ قیطاس تیار کرو یہ لکڑی تینہ مقام کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے اٹھے بادشاہ کا اٹھنا ہر خردو کلان دنی و اعلیٰ پر و جوان سات سوتا جداران و لوالعزم اپنے اپنے دنگھائے زرین سے اٹھے باہر جیتک نکلیں دیکھا بادشاہ سوار ہو چکے نقارۃ سلیمانی و نقارخانہ سکندری ہاتھیوں پر لدچکا اب تو چہا جاک سے کل سردار یعنی کرتیس سپر گردان و نعمان بن منظور و منظر شاہ مینی و عامر شاہ رودباری و سیف ذوالیدین و مندویل اصفہانی و شہر یار عراقی و عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی و داروغہ بارگاہ سلیمان قبہ دین ستون اسلام کرب پر حرب نظر کردہ بزرگان دین جلال آئین ویل عادیان پور شادیان کہتان کرب بن کوہ کرب انکے ساتھ ذوالخار عادی و ارجد عادی و دریا بار عادی وغیرہ مع بارہ ہزار قزاق ایک کے بعد ایک عقب میں شہنشاہ کبیتی ستان کے چلا پانچ ہزار پانچ سو چھپن سردار سات سوتا جدار بارہ سو جوانان قزاقی تیرہ سو جوانان مغربی اٹھارہ سو ریشیان ترکی سوار ہو کے آمادہ حرب و پیکار ہو کے چلے مگر اول ذکر شاہزادہ خاور سپاہ قاسم نوجوان کا تحریر ہوتا ہے کہ غم فرزند نوجوان میں مبتلا آنکھوں کے نیچے اندھیرا راستہ سو جھتا نہیں دل تڑپ رہا، آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے طرف باغ کے جاتے ہیں بقدرت پروردگار پشت پر دیوار باغ کے پہنچے فولاد فولاد شکن کے نعرہ کوہ تنگاف کی صدا سنی اور ایک آواز نجف و ضعیف آتی ہے کہ اے خالق یکتا اے رب دوسرا میرے وارث کو بچا نامیرے بزرگوں کی صورت مجھ کو دکھانا اب قاسم نوجوان نے گھبرا کر آنکھیں کھولیں دیکھا کہ میں دیوار کے اس پار ہوں اندر باغ کے ہنگامہ ہی یقین ہے کہ



یہ صدائے درد آمیز اس کشتہ حسرت و یاس کے معشوقہ کی ہو وہی بلک بلک کے رو رہی ہو کھنکھانے سے آنسو ٹپکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا گھوڑے کو چند قدم پیچھے ہٹا کے کوڑا مارا مثل طاؤس مرکب باورفتار دیوار کو اڑ گیا ایک چمن مین اگر اگر اب قاسم نوجوان نے دیکھا کہ ایک مہ جبین دریا سے خون مین نہائی ہوئی درخت سے بندھی ہو اور ایک دیو خصال کوہ پیکر کوڑا ہاتھ مین لیے چھٹتا ہو گروہ درہین وہ لپٹ جاتے ہیں بس قاسم کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا بیتاب ہو گئے اسکو پیدل دیکھ کر آپ بھی پشت مرکب سے کود پڑے نعرہ شیرانہ کیا نعرہ قاسم نوجوان

آفتاب مشرق دین پروری	شہسوار لال پوش خاوری	منم قاتل کافران پلید
بہ سطوت بہ شوکت بہت جید	ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ	زخم تیغ برابر و نیزہ بہاہ
ز آب دم تیغ شستم زمین	ہمہ باختر شد بزرنگمین	آواز دی او نامر و عورت پر

کیا غصہ کرتا ہو مردان عالم سے آنکھیں چار کر ہم پر آکر وار کر بختیار کس نے جو قاسم نوجوان کو بھر و غضب آنے دیکھا جھک کر سلام کیا کیا حضور دیکھیے مین انکو ہر چند منع کرتا ہوں میرا کہنا نہیں مانتے آپ کی بہو کو کوڑا مارا ہم کہتے تھے کہ وہ شیر آتے ہونگے قاسم سے تو یہ کہا پھر طرف ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے متوجہ ہوا کہا بی بی اب نہ روؤ تمہارے خسر صاحب آپہنچے تمکو لیجا ئینگے بختیارک کے کہنے سے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے سر اٹھایا قاسم کو دیکھا ہر چند کہ بندھی ہوئی ہو مگر ضبط کر کے آواز دی حضور کیون لوٹدی کے بچانے کو آنے مین سبزدی اپنے وارث کو کھا گئی میرا منہ دیکھنے کے لائق نہیں ہی براے خدا اس جلا دے اپنی جان بچائے واسطہ اپنے دین و مذہب کا نکل جائے مگر حضور کو گواہ کرتی ہوں کہ مین لقا پر لعنت کر چکی ہوں اتنا احسان فرمائیے گا میرا جنازہ اٹھوائیے گا کافرون مین مردہ لوٹدی کا نہ چھوڑے گا مثل خدا پرستوں کے کینتر کا لاشہ اٹھے کا نہ دھا دیجے گا اپنے نور نظر کی روح کا پاس کیجے گا قاسم نوجوان نے نعرہ کر کے آواز دی کہ بی بی تم تو اب ایسے نوجوان کی نشانی ہو وہ اتنی سی عمر کیا دنیا مین آئے تھے راہی ملک عدم ہوئے ہمکو دغ دے گئے تم کو دیکھ کر دل کو نسکین دینگے کیا مجال کسی کی جواب تم پر ہاتھ اٹھائے یا نگاہ ٹیڑھی کر کے دیکھے فولاد فولاد شکن یہ کلمات سُکر مثل ابر کے گرجا بختیار کو تو گالیان دینے لگا کہ کیون او منافق دورنگی مسلمان کی تعریفین کرتا ہو بختیارک نے کہا وہ تو



میرے آقاہن میں مسلمان ہوں اب دیکھو تمہارے واسطے بے چہلی منج لیکر آئے ہیں بیگناہ نم نے  
 انکی بہو کو مارا ہی دیکھو دم بھر میں سر نہارا گوہ کھاتا پھرے گا اس عرصے میں قاسم نوجوان قریب  
 آپہنچے طرف نخل کے چلے جسمیں ملکہ سمین عذار صنوبر قد بندھی ہی منظور یہ ہوا کہ پہلے اسکو رہا  
 کر کے قبضے میں کروں پھر اس بھیا سے لڑوں فولاد فولاد شکن کب جانے دیتا ہی لشکار اسنے  
 تیغہ کھینچا ساتھ والوں کو اشارہ کیا فوج کا بلوہ ہوا قاسم نوجوان نے ہنگامہ دریائے فوج میں  
 غوطہ مارا تلوار چلنے لگی مگر قاسم مثل شیر غضبناک شمشیر زنی کر رہا ہی جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے  
 کسی کا سر اڑا دیا کسی کی کمر گاہ پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اشعار  
 یکے را بہ بازو یکے را بہ سر ایکے را بہ پشت و یکے بر کمر افرید و برید و شکست و بربست  
 یلان را سر و سینہ و پا و دست مانند بنات النعش کے صفت لشکر کفار کو پر اگندہ کیا ہی تلوار  
 مثل برق کے چمک رہی ہی سپر بائیں ہاتھ میں جرات بات بات میں جسنے ٹوکا اسپر جا پڑے  
 ٹوک ٹوک کر سرداران زبردست سے لڑے کئی سزا فرما رہے صفت کو درہم و برہم کر کے ہر چند  
 کہ کئی زخم کھائے تیر جسم پر بہت پڑے ہیں تمام جسم چھپنا ہوا فوارہ بنا ہوا چہرہ گلنار قریب نخل  
 کے پہونچا چاہتے تھے کہ فولاد فولاد شکن نعرہ کر کے قریب آیا اور اس نامور نے پشت پر سے  
 ہاتھ مارا قاسم چمک تلوار کی دیکھ کر پلٹے پورا و اس سر پر پڑا خود کو کاٹ کر تلوار فولاد کی نادوا برو  
 پہونچی ایک بھیا نے پہلو سے نیزہ مارا شانہ نشانہ ہوا قاسم نوجوان لڑکھرا کے گرے تیغہ ہاتھ  
 چھوٹ گیا فولاد فولاد شکن جھپٹا کہ سر کاٹ ہون کہ انکے والد نامدار علمشاہ نوجوان جس طرح قاسم  
 پشت باغ پر پہونچے تھے اسی طرح قریب دیوار آئے قاسم نوجوان کے نعرے کی آواز سنی  
 دیوار پر لپک کے گرنا مارا دیوار بھڑا کر گری اب دور سے دیکھا کہ صد بالاشے پڑے ہیں اور  
 قاسم زخمی کای کار ی کھا کر قریب اس نخل کے گرا ہی جسمیں ملکہ سمین عذار صنوبر قد بندھی ہی  
 ہوش اڑ گئے وہیں سے نعرہ کیا کہ او بھیا کیا کرتا کوئی زخمی کا سر کاٹتا ہی نعرہ علمشاہ نوجوان  
 ارشد اولاد امیر عرب کیست علمشاہ چورستم لقب علمشاہ رومی شہ فیل زور  
 کہ بر تخت مرزوق افگندہ شو بیٹے کو زخمی دیکھ کر مرکب سے کود پڑے اس جلدی میں قاسم  
 کے قریب آئے کہ فولاد بہنا دہ پہونچ سکا تیغہ کیتیان نیام انتقام سے لیا گرد قاسم کے پھر کے



لڑنے لگے جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی قاسم نوجوان نے آنکھ کھول کر جو قریب اپنے دیکھا صدرا  
ضعیف و نحیف ٹھنڈے سے نکلی آواز دی قبلہ و کعبہ مجھے آپ کیون بچانے ہیں اپنی بہو کو بچا سیے ڈبھڑکے  
نکل جائے ایسا نہو کہ کوئی اس سوختہ بخت کو قتل کر ڈالے آپ کے غلام ایرج کی نشانی ہو علم شاہ  
نوجوان نے آواز دی ای جان پدر کن آنکھوں سے تمھارے حال زار کو دیکھوں کن کانوں سے  
خبر و حشت اثر ایرج کو سنوں کاشکے نابینا و کروگنگ پیدا ہوتا مگر ای نور نظر مطمئن رہو جب تک  
میں زندہ ہوں کیا مجال کوئی میری بہو پر ہاتھ ڈالے بعد میرے خدا کو اختیار ہی مصرع بعد از من  
کن فیکون شد شدہ باشد بندہ مجبور و ناچار ہی وہ مالک و مختار ہی آبرو اُسکے ہاتھ ہی اُسی نے  
جرات و شوکت عطا کی ہی تقدیر میں ہماری یہ رنج و ملال لکھے تھے کہ تم کو اس حال سے دریائے  
خون میں غوطہ مارتے دیکھیں انشا اللہ آج وہ تلوار چلے کہ ترک فلک بھی کھرا جائے ہر مرتبہ  
چاہتے تھے کہ فولاد بد نہاد پر جا پڑیں وہ لاکھوں یہ اکیلے قاسم کو بھی بچاتے تھے کبھی جھپٹ کے  
چاہتے تھے کہ لکڑی سمین عذار صنوبر قد کو رہا کر دین اپنے مرکب پر لادیں پھر ساکھے سے لڑیں  
مگر فولاد بد نہاد نے بڑھکرا ہاتھ مارا سر شہزادے کا زخمی ہوا دو نوں گھٹنے زمین پر ٹیک دیے  
بایان ہاتھ سینے پر قاسم کے رکھ دیا دہنے ہاتھ سے تلوار میں مار رہے ہیں کفار کو اس حال  
پر ملال میں بھی للکار رہے ہیں کہ سامنے سے نعرہ ہوا انکے بھائی کا یعنی ہاشم تیغ زن نعرہ ہاشم  
منم شیر دل صفدر و صف شکن + یل نامور ہاشم تیغ زن دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم  
رستم سر زمین مغرب فرامرزا و مغربی نعرہ فرامرزا عا + جہان پہلوانم یل نامدار  
پسر خواندہ شاہ اشقر سوار + بمیدان مردی چورستم ترا + شہنشاہ مغرب فرامرزا عا  
ایک طرف سے نعرہ دار اب کشور کشاکشا کا ہوا نعرہ دار + یل نامور شیر و ششت و غا  
شہنشاہ دار اب کشور کشاکشا + ایک طرف سے نعرہ ہوا شاہزادہ جمہور کا نعرہ جمہور  
نامم شدہ در سلک جمعی انان تہمتن + جمہور جہان سوز شہنشاہ تہرت + ایک طرف سے نعرہ ہوا  
مالک اژدر کا نعرہ مالک اژدر ہم مالک اژدر خشم و کین + سپہدار در لشکر اہل دین  
بیک نیزہ گیرم ز رستم خراج + ستارم ز ترک فلک تخت تاج + ایک طرف سے نعرہ ہوا منم  
گل گلزار خلیل الرحمن نور ویدہ مومنان و مسلمانان برہم زندہ ز مرد بے ایمان صاحبقران



بن صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان نعرہ نور الدہر  
کہ شاہانش جہانگیر فلک گیتی ستارہ انداز اپناہ لشکر اسلام نور الدہر کریمیش  
ہمارے ورج رفعت شاہباز عرصہ مرد  
عدو در زنگاہش صد ہزار ان لان خانہ

ایک سمت سے بہرام گرد بن خاقان چین کا نعرہ ہوا نعرہ بہرام منم گرد بہرام خاقان چین  
کہ از ہیبت من بلرز و زمین + مگر واضح ہو کہ سردار ان نامی وہیلوانان گرامی پشت بلغ سے  
فر دافرو آئے آتے ہی جا بجا گھر گئے مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان شیرازہ شمشیر زنی  
کر کے قریب علمشاہ وقاسم کے پہنچ گئے ایک طرف نور الدہر ایک جانب انکا سردار بہرام  
بیشہ کلنگان صاحب سا طور گران صفت شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پروریہ دونوں  
جوان بصد شوکت و شان گرد علمشاہ وقاسم کے پھر رہے ہیں زخم کھاتے ہیں مگر انکو بچاتے ہیں  
فولاد فولاد شکن گینڈے پر سوار ہوا ہر دوسو من کا تیغ ہاتھ میں سردار وں کو زخمی کرتا پھرتا ہی  
فوج اس بھیا کی بحساب چار طرف سے مصروف جنگ ہو کر دل سے کہتا ہی کہ ای فولاد فولاد  
بختیارک کا کرسی نشین ہوا وہ کہتا تھا کہ ان مسلمانوں کا مثل چوٹیوں کے تانتا بندھ جاتا ہی  
حقیقت میں ہی رنگ ہی ہر شیر دل آئادہ جنگ ہی حقیقت میں بلا سے روزگار ہیں مرنے پر تیار  
ہیں اور ناظرین پر واضح ہو کہ یہ سب سردار عقب بلغ سے پہنچے ہیں اب ایک ایک غول میں ایک  
ایک سردار اڑ رہا ہی قیامت کا معرکہ پڑ رہا ہی اور بختیارک نے جب یہ ہنگامہ دیکھا اور بلغ پر آیا  
سات لاکھ کو ہی ملا زمان فولاد کر بندی کر چکے ہیں بختیارک نے یہ انتظام کیا کہ ان سب سے  
کہا یار و فرزند ان حمزہ عرب بصد جوش و غضب اور چند سردار اندر بلغ کے پشت پر سے پہنچ  
گئے ہیں اگر تم یہاں پرے جمادو گے مدد اسلام کی نہ پہنچنے پائیگی تو وہ سب اندروالے قتل ہو جائیں گے  
تیغ بیدار بلغ فولاد سے پناہ نہ پائیں گے یہاں تو اس بھیا نے فوج کو یوں جبا جیسے دیوارین لوہے  
کی ہوتی ہیں اور آپ پھرے پر سوار ہو کر بھاگا جا کر لقا کو خبر دی کہ یا خداوند آج قیامت کی لڑائی  
پڑی ہی آپ بھی جلدی سوار ہو جیے مع فوج چلکر شریک ہونا مناسب ہی لقا فوراً تحت پر سوار ہوا  
اب تو لشکر بھیا رتیار ہوا فوج دریا موج کو لقا لیکر چلا قریب بلغ کے نہ پہنچا تھا کہ ایک طرف سے  
لشکر اسلام کے رڈاڑی اہالیان فوج لقا نے دیکھا کہ دارا سے ہندو رستم زمان لندھو بن سعد  
فیل سمیون مبارک پر سوار گرد کاندھے پر بیچ میں نو لاکھ ہندیوں کے سامنے نمایان ہوئے



بختیارک نے فوج والوں کو آواز دی کہ خبردار یہ فوج آگے بڑھنے نپاے جلدان ہندیوں کو  
 یہیں روک لو چار طرف سے سنجانی و باختری و مشتری و حصارِ فوج لندھور پر آ پڑے  
 ہندیوں سے تلوار چلنے لگی لندھور بن سعدان کو رک جانے کا بڑا قلق ہی نعرہ کر کے فوج لقا

سے لڑنے لگا نعرہ لندھور	منہ صاحب دو جانشین چہ در گردا	منہ ہندوستان ستم زمان لندھور بن سعدان
فلک شہ بارگہ انجم خیمہ رشید تاج من	بفرام بود صد ہزار و ملک ہندستان	لندھور لڑتا بھڑتا ہوا چاہتا ہی

کہ باغ کی طرف نکل جاؤں مگر فوج لقا مثل مور و بلخ کے ہو نکلنا دشوار ہو گیا مگر ہندیوں نے لاش  
 پر لاش گرا دی کہ یکا یک لندھور نے دیکھا زمین پھرائی نعرہ صاحبقران کی آواز آئی نعرہ امیر

امیر عرب صیغہ روزگار	بحکم خدا بے شمشیر چار	یکے تیغ صمصام و مقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجاء	ابن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

جیسے لندھور سے اور امیر باتوقیر سے آنکھ چار ہوئی لندھور نے دیکھا کہ صاحبقران کا عجیب  
 حال ہو صاف معلوم ہوتا ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہی غصے سے چہرہ لال ہی آنکھوں میں آنسو  
 بھرے ہوئے گرد و غبار میں اٹے ہوئے لندھور کو صاحبقران نے آواز دی ہی جانشین  
 من میرے فرزندوں پر کیا گزری کیا آج گلزار ابراہیم پر خزان آئی لندھور نے کہا ای آقا  
 خدا نہ کرے کہ آپ ملول ہوں غلامان شہنشاہی کو کبھی رنج و غم نہ حصول ہوں وہ سب شاہزاد  
 اندر باغ کے مصروف جنگ ہیں مجھے راہ میں اس لقا کے لشکر نے روک لیا غلام مجبور ہو کے  
 لڑنے لگا غالب خاکی بیان روح وہاں ہی وہ آفتاب عالم تاب شہریاری آنکھوں سے نہان ہی  
 حضور اس لڑائی کو روکین غلام لڑتا بھڑتا وہیں جاتا ہی جس طرح بتا ہی اپنے کو ان شیر وں تک پہنچا  
 ہی صاحبقران زمان عقرب سلیمانی کسینچہ لشکر لقا پر گرے لڑنے لگے طرف سے لشکر اسلام کے گرد  
 عظیم بلند ہوئی دیکھا ظل اللہ مالک اور نگ سلطانی سلیمان سریر گردون میر شہنشاہ باتوقیر مع تمام  
 لشکر اسلام مع تاجداران نامدار و غازیان تور شعار پیدا ہوئے بادشاہ نے جو یہ معرکہ دیکھا  
 کہ صاحبقران زمان و لندھور بن سعدان لشکر لقا سے لڑ رہے ہیں فرزند ان صاحبقران  
 میں سے کوئی شیر دل اس مقام پر نہیں ہی بادشاہ نے غصے میں مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرہ سعد

منہ شاہ شاہان فریدون چشم	بہار گلستان کا دوس و جم	چراغ شہستان صاحبقران
--------------------------	-------------------------	----------------------



فرزند تلج و تخت کیان | انم سعد فرزند قباد شاہ | شہنشاہ اسلام عالم پناہ

بس بادشاہ حجاجہ مع تاجداران جلیل مثل غر ایل فوج کفار پر گرسہ چشم زون مین لاش پر لاش  
سر پر سر و ڈھڑ پر ڈھڑ گرا دیے باختری سامنے مسلمانوں کے بھاگنے لگے سعد بن قباد جب ہاتھ تلوار  
کا اٹھاتے ہیں سات سو تاجداروں کی تلوار مثل برق کے چمک کر بلند ہوتی ہے جب بادشاہ کا  
ہاتھ پڑتا ہے کل تاجداروں کی تلوار برابر سر و دشمن پر چلتی ہے شمع حیات کفر جلتی ہے سات سو  
سراٹے خون کے ایک مرتبہ بلند ہوتے ہیں سات سو کا فر ایک مرتبہ واصل جہنم ہوتے  
ہیں سات سو مرکب کو تل ایک مرتبہ مہینا کر بھاگنے ہیں چار پانچ حملوں میں بادشاہ نے  
قیامت برپا کر دی لندھو رنے جو ذرا مہلت پائی لڑتا ہوا قریب باغ کے پہونچا دیکھا دریاغ  
پر صفین مثل سد سکندر جمی ہیں علمائے سیاہ کے پھر سرے کھلے ہیں اندر سے باغ کے نعرہ فرزند  
صاحبقران کی آواز آتی ہے صدا سے شیران دشت نبرد کے زمین بھراتی ہے بس لندھو ر بن  
سعد ان نے آکر سامنے اُن کا فروئے نعرہ کیا اونا مردوسا منے سے ہٹ جاؤ دریاغ کا راستہ دو  
ورنہ خون کے دریا بہاؤ گا پہلو سے نعرہ صاحبقران کی بھی آواز آئی اور صدا دی کہ اے  
جانشین من اپنے کو جلد لڑ بھڑ کر باغ میں پہونچاؤ میں بھی آپہونچا لندھو ر نے جو اپنے پشت پناہ کو  
آتے ہوئے دیکھا فیل سمیونہ مبارک کو بڑھایا کوہیون نے دیکھا کہ تین پہاڑ جنبش میں ہیں ایک  
فیل بے عدیل دوسرے قد و قامت لندھو ر اسی اریخ کا اس قد و قامت پر چہرہ مثل آفتاب  
جہا ن تاب لندھو ر کا نام نامی اسی وجہ سے لندھو ر رکھا ہے لندھو ر یعنی مرد تو مندھو ر یعنی عظیم  
یعنی آفتاب تیسرا مثل کوہ گران کے اٹھارہ سو من کا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو  
کاندھے پر اُس جوان خوش رو کے دیکھ کر ہوش و حواس کوہیون کے باختہ ہو گئے اور پہلو میں  
لندھو ر کے دست راست پر نور نظر فرہاد خان یک ضربی کر گدن مست پر سوار چو بدست  
آہنی کو گرویش دیتا ہوا جھول پر ہاتھ ڈالے ہوئے لڑ رہا ہے دوسری جانب شاہزادہ ارشون پر  
مشابہ بصورت لندھو ر فیل مست پر سوار تیغ برق مثال ہاتھ من عقب میں نواکھ ہندی کھانچی  
جنگ رستمہ کرتے ہوئے دم جرات کا بھرتے ہوئے یون فوج کو ہستان پر گرے جیسے شیر نے  
ریہ گوسفندان میں آجاتا ہی شکار کرنے لگے بس لندھو ر باہتی بڑھاتا ہوا قریب پھاٹک کے پہونچا



گو میون نے پھاٹک بند کر لیا لہذا دھور نے پیچھے فیل کو ہٹا کر زبان ہندی میں بری چو و دھت کہلا  
 اشارہ کیا فیل نے جھپٹ کر پھاٹک پڑ گئی ماری پھاٹک گر لہذا دھور اندر گھسا ایک طرف سے صاحبقران  
 جنگ رستمہ کرتے ہوئے ایک جانب سے بادشاہ حجاہ مع فوج آگئے عقب سے لشکر لقا  
 ہو پناہ اب تو دیوارین باغ کی پامال ہو گئیں میدان وسیع مردان عالم کو ملا اب بخوبی لشکر اسلام  
 اور لشکر کفار آپس میں مل گئے ایک طرف سے سرداران لقا و پہلوانان فولا و فولا و دشمن  
 فوجین مثل مور و بلخ آپس میں مثل آب شور و شیرین و نور و ظلمت بصد شوکت و ہیبت مل گئیں

برق شمشیر چمکنے لگی نظم صنعت	ترزلزل زمین کو ہوا سرسبز	پری چوب نقارہ رزم پر
وہ قرنا کی آواز ہیست فزا	وہ باجون کا غل دشت میں بجا	چلی یون سپاہ گران کی بہر
زمین چھپ گئی زیر افلاک پر	جو انان لشکر کا ہو کیا شمار	کو اکب سے بھی تھے زیادہ سوار
رسالوں میں ایک ایک تھا مثل گنو	شجاعت میں رستم تو ہیست میں بو	پیادے بھی تھے مثل مور و بلخ
جو اکدم میں آئین زمین بلخ	جلال انکو آئے دم جنگ اگر	تو شق و شمنون کا ہو ڈر سے جگر
وہ قوت وہ طاقت میان جبال	سیر انکی یا پارہ ہاے جبال	وہ تھی انکی زور آوری سرسبز
کہ رستم بھی تھا زال پیش نظر	نہ آیا کبھی انکی جرات میں فرق	سرایا تھے دریائے آہن میں غرق
شجاع و قوی و جری و دلیر	نستان جرات کے غندہ شیر	گلستان ہمت کے روشن چراغ
گل زخم کھا کر ہوے باغ باغ	لڑائی وہ گھسان کی الحذر	بگیر و بزن کی صدا سرسبز
چمکتے تھے نیزوں کے پھل جا بجا	ہوے طائر تیراڑ کر ہوا	کہیں برق شمشیر کی تھی چمک
کمان کیانی کی ہر جا کڑک	کسی کے پڑا سینے پر آکے تیر	کوئی سہم کر ہو گیا گوشہ گیسر
کسی کے لگا نیزہ جانستان	کوئی گرز کھا کر ہوا نیم جان	تیر سے کسی کا ہوا سرشکاف
کوئی تیغ سے دو ہوتا نہ بان	کسی کا کلانی سے ہاتھ اڑ گیا	کسی کا لڑائی میں رخ مڑ گیا
کسی کا کہیں نصف چہرہ کٹا	کسی کا کسی گرز سے سر پھٹا	کوئی ہاتھ پالٹ کا کھا کر گرا
طاغی کی ضرب اک کھا کر گرا	رہے پھر نہ اس دم کیسے حواس	ہوا دوطرف لشکروں میں ہراس

مردار اسے ہند لہذا دھور بن سعدان بصد شوکت ہزاران جرات اس مقام پر لڑتا ہوا آیا  
 جہان نخل میں ملکہ سیمین عذار صنوبر قد معشوقہ ایسج نوجوان بندھی ہو ایک سمت قاسم



زخمون میں جو چور ہو کر گرے ہیں زمین پر بیہوش پڑے ہیں علمشاہ نوجوان نے زخمی ہو کر  
 زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہیں ایک ہاتھ قاسم نوجوان کے سینے پر بھرت ایک ہاتھ سے کافر کو  
 ہٹا رہے ہیں زخم کھا رہے ہیں اُس مقام پر کل فرزند ان صاحبقران گھوڑوں سے کود کود کر  
 جم گئے ہیں چاہتے ہیں علمشاہ و قاسم کو کسی طرح اٹھائیں مگر اس گھمسان کی تلوار چل رہی ہے کہ  
 قدم بڑھانا دشوار ہے فولا فولا دشمن مثل فیل مست دوسو من کا تیغ کھینچے ہوئے جس پر جا پڑا  
 ہوا اس کے وار کا روکنا مشکل ہوتا ہے ہر چند کہ اس بچیا نے بھی زخم اوچھے اوچھے کھائے ہیں  
 لیکن ایسے ایسے زخمون کو کب مانتا ہے لڑائی کو کھیل جانتا ہے بس لندھو رہن سعدان فرزند  
 صاحبقران کا یہ حال دیکھ کر ہاتھی سے کود پڑے گرز کو گردش دیتے ہوئے قریب علمشاہ  
 آکر پہنچے علمشاہ کی آنکھ شدت زخم داری سے کبھی بند ہو جاتی ہے کبھی گھبرا کر آنکھ کھول دیتے  
 ہیں لندھو رہنے جو نعرہ کیا کہ اے رسم زمان علمشاہ نوجوان نوزگاہ صاحبقران بابا ہوشیار ہو  
 یہ خدمت گزار آپہنچا علمشاہ نوجوان نے صدائے لندھو سن کر آنکھ کھولی فرمایا اے عم نامدار اپنی  
 جرات و شوکت پر نثار مٹا دے کیا کہنا مگر ہم مرد ہیں اگر قتل ہوئے تو کیا لاشہ پڑے رہے تو کیا پرو  
 سب طرح اسکا فضل شریک حال ہو دیکھیے قاسم بیہوش پڑا ہے اسکا بچنا محال ہے بموجب مضمون  
 مصرع ہرچہ رود بر سرم انجہ پسندی رواست مگر انسان جو کچھ کرتا ہے برائے تنگ ناموس  
 عورت کا مقدمہ بہت نازک ہے اول بڑھکے معشوقہ ایرج نوجوان ملکہ سمین عذار صنوبر قد  
 کو چھڑا لیجیے اپنی بہو کے پاس جائیے اُس کشتہ حسرت و یاس کی یہ نشانی ہے حقیقت میں مبتلا  
 بلائے آسمانی ہے اس کے سہارے ہماری زندگی ہوگی اس کے حال زار پر ترحم فرمائیے ہماری  
 طرف نہ آئیے ہم تو آپ سے رخصت ہوتے ہیں بعد اختتام جنگ اگر موقع پائیے گا ہماری  
 اولاد قاسم اور ایرج کی لاش ساتھ اٹھائیے گا وصیت آخریہ ہے کہ مینون قبرین ایک ہی مقام  
 پر بنائیے گا تا آئندہ ورنہ دیکھیں کہ پیر زمین گیر نے ساتھ اپنے شیرون کے جان دی اس  
 غم جانشاہ کی فلک کو برداشت نہوئی مگر وہ سخت جان ہوں کہ روح جسم سے نہیں نکلتی حیرت  
 لیکر پردہ دنیا سے جاتے ہیں اس کلام حسرت انجام سے علمشاہ کے لندھو کا کلیجہ پٹ گیا  
 گرز کو چرخ دینا شروع کیا سیکڑوں کے سر پھٹے خود بھی زخم کھائے مگر قدم اُس جگہ سے نہ ہٹے



کس ساکے سے لندھور نے اُس مقام پر جنگ کی کیا عجب تھا کہ زبان تیر اور کلمہ عمود سے  
صدائے احسن و آفرین بلند ہو علم سر و قد برائے تعظیم لندھور اُٹھے ترکش مٹھ کھول کر رکھے  
شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین پر رزم اومید و میگفت آفرین صد آفرین \*  
لندھور بن سعد ان نے جان دیکر اپنے کو قریب اُس نخل کے پہونچا یا کمندین کاٹین ملکہ کو گودین  
لیا اُس صاحب عصمت و عفت نے آنکھیں کھول کر آواز دی ای شخص تو کون ہو میرے جسم میں  
ہاتھ لگاتا ہی میں نے اپنے کو ناموس حضرت خلیل الرحمان میں داخل کیا ہو علاوہ اسکے جسم میرا کوڑکی  
ضرب سے پاش پاش ہو کینز کو موت کی تلاش ہو ای شخص خون خدا کر میرے خون سے ہاتھ نہ بھر  
لندھور نے اس بیان پر ایک چچ ماری کہ زمین ہل گئی اور کہا بی بی تمہارا خدمت گزار ہوں امیر  
باتو قیر کا پڑانا سردار ہوں لندھور بن سعد ان میرا نام ہو ٹھٹھ کر تم تک آیا ہوں ذرا آنکھیں  
کھول کر دیکھو کس کس نے تمہارے واسطے جان دی قائم بوجوان کالا شہ پڑا ہو علم شاہ پڑا ہو اور یا  
خون میں غوطہ مار رہا ہی میں نے چاہا ان زخمیان تیغ جفا کو پہلے اٹھاؤن ایرج کے جندار علم شاہ  
عالی وقار نے ایسی مصیبت کے وقت کہ روح قالب سے نکلا چاہتی ہو یہ جواب دیا کہ پہلے ہمارے  
بہو کور ہا کر وہی بی میں آپہونچا میری نور نظر ہو مجھ کو نامحرم بخانو میں نے شاہزادہ ایرج اور اُنکے والد  
قاسم شیردل کو گودیوں میں پالا ہو پڑانا خیر خواہ ہوں کل حالات صاحبقران زمان سے آگاہ ہو  
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد آنکھیں کھول کر دئی لندھور بن سعد ان کو دیکھا کہ جسم تمام فوارہ خوں کا  
بنا ہوا ہی بدن تیرون سے مثل غریب کے چھنا ہوا ہو پوچھا کہ ای جد عالی تبار میرے وارث کی  
بھی کسی نے خبر لی اُس کشتہ حسرت و یاس پر کیا گزری ہائے میں اپنے وارث کو رونے  
بھی نیپائی یہ کہ رو و نون کلائیان کہ الماس کے ٹکڑے معلوم ہوتے تھے گلے میں لندھور کے  
ڈال دین ہیوش ہو گئی منکا ڈھل گیا معلوم ہوتا تھا کہ دشمنوں کا دم نکل گیا اب لندھور نے آگے  
بڑھ کر اپنے بیٹے فرہاد خان و ارشیون پر یزاد کو آواز دی کہ جلد گینڈون پر سے کود پڑو جا کا  
خون نہ کرو ہاتھی لاکر بٹھا دو خبردار عرصہ نہ وہ شیر لڑتے ہوئے قریب آئے پیدل ہوئے ہاتھی  
کو بٹھایا پہلے ملکہ کو ہودے میں ڈالا اب جھک کر لندھور نے قاسم و علم شاہ کو اٹھایا اسی ہاتھی  
پر آنکھیں بھی مثل مروے کے ڈال دیاد و نون بیٹوں سے کہا دو نون طرک سے جھول کو تھام لو جن



پدر می ادا کرو خبردار یہ مقدمہ ناموس کا ہو جیتک زندہ رہنا کسی بھیا کو باقی کے قریب نہ آنے دینا  
اگر قتل ہو جاؤ گے سعادت دارین پاؤ گے تار و ز قیامت نام رہے گا ہر ہمارو شکو جانبا زانو  
سرفروش کے گاہٹیا قبرون پر میلے رہینگے صاحبان مراد مراد مانگنے آئینگے یقین کامل ہو کہ اپنی  
خوابش دل سے ستفیض ہونگے اور اگر ہو سکے تو میرا خیال نکرو باقی کو ساتھ لیکر لڑتے بھڑ  
نکل جاؤ یہ لکھ لندھو اپنے مرکب شہزنگ تازی پر سوار ہوا اپنے سردار دن کو بھی ہی حکم دیا  
کہ یارو میرا خیال نہ کرنا ہمارا افسر قتل ہوگا اسکا ملال نہ کرنا باقی کو بیچ میں لے لو سب جو انان ہند  
تلوارین کھینچ کر اُس معرکہ قیامت خیز میں لڑتے ہوئے باقی کے ساتھ چلے کہ صاحبقران زمان  
لڑتے بھڑتے ہنگانہ پلنگانہ رستمہ صفون کو پامال کرتے ہوئے اُس مقام پر پہنچے جو اہر  
بن مکرور کا ب سعادت انتساب سے لپٹا ہوا خنجر با تھ میں پشتیابی کرتا ہوا ساتھ ہی امیر با تھ  
فرما رہے تھے کہ ای جو اہر یہ کیسا ہلڑ ہو کیا علمشاہ وقاسم کے دشمن مارے گئے اب  
اسوقت مجھ کو آنکھوں سے نہیں سو جھتاؤرا خبر تو لے جو اہر نے چاہا کہ رکاب چھوڑون  
برائے دریافت خبر جاؤن کہ دیکھا سرداران ہندوستان بصد شوکت و شان باقی کو بیچ  
لیے ہوئے لڑتے ہوئے آتے ہیں اور علمشاہ اور قاسم مثل مردے کے ہو دے میں پڑے  
ہیں ملکہ سیمین عذار صنوبر قد پر تو لندھو رہن سعدان نے اپنا دو شالہ ڈال دیا تھا کہ نام  
کی نگاہ نہ پڑے وہ تو مخفی ہو مگر ان شیرون پر نگاہ پڑی صاحبقران زمان نے آواز دی یارو  
یہ کیا معرکہ ہو جو اہر نے بڑھکر مفصل خبر دریافت کی قریب آکر عرض پیرا ہوا کہ ای شہریار  
لندھو نے بڑا کار نمایان کیا علمشاہ وقاسم زخمی ہو کر قریب اُس نخل کے گرے تھے  
کہ جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی تھی لندھو نے ملکہ عالم کو بھی رہا کیا ان شیرون کو  
زخمی ماری میں اٹھایا آپ شہزنگ تازی پر سوار ہو کر برائے مقابلہ فولاد فولاد شکن گیا  
یہ ملاحظہ فرمائیے کہ ارشیون پر یزاد و فرہاد خان یک ضربی پیدل جھول پر ہاتھ ڈالے  
ہوئے لڑ رہے ہیں صاحبقران زمان نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا ای پروردگار لندھو نے  
میرے فرزندون کو بچا یا وہ بھی اپنے گلجے کے ملکون کو صحیح و سالم پائے یہ فرما کر آگے بڑھے  
بادشاہ حجاہ بھی لڑتے ہوئے چلے آتے ہیں اب وہ وقت قیامت ہو کہ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا



ہنہین پہنچا تا جابجا لاشوں کے انبار ملا زمان فولاد غدار جانبازی اور سرفروشی کر رہے ہیں  
 اس ہنگامے میں نقیب جانہین کے آوازیں لگا رہے ہیں ای مروان بکوشیدتا جامہ زنان  
 پوشیدہ بیت روز جنگ است جنگ باید کردہ کوشش نام و تنگ باید کردہ ای مروان  
 عالم یہ میدان کا رزار ہی اپنے بزرگون کا نام روشن کرو صفت شکن ہو تیغزن ہو و کھین اس  
 مصر کے میں کون سرخرو ہوتا ہی کون آبرو کھوتا ہی پار و دنیا ناپا مدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی دیا  
 و کی قباد و حبشید و سکندر صاحب حشم و ضحاک مار و دوش عمر بھر بادہ نخوت سے مدہوش رہا ہزار  
 سال سلطنت کی آخر یہ سب کیا ہوئے خاک کے پتلے تھے خاک میں مل گئے بند جگر

گئے کل سوئے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے	مقابر جتنے دیکھے ہم نے خستی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اسجا بمضمون خیالی تھے	مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے

سکندر جب چلا دنیا سے و و نون ہاتھ خالی تھے

دنیا سے فانی مقام عبرت نہ جائے عیش و عشرت ہی آئینہ وقوف حیرت ہو مسدس	ہمنے دیکھا ہی تو اسیچ میں ای اہل نظر
وجہ اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
	یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تھی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ ندبیر کنیم  
 سفر دور و دور از دست و مایے خیریم

شہر تر دو کیا تمہیں ای ساکنان ملک ہستی ہی عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی  
 آوازیں نقیب و کرکیت کی شکروان عالم زور و شور سے لڑ رہے ہیں کہ صاحبقران نے دو  
 سے دیکھا لندھور بن سعد ان لڑتا ہوا کوئیوں کو قتل کرتا ہوا قریب فولاد و فولاد شکن پہنچ گیا  
 اور لکارا کہ او نامرو میں آپہنچا صاحبقران دیکھ رہے ہیں کہ فولاد و فولاد شکن بھی لندھور  
 کے مقابلے میں پہنچا فولاد و فولاد شکن نے ہاتھ مارا لندھور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا قصہ  
 یہ تھا کہ لپٹ جاؤں تلوار اس ملعون کی چھین لون کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھاؤں مگر اتفاق قضا  
 و قدر ایک کو ہی نے لندھور کے شانے پر نیزہ مارا شانہ نشانہ ہوا اسنان نیزہ اسٹخوان  
 کو توڑ کر پار گزر گئی لندھور نے پلٹ کر اسکو ہاتھ مارا وہ تو دھواں جل جہنم ہوا مگر فولاد کا تیغ چل گیا



سر لندھو پر پڑا خود کو کاٹ کر تا دو ابرو پہونچا زخم کاری کھایا باز وین سنان نیزہ سر پر زخم کاری  
 سنان نیزے کو شانے سے نکالا خونخوار ہوا قریب تھا کہ گھوڑے سے گرے ضبط کر کے  
 اپنے کور و کا فولا و فولا دشمن نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون اس وقت لندھو پر ہراس طاری ہو  
 کہ سر سے چادر خون چہرے پر آئی ہو دریاے خون میں نہا چکے ہیں آنکھوں سے نہیں سو جھپٹتا  
 اور فولا و فولا دشمن مثل دیو خشتناک مکار و بیباک زخمی دیکھ کر بڑھا ہی بس صاحبقران نے  
 جو دور سے دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا وہیں سے نعرہ کوہ شگاف کیا شمع مصنف  
 منم سر کن لشکر کافران : یہ پیشیم نگوں شد سر کافران : او نامرو ازلی کوئی زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہی  
 خبردار ہاتھ کور وک لے کہ میں آپونچا یہ کمر لشت اشقر پر کوڑا مارا اشقر دیوار بنے مثل غوال  
 صحرائی جست کی بیچ میں اگر اتر لندھو کو ہٹایا اپنا سینہ سپر کر دیا اس مردود نے وہی تیغ  
 خون آلود سر صاحبقران پر لگایا صاحبقران نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر حقون تلوار کی  
 باڑھ سے لڑی ہوئی ہی جب تیغ قریب سر پہونچا تھکی ماری تیغ فولا و کا پٹ پڑا صاحبقران  
 زمان نے پنجہ ملی بڑھا کر کلانی پر اسکی ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کے جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینک دی

کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا لکھنوی کاظم	ایکے نعرہ زد میر منزل مصفا	کہ سیمرخ لرزید و در کوہ قاف
ایکے نعرہ زد آن بکلفش بدر	کہ آہن دلی را دریدہ جگر	صاحبقران زمان نے زور

جو کیا اس دیو خصال کوہ مثال کوہ قاش زین سے اکھیر دست حق پرست پر بلند کیا تمام  
 اہالیان لشکر نے دیکھا کہ صاحبقران زمان نے فولا و فولا دشمن کو اٹھالیا چاہا کہ چرخ دون  
 رکابوں کو خالی کروں اشقر دیوار سے اتروں اس بیخیا کی مشکین باندھوں مگر کوہی چار پڑ  
 سے ٹوٹ پڑے صاحبقران کو سنبھلنے نہ دیا ادھر سے ملا زمان صاحبقران ادھر سے  
 تمام کوہی اپنے افسر کے واسطے جان دینے پر آمادہ ہوئے میت خروشی برآمد گیر و گیر

یکے خور و نیزہ یکے خور و تیر نظم	ہزاروں لاشے زمین پر گرے	ہزاروں کچھ جنگ سے تھے بھر
بہاوان پر دریاے خون سقدرا	کہ گھوڑوں سم ہو گئے تر بتر	تراق عمودان سے رن ہل گیا
ہر اک پہلوان خاک میں مل گیا	روان خون کا دریا ہوا بھیا	کہ سر کٹکے پیرے بشکل حباب
چقا چاق خنجر سے کا نیا فلک	زمین کو رہا زلزلہ ویر تاک	ہوا حشر تیغون کی جھنکار سے



کہ طاسم بڑے خوف و دشت کے آس قیامت کی اُس مقام پر تلووار چلی کہ دور تک خون کی ندی  
 بھی سپرین جو مردان عالم کی اُس دریاے خون میں گرین ہی ظاہر ہوتا تھا کہ کچھوون نے دریا  
 سُٹھ نکالا تلووارین جو ہاتھ سے مردان عالم کے چھوٹیں گویا مچھلیاں شناوری کر رہی تھیں گرز  
 و تبرہ ننگان دریائی کا عالم خون کا دریا جوش پر و مبدم تر کشون سے تیر جو زمین پر گرے گویا  
 زمین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے صاحبقران زمان نے ہر چند چاہا کہ فولاد فولاد شکن کو  
 سنبھالوں مگر اس قدر تلووارین پڑیں کہ آخر فولاد ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا کو ای جان دگر  
 ٹوٹ پڑے جس طرح بن پڑا اٹھائے گئے اب جو صاحبقران نے پلہ ٹ کر دیکھا دارا سے ہند  
 لندھو رہن سعدان دریاے خون میں غرق گرز ہاتھ سے چھوٹ گیا ہی ایک شاخ نخل پر  
 ہاتھ کثرت زخم داری سے جھوم رہے ہیں مگر جوش جرات سے قبضہ شمشیر کو چوم رہے ہیں  
 صاحبقران گھوڑے پر سے کود پڑے لندھو رکو گود میں اٹھالیا ہوا دارا پر سوار کیا اب  
 لندھو رکو غش آگیا صاحبقران زمان نے اسفندیار شاہ گیلانی اپنے فرزند کو آواز دی  
 اے راحت جان عم نامدار نے تمہارے کار نمایان کیے مگر کثرت زخم داری سے بیہوش ہیں  
 انکے ہوا دار کے قریب رہو فولاد فولاد شکن کو کو ہی اٹھائے گئے یقین تو یہ کہ وہ قابل جنگ نہو  
 مگر اُسکے ساتھ کے کو ہی قیامت برپا کر رہے ہیں بڑے جوش و خروش میں آئادہ جنگ ہیں  
 بیشک یہ کو ہی جرات کے ننگ ہیں دیکھو وہ سامنے بادشاہ لشکر اسلام پر بلوہ ہی فوج لہانے  
 گھیرا ہی میں اُس طرف جاتا ہوں اسفندیار شاہ گیلانی نے حکم صاحبقران پائے پر ہوا دار کے  
 ہاتھ رکھ دیا اڑتے ہوئے ایک طرف چلے مگر صاحبقران ایک رسالے کو شکست دے کے  
 چند قدم آگے بڑھے تھے کہ دیکھا ارشیون پر یزاد و فرہاد خان یک ضربی جنگو لندھو رکو  
 نے ہاتھی کے ساتھ کیا تھا جھول مقام کراس قدر اڑے کہ زخمیوں میں چور چور ہو گئے ہاتھی ایک  
 مقام پر تھم گیا کفار نے آگے نہ بڑھنے دیا ہزار ہا ہندیوں نے شمشیر زنی کر کے اپنی جان دی گرد  
 ہاتھی کے صد ہا لاشہ تڑپ رہا ہی لالہ زار کھلا ہوا ہی کفار کا قصد یہ کہ ہاتھی کو اپنے قبضے میں کرین  
 فرہاد خان یک ضربی و ارشیون پر یزاد نے گھٹنے زمین پر ٹیک دیے ہیں مگر ہاتھ تلووار کا  
 چلا جاتا ہی ابھی تک کسی کو قریب نہیں آنے دیا صاحبقران نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز دی



ای فرزند و مرحبا صد مرحبا جرات کا دھرم یہی ہو کیا مردانگی دکھائی دو نون نے اُس حال میں جھک کر سلام کیا آواز دی حضور آپ قریب آئیں غلامان جان نثار رخصت ہوتے ہیں مگر اس حسرت پر روتے ہیں کہ بابا جان نے ناموس ٹوڑ گاہ حضور کو ہمارے سپرد کیا تا بہ لشکر نہ پہنچا سکے اجل قریب آگئی زندگی اسی قدر تھی صاحبقران زمان گھوڑے کو اڑا کر قریب آئے ہاتھی کو بٹھایا فرما دو خان و ارشیون پر یزاد کو بھی ہاتھی پر لاد ا آپ گرد ہاتھی کے پھر کر لڑنے لگے سردار و ن نے جو نعرہ صاحبقران کی صدا سنی جنگ کنان اسی مقام پر آگئے اب کس کی مجال ہو کہ قریب ہاتھی کے آسکے یا جرات دکھاسکے جو بڑھا افسردن نے بھپٹ کے ہاتھ مارا کافر شعلہ شمشیر سے جل گیا اس لطف سے صاحبقران شمشیر زنی کر رہے ہیں سردار آوازیں دیتے ہیں کہ ای شہر مارا اشار اللہ قطع

آنکھ دشمن سے تری تیغ کے جوہر جو ملائیں	خون اتر رہا ہے آنکھوں میں لہو کا ہو یہ جوش
پشتہا پشت رہے تیغ کی برش کا اثر	کہ عدو زادہ ہو پیدا تو جدا ہوں بڑدوش

اب صاحبقران زمان لڑتے ہوئے کنارے تک فوج کے پہنچ گئے ہر سردار یہی ترغیب دے رہا ہے کہ حضور اب نکل چلین چار جوانان شیر دل دو نور نظر حضور کے دو پارہ جگر لندھور کے علاوہ اُنکے ناموس شہنشاہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اس ہاتھی پر ہیں اگر یہ جنگ قائم رہی اور کفار نے فرار پر قرار نہ کیا تو یہی اگر شریک جنگ ہونگے امیر کو پھر قول مردان عالم کا پسند آیا لڑتے ہوئے طرف لشکر کے چلے اگر کفار نے تعاقب کیا پلٹ کر شمشیر زنی کی پھر بڑھے مگر یہاں بادشاہ حجابہ فوج لقامین آمادہ حرب دیکھا رہیں بختیارک فوج کو ترغیب دے رہا ہے بختیارک نے ایک جانب دیکھا کہ ایک صف میں شاہزادہ نور الدہر بن بریج الزمان روح روان لشکر اسلام اس جوش و خروش سے جنگ میں مصروف ہے بڑے بڑے پہلوانوں کو مارا نامی اہالیان لشکر لقا کو لگا کر ابرو سامنے سے اُس شیر کے بھاگتے پھرتے ہیں بس بختیارک نے عیار و ن کو قریب بلایا مہتر و سو اس سے کہا دیکھ تو نبیرہ حمزہ کیا قیامت برپا کر رہا ہے کمند انداز و ن کو لیجا جس طرح سے بجا نور الدہر کو گرفتار کر لے و سو اس بموجب بختیارک چار سو کمند انداز و ن کو ساتھ لیکر



اُس غول میں آیا جہاں شاہزادہ نور الدہر مصروف جنگ تھے ایک رسالے کو اشارہ کیا  
 نور الدہر کو سیاہہ دکھاؤ اُن بچیاؤں نے یہی کیا کئی پہلوان ٹوک کر سامنے گئے تلواریں  
 چمکا کے بھاگے نور الدہر نے تعاقب کیا قریب ایک نخلستان کے پہنچے تھے و سو اس  
 نے عیاروں کو اشارہ کیا چار سو حلقہ کمند کا نور الدہر پر ایک مرتبہ پڑا حلقے کمند کے گرد  
 اور کمین پڑے شاہزادہ مجبور ہو کر گھوڑے سے زمین پر گر اچار سو پیک بچے شاہزادے  
 پر ٹوٹ پڑے نور الدہر نے اُس حال میں بھی کسی کو گھوڑا کسی کو لات کسی کا سرچھین لیا  
 چالیس پچاس عیار مارے آخر گر کے بیہوش ہوئے و سو اس نے کمندوں میں باندھ لیا  
 ساتھ والوں سے کہا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے باغ میں چھپا کے لیجاؤ مسلسل کر کے  
 کسی مکان میں قید کر دو جب خداوند پلٹ کر آئیگے تو اس وقت سمجھا جائیگا عیار شاہزادے کو  
 لیکر روانہ ہوئے اس حال سے عیاران لشکر اسلام و سرداران عالم مقام بالکل آگاہ ہوئے  
 مگر سردار نور الدہر ہرگز ہمیشہ کلنگان صاحب سا طور گران صفت شکن و صفد رطھاس  
 بن عنقویل دیو پرور و صدران ماہ منظر و دراج درد رگوش و اشک کاش کشیدہ رو  
 وزیر ہاب خان و یحییٰ خان و کیوان انجم سپاہ و سہیل ستارہ چشم و غیرہ سرداران  
 نور الدہر و شہرنگ بن عمر و عیار یہ سب جنگ میں ایک مقام پر مصروف ہیں کہ  
 دیکھا مرکب شاہزادے کا موسوم بہ اسپ پر پوش باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا خون سے  
 تمام جسم گلنار ایک مقام پر کوتل کھڑا ہوا ہی شہرنگ نے جا کر مرکب کو تھا مار دیا ہوا سامنے  
 رطھاس و غیرہ کے آیا کہا صاحبو غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ دشمن شاہزادے کے کام آئے  
 مگر بہت تلاش کیا لاش کا پتہ نہ ملا گھوڑا کوتل دستیاب ہوا اسوجہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لڑنے  
 میں کوئی گرفتار کر لے گیا ہی سرداران نور الدہر میں شور گریہ و زاری بلند ہوا شہرنگ نے  
 سب کو سمجھایا کہ آپ سب صاحب صبر کریں یہ اپنے وقت کے صاحبقران ہیں ایسے ایسے  
 قرآن صعب انہر بہت پڑتے ہیں تمام کفار جان کے دشمن لقا پرست رہزن پروردگار  
 اپنی قدرت کاملہ سے بچاتا ہے سردار مجبور ہو کر خاموش ہوئے مگر ظل الدہر سعد بن قباد و لائے  
 لڑتے بھڑتے قریب تخت لقا پہنچے تھے بختیارک نے دیکھا کہ فولاد فولاد شکن گرنے سے



زمین کے بیہوش ہو چکا کوہی اُسکو اٹھا کر لے گئے بادشاہ لڑتے بھرتے چلے آتے ہیں جملہ سرداران نامی کا اب اسی مقام پر جماؤ ہو ایسا نہ کہ لقا پر کوئی افتاد پڑے سلیمان عیسیٰ بن موسیٰ کوہی و ناصر کوہی و عنصر کوہی وغیرہ بھی زخمی ہو چکے ہیں بس اُسے سوچ کر طبل باز گشت بجوادیا دونوں لشکر جدا ہوئے بادشاہ حجابہ اپنے کشتون کو اٹھواتے ہوئے سرداران زخمی کو تلاش کر کے ساتھ لیتے ہوئے اُسوقت لشکر میں پہونچے کہ صا جقران نے لندھو ر و فراد خان ایک ضربی و ارشیون پر یزاد و علاج و قاسم کو شفا خانے میں اُتر دیا یا ہو زخمو زنی کی تدبیر ہونے لگی اور ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو لا کر محلات محل میں داخل کیا تمام شاہزادیوں نے آنکھوں پر لپا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد محل میں آ کے بیٹھے لگی کہ صا جو میرے وارث کی مجھ کو کچھ خبر سناؤ کنیزوں نے بیان کیا بی بی نہ گھبراؤ خدا نے خیر کی سب سردار واسطے جنگ کے چلے گئے مگر تلیم زنگی و قیلم زنگی و عنتر صبا و عوجان دریا باری و سام بن عوجان و میسا عادر شک دراز گرون وغیرہ سرداران اسیج نوجوان جا کر اٹھالائے پروردگار نے اپنا فضل شریک حال کیا وہ شیر زندہ بیٹانکے وغیرہ دیے گئے ہیں کل تک الشاء اللہ محل میں بھی آئینگے یا تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش غم و الم میں نام اسیج کا بحسرت لیا تھا خوشی کی جو خبر پائی سر جھکا لیا بے اختیار یہ اشعار آبدار زبان سے جاری ہوا اشعار

مانند شانہ ہو خلائو سپر جو روزگار	حاصل ہو مثل زلف طوالتشار	امیدوار ہوں دل مشتاق کی طرح
یارب دکھا جمال تمنا پھر ایکبار	آغوش میں مراد ہو لب ہوں تہمتے	چھلکوں بسان ساغر لبر ز بار بار
پھر تار ہوں میں رست و صفت مدح میں	گھٹنے میں مثل عمر و پاؤں ختصاصا	دیکھا کرین حسنین جان شوق میں
سید ہو مجھ میں صورت لہا و اغدار	لپٹوں شکل خجہ ساقی سب سے رو	چھوٹوں بسان امن جانان ہزار بار
گردن جھکاؤں مثل قلم التماس میں	چہرہ دکھاؤں صورت مضمون بد	الفاظ میں بصورت معنی چھپا رہا
مطلب کی دون خبر جو زبانی ہو نہکا	خاطر میں آ کے قصہ بنوں میں جاتا	پہونچوں جو تا بہ گوش مخاطب ہو قہقا

نگاہ بجا کر بی بیوں کی واسطے سجدے کے جھکی عرض کی ای خالق زمین و زمان وای رب دو جہان	اگر ہر موے من گرد و زبانی	ز نور انم بہ ہر یک داستانے
کیا شکر یہ تیرا ادا کروں ایات	سرموے ز احسان تو گفتن	تمام شاہزادیاں خدمت میں
نیارم گو ہر شکر تو سفتن		



ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی مصروف ہین جسم کو خون سے پاک کیا لباس تبدیل کر ابا دماغ کو  
اپنے عرش اعلیٰ پر پہنچایا ملکہ تو محلات معلیٰ میں داخل ہو البتہ دیدار فرحت آثار ایرج نوجوان  
کی مشتاق مگر فرحت حاصل ہو سب طرح تسکین دل ہو مگر جب صاحبقران زمان دربار میں  
آئے جواہر بن عمرو نے حال ایرج نوجوان کا عرض کیا کہ فضل خدا سے صحیح و سالم ہین ٹانگے  
لگا کر ٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھا دیں مگر ابھی بیہوش ہین اسی اثنا میں شہزنگ بن عمرو نے  
عرض کی حضور نور الدہر کو یقین ہو کہ عیاران لشکر لقاعین جنگ میں گرفتار کر لے گئے امیر  
نے گھبرا کر فرمایا جلد جا کر دریافت کرو ایسا ہونو فولا د فولا دشکن غصے میں قتل کر ڈالے عیاران  
لشکر اسلام واسطے خبر کے روانہ ہوئے اب دو کلمہ داستان لشکر لغار تحریر کیے جاتے ہین  
کہ لقاشکست کھا کر اپنی بارگاہ میں آیا فولا د فولا دشکن کو بھی ہوش آچکا دربار میں تو آکر بیٹھا  
مگر حجاب سے سر جھپکائے پشت دست کاٹ رہا ہی ہونٹھ چاٹ رہا ہی بختیارک نے کہا ای  
پہلوان دوران اب رنج و ملال بیکار ہی جو ہونا تھا وہ ہو چکا آخر کہین شادی کرتے اُسے اپنا  
برآپ تلاش کر لیا صاحب حب و نسب نوزنگاہ امیر عرب جرأت میں یکتا خداوند لقاکا نوا  
اور اگر کچھ بدلا منظور ہو تو ہمنے جنگ میں شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو گرفتار کر لیا  
ہو اسکو قتل کیجئے فولا د غصے میں کانپنے لگا کہا ملک جی ایک تو خلافت جرأت مجھ سے یہ ہوا  
کہ ایرج نوجوان کو عالم خواب میں جا کر زخمی کیا اب یہ کروں جسکو عیارکر سے لائے ہوں اُسکے  
قتل کا حکم دون آپ کا گناہ گار ہی قدرت کو قتل کا اور عدم قتل کا اختیار ہی میں اپنی زبان سے  
کچھ نہ کہو لگا لگا تانا چاہتا ہوں کہ سیمین عذار صنوبر قد کسی طرح میرے قبضے میں آجائے پھر اگر  
ایک مسلمان کو زندہ چھوڑوں تو فولا د فولا دشکن نام نہ رکھیے گا بختیارک نے کہا یہ اب  
دشوار ہی جو نازنین قبضہ مسلمانان میں گئی اُسکا ملنا ممکن نہیں فولا د نے کہا خیر ہم آپ تدبیر  
کر لینگے اب بختیارک نے سلیمان عنبر بن موے کو ہی کو درغلانا کہ ای بادشاہ کو ہستان  
آپ کے صد ہا عزیز و اقارب ہاتھ سے مسلمانوں کے مارے گئے اب بلا کر نور الدہر  
بن بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا دربار سمجھیے اگر قدرت کو سجدہ کرے فہا در نہ اسی وقت  
قتل کیجئے سلیمان عنبر بن موے کہ ہی نہایت غصے میں بیٹھا ہی اور یہ فولا د فولا دشکن



بھی سلیمان کا بھانجا ہی اسکی ذلت کا بڑا ملال ہی پس حکم دیا کہ قیدی کو جلد لاؤ حقیقت میں  
 ملک جی سچ کہتے ہیں مسلمانوں کا بھی یہی طریقہ ہی جو کوئی ہم میں کا اُنکے یہاں گرفتار ہو کر گیا  
 اگر مسلمان ہوا آبرو دی ورنہ قتل کرتے ہیں ہم کیا کسی سے پائیگی کار رکھتے ہیں بس فوراً اسے  
 حکم کیا کہ نور الدہر کو ہمارے سامنے لاؤ بختیارک نے جیلے سے کہا اے سلیمان خان  
 بارگاہ میں بلانا مناسب نہیں ہے مسلمانوں کو خبر ہوگی فوراً اُنکے قیدی کو چھڑا لیجائیے اور  
 دس بیس ہزار کی جان پر بے گئی کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی سلیمان عنبرین موئے کو ہی تیغہ پکڑ کے  
 اٹھ کھڑا ہوا لقا سے کہا یا خداوند باغ میں چلیے لقا بھی راضی ہو ابیان کیا ہے استادان  
 سخنور نے کہ بختیارک نے اشارے کر کے بارہ سو سردار ساتھ لیے باغ میں آکے یہ  
 باغی داخل ہوئے لقا تحت نخوت پر تاج نکبت سر پر رکھ کے متمکن ہوا تمام سرداران  
 زبردست ذگل پر دروازے کا بھی بختیارک نے بند و بست کیا اب حکم دیا کہ نور الدہر  
 کو لاؤ یہاں تو بختیارک نے واسطے قتل کے نور الدہر کو طلب کرایا مگر واضح راے  
 ناظرین والا ٹکین ہو کہ جو جنگ مغلوبہ مقدمہ ملکہ تحریر ہوئی چار روز کا زمانہ گزر چکا ہے  
 ایرج نوجوان کو شفا خانے میں ایک دن اور ایک شب تو بالکل ہوش نہیں آیا دو بھر  
 ون شاہزادہ اٹھ کر بیٹھا بخنی وغیرہ نوش فرمائی شاہ پور شیر دل خدمت میں حاضر ہوا سردار  
 جمع تھے انتہا کا حجاب ہی کہ اب میں والد نامدار وجد عالی تبار کو کیا منہ دکھاؤ لگا میرے  
 واسطے کیا کیا قیامت برپا ہوئی کیسے کیسے سردار زخمی ہوئے خدا نے سب شیروں کو بچا  
 یہ واضح رہے کہ قاسم و علم شاہ وغیرہ زخمدار اور شفا خانے میں ہیں ایرج نوجوان  
 بسبب شرم و حجاب کے اپنی بارگاہ میں ہیں جسدن سے ہوشیار ہوئے یہ کلمہ زبان پر  
 جاری ہی جب تک میں فولاد فولاد شکن سے بدلانہ لو لگا بزرگوں کو منہ نہ دکھاؤ لگا ہر روز  
 قصہ ہوتا ہے کہ صاحبقران زمان کے سلام کو جاؤں مگر حجاب مانع ہے ابھی تک کسی دن  
 بارگاہ سلیمانی میں نہیں گئے اگر کوئی سردار مثل مالک وغیرہ عیادت کو آئے تو شاہزادہ  
 ایرج نوجوان کہلا دیتے ہیں کہ اسوقت سو گئے ہیں قضاے کار عیار نور الدہر کا  
 شیرنک بن عمر و بنے تکلف بارگاہ ایرج میں چلا آیا واسطے تسلیم کے خم ہوا ایرج نے کہا



کیرن شبرنگ تمھارے آقا کا مزاج کیسا ہی ہماری عیادت کو نہ تشریف لائے اب تک تو  
 حال گرفتاری نور الدہر اسیج نوجوان سے چھپا تھا کہ زخم داری میں شاہزادے کو ملال ہو  
 مگر شبرنگ سے جو اس طرح پوچھا شبرنگ بے اختیار روئے لگا شاہزادہ اسیج نوجوان  
 نے کہا کیوں خیر تو ہی کیا خدا نخواستہ زیادہ زخمی ہوئے تھے شبرنگ سے ضبط نہوسکا  
 کہا ای شہر یار وہ جنگ مغلوبہ سے کہاں واپس ہوئے عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ عیار ان  
 کفار گرفتار کر کے لے گئے ہیں نے اس تین دن میں تمام لشکر لقا کو چھان ڈالا کہ میں پتا  
 نہ ملا بس اسیج غصے میں کھرانے لگا شاپور شیر دل کی جانب بہ نگاہ قہر دیکھا کہا کیوں بھی  
 تم نے ہم سے اطلاع نہ کی اگر خدا نخواستہ اُنکے دشمنوں پر کوئی افتاد پڑے سارے لشکر  
 یہی کہے گا کہ تعصب بہیمستی میں نور الدہر کو مٹوا دیا بخدا نہ میں کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیؤنگا پٹیاں  
 مرہم کی ابھی نوح کے پھینک دوں گا جس طرح سے بنے جاؤ اور نور الدہر کی خبر لاؤ میں جا کر  
 اُنکو رہا کروں یا اس شیر کے واسطے اپنی جان دوں اس طرح جو اسیج نوجوان نے کہا  
 شاپور کانپ گیا خوب آگاہ ہی کہ آتش شعلہ فرج ہیں جو کہتے ہیں وہی کرینگے عرض کی حضور  
 غلام ابھی جاتا ہوں اسیج نے شبرنگ پر تاکید کی کہ اگر جی چاہے تم بھی شاپور کے ساتھ جاؤ  
 اپنے آقا کا پتا لگاؤ مگر لشکریں اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا ہم اس مقدمے میں بہت  
 محجوب و شرمسار ہیں اور اب تو نور الدہر کے واسطے اشکبار و بیقرار ہیں شبرنگ  
 نے کہا کیا مجال جو اس بات کو زبان سے نکالوں میں بھی اپنے بھائی شاپور کے ساتھ جاتا  
 ہوں بس یہ دونوں عیار ان طرار خنجر گزار صورتیں تبدیل کر کے سمت لشکر لقا چلے لشکر تھا  
 اگر دیکھا بارگاہ میں سناٹا پڑا ہی جا بجا سرداروں میں چپکے چپکے کچھ باتیں ہو رہی ہیں اور دو  
 دو چار چار مسلح ہو کر سمت باغ مینا جاتے ہیں شاپور نے فوراً اپنی صورت ایک کو ہی کی  
 بنائی ایک کمیدان جاتا تھا اُسکو بڑھکر سلام کیا کہا کیوں حضور کیا آج باغ مینا میں جشن کی تیاری  
 ہو اس کمیدان نے کہا نہیں بھائی کسی سے ذکر نہ کرنا نور الدہر نبیرہ حمزہ چار دن سے قید  
 تھا اندر باغ کے میدان خونی کی تیاری ہو یہ مخفی اُسکو قتل کرینگے کہ مسلمانوں کو خبر نہونے یا  
 اسی وجہ سے دروازہ بند ہی کھڑکی سے آمد و رفت ہی ہم لوگ جا کر دروازے میں پھرنے لگے



کہ شاید اگر کوئی مسلمان آئے تو باہری روکین اندر نہ جانے دین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی  
 شاپور اٹھا پھر اشہرنگ نے دیکھا کہ شاپور حال دریافت کر چکا یہ ضرور امیرج سے کیگا  
 مین جا کر سرداران دست راست کو خبر کروں شہرنگ تو طرف بارگاہ لندھور کے چلا  
 مگر شاپور آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے خدمت میں امیرج کی آیا آتے ہی عرض کی ای  
 شہر باغ غصب ہوا اندر باغ مینا کے کمینہ نور الدہر کو قتل کیا چاہتا ہی فوجین دروازہ پر  
 پہنچ گئی ہین دروازہ بند ہی کھڑکی سے آمد و رفت ہی اندر باغ کے جانا نہایت دشوار ہی  
 اور اگر جانے میں دیر ہوگی شاہزادہ زندہ نہ ملیگا بختیارک نے سلیمان عین مو  
 کو ہی کو قتل تو نور الدہر پر بخوبی آمادہ کر لیا سنتا ہوں فولا و فولا دشمن نہیں مانتا تھا اسطرح  
 کے قتل کو نامردی جانتا تھا مگر بختیارک تو ایک چرب زبان ہی وہ سمجھا کے اسکو بھی  
 اندر باغ کے لے گیا ہی جس قدر پہلوان زبردست ہین بادہ کبر و نخوت سے مست ہین سب  
 اندر باغ کے ہین امیرج نے کہا پھر شاپور کیا کرین میں کسی طرح اندر پہنچ جاؤں یا جان و ننگا یا  
 اپنے ہچشم کو چھڑاؤنگا شاپور نے کہا کچھ عیاری کرنا چاہیے مرکب پر سوار ہو کے تو اندر پہنچنا  
 دشوار ہی پیدل چلیے میں ایک چوہدار کی صورت بنتا ہوں آپ ڈھاٹا باندھ کر زلفین خلیلی  
 و خال سبز و رگ باشتی مخفی کر کے چلیے امیرج نے کہا میں ہر طرح آمادہ ہوں فوراً اسی صورت سے  
 کہ شاپور شیر دل مرد ہا بنا عصا سونے کا ہاتھ میں لیا امیرج نے اپنے چہرے کو چھپا یا پیدل  
 طرف باغ کے چلے مگر شاپور نے پلٹ کے نیلم زنگی وغیرہ سے کہدیا کہ فوج کو تیار رکھنا جب  
 نعرہ امیرج کی باغ سے صدا آئے مرکب لیکر فوراً پہنچنا مگر امیرج نے یہ شاپور سے تاکید  
 ضرور کر دی کہ جد عالی تبار و جملہ سرداران نامدار کو خبر نہونے پائے میں اکیلا پہنچوں  
 اگر خدا فضل کرے نور الدہر کو چھڑا لاؤں گردن پر اس کشتی گیر زادے کے بار احسان  
 رکھوں کہ پھر کبھی نام و نکل رستم نہ لین اگر غیرت ہو تو جھک کے ملین ایسی باتین کرتے ہوئے  
 سامنے باغ مینا کے پہنچے دیکھا کل فوج لقاد جملہ سردار اپنے اپنے مقام پر مسلح بیٹھے ہین  
 دروازوں پر پہراہی آنے جانے والے کو روکتے ہین جو جانے کا قصد کرتا ہی اسکو ٹوکتے  
 ہین شاپور آگے بڑھا امیرج عقب میں اپنے کو چھپائے ہوئے سر جھکائے ہوئے جب



شاپور شیردل قریب کھڑکی کے پہنچا اس طرح سر جھکا کر چلا جیسے واقف کار جانے کا قصد کرتا ہی  
 ایک کوہی نے آواز دی کون جاتا ہی شاپور نے جواب نہ دیا کوہی نے پھر زور سے پکارا میا  
 مرد ہے کہاں جاتے ہو تمہارے ساتھ کون ہو اس وقت مانعت ہی شاپور نے پلٹ کے  
 جواب دیا میان سپاہی ہم ابھی سوتے سوتے اٹھے ہیں بیٹے کی برات ہو گئی رات بھر جاگے  
 خوب ناچ دیکھے شربت پلائی مین دو ہزار روپے پڑے سب فوج کی بھی دعوت کرینگے کیون سر  
 کھائے جاتے ہو کاہیکو اس قدر چلاتے ہو سپاہی جھپٹا یا کہ میان چوہدری سجان اللہ سوال دیگر جوان  
 دیگر شاپور نے کہا بی مشتری رات کو نہ بھین وہ تو کسی مرد آدمی کے گھر بیٹھ گئیں بیستی خوب گائیں  
 اب تو سپاہی تلوار لیکر دوڑا کہا یہ کیا بکتا ہو اور سب لوگ قہقہہ مار کر ہنسے کہا میان سپاہی کیوں  
 غصہ کرتے ہو وہ بیچارہ بہرا ہی تم جانے کو منع کرتے ہو وہ بیٹے کی شادی کا ذکر کرتا ہی اسپر بھی  
 نہیں سمجھتے ہو سپاہی نے دوڑ کر شاپور شیردل کا ہاتھ پکڑا اور کہا اتہر نہ جاؤ شاپور نے ہنس کر کہا  
 تمہارے حصے کا کھانا رکھا ہی رات کو صرف برادری کی دعوت تھی ہم لوگ مومن ہیں تانا بھارا  
 کرنے والے صرف یہاں کے شہدے نہیں ہیں بموجب مثل گرگا چھوڑ تماشے کو جاے۔ ناحق  
 کی چوٹ جو لاہا کھائے۔ یہ فقہر گرام گرم سنکر لوگ اس قدر ہنسے کہ پیٹ مین بل پڑ گئے ایک جوان  
 نے کان سے منہ لگا کر کہا میان مرد ہے صاحب اندر جانے کو منع کرتے ہیں قدرت نے حکم  
 دیا ہی جب تو مرد ہا بڑ بڑایا منہ پھلا کر کہا میان جوان ہم کو منع کرتے ہو بہت اچھا ہم جاتے ہیں  
 ملک یا قوت شاہ جبریل قدرت کے استاد کو بلانے گئے تھے جنسے وہ رمل کا رسالہ پڑھتے  
 ہیں انکو بھی پھیرے لیے جاتے ہیں اب فرزند قدرت کو تم سبق پڑھانا ساعت نیک و بد بھی  
 بتانا یہ کہلے چوہدری بکتا ہوا پلٹا جمعہ ارے کہا ارے اسکو جانے دو جبریل قدرت نے رمال  
 کو بلایا ہوگا شاید اس مسلمان کے قتل کرنے کے لیے وقت پوچھنے کی ضرورت ہوگی گھڑی بھر  
 مین سب کو خفت ہوگی اب تو سپاہی نے دوڑ کر مرد ہے کا ہاتھ پکڑا کہا بڑے میان جاؤ غصہ  
 نہ کرو تمکو کون روکتا ہی ہرے ہو اپنی کہتے ہو اور کی نہیں سنتے اب تو میان شاپور چل گئے کہ مین  
 نہیں جاؤ لگا اس پلٹن کی پلٹن کا نام کٹواؤ لگا لونڈے لاڑی ادھر ادھر کے نوکر ہوئے ہیں  
 اپنے بیگانے کو نہیں پہچانتے ایک تو میان رمال کا میانہ کنارے پر لشکر کے روکا گیا یہاں تک



وہ پیدل آئے یہاں جھان جھان ہوتی ہوا اب تو سب منت کرنے لگے کہ میان مرد ہے صاحب  
 غصہ تھوک ڈالو خفا نہو حقیقت میں یہ سپاہی نیا نوکر ہی ہمارا تھا راجولی دامن کا ساتھ ہی برتن  
 سے برتن لڑ جاتا ہوا شور تیریاں بدلتا ہوا ایرج کو لیکر کھڑکی کے اندر آیا دیکھا بلغم میں جماؤ ہی  
 لقا تخت پر ایک طرف فولا فولا دشمن ایک جانب سلیمان عنبرین موئے کو بی و ناصر کو ہی  
 و عنصر کو ہی و ضیغ خون آشام و زنگال خون آشام و کلکال خون آشام وغیرہ تمام گہرا اپنے  
 اپنے مقام پر بیٹھے ہیں نور الدہر کو زبردست بٹایا ہوا جلاؤ تلوار کھینچ کر سر پر آیا ہوا کوئلے کا خط گردن پر  
 دے چکا ہوا آواز دے رہا ہی بلیت سلطنت سلطان کند فریاد ہر جلا و چیت ہر مرغ را دانہ بلا شد  
 طعنہ ہر جلا و چیت ہر کس کا سر ششہ حیات منقطع ہوا ہی کس کا ساغر عمر لبریز ہوا ہی کون مغضوب  
 درگاہ سلطانی ہی تیغہ باڑہ دار رکھتا ہوں بازو پر قوت ایک ہاتھ میں سرکوتن سے قلم کرتا ہوں  
 جلاوی کا دم بھرتا ہوں حکم اول ہی سمجھ بوجھ کر دیکھتے قتل کرنا میرا کام ہی جلا نے میں خداوند کا نام ہی  
 لھانے تو کچھ جواب نہ دیا بختیارک نے اشارہ کیا قدرت نے حکم دیا ہاتھ تلوار کا لگا بس شہزادہ  
 ایرج نوجوان کی آنکھوں میں اندھیرا آگیا تیغہ و دودھ سکندری پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا با شیدا  
 کفار ان بھیا و نا بکار ان پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم نقد روح روان قاسم عالی شان  
 ایرج نوجوان نعرہ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحب قرایم و آفاق گیر ہوا پورے  
 گوہن میں پھر کھڑا ہوا جلاؤ کا سر بھٹا زمین پر ٹپ کے گرا ایرج نوجوان لڑتا ہوا چلا نور الدہر  
 نے پلٹ کر دیکھا ایرج نوجوان آٹھ چشم زدن میں پانچ سات کو ہی مار ڈالے پکارتا ہوا آتا ہی  
 کہ بھائی صاحب نہ گھبرائے گا میں آپو پنا میری حیات میں تمکو کون قتل کر سکتا ہی یہ جو نور الدہر

نے دیکھا غمت سے سینہ آگیا جوش حرارت میں نعرہ شیرانہ کیا اشعا	اشعا شمشیر شان شمع جگر سوز من
گرمی باز از عشق از تفت من است	بر سر وارفنا خانہ غوغائے من
خانہ تاریک تنگ سبہ بزم عشق	بشکنم این بند و وقت جنون من است
قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت	پاک ندارم ز دار چوبستون من است

کے پھینک دیا ایک کو ہی نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار اسکی چھین لی مگر  
 میں ہاتھ دیکر مارا استخوان اسکے چور چور ہوئے وہی تلوار لیکر نعرہ کیا نعرہ نور الدہر  
 نظیر حمزہ صاحبقران بخشم و بقرہ شہ ستارہ چشم شاہزادہ نور الدہر ایرج نوجوان بھی



لڑتا بھڑتا قریب نور الدہر کے آگیا ایرج نوجوان تو بھونی مسلح و مکمل ہو نور الدہر کے جسم میں  
 صرف شب خوابی کا کرتا ہی نہ سر پر خود نہ جسم میں زرہ ایرج نے ایک پہلوان کو مار کے خود  
 نور الدہر کو دیا نور الدہر نے سر پر رکھنا قبول نہ کیا سر پہنہ لڑ رہے ہیں اب نعرہ ایرج  
 اور نور الدہر کی صدا بلند ہوئی سردار ان ایرج گوش بر آواز تھے مسلح ہو کر چلے یہاں بشیر  
 بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر لندھو رہن سعدان کو پہونچائی لندھو رہنے زانو پر ہاتھ مارا  
 کہ غضب ہوا یار و ابھی قیامت برپا ہو چکی ہو ایرج انتہا کا لشخو شعلہ فرج ہی بہت زخمی تھا  
 زندگی کی امید نہ تھی اب اس حال پر ملال میں لشکر کفار پر جا پڑا ہی خدا اسکو بجائے کچھ چارہ  
 نہوا فوراً سوار ہوئے انکے بعد سب سردار فردا فردا چلے مالک اپنے خیمے سے نکلے تھے کہ  
 عرب دراز عیار نے تمام کیفیت بیان کی مالک تو خاص ایرج نوجوان کے طرفدار ہیں  
 فرمایا آج خون کے دریا وہ شیر بہا دیگا دست راستوں پر ہمیشہ دست چپ سے احسان ہوتا  
 ہو اگر قدم قاسم و ایرج کا نہوتا لشکر تمنا و شوار تھا انہیں شیرون کی نہیب شمشیر سے لقا تھا تا  
 یہ لکڑیا دیان عربی پر سوار ہوئے اب تو سرداروں کا تانتا بندھا تانتا میان خیبری و تومیان  
 خیبری و سعید لنگری و شہاب خرقہ پوش نے صاحبقران زمان کو خبر دی کہ ای شہریار  
 نور الدہر کا پتا سو جہ سے نہ ملتا تھا کہ وہ اندر باغ مینا کے قید تھے بختیارک نے تدبیر کر کے  
 سامان قتل نور الدہر کیا شاپور نے ایرج کو خبر پہونچائی وہ اس زخم داری میں یکہ و تنہا عیاری  
 کر کے اندر باغ مینا کے پہونچا مشہور ہو کہ نور الدہر کو چھڑا تو لیا گز نکلتا ممکن نہیں ہیں صاحبقران  
 آہ کا نعرہ کر کے اٹھے یہ کہتے ہوئے کہ ان نوجوانوں نے مجھ کو نہایت پریشان کیا ہی جو چاہتے  
 ہیں کر بیٹھتے ہیں یہ فرماتے ہوئے باہر نکلے پشت اشقر پر سوار ہوئے بعد صاحبقران زمان  
 بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قبا و تخت سلیمانی پر بصورت نورانی جلوہ فگن تھے اُسی طرح کہا رو  
 نے اٹھا کر چالیس ہاتھیوں پر تخت کو کسا گردا گرد مشیران سلطنت وزیران اہست بصد صولت  
 و جلالت ہمراہ ہوئے مگر بادشاہ نے فرمایا صاحبقران جاتے ہیں ہم سے پیشتر سوار ہو چکے  
 ہیں کوئی ایسی بھی صورت ہو کہ پہلے ہم پہونچ جائیں اس سے مراد یہ ہے کہ صاحبقران نمان  
 کو یکہ و تنہا ایرج کا جاننا گوارہ ہو ہی اٹھا مطلب یہ تھا کہ جیسے خبر گرفتاری نور الدہر پائی تھی



ہم سے اطلاع کرتے ہم جیسا مناسب جاننے فکر کرتے لہذا اس وقت غصے میں گئے ہیں ایسا نہو  
 کہ ایرج نوجوان کو کوئی کلمہ سخت کہیں اور ایرج نہایت آتش خوہی وہ اپنے کو ہلاک کرنے کا  
 قصد کرے گا اگر میں پہلے پہنچ جاؤں تو ایرج کو لڑائی سے ہٹا دوں افسر لشکر کا یہی کام ہی  
 اور میرے تو سب صاحب قوت بازو ہیں میری سلطنت کا فرہ انھیں کے دم سے ہی خدا بخوات  
 انھیں سے ایک پر چشم زخم آئے لشکر میں سناٹا ہو فیروزہ بن عمر نے عرض کی حضور تخت کو  
 ترک کریں پشت مرکب پر سوار ہوں میں جلد حضور کو پہنچا دوں گا اندر سے درہ کو دے کے  
 راستہ ہی غلام دیکھ آیا ہے بادشاہ حجاجہ مرکب پر سوار ہوئے فوج کو تو طرف سے شاہراہ کے  
 روانہ کیا تاجداروں کو ساتھ لیکر طرف سے کوہستان کے مرکب اڑاتے ہوئے چلے گئے یہاں  
 نور الدین اور ایرج مصروف جنگ ہیں دس بیس سردار قتل کیے ہیں یہ جرات لڑ رہے  
 ہیں بختیارک نے فولاد سے کہا دیکھو کیا بہادر واما دلا ہی یکہ و تنہا باغ میں گھس آیا ہے  
 ای فولاد اب تک ان دونوں کو مرکب ممکن نہیں ہے اور ابھی تک انکے معین بھی نہیں پہنچے  
 دم بھر میں منہ منہ کی صدا بلند ہو جائیگی گا و زمین تھرائیگی جلد ان دونوں کو مار لے بس فولاد  
 تیغہ پکڑ کے غصے میں چلا وہاں دروازوں پر سردار ان ایرج نوجوان نے بلوہ کیا کوہیوں  
 سے تلوار چلنے لگی کہ اسمین لندھور بن سعد ان بھی آپہنچے آکھوں نے پہنچتے ہی اپنے کو  
 لڑ بھڑ کر قرب پہنچا تک کے پہنچا یا سندھوں نے دریا خون کے بہا دیے جنگ رستمانہ کرتے ہوئے  
 تعاقب میں اپنے آقا کے چلے آتے ہیں یہ سب سلا کھے کے جوان ہیں کفار کو جو پیدل دیکھا ہے  
 کھینچ کھینچ کر گھوڑوں پر سے کود پڑے ایک طرف سے پٹے باز نے پٹا لیا استاد قسم دے چکا ہے  
 کہ بیٹا ہزار جوان پر پٹا کھینچتا ہے پٹے کو ہاتھ میں ہلایا تاک کہ ہزار جوانوں پر جا پڑے اب جو  
 ہزار جوان کے بیچ میں کھڑے ہو کر پٹا ہلانا شروع کیا کسی کا ہاتھ کسی کا پائون اڑا دیا چشمہ  
 میں ہزار جوانوں میں نصف کو مارا نصف کو بھاگادیا ایک سمت بکیت صرف قریب ان باند  
 ہیں سپر تلوار گزرتی و ترسب کو معیوب جانتے ہیں کسی نے گز مارا لیٹ کے ہت کٹی کا ہاتھ  
 مارا اسکا ہاتھ کٹ کے زمین پر گرا دوسرے نے قزلی ماری شکم چاک کا فر کا قصہ پاک ایک  
 جانب سے بنیت بانا ہلا رہے ہیں پرے کے پرے مٹا رہے ہیں ایک سمت مرزا پٹو صاحب



کار سالہ حسین حسین جو ان کھجوری چوٹیاں گندھی ہوئیں پشت پر پڑی ہیں رنگین ڈوٹے گلون ہیں  
منہ دی ہاتھوں میں سونے چاندی کے پھلے پور پور دو دو تھان کے پانچائے کفش پائونہیں  
اسو اسٹے کہ قدم نہ چھپے سٹے چھوٹی ٹوپیاں سر پر سرمہ و نیاں دار آنکھوں میں دو لکھن بنے ہو  
اونی لکڑیا تھ مارے ہیں لکڑیچے ان جوانوں کے جب چوک کر گرتے ہیں مع مرکب در اکب  
چار ٹکڑے زمین میں دو دو ہاتھ بچھے اتر جاتے ہیں آگے ان سب جوانوں کے انکے رسالہ دار  
مزا چٹو صاحب اس ہنگامہ جنگ میں لڑنے ہوئے چونکہ مزاج فریدار ہی اشعار پڑھتے ہوئے  
گویا آتشے نزدیک میدان رزم صحبت بزم ہی۔ اشعار پڑہا زبان پر جاری ہیں اشعار

گل رخسار بخارا گل شبو ہو جائے  
تو کرن بھول برنگ گل شبو ہو جائے  
عارض یار چراغ شب گیسو ہو جائے  
انگلی انگلی تری شمع شب گیسو ہو جائے  
یا خدا مثل قلم غیر سیہ رو ہو جائے  
جوش رقت سے لب جام لب جو ہو جائے  
دشت میں دام رگ دیدہ آہو جائے  
دانہ سماک ہراک پائون میں لنگرو ہو جائے  
بالقہ آپ کا یہ مطلع ابرو ہو جائے  
چنی رخت گل تازہ پہ آتو ہو جائے

وا جو ہوز لفت تو کچھ اور ہی خوشبو ہو جائے  
کھول دے گیسوے شبرنگ جو وہ غیرت گل  
بہر ز پیا لاش سوخ گروہ لگائے غارہ  
دست رنگین سے جو تو بال بنائے ای جان  
حال لکھ لکھ کے اگر بھیجے مرا اس بُت کو  
یاد ساقی جو کروں عین قبح نوشی میں  
عاشق چشم ہون بھنس جاؤں میں دھوکا کھا  
ہی پر یزاد جو تو رقص کرے مستی میں  
تل نکل آئیں اگر متصل اسکے ای ماہ  
اوچھے شمشیر نگہ کے جو وہ گل وار کرے

اس دھوم دھام سے بے تکلف بے خوف یہ جوان لڑ رہے ہیں کچھ جانکی پروا نہیں گل ہائے زخم  
نخل جسم پر کھلے ہوئے ہیں زخموں کی بدھیاں پڑی ہوئی ہیں چہرے مثل گل شگفتہ قد سرو آزاد باغ  
جرات کے شمشاد لڑائی میں خوب پھولے پھلے لندھور نے جا کر پھاٹک کو گرز سے توڑا اب سب ذرا  
اندرباغ کے لڑتے ہوئے پہونچے ہنگامہ گیر و دار بلند کوئی سرخرو کوئی درو مند اس اثنا میں بادشاہ  
ججاہ بھی آپونچے شاہ نے دیکھا سب جوان باغ میں پیدل لڑ رہے ہیں نعرہ شیرانہ کر کے گھوڑے سے  
کو دھڑے جھوم جھوم کے لڑنے لگے رن پڑنے لگے لگ لگائے ارش کر چکا ہوں کہ شاہزادہ نور الدہر بن



بدیع الزمان نے چونکہ ابھی قید سے رہائی پائی ہی بے سلاح جنگ لڑ رہے ہیں پرانی تلوار جب ٹوٹ جاتی ہی پھر کسی کی تلوار چھین لیتے ہیں مگر فولاد فولاد شکن بھیجا جو چلا تھا طرٹ ایرج کے رخ کیا اودھر سے ایرج بھی نعرہ زن ہوا کہ اودنا مرد میں تو تیری فکر میں تھا مجھ کو سوتے میں زخمی کر کے بڑانا زکیا اب تو سامنے آسے کشتی کا فزاد کھاؤن خدا فضل کرے تو مثل کر پاس کہنہ حیر کرھینکدون فولاد کو نہایت غصہ تھا قتل کرنا ہوا جاتا ہی ایرج نوجوان ایک غول میں الجھ گئے تھے فولاد کا نور الدہر کا سامنا پڑا نور الدہر بھی آگاہ ہوئے ہیں کہ اس بھیا نے ایرج کو زخمی کیا تھا صلیح سے بنے اسکو مارو سر میداں لکارو دور نہ اس تاجر بچے نے اگر قید سے چھڑایا ہی بارگاہ میں ٹھکر اپنا احسان جتانے گا اگر اسکو مار لیا تو البتہ شرم سے سر جھیکا یگا یہ سوچ کر نعرہ کیا ہم گل گلنہار خلیل الرحمن نور ویدہ مومنان و مسلمانان برہم زندہ زمرہ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان فولاد نور الدہر پر جا پڑا ہاتھ تیغہ سیدریغ کا مارا نور الدہر نے سپر بھی کسکی اٹھالی تھی اسی سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ فولاد جو پڑا سپر کے دو ٹکڑے سر پر ہنہ پر تلوار پڑی زخم کاری سر پر آیا بمشکل تیغہ کو سر سے نکالا چادر خون کی چہرے پر آئی مگر ہاتھ تلوار کا مارا فولاد ہٹ گیا اس تکان سے شاہزادے کو غش طاری ہوا گھٹنے زمین پر ٹیک دیے مگر ہاتھ تلوار کا چلا جاتا ہی فولاد نے چاہا بڑھ کر سر کاٹ لون یہ کیفیت دور سے ایرج نے دیکھی قریب تھا کہ صدمے سے روح نکل جائے وہیں سے لکارا اودنا مرد خبردار ہاتھ نہ اٹھانا فولاد کا ایرج جنگ رستمانہ کر کے بچ میں آگیا فولاد نے ڈانٹا باش اونیہ حمزہ بڑا سخت جان ہی اسدن میرے ہاتھ سے بچ گیا مگر خداوند لقا نے تیری قضا میرے ہاتھ سے مقرر کی تھی یہ تلوار مسلمانوں کے خون کا فزا چکھ کلی اگر ہاڑ پر مارون تا بچ کاٹون لان و گزان کر کے ہاتھ مارا ایرج نے گردا سپر کا اٹھایا مگر منظور ہو کہ لپٹ جاؤن اگر خدا فضل کرے اسکو زیر کر کے مسلمان کرون جنگ مغلوبہ تو ہو رہی ہی کسی کا تیر شانے پر ایرج کے پڑا شانہ نشانہ ہوا ہاتھ سپر کا سر سے ہٹ گیا تیغہ فولاد کا پڑا کوئی دو انگل سر میں اتر تھا کہ ایرج نے جیلاری کر کے داستانہ مارا تیغہ جھنکا کر سر سے نکل گیا مگر قطرے خون کے روے زیبا پر آئے زخم کھا کر جیسے شیر بھرتا ہی خبردار خبردار لکے فولاد پر جا پڑا ہاتھ تیغہ دو دو سکینہ کا پلٹ کے مارا چمک کے تیغہ گرا سپر فولاد کے دو ٹکڑے جیسے ابر تیرہ و تار سے بجلی کر کے اگر گزرتی



بعد سپر خود کو کاٹا سراسر کلے اور جڑے کو تراشا سر مو فرقی ہوا سراپے گردن سے مانند قطرہ آب  
صندوق سینے سے مثل سیاب شرمگاہ کے پھانک کو ویران کر کے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا  
مثل لٹھے کے دو ٹکڑے زمین پر گرے مثل برج قصر حسد و نفاق زمین پر آ یا لاش بچیا کے گرنے سے  
ایک غریب بلند ہوا شاہ یورق قریب تھا یکارا ای شہر یار سجان نظم  
وار چلنے کی تو نوبت بھی نہ ہو رو  
واہ رے کاٹ کہ چورنگ غنا کر کیا  
ایک ایک جن کے برابر سے ہو چھے  
اقل ہونے سے فولاد کے گل

فوج کو ہراس لقا کو عالم یاس اور غازیان دیندار و مجاہدان تہو ر شہار سرداران نامدار نے  
اس کیفیت سے شمشیر زنی شروع کی اندر بلغ کے یہ ہنگامہ برپا ہی کافرون کو بھاگنے کا راستہ  
نہیں ملتا ہی لندھو و مالک و بہرام وغیرہ مع بادشاہ حجابہ مصر و جنگ ہین صرف ابھی  
صاحبقران ہین ہوئے مگر نور الدہر جو زخمی ہو کر ایک نخل کے سائے میں گرے شدت زخم سے  
اٹھنا دشوار جب اٹھتے ہین دل میٹھا جاتا ہی غش چلا آتا ہی دور سے قوت بازو نور الدہر ہین  
بریع الزمان عاشق صادق محب واثق ہر بریشہ کلنگان صاحب سا طور گران صفت شکن و  
صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور نے جو دیکھا کہ میرا آقا زمین پر گر اساطور ہفت صدنی کھینچے ہوئے  
صفون کو درہم و درہم کرتا ہوا اپنے کو قریب شاہزادے کے پہونچا یا گرد پھر کر لڑنے لگا سعد بن قباد  
لڑتے ہوئے قریب لقا کے پہونچ گئے ہزار ہا پہلو انون نے اُس مقام پر جان دی بادشاہ سے لقا  
کا سامنا ہو گیا لقا چنچا ای بندہ خوابی کمان آتا ہی ابھی سنگ سیاہ کر ونگا بادشاہ نے للکارا او گبر کیا  
بکنا ہی لقانے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تیغہ مقام پر گانٹھا جھنٹے کی صدا بلند ہوئی الجھا ویسے  
بادشاہ نے ہاتھ نکال کر نعرہ تکبیر کہہ کر لقا پر وار کیا اُس بچیا نے سپر کو اٹھا دیا مگر اُس سپر فولادی کے  
دو ٹکڑے ہوئے تلج بھی کٹا لقا کا سر زخمی ہوا لقا چنچ مار کر بھاگایہ کتا ہوا ارے اس بندہ خوابی کو  
مارو غضب ہوا قدرت کو زخمی کیا لقا کے ہٹنے پر کل فوج کے پانئون اٹھے قریب تھا کہ فوج کو بالکل  
شکست فاش ہو بلوغ سے نکل جانے کی تلاش ہو اُس وقت ایک لکھ ابر سیاہ طرف سے طلسم ہوش ربا  
کے اٹھا جسمین رعد کی گرج برق کی چمک سابقین میں تھریر کیا ہی کہ لقانے افراسیاب کو نامہ لکھا  
تھا اُس نے عقب ریشترن جاو و کوروانہ کیا تھا وہ بچیا اس وقت آکر پہونچا بارہ ہزار ساحران خدا



عقرب کی پشت پر یا سامری یا جمشید کی صدائیں بلند اترتے اترتے اُسے دیکھا کہ باغ خداوندی  
 میں خون کے دریا جاری کئی لاکھ لاکھ کھیت ہو چکا ہوا لاشے جا بجا مثل مرغ بسمل پھرک رہے ہیں خداوند  
 سر برہنہ پا برہنہ سر زخمی مثل صید خائف چیتے ہوئے بھاگے جاتے ہیں سرداران امثال شیر غضبناک  
 کافرون کو قتل کر رہے ہیں عقرب نیشنر ن تخت سے کود کر قریب لقا آیا فوج ساحرون کی ایک  
 گوشے میں اتری مگر عقرب نے بڑھکر لقا کا دامن تھام لیا یا خداوند یہ کیا قیامت ہی قدرت پر  
 یہ مصیبت ہی محکوم افراسیاب نے برائے قتل مسلمانان بھیجا ہی لقا تو بدحواس تھا کچھ نہ بولا مگر  
 بختیارک قریب تھا بڑھکر عقرب سے کہا ارے قدرت خود زخمی ہیں مسلمانوں کے ہاتھ سے  
 صدمے اٹھاتے ہیں تو دیکھ لے بھاگے جاتے ہیں مگر مسلمانوں سے ایسی محبت ہی تقدیر نہیں کرتی  
 کہ وہ پتھر کے ہو جائیں مگر تو اس وقت کیا پوچھتا ہی پھوٹی آنکھوں سے دیکھتا ہی اگر طرہ پیغمبری کی  
 خواہش ہی مشیر قدرت بننے کی کاہش ہی تو جلد سحر کر کے سب کو مار لے عقرب نیشنر پیچھے ہٹا  
 جادو گروں کو آواز دی ہاں دشمنان خداوند کو مار لو یہ لکڑی گولہ فولادی مارا اور بارہ ہزار ساحرون  
 کے ترجیح ناسخ کچھ پیکان کے ماش کے دانے چوٹی دار ناریل چلے معاذ اللہ یا تو سرداران اسلام  
 ننگانہ پلنگانہ جنگ میں مصروف تھے یا یکا یک زمین کا پی کین شعلہ ہائے آتش بھڑکنے لگی ابرسیاہ  
 کر کے پانی برسا زمین تپنے لگی گولے پھٹے اُمنین سے بھی آگ نکلی کوئی منہ کے بہل زمین پر گرا اور  
 کسی کے ہاتھ سے تلوار چھوٹی کوئی پانگل ہو کر رہ گیا کوئی خاموش کسی پر دیوانہ پن کا جوش کسی  
 نے گھبرا کر اپنا خنجر اپنے شکم میں مار لیا کسی نے اپنی تلوار اپنے ہی گلے پر پھیری کئی ہزار آدمی تش  
 سحر سے جل کر خاک ہوا کسی پر برقی سحر گری کوئی رعد کی آواز سے پھرا کر زمین پر گرا بھائی کو بھائی  
 باپ کو بیٹا نہ پہچانتا تھا قیامت آگئی ہر شخص ہی جانتا تھا عقرب نے لقا سے عرض کی اب  
 مسلمان اپنے ہوش میں نہیں ہیں فوج کو حکم دیکھے چار جانب سے گھیر کر قتل کریں ملازمان لقا  
 و ہماہیان فولاد و پردغانے جو شیران دشت نبرد کو اس حال پر ملال سے دیکھا کہ جا بجا گر پڑے ہیں  
 تلواریں ہاتھ سے چھوٹ گئیں کمانوں میں مثل کمر ضعیف خم آگیا مثل تیر خطا کار پاس سے سیدھے  
 بھاگے جاتے ہیں تیر خاموش کھڑے ہیں گرز مثل مردہ زمین پر پڑے ہیں تلواریں بیدم جو ہر  
 برش کم کم خنجر دائرہ خط شکست کمزور کو اٹھیں دوست مثل دشمن رہن کوئی اٹھتا ہی کوئی



اگر تابی کسی زبان سے آہ کی صدا کی کوئی زمین پر مثل مرغ بسمل لوٹ رہا ہے اب تو یہ بھیا قابو پرست  
نشہ بادہ نامردی سے مست تلوارین کھینچ کھینچ دوڑے اُن دست و پاشکستہ کے قتل کرنے پر  
آمادہ ہوئے اُن بھیاؤں کی جو ہر نامردی کھلے چشم زدن میں فلک نے یہ انقلاب دکھایا فتح کی  
شکست حاصل ہوئی وہ بھیا بزدلے جو سامنے سے شیران و شت بند کے بھاگتے تھے تلوارین  
کھینچ کھینچ جا پڑے انقلاب فلک سے خدا بچائے کسی کو روز سبہ نہ دکھائے دنیا ناپا مدار ہوا کی  
عیش و راحت کا کیا اعتبار ہے ہمراہ گنج رنج ہو مقام غیرت سراے سپنج ہو مائتہ عشرت کے مصیبت

ہمراہ عیش و طیش اپنا آیہ فا معتبر وایا اولی الابصار برہو جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باغ و وفا شاخ گل ز فرسہ جو نکلے نشین تھے ملام کبھی گل منہدی کا عالم کبھی لے کی بہا جنیہ پڑتا تھا پر زاروں کے جھومر کا سر مسکن فاخستہ ہو قصر نقش و نگار قصر کو جانے دو باشند و نکو و ان کے کچھ نہ کوئی دوست مونس کوئی نام و دا	ای مقیمان نہ سقف سپر غدار ہو خرابے میں اگر قصر فریدون گذار رات دن چھلین ہا کرتی تھیں وار وار ارغنون ارصد کو بختی تھی صوت ہزار واہ نیزنگ فلک آفرین سبحان اللہ آج کل وہ لب جو جھنڈا ہوا آئندہ چیلین منڈ لانی میں کھستے ہیں کسمت تکیہ گورو گوزن آج ہو بلک کفر اس نہ وہ چھلین ترنگین نہ خود آرائی ہو	نابہ کو حسرت فرزند وزن شہر ویا اُس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا عیش و عشرت کا وہاں تھا ہر وہاں بار تھا و ان تو خزان کو نہ کسی موسم میں واہ ری تیری رنگے فی ابرین و وقار گھونسلے سقوت میں ہیں لاکھون بابون خیاں بان میں پر زراغ و زرخ انبار سببہ لبر زمتنا و بہ لب مہر سکوت کنج تاریک ہو اور عالم تمنائی ہو
--	--	--

یہ انقلاب اس وقت اہل اسلام نے دیکھا وہ کفار ان بھیا کہ جو نام سے بھاگے جاتے تھے کبھی منہ پر نہ آتے  
تھے نعرہ ان دلیرون کا سنکر پشت دکھلاتے تھے اس وقت بڑے بہادر بن گئے موچھون پر تا وہ پھر رہے  
ہیں مسلمانوں کو بڑھ بڑھ کر گھیر رہے ہیں ایک ایک بہادر مایوس اپنی مجبوری پر کف افسوس ل رہا  
ہو طہماس بن عنقویل دیو پرور قریب نور الدہر کھڑا ہے جو بھیا بڑھ کر تلوار مارتا ہے سینہ اپنا سپر کرتا  
ہو زخم نیزہ و تیر اپنے جسم پر لیتا ہے مگر مجبور ہے کہ ہاتھ دستگیری نہیں کرتے پانوں ثابت قدمی کا دم نہیں  
بھرتے بادشاہ حجاجہ سعد بن قبا و ایک مقام پر دریا سے خون بہا رہے تھے تاجدار ان جلیل آب  
شمشیر میں نہا ہے تھے یکا یک عقرب غیشزن کا اُدھر بھی دنک چلا بھیا نے ایک گولہ فولاد کا  
پھینک مارا سب تاجدار لڑنے سے معذور ہوئے تلوارین بیکار خود مجبور و ناچار بادشاہ حجاجہ



یہ مصیبت دیکھ کر دست و عاوطن آسمان کے بلند کیے کہ اوی خالق عالم رحم اپنا شریک کر بندے  
تیرے بذلت و رسوائی قتل ہوتے ہیں نام و سننے ہیں بہادر روتے ہیں قطع

ای آنکہ بہ ملک خویش پائندہ تویی	وز و امن شب صبح نمائندہ تویی	دست من بچارہ قوی بستہ شدہ
بکشائے خدایا کہ کشائندہ تویی	اوی معبود لم یزل اوی خالق عزوجل صفت تیری پتلا خاکی کیا کر سکتا	

اوی قدرت تیری ہر برگ و بار سے آشکار ہے تیری بکنائی پر ہر نوک سبزہ انگشت شہادت زبان خار

سے ظاہر صفت و حدت لفظ	تویی کافریدے زیک قطرہ آب	گہرے روشن تر از آفتاب
تومی آری از لطف جو ہر بدید	بجو ہر فروشان تو وادی کلید	جوا ہر تو بخشے دل سنگ را
تو بر روی جو ہر کشی رنگ را	نیار و ہوتا ناگوئی بیار	زمین ناورد ناگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی	برون زانکہ یاری گری خواستی	ز گری و سردی و از خشک و تر
سرشتے باندازہ یک دگر	چنان بر کشیدی و بستی نگار	کہ بہ زان نیار و خرد و شمار

اوی ستار العیوب دافع البلیات اس بلائے عظیم سے بچا لے بندگان حقیر کو اس آفت سماوی سے  
نجات دے دعا بادشاہ حجاہ کی تمام ہونے پائی تھی کہ تیر دعا بدت مراد پر پہونچا زمین کا پی نعرہ  
شیرانہ صاحبقران کی آواز آئی باعث یہ تھا کہ ایرج نوجوان کے جانے کی خبر سنکر بدخواہی  
مین راستہ فراموش کیا تھا جو اہرن عمر و شبکل تمام رہبری کر کے لایا اب جو صاحبقران نے  
ملاحظہ کیا قیامت آشکار ہو ہر سردار مجبور و ناچار ہو زمین کا پ رہی ہو شعلے نکل رہے ہیں  
نخل باغ آتش سحر سے جل رہے ہیں ایک جانب بادشاہ عالیجاہ پاگل ایک جانب لندھو  
و مالک و بہرام بیدل ہزار ہا ساحران غدار سحر کر رہے ہیں بس صاحبقران نے بغیظ

و غضب تمام نعرہ کیا نعرہ امیر	منم سر کن لشکر کافران	بہ پیشم نکون شد سر کا فران
منم اختر برج عز و جلال	منم ہا ہتاب سپہ کمال	سمندون بہ پیشم فراری شد
ہم عفریت از مستغمار ی شدہ	ہمہ قاف از کفر شد پاک و نسا	سلیمان کو چک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام	مگر امیر با تو قیامت ملاحظہ فرمایا

کہ تمام سرداران نامی مع بادشاہ حجاہ بیدل ہیں مرکب کو تل باغ میں جا بجا سر مکرار رہے ہیں  
امیر بھی پشت اشقر سے کو دپڑے باو از بلند فصاحت و بلاغت اسم اعظم الہی پڑھتے ہوئے



قریب سعد بن قباد کے آئے اسم اعظم دم کیا سحر بر طرف ہو کسی جادوگر کو دوڑ کر ہاتھ تلواری کا مارا اسکے مرنے سے چند کس کے ہوش درست ہوئے لڑنے مرنے پر پھر جست ہوئے جسے سحر سے رہائی پائی تلواری کھینچ کر لشکر لقا پر جا پڑا مگر صاحبقران ملاحظہ فرماتے ہیں کہ تمام بلخ سحر ساحر سے آتش بہار ہو رہا ہے کہیں پانی برستا ہے جس سردار کے قریب دیکھا کہ کوہی تلواری کھینچ کر ہو چکا انور کا شیرانہ کر کے اسکے پاس پہونچے اسکو قتل کیا اپنے سردار کو بچا یا عجب پریشانی ہی مثل اُمیہ حیرانی ہو کس کس کو بچائیں اکیلے ہر غول میں کیونکر جائیں مگر تیغہ سلیمانی ہاتھ میں بادہ جرات سے مست غصے سے چہرہ گلنا ر غم میں اپنے سردار و نکلے مثل لالہ دل داغدار نظم

عقرب آیا کہ العیا ذبا لند اک حلقے میں پست ہو گئے سب کافر بیدست ہو گئے سب

مگر امیر کو مشکل یہ ہے کہ ہر سردار سحر میں مبتلا ہے لشکر کفار ایک ایک کے قتل پر آمادہ ہے ساحرون کی شورش عقرب نیشزن کی کوشش آمد و رفت میں خود تو سرا طہر سے گر گیا ہے ساخر تو اسم اعظم بدحواس ہیں بھاگتے پھرتے ہیں آپ ہی سحر کرنے ہیں آپ ہی بہت سے بھاگ کر قریب عقرب نیشزن کے آئے عرض پیرا ہوئے عجب طرح کا معاملہ ہے سحر ہم لوگوں کا تاثیر نہیں کرتا ایک جوان خوشرو آفتاب مثال خورشید جمال شیر مشیہ جرات صاحب سطوت و صولت جب سے معرکہ جنگ میں آیا ہی ہزار ہا ساحرون کو حضور کے قتل کیا ہی اسپر اگر سحر کرنے ہیں اُلٹا پلٹ آتا ہی اس نیرنگ سے حضور کے غلاموں کا دل گھبراتا ہی سر اٹھا کر دیکھیے ہزار ہا مسلمان مثل مردیکے پڑے تھے اب وہ جنگ میں مصروف ہیں عقرب نے کہا وہ بھی کوئی بڑا جادوگر ہو گا شیطان دگاہ خداوند سے اُسکا نام پوچھو دریافت کرو کہیں کارہننے والا ہو ساحران ہو شر با سے ہی ملک کا ساحر نہیں لاسکتا عقرب یہ کہ رہا تھا کہ بختیارک غل مچاتا ہو مثل صید خائف قریب عقرب آیا کہا ای عقرب غضب ہو گیا اب تک تمہارا کوئی سر کو ب نہ تھا سحر عرب صاحب اسم اعظم ہو دیکھو تمہارے ساتھ والوں کا لبون پر دم ہی جلد اسکی کوئی تدبیر کرو عقرب نیشزن نے کہا ملک چلا اگر پہلے سے آگاہ کرتے ہیں اسکی بھی فکر کرنا عین گرمی جنگ میں یہ ممکن نہیں ہے اور سب پر تو سحر تاثیر کرتا ہی ایک جوان کی کیا حقیقت ہو کہ لاکھوں سے لڑے اپنے سرداروں کو حکم دیتے ہے اُس جوان کو تیر و تیغ و تبر سے قتل کرین چار جانب سے گھیر لیں میں اور دن کی فکر میں ہوں



حکم خداوند ہو تو طبقہ زمین کا اُلٹ دون بختیار رک کو یہ بات پسند آئی فوج کو بڑھکر ترغیب کہ  
 کہ یار و مثل آج کے روز سعید نصیب ہو گا سب مسلمان اندر باغ کے آگئے ہیں بحرین عقب  
 نیشترن کے کچھ پھنسے ہیں چند بچے ہیں حمزہ مالک اسم اعظم ہی اسکو سب طرف سے گھیر لو  
 اگر حمزہ کو قتل کیا فوج عظیم حاصل ہوگی لقا پر ستون کو تسکین دل ہوگی قدرت کو سرفراز کرینگے  
 تمھاری ہمت پر مردان عالم ناز کرینگے یہ جو اس بھیا نے ترغیب دی سلیمان عنبرین موے  
 کو ہی بصد قہر و غضب تیغہ خون آلود کھینچ کر بڑھا کو میون کو للکارتا ہوا یار و مقام عبرت ہی  
 جسدن سے مسلمان آئے کیسے کیسے مردان لوگوں کے ہاتھ سے مارے گئے آج حمزہ کو قتل  
 کرو مسلمانوں کے خون سے ہاتھ بھر و قدرت وعدہ فرما چکے ہیں کہ جسدن بالائے قیطان  
 پہنچو نگا تقدیرات زنگارنگ کرو گا جتنے ہماری محبت میں مرے ہیں زندہ کیے جائینگے خلعت  
 حیات پائینگے آج مسلمان بکھر نہ جانے پائین تمھاری جرات کے ذکر رہ جائیں اب تو تمام کو ہی  
 طرف صاحبقران زمان کے بڑے تلوار و نیزہ و تیر ہر طرف سے چلنے لگا صاحبقران  
 ہمہ تن چشم بنے ہوئے ہیں ان بھیاؤں کو بھی جواب دیتے ہیں سرداران زخمی کی بھی خبر لینے  
 ہیں مگر اب زخم سراطھر پر آنے لگے سر سے خون جاری کفار لا انتہا ساحرون کا بلوہ ہر چند کہ  
 بادشاہ حجاجہ سحر سے رہائی پاپچکے ہیں جنگ میں مصروف مگر جب سحر ساحران چل جاتا ہی زمین  
 پائون مقام لیتی ہی اور بادشاہ نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران زمان سے اور سلیمان کے  
 مقابلہ پڑا سلیمان عنبرین موے کو ہی نے خبردار خبردار کہ سر صاحبقران پر ہاتھ مارا اس  
 زور و شور سے اس مقام پر تلوار چلی ہی کہ زمین کانپ رہی ہی ایسے وقت میں اس بھیا سے  
 مقابلہ پڑا اسکی تلوار کو روکا تیغہ عقب نیشترن کا ہاتھ لگایا امیر با توقیر کی تو تلوار اور ایک  
 کافر پر پڑی اسکے دو ٹکڑے ہوئے مگر سلیمان نے پہلو سے آکر ہاتھ لگایا سر اسر صاحبقران  
 کا زخمی ہوا امیر نے غصے میں نعرہ شیرانہ کیا سلیمان عنبرین موے کو ہی کی تلوار پر ہاتھ  
 ڈال دیا اور چھین کر کھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کے سلیمان کو دست حق پرست پر بلند کیا  
 اسقدر تلوار بن پڑیں کہ صاحبقران نے کئی زخم بھی کھائے اور سلیمان نہ رک سکا چھوٹ  
 گیا زمین پر گرا کو میون نے اسے اٹھایا کو ہی سخت جان چوٹ کھا کر پھڑپھڑنے لگا صاحبقران



کا حال ابتر ہو اور زخم ہائے کاری جسم اطہر پر اودھ بادشاہ نے بقیرا ہو کر آہ کی اودھ صا جہ قرآن  
نے عالم باس میں بن نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا دیکھ کر چہرے کیا اشعار

تو کوئی ہر آنکس کہ در رخ و تاب | دعائے کند من کم مستجاب | جو عاجز رہا تندرہ و انہم ترا  
درین عاجزی چون نخواستم ترا | دیگر کہیں بہ کسے نالہ و مارا تو ہے | من پیش کہ نالہ کہ مرا نیست کسی

برائے دعائے صا جہ قرآن در اجابت و انتقاد دفع بلا کا وقت آگیا تھا دریاے رحمت آگئی  
جوش میں آیا مثل ابر رحمت بصد صولت و شوکت لکہ ابر گلنار آسمان پر نمایان ہوا اس بارے  
بارش مر و ارید ہوئی برق کی چشمک زنی صد ہا ہلال ظاہر ہو کر چھپ جاتے تھے عارض گلگون  
جانان کے قریب خجرا بے ابر و نظر آتے تھے صد ہا طائر ان زمرہ سر اگر و ابر اشعار بہار یہ

پڑھتے ہوئے چلے آئے ہیں نظم | آج سیلاب رہا ہن خوش کی بل بل باغ | شاخہ لہے گل لہاے ہیں زنگل باغ  
سنائی باغ میں ہونے گفتگو تیری | چمکتا کہیں غنچہ تو آئی بو تیری | فلک کے نالہ سوزان بھونکے لہے بل  
نکالنے نہیں بتایا یہ آرزو تیری | اختیار رک نے تو خوش ہو کر لہاے کہ آیا خداوند کوئی تقدیر تو کی

افراسیاب نے کسی اور جادوگر کو بھیجا کس زور و شور سے ابریا قوتی اٹھا ہی یا خون کا دریا جوش  
مار رہا ہی یا آسمان یا قوتی پیش نظر ہی یا کوہ پر شکوہ احمر ہی لہاے کہ آیا شیطان در گاہ من کا رخاہ دور  
کے قدرت پر موقوف ہیں نہیں معلوم فقیر کیا ڈالتا ہی کیا کالتا ہی ہمارے بندے خاص الخاص  
افراسیاب کی آمد آمد ہو دیکھو ہر سرخ کی کیا شد و ہو اسکو قدرت کی مدد میں بڑی کہہ ہی آج خود  
برائے قدوسی آیا قدرت اس کے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کراینگے اپنے بندہ خاں کو طرہ پنہیری حرمت  
فرمانینگے اختیار رک نے کہا آپ نے تو یہ تقدیر کی گرا نیخانے اور کچھ تدبیر کی یہ مطلع اس مقام پر

خوب صادق آتا ہی پیش خوانی میں پڑھا جاتا ہی اشعار | چرخ کوکب ہی سلیقہ یہ جفا کاری میں  
کوئی معشوق ہی اس پر وہ زنگاری میں | طلب و دوست نمی شربت کھڑی | جان بیتاب ہی پھری طبیعت ٹھہری  
جتنی آنے سے میری طبیعت ٹھہری | اس قدر بھی کبھی صل کی ساعت ٹھہری | دیر سے یار و ہونے میں کی ہی کہنے  
نامہ بریار کی آمد بھی قیامت ٹھہری | وہ گلزار آئے نہ آئے خوشی تو ہی | مایوس ہیں نہیں ہوں مگر بکلی نوری

مزا ہو بادہ غواری کا جو گلشن میں بہا آئے | کھلے میخانے کا در ساقی رنگین عذار آئے  
بہا آئی گھٹا گھٹو چھائی اور برس نکلے | وہ گل پہلو میں ہو کچھ تو میرے دلی ہوس نکلے



رباعی بری پیدا ہمارے ہوگی | عیان لیلی اسی محل سے ہوگی | کرے گا قتل مجھ کو پھیر کر منہ  
یقین ہو بے رخی قاتل سے ہوگی | لہانے کہا اے کیا یہودہ بکتا ہے کسکے کسکے مطلع پڑھتا ہے کس کسکا  
کلام یاد رکھتا ہے بختیارک نے کہا جو لکھنؤ میں عمدہ عمدہ شاعرین علم شاعری سے بخوبی ماہرین ہنسی  
احمد حسین صاحب قمر داستان گوئی میں بے مثل شار بے عدیل ہیں اور میر ضامن علی صاحب  
جلال شاعر جلیل اور میرزا کر حسین صاحب یاس فلک اساس اور میر شوکت حسین  
صاحب عقل و ہنر مخلص بہ سحر یہ سب صاحب کامل و اکمل انہیں بھی مہجنتین رہتی ہیں بھنن  
کے شعر مطلع یاد رکھتے ہیں میری شاعری بھی چلتی ہو دیکھیے اب مرلیا باجا چاہتی ہے اور قریب  
آیا تم تو جانتے ہو میرا کوئی دوست ہے اور میرا یہ قول ہے کہ مسلمانوں پر اب انتہا کی مصیبت ہو گئی  
خدا سے نادرہ نے مدد بھیجی ہوگی بختیارک یہ باتیں کر رہا تھا کہ ابریا قوتی شق ہوا دیکھا ایک  
نازنین سرود خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار چشم جادو خال ہندو خنجر ابرو خوشخو مشکین مشعر  
زلف معنبر برہم رویت تیرہ شبست ادوادی موسے ہجامہ صبرم در کف عشقت دامن سف دست لیجا  
دیگر اگر وہ کھوے لکے کیسے شکست نکلے یقین ہے باغ سے سنبل کشادہ ہو گئے جوڑا تر چھا بندھا ہوا اور یاے  
جواہرین غرق لباس فاخرہ زیب جسم طاؤس زربین بال پر سوار وہ ماہ رخسار جب آنکھوں کو  
گروش دیتی ہو گردش لیل و نہار آنکھوں سے گرجاتی ہے باغ میں چشم نرگس شرماتی ہے زلف معنبر کو  
دیکھ کر سنبل ہیچ و ناب کھاتی ہے بچہ نگارین کو جب اٹھا دیا ابریا قوتی سر پر تڑپا لقا اس نازنین حسین  
کو دیکھ کر بقرار ہو گیا دانت نکالنے لگا ریش فش پر ہاتھ پھیرا زبان پر جاری ہوا من چہ تقدیر کردم  
اس بادشاہ ملک خوبی تاجدار اقلیم محبوبی کے کان میں صداے یار باہ یا مستغیثا کی جو پہونچی  
طون میدان جنگ کے متوجہ ہوئی عجب قیامت برپا دیکھی کہ سرداران اسلام زخدار بقرار  
کوئی پڑا تڑپ رہا ہے کوئی سیار گلشن جنان ہو چکا ناظرین کو یاد ہو گا کہ حقیر نے اول میں تحریر  
کیا ہے کہ ملکہ مخمور سرخ چشم خواب پریشان بمقدمہ شاہزادہ نور الدہرین برج الزمان  
دیکھ کر چلی تھیں اسوقت اگر پہونچیں عجب پریشانی و سرگردانی میں لشکر اسلام کو دیکھا جیسا کچھ  
تحریر ہوا کہ سب سے زیادہ نور الدہر زخمی برابر اُنکے طہماس بن عنقول دیو پر در  
پڑا ہوا زمین پر لوٹ رہا ہے سا طور ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے صاحبقران نے کسی زخم کھائے ہیں



ہزار ہا سردار سحر میں پھنستے ہیں ایک بھیا سحر غدار سیاہ بد انجام مع بارہ ہزار ساحرون کے  
 سحر کرتا پھر تا ہی سلمان اپنی زندگی سے تنگ خوف نام و تنگ قدم چھپے نہیں ہٹاتے دھم دھم  
 سے گلے ملاتے ہیں مر رہے ہیں مگر دم جرات کا بھر رہے ہیں یہ جو ملکہ مخمور سرخ چشم نے معرکہ  
 جانگزا دیکھا کلیجہ منہ کو آگیا وہیں سے نعرہ کیا با شیدا و کفار ان بھیا وادی نابکاران پر دغا ہم  
 صاحب قدر و خشم ملکہ مخمور سرخ چشم گرتے گرتے گنٹھے سے دانہ یا قوت احمر کا لکلا ساحرون  
 کی جانب کھینچ مارا دانہ ٹکڑے ہو کر جادو گرون کے سر پر پڑا کئی سو جادو گرون کے سر پھٹ کر  
 زمین پر گرے تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوئے عقرب نیشترن نے گھبرا کر پکارا ارے  
 کیا غضب ہوا یہاں مخمور کہاں آگئی نخب تیار ک تو اچھلنے کو دانے لگا کہا میان عقرب  
 صاحب بھاگیے اب دوسرے کے ڈنک سے بچے ہم کہتے تھے اچھی بات نہیں ہی مسلمانوں کو  
 نہ سناؤ مگر تم کیا کرو ہو جب مثل شعر فیش عقرب نہ از پئے کین است پمقتضای طبیعتش این است  
 اور لقا کے دو ہڑ مارا کہا یا خداوند آپ تو بھاگ کر بکل جائیے اس قتال عالم سے جان بچائیے  
 بی مخمور سرخ چشم کے سحر اکثر دیکھے ہیں طبقے زمین کے ہلا دیے ہیں شیدا اے جمال نور سالہرین  
 بدیع الزمان صاحب شوکت و شان افراسیاب کی قوت بازو کھلاتی ہیں جوش عشق میں  
 شریک مسلمانان ہوئیں دیکھو تمھاری تقدیر پلٹ گئی ہماری تدبیر کرسی نشین ہوئی جب تک لقا  
 بھاگنے کا قصد کرے ملکہ مخمور سرخ چشم نے جسیر نگاہ نشلی ڈال دی مست ہو کر اشعار عاشقانہ  
 پڑھنے لگا چار طرف یہ صدا بلند ہوئی نظم

سیکڑوں آنکھوں میں تھیں ہی پیاری آنکھیں  
 دھونڈھتی پھرتی ہیں اس گل کو ہماری آنکھیں  
 چل رہی ہیں روش باد بہار ہی آنکھیں  
 دیکھنے میں تو چھری ہیں نہ کساری آنکھیں  
 خود نکلا ہو میں اس سیل میں جاری آنکھیں  
 دے وہ حق میں مجھے ایاز دباری آنکھیں  
 قبضہ شوخ نگاہی میں ہیں ساری آنکھیں

چشم انصاف سے دیکھیں جو تمھاری آنکھیں  
 چین و انجمن و تخلیہ و خلوت میں  
 باغ باغ آنکے اشاروں سے ہوا جاتا ہوں  
 مارا تاراج دھراک تر چھی نظر کی تم نے  
 قلم اشک حبابوں سے جو خالی دیکھا  
 حیرا جلوہ نظر آئے جو بتوں کو دیکھوں  
 شرم کو اب نہیں ملتی کسی گوشے میں بھی جا



سنگریز سے ہن شب بھر مجھے اختر بھرج  
وہ مجھے نے مین کوئی حور لہتا آتا ہی  
جس جگہ جاہور ہو آ کے گھر اپنا کر لو  
دیکھے دیکھتے سامان شکست دل کے  
یہ جو پھر جاتی ہیں پھر جاتی ہی سے اک خلق  
شادی وصل ہو یا دیکھے رنج فرقت

کیون نہ پھر امین دم بجم شمار می نکھین  
دیکھ لیں پردہ نشینوں کی سواری آنکھین  
دل ہی تم سے ہمیں پیارا ہی نہ پیاری آنکھین  
ٹوٹ آئنگی کسی روز ہماری آنکھین  
گردش بخت دکھاتی ہیں بھاری آنکھین  
آج کل دونوں پھر کتی ہیں ہماری آنکھین

ایک قیامت لشکر عقرب نیشترن میں برپا ہو گئی سیکڑوں ساحر و غیر ساحر نے چشم مجبور  
مجنور کو دیکھ کر گئے اپنے اپنے کاٹ ڈالے مگر ملکہ مجبور سرخ چشم نے حال نور الدہر بن  
بدیع الزمان و طہاس جو بہت اتر پایا جھولی میں سے ایک شیشہ مثل شیشہ ساعت طرف  
ان دونوں کے پھینکا نور الدہر اور طہاس اس شیشے میں بند ہو گئے اور سب کی آنکھوں سے  
مخفی تھے کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ ان دونوں جو انون پر کیا لڈری ملکہ مجبور سرخ چشم کو منظور ہی  
کہ جھٹ پٹ عقرب نیشترن کو قتل کر دیں اور نور الدہر کو لیکر واسطے علاج کے صحران بنگلہ ان  
لشکر غیر ساحران سے ہر چند کہ صاحبقران و سرداران نامی زخمی ہیں اُسپر بھی سمجھ لینے یقین  
کہ شکست فاش دینگے یہ سوچ کر نور الدہر اور طہاس کو نظر مردم سے مخفی کیا آپ ساحران  
غدار پر جا پڑی گاتی دوپٹے کی بندھی ہوئی پانچون میں گرہ دی ہوئی سینے پر ابھار صورت سے  
ظہور قدرت پروردگار فیلی آنکھیں تیر دل و زلمکین سحر آگین نگاہیں چال میں اٹھیلی جوانی کا  
عالم ساتھ ساتھ جلال و حشم نقیب ادب و ور باش کی صدا دے رہا ہوا اقبال و مہدم قدموں کو  
بوسہ دیتا ہر غصے سے چہرہ لال عارض بدر کمال کسی جادو کرنے سحر کیا ہاتھ ہلا کر اسکو دفع کیا  
شاید اُس نے کوئی کلمہ سخت کہا غصے میں کچھ پڑھ کر ایک ملاچہ مارا سر اس کا فرخا سر کا گردن سے  
اڑ گیا کسی کی دونوں ٹانگین پکڑ کر جھڑا مارا چیر کر پھینک دیا کبھی ہاتھ چمکایا برق گری کئی سو  
کے سر کاٹ کر نکل گئی کوئی صفت شعلہ آتش قدر و غضب سے جل گئی مگر اس جلدی میں ٹر رہی تھی  
اب صاحبقران زمان اور بادشاہ اسلام کو یہ نہیں ثابت ہوتا کہ کوئی ہماری مدد کر رہا ہے سردار یہ  
سمجھے ہیں کہ صاحبقران کے اسم اعظم پڑھنے سے ہمارے ہاتھ پاتوں میں طاقت ہوئی آنکھوں



میں بصارت ہوئی فوج لقا پر جا پڑے ہیں ساحرون کا خیال بھی نہیں امیر نے بادشاہ کو گھوڑے  
 پر سوار کیا آپ بھی پشت اشقر پر سوار ہوئے لہندھور و بہرام وغیرہ کے ہاتھ پانوں میں طاقت  
 آتی جاتی ہوا اپنے اپنے مرکبوں پر سوار ہو رہے ہیں شاپور شیردل نے ایرج نوجوان کا مرکب  
 پہنچایا یہ شیر کرہ بن اشقر پر سوار ہو کر مہیون پر جا پڑا ہوا ان نامردوں پر بڑا غصہ ہو گیا  
 فولاد شکن کو پہلے ہی واصل جہنم کر چکے ہیں اب اُسکے سرداروں سے تلوار چل رہی ہے وہ سب  
 بھیا قتل ہونے سے افسر کے بدحواس ہیں بھاگنے پر آمادہ ہوش میں سوار نہ پایا وہ علم زنگاری  
 کو بڑھ کر قلم کیا کو مہیون پر علم ماتم گرامنڈ اٹھ گئے جس طرح سے بن پڑا لاش کو فولاد شکن کی  
 اٹھایا ایک کھٹے پر ڈال لیا ایرج نوجوان تعاقب کرتا ہوا چلا آتا ہی بادشاہ اور صاحبقران  
 فوج لقا کو پامال کر رہے ہیں سنجانی باختری مشتری حصاری جنگ سے عاری آمادہ گریز صد  
 بریز بریز بھی الامان کبھی یا خداوند لقا کہ لکھا جاتے ہیں ایک جانب مالک اژدر کے نیزہ باز  
 جنگ رستمانہ کر رہے ہیں جسکے سینہ پر کینہ پر بڑھ کر نیزہ مارا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا ہوا دے کر  
 نیزے پر اٹھا لیا زمین پر مارا استخوان اُسکے چوچر ہوئے ایک جانب شاہزادہ داراب  
 کشور کشاف زندجرہ عرب بفر و غضب ایک جانب صفدر و صف شکن شاہزادہ ہاشم تیغزن  
 مصروف تیغزنی پہلو میں انکے انکا نور نظر خورشید بن ہاشم چہرہ مثل آفتاب روشن صف  
 دشمن کو پراگندہ کر رہا ہوا لقا نے تو اوپر شکست فاش کھائی باغ مینا سے نکل کر وہ کینہ بھاگا مگر  
 ملکہ مخمور سُرخ چشم سحر کرتی ہوئی قریب عقرب نیشزن پہنچی اب عقرب نیشزن نے ملکہ  
 مخمور سُرخ چشم کو پہچانا آواز دی او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تو نے شہنشاہ افراسیاب بادشاہ  
 طاسم ہوش ربا کا ساتھ چھوڑا بیان بھاگ کر آئی ہو تیری قضا شاید میرے ہاتھ سے ہو اگر جان  
 عزیز ہی تو رد مال سے ہاتھ باندھ کر میرے ہمراہ چل خطا معاف کرادو گا ملکہ مخمور سُرخ چشم نے فاش  
 اولمعاون یہ میدان جنگ ہی کچھ افسوسگری دکھا سامنے آغیر ساحرون سے تو خوب لڑ رہا تھا  
 دیکھ تو وہ تیرا خداوند لقا کمان گیا وہ ننگے سر بھاگا جاتا ہی کیا خوب مذہب ہی مبتلا ہے بلا وہ  
 بے ادب ہی یہ کہتی ہوئی قریب عقرب نیشزن کے پہنچی عقرب نے گولہ فولاد کا مارا ملکہ  
 مخمور سُرخ چشم نے کہا اویسیا بھیر کیا سحر کروں فقط مسکرا دیا غنچہ دہن وا ہوا سپیدی و نہتگی



چمکی برق جہندہ گری گولی لکڑے ہو گئے وہ لکڑے اسکے ساتھ والوں پر پڑے بیس ساحر و اصل جہنم ہوئے  
نخل بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوئے عقرب نیشترن اور زیادہ جھلایا جھولی سے ترخ نکالا  
ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیوں اس قدر بے قرار ہوتا ہے وقت جنگ ہم ہنستے ہیں اور تو اپنے نصیبوں  
کو روتا ہے اسے ترخ مارا مخمور کے ہاتھ میں ایک چھری یا قوت احمر کی کٹی ترخ کو اس پر دو کا ترخ  
بھی پھٹا کئی جادو گر اس سے بھی تمام ہوئے اب تو عقرب نیشترن نے نیچے سر کھینچا گویا دنگ  
ہلایا ہاتھ ملکہ مخمور پر مارا ملکہ مخمور نے نیچے طلائی کمر سے کھینچ کر بجائے سپر چہرے کی پناہ کیا قبضہ تو  
فتح پر ہو چکا جو ہر جرأت ملکہ مخمور سرخ چشم ظاہر میں دلاور ان ہو شر باخوبی ماہرین نیچے اسکا  
ٹوٹ گیا پہلے ہی شکست نے چہرہ دکھایا مثل سپر جاہار و گردان ہوں مگر مخمور سرخ چشم سے کب  
پناہ ملتی ہو کلی نخل حسد کی کب کھلتی ہو خبردار خبردار ککے ملکہ مخمور نے اپنا وار کیا اسے سپر سر کولہند  
کیا نیچے ہلالی ترپ کر گرا مثل قرص آفتاب سپر کٹی عقرب نیشترن کے دو ٹکڑے ہوئے ملکہ نے  
مٹھ سے اُف کیا ایک شعلہ نکلا خرمن ہستی عقرب نیشترن کو جلا کر خاک کیا چشم زدن میں  
لمعون کا قصہ پاک کیا ساحران باقی ماندہ لاشہ عقرب نیشترن کو لیکر طرف طاسم ہوشرا کے  
بھاگے بھاگے بھاگتے مخمور سرخ چشم نے کئی ہزار کو جلا دیا اب جو مخمور ملیٹی کہ جا کر نور الدہر  
اور طہماس کو اٹھاؤں دیکھا کہ میرا شیشہ سر ٹوٹا پڑا ہے چند دانے ماش کے اور چند دانے  
رائی کے وہاں پائے ہوش اڑ گئے کہ او مخمور سرخ چشم بڑا غضب ہوا کوئی ساحران دونوں  
کو اٹھا کر لے گیا بہ تجھیل وہ دانہ اٹھا کر ہاتھ میں لیے اور بقہ و غضب تمام جستجو میں حلین انکو توراہ  
میں چھوڑ دیا اسی جملے سے داستان رنگین سحر آگین گذارش ہوگی مگر صاحبقران نے جب  
دیکھا کہ لقاسا منے سے بھاگ گیا جملہ سرداران زخمی کو اٹھوا کر نوبت و نقارے بجاتے ہوئے  
داخل لشکر طفر اثر ہوئے لقانے بھی انتہا کی شکست کھائی ہو اس بھیا نے فوراً نامہ متضمن قتل  
عقرب نیشترن و بہ امید طلب مدد طرف افراسیاب کے روانہ کیا ہو اور صاحبقران  
زمان جب لشکر میں آئے سرداروں کا شمار کیا طہماس و نور الدہر کو نہ پایا شہرنگ بن  
عمرو سے کہا تمہارے آقا اور طہماس کا نشان نہیں ہے شاید زخم داری میں عیاران لقانہ  
گرفتار کر کے لے گئے ہوں شہرنگ نے عرض کی حضور نے آنا مخمور سرخ چشم کا ملاحظہ کیا



تھا خدا نے اسکو عین وقت پر پہنچایا اسنے عقرب نیشن و غیرہ کو مار القا جسوقت تک  
 باغ سے بھاگ کر نکل گیا ہی میں نے نور الدہر اور طماس کو زیر نخل دیکھا تھا پھر اس مقام پر  
 ایک اندھیرا ہوا غلام نے جو بہ نگاہ غور دیکھا کئی جادو گر نیاں سیاہ فام نور الدہر اور طماس  
 کو اٹھا کر لے بھاگے نہین معلوم کون تھیں غلام ابھی تلاش میں جاتا ہی یہ کلمہ شبنم گ روا نہ ہوا  
 صاحبقران نے ایسج نوجوان و غیرہ کی زخم و زنی کا حکم دیا خود داخل بارگاہ ہو کر مصروف عیش ہو  
 دو کلمہ دستان حیرت بیان ملکہ مخمور سرخ چشم کا تلاش میں نور الدہر کی جانا اور  
 بر سر کوہ ایک ساحرہ کے قبضے میں پانا اسکو قتل کرنا نور الدہر کو چھڑانا اور گہر ریزی  
 خامہ مشکین نگار کی یعنی شروع ہونا حالات طاسم جمشید کا بعد گرفتار ہونے ملکہ مخمور  
 سرخ چشم کے جانا شاہزادہ نور الدہر بن برج الزمان کا بر اسے فتح طاسم جمشیدی  
 کہ جہان سے نشان رہائی شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی و صلح  
 ہوتا ہی و دیگر حالات عجائب و غرائب کہ اب تک تو نور نظر ناظرین سے نہ  
 گذرے ہوئے یہ مقام حیرت انجام عجب شرح و بسط و ربط و ضبط سے ملو  
 ہی کہ مشتاقان خوشنویس ملاحظہ فرمائیں یقین کامل ہی اس حقیر کو بدعا سے خیر  
 یاد کرینگے بیان کیے جاتے ہیں شہر

امید قوی ہے یہ احباب سے | اٹھائیں حظ اس نثر نایاب سے

### اشعار ساقی نامہ تصنیف مصنف

کہ طہر تو ای ساقی ذیوقار	پلا سا غر بادہ لالہ زار	عطا کر کوئی جام اگر اور ہی
شراب طلسمات کا دور ہی	صد اقلقل کی ہو یون بلند	چٹکتا ہی جیسے طاسم سپند
لبالب پلا سا غر زنگار	کہ ہی چشم مخمور کو انظار	نہ خالی سمجھ سا قیا میرا جسم
فقط عنصر کی کا ہی یہ طاسم	گلابی پلا پھول سی خوشگوار	کہ ہی باغ مینا و می پر ہبار
ہی جو بن پہ بنت العنب آجکل	کہ پھیلی ہو رند و نہین جنگل	یہ میخانہ ہی یا کہ میدان رزم
ہر اک رند کرتا ہی لڑنے کا غم	ہی تمشیر بران کہ موج شراب	سپر کا سہاے کی لاجواب
رکھے ہیں سہو یا کہ فرق نمود	یہ سب منقلب جام ہیں یا کہ خود	ہو آواز قلقل کہ جنگلی خروش



گزستون کو ہونٹہ موکا جوش عطا کردہ منجھوئے لالہ فام کہ ہو دور گردون بھی جہیز نثار خدا را وہ دے بادہ سرخ فام لگا منجھوئے جام کو دلپذیر قرطیع روشن ہو اب جوش میں	بہار آئی ساقی وہ دے جام نور کہ ز اہ بھی ہو منٹھون کو چلے دم ز لال تو لالی ہو جستجو نظر آمین مضمون رنگین تمام لبالب عطا کردہ جام شراب کہ اس نشہ میں بھی ہو نہیں ہوش میں	کہ ہو غنچہ دل کو میرے سرور نہجے چاہیے ہی وہ خوشگوار مرے منجھوئے سے جلدی لگا دو کہ طہری تو ای ساقی بے نظیر بخل جس سے ہو جلوہ آفتاب عزل تصنیف نیر
--	---	--

خوش ہو میں تم گالیان دو اور مجاؤ ہنسکے دس پانچ بوسے لیکے اُنکے پانچ بوسے جب لے قدم کو پیکے بولا ز اہ نادان یہی دس شجر بھی ہیں نہیں بھولے پھلے گلزار میں عاشق زلف سیہ حکم صنم سے دیکھے میں وہ نازک طیر ہوں میرے پھنسانیکے لیے میں بوسے وصل کی شب لیکے میں گویا ہوا کہ رہا صیاد ہی اس دم گردن گافچ میں دس برس کے بعد تیر کا کرو پورا سوال	کرد و لیکن پورے بوسے میرے جانان دس دس ہنسکے بولے اب تو پورے ہو گئے پھر دس دس پی لے ساغرہین میں نے نیشکر کی رس کے دس ہاں خزان نے کر دیے ہیں ڈھیر خار و جس دس قید خانے کو چلے زنجیر میں ہیں کس کے دس دام صیادوں نے بنوائے ہیں گل کی رس کے دس دس تو ہیں ہاں ہانکے دیکھو اور ہیں بس کس کے دس جنت ہو جائینگے طائر دام میں جب پھنس کے دس دید و اسکو آج بوسے ای صنم تم ہنس کے دس
---	---

رہروان منازل طلسمات عجائب و قطع کنندگان مراحل مضامین غرائب و سیاحان و شت  
پر ہول فساد رنگین و باد یہ پیایان صحراے خارستان و حشت آگین مسافر کلک جواہر  
سلاک کو رہبر قرار دیکر بعد کرو فراس راہ پر خطر طاسم کو یون طو کرتے ہیں بیت سخن سخن  
و خواص دریائے ہوش و چنیں رخت گوہر بدایان گوشہ کہ وہ شیفۃ جمال محبوب و حسن  
مطلوب پریشان و رنجور یعنی ملکہ مخمور جب عقرب میثرن کو قتل کر چکی اور اپنی تسکین وہ قلب  
ناصبور کو زیر نخل پایا بلکہ کچھ اسباب سحر ہاتھ آیا صاف ثابت ہوا کہ کوئی ساحر یا ساحرہ نور اللہ  
اور طہاس کو اٹھا کرنے کے عین وقت پر مجکود غ دے گئے قریب تھا کہ کلیجہ شوق ہو جائے  
حقیقت میں مقام عبرت ہی یہ راز محبت ہی منازل پر خار و صحرا ہائے راہ ناہموار کو کس



مصیبت سے طے کیا صرف اس امید پر کہ ایک نظر سے خوش گزرے اور دو چار باتیں کر نیگے  
اپنی شہبائے فراق کا حال کہنگے عین وقت پر فلک نے یہ تفرقہ ڈالا کیونکہ یہ جو اس نہویہ بھی  
خوف ہو کہ کوئی دشمن اُس صفت شکن کو قتل نہ کر ڈالے بڑے بڑے سرکشان عالم اُس شیر دل کے  
ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے کیسے کیسے پہلوان اُس دلیری کی شمشیر آبدار سے بیدم ہوئے تمام قلعہ  
میں ماسا را سدودہ شاہزادہ بمیل ویکتا ہی نام سے اُس شہر یار و الاتبار کے رستم و اسفندیار نے  
گفن سے منہ چھپایا شیرون کو اُس غضنفر کے نام سے بیشے میں بجا رچڑھ آیا خداوند اُس شہر یار  
کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچا نا روزیہ نہ دکھانا صحیح و سالم ان آنکھوں سے دکھوں خاک پا کر  
تو تباہ چشم بناؤن ملکہ مخمور سرخ چشم کا ولولہ جنون غم سے کلیجہ خون چہرہ اُداس عالم یاس مقرر  
و مضطر حیران و پریشان اُقتان و خیزان صحرا میں چہار جانب دوڑتی پھرتی تھی جب کہیں نشان  
نپایا گو سون جھان ڈالا ایک نخل کے سائے میں بیٹھ گئی زار زار رونے لگی اور یہ غزل پڑھی غزل

وشت الفت کیسور سا کیا کم تھی	تیرے دیوانے کو یہ تازہ بلا کیا کم تھی	منین وصل کی کیون یار سے کرا جا
کھینچ لانی کو مری آہ رسا کیا کم تھی	اپنے دیوانے کو زنجیر عیش پھنائی	قید کر نیو تری زلف و تا کیا کم تھی
چاندنی کی مین شب وصل ہو گیا کرتا	تیری تنویر رخ اویا ہا کیا کم تھی	باد پا پر جو سوار آئے ہیں وہ سو فرار
خاک عاشق کی اڑا نیو ہو کیا کم تھی	قتل میں میر ہو یا بھی اگر جو شریک	ایک قتال جہان انکی دا کیا کم تھی
سج میں آکے نسیم اور در انداز ہوئی	رنگ بیل کے اڑا نیو ہو کیا کم تھی	چشم قنا میں جو قاتل نے دیا ہر سر
خون عاشق کے بہا نیو خا کیا کم تھی	فرح کے واسطے کیون اپنے خیر کھینچا	قتل عاشق کے لیے تیغ ادا کیا کم تھی
کسلے ہجر میں مین سیر حین کو جاتا	داغ ہائے دل شیدا کی فضا کیا کم تھی	وصل کا ایک لب عشق ہی مانع نہوا
یاز اس امر کے رکھنے کو جیا کیا کم تھی	ساقیا مگر جو دو جام پلائے مجکو	ایک تیری نگہ ہو شر با کیا کم تھی
کوچہ یار میں لائی کشش عشق مجھے	ورنہ عالم میں مگر رہنے کو جا کیا کم تھی	سپت ہے ہی ہن کی ہون کیا ہو ہن
نشے کو آند ساقی کی ہو کیا کم تھی	کیون بھری آگے مگر مین ہو اسو کی	چاک ہو نیو فقط گل کی قبا کیا کم تھی

ان اشعاروں سے اور دل بھر آیا حضرت عشق نے رہبری کی خیال آیا کہ ای مخمور کیا ہوش  
اب باختہ ہن عقل کے ہم آپ دشمن ہوئے حضرت عشق ہوش و حواس کے رہزن ہوئے  
وہ جو اسباب سحر اٹھا لائی ہو اُس سے کیون نہیں پوچھتی کہ تو کسکا سحر ہے یہ سوچ کر وہ



ماش اور سرسوں کے دانے جو زرخل سے اٹھائے تھے زمین پر مارے دستک دی بقدر غضب  
نعرہ کیا ارے تم کسکا سحر ہو جلد تبلاؤ نور الدہر اور طہماس کو کون لے گیا ورنہ پھونک دوں گی  
ایک ایک وہ دانے چٹکے آواز آئی گلزننگ و جلتزننگ جادو دونوں بہنیں ہوا پر اڑی ہوئی  
جانی تھیں نور الدہر اور طہماس کو اٹھا کر لے گئیں یہ سکر غصے سے کانپنے لگی آنسو پونچھے گلیوں پر  
کچھ شمار کیا سمت کا خیال کر کے شعلہ جوالہ بکراڑی قضاے کار گلزننگ و جلتزننگ جادو  
آسمان پر اڑی ہوئی جانی تھیں نور الدہر اور طہماس کو دیکھ کر عاشق ہوئیں سحر کر کے اٹھا لائیں  
ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر پھڑپھڑا کر نور الدہر پر مائل جلتزننگ طہماس کے تیغ ابروی  
گھاٹل دونوں نے لاکر دونوں شیروں کو اُس پہاڑ پر اتار افرش بچھا یا زخمدوزی کی پٹیان مرہم  
چڑھائیں اب دونوں جوانوں کو ہوش آیا نور الدہر نے ایک ساحرہ سیہ فام کو اپنے پہلو میں  
پایا طہماس بن عنقویل دیو پرور نے دیکھا ایک دیوئی بصورت مہیب میرے قریب گھونٹ  
نکالے بیٹھی ہوئی، دو دونوں جوان گھبرائے کہ یہ کس بلا میں پھنسے یہ کون مقام ہے حیران حیران دیکھتے  
گلزننگ نے فسکرا کر کہا دیکھو صاحب مجھ کو ہاتھ نہ لگانا میں جیونگی سارا پہاڑ سر پر اٹھاؤں گی اور جلتزننگ  
تو بہت خوش مزاج تھی طہماس کے گلے میں لپٹ گئی کہا جانی پیارے تجھ کو اختیار ہی میں کیا  
کسی بات میں تجھ سے باہر ہوں رات بھر تجھ کو جگاؤں گی عمدہ کھانا کھلاؤں گی تھک جائیگا تو پانیوں  
دباؤں گی طہماس نے لاجول پڑھ کر ڈھکیل دیا شاہزادہ نور الدہر بن بریج الزمان قہقہہ مار  
ہنس پڑے کہا لو برا اور بڑے صاحب نصیب ہو تمھاری محشوقہ خوش غلاف ہی بیان تو انکار  
صاف ہو طہماس نے کہا آقا ظرافت نہ فرمائیے اس بلا سے میری جان بچائیے اب وہ دونوں  
تواصر کرتی ہیں طالب وصال ہیں ان دونوں کے خوف سے غیر حال ہیں صحبت نا جنس مجھ سے  
حرام زادوں کے بوسے بد آتی ہو دماغ پریشان خوف جان مگر نور الدہر نے جھلا کر جواب دیا  
اولمعو نہ ہرٹ کر بیٹھ کچھ شامت آئی، جب تو دونوں جھلائے سحر جو کیے دونوں کے ہاتھ پانوں بکرا  
ہو گئے خنجر بکڑ کے اٹھیں کبھی دھمکائی ہیں کبھی منت کبھی خوش آمد کبھی قہر و غضب عجب مصیبت  
میں دونوں شیریں و عاین مانگتے ہیں کہ حرام زادیاں ہمیں قتل کر ڈالیں کشاکش سے نجات  
پائیں جب اس امر میں طول ہوا دونوں نے کہا اونگوڑو اگر ہماری خواہش دل پوری



نکرو گے ابھی تمہارے کباب لگائینگے بوشیان کاٹ کاٹ کر کھا جائینگے طہماس نے کہا اوج  
 حرامزادی میں اس شیر کا نمکخوار ہون مجھ کو قتل کر میرے شاہزادے کے خون سے ہاتھ نہ بھر دو  
 واسطے ڈرانے کے نیچے کھینچ کر چلین نورالدہر نے بلک کر دعا کی کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مخمور  
 اڑتی ہوئی آتی تھی اسے جو نورالدہر اور طہماس کو دیکھا کہ زمین پر پڑے ہیں جادوگر نیاں  
 قتل کرنے کا قصد کر رہی ہیں آنکھوں کے نیچے اندھیرا اگیا وہیں سے نعرہ کیا خبردار میں آپہنچی  
 جلتہ رنگ نے جو دیکھا کہ ایک پری رخسار لٹکارتی ہوئی آتی ہے جھولی سے نکال کر گولہ مارا ملکہ  
 مخمور سرخ چشم نے سحر پڑھ کر ہاتھ میں روک لیا وہی گولہ کھینچ مارا جلتہ رنگ کا سر پھٹ گیا مسکرا کر  
 آواز دی بھیا طہماس خطا معاف کرنا تمہاری معشوقہ پر میں نے ہاتھ اٹھایا گل رنگ طرف ملکہ  
 مخمور سرخ چشم کے جھپٹی سحر کرنے لگی ملکہ مخمور سحر دفع کر دیتی ہیں اور نورالدہر کی طرف اشارہ ہی  
 کہ صاحب اپنی چہیتی کو منع کیجئے ورنہ سزا پائیگی جوتیان کھائیگی آپ کو ناگوار ہوگا شاہزادہ نورالدہر  
 حجاب سے پسینے پسینے ہو گئے شرما کر جواب دیا زور سحر میں کسی کا کیا اختیار ہے دیکھو اس لکاتہ کے  
 سحر سے اپنے کو بچاؤ دائرہ اعتدال سے قدم نہ بڑھاؤ عاشق و معشوق میں ایسے دو چار کلمے  
 راز و نیاز کے ہوئے کلیجوں پر چھریان پھر گئیں ملکہ مخمور سرخ چشم نے دانہ یا قوت احمر کا ٹکٹہ سے  
 نکالا گل رنگ کو کھینچ مارا مثل سیئہ سال خوردہ جل کر خاک ہوئی آواز آئی مارا مجھ کو کہ گل رنگ جادو  
 و جلتہ رنگ جادو و نام تھا اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی شاہزادہ نورالدہر بن بریج الزمان  
 نے گھبرا کر کہا ملکہ عالم بیان کیونکر ہو چنیں باغ سے یہ ملعونہ مجھ کو اٹھا لائیں ملکہ مخمور نے کہا ہمتو برا  
 نظارہ جمال آپ کی معشوقہ کے آئے تھے سو دیکھا حقیقت میں ہم سے بڑی خطا ہوئی کہ آپہر ہاتھ  
 اٹھایا بچاری محروم وصل دنیا سے اٹھ گئی اس وقت تو مجھ پر بڑا غصہ آتا ہوگا شاہزادہ نورالدہر  
 نے کہا کہ ملکہ یہ باتیں مجھ کو ناگوار ہوئی ہیں کیا میں اس حرامزادی کے ساتھ خود آیا تھا سحر میں میرا  
 کیا اختیار ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کوئی زبردستی نہیں کسی کو اٹھاتا بٹھاتا کچھ پہلے سے نامہ و پیام  
 ہونگے نورالدہر عذر کرنے لگے کہ ملکہ بخدا میں نے اس حرامزادی کو کبھی دیکھا نہ تھا ملکہ مخمور کو  
 بگڑنا نورالدہر کا اچھا معلوم ہوتا ہی بہت چھیڑا جب دیکھا حجاب سے نورالدہر کی آنکھوں میں  
 آنسو بھرا آئے ملکہ مخمور نے کہا آپ کیون رہنمیدہ ہوتے ہیں جو آپ فرماتے ہیں یہی سچ ہوگا



یہ کہکڑی طرف طہماس کے پٹین طہماس نے سلام کیا ملکہ مخمور نے مسکرا کر کہا کیون میان لم قدے تہم  
 کیا گذری تمھاری معشوقہ خوب موٹی تازی تھی خوب جوڑ تھا متغیر کیون ہو رہے ہو میں سنتی تھی تمھارا  
 ہاتھ جوڑ نا دیکھ رہی تھی بڑے سپاہی ہو خوب گھر کیاں جھگ کیاں اٹھائیں تو اپنے آقا کا کٹنا بھی ہی  
 یہ آپ ہی کی ذات کا سارا فساد تھا گل رنگ کا پیام اُنکو دیا جلترنگ بجا نا خود قبول کیا طہماس  
 نے کہا بس بس مہربانی فرمائیے کچھ حال طاسم ہوش ربا بیان کیجیے ملکہ مخمور نے کہا چہ خوش کسی قصہ  
 کہانی کہنے والے کو بلائیے غرض کہ آپس میں سنتے ہوئے باتیں کرتے ہوئے کوہ سے اترے ایک  
 درے میں اُسی کوہ کے ٹھہرے کہ نور الدہر نے کہا ای ملکہ عالم لشکر میں چلو ملکہ مخمور سرخ چشم نے  
 کہا کہ دن بہت کم باقی ہو اور وہ ملعونہ آپ کو بہت دور لے آئی اسوقت پہونچنا ممکن نہیں لیکن  
 آپ ٹھہرین میں سحر سے بارگاہ وغیرہ کی تدبیر کروں یا اس حوالی میں کوس دو کوس جا کے  
 دیکھوں شاید کوئی صورت نکل آئے یہ کہکڑی ملکہ مخمور سرخ چشم خرامان خرامان طرف صحرا کے  
 روانہ ہوئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اور طہماس بن عنقویل دیو پرور مسلح و مکمل  
 درہ کوہ سے نکل کر شاہراہ پر ٹہلنے لگے ابھی ملکہ مخمور پلٹ کر نہ آنے پائی تھیں کہ دیکھا صحرا سے گرد  
 اُڑی قریب آکر دامن گرد کا شگافہ ہوا آگے آگے بارہ علم نشان بارہ ہزار سوار جبار کا علمدار  
 کے نکل جانے کے بعد دیکھا ایک جوان کوہی گینڈے پر سوار سلاح جنگ سے آراستہ خود کلان  
 سر پر زہ زیب جسم انور پشت پر بارہ ہزار فوج جنگی رواروی میں آتا ہی اُس کوہی کی بھی نگاہ پڑی  
 کہ ایک جوان خورشید مثال دوسرا عفریت خصال زیر نخل کھڑے ہیں اس کوہی کا میخوار کوہی  
 نام ہی برائے مدد تھا چلا ہی ان جوانوں پر جو نگاہ پڑی شاطر سے کہا دیکھ تو اس صحراے ہونچیز میں  
 یہ دو جوان کیون حیران و پریشان کھڑے ہیں نام بھی دریافت کرنا میخوار کوہی کا عیار قریب  
 نور الدہر کے آیا فرو شوکت دیکھ کر حیران ہو گیا جھک کر سلام کیا کہا ہمارے آقا میخوار کوہی  
 رستم زمان پہلوان دوران خداوند تھا کی مدد کو جاتے ہیں آپ کا نام و نشان دریافت فرماتے  
 ہیں نور الدہر نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر طہماس نے کہا کہ جا کر کہدے شاہزادہ نور الدہر  
 بن بدیع الزمان نبیرہ صاحبقران اور غلام انکا طہماس بن عنقویل دیو پرور کسی وجہ سے  
 بیان آئے ہیں تو کیا قاضی ہو کہ نام و نشان دریافت کرنا ہی حیران جانا ہو جا اور اگر کچھ ارادہ ہو



تو آغیا رھنا ہوا بھاگا میخوار کوہی کے پاس آیا کہا حضور یہ جو ان تو پوتا صاحب قرآن کا ہے  
اور دوسرا طہماس بن عنقویل دیو پرور اسکا رفیق قدیم نہیں معلوم اس مقام پر کیونکر آگئے  
ہیں پوچھنے سے تو خفا ہوتے ہیں مگر حضور آپ فرماتے تھے میں پہلے پہل برائے قد مبوسہ  
خداوند جاتا ہوں برائے نذر قدرت کوئی شی معقول نہیں ہے آپ بڑے صاحب قہار  
ہیں یہ جو ان تو نہایت دشمن قدرت کا ہے اس بندہ مغضوب نے کئی مرتبہ قدرت کو قید کیا یہ  
قدرت میں ہتھکڑیاں پائے خداوند میں بیڑیاں پہنائیں بڑی بڑی مہربان دکھائیں مگر خداوند  
لقا کے صبر کے صدقے ان ایسے بندگان سرکش کو غارت نہیں کرتے بلکہ مشہور ہے کہ قدرت کے  
پیارے بندے ہیں میخوار کوہی خوش ہو گیا کہا ای شاہر حقیقت میں کارخانہ قدرت کے قدرت  
ہی پر موقوف ہیں ہم لوگ بیوقوف ہیں راز و نیاز کب سمجھ میں آتا ہے یار و گرفتار کر لو یا تم لوگ  
ٹھہرو میں جا کر دونوں کو اٹھاؤن مشکین باندھوں سب نے کہا حضور ہمیں بھی تو اس میں شریک  
کیجئے غلاموں کو محروم نہ رکھیے میخوار کوہی منع کرتا رہا لینا لینا کھر سب چلے طہماس نے دیکھا کہ  
گھٹا کفر کی آتی ہے عرض کی حضور ملاحظہ کریں میں انکو ابھی سزا کے کامل دیتا ہوں ہنوز یہ کلمہ تمام  
نہوا تھا کہ ہمراہیان میخوار کوہی آپڑے طہماس بن عنقویل دیو پرور نے سا طور سے کہیں  
کو جہنم داخل کرنا شروع کیا جیسے سا طور مارا دو ٹکڑے ہوئے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان  
نے بھی نعرہ کیا طہماس نے ایک کوہی کی ٹانگ پکڑ کر کھینچ لی گھوڑا اسکا خدمت میں نور الدہر  
کے حاضر کیا نور الدہر کو گھوڑا جو ملاڑتے بھڑتے جنگ رستمان کرتے قریب میخوار کوہی کے پہونچے  
طہماس نے اتنی دیر میں کھل بی ڈال دی کسی کو مع گینڈے اٹھالیا اٹھیر کر مارا کر گدن و سوار  
دونوں چور چور کسی کو بڑھکرا تھک سا طور کا مارا کبھی اوچھڑ سپر کی چلی تین تین چار چار سوار تلے اوپر  
گرے ایک چشم زون میں کئی سو کا کام تمام کیا مگر نور الدہر بن بدیع الزمان جو برابر میخوار کوہی  
کے پہونچے اُسے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے باڑھ بچا کر کلانی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر مگر  
زنجیر میں ہاتھ دیکے اٹھالیا چاہا زمین پر مارا بن میخوار کوہی نے یہ سطوت و جلالت و قوت جو  
دیکھی عاشق ہو گیا عرض کی ای شہریار الامان نور الدہر بن بدیع الزمان نے چھوڑ دیا شاہزادہ  
نور الدہر نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا میخوار بصدق مسلمان ہوا فوج کو آزادی خبردار اب کوئی



ہاتھ نہ اٹھائے مین نے غلامی قبول کی سعادت دارین حصول کی سب نے ہاتھ روک لیے دست  
حاضر ہوئے اب میخوار کوہی نے کیفیت پوچھی نور الدہرین بریج الزمان نے کچھ مجاہد حال  
جنگ فولاد و فولاد شکن اور آنا جادو گرئی کا بیان کیا میخوار کوہی نے حکم دیا جلد بارگاہ استاد کرو  
فوراً بارگاہ استاد ہوئی خیمے سراپردے آراستہ ہوئے اسکے ساتھ توکل سامان موجود ہوا چشمہ  
مین سامان عیش و نشاط مہیا کر دیا شاہزادہ نور الدہرین نے کان مین میخوار کوہی کے کہا کہ ایک  
خیمہ بطور تخلیہ پہلوئے بارگاہ مین آراستہ کرادو میخوار تو اس سامان مین مصروف ہوا شاہزادہ  
نور الدہرین اور طہماس اُس درہ کوہ کے قریب آئے دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم دو تین کوس  
پھر کرپٹ آئی ہین ایک نخل کے سائے مین ٹھہری ہین کچھ تیلیاں ماش کے آٹے کی تیار  
کر رہی ہین منظور یہی کہ سحر سے کچھ کنیزین بناؤن ایک خیمہ بھی ترتیب دون کہ بعیش و راحت  
بسر کرون کہ شاہزادہ نور الدہرین بریج الزمان نے قریب آکر کہا ای ملکہ عالم ای شاہنشاہ خوبی  
وای سرو باغ محبوبی خدا نے سب سامان مہیا کر دیا بارگاہ خیمے سراپردے کل سامان عیش و نشاط  
اُس خالق بے نیاز نے اس صحراے ہولینز و حشت انگیز مین مہیا کر دیا ایک کوہی برائے مدد  
لقا جاتا تھا وہ مسلمان ہوا کیسا دوست خیر خواہ ہوا ہی مین نے الگ بھی ایک خیمہ تمھارے  
واسطے درست کرایا کیون مشقت کرو بسم اللہ چلو ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا آپ چلیے سب کے  
سامنے لشکر مین آنا مناسب نہیں ہو مین غرق زمین ہو کر چلی آؤنگی نور الدہرین بارگاہ  
میخوار کوہی مین آکر بیٹھے ملکہ مخمور سرخ چشم نے اپنے کو اُس خیمے مین سحر سے پہونچایا دیکھا چھپر  
آراستہ اسباب عیش و نشاط پیراستہ خیمہ مثل عروس شب اول جھارٹ کنول مردنگ وغیرہ  
بہ تکلف تمام سجا ہوا میخوار کوہی بھی سمجھ گیا کہ شاہزادے کے ساتھ کوئی معشوقہ ہوا سنے عرض کی  
چند کنیزین غلام کے ساتھ حاضر ہین اگر حکم ہو تو انکو بھیج دوں نور الدہرین بریج الزمان  
نے کہا کنیزون کو بلو اوہم اپنے ساتھ لیکر جائینگے ہم شب کو تمھاری صحبت مین بیٹھنے کی ہمت  
نہ پائینگے ہمارے مہربان طہماس تمھارے ساتھ نالچ وغیرہ دیکھنے مین مصروف رہین گے  
میخوار کوہی نے کہا بسم اللہ مگر غلام نے طائفے وغیرہ بھی عمدہ عمدہ طلب کیے ہین چند سات  
کے واسطے جب ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو گا چلے آئیے گا اُسی خیمے مین آرام فرمائیے گا



نور الدہرین بدیع الزمان انشاء اللہ کھڑے کینزون کو ساتھ لیکر خیمے میں آئے دیکھا ملکہ مخمور  
سُرخ چشم نے زعفرانی جوڑا زیب جسم کیا ہوا دریاے جواہر میں غوطہ زن چہرے پر بجالی مثل  
طاؤس طناز سرگرم خرام نازنین کینزین آکر واسطے تسلیم کے خم ہوئیں ملکہ مخمور سُرخ چشم اور  
نور الدہرین بدیع الزمان مثل ماہ و مہر سند جواہر نگار پر جلوہ افروزان دونوں عاشق و  
معشوق کو ایک جگہ دیکھ کر نیر اعظم کو رشک ہوا پردہ مغرب میں جا کر چھپا دوونوں وقت بھی  
آپس میں ملنے لگے طالب و مطلوب کے غنیمت آرزو کھلنے لگے کینزون نے جھاڑ وغیرہ روئیں شیخ

شب آمد سازگار عشق بازان	شب آمد رازدار عشق بازان	شب آمد سازگار عشق بازان
معطر مشک آگین روح پرور	سیاہی مثل زلف مہ جبینان	رخ لیلاے شب وہ نور افشان
کشادہ چرخ پر چشم کو اکب	ضیاء ماہ تابان شب پہ غاب	حیا سے مہر کا وہ منہ چھپانا
اداسے وہ مہ کامل کا آنا	فلک پر جمع سیاروں کی محفل	تھے روشن صاف جنکے دیدہ و
مہ کامل تھا اس صحبت کا ناظر	بجوم چرخ رقاصی کو حاضر	خوشاوقتے و خرم روزگارے
کہ یارے بر خور داز و وصل یارے	یہ دونوں شیداے یک دیگر مدت کے ہجران دیدہ مصیبت	

عشق کشیدہ اتفاقات قضا و قدر سے جو یہ سامان ممکن ہوا شاہزادہ نور الدہرین ہریرا ہن  
میں نہیں سماتے بند قباوٹے جاتے ہیں ملکہ مخمور سُرخ چشم گچینی گلشن حسن کی کرہی ہو کبھی  
شرما کر سر جھکا لیتی ہو کبھی شاہزادہ نور الدہرین کے چھپڑنے کو اس جادوگر کی کا ذکر کر کے مسکرا  
دیتی ہو کہ صاحب وہ بھاگ گئی ہو میں اسکو نہ روک سکی زبردست ساحرہ بھی میں ہٹ جاؤں  
اسکو بلوایا لیجئے میں تو فقط حال دریافت کرنے آئی تھی شاہزادہ نور الدہرین بدیع الزمان  
کبھی ہنستے ہیں اور کبھی غصہ کرتے ہیں کبھی فراتے ہیں ملکہ عالم یہ تو تلو پہلو خوب ملا مجھے اس  
فاحشہ سے کیا مطلب ہو سمن سُرخ نام ایک کینز بھی ہوئی میخوار کوئی کی نہایت طرار و  
فرار ہو خود بھی ماہ رخسار ہو حسین جمیل جوان بھی ہوئی سامنے مسکرا رہی ہو کبھی نور الدہرین  
بن بدیع الزمان کی بلا میں لیتی ہو کبھی ہاتھ اٹھا کر ملکہ مخمور سُرخ چشم کو نرقی حسن و جمال کی  
وعدا دیتی ہو اسنے بڑھکر گلابی اٹھائی کہا ملکہ عالم اب اسوقت دفتر حکایت و شکایت نہ کھولیا  
شاہزادہ ہمتاری محبت میں بقرار ہو اس صحبت کو غنیمت جانے دم بھر میں فلک تفرقہ پر داز



گردون کج باز رنگ تازہ دکھاتا، اسکی نیرنگ بازی شعبہ سازی مشہور ہوا اسکے ہاتھ سے کئے  
 آرام پایا کیسے کیسے عاشق و معشوق پر بدعت کی لیلی پر کیا گری مجنون کی وہ صورت کی دست  
 نجد مقام ہوا تب عاشقون میں نام ہوا ایک ایک جام و گلفام نوش فرمایے رنج و ملال کو  
 خاطر فیض عاطر سے دور کیجیے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیوں ہو اسمن رخ کیا تم بھی اس بلا  
 میں مبتلا ہو کسی کی شیدا ہو سمن رخ نے ٹھنڈھی سانس کھینچی عرض کی واری فوج درگور عشق بھاڑ  
 میں پڑے مجھے تو اس سے علاقہ نہیں مگر میں اپنے حیا کے صاحبزادے سے منسوب ہوں  
 اخون نے اپنی چاہت مجھ سے ظاہر کی ایک مثنوی بھی کہی مجھ بد صورت کا اسمن سراپا ہی کچھ بیہودہ  
 لگا، وہ اپنے والد نامدار کے ساتھ برائے تجارت گئے ہیں یہ تو ہوتا ہی کہ اکثر اتون کو خواب  
 پریشان دکھیتی ہوں جب خواب میں آتے ہیں منہ بنائے ہوئے ہاتھ جوڑ رہے ہیں جب صبح کو  
 اٹھتی ہوں خیال ضرور آتا ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہ خدا تم کو ایسے ملائے سمن رخ پروردہ  
 کسی چاہنے والے کو شب فرقت نہ دکھائے اور ہم تو آٹھ پر آفتاب لب بام چراغ سحری  
 رہتے ہیں روز و شب مرنے جینے کی جفا سہتے ہیں افراسیاب خانہ خراب ایسا دشمن ہر وقت  
 کی لڑائی مالک ہمارے طلسم کشا قید ہیں انکی مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہی انکی فرقت میں ایک  
 ایک دن برابر ایک ایک سال کے کٹتا ہی اتفاقات فضا و قدر سے یہاں آگئے ایک نظر  
 آنکھ دیکھ لیا خیال لگا ہوا ہی وہ ظالم اعظم افراسیاب خانہ خراب اگر کتاب سامری میں دیکھ  
 نہیں معلوم کیا بلا نازل کرے انکی سلامتی کی ہر وقت دعا مانگتے ہیں اپنی جان کا کیا اور جان  
 ڈروہان ہمارا کھریہ کہہ کر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی شاہزادہ نور الدین ہرین بدیع الزمان نے  
 دامن سے اشک ملکہ مخمور پاک کیے کہا ملکہ مخمور بس زیادہ دل نہ دکھاؤ یہ کہہ کر جام شراب اپنے  
 ہاتھ سے ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیا ملکہ مخمور نے نوش کیا بے اختیار زبان سے نکل گیا نظم

الایا ایہا الساقی اور کاس مناولہا	کہ عشق آسان نمود اول و افتاد	شب یکدہیم موج گرد چین ہاں
بجا دانند حال اسبکساران ساحلہا	اور اپنے بچہ نگارین سے گلانی کو اٹھایا جام لبریز کر کے ہونٹھون سے	

شاہزادہ نور الدین ہرین بدیع الزمان کے لگا دیا نور الدین ہرین نے یہ اشعار آبدار مصنف کے	زبان پر جاری کیے غزل	آنکھوں کو جاتے ہیں پایا لا شراب کا	استون کو فرض عین ہی مینا شراب کا
--	----------------------	------------------------------------	----------------------------------



میرا خمیر بادہ انگور سے بنا	ٹھٹی میں میری پڑ گیا فطر شراب کا	آتش مزاج ہا رہی عاشق ہی بادہ خواہ
پتلا وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا	طفلی سے تابہ مرگ رہا دور جامی	عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
ایک بحر حسن آج نوحہل موتی جھیل پر	ایک ہی ہو عیش باغ میں جلسا شراب کا	ایک پیکر رنگ کھیلنے کے رندانہ خواہ
ہولی میں خوب ہو گا تماشا شراب کا	دل توڑ ڈالا ساقی مہوشی ای قہر	کھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

عاشق و معشوق نے دود و جام سے قلب کو سرور خیال خیر و شر دل سے دور گزک بیچ میں سے  
اٹھ گئی گزک لبان شیرین کی چلنے لگی بوس و کنار ہونے لگا کینرین سامنے سے ہر گزکین خلوت  
حاصل ہوئی شاہزادہ نور الدہرین بدیع الزمان نے دونوں ہاتھ حائل گردن کیے دو ایک

بوسے لیے عارض انور ملکہ مخمور سرخ چشم سرخ ہو گئے اشعار	وہ رخسار نازک کہ ہو جائیں لال
اگر ان پہ بوسے کا گزرے خیال	یہاں تلکے نزلت میں یگانہ ہوا

مگر دونوں کو محبت کا جوش شور نا و نوس بھی ہوشیار کبھی مہوش عجب صحبت ہی مکر رات جلد ہی  
جلدی آنکھوں میں کٹ رہی ہی جب گھڑیاں کی آواز آجاتی ہی ملکہ فرماتی ہیں لو شہریار دوج گئے  
شب آخر ہوئی وہ دیکھتے سپیدی سحر کی ظاہر ہوئی شاہزادہ نور الدہرین بدیع الزمان گھبرا کر  
طرف آسمان کے دیکھتے ہیں فرماتے ہیں ملکہ ابھی تو بہت رات ہی براے خدا سحر کا ذکر نہ کرو میرا  
کلیجہ دھڑکتا ہی خداوند ایہ شب فحل کیسویے جانان دراز ہو روے سیاہ سحر نہ دیکھو نہ قبول شاعر  
پہلے تو می خوب سی پی اور باجے بھی رنگین بجے جی چھوٹ گیا بس ساقی کا جب تین پہر پتین بجے  
یہاں تو یہ کیفیت ہی عاشق و معشوق کی صحبت ہی مگر وہاں میخوار کو ہی نے اپنی بارگاہ میں بڑے  
لطف سے جلسہ آراستہ کیا ہی طہماس کو ناچ دکھا رہا ہی جام می ارغوانی چل رہا ہی جو انون کا  
حوصلہ نکل رہا ہی ایک رقاصہ گلزار ماہ رخسار کسن اٹھ پنے کے دن اپنے فن میں کامل اپنی  
ادا پر آپ مائل کس لطف سے رقص کر رہی ہی اہا لیان محفل مثل تصویر خاموش سب کو سکتے

ہم کا عالم اشعار	انچ گت اسطرح وہ ماہ نقا	وجد کرنے لگا ندر و ادا
سر پہ رکھا اٹ کے جب آنجل	ماہ تابان پہ چھا گیا با دل	جسکی جانب بجا کے سسکی لی
جان اُسے سسک سسک دی	کبھی غزلماے عاشقانہ گاتی ہی اہا لیان محفل کو لہجائی ہی گنگنا	

یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل



نشان گوریوں غیرون کو بتلاتے تو بہتر تھا  
 جو راہ عشق میں گر کر سنبھل جانے تو بہتر تھا  
 جو کچھ تھی دل میں میرے اُنسے تنہائی میں کہ لیتا  
 مراد م حسرت ویدار سے آنکھوں میں اُنکائی  
 خطا کی جو دوبارہ بار سے ہم نے محبت کی  
 نہایت تنگ ہون دل سے قبلے یار کی صورت  
 بتوں کی سرد مہری نے تو پھونکاتن بدن اپنا  
 نہ لورہ عدم نہ ہم بھی چلنے والے ہیں  
 عیان ہو جسکی خوشبو پھر وہ گل کس واسطے پھولے  
 گریبان چاک کرنا خوب تھا سودے کی شدت میں  
 تر پنا نزع میں میرا نہ دیکھا جائے گا تم سے  
 خبر یوں بھر میں کرنا تھی اپنے حال کی اُنکو  
 نہ جاتے پاس اُنکے آپ یہ غیرت کے معنی تھے  
 پلا کر مجھ کو بھی کیا ہم کو تو کیا حاصل  
 اگر دو چار آنسو بھر میں نکلے تو کیا نکلے  
 مزاج اُنکا یہ ہی جو کچھ کرو وہ ضد سمجھتے ہیں  
 جو تم آتے تو ہو جانے شگفتہ غنچہ خاطر  
 جو یہ ہوتا تو افشار از دل ہوتا نہ غیرون میں  
 سحر تک شام سے کہیں صلی کی شب منتیں اُنکی  
 نہ امت پر اگر ایسا بخشش تھی گناہوں کی

ہماری قبر کو تم آکے ٹھکراتے تو بہتر تھا  
 کسی کی جستجو میں ٹھوکرین کھاتے تو بہتر تھا  
 اکیلے راہ میں مجھ کو وہ ملجاسے تو بہتر تھا  
 جو دم بھر کے لیے اب بھی چلے آتے تو بہتر تھا  
 کہیں ہم اور اپنے دل کو بہلاتے تو بہتر تھا  
 مرے پہلو سے یہ حضرت نکل جاتے تو بہتر تھا  
 ہمارے سوز دل کو یہ نہ بھڑکاتے تو بہتر تھا  
 ذرا ای دو سو دم بھر ٹھہر جاتے تو بہتر تھا  
 تم اپنے حسن پر اتنا نہ اتراتے تو بہتر تھا  
 کہیں ہم تنگ ہو کر گر نکل جاتے تو بہتر تھا  
 مرے بالین سے تم اس وقت ہٹ جا تو بہتر تھا  
 زمین و آسمان نالوں سے ٹھرانے تو بہتر تھا  
 کسی کو بھیج کر ہم کو وہ بلواتے تو بہتر تھا  
 اگر پر مغان زاہد کو بہکاتے تو بہتر تھا  
 ہماری چشم سے بادل بھی شرما تو بہتر تھا  
 مری جانب سے گرا غبار بھڑکاتے تو بہتر تھا  
 تمہارے عاشقوں کے پھول کھل جاتے تو بہتر تھا  
 مرے نالے ہی میرا حال کہ آتے تو بہتر تھا  
 ہم اپنے دل کو ہی اتنا جو سمجھاتے تو بہتر تھا  
 مرے اعضا بھی آنسو ہو کے بہ جاتے تو بہتر تھا

اس لطف سے جو اس ناز میں نے یہ غزل گائی مسخوار کو ہی بھی عاشق مزاج ہی طبیعت  
 بھر آئی طہماس سے کہا اور سم زمان ای طہماس تو جوان اس وقت تو اس کیمخت نے مارڈا  
 دل کھینچ رہی ہو دل چاہتا ہی چند ساعت کے واسطے شاہزادے کو اس صحبت میں بلانے



اس حور مثال کا گانا سنو امین رات بھی کم باقی ہو کر قریب ہی بھیر دین اُنکے سامنے اُسے طہاک  
 نے کہا شاہزادے نے آج بعد مدت دید تخیلے میں معشوق کو پایا ہی آنا دشوار ہی مگر بہادر دوست  
 ہیں اگر تم خود جا کر عرض کرو بلا تکلف چلے آئیگے اس محفل کو قدم مہمنت لزوم سے منور فرمائیں گے  
 میخوار کو ہی فوراً اُٹھا اُس خیمے کے دروازے پر آیا اتفاق سے ملکہ مخمور سرخ چشم نے چھپرٹ  
 پر آرام فرمایا شاہزادہ نور الدہرین بدیع الزمان کو نیند کب آتی ہو شمع کا فوری ہاتھ میں  
 گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہیں کبھی عارض پر عارض رکھتے ہیں کبھی لب سے لب سینے سے  
 سینہ ملا رہے ہیں لطف بوس و کنار کے مزے اُٹھا رہے ہیں کہ میخوار کو ہی نے بسہولیت  
 سمن رخ کو آواز دی وہ باہر آئی میخوار کو ہی نے کہا اگر شاہزادہ بیدار ہو تو میری جانب سے  
 عرض کر کہ غلام حضور کا در دولت پر حاضر ہو کچھ عرض کرنا منظور ہو اگر سرفرازی کیجیے تو عنایت  
 سے کیا دور ہو سمن رخ نے شاہزادہ نور الدہرین بدیع الزمان سے جا کر بادب عرض کیا  
 چونکہ ملکہ مخمور سرخ چشم سوتی تھی شاہزادہ نور الدہرین باہر آئے میخوار کو ہی نے کہا حضور  
 واسطے ایک لمحے کے بارگاہ میں چلین ایک غزل اور ایک ٹھہری سنکر واپس آئیں کیا  
 لطف کا جلسہ ہو فقط حضور کے ہونے کی کمی ہو شاہزادہ نور الدہرین بدیع الزمان نے  
 کہا ای برادر کیا مضائقہ ہو اسی طرح لباس بزم پہنے ہوئے میخوار کو ہی کے ساتھ بارگاہ  
 میں آئے بیچ بارگاہ میں مسند خالی تھی جلوہ فرما ہوئے میخوار کو ہی نے بڑھکر اُس نازنین کو  
 موتیوں کا مالا اتار کر دیا اور کہا کہ اس وقت تو میں شاہزادے کو لایا ہوں دیکھو تو کیا کمال  
 دکھاتی ہو بس مزایہ ہو کہ اُٹھنے نہ پائیں مجبور ہو جائیں اس رقاصہ کا حسن آرا نام ہو سکر اگر  
 کہا تم جا کر بیٹھو ابھی کہو تو گھر پوچھتے چلے آئیں ایسا دام زلف میں پھنساؤں کہ پھر کریم بچا میں  
 کبھی مسکرا کے بجلی گراؤں کبھی ساون بھاؤں کی کیفیت دکھاؤں ساری محفل کو رلاؤں میخوار  
 کو ہی اسکی باتوں پر پھرک گیا کہا پھر اچھا دیکھیں تو یہ کہکر میخوار کو ہی ہٹا حسن آرا ناز و ادا  
 سے سامنے جو نور الدہرین بدیع الزمان کے آئی صورت زیبا دیکھ کر خود بچپن ہو گئی خود  
 نازنین سر پر ڈھلکا ہوا زلفین خلیلی تابہ دوش چہرہ مثل آفتاب عالم تاب آنکھوں میں رات  
 جاگنے کے لال لال دورے معشوق سے ہم بستر ہوئے ہیں لباس میں بھینی بھینی بو انگر آئیا



لے رہی ہیں حسن آرا نے اُن کلمے کلمے پر ہاتھ رکھ لیا پیشوا نے ہاتھ میں اٹھا کر آگے بڑھی اور یہ  
 غزل عاشقانہ شروع کی غزل  
 وارفتنا میں ایک بھی اپنا نہیں ہے فوق  
 کیا کچھ خفا ہو میر جان کیوں کہلن چلے  
 رکھ دو نگاہ سرین کے قاتل کے پانوں پر  
 رگ ہائے گل کی نوئین ہیں ہیریاں چلے  
 جو بن یلہ ندون ہو گلستان حسن چلے  
 ہم کیا چلے جہاں سے ترقیے روان چلے  
 گل توڑنے پہ دیتی ہو دشنام عند  
 تربت پہ آئے کھائے مرے استخوان چلے  
 یوں لکھ رہا ہو کلک مری اہ کالہ

کی خوب سیر باغ کی ایو باغبان چلے  
 سب دوستوں کا خوب کھانا چلے  
 تجلو یہ انکی بد مزگی کا خیال ہی  
 مد نظر ہو جسکو مر امتحان چلے  
 بسمل بنا چکے مجھے تیر نگاہ سے  
 یار باب اس چمن میں باد خزاں چلے  
 دو دوستو میں مر لاشے کو سونپ دے  
 سچ ہو کسی کا ہاتھ کسی کی بان چلے  
 لکھتا ہوں اپنے ضعف کا حال قلم  
 جیسے عصا پکڑ کے کوئی ناتوان چلے

سائے میں بیٹھے پھول جنے شادمان چلے  
 آنے ہی سیر بزم سے تم اٹھ کھڑے ہو  
 جائیں کہیں وہ کہہ نہیں سکتا کہاں چلے  
 ہمسے چمن بہار میں چھٹتا ہی بلبلو  
 اب فیصلہ ہی چھوڑ کے کیوں نہ جان چلے  
 ای دروہر بار کھٹکتا ہو سب کو تو  
 کوچے سے یار کے مجھے لیکر کہاں چلے  
 ہیں کیا سگان کوچہ دلدار خود دھن  
 اس طرح چل کہ جیسے کوئی ناتوان چلے  
 اس غزل کو گاتے گاتے توڑا

لیکھ بیٹھ گئی دامن شاہزادے کا چٹکی سے تمام لیا ایک ایک شعر کو دس دس طرح سے بتانے  
 لگی مچل رہی ہو دو وزن ساز نگیان ملی ہوئی گویا گلے ریت رہی ہیں طہلیا بھی کامل و اکمل ٹکڑے  
 باندھ رہا ہو ادھر ساز کی کیفیت ادھر حسن آرا کے ذہن کی جودت گل سا چہرہ ڈوبہ سینے سے  
 دھلکا جاتا ہو سنبھالتی جاتی ہو کبھی سینے پر ہاتھ رکھ کر جو بن بیٹے جاؤ لکھرتی ہو قیامت کے نازو  
 کرشمے دکھاتی ہو اہل محفل فرج ہو رہے ہیں کبھی بڑھ کے اٹھنا پشت پھیر کر چند قدم بڑھنا  
 چوٹی گندھی ہوئی پشت پر پڑی ہو اسپر آب روان کا ڈوبہ معلوم ہوتا ہو ناگنیاں کھلی جھاڑنے  
 پر آمادہ ہیں کمر گ گل سے باریک پیشوا از جسم میں ٹھیک دو بار اچھر سامنے آئے کے بیٹھی  
 یہ خمسہ طرف شاہزادہ نور الدہرین بدیع الزمان کے متوجہ ہو کر بتانے لگی خمسہ

اب بھلا کیا ہوں نظارے آتشین رخسار کے  
 ہوں گئے غش چاہنے والے جمال یار کے  
 اولوے نکلے نہ آخر خاطر سہار کے  
 رہے مشتاق طالب جلوہ دیدار کے

مار ڈالا اک پری سیکر نے جھڑ مار کے

کس قدر عاشق ہیں یار ب اُس بت عیار کے  
 چار سو رہتے ہیں نالے کافر و دیندار کے



ملک شکی باندھے ہوئے سب لوگ ہیں بازار کے	حلقہ چشم پری روزن ہیں قصریار کے
جن چڑھے اس پر جو بیٹھے سائے میں دیوار کے	
دل سے وارفتہ ہیں تیرے قد کے اور رفتار کے	قبر بھی مگر ملے نیچے تری دیوار کے
اگر میسر ہوں تو نظارے ترے رخسار کے	گوش افسانے سے جو تجھے خوش رو یار کے
آنکھ دے اس قدر قابل ترے دیدار کے	
قدر ہے تاحشر بالازلف شبگون ہو دراز	اک جہان ہی آپ کا شیدائے حسن سحر ساز
بس حضور اب عاشقوں سے ہو چکے انداز مان	فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجے سرفراز
گل بھی سبز سے کی طرح پامال ہوں رفتار کے	
ہمسری سنبل کو اسکی زلف سے زیبا نہیں	یار کو دعویٰ گل اندامی کا ہی حیا نہیں
نونا لان چمن میں رنگ یہ دیکھا نہیں	لالہ ہی داعی غلام اس گل سے چہرے کا نہیں
سرو بھی ہیں بندہ آزاد قریار کے	
ہو خزان ساری بہار گردش لیل و نہار	عیش میں بھی سوچتا ہوں ہر گھڑی انجام کار
ہم نشین عمر و روزہ کا بھلا کیا اعتبار	چھوڑ کر بنے امیری کی فقیہی اختیار
بورے پر بیٹھے ہیں قالین کو ٹھوکر مار کے	
مال کو پامال کرتے ہیں جو ہیں مستان عشق	جسم پر زیبا ہی میرے خلعت سامان عشق
جسم و جان قلب و جگر ہیں تابع فرمان عشق	دیکھیے کس سمت بھجوائے ہمیں سلطان عشق
گوہ و صحرا و علاقے ہیں اسی سرکار کے	
راحت روح و جگر ہی بوسے زلف تابدار	زیست کا نقشہ دکھاتا ہی رخ معجز نگار
حضرت خضر و مسیحا کی مدد ہی ناگوار	مرہم زنگار ہی زخمی کو خط سبز یار
خال لب حب شفا ہی واسطے بیمار کے	
خال رخ پر کیجیے ساتون ستارون کو سپند	نور کے سانچے میں ڈھالا ہی خدا نے بند بند
گورا چہرہ روشنی میں چاند سے بھی ہو دو چند	دیکھ کر آئینہ کتا ہی وہ آرائش پسند
طرکے قابل ہی سرگردن ہی لائق ہمارے	



حُسن کے مذہب میں فرض نیچگانہ عشق ہی	عارضی الفت نہیں یہ جاودانہ عشق ہی
اور لوگوں کو یہ انداز زمانہ عشق ہی	ہمکو درپردہ محبت غائبانہ عشق ہی

لن ترانی اُنسے ہوسائل جو ہون ویدار

جان عالم کی طرح جلوے ہما کے پر کے ہون	پھول قیصر باغ کے قربان تاج سر کے ہون
یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون	خواہ مردار بدگل کے خواہ سیم وزر کے ہون

طرے جتنے ہیں وہ جویا ہن تری دستار

خندہ زن رہتے ہیں چشم نم سے کچھ مطلب نہیں	کار و بار زندگی سے ہم سے کچھ مطلب نہیں
عیش پر مرتے ہیں رنج و غم سے کچھ مطلب نہیں	کام ہی اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہیں

مستری یوسف کے ہیں خواہاں نہیں زار

خون بہانے ہیں تری ترچھی نگہ نے بار بار	مٹھ کو شرا کر چھپا یا مہر و مہ نے بار بار
دل گلوں چھان ڈالے ہیں قرہ نے بار بار	باغ میں پی ہی شراب اُس کجکھ نے بار بار

جیتھڑے اکثر کیے ہیں لاکے کی دستار

اب تو شاہزادہ بھی انتہا کا متوجہ ہو سحر بھر قریب ہو اسکا زیا دہ خیال ہو اس خیال میں آنکھوں میں آنسو بھر آئے دل سے شاہزادہ حسن آرا کا گانا سن رہا ہو مگر قضاے کار وہاں ملکہ مجھو سُرخ چشم بیدار ہو میں پہلو میں اپنے شاہزادہ نور الدہرین بدیع الزمان کو نپا یا گھبرا کے کینزوں سے پوچھا شاہزادہ کہاں تشریف لے گیا کینزوں نے عرض کی کہ میخو اور کو ہی بلانے آیا تھا وہاں جلسے میں گئے ہیں نواج دیکھ رہے ہیں یہ سنکر ملکہ مجھو سُرخ چشم کو بہت ناگوار ہوا غصے میں آنکھیں بلعی ہوئی اچھی کینزوں نے کہا کہ حضور ارشاد فرما گئے ہیں کہ میں ابھی آتا ہوں حضور تشریف رکھیے ہم جا کر اطلاع کریں ملکہ مجھو سُرخ چشم نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحبو تم کیا جانو ایک شب بھی تشریف رکھنا ناگوار ہوا میں آنکھو بلوا کر کیا کرونگی میں طرف طاسم ہوش ربا کے جاؤنگی اب میرا آنا اور اُنسے ملاقات کرنا بالکل بیکار ہو یہ کمر بقرہ و غضب طرف بیرون خیمہ چلین ہر چند کینزوں نے روکا نہ رکین مگر دلمین تو انتہا کی محبت ہو خیال میں گذرا کہ دیکھ تو آؤں کہ یہ نوجوان کیا کر رہا ہو آتے آتے سامنے بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادہ نور الدہرین سند پر



جلوہ فرماہن اور ایک کبھی دامن پکڑے ہوئے بتا رہی ہو اور اس وقت نور الدہر نے خیال سے اپنی جلالت کے گلے سے اتار کے موتیوں کا مالا دیا ہو وہ تو قوم کی کبھی ہو نا زکر رہی ہو یہ جو ملکہ مخمور سُرخ چشم نے دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا لگیا آواز دی او شہر یار سجان السخوب لیاقت ہوئے اپنی عمر مفت ضائع کی مگر انشاء اللہ اب مُٹھ نہ دکھائی گئے اب زندگی بیکار ہو شہزاد نے جو سراٹھایا ملکہ مخمور سُرخ چشم کو اس غصے میں دیکھا فرمایا ملکہ میں تو واسطے ایک لمحے کے آیا تھا یہ کمر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اُٹھے عذر کرتے ہوئے آگے بڑھے طلہاس نے آواز دی ہان ہان ملکہ عالم یہ خطا میری ہو معاف فرمائیے بخدا شاہزادہ نہ اتنا تھا ملکہ نے کہا اولم قدے تو تو ہمیشہ سے کٹنا ہی ہم جانتے تھے سپاہی لوگ ان باتوں کو معیوب جانتے ہیں مگر تجھ ایسا پہلوان لگائی بچائی کرے آئندہ کس کو اچھا سمجھا جائے یہ تمہارے ہی فتور برپا کیے ہو کہ میں تم کیا کرو یہ ہمارے نصیبوں کی خوبی ہو وہ جو سننے تھے کہ مردوں کی ذات بی وفا ہوتی ہو کج آنکھوں سے دیکھا ہم تو اس کوچے سے نابلدہ میں کھیلے کھائے لوگ جاہلین ایک کو سائی ایک کو بدھائی ایک سے وعدہ ایک سے انکار شاید اسمین بڑا نام ہو بیوفائی صاحبان ظرف کا کام ہو ایسی ایسی عورتیں تمہارے آقا کے لائق ہیں مجھ بد نصیب کو ناحق بد نام کیا مگر بموجب مثل خود کردہ را در مان نیست۔ جلدی حال کھل گیا با آبرو پردہ دنیا سے اُٹھ جائیں ایسے صاحبان لیاقت کو زندگی میں مُٹھ نہ دکھائیں واضح ہو کہ یہ عجب طرح کا جلسہ ہو یہ مقدمہ واقع ہوا ہو کہ آگے آگے ملکہ مخمور سُرخ چشم طرف سے نور الدہر اور طلہاس کے مُٹھ پھیرے ہوئے مگر یہ حال ہو کہ پانچے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے ڈوپٹہ ڈھلکا ہوا عارض گل رنگ پر بوسون کا نشان رات کی جاگی ہوئی آنکھیں اُن پر غصے میں اُداسی اشک حسرت جاری معلوم ہوتا ہو کہ صدف کا مُٹھ کھلے گوہر آبدار اشک گر رہے ہیں یا موتیوں کا سہرا مشاطہ تقدیر نے چہرے پر آراستہ کیا ہو دو چار اشک جو فرگان پر اٹک کر بہ گئے ہیں تیر نہال آبدار پیدا کی غصے میں بھکی لگی ہوئی بات مُٹھ سے نین نکلتی ہو نور الدہر بن بدیع الزمان عقب میں عذر کرتے ہوئے کہ ملکہ سنو تو تمہاری شکایت بجا ہو میری کیا خطا ہو طلہاس و میخوار کو ہی سے دریافت کرو صاحب قسم لے لو ملکہ فرط محبت سے پلٹ تو پڑتی ہو مگر نیچہ نگارین اُٹھا کر منع کرتی جاتی ہو کہ بس بس زیادہ باتیں نہ بناؤ میرے قریب



نہ آو ورنہ میں ابھی اپنے چھری مار لوں گی اب ہماری قبر پر آئیے گا فاتحہ پڑھ جائیے گا اب زندگی  
میں ملاقات نہو گی اور آپ کو ہماری کیا پروا ہو جسکو موتیوں کا مالا پہنا یا وہ تو موجود ہی جا کر جلسے  
میں بیٹھے دیکھیے وہ آپ کی جیتی گھبرائی ہوئی اب رات کوئی تین چار گھری باقی ہو آخر کی چاند  
ہو فراش فلک نے چاندنی کا فرش زمین پر بچھایا ہو ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے  
آسمان سے ہمسری کر رہے ہیں دن سے بہتر روشنی ہو اسی حال پر ملال میں ملکہ مخمور  
سُرخ چشم کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہری ہو سحر سے طاؤس بنایا ہو اسپر سوار ہو چکی ہو قصد ہو  
کہ اڑ کر نکل جاؤں نور الدہرین بدیع الزمان چاہتے ہیں کہ دوڑ کر دامن مقام لون اور  
آواز دی کہ اے ملکہ بخدا اگر اس وقت چلی جاؤ گی اور ہمارا کہنا نہ مانو گی تو ہم اپنا گلا کاٹ ڈالینگے  
یہ کہہ کر نور الدہرین نے تلوار کھینچ کر اپنے گلے پر رکھی اسوجہ سے ملکہ مخمور پلٹ پڑی کہا صاحب  
برائے خدا یہ ارادہ نہ کرنا لو میں ٹھہر گئی نہیں جاتی نور الدہرین بدیع الزمان چاہتے ہیں  
میں قریب پہنچوں کہ پہاڑ پر سے آواز آئی اے جان جہان آرام دل مشتاقان آج رات تمہیں  
کہان کنوائی ہو ہم شب بھر انتظار کرتے رہے اب تو آکر گلے سے لپٹ جاؤ دل بہت بیقرار ہو ملکہ  
مخمور سُرخ چشم نے گھبرا کر طرف کوہ کے دیکھا عجب طح کا معرکہ پیش آیا پہاڑ پر ایک قصر عمدہ  
بنا ہوا ہو شیشہ آلات سے آراستہ اسباب عیش و نشاط سے پیراستہ اک کرسی جواہر نگار بھی  
ہوئی ہو اسپر ایک جوان تلج شہر یاری بر سر چار قبہ شہنشاہی دربر مونیوں کے مالے کھنٹے  
یا قوت احمر کے گلے میں پڑے ہوئے بازوون پر نورتن کے جواہر نگار کمر میں ڈاب وونون  
پر زسے یا قوت احمر کے ولایتی حائل سپر عمدہ پشت پر اسپر حال مروارید بے بہا کا بشوکت  
شاہانہ پشت پر کئی سولہ ملازمان زرین پوش دست بستہ کھڑے ہیں سر پر اسکے گس رانی کر رہے ہیں  
وہ ہنس ہنس کر ملکہ مخمور کو آواز دے رہا ہو اور کلمات خلافت تہذیب اسکی زبان پر جاری ہیں جانی  
پیاری اسطور سے کہتا ہو کہ سننے والے کو صاف ثابت ہو کہ یہ قدیم آشنا ہی آج کوئی بات ایسی  
ہوئی ہو جس سے غصہ کر رہا ہو جو ملکہ مخمور نے معرکہ جان گزا دیکھا قلب تھرا گیا ایسے کلمات  
تا شایستہ کبھی کا ہے کہ سنے تھے چہرہ فق رنگ متغیر ہاتھ پاتوں میں رعشہ مخمور پر ہوا بیان  
آواز دی اوجھیا یہ تو کس کو کہتا ہو اُس نے ہنس کر جواب دیا جانی خلافت وعدہ کیا اور پھر اٹھا



غصہ لے جلد آؤ آخر انتظار کی بھی کوئی حد ہوتی ہے یہ سنتے ہی ملکہ کو تاب باقی نہ رہی طاؤس  
اُڑا کر سامنے اُس قصر کے پہونچی نور الدہرین بدیع الزمان توشل آئینہ کے حیران  
دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا معرکہ ہے یہ کون شخص ہے یہ تو کوئی قدیم دوست اُس کا معلوم ہوتا ہے  
اس جلسہ میں میں کیسا ذلیل ہوا یہ سب دل میں کہتے ہوئے کہ شاہزادہ ایسی عورت پر  
عاشق ہوا جس کا چاہنے والا ایسا خلافت تہذیب کا پکار کر ایسی باتیں کر رہا ہے کہ کبھی رذیل  
بھی یہ کلمات بیہودہ زبان پر نہیں لاتے قبضہ پر ہاتھ پھر پھر کانپ رہا ہے مگر جو مخمور سرخ چشم  
برابر قصر کے پہونچی جھولی سے گولا نکال کر مارا واضح ہو کہ وہ قصر برسر کوہ ہے درختوں پر جانوروں  
کا انبوہ ہے گولا جو قریب قصر پہونچا طاؤس درختوں سے اُڑ کر گولے سے لپٹ گئے  
منقارین مار کر گولہ آہن سحر مخمور سرخ چشم کے ٹکڑے کر کے پھینک دیے اور چاؤن  
چاؤن کر کے وہ مخمور پر آن پڑے گرد طائران بد افعال بیچ میں یہ عنقاے اوج حسن و  
جمال دیکھنے والوں کے ہوش اُڑ رہے ہیں مگر مخمور سرخ چشم نے اُن طاؤسوں سے  
جنگ شروع کی سحر چڑتی جاتی ہے کوئی مخمور نہ پر مارتا ہے کوئی منقار سے جسم کو غربال کرنے کا  
قصہ کرتا ہے بخون سے نوپے ڈالتے ہیں مخمور سرخ چشم نے کسی کی ٹانگیں بکڑ کر چیر ڈالا  
کسی کا سر کھینچ لیا اُف اُف کرتی جاتی ہے منہ سے شعلے آتش کے ٹکڑے ہیں اُن شعلوں سے  
طاؤس جلتے ہیں وہ تاجدار پکارتا ہے اے طاؤس میری مشوقہ کو کشان کشان میرے پاس لاؤ  
خبردار ہلاک نہ کرنا میں آپ تنہائی میں سزا دو لنگا میری خطا وارہ ہے اور زیادہ مخمور سرخ چشم کا  
غصہ بڑھتا جاتا ہے تعلیم کردہ افسر اسباب اگر سحر میں ایسی کامل ہوتی تو وہ جانور بوٹیاں  
کاٹ کر پھینک دیتے ہر چند کہ مخمور سرخ چشم نے تعجیل تمام ایک زرہ سحر کی جھولی سے نکال کر  
پہن لی مگر جانور کڑیاں آہن کی توڑے ڈالتے ہیں ہزار در ہزار جانور ہے مگر مخمور سلیمان و اس  
اُن طاؤسوں کو تسخیر بھی کرتی جاتی ہے جلا بھی رہی ہے کبھی کا رد سحر پھینک مارتی ہے ایک مرتبہ  
دن و نل کے سحر اُڑ جاتے ہیں مگر جسم سے فوارے خون کے بہ رہے ہیں ایک لمحہ میں  
طاؤسوں کا کام تمام کر کے قریب قصر چلی دانہ یا قوت امر کا نکال کر مارا اب وہ تاجدار پھر سحر کرنے لگا  
مگر بیہودہ باتیں نہیں موقوف کرتا مخمور سرخ چشم اُسکے بھی سحر سے اپنے کو بچاتی ہے قصر پر



برقین گرا رہی ہے قصر کے بروج اور دیواریں گوئے مار مار کر گرا دیں کبھی کر دک کر کسی غلام پر  
 مری طمانچہ سحر پڑھ کر مارا سر اسکا اڑ گیا نور الدہر بن بدیع الزمان سامنے کوہ کے دیکھ رہے  
 ہیں کسی تو تنہائی پر مخمور سرخ چشم کی روتے ہیں کبھی ہیودہ باتون پر اس تاجدار کی بیابان  
 ہوتے ہیں جب تلوار کا پڑ کر ٹھٹھے ہیں ہاتھ پانوں میں ریشہ پیدا ہوتا ہے جھونکا ہوا سے تند کا  
 چلتا ہے لشکر والے ہوا میں مگر رہے ہیں خیمے اڑے جاتے ہیں وہ تاجدار وہاں ڈانٹتا ہے  
 خردار تم میں سے اگر کوئی آگے بڑھا جلا کر خاک کر دوں گا لاشوں سے میدان بھر دوں گا نور الدہر  
 و طہماس و منخوار کو ہی اور کل انکے ساتھ والے کسی طرح قدم آگے نہیں بڑھا سکتے ہیں بلکہ  
 جھونکوں سے ہوا کے اور پیچھے ہٹے جاتے ہیں گھوڑوں نے اگاڑیاں پچھاڑیاں توڑیں  
 مطلق العنان حیران و پریشان اس شہر میں پھر رہے ہیں کبھی نور الدہر منخوار کو ہی سے  
 کہتے ہیں اے بہادر یہ تاجدار ملعون جیسا کون ہے یہ قصر و عمارت کیسی جب شام کو مختار سے ساتھ  
 اترے تھے یہ کوئی علامت نہ تھی یکایک کہاں سے آگئی منخوار کو ہی کہتا ہے اے شہر یار میں نے  
 کبھی ایسا شہید نہیں دیکھا میں خود حیران ہوں خدا ملکہ مخمور سرخ چشم کو بچائے نہیں معلوم  
 یہ کیا طلسم ہے مگر مخمور سرخ چشم اب اندر اس قصر کے اس تاجدار کے ملازموں سے جنگ  
 رستمانہ کر رہی ہے زمین ہلا ہلا دیتی ہے کسی پر دانہ یا قوت کا مارا کسی کو نیچے سے ہلاک کیا کبھی  
 ابرو سے خمدار سحر پڑھ کے ہلاتی ہے چار چار کے سرکٹ کے گرتے ہیں مگر اس تاجدار پر کوئی  
 زوال نہیں آتا جب ماش کے دانے پڑھ کے پھینکتا ہے ملکہ مخمور سرخ چشم شعاع ہائے آتش  
 میں جھپ جاتی ہے مگر باران سحر برسا کر ان شعاع ہائے آتش سے مثل برق کے یکجہاں کر نکلتی ہے  
 ہر جہاں کہ وہ تاجدار اپنے کو بچاتا ہے مگر مخمور سرخ چشم نے تمام قصر کی دیوار و در کو گرا دیا ساتھ  
 والوں کو اس کے خاک میں ملا دیا نور الدہر بن بدیع الزمان اور منخوار کو ہی و تمام  
 اہالیان لشکر مخمور سرخ چشم کے واسطے بقرار اور لشکبار نور الدہر طہماس سے فرماتے ہیں  
 اے طہماس شاید یہی افسر سیاب جادو ہے جو مخمور سرخ چشم ہمیشہ ڈرتی تھی اور مجھ سے کہا  
 کرتی تھی کہ افسر سیاب ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب تاج و سریر سا کرینا بادشاہ طلسم ہوش ربا  
 ہے معلوم ہوتا ہے اپنی کتاب سامری کو دیکھ لیا آگیا یہ قصر سحر سے بنا لیا کل تو اس کوہ پر قصر کا



نشان بھی نہ تھا آج سب کچھ ہو گیا مجھ کو جلائے کو اس جیسا نے کلمات محبت آمیز بکا کر کہے اور  
 طاسم کتا ہوا شہر یارین نے بھی تو کبھی افسر سیاب کو نہیں دیکھا خداوند الملکہ مخمور سرخ چشم  
 کو نیچے ظلم سے اس نابکار کے بچانا ہاے ابکی مرتبہ کس ساعت سے آنا ہوا اس صحرا میں اُنہیں  
 کا بھانا ہوا ہر مرتبہ نور الدہر بن بدیع الزمان تیغہ خارا شکات سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ  
 ڈالتے ہیں نعرہ پر نعرہ کر رہے ہیں مگر ہاڑنک نہیں جاسکتے طاسم قبضہ پر سطور کے  
 ہاتھ ڈالے ہوئے مثل دیو کے جھوم رہا ہے قبضہ سطور کو چوم رہا ہے کل فوج تیار آمادہ  
 حرب و پیکار مگر کسی کا قدم نہیں بڑھتا جھوکون سے ہوا کے لشکر میں تلاطم ہر فساد  
 و اغیاث کی صدائیں بلند مگر ملکہ مخمور سرخ چشم بصد قہر و خشم ساتھ والوں کو اس تاجدار کے  
 مار کر نیچے ہاتھ میں جیسے اچھا پھلکیت لڑتا ہے دریا خون کے بہا دیے طبقے زمین کے سحر سے ہلاک  
 لختے خون کے تمام لباس پر جمے ہوئے چہرہ غصہ سے گلنا دیکھا نور الدہر بن بدیع الزمان  
 نے کہ برابر اس تاجدار کے پہنچی اس جیسا نے بڑھ کر وار تلوار کا کیا مخمور سرخ چشم نے  
 سپر کو ہاتھ سے پھینک دیا کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق بن کر اس جیسا کی کلائی پر پڑی  
 کلائی کسٹ کر زمین پر گرمی گویا مچھلی دریا سے خون میں تڑپنے لگی ہاتھ کٹنے سے وہ خیر ہر  
 دست پا چہ ہوا اب کون دستگیری کرے محل کلجانے کا بھی نہ پایا مثل نقش قدم زمین پر  
 جم گیا اس حال میں مخمور نے بڑھ کر نعرہ کیا اوجیسا معشوق بنانے کا مزہ چکھا منم ملک الموت  
 جان کا فران یہ کہکشیچہ ملاس جیسا نے سر اپنا بڑھا دیا خود اپنے سر پر پتلی اس سر سے  
 آگاہ نہ تھا سراسر بدحواس ہوا نیچے مخمور سرخ چشم کا سر پر پڑا ذرا فرق نہ کیا یا تو نیچے سر پر چمکا  
 تھا یا ٹنگڑیوں سے گزر گیا دھمکڑے ہوئے زمین پر گرا فوج میں نعرہ بلند ہوا ملکہ سجان اللہ  
 کیا ہاتھ مارا ہو قصر بغض و حسد گرا دیا کس لطف سے لڑی ہو کیا نیچے برق مثال ہو کیا  
 جاہ جلال ہو قسط

اک قدم آنا عدو کو راہ سو فرسنگ ہی  
 خود و قاش زین دو حصہ تا بہ حد تنگ ہی  
 بلکہ یہ تعریف تو ہرش کا اسکے تنگ ہی

نہ پر تیغ برق دم الماس پیکر کے تری  
 اگر صف دشمن پہ سیدھی ہو گئی برق بلا  
 پر نہیں یہ وصف جو میں نے بیان اسکے کیے



آسمان سے تازین اور ماہ سے ماہی ملک امتحان گر کیجیے اس کا تو اک چورنگ ہر  
تمام لشکر میں واہ واہ کی صدائیں بلند ہوئیں ملکہ مخمور سرخ چشم نے اس کو قتل کر کے جاہ بھلون  
لاشہ انہیں بجیا کا زمین پر پشل ماہی بے آب تر پا جسم سے خون کا فوارہ چھوٹا ملکہ اس خون سے  
نہا گئی ادھر تو خون جسم پر ملکہ کے پٹا نہیں معلوم اس محبوب جانی یا رجا ودانی پر کیا صدمہ  
گذرا ہا کے کالغہ کر کے بنچہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اب دیکھنے والوں نے دیکھا آندھی سیاہ  
جلی کوہ پر دو عنوان بلند ہوا شعلے آگ کے استعد بکھر کے کہ کوہ کے پتھر تمام شعلہ حوالہ  
بن گئے وہ صدائیں ہائیں بلیان حکیم و صہوین کا جوش باد مند کا خروش زمین کو زلزلہ  
ابالیان لشکر نورالدین بدیع الزمان کو معلوم ہوتا تھا کہ آثار قیامت برپا ہوئے ہر  
ذبیحات کو یقین کامل ہوا کہ اب ہم فنا ہوئے ایک نے ایک کا ہاتھ تھام لیا اندھیرے میں اپنا  
بیگانہ نہ سو جھتا تھا معلوم ہوتا تھا ہلکا ہوا اٹا کے لیے جاتی ہو وہ اندھیری تاریکی شب فرقت سے  
زیادہ پردہ ظلمات کا سا اندھیرا آنکھوں کا بندہ ہونا بیقراری میں ابالیان لشکر کا رونا بعد عصہ  
دراز کے وہ شور و غل اندھیرا ہوا سے تند و غیرہ سب ہنگامہ دفع ہوا اب جو آنکھیں کھولو لکڑ  
دیکھا نہ وہ صہرا ہو نہ وہ مقام نہ وہ کوہ نہ لاشوں کا انبوہ ایک ریتی کے صحرائے سب نے اپنے کو  
پایا خیمے زمین پر پڑے ہیں بارگاہیں سرنگون طہماس میخوار کو ماہی شاہزادے کے قریب  
کھڑے ہیں ساتھ واسے کچھ ہوش میں کوئی مصیبت کے جوش میں وہ عجائب و غرائب بکھار  
عقل حیران اگر اسطو ہوتا یہ طلسم دیکھا مثل طفل دبستان کھر خاموشی دہن پر لگانا اب نے  
آنکھیں کھولیں نورالدین بدیع الزمان کے گرد آگے نورالدین ہرنے کہا بھائیو  
وہ پہاڑ وہ قصر وہ لاشے سب کہاں غائب ہو گئے ہاے مخمور سرخ چشم کو کون لگیں  
طہماس میخوار کوئی کہتے ہیں حضور کیا عرض کریں عقل اس مقدمہ بیج و بیج میں کیا  
دخل دے اس صہرا سے ہول خیز میں یہ سب اس پریشانی میں تھے آثار سحر نمایان ہوئے گریبان  
سرخم میں شاہزادہ نورالدین بدیع الزمان کے چاک ہوا چہار جانب سناٹا رنگ صہرا  
وگر کون بلیوں کا جگر خون طائر عوض زمزمہ سرائی کے صدائیں ہیما ت دافسوس بلند کر رہا  
ہیں پردوں سے سر پٹے ہیں پٹے مثل چشم کو رخسار ہیں جنگل ویران رنگ چہرہ سحر فراق



## ہرذبیحات کو تسلیق اشعار مصنف

<p>             ہوئی یک یک صبح آفت عیان              ستارہ سحر کا ہوا بس نمود              اُداسی سی ہر سمت کو چھائی              فلک نے یکے پر بھی کے رسوم              پڑی اُس میلی ہوئی چاندنی              ہوئے سرنگون سب نشان خیزی              لگائے ہوئے غازہ خون ہر              رخ ہر سے تھا غضب آشکار              سراپا تھی خورشید میں تھر تھری              گھر نے کاشب کے جو تھار رخ و غم              اڑاتے تھے ذرے سروں پر جو خاک              صبا کو خندان کی خبر ہو گئی              گلوں نے گریبان کیے تارتار              سناووں پہ تھی صاف پڑھ دوگی              یسور اپنے بھوے تھے سب چھپے              پلاتے تھے دل نا لہاے چکور              کسی جا پہ تھا نالہ بلبلان              لگے کرنے زانغان کو ہی بھی غل              درندے چھپے خوف سے فائین              قہر کیا عسیر کو مصیبت ہوئی           </p>	<p>             ہوئے ماہ وا نجم فلک پر نہان              فلک ہو گیا سرخ روئے بکود              کہ صبح قیامت نظر آگئی              چلا ماہ لے کر سپاہ نجوم              تلاطم میں سبزے کے دم پر نبی              ہوئی آمدِ خسرو خاوری              کہ رنگت سے تھا سرخ جبکی سپہر              زلزل میں تھا جس سے لیل و نہا              طبیعت سے ظاہر تھی آتش گری              سحر وہ نہ تھی روزِ محشر سے کم              سہانا ہوا دشت وہ ہولناک              گریزان نسیم سر ہو گئی              کھٹکنے لگے دل میں غچون کے خا              اٹھائے تھا سبزہ بھی افسردگی              نہ وہ زمزم سے تھے نہ وہ قہقہے              سرا سیمہ تھے ہر طرف بکبا و مور              کہیں مرغ کرتے تھے شور و فغان              پریشان ہوئے دشت و حشت کے گل              تلاطم ہوا دشت و کسار میں              کہ معشوق و عاشق میں فرقت ہوئی           </p>
---	---

حیرانی و پریشانی میں نور الدہر بن بدیع الزمان بہوت کھڑے ہیں کہ دیکھا شیراز  
 بن عمر و عیار ایک تو تلاش کو نکلا تھا اسوقت آکر پہونچا دیکھا تو لشکر میں عجب ہنگامہ کوئی رہا



کوئی خاک اڑا رہا ہے نور الدہر بن بدیع الزمان خاموش فرش خاک پر بیٹھا ہے شہرنگ  
دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا کیا ای شہر یار خیر تو ہوا آب جنگ غلوبہ میں سے غائب ہوئے تھے  
یہاں کیونکر پہنچے یہ لشکر کہاں سے ملا اسوقت یہ تردد و انتشار کیا ہے لشکر میں ہاے دے  
کا کیوں غافل ہے نور الدہر بن بدیع الزمان نے جو اپنے عیار وفادار کو پایا گلے میں باہیں ڈالکر  
رونا شروع کیا کبھی شہرنگ نے اس طرح شانہ را دے کو رو تا بے قرار نہ دیکھا تھا قدموں سے  
آنکھیں ملکر کہا اللہ ضبط فرمائے حال تو مفصل سنائیے نور الدہر نے ہاتھ کیجے پر رکھکر  
کہا ای برادر گلزناب و جلت رنگ جادو و جکوا و طہماس کو اٹھا کر لائین طالب دہل ہوین میں  
وقت پر آرام جان تسکین وہ دل رنجور عاشق صادق ملکہ مخمور سرخ چشم آکر ہو چنیں دونوں  
کو مارا زیر کوہ اترے ای بھائی بیان کو طول کیا دون میخوار کو ہی آیا مجھ سے لڑا سلمان ہوا  
شب کو جلسہ راستہ کیا صبح ہوتے ہوتے فلک نے جکوا لوٹ لیا کوہ پر ایک قصر ظاہر ہوا آسمان  
تاسر و ایک تاجدار بیٹھا تھا اُس نے ملکہ مخمور سرخ چشم کو جانی لکھ کر پکارا وہ صاحب عصمت و عفت  
پہاڑ پر جا کر ایسی لڑی ہزاروں طائر مارے آخر میں اس تاجدار کو بھی قتل کیا ای شہرنگ  
ہمارے بخت سیاہ کا سامنا ہوا بعد قتل ہونے اس ملعون کے ایسا اندھیرا چھایا اب ہم  
نہیں جانتے کہ وہ پہاڑ کیا ہوا ملکہ کو کون لے گیا ہم اس صحرا میں کیونکر آگئے ہیں اپنے  
یوسف گم گشتہ کو کہاں ڈھونڈھوں کہاں جاؤں جی چاہتا ہے گلا کاٹ کر مر جاؤں شہرنگ نے  
کہا ای شہر یار طریقہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مقام کسی طلسم کا ہے اپنے کو کیوں ہلاک کیجے حکم  
طلسم کو تلاش کریں انشاء اللہ غلام تیار لگا کے گا ملکہ کا گرفتار کرنے والا اپنی حرکت  
ناشائستہ کی سزا پائیگا نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا ای برادر روح کو راحت نہیں  
ہاتھ پاؤں میں طاقت نہیں ہے تو اب کچھ بنو سکیگا اگر تم بھی اس معرکہ قیامت خیز کو دیکھتے  
ہوش اڑ جائے ایسے کلام نہ کرتے ای بھائی کہاں تلاش کروں یکایک یہ قیامت برپا ہوئی  
کہ آنکھوں سے مخمور سرخ چشم مخفی ہو گئی مگر بقول تمہارے کیا میں اب لپٹ کر لشکر میں جاؤں گا  
اسی صحرا سے ہول خیز میں سڑک اٹھ کر جاؤں گا ای میخوار کو ہی بسم اللہ لشکر تیار کرو فوراً  
لشکر میں قزما ہوئی گھوڑوں پر کاٹھیاں پڑنے لگیں نور الدہر بن بدیع الزمان



کا یہ حال ہوا کہ مرکب پر سوار ہوا نہیں جاتا رکاب سے پانوں نکلا جاتا ہی طعما س نے آکر  
ہاتھ تھا بنا مرکب پر شکل سوار کیا خاک اٹھاتے طرف صحرانے چلے لیکن موجب اہیات

<p>دشوار ہر اک قدم کا چلنا کتنا تھا بجیر روکے ہر گام طاقت بیتاب ہو گئی ہی ای شوق کراہ تو دستگیری ہر سر پہ وبالِ دوش اب تو ای طاقت رفتہ آخدا سر پھرتا ہی گردشِ فلک سے محزون ہوں دہر کی ہوا سے طالع گردش دکھا رہا ہی شادی سے جو ہی بگاڑ مجھ سے سوزِ فرقت سے جل رہا ہوں وہ نخل ہوں جو پھل نہ پھولا وہ درد ہوں جو سہا نہ جائے وہ تیشہ ہوں اپنا سر جو پھوٹے بید اور جو رچ پرخ بیداد شدت پہ ہی زور نا تو الی غنجواری کر کے کسی غرض ہی</p>	<p>اسان نہیں بیان سنبھلنا ای زور ہمارے ہاتھ کو تھام تسکین خراب ہو گئی ہی عاجز ہی شباب مثل پیری کچھ بھی نہیں ہکو ہوش اب تو دل توڑا ہی ضعف نے ہمارا رنگ اڑتا ہی درد کی چاک سے مغموم ہوں بخت نار سے گردون مجھ کو پھرا رہا ہی غم کرتا ہی چھپڑ چھپڑ مجھ سے حیرت سے من ہاتھ مل رہا ہوں وہ شہ ہوں جسے ہر ایک بھولا وہ حال ہوں جو کما نہ جائے وہ سخت ہوں اپنا دل جو توڑے فریاد زد دست عشق فریاد سر پر ہی سوار سر گرائی تپ ڈرتی ہی جس سے وہ مرض</p>
---	--

اس جوش و خروش میں شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان قطع منازل و طو مراحل  
میں مصروف ہی دن بھر ہروی کی شام کو قریب ایک کوہ کے پہنچے صرف اس پر ایک  
قصر کہنہ بنا ہوا معلوم ہوا طعما س نے عرض کی شام قریب ہی آج شب اسی مقام پر مہر  
یکجی نور الدہر بن بدیع الزمان گھوڑے سے اترے طعما س گینڈے سے کود پڑا



سا طور کپڑے ٹل رہا ہی بارگاہین وغیرہ استادین ہونین چھکڑوں سے بار بار  
رہے ہین کار گزاران میخوار کو ہی تدبیر کر رہے ہین کہ دیکھا اُس قصر کہنہ سے جو سہر کوہ  
واقع تھا ایک زنگی سیاہ رو بصورت حبیب قد تار کا لٹھا ہونٹھ موٹے سوٹے کر منظر  
عفریت پیکر موجب بیت سعدی علیہ الرحمۃ بیت

تو گوئی تا قیامت زشت روی | برو ختم است بر یوسف نکوئی

تینہ کے قبضہ پہاڑ ڈالے ہوئے پہاڑ سے کودا آواز دی یہ کون اجل گرفتہ ہی جو  
ہمان لشکر اتارا ہی غل شور سے ہمارا سر پھرا جاتا ہی جلد بیان سے لشکر کو اٹھاؤ اور کہیں  
جا کے اتر ورنہ ایک ایک کو سزا سے معقول دوں گا جس مقام پر طہماس کھڑے تھے  
یہ زنگی ایسے کلام سخت کہتا ہوا وہاں پر آیا طہماس نے آواز دی احمد و سپاہی کیا وہی  
تو ہی بکٹا ہی زبان کو بند کر اگر بیان اترے تو کیا کچھ تیرا لے لیا اس زمین کے واسطے شرف  
حاصل ہوا ہین آگاہ ہی یہ لشکر کس کا ہی سیرہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحب قرآن شانہ  
نور الدہرین بدیع الزمان وہ سامنے جلوہ فرما ہین یہ جو طہماس نے کہا وہ زنگی سیاہ رو  
غصہ سے لال ہو گیا جواب دیا کیا سپاہی کیا بہادر ہم اپنی زمین پر ہین اترنے دیتے جلد ہو ورنہ  
تلوار کھینچتا ہوں طہماس نے ہنس کر کہا او گدھے لاکھ دو لاکھ کو بلا تو شاید ڈرین مگر خدا اگر عالم  
ایک طرف ہو جائے تو اپنی کرین یہ لشکر اس زنگی نے طہماس کو تیغ کا ہاتھ مارا طہماس نے سا طور پر  
کاٹھا معلوم ہوا دو اڑ رہے آپس میں لپٹ گئے طہماس نے تلوار اسکی روک کر فریاد کیسے کیا الجھاؤ  
مین سے ہاتھ نکالا سر کو تبا کر پر سا طور کا ہاتھ لگا یا مثل بنیا تر اس زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے  
زنگی کا مرنا قیامت برپا ہوئی نور الدہرین بدیع الزمان نے دیکھا طہماس کی گردن  
و کمین ایک زنجیر لپٹی ایک پنجہ آسمان سے گر کر کمین طہماس کی پڑا اٹھا کر بروے ہوا  
لے گیا اور ایک آواز آئی ہیبت خیز کہ جس سے زمین تھرا گئی بجائے خون کے زنگی کے جسم  
سے دھنواں نکلا سارے لشکر مین اندھیرا چھا گیا آنکھیں سب کی بند ہو گئیں بعد تھوڑی  
دیر کے زمین کا کانپنا موقوف ہوا دھنواں بھی دفع ہو گیا اب دیکھا جس مقام سے صبح کو  
کوچ کیا تھا وہی جگہ ہی نہ وہ پہاڑ ہی نہ زنگی کا لاشہ دکھائی دیتا ہی اب تو سب اور زیادہ



حیران و پریشان ہوئے واسطے طہماس کے نور الدہر بن بدیع الزمان نے گریبان بھاڑ دیا  
 کہا تو شہزنگاہ دوسری آفت ہوئی رفیق قدیم ساتھ سے چھوٹا فلک نے پہلی منزل میں ٹوٹا  
 شہزنگاہ کے بھی ہوش و حواس درست نہیں مگر ضبط کر کے کہا اے شہر یار صبر لازم ہو اور  
 میخوار کوہی کو بچا کر آواز دی جلد بارگاہ اشاودہ کراؤ اس تردد و انتشار سے یکسا  
 حاصل ہو گا سمجھا کر نور الدہر بن بدیع الزمان کو بارگاہ میں لایا مقام صدر پر بٹھایا  
 سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے مگر سب خاموش حیرت کا جوش نور الدہر نے کہا اے  
 میخوار کوہی اب تم لشکر لیکر اپنے قلعہ کو جاؤ ہمارا ساتھ چھوڑ دو علاوہ معشوق کے  
 طہماس کے غم نے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہمارے بچپن کا رفیق عاشق صادق جری  
 بہادر تیغ زن صفت شکن ہماری محبت میں طرما سب ایسے بیٹے کو میدان قلعہ والا مان میں  
 مارا چھاتی پر چڑھ کر اپنے نور نظر کا سر کھینچ لیا ہمارے قدموں پر لا کر ڈال دیا ایسے چاہنے  
 والے کس کو ملتے ہیں اب ہم کیا رہنا اُسکی تلاش میں نکلتے ہیں یا تو اُسکو تلاش کر کے  
 لاتے ہیں یا اپنی جان دینگے یہ روئے سیاہ کسکو دکھائی گئے میخوار کوہی بے اختیار رونے لگا  
 کہا حضور وہ رفیق قدیم غم غلام جدید میں مروت سے بید ہو کر اس وقت میں آپ کا ساتھ  
 چھوڑیں اگر حضور جان دینگے ہم کو اپنی جان کب عزیز ہو اگر حکم ہو سر کاٹ کر قدموں پر ڈالیں  
 جو حضور کا حال وہی ہمارا بھی حال شب بھر یہاں بسر کیجئے صبح جہان سرکار طہمین گے  
 غلام حضور کے ساتھ ہیں یہ سب غلامان با وفا ہیں انہیں سے کوئی قدم نہ ہٹائے گا غلام  
 کو ہمیشہ سپاہیوں سے عشق رہا ان سب صاحبوں کو خون جگر پلا کر پرورش کیا ہے یہ بارہ  
 ہزار بارہ لاکھ سے زائد سکین گئے بس نور الدہر بن بدیع الزمان نے سر جھکا لیا جبر و قہراً  
 سب نے کھانا کھلایا شہزنگاہ تو مثل سایہ کے ہر وقت ساتھ ہی بعد خاصہ کے بلنگ پر آکر  
 بیٹھے شہزنگاہ حاضر ہوا اب شب ہجر سیاہ کا سامنا ہوا فرمایا شہزنگاہ تم آرام کرو صبر و قرار  
 نے ہمارا ساتھ چھوڑا راحت و آرام نے منہ موڑا یہ کالی رات کیونکر کیٹے گی بلا سے سیاہی  
 کھا جائیگی فلک بھی ستاروں سے کم کمین نکالتا ہے آج ماہ تابان مثل تابہ آہن سیاہی  
 تارے ہیں یا خال چہرہ ننگی خیمہ مثل گورنگ ہو اب تو زندگی سے دل تنگ ہو اس پریشانی



میں یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے اشعار میر شوکت حسین صاحب مختص بہ شعر نظم

ہجر میں جان پر آجاتی ہر آفت دل کی	کرتی ہر روح کو بے چین اذیت دل کی
اُس کے بیچو مرے پہلو میں کوئی دم تو کمون	ایک فترت ہی مصیبت کا حقیقت لگی
کیا کہیں ات کو کلا کوئی ارمانِ صال	آج چہرے سے ہویدا ہر بشارت دل کی
جب سے اک شوخ پائی ہر طبیعت اپنی	روح بچیں ہو جاتی رہی راحت دل کی
جا کے ان کیسوون اولئے الجھتا ہر عیش	دیکھنا ایک دن آجائگی شامت دل کی
اٹھ نہ پہلو سے کہ ہر شاق بہت ادا دہر	ایک تو ہجر ترا دوسرے فرقت دل کی
دونوں عالم کو ڈبو دین مری دونوں آنکھیں	فرقت یار میں پائیں جو اجازت دل کی
مارا تار کجا طبیعت کا کہیں آ جانا	جان بھی جائیگی کتنی ہر خصیت دل کی

رات بھر شہرنگ بن عمرو خدمت میں حاضر رہا سمجھا یا کیا شاہزادہ نہ خود سویا نہ شہرنگ کو سونے دیا جب قلیل رات باقی رہی ذرا آنکھ لگی تھی گھر کر شاہزادہ اٹھ بیٹھا کھا اسی شہرنگ بڑا غضب ہوا ملک کسی آفت میں مبتلا ہوا بھی ابھی میں نے خواب میں دیکھا میرا نام لیکر روتی ہر مکان تنگ و تاریک میں بند گرد و ساحر ان خوک پیکر وہ ماہ آسمان حسن و جمال عجب سج و لال میں مبتلا تھی میں جو سامنے پہونچا آواز دی کیوں ملک مزاج کیسا تر فقط اتنا جواب دیا کہ شہر یار ہمارے پاس نہ آئے ہم طلسم میں قید ہیں اگر آپ یہاں آئیے گا تو مصیبت میں بھنس جائیے گا مگر کی طرح خواجہ عمرو کو اطلاع کیجیے کیا عجب ہر وہ اگر اس بلا نصیب کو قید آفت سے چھڑائیں طرے طرے زبردست یہاں ساحر میں علم سحر سے خوب ماہر ہیں اسی شہرنگ میں نے چاہا کہ نام طلسم کا پوچھوں آنکھ کھل گئی آنکھیں کور ہو جائیں تو صبر آتا کلمات حیرت و یاس سننے کی طاقت نہ تھی مگر سینے خواب میں ہی اُس تک نہ پہونچ سکے پھر کہ رہ گئے شہرنگ نے کہا اسی شہر یار اس خواب سے تو خیال ہوتا ہر کہ ملک چین سے ہیں آپ نے مصیبت میں دیکھا عکس اسکا عیش ہر نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا اسی شہرنگ یہ رویا سے صادق ہو وہ ہی ہو جو آنکھوں سے دیکھا دل خانہ خراب ہر امیت کرتا ہر کہ خواب سچا ہو ہر چند شہرنگ بن عمرو سمجھا تا ہر کب صبر آتا ہر ولولہ بڑھتا جاتا ہر



## بقول کسی شاعر کے شعر

عاشق کو بھی ہوتا ہے کہیں صبر و تحمل  
حضرت ناصح جو آئینِ بدہ و دل نشین  
وہ کام بہت سنا ہے جو آنا نہیں مجھ کو  
دیگر یہ تو کوئی مجھ کو سمجھا دے کہ سمجھائینگے کیا

دیگر اشعار مصنف  
کیسو کی یاد میں شبِ غم بسر ہوئی  
کن جسر تون میں آہ ہماری بسر ہوئی  
فرقت میں تیری رات تڑپ کر رہی ہوئی  
کچھ رات رہ گئی تھی کہ اپنی سحر ہوئی  
جبم لبونہ آ گیا اُس دم سحر ہوئی  
عین شباب و فرقت معشوق مہربان  
یاد رخ صبح میں ہری ہوئی کمزور  
شام شبابِ عمر کی دم میں سحر ہوئی

جب ہونٹ پر دم شاہزادے کا آیا صبح فراق نے روئے سیاہ دکھایا اٹھ کر وضو کیا نماز سحر سے  
فراغت حاصل کی پھر شاہزادہ نور الدین بن بدیع الزمان جو شان و خروشان  
بدحواس عالم یاس پشتِ مرکب پر سوار ہو کر تلاشِ محبوب میں چلے شہرِ رنگ رکاب سے  
لیٹا ہوا عجب میں تمام لشکرِ ملکہ مخمور و سرخ چشم کا غمِ طہاس کی جدائی کا الم ہر مرتبہ  
شاہزادہ آہ کا لغزہ مار رہا تھا ہر جا ہوتا ہے ان سبھوں کے ساتھ سے الگ ہو جاؤں اپنے کو  
دشتِ نجد میں پہونچاؤں شہرِ رنگ بن عمرو و تیور پچان کر کتا ہوا شہر یا ایسے مقام  
پر چند کس کا ہمراہ ہونا بہت مناسب ہے غلام سے الگ ہونے کا براے خدا قصہ  
نہ کیجیے گا بموجب مصرع و دود یک شود لب کند کوہ را بہ شاہزادے نے مشکلِ دل کو

سنجھا لا بصد سوز و گداز اس غزل کو شروع کیا غزل  
زندگی کیوں بنو و بان ہمیں  
کیا کہیں آئے ایک بوسہ کو  
صاف ہیں ہم پلا زلال ہیں  
آج بھی مل گیا جو وعدہ وصل  
پھر دین وہ ہمارا مال ہیں  
بھر دل آزاریاں نہ کرنے لگے  
لو ہوا اور انفصال ہیں  
چاند دیکھا جو چو دھوین شہل  
زلفِ جانان کا ہے خیال ہیں  
تو نے قاتل کیا نہال ہیں  
ساقیا دردِ محنتِ کدوے  
اپنے پہلو سے تو نکال ہیں  
دل کی قیمت جو بوسہ دیتے ہیں  
نظر آئے جو وہ جمال ہیں  
وصل میں یا رہے روٹھ گیا  
یہی مسند ہی ہے شال ہیں  
پاکے جتنی کسی کی آنکھوں کا



لکھو رتے ہیں بہت غزال ہیں آکے دنیا میں تجھ سے بعد ہوا کر دیا بے چھری حلال ہیں وصل میں عجب حسن باعث استنا ہوتا گیا زوال ہیں بولا قاتل لگا کے تیر نظر نظر آئے کہیں ہلال ہیں ہجر میں فرس غم پہ گرتے ہیں	وصل میں یار مجھ سے کتنا ہی اب ہو درکار اتصال ہیں نہو فصل گل میں کیوں سودا نہوئی بات کی مجال ہیں یار جو بے حدیل پایا ہی خوب آتی ہو دیکھ بھال ہیں عشق ابرو میں جبکے ہو گئے خم اٹھ کے اوردل سنبھال ہیں	ہجر کا کچھ سناؤ مال ہیں تو نے ابرو دکھا کے غیروں کو ہو گیا کیا یہ اب کی سال ہیں جتنا اُنکا عروج حسن ہوا لوگ کہتے ہیں بیشال ہیں یار انگڑائی ہاتھ اٹھا کر نے سب کہیں صاحب کمال ہیں اس غزل نے اور اک عشق کی
---	--	---

بھڑکانی مگر خیال ہے کہ اوی نور الدہر خواب تمہارا سچا ہے اگر ذرا بھی نشان مجھ سے تو تلو  
پڑ کر جا پڑو اگر زندگی تمام ہو چکی ہو تو قید خانہ میں سکر یہ تو کیسی کہ ہمارا عاشق جاننا تھا  
مردان عالم میں سرفراز تھا کہ ہماری جستجو میں جان دے دی اور اگر حیات باقی ہو تو بھڑکا  
پہنچ گئے بخت نے رسائی کی اور رہا کیس تو اس وقت کیا خوشی ہوگی اور اوی نور الدہر  
چونکہ مقدمہ وہاں ساحی کا ہے اسوجہ سے خواب میں بھی فرمایا کہ خواجہ عمر  
کو خبر کرو جانتی ہیں وہ عیار طرار ہو رہا کر لیں گے اور اُن سے کیا ہو سیکے گا مگر خدا نے ہمکو  
ساحر کش بنا یا ہے بچپن میں طلسم گوہر بار سلیمانی کو فتح کیا اگر خدا نے فضل کیا تو اس  
طلسم کو بھی چل کر فتح کرتے ہیں الغرض دن بھر اس وادی ہولناک میں رہ روی کرتے  
رہتے کوئی چھ گھڑی دن کچھلا باقی تھا ایک صحرا سے سبزہ زار میں گذر ہوا صحرا دلچسپ  
قطعہ اور جا بجا گل خود رو کی بہار ایک جانب کوڑیالا کھلا ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ  
فرش زمردین پر جال مروارید کا پڑا ہے طائران زمزمہ سرا بزبان بیزبانی صفت میں باغبان

تقنا و قدر کی صورت ہیں نظم	ہر گیا ہے کہ بر زمین روید	وحدہ لا شریک لہ گوید
دیگر رنگ درخشان سبز و نظر مشاہیر	ہر ورق دفتریت معرفت کردگار	چونکہ وقت آخر روز ہے

دھوپ ساتھ زردی کے معلوم ہوتی ہے عکس نیر اعظم سے تمام زمین دشت پر چمن  
مردان زار کا دھوکا ہوتا ہے سبزہ دشت کا دل میں سبز بختوں کے تخم محبت ہوتا ہے



جا بجا چلتے موج مار رہے ہیں طائران صحرا بسیرے کی فکر میں عندلیب چمن پیراے ازل کے ذکر میں زیرِ نخل جا بجا بھولوں کے انبار ایک جانب لالہ بادل داغدار ابیاست

دشت سقا صفحہ زمرہ گون  
سبزہ خط گلخان کی بہا  
بس نظر کرتی تھی ہمانک کام  
تندرستی کے ساتھ ہو بیدار  
کف پا جسے اُس زمین پہ چری  
ہوں اسی سبزہ زار پر غلطان

صاف مثل بطون پاک درون  
سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ  
مخل سبزی بچھا تھا تمام  
یہ ہوا کے خوش سحر آتی تھی  
چڑھ گئی بس دماغ کو سردی  
اک طرف کو وہ سبزہ نو خیز

تھی اسی سبزہ زار سے اظہار  
مروہ ہو جس کو دیکھ کر زندہ  
سو کے اُس سبزے پر اگر بیمار  
روح بالیدگی سی پاتی تھی  
دل شبنم یہ چاہتا ہوں وہاں  
اک طرف کو زمین عنبر سبز

شاہزادے نے جو دشت پر فضا کو دیکھا یا دمشق نے بقرار کیا سبزے نے زہر کی تاثیر پیدا کی نوک سبزہ خار بن کر قلب میں چبے ہر پھول شعلہ آتش ہوا واسطے دل جگر کے شمشیر سرکش ہوا ہر نخل کی شاخ خنجر آبدار موج آب نہر کھینچی ہوئی تو ارجباب آنکھیں نکالتے ہیں اشارے کر کے ٹالتے ہیں منجوار کوہی نے کہا اے شہر یار اسی مقام پر فروش ہو جیسے زیادہ مشوش نہ ہو جیسے انشا اللہ احکم الحاکمین رہبر کامل جاوہ منزل مراد پر پہنچانے کا مطلب دلی برائی گنا سبزہ زار کو دیکھ کر جو شاہزادہ آنکھوں میں آنسو بھر لایا شہرِ رنگ نے قدم آگے بڑھایا عرض کی حضور غم غلط کریں ٹھنڈی سانسیں نہ بھریں ذرا بھی غلام نشان پا جائے ساحر ہوں یا غیر ساحر فوراً اپنے کو دہان نہ پہنچاؤں تو فرزند خواجہ عمر و غلام کو نہ کیسے گا مطمئن رہیے دن رات غلام اسی فکر میں ہو کہ یہ کون تھا جو تاجدار بن کر قیامتیں برپا کر گیا اور حضور غلام نے سوچا افراسیاب جادو تو نہ تھا اگر افراسیاب ہوتا آپ کو زندہ نہ چھوڑتا یہ کوئی شجرہ جدید تھا انشا اللہ تبارک ہی چاہتا ہے حضور طبیعت کو پر اگندہ نہ کیجیے دل کو تسکین دیجیے منجوار چ کتابی اسی مقام پر اترے صحرا معقول ہو وہ دیکھے سامنے قریہ بھی معلوم ہوتا ہے آبادی بھی قریب ہو نور الدہریز بدیع الزمان نے آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا کہ اے شہرِ رنگ اب تو میرا یہ حال ہے طبیعت پرانے کو ڈھونڈھتی ہو وہاں جا کر ٹھہروں کہ انسان کا نام نہ ہو وحیٰ ان صحرا سے دل بہلا لینگے اپنے غزال رمیدہ کو دل کھو کر تلاش کریں گے تم براہِ محبت



سمجھاتے ہو مجکو ناگوار ہو آٹھ پہر اسی کا انتظار ہو اُس ملعون تاجدار نے جو کلمہ محبت امیر  
کما میں نے دیکھا کہ اُس شیر زن کا چہرہ غصہ سے لال ہو گیا پیشانی پر پینہ تھا کیون اور  
شہر نگ تمکو یاد ہو گا ہزار ہا جادوگر طرف سے افراسیاب کے ہم لوگوں کے مقابلہ کو آئے  
ان جیہاؤں نے بڑے بڑے شیر نگ دکھائے مگر ایسا سحر کسی کو کرتے نہیں دیکھا ماشاء اللہ  
کس دھوم دھڑکے سے لڑی اول طائرون کو جلایا وہ طائر کینٹ کیا بلا کے تھے جسم  
نازنین اُسکا نوپے ڈالتے تھے آنکو پھونک کر تھکڑا کر مٹایا اُسکے ساتھ والوں کو قتل کیا  
اُس تاجدار پر بھی توجا پڑی مگر اُس ملعون کے مرتے ہی قیامت پر پا ہوئی ملکہ کا تپانہ ملانہ  
قصر تھانہ وہ کوہ تھا ہمارے قلب پر غم والہ کا انبوہ تھا شہر نگ نے کہا اب ان تون  
کو نہ یاد کیجیے اب ملحوظ رہے کہ شہر نگ پاس نور الدہر کے کھڑا ہی فہائش کر رہا ہی ابھی  
لشکر اچھی طرح پر اترنے نہیں پایا ہی بار لدے ہوئے ہمارا ہیان منجوار کو ہی ٹہل رہے  
ہیں کہ دیکھا قریہ کی جانب سے ایک عورت سیاہ فام پھولے پھولے کمال سر پر بڑے  
بڑے بال قد لمبا مثل چار صحرائی آنکھیں تھھرائی ہوئیں بلکہ ایک آنکھ سے کافی کلاوا بھیروں  
کی نانی بچہ کی سی صورت باکالی جی کی مورت ہیبتناک کھاروسے کی تہ بندہ ماندھے ہوئے  
نیلی کرتی ووشکیں سینہ پر لٹکتی ہوئیں پانٹینوں کے تھیلے تھے کان میں جت کی بالیاں  
ناک میں پیل کی موٹی سی نٹھ لسن پیاز کی لٹھیوں کا گندھا ہوا ہار جھنجھی کوڑیوں کا مالالے میں  
شعر تھی جلد بدن کی خوس کی کھال و روئیں نہ تھے رچھ کے تھے وہ بال و روز روشن  
میں اگر کوئی دیکھے آنکھوں میں اندھیرا آئے صورت ہیبتناک اُس ماچہ خونی کی دیکھ کر  
قلب تھرائے چہرہ اسقدر کالا ہو کہ آئے توے کی مثال ناقص ہو شب و سحر کہوں رات  
سے مثال دون جھولی بائیں ہاتھ پر آسمین اسباب سحر رائی کے دانے مڑ کے دانے  
سرسون و کالے ماش وغیرہ اُس بد معاش نے یہ سب سامان سحر جھولی میں بھر لیا تھا مگر  
اب شہر نگ نے دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر جا بجا کھڑے ہیں مگر اسکی نگاہ نور الدہر بن  
بدیع الزمان پر پڑ رہی ہی شہر نگ جا ہتا ہی کہ آقا تو سیدھے سیاہی ہیں قصد ہوا کہ  
آگے بڑھ کر کلام کہوں مگر کلیجہ دھڑکنے لگا دل سے کہتا ہی خدا خیر کرے کوئی آفت تازہ



آئی چاہا کہ بڑھوں وہ قریب آگئی اور نور الدہر سے آنکھ ملا کر آواز دی لشکر بیان سے بھاؤ  
اور کہیں جا کر آترو رنج کی فصل ہر کھیت سب ہرے بھرے ہیں فوج سے پا مال ہو جائے  
ہمارے اسایوں کا نقصان ہوگا بد مزہ ہر ایک کسان ہوگا کوت ہو چکی ہو سبھی کھیت بٹائی کے  
میں غلئی لوگ یہاں نہیں ٹھہر سکتے جو فروٹ گندم نامعلوم ہوتے ہو تم لوگوں کی چچی روٹی  
بر شہرنگ نے پٹ کر کہا اسی کی بخت سب کی شب آتو رہینگے مسافرانہ داروین صبح ہوتے  
چلے جائینگے اس ساحرہ نے کہا نگوڑے الگ جاتو نہ اپنے اڑھائی چانول گلا ہم تیرے  
آقا سے کلام کرتے ہیں نہ خود بات کرتا ہوں اور کو بولنے دیتا ہوں یہ مقام پرافت ہو نور الدہر نے  
جو یہ کلام و اہیات سے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر کہا شہرنگ کیوں ایسی رکاوٹ کی منت کرتے ہو  
میں ابھی زبان تیغ سے جواب دیتا ہوں شہرنگ نے پٹ کر اشارے سے منع بھی کیا  
کہ حضور ساحرہ پر غصہ کرنے سے کیا فائدہ میں ترکیب سے انکی خدمت کیے لیتا ہوں یہ مرد  
سپاہی بات کی برواشت نہیں چاہا تموار کھینچ کر جا پڑیں شہرنگ نے جلدی ساحرہ کا ہاتھ  
پکڑ لیا اور کہا بی بی تم سے متوجہ ہوا نے کلام نہ کرو زمین لشکر کا اختیار ہم بھی لشکر کو یہاں  
لے جاتے ہیں مسافر کو کیا مشکل ہے یہ دشت سبزہ زار ہے ریگستان میں جا اترینگے ساحرہ  
نے ہاتھ چھڑا لیا کہا نگوڑے ہم منع کرتے ہیں نہیں مانتا جسکے منہ میں چانول بھرے ہوتے  
ہیں وہی چبا چا کر باہر نکلتا ہے دیکھ میں ابھی سزا دیتی ہوں یہ لکڑی جھولی پر ہاتھ ڈالنے لگی شہرنگ  
سوچا غضب ہوا بس اسنے کہا ملکہ عالم وہ دیکھے گا توں سے ٹھاکر صاحب بھی آتے ہیں  
آپ کو بلائے ہیں بس وہ اجل گرفت ملیٹی شہرنگ تو برابر کھڑا تھا پٹ کر کوکھ پر خنجر مارا ساحرہ  
کا شکم چاک قصہ پاک ہوا ہاے ککے زمین پر گری ملا اسکے کرتے ہی ایک زنجیر آتشیں ہوا  
ہوئی ایک سرگردن میں شہرنگ کے دوسرا کر میں نور الدہر بن بدیع الزمان کے پیچیدہ ہوا  
یہ تو بشتہ سلسلہ محبت تھی ہی خانہ زنجیر کو قصر راحت سمجھے مگر لشکر میں غل ہوا ہنوار کو ہی  
دوڑا وہ زنجیر دونوں کو کشان کشان لیکر بلند ہوئی آنکھ دونوں کی بند ہوئی ہوش ہوئے نہ سمجھے  
کہ ہمپر کیا گزری لشکر والوں نے دیکھا کہ عیار و سردار زنجیر میں گرفتار ہو کر چشم زدن میں  
آنکھوں سے ناپدید ہوئے سب نے چاہا تعقب کریں کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اس



آندھی سے رعد کی گرج برق کی چمک مینہ برسے لگا کوہیوں کے سرکٹ کٹ کے گرنے لگے  
مگر میخوار کوہی اس معرکہ کو دیکھ کر گھبرا یا مگر کیا ہو سکتا ہے اس آندھی میں ہر ایک کو سکتا ہی روح پر  
نبی ہو یقین ہر اب شورش ہوا سے دم نکلا جائے آخر مجبور و ناچار گھوڑوں پر سوار ہو کے جسکا جگر  
منہ اٹھا اٹھا دھڑکلیا جان بچا کر ٹل گیا ایک سمت میخوار کوہی بھی بھاگا چونکہ افسر تھا ہزار  
دو ہزار نے ساتھ دیا مگر دیکھتا ہے کہ آندھی مثل بلا سے ناگہانی کے چلی آتی ہے سوار پیدل  
سیکڑوں سیکڑا ہکا کر مر گئے مال اسباب سب وہیں چھوٹا نقد جان کو غنیمت جان کر بھاگے  
جاتے ہیں جب پانچ کوس پر آ کر پہنچے اب جوش و خروش ہوا کا موقوف ہوا الزمان ترسا  
ایک درہ کوہ میں آ کر ٹھہرے بعد عرصہ دراز کے ہوش و حواس درست ہوئے میخوار  
نے کہا یار و افسوس ہے جان کا ایسا پاس ہوا کہ سوائے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا شہرنگ  
بن عمرو اور آقا سے نامور پر نہیں معلوم کیا گزری وہ ساحر نہ تھی بلا سے ناگہانی آفت  
آسمانی کہنا چاہیے سب نے کہا حضور ہمارا کیا زور تھا اگر نہ بھاگتے تو کیا کرتے یہ جبرے  
تو کبھی آنکھوں سے نہ دیکھے تھے منزل اول میں طہماس پر وہ معرکہ گذرا دوسری  
منزل میں آقا سے چھوٹے گلا دی ہوا ان دوران لشکر میں صاحبقران کے چلے صاحبقران  
سے جگر یہ حال بیان کیجیے وہ کشندہ ساحران عالم ہیں صاحب اسم اعظم میں کچھ تدبیر  
کر نیلے میخوار کوہی نے کہا یہ روئے سیاہ اس قابل ہے کہ جا کر اس کے بزرگوں کو دکھائیں کیا منہ  
لیکے جائیں اپنے موافق حقیقت کے جنگل جنگل اس شیر بیشہ جرات کو تلاش کر دو لگا یا تڑپ  
تڑپ کر اپنی جان دو لگا ہزار دو ہزار کوہی جو اس کے ساتھ تھے انکو ہمراہ لیکر برائے تلاش  
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و شہرنگ بن عمرو و طہماس بن عقیل دیو پرور  
روتا پٹیا ہوا روانہ ہوا انکو راہ میں چھوڑو

دو کلمہ داستانِ حشت انگیز اس گل گلزارِ محبت و عندلیبِ چنستانِ مودت  
قمری سر و حدیقہ رعنائی بابل شاخسار گلشنِ زیبائی رنجور مجبور ملکِ مخمور سرخ چشم  
گرفتار طلسم حیرت قیدی زندانِ مصیبت کے بیان ہوتے ہیں گوہر آبدار سخن کو  
رشتہ تحریر میں یوں پروئے ہیں ساقی نامہ تصنیف مصنف



کہ ہر ہر تو ای سا قی نازنین پلا جام صبا سے انگور کا غم و درد سے دل ہو پاش پاش کہ دور فلک دور پیمانہ ہو پھنسا ہو مرا ساقی نہ لقا کہ پیر میغان سے نہ تھی یہ امید ارے ساقی بخیر تر نہ ہو ہو اس غم سے شیشے کو بجلی لگی تصور میں ہو صورت اس یار کی اسی تجوین اڑاتا ہوں خاک	پلا سا غریب دہ و محزون یہ کیا ہو بھلا ساقی روزگار مرد و حشت انگیز کی ہو تلاش کہاں تیرے ہو رشک نہت لب کج شیشہ ہو کجاسیکدا نرپتا ہوں اُس سے تھا کے لیے مجھے زہر ہی نام جام و سبو یہ ہو میکدے میں غم و ہم کا جوش ترقی پہ ہو نشہ پیچو دی جہاں تیرہ وقار ہو ای قمر	تصور ہو اک چشم مخمور کا تلاطم ہو مینخانہ میں آشکار طلسمات کا تیرا مینخانہ ہو بتا ساقیا غیر ہو حال اب سمجھنا نہ مخمور ہو اس میں ہمید مدد کر مدد کر خدا کے لیے تصور ہو اُس یار کا ہر گھڑی کہ بے اُس کے بیکار ہو ناؤ نوش اُسی گل کی ہو سرسبز بخت و تاک وہ خورشید رو آئے کیونکر نظر
--	--	--

## غزل لائق ملاحظہ ناظرین غزل

ایم مرگ دیکھتی ہو اچھین بار بار کیا بد لو جو رنگ رو کی طرح اختیار ہو اس وصل میں فراق فلک بھی نہ کر سکا آنکھیں کھلی ہوئی ہیں جھپکتی ہیں ملک بہرے ہو تم بھی نا صبح نا فہم کی طرح مانے نہ مانے مرگ کے کیونکر سوال کب ہو فریب راحت دشمن پہ اعتماد رکھتی ہو مثل روح جو آغوش پر خراش سائل ہوں ایک بوسہ کا دو چار کا نہیں انجام دے کھتے نہیں آغاز کے سوا میتا بیون کے ناز اٹھائے ہیں رات بھر ہنگام وصل یا بھی یہ بھولتا نہیں	سینہ کے زخم بھی ہیں شکاف مزا کیا ای جان امید وعدہ بے اعتبار کیا پلٹے ہوئے ہیں دامن لیل و نہار کیا تکلیف نزع بھی ہو شب انتظار کیا جو پوچھتا ہوں پوچھتے ہو بار بار کیا جس طرح تیرا دل کہ مجھے اختیار کیا تلوے کھجائے گی خلش نوک خار کیا معشوق آبلہ ہو کوئی نوک خار کیا میں طول مدعا میں کردن اختصار کیا ہو طول زلف رحمت پروردگار کیا تھا جوش شوق جلوہ دیدار کیا داغ فراق ہو سبم روزگار کیا
--	---



قاتل نے بعد فوج کے آنکھیں کال لیں  
مانند بوسہ چار لبوں میں نہان ہوئیں  
نیلی سی دے دے اک کفنی دود آہ کی  
چکر میں ہو نصیب تو گردش میں آرزو  
جھاگٹے میں ہوں کشاکش انفاس کطرح  
مانند روح قید تعلق سے عار ہو  
بدلا ہوا ہی رنگ مزاج اندون قمر

دیکھیں گے شکل راحت خواب مزار کیا  
پوشیدگی ہو میری بجلا آشکار کیا  
اگر روح پوشش بدن سو گوار کیا  
ہم دور آسمان ہو مرار وزگار کیا  
کم ہو سکے گا مشغلہ انتشار کیا  
جب جسم ہی نہیں تو نشان مزار کیا  
دیکھیں جہان کا گلشن ناپائدار کیا

جو ہیں مٹیاں بلاغت نشان دیگر وہ لکھتے ہیں اسطرح یہ داستان

مخموران بادہ رنج و الم و ساقیان خمیانہ مصیبت و غم زندان یکدہ اندوہ و آلام و قبح خواران  
شراب محنت انجام بجائے صباے مروق ساغ خون دل پیکر و گزک کباب لخت جگر نوش  
کر کے پیر مغان خامہ دور باش کا مشاق رہبری ہو استادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان  
کو یون تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت ملکہ مخمور طرخ چشم نے بر سر کوہ بہ ہنگامہ برپا کیا تا جدار کو  
قتل کر کے بیوش ہو گئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا گرد چند جبینین ترکینین گرفتار کیے ہوئے اس  
حال سے لیے جاتی ہیں کہ زبان میں سوزن ہاتھ میں ہتکڑیاں پائون میں ہیر طیان طوق  
گلو گیر گردن میں تمام زیور آہن آراستہ عرصہ دراز سے اسیر کمند گیسو تھی گویا آج خواب کی  
تبعیر ظاہر ہوئی دل سے کہتی ہو اور مخمور حضرت عشق سے سلسلہ بخوبی ہوا گرفتاری زندان  
عشق کیا کم تھی جو قید آہن میں مبتلا کیا زنجیر گیسو سے مسلسل محبوب بہت خوب تھی مدت  
سے پابند ہیں قید محبت میں کسی کی درد مند ہیں آج سنئے طرے گرفتار ہوئے مجبور و ناچا  
ہوئے ان عورتوں نے لا کر ایک مکان تنگ و تاریک میں بند کر دیا اوپر سے قفل لگایا اب  
جو اس مکان تنگ و تاریک میں ماہ و دو چن داخل ہوئی اندھیرے میں دل گھرا یا مطلع  
زیب النساء مخفی کا زبان پر جاری کیا مطلع

روز فوری سی چو آید آشنا دشمن شود  
ہر کہ پیش از مرگ در مان خواہ در دہر بود  
غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود  
اگر حکیمش بوعالی باشد و دشمن شود



اُس مکان تاریک کے بخت سیاہ جا کے اس خورشید رو کا داخلہ ہوا مثل ماہ یوسفی روشن ہو گیا تاثیر گوہر شجر اخ کی روشنی عارض انور نے دکھائی یا ماریہ نے اپنا من اگل دیا مگر اس قدر وہ مکان تنگ و تاریک ہی پر وہ ظلمات کی مثال ٹھیک ہر اندھیرے میں اُس بدر کا مل آسمان خوبی کا دل گہرا یا قریب تھا پھر ک کر دم نکل جاے اسیا است

آہ سر واز دل پر درو کشید  
ہم تن گشت بشکل آغوش  
ہر زمان پیش نظر ویش بود  
رُخ سے کر و بدین طور ملال  
گاہ سے بود بلا گردانش  
سجدہ گہ کر و باند از مناز  
کر رُخ خوب تو خجلت وہ گل  
کر و بر حاشیہ تفسیر رقم

دامن وجیب ازین غم برید  
مقدمش بکرت متا کردہ  
نگہ دیدہ دل سولیش بود  
گاہ قربان جالش گشتے  
گہ گرفتے بہ ادب دامانش  
گہ بہ تقہ پر چن بست آئین  
ہست سودا کی زلفت سنبھل

بہ بلگیری آن دشمن ہوش  
دیدہ آغوش زہم واکر وہ  
گفتگو کار نمودے بخیال  
ہم تن محو خیال گشتے  
گاہ بوسید دو چشمش بہ نیاز  
گہ بہ لب زمزمہ آورد چنیں  
ای بر خسار تو زلف پرسم

کبھی نالان کبھی اپنے بخت پر خندان کبھی مثل طائر نو گرفتار

پھر کتنی تھی کبھی اٹھنے کا ارادہ کرتی ہر نہ خیر پاغل بچاتی ہو اٹھنے کے خیال سے دل مٹھا جاتا ہو  
کبھی خود بخود دل سے باتیں کرتی ہو نہ جیتی ہو نہ مرنی ہو کیونکہ اس مخمور یہ کیا شہدہ تھا کسکو مارا  
کس سے لڑے وہ کون لوگ تھے ہم کیونکہ گرفتار ہوئے سحر و ساحری افراسیاب سے سکھے ایسے  
بیکار ہوئے اگر کہوں کہ افراسیاب جادو تھا خیال خام تصور نہ تمام اسکو کسکا ڈر تھا  
اول تو اُس شیر مہیہ جزأت پر دست انداز ہوتا میں اس قدر سحر کا ہے کہ کر سکتی ایک اشارے  
میں بکڑ لیتا وہ بادشاہ طلم ہوش رہا ہوا کے سامنے میری حقیقت کیا ہو علاوہ اسکے جن رتوں  
نے لا کر بیان قید کیا کوئی انہیں شناسا نہ تھی اُسکے گھر میں کون ایسا ملازم ہو جسکو ہم نہیں پہچانتے  
نیا مقام بخت نے دکھایا اے فلک کس جگہ پر تو ہمو لایا کیا شہدہ تازہ دکھایا شاہزادہ نور الدین  
بن بدیع الزمان پر کیا گزری ہوگی اُس بیہیمانے کیا کلمات سخت پکار کر کہے وہ لائق آنکی  
سماعت کے تھے ہاں شرم و حجاب سے کہیں اپنے کو ہلاک نہ کیا ہو یہ جو خیال آیا ضبط نہوسکا  
روئے لگی یہ چند اشعار زبان پر جاری کیے اشعار



رہتا ہے جب سے دل رہا ہے ستم الگ الگ	ہم سے ہر دل الگ الگ ل سے ہن ہم الگ الگ
رکتے ہن غمزدے ترے اپنے بقدر حوصلہ	رنج و تعب جدا جدا درد و الم الگ الگ
شرح فراق کا اثر دیکھ کے خط میں نامہ بر	کرتا قلم ہر یک قلم حرف رقم الگ الگ
ہم سے لگاؤ آپ نے رکھے جو ظاہر تو کیا	کرتے ہو روز غیر سے قول و ستم الگ الگ
ہلے غضب کہ جتنا میں اُس سے زیادہ لگ چلون	اتنا ہی مجھ سے وہ رہے میرا ستم الگ الگ

کبھی خیال میں آتا ہے کہ اگر مخمور اس شیر بیشہ جرات نے گرفتاری تیری آنکھوں نے دیکھی خدا کرے وہ محفوظ رہے ہوں دنیا کی خاک چھانینگے اس زندان مصیبت سے اگر وہی رہا کرینگے وہ شیر فتاح طلسمات عالم ہر ہزار با ساحر بھی قتل کیے خدا انکا معین و مددگار ہو اگر طلمس ہو تو عمر کا اسکی خاتمہ ہوا خدا کرے وہی شاہزادہ اسکا فتاح اس میدان عجائب و غرائب کا سیاح ہو مقبرہ ہر ہو کر پکاری کینز کی مدد کو آئیے اس زندان مصیبت سے چھڑائیے ابیات

بے توبے صبر و قرام دریا ب	عاجز و خستہ و زارم دریا ب	خون بکشم ہمہ از سر تاپا
غمم برآورد و دام دریا ب	کہ شود مونس تنہائی من	جسز تو غمخوار ندارم دریا ب
ہر دم از دوری لعل لب تو	خون دل از مرہ بارم دریا ب	گر سیر فاتحہ خوانیست ترا
بر سیر راہ مزارم دریا ب	کردہ ام نخل جنون سیر باشک	رشک صد ابر بہارم دریا ب
چند ز اندیشہ بدنامی تو	آہ از دل نہ برآرم دریا ب	چند بتیاب ز ہجران باشم
پیش ازین تاب ندارم دریا ب	مگر حال اس مقام پر گزارش ہوتا ہے	اس طلمس کو جیشید یہ کہتے

ہن وہ مقام علامت طلمس تھا جس مقام پر ملکہ مقید ہوئیں بموجب عادت قدیم بادشاہ جیشید جا طلمس اپنے تخت پر اگر بیٹھا اگر دساحران غدار کا جماؤ ہوا یکایک چند ساحر سامنے سے بتیاب و یقرار آئے بعد آداب و تسلیمات کے یہ سخن زبان پر لائے اسی شہنشاہ طلمس جیشید عجیب طرح کا معرکہ گذرایہ لکھن خوب روئے بہت سے لاشے پیش کیے کسی کا منہ آتش سحر سے جھلسا ہو کسی کے سینہ پر گولی کا نشان خوب ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سحر کے مارے ہوئے ہن جیشید جادو لاشے دیکھا گھبرا گیا کہا جلد مفصل بیان کرو انکو کس نے مارا انھوں نے دست بستہ عرض کی علامت طلمس پر ہیشہ مینوش خوشخوار موجود رہتا ہے ہر طور سے آئندہ روز کو چھنا لیتا ہے کل ایک ساحر کا



گزر ہوا بوجیب طریقہ قدیم کسی کو عورت بن کر کسی کو بصورت مرد مبتلا سے بلا کرتا ہی چونکہ وہ عورت  
 نازنین مریمین خاتون ہوش گلگون پوش تھی لبیکل تاجدار اسکو لکھارا امی شہنشاہ سکا کا  
 بول بالا ہو جاہ دولت دو بالا ہو وہ نازنین اس زور و شور سے گری کہ صد ہا ساحر مار ڈالے  
 سیکڑوں کو پھونک دیا صد ہا پر مسکرا کر برق چمکائی اس قتال عالم کے نزدیک یہ لطافتی  
 بھی ہنسی تھی اگر مقدمہ علامت طلسم نہوتا سحر سے لڑ کر خداوند سامری و جیشد بھی نہ گرفتار کر سکتے  
 آنکھوں کا سحر تو مشہور رہا اسکی بات بات میں افسونگری رگ رگ میں سحر و ساحری بھری ہو  
 بمشکل تمام مینوش خو خوار نے اپنے کو قتل کر کر اسکو ہوش کیا اور گرفتار کر کے بھیجا ہوا اسقدر  
 زخمی ہوا کہ دربار میں نہ آسکا چونکہ وہ شاہزادی معلوم ہوتی ہو حسن میں ہیشال ابر و رشک  
 ہلال رعب و جلال چہرہ زیبا سے ظاہر ہو ہم لوگوں نے ہاتھ نہیں لگایا کینیز ان شاہی سے گرفتار  
 کر آیا فلان مکان میں نظر بند کر دیا ہوا حقیقت یہ عورتوں کو نگہبان قسار دیا ہوا شہنشاہ  
 جمشید جادو یہ حال سن کر گھبرایا ماستے پر عرف آگیا کہا جلد ہمارے سامنے اسکو لاؤ  
 سزا کے کامل دینگے اپنے ملازموں کے خون کا بدلہ لیں گے چند حبشین چلین بیان ملکہ مخمور سرخ چشم  
 کو تڑپتے تڑپتے ساری رات گزری جب آفتاب عالم تاب نے زندان شب تار سے ربائی  
 پائی بام فلک پر برآمد ہوا تمام عالم کو صورت دکھائی روز روشن ظاہر ہوا ضیا باری تیرا عظم سے  
 نورہ دورہ ماہر ہوا اس گرفتار مجلس حسرت دیاس نے دیکھا کہ دروازہ اس مکان تنگ و  
 تاریک کا کھلا چند حبشین سامنے آئیں صورت زیبا دیکھ کر بہوت ہو گئیں بلا میں لینے لگیں اور  
 آئین جو سردار عقیں وہ محبت پوش چھنے لگیں امی شہنشاہ معشوقان عالم امی سردار حسینان  
 نبی آدم آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہر کس ملک کی بادشاہ ہو کس آسمان جلالت کی ماہ ہو  
 ہر چند اٹھنوں نے پوچھا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کچھ جواب نہ دیا ناچار زنجیر تھام کر ملک کو  
 لے چلین مکان سے باہر نکلا ملکہ مخمور سرخ چشم نے ملاحظہ کیا دارالامارہ شاہی قریب  
 تھا ہزار ہا ساحران خرس طینت میمون خصلت غول بادیہ ضلالت جمع ہیں چوہدار سیا دل  
 حاجب دربان پرے باندھے کھڑے ہیں پردہ زنبوری کھنچا ہوا ایک ساحر غدار بلا سے  
 روزگار خود آہنی سر پہ زہرہ موٹی کرٹیوں کی جسم میں دھنک پر درگہ سالاری کے کبیر و نخوت



متمکن ہو رعب و داب ملکہ مخمور سرخ چشم کا دیکھ کر خود بخود اٹھ کھڑا ہوا جھپک جھپک کے سلام کرنے لگا جشن لیکر ملکہ مخمور سرخ چشم کو اندر دروازے کے داخل ہوئی اب جو کنکایوں سے دیکھا ایک ساحر مہیب لشکل عجیب و غریب سیاہ رو تیرہ درون تاج سر پر جسم سے شعلہ آتش نکل رہے ہیں زیور جو اہر جسم پر آراستہ لباس فاخرہ سے پیراستہ گردا گرد ہزار ہا ساحران غدار تیرہ روز گار و نگلہاے آہنی پر بیٹھے ہیں بادشاہ تختِ نخوت پر یکبر و غرور متمکن ہی جشن نے بڑھکر عرض کی اے شہنشاہ خوشخو قیدی طلسم گاہ رو برو اب جو جمشید جادو نے سر اٹھایا سامنے سے ساحران غدار کو حکم ہوا ہٹ جاؤ ملکہ مخمور اس مجمع کو دیکھ کر شرم سے مری جاتی ہی حجاب گڑھی جاتی ہی سر جھکا ہوا مثل ہلال شب اول جسم میں خم مثل تصویر خاموش و ریاضِ غیرت کا جوش سامنے سے جو لوگ ہٹے جمشید جادو کی جمال جہان آراے ملکہ مخمور سرخ چشم پر نگاہ پڑی وہ صورت زیبا دیکھی جو کبھی نظر سے نہ گذری تھی لیلی و ش شیرین ادا زلفین عارض انور پر پریشان آئینہ رخسار نہان آنکھیں نشانی نگاہ چھپی ابرو شمشیر برہنہ قد نخل حین مراد جسکی خوشقامتی کا

پیر و سر و آزاد اشعار وہ زلفین کھڑے پر کبھی تھین باکستان درخت صندلی پر پایا ہوا تھا متمکن وہ گوش گوشے گل کے نے نہیں لیے جو اسکی زگرے بیمار کا رہے بیمار وہ مہنی اسکی الف دار جو کوئی دیکھے چمک وہ دانتوں کی ہرنگ کو کوٹھوا بہائے دیدہ حسرت سے خون کا دریا رکھے ہوئے ہیں برابر بہشت کے دوانا کمر زیادہ ہی باریک بال سے اسکی کہ زریزاف ہوا ک صفحہ اسکے آئندہ آ عجب طرح کے کف پا تھے جسکو دیکھئے	نگاہ جو رگی ٹھہرے نہ اسکے کھڑے پر لیا تھا سا پہنبل نے روے گل پر جبین وہ دیکھے ہوو جبین باہ کو شاک وہ آنکھ دیکھنے سے جسکے ہونے گزرا نگہ وہ تیز کہ بسمل ہو جسکو دیکھے دل سدا رہا کرے غنائک و خف و زار گلو وہ جسکی صفائی کا ہو سکے نہ بیان جو دیکھے دست جنائی کو اسکے عاشق شکم وہ کرنے سکے جسکی ہمہری مغل نظر نہ آئی نہ آئے گی وہ کبھی نہا مقام خامشی ہو صفت کیا کروں اس پر رکھے تھا آنکھوں میں رکھنے کی آرزو	فرشتہ دیکھے تو ہو جا لاکہ جی سے ثنا پڑی تھی پشت پر اسکے وہ تا کر جوی فزون تھے بیخ صفا ہاں ابر و خدا نہ اس پر کار کرے حکمت فلاطونی مژہ وہ تیر کہ عاشق کا دل کرے نگا دہن وہ تنگ کہ غچہ ہو جسکو دیکھے صراحی دیکھے کے گردن کی مست ہو ہشیار غلط ہو سینہ پر اسکے جو کتے ہیں بیان وہ پشت جسکی ہر تعریف میں قلم بجا بیان کیا کروں آگے مگر سے تازا نو کیا ہو لام الف کا تب قضائے نگار بادشاہ جمشید جادو نے جو
--	---	---



سراپاے دلپذیر وہ لوز کی تصویر دیکھی ہاتھ بانوں میں رشتہ آگیا ہونٹھ چاٹنے لگا قریب تھا  
غش کھا کر تخت سے گرے سرداروں نے سنبھال لیا مگر آثار حضرت عشق کے چہرے سے پیدا  
خزن و طال ناصیہ سے ہویدا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا وزیر سے کہا امیر اعظم  
دستورِ عظم تیر مرگان نے اس قتالِ عالم کے تو وہ دل کو بیشک کیا کایجہ پر چھیری پھری ہوش  
وحواس درست نہیں ہیں اگر شربت وصال سے اسکے سیراب ہو لگا بیمار محبت ہون ٹرپ ٹرپ کر  
مر جاؤ لگا وزیر نے تو سر جھکا لیا کہا یہ قیدی طلسم ہو کسی بادشاہ نے کسی قیدی پر ہاتھ بینٹا لاہر  
بادشاہ جمشید جاوے نے جھڑک دیا کہ کیا بکتا ہر ہماری جان پر نبی ہر تو سمجھاتا ہر یہ کہہ کر طرف  
ملکہ مخمور سرخ چشم کے متوجہ ہوا بقیاراری میں یہ اشعار با حسرت و یاس پڑھنے لگا بندہ مدس

آپ کے عاشقوں میں نام تو کر جاؤ لگا  
میں وہ عاشق نہیں جو موت سے ڈر جاؤ لگا  
دیکھ لینا میں گلا کاٹ کے مر جاؤ لگا

غم نہیں بھر میں دنیا سے گد جاؤ لگا  
اب نہ اس کو چہ سے اٹھو لگا نہ گھر جاؤ لگا  
ڈر ہی اتنا کہ ترے دل سے اتر جاؤ لگا

من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی تست  
موجب شہرت و بیباکی خود کامی تست

اپنے بیمار کی لے جلد خبر ای ظالم  
اڑ گیا آہ کا دنیا سے اثر ای ظالم  
تو مجھے بھول گیا دل سے مگر ای ظالم

یہ ستم دیدہ و دانستہ نہ کراؤ ظالم  
کیون مرے قتل پہ باندھی ہو کراؤ ظالم  
یا ذکر تا ہوں تجھے آٹھ پہراؤ ظالم

از چہیں نشنوی و یار چہ می پرہیزے  
یار شو باسن بیمار چہ می پرہیزے

ایسے ایسے کلام جو اس جیانی نے متوجہ ہو کر ملکہ مخمور سرخ چشم سے کہے اور اشعار پڑھے  
ملکہ مخمور سرخ چشم نے بہ لگاہ قہر و غضب طرف جمشید جاوے کے دیکھا چونکہ زبان میں  
سوزن ہاتھ بانوں میں ہتکڑیاں بیڑیاں جان سے اپنی بیزارتھی کچھ جواب نہ دیا غرق دریا  
جباب زلفون کو بیچ و تاب جمشید جاوے نے پھر وزیر سے کہا ای خیر خواہ قدیم و امیر و ندیم  
قریب جا کر اس نیر آسمان حسن و جمال کو سمجھا اگر مجھ کو قبول کرے کل طلسم جمشید کا بادشاہ کرو لگا



سلطنت قبضہ میں دید و نگا وزیر مجبور اپنے مقام سے اٹھا قریب ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا کمر  
 اسی سرو باغ حشمت و اقبال وادی نونال حلقہ حسن و جمال اس مقام کو طلسم ہمیشہ کی کہتے ہیں  
 بڑے بڑے ساحران نامی یہاں رہتے ہیں ہمارا بادشاہ جمشید جادو و نبیرہ سامری کہلاتا  
 ہی انکے سحر کے سامنے فلک بھی اپنی افسونگری بھول جاتا، مقام ناز کی کہ ایسا بادشاہ عالیجاہ  
 آپ کی کند زلف میں گرفتار ہونے لگا وہ محبت سے آپ کے مست و سرشار ہوا اگر قبول فرمائیے  
 ابھی ہزار ہا کینز ان مہربین مثل چاکران کترین خدمت میں حاضر ہوں آپ کے جاہ و جلال سے  
 تمام اہالیان طلسم ہمیشہ ماہر ہوں اب ملکہ مخمور سرخ چشم کو تاب نہ باقی رہی ہر خند کہ زبان میں  
 بسبب سوزن کے گنت ہی بات نہیں کی جاتی ہی گر غصہ میں جواب دیا کہ اس ملعون کو شرم نہیں آتی  
 پوتی نو اسی کو معشوق بنانے کا ارادہ کرتا ہی خدا کی قدرت کہ بے سیاہ رو تیرہ درون ہمازی محبت  
 کا دم بھرتا ہی اور تو ہلو لالچ دیتا ہی خبردار اب ایسا کلام زبان پر نہ لانا جیسا بادشاہ و لیا وزیر  
 مصرعہ وزیر سے چنین شہر بار سے چنان بادشاہ جمشید جادو تخت پر سے دیکھ رہا ہی  
 کہ وزیر رنبت و سماجت سمجھتا ہی مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا عجب عالم ہی چاہتی ہی اپنے کو ہلاک  
 کروں کل اہالیان دربار کو بھی سناٹا ہی آپس میں چپکین کر رہے ہیں بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ کو  
 شرم نہیں آتی یہ گل رخسار انکے لائق ہی حسن و جمال میں معشوقان عالم پر فائق ہی طبیعت  
 زعاقل کروا باشد سخنا سے خطا گفتن و نزدیک مردانہ را خلافت ماجرا گفتن و خود ملازمان  
 جمشید جادو پر یہ امر شاق گذر رہا ہی کوئی کتاب ہی وہ صاحب عفت و عصمت ہی دیکھو تو غیرت  
 سے اُسکا کیا حال ہی چہرہ زیبا سے ظاہر حیرت لعل ہی مگر جمشید جادو اپنے جامہ سے باہر ہی رہ  
 جو اُس نے دیکھا کہ وزیر سے بھی انکار کیا اور کلمات سخت و ست زبان پر جاری کیے اور سر اٹھا کر  
 یہ کلمہ کہا کہ ادب بچا تو کیسا بادشاہ ہی عدالت کا خیال نہیں نکھاروں کا ملال نہیں کئی سو ملازم تیرا  
 میرے ہاتھ سے مارا گیا انکے خون کا مجھ سے معاوضہ لے قتل کردار پر کھینچ دے جمشید جادو  
 نے غصہ میں کہا مجھ سے عیش و ضبط منو سکیگا کی تا زین ماہد و ملت بے اختیار نہیں ہیں مجبور و  
 ناچار نہیں ہیں اگر سحر سے زبان ہلاؤں سحر سامری کا نمونہ دکھاؤں وہ وہنتر جنت بھگوا دیہین  
 ہمیں نگاہ ڈال دوں غلام حلقہ بگوش بناؤں اگر چہری پر وہ نیر بڑھکر نہ میں پر ڈال دوں



طائران ہوائی ہوا سے اتر آئیں اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالیں عورت کا سنجہ کرنا کتنی بڑی بات  
ہو وہ رنگ دکھاؤں کہ مجھ سے زیادہ اسکو محبت ہو بے دیکھے میرے چین نہ پڑے یہ کہہ کر  
غصہ میں آواز دی اسی وزیر اعظم یہ کلید کو فلان کوٹھا جلد جا کر کھولو تو ہمارے بزرگوں کے  
وقت کا ایک گلدستہ رکھا ہی ہر چند کہ پھول اُسکے خشک ہو گئے ہونگے جلد اٹھالا وہ  
گلابے خشک رنگ تازہ دکھائی گئے اس کا غدار کو دیوانہ بنائینگے نیا گل پھولیکا سو گھنٹے والا  
گھر کا رستہ بھولیکا وزیر نے کلید اٹھائی قصد ہوا کہ جا کر گلدستہ لاؤں یہ حال سنکر رنگ و  
اُس غنچہ دہن کا متغیر ہو گیا عصمت کے خوف سے مثل گل گریبان چاک کیا مثل غنچہ دل تنگ  
خوف نام و تنگ دل کو طرف ہمارے پیراے ازل کے متوجہ کیا عرض کی اے باغبان قضا و قدر  
میرے باغ پر بہار عفت میں خزان نہ آنے پاسے جلد طائر ارواح قفس جسم سے نکل جائے اس  
لمعون کو نفل بدعت کا ثمر حاصل نہ ہو صرف قضا کو حکم دے برگ حیات شاخ عمر سے گر جائے  
موت کی تصویر آنکھوں کے نیچے پھر جائے یا اس صیاد کی بدعت سے اس غنڈ لیب بے بال و  
پر کو بچائے دام تیرے سے نجات دے بقرار ہو کر اُس بلبل شاخسار محبوبی نے جو یہ دعا کی  
چمن مراد میں نسیم بہار کا جھولکا چلا غنچہ خاطر شگفتہ ہوا یکا یک آسمان پر برق چمکی جمشید جادو  
دیگرہ نے دیکھا ایک ساحر معقول لباس فاخرہ زیب جسم تخت سحر پر سوار آکر بارگاہ  
میں اتر بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے کہا اے مہمیل اختر شناس اس وقت کیونکر آنے کا  
اتفاق ہوا عرض کی حضور کی زیارت کا دل مشتاق ہوا کچھ امور ات ضروری بھی عرض کرنا  
واجب و لازم تھے ابکی جن میں اس حقیقہ نے وعظ میں عرض کیا تھا کہ یہ سال آخر عمر طلسم  
ہو ضرور طلسم کشا آئیگا نام اس طلسم جمشید کا مٹائیگا علامت آمد میں یہ کتاب میں تحریر ہو  
صاف صاف تقریر ہو کہ پہلے ایک عورت خوبصورت طلسم میں قید ہو کر آئیگی وہی عورت  
علامت داخلہ طلسم کشا ہو کا بہانہ طلسم نے بالتصریح لکھا ہوا اس زمانہ میں احتیاط ضرور  
ہو کوئی امر خلاف کرنا سراسر قصور ہو کتاب بھی لیتا آیا ہوں تمام بخیموں کے احکام ہمیں نہرج  
ہیں حاضر ہو ملاحظہ فرمائیے جا بجایا ہی لکھا ہو کہ طلسم کشا کا داخلہ بڑے کروفر سے ہو گا دوست  
دشمن ہوں ملازمان خاص رہن ہوں یہ حالات سنکر جمشید جادو گھر آگیا خوش و عاشقی



فراموش بدحواس ہو کر کہا اے خیر خواہ دوست صادق ایک نازنین حسین قید ہو کر آئی ہے حقیقت میں اُس نے علامت بر بڑی قیامت برپا کی اے صد ہا ساحر مارا گیا مینوش خوشخوار نے بد کام کیا بہ شکل تمام اسکو کھڑا استدر زخم دار ہو کر کہ دربار میں بھی نہیں آیا مگر دیکھو وہ معشوقہ سا کشت یہ سامنے موجود ہو مگر اس سہیل اختر شناس میں اسکو دیکھ کر مائل ہو گیا میری جان پر نبی ہے ہر چند سمجھایا نہیں مانتی جان دینے پر آمادہ ہے ایسی صورت زیبا کبھی میری نگاہ سے نہیں گذری اسکی نگاہ شرم آگین نے مارا میرے کلیجہ پر چھری پھر گئی سہیل اختر شناس نے پلٹ کر باکہ مخمور سرخ چشم کو دیکھا تھر تھر کانپنے لگا کہا اے بادشاہ خاموش یہ کلمات لا طائل زبان سے نکالتا ہے اپنے جان و مال کا دشمن ہوا ہے بچا پتا بھی ہے کہ یہ کون ہے یہ معشوقہ رعنا منتظر نظر شنشاہ طلسم ہوش رہا ہے افراسیاب جادو کی مصاحب خاص ہدم با اخلال نہیں معلوم بیان کیونکر آکر گرفتار ہو گئی مگر یہ پرچہ انجمن میں نے دیکھا ہے کہ آج کل طلسم ہوش رہا میں غدر پڑا ہے افراسیاب جادو سے اور مسلمانوں سے مقابلہ ہو رہا ہے بہت ملا زبان فرایا شریک سلمان ہو گئے یہ بھی کسی وجہ سے بھاگ چکی ہو گی یہاں پہونچ گئی ان جھگڑوں سے آپ کو کیا کام با حیات اسکو نظر بند کیجیے شنشاہ کو لکھ بھیجیے وہ اپنے پاس بوالیگا خواہ قتل کرے خواہ بخشے یہ کہلہ سہیل اختر شناس نے چند کنیزوں کو حکم دیا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو بیان سے لجاؤ با حیات کسی مکان میں رکھو آب و دانہ پہونچانا خبردار کچھ کلیف نہونے پائے جب مخمور سرخ چشم کو کنیزین لے لگئیں سہیل نے میرنشی کو حکم دیا طرف سے جمشید جادو کے نامہ اس طرح تحریر ہونے لگا۔

نامہ از طرف جمشید بادشاہ طلسم حبشہ یہ نجدت افراسیاب جادو نظم نامہ مصنف

اے شنشاہ ساحر ان جہان	وے مددگار افسران جہان	اے افلاک دولت و اقبال
اختر برج شمت و اجلال	اے خدیو طلسم شاہنشاہ	دبب دم اوج پر ہو دولت و جا
ہو یہ مقبول عرض پر داری	اب یہ لکھتا ہوں شبدہ بازی	آپ کی ہے جو اک کثیر قدیم
یعنی مخمور قابل تکریم	قید ہے اس طلسم میں وہ اب	یکجے اسکو طلب یہ ہے مطلب
اے شنشاہ گردون پناہ و اے خسر و عالیجاہ نئی طرح کا معرکہ گذرا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم میرے		



طلسم کی علامت پر نہیں معلوم کس وجہ سے پونجی اس قدر لڑائی کہ کئی سو ساحر مارے گئے  
چونکہ وہ مقدمہ طلسم تھا آخر گرفتار ہوئی جب غلام کے سامنے حاکمان در بند لیکر آئے ہیں  
پہچانا یہ تو سن چکا ہوں کہ آپ سے یہ آمادہ بغاوت ہر مسلمانوں سے محبت ہر با حیطا نظر بند  
کیا یہ عریضہ خدمت میں لکھا کسی معتبر کو بھیج کر بلوایے لہجے یہ نامہ ایک ساحر کو دے کر روانہ کیا  
پتہ نشان بخوبی سمجھا دیا فرا سیاب جادو کا داخلہ باغ سیب میں ہر خدمت میں نازنینان  
سہ جہین مہ جینان نہر تکیں حاضر ہیں سر ہائے برف انداز جادو و ابریق کوہ شکاف  
و کیسو کشا سے بن شہاب و شہاب تارنجی پوش جادو و ملکد گامگون نازک بدن جادو  
و ملکد نشتر بن نستر ن عذار جادو و غیرہ ناظران در بند سے ذکر ہو رہا ہے کہ اب نہ ماضی کا سد  
بن کرب غازی بہت قریب ہوا ہوا ابریق جادو ایک نامہ فیض شامہ ہمارے قریب ہوا  
صاحب جاہ و چشم شہنشاہ نیلم کے پاس روانہ کرنا چاہیے و دیگر صفد ر و عصف شکن شہنشاہ تو سن  
مالک زندان طلسمی کے چہرے ابریق عرض کر رہا ہے کہ غنایت سے خداوند لقا کے ایک  
دن میں اٹھا یہ سو خراج گزاروں کو خبر ہو جائیگی انہیں مشاورت رونق پائیگی یہ ذکر و پیش  
ہو کہ عرض بیگی نے بڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا دی اور عرض کی کہ ایک نامہ دار بادشاہ طلسم  
جمشید جادو کا در دولت پر حاضر ہوا امیدوار باریابی ہوا فرا سیاب جادو حیران و پشیمان  
کہ بادشاہ طلسم جمشید جادو کو اس نامہ میں مجھ سے کیا ضرورت ہو خداوند لقا خیر کرے مقام  
حیرت ہو حکم دیا نامہ دار کو جلد لاؤ نامہ دار نے آکر زمین ادب کولب یہودیت سے بوسہ دیا نامہ  
ہاتھ پر رکھ کر بعد ادب پیش کیا فرا سیاب جادو نے وہ نامہ شیر بدتدبیر کو دیا اسنے باواز  
بند پڑھنا شروع کیا تحریر تھا کہ میرے طلسم میں مخمور سرخ چشم قید ہیں اور تمام کیفیتیں علامت  
طلسم پر لڑنا ہنگامہ عظیم پڑنا مشکل گرفتار ہونا لفظاً بلفظاً نامہ میں مندرج تھا فرا سیاب  
جادو و شکر سن ہو گیا ہوش اڑ گئے وزیروں سے کہا کیوں صابو گجا طلسم جمشید جادو کی  
مخمور سرخ چشم یہ کیا ہمید ہر سب نے عرض کی اے شہنشاہ حضور پر بخوبی ظاہر ہے ہر ایک  
باشدہ طلسم اس حال حسرت مال سے ماہر ہو کہ شاہزادہ نور الدین ہر بن بدیع الزمان پر  
مخمور سرخ چشم مرقی ہوا اپنے کو مطعون و بدنام کرتی ہوا کسی سبب میں اسطرت جانا ہوا طلسم



گرفتار ہونے کا بہانا ہوا اور بادشاہ طلسم جمشید جادو ہمیشہ سے سرکار دولتمدار کا خراج گزار  
ہوا اور بادشاہ طلسم نوز افشان بھی نصف ریاست کا دعویٰ دار ہو مگر جمشید جادو دل و جان  
سے حضور کا خیر خواہ ہی رہا تھا جس دن سے حضور سے اوپر کوکب روشن ضمیر سے  
فساد ہوا جمشید جادو نے کوکب روشن ضمیر کو خراج دینا موقوف کر دیا بموجب تحریر  
جمشید جادو حضور کسی معتبر کو روانہ کرین مخمور سرخ چشم کو یہاں طلب فرمائیں سزا و غیر سزا  
جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے بادشاہ افراسیاب جادو کو یہ رائے پسند آئی فوراً مدہوش  
دراز بینی ساحر زبردست کو بلا کر حکم دیا کہ جلد طلسم جمشید میں پاس جمشید جادو کے جاؤ بلکہ  
مخمور سرخ چشم وہاں موجود ہی ہماری خدمت میں لے آؤ مدہوش و راز بینی مع فرمان  
شہنشاہ افراسیاب جادو اور دس ہزار فوج کو ہمراہ لے کر طرف طلسم جمشید کے روانہ  
ہوا اسکو بھی راہ میں پھوڑو

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گزار خلیل الرحمن نور دیدہ مومنان  
و مسلمانان برہم زندہ زمرہ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران  
شاہزادہ نور الدین بدیع الزمان و شہزنگ بصد کرد فرخ پور تھے ہیں ساقی نام

اب زردی رخ سدھاری ہی	کچھ تھکوبست کی خبر ہی	ای ساقی ماہوش کدھر ہی
حالت تو بہت ہی غیر ساقی	خنخانے کی تیرے غیر ساقی	رہ رہ کے انگ آ بھارتی ہی
کیون وختہ رزچی ہوئی ہی	خالی یونین کب تک میں بیٹھوں	بھر بھر کے پلا شراب گلگون
یاں آمد باوہ خوار ہو آج	اک مست کا انتظار ہی آج	شادی گھر گھر رہی ہوئی ہی

یہ غزل لائق ملاحظہ ناظرین غزل

پہلے ہی قسمت نے ٹھہرا دی ہو ٹھہرائیگی کیا	وہ نہ مانینگے اجبت انکو سمجھائیگی کیا
کیسے کلیف کی ہو آپ فرمائیں گی کیا	وہ قسمت کہ رہے ہیں وہی سے دیکھ کر
نامے خود شرمندہ ہیں منہ تک سے آئیں گی کیا	دیکھ لی تاثیر انکی بھی فراق یار میں
ہاتھ تو کھینچتا نہیں ہی پاؤں پھیلائیگی کیا	غیر ممکن ہی کبھی آرام سے سوئیں جلیں
منہ تو دکھلاتے نہیں آنکھیں وہ دکھلائیگی کیا	انکی میری سے کب ڈرتا ہوں جنکو ہی لحاظ



آپ کو فرصت ملے رسوا ہوئے کیا مجال  
کب تو مع ہو وہ آئین نعل عشق دیکھنے  
بعد مرنے کے رہینگے داغ سینہ جلوہ گر  
سکھ پھرتے ہیں مدت سے امید مرگ میں  
یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہاں سے پائینگے  
رہ گئے ہیں ٹوٹ کر شانہ میں گیسو کے جو بال  
جھوٹے وعدہ کا ارادہ دل میں آیا شاید آج  
کسطح بھلائی گئے مجھ کو یقین آتا نہیں  
اگھورتا یہ ہو آئین وہ میل کرتا ہر اور  
یہ غلط ہی حشر کو پر وہ کریں وہ اسی قسم

اور سیری طرح سے عاشق ہو جائینگے کیا  
ہمنے مانا جان بھی کھو میں تو پھر پائینگے کیا  
کاش تصویر ہو میں پھول مر جھائی گئے کیا  
کھینچ کر تیغ و دو دم ہمو وہ دھمکائی گئے کیا  
حور و غلمان و پرپی مجھ کو بھلا بھائی گئے کیا  
افعی مردہ ہیں یہ امو دوست لہرائینگے کیا  
کیون بلایا ہر سرے سر کی قسم کھائی گئے کیا  
حور و غلمان بھی تھاری شکل بن جائینگے کیا  
دیدہ و دلیر کے مجھ کو باتیں سنوائینگے کیا  
عاشقوں کو دیدے بھی اپنی تیرائی گئے کیا

دیگر کیا بودم اکنوں فنادم کجا  
عنان سخن شد ز چنگم رہا  
بدیدار نیکان نکو آدم  
پشت آورم بار دیگر کوٹا  
دگر بار در گفت گو آدم  
بفرمان حی الذی لا موت

شعر سخن ساز سے کہ معنی ساز کردہ سخن را اینچنین آغاز کردہ استادان سخنور تحریر فرماتے  
ہیں کہ شہزنگ بن عمرو نے اس ساحرہ سیاہ فام کو قتل کیا ایک زنجیر آتشیں میں شہزنگ  
بن عمرو نور الدہر بن بدیع الزمان گرفتار ہوئے تھے اور میخوار کو ہی بھاگ کر ایک  
درہ کو دین چھپا اور شاہزادے کو تلاش کرتا پھرتا ہی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان  
کی جو آنکھ کھلی اپنے کو طوق و زنجیر میں مسلسل پایا پہلو میں اسی حال پر ملاں میں اپنے عیار  
شہزنگ بن عمرو کو دیکھا ایک ساحرہ ٹھیک سیب سیاہ فام ہوشنگ جادو نام تاج سر پہ  
تحت پر شکن ہو کر داگر دہزار ہا جادو گر نیاں سر جھکائے شباب پر شاہزادے کے کف افسوس  
مل رہی ہیں شعلہ رخسارہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان سے مثل شمع جل رہی ہیں  
کوئی کستی ہو بوا کیا جوان ہو ایک کستی ہو صاحب شوکت و شان ہو مگر ہوشنگ جادو نے  
پکار کے آواز دی کہ کیوں ادھنگوڑے موے مونڈی کاٹے دبیے تو نے میری کینز سیاہ تاب  
جادو کو مارا اگر میں نہ پہنچ جاتی تو نکل جاتا جلد تم دونوں سامری و جشیہ کو جودہ کر و شہنشاہ



جسید جادو سے تیری سفارش کروں وہ تجھ کو اپنا سپاہی لار کرے گا اور ای جوان کا ہنہان طلسم جمشید  
 نے سو برس سے پیشتر جو تصویر طلسم کشا کھینچی ہے تیری صورت سے نہایت ملتی ہے علامتیں بھی سب  
 ظاہر ہیں صاف تحریر یہی کہ روز آد طلسم کشا ایک کنیز حاکم در بند کی قتل ہوگی عیار ساکت ہوگا وہ  
 سب صورتیں معلوم ہوتی ہیں طلسم میں بھی غلفہ ہے ایک عورت بھی طرف سے علامت کے  
 آئی گئی سو ملازم مینوش خوشخوار کے قتل ہوئے اب سنا ہے کہ اسکو سہیل اختر شناس نے بچایا  
 ہے اور وہ معشوق بادشاہ افراسیاب جادو مخمور خوشخوار شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان  
 نے طرف شہزنگ بن عمرو کے دیکھا کہا ای برادر تم جو کہتے تھے وہ قول تمہارا کرسی نشین  
 ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم جس طلسم میں قید ہو کر آئی ہیں شکر خدا ہم بھی اسی حوالی میں آئے  
 مگر وہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہے کہ قید ہو کر بھی مجبور معشوق سے دور شہزنگ بن عمرو نے  
 کہا میں اس سے مفصل دریافت کرتا ہوں نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا ہاں بادر  
 کچھ تو پوچھو شہزنگ بن عمرو نے کہا کیوں ملکہ عالم اس عورت کے ذکر سے اور ہماری قید سے  
 کیا مطلب ہے ہم تو مسافرانہ اس طرف آنکھ تھے آپ کی کنیز نے کلمات سخت کہے ہم شریف  
 تھے ضبط نہوسکا بیشک خجھرا را خیر ہم تو اس جرم میں قید ہوئے اس عورت نے کیا کیا جو نام بھی  
 آپ نے ملکہ مخمور سرخ چشم زبان سے لیا ہوشنگ جادو نے کہا وہ بڑی زبردست سارہ  
 ہے افراسیاب جادو نے اسکو تعلیم کیا ہے ہمارا بادشاہ شہنشاہ افراسیاب جاو کا  
 خراج گزار ہے پہلے مخمور سرخ چشم کو دیکھ کر عاشق ہوا تھا جب زبانی سہیل اختر شناس  
 کے ثابت ہوا کہ یہ بادشاہ افراسیاب جادو کی کنیز خاص ہے تب اسکو قید رکھا شہنشاہ  
 طلسم ہوش رہا کو عرضی روانہ کی ہر وہاں سے کوئی رفیق آئیگا مخمور سرخ چشم کو قید کر کے  
 لہجائے گاسنرا جزا کا مالک کو اختیار ہے اور یہ جوان ہر مثال جو قید ہو کر آیا ہے تصویر طلسم کشا  
 سے بہت مشابہ ہے ہر فرد بشر کو تا کید ہے کہ جہاں ایسی صورت کے جوان کو باؤ فوراً قتل کر دے  
 جس تم دونوں کا بچنا ممکن نہیں ہے اگر سامری و جسید کو سجدہ کرو تو شاید بچ جاؤ شہزنگ  
 بن عمرو نے چاہا تھا کہ میں باتوں میں میل کر کے عیاری کروں اس ملعونہ کو دھوکا دے کر  
 ماروں مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کب مانتے ہیں ایک تو ذکر معشوق آیا



قلب پر چھری چل گئی دوسرے اُسے مذہب کا نام لیا فوراً جواب دیا اولمخونہ کیا بکئی ماہ  
 سامری و بیشید کون مرد و دین جکاو ہم مجدہ کرین ہزار ہزار سامری و بیشید پراورا اسکے  
 پوجے والوں پر لعنت ہے اب شہزنگ بن عمرو نے ہر چند اشارہ کیا کہ حضور یہ ملعونہ جو کچھ  
 کہے ہاں ہاں کہے جائیے میں ابھی اسکو مارتا ہوں اُٹھوں نے نہ مانا سپاہیا نہ جواب دیا  
 ہوشنگ جادو نے آواز دی ادجوان حجت ختم کرنا منظور تھا اگر تو مجھہ بھی کرتا تو جکاو فوراً قتل  
 کرتے کا ہنار طلسم کی تاکید ہو کہ جسے طاسم کشاکش کو قتل کیا کل اہالیان طلسم کی جان سپائی  
 روح سامری و بیشید پرا حسان کیا یہ کہہ کر آواز دی جلد جلاؤ کو بلاؤ اور آپ بارہ دری سے  
 اٹھ کر صحن باغ میں آئی کرسی پر بیٹھی کینزین کشان کشان شہزنگ بن عمرو و نور الدہر بن  
 بدیع الزمان کو سامنے لائیں نگاہ پڑی نور الدہر بن بدیع الزمان کے چہار جانب گلاہ  
 رنگارنگ و شکوفا ہے ہر قلمون تمام اشجار بار بار شمار سے سر بسجود سب طرح کے  
 پھول جا بجا ہر چین میں موجود اشجار

لڑکھڑائی پھرتی ہے باد بہاری ہر طرف وجد کے عالم میں صف ہاندھے کھڑے ہیں جھوٹے دار سمیٹوں سے عیان ہے چرخ اخضر کی بہار طرہ سر سبزی نے کی ہے ہر طرف سے سرکشی	گنست گل نے ہر اک جانب میں کھولے عطر دان اک طرف کیلے یہ شکل حلقہ پوشان جنان تاک کے خوشون پہ ہے عقد ثریا کا گمان ہر زمین فیروزہ گون اور لا جوردی آسمان
--	---

مگر اسوقت وہ گل گلدستہ خدیقہ شجاعت و فونہال گاشن جلالت بواس حال زار سے مسلسل  
 بیٹھا ہے ہر گل کا کلبہ خون بیل کو فوبت بخون عشق قدوز الدہر بن بدیع الزمان نے ایسا  
 جوش کیا فاختہ نے بر سر شمشاد کو کو فراموش کیا نہروں کو بیقاری کا جوش سوسن سیاہ پوش  
 بیت رو کے تری نے جب کیا نالہ سر و گاشن کا بھر گیا تھالہ اس عصہ میں جلاوسا نے  
 آیا کلاہ جلاوی سر پر تیغہ باڑھ فار چار انگل کا پٹھ چڑھا ہوا صورت اسکی خوشوار آنے کے ساتھ ہی  
 ہاتھ پکڑ کر شاہزادے کا کھینچا اسوقت شہزنگ بن عمرو بقرار ہوا اور گھبرا کر کہا ابھی یہ میرا  
 آقا ہے پہلے مجھ کو قتل کر میرے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر ہوشنگ جادو نے کہا کہ نگوٹھے  
 سب سے زیادہ تیرے قتل کی جلدی ہے کاہنار طلسم لکھ گئے ہیں اس طرح کا سر دار اور عطر دار



عیار اگر قتل ہو جائے تو سو برس تک طلسم پر زوال نہ آئے نہ تو بچہ گانہ اسکی زندگی کی کوئی صورت ہو اور حکم دیا اس ملعونہ نے کہ امجداد صاحب بیداد ایک ہاتھ میں دو لون کا سر قلم کر حکم اول ہوشنگ جادو و سحر چلی ہو چاہتی ہو کہ حکم ثانی دے شہرنگ بن عمر و نے ہلک کر و عالی باب اجابت و اتھا تیر دعا تا بہ عرش اعلیٰ ہو پنا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل آسمان پر برق چلی سب کی نگاہ اٹھ گئی شاہراہ نور الدہریں بدیع الزمان نے دیکھا تخت زرین پر ایک معشوقہ و لفریب جسکے دیکھنے سے دل ناشکیب چہرہ آفتاب تابان عاصی ماہ و رخشان زلفین ماریاہ یا عاشق کا دود آہ یا سوید اسے دل عاشق زار یا نافہ امہوے تا بہ ہونٹوں سے مسیحائی ظاہر ہو دہن تنگ کے راز سے صانع ازل ماہر ہو سینہ تختہ نور لب تاب

جباب بحر سرور قد منونہ قیامت مکھڑا آفتاب آسمان شوکت نظر	بال زلفون کے بیچ کھاسے ہوئے
پانچے ہاتھ میں اٹھائے ہوئے	سرو شرمندہ اسکے قامت سے
زلف ہستی اسکی پاکہ دام بلا	مرغ دل جو پھنسانہ پھر چھوٹا
منہ چھپاتا تھا شرم سے متاب	یون نمایان تھے ابروئے خمدار
آنکھ سے شرم چشم نرگس کو	ہتی مڑہ تیر قلب مولنس کو
یون نمایان ہتی جیسے شمع کی لو	تھے عجب رنگ بوکے وہ رخصا
لب تھے ستی لے کہ وصل کی رات	یا نمایان تھا چشمہ ظلمات
چرخ خوبی کے پا وہ اختر تھے	تھا نصاحت کا گرچہ بحر و مان
واقعی کھا وہی یہ چاہ وقتن	جہین یوسف نے کھینچے بیچ دھن
نہ کہ ورت نہ جہین عتسا کینہ	تھا شکم رشک مغل و سحاب
اب ہو لازم ہی کمر کا حال	نہ بیان کر کہ وہ بات محال
وصف اسکا بشر کر کے کیونکر	حسن پافون کا کس طرح ہو رقم
کیا خدا و احسن پایا تھا	آپ حق نے اسے بنایا تھا

مثل ہلال شب اول برائے قیاسم ہوشنگ جادو و ختم ہوئی اور ہوشنگ جادو و نے ہاتھ بہ محبت پھیلا دیے کما داری بر خور دار عمر دراز کر نور الدہریں بدیع الزمان صورت



اسکی دیکھا بچپن ہو گئے ہوشنگ جادو نے سر سینہ سے لگا لیا کاداری ملکہ شگوفہ جادو ہوتے  
یہاں کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مسکرا کر جواب دیا نانی امان میں نے سنا کسی مسلمان کو آپ نے  
بڑے زور و شور سے گرفتار کیا عجب وہ بیوقوف فرقہ ہر کہتے ہیں ہمارا خدا سے نادرہ آسمان  
پر رہتا ہے اور کتابوں میں اس کے مولیوں نے تحریر فرمایا ہے کہ ہمارا خدا وحدہ لا شریک ہے کیون  
نانی امان یہ دلیل حقیقت میں ٹھیک ہے مجھے بڑا اشتیاق تھا کہ دیکھوں وہ لوگ کیسے ہوتے  
ہیں کہ پونے دو سو خداوندوں کو چھوڑا ایک کو اختیار کیا ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا اے نور نظر  
لخت جگر میں نے تو بڑی کدوکاوش سے گرفتار کیا ہے انکی کتابوں کا کیا اعتبار ہے یہ فرقہ بڑا مرکا  
و غدار ہے مگر صا جان علم و فضل جبری بہادر لیس ہیں سطوت صولت دولت انکا حصہ ہے بہت طول  
و طویل ان مسلمانوں کا قصہ ہے بقول کاہنان اس طلسم کا یہی شخص طلسم کشا ہے وہ دیکھو سامنے  
قید ہو کر آیا ہے میں نے زیر تیغ بٹھایا ہے اسکو جلد قتل کروں اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرون اور  
پونے دو سو خداوند رضا مند ہوں اسکے بزرگ و دردمند ہوں ابھی ظالم کو قتل کرنی ہوں ہمیشہ  
کی تاکید ہے کہ جو اس صورت کا شخص آئے فوراً قتل کیا جائے یہ شکر ملکہ شگوفہ جادو نے بٹٹا کر  
دیکھا نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک یوسف کنعان حسن میں بے نظیر چہرہ ماہ مہر خود سر پر ڈھلکا ہوا  
زلفین خلیلی تابدوش غزال چشم شیر ختم صولت و جلالت چہرے سے ہویدا آثار سروری و سرداری  
جبین مہین سے پیدا آنکھیں رشک چشم غزال چتون سے ظاہر حزن و طلال طوق و زنجیریں مسلسل  
لشکر جرات کا ہرادل لکھا شگوفہ جادو کے دل نازک پر تیر مڑگان لب معشوق ہو گئے ہاتھ

پانوں تھرانے لگے اشعار	بدنش خون جنون جو شیدہ	دود سودا بے نشاہ پیدہ
بسکہ شد شہقتہ ہر مولش	حیرتے آئینہ شد از زربش	آہ سردا ز دل پر زرو کشیدہ
دامن و جیب ازین غم بدرید	از رخس رنگ پریدن منجوست	پر پر وازد میدان منجوست
دیگر بھٹی نگہ یا کہ چی کی آفت تھی	وہ نگہ ہی و ماع طاقت تھی	ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا انک آہ کے تھ	دل پر کرنے لگا طہیدن ناز	رنگ چہرے سے کر گیا پرواز
ہاتھ جانے لگا گر بیان تک	جاک کے پھیلے پانوں امان تک	طبع نے اک جنون کیا پیدا
اشک نے رنگ خون کیا پیدا	سوزش دل نے جی میں جاگہ کی	داغ نے آجگر کو آتش دی



بیساختہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اپنی نانی کی گود میں گر کر ہوش ہو گئی کینیزین چار طرف سے  
 دوڑ پڑیں ملکہ ہوشنگ جادو سر پٹنے لگی ہری داری کیا ہوا گلاب کیوڑا چھڑکا ملکہ شگوفہ جادو  
 کو ہوش آیا اگر حال ابرو دل مضطرب تر ہوئے خشک حیران حیران طرف نور الہیہ ہرین برام الزمان  
 کے دیکھنے لگی شرم صنف ہوں تصویر میں ترے صورت تصویر گلی جسم میں تو مرا پیکر بجا یک طرح  
 ملکہ ہوشنگ جادو لے بلالین لیکر پوچھا داری خیر تو ہی مزاج کیسا ہی اس وقت غش آنے کا کیا  
 باعث ہوا آٹھ پہر بھاری سلامتی کی دعائیں مانگتی ہوں موئی مٹی کی نشانی ہو ہر چند ملکہ ہوشنگ  
 جادو پوچھتی ہی ملکہ شگوفہ جادو کے منہ سے بات نہیں نکلتی ہر وہ جو کینیزین بڑی بڑی عقلمند  
 یقین انھوں نے بڑھک کہا بی ملکہ ہوشنگ جادو صاحب تمنے دھوپ میں چوڑا سفید  
 کیا ہی چھو کری کا تو کو راہنہ افسردہ زنجیر میں بندھا ہوا اس طرح مسلسل مطلق اپنی جان کا  
 تعلق صورت بھی دکھا دی اس طور سے اس مصیبت میں اسنے کبھی کاہے کو کسی کو دیکھا ہو گا جلا  
 خیر کھینچے ہوئے سانسے کھڑا ہو گون کے دل کا پتہ ہیں بچی سے رہ رہ کر جواب پوچھتی ہو اسکے  
 ہوش درست نہیں وہ کلام کیا کرے اب یہ پلو ملکہ شگوفہ جادو کو بھی ملا کہ نانی امان حقیقت  
 میں میں ڈر گئی مگر دل سے کہتی ہر اول خازن خراب کس پر مبتلا و فریفتہ کرایا کہ جو آفتاب بام  
 چراغ میری نام کا تمام طاسم دشمن دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا داری  
 اچھا دونوں وقت ملتے ہیں اپنے باغ کو سدھار و کینیزون سے اپنی جا کر کھیلو کو دواسکا ڈونا  
 کیا بیٹا مسلمان کے قتل کرنے میں بڑے ثواب ہیں مکوشل زلف کے ناحق بیج و تاب ہیں ملکہ شگوفہ  
 جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا بے اختیار رونے لگی ملکہ ہوشنگ جادو نے گلے سے لگا لیا کسا  
 بی بی ہمنے جو کسا سدھار واپر روتی ہو حقیقت میں تم ڈر گئی اس جوان کو قتل کر کے سر خدمت  
 میں بادشاہ کی روانہ کرنا منظور ہی ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان آپ خفانہ تو میں آپ  
 بات پوچھوں ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا خفگی کی کیا بات ہو جو ولیمین آئے بخوت کہو ملکہ شگوفہ  
 جادو نے کہا آپ نے بادشاہ سے بھی دریافت کیا کہ اسکو قتل کر دینا یا قید رہے ملکہ ہوشنگ  
 جادو نے کہا اب تو میں نے نہیں پوچھا جن میں کسانوں نے کہا تھا کہ طلسم کشا کے آنے کی یہ  
 علامت ہوگی جسکو ایسا شخص ملے فوراً قتل کرے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان عقل سے



مہر اسر دور ہو زندہ سے کو مردہ کرنا تو آسان ہی اور مردے کو کون زندہ کر سکتا ہی اگر یہ جوان  
 طلسم کشا نہ ہو اور آپ سرکاٹ کے روانہ کریں بادشاہ کے خلاف ہو پوچھ گیا کیون قتل کیا  
 ہم سے حکم نہ لیا نانی امان یہ مقدمہ مزاج بادشاہان عالیجاہ ہی بقول شیخ سعدی گاہے بسلائے  
 بر خندہ گاہے بد شامے خلعت و ہند پھر کیا جواب دیجئے گا آپ خداوند سامری و جمشید  
 ولات علی و سنات علی و خداوند لقا و خداوند زبرد شاہ و خداوند فرعون شاہ و  
 خداوند شہادشاہ شقاق الکوی وغیرہ کی ہمصرہن زندہ کیجئے گا ایک عرضی روانہ کیجئے پھر  
 دوپہرین جواب آجائے گا یہ بات تو ملکہ ہوشنگ جادوگر پسند آئی چہرہ سکی بلالین لین اور  
 ترقی حسن و عمر کی دعائیں دین کہا بی بی کیا معقول بات کہی ہو حقیقت میں پیرے خیال میں  
 نہ تھا نام خدا پڑھی لکھی ہو سحر بھی موافق اپنے سن کے خوب جانتی ہو یہ کہہ کر کنیزوں کی طرف  
 متوجہ ہوئی کہا صاحبو تنے ذہانت کو ہماری صاحبزادی کی دیکھا بیشک پڑھنے لکھنے سے  
 چار آنکھیں ہو جاتی ہیں عنایت سے سامری و جمشید کے حسین مسہرین ہر لائق متین ہو صاحبو  
 دعا کرو ایسا ہی اسکو شوہر بھی ملے خوبصورت نیک سیرت خاندان عالی سے ہو چاند سے  
 چہرے پر سرہ دیکھوں میں گھر داماد لونگی اپنے چاند کے کھڑے کو گھر سے رخصت نہ کر فکی میری  
 زندگی کا اب یہی سہارا رہے ہو چراغ سحری آفتاب لب بام ہیں اسکے بچے گو دین کھلاؤں  
 کھلائے چن خوبی کو اس باغ میں سینے پھروں یہ کہہ کر حکم دیا کہ لیجا کر اس جوان کو قید رکھو صبح  
 تک جواب آجائے گا بس اسی وقت عرضی لکھی تمام حال شاہزادہ نورالدین بہر بن بدیع الزمان  
 اور شہزاد بن عمرو کا اسمین مندرج کیا بہترین ایک جادوگر فی کے دیا کہا ہاتھ میں شہنشاہ  
 جمشید جادو کے دینا اور زبانی بھی شہنشاہ سے عرض کرنا جواب فوراً مرحمت فرمایا جادوگر فی  
 جب روانہ ہو چکی بلکہ ہوشنگ جادو و خود اٹھی شاہزادہ نورالدین بہر بن بدیع الزمان و  
 شہزاد بن عمرو کو کشان کشان لا کر ایک مکان تنگ و تاریک میں بند کیا ایک تنج چھولی  
 سے نکالا سحر پڑھ کر زمین پر مارا شعلے بھڑکے آتش سحر نے نورالدین بہر بن بدیع الزمان و شہزاد بن  
 بن عمرو کو گھیر لیا خلاصہ دودمان خلیل الرحمان آگ کی گرمی سے بقرار چہرہ آفتاب مثال حرارت  
 سے سونٹا لیا فرط حرارت سے غش آگیا بلکہ ہوشنگ جادو نے جادوگر بنوں کو حکم دیا رات کو آگ نہ



نہ دینا لاکھ قیدی غل مجائے چٹے چلائے خبر نہ لینا یہ حالات ملک شگوفہ جادوئے اپنی آنکھ سے  
 دیکھے اب تو بقراری اور زیادہ بڑھی دل سے کتنی ہوا ہے اے شگوفہ یہ کیا ستم ہوا یہ پروردہ  
 مہد ناز و لغم اس مصیبت کو کیونکر اٹھائیں گے یقین ہو رات ہی کو تڑپ تڑپ کے مرجائیں گے مگر مجبور  
 وناچار ایشکبار بقیار اپنے تخت سحر پر سوار ہوئی کینزوں کو ساتھ لیا اپنے باغ میں آئی باغ کو  
 دیکھ کر خارالم دل میں کھٹکا وہ باغ پر بہار بدتر از ارستان سنان ویران معلوم ہوتا ہے دل  
 ادا اس عالم پاس یکہ و تنہا بارہ درسی میں آئی کینزوں سے کہا باہر جاؤ میرے سامنے چاؤن  
 چاؤن نہ کرو و بھارے چننے سے میرا سر بھرا جاتا ہے دل خود بخود گھبراتا ہے کینزین تو باہر گئیں ملک شگوفہ  
 کی آنکھوں کے نیچے وہی تصویر دلپذیر پھر رہی ہے دل سے کتنی ہوا ہے اسکی جان تو نے کیا  
 بچائی اور آفت آسمانی اسکے دشمنوں کے سر پر آئی اس اندھیرے مکان میں وہ ماہتابان  
 کیسا گھبراتا ہوگا ہتکڑیوں دور بیڑیوں سے سڑکتا ہوگا گرو حصار آتش اسکی گرمی جسم نازک کو  
 جلاتی ہوگی میں اپنا حال دل کس سے کہوں بے دست و پا ہوں کسکو بھجوں کہ جو دمدم کی  
 خبر لا کر سنائے بہت نہ قاصدے نہ صبا نے نہ ہمدے دارم ہمدیت دل بکہ گویم عجب غمے  
 دارم کبھی بقرار ہو کر کتنی ہوا ہے ہین معلوم اس شہر یار پر کیا گذرتی ہوگی میں نے تو اسکے  
 ساتھ سراسر دشمنی کی اس طرح پر آب و دانہ بند ہونا تڑپ تڑپ کے جان کھو نا گرمی آتش سحر  
 سے کیسا گھبراتا ہوگا کلیجہ منہ کو آتا ہوگا کبھی ہاتھ اٹھا کر آواز دیتی ہے اور یہ ابیات پڑھتی ہے ابیات

ایو باد صبا سوے دل آرام	لے جا تو یہ غم زدوں کے پیغام	جس دن سے ہوئی تری جدائی
دیوانے پر تیرے آفت آئی	آوارہ ہوں تیری جستجو میں	سرکش ہوں تیری آرزو میں
گھر بار تمام مجھ سے چھوٹا	اندوہ نے تیرے مجھ کو لوٹا	کبھی بقرار ہو کر بچارتی ہے شہار
جی میں ہے جائیں نجد کے بن میں	قبر مخنوں پہ جا کے بیٹھ رہیں	اور کبھی دیکھ کر سوے افلاک
کتنی تھی اپنے سر پہ ڈالے خاک	ای فلک تو نے کیا کیا مجھ سے	میرا دل چھوڑا لیا مجھ سے
کوئی مونس نہ کوئی ہمد ہم	ہاں یہ غمخوار اک مرا غم ہے	چار باسے پلنگ کے مجھ کو
چار پائے درندہ ہیں اب تو	ہم ہیں یا غم سدا ہو کیا کیجیے	کون ہو کس سے حال دل کیے

آخر روتے روتے آنکھیں سرخ ہو گئیں شمشاد و قندنامے و زینزادی اپنے قصر میں تھی اُسے



دیکھا سب کینیزین اپنی اپنی پینچون میں بیٹھی ہیں شمشاد نے کہا اری شانیو ملکہ شکوفہ جادو بارہوی  
 میں اکیلی ہیں سب نے کہا بی شمشاد ملکہ تو آج ہکو کاٹ کاٹ کھاتی ہیں تیور دکھاتی ہیں ہم  
 سبھوں سے کہا ہمارے پاس سے جاؤ کیا ہکو قیدی بنایا ہی ہم سب چلے آئے اکیلی وہاں بیٹھی ہیں  
 ہم کہا جانیں کیا کرتی ہیں شمشاد بڑ بڑاتی ہوئی قریب بارہوی کے آئی اب جو پردہ اٹھا کر دیکھے  
 ملکہ شکوفہ جادو بانوں شکائے ہوئے پلنگ پر بیٹھی ہو ساق بوزین کھلتی ہوئیں پانیچے چڑھے  
 ہوئے موئے سر کھلے ہوئے آنکھوں سے دیر یا اشکون کا جاری گل سا چہرہ کھلایا ہوا آنکھیں  
 لال رونے سے پریشان حال ہیں شمشاد روتی ہوئی دوڑی جا کر قدموں سے لپٹ گئی سر سے  
 پاک بلایین لین ترقی حسن کی دعائیں دین پوچھا واری خیر تو ہو ملکہ نے پہلے تو بہت انکار کیا  
 آخر ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اؤ شمشاد یہ جو جوان قید ہو کر آیا ہو اسکی حسرت و مصیبت پر میرا دل  
 جلتا ہو اور مجھے کچھ کام نہیں ہوتا چاہتی ہوں کہ ایک نظر دیکھ لوں اور سمجھاؤں ایسی جزا  
 کو آگ لگے بحر و ساحری میں خاک و خل نہیں جادو گروں سے بھڑ پڑے آخر کیا کر سکے اری  
 شمشاد میں اُسکو کسی طرح سرحد طلسمی سے نکال دوں شمشاد نے کہا واری بہت دشوار ہو  
 لونڈی نے دریافت کیا ہوسارے طلسم میں غلغلہ پڑا ہو یہ جوان نہیرہ صاحبقران ہر نام اسکا  
 نور الدہر بن بدیع الزمان ہو کا ہنسان طلسم نے اسی کی تصویر درج کتاب کی ہو اس جوان  
 کا بچپا دشوار ہو سارا طلسم دشمن عالم عالم بہرن اس بات سے دل کو پھیرے اسکا انجام مجھ ہی  
 شمشاد نے جو یوں سمجھایا ملکہ شکوفہ جادو بلک کر روتی اور کہا اری شمشاد اگر رات کو کچھ  
 انتظام نہو جب صبح کو نانی امان اُسکو قتل کرنے لگیں گی جا کر لڑو گی ہر چند کہ میں نانی امان کے  
 سحر پر غالب نہ آؤنگی اُسکے سامنے تو اپنی جان مٹاؤنگی میرا اُسکا لاشہ ایک مقام پر ہو گا خیر  
 بی شمشاد تم ہم سے رخصت ہو جو ہرات وغیرہ جو کچھ ہو اٹھالے جاؤ یہ جو لباس جسم میں ہو  
 واسطے کفن کے کافی ہو یسندر شمشاد تر پنے لگی کہا واری اس مال و اسباب کو آگ لگے ہمیں  
 آپ کی جان کا خیال ہر مال کیا مال ہو اور شمشاد یہ بھی دل میں سوچی کہ یہ آتش عشق آب کلام  
 نصیحت سے نہ بجھے گی دہم شعلہ محبت بھڑکیگا ضبط کا ملکہ شکوفہ جادو کو اختیار باقی  
 نہ رہا سوچ کے عرض کی کہ واری ہر چند کہ خرابی ہو ہم بھی اپنی جان آپ کے ساتھ دین گے



یہ جو سامنے کراہی ابھی یہاں سے لقب لگاتے ہیں شاہزادے کو زندان سے نکالے لاتے  
ہیں مگر حضور بھی ساتھ چلین قیدی کے گرد ماران سحر و آتش پر قہر و آپ کی نانی جان لے اپنے  
دست بخش سے یہ سامان کر دیا ہر ہکود دیکھ کر نگوڑے رہا گلیں گے وہ سحر سواے آپ کے ہرے  
دفع ہنوگا ملک شگوفہ خوش ہوگئی پانچے چڑھا کر لقب کھودنے پر آمادہ ہوئی کسا دے شمشاد ایسے  
سحر کا دفع کرنا کیا مشکل جواب میں سحر سے لقب لگاتی ہوں یہ کمر ڈو پیہ کی گاتی باندھی ماش کے  
وانے ہاتھین لیکر زمین پر سحر کرنے لگی دم بھر میں طبقہ زمین کا چٹا اب تو شمشاد نے سب کینزوں کو بھی  
ہلایا ملک شگوفہ آگے آگے سحر کرتی ہوئی عقب میں سب کینزین مٹی وغیرہ نکال رہی ہیں چہرہ  
عرصہ میں دہنہ لقب کا اسی کوٹھری میں جا کر قوڑا ملک شگوفہ نے سز نکال کر دیکھا شاہزادہ  
نور الدہرا و شہزنگ عمار صدمہ سحر ہو شنگ جادو سے ہوش پڑے ہیں گرد ماران سیاہ  
بیٹھے ہوئے زبا میں منہ سے نکال رہے ہیں ملک شگوفہ نے نیچے سحر سے ماران سیاہ کو قتل کیا  
کبھی ماران زلف پر بیج و تاب کا اپنے عکس نکالا کبھی باران سحر بے پایا اسی ہوشی میں شاہزادہ  
نور الدہرا و شہزنگ کو اٹھایا کینزین لپٹ گئیں ہاتھ ہاتھ نور الدہرا و شہزنگ کو لے لیا لقب  
میں پھاند کر بیک چشم زون بارہ دری میں ہو چکے گئیں مگر ہوش و حواس سب کے پر اگندہ کہ  
دیکھتے انجام کیا ہوتا ہے آپس میں چٹاک زنی ہو رہی ہے ہونڈیاں کھسک رہی ہیں ایک کہتی ہے کہ  
چڑو کی آگ بھڑکی ضبط ہنوسکا دھکڑے کو نکال لائیں اب کیسی خوش ہیں بھون ہین سماقی  
ہیں دیکھو بوا ہرے آنکھ بھی ہین ملاتی ہیں مگر ملک خوشی سے باغ باغ مٹی شاہزادے کو منہ  
پر بٹھایا سحر اتار کر ہوشیار کیا اور ایک جانب آپ شر مائی ہوئی ڈو پیہ سے منہ چھپائے ہوئے  
بیٹھ گئی شاہزادہ نور الدہرا نے آنکھ کھول کر جس کا غدار کو باغ ہوشنگ میں دیکھا تھا اسکو اپنے  
تربیب پایا شہزنگ تو ہوشیار ہو تہی شمشاد کی جانب متوجہ ہوا کہا جان جہان ہمارے  
پاس آؤ ہم تم پر عاشق ہیں اپنے قول کے صادق ہیں عمر بھر خدمت کرینگے روٹی کپڑا بڑے  
مزرے سے پہونچا یکنگے شمشاد نے جھنجھلا کر کہا نگوڑے کچھ شامت آئی ہے اپنی امان بھینا کو  
روٹی کپڑا پہونچا غمخیزے کی خوبی یا قوشل مردے کے وہاں پڑے تھے دام سے چھوٹے ہی  
جھکنے لگے یہ ہمارے عاشق ہیں اپنا منہ تو نبواؤ آئینہ تو نصیب نہوا ہو گا چینی میں موت کراپنا چہرہ



دیکھا ہوگا شہر نگ نے کہا کیا میں ہر لگتا ہوں شمشاد نے ایک دو ہڑ مارا اور ملکہ شگوفہ سے  
کہا حضور اس سوئے موش صحرائی کے بچے کو منع کیجیے اپنی چوہ بند کرے نہیں لاکھوں سلوٹین  
میں سناؤنگی ملکہ نے اشارہ کیا شمشاد کیوں اکر تھی ہولمہ بھر کی صحبت ہی نہیں معلوم کیا ہو شمشاد  
نے کچھ میوہ وغیرہ شاہزادے کے سامنے پیش کیا کا حضور کیوں خاموش بیٹھے ہیں دشمنوں پر  
اب ودا نہ بند مخافوش فرمائیے مکہ شگوفہ کو آپ کے حال زار پر رحم آیا نقب سر لگا کر نکلا  
لاٹین ہم سب نے انتہا کی شقت کی شاہزادہ نور الدہر نے مسکرا کر کہا ملکہ عالم کا ہم غریبوں پر  
احسان ہو ملکہ شگوفہ تو بیقرار بیٹھی تھی بول اٹھی صاحب کچھ احسان کی ضرورت نہیں ہو آپ  
کچھ نوش فرمائیے مرکب مجھ سے لیجیے تعجیل بیان سے نکلیجائیے صبح ہو قہ ہی نانی امان قیامت  
برپا کر گئی آپ کی تلاش ہوگی میں چاہتی ہوں آپ خیر و عافیت سے اپنے لشکر میں پہنچ جائیے  
اگر یاد رہے تو نامہ و پیام سے یاد فرمائیے گا شاید کبھی ملاقات بھی ہو اسیں کیا اختیار یہ کہہ کر  
آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے دامن سے اشک  
ملکہ شگوفہ کے پاک کیے کہا اؤ مکہ عالم ہمارا اس طلمس سے نکلتا دشتوار ہو جب تک اس طلمس کو فتح نہ کر لگے  
سہرے اسکے قدم باہر نہ دھریں گے بعض مقدمات ایسے ہیں کہ انکا بیان کرنا مناسب وقت نہیں  
ہو اگر حیات مستعار باقی ہو کل کیفیت ظاہر ہوگی یا طلمس فتح ہوگا یا موت دامگیر ہو آمادہ بدعت  
فلک پیر ہوا اور میوہ وغیرہ کھانا متحاری عنایت پر موقوف ہو پروردگار کی اطاعت کروالات و  
منات پر لعنت کرو الغرض ملکہ شگوفہ مع کینزوں کے مطیع الاسلام ہوئی دونوں کو جوش  
محبت شباب کا عالم دو دو جام پیئے چند باتیں ہونے پائی تھیں کہ ناگاہ ماہتاب عالم ناب نے  
حجاب برج بحرین منہ چھپایا اور قیدی زندان مغرب یعنی نیر اعظم زنجیر ہائے شاع میں حکم پڑا  
فلک نیلی پر بھرتا ہوا نکلا رخ شمع پر زردی آئی مرغان بحر نے دھوم مچائی اشعار  
سحرچون زاغ شب پرواز برداشت | خردس مسجد آواز برداشت | لنادل سخن دلکش بر کشیدند  
لحاف غنچہ از رودر کشیدند | سخن از آب شہنم روئے خوشست | ہفتہ جہد عنبر بوسے خود شست  
رنگ روئے ملکہ شگوفہ خون سے فق ہوا ہر طرف غلغلہ ہوا تو صبح ہو گئی یہ دونوں عاشق و  
معشوق مصروف عیش ہیں مگر ہوشنگ جادو شاہزادہ نور الدہر کو قید کر کے سوئی تھی



خواب خرگوش سے بیدار ہوئی یافتہ خوابیدہ جاگا حوض پر آکر منہ ہاتھ دھویا یہ نہ جانتی تھی کہ  
 آج زندگی سے ہاتھ دھونا ہی کیسی پڑ بیٹھی ہو کہ آسمان پر برق چمکی جس کینز کو نامہ دے کر خدمت  
 جمشید جادو بادشاہ طلسم میں بھیجا تھا وہ جواب باصواب حسب خواہش اُس ملعونہ کے لیکر  
 آئی بلائے ناگمانی نے صورت دکھائی ہوشنگ جادو نے فرمان شہنشاہ آنکھوں سے  
 دگایا چوم چاٹ کر کھولا لکھا تھا اسی ہوشنگ جادو و خبردار خبردار نامہ دیکھتے ہی اُس جوان کو قتل  
 کر کے سر ہمارے پاس روانہ کر دو حقیقت میں طلسم کشا ہر کتاب سامری میں صاف صاف  
 لکھا ہے یہ مضمون فرح افزا پڑھ کر اُس بد سیر نے حکم دیا جلد قیدیان ہلاک کولا و جلا و کو بلاؤ میدان خونی  
 کی پیمیل تیاری ہو کینزین دوڑ کر قریب کوٹھری کے آئیں قفل کھولا سر ڈال کر دیکھا وہ مکان خالی  
 پڑا ہی ماراں سحر طے ہوئے شعلہ ہائے آتش سرکش بجھے ہوئے دہنہ نقب موجود بیٹتی ہوئیں سننے  
 ملکہ ہوشنگ جادو کے آئین عرض کی حضور قید خانہ خالی پڑا ہی کئی اُس جوان کو چھڑا لے گیا  
 اتنا تو کما بھی ثابت ہوا کہ کسی ساحر کا کام ہو بس ہوشنگ جادو ہائے کھراٹھی اور اُس مکان  
 میں آئی معرکہ مذکور دیکھ کر غصہ میں تھرائی اور فوراً نقب میں کود پڑی نقب میں چند جادو گر تھے  
 ملکہ شگوفہ نے گھبراہٹ میں مہرہ نقب کا نہ بند کیا تھا ہوشنگ جادو نقب گولہ کر کے باغین  
 ملکہ کے آکر نکلی اور اُس وقت پہونچی کہ دونوں عاشق و معشوق مسند پر جلوہ فرماہیں پہلوئیں رنگ  
 بن عمرو کے بی شمشاد اکڑا رہی ہیں شہرنگ تائین مار رہا ہے ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہے دیکھتے  
 ہی ہوشنگ جل گئی وہیں سے پکارا او شوخ دیدہ نگ خاندان دھکڑے کو لیکر ہیو میں  
 بیٹھی ہواری جمشید جادو کو نہیں جانتی خبردار توبہ کر اس جوان کو مجھے دے میں سرکاٹ کر  
 روانہ کر دوں پہلے تو ملکہ شگوفہ کھڑی ہو گئی دور سے ہاتھ باندھے گڑ گڑا کر عرض کی نانی امان میری  
 خطا معاف کیجیے آپ کے نزدیک بھی طلسم کشا ہی اور آپ ہی کا قول ہے کہ طلسم کشا کا قتل ہونا ڈر  
 ہے بس اس سے دشمنی کرنا بیکار ہے اس شیر صولت کی اطاعت کیجیے پوئے دو سو خداوند پر لعنت  
 کیجیے ہر چند کہ بے تمیز ہوں مگر آپ کی کینز ہوں میرے حال پر رحم فرمائیے یہ سنکر ہوشنگ جادو  
 شل شعلہ آتش کے بھڑکی پکاری لو صاحبو اور سنو صاحبزادی ہکو سمجھاتی ہیں خوب باتیں بناتی ہیں  
 یہ کھراٹھ گولہ اٹھا کر ماحب تو ملکہ شگوفہ نے گاتی ڈو پٹہ کی باندھی جھولی سحر کی اٹھائی آواز دسی



نامانی الامام فوق الادب اب آپ شاہزادہ شیر صولت کی جان کی خواہان ہیں تو ہم بھی موجود ہیں  
 سامری و شبید رب اکبر کی درگاہ کے مرد و دہن کیا خوب آپ کے خدا ہیں پھر کے پتے بنائے انکو عہدہ  
 کیا کبھی کسی آدمی کو خدا بنایا سزا لقا انھیں کے ہاتھ سے ورنہ رخصت لبر ہی لیسون کا جنم میں  
 گھر ہی میں تو طبع الاسلام ہو چکی جان و مال سب اس شہر بارہ پر نثار ہی ہی شیر مقب بہ بہیم زندہ  
 زمرہ ناہنجار ہی یہ کہہ کر انگلی سے اشارہ کیا گولہ ہوشنگ جادو کا بھٹا زمین پر گرا گئی کینز ملک  
 ہو میں ملکہ شکوفہ پچی نور الدین ہرن بدیع الزمان نے تیغہ خارا شکاف سلیمانی کے قبضہ پر  
 ہاتھ ڈالا غصہ کیا بیت نظیر حمزہ صاحب قرآن بخشم و قمر بہ شہ متارہ حشم شاہزادہ نور الدین  
 ویکرہاے اوج فیت شاہیہ عرصہ کی کہ شاہان جہانگیر فلک گیتی شان بخاند پناہ لشکر اسلام نور الدین ہرگز ہمیشہ  
 عدو در زنگانش صدر ہزاران الامان خاندہ شہرنگ بن عمرو بھی تیر و کمان لیکر آٹھا تیر سے کئی جادوگر نیون  
 کو مارا کبھی حقہ آتش بازی داغ دیا کسی پر جباب بیوشی لگایا جادوگر نیون کو اس طرح ہلاک کر تباہ  
 اپنے کو بھی بچا نا ضرور ہو لیکن اس ہنگامہ کو دیکھ کر قلب نا صبور ہی نور الدین ہرن بدیع الزمان  
 کے قریب جو ایک جادوگر نی آگئی چوٹی پکڑ کر ایک طپانچہ مارا سر اسکا چنہ گردن سے اڑ گیا  
 اتنو باغ آتش بہار ہوا نخل شمشاد مثل شعاہ جوالہ پھول ہر ایک آگ کا انگارہ نہروں کا پانی  
 کھولنے لگا چشم جباب پھرا گئی تپے آگ کی چنگاریاں جنگے زمین کرہ آہنگران قیامت کا  
 سامان عیان ہنگامہ سحر گرم ہوا شکوفہ کو اب مصیبت ہی کہ نور الدین ہر کو بچاتی ہی ہوشنگ  
 جادو کا سحر بھی مستانی ہی نور الدین ہرن بدیع الزمان کو منع کرتی ہی آپ آگے نہ بڑھیں  
 سینہ سپر کر رہی ہی دم محبت کا بھر رہی ہی مگر ہوشنگ بدست ساحرہ زبردست ہی زمین باغ  
 کو ہلا دیا چن ہاے گل و لالہ کو جلا دیا ایسے ایسے سحر کیے کہ ملکہ شکوفہ گھبرا گئی رطقتے رطقتے  
 زخمی بھی ہوئی ایک طرف شمشاد بھی شہرنگ بن عمرو کو بچا رہی ہی کہتی ہی ارے مگوڑے  
 تو عیار ہو کو دیکھنا نہ کر بھاگ جا اپنی جان بچا میں بھی تیرے ساتھ مکمل چلوں گی شہرنگ بن عمرو  
 کتا ہی اگر جان جہان ہمارا آقا تو آمادہ ہر د جان کا خوف ہم اپنی جان بچا میں رند ہی کو  
 لے کر نکلا جائیں ہم سے یہ ہو گا شمشاد محبت میں اسکی رونے لگتی ہی گانے پر شہرنگ بن عمرو  
 کے عاشق ہوئی ہی کبھی دل سے کہتی ہی او خانہ خراب کس مصیبت میں پھنسا یا عشق زلف سلسل



محبوبین صبح ہوتے ہی روزیہ کا سامنا ہوا اسے مگر ہوشنگ جادو و مہلت نہیں دیتی  
ایک مقام پر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے ایک کنیز کو نیچے سے قتل کیا صدائیں  
سننے کی جادو گر نیون کی بلند سنگ باری برت باری ہوئی ہر دور سے ہوشنگ جادو نے جو  
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا دین سے ایک دو ہتھوڑ میں پر مار شاہزادہ  
نور الدہر لڑکھڑا کر زمین پر گرا شہزنگ بن عمرو بھی زخمی ہو کر لڑتا بھڑتا مجبور بیٹھ گیا ہوشنگ  
جھپٹی کہ شہزنگ و نور الدہر کو قتل کر دن ملکہ شکوفہ نے جو دیکھا بجلی کان سے نکال کر چپکلی ہی  
ہوشنگ کے سر پر برق گری سر اس ملعونہ کا زخمی ہوا اوچھا سا زخم کھایا برق کو کاٹا اب  
قیامت کے سحر کرنے لگی آتش سحر برساتی تھی ملکہ شکوفہ کا جسم پھول سے نازک چند آبلے اس  
جسم نازنین پر پڑے اب بدحواس ہوئی شمشاد سحر کرتی ہوئی قریب آئی مگر اسکا بھی پشت و جلو  
زخمی عرض کی حضور موافق اپنی حقیقت کے سحر کیا اس ملعونہ پر قبضہ نہوا موت قریب ہی نہ روے  
رفتن نہ راہ ماندن شاہزادہ نور الدہر اسکے سر میں سحر ہو چکا الٹا بچا نادشوار ہو کہ دکاوش  
بیکار ہو اسوقت تک اتنی مہلت ہو کہ شاہزادے کی محبت سے ہاتھ اٹھائیے اپنی جان کو غنیمت  
جانیے ہمارا کنا مانے نکل چلے ورنہ دم بھر میں ہم آپ بھی گرفتار ہو جائینگے ہمیشہ جادو و عذاب  
ایم سے قتل کر گیا آپ کے دشمنوں کے خون سے ہاتھ بھر گیا ملکہ شکوفہ نے کہا اے شمشاد  
مروت و محبت سے بعید ہو معشوق کے سامنے عاشق کا جان دینا بھی عید ہے ایسے وقت میں  
شاہزادے کو تنہا چھوڑوں میں اُسے پہلے جان دوں گی مگر وقت وہ ہو کہ ملک جھپکاتا بھی  
دشوار ہو ہوشنگ بلاے روزگار ہو وزیرزادی نے کہا واری اب تک تو مجھ کو گمان تھا کہ  
جب کڑی پڑی لڑا بھڑک کر کھجائیگی ہر نوع اب جان پرانی ایک بات مجھ کو یاد آئی ہے ایک دن  
آپ اپنی نانی امان کے ساتھ خزانہ کے ملاحظہ میں مصروف تھیں وہ صند دقچہ حیرنل کا شلنی  
سبز کا غلاف ہے جب آپ کی نانی صاحبہ نے اُسکو کھولا مسین ایک تھنی مثل ستارہ سحری چمکتی تھی  
آپ کی نانی نے سنا کہ بٹیا اُسکو نہ اٹھاؤ ہم سحر بھولے جاتے ہیں یہ لوح محفوظ ہے ہمیشہ جادو  
نے میرے سپرد کی ہے ہی باعث نیری آبرو کا ہے جس شخص کے گلے میں یہ ہو اسپر کسی کا سحر تاثیر  
نہ کر گیا اگر سامری و جیشد بھی قبر سے اٹھ آئیں اس لوح محفوظ پر قبضہ نہ کر سکیں اسوقت مجھ کو



یاد آیا : ہتختی نکال کر شاہزادے کے گلے میں ڈال دیجیے وہ اس حرامزادی ہوشنگ  
 ننگ خاندان کو قتل کرینگے بلکہ اس لڑائی میں شمشاد کے قصد ہونے لگی کہا کہ مونس وہم  
 کیا بات بتائی ہو جلد لا اگر میں بھی سامنے سے ہٹ جاؤنگی تو یہ ملعونہ شاہزادے کو قتل کر ڈالیگی  
 یہ کہ کبھی ازار بند سے کھول کر شمشاد کو دی شمشاد نے جا کر فضل کھولا ہتختی نکالنے میں مصروف  
 ہوئی یہاں ہوشنگ جادو سحر کے قریب نور الدہر بن بدیع الزمان پہنچا چاہتی ہی کہ شگوفہ  
 جھپٹ کر سامنے نور الدہر کے آئی سینہ سپر کر کے کھڑی ہوئی زخم کھاتی جاتی ہی مگر نہیں ہتختی ہوشنگ  
 جادو آواز دیتی ہی اری او شگوفہ تیرے دیدے سے ڈرنا چاہیے دھکڑے کے لیے جان دیگی  
 ہٹ جائیں نے خطامعاف کی اب تجھ کو کچھ نہ کہو نگی ہمیشہ سے بھی ذکر نہ کر دنگی شگوفہ سر پہیلی پر  
 لیے کھڑی ہی کہتی ہی اولکاتہ کیا جھک مارتی ہی پہلے میرا سر کاٹ لے پھر اس شیریشیہ جڑا تیر  
 ہاتھ ڈالنا لاکھ جان میری اسکے ناخن پا پر سے نثار ہی ہمیشہ حرامزادہ کیانا ہنچا رہا اب تو  
 ہوشنگ نیمچے سحر کھینچ کر دوڑی کہتی ہوئی کہ بھلا او چھو کری ابھی کل کا ذکر ہو کہ رو کر روٹی مانگتی تھی  
 آج دیدے میں دیدہ ڈال کر کلام کرتی ہی سامری و ہمیشہ سے نہیں ڈرتی ہی شگوفہ نے کہا  
 میں اُن جیواؤں پر لعنت کر چکی بس جیسے ہی ہوشنگ نے چاہا کہ نیمچہ ماروں شمشاد آواز  
 دیتی ہوئی خبردار خبردار میں آپہنچی شگوفہ تو سامنے سے ہوشنگ کے کو ذکر بھاگی شمشاد  
 نے جھپٹ کے لوح محفوظ گلے میں نور الدہر کے ڈال دی شاہزادے پر سے سحر اتر گیا ہاتھ  
 پانوں میں طاقت آئی تیغہ خارا شگاف سلیمانی پکڑ کر اٹھا ہوشنگ چاہتی ہی شگوفہ کو  
 روکے شاہزادہ لغو کر کے بچ میں آیا سینہ بلکہ پر سپر کر دیا اسکا نیمچہ سحر شاہزادہ نور الدہر  
 پر پڑا کچھ تاثیر نہ کی جسم پر سے اچٹ گیا بس نور الدہر نے خبردار کھار لغو کیا تیغہ  
 خارا شگاف سلیمانی کو چمکایا ہوشنگ سمجھی کہ میرے سحر سے شگوفہ نے اسکو بچا لیا ہی یہ  
 غیر ساحر میرا کیا کر سکتا ہی جیسے ہی نور الدہر نے ہاتھ مارا ہوشنگ نے کھوا بھرون کا نام  
 لے کر خود اپنا سر آگے کر دیا نیمچہ خارا شگاف جو سرخس پر پڑا دھکڑے ہوئے لاشہ ملنے لگا  
 دھواں چھا گیا شگ بار بار ہوتی ہوئی وہ آندھی سیاہ اٹھی کہ اندھیل چھا گیا  
 ہر ایک کا قلب تھرا گیا دشت کے شیرون کو خون سے غش آگیا بعد عرصہ دراز کے



آواز آئی کہ مارا بجو نام میرا ہوشنگ جادو تھا آخر سرکشی کا یہی انجام ہوا بعد لمحہ بھر کے رشتی ہوئی کینزان ہوشنگ جادو نے دیکھا کہ ہماری بی بی کا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرہ زلزکہ قاف ثانی سلیمان امیر گیتی ستان شیرانہ لڑ رہا ہے کینزون میں جادو گر نیون میں صدائے الامان الامان بلند ہوئی بھون نے دست بستہ آواز دی ملکہ عالم جیسے آپ کی ثانی کے ملازم تھے اب آپ کے تابعدار ہیں ہم غریبوں کو بچا بیئے نور الدہر نے ہاتھ روک لیا ملکہ شگوفہ کو بھی منع کیا سب دوڑ کر قدموں پر گرین خوشی سے مطیع الاسلام ہوئیں اب ملکہ شگوفہ مع کینزان ماہ خسار اور مع لازمان ہوشنگ جادو بارہ سو جادو گر نیاں اس باغ میں جمع ہوئیں باغ میں پھر بہار آئی چہرہ ملکہ شگوفہ کا مثل گل شگفتہ ہوا ملکہ شاہزادے کو ساتھ لیکر خوشی خوشی بارہ دری میں آئی سب کی زرخند زری ہوئی پیمان مرہم کی چڑھ کین شمشاد وزیر زادی منظور نظر شہزنگ بن عمرو نے تعجیل تمام صحبت عیش و نشاط آراستہ کی شاہزادہ مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوا ایک طرف ملکہ شگوفہ جادو آکر بیٹھی شمشاد نے شہزنگ سے کہا نگوڑے اب تو کوئی غزل سنا شہزنگ بن عمرو نے کہا جان جہان جب شب کو ہم تم تنہا ہونگے غزل ٹھہریان بڑے بڑے راگ سناینگے شمشاد نے ایک دہشترا کہ منگوے پھر مجھ سے ایسی باتیں شروع کیں میں پھر تجھ سے کبھی بات نہ کرنگی اب تو خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا دور دل کا رنج و ملال کیا شہزنگ بن عمرو نے کہنے سے شمشاد کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

دل نے جو کرم کی اک نظر کی	مالک ہوئی آنکھ خشک و تری	باتیں بہنیں یان ادھر ادھر کی
دل چپ ہو کہ بن کمون کدھر کی	کیون راہ تباوی انکے گھر کی	کچھ کہتی ہو چال نامہ بر کی
تھے ہی سے آنے ہاتھ اٹھایا	خوبی یہ دعاؤں کے اثر کی	کچھ آنکھ میں ہم تری نہ ٹھہرے
العدری کمی تری نظر کی	کھوئے گئے میرے ہوش فیتہ	یہ بے خبری تری خبر کی
احسان ہو آہ نیم شب کا	نقد بر کھنچی ہو اس کمر کی	کھوئے ہوئے سے ملے ہو بجو
تم بھولے ہو راہ کسکے گھر کی	ناصح پہ خدا کرے کسی شب	آجائے بلا ادھر ادھر کی
سننے بہنیں کوئی کچھ سنائے	کانوں کو لگی ہو لو کدھر کی	کیون سوتی نہ صبح وصل تقدیر کی



جاگی ہوئی تھی یہ رات بھر کی دیکھے گامرے جگر کو کیا غیر شاگرد ہو چشم فتنہ گد کی آنسو تو کوئی نکالنے دو کیا ملی ہو خبر دل و جگر کی دیکھا تھا مری تڑپ کو تنے یوں موت لکھی تھی نامہ بر کی الفت میں خداوت کے ہر فرق رکھتے ہی تہ زم زمین سر کی بکڑے شب وصل بھی پائے انہی انھیں آپ ہی خبر کی	اگرچہ تھی نہ گردش بخت او جھڑ نہ رکے گی اس سر کی جس قصد سے چاہو مجھ تک حسرت یہ نہیں ہو چشم تری رکھتی ہو جو کچھ بھی غیرت آو آہ کچھ بڑھ گئیں شوخیان نظر کی خو راور ہمیں ملے نہ زاہد خساق ہو وہ خیر کی پشہر کی بنجا کہیں بند ہو کے آؤ آنکھ تھی شام سے آرزو سحر کی گرمی ہو جلال کی تپش میں	ہر یاد کچھ اپنے ہمسفر کی شوخی کرے کیون گردش ہر چٹون نہ چھپے گی خیر و شر کی اورد و ترقی سان ہون تری شر سندہ نہ ہو جیواثر کی خط دینے گیا تھا انکو دی جان لونڈی ہو بلا کشون کے گھر کی کیا سمجھتی ہو بار کی گلی دور مورت کسی ہو فاسکے در کی قاصد بھی گیا تو بخودی کو پتی ہوئی ٹھیک دوپہر کی
---	---	---

مگر شمشاد وزیر زادی نے پٹ کر جو دیکھا ملکہ شگوفہ جادو کے پچلی لگی ہوئی ہو شاہزادہ نور الدین بن بدیع الزمان سے اشارہ کیا ملکہ کا غم ڈال اور دو چند ہو گیا براے خدا ذرا سمجھائیے شاہزادہ نور الدین بدیع الزمان نے اول اپنے دامن سے اشک ملکہ شگوفہ کے پاک کیے فرمایا کیون ملکہ خیر ہو شمشاد بھی ملکہ کی بلاتین لینے لگی کہا ملکہ گانا سنئے ملکہ نے کہا نبی شمشاد تمکو گانے کی پٹی ہی ہمارے کیلچہ پر چھری پھر رہی ہو اور شہر یا رخدا کے واسطے اس جلسہ وغیرہ کو آگ لگائیے جلدی تخت پر سوار ہو بیٹھے ہم آپ سب ملکہ بیان سے کل حلین ورنہ دم بھر میں قیامت برپا ہوا چاہتی ہو ہوشنگ کا مارا جانا کچھ اچھا نہوا جمشید جادو کے دبا میں ایسے ایسے سردار بلاے روزگار ہزاروں ہیں یہ خبر مخفی نہ رہی وہ بادشاہ طلسم ہو معلوم ہو جائیگا کسی ساحر زبردست کو روانہ کریگا فوراً ہمواد و آپ کو گرفتار کر لیا یگا شاہزادہ نور الدین بدیع الزمان نے کہا کہ ملکہ میں تو بیان سے قدم نہ ہٹاؤ لگا اب تو شب ہو گئی ہو صبح کو راستہ تبا دنیا میں خود یکہ و تنہا دربار جمشید میں جاؤ لگا ایک یا رصادق محب وثاق وہاں قید ہو اس کے واسطے دل تڑپ رہا ہو اگر اسکی تدبیر نہ کر دن تمکو کیا امید ہوگی میرے واسطے



اس نے اپنے کو بلا میں پھنسا یا اٹھارہ سو ملک کی سلطنت پر لات ماری اسکا بتلاے بلا ہونا چھ  
 چھریان چل رہی ہیں ہڈیاں آتش فراق سے جل رہی ہیں ملک کے پوجیادہ کون صاحب ہیں  
 شاہزادہ نور الدہرین بدیع الزمان آہ سرد دل پر دروسے کھنچی ملکہ مخمور سرخ چشم کا  
 کوکراستور سے کیا کہ اہالیان صحبت رونے لگے طرز کلام سے ملکہ شگوفہ کو صاف ثابت ہوا کہ  
 ملکہ مخمور سرخ چشم پر بدت مدید سے عاشق ہیں اسکا فراق اینر شاق ہر دیدہ دل اس کے  
 جمال کا شاق ہوئیں بے اختیار سر جھکا کر دل سے کہتی ہوا شگوفہ یہ کیا ستم ہوا اب قلب  
 نا صبور بربخوم رنج و الم ہوا یہ جوان شیر صولت رستم ہیبت ملکہ مخمور سرخ چشم کے عشق میں  
 مبتلا ہوئی الحقیقت وہ حسن و جمال میں کتنا ہو دیکھیے ہمیر کیا گذرتی ہر یہ جو خیال کیا چشمہ چشم سے  
 قحزم حسیطہ موزن ہوا شاہزادہ نور الدہرین بدیع الزمان نے اشکون کو دامن سے پا کر  
 کیا کہ ملکہ رونامیکار ہوا اس مقدمہ میں کمونہ اتق اسرا ہوا ہم لوگ پابند وضع ہیں جس سے جو عہد  
 کیا نامبرگ یاد رکھیں گے تم کو کسی حال میں نہ بھولینگے اسکا رتبہ اس کے ساتھ ہو تم نے بھی جان بخشی  
 کی ہو زندگی بھرا اس احسان کو نہ فراموش کرینگے اگر حیات مستعار باقی ہو بعد فتح طلسم ہمیشہ  
 تم سے آکر ملیں گے بغایت باغبان قضا و قدر پھر غمخیز و کھلیں گے مگر میں کسی طرح رک نہیں سکتا  
 طلسم ہمیشہ میں بخدا ضرور جاؤ لگا یا تو تم اسی مقام پر بسر کرو یا نامہ لکھ دوں میرے لشکر میں  
 جلی جاؤ وہاں میرے جد عالی تبار عم نامدار سرداران دیو قار موجود ہیں سب تم کو آنکھوں پر  
 بٹھائینگے بلکہ تمہارے جانے سے اور فرزندان صاحبقران بھی میری تلاش میں آئیں گے  
 ملکہ نے دونوں ہاتھوں سے منھ سپٹ لیا کہا کیوں حضور ہم نے آپ کی محبت میں گھر بار سچ دیا  
 مانی کو قتل کیا اسکا انجام ہی ہو کہ آپ تو اتنے بڑے مقام پر جائیں ہم اپنی جان بچائیں ہمتو آپ کو  
 یہاں سے نہ جانے دینگے یا ہمارے اپنے ساتھ لشکر میں اپنے لے چلیے وہاں ہمارے چھوڑ کر بھڑا کو  
 اختیار ہو یا اپنے دست زبردست سے ایک ہاتھ لگا دیجیے اس کشاکش سے چھوٹ جائیں  
 قبر میں پانوں پھیلا کے چین سے سوئیں آرام پائیں شاہزادہ نور الدہرین بدیع الزمان  
 نے کہا واہ ملکہ یہ روئے سیاہ جا کر بھائی بھتیجوں کو دکھاؤں علاوہ مخمور سرخ چشم کے  
 قوت بازو میرے بلکہ عاشق صادق صف شکن و صغیر طہماس بن عنقویل دیو پروار بھی



یقین ہو کر اسی طلسم میں قید ہوں جب دادا جان سینگے کہ اپنے سردار کو قید کر کے چلا آیا  
منہ کو نہ دیکھیں گے نظروں سے گرا دینگے اسی دربار میں ایک سیراچشم ہر جنات و شوکت  
میں بے نظیر صاحب پیر و شیر سر کردہ بہادران شاہزادہ ایمن جوجوان وہ طعن تشنیع کریگا  
دربار میں بیٹھنا مشکل ہو گا میں بخدا طلسم جمشید میں جاؤنگا خدا چاہیگا تو فتح کر کے پلٹوں گا  
جب شاہزادے نے قسم کھائی اور یاد میں لکھ مخمور کے یہ غزل زبان پر جاری ہوئی غزل

اپنے معشوق کو کرتے نہیں رسوا عاشق  
دیکھتے ہیں مگر خصل تنہا عاشق  
اس زمانہ میں نہیں کوئی کسی کا عاشق  
ابھی سرکاٹ کے دکھا دین تماشا عاشق  
اٹھ گیا آج زمانے سے ہمارا عاشق  
اس خرابات میں ہر جام پہ مینا عاشق  
تیرہ روزی پری ہر شب بیدا عاشق  
جام ساتی پہ ہر کیا نشہ صہا عاشق  
کسکے دیدار کا کرتے ہیں تقاضا عاشق  
اس محکم پہ ہر عجز از میسا عاشق  
مول ریان لیتے ہیں سر نیچ کے سودا عاشق  
مالداروں پہ عبث ہر زن دنیا عاشق  
ہمت کیا دیکھیں تو ہوں خضر و سیا عاشق

راز الفت نہ کریں گے کبھی افشا عاشق  
اس گل حسن کو دل دیکے میں پھل پیاؤنگا  
عشق جب اپنا جاتا ہوں تو فرماتے ہیں  
سیر منظور ہو کر آپ کو جسا بازی کی  
رو کے کس ناز سے کہتے ہیں جنازیہ پر  
دل ہی مجھ مست کا دیوانہ چشم ساتی  
یا د کا کل میں شب ہجر عمر ہو کیونکر  
جام سان چور رہا کرتی ہرستی میں مدام  
حال موسیٰ کا نہیں آنکھ سے دیکھا شاید  
جان پا جاتا ہر دو باتوں میں ہر دل مردہ  
تیر سی بازار محبت کا نرالا ہر چہلن  
ہم سے غفلت کے لگے ہاتھ تو دکھلا یں مزا  
طوطی گلشن اعجاز ہر تیرا خط لب

شہزاد نے لکھ کو اشارہ کیا کہ ملک اب کچھ نہ کہو یہ جو زبان سے کہتے ہیں وہی کرتے ہیں بلکہ  
لے کہا بھیادہ تم بھی مجھی سے کہتے ہو لہذا شاہزاد کے کو بجاؤ شہزاد نے کہا ملک میں ان کے شا  
کھیل کر بڑا ہوا سایہ و امن دولت میں پرورش پائی مزاج سے بخوبی آگاہ ہوں کیا بھکر کہوں  
اُس وقت شمشاد نے ملک کے چکی لی اشارے سے کہا نور الگ چلے مجھے کچھ عرض کرنا ہر ملک  
نوراً اٹھ کر ساتھ شمشاد کے دوسرے کرے میں آئی شمشاد نے کہا آپ کیوں ان سے زبان



اڑا تی ہن مین نے تدبیر کر لی ہر نہ گھبرائیے چلکر رقص شروع کر اپنے کچھ میلہ کر کے لوح محفوظ  
انکے گلے سے اُتر دالیجے رومال مین لپیٹ کر اپنے پاس رکھے چکے چکے سحر کر کے سردار و عیا  
دونوں کو بیہوش کیجیے تخت پر ڈال کر کل پٹے جب سر طاسم سے کھل جائیگے انکو ہوشا کیجیے گا  
آپ کا کیا کریگے لکڑی کے چور کو کوئی کٹاری سے بنین مارتا چپین گے غل مچائیں گے آخر  
اپنے لشکر مین چلنا قبول کریگے ملکہ کو یہ صلاح پسند آئی شمشاد کو گلے لگا لیا کہا کیا معقول  
بات کہی اب شاہزادی اور وزیرزادی دونوں ہستی ہوئیں آکر سند پڑھیں کہ گائون کو  
بلاؤ نور الدہر سے کہا اوشہر یار جو آپ کہیں گے وہی کریں گے کل صبح کو آپ طرف طاسم جمشید  
کے جائیے گا ہم اسی باغ مین رہینگے جب آپ طاسم فتح کر کے آئیے گا آپ کے ساتھ ہوں گے  
مگر لوح محفوظ گلے سے اُتار دالیے لائے رومال مین لپیٹ کر رکھ لیں نور الدہر نے فوراً گلے  
سے اُتار کر ملکہ کو دے دی ملکہ نے رومال مین لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لی چکے چکے سحر کیا نور الدہر  
اور شہرنگ بیہوش ہوئے بس اسی وقت فوراً چند تخت سحر تیار کیے ایک پر نور الدہر اور  
شہرنگ کو ڈال لیا باقی تختوں پر کنیزوں کو سوار کیا جو اسباب لائق اُٹھانے کے تھا  
لے لیا باقی وہیں چھوڑا مع بارہ سو جا دو گرنیوں کے تخت اڑا تی ہوئی ایک جانب  
ردانہ ہوئی انکو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان لشکر اسلام کے آمار کان کوہی برادر فولاد فولاد شکن  
اور زخمی ہونا ایرج نو جوان کا اور مرکب کا کمال لیجانا زخم داری مین طرف  
صحرا کے اور پھر قید ہونا ایک ساحرہ کے ہاتھ سے اور آکر رہا کرنا ملکہ بران شہرنگ  
کا ایرج نو جوان کو اور جانا ایرج کا بھی طرف طاسم جمشید کے ساتی نامہ

لا جلد پلا کہ ہر ہی ساتی	جو کچھ ہوشرا ب باقی ساتی	سو نا ترا کیون یہ میکہ ہ
نہ رند ہن اب نہ جھکٹا ہ	کیون جام و سبوا لگ پرکاہن	کیون رند ادھر ادھر کھڑکھن
آرائش میکہہ ذرا کر	رکھ شیشہ مین محو تو بھر برابر	آواز دے میفروش آئین
ساغر بھر کے اب پلائیں	وہ بادہ پلا نمسا رہواب	یان خون کا آبشار ہواب
گاشن مین نئی ہسار آئے	غنجہ ہر ایک مسکرائے	اب تو بھی ادائیں ادا صبا کر



خندان ہون گل بھی گل کھلا کر	آگے ہر وہ داستان نگین	ہیں حسین شگفتہ سب مضامین
احوال طاسم اب یہاں	خامسہ مراجعہ کر رہا ہوں	ہر کوئی رہا تو قیسہ کوئی
صیاد کوئی ہر صید کوئی	ہر طرح قمر کو آج جودت	ہو دوج پہ آفتاب شوکت

تہسواران عرصہ جانبازی و یکہ تازان معرکہ سرفراری توں کلک کو میدان جنگ طاسم من یون جولان کرتے ہیں بہت مورخ جو ہیں دہر میں باہر ہر وہ دیتے ہیں اس داستان کی خبر جبکہ فولاد و فولاد شکن ہاتھ سے ایسے تیغ زن کے واصل جہنم ہوا ہر راہ مانکہ سخن عذار صنوبر قد ایسے نوجوان کا عقد ہوا گوہر مراد حاصل کیا اسکے بطن سے ایک شاہزادہ شیر دل پیدا ہو گا کہ نوکرا سکا انشا اللہ تعالیٰ بشرط حیات نورج نامہ میں تحریر ہو گا زلزلہ قاف ثانی سلیمان بکا نورالدہرین بدیع الزمان مترود ہیں کہ نہیں معلوم اس شیریشہ بجزات پر کیا گذری بلکہ خواجہ لکھو سے پوچھا عرض کی اس شہر پار عنایت سے پروردگار کی خانہ حیات تو معمور ہو شکل فرح تو ظاہر ہو صا جعفران اس ذکر میں تھے کہ ہر کارون نے اگر عرض کی کہ ارکان کو ہی بدعوی خون فولاد و فولاد شکن اپنے ملک سے لشکریاں تیار ہونے میں جگہ جگہ ہوا اسکا ارادہ ہو کہ معرکہ آرا نبرد ہو صا جعفران نے فرمایا کہد و ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں طبل سکندر پر چوب پڑی سرداران نامی و پہلوانان گرامی و غازیان دیندار و مجاہدان ہتوشعرا کو معلوم ہوا کہ کل لشکر تھا سے جنگ ہو لشکر طغرائی میں تیار ہوئے لگی چار پہر رات گذرے وہ وقت آیا کہ شہنشاہ انجم پاہ نے شکست کھائی خسرو خاور بد کرد و فرما فوج دشمہ ضیا شعاع لیکر تخت فلک نیلی پر جلوہ افروز ہوا لشکر جانین کے میدان کا رزار میں آکر ٹھہرے بعد صفوں آرائی ارکان کو ہی قریب تخت لقا حاضر ہوا عرض کی یا خداوند شعلہ قتل برادر کا بیچ میں بھڑک رہا ہو فولاد و فولاد شکن وہ پہلوان تھا کہ جیسے سنب شمشیر سے سرداران زبردست قہر آئے تھے اگر صحرائی جا کر لغو کرتا تھا شیرون کو فحش آتے تھے ہینن معلوم کیا اتفاق پڑی وہ اس طرح قتل ہو گیا یا تو کسی مجمع میں بھینسا ہو گیا مسلمانوں نے از رو سے بلوہ مارا ہو گا بختیارک نے کہا اوارکان بہکو بھی یقین ہو کہ رکن اعظم کو ہشان گریا مگر مسلمانوں کا یہ دستور ہینن ہو کہ ایک سے دو ملکر مقابلہ کریں وہ تو اپنے خویش کے ہاتھ



مارے گئے بموجب مثل کردنی خویش آمدنی پیش ارکان تو سا حال سن چکا ہو کہا اے  
ملک جی ان باتوں سے کیا فائدہ ہے میرے بھائی کے قاتل کا نام تباہی پھر تماشا دیکھیے آج  
میران میں اُسکو قتل کر لوں پھر یکہ و تنہا لشکر میں مسلمانوں کے گھس جاؤ لگا اُس کیسور برید کی  
چوٹی بڑ کر کھینچا ہوا لاؤ لگا بختیارک نے کہا آپ کو اختیار ہو سمجھانا ہمارا کام ہو انکا ایرج  
نوجوان نام ہوا ورشوم دست لقب ہوا اپنے چھوٹے سے مقابلہ کرنا کیا ضرور ہے وہ پردہ  
کردہ ہمارے شہنشاہ اوج و ماہ فلک فخر گزاری کا ہوا ارکان نے کہا اب مجھ کو آپ ڈرا  
میں اُس جوان کو ضرور قتل کر دینگا یہ بھی سن چکا ہوں کہ قدرت کا نواسا ہے مگر ملک جی یہ تیغ  
خونخوار اسکے خون کا پیا سا ہے بختیارک نے سر جھکایا چپکے سے کہا اکی قضا آجلی موت پر  
کھیل رہی ہے لہذا نے کہا اے پہلوان دوران تجھ کو اپنے یہ قدرت کے پر دیا ارکان کو ہی  
گیندے کو اڑا کر چلا بختیارک کہ رہا ہے یا خداوند یہ ابھی تیرے شمشیر آبدار ایرج شیر دل ہوگا  
تخل بغض و حسد سے تیرا سکو نہ حاصل ہوگا اور جو سردار قریب کھڑے تھے صاحبان عقل و فطرت  
اکھنوں نے کہا صاحبو مقام عبرت ہو مثل فولاد فولاد شکن یہ بھی بہت غور کرتا ہو سنگ  
جسم زدن میں ایسے صاحبان نخوت کا سر چوڑکتا ہو فولاد بھی اسی غور میں مارا گیا یار و دنیا  
مقام عبرت ہو محل راحت نہیں ہے کیسے کیسے صاحبان شوکت خاک میں مل گئے سکندر  
و دارا و کیتبسا دیکھا ہوئے نظر

فلک بال ہما کوپل میں سوئے ہو گس رانی  
کہ چشم نقش پاسے تا عدم نکلی نہ حیرانی  
و گر نہ دیکھ آئے نہ کہ تھہر ہو گئے ہانی  
کہ ہر جمیت خاطر مجھے آنکی پریشانی  
گرہ غنچہ کی کھولے ہو صبا کیونکر تابسانی  
کہ اعضا دیدہ زنجیر کی کرتے ہیں شرگانی  
مگر زالو سے اب باقی رہا ہو ربط پیشانی  
ہنیں ہر آنے ہر گز فائدہ غیر از پیشانی

عجب نادان ہیں جنکو ہر عجب مانج سلطانی  
نہیں معلوم اُسے خاک میں کیا کیا ملا دیکھا  
ہماری آہ دل تیرا نہ زمانے تو یا قسمت  
تری زلفوں سے اپنی رو سیا ہی کہ نہیں سکتا  
زمانے میں نہیں کھلتا ہے کابلتہ حیران میں  
جنون کے ہاتھ سے ستر قدم کا ہیدہ تباہوں  
نہ رکھا جگ میں رسم دوستی اندوہ روزی نے  
خدا کی واسطے باز آتو اب ملنے سے خواب کے



ہر شخص کو غرور ارکان کا ناگوار ہو اگر ارکان گینہ کیوہیکا کے میدان میں آیا فنون سپہ گری دکھلا کر آزدی کمان ہر قاتل میرے بھائی فولاد فولاد شکن کا یہ کلمہ زبان سے ارکان کے ہنوز ناتمام تھا کہ ایرج نوجوان نے صف سے مرکب نکالا قریب بہشت شہنشاہی آکر اجازت خواہ ہوا جام کارِ عنفرت مرحمت ہوا ایرج نوجوان نے جام شربت جرأت نوش فرما کر بہشت مرکب کرہ بن اشقر پر سوار ہوا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا کوہ سیرین کو کفل تھو تھنی غنچہ گل سنبل پیمان کامل دور دو خوبیان سو سو قلم

زیر ران ہر جو ترے رخس فلک سیر شہا  
شکل کیا اسکی تباؤن کہ جسے شوخی سے  
اسکی سر چوٹی کا میں حسن کہوں کیا جسکے  
برغہ و گام سے ماہر ہر کچھ اسکی رفتار  
جست و خیز اسکی بیان کیجیے گرمیش حکیم  
اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہے سبحان اللہ

ہو وہ محبوب جسے کیسے نہایت اپیل  
دائرے بیج مقدر کے ہین پڑتی کل  
زلف معشوق کے دیکھنے سے کلجا و سہل  
ہو بھلاوے کی طرح چال میں اسکی چل  
اعتقادات حکیمانہ میں آجائے خلل  
نسبت اسکی فرس ایسا کہ جسے کیسے چل

ارکان کو ہی نے جو اس شہسوار عالی وقار کو بصد صولت و شوکت آتے ہوئے دیکھا تاش  
شعاع رخسار سے جل گیا غصہ میں قلب سے دھوان نکلا اس خیال سے کہ آئے میرے بھائی کو  
مارا بھتیجی کو نکال لے گیا اس ظالم کے سبب سے بدنام ہوئے نگار کا بھی قصد نہ کیا بڑھ کر نیزہ  
مارا ایرج نوجوان نے جو خلافت قاعدہ دیکھا لغز شیرانہ کر کے نیزے کو توڑ ڈالا اُسے غصہ میں  
ہاتھ تلوار کا لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا کرہ بن اشقر کو بڑھایا منظور ہو  
کہ زیر نفل جا کر تلوار چپین لون کمر میں ہاتھ ڈاکر اٹھاؤن مگر اتفاق قضا و قدر گھوڑے نے  
سکندری کھائی سپر سے مٹی جھڑپ میں خود سر سے گرا تیغہ ارکان کو ہی کا چل گیا  
سر پر شاہزادے کے زخم کاری آیا غصہ میں گھوڑے کو سنبھالا تیغہ دو دہ سکندری کو کھینچا  
زخم سر بائیں ہاتھ سے تھا نبالہٹ کے ہاتھ مارا ارکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مثل  
برق کے تیغہ گلا سپر کے دو ٹکڑے دیکھنے والوں نے دیکھا یا تو برق شمشیر قہر سپر پر چکی مٹی یا  
زیر سنگ ہو چکی زمین سے گرد اڑی ارکان کو ہی مع گیند سے چار ٹکڑے اسکے افسروں نے



گریبان چاک کیے لینا لینا لکھ کر دوڑ پڑے بختیار ک نے بھی منع کیا کہ یارو کیوں روتے  
ہو مغلوبہ کا سامان نہ کرو آقا متھارا ایک تھا اتھو وہ ہو گئے مگر اٹھون نے نہ مانا ایرج نوجوان  
کو وہ لاکھ کو ہیون نے گھیر لیا ادھر سے صاحبقران و سرداران ایرج نوجوان لغزے کر کے  
اگرے گزر خیم ایرج کا کاری تھا ضبط نہو سکا غش آنے لگا مغلوبہ میں لڑتے لڑتے تلوار نیام  
مین کی ہاتھ گردن مرکب مین حمال کیے گھوڑے نے مالک کو سست پایا میدان جنگ سے  
بے کلا بختیار ک نے طبل امان بجوا دیا صاحبقران جب پٹ کر قریب بارگاہ ہوئے بچے جو اہر  
بن عمرو نے بڑھ کر عرض کی اے شہر یار ایرج کو زخم داری مین گھوڑا کمال لے گیا صاحبقران  
کو انتہا کا ملال ہوا شتر سوار سانڈنی سوار برا سے تلاش روانہ کیے مگر شاہ پور شیر دل بدحواس  
ہو کر اپنے آقا کی تلاش مین چلا مگر مرکب ایرج نوجوان کو عالم غش مین لے ہوئے ایک صحرا  
مین پہونچا مرکب نے جھیل پر پانی پیا بدن کو جنبش دی وہ ماہ اوج صاحبقرانی زمین سے  
بروے زمین گرا مرکب بغوط محبت گرد پھر رہا ہی کبھی زبان سے زخم چاٹتا ہی کہ آقا میرا  
آٹھے مگر یہ ہوش و مدہوش مین قضاے کار فلاح کو ہی واسطے شکار کے صحرا مین آیا  
اسکے ملازمون نے دور سے دیکھا کہ ایک ماہ تابان دریا سے خون مین نہایا ہوا زمین پر پڑا  
ہوا فلاح کو ہی سے کہا وہ گینٹا بڑھا کر زیر تختل آیا دیکھا کہ قبضہ ہاتھ مین سر زخمی مگر لاکھون  
روپی کا جو اہر ذرات پر لا سستہ و پیرا سستہ فلاح کو ہی کو نہایت ناگوار ہوا کہا یہ جوان کوئی  
تاجر نہو قسرا قون نے قصد لوٹنے کا کیا مگر یہ جوان خوب لڑا اسکو اٹھا کر لے چلو جب اسکو  
ہوش آئیگا پتہ نشان پوچھ کر قسرا قون کو گرفتار کرو لگا شہزادے کو اٹھوایا مرکب کو ساتھ لے لیا  
اپنے قلعہ افلاکیہ مین آیا ایک مکان عمدہ نہایت مقول فرش و شیشہ آلات سے آراستہ  
اسمیں لا کر ایرج کو چھپر کھٹ مین لٹایا جراح بلایا زخموں کی کرا کر ٹپیان مرہم کی چڑھادین  
بعد دوپہر کے شاہزادے کو ہوش آیا سر ہانے اپنے ایک پہلوان کو پایا پوچھا یہ کون تمام  
ہوا فلاح کو ہی نے کہا اے جوان تیرا مرکب بھی موجود ہی سلاح بھی حاضر ہی مین جنگل  
مین آپ کو زخمی پایا قلعہ مین اٹھالا یا کہاں تلوار چلی کس کے ہاتھ سے زخم کھایا یا راہ مین  
قسرا قون نے گھیرا تھا ایرج نوجوان سے ضبط نہو سکا کہا قسرا قون کی کیا نیت تھی



کہ جو ہم سے آئندہ ملے مگر ارکان کوہی بھائی فولاد فولاد شکن کا تھا کی مدد کو آیا تھا مقابلاً  
 اسے ہاتھ مارا میں زخمی ہوا اسکی قضا تھی میرے ہاتھ سے مارا گیا زخمی میں کھوڑا اس طرف  
 نکال لایا افلاک کوہی کو سنا آگیا یہ کوہی سب پیس میں ایک میں یہ بھی ارکان کوہی فولاد  
 فولاد شکن و سلیمان عنبرین موسے کوہی کا عزیز داری حیران ہو کر اب میں کیا کروں اگر گرفتار  
 کروں تو جرات میں فرق آتا ہو اگر رہنے دوں باعث بدنامی اہل برادری کے خلاف ہوگا مگر  
 چونکہ بہادر ہی خیال میں آیا کہ جری کے ساتھ برائی کرنا ایسے وقت میں سراسر خلاف ہوگا جب  
 صحت پا جائیگا اپنے لشکر کو چلا جائیگا لشکر میں حمزہ کے مجمع بہادران ہر اس بیٹے شیران میں  
 مابہر دست کا بھی ذکر آئے گا یہ سوچ کر کچھ نہ کہا جواب دیا کہ شہر لڑائی میں ہی ہوتا ہے چہ نہ  
 خدمتگار خدمت شاہزادے کے چھوڑے آپ دربار میں آکر بیٹھیں رفقا سے کہ رہا ہوں یا روحم  
 سمجھے یہ جوان نبیرہ صاحبقران قاتل فولاد و فولاد شکن و ارکان کوہی یہی شیرازی اسح فزون  
 ماہانتہ کا دلیر ہی بھائیو میں اسکی دل و جان سے خاطر کروں گا بلکہ اگر امتحان پر راضی ہوگا  
 نیچہ وغیرہ میں امتحان کر کے خداوند لقا کو جسہ کر آؤں گا اور قصہ یہ ہو کہ اسکو طبع کر کے  
 بادشاہ کروں خود سپہ سالار بنوں سب جواب دیتے ہیں حضور بہت مناسب در صورت  
 میں آپ کا بڑا نام ہو گا یہ باتیں کر رہا تھا کہ خدمتگار نے برہمہ کی عرض کی جلد تخلیہ کیجیے۔  
 شوخ چشم جادو و تشریف لاتی ہیں افلاک کوہی گھبرا یا جلد تخلیہ کیا شوخ چشم جادو کو بایا  
 سے ملکہ شوخ چشم جادو سے اور افلاک کوہی سے آشنائی ہی ہمیشہ آتی جاتی ہو آکر سپہ میں  
 افلاک کوہی کے بیٹھی باتیں ہونے لگیں دو دو جام شراب کے پیے مگر افلاک کوہی کو جرات  
 پر ایمرج کی ایک محبت ہو گئی تھی دل سے کہتا ہوں کہ اس جوان نے کچھ خوف نہ کیا مفصل اپنا  
 حال بتا دیا ایسے شیر کیسے ملتے ہیں لہذا ٹھوڑی دیر پہلو میں شوخ چشم کے بیٹھتا ہوں یہ کہہ چلا جاتا ہوں  
 ملکہ میں آتا ہوں وہاں جا کر ایمرج کے زخم وغیرہ کو دیکھ کر بھر چلا آتا ہوں شوخ چشم نے پوچھا  
 اے افلاک کس آج تو متوحش کیوں ہو جو اس جاتا ہوں پھر آتا ہوں افلاک نے کہا اے جان جہان کیا  
 کہوں عجب طرح کے تر دو میں ہوں نبیرہ صاحبقران ایمرج فزون زخمی ہو کر میرے حوالی  
 میں آیا میں اسکو سودا گر جان کر اٹھالا یا زخم و زری کی قصر عالی میں جگہ دی جب وہ ہوشیار



ہوا میں نے نام پوچھا ایسا بادہ ہر کہ اسے صاف نام اپنا بتلا دیا کئی بھائی میرے اسکے اٹھتے  
 قتل ہوئے ہیں اب اگر اسکو زار پہونچاتا ہوں تو زمرہ مردان عالم سے نکلا جاتا ہوں اگر یا  
 خدمت کروں سیلیمان جبرین ہوئے کو ہی کو خبر پہونچے وہ برادری میں حقہ پانی بند کرادے  
 اب میں نے یہ سوچا جب صحت پایگا کچھ لوگ ساتھ کر کے اسکے لشکر میں پہونچاؤں لگا پینکر  
 شوخ چشم کو غصہ آیا کانپنے لگی کہا وظالم دشمن خداوند تھا کو تو نے اپنے گھر میں جگہ دی ہے  
 علاوہ اسکے افراسیاب کا دشمن ہی واسطے ساحرون کے رہن ہیں ہر طاسم آئینہ اسی ظالم نے  
 ورہم و برہم کیا جسروز اسنے طاسم آئینہ فتح کر کے ملکہ آئینہ جادو کو مارا و طاسم آئینہ کی قلعی  
 کھل گئی ہر ساحرہ کو حیرت تھی یہ جوان فخر سکندر و دارا ہی بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہے  
 اسی دن سے تباہ ہوں خاص سکونت میری طاسم آئینہ میں تھی حلا کی مشکین باندھ کر میرے  
 سامنے ملا میں خدمت میں شہنشاہ ہوش ربا کی روانہ کروں از سر نو کسی ملک میں جا کر آباد  
 ہوں سلطنت ملے پریشانی رفع ہو یہ سکر افلاک کو ہی گھبرا گیا اور کہا ای ملک عالم ایسا کمل  
 زبان سے نہ کہو ای شوخ چشم مجھے اسکی صاف گوئی پر محبت ہو گئی ہے دیکھے اسکے چین  
 بین پڑتا جوان خوش و صاف گو صاحب سطوت و صولت اسکے آنے سے میرا گھر روشن  
 ہو گیا کچھ کچھ اسکے زخم بہ اند مال پہونچے ہیں دو چار دن میں اسکا امتحان کروں گا وہ بڑا منصف  
 مزاج ہے اگر زیر ہوگا تو ضرور خداوند لقا کو سجدہ کرے گا اور اگر نبھے غالب آیا تو میں بھی بہت  
 اسکی اطاعت کروں گا غلام حلقہ بگوش بنوں گا شوخ چشم نے کہا کہ اب تیری قضا آئی پس  
 اسی میں بہتر ہو کہ اٹھ اور مشکین باندھ کر میرے سامنے لا اور جو تامل کیا تو قسم ہوسامری کی  
 قیامت برپا کرونگی میرے روبرو کتا ہو کہ سلمان کی اطاعت کروں گا افلاک کو ہی سے کہا  
 ای شوخ چشم جہان اسکا پسینہ گرے گا میں اپنا خون گراؤں گا میں اپنے گھر میں اسکی ولت نہ  
 گوارا کروں گا بڑا خداوند لقا کا پاس ہے جادو کش کہہ جا کے لٹو بڑے بڑے جادو گر بیان افراسیاب  
 کے یہاں سے آئے بستم کندہ ہوئی گئے کی موت مارے گئے شوخ چشم غصہ میں آکر اٹھنے لگی  
 افلاک نے کہا کیوں کہان طین شوخ چشم نے کہا مڑوے تو تو دیوانہ ہو ای سو دانی ہے  
 یہ وہ بکتا ہی میں مجھے ہمیشہ بوقوف جانتی رہی تیری بات کا کیا اعتبار ہو میں جا کے ابھی اسکی



مشکین باندھے لاتی ہوں تو اس بات میں دخل نہ دے اگر وہ تجھ سے فریاد کرے کہنا تھے  
 طاسم آئینہ میں انکے عزیزوں کو مارا یہ تمکو پکڑے لیے جاتی ہو میں کیا کروں افلاک نے کہا  
 کہ مکہ پہلے مجھ کو قتل کرے تب وہاں جانا خبردار میرے مہمان کو ہاتھ نہ لگانا شوخ چشم کو ٹھٹی  
 افلاک تو قریب بیٹھا تھا نیچے کھینچا ہاتھ مارا شوخ چشم کے سر پر پڑا سر زخمی ہوا اگر سحر کے جست  
 نہ کرے تو دو ہی پر کالے ہونے شوخ چشم غلط مارے آگ جاگری اٹھنے اٹھتے آواز دی  
 دو موٹے موٹے کالے تیرے ہاتھ کالوں تکواندھیری گور میں سلاؤں مار ہی ڈالا ہوتا افلاک  
 تم کو ریشم کے اٹھنے لگا شوخ چشم نے چار دانے ماش کے مارے افلاک لڑکھڑا کر گرا ہاتھ  
 پانوں بیکار ہوئے تیغ ہاتھ سے چھوٹ گیا افلاک کو بیکار کر کے اب وہاں سے نکلی یہاں  
 ایرج نوجوان جس قصر میں ہیں افلاک اپنے رفقا کو برائے خدمت ایسج نوجوان چھوڑ گیا  
 وہ گرد ایسج کے بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں ایسج لڑائی کا فولاد فولاد شکن کے  
 ذکر کر رہا ہو کیا ایک ہرگز اٹھا سامنے سے دیکھا ایک جادو گر نی سحر کرتی ہوئی آتی ہی کئی ہزار کو جلا  
 گرا دیا ایرج نے چاہا آگے بڑھوں شوخ چشم نے چند دانے ماش کے کچھ پڑھ کے پھینک دیے  
 ایسج بھی گرے اور رفیقان افلاک بیکار ہوئے اب شوخ چشم نے ہنگامہ ڈال دیا صدمہ کو  
 سحر سے جلا دیا سب نے فریاد بند کی مکہ ہماری کیا خطا ہوا مان مانگی اسے مدت دی آہستہ  
 ایرج و افلاک کو مع چار سو نقاسلس و طوق کرایا آپ لباس سرخ پہنکر تخت پڑھتی را کین  
 سلطنت لہزان و ترسان خدمت میں شوخ چشم کے حاضر ہوئے شوخ چشم نے ایرج و  
 افلاک کو سامنے بلوایا افلاک سے کہا میرے تیرے مدت کی ملاقات محبت ہو اس جوان  
 ہاتھ اٹھا بجھو رہا کروں تیری سلطنت بجھو دوں اسکو بھی قتل کروں افلاک نے کہا او تجھ میں نے  
 دل و جان سے اسکی اطاعت کی پہلے مجھ کو قتل کر میں اس شیر دل کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑوں لگا اس ہلاک  
 کی محبت سے منہ نہ موڑوں لگا شوخ چشم نے اکو قید خانہ میں بھیجا اپنی جادو گر نیوں کو بلوایا ہزار  
 بارہ سو جادو گر نیان آکر گرد شوخ چشم کے جمع ہوئیں اسنے اسنے صلاح کی کہ میں ایرج  
 کو قتل کروں اور سزا کا لیکر خدمت افرا سیاب جادو و جادوں سب نے کہا حضور آپ کو  
 قتل کرنا ایسے جوان کا سب نہیں ہو کو کب روشنفکر مسلمانوں کا طرفدار ہو اور یہ جوان



ایک مرتبہ طلسم نو افشان میں گیا تھا شاہزادہ جہانگیر سے لڑا تھا ایسا ہو کہ کوکب کو خبر ہو چکا  
آپ کا ستارہ گردش میں آئے کس بہت بین مٹتی ہوئی گاہ بترہ ہر کہ اس حال کی ایک عرضی بہت  
افراسیاب روانہ کیجیے ایمین بھی مضمون ہو کہ کسی ساحر زبردست کو بیان بھیج دیجیے اپنے دشمن  
کو لیجیے وہ جیسا مناسب جانیں گے کریں گے خواہ قتل کریں خواہ نشین یہ صلیح شوخ چشم کو بہت  
پسند آئی فوراً عرضی اسی مضمون کی لکھی کہا کوئی اس عرضی کو لے خدات میں افراسیاب کے  
پہونچائے شعلہ جادو و نام کی کنیز بڑک کر اٹھی عرضی لیکر روانہ ہوئی

دو کلمہ داستان گرفتار دام کیسو شہید خجرا بر و اسیر زندان محن یعنی  
ملکہ بران شمشیر زن بیان ہوئے ہیں

ناظرین پر واضح ہو کہ ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب رو مخمیر عرصہ دراز سے  
ایرج فوجوان پر عاشق ہی بران کو ہمیشہ ہی خیال قلب پر عجم غم و لال عملداری میں ملکہ  
بران شمشیر زن کی ایک مقام ہی ہزار درہ اسکا نام ہی برائے انتظام وہاں آئین برج  
جہان ناکا پر جلوہ فرما ہوئیں سامنے صراٹا سے نہرہ زار نواح دکشا صحرائے پرنہا طائران  
زمزمہ سرا کا جا بجا ہجوم چہ کار سننے کی بیل خوشنوا کی دھوم گل خود رست جھل منورہ گلشن  
لالہ کے جا بجا چراغ روشن نرگس حسرت سے نگران سنبل میں زلف مجوب کا سمان  
شہ شاد قد معشوق کی کیفیت دکھاتا ہی جوش بہار سے اکڑا جاتا ہی قسطو

لکھنوں میں قوت نشو و نما کی کیا تاثیر  
چمن میں دید گل نادیدہ کرتی ہی  
ہزار شکر کہ پھولوں سے آشیان چھایا  
بہار نے یہ عنادل سے زور گرمی کی  
یہ فیض باد بہار اندون ہی عالم میں  
نبے وہ فرط رطوبت سے موج شہر چمن  
عجب نہیں ہی کہ دکھلانے کو بہار چمن  
جنگ کے غنچہ اگر مثل طفل نالان ہو

کہ نکلا خال کے دانہ سے سبزہ خطیا  
مڑے اڑاتی ہی کیا چشم دور بین ہزار  
بہت دفون میں بر آئی مراد بیل زار  
پنہا دیا ہی گاؤں کو لباس آتش کار  
درخت آگ کا پیدا ہو کر پڑے جوش زار  
زمین باغ پہ رکھ دے جو بہشت تلوار  
نسیم سبزہ خواہ سیدہ کو کرے بیدار  
نوشکلہ مہر کی پستان سے شہر صبح بہار



بہار گلشن عالم ہو اس قدر دلکش کرن کے تار پہ یون آفتاب اتر آئے بنے ہین پھول کرن پھول پتے برگ خست پڑے جو رنگ گل تر کا عکس دریا میں	برنگ شبنم تر ہر ستارہ ہی سیار کمند جیسے ہو ہر عنکبوت کے لیے تار ہنال قامت خوبان ہو صورت اشجار صدف میں دانہ مرجان بنے دُر شہوار
---	---

ملکہ بران شمشیر زن نے جو گنبد جہان نما سے یہ جوش بہار صحرا سے سبزہ زار کا دیکھا آنکھوں کے نیچے گل رخسار یا رہے گئے قد کی یاد میں صنوبر و شمشاد نظر سے گر گئے نہ کسی آنکھوں میں آنسو بھرا آئے اب دل بقرار کو قرار کہاں آخر گھبرا کر ایک گوشہ میں آئی یا دین ایں رح نوجوان کی

روئے لگی اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے نظم سو نا پہلو بھی ہو گیا ہو تڑپا کرین حال زار کب تک بے صبر ہو جان عاشق زار اک جان کو کھوئے کہاں تک وابستہ کا ریخو دی ہوں بے حس یون ہوں لباس تنہیں نا کامی سے وسوسہ پڑا ہو اقبال نے جب سے منہ کو پھیرا بتلا تو کہیں کہاں ہوں اے شوق	رغبت کسی چیز پر نہیں ہو ہو خواہش دید یا کب تک آخر کچھ اسکی انتہا بھی دو آنکھوں سے روئے کہاں تک مطلب نہیں ہر مین کسی سے مردہ جب طرح سے کفن میں اس راہ ستم سے نابلد ہوں ادبار نے سب طرف سے گھیرا آخر بیکاری نے اسپر قرار کیا کہ اے بران شمشیر زن کسی طرح سے	اک دل تھا وہ بھی کھو گیا ہو کچھ اپنی مجھے خبر نہیں ہو اب ضبط فراق کا ہو دشوار اس درد کی ہو کہیں ہو بھی گشام دیا ریخو دی ہوں دھو بیٹھی ہوں ہاتھ زندگی سے بدنامی سے سابقہ پڑا ہو ایذا کش جو رنجت بد ہوں پس ماندہ کاروان ہوں اے شوق
--	---	--

ایک نظر اس جوان صف شکن کو دیکھ آئین یون دل ہلایں اور کوئی علاج اس سے بہتر بیماری ہجر کا نہیں ہو نہ دمسدس

ہو وہ سر سام مجھے کوئی دوا اس نہیں میرے جینے سے زمانہ میں کسے پاس نہیں سب سے نفرت ہو کوئی اس نہیں پاس نہیں	ٹخنے بنتے ہن لیکن تری بو باس نہیں طاقت اٹھنے کی نہیں بھوک نہیں پیاس نہیں کیا تعجب ہو کہ تج کو بھی مرا پاس نہیں
--	--

از غم عشق تو بیمارم و میدا نے تو



## دارغ عشق تو بدل دارم و میدانی تو

و میدم شعلہ عشق بھڑک رہا ہی دریا سے محبت کی طغیانی ہی کشتی حیات طوفانی ہی نپاہ پانی شکل  
جوش پر بتیابی دل اسی جوش و خروش محبت میں آخر تاب نہ آئی اپنے مقام پر سے ساتھ واپس  
سے یہ کھڑا کھڑی تم لوگ یہیں ٹھہرو میں طرف قصر حبشیدی کے جاتی ہوں ساتھ والیوں کو اسی  
مقام پر چھوڑا مصاحبوں کی محبت سے منہ موڑا اشیائے سعادت پر آراستہ کیے ایک طاؤس  
زربین بال پر سوار ہوئی کوئے محبوب کا قصد کیا مگر خوف سے کوکب روشن ضمیر کے دل  
دھڑک رہا ہی کلیجہ بھڑک رہا ہی دل سے کہتی ہو او خانہ خراب کہاں لیے جاتا ہو ایسا نہو  
جان کھونا زندگی سے ہاتھ دھونا ہو کہیں کوکب روشن ضمیر مرآت واقعہ میں ندیکہ نے تو  
ساری قلعی کھلجائے اپنا تو سر تھیلی پر رکھا ہی موت کا مزا ابتدا سے عشق سے چکھا ہو مگر اس  
گوہر قلم جرات کی جان پر نہ بچاے وہ قتال محبوب مطلوب کا نہ دشمن ہو جائے نہ اراد  
پر ملاقات کے دل کو تسکین ہوتی ہی بتیابی دل ہوش کھوتی ہی آخر آتے آتے ایک کوہ  
فلک شکوہ پر ٹھہری چہاں جانب سر اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگی یہی خیال ہی سرحد کوہ عقیق میں  
چلو ملاقات کر کے چشم زدن میں چلے آئیں گے جب باپ کا خیال آتا ہی بھڑک جاتی ہو اسی  
پہاڑ پر سختی عشق کاٹ رہی ہی سنگ صبر دل پر رکھتی ہو مگر ہوش و حواس گم قضاے کار جس  
جادوگر نے کو شوخ چشم نے نامہ دے کر بخت افراسیاب روانہ کیا تھا اسکو پروردگار نے  
ایسے مقام پر پہنچایا یعنی شعلہ جادوگر کی صحرائی اٹھائے ہوئے بدحواس دیکھتی چلی آتی ہی  
کہ کہیں پانی ملے تو ہونٹوں کو تر کر وں کسی سایہ میں دم بھر ٹھہرون اُس پہاڑ پر جو نگاہ بھڑی  
چشمہ آب ساف و شفاف نظر آیا پانی کی چاہ میں دل لہرایا چشمے پر اتری پانی پیا ٹپٹے لگی  
ملکہ بران شمشیر زن کی اُس جادوگر نے پہنگاہ پڑی خود قریب آئی شعلہ نے جو ملکہ بران کو  
دیکھا دل میں تو جلی مگر واسطے تسلیم کے جھکی ملکہ نے پوچھا ارے تیرا کیا نام ہو کہاں سے آتی  
ہو اس صحرائین کیا ضرورت ہو شعلہ تھرانے لگی گھبرا کر جواب دیا حضور کہیں نہیں ملکہ نے کہا  
اس صحرائین پہنچے آنا کہیں نہیں کیسا صاف صاف بیان کر ظاہر معلوم ہوتا ہو کہ رخ تیرا  
طرف طاسم ہوش ربا کے ہوا ہے پھر گھبرا کر کہا میں تو حضور ہوش ربا کو نہیں جانتی



افراسیاب کی رعایا نہیں ہوں اب تو ملکہ بران کو کامل شک ہوا غصہ میں کہا یہ کیا بیہودہ باتیں بناتی ہو صاف صاف بتائی دیکھو تو تیری جھولی میں کیا ہو کیا کسی کی توانا ہو اس قدر کیوں بقرار ہو یہ کہا جھولی چھین لی اب جو اسکو کھولا نامہ سرسبز شوخ چشم جادو کا نکلا لفافہ پر یہ بھی لکھا ہوا نامہ ہذا اور طلسم ہوش ریا بندست افراسیاب ہوئے جب تو ملکہ بران نے کہا کیوں او شوخ دیدہ رہنے تجھ سے ہر چند پوچھا کیوں یہ راز چھپایا شعلا تو نے لگی ملکہ بران نے لفافہ چاک کر کے ملاحظہ کیا مضمون پڑھا قلب تھرایا کلیجہ صفحہ کو آیا ہر الف اس نام کا تیر جانستان ہر دائرہ خنجر بران ایک ایک سطر شمشیر خون ریز ہر ایک مدستان نیزہ سر نیزہ حال گرفتاری ایرج مرقوم ہو غصہ میں آکر جنگی خاک کی اٹھالی جسم پر شعلا کے ڈال دی وہ تو ملعونہ جلکہ خاک ہوئی اب کیونکر دل کو تاب آئے گرفتاری محبوب کا حال دیکھا جیسا بھی ہاتھ آیا اگر شاید والد نامہ دار آئینہ میں دیکھ بھی لیں گے تو جاے کلام ہو کہ آپ کے طرفدار کے فرزند کو چھڑانے کے لیے گئی تھی فوراً طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر مثل باد صربعد کرو فرط قلعہ افلاکیہ کے چلی یہاں شوخ چشم جادو نے جو دیکھا لئی دن گذرے شعلا بپٹ کرنے آئی مصاحبوں نے یہ صلاح بتائی کہ حصہ دشمن کو قتل کیجیے ساحر دن کے خون کا بدلہ لیجیے جب ایرج قتل ہو جائے گا افلاک کو ہی مدت کا آشنا ہو اسی طرح خدنگزاری کر گیا ملکہ اسکا زندہ رہنا باعث خرابی ہو یہ اسے اسکو پسند آئی تخت پر سوار ہوئی بارہ سو جادو گرنیاں بارہ ہزار کوہی بیرون قلعہ آکر میدان خونی آراستہ کرنے لگے حکم دیا گنگار کو لاؤ ایرج نو جوان دا افلاک کوہی کو مع سرداران افلاک آرا بے پر سوار کر کے سامنے شوخ چشم کے لائے کینز کو شوخ چشم نے حکم دیا کہ جا کر افلاک کو سمجھاؤ کہ میں تیرے حمایتی کو قتل کرتی ہوں تو اسکی محبت سے توبہ کر اپنے خون سے ہاتھ نہ بھرا افلاک کوہی نے جوش محبت ایرج میں شوخ چشم کو گالیان دین اور کہا اطمینان میں تو لات سنات پر بھی لعنت کر چکا اس شہر یار کا غلام حلقہ بگوش ہوں جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر کینزوں نے کہا حضور اس سے کلام نہ کیجیے یہ نو جوان تسخیر چشم ہو نہیں سواوم آپ کے آشنا کو کیا کر دیا اسی کی محبت کا دم بھرتا ہو مرنے سے نہیں ٹرتا ہی خیب وہ قتل ہو جائے گا



تب افلاک کو ہی اُسکے سحر سے نجات پائیگا پھر وہی یار موافق معشوق و عاشق ملکر ایک  
مقام پر چین کرینگے پینکر شوخ چشم نے جلا و کو اشارہ کیا جلانے ہاتھ پکڑ کر شاہزادے کو  
کھینچی چوتراہ ریت کا بنایا شعر نفع بہ انگند و برور یک رخت بہ دیوز دیوا نگیش میگر رخت  
تلوار کھینچ کر سر پر شاہزادے کے آیا گردن پر کونے کا خط کھینچ کر آواز دی امی ملکہ عالم حکم اول  
ہی سمجھ لو جھکر دیجیے گا صاحبقران اعظم کا پر و تا قتل ہوتا ہی ہزار دن اس کے خون کے دعویدار  
ہیں اس کے بزرگ بڑے نامدار ہیں شوخ چشم نے کہا بھڑوے مجھ کو ڈراتا ہی جلد قتل کر جلاؤ  
قریب ایرج کے آیا شانہ پکڑ کر بلایا کہا ای نوجوان وقت مرگ ہی جو موس ہو بیان کر ایرج  
نے کچھ جواب نہ دیا مگر آنکھوں میں آنسو بھرتے صورت ملک الموت کی نظر آنے لگی یاد ملک  
بران شمشیر زن میں طبیعت گہرا نے لگی دل سے کہا ای ایرج آفتاب عمر کو زوال ہوا  
بر وقت مرگ اُس ماہ اوج حسن و جمال کو ندیکھا قبر سے پشت نہ یلگی سوزش قلب کفن کو  
جلا دیگی قبر پر گل زر گس آگے گا اس شہسوار حسن کا تربت پر غریبون کی کاہے کو آنا ہو گا عدا  
میں آنکھیں ڈھونڈھیں لگی اُس لالہ زار کی جدائی کا داغ دل پر لے چلے ادھر معشوقہ کی یاد ویراب  
سر کے تلوار کھینچے ہوئے جلاؤ آفتاب لب بام چراغ سحر کی سی کیفیت ہو اس بقراری میں  
دافع البلیات باد آیا طرقت پروردگار کے رجوع کیا ای ملک بے نیاز وای رب کار ساز

ارحم الراحمین اللہ تعالیٰ	خداوند شہم راروز گردان	چوروز نادر جہان فیروز گردان
شبے دارم یہ چون بخت امید	درین شب رو پیہم کن جو پیشد	ہنوز دعا ہے ایرج نوجوان

تمام ہنوی تھی کہ دریا سے رحمت الہی جوش میں آیا لکڑا آسمان پر نمایان ہوا برق چمک  
چمک کر گرنے لگی کئی ہزار کے سر اڑ گئے شوخ چشم گہرائی آسمان کی جانب دیکھنے لگی

یکایک گرد بھی اڑی نظم	از دامن شت و کوہ اورنگ	گردے برخاست تو تیارنگ
از دامن شت آن غبارے	رخسارہ نمود شہر یارے	شوخی چشم نے دیکھا کہ مرکب

باد رفتا پر بصد کرد و فر فریدونی و بجلالت رستی شاہزادہ جمشید بن کوکب سوار تیغ  
کھینچا ہوا ہاتھ میں سحر بات بات میں جب نیچے کو ہلا دیا برق چمک کر گری گئی سو کے سر اڑ گئے  
کوئی جل گیا کوئی دو ہو کر گرا جمشید بن کوکب نے دہنہ سے اٹھ کیا دملعوز اب تو نے



یہ لیاقت پیدا کی شیر بیشہ صاحبقرانی پر ہاتھ ڈالا اور آتے آتے اشارہ کیا شہر کے نیچے  
 پیدا ہوئے ایرج نوجوان کی تیر کو ان بچوں نے توڑ کر پھینک دیا ایک بچہ گرد پھرا  
 جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی اُس نیچے سے قطرے پانی کے ٹپکے سحر بھی شوخ چشم  
 جادو کا دفع ہوا ایرج نوجوان بھی غصہ میں آکر اٹھا ایک سوار نے نیزہ مارا ایرج نوجوان  
 نے نیزہ چھین کر پھینک دیا ٹانگ بکڑ کر مرکب سے کھینچ لیا جب کہ گرا اسی مرکب پر سوار ہوئے  
 نعرہ شیرانہ بلند کیا نعرہ ایرج سے ملک ایرج آن آفتاب نیر کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر  
 افلاک کو ہی نے پھر قید توڑی ایرج نوجوان نے اُسکے ساتھ والوں کو رہا کیا ایرج  
 نوجوان سب کے آگے بڑھ کر رٹنے لگا جمشید بن کوکب سحر جادو گرنیوں کا دفع کر رہا  
 ہوا ایرج فوج میں کوہیوں کی ڈوب گیا جمشید کو شوکت دکھا رہا جو پہلوان ساسنے  
 آیا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تو ارچھین کے پھینک دی کہوین ہاتھ ڈال کر سر سے بلند کیا ہاتھ  
 پر تو لکر پھینکا دس گز پانچ گز بلند ہوا اترتے اترتے ہاتھ مارا چونک ہوئی کیا جمشید نعرہ میں  
 کرتے ہوئے آتے ہیں آواز دیتے ہیں کہ سبحان اللہ ما شاء اللہ کیا جرأت ہو کیا صولت و  
 جلالت ہوا ایرج اور زیادہ گرا کر مارا رہے ہیں مگر جمشید نے چند خراپے کیے کہ زمین تھم گئی  
 کئی ہزار کافر واصل جہنم ہوئے شوخ چشم کڑاک کر سحر کرتی ہوئی جمشید پر جا پڑی جمشید نے  
 سب سحر دفع کیے جب شوخ چشم قریب پہنچی چٹیا بکڑ کر ایک پتھر مارا ایک ہی پتھر میں  
 زمین پر گری بیہوش ہو گئی ملازمان افلاک کو ہی سے کہا اسکی مشکین باندھ لو ملازمان افلاک  
 نے گرفتار کر لیا زبان میں سوزن دے دیا سب جادو گرنیوں نے امان مانگی کو ہی جمع ہو کر  
 خدمت افلاک کو ہی میں حاضر ہوئے کہا اس شہر یا ہم بخیطا ہیں خون جان سے شوخ چشم  
 کے شریک ہوئے تھے افلاک نے سب کو امان دی ایرج گھوڑے سے کود پڑے  
 جمشید سے بغلیں ہوئے پوچھا کہ اس شیر بیشہ کو کب آپ کا یہاں کیونکر تشریف لانا ہو جمشید  
 نے کہا براے انتظام مالک نکلا تھا آپ کو مقید و کبکڑ پھڑ گیا افلاک سے ایرج نے  
 اشارہ کیا افلاک کو ہی نے لا کر پائے انداز بچپائے ایرج زرنشا کرتے ہوئے جمشید  
 کو لیکر بارگاہ میں آئے تخت زرین پر جمشید کو باغی عیش و نشاط آراستہ کی ایرج کو



ڈھونڈتا ہوا شاہ پور شیر دل بھی یہاں آ پہنچا شاہزادے کو دربار میں دیکھ کر قد مون سے  
 لپٹ گیا پوچھا اے شہر یار کیا معرکہ گذرا ایرج نوجوان نے تمام حال بیان کیا جمشید نے حکم دیا  
 شوخ چشم کو لاؤ اگر شاہزادے کی اطاعت کرے تو بہتر ورنہ فوراً قتل کرو لگا آتش تھر و غضب  
 سے پیونک دو لگا شوخ چشم نبھی ہوئی سامنے آئی افلاک کو ہی نے اٹھ کر سمجھایا کہ اے  
 شوخ چشم جادو میں دل و جان سے شاہزادے کا ظلام قطع بگوش ہوا بگلو بھی مناسب ہو  
 سامری و جمشید پر لغت کر دیکھ چشم زون میں ظہور برکت مذہب اسلام ہوا کجا طلسم نور افشان  
 کجا جمشید بن کوکب کا پوچھنا یہ ظہور کرامت ہو خداوند تعالیٰ لائق امت ہو شوخ چشم جادو  
 کے بھی رنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا صدق دل سے مطیع الاسلام  
 ہوئی اُسکو بھی رہا کیا صحبت میں آ کر بیٹھی ایرج نوجوان نے شاہ پور سے کہا الگ ایک  
 بار گاہ استاد ہو تھی یہ جمشید بن کوکب کو لیکھو شاہ پور نے فوراً الگ ایک بار گاہ استاد کی  
 مثل عروس شب اول آراستہ کر دی ایرج نے ہاتھ تھام کر کہا اب تھلیہ میں جلوہ فرما ہو جے  
 جمشید بن کوکب ایرج نوجوان کے ساتھ اٹھ کر جب تھلیہ میں آئے بیقرار ہو کر ایرج نوجوان  
 نے معشوق کا بھائی جان کر بے اختیار گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا آپ نے ہماری جان بچائی  
 گردن پر ہماری ہار احسان ہو شاہ پور نے دیکھا جمشید سے ضبط نہ ہو سکا چیخ مار کر رو یا بیت  
 وہ رو رو کے دوا برغم یون لے لے کہ جس طرح سادون سے بھا دون لے لے بلک کر جمشید  
 کا کہنا کہ اے شاہزادہ والا قدر بس بس ایسا نہ کہ روح غالب سے کھجائے اب ایرج نوجوان  
 نے اُس بدحواسی میں روئے زریا پر نگاہ کی اپنے محبوب جانی یار جادوئی باعث نسکین دل  
 پرین ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھا ایرج غش کھا کر گر پڑا شاہ پور قریب آیا ملکہ نے سر اپنے  
 زانو پر اٹھا کر رکھا اشک حسرت آنکھوں سے ٹپکے بوئے زلف معنبر دماغ میں ایرج کے  
 پہونچی اشک گرم نے کام گلاب کا کیا بوئے زلف عنبرین نے نکلنے کا اثر دکھایا شاہزادہ  
 فوراً ہوش میں آیا فرط محبت سے دونوں لپٹ لپٹ کر خوب روئے کئی مرتبہ یہوش ہوئے ہو گئے  
 شاہ پور سریالین حاضر ہو دونوں کے حال کا ناظر ہو کبھی آقا کو بھی ملکہ کو سنبھال لیتا ہو مگر یہ  
 دونوں وہ حیر دیدہ آفت کشیدہ مبتلاے گردش فلک دوار معشوق بھی مجبور عاشق بھی ناچا



پیشکش شاپور نے دونوں کو ہوشیار کیا لا کر مسند پر بٹھایا اسوقت اس مہرچ نوجوان کا خوش ہو کے  
کنا کہ بھائی شاپور عجب یہ روز سچہ ہو آج ہمارے گھر میں عید ہے جلد سامان عیش و نشاط  
لاؤ آج ملکہ عالم نے سرفراز کیا ہیں نے اپنے سارہ اقبال کی ترقی پر ناز کیا ہو ملکہ بران  
کار و نام نہین ہوتا اس مہرچ نے دامن سے اشک پاک کیے پیار سے ہاتھ گلے میں ڈالے  
کہا کیوں اور جان جہان اول تو آنے کا سبب ظاہر کرو شدت گریہ کے حال سے ماہر کرو  
بران نے ضبط کر کے جواب دیا کہ کنیز شوخ چشم کی نامہ لے کر خدمت افراسیاب جاتی  
تھی راہ میں میں نے اسکو گرفتار کیا آنے کا تو یہ اتفاق ہوا اسی شہر یار رونا تو ہمارے  
واسطے عمر بھر ہوا اول ہی طلسم آئینہ میں ہم نے آپ سے عرض کیا تھا کہ ہم نے آپ سے محبت  
ہنیں کی اپنی جان کے واسطے آفت مولیٰ شہنشاہ کو کب روشن ضمیر وہ بادشاہ جابر  
وقا ہر ہو جس زمانہ میں آپ کو براے مقابلہ شاہزادہ جہانگیر طلب فرمایا مجھ کو حکم تھا کہ جب تک  
یہ ہمارے بیان مہمان رہیں خبردار ای بران ہمارے دربار میں نہ آتا آپ ہی جہان گیر  
سے لڑے صاحبقران بھی قشرف لائے ہم زیارت سے بھی محروم رہے ہمارے عشق کا انجام  
بد ہی یہ کلام ہمارا مستند ہو صید و شکار سے دل بہلایا کیجئے ہمارا تصور کرنا یاد کرنا مالہ و فریا  
کرنا بالکل بیکار رہی ہماری موت کا جیلہ پروردگار نے مقرر کیا ہی مینے آپ کو دل ہنیں دیا اپنی  
جان کا ضرر مول لیا نہ آسکتے ہیں نہ تھکوا سکتے ہیں بار فراق اٹھانے کی اب طاقت نہیں  
رہی یہ کنیز لب گور ہو ضعف و نقاہت کا زور رہی امروز یا فردا تڑپ تڑپ کے مرجائینگے  
کب تک مصیبت فراق اٹھائیں گے باپ ہمارا ہمہ دان وہمہ گیر ہو علم کما نیت میں بھی نظر  
ہی اگر کہیں اسوقت مرأت واقعہ پر آنکھ ڈالے اور اس راز و نیاز کو ہمارے آپ کے  
دیکھے چشم نہ دن میں اسی مقام پر آوے ہنیں معلوم کس عذاب الیم سے مجھ کو اور آپ کو  
قتل کرے آپ کے بزرگوں سے فساد کریگا خواجہ عمر و دھرخ پر سیداد کریگا پس کیوں کر  
خوف نہ کروں دل سے مجبور تھی آپ کا حال قید دیکھ کر نہ رہ سکی مگر اب رخصت ہوتی ہوں  
ٹھہرنا مناسب نہیں ایک دم بھر مجھ کو آنکھ سے اوجھل ہونا نہیں اپنا چشم و چراغ سمجھا ہی ضرر  
مجھ کو آپ کی بربادی کا دھیان ہی سنکر اس مہرچ نے کہا ملکہ ہم تو آج شب کو بچانے دینگے



بران نے کہا ای شہر یار براسے خدا نہ روئے اس ملنے کو ہمارے غنیمت جانئے اگر زمر  
ہیں تو پھر کبھی ملین گئے اگر ہمارے مرنے کا حال سننا سر نہ دھننا چلا چلا کے نہ رونا جان کو  
نہ کھونا بعد مرنے کے بھی ہلکو بدنام نہ کرنا دل ہی دل میں دم محبت کا بھرنا ہم بھی مثل شمع  
سوز عشق سے جلتے ہیں پروانہ وار زبان سے اُت ہین کر تے ہیں قلب پر صد سے  
ستے ہیں ای شیر بیشہ شجاعت یہ بھی جرات ہے کہ ٹھہری گلے پر پھرے زبان سے آہ نہ نکلتے  
تلوار کا زخم کھاتے ہیں زخموں میں ٹانگے دیے جاتے ہیں زخم تیغ ابرو لا علاج ہیں تھوڑی  
ایک نگاہ لطف کے محتاج ہیں ان کلمات حسرت آیات سے کلیہ ایرج کا بھٹ گیا  
دامن ملکہ بران کا تھام لیا اشک آنکھوں سے جاری ہوئے اپنی بیانی ظاہر کر کے شاعر پر  
ناظرین و شائقین اس جلسہ عاشق و معشوق کو نظر غور ملا حظہ کریں زبانی ایرج  
کے اشعار آبدار دامن معشوق تھام کر حسرت فرماتے ہیں نظم محفی بطور مسدس

بہ سہ طشہ کہ دلدار قسم  
بسر زگر جس جادو سو گند

بہ سنان نگہ یار قسم  
بہ کمان خسار ابرو سو گند

کہ شد مگر شہ چشم نکلت  
خاک رہ گشتہ طرز ستمت

بسوا دشب موئے تو قسم  
بدل آویزے الفت سو گند

بہ صفائے گل روئے تو قسم  
بہ مگر گیرے زلفت سو گند

خاک رہ کہ دمرا حیرانم  
غیر مردن نہ بود در مانم

بغضب گیر نگاہ تو قسم  
بلب لعل مثالت سو گند

بسر چشم سیاہ تو قسم  
بسر ہندوئے خالت سو گند

سو ختم سو ختم از بیدادت  
خند فریاد کنم از دوات

بادل فہمی ہو کش تو قسم

بہ صفائے در گوشت تو قسم



بسر ناکب مرگان سوگند	بخشم زلف پریشان سوگند
----------------------	-----------------------

چون من نیست در بندہ تو	بندہ اهل شکر خندہ تو
------------------------	----------------------

بشکر ریزے گفتار قسم	بخرام قسم دلداری قسم
ببقیق لب شکر سوگند	بزلال سر کوثر سوگند

شب ہجران خراز خویشم نیست	جز خیال تو کسی پیشم نیست
--------------------------	--------------------------

باز گفتم بدیان تو قسم	بسر موسیٰ میان تو قسم
بہ رودوش تو زیبا سوگند	بہ بنا گوشش مصفا سوگند

مہر و مہ را بنود پیش تو قدر	پیش تو جملہ ظل اند تو بدر
-----------------------------	---------------------------

بہ صفا کے بدن یار قسم	بسرچہ فو قن یار قسم
بہ لباس گل سوری سوگند	بہ غریق غیم دوری سوگند

عاجزم عاجزم از ہجرانت	لطف فرما کہ شوم قربانت
-----------------------	------------------------

ان اشعار دلفکار نے قلب مکہ بران شمشیر زن کا بچپن کر دیا خانہ دل کو غم و رنج سے بھر دیا کہا اے شہر یارس ان حالات کے سننے کی دل میں طاقت کہاں ایک ایک کلمہ واسطے تودہ دل کے تیر دل دوزخ آپ کی خاطر سے اس شب کو سجاؤنگی ایسا نہوجان سے ہاتھ دھونا پڑے اس آغاز کے انجام پر رونائے شاپور نے دیکھا کہ ان دونوں عاشق و معشوق کا خیال خیر و شر میں کہیں دم نہ کلباے فوراً گلابی اٹھائی جام لبریز کیا ہاتھ میں ایرج نوجوان کے دیا کہا کیا معشوق کی جان لینا منظور ہو ایک جام شراب مکہ کو پلائے وقت عیش و سرور ہی ایرج نوجوان نے جام بلورین ہاتھ پر رکھا کہا مکہ عالم ہمارے سر کی قسم سے نوش فرمائے نظم خوشتر ز عیش صحبت باغ و بہار نیست

ساقی کجاست کو سبب انتظار چیست	
-------------------------------	--



ہر وقت خوش کہ دست و ہر وقت شہسار | کس را وقت نیست کہ انجام کار چہیت

ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا و دو قہر نہ کی نوش فرمایا اپنے پیچہ بیکارین سے گلابی کو اٹھایا جام  
عشرت انجام کو شراب ارغوانی سے لبر نہ کیا پھر یہ اشعار پڑھ کر ہاتھ بڑھایا لفظ

فصل گل رفت و حریفانہ شرابے نزد  
شہرتی شیشہ عمر از می ہستی و ہنوز  
بر لب شیشہ دل قطرہ آبے کو دم  
بزم کو گرم نشہ رخ کیا بے نزد

آج شہریار ایسج نامدار بیت نوش بادہ کہ ایام غم خواہد ماندہ چنان ماند و چنین نیز ہم خواہد ماند  
شاہزادے نے ہاتھ بڑھایا ساغر لیتے ہی آنکھوں میں نشہ آیا ستانہ داران اشعار کو پڑھا بیت

ساتی بنور بادہ بر افسر و ز جام ما  
قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا  
مطرب بگو کہ کام جہان شد بکام ما  
چھینا ہی جسم بخت نے برج آفتاب کا  
اُس بہ کے ہاتھ میں نہیں ساغر شراب کا  
ہر سال قبر پر مغان پر چڑھاتے ہیں  
مجھ زند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہی  
صدقے میں میرے دیجو تیلہ شراب کا

عاشق و معشوق نے و دو دو جام نوش فرمائے خیال خیر و شر سے رفع ہوا طبیعت لہرائی  
ملکہ ہریان یہ کلمے زبان پر لائی کہ سنا ہی طاسم جمشید یہ میں نور الدہر کا داخلہ ہوا ہی ایسج نے  
کہا میرا بھی اسی طرف قصد ہی میں نے زبانی شوخ چشم کے سنا اول مخمور جا کر قید ہوئی  
نور الدہر بھی اُسکے نقیب میں گئے اب بگو جانا داب و لازم ہی جب تک وہ ادھر ادھر  
پھرتے رہیں گے میں بھول قوت الہی و بنایت فیوض نامتناہی اُسکو فتح کروں اگر میں ہو جا  
اور اسے فتح کر لیا لشکر میں جا کر بلبلانین گے ایسے ایسے غور کے کلمے فرمائیں گے کہ جنکو  
سُکر ضبط کرنا دشوار ہی تم بخوبی آگاہ ہو میرے ہمیشہ میں ونگل بہتم کا جھگڑا ہی قبلہ و کعبہ کے  
دبانہ سے یہ فساد برپا ہی ہمیشہ یہ دست راستی ذلیل ہی ہوتے ہیں مگر صاحب غیرت ہیں  
ملکہ نے کہا طاسم بھی ہمارے قبضہ میں ہی آپ شوخ چشم کو ساتھ لیکر چلیے میں جا کر والدنا مدار  
سے کہ کسی ساحر زبردست کو روانہ کر اگر جمشید سے کہلا بھیجوں گی کہ نیرہ صاحبقران شاہزادہ  
ایسج نوجوان تمہارے طاسم میں آتے ہیں لوح حوالہ کر دو اور تم اطاعت کر دو قید یا ن طاسم



بھی اسکے سپرد کرو وہ ضرور اطاعت کریگا پھر آپ کو اختیار ہوا یرج نے کہا ملکہ کو چھو اس کی  
 ضرورت نہیں بعنائیت پروردگار سب سامان ہو جائینگے ملکہ خاموش ہو رہی جانتی ہو  
 کہ آتش خوشعلہ مزاج ہیں مردان عالم کے سرتاج ہیں دل میں خیال کیا ہم یہ سب تدبیریں  
 جا کر کرینگے ان سے کہنے سے کیا فائدہ شب وصل مقوڑی ہوتی ہو انھیں باتوں میں گزر گئی صد  
 مرغ سحر بلند ہوئی چہرہ پر عاشق و معشوق کے ہوا بیان اڑنے لگیں اس وقت محفل کی ادا  
 رخ شمع پر زردی پر وانیٹے ہوئے لگن میں پڑے ہیں فرش میں جا بجا شکن صاف  
 معلوم ہوتا ہو کہ خیال عاشق و معشوق میں فرش بھی چین چین ہر پردہ ہوا سے نہیں اڑتا  
 حسرت پر عاشق و معشوق کی سر ٹپکتا ہو لپٹ لپٹ کر دونوں کا رونا اشکوں سے منہ  
 دھونا صدائے الوداع و الفراق بلند ایک بیکرا ایک دردمند زلفوں کی الجھن سے  
 پریشانی ظاہر چہرہ و ن سے حیرانی بخوبی ماہر بران کا یہ کہنا کلاہی شہر یا رخدا حافظ  
 و نا صرا یرج کا جواب میں یہ کہنا مصرع گئے تم ادھر اور موسے ہم یقین ہو ملکہ جا  
 اب کب ملاقات ہوگی بران لے آکھوں میں آئسو بھر کے جواب دیا وعدہ فردا سے  
 قیامت وہاں بھی ملاقات کی امید نہیں شعر حشر پر وعدہ دیدار ہی میں ڈرتا ہوں  
 بھیڑ ہوئے گی رخ یار ادھر ہو کہ نہ وہ ملکہ نے کہا اسی شہر یا ریس اب غصہ نہ کیجیے ایسا نہ  
 باپ نے آئینہ دیکھا ہو غضب ہو جائیگا وہ نہایت صاحب غیرت ہو یرج نے کہا  
 ملکہ نقطہ تمہاری بدنامی کا خیال ہو ورنہ طلسم نور افشان کو مٹا دینا کیا محال ہو ملکہ با تو  
 روتی یقین پاہنس پڑیں کہا صاحب آپ ایسے ہی ہیں میرا خیال ضرور ہو کبھی ایسا قصہ  
 نہ کیجیے گا جہانگیر کے مقدمہ میں کئی بیچ پڑے اب لوح طلسم نور افشان کا ماننا مشکل ہو  
 مگر آپ کے واسطے کیا دشوار ہو ایسی باتیں عاشق و معشوق میں ہو میں شمع سحری نے بھی اشک ستر  
 انکے حال پر رہا ہے نیر اعظم کا چہرہ زرد و بلبلون کے دل میں درد الغرض ملکہ شکل تمام  
 یرج کو جوان سے رخصت ہو کر زمین میں غرق ہو میں کئی کوس پر جا کر کھین راہ کو  
 طو کر کے قصر جمشیدی میں پہنچیں کوکب سر یہاں بنانی پر جلوہ فرما تھا ملکہ بران واسطے  
 تسلیم کے خم ہو میں کوکب نے اپنے گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا پوچھا اے نور نظر کسان



کئی یقین ملکہ ہران نے دست بستہ عرض کی ہزار درے کے انتظام کو کئی وہاں جا کر خبر  
سنی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان و شاہزادہ نورالدین ہرن بدیع الزمان کا طلسم جمشید میں  
داخل ہو گیا مگر جمشید جادو برسر پر خاش ہی ایسا نہو کہ فرزند ان صاحبقران پر کوئی آفت و  
پرچاسے تو آپ کو صاحبقران سے شرمندگی ہوگی اور جب سے آپ سے اور فراسیاب  
سے فساد ہوا اس بیانی نے خراج بھی نہیں بھیجا جو یہاں سے جاوے خراج کا بھی تقاضا کرے  
اور فرزند صاحبقران کا جمشید کو مطیع کرادے کو کب نے اسی وقت خورشید روشن راے  
اپنے وزیر اعظم دستور معظم کو چار سو ساڑھے چار سو جادوگر ساتھ کر کے حکم دیا جس طرح ملکہ نے  
فرمایا ہی جلد جا کر انتظام کرو خواہ نورالدین خواہ ایرج نوجوان پہنچ گئے ہوں نور اوج دلوادینا  
خبردار آگاہ کوئی سوے جسم میلانہو نے پائے خورشید روشن راے اسی وقت طرف طلسم جمشید  
کے بقیہ رونا ہوا انکوراہ میں بھوڑو وقت پر حال تحریر ہوگا بعد جانے ملکہ ہران شہنشاہ  
کے ایرج نوجوان بیتاب و بقیہ رہی آخر مجبور و ناچار دربار میں آن کر بیٹھے افلاک کو ہی کو  
حکم دیا لشکر تیار کرو اور شوخ چشم سے فرمایا تم اپنی جادوگریوں کو حکم دو وہیں طرف طلسم جمشید کے  
جانا منظور ہو شوخ چشم نام طلسم جمشید سکر تھراگئی عرض کی اے شہر یا طلسم جمشید میں بڑے بڑے  
ساحران عذار رہتے ہیں وہاں کا قصد نہ کیجئے اسکا فتح ہونا دشوار ہی ایرج نے فرمایا ہمارا  
بھائی مجسم اس طلسم میں پہنچ چکا آفت میں مبتلا ہی ہو سکتا ہی کہ اسکی مدد کو نہ جاؤں تم جلدی  
تیار ہی اور رہبری کر کے ہکو لیچو جب طلسم تخریب رہے تم الگ ہو جانا اپنی جان بچانا شوخ چشم  
قدیون سے لپٹ گئی عرض کی کینہ کو حضور کی جان سے اپنی جان عزیز نہیں ہی مگر مقام پر آشوب  
ہو ایرج نے کہا پروردگار مالک ہی شوخ چشم خاموش ہوئی بارہ سو جادوگر تیار اسباب سحر  
سے آراستہ ہو کر سامنے آئیں افلاک کو ہی نے دس ہزار فوج تیار کیا ایرج نوجوان نے  
شوخ چشم کو تخت پر سوار کیا افلاک کو ہی کو سپہ سالار کیا آپ بعدہ صاحبقرانی کرہ بن اشقر  
پر سوار ہوئے اس جاہ و شہم کو دفر سے نوبت نقارے بجتے ہوئے طرف طلسم جمشید کے  
روانہ ہوئے حال خیریت مال انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ نورالدین بدیع الزمان کہ ملکہ شلو قمر



جوش محبت میں شاہزادے کے بیہوش کر کے اس ارادے پر پہنچی ہو کہ شاہزادے کو طلسم سے نکال لیجاؤں راہ میں ہنگامہ عظیم ہونا ساقی نامہ مصنف

اگر ساقی ہر ویش گل اندام	دے بھرے سو سرور کا جام	بیٹھے رہے کی نہ ابتلاک سیر
اب دیکھیں گے صورت فلک سیر	منظور نظر سفیر ہو ساقی	اور نشہ آتار پر ہو ساقی
بوتل سے نکال بادۂ ناب	دورے کے لیے ہو قلب بیتاب	شیشہ میں پری آتار ساقی
کھو دیگا مرا بنسار ساقی	طاقت مجھے یا لے آ کے لیجا	منزل پہ ہوا اڑا کے لیجا
صرصری گرد پا نہ پائے	غرقا بھی مرا پستانہ پائے	دشت نور دان وادی صحت

و گرفتار ان دام حسرت انجام صعبت اس داستان سحر بیا نکویوں تحریر فرماتے ہیں کہ ملکہ شکوفہ شیفہ جمال نورالدین ہر بن بدیع الزمان اپنی نانی کو قتل کر کے بخوف جان شاہزادے کو بیوش کر کے اس ارادے پر باغ سے نکلی کہ انکو طلسم سے نکال لیجاؤں رات بھر تحت کو اڑا دے ہوئے آئی مگر شب کو یہ نہ ثابت ہوا کہ میں کہہ رہی ہوں گردش فلکی ہر راہ ہر پھر کے سر طلسم ہی میں رہی صبح ہوئی ایک درہ کوہ میں آ کر آری اس خیال سے کہ شاہزادے کو رات بھر گزری بیوش ہو اپنے نزدیک سمجھی کہ سر طلسم سے نکل آئی اب شاہزادے کو ہوشیار کروں مجھے غصہ کرینگے اسکا کیا تردد ہو جو کہیں گے سنو گی آخر میں سمجھا دوں گی سمجھ جائیں گے اپنے لشکر میں مجھ کو لیجائیں گے مع گل جادو گر نیون کے درہ کوہ میں آری لوح محفوظ شاہزادے کے گلہ میں بنادی شاہزادے سے سحر بھی اُتار اسرار و عیار ہوشیار ہوئے نورالدین نے اپنے کو ایک درہ کوہ میں پایا گھبرا کر پوچھا ای ملکہ یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے ملکہ شکوفہ فقرا کر قدموں پر گری کہا ای شہر کا جو کچھ میں نے سمجھا یا آپ نے قبول نہ کیا آخر میرے دل سے خوف نہ نکلا میں آپ کو بیوش کر کے بیرون طلسم لے آئی اب یہر حاضر ہی کاٹ لیجیے جو مناسب وقت ہو سنرا دیجیے رنگ روکے نورالدین ہر شفیق ہو گیا شاہزادہ غیرت سے عرق حجاب میں غرق ہوا کہ ملکہ بڑا غضب کیا تم نے مجھ کو دین و دنیا سے کھو دیا نہیں معلوم اس گرفتار زندان مصیبت و بلا ملکہ مخمور سرخ چشم پر کیا گذری ہوگی اپنے دل میں کیا کیسی کہ شاہزادے نے ہماری خبر نہ لی اگر خدا بخواتم بادشاہ طلسم جمشید یہ لے اس گل بلغ خوبی و سرور تو خواستہ حدیقہ محبوبی کو قتل کر ڈالا تم عورت ہو



تمکو تو کچھ نہ کہو لنگا پنا گاما کاٹ کے مر جاؤ لنگا شہزنگ بھی گھبرا گیا چلے سے کہا ملکہ غضب  
 کیا یہ شیر جس میشہ میں جائیں بدون شکار واپس آئیں دوسرے مقدمہ ناموں حال اس عشق  
 طشت از بام افتادہ ہی یعلق سب سے زیادہ ہی لوز الدہر نے کہا شہزنگ تم کیوں گھبراؤ  
 ہو مرکب تیار کرو ہم ابھی چلتے ہیں اپنے کو جس طرح بنے گا طلمس ہمیشہ تک پہونچائیں گے  
 ملکہ عالم اپنی جان بچائیں جہاں چاہیں جائیں مجھے افسے کچھ کام نہیں میری آبرو کی در پی  
 ہوئیں وہ کیا خوب احسان کیا ہی ہمنے لحاظ سے مخمور کا حال مفصل نہ کہا تھا پردہ بہ پردہ  
 ذکر کر دیا تھا مخمور نے ہمارے واسطے افراسیاب کہ جو طلمس ہوش ربا کا مالک سلطنت وسیع  
 رکھتا ہی اس سلطنت پر لات ماری شریک خواجہ عمرو ہونی سالہا سال سے لڑ رہی ہی افراسیاب  
 سے جیسا سے مقابلہ سر کو پھٹلی پر رکھ لیا جان آبرو کو بچ دیا ان ہاتون کا بالکل خیال نہ کیا  
 اس طرح جو غصہ میں لوز الدہر نے کہا شگوفہ مثل گل مر جھاگئی کا پھنے لگی عرض کی ای شہزادہ میں  
 غوت ہمیشہ سے یہ حرکت ناشائستہ کڑ بیٹھی سر حاضر ہی کاٹ لیجیے لوز الدہر نے کہا ملکہ میں تم سے  
 کچھ نہیں کہتا مگر میں بیشک جاتا ہوں شہزنگ بخونی مزاج سے واقف ہی اُس نے فوراً مرکب تیار کیا ورہ کہ  
 کے باہر جا کر ٹھہرا آواز دی ای شہزادہ مرکب تیار ہی شگوفہ نے کہا بھینا شہزنگ استقد ر جلدی نہ کرو ورنہ  
 خدا شاہزادہ کیو سمجھاؤ شہزنگ نے اشارہ کیا ملکہ کار از دست رفتہ تیرا زمان جتہ پلٹنا ممکن نہیں میں کیا نادان  
 ہوں جو سمجھاؤں میں تو بیچارہ کیا ہوں اگر نہ کے بزرگ بھی آئیں یہ اپنی کرین لوز الدہر فوراً سلاح سے آراستہ  
 ہو کر مرکب پر سوار ہونے چلے تیغہ خارا لنگان سلیمانی ہاتھ میں غصہ سے کف منھ میں بھرا ہوا  
 چہرہ سرخ آنکھیں ابلی ہوئیں اب تو شگوفہ اٹھی دست بستہ عرض کی اے شہزادہ طلمس اللہ  
 چلیے لونڈی ساتھ چلیگی میں یہاں رہ کر کیا پاڑ سے سر مکر اوں کی ہمراہ رکاب رہونگی مگر اتنا  
 عرض کرتی ہوں تا بہ قلوہ طلمس پہونچنا و شوارہ کی نیز سراسر خطا واری ہی لوز الدہر نے کہا بہر حال  
 ساتھ ہی خضول رہی کریگا منزل مقصود تک پہونچائیگا واضح ہو کہ یہاں درہ کوہ میں یہ  
 ہنگامہ ہی شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہو چکا ہی شگوفہ نے اتنا لکھ کر دکاہی کہ ایک لمحہ بال  
 فرمائیے اسباب بحر جسم پر آراستہ کر لون جادو گر نمون کو آواز دے رہی ہی جلد تیار ہو  
 سب آراستہ ہو کر باہر آئیں شاہزادہ نے قصد کیا تو کلت علی اللہ مرکب بڑھائیے



مگر دو کئے داستان مدہوش دراز بینی کہ جسکو افراسیاب نے فرمان دیکر مضمون طلب کیا  
ملکہ مخمور روانہ کیا تھا وہ پاس جمشید جادو کے پہونچا فرمان افراسیاب کا جمشید جادو  
نے پڑھ کر اسی وقت اپنے ایک ملازم معتبر موسوم بہ شاہ مور جادو کو ح بارہ سو جادو گردن کے  
طلب کیا ملکہ مخمور کو قید خانہ سے بلا کر اپنے پر سوار کیا شاہ مور و مدہوش واریتی مع تین ہزار  
ساحران غدار قید مخمور لیکر بیرون قلعہ طلسمی نکلے علمائے زرکاری کے پھر ہرے کھلے  
ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے اس کروڑ سے جاتے ہیں شاہزادہ نوزالدہر بن مدلیح الزمان  
قریب درہ کوہ مرکب پر سوار مع ملکہ شگوفہ چلا جاتے ہیں کہ دیکھا طرف سے مو کے گرد عظیم  
بلند ہوئی نوزالدہر نے آمد لشکر دیکھ کر شہزنگ سے فرمایا دریافت تو کرو کپسکا لشکر آتا ہی  
شہزنگ نے چاہا کہ بڑھے کہ وہن گرد کا شگاف تہ ہوا علمائے زرکاری کے پھر ہرے کھلے ہوئے  
دوسرا ساحران زبردست بطور سرداری آگے آگے تین ہزار ساحر پشت پر پنجہ بین ایک  
ارابے پر ایک مہجین مثل قیدیوں کے سلسل مطوق چہرہ آدا اس عالم یاس اب جو نوزالدہر نے  
بغور دیکھا اپنی محبوب جانی یار جاودانی ملکہ مخمور سرخ چشم کو پایا پس نوزالدہر نے کلیجہ پر گھونٹا  
مارا کہا لو ملکہ غضب ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم کو پکڑ کر ساحر لے جاتے ہیں ملکہ شگوفہ نے  
چاہا کچھ جواب دے مگر شاہزادے کو کب تا ب بھی مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرہ

ہم سے اوج رفعت شاہیاز عرصہ مردی	کہ شاہانش جہان گیر و فلک کنی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نوزالدہر کز ہمیش	عدد و رزم گامش صد ہزاران الامان خواندہ

و یکرم سر کن لشکر کا فرمان	بہ پیشم نگون شد سر کا فرمان	ز طفلی بہ جہانت ہند داشتیم
لقار بہ یک دست برداشتیم	ظفر بریلان عرب یافتیم	شہ نوجوانان لقب یافتیم

تو ج محفوظ تو عنایت پروردگار سے لگے مین بھی تموار کھینچا رٹنے لگے جکے ہاتھ مارا دو  
ہلکڑے چاہتے مین کہ ملکہ مخمور کو رہا کر لون ساحران غدار سحر کر رہے ہیں بسبب حرز سبیل کے  
کسی کا سحر اپر تاثیر نہیں کرتا ملکہ شگوفہ نے جو یہ ماجرا دیکھا تنہائی پر شاہزادے کی کلیجہ بھٹ گیا  
عاشق صادق نوزالدہر کی ہوا سننے بھی گاتی باندمی جھولی سبھالی مع اپنے ساتھ والیوں کے  
سحر کرتی ہوئی جا پڑی گوئے ترخ و ناخ رانی کے دانے مٹر کے دانے چلنے لگے زمین سے



شعلے نکلنے لگے صدا ہائے عجائب و غرائب آتی تھی اُرد رہا ہے آتش فشان دوڑنے لگے  
 ماراں سیاہ برتے تھے ساحران خدا قتل نور الدہر پر کمر بستے تھے ایک سمت سے مد ہوش  
 دراز پینی ہو شیار ہوا خود دہتی بھولا بلکہ بجیا کوکان ہوئے نینب شمشیر نور الدہر سے ناک  
 میں مہی کان پکڑتا ہی بنگی ہر کہ بھاگ جاؤں لیکن تعلیم کردہ افراسیاب ہر زمین کو بلا ہلا  
 دیتا ہی ایک جانب شاہور جادو و ملازم حبشید لطائی میں کد کر رہا ہی نور الدہر پر کیسے کیسے  
 سحر کیے مگر تاثیر نہ ہوئی لیکن ملکہ شکوفہ لڑتی بھڑکتی لشکر کفار میں دھنسی خوب خوب سحر کر رہی ہی  
 عین گرمی جنگ میں جمال ہیشال مخمور بنگاہ پٹی دیکھا حسن میں ہیشال ابد شک ہلال چہرہ چودھویں شاہ  
 کا چاند سارنے حاض انور کے بدر کامل ماندگیسویں جنیرین مشک آگین کاکل پر بیج کی لہڑا  
 مار سیاہ پر قہر پشانی ظاہر ہر رنگ روستیغیر حال ابتر شمع جمال کی روشنی سے وہ مقام نورانی  
 و منور پشانی نیر اکبر بند سدس

ہر وہ جہین ریاض ہی یا صبح عید کی	عالم سے جسے ظلمت غم نا پدید کی
سو جان سے جہان کو خواہش ہی دید کی	کانوں کو آرزو ہی صفت کے شیند کی

سجدہ کروں جھکاؤں جہین نیاز کو  
 محراب نور پاؤں اگر میں نسا ز کو

دریا لکھنؤ میں نور کا یا عکس آفتاب	یا لوح سیم مایہ حسن صدا آب و تاب
افشان سے یا لکھنؤ میں مٹلا سر کتاب	القصد کیا کہوں کہ وہ ماتھا ہی لا جواب

اہل نجوم کو یہ تحیر تمام ہو  
 جہہ ہی خود قمر کہ قمر کا مقام ہو

ابر وہی یا فلک پہ ہی قوس فرخ عیلان	یا ہی خدنگ عشوہ قاتل کو یہ گمان
یا ہر قتل عاشق بے صبر و ناتوان	کھینچی ہی یہ غلاف سے شمشیر صفیان

مرد سورہ قمر یہ ہی رفق فدا ہوا  
 یا ہی سفینہ لوح کا اکتا پڑا ہوا

آگہوں سے ساحران جہان مردہ ہو گئے	بادام انکو دیکھ کے پتہ مردہ ہو گئے
----------------------------------	------------------------------------



انگریز کے پھول باغین افسردہ ہو گئے | آہوا بھین سے دشت میں مژدہ ہو گئے

قربان چشم مہر مہندی نرادیہا  
آنکھیں میں دونوں یاد تیرے گدائیہا

ملکہ شگوفہ کے ہوش اڑ گئے جی بن کستی تھی حقیقت میں کیا حسن و جمال ہو کیا خط و خال ہو صانع  
ازلی نے اپنے دست حق پرست سے یہ تصویر زیبائیا کھینچی کیونکہ شاہزادہ سے کو خیال نہویہ حسن  
یہ جمال معشوق عاشق خصال ادھر ملکہ نمودار نے دیکھا شاہزادہ نور الدہر جو تیغہ بکڑ کے برہما  
صد ہا ساحر دم بھر میں مار ڈالے دل باغ باغ ہو گیا تیرہ کے رخ و الم سے فراغ ہو گیا غیچہ  
شگفتہ پھول سے گال یا تو کھلائے ہوئے تھے یا سرخی آگئی تھرا ایک نازنین کو مع چار سنو  
جادوگر نیون کے دیکھا گرد شاہزادہ سے کے بھڑک کر رہی ہو مژدہ بھی صورت شگوفہ کی دیکھا  
حیران جمال و نمودار ہو کر دل سے کستی تھی معلوم ہوتا ہو یہ شاہزادہ سے پر عاشق ہو کر یہاں تک  
آئی ہو یقین ہو کوئی شاہزادی ہو اپنے تیرہ رہنے سے بہت گھبرا رہی ہو کہ نور الدہر پر جادو گر  
کا ہجوم ہو اس جوان کو مار لو چاروں طرف سے یہی دھم ہو شاہزادہ نور الدہر ہر شہزادہ  
جنگ کرتا ہوا قریب مد ہوش دراز بینی کے ہونچا مد ہوش سے ہوش پر اگندہ ہیں کیسے کیسے  
گوئے نور الدہر پر مار سے گزرتا شیر نہیں ہو سے ایک سو سے جسم بھی اس شاہزادہ سے کا بسلا  
نوادل سے کتا ہو کر کیوں جواب دیتا ہو جب شاہزادہ قریب پہنچ گیا مد ہوش نے تیغہ خر  
مارا نور الدہر نے تیغہ خارا شگاف سیامانی پر گانٹھا صدمہ شلے بھڑک کر گر سے برقیں چکیں مگر  
یہ عنایت پروردگار سے محفوظ رہے وار مد ہوش کا روک کر لہتی تیغہ خارا شگاف کا مارا مد ہوش  
نے سپر سر پہرے کی پہاہ کیا لوج محفوظ کا عکس پڑا سپر سر کی دو ٹکڑے ہوئی چاہا تڑپ کے  
بکجاؤں اجل نے مہلت نہ دی چمک کے تنوار گری مد ہوش کے دو ٹکڑے ہوئے اب تو مار  
ساحر بھاگے آواز آئی کہ مارا بھاگو کہ نام میرا مد ہوش دراز بینی تھا شاہزادہ سے ہوش اڑ گئے  
ارابے کو تو نمودار کے نہ چھوڑا مگر میدان سے پالون اُسے نور الدہر قتل کرتے ہوئے چلے  
شگوفہ نے سیکڑوں نخل قد ساحرون کے سرے قلم کیے نخل بگ نحران دیدہ کافہ  
گر رہے ہیں شگوفہ ہمال کرتی چلی آئی ہو نور الدہر جا رہے ہیں نمودار کو چھڑا لیں کئی کوس



لڑتے ہوئے آئے قلعہ طلسمی معلوم ہونے لگا شاہ مور نے ایک جادوگر کو حکم دیا جلد جا کر شاہ کو  
 خبر کر کہ طلسم کشا آگیا اسپر سحر ہمارا تاثیر نہیں کرتا مد ہوش مصاحب افراسیاب مارا جا چکا جلد  
 آئے ورنہ قید مخمور چھین جائیگی وہ جادوگر بھاگا ہمیشہ تخت پر بیٹھا تھا اس سے آکر تمام کیفیت  
 بیان کی ہمیشہ غصہ میں اٹھا کر کب سحر پر سوار ہوا ہمیشہ کا چلنا لاکھون ساحرا اسکے ساتھ ہوئے  
 اس وقت آکر پہونچا کہ نور الدین نے تمام فوج کو تہ وبالا کر دیا شاہ مور بھاگتا پھرتا ہی اور  
 شکوفہ کو جو مصروف جنگ دیکھا جل گیا دھین سے نعرہ کیا باش او طلسم کشا اور خبردار او  
 شکوفہ جلد رومال سے ہاتھ باندھ کر قدموں پر مابدولت کے گر چہ کہ شکوفہ تھرا گئی مگر سحر کرنے میں کمی نہ کی  
 ہمیشہ نے دو چار گوئے اپنے ہاتھ سے ایسے مارے زمین تھرا گئی کئی سو جادوگر گریان شکوفہ کی بیوش ہو کر  
 گرین شکوفہ بھی زخمی ہوئی مگر نور الدین سحر اسکا تاثیر نہیں کرتا قریب ہی کہ شکوفہ کو گرفتار کر کے کاندھ سے  
 قلعہ کے پانچزار ساحروں کے ساتھ سیسل اختر شناس آکر پہونچا ہمیشہ سے مطیع الاسلام ہو چکا ہن کا ہن  
 زبردست ہو کتاب میں دیکھا تھا کہ طلسم اب ٹوٹ جائیگا خدا سے نا دیدہ بحق ہو سامی برستی کرنا مافی ہوا طیرن کو  
 یا دہوگا ایسے بدعت سے ہمیشہ کی ملکہ مخمور کو بچا کر قید کر لیا تھا اس وقت پانچزار ساحر و کو مطیع الاسلام  
 کر کے آپہونچا ہمیشہ سجھا میری مرد کو آتا ہو مگر سیسل برابر ملکہ مخمور کے ادا بنے کے پہونچا ہٹو ہٹو  
 کر کے ساحروں کو ہٹایا زبان سے سوزن ملکہ مخمور کے نکال لیا سوزن کا نکالنا مخمور  
 اٹھی سنگ ریزہ اٹھا کر مارے کہ کئی سو ساحر و اصل جہنم ہوئے سیسل نے بھی نعرہ کیا انہم  
 غلام شاہزادہ نور الدین بدیع الزمان پانچ ہزار فوج سے لشکر ہمیشہ پر حملہ کیا اودھر  
 مخمور نے آفت برپا کر دی لڑتی ہوئی قریب شکوفہ آئی شکوفہ نے جھاک کر سلام کیا ملکہ  
 مخمور نے پوچھا بی بی تمہارا کیا نام ہے شکوفہ نے سر جھکا کر کہا بندہ یغریب الوطن مجبور و ناچار  
 وطن سے دور موت سے قریب آوارہ و سرگشتہ بد نصیب ملکہ مخمور نے کہا کیوں بی ساحر و دن  
 سے کیوں لڑتی ہو ظاہر اتم اسی طلسم کی رہنے والی ہو شکوفہ نے کہا آپ کی قید کا حال نہ  
 دیکھتا ہوں نہ آئی شکوئی آپ رہا ہو میں بڑا نام بتانا یہ ہے کہ ہم آپ دونوں ملکہ شاہزادہ سے  
 کو بچائیں اس طلسم سے نکال لیجائیں اب ہمیشہ بادشاہ طلسم خود آگیا ہر قلب کانپ رہا ہی  
 بد دن لوح طلسم بادشاہ کا قتل ہونا دشوار ہے رکھ دو کاوش بیکار رہی ملکہ مخمور سمجھ گئی کہ یہ بھی



شاہزادے پر عاشق ہو زیادہ کلام کی مہلت نہ پائی مخمور لڑتی ہوئی ایک جانب کل گئی  
 شکوفہ ایک سمت بحرین مصروف ہوئی اسوقت قیامت کی جنگ ہو سہیل اختر شناس نے  
 ہزاروں کو مارا ملکہ مخمور نے طبقہ زمین کا بلا دیا نورالدہر نے بڑھ کر علم فوج کو قلم کیا اب جمشید  
 گھبرا بادل سے کتا ہو کیا باعث ہو اس جوان پر سحر تاثیر نہیں کرتا آخر ایک کنارے پر آ کر  
 ایک چراغ روشن کر کے چند دانے ماش کے مارے ایک سنہری تیلی پیدا ہوئی جمشید نے  
 اس سے پوچھا کہ کینز سامری اس جوان پر سحر کیوں نہیں تاثیر کرتا اس تیلی نے آواز دی اور  
 شہنشاہ اس جوان کے پاس لوح محفوظ موجود ہے برآپ کے قریب نہیں جاسکتے اس تیلی  
 سے یہ سنکر جمشید میدان جنگ میں آیا اٹھا کر ایک گولہ مارا سہیل و شکوفہ دونوں بیہوش  
 ہو کر گرین جمشید نے حکم دیا ملازموں نے سہیل و شکوفہ کو گرفتار کر لیا تعجیل قلعہ میں بھیج دیا  
 بعض جادو گروں سے اشارہ کیا مخمور پر بلوہ کرو بیچ میں لاکھوں جادو گر آ گئے اب مخمور نورالدہر  
 کے دور ہو گئی نورالدہر نے ایک مقام پر آ کر ایک جادو گر کو مارا پہلو سے آواز آئی شہر پار کینز کو  
 پچائیئے نورالدہر نے پٹ کر دیکھا کہ ملکہ مخمور زمین پر پڑی ہوئی تڑپ رہی ہے جسم پر آبلے  
 پڑے ہوئے نورالدہر نے کہا ملکہ یہ کیا ہوا ملکہ نے کہا حضور جمشید نے مجھے سحر کیا ہم سام  
 ہڈیاں جل رہی ہیں ذرا لوح محفوظ مجھ کو دیکھیے اپنے جسم سے مس کر دیں نورالدہر نے گھبرا کر  
 لوح گلے سے اتاری سامنے مخمور کے پھینک دی مخمور نے اسکو اٹھا کر دمال میں لپیٹا اور  
 لغزہ کیا اور طلسم کشا منہ شہنشاہ جمشید اب نورالدہر نے دیکھا کہ جمشید تاج پہنے سامنے کھڑا ہے  
 ملعون نے صورت سحر سے مخمور کی بنائی تھی اب جو ایک دو ہڑ مارا نورالدہر زمین پر گرے  
 شہر ننگ کو ڈھونڈ چکا کھڑکڑا لیا سرداروں کے سپرد کیا اب طرف مخمور کے آیا چونکہ بادشاہ طلسم  
 ہی آخر مخمور بھی اسکے سحر سے بیہوش ہوئی مخمور کو بھی اندر قلعہ کے روانہ کیا آپ اسواٹے بیرون  
 قلعہ بھڑ گیا لاشے بھی اٹھوانا اپنے ساتھ والوں کے منظور ہیں اور یہ بھی خیال ہو اگر طلسم کشا کو  
 اندرون قلعہ طلسم لیاؤنگا تو بعد میں جادو معینہ طلسم قتل کرنا ہوگا اسی مقام پر بارگاہ استاؤ کرائی  
 قید نورالدہر کی چند ساحروں کے سپرد کی مسلسل کر کے شہزادے کو اور شہر ننگ کو اسی بارگاہ  
 میں بٹھلایا جمشید جادو بیرون بارگاہ ٹل رہا ہو کہ آسمان پر برق چکی خورشید روشن رہے



وزیر کو کب روشن ضمیر حکو ملک بران نے روانہ کرایا تھا وہ اس وقت آنکر پہنچا جمشید جادو کو سلام کیا پوچھا یہ رن کیسا پڑا جمشید نے کل کیفیت بیان کی اپنے ساتھ لپک بارگاہ میں آیا کہا اے خورشید منور کو خدمت افراسیاب میں روانہ کرونگا سہیل و شکوفہ سیری ملازم ہیں انکو خود سزا دو لوگا اور طلسم کشا کو تو ابھی قتل کرتا ہوں خورشید روشن نے فرمان شہنشاہ کو کب کا ہاتھ میں جمشید کے دیا کہا اسکو پڑھو اسکے مضمون پر کار بند ہو جائے نور الدہر اور شہزنگ و مخمور کو ہمیں حوالے کیجئے ہم خدمت شہنشاہ میں لیجا ہیں سہیل اختر شناس و شکوفہ کا تمکو اختیار ہو جمشید جادو یہ سکر غصے میں کا اپنے لگا کسا اور وزیر اعظم یہ سیری شرافت تھی کہ میں تمکو استقبال کر کے لایا جس دن سے شہنشاہ کو کب روشن ضمیر شریک مسلمانان ہوئے میں نے تو خراج بھیجا موقوف کیا میں تو افراسیاب کا ملازم ہوں اس وقت نور الدہر و شہزنگ کو قتل کرونگا ہر چند کہ خورشید روشن نے اس کے ساتھ بارہ چودہ سردار و بارہین بھی موجود ہیں چار سو ساحر ہمراہ آیا ہو مگر سوچا کہ یہ مقام فساد کرنے کا نہیں ہے نہس نہس کر باتیں کرنا شروع کیں کہ اے برادر تمکو اختیار ہے کہ جسے حکم شاہنشاہ پہنچایا خواہ قتل کرو خواہ بخشو چند ساعت یہ باتیں کر کے خورشید روشن نے اسے ٹھہرا کر کہا یہ کیا کہ بیٹھے بیٹھے چکے چکے سحر کر کے سریر جادو وزیر جادو و ملازمان جمشید کو بھڑا نور الدہر و شہزنگ قید میں چھوڑا نور الدہر و شہزنگ کو یہ نیزنگ سحر اپنے قبضہ میں کر لیا جب اپنا کام کر چکا کہا لو جمشید اب ہم جاتے ہیں جمشید نے کچھ اعتنائے کی خورشید روشن نے اسے باہر نکالا تخت پر سوار ہوا ساتھ دالوں کو لیکر تعجیل تمام روانہ ہو گیا جمشید جادو نے کہا کہ فوراً دارا شاہ کو کرا و جلاد کو بلا و جلاد نے آکر نور الدہر و شہزنگ کو وار پر کھینچا جمشید جادو نے حکم دیا جلاد نے تیغ مارا دالوں کے سر اڑ گئے آواز آئی کشتی مرانام من سریر جادو وزیر جادو ہو و جمشید حیران ہو گیا یہ کیا معرکہ ہوا میرے سے اُن مردوں کی صورتیں بھی بدل گئیں اُس کے عزیز سر پیٹنے لگے اور کہا اے شہنشاہ ان غلاموں نے کیا خطا کی تھی جمشید پریشان ہوا اوراق میں جو دیکھا صاف معلوم ہوا یہ شہدہ خورشید روشن نے اسے وزیر کو کب روشن ضمیر کر گیا میرے سرداروں کو قید کرایا نور الدہر و شہزنگ کو لگیا غصہ میں اندر قلعہ طلسمی کے



ایا ملکہ مخمور سرخ چشم دملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس کوتید خانہ میں بھیج دیا اور اس جملہ حالات کی  
 عرضی خدمت افرا سیاب روانہ کی سب حال لکھا آخرین یہ تحریر کیا کہ آپ کی دوستی میں کوکب  
 سے دشمنی ہوئی طلسم کے بچانے کی فکر کیجیے وزیر کوکب طلسم کشا کو نکال کے گیا وہ اسکی  
 ضرور مدد کر گیا یہ نامہ جو افرا سیاب جادو کو پہونچا نہایت غصہ میں آیا کہ میں لوح طلسم شہید  
 میں منگائے لیتا ہوں یہ کہکر محیط ابر بار جادو کو بلایا اور ایک نامہ بنام ہمیشہ لکھا اسکا منہ  
 یہ تھا کہ اخیر خواہ بلا اشتباہ کیا مجال کوکب کی جو تم سے آنکھ ملا سکے مجھے ہر وقت خیال ہو  
 مگر برادر محیط ابر بار جادو مع فرمان مابدولت کے آتا ہو وہ جو قلعہ ہو جسکو دخانیہ کہتے ہیں شہر نگ  
 آتش خوار و بان کا حاکم ہو محیط تمہارے پاس آئیگا تم بھی نامہ بنام شہر نگ آتش خوار  
 لکھ دینا فرمان مابدولت کا اور نامہ تمہارا لیکر قلعہ دخانیہ میں جایگا مقام لوح ہمنے محیط کو  
 سمجھا دیا ہو وہ قلعہ دخانیہ سے لوح لیکر ہمارے پاس چلا آئیگا ہم لوح کو اپنی حفاظت میں  
 رکھیں گے جب لوح دستیاب ہوگی طلسم نہ فتح ہو سکیگا محیط ابر بار فرمان افرا سیاب  
 لیکر طرف طلسم حمید یہ کے روانہ ہوا مگر خورشید روشن راے اپنے سحر سے نور الدہر و  
 شہر نگ کو نکال لایا پانچ کوس پر آ کے بارگاہ استاد کی شاہزادے کو ہشیا رکھا مندا راستہ  
 لے کے جگہ دی آپ دست بستہ سانسے کھڑے ہو کر سلام کیا نور الدہر حیران یا تو میں قید میں  
 حمید کی تھا یا اپنے کو بارگاہ آسمان جاہ میں پایا سباب عیش و نشاط میا ایک جوان وزیر  
 وضع سانسے دست بستہ حاضر ہو جسکی صفت خلق میں زبان قاصد ہو حیران ہو کر کہا اے برادر یہ کیا  
 مقام ہو آپ کا کیا نام ہو خورشید روشن راے نے دست بستہ عرض کی کہ شہنشاہ کوکب  
 روشن ضمیر کا وزیر ہوں آپ کی طلسم کشائی کی خبر شہنشاہ کو پہونچی مجکو نامہ دے کر روانہ کیا کہ جا کر  
 حمید سے لوح دلواد و شاہزادے کو شکست و عدم شکست کا اختیار ہو میں نے جب اس  
 حضور کو قید میں پایا اس بیجا نے حکم شہنشاہ کو نہ پایا شکر ہو کہ میں حضور کو مع عیا نکال لایا  
 اب حضور میرے ساتھ برائے ملاقات شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تشریف لے چلے  
 اسی مقام پر تشریف رکھتے ہیں لازم ہوں کو خدمت میں چھوڑ کر پاس کوکب کے جاؤں  
 حمید نمک حرام شہنشاہ کا لازم ہو اب منزل بقاوت کا لازم ہو شہنشاہ اس سے لوح



منگو اگر آپ کی خدمت میں حاضر کرینگے نورالدین ہر شکر خاموش ہو رہے نہایت شاق ہوا کہ  
 بدوسے انسان کی کام کرین یہ بات ضرور مشہور ہوگی کہ کوکب نے جب لوح و لودہی تب  
 فتح طلسم نصیب ہوئی اور نورالدین ہر رب اکبر پر تکیہ کر و جسطرح بنے یہاں سے نکل چلو جو اپنے  
 نذر گون کا طریقہ ہوا سپر کار بند ہونا شیوہ مردی و مردانگی ہر وہ بے نیاز کار ساز مدد کرے گا  
 اس بلا کو دور کر گچا دل میں تو یہ خیال کیا ظاہر میں فرمایا اور خورشید روشن راے تھے جو کچھ  
 کہا مناسب کہا جو کچھ تھے کہا ایسا ہی کرینگے ہم یہاں ٹھہرینگے تم جا کر سوچ کے تدبیر کرادینا  
 خورشید روشن راے کو بڑی خوشی حاصل ہوئی شاہزادے کی خوش بیانی پر سکین دل  
 ہوئی بعد خاصہ لوش فرمانے کے خورشید نے آرام کیا نورالدین اپنے چہرہ کھٹ پر آئے  
 شہزنگ کو سمجھا دیا تھا اُسے شاہزادے کو جگایا بہ تعجیل مرکب تیار کیا نورالدین ہر چپکے  
 اُسے پشت مرکب پر سوار ہوئے براے اطمینان خورشید روشن راے ایک پرچہ لکھا  
 ڈال دیا کلا و وزیر اعظم تم ترود و نہونا ہم تو کلت علی اللہ طرف طلسم جمشید کے جاتے ہو  
 اور تمکو براہ محبت سمجھاتے ہیں ہمارا تعاقب نہ کرنا اپنے ملک کو جاؤ شہنشاہ سے ہماری نیابت  
 سے شکر یہ ادا کرنا اور کہہ دینا کہ ہم لوگ اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر جانتے ہیں پیدا کر نیوالے  
 کو بخوبی پہچانتے ہیں انظار اللہ اگر حیات باقی ہو تو طلسم کو فتح کریں گے ورنہ اپنی جان دینگے  
 یہ تدبیر کر کے اُس شب تیرہ و تارین مع شہزنگ ایک جانب روانہ ہوئے صبح کو خورشید  
 روشن راے نے شاہزادے کو نپایا کاغذ اٹھا کر پڑھا ساتھ والوں سے کہا کہ صابو  
 نرندان حمزہ کیا بہادر ہیں دریا سے جہات کے بے بہاؤ میں مجبور خدمت میں کوکب کی  
 آکر حاضر ہوا تمام کیفیت ظاہر کی اور ملکہ بران نے بھی مقدمہ اسیح نو جوان سفارش کی  
 دست بستہ گزارش کی کہ حضور از روئے وقائع کے معلوم ہوا کہ ایرج نو جوان نے بھی  
 طلسم جمشید کا بڑے کد و فرسے قصد مصمم کیا ہے اور یقین ہے کہ قریب طلسم جمشید ہو چکے ہونگے  
 کوکب روشن ضمیر نے اپنے ایک سردار عالیجاہ کو غصہ میں فرمایا کہ اے ابریق آسمان میرے  
 جا کر شاہزادہ ایرج نو جوان کا ساتھ دو اور بھڑک کر جمشید سے لوح و شاہزادہ مرحلہ شکست  
 کرے گا اُس بیجا باغی غار صحرے غرور کو مثل برگ خزان دیدہ پامال کرے گا ابریق آسمان



یکہ و تنہا طاؤس پر سوار ہو کر تبادُل اسی ج نوجوان طرف طاسم جمشید کے روانہ ہوا

اول دو کلمہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان تحریر ہوئے پان

کہ یہ بارگاہ خورشید روشن راے سے نکلے قطع منازل و طو مراحل کرتے ہوئے اُس مقام پر پہنچے جس مقام پر شہرنگ بن عمر و نے ساد کو مارا تھا اور گرفتار ہوئے تھے وہاں پر آئے کے زیرِ نخل ٹھہرے ارادہ تھا کہ شب ہو بعد نماز مغربین رب شہر قین سے رجوع کریں کہ کلیہ فتح طاسم حاصل ہو شہرنگ سے کہا ابھی تو دن زیادہ دھوا سے ایک آہو شکار کر کے لائیں کباب لگا کر کھائیں شب کو مصروف دعا ہو گئے دیکھیں پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے شہرنگ نے کہا بسم اللہ مرکب پر سوار ہو کر ایک سبزہ زار میں آئے ایک ہرن پر مرکب ڈالا شہرنگ پیچھے رہ گیا کوس بھر پر آئے نور الدہر نے ہرن کو شکار کیا تیر کھا کر آہو گرا نور الدہر مرکب سے کودے آہو کو اُس خوشخو کے بقرانی پہونچایا انتظار میں ہیں کہ شہرنگ آئے تو آہو کو اٹھا کر لے چلین کہ سانس سے ایک آہو تیر خوردہ پیدا ہوا لنگڑا تا ہوا جلا آتا ہے نور الدہر نے اٹھا کر تیر مارا وہ آہو گرا نور الدہر نے اُسکو بھی ذبح کیا دونوں کو کھینچ کر ایک مقام پر رکھا ہے کہ دیکھا ایک نقابدار بادل پوش بصد جوش و خروش مرکب ہا و رفتار پر سوار تیر و کمان ہاتھ میں چو کنا گھوڑا ڈالے ہوئے آتا ہے اُس نقابدار کی نگاہ اپنے صید پر پڑی بنیظ و غضب تمام قریب نور الدہر کے آکر کما کیوں او اجل گرفتہ تو نے ہمارے صید کو کیوں شکار کیا کچھ خوف مابدولت کما تھا نور الدہر بے ساختہ ہنس پڑے فرمایا آپ کا صحران اجارہ ہے صید سامنے آیا شکار کیا نقابدار نے کہا یہاں ہماری عملداری ہو کسی کی مجال نہیں کہ یہاں شکار کھیل سکے نور الدہر نے کہا اب تو تیر مارا خطاف کیجیے جو مناسب ہو سزا دیجیے نقابدار نے کہا یہ ہرن اٹھا کر گردن پر لادو ہمارے مقام پر پہونچا دو جب تو نور الدہر کو غصہ آیا فرمایا کہ کیا بیوہ بکتا ہے یہ کام مزدور و رونا کا ہے بس نقابدار غصہ میں مرکب سے کود پڑا ہاتھ نیچے کا بلا مکلف مارا نور الدہر نے نیچے بنگارین کو بڑھا کر تھپکی ماری نیچے پٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دراز و رکھا نقابدار کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی کمر میں ہاتھ ڈال کر نور الدہر نے نقابدار کو اٹھا لیا اچانک جو پہونچی نقاب چہرہ نقابدار سے دور ہوئی یہ معلوم ہوا برق چمکی



یا ابرہٹ گیا ماہ تابان پردہ حجاب ابر سے نکل آیا ایک ماہ پارہ حور خصال پری تمثال ماہ چین  
 مہر تکین نظر پڑی شاہزادہ رعب حسن جمال کی تاب نہ لاسکا غش کھا کر زمین پر گرا ہر چند کہ پانین  
 بھی شکار ہوئی زخمی تیغ ابر و اسیر کندگیسو گر حجاب مانع ہوا عشق کتنا تھا اپنے بیمار کا سر اٹھا کر  
 رانہ پر رکھو عناب لب سے علاج کرو شربت وصال بلا و بنفشہ کیسو کی بوسنگھا و ج طرح بنے  
 ہسکھو ہوش مین لاؤ حجاب کا قول تھا شرم مناسب ہی صا جان عصمت کو پاس ناموں ضرور ہو  
 عشق تاکید کتنا تھا سراسر عقل کا قصور اسی شش و پنج مین حیران حیران بالین برآپنے  
 بیمار کے اشک حسرت بہا رہی ہی کبھی بیٹھ جاتی تھی کبھی قصد ہوتا تھا کہ بند نقاب آراستہ کر کے  
 نکل جاؤں مگر جوش محبت مین یہ بھی خیال تھا کوئی جانور درندہ اسکو اگر گزند نہ پہونچاے یا  
 خدا نخواستہ شیر آکر دشمنوں کو کھا جاے یو جو بھپھر خون ہو گا اس خیال سے بیٹھی ہی آنکھوں سے  
 اشک گرم ٹپکے فخر لوے گلاب عارض پر شاہزادے کے پڑے آنکھ کھل گئی نازنین نے چاہا  
 ہٹوں فوراً لہر نے کلائی تھام لی اس نازنین نے شرم کر سر جھکا لیا ہاں ہاں کہہ کر اشارہ کیا  
 دیکھو اس شخص مجھ کو ہاتھ نہ لگانا اپنی جان پر آفت نہ لانا یہ کہہ جو مسکرائی سپیدی براتی گوہر فندان  
 کی اس سے برق گری خرمین ہوش و حواس کو شاہزادے کے جلا دیا زلف نے پریشان کیا  
 آئینہ جمال نے حیران کیا ہاتھ تو بہت تھام لیا اب بخوبی نگاہ جمال بمیشال پر پڑی سراپا  
 موزون صانع ازل نے نور کے سانچے مین ڈھالا ہی قیامت قد بالا ہی بند مسدس

زلف رسا ہی یا شب معراج سر بلند	یا قدسیوں کے صید کو پھینکی ہی یہ کمند
یا ہین وہ مارِ شاتہ ضحاک خود پسند	ہی جسکی دست برد سے آفاق کو گزند

آشفۃ اس سے ایک یہ سبیل چمن مین ہی	دل خون و خشک مشک کا نافہ ختن مین ہی
-----------------------------------	-------------------------------------

ہو زلف یا دھوان ہی یہ شمع جمال کا	اعجاز حسن و ناز سے آونچا نہ ہو سکا
یا ابر آفتاب کے پہلو مین چھا گیا	پیدا ہی یا کہ شام غریبان یہ ہر بلا

خورشید روے یار کی گوزلف شرق ہو	مکھن نہیں ہی یہ شب یلدا سے فرق ہو
--------------------------------	-----------------------------------



شانے سے آشنا جو وہ زلف و دوتا ہوئی	آفت ہوئی ستم ہوئی قہر خدا ہوئی
صبا و مرغ روح ہوئی دلربا ہوئی	عاشق کا دل سنا سنے کو کالی بلا ہوئی

زلفین سنوارنے میں جو شانہ مثل ہوا  
کھا کھا کے رشک نیچہ ریشم شاد مثل ہوا

ہین مجرے وہ چشم خردین ہین بیگمان	جادو ہوا نکلے نام سے دنیا میں نشان
دیکھے جو سامری بھی تو ہو جاے بیزبان	آشوب و ہرقت نہ آفاق ہین عیان

ہو پچے نہ چشم زخم کہیں خوفناک ہوں  
دم سورہ صا و کا میں کروں کیوں ٹلن ہوں

اُس چشم مست نے مجھے پیویش کر دیا	چتون نے کشتہ دم تیغ ادا کیا
تاریک گاہ لطف سے زخم جگر سیا	آنکھیں کبھی چرا کے مراد دل چرایا

سیدھی نگاہ تیری سینہ کے پار تھی  
تر بھی اگر نطر کی تو بر بھی دوسا تھی

ہلوے گل کے خار ہین ملکین کہ ہین خدنگ	رگماے جان پہ تیر ہین یا نشتر فرنگ
یا فوج کی صفین ہین میاے رزم و جنگ	پسنے ہوئے ہین جسم پہ وردی سیا رنگ

لیکون سے ترک چشم نے بھائے سنبھالے ہین  
بارہر صید باز نے نیچہ بکائے ہین

شاہزادہ بقیار اشکبار جب کئی مرتبہ اُس مرتبین نے غصہ کر کے کہا صاحب چھوڑ دو نور الدہر  
نے بدحواسی میں سرقدون پر رکھ دیا اور کہا ای ملک عالم ایک چشم زدن تامل فرما واپسے بیمار  
محبت کا علاج کرو اگر چلی جاوگی ابھی بھڑک کے دم کلاجا ایک نور الدہر نے جلدی میں نین پوٹ  
پشت مرکب سے اُنا کر بچھا دیا لیکن سے جاروب کشی کی وہ نازنین شرما کر بیٹھ گئی مگر دزدیدہ  
نگاہ سے جمال بمثال نور الدہر کو دیکھ رہی ہی ہر مرتبہ جوش عشق کتا ہی گلے میں ماتھے ڈال دیا  
دل کھول کر ملون مگر پھر شرما کر رک جاتی ہر دونوں عاشق و معشوق حیران حیران نور الدہر  
سنت کر رہے ہین وہ شہنشاہ اقلیم شرم و حیا آنکھیں نیچی کیے شرم سے کانپ رہی ہر شہنشاہ



بھی آکر پہونچا اسوقت ملک نے گھبرا کر کہا اس شہر بار دیکھے کوئی راہگیر آتا ہی نور الدہر نے پٹ کر  
 دیکھا کہا ملک عالم پار و قادار ہی شہر نگاہ بن عمرو عیار ہی شہر نگاہ قریب آیا دیکھا جنگل میں غیب  
 جلسہ ہی شاہزادہ ایک نازنین کے سامنے دست بستہ بیٹھا ہی منتیں کر رہا ہی شہر نگاہ تو جی  
 ہوا نے فوراً اپنے توبڑے سے گلابی نکال کر بیچ میں رکھ دی آہو کے گوشت کے عجیل کر  
 تیار کیے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر شاہزادے کو دیا کہ بسم اللہ اس مست شراب حسن و ناز کو  
 اک جام پلائیے نور الدہر نے جام سامنے کر دیا ملک شہر نگاہ کھول میں آنسو بھر لائی کہا اس  
 شہر یار یہ کیا موقع ہی میرا باغ بیان سے قریب ہی ہر چند کہ مقام خوف و خطر ہی مگر بیان سے  
 اٹھ چلنا بہتر ہی نور الدہر نے عجز سے کہا یہ جام نوش کر لو پھر جہان کہو گی وہاں جلیں گے یہ  
 جو نور الدہر نے منت سے کہا ملک نے جام نوش کیا آنکھوں میں نشہ آیا خیال خیر و شر دل سے  
 دفع ہوا اپنے ہاتھ سے جام نور الدہر کو دیا نور الدہر نے مذہب کا ذکر کیا وہ کلمہ پڑھ کر  
 بصدق دل مسلمان ہوئی اب خود و دو و جام پیے ملک نے پوچھا ہی شیر بیشہ جرات اس صحرا  
 پر مہول میں کیونکر آنے کا اتفاق ہوا نور الدہر نے تمام حال اپنا بیان کیا نام و نسب بھی  
 بتلایا مگر نور الدہر نے دیکھا باتیں کرتے کرتے یہ نازنین سہمی جاتی ہی چار جانب دیکھ رہی ہی نور الدہر  
 نے پوچھا ملک اس قدر گھبراتی کیون ہو یہ مقام خالی از غیر ہی ہماری وجہ سے صحرا سے غربت کی سیرا  
 اس مہ جبین نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا اپنا حال ناز بیان کروں بیان سے قریب  
 ایک شہر ہی میرا باپ وہاں کا بادشاہ ہی ملک آباد و عاید دل شاد مگر باپ ہمارا موسوم بہر شاہ  
 ہمیشہ جادو و بادشاہ بیشہ یہ کاغذ گزرا ہی نہایت ساحر زبردست مکار و غدار ہی کسی وجہ  
 سے اسکا اس حوالی میں گذر ہوا تھا باپ ہمارے سطح و منقاد تھے استقبال کر کے اپنے  
 شہر میں لائے سامان دعوت میا کیا کسی در انداز نے مجھ بد نصیب کے حسن و جمال کی تعریف  
 کی یا شاد مجھ کو دیکھ دیا باپ سے ہمارے سوال شادی کا کیا باپ نے محل میں آکر مادر و صربان  
 سے کہا محل میں شور و گریہ و زاری بلند ہوا کہ ایسی بیٹی بھولی بھالی جادو گر کے قبضہ میں جائے گی  
 نہیں معلوم کیا رنج و ملال اٹھائے گی آخر شیر و ن نے صلاح دی کہ بادشاہ سے کہیے  
 ابھی آپ کی کیز بس ہو دو برس کی مہلت دیجیے بعد اسکے سامان شادی ہو گا اس شہر یا



وہ زمانہ وعدہ کا تقضی ہو گیا تیسرے چوتھے دن اُسکے ساحر آیا کرتے ہیں باپ پر ہمارے  
 دباؤ ہو جلد سامان شادی مہیا کرو ہمیشہ جادو و عشق میں مبتاب ہو در را و امرا پر عتاب ہو  
 اس غم سے آب و دانہ ترک رہتا ہی ہر وقت یہ خیال ہو کہ اب کوئی جادوگر آئیگا اٹھا لیجا بیگا  
 عورتوں سے کیا ہو سکے گا جان دوں گی نور الدہر نے کہا اے ملکہ عالم میں اسی فکر میں بکلا ہوں  
 انشاء اللہ طلسم حبشیہ کو فتح کروں گا میرے یاران ہم ہمیشہ جادو و کے یہاں قید ہیں ابھی چو  
 دن ہو ایک لڑائی پڑی تھی کئی ہزار ساحر میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے لڑتا ہوا قریب  
 قلعہ حبشیہ کے پہنچ گیا تھا مگر فلک نے انقلاب دکھایا دھوکا دے کر اُسے لوح محفوظ  
 لے لی ایک ہفتہ عشرہ کی ملکہ تھو تھکی ہوئی اُس جیہ کی کیا مجال جو تمہارا نام لے سکے  
 مگر ملکہ تم نے اپنے نام نامی سے نہ آگاہ کیا ملکہ میرے جھکا کر رونے لگی کہا اے شہریار دریا مصیبت  
 سی شناور ملکہ ماہ پرور مگر آپ کی باتوں نے کلیجہ نکار کیا وہ جیسا ساحر زبردست بادہ سحر و  
 ساحری سے مست اُسکا قتل ہونا دشوار ہی نور الدہر نے کہا ملکہ انہی آنکھوں کو دیکھ لیتا  
 بعد ایک مہینے کے طلسم بھریں ایک جادوگر واسطے علاج کے ملے تو تھو تھو نہیرہ صاحبقران  
 نہ کہنا ان دونوں عاشق و معشوقی میں رنج و ملال کی باتیں ہو رہی تھیں شہزنگ دس بیس  
 قدم پر جھیل ہو پانی لینے کو گیا کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او بر باد کن ساحران عالم  
 کہاں جائیگا تمام ساحران طلسم تیری تلاش میں پھر رہے ہیں تو اس صحران میں معشوقہ شہنشاہ سے  
 عیش میں مصروف ہو قتل تیرا ہمارے ہاتھ پر موقوف ہو اور اے ملکہ ماہ پرور غضب کیا اس  
 باغی کے دام مکرمین پھنسی تیرے لیے بھی خرابی ہو گی جب تک نور الدہر اٹھیں ایک پنجہ مکرمین  
 پڑا بروے آسمان لیکر روانہ ہو گیا ایک ساحر حبیب سامنے اس ماہ پیکر کے آیا یہ نیر سپہر  
 آسمان حسن و یکھک کا پنپنے لگی صورت حبیب دیکھا کہ ہوش ہو گئی چونکہ ہمیشہ جادو و اسیر عشق  
 ہو اُس ساحر حبیب شکل نے تخت بنا کر ملکہ کو بٹھالیا سحر کر کے ہوا ہو گیا بیٹ کے شہزنگ  
 بن عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا چار جانب جستجو میں دوڑا جب پتا نشان دستباز ہوا ایک  
 جادوگر کی شکل منکرتیا رہا جھولی بائیں ہاتھ پر پتے سونے چاندی کے گلے میں سینہ ور کا  
 ٹکڑا ہاتھ پر بنا ہوا ایک ترسول ہاتھ میں سامری و ہمیشہ کا نام لیتا ہوا ایک سمت جستجو کنان



چل نکلا ملکہ کا حال تو وقت پر ظاہر کیا جا بگناظرین کے ذہن اقدس میں آئنگا مگر تم صولت  
اسفندیار صفت صاحب رعب و جلالت آفتاب آسمان شوکت و شان شاہزادہ نور الدین  
بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قید آہن میں مبتلا ایک دربار عام میں پایا ایک بادشاہ  
ساحر تخت پر بیٹھا ہو گا دورا دور ہزاروں کے کہنے سے ثابت ہوتا ہو فیروز جادو نام دربار  
طلسم جمشید ہو فیروز نے پکار کے آواز دی اسی سیلح جادو تنے بڑا کام کیا ساحراں طلسم میں  
نام کیا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے مگر بادشاہ نے تحریر فرمایا تھا کہ ایک سردار ہو دوسرا اسکے ساتھ  
عیار ہو تصویرین دونوں کی آگین اکیلے طلسم کشا کو لائے عیار کو کہاں چھوڑ آئے غصہ کی یہ  
غلام تلاش میں نکلا تھا ایک مصاحب بھی بادشاہ کا اسی جستجو میں آیا اور وہ دونوں براے  
جستجو ایک صحرا میں پہونچے ایک سایہ نخل میں ملکہ ماہ پرورد ختر مہراں شاہ سے یہ جوان  
عیش تھا وہ ملکہ کو اٹھا کر لے گیا میں اس شیر صولت کو آپ کی خدمت میں لایا اور کسی کو  
اُس مقام پر نہیں پایا فیروز نے کہا اسی مقام پر جا کر تلاش کرو وہ اسکا ہمارا ہی بیٹا جلا دہی سیاح  
لے کہا کہ غلام پھر جاتا ہی ملتا ہی تو ڈھونڈھ کر لاتا ہی یہ کہنے پر پرواز پیدا کر کے مثل طائر خیال  
بلند ہو کر اڑتا ہوا چلا شبننگ نیکل ساحر اسی صحرا میں پھر رہا ہی سیاح آسمان پر چپکا کو سون  
منزلوں پر یک نگاہ کو دوڑایا سواے ساحر کے کسی کو نہ پایا خیال میں آیا اسی کو لے چلو  
سامنے بادشاہ کے پیش کر دینگے خلعت و انعام لینگے دیہن سے سحر کرتا ہوا اگر شبننگ بن  
عمرو کی کمر میں نیچہ دے کر لے اڑا چشم زدن میں دربار میں فیروز کے لیکر پہونچا شبننگ  
بن عمرو کو کھڑا کر دیا کہا اے شہنشاہ اُس صحراے مہیب میں سواے اُس ساحر کے اور کوئی غلام  
یہ حاضر ہی شبننگ بن عمرو کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک طرف شاہزادہ مسلسل و مطلق بیٹھا ہو طلسم  
ساحراں جما ہوا ہی ایک بادشاہ تخت پر یہ تو عیار فرزند خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ہو آنکھ  
کھلتے ہی بادشاہ کو سلام کیا و عادی خداوند سامری و جمشید کی در سے آفتاب اقبال روشن  
رہے گیساں کی جے جے کار گرو کی دیار ہے آج جمشید و سامری نے اپنی قدرت کا ظہور  
دکھایا اس ظالم جلا کو قید میں پایا مجھ ایسے قبول بارگاہ سامری کا کلیو دکھایا سب سمار  
باپ دادا خدمت میں جمشید و سامری کی جایا کیے پوری کچوری مٹھائی مندر سے پاتے تھے



ہمارے پاس بھی تصویر خداوندی بروقت پوجا پاٹ کے اب بھی اشارے کناٹے ہو جاتے  
ہیں مگر اس ساحر کش کا خون بہاؤ لگاٹھا کر جی کی پیشانی پر ٹیکے لگاؤ لگا یہ کمر نہیہ کھینچ کر لوالہ  
کی گردن پر رکھ دیا کہ کیوں اظلام میرے نوجوان بھائی جو دھ کو قتل کر سکتے تھے افسوس آیا  
دیکھ قدرت ستامری کہ جھکو میرے قبضہ میں کر آیا اب سب بھائی بلوری واسے سامری پرست  
ہونے دو سو خداے بندے موجود ہیں اب مجھے کیا ڈر ہو جادو گروں نے ہان ہان کہہ رہا ہے  
مقام لیا مشکل خوشامد کر کے سامنے فیروز کے لائے فیروز ان باتوں سے بہت خوش ہوا کہ یہ  
بندہ خاص ستامری ہو رگ وریشہ میں اوتاروں کی محبت بھری ہو کر سی پڑیٹھنے کو جگہ دی کہا آؤ  
بھائی بھٹارا کیا نام ہو اب کس درین مقام ہو کہا حضور بھگت جو کرن قوم کا بہن بیابان جادو  
نام پوجا پاٹ کرنا ہی کام ہو اس مسلمان پلجھ نے میرے جوان بھائی کو مارا حضور بھگت حکم دین کہ ان  
اپنے ہاتھ سے قتل کروں خون اسکا کانورین رکھ کر لجاؤں شوالون میں ٹیکے دوں اور آپ کے  
غلام کے پاس ایک پتلی ہو اشارے کرتی ہو بھجن گاتی ہو شوالے سے ملی تھی ستامری کے گھر  
کی لچھی ہو جس دن سے مجھے ملی نہال کر دیا ہر چہ ماہی میں مننتوں کو حج کرتا ہوں مومن بھوگ  
کھلواتا ہوں بڑے بڑے داتا لوگ جمع ہو جاتے ہیں بڑی بڑی دور سے لچھی جی کے درشن کرنے  
آتے ہیں داتا لوگوں کے سامنے دیکھو لچھی جی پڑ پڑ باتیں کرت ہیں تھنی پھر دکھاوت ہیں فیروز  
جادو حیران ہو گیا کہ ہنے دودولا کہ روپی کے بت خریدے ہیں اپنے منہ پر کی کمی بھی نہیں  
اڑاتے سو بھی نہیں ہلاتے یہ بندہ خاص ہو یہ سوچ کر کہا ذرا لچھی جی کا ہم بھی درشن کریں کہا سامنے  
بیان دربار میں لچھ بیٹھا ہو کنا رے چلے لچھی جی سے دودو باتیں کر لیجئے فیروز جادو و اشتیاق  
میں اٹھا ایک کمرے میں آکر کہا دیوتا لاؤ لچھی جی کو دکھاو شبننگ نے کمرے سے ایک پتلی نکالی ہاتھ  
میں فیروز جادو کے دی کہا مہارانی اتنے باتیں کرو ستامری کے بندے ہیں اور فیروز جادو  
سے کہا مہارانی کے منہ سے منہ ملاؤ پیٹ پر ہاتھ رکھ کے دباؤ باتیں کر نیگی فیروز جادو نے پتلی کے  
منہ سے منہ ملا کر پیٹ پر پتلی کے ہاتھ رکھا پتلی نے منہ کھولا فیروز جادو نے خوش ہو کر قدم  
مارا شبننگ نے پتلی کے پیٹ پر ہاتھ رکھے جو زور سے دبایا پتلی کے منہ سے دھواں نکلا  
شبننگ کے پتلی میں کل لگا کے بیہوشی بھری تھی فیروز جادو فوراً بیہوش ہوا شبننگ نے



پتلی کمرین بھی فیروز جادو کی زبان میں سوزن دیا ستون سے مضبوط باندھا رنگ رغن عیاری  
کا کمال کر لیکھ فیروز جادو تیار ہوا تاج اسکا لیکر اپنے سر پر رکھا تمام لباس جسم پر راستہ  
کر کے باہر آیا پکار کر آواز دی قیدی کو ہمارے پاس لاؤ مگر تنگ زبان بیڑیان کاٹ دو ہم تنہائی  
میں سزا دینگے نور الدہر کے جسم سے قید بھون نے دور کی شہرنگ ہاتھ تمام کر شاہزادے کا  
اندراپا اور واہ مکان کا بند کر لیا نور الدہر سے کہا اے شہر پار غلام آپ کا آپو پچا فیروز جادو کو  
میں نے گرفتار کر لیا نور الدہر کو مقام صدر پر بٹھایا اپنی صورت اصلی بنائی فیروز جادو کو ہوشیا  
کیا اب جو فیروز کی آنکھ کھلی اپنے کو ستون سے بندھا دیکھا نور الدہر سلاح سے آراستہ قید  
جسم پر نادر اور ایک عیار فو خوار تیغ برہنہ ہاتھ میں لیے نعرے کر رہا اے فیروز جادو قدرت  
پروردگار کو ملاحظہ کیا تجھ ایسا جادو کر میرے قبضہ میں آگیا شاہزادہ رہا ہوا تیرے ملازم بیرون  
قصر بالکل بیکار ہیں اگر تجھ کو قتل کر دیں کسی کو خبر نہو قدموں پر شاہزادے کے پونے بڑے افسوس  
کی بات ہو کہ تم لوگ آپ کہتے ہو کہ عمر طلسم تمام ہوئی اور پھر قتل طلسم کشا میں کوشش کرتے ہو  
پونے دو سو خداؤں پر لعنت کرو وحدانیت کے قائل ہو وہ حاکم زمین و آسمان بانی نبیائے  
آفتاب و متاب و ثابت یارگان ہر اس طرح شہرنگ نے سمجھایا کہ رنگ کفر آئینہ دل سے  
فیروز جادو کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ دل و جان سے اطاعت قبول کی سعادت  
دارین حصول کی شہرنگ نے سوزن زبان سے نکالا ستون سے فیروز کو کھولا فیروز دوڑ کر  
قدموں پر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے گرا عرض کی اگر غلام کلے ٹپھے گا تو تاثیر عمر  
کی زبان سے جانی رہی حضور کی غلامی میں رہوں گا ملازمان جمشید سے لڑوں گا نور الدہر نے  
سر سینہ سے لگایا فیروز جادو شاہزادے کو ساتھ لے کر مع شہرنگ بن عمرو دربار میں آیا انا لیا  
دربار حیران ہوئے شاہزادے کو دخل زرین پر جگہ ہی رفیقوں سے پکار کر کہا صاحبو تمکو خبر ہو  
کہ ہمیں کیا گزری ہم گرفتار ہو گئے اگر ایسے صاحبان رحم کا سامنا نہ تو قتل ہو جاتے تمکو خبر  
بھی نہوتی میں نے اطاعت دین اسلام قبول کی حلقہ غلامی گوش جان میں ڈالا غلام با اخلاص  
ہو اسب نے عرض کی ہم بدل و جان حضور کے مطیع و تابع دار ہیں بادشاہوں کو امور و نیک  
و بد کے اختیار ہیں اب تو صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ساقیان ماہ رخسار جام و گلزار لیکر



حاضر ہوئے رقص شروع ہوا آفتاب عیش و عشرت طلوع ہوا ایک نازنین گل رخسار نے یہ  
غزل گائی اہالیان صحبت کی طبیعت لہرائی غزل

کسی کا ہوا آج کل تھا کسی کا	نہ ہو تو کسی کا نہ ہو گا کسی کا	کیا تنہے قتل جہان اک لطیفین
کسی نے نہ دیکھا تھا کسی کا	نہ میری سننے وہ نہ بین نا صوفی کی	ہنیں مانتا کوئی کہنا کسی کا
مجھے مار ڈالا ہوا دیکھار نے بھی	یہ کہنا کہ کیا مجھ پر دعوا کسی کا	جو پھر جائے اس یوسف سے تو جان
کر دیر ہنیں زور چلتا کسی کا	کوئی کیا کرے آپ ہر جانی ہوتم	ہنیں میری جان شکو ابیجا کسی کا

نور الدہرین بدیع الزمان نے جو اشعار عاشقانہ سے یاد ہیں ملکہ مخمور سرخ چشم کی شک  
آنکھوں سے جاری ہوئے دل بیتاب چشم پر آب دل کو دھڑکن جگر کو پھر کن آہ گرم ہڈیاں

جلانے لگی سوزش عشق آگ سینہ میں بھڑکا نے لگی شہار

چشم آغوش حسرت دیدار	بحر اشک آب باکشن صبر	نگہ یاس برق خرمین صبر
شوق پامال حسرت و حیران	کف افسوس نچبہ مرگان	سرمہ ساحشہم آبناک ہوئی
آرزو کے نظارہ خاک ہوئی	خاک میں جی ملا دیا غم نے	خاک اڑائی کدورت دم نے
گرد دل سے اڑے زمین کے ہوش	نالہ آسمان فگن کا جوش	صور کا فسخ اولین افغان
فتنہ محشر آخرین افغان	اشک آنکھوں سے متصل جاری	خون دل تابخت دل جاری

حال شاہزادے کا اتر دیکھ کر فیروز جادو نے عرض کی کیوں شہر یا را سوقت آئینہ رخسار پر گرد  
غم دالم کی ترقی ہو چہرہ صاف و شفاف سے بقراری پائی جاتی ہو نور الدہر نے آہ سر دہل  
پر درد سے کھینچی کہا ادا برباد فلک کج رفتار نے عجب روزیہ دکھلایا ہی بخت و اثر کون طالع  
نگون نے اس حال کو پہونچایا ہو ایک ایک دم ریوتم شمشیر مصیبت گذر تا ہی مخمور فراق محبوب فوج کرتا ہو

درس عشق را بیان دیگر است	این مدرس را زبان دیگر است	اختر اختر شناسان ترا
با فلک ہر دم قرآن دیگر است	تا بہ کو سرگرم کار انجیان	این جہان را ہم جہان دیگر است
از شراب عشق سے سوز و جگر	نقل این مزار مکان دیگر است	در میان خلق سے جو نید دوست
طالب حق را مکان دیگر است	رہر و راہ طلب را ہر قدم	ہم سہے با کاروان دیگر است
ہیچو خورشید جہان ہر ذرہ را	با نعمت را ز زبان دیگر است	کس نید اند کہ منزل در کجاست



ہر کسے را کاروان دیگر است | در نیاید غیر چشم حق شناس | مرد میدان را نشان دیگر است  
 در نیاید ہر کسے اسرار عشق | این معلّم را زبان دیگر است | پر تو اقبال صاحب ہمتان  
 محفیا از آسمان دیگر است | نورالدہر بن بدیع الزمان | کلمات عشق آمیز و اشعار  
 وحشت انگیز جو پڑھے فیروز جادو سے اختیار کرنے لگا کھا شہر بار غلام ساحر زبردست ہی آپ  
 کا معشوق کہاں ہی اگر آسمان پر ہو گا تو اپنے کوشل دعا سے مظلومان پہنچاؤ لگا اگر تحت الشریع  
 میں ہو گا قطرہ آب بنکر جذب ہو جاؤ لگا ہر طرح آپ کے مطلوب کو آپ سے ملاؤ لگا نورالدہر  
 نے کہا کہ طلسم جمشید یہ ہیں ملکہ مخمور سرخ چشم عاشق زار معشوق وفادار قید و دوسری نازین  
 مہ جبین ملکہ شکاوفہ اسی صیبا کی صید ہی ہم محفل عیش و عشرت میں بیٹھے ہیں گانا سنتے ہیں  
 نہیں معلوم اس گرفتار قفس طلسم پر کیا گزری ہوگی پروردہ مہر ناز و نعم صاحب شوکت و شرم  
 اسپر یہ رنج و الم بس اب تمھاری مہربانی یہاں کہ ہو کویلد خصمت کرو جستجو کے محبوب میں جاؤ  
 اپنے کوشل نقش پائٹائیں یا طلسم کو شکست کریں اس لڑائی کا بند و بست کریں فیروز نے  
 عرض کی کہ ایسے وقت میں غلام ساتھ نہ چھوڑیگا خدمت گزاری سے منہ نہ موڑیگا ہر چند کہ  
 مفتوح ہونا طلسم کا بدون لوح غیر ممکن مگر ہم سرکار کے ساتھ ہیں نورالدہر نے کہا سب سامان  
 وہ سبب الاسباب مہیا کر دیجیہ فیروز نے کہا بسم اللہ بچیں ہزار سالان خدا کو فیروز نے  
 تیار کیا نورالدہر بن بدیع الزمان نے فیروز کو تخت پر سوار کیا آپ خانہ زین کو مشل  
 خانہ آفتاب روشن فرمایا علما کے گلزار کے پھر ہر کھل گئے اس کرد و فر سے مع لشکر  
 فیروزی اثر طرف طلسم جمشید و منزلین طو کی تھیں ایک دن وقت سحر ایک صحرا سے  
 سینہ زار میں گزر رہا شاہزادہ پشت مرکب سے اترتا بہار سیرے کی دیکھنے لگا یہ نہ سمجھا کہ  
 سبزہ بیگانہ ہی جیسے ہی سبزہ خوابیدہ پر بانوں رکھا مثل طالع خفتہ سوتے سوتے ڈن بیدار  
 ہوا تڑپ کر ایک پنجہ آسمان سے گرا کر زمین نورالدہر کی پڑا اس جلدی میں تبدیل فلک  
 ہوا کہ کوئی ساحر قریب نہ جاسکا ساحرون میں پڑا ہوا کوئی شاہزادے کو اٹھا لیکر فیروز  
 جادو چار طرف دوڑا کچھ نشان نہ ملا روتا ہوا پلٹا شہر ناک بن عمرو سے کہا کیوں ایڑی را در جو  
 ہم کہتے تھے وہ پیش آیا طلسم میں ہنگامہ ہو چکا ہر گل حاکمان در بند کو حکم پہنچا ہی جس طرف سے



طلسم کشا محلے گرفتار کر لو آخر میں نے بھی گرفتار کر لیا تھا تصویریں سب کے پاس پہنچ چکی ہیں اور  
 شہزنگ کیا عجب ہی شہزنگ آتش خوار حاکم قلعہ دخانیہ نے یہ آگ لگائی ہو وہ مرد و بھی نہایت  
 ساحر زبردست ہی مشہور ہو کر اسکے قبضہ میں لوح ہو وہ سب سے زیادہ کد و کوشش کر گیا اسی کے  
 ساحرے گئے ہونگے اسی جانب ہم بھی چلتے ہیں شہزنگ نے کہا بسم اللہ فیروز مع لشکر سمست  
 و خانیہ چلا اگر شاہزادے کی جو آنکھ کھلی اپنے کو سامنے ایک جادو گر کے پایادہ تخت پر بیٹھا ہو  
 بہت سے ساحرین اپنے ہاتھ پاؤں سحر سے بیکار شہزنگ آتش خوار نے آواز دی کیوں ای  
 جوان چند عرصہ میں طلسم میں بڑے بڑے ہنگامے ڈالے ہزار ہا ساحر تیری وجہ سے طلسم جمشید  
 کے مار ڈالے گئے مگر میں نام شہزنگ آتش خوار ہی میرے شعلہ قہر و غضب سے بچنا دشوار  
 ہی یہ کہہ کر حکم دیا پہلوے قصر میں جو کمرہ ہو وہاں لیجا کر اس جوان کو رکھو یا شاہ کو عرضی لکھیں  
 جیسا حکم ہو گا بجالائینگے یہ ملحوظ رہے کہ نورالدین کو قید آہن سحر میں مبتلا کر دیا کرے میں شاہزادہ  
 بیٹھا ہوا نہ بخیر ملا رہا ہی شہزنگ آتش خوار اپنے وزیروں و شیروں سے صلاح میں مصروف  
 ہو کر صابو اسکو قتل کر دین یا بادشاہ کو عرضی لکھوں انہی اپنی عقل کے موافق سردار جواب دیتے ہیں  
 دو کلمہ محیط ابر بار جادو کے سنئے کہ جسکو افراسیاب جادو نے یہ کہہ کر روانہ کیا تھا  
 کہ طلسم جمشید یہ کی لوح ہمارے پاس لے آؤ

اول محیط جادو پاس جمشید کے آیا فرمان افراسیاب کا جمشید پڑھ کر بہت خوش ہوا اپنا  
 نامہ میں مضمون کا لکھا ہی شہزنگ آتش خوار محیط ابر بار شہنشاہ افراسیاب کا سردار مع فرمان  
 و مع نامہ مابعد دولت تمہارے پاس پہنچتا ہی فوراً اسکو لوح حوالے کر دینا شہنشاہ نے خود  
 اسکو مقام لوح کا پتا بتا دیا ہی چٹمہ کو خشک کر کے با آبرو لوح خود نکال لیگا پس جمشید سے  
 یہ نامہ لیکر محیط جادو و طرف قلعہ دخانیہ کے روانہ ہوا جو وقت شہزنگ آتش خوار نورالدین  
 کو قید کر کے اپنے سرداروں سے صلاح کر رہا ہی اسی وقت محیط جادو بکبر و نخوت تمام  
 طر بار میں شہزنگ آتش خوار کے آکر اترتا بسبب غرور کے شہزنگ کو سلام بھی نہ کیا شہزنگ  
 نے دنگل زرین دیا پوچھا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کیونکہ آنے کا اتفاق ہوا ہی محیط نے  
 نامہ و فرمان ہاتھ میں شہزنگ کے دیا اور کہا میں لوح لینے آیا ہوں شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا



ارشاد ہو کہ جلد جا کر لے آؤ لوح طلمس جمشید یہ ہماری خدمت میں پہونچاؤ وہ قصر میں مقام پر ہی  
 شہنشاہ نے مجھ کو نشان بتا دیا، ہی پہلو میں کمرہ، ہی پاس حوض بنا، ہی اسپر تختہ آہن ہی لوح طلمس کا  
 وہی حوض مسکن ہی شہزنگ آتش خوار نے کہا آپ کا نام تو محیط ابر بار ہی اور مزاج میں یہ گہمی  
 در تا مل فرمائیے ایک جام شراب نوش کیجیے یہ کمر ساقی بچے کو اشارہ کیا محیط نے پیالہ پی  
 اور دماغ میں نشہ غور و بھرا پٹ کر کہا صاحب مجھ کو بہت تعجیل ہی زیادہ نہیں ٹھہر سکتا شہزنگ نے  
 کہا میں جواب تحریر کرتا ہوں میں نے طلمس کشا کو گرفتار کر لیا، ہی اب لوح یجلانے کی ضرورت کیا  
 ہی محیط نے کہا میں تحریر و تقریر نہیں جانتا وہ سامنے قصر ہی حوض بھی مجھ کو معلوم ہوتا ہی شہنشاہ نے  
 سب نقشہ مجھ کو بتلا دیا، ہی میں لوح جا کر نکالتا ہوں یہ کمر اپنے مقام سے اٹھا جب تو شہزنگ  
 آتش خوار نے کہا میں محیط صاحب اس قدر سر نہ اٹھائیے نشہ میں نہ بلبلائیے ہرگز لوح نہ بچانے  
 و ونگا با نیان طلمس نے ہمارے بزرگوں کو ایسا معجزہ جانا لوح طلمس کو سپرد کیا بتنے آج تک برابر  
 جان کے رکھا اب طلمس کشا کا بھی انتظام کر چکے صحرا صحرا پھرے تکلیف اٹھائی کاٹے صحرا کے  
 پانون میں چھبے جب طلمس کشا کو گرفتار کر کے لائے ہیں اب آپ واپس جائیے گرفتاری طلمس کشا  
 کا حال کیسے ہم اس عرصہ میں سر طلمس کشا روانہ کرتے ہیں محیط نے کہا میں قاصد نامہ دار نہیں ہوں  
 میں پہلو نشین افراسیاب ہوں خود صاحب قہر و عتاب ہوں یہ کمر غصہ میں آکر اٹھا اور کہا  
 دیکھو یوں لوح لیے جاتے ہیں جب تک شہزنگ سنبھلے محیط نے ایک گولہ بھر کا بڑھ کر مارا  
 تمام بارگاہ میں شہزنگ کی دھواں چھا گیا شعلے بھڑکنے لگے کوئی زمین پر گرا مثل ماہی بے آب  
 تر پئے لگا کسی کی زبان بند کوئی درد مند شہزنگ بھی اسکے سر سے مثل تصویر تصور کے خاموش  
 حیرت کا جوش تخت سے اٹھ نہ سکا محیط گولہ مار کر بل کرتا ہوا بارہ درمی سے نکلا قریب حوض کے  
 آیا حوض پر سے تختہ آہن اٹھایا حوض میں پانی بھرا تھا چند دانے ماش کے مارے پانی خشک  
 ہو گیا محیط جوش سحر سے حوض میں کود پڑا دیکھا پہلو میں ایک مختصر سا دروازہ لگا ہی اسنے لات  
 ماری کہ دروازہ ٹوٹا اندر اس دروازے کے میز پر ایک صند و قچہ رکھا تھا کلید آئین لگی ہوئی  
 قحی محیط نے قفل کو چھڑے کھولا پڑا اٹھا یا اندر اسکے لوح طلمس ہمیشہ مثل آفتاب عالم تاب  
 چمک رہی ہی رشیم میں گندھی ہوئی کچھ مقیش کا شتی الماس کی اسپر یا قوت امر کے حرف محیط نے



نوشی میں آکر ہاتھ میں اٹھالیا بحیرت اس لوح کو دیکھتا ہوا کہ یہ کیا شے بنائی ہو یہ تو ایک سلطنت کا  
مول ہوا محیط اسکو شہنشاہ کوئدے اپنے پاس چھپا رکھ کسی وقت پر کام آئیگی دولت دنیا  
دلوائے گی عجب شہنایاب ہو لوح ہو یا آفتاب عالم تاب ہو یہ نہ سمجھا کہ یہ الماس ہو اسکی محبت دل  
کے ٹکڑے اڑائے گی جان جائے گی خون تھوکن پڑیگا ایک ایک ریزہ اسکا نشتر نیکر دل میں گڑیگا  
انہ میں لوح چمکتا ہوا محبت میں بہوت محیط جادو و جوش میں جو پٹا شاہزادہ نورالدہر قید بحرین  
مبتلا بیٹھا ہو محیط نے جو طلسم کشا کو دیکھا آواز دی باش او مسلمان دیکھ یہ لوح میں نے لے لی  
سر بھی کاٹ کر لیتا جاؤں اسکے معادضہ میں الگ خلعت و انعام افراسیاب سے پافن پیکر  
تیغہ کھینچ کر تھپٹایا یہ ناظرین پر ملحوظ رہے کہ بایں ہاتھ میں لوح طلسمی ہو داہنے ہاتھ سے تلوار کھینچے ہو  
جیسے ہی قریب نورالدہر کے پہنچا عکس لوح کا پڑا قید سحر دور ہوئی طبیعت شاہزادے کی سرور  
ہوئی تلوار پر اسکی ہاتھ ڈال دیا محیط چاہتا ہو کہ سحر پڑھوں بسبب لوح ہاتھ میں ہونے کے سحر  
فراموش ہو قلب پر حیرت کا جوش ہو شاہزادے سے اور محیط سے کشتی ہونے لگی شبنگ آتش خوا  
ح االیان دربار بڑے بڑے ساحران فدا سحر میں محیط جادو کے مبتلا ہیں جو باہر تھے وہ جنگاہ  
سکر و طے ہیں کہ یہ کیا قیامت ہو اور ہمارے مالک پر کیسی مصیبت ہو تخت سے اٹھا ہوا دل  
بلٹھا جاتا ہو شعلے چار طرف بھڑک رہے ہیں اب جو نورالدہر نے لغزہ کیا سب نے دیکھا کہ  
طلسم کشا سے اور محیط جادو بے آبرو سے کشتی ہو رہی ہو سحر تو اس جیبا کو یا دہین آواز و کر رہا ہو  
نورالدہر نے کمر میں ہاتھ دے کر اکیڑ کر یا لوح چھین کر گلے میں ڈالی چھاتی پر چڑھ بیٹھے کندہ  
ازافو سے دبا کر فرمایا او جیبا حالادشناختن پروردگار چہ میگویی اس معرور نے سامری و جشید کا  
نام لیا کچھ جواب سخت دیا نورالدہر نے ایک ہاتھ گردن پر دوسرا کھڑکی پر رکھ کے چرخ  
دے کر کہہ مارا مع زخرف گردن کو گھسیٹ کر پھینک دیا اتنا جادو کر واصل جہنم ہوا تمام  
دربار میں اندھیرا ہو گیا سنگباری برف باری ہونے لگی بیرغل کرتے تھے کچھ تدبیر نہ بن آئی  
بعد عرصہ کے آواز آئی کشتی مرا نام من محیط جادو بودا فوسل مردیم و جان دادیم و مطلب خود  
نرسیم ہم سحر محیط ابر بار جادو کا شبنگ آتش خوار و غیرہ سے دفع ہوا روشنی ہوئی شبنگ  
آتش خوار نے یہ سب معاملے اپنی آنکھوں سے دیکھے دیکھا کہ سامنے سے طلسم کشا لوح



گلے میں خون میں محیط کے بنایا ہوا چہرے پر قہر و غضب شہزنگ تخت سے اٹھ کر دوڑ پکارا  
 اوشیریشیہ صاحبقرانی تیرا دین سچا ہے خدا سے ناویدہ یکتا ہے میرے دل کو اعتقاد ہو گیا روح کو  
 ثنا دیکھا ماثار اللہ اس مغرور کو کس زور شور سے مارا یہ کتا ہوا غریب آیا قدموں سے لپٹ گیا  
 نور الدہر نے سر اٹھا کر سینہ سے لگایا فرمایا اے برادر تم ہمارے قوت بازو ہو زینت پہلو ہو دیکھو  
 پروردگار ہمارا کیا سبب الاسباب جو چشم زدن میں کیا کیا ہوا تمہارے پاس قید ہو کر آئے  
 تھے مبعود نے مشکل کشائی کی قید سے چھوٹے لوح ہاتھ آئی تم شریک ہوے اب معاملات  
 فتح طلسم ٹھیک ہوے شہزنگ نے تمام اپنے سرداروں کو آواز دی صاحب جو تھے ظہور مذہب  
 اسلام دیکھا میں تو دل و جان سے مطیع الاسلام ہوا جسکو طلسم کشا کا ساتھ دینا ہو رہے ورنہ  
 نکلیا سے سب نے عرض کی اے شہریار ہم سب کی اس شاہزادے نے جان بخشی کی ہو دل و جان سے  
 حاضر ہیں شہزنگ آتش خوار مع فوج و افسران نامدار مطیع الاسلام ہوا شاہزادے نے  
 شہزنگ آتش خوار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوئے کہ فوراً ہر کار سے سامنے  
 آکر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا اور ثنا کے بادشاہی بجالائے قلم الہی نکت تو بیدار بادا  
 ترا دولت ہمیشہ یار بادا | گل اقبال تو دائم شگفتہ | بچشم دشمنانت خساریا  
 اے شہریار والا بتا رہیروز جادو شہزنگ بن عمرو آپ کا عیار خوشخو مع فوج ظفر موج قریب  
 قلعہ و خانہ آکر آئے ہیں مائل جنگ و جدل ہیں سب جوان جان نثار بے بدل ہیں آپ کی  
 قید کی خبر سنکر آئے ہیں قریب قلعہ ہوئے چکے ہیں نور الدہر نے حکم دیا ہمارے دوست کو  
 استقبال کر کے لاؤ ہم تک پہنچاؤ شہزنگ آتش خوار نے پوچھا کہ اے شہریار یہ کب مطیع ہوا  
 آپ کی غلامی سے اسکا بھی مرتبہ رفیع ہوا فرمایا اسکے یہاں بھی قید ہو کر آئے تھے یہ بھی  
 شریک ہو چکا بس شہزنگ آتش خوار خود بھی براے استقبال اٹھا فیروز جادو کو مع شہزنگ  
 بن عمرو بصد کر و فرسا مئے شاہزادے کے لایا فیروز نے آکر شاہزادے کو مقام صدر پر پایا  
 کلاہ محرق کو عرش اعلیٰ پر پہنچایا اب محفل عیش و عشرت آراستہ ہوئی اقیان سمین ساق و  
 مطربان خوش آواز و رقاصان سحر ساز و دربار میں حاضر ہوئے محفل فرحت و بزم سرور و  
 نشاط گرم ہوئی ایک نازنین پر بچہ نے یہ غزل عاشقانہ شرمع کی غزل



ایک درخیم زلف تو پریشان دل عاشق آبے کہ بصد خون جگر یافت لبِ خضر تما زلف تو سر رشته ز نارِ تباہ ست تما گشت لبِ لعل تو ہر سہرا ز نظم معفی بسہ دار برو خواہ با ویزد	وہ پیش گلِ روئے تو حیران دل عاشق دید است دران چاہ ز نندان دل عاشق ہرگز نہ شود مائل ایسان دل عاشق خونِ دل من خور و بہ دامانِ دل عاشق از کردہ خود نیست پشیمان دل عاشق
--	---

مفضل بن صدرا سے تحمین و آفرین بلند ہوئی اس وقت شاہزادہ بھی مسرور خیال فراقِ دل سے دور چار پہ رات اسی ہنگامہ عیش و نشاط میں بسر ہوئی صبح کو نور الدہر نے فرمایا اور شہزنگ آتشِ خوار واکِ فیروز جاو و جلد لشکر تیار کرو بیرونِ قلعہ چلو میں برائے فتاحی طلسم جاؤں شہزنگ نے کہا جلد لوحِ ملاحظہ کیجئے سمتِ مرحلہ جاتِ اشرف یجا پئے ہم لشکر لے کر آتے ہیں اسی وقت لشکر تیار ہوا بیرونِ قلعہ آئے نور الدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا لوح میں نکلا اور فتاح طلسم واکِ شیاہ ابنِ عجائبات جب پروردگار اپنا مفضل شریکِ حال کرے لوح طاسمی حاصل ہو کسی قدر تسکینِ دل ہو اہم حاشیہ لوح پڑھنا ایک طائر خوش رنگ بلند پرواز آسمان سے آئینگا اس سے کتنا اور احمز جنی مرز وہ ہو کہ میں نے لوح طلسم پائی جا کر مرے فتح کرو گنا تجکو قیدِ حرا سا حراں طلسم سے نجات دو لگاؤ تھک سوار کر کے یجا یگا گوہر مراد ہاتھ آئینگا شہزنگ وغیرہ نے دیکھا شاہزادے نے زیرِ غفل جا کر ایک اہم پڑھا طائر پیدا ہوا قریب شاہزادے کے آیا پس وہ طائر آمادہِ حرب و سپکا رہتا تھا جب احمز جنی نام لیا مژدہ ر پائی دیا طائر رام ہوا شاہزادے کو خوشی خوشی اپنی پشت پر سوار کیا اڑتا ہوا آسمان پر جا کر غائب ہوا عقب میں فیروز جاو و شہزنگ آتشِ خوار و شہزنگ بن عمرو نامہ راجہ سا حراں لے کر روانہ ہوئے انکو راہ میں چھوڑ دیے

دو کلمہ داستانِ شوکت بیانِ گلِ گلستہ صاحبِ قرآن تقدیرِ روح و روان  
قاسمِ عالی شان شاہزادہ ارج نوجوان تحریر ہوئے ہیں ساتی نامہ مصنف

لا جلد شرابِ ناب ساتی محقوڑی سی بات کو نہ سے طول	دے جامِ بچھے شتابِ ساتی اوس ساتی نوجوان کرم کر	ہو جاؤں سبک پلاؤ وہ پھول ستی مری کھوکے تازہ دم کر
---	---	--



ایک کلک سنبھل کے پانوں دھرنا	لکھا ہوا پھر بیان نہ کرنا	ہشیا کہ ہے یہ اور ہی راہ
یہ وہ نہیں جس سے تو ہی آگاہ	ہکون تو مجھے سنبھال لینا	تقریر کو دیکھ بھال لینا
اب نشہ بھی رہ گیا ہی کم	پی لون میں شراب لے تو دم	ہر بہت عنبر کی تاک مجھ کو
کرتا ہی غم بلاک مجھ کو	اس سمت تو میں ہوں خور و خواب	وان دختر زرک سال قیاب
اے پر مغان کا دم سلامت	دکھلا دے چاندی وہ صورت	لو ہو گیا دل کباب اپنا
دیکھ آئے ہم آفتاب اپنا	گو ہر آبدار سخن کو زیب گوش سامان	دیوش کرتے ہیں شکر

واقفان کہ درغن فردا ندہ شرح این داستان چنین کردند۔ سابق میں ذکر کیا ہی شاہزادہ ایرج  
نوجوان بصد شوکت و شان مع شوخ چشم چادو و افلاک کو ہی سمت طلسم جمشید روانہ ہوئے  
اب قریب در بند آہن تاب اگر سوئے ظلمات آہن تاب پہلوان بے مثل و نمایاں طرف  
سے جمشید جادو کے یہاں کا حکم ہی مگر ساحر نہیں ہی بہادر زبردست بادہ جرات سے مست  
اسکو ہر کارون نے خبر دی کہ ایرج نوجوان نبیرہ صاحبقران مع فوج کو یہاں سمت طلسم جمشید  
جادو جاتا ہی ظلمات آہن تاب بصد قمر و عتاب کر گرن مست پر سوار ہوا ساتھ ہزار فوج کو  
بمراہ لیا بیرون قلعہ آکر تراپہر بگردن باقی تھا کہ ایرج نوجوان مع افلاک کو ہی سامنے آکر  
فردکش ہوئے ایرج کو شاہ پور شیر دل نے خبر دی کہ ظلمات آہن تاب اپنے زمانے کا رستم  
آپ کے روکنے کو آیا ہی مگر طعن کرتا ہی کہ نبیرہ حمزہ ساحرہ کے بھروسے پر آیا ہی ایرج نے  
اُسی وقت ملک شوخ چشم سے کہا تم اپنی جادو گریوں کو ساتھ لے کر الگ جاٹھرو ہمساری  
رہائی میں دخل نہ دینا شوخ چشم پریشان اپنی جادو گریوں کو ساتھ لیکر ایک کوہ فلک شکوہ پر  
آکر اُڑی مگر جبکہ آفتاب عالم تاب بخوت شہنشاہ گردون رکاب یعنی مہتاب قلعہ مغرب میں جا کر  
محصور ہوا اور شہنشاہ مادہ تابان مع فوج ثابت و شیارگان تخت پہر نیگوان فلک پر جلوہ فرما  
ہوا ظلمات آہن تاب کو خبر ملی کہ نبیرہ حمزہ کو حفظ جرات کا بڑا خیال ہی شوخ چشم جادو کو  
اپنے سے الگ کر دیا نشہ میں شراب کے حکم دیا طبل جنگ پر چوب پڑے ہر کارون نے یہ خبر  
شاہزادہ ایرج نوجوان کو پہونچائی کہ ظلمات آہن تاب نے طبل جنگ بجوایا ہی صبح کو  
تصدیہ کی کہ حضور سے مقابلہ کرے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی دیا ندر بانی طبل جنگی



بجے بیان نقارہ زری بجا نظم	بزد طبل را آبخنان طبل زن	کہ درید میت ز میت کفن
دل زن دل زن کہ تخسین او	بین دین او دین او دین او	اس جنگ کا مختصر تحریر کرنا منظور
ہو بلا وجہ طول دنیا یافت کا قصور ہو چار پہ رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر تپکا نور کا تڑکا	ہو اظلمت دور ہوئی سیاہی شب کی کا فور ہوئی ایرج عالی مقدار بعد نماز بحر بصد کرد و فرشتہ	کرہ بن اشقر پر سوار ہو کر بصد صولت و شوکت وار دیدان کا زرار ہوئے اُدھر سے ظلمات
آہن تاب بصد قہر و عتاب مع لشکر نہریت اثر آکر میدان جنگ میں پہونچا جانین سے	صفین آراستہ ہوئیں نقبائے بند آواز کو حکم ہوا نقیبوں کا وہ فرقہ ہوا اگر اشعار عبرت آمیز	سنائیں نامرد بزدلوں کو لڑو ا دین ہزاروں کو کٹو ا دین خرامان خرامان پیچیدہ انہیں آکر قیاب
خوش آواز ٹھہرے پھیروں کے سروں میں اول چند الفاظ کے کہ مردان عالم وقت جاننا	ہی بانوں پیچھے نہ ہٹانا دشمن سے لڑ بھڑ کر جانا بزرگوں کا نام روشن کرو نشہ بادہ شجاعت	سے جھوم جھوم کے لڑو پھر یہ اشعار پڑھے لکھے
حیات ابد ہی جو اس دم مرو	تو بہتری ہی کر جان کام سے	پس مرگ تربت میں آرام لے
جو باقی رہے پھر تو غازی ہو تم	سزاوار گردن فزری ہو تم	یہ ملک چمان ہی تمھارے لیے
نعمت چنان ہی تمھارے لیے	سعادت ہی جو جانتھانی کرے	بیان اور وہاں کامرانی کرے
دنیا ناپا کنارہ زندگی کا کیا اعتبار ہی آنکھوں کو کھول کر دیکھو چشم بصیرت حقیقت وا کرو چشم بیدار	کیا ہوا دارا ایسا بادشاہ سکندر کے دم میں فنا ہوا	نظم
رستم رہا زمین پہ نہ بسد ام رہ گیا	مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا	صحاک کا عروج نہ خسرو کا دور رہی
عبرت سرا مقام ہی یہ چاہے غور ہی	بیاہ لجاؤ عروس موت کو	دو طلاق اس زندگی کی موت کو
اشعار عبرت آمیز سنار شیران دشت نبرد جھومنے لگے قبضہ شمشیر حم منے لگے آنکھوں کے آگے	موت کا نقشہ پھر گیا لطف زندگی نظر سے گر گیا ہر ایک کا قصد ہی لڑین بھڑن جان دین	نقیبوں کا میدان کا زرار سے ہٹنا اول ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب گینڈے
کو بڑھا کر میدان کا زرار میں آیا گھڑی بھر کامل نیزہ ہلایا گینڈے کو دوڑایا جب خوب		



عرق عرق ہوا دونوں سپرون سے یوں لپٹنے ٹیکا جیسے دو کالی گٹھائیں بستی ہیں گینٹ  
 کو روکا نیزے کو کاڑ دیا لشکر اسلام کہ تیز تیز بہ نظر تیز دیکھا ہر بہادر را ز تیغ میل تا مورد غرق  
 دریا سے آہن بہت چنان مرد خود را در آہن گرفت کہ مرغان او شکل سوزن گرفت  
 بچار کر آواز دی جسکو تنہاے مرگ ہو وہ میرے سامنے آئے ایرج نوجوان نے مرگ  
 پھیرا افلاک کو ہی سے فرمایا ای برادر اجازت میدان دو افلاک کو ہی تخت سے کیو  
 عرض کی ای شہر یار آرزو ہو کہ اس دیو خصال سے غلام مقابلہ کرے یہ طلہات یہ بخت  
 بڑا صاحب طاقت ہی شیران دشت کے دلون میں اسکی ہیبت ہی فرمایا کہ ای خیر خواہ مصرع  
 دشمن اگر تو لیست نگہبان قوی تر است بہ مجکو دیر ہونا بہت ناگوار ہی یقین ہو کہ نور الہ ہر  
 طلسم میں ہو چنگیا ہو میں چاہتا تھا کہ طلسم جھٹ پٹ فتح کروں ہمیشہ کی آنکھ جھپکاؤں فلاک  
 نے سر جھپکایا کہا حضور خدا کے سپرد کیا ایرج دوبارہ دامن گردان کر کہہ بن اشقر سپہا  
 ہوئے مرکب لاجواب سوار جرات میں انتخاب مثل باد صرصر تیز تر کلائیساں اترتا ہوا  
 دم سے چنور کرتا ہوا جاتا ہی نظر نہ

ہی وہ محبوب جسے کیسے نہایت اچھل  
 دائرے سے بچ تصور کے نہیں پڑتی کل  
 زلف معشوق کا دیکھے سے نکلیا ہے بل  
 ہی چھلاوے کی طرح چال میں اسکی چھل بل  
 پڑ سکے پیچھے نہ اسکے کوئی جزا سکے کفل  
 اعتقادات حکیمانہ میں آجائے خلل  
 مارے خون روے زمین پشت فلاک کو وہ کھنڈل  
 نسبت اسکے فرس ایسا کہ جسے کیسے اچھل  
 باز گشت اسکی تمام اسکی دگام اول

زیر ان ہی جو ترے رخس فلاک سیر  
 شکل کیا اسکی بتاؤں کہ جسے شوقی سے  
 اسکی سرچوٹی کا میں حسن کہوں کیا جسکے  
 بزرغہ و گام سے باہر ہی کچھ اسکی رفتار  
 یلہ وہ ہاتھ سے شاطر کے اگر ہو جائے  
 جست و خیز اسکی بیان کیجے اگر پیش حکیم  
 قاش سے زین کے ذرہ جو اچک جا عنان  
 اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہو سبحان اللہ  
 تو سن دہم کو دوڑاے ساتھ اسکے تو ہو

طلہات آہن تاب نے گردہ سپر کا ہاتھ میں لیا بڑھ کر لگا ورن ہو پاچ قدم گینٹا طلہات  
 کا اور تین قدم گھوڑا شاہزادے کا پیچھے ہٹا طلہات آہن تاب نے جو رعب و



و بدیدہ دیکھا حیران جمال و محدودیدار ہو کر کہا اکی شیر دولت اگر آپ سیری اطاعت قبول کریں  
تو اپنے لشکر کا بادشاہ کروں ایرج نے جواب دیا کہ ظلمات اگر سامری و حبشیہ یزیدت کرواویں  
مسلمان ہو تو چگونہ یزیدت بازگاہ قرار دون ظلمات نے خصمہ میں نیزہ اٹھایا تاکہ کر سینہ بے کینہہ کو  
دار کیا ایرج نے سنان نیزہ کو سنان پر گانٹھا آپس میں نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کاٹل آپس میں  
نیزہ بازی ہوئی تین سو ساٹھ فن نیزہ بازی کے آپس میں صرف ہوئے چوریان اور گھاتین  
ہو رہی ہیں ایرج نوجوان نے آخر نیزہ ظلمات کا گانٹھا پھیرا مارا صداٹ ہاتھ سے  
ظلمات کے نیزہ نکلیا ظلمات کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا شعلہ غضب بھڑکا غصہ میں  
قبضہ پر تیغ کے ہاتھ ڈالا دو سو من کا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوا کہ اردو باغار سے  
کھلا خبردار خبردار کہکرا ایرج پر جا پڑا دو تہی تیغہ لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ  
لے لیا مگر گاہ تلوار کی باڑھ پر ہی جب تیغہ قریب سر آیا ایرج نے پنجہ خورشید نما کو بڑھا کر تھپکی مافی  
تیغہ پٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کشاکش کے زور ہونے لگے مرکب و کر گدن تاب نہ لاسکے  
پیٹ کے بھل زمین پر بیٹھ گئے جانبین سے پہلوانوں نے آواز دی اکی شیر و یہ بیزبان ہلاک  
ہو جائیں گے اتر کر مقابلہ کر دایرج و ظلمات کو دے خم مار کر کشتی میں مصروف ہوئے  
دونوں سر ٹکرانے لگے مہیچ توڑ جوڑ بند صرف ہو رہے تھے مگر ظلمات زور بازو سے شانہرا  
کے دنگ زندگی سے تنگ دو پہر کامل ایک طور پر کشتی ہوئی ایرج نوجوان تعلیم کردہ مہتر مہتران  
فنون سپاہگیری میں طاق شہرہ آفاق فن کشتی کا مشاق صاحب مذاق ایک مقام پر پہنچ لایا  
دونوں مونڈھے تھام کر کہ مار گھٹنے ظلمات کے زمین سے آشنا ہوئے چاہا انکار قائم کرے  
حرلیف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا دیکر زنجیر پر ہاتھ ڈال کر نعرہ تکبیر جگے کھینچا پہلے ہی  
زور میں تباہ گھٹنا دوسرے زور میں تباہ سینہ میسرے زور میں سر سے بلند کیا قصد ہوا زمین پر  
ماروں ابا لیان فوج ظلمات نے دیکھا کہ بڑا اندھیرا ہوا اب ہمارے آقا کو گرفتار کر لیا  
تلواریں پکڑ کر جا پڑے شاہزادے کو سنبھلنا دشوار کرویا چہا طرف سے نیزے اور تلواریں  
پڑنے لگیں ایرج نے کئی زخم کھائے ظلمات ہاتھ سے چھوٹا ہاتھوں ہاتھ سرداروں نے  
چاہا ظلمات گینڈے پر سوار ہوا ایرج نوجوان نے ہنگامہ زور سے خوں میں غوطہ مارا



لغزہ کیا شعر ملک ایرج آن آفتاب میرزا کہ صاحب قرآنیم و آفاق گیر و تینہ دو دمر سکندری  
 کھینچ کر لڑنے لگا دھر سے افلاک کو ہی فوج کو لیکر پہنچا ایرج نوجوان نے جن جن کے  
 سردار مارے اب ظلمات آہن تاب کے پانون اٹھ چکے ہیں اہل اسلام لڑتے ہوئے  
 پڑاؤ تک آگئے خیمے خزانے لٹنے لگے ملک شوخ چشم جادو حکم ایرج نوجوان اتری ہی  
 سر کوہ سے دیکھ رہی ہو کئی مرتبہ شاہراہ سے سے کھلا بھیجا کہ نوٹھی ایک چشم زدن میں آ کر  
 لڑائی کو فتح کرے ایک سحر میں سب کو بیہوش کر دے ایرج نوجوان نے کھلا بھیجا خبردار  
 سر تو کرنا کیسا اگر تم قریب آئیں تو اپنے کو ہلاک کرونگا مردان عالم کا یہ ستور نہیں ہو کہ غیر ساحر  
 سے ساحر کو حکم جنگ دین مرو کو عاجز کریں شوخ چشم حرات ایرج کی تعریفیں کر رہی ہو  
 قصا کے کا طلسم جمشید میں جہان ہنگامہ برپا ہو جمشید نے کل در بندوں پر ساحران زبردست  
 روانہ کیے ہیں ایک ساحر موسوم بہ بدست جادو اڑا ہوا آسمان پر چلا آتا ہو در بند آہن تاب  
 پر جو ہنگامہ دیکھا آسمان سے آتا یا ظلمات کے قریب پہنچا پوچھا ای ہلو ان یہ کیسا  
 معرکہ ہو ظلمات نے دانت نکال کر کہا نبیرہ حمزہ نے جی چھڑا دیے ہیں سارا پڑاؤ لٹ  
 رہا ہو ای برادر بدست جادو یہ سلمان جانے نہ پائیں پس یہ کہنا تھا کہ بدست جادو مال  
 کے دانے ہاتھ میں لے کر بڑھا سحر کر کے ماش کے دانے پھینکے لشکر ایرج میں ایک قیامت  
 برپا ہو گئی کوئی زمین پر گرا کوئی شل مرغ بسل پھڑکنے لگا گھوڑوں نے بد لگا میان کر کے سوار ہو  
 کر ادیا ایرج کا بھی گھوڑا ایک مقام پر پتھم گیا ہر چند اڑتے کرتے ہیں نہیں بڑھتا بدست نے  
 اشارہ کیا ای ظلمات فوج کو حکم دے کہ یہ سب بیکار ہیں انکو مار لین مگر شوخ چشم نے  
 جو سر کوہ سے یہ معرکہ دیکھا حیران ہوئی کہ یہ فتح کی شکست کیونکر ہوئی طاؤس کو اڑا کر آگے بڑھی  
 دیکھا کہ ایک ساحر یہ فام سحر کرتا پھرتا ہی بے بسی میں ملازمان ایرج قتل ہو رہے ہیں افلاک  
 کو ہی کا گینڈا ایک مقام پر پٹھر گیا اور فقا اسکے زمین پر پڑے لوٹ رہے ہیں لغزہ کر کے  
 آ پڑی آواز دی کہ ای شہر بار آپ نے وہ ساکھا کیا ہم کو قریب لشکر نہ آنے دیا مگر یہ ملعون  
 بھروسے پر ساحر کے لڑ رہا ہی سکار و جیا ہی شوخ چشم نے پہلے سحر کیا ایرج کے ہاتھ پانون  
 قابو میں آئے پھر بڑھ کر افلاک کو بچا یا بدست پر اسے کرنے لگی مگر اسوجہ سے ناپا رہی کہ ذرا



غفلت کی بدست فوج ایرج پر سحر کرنا ہی یہ لوگ بیکار ہوتے ہیں ظلمات کی فوج  
 والے قتل کر ڈالتے ہیں تو شوخ چشم کو ہر غول میں جانا پڑتا ہی ایک ایک کو بچاتی پھرتی ہی  
 اور بدست جادو نہایت ساحر زبردست ہی ایک مقام پر سحر کیا زمین سے دھوان نکلا  
 دھوین سے کنیزان شوخ چشم و سرداران ایرج و افلاک نابینا ہو گئے جابجا  
 ٹپٹے پھرتے تھے ٹھنڈے بھل زائین پر گرتے تھے شوخ چشم نے ہر چند سحر پڑھا مگر دھوان  
 دفع نہ ہو سکا اسکی بھی آنکھوں میں دھوان لگا زخمی ہو چکی تھی لڑکھڑا کر زمین پر گری سحر میں  
 بدست کے سحر ہو گئی اتو بدست نے اور ظلمات آہن تاب نے برجمی سے اہل اسلام  
 کو قتل کرنا شروع کیا شاہزادہ ایرج نوجوان و شاہ پور شیر دل سحر سے بدست جادو کے  
 مضحک ساتھ والے بے موت مر رہے ہیں یہ حال دیکھ کر دست دعا بد رگاہ مجیب الدعوات  
 بلند کیے عرض کی اور خالق بے نیاز و جود کا رساز اس شکل کو تو آسان کر بندون کو اپنے  
 بجائے آنت سماوی سے نجات دے فوراً نیرو عا حدف مراد پہنچا سابق میں سحر کیا ہی  
 کہ کوکب روشن ضمیر نے ابریق آسمان سیر اپنے وزیر خوش تدبیر کو طرف طلسم جمید کے  
 یہ لکھ کر روانہ کیا تھا کہ جس طرح بن پڑے جمید سے لڑ کر شاہزادہ ایرج نوجوان کو لوح  
 و لواء نیا شل جان نثار دن کے ساتھ رہنا ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شہنشاہ  
 کوکب روشن ضمیر تلاش کرتا ہوا اس وقت آکر پہنچا ایرج نوجوان کو عجب حال پر ملا میں  
 دیکھا زخم دار مگر ب کے پاؤں زمین نے تمام لیے ہیں ہر چند وہ شیر قصد کرتا ہی مگر  
 اپنے مقام سے نہیں ہٹا ابریق آسمان سیر کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا وہیں سے  
 نعرہ کیا ہم ابریق آسمان سیر شیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر اولعون بدست جا  
 میں نے پہچانا تجھ کو بھی یہ لیاقت ہم پہنچی کہ فرزند ان صاحبقران کے ساتھ اس طور سے پیش  
 آتا ہی اس تیغ زن صف شکن کو شہدہ سحر دکھاتا ہی یہ لکھ کر ابریق آسمان سیر نے دستک  
 دی ایک برق چمک کر سامنے سے ایرج نوجوان کے نکل گئی بدست جادو کے سحر کا نش  
 شاہزادہ ایرج نوجوان کے سر سے اتر گیا جام بادہ جرات سے مست ہوا لڑائی میں مصروف  
 ہوا اب شاہزادہ کو نیک و بد کا وقوف ہوا ابریق آسمان سیر نے چشم زدن میں کل



اہالیان لشکر ایرج پر سے خود قہ کیا ملکہ شوخ چہنم مثل شعلہ جوالہ اٹھتی آتش غلیظ غضب  
 بیڑ کی جم کر سحر کرنے لگی لشکر ظلمات آہن تاب جو تباہ و خراب ہونے لگا شہزادہ  
 ایرج نوجوان نے ہاتھ ملکہ شوخ چہنم کا تھام لیا کہا اے ملکہ نہ سحر نہ کرو بدست جادو سے  
 لڑو ملکہ شوخ چہنم نے شاہزادے کی اہلین لین ترقی جاہ و جلال کی دعائیں دین کہ اہل  
 شہر یار والا تبار دشمن کا بھی اس قدر خیال کا فرون کے قتل ہونے کا لال ہی کہتی ہوئی لڑتی ہوئی  
 طرف ظلمات آہن تاب کے چلی ابریق آسمان سیر بدست جادو پر جا پڑا لکا را او  
 بدست شراب نخوت واد پیر مغان سیکدہ ذلت غیر ساحرون پر کمان جاتا ہی ہے ہینن آنکھ ملاتا  
 ہو بدست جادو و جھوٹا ہوا بڑھا گوئے نایخ و ترنج ابریق پر مارنے لگا جو بدست جادو  
 نے کیا ابریق آسمان سیر نے دفع کر دیا بدست نے گھبرا کر تیغہ سحر بار ابریق آسمان سیر نے  
 کلائی پہاٹھ ڈال دیا تلوار چھین کر ایک طمانچہ مارا سر بدست جادو کا چہرہ گردن سے اڑ گیا  
 لاشہ دھڑ سے زمین پر گرا مثل ہیزم خشک جلنے لگا ہر اتخوان سے شعلہ نکلنے لگا میدان  
 تاریک ہوا بعد سنگباری و برت باری آواز آئی کشتی مر نامن بدست جادو و بود  
 شاہزادہ ایرج نوجوان جنگ رشتہ کرتا ہوا قریب ظلمات آہن تاب پہنچا ظلمات  
 نے تیغہ مارا شاہزادہ ایرج نوجوان نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین کر پھینک دی مگر  
 زنجیرین ہاتھ ڈال کر اٹھالیا اور سر سے بلند کیا چا بازین پر بارین ظلمات آہن تاب کا اب  
 دیدہ دل روشن ہوا آواز دی اے شہر یار امان ایرج نے کہا امان بشرط دمان عرض کی تازہ  
 ایم بندہ ایم ایرج نوجوان نے ہاتھ سے رکھ دیا ظلمات آہن تاب کلمہ پڑھ کر بصدق دل  
 مسلمان ہوا آواز دی کوئی ہاتھ نہ اٹھائے ہمنے شاہزادے کی اطاعت قبول کی سعادت  
 دارین حصول کی سب بہادر و نئے تلوارین بنامین کین ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر  
 شاہنشاہ کو کب روشن ضمیر قریب شاہزادے کے آیا جھک کے سلام کیا رکاب کو بوسہ دیا  
 شاہزادہ عالی شان ایرج نوجوان نے سرسینہ سے لگایا فتح کے نقارے بجاتے ہوئے  
 داخل قلعہ آہن تاب ہوئے اہالیان شہر واسطے تماشے کے آئے گلی کوچہ تماشہ بینوں سے  
 معمور ہوا ہر رئیس و امیر کے قلب کو سرور ہوا آگے آگے ایرج نوجوان ایک سمت ابریق



ایک سمت افلاک کو ہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم و ظلمات آہن تاب چوب و چھماق  
 ماحرین محبت ایرج نوجوان بات بات میں ہتھام سوار سی کرتا ہوا دونوں ہاتھوں سے زیر  
 سرخ و سفید لٹاتا ہوا تماشا شہر کا دکھاتا ہوا سیلے جاتا ہوا بالیان شہر جمال ہیشال ایرج نوجوان  
 دیکھ کر کہتے تھے پروردگار اس آفتاب جرات کو سلامت پا کر امت رکھنا کہ اس کے تصدق سے  
 راہ ضلالت سے نکلے چشم ہدایت پر پہنچے اس دھوم سے آکر دربار میں پہنچے ظلمات جاؤ  
 نے عرض کی شہر یاربسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے ایرج نوجوان نے فرمایا کہ ظلمات  
 آہن تاب تخت و تاج کی خواہش نہیں ہو رواج دین اسلام کی کوشش ہی بسم اللہ مختار  
 تخت و تاج تکو مبارک رہے ظلمات آہن تاب تخت پر ایرج نوجوان دنگل زرین پر  
 ایک جانب افلاک کو ہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم ایک جانب ایریق آسمان سیر  
 سب اپنے اپنے مقام پر تکیں ہوئے محفل عیش و نشاط گرم ہوئی اسوقت ایریق سے دست بستہ  
 عرض کی شنشاہ کو کب نے قلام کو اس واسطے بھیجا ہے کہ حضور کے شریک ہو کر ہمیشہ سے لوح لؤل  
 طلسم حضور کے دست حق پرست سے فتح کراؤں اور از روئے خبر معلوم ہوا تھا کہ نور الدہرین  
 بذریع الزمان کا بھی داخلہ ہو چکا نہیں معلوم لوح پائی یا نہیں میں فوراً حضور لوح کی تدبیر  
 کرونگا ایرج نوجوان نے خوش ہو کر لشکر کی تیاری کا حکم دیا مع ایریق آسمان سیر و ملکہ  
 شوخ چشم و افلاک کو ہی و ظلمات آہن تاب مع تین لاکھ فوج کے نوبت و تقارے  
 بجاتے ہوئے اس جاہ و چشم سے طرف طلسم ہمیشہ کے روانہ ہوئے

دو کلامہ داستان شوکت بیان گلزار غلیل الرحمان نور دیدہ مونسان  
 و مسلمانان برہم زندہ زمر دے ایمان شاہزادہ نور الدہرین بذریع الزمان اب  
 تحریر ہوتے ہیں ساتی نام مصنف

پلا ساقیاب بصد کرفہ	وہ می جبین ہو رنگ خون جگر	نہ کردیر لابر ق دم ابشتاب
تھر کو پلا ساغرا آفتاب	سبو و خم و شیشہ ہائے ظفر	مری فوج معمودن کو نفیسم کر
لگا دے مرے منہ سے توخم ختم	کہ سب نشہ رسو ہو جس سے گم	چون کیوں نہ ساتی معشر کا اسم
مجھ فتح کرنا ہی ملک طلسم	پڑے فیج مضمون سے وہ حربہ غر	کہ ہو خون روان شری سے تاج عرب



چقا چاق خنجر سے ہو تھر تھری کر قبضہ ہواب قاف سے تابہ تھا دکھاؤں سرِ مد کہ رستی اُننگ اور ہودے وہ وقت جنگ وہ بیشک ہوشیاریاں وہ ہی گوھرِ بحرِ صاحبقران وہ لکھ چہرہ داستانِ اوقر	ہے قصرِ حشیدی و سامری چھکا جلد ہون ابین خنجر کلف تلاطم ہو لشکر میں اور برہمی ہو آج اُس ہا ورسے جنگِ جدل ہلائی ہو دل کوہ کا جکی ضرب پسکتی ہو جرات ہر اک بات میں کہ حاسد کا سہفق ہو مثلِ سحر	سقط ملا سائی خوش غلاف کردن صاف اکدم میں دشمن کی تا تل نہ کر سائی شوخ و شنگ شجاعت میں جو فردا و ربے بدل وہ شہزادہ ابن بدیع الزمان ہیں چورنگ دو اسکے ایک ہاتھ میں استناوران دریا سے بکینا
---	--	---

جرات و ہمت و غواصان بحرِ خارِ صولت و جلالت ز ورق کلک کو بحرِ بلا خیز جنگِ طلسم میں

یون روان کرتے ہیں نظم دارد و زبان حکایت کن از دینِ خسور ان ستونی معجز کند این قلم چو بنیاد از قادر و ہر زا و توام	ای خسامِ سحر سنج بہرام نا سوار کن شکایت کن گوئی کہ قلم عصا سے ہوئی است را نگشت رسولِ آیدم یاد این خامہ کہ بہت در سیاہی	در راہِ خسوری بنہ گام ای خسامہ نہ عاجز و زبون کز دی ہمنہ جزا ت پیدا ست این خامہ بقدرِ غسلِ مریم در بحرِ معانی است ماہی
---	--	--

یہاں تک اس داستان کو تحریر کیا تھا کہ شاہباز اوج ہمت و صولت و شوکت و شان شاہزادہ نورالدین بدیع الزمان بحکم لوحِ پشتِ احمد جنی پر سوار ہو کر چلے ہیں کہ احمد جنی کو اہالیانِ طلسم نے شکلِ طائر بنایا نورالدین نے اسکو مشرودہ دیا کہ میں تجا کو شکلِ انسان بناؤں گا اس مشرودہ روح افزا کو سنکے شاہزادے کو لیے ہوئے ایک صحرا سے پر بہار میں لا کر تارِ اعرض کی علام بہان سے آگے نہیں بڑھ سکتا مگر وقتاً فوقتاً برائے خدمتگاری حاضر ہوا گا مگر برائے خدا قدم قدم پر لوح کو ملاحظہ فرمائیے گا ورنہ کسی بلا میں پھنس جائیے گا یہ کہ کہ رخصت ہوا شاہزادہ صحرا سے پر بہار کی سیر کرتا ہوا ایک جانب چل نکلا خیال میں ہی جب کوئی ساحر سامنے آئیگا تو لوح کو ملاحظہ کیا جائیگا قطع راہ کر کے سامنے ایک باغ کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثلِ آغوشِ عاشق کے کھلا ہی خیال میں آیا کہ اس باغ میں چل کر چند ساعت ٹھہریے ابھی باغ میں نہ پہونچے پائے تھے کہ دیکھا اندر سے باغ کے ایک



نازنین حور رخسار بکلی گر پریشان حال کپڑے میلے چہرہ اُداس چہار طرف دیکھتی ہوئی کنگا  
 اسکی شاہزادہ نورالدہر ہر پر پٹی قریب آئی جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی حضور نے  
 مجھے پہچانا نورالدہر نے کہا اتنا تو البتہ ثابت ہوتا ہو کہ کبھی کسی مقام پر دیکھا ہو عرض کی گاشن  
 میرا نام ہو ملکہ شکوفہ کی کنیز ہوں نام شکوفہ کا سنکے شاہزادہ مثل گل شکفتہ ہو گیا فرمایا وہ  
 گل باغ خوبی کہاں ہو عرض کی اے شہریار صانع باغ عالم نے اپنا فضل شریک کیا لڑائی میں  
 ہمیشہ جادو و ملاکہ مخمور و سہیل اختر شناس ملکہ شکوفہ کو گرفتار کر کے لیگیا تھا ملازمان سہیل  
 نے بڑی جان بازی کی محنتی قید خانہ میں پہونچے ملکہ شکوفہ و مخمور و سہیل کو رہا کیا وہاں سے یہ  
 تینوں صاحب نکلے بخوف حبشہ شب کو اس باغ میں آکر کھڑے ہیں قید خانہ میں یہ خبر سنی تھی  
 کہ در بند و خانہ پر لوح آپ کو حاصل ہوئی ملکہ شکوفہ تو اس طلسم کی رازدار ہیں اس باغ  
 میں آکر اسوایطے بھڑی ہیں کہ اس راستہ سے طلسم کشا کا گذر ہو گا اسوقت مجھ سے فرمایا کہ میرا  
 باغ جا کر دیکھ شکر کہ پروردگار نے آپ کو یہاں پہونچایا مدعاے دلی بر آیا میں جا کر ملکہ سے  
 اطلاع کروں شاہزادہ حال مخمور و شکوفہ و سہیل سنکے باغ باغ ہوا غم سے دل کو فراغ  
 ہوا وہ کنیز بھاگی ادھر سے نورالدہر بڑھے اندر باغ کے نہ پہونچنے پائے تھے کہ اندر سے  
 بدغ کے آگے ملکہ مخمور سرخ چشم ایک جانب ملکہ شکوفہ ایک جانب سہیل اختر شناس  
 مخمور شاہزادے کو دیکھ کر اسکی شکوفہ نے حجاب سے سر جھکایا سہیل برائے تسلیم خم  
 ہوا بڑھ کر عرض کی اب تیرا قبال غلام کا چمکا جمال آفتاب مثال حضور کا دیکھا مخمور نے بڑھ کر  
 ہاتھ میں ہاتھ لال دیا چمکی لے کر طرف شکوفہ کے اشارہ کیا دیکھیے آپکی چاہنے والی  
 موجود ہیں قید خانہ میں آپ کا نام لے کے روتی تھیں اور میں تو اپنی قید کا فقط ملال تھا آپکا  
 کب خیال تھا اب نورالدہر کو ایک حجاب ہو کہ شکوفہ سر جھک کاے ہوئے آنکھوں میں آنسو  
 بھرے ہوئے چکی چلی آتی ہے سہیل باتیں کرتا ہوا کہ اے شہریار لوح طلسم کہاں سے پائی  
 سنا تھا کہ حضور نے مصاحب افراسیاب کو مارا در بند و خانہ پر لوح حاصل ہوئی ہو تو ہمارے  
 ملازموں نے چھوڑا یا شاہزادے نے لوح دکھائی کہ گلے میں بڑی ہوئی ہے سہیل نے کہا  
 حضور اس سے بہت ہوشیار رہیے گا ملازمان ہمیشہ اسکی فکر میں نکلے ہیں یہ باتیں کرتے ہو



اندرباغ کے داخل ہوئے دیکھا باغ پر بہار جو انان تہن اکڑ رہے ہیں تمام نخل بار  
اشارے سے سر بہ سجو دہن پاسے طولانی گلداسے رنگارنگ و شکوفہ ہائے بو قلمون ہیزن  
سلسبیل آسا جاری جار و کشی ہن مہر و باد بہاری نظم

ریاض دہرین ایک ایک گل بن انگزار گرے زمین پہ اگر تھم اشک بیل زار اڑے نشان قدم سے اگر کسی کے غبار ریاض دہرین گل ریزہ ہر نیم ہزار کہ آفتاب ہر پستان کرن ہو دودھ کی دھکا وہ کون ہو جو نہیں عاشق گل خسار چراغ گل ہو دین گل جو ہو چراغ شرار ہم آپ آئنے لے کر اٹھائیں گے دیوار	دکھاری ہو یہ وحدتین کثرت آج بہار ہر نخل گل اس سے تہن میں پیدا ہوں ہو اسکے فیض سے بچا سے وہ قدم کا درخت ہر ایک شاخ پہ افشان ہو پھل پھری کی طرح گرہ پر درش فصل ذرہ بدلتا ہے بنا ہر ایک درگوش میں سینہ سبیل ہو آئین فائدہ جب کو ضرر ہو ان روزوں ہو ایسی فرط رطوبت کہ کہتے ہیں مزدور
--	---

شاہزادہ ساتھ دونوں مستوفان پری چہرہ کے سہیل عقب میں خرامان خرامان سیر  
کرتے ہوئے مگر شاہزادہ محبوب و محبوبہ ساتھ ہیں بارہ دہری میں آکر ٹھہرے ملکہ مخمور نے  
سہیل سے فرمایا بھیا تم یہاں کے واقف کار ہو کچھ سامان عیش و عشرت بھی ہو سہیل نے  
کہا سب کچھ حاضر ہو یہ باغ تو غلام نے نوا یا جب میں حضور کو لیکر بیان آیا یہ کہ کے سہیل  
سے ایک کمرہ کھلوا یا اور چند گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی لاکر سامنے ملکہ مخمور کے  
رکھیں مگر ملکہ مخمور کی چھڑا چھڑا ساتھ شاہزادے کے چلی جاتی ہے کبھی آنکھ سے طرف شکوفہ  
کے اشارہ کیا کبھی کہا او ملکہ شکوفہ صاحب قریب آؤ اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو شراب  
پلاؤ اور الہ دہر سکر کر رہے ہو کھاتے ہیں مخمور کی بات کا جواب ہیں دیتے ہیں مگر غنچہ خضاطر  
شکوفہ دل باغ باغ سامنے باغ بہشت آئین پیوین و دماہ حبیب آفتاب اقبال روح پر  
مخمور کے پنجنگارین میں جام شراب روح پرور اب بالکل شاہزادے کو اس وقت خیال  
نہیں ہو کہ میں برائے ظلم کھائی آیا ہوں لوح ملاحظہ کروں ملکہ مخمور نے طعن و تشنیع کر کے  
جام بھرا سامنے شاہزادہ نور الدہر کے ہاتھ بڑھایا تازہ آداسے اور سکر کے کہا او شہر بار



بیت نبوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماندہ چنان نماید چنین نیز ہم نہ خواہد ماندہ شاہزادے  
 نے جوش محبت مخمور میں چاہا کہ ہاتھ بڑھاؤں مخمور کے ہاتھ سے جام شراب پیوں کہ آسمان پر ہنگام  
 ہوا شعلے بھڑکے ایک جادوگر کریم نظر کو دیکھا وہی طائر خوش رنگ کلان جیسر نور الدہر سوار ہو کر  
 آئے تھے یعنی احمد جنی پر وہ سائر احمد جنی کوتا زیاسے مارتا ہوا چلا آتا ہوا اور احمد جنی فل مچاتا  
 ہوا کہ ای شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان خبردار خبردار جام نہ پیجے گیایہ مکار مخمور سرخ چشم  
 نہیں ہے مرجان جادو اسکا نام ہے اگر جام پی لیا تو اپنے کو گرفتار کر لیا یا برائے لوح کو ملاحظہ کیجیے  
 احمد جنی تو ضرب تازیانہ سے زمین پر گر مارا ان جادو بھی بڑھکر برابر آیا نعرے کرتا ہوا کہ ادا احمد  
 تو نے طاسم کشا کو بچا یا اب تجکو زندہ نہ چھوڑ دو گا احمد سانسے سے بھاگا ہوا طرف بارہ دری کے  
 آتا ہوا عقب میں مارا ان جادو و نور الدہر نے یہ حرکت دیکھ کر لوح پر نگاہ ڈالی آئین لکھا کہ ای  
 فتاح طاسم احمد جنی غیر خواہی مخمور نہیں مرجان رو سیاہ ہے یہ جام جو اسکے ہاتھ سے لیا ہے وہی  
 یہ پھینک مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو نور الدہر نے فوراً وہ جام مخمور پر پھینک مارا اُس نے  
 چاہا بھاگ کر بچوں لیکن اجل سر پر کہاں بھاگے کیونکر بچے قطرہ شراب جو سر پر پڑا آہ کر کے طے لگی  
 نور الدہر نے نعرہ کیا تموار کھینچی سپیل اوٹھا گونہ جگو سمجھے تھے دونوں ساحران غدار بلا سے  
 روزگار سیاہ رو تیرہ درون نے بڑھ کر نور الدہر پر گولے مارے نور الدہر نے لوح کو سامنے  
 کیا سحر باطل ہوا تیرہ خارا شکاف سلیمانی سے دونوں بچیاؤں کو واصل جہنم کیا احمد جنی پشت  
 پر آکر شاہزادے کے کھڑا ہوا مارا ان جادو بل کرتا ہوا قریب آیا چاہا احمد کو مکر طے نور الدہر  
 نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک طبیانچہ مارا کہ سر مارا ان سیاہ رو کا چہرہ گردن سے اٹ گیا زمین پر گر اب  
 مرجان جادو و مارا ان جادو سیاہ رو وغیرہ کمرے سے روز روشن تیرہ و تار یک ہو گیا ہنگام  
 گیر و در بلند ہوا آواز کی کشتی مر نام من مرجان جادو و مارا ان سیاہ رو بود افسوس مریم و جان  
 دادیم و مطلب خود نرسیدیم بعد چند ساعت کے اندھیرا سب دور ہوا شاہزادے نے دیکھا لاشے  
 ان جادو گروں کے پڑے تڑپ رہے ہیں جو قصر کے محلے تھے جل گئے جو اصلی تھے وہ باقی  
 رہ گئے احمد جنی نے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی شہر یا غضب کا دھوکا کھایا تھا جس وقت بجو  
 ثابت ہوا کہ آپ باغ میں مرجان جادو کے پوچھے اور اُنکے دام تزدیر میں پھنسے ہیں مقبرہ ہو کر



اپنے مقام سے چلا کہ شاہزادے کو جا کر آگاہ کر دین اس بیجا ماراں سیر رونے گھڑ پر دوڑ گئے  
 نے بروقت حضور کو پہونچایا بموجب مصرع رسیدہ بود بلائے دے بجز گذشتہ آب حوض طلسم کشائی  
 میں جلدی کرین میں نے سنا ہو کہ جمشید جادو و فوج ہمراہ لیکر چل چکا ہی آپ کا لشکر کہاں ہر شہر ہوا  
 نے کہا ای احمد جی فیروز جادو و شہزادگان آتش خوار مع ساٹھ ہزار ساحران نامی عقب میں  
 آتے ہیں مرحلہ طلسم پر نہ آسکے اب مرحلہ شکست ہوا مرجان جادو مارا گیا یقین ہو کہ آیا ہی  
 چاہتے ہیں قریب ہونگے احمد جی نے عرض کی میں جا کر تلاش کروں ڈھونڈتے کے لاؤں  
 میں از قوم جن اپنی تیز روی بچھٹیں ہوں نور الدہر نے کہا کچھ متھارے جانے کی ضرورت  
 نہیں ہے خدا میرا مالک ہے حقیر راہ خوفناک طلسم کا سالک ہو ایسے ایسے معرکے بہت پیش  
 آئیں گے کہاں کہاں ہم مددگاروں کو بلائیں گے پروردگار ساتھ ہو اسکا دامن قدرت ہے  
 اور ہمارا ہاتھ ہی احمد جی سے بھی نور الدہر یہ باتیں کر رہے تھے کہ بیرون باغ سے گرد اڑ رہی  
 دیوار باغ تو گر چکی ہی دور تک معلوم ہوتا ہی دامن گردش گافتہ ہوا دیکھا آگے آگے ایک  
 جادو گر سرخ پوش بھد جوش و خروش مرکب پر سوار رشت پر ساٹھ ہزار ساحران ناہنجار سیاہ و  
 بدخوبانہ و بط و ہنر برہائے آتشین پر سوار نمودار ہوئے اس ساحر سرخ پوش نے جو دور سے  
 لاشہ مرجان جادو دیکھا اور طلسم کشا کو تنہا پایا دھین سے نعرہ کیا منم یا قوت جادو و برادر  
 مرجان جادو ای طلسم کشا غضب کیا مقام افسوس ہی میں نہ پہونچا تو نے ایسے ساحر  
 شعبہ باز کو کیونکر مارا اب اس کے معاوضہ خون میں تھکوا کیا مچھوڑتا ہوں یہ کہکریا حرون سے  
 اشارہ کیا جلد طلسم کشا کو قتل کرو اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھر دو نور الدہر نے بھی تلوار کے  
 قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور ننگانہ دریا سے فوج ساحران میں غوطہ زن ہوئے ساحر دن کے سحر  
 نور الدہر پر چلنے لگے محل بدغ مثل شمع کا فوری جلنے لگے مگر سبب بلوح طلسم کے شاہزاد  
 پر سحر تاثیر نہیں کرتا نور الدہر نے جبکہ ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے افسردن کو مارا ہنگامہ گرم  
 ہوا یا قوت جادو نے دیکھا طلسم کشا پر سحر مافسون کام نہ کر گیا ساحرون کو آواز دی  
 یا رویہ جوان صاحب لوح ہی عمر نہ کرو تیر و تلواریزہ سے ماز لو اب ساحرون نے  
 حربہ ہائے سحر موقوف کر کے سلاح ہائے جنگ بٹھائے شہزادہ شیرازہ شمانہ ان بھائیوں



لڑ رہا ہو مگر ہزاروں تلواریں چلین طائران تیز پر کھول کھول کر اس شہباز اوج جرات پر گریں  
 بین جیسے شمع کے گرد پروانے مگر شاہزادے کو تروداؤ کس کس سے لڑے اس بقیاری  
 میں دست و عابد رگاہ قاضی الحاجات بند کیے کہ اسی خالق بے نیاز رب کار ساز وقت  
 بیکسی میں سوئے تیرے کون حسین و مددگار ہو تو شار و عقار ہو لفظہم

بگذار چنین ذلیل و خوارم بنمائے رہم بجانب خویش غفلت زدہ ام زکروہ خویش نویسد کمن مرا اسے ابھی دعا شاہزادے کی تمام	دی چارہ کار خام کاران سرگشتہ مکن مرا ازین بیش بگذار کہ تشنہ لب میرم چون آمدہ ام بہ غدر خواہی مگذار میان ثون و خاکم	اگر ہم ریش و لفگار ان از راہ کرم بر آر کارم در وادی مصیبت اسیرم وز شرم سرے فگندہ دریش بردار ز سطر ج ہلاکم
---	--	---

نہ ہوئی تھی کہ صحرائے گرد و بلند وئی شہزنگ بن عمرو آگے آگے عقب میں شہزنگ آتش خوار  
 بکیر و ز جادو و فوج ساحران نامی ہر شہزنگ بن عمرو نے لغو کیا دیکھا گل گلزار صابقرانی  
 یکہ و تنہا صرف جنگ ہی چہرہ جسم خون سے گانار ہو گئی سے خون ٹپک رہا ہی جیسے کوئی ہوئی  
 کھیلتا ہر شہزنگ نے فیروز و غیرہ کو آزدی یار و شاہزادہ یکہ و تنہا لڑ رہا ہی رہتے ہی  
 فیروز و غیرہ حریف سے سحر بنگال کر آئے ہی شریک جنگ ہوئے ایک ہی حملہ میں صدمہ چورنگ  
 ہوئے اب نور الدہر نے ایک سوار کو مار کر مرکب لیا اسی پر سوار ہوئے شیرازہ مصروف کارزا  
 ہوئے شہزنگ آتش خوار نے زمین ہلا دی چہار جانب سے آگ لگا دی ہزاروں ناریوں کو  
 جلا دیا جس نے دل میں غبار رکھا تھا انکو خاک میں ملا دیا شاہزادہ نور الدہر لڑتے ہوئے قریب  
 یا قوت جادو کے پہنچے آئے کئی گولے مارے نور الدہر نے لوح کو سامنے کر دیا وہ گولے  
 پھٹ کر اسی کی فوج ضلالت موج پر گرے کئی سوسا حراک ہوئے یہ حال دیکھ کر کلیہ یا قوت  
 جادو کا خون ہو گیا آخر قریب آکر ہاتھ میٹھ بھر کا مارا شاہزادے نے تیغہ خارا شکاف سلیمانی  
 پر گانٹھا الجھا دے سے ہاتھ نکال کر تیغہ برق مثال کو چپکایا خبردار لکے ہاتھ مارا آئے سامری  
 و حبشہ کا نام لیکر سپر بھر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار گھاٹ سے چڑی پیسہ کے دو ٹکڑے ہوئے  
 نئی بات ہو کہ شب بھر کٹی یا تو تار سپر چکی تھی یا زہر تنگ زمین پر تلوار نے بوسہ دیا یا قوت



کافر کا خون آسمان سے برسنے لگا ابرسرخ رنگ پیدا ہوا آوازیں مہیب آئیں سنگساری  
 برف باری ہوئی آواز آئی کشتی مرانام من یا قوت جادو بود افسر حو مارا گیا اہالیان فوج  
 شکست کھا کر کچھ بھاگے کچھ مارے گئے شاہزادہ بفتح و ظفر بیٹا فیروز وغیرہ نے آگے  
 شاہزادے کے قدموں کو بوسہ دیا مگر شاہزادہ زخمی ہوا اور شہرنگ بن عمرو نے حکم دیا جلد  
 بارگاہین استادہ ہوں کہ زخم دوزی کیجائے یہاں تو بارگاہین خیمے آراستہ ہو رہے ہیں  
 اب دو کلمہ داستان جمشید کے ذکر کرنا ضرور ہیں کہ جب ابریق آسمان سیر در بند آہن تاب  
 پر آگے شریک ایرج فوجان ہوا تھا ایرج لشکر ظفر اثر کو درست کر کے طرف طلسم کے  
 چلے یہ خبر جمشید جادو کو پہونچی غصہ میں آکر تین لاکھ ساحران زبردست کو اپنے ساتھ لیکر آمل  
 لشکر ایرج پر آگے گرایا یہ بجایا بادشاہ طلسم ہو سوا سے طلسم کشا کے کوئی اسپر غالب نہیں ہو سکتا  
 پس ابریق آسمان سیر خوب خوب لڑا بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا مگر جب جمشید جادو  
 سے مقابلہ پڑا دو گھنٹی کامل سحر چلا آخر جمشید ابریق پر غالب آیا اور گرفتار کر کے زبان  
 میں سوزن دیا شوخ چشم کو ایک سحر میں پاٹ لیا غرض اسکے سحر سے ایرج وغیرہ سب  
 بیہوش ہوئے سب کو جمشید جادو گرفتار کر کے طرف قلعہ طلسمی کے لیکر چلا راہ میں اسکو  
 خبر ملی کہ مرحلہ مرجان جادو فتح ہوا یا قوت جادو کے ساتھ کے ساحر بھی زخمی و بھرا تا کر  
 پہونچے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا تا بدر بند مرجانیہ پہونچا مرجان جادو کا کام  
 تمام ہوا اب یقین ہو کہ طرف قلعہ طلسم کے رجوع کرے بس یہ خبر وحشت اثر شکے جمشید مثل  
 ابر کے گڑا گڑا یا اسباب سحر ہاتھ میں لے کر اٹھا اسی وقت نفیر سحر بھی لشکر میں تیاری ہوئی قیدیوں  
 کو رابے پر سوار کر کے ہمراہ لیا جمشید بہ فوج قاہرہ براے مقابلہ طلسم کشا چلا بیان شاہزادہ  
 نور الدہر بن بدیع الزمان بعد قتل یا قوت جادو خود بھی زخمی ہیں اہالیان فوج بھی زخمی  
 ہیں فیروز و شہرنگ بھی بخوبی لڑ چکے ہیں ابھی استراحت نہیں کرنے پائے ہیں بارگاہ میں  
 قصد ہو جائیں کہ ہر کارون نے بڑھ کر عرض کی اے شہر پار ہو شیار ہو جائیے جمشید جادو مع  
 کئی لاکھ فوج ساحران کے آ پہونچا اور شاہزادہ ایرج فوجان کو گرفتار کر لایا ہی نور الدہر یہ خبر  
 وحشت اثر شکے گھرائے پتھیل تمام باہر آئے پشت مرکب باد گرفتار پر سوار ہوئے جب تک



شہرنگ وغیرہ سوار ہون آمادہ حرب و پیکار ہون جمشید نے آتے ہی سحر کیا کہ شعلہ ہائے آتش  
بھڑکنے لگے لگتے ہائے ابر تیرہ وقار کڑکنے لگے کئی ہزار ساحر مگر رگیا کوئی ٹخنہ کے بھل زمین پر  
گرا کوئی مثل مرغ نیم سہل تر یا کسی پر گولہ پڑا کسی نے بدحواس ہو کر اپنے غنجر سے گلا کاٹ ڈالا دو تین  
حملوں میں جمشید نے زمین کو ہلا دیا ایک جانب شہرنگ آتش خوار ایک سمت فیروز نامدا  
سحر میں مصروف ہیں مگر شاہزادہ نور الدہر پر چونکہ لوح طلسمی گلے میں ہے سحر تو ساحر و ن کا تاثیر نہیں  
کرتا مگر کئی لاکھ ساحر و ن کا بلوہ ہو تیرہ و تیر بھی چل رہے ہیں پہلی لڑائی میں زخمی ہو چکے ہیں اب  
روح کو راحت نہیں جسم میں قوت نہیں ہی مگر شیر ہشتیہ صاحب قرانی ہیں گلا سے زخم جسم پر کھلے ہیں  
بدھیمان پڑی ہیں چہرہ گلنا زخون سے خون کی دھار روان قبضہ ہاتھ میں جم گیا ہو کیہ ذہن  
کس کس سے جنگ کریں ایک کو قتل کیا اسی مقام پر دس ہیں آجاستے ہیں دم لینے کی مہلت نہیں  
پاتے ہیں ہر طرف سے ہی صدائیں ہیں کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لو مہلت ندو اور زیادہ بتقراری کا  
نور الدہر کی یہ باعث ہو کہ دیکھ رہے ہیں کہ شاہزادہ ایرج نوجوان سلسل و مطلق زخم کھائے  
ہوے سزگون غم سے کایہ خون طرف انکے دیکھتا ہی تیوری سے یہ پیدا ہو کہ یہ جوان ہچیم اس  
حال نہار سے ہم کو قیدین نہ دیکھتا زنجیروں ہلا رہا ہی مگر قوت اتنی بسبب زخمی ہونے کے نہیں باقی  
ہو کہ قید توڑے مجبور و ناچار انکے جملہ سردار بھی مبتلا سے مصیبت مثل آئینہ عیرت ہیں ہر مرتبہ نور الدہر  
آمدہ مگر ہو کر چاہتے ہیں کہ جان دون اور اپنے برادر بچان برابر کو قید سے چھڑاؤں مگر قوت  
کے ریٹے یہ اکیلے کہ ہرگز ہر خیال کریں کہاں تک جرات دکھائیں اور جمشید بادشاہ طلسم ہی  
شہرنگ آتش خوار و فیروز جادو وغیرہ اسی کے ملازم ہیں اسکو غصہ میں دیکھ کر فرار کے عازم  
ہیں ہزار بادون مقابلہ بھاگے جنگوا پنہا فر کا خیال ہو اور کوئی نامزد کے اسکا لال ہو وہ  
جاننازی میں مصروف رہے بعض کہتے ہیں ہم اپنے شہنشاہ سے رٹیں کیا بیوقوف ہیں آخر  
قرب شام جمشید بد انجام نے شہرنگ آتش خوار و فیروز جادو وغیرہ کل سپاہیوں کو  
گرفتار کر لیا قریب شام ایرج نوجوان وغیرہ کو بھی قید کیا اب باقی شاہزادہ نور الدہر  
بن بدیع الزمان و شہرنگ ہیں شہرنگ نے دیکھا کہ شاہزادے کو غش آیا چاہتا ہی بس  
شہرنگ بن عمرو نامدار تراشندہ ریش کفار نے جاننازی کر کے ایک حقہ آتشنازی کا



ساحرون پر مارا کسی کا منہ جلا کسی کا گریبان پھنکا فوجو شہرنگ نے مہلت پانی شاہزادہ نورالدہرین بدیع الزمان کو بھی بیہوش کر کے پشاورہ باندھکھجاگا ایک درہ کوہ میں آکر مخفی ہوا اسی بیہوشی میں اپنے آقا کی زخمدوزی کی بیان جمشید جادو رات بھر اسی نخل کو گھبرے رہا صبح کو دیکھا کہ گرد شجر کے صد ہا لاشے پڑے ہیں دور تک رن پڑا اور سب طرف تلاش کی مگر طلسم کشا کو نہ پایا اب جمشید جادو حیران کہ طلسم کشا کیا ہوا ساتھ والوں نے کہا حضور بارہ چودہ ہزار ساحرون کا کھیت ہوا غلئی سب مارے گئے کشت حیات ساحران پامال ہوئی ایک جوان کالا شہ کیونکر ملے کیا طلسم کشا فولاد کا تھا ملادہ سحر کے ہزاروں تلواریں سحر کی اسپر بڑی یقین زخم تیرون کے کاری کھائے آخر پامال ہوا جمشید جادو خوشی خوشی ان سب قیدیوں کو ساتھ لیکر بھد کر دفر آکر داخل قلعہ طلسمی ہوا جس قید خانہ میں ملکہ مخمور سرخ چشم و لکھ شگوفہ و سیل اختر شناس قید تھے اسی زندان پر محن میں شاہزادہ ایرج نوجوان وغیرہ کو لاکر داخل کیا اور ملکہ مخمور نے یہ خبر وحشت اثر بخشی کہ شاہزادہ نورالدہرین بدیع الزمان جنگ مغلوبہ میں مارا گیا اسقدر زخمی تھا کہ لاشہ بھی نہ ملا قریب تھا کہ روح جسم سے نکلی اے نظم

ملزم اشک نے طغیانی کی	دست مڑگان نے درافشانی کی	اشوق نے سلسلہ جنبانی کی
بتقراری نے بھی طغیانی کی	کبھی جو ذرا ہوش آیا سمجھ سے یہ کام نہ کھلائے	اور مخمور کاش کے
ہم برسے خلق ہوئے ہوتے یہ خبر نہ سنتے	کہ نورالدہر قتل ہو گئے	اور ہم زندہ ہیں نظم

ملک الموت بھی کیا ہی بیدار	۲۰ سچ ہو کہ بڑا ہی بیدار	تھا بنوں ہون دلو میں بھر کر آہ
کیسی یان آن نبی دسپد آہ	جان نہمہ رنج دسرا با غم ہی	رنج سارنخ ہی غم سا غم ہی
دیکھتی ہوں محب احوال اپنا	کیا کہوں کس سے کون حال اپنا	کبھی چاہتی ہو اپنے کو ہلاک کرو

قصہ زندگانی کا پاک کردن اور مخمور بھوکس ساعت سے اس قید خانہ میں آکر قید ہوئی کہ شاید اگر جان بچی یہ روئے سیاہ خواجہ عمر کو کیونکر دکھاؤ گی کیا بات بناؤ گی جس روز علامت طلسم پر قید ہوئی تھی اس ایک شفل کے بارے میں میرا غصہ کرنا اس شیر حنبت آرام گاہ کا بجز دم محبت کا بھرتا اگر میں بے فییب نہ قید ہوتی وہ شیر دل اس طلسم مخموس میں کا جسے کو آتا بائے موت سر پر کھیلتی تھی میں بھر کی جنائیں بھیلتی تھی ہمیشہ ہی خیال تھا جب کو عقیق پر جادو کی رو سے زیادہ دیکھ کر چلی آؤ گی



نظم چون بامیان بجاالت زار	مے گفت زور و آن دل انگار	بے تو من و دل فگار و جان ریش
راضی شدہ ام بردن خویش	ای جان چہ بود زن بر آئی	و عمر خوش است گریہ
عمرے کہ چنین رو و حرام است	مرگست کہ زندگیش نام است	ای کاش کہ مادرم نراده
و نراده اجل بسا و دادی	من لذت زندگی نہ داغ	مرگ دگر است ہرز ماغ
مے بود ز بجز یار و لبتنگ	بر سینہ زدے ز دست دل تنگ	شاہزادہ عالی شان ایسج

نوجوان ابھی قیدین سر جھکالے ہوئے ایک جانب بیٹھے ہیں اتنا کا قلق ہو دل سے کتا ہو کہ ایسج نوجوان افسوس ہو کر ہمارے ہاتھ سے طلسم فتح نہوا فلک نے یہ روزیہ دکھایا اس زندان تنگ و تاریک میں پہونچا یا شکوہ فلکی کر رہا ہے حجاب سے سرہنیں اٹھاتا مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا جو حال بہت اتر دیکھا قریب آ کر فرمایا ای شہنشاہ ملک خوبی و اوسرو نوخاستہ باغ مجبوی صبر کرو دل پر جبر کرو تمہارا تو مقدمہ محبت ہی ہمارا تو وہ شہزادہ روح کی حست ہو اول تو خیال کرو کہ خدا خواستہ اگر وہ شہسوار میدان یکہ تازی شیر مینہ سرفرازی مالا جاتا تو یہ بیجا لاش لاتے سر لا کر بکودکھاتے لوح ملتی طریقہ سے ثابت ہوتا ہے کہ لطائف بڑی قیامت کی پڑی ساتھ والے سب گرفتار ہوئے آخر بار لشکر نہ بھل سکا لوتا بھڑتا کسی جانب بھل گیا ان بیجاؤں نے پیشہ ور کر دیا کہ طلسم کشا قتل ہوا سراسر غلط ثابت ہوتا ہے خاص دل پر غم و الم کا ہجوم ہنیں ہی دل کو تسکین ہی اس قید خانہ میں تو یہ رنگ ہی ہر ایک اپنی زندگی سے تنگ ہی مجبور ایک کو ایک سمجھاتا ہی شاہ پور شیر دل ایسج کو بہلاتا ہی اور دل کو تسکین دلاتا ہی

دو کلمہ داستان شاہزادہ نور الدین بہرین بلیع الزمان بیان ہوتے ہیں

کہ شہرنگ بن عمرو عیار نامدار وہ کوہ مین اٹھا کر لایا زخم دوزی کی صبح کو شاہزادے کی آنکھ کھلی اپنے کو درہ کوہ مین پایا شہرنگ بن عمرو کو بالین پر دیکھا پوچھا ای برادر یہ کیسے معرکہ ہی شہرنگ رونے لگا کہ حضور فلک نے گردش دکھائی سردار سب آپ کے قید ہو گئے لشکر منتشر ہوا زخون سے آپ کا عجیب حال تھا جان بچنا محال تھا مین عالم غشی مین شب کو بیان اٹھا لایا شکوہ کہ لوح موجود ہی سر پہ وہ موجود ہی انشا اللہ آپ طلسم کشائی کیجیے گا نور الدین نے مجبور ہو کر کہا ای برادر جو منظور خدا میں اپنے کو اب قلعہ طلسمی میں پہونچاؤ لگا



مین نے ایرج کو بھی توقید میں دیکھا مین معلوم وہ کیونکر بیان ہو پنے سردار بڑے بڑے  
انکے بھی ساتھ تھے خدا خواستہ اگر ایک سے جسم ایرج کم ہو مین لشکر میں منہ دکھانے کے لائق  
نہ ہو لگا اس سے بہتر ہو کہ لڑ بھر کر مر جاؤں شہزنگ نے کہا جو حضور فرماتے ہیں یہی مناسب  
ہو غلام اتنا طالب ہو کہ ایک روز تو بیان توقف فرمائے کہ زخم خشک ہو جائیں نور الدہر نے  
کہا دل پر زخم ہو کس کس کا علاج کرو گے یہ کہہ کر فرمایا تھوڑا پانی کہیں سے تلاش کر کے لاؤ شہزنگ  
چھاگل ہاتھ میں لے کر بیرون درہ کوہ آیا جستجو میں پانی کی چلا مگر جمشید جادو جب آکر دوسرے  
دن تخت پر بیٹھا مشیران سلطنت سے کہایا روطاسم کشا مارا مین گیا نہ لوح ملی نہ لاشہ دستیاب  
ہوا طاسم کشا کہیں چھپ گیا تلاش اسکی ضروری ہو اسکا وزیر ہو کہ اسکا سفاک شعلہ زن نام  
ہو سکاری و فریب اسکا کام ہو کہا حضور آپ کی رائے سالم ہو طاسم کشا بٹا ظالم ہو بیشک لڑتے  
لڑتے کہیں مخفی ہو ایشاعمر و ایسے عیار کا اسکے ساتھ ہو اسنے ضروری کوئی تدبیر کی ہوگی مگر  
اس حوالی سے کہیں دور نہیں جاسکتا انتہا کا زخمی تھا اسی کو کوس کے گردے میں ہوگا غلام  
ابھی جاتا ہو اگر سامری و جمشید نے مدد کی تو طاسم کشا کو مع عیار لیکر آتا ہو یہ کہلے سفاک شعلہ زن  
بھڑک کر چلا جان رن پڑا تھا لاشے جا بجا ساحرون کے موجود تھے عجب مقام خوفناک  
نختے خون کے جمے ہوئے نخل صحرا کے جلے ہوئے یہ عجیب دیکھتا بھالتا چلا دور سے اسنے  
دیکھا کہ شہزنگ عیار چھاگل ہاتھ میں لیے ہوئے اندر سے درہ کوہ کے نکلا اس عجیب کو  
یقین کامل ہوا کہ بیشک طاسم کشا اسی درہ کوہ میں مخفی ہو اپنے آقا کے لیے پانی لینے جاتا ہو  
خوشی سے منہ میں پانی بھر آ یا مثل موج بیتاب ہو کر لہر میں گرفتار کرنے کے روان ہوا چند قدم  
شہزنگ بن عمر و گیا تھا کہ سفاک شعلہ زن نے دودا نے ماش کے شہزنگ بن عمرو پر  
پھینکے شہزنگ بے حس و حرکت ہو کر زمین پر گر پڑا سفاک شعلہ زن قریب آیا کہا کیوں او  
نا عیار اپنے سردار کو خوب بچا یا درہ کوہ میں لا کر چھپا یا اب دیکھتے تیری صورت بنکر جاتا ہوں  
لوح چھین کر انکو بھی گرفتار کر کے لاتا ہوں شہزنگ مجبور و ناچار روئے لگا اشکوں سے  
منہ دھونے لگا سفاک نے شہزنگ کو لا کر ایک گوشے میں ڈال دیا آپ سے صورت  
شہزنگ بن عمرو کی بنا قریب درہ کوہ آیا و از دی ای شہزنگ پانی حاضر ہو نور الدہر باہر



صل آئے کہا اور پانی لائے اُسے کہا پانی تو حضور حاضر ہو مگر لوح پر خون جم گیا ہو لایے  
 پہلے اسکو پاک کر دن چستے میں غوطہ دے کر لاؤں نور الدہر تو جانتے ہیں کہ میرا پار وفادار  
 کیا خبر ہو کہ یہ جہل ساز سکار ہو گردش فلکی سے ہر شخص مجبور و ناچار ہو دم بھریں یہ فلک نیا شعبہ  
 دکھاتا ہو رہروان کوے جرات کو مثل نقش پاشاتا ہو نور الدہر نے لوح گلے سے اتار کر چھل  
 کی سفاک شعاع زن نے لوح کو ہاتھ میں لیا رومال میں لپیٹا جھولی میں رکھ کے آواز دی  
 باش او طلسم کشا منم سفاک شعلہ زن فدیرا عظم جمشید صف شکن و یکھ یوں لوح لیتے ہیں  
 مسلمانوں کو داغ دیتے ہیں طلسم جمشید و سامری کی قدرت کا نمونہ ہی خاص بندگان خدا وند اس  
 طلسم میں رہتے ہیں یہ سنکر نور الدہر نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اُسے چند اے ماش کے مارے  
 ہاتھ پاؤں عیس و حرکت ہو گئے سفاک شعلہ زن نے ایک تخت سحر تیار کیا شاہزادہ نور الدہر  
 بن بدیع الزمان و شیرنگ بن عمرو کو اس پر ڈال لیا اور طرف قلعہ جمشید کے روانہ ہوا جمشید  
 جہاد و تخت پر بیٹھا ہو سفاک شعلہ زن آکر پہونچا لوح ہاتھ پر رکھ کر ندروی تمام کیفیت بیان  
 کی نور الدہر اور شیرنگ کو قید حرمین سلسل کر کے قید خانہ میں بھیج دیا ملکہ مخمور صرخ چشم و ایرج  
 وغیرہ قید خانہ میں بقرار و اشکبار تھے کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بھی سلسل و  
 سطوق قید خانہ میں پہونچے شور گریہ زاری بلند ہوا زنجیرن مقام کر سب اٹھ کھڑے ہوئے  
 ایچ نوجوان نے گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا ای برادر عجب خبر و حشت اثر نسی تھی کہ دشمن جنگ مغلوبہ  
 میں قتل ہوئے اس غم سے کایچہ میں آبلے پڑ گئے زندہ تو پایا مگر اس حال پر لال میں دیکھا کوئی  
 ساعت مصیبت تازہ سے فرصت نہیں ملتی کلی باغ مراد کی بنین کھلتی ملکہ مخمور سراپا کو شاہزادہ  
 کے دیکھتی ہو کبھی گھبرا کر کتنی ہو کیوں اور شہر یار یہ رات ہو یادن ہو آنکھوں سے بنین سو جھنڈا دل  
 قابو میں بنین افسوس میرے واسطے آپ نے کیا کیا مصیبت اٹھائی مجھ پر نصیب کا کیوں چھپا کیا  
 قتل ہو جاتی زندان رنج و اطم سے چھوٹ جاتی نور الدہر نے سب کو تسکین دی اور فرمایا خدا  
 مالک ہو شیرنگ بن عمرو ہمارے عیار وفادار نے دشمنوں سے پکایا فاک کچھ فٹار کو رشک  
 آیا خیر شکر ہو سب ایک مقام پر ہو گئے مرگ انبوہ جتنے دار و درگزر خدا واسطے ایچ نوجوان کے  
 دل و توانا ہو ایسا قوت باز و کسکو ممکن ہوتا ہو جب سے یہ لشکر میں آئے یہ میر نعام انہرنگا رہے



اگر لہو بھر کو جدا ہوے تو مثل ماہی بے آب بقرار رہے عدم میں بھی ایک ساتھ جائیں گے مگر  
ای ملکہ مخمور بختاری مصیبت پر کاہجہ بھٹتا ہی یقین ہی جمشید ملعون ہمارے قتل کر دیا مگر کھوپڑی فریاد  
کے نیچے گا ایک سردار افراسیاب کا ہمارے ہاتھ سے در بند و خانہ پر مارا گیا ضرور اس ملعون  
کو خبر پہنچی ہوگی بختارے نام پر جان دیتا ہی ملکہ مخمور نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا چند  
میں سخت جان ہوں مگر آپ کے بعد ستر گرا کر جان دوں گی روئے سیاہ افراسیاب خانہ خراب  
خدا نہ دکھائے اسکی بدعت سے بچائے اسوقت قید خانہ میں شور گریہ وزاری بلند ایک  
ایک جان کے خوف سے در و مند یہاں جمشید ملعون نے سفال شعاع زن کو بڑا بھاری  
خلعت دیا جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوا جمشید نے حکم دیا منادی ندا کرے کل صبح طلسم کشا کو  
مع کل قیدیان بلا مبادولت قتل کر نیکی ایک ایک نکر ام کو سترے معقول دین گے تمام کو ورنہ  
میں طلسم جمشید کے اشتہار چپان ہوئے منادی جا بجا ندا کرتا بھرتا ہی کہ کل صبح کو طلسم کشا  
و ملکہ شگوفہ و ہیل اختر شناس و فیروز جادو و شہر نگ آتش خوار و ابرق آسمان سیر  
مصاحب شہنشاہ کو کب و ملکہ شوخ چشم و ایرج نوجوان و شاپور شیر دل و شہر نگ بن  
عمر و ملکہ مخمور سرخ چشم و غیرہ قتل کیے جائیں گے سرکشی کی سزا پائیں گے یہ آواز کان میں  
قیدیوں کے پہنچی علاوہ ان سرداران مذکور کے بارہ چودہ ہزار اہالیان فوج بھی قید ہو کر  
آئے ہیں ایک رسن میں بچا رہے بندھے بیٹھے ہیں شور فریاد و الفیات بلند کیا نور الدین نے  
بھی سنا قریب دروازے کے آکر کہا بھائیو کیوں فریاد کرتے ہو اپنے مہمو کو ایسے وقت میں  
سینن یاد کرتے ہو جو شرور جہان باپ سے زیادہ مہربان ہو رحم کرنا اسکی شان ہو اگر اسکی عزت  
شریک حال ہوئی چشم زدن میں دام بلاے مصیبت سے رہا ہو جاؤ گے اس آفت سماوی

سے امان پاؤ گے رباعی	نہ دیر میں کچھ ہو دھرم میں کچھ ہو	دنیا میں نہ کچھ ہو نہ عدم میں کچھ ہو
دنیا ہو عجب سرگفالی جرات	دھرم میں کچھ ہو اور اکیدم میں کچھ ہو	ان سب نے عرض کی خدا

آپ کو سلامت رکھے آپ کا جمال ہمیشہ دیکھ کر روح کو راحت قلب کو ثبوت آنکھوں  
میں بصارت پیدا ہوئی ہو آپ کا حال حسرت انجام دیکھ کر خود مصیبت زار زار روتی ہو  
یہ آپس میں باقیں حسرت و یاس کی ہو رہی تھیں کہ حال قتل مسلمانان مسکرتہ اعظم کا چہرہ زرد



ہوا کا نپتا تھرا تا کا شانہ مغرب میں جا کر چھپا لیلایا شب رلف مشکین کھول کر حیران نشان

تبتلاش جس آرزو بصد جتو محمل اندوہ والہ من سوار ہوئی نظم

سیاہی ہویدا ہوئی سرسبز وہ اس شب کی ظلمت کو دن بقرار

انکھلے میوے لیلایا شب سرسبز لباس سیر برین پنے قمر

کہ ذرے چھپے خوف سے زیر خاک ستاروں کی روشنی سے تھیں آنکھیں بند

قمر دل ہوا اس ذکر سے بقرار دکھائے نہ گردش یلیل و نہار

زند ان خائف و ترسان شب کو در بانوں نے دروازہ بھی بند کیا اور غم تازہ دیا سب دران

ہامی شہر یاران گرامی پروردہ ہمدناز و نعم اپریہ مصیبت و اندوہ والہ اندھیرے سے قید خانہ کے

گھبراتے تھے بعض بقرار ہو کر چلا تے تھے نور الدہر سب کو سمجھاتے تھے کہ یار و وقت دعا

ہو نہ گھبراؤ اپنے جمود سے دعا کرو سب نے کہنے سے نور الدہر کے ہاتھ طرف آسمان کے

اٹھائے نور الدہر دعا کرتے ہیں سب آمین کہ رہے ہیں آنکھوں سے اشک حسرت پر رہے

ہیں فرزند رشید صاحبقران اوصاف الہی میں مصروف نظم

سازندہ آدم از کف خاک بینا کن چشم اہل میش

نقاش نگار خانہ غیب منشی صحیفہ ہائے لایب

تشریف وہ زمین بہ مردم لطیف زمرہ خستہ عید

بر کو ہن پیل چرخ خود راے او دادہ بند وے زحل جا

از قوس قزح گجاک بدتش اکو رحیم و کریم فضل اپنا شریک کر اپنے بند وں کو قتل سے بچائے

زند ان مصیبت سے نجات دے یہ بچیا مصیبت سے قتل کرنے کے کفن تیرے بند وں کو ٹڈیٹکے

شب بھر تو پھر پک پھر پک کر کاٹی چونکہ مصیبت تھی آنکھوں میں گٹ گئی چہرہ لیلایا شب سے

لقاب الٹ گئی عمل ظلمت کا اٹھا فوج سیارگان کو شکست ہوئی شہنشاہ زرین علم کو فکر

بند و بست ہوئی نظم مصنف ہوا مرغ شب جب الم سے ہلاک

کے خاک غم منہ پر ہر فلک برآمد ہوا شرق سے یک سبک

مقی نظم سہم دیگر سحر کا گریبان ہوا چاک چاک

عجب سحر مصیبت خیز و شست انگیز

بخم سب مائل مصیبت ہیں



گلشن دہر ہو اُداس اُداس	عالم خزن او حسرت دیاس	ہر ہر اک وحش و طیر نالہ کنان
دل پہ ہوا بر حسرت و حرمان	نخل ماتم کی طرح نخل چمن	نمکدہ ہی بنا ہر اک گلشن
کف افسوس برگ ملتے ہیں	آتش رنج و غم سے جلتے ہیں	صبا خاک اڑاتی ہی ہر شجر سے

سر ملکہ آتی ہی نوجوانانِ حین کو گلا غدارانِ صا حبقران کا غم ہی ہر نخل گلا زار نخل ماتم ہی عند لیسان خوش نوا غزل خوانی بھولین آہ و فغان کرنے لگیں یکایک اُس گلشن میں ہوا سے سرو آئی زبان موج ہوا سے یہ آواز سنائی ای ساکنانِ باغ عالم کیسا غم و الم باغبان قضا و قدر مالک و مختار ہی بعد خزان کے بہار ہی ای غنچواران گلشن ایجاد و تائید تھاری آہ میں ہی قافلہ آمد آمد بہار غنچہ و گل راہ میں ہو گل مراد ملا چاہتا ہی غنچہ آرزو کھلا چاہتا ہی الغرض سپیدہ بھری آسمان پر چمکاتیر اعظم بعد شوکت و چشم علم زین شعاع کھلا ہوا تخت نیلی پر جلوہ فرما ہوا جمشید و سیاہ تاج ٹخوت بر سر تخت نکبت پر آ کے بیٹھا تمام ساحران غدار غولان صحرا کے کفر و ضلالت کم ہمت خرس طینت میمون خصلت دربار میں آ کر جمع ہوئے آج اس قدر جاؤ ہی دربار میں جمشید ملعون کے کہ تل رکھنے کی جگہ نہیں ہی دنگل و کرسیاں مہور سپر بدستانِ شراب کبر و غرور نزدیک و دور سے ہزار ہا بجیا آئے ہیں سحر و ساحری کے مشاق قتل طلمس کشا کے مشاق سفاک شعلہ زن مثل آتش تنور کے بھڑک رہا ہی کہ یارو میں نے بڑا کام کیا طلمس جمشید یہیں نام کیا طلمس کشا کو میں گرفتار کر کے لایا ابھی خلعت بھی نہیں پایا کبھی گھبرا کر جمشید جادو سے کہتا ہی ای شہنشاہ جلد طلمس کشا وغیرہ کو بارگاہ میں بلائے کسی کو دار پر چڑھائے کسی کو خیر سے قتل کر لیتے جمشید نے حکم دیا مقیدانِ طلمس کو جلد لاؤ اول دربار میں پہنچاؤ اپنے نکلے امون کو سمجھا ئینگے اگر ان جائیں تو بہرور نہ طعمہ شاہباز شمشیر ہوں سرکش ہمارے نام سے زیر ہوں دار و غور جیل خانہ کا دوڑا قید خانہ میں آ کر مقیدانِ زندان بلا کو کھلا آگے آگے نور الدین ہرن بدیع الزما ایک سمت ایرج نوجوان ایک جانب ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شکوفہ دفیروز بت دو و شہزنگ آتش خوار و شہزنگ بن عمر و نامدار ایک طرف سردارانِ امین نوجوان افلاک کو ای و ملکہ شوخ چشم و ابرق آسمان سیران سب کے عقب میں ہزار ہزار ساحر زنجیر و زن سحر سے بندھے ہوئے دربار میں جمشید جادو کے پونچھے یہ ملحوظ رہے کہ شاہزادہ نور الدین



والا مقام کے جسم پر قید کر لینے بجائے ہنکڑیوں کے ماریاہ لپٹا ہوا ہر طوق بھی آہن جس کا  
 مگر شاہزادہ نے ضبط کر کے آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس و درین ماوا بر کسے بارگاہ  
 بماند و بشتناسد کہ خدا کے است و پتیر حق بزحق ایرج نے و علیکم السلام کا جواب دیا کا فو  
 سینہ پر تیر پڑا مثل موسیٰ آتش دیدہ کے بل کھایا ہاں ہاں کی صدا بلند ہوئی جمشید جادو نے منع  
 کیا کہ یار و کیون رنجیدہ ہوتے ہو اب ان قیدیوں کی بات کا بڑا ماننا بجا ہے بقول سعدی ہر کہ دست  
 از جان بشوید ہر چہ در دل آید گوید سہیل اختر شناس ملک شگوفہ و فیروز جادو و دشمن نگ آتش خوا  
 و غیرہ کی جانب متوجہ ہوا کہ انک حرامو تنے طلسم کے شکست کرانے کی تدبیر کی تھی مگر میں نہرہ  
 سامری ہوں شیر بیشہ ساحری ہیں اب بھی قیدیوں پر گرو ورنہ اب جانبری غیر ممکن بڑے افسوس  
 کی بات ہے خدا تمھارا لانت و ناستا ہے پونے دو سو کو چھوڑ سنے ہو تمھاری عقل پر پتھر پڑیں مجھ ایسے  
 بادشاہ سے منہ موڑتے ہو جلد جواب و وسیل وغیرہ نہ کیا کیا بکتا ہے جو تجھ سے ہو سکے قصو  
 نہ کہ پہلے شاہزادے سے ہمارے خون سے ہاتھ بھرا ایک امر اور ملحوظ ہوا شاہزادہ نور الدین کو جمشید  
 جادو نے قریب تخت کے طاب کر لیا ہر دس پانچ قدم کا مفاصلہ ہر جمشید جادو بہ عتاب  
 اپنے سرداروں سے خطاب کر رہا کہ یکا یک آسمان پر سے برق چمکی ایک جادو گر ایک مہر جین  
 کو تخت پر سوار کیے ہوئے آکر ہو چکا مگر وہ نازنین حجاب سے سر جھکا گئے ہوئے آنسو آنکھوں میں  
 ڈھلے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس حیم میں رشتہ وہ تخت زمین پر آکر اُترا جمشید جادو اس  
 مہر جین کو دیکھ کر مثل گل کے شگفتہ ہو گیا اس نازنین کو اپنے تخت پر بٹھالیا اور لوح طلسمی سننے  
 جمشید جادو کے تخت پر رکھی ہوئی ہر وسیل وغیرہ کو دکھلا رہا کہ کتاب اب اسکو خدمت میں شہنشا  
 افراسیاب جادو کے بھیج دو لکھا شہنشاہ اسکو احتیاط سے رکھیں گے اسوجہ سے لوح تخت پر  
 لکھی ہو اس جادو گر نے دست بستہ عرض کی یہ آپ کی معشوقہ ماہ پرورد خرمہ ان شاہ ہو میں اسکو  
 پہلے سے اس طلسم کشا کے اٹھالایا تھا ایک ہفتہ بچھائے تھے گدلا محبت میں طلسم کشا کی مدہوشی  
 و ریاضے عشق کا جوش ہو اس دربار عام میں جمشید مینیں کرنے لگا اسی محبت تسکین دل زار و  
 ای معشوقہ کا خدار جس سے فو نے محبت کی وہ سانس میرے قید بیٹھا ہی ملک الموت سے اسکا  
 سامنا ہی قتل ہوا چاہتا ہی یہ سکر ملک ماہ پرورد سہرا اٹھایا اس حال میں شاہزادہ نور الدین



آنکھ چار ہوئی کہ شاہزادہ بندہ عزمین مبتلا مثل گنگارون کے بیٹھا آسپین آنکھیں چار ہوئیں بھیاں  
عاشق و معشوق دونوں کے کلیجے کے پار ہوئیں کچھ اشارے ہوئے اس کنا نے کو کون سمجھے شعہ  
میان عاشق و معشوق رنرستیت کہرام کا تبین راہم خبرستیت ۴ ماہ پرور کا کلیجہ دھڑکنے لگا  
پیشانی سے قطرے پسینے کے ٹپکے وہ بھی بناو سے خالی نہ تھے مطلع قطرے نہیں عرق کے  
رخ لا جواب پرہ و دیکھو پڑی ہو آوس گل آفتاب پرہ بندہ مدد

سینہ وہ با صفا کہ ہو خورشید کا یقین	رکھے ہن یا چنگیر من گاہا سے یا ہن
نوع بلور سے بھی مصفا ہن یہ کہین	بھتی صفا سے صبح کی صادق کبھی نہیں

سینہ ہر آئینہ قد آدم و صمد اہوا  
آب گھر سے یا کوئی دریا بھر اہوا

وہ چھاتیان ہن یا کہ ہن لاس کے گزول	دو قمتے یہ لوز کے رکھے ہن مشعل
ہوئے ہن فرقدین یسان صاف متعل	کر ناگمان انار کا ہر سخت بتزل

پیشے شراب کے ہن کہ گوزے بنات  
یا ہن حساب چشم آب حیات کے

ادھر آنکھوں سے شاہزادہ فورال دہر کے اشک حسرت ٹپکے ملکہ ماہ پرور آنسو دن کو پائی گئی  
اشارے سے منع کیا کہ اسی شہر یار والا بتاریہ وقت جوش و خروش نہیں ہو اور حبشہ کو جواب دیا  
کہ اسی بادشاہ اس ساحر نے تیرے مجھ کو اس ہفتہ میں کیا کیا تکلفین پہونچائیں جسکا منجہ عاشق جہاتا  
ہو میں اسکو پہچانتی بھی نہیں ہوں میرے مان باپ سے مجھ کو چھڑایا اس و بار میں مجھ کو بلایا کیسا  
عاشق فاسق ہو معشوق کا یہی مرتبہ ہوتا ہے یہ بیچارہ و سیاہ جو سامنے کھڑا ہی باغ میں سے میرے  
مجھ کو اٹھالایا طالب وصال ہو اجب میں نے نہ مانا جان دینے کا قصد کیا تب یہاں سے گر  
آیا ہی عشق طلسم کشا و غیر طلسم کشا بتلاتا ہی اگر حضور کا طلسم کشا نام ہی تو ہمارا نیک انجام ہو مان  
باپ ہمارے فسوب کر چکے ہن ہمیں کیا دخل ہی اور اگر کسی اور کو یہ بیجا کتا ہی تو اسکو اپنی ناک  
جوٹی پر تار کر دن خاک میں ملاؤں اندھیری گور میں ملاؤں یسکر حبشہ بقیار ہو گیا کتا ہی  
ملکہ عالم اس بیجانے آپ پر دست اندازی کا ارادہ کیا تھا ملکہ ماہ پرور نے کہا اگر یہ قصد تھا



تو اس سے پوچھیے آٹھ دن کہاں لیے لیے پھر امین تو دھکاڑے کے پہلو میں تھی مجھ کو لایا دھکاڑے  
کو نہ لاسکا بس یہ سنگر جیشید مثل شعلہ آتش بھڑکا کہا او سنگبار جادو و ملکہ عالم کی بات کا جواب  
دے کیا فرماتی ہیں سنگبار نے کہا حضور میں اسی جوان کے پہلو میں سے اٹھا کر لایا تھا  
جلدی بن اسپر ہاتھ نہ ڈال سکا بس جیشید جادو نے یہ سنگر غصہ میں سنگہ بی کی ایک چٹکی  
خاک کی سر پر سنگبار جادو کے ڈال دی جلتی خاک ہوا تھہ پاک ہوا تمام اہالیان دربار  
تھرا گئے کانپ گئے کسی کتھہ سے بات نہ نکلی آپس میں کہہ رہے تھے کہ دیکھو اس نکوہام نے  
غضب کیا منسوبہ شہنشاہ پر نگاہ بد ڈالی آخر اعمال قبیح کی سزا پائی اور جیشید جادو نے ملکہ  
ماہ پرور کی پشت پر راکھ رکھ کر کہا کہ ملکہ عالم میں عرصہ دراز سے اسیر طرہ کیسو ذبیح خنجر بردہ ہوں  
آپ کے یمن قدم سے لڑائی فتح ہوئی ورنہ اس مسلمان نے تمام طلسم کو درہم و برہم کیا دوست  
و دشمن ہوئے اپنے بیگانے ہوئے جب خود تکلیف کی تو گرفتار کر کے لایا ہوں یہ تمھارے  
قلم کی برکت ہو یہ سات لوح طلسمی وجود ہوا اسی کی وجہ سے ہزاروں ساحر مارے گئے ملکہ ہوش  
نے سر جھکا کر کہا صاحب یہ کیا چیز ہو جیشید جادو نے کہا جان طلسم روح طلسم اسے لوح طلسم  
کہتے ہیں اسکو دیکھ کر ہم لوگ جنائین ستے ہیں حیرت ہوئے ہیں جسکے پاس یہ موجود ہو اس پر ہمارا  
پنچہ نہیں قابض ہو سکتا ملکہ ماہ پرور نے کہا میں دیکھوں امین کیا لکھا ہو جیشید جادو نے  
کہا ملکہ اسکو نہ دیکھو ہر عکس پڑتا ہے حیرت ہوئے جاتے ہیں اسنے طلسم کشا بیٹھا ہے اگر سکے  
جسم سے اس ہو جائے قید خورد و رہو ہو کو قلع طلسم کشا کو سرور و آرازی ملکہ یہ جوان یکہ تازہ دیدن  
جرات شہسوار عرصہ جلالت ہوا لاکھوں سے اکیلا لڑتا ہے طلسم میں کیا کیا معرکہ پڑا ہے اسکے بڑے  
بڑے جادو گر میں کیسے کیسے باہر میں مقام خون ہو ملکہ ماہ پرور نے لوح کے پاس سے ہاتھ  
ٹھایا اور کہا کہ آپ کا عشق ہم کھل گیا ہمارے نصیبہ کی خوبی کہ مان باپ نے ایسے کے ساتھ منسوب  
کیا جو کچھ کیا خوب کیا واہ واہ کیا قدرت سامری کی ہر ہم باغی کہ بچا میں گئے اپنے وارث کو قتل  
کرا میں گئے مان باپ تک سے جدا ہو چکے اب سوا تمھارے ہمارا پوچھنے والا کون ہے تھے ہم کو  
یون نفرت واہ ری قسمت جیشید جادو ہاتھ بڑھنے لگا اور لوح سے کرساٹنے رکھدی کہ یہ تو  
تمھارے ہی پاس رہی ملکہ نے کہا صاحب میں کیا کرونگی میں نو دشمن ہوں طلسم کشا کو دیر ونگ



جمشید جادوونے کہا ملکہ عالم غصہ نہ کر داسکو پاس رکھو ملکہ ماہ پرور نے کہا لاؤ مجھ کو یہ تمھاری  
 خوشی یہ کہہ کر ملکہ نے لوح ہاتھ میں لی جمشید جادوونے کہا جلد جلاؤ کو بلاؤ پہلے طلمس کشاکش کو قتل کر  
 لوگ جلاؤ کو بلانے کو دوڑے جمشید جادو وطن وزیر دن کے متوجہ ہوا کہا کیوں صبا جو لوح اپنے  
 پاس رکھوں یا بخت دست شہنشاہ افرا سیاب بھیجہ دن کسی نے کچھ کہا کوئی جواب دینے سے عاجز  
 ہوا ماہ پرور نے کہا وقت شاہزادے کا قریب آگیا جو کرنا ہی کر گذر واپسی جان جائیگی صعدہ پوچھ  
 یہ شیرھو لٹ بج جاے عاشقوں میں نام رہیگا ہر عاشق ہماؤ ثابت قدم کیگا جمشید جادو کا تو ٹھہ  
 اور طرف تھا ملکہ ماہ پرور تخت سے اٹھی نیچے ہاتھ میں سے لیا جمشید جادوونے کہا ملکہ کسان  
 ماہ پرور نے کہا یہ لگوڑا موندی کا نا بکھو گھوڑے گھوڑے کر دیکھتا ہی آکھ میں پیلا اسکے گویا دن جمشید  
 نے مان مان کہا ملکہ نے پہلے لوح اسکے منہ کے سامنے چمکانی جمشید جادوونے مارے کہہ منہ  
 پھیرا بس ملکہ ماہ پرور نے تخت پر سے جست کی لوح گلے میں شاہزادہ نورالدین کے ڈال دی  
 کہا شہر یار ہو شیار ہو جیسے جیسے ہی لوح گلے میں شاہزادہ نورالدین کے آئی مارا ان سحر جل کر  
 گر پڑے شاہزادہ نورالدین اٹھا ملکہ ماہ پرور کا ہاتھ کھینچ لیا اپنی پشت پر کیا ملکہ ماہ پرور نے  
 ملکہ مخمور کی زبان سے سوزن کھینچ لیا کہا بوا اٹھو شاہزادے کو بچاؤ ادھر شاہزادہ نورالدین  
 نے نعرہ کیا نعرہ نظیر حمزہ صاحب قرآن چشم و قمرہ شہ سارہ چشم شاہزادہ نورالدین ہر ادھر مخمور  
 سرخ چشم بل کر کے اٹھی سنگرز سے اٹھا کر مارے پھر کی سلین برسے لگین سنگد لون کے  
 سر پھٹے بہت حیران ہو کر بت بنگے ملکہ مخمور نے اور ساحرون کی زبان سے سوزن نکالا نورالدین  
 نے نعرہ کیا شاہزادہ اسیج نوجوان پر لوح کا عکس ڈالا اسیج نوجوان نے بھی قید سحر کو توڑا  
 نعرہ کیا نعرہ شاہزادہ اسیج نوجوان ملک اسیج آن آفتاب منیر کہ صاحب قرآن  
 آفاق گیر و ابریق آسمان سپر وزیر خوش تدبیر شہنشاہ گوگب روشن ضمیر بھی اٹھا اٹھتے آئے  
 زمین کو ہلا دیا شہنشاہ جمشید جادو اسے کانفرہ کر کے تخت سے اٹھا کہا ہاے یار و یارستان  
 گرگ بفل کہان سے پیدا ہوا اس قتال عالم پر کیوں شیدا ہوا تھا سرداروں کو اشارہ کیا مارو  
 اب تو میں بارگاہ میں تلواریں چلنے لگی گھسان کی لڑائی ہونے لگی اشعار  
 چلی تیج شہزادہ شیردل کہ ساحر ہوے خوف سے پاگل چمکنے لگی برق توار کی



ہوا اور سے شیر کے تنگ دل	ہر اک ساحر بچیا سنگدل	پتہ تھی نہ اُس شیر کے وار کی
وہاں خون کا بحر جاری ہوا	یہ روہو سے خون میں تر بہر	کے ایک علمین کتنو کے سر
بھپٹ کر گیا مثل شیر زبان	کسی غول پر ایرج نوجوان	ہر اک جان سے اپنی عاری ہوا
مکاپن نشیلی جو پڑنے لگیں	دکھائی چک شعاع طور نے	قیامت بپاکی تھی مخمور نے
لگے بھاگنے جو کہ تھے غامض جنگ	ہو سے جو چٹنی سے ساحر تنگ	سنائین پلچون میں گڑنے لگیں
اور اک سمت کو ملکہ شوخ چشم	لگا کر نے ہر اک پر سحر سخت	کسی سمت آبریق فیروز بخت
فنا کر دیے ساحر ہیشاں	نہنگا نہ شیرنگ کی وہ جدال	لگی سحر کرنے بعد قمر و شمس
کیا سحر جم کر جو با شد و مد	کہ گلمے افسون برسے لگے	شکوہ کی جرات کے بھی گل کھلے
کہ اُن ساحرون کو پڑی جانکی	لڑائی وہاں تھی وہ گھمسانکی	ہوے خاک جل جل کے اہل حسد
زبان پر بھاہر اک کی یا سامری	قدم اپنے پیچھے پٹانے لگے	جبری ڈر سے منہ کو چھپانے لگے
چھپا کوئی جھٹکا تخت تھام	کوئی پونے دوسو کے لیتا تھام	مرد کیجیے آن کر اب ذری
شجاعت سے شہزادہ ارجمند	گیرٹنے لگا سحر کا انتظام	زمین طلسمات کا اپنی تمام
آس طرح کی جنگ مغلوب ہوئی کہ زمین و آسمان ٹھرا گئے خوف سے		رہے یوں کہ ساحر ہوے در بند

نام دون کو عش آگے جمشید جادو لڑتا بھڑتا بیرون بارگاہ آیا شاہزادہ والا گھر نورالدین ہرن بدیع الزمان کو بھی ملازمان خاص نے مرکب باد رفتار پر سوار کیا شاہزادہ عالی شان ایرج نوجوان کا بھی اسپ تیز گام آیا ملکہ مخمور نے قیامت برپا کر دی لاشون سے زمین بھر دی کو و ہرن میں دریا سے خون بہ رہے ہیں شیران سحر ڈکارتے پھرتے ہیں انکے خوف سے بزدلے سیوش ہو کر گرنے ہیں ملکہ شگوفہ جادو نے سیکڑ دن باغیوں کو قتل کیا منونہ باغ مرگ دکھایا ابریق آسمان سیروریر شہنشاہ کو کب روشن ضمیر نے لشکر جمشید جادو کے دھوین اڑا دیے لاکھوں بچیا خاک میں ملا دیے شیرنگ آتش خوار کرنے آگ برسانی ناریوں کو راہ جہنم دکھائی فیروز جادو منظر منظر ہر پر غرور کو راہ دار البوار دکھاتا ہی اسکے سحر سے آسمان افسون ساز بھڑاتا ہی شاہزادہ والا شان نورالدین ہرن بدیع الزمان لڑتے بھڑتے جنگ رستمان کرتے ہوئے مثل شیر خشنناک برابر جمشید جادو کے ہونچے لگا راکہ او مغرور کہاں جاتا ہی جمشید جادو نے جو



شاہزادہ نور الدین ہرین بدیع الزمان کو دیکھا خون آنکھوں میں اتر آیا سحر سے آگ برہادی  
 زمین ہلا دی اور ہزار جادوگر جلکے گئے شاہزادہ نور الدین ہرین چمکاتے ہوئے پاس آگئے  
 اب مجبور ہو کر جمشید جادو نے تیرے سحر کا دار کیا نور الدین ہرین نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو تلوار  
 پر روکا دار اس کا روک کر ابھی وہیں سے ہاتھ نکالا خبردار کہ لکڑی تنیہ رخا رشکات سلیمانی کا  
 ہاتھ لگایا اس جیہانے کلو ابھرون کو یاد کیا سپر کو اٹھا دیا مگر تیغ چمک کر جو گرمی سپر سحر کے  
 دو ٹکڑے تاج کاٹ کر تار و ابرو پھونکی ہے لکڑی جمشید جادو نے اپنے کو زمین پر گرادی یا شاہزادہ  
 نور الدین ہرین چاہا اگر تار کر لون یا قتل کر ڈالون جمشید نے پر پرواز پیدا کیے مثل طائر  
 خائف بلند ہوا ساتھ والون کو آواز دی یا روکل چلو میں طرہ گنبد جمشید کے جاتا ہوں  
 وہاں سے لشکر کشی کرو گا طلسم کشا کا بچا نہ چھوڑو گا مگر اس وقت نکل آنا جان بچانا مناسب  
 ہو کئی لاکھ ساحر اسکے ساتھ بلند ہوئے سحر کرتے ہوئے نکل گئے ملک مخمور سرخ چشم وغیرہ نے  
 چاہا کہ روکیں یہ نہ رکا ابریق آسمان سپر نے آواز دی کہ تعقب مناسب نہیں ہو لشکر آپ کا  
 خستہ ہو گا سب سردار کے اہالیان شہر لے پناہ مانگی شاہزادہ نور الدین ہرین بدیع الزمان  
 نے سب کو سرفراز کیا تیغ خون آلود ہاتھ میں بفتح و فیروزی پٹے آکر داخل بارگاہ جمشید ہوئے  
 ملک باد پرور کو تکلیف تمام داخل محلات کیا تخت سلطنت پر غاشیہ ڈالوا دی نور الدین ہرین بدیع  
 نوجوان کو مقام صدر پر جگہ دی انکے ساتھ والون کو دنگلہا سے زرین رحمت ہوئے کسی جواہر نگار  
 پر ملک مخمور سرخ چشم بیٹھی دنگل جواہر نگار خزانے سے جمشید جادو کے نکلا ہوا سپر شاہزادہ  
 نور الدین ہرین بدیع الزمان بصد شوکت و شان متکبر ہوئے زخم دوزیان ہونے لگیں با  
 ملک شکوفہ زیر دست ملک مخمور سرخ چشم مقام تجزیہ ہوا یہی باغ باغ ہی آج غم و الم سے فراغ  
 ہو گا مخمور سرخ چشم نے پکار کر آواز دی او ساحران نامی وای جان نثاران گرامی بادشاہ طلسم  
 شکست کھا کر نکلیا مقام ترد کا دی ہر کار سے روانہ کیے جائینگے دو چار وزیرین انتظام ہو گا مگر اب  
 سب صاحبون کو مناسب ہو کہ طلسم کشا کے جان کی خیر مناد و حفاظت کے سامان کرو ایسا منو کوئی  
 در انداز آئے خدا خواستہ انکے دشمنوں کو گرفتار کر کے یہاں لے لوچ کی فکر ضرور ہوگی سب نے  
 عرض کی او ملک عالم آپ ہماری مالک و مختار ہیں آپ کو سب طرح کے اختیار ہیں جی طرح ارشاد



فرمائیے حاضرین ہم بھی اس مقدمہ کے ناظرین ملکہ مخمور سرخ چشم اپنے مقام سے اٹھیں  
شیرنگ آتش خوار کو سیر طلا یہ کیا فیر و رجا و کو ان نظام لشکر کا حکم دیا اور ملکہ شکوفہ سے فرمایا  
تم دروازے پر بارگاہ کے رہنا اور میں جس بارگاہ میں شاہزادہ آرام فرمایا گاٹھکل طاؤس  
قبیہ بارگاہ پر بیٹھ کر رات بھر حفاظت کرونگی سب نے اس بات کو بخوشی خاطر منظور کیا  
یہاں تو سامان عیش و نشاط مہیا ہے

### ادو کلمہ داستان جمشید جادو کے بیان ہوئے ہیں

جمشید جادو جو ہاتھ سے نور اللہ ہر کے طرف گنبد جمشید کے بھاگا ہر چند کہ شکست فاش کھائی  
مگر تین لاکھ ساحران غدار ساتھ ہیں اسکی طرف سے سہیل جادو گنبد جمشید پر حاکم ہی یہ اپنے  
مقام پر ہی کہ ہر کارون نے خردی ای پیلوان دوران غضب ہوا شہنشاہ نے شکست کھائی  
قلعہ جمشید میں طلسم کشا کی عمارت ہو گئی سہیل مکار گھبرا کر اٹھا فوج کو لے کر بڑے ہتھیار  
چلا کوس بھر ہو چکا تھا دیکھا ساحران غدار جمشید جادو کو ہوا دار پر ڈالے ہوئے عالم زخمداری  
میں لیے ہوئے آتے ہیں مگر حیران پریشان سروں سے ساحرون کے خون جاری سہیل  
جادو نے کہا حضور نہ گھبرائیں چلکر گنبد جمشید میں فرود کش ہوں زیادہ نہ مشوس ہوں مقام  
افسوس ای کہ سرکار و ولتدار نے ابتدا سے غلام کو خبر نہ کی وہ تدبیر کرتا کہ اتنا طول جنگ کو نہوتا  
مگر اب بھی مقام تر و دنیس بادشاہ جمشید کو قساکیں دیتا ہوا لاکر قریب گنبد جمشید ہو چکا نام اس  
گنبد کا گنبد جمشید ہوا میں ایک بڑا بھید ہوا آگے ناظرین پر واضح ہو گا کہ گنبد جمشید صد اقصاء  
عالی بنے ہوئے ہیں ایک قصر عالی میں جمشید جادو کو سہیل مکار نے لاکر داخل کیا زخمداری  
کا سامان ہوا جب جمشید جادو کا مزاج درست ہوا کہا ای مکار نامدار اب تیرا تو کہ کیا تدبیر  
کر دین ہر چند کہ بڑے بڑے ساحران غدار شراب طلسم کشا ہیں مگر محاکوسی کا خوف نہیں  
اگر طلسم کشا ہو یا لوح اس کے قبضہ سے کچھ اسے ایک سحر میں سب کو دیوانہ بنا دین تڑپا تڑپا پاس کے  
مارون مگر نام سے طلسم کشا کے کانپتا ہوں جب لوح طلسمی چمکا دیتا ہو کلچہ تھرا جاتا ہو سہیل مکار  
نے کہا کہ یہ تو فرمایا طلسم نور افشان کے بادشاہ کی جانب سے کوئی شراب طلسم کشا ہو یا نہیں  
جمشید جادو نے جواب دیا افراسیاب بھی بخوبی ماہر ہو اپنے سردار کو رو دیکھتا تھا



طلمس کشا کے واصل جہنم ہوا کوکب روشنفصیر نے اپنے شیر خاص ساحر زبردست ابرہیق  
 آسمان سیر کو شاہزادہ ایرج نوجوان کے پاس بھیجا ابرہیق آسمان سیر نے درخت طلمات  
 فتح کرایا بدست جادو و میرے ملازم کو قتل کیا ایرج نوجوان کو ساتھ لیکر طرف طلمس کے  
 آتا تھا میں نے جا کر اسکو بھی گرفتار کیا تھا اب وہ سب ایک ہی مقام پر ہیں ابرہیق آسمان  
 وزیر کوکب روشنفصیر موجود ہوا اس جنگ میں آنے قیامتیں برپا کیں جب تو میں نے شکست  
 کھائی یہ حال پر لال سنکر سہیل مکار ہنسا کہا اے شہر یار لوح کو مع طلمس کشا مجھ سے لیجیے میں  
 سالہا سال خدمت میں شہنشاہ کوکب روشنفصیر ملک طلمس نور افشان کے رہا ہوں اُس کے  
 سرداروں کو بخوبی جانتا ہوں ایک ایک کو اچھی طرح پہچانتا ہوں اب حضور مامل  
 فرمائیں غلام جان وے کرفانہ حمید یہ میں جاتا ہوں اگر سامری و جمشید مدد کرتے ہیں تو طلمس  
 کو مع لوح لانا ہی جبکہ طلمس کشا گرفتار ہو جائے یا لوح ہاتھ آجائے پھر حضور کو اختیار ہے  
 باقی سرداروں کو جا کر قتل کر ڈالے گا یہ کہ اس بجایا نے اپنے پاس سے اسباب سحر نکالا اپنے  
 کو سحر سے بصورت آفتاب جادو وزیر کوکب روشنفصیر بنایا اور ایک نامہ جعلی مہر کوکب  
 روشنفصیر سے تیار کیا مضمون اسکا ہر وقت ناظرین پر ظاہر ہوگا اس صورت سے مرکب  
 باد گرفتار ہو کر طرف قافہ حمید یہ کے روانہ ہوا

دو کلمہ داستان شوکت بیان سہیل مکار کا شکل آفتاب جادو وزیر  
 شہنشاہ کوکب روشنفصیر بنیت شاہزادہ عالیشان نور الدین بدیع الزمان جانا  
 اور لینا لوح طلمس کا و ذکر قتل حمید جادو باقی نامہ

اسو ساقی لالہ فام و می نوش	مجھ رند کو کیوں کیا فراموش	سمرت محو ازل کو بھولا
کیوں پھول کا جام پیکے بھولا	محفل کی بھی زیب زین مجھے	رندوں کو بڑا تھا چین مجھے
کاوش جو خار مونس نے کی تھی	ہشیاری میں طرۂ غمخواری	اب دل کی لگی بھادے ساقی
مرتا ہوں دو اہلا دے ساقی	اس درجہ ہوں بھرے سرشار	ڈھونڈھ آیا کمان کمانین ناچا
دے بنت غیب شتاب مجھ کو	دکھلا رخ آفتاب مجھ کو	دل بھرے ہو کباب ساقی
باقی نہیں ضبط تاب ساقی	اچھی سی پلا وہ بادہ تند	کچھ دیر نہ جس سے فہم ہو کند



نہ شہد مدعا کا چوہون	کیفیت بزم کو بڑھان	نہ آنکھ کو کر کے جبین جہون
مشاق ہوئی جو طبع عالی	ساتی نے شراب دی نرالی	اک زند کی داستان سناون
حصار سینن نئی کسائی	شہد عروس بیان کو براے	اب دیکھے میری خوش بیانی

نظارہ مشاقان زکس وار چشم بر منتظار کے مشاطہ نظم و نثر یون آراستہ کرتی ہی شعر خردمند و انماے فرخ نشان + رقم کرتے ہیں اس طرح داستان ہو کہ بیان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ آسمان جاہلین مع سرداران صف شکن و تور شعاران تیغ زن اپنے اپنے مقام پر تھکن ہیں ملک محمود سرخ چشم انتظام میں مصروف ہیں ہر کارون کو حکم پورا دریافت کر دیکھتے ہیں ایمان کس جگہ نہان ہوا ہتھ شاپو شیر دل عیار ارج عالی وقار و شہرنگ بن عمرو شاطر نور الدہر بن بدیع الزمان سامنے حاضر ہیں عرض کی جو اسیساں تیز رو گئے تھے خبر لے کر آئے مفصل معلوم ہوا کہ وہ بیا قریب گنبد جہشید یہ جا کر اتر ہی فوج جمع کر رہا ہے قصد ہو کہ لشکر کشی کرے فقط زخم سہلے ہو صحت پاتے ہی آید گا بڑا کر و فرو کھائیگا شاہزادہ والا قدر نور الدہر بن بدیع الزمان نے فرمایا بجھا جائیگا ہمارے سردار غازیان دیندار و مجاہدان تور شعرا اگر زخم دار نہوتے ہم ایک شب کی بھی اسکو مہلت نہ دیتے جب تک کہ اس بھیا نامرد ابدی اور ازلی کو تخت سلطنت سے تختہ تابوت پر نہ کھینچوں گا آرام نہ کروں گا اگر سب صاحب مالغ نہوتے تو میں یکہ و تنہا جاتا شہرنگ آتش خوار نے عرض کی کہ صرف حضور دور و وز کی مہلت دین غلامان جا بننا جس طرح بنے گا جا کر اس سے لڑیں گے حضور کو اکیلانہ جانے دینگے اور حضور یہ بھی ملحوظ رہے کہ اب اس جنگ کو طول ہوا شہنشاہ افراسیاب کو بھی سب طرح کی خبر پہنچی ہوگی اور جہشید جاوونے بھی عرضی لکھی ہوگی کیا عجیب ہو کہ ہوش ربا سے بھی مدد آوے شاہزادہ نور الدہر نے مسکرا کر فرمایا کہ ای شہرنگ آتش خوار و الزنا مدار طاسم ہوش ربا میں قید میں جسم سے شعلے نکل رہے ہیں میرے برابر کوئی بد نصیب نہ ہو گا عرصہ رات سے قبلہ و کعبہ کا نشان نہیں ملتا ہم کیسے نالائق فرزند ہیں کہ آج تک کچھ نہیں ہو سکتا اسلہ غازی حال زنا مدار کا بھانجہ ہو وہ جا کر تو جان بازی کرے قید کی مصیبت اٹھائے اور ہم سے کچھ نہ ہو سکے اگر خدا اپنا فضل شریک حال کرے کہ ہم بھی لڑتے بھڑتے تاہ طاسم ہوش ربا



پونچین یا طلسم ہوش ربا کو لڑ بھڑ کر فتح کر بن یا مارے جائیں دولت کو مین حاصل ہو مردان عالم میں نام ہو بخیر انجام ہو ملکہ مخمور سرخ چشتم نے کہا اسی شہر یا طلسم ہوش ربا عجب مقام ہو وہاں جانا و شہر ہر راہ میں ہزار طرح کی خرابی ہو یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ چوہدار نے بڑھ کر عرض کی کہ آفتاب جادو وزیر اعظم شہنشاہ کو کب روشن ضمیر مع نامہ شہنشاہی در دولت پر حاضر ہو امیدوار بار بار یہی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے سرداروں کو حکم دیا استقبال کر کے لاؤ شہر نگاہ آتش خوار وغیرہ گئے یا عازر واکرام آفتاب جادو کو لالے سامنے آکر واسطے تسلیم شاہزادہ ایمرج فوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان کے خم ہوا شاہزادہ نور الدہر نے دنگل زرین مرحمت فرمایا آفتاب جادو نے نامہ پیش کیا شاہزادہ ایمرج نے فوراً حکم دیا سونے کا ممبر نصب ہوا میٹھی نے با واز بلند پڑھا مر قوم تھا کہ شاہزادگان والا قدر آفتاب جادو مع نیاز نامہ حاضر خدمت ہوتا ہو اگر فتح طلسم میں تامل ہو تو میں خود حاضر ہو کر آستان علی پر حبیہ سائی کر دین فتح طلسم کرادوں اور ابریق آسمان سیر کو روانہ بھی کر چکا ہوں اب تک کچھ خبر دریافت نہیں ہوئی آخر گھبرا کر یہ عرضی روانہ کی جسوقت تک آپ لڑائی سے جمیشد ملید کی مہلت نہ پائیں گے یہ وزیر خوش تدبیر بھی خدمت بندگان عالی میں حاضر رہے گا کچھ فقرات طرہ سے عمرو کے بھی لکھے تھے نور الدہر و ایمرج نے آفتاب جادو کی بڑی خاطر کی ایک بار گاہ اسکے واسطے الگ استاد کرائی خادم و خدمتگار اسباب عیش و نشاط مرتب ہوا اور کہا بسم اللہ اس بار گاہ میں جا کر آرام کرو آفتاب جادو نے دست عرض کی اسی ذرہ نواز جب حضور دربار برخواست کر نیگے میں بھی اپنی خواہنگاہ میں جادو لگا شاہزادہ نور الدہر نے جلسہ آراستہ کرایا آفتاب جادو ابریق آسمان سیر سے گھل مل کے باتیں کر رہا ہو شاہزادہ ایمرج نے آنکھیں فرش کر دین اس خیال سے کہ کوئے محبوب سے آیا ہو پیام والد دلدار لایا ہو اپنے قریب جگہ دی ہو چپکے چپکے پوچھ رہے ہیں کہ ملکہ عالم کا مزاج کیسا ہو یہ جیسا باتیں بنا رہا ہو کہ بان حضور مزاج بہت اچھا ہو آپ کا ذکر اکثر دربار میں آتا ہو شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے حکم دیا ساقیان پری خسار جام بادہ گانار لے کر حاضر ہوے دور جام گردش میں آیا ہنگامہ ہوشا ہوا و نوشا نوش بلند ہوا ایک حور سیکار نے سامنے کھڑے ہو کر یہ غزل گائی عاشق مزاجوں کے سر پر

آنت آئی غزل | کیا اٹھ گئے دنیا سے خریدار محبت | کھاتا نہیں کیوں بندہ باز محبت



خوابان بہن غت کے خریدار محبت	تو قیر ہی رسوائی بازار محبت	ول لیکے چلا ہو سوے بازار محبت
ہلال ہو ہمراہ خریدار محبت	بولی وہ ہوے فاش جو اسرار محبت	داخل کریں جرمانہ گنگا محبت
پیدا ہی ہر اک عضو سے آما محبت	آنکھیں بہن مری روزن دیوار محبت	یا ان عشق بجاری میں حقیقت نظر محبت
بت پوجتے ہیں کوے خریدار محبت	شوریدہ سر حسن بلبلان میں ان محبت	ہم لوگ قری ہیں نکاح خوار محبت

سب سے زیادہ ایسے جوجوان بیکار یا دین ملکہ ہر ان شمشیر زن کے آسودن کا تار بندھا ہوا تصویر خیالی آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے جب زلف لیلے شب کمر سے گزری جلسہ برخواست ہوا نورالدین اپنی بارگاہ میں آئے ملکہ مخمور سرخ چشم نے وہی انتظام کیا کہ جب شاہزادہ نورالدین ہرن بدیع الزمان نے چھپر کھٹ پر آرام فرمایا شکل طاؤس قبہ بارگاہ پر آن کر ممکن ہوئی سر اٹھا اٹھا کر چار جانب دیکھتی جاتی تھی دربار گاہ پر شہزادہ آتش خوار و فیروز نامدار حاضر ہیں صدائے دور باش دے رہے ہیں کیا مجال پرندہ پرار کے اور ووندے کی تو کیا لیاقت ہے جو ادھر سے گزرے مگر سیل مکار جو شکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کو کب روشن ضمیر آیا ہے بارگاہ میں اپنی آن کر چپکالیٹ رہا بچیا کو نیند کب آتی ہے انتظار میں ہے کہ سناٹا ہو تو طلسم کشا کو گرفتار کر دن مقام تو اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہے جب اس نے دیکھا کہ ہر رات باقی رہی اپنی بارگاہ سے نقب سحر لگاتا ہوا طرف بارگاہ نورالدین ہر کے چلاؤ ملکہ مخمور سرخ چشم کا یہ حال ہے کہ شکل طاؤس قبہ بارگاہ پر بیٹھی ہے قبہ بارگاہ میں منقار سے سوراخ کر لیا سر جھپکا کر کبھی شاہزادے کو دیکھا کبھی کوہ و دشت و بیابان کی طرف نگاہ ڈالی خیال ہے اگر کوئی آہنگا تو باہر سے آہنگا آفت ارضی کی کس کو خبر ہے وقت آخر شب ہوا اٹھنڈی جو چلی ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھ بند ہو گئی یہ سو رہی فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا یعنی سیل مکار نے گوشہ بارگاہ شاہزادہ نورالدین میں سرنکالا دیکھا شہمے مومی و کافوری روشن ہیں چار خد مکار پائون دبار ہے ہیں نفیر خواب شاہزادہ والا قدر نورالدین ہرن بدیع الزمان بند ہے سیل مکار نے سحر کیا چارون خد مکار ہوش ہوئے اب یہ بیجا تر اپا کز کلا یہ بھی آگاہ ہے کہ مخمور سرخ چشم بالائے بارگاہ بیٹھی ہے قلب خوف سے تھرا رہا ہے جانتا ہے کہ مخمور سرخ چشم بلائے روزگار ہے اس سے بچنا دشوار ہے افتان و خیزان مثل صید خائف قریب چھپر کھٹ کے آیا دو شاہرے سے ہٹا یاد دیکھا ایک شیر دلیر بڑا ہوا سوراہا ہے لوح طلسمی گلے میں ہے خیال میں گذرا اگر جاگ اٹھا تو جان کا بچنا دشوار ہے پہلے ہی لوح طلسمی لینا چاہیے



مقراض جھولی سے نکال کر ڈور پریشیم کا کٹا گویا رشتہ حیات شاہزادے کا قلم کیا لوح لے کر اس  
 بیچانے جھولی میں ڈالی اب اس نے قصد کیا کہ میں نورالدین کو بھی لون پھر خیال میں آیا اگر قنار  
 کر کے کیا کرونگا ایک ہاتھ ماروں کہ برباد کن ساحران عالم کے دو ٹکڑے ہوں اس جلا و صاحب  
 بیدار نے تیغ کھینچا شاہزادہ والا تیار پھر تو کیا نہ تھا نورالدین کی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک سیاہ پوش  
 بصد جوش و خروش تیغ بہ بہ ہاتھ میں لیے دار کیا چاہتا ہے نعرہ کیا باش او بیچا ہر چند کہ لوح چھین چکا  
 ہو مگر نام مرد بہ از مرد اگر سحر کرتا تو یہ بیکار ہو جاتے سہیل مکار بھاگا نعرے سے شاہزادے  
 کے منہ مخمور سرخ چشم کی آنکھ کھلی دربار گاہ سے ابریق آسمان سیر ویر شاہ شاہ کو کس پایا  
 روشن ضمیر و شہرنگ آتش خوار و غیرہ جھٹے سہیل جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا کسی طرف سے  
 نکلنے کا راستہ نہ پایا اسی لقب حرمین پھاند پڑا ملکہ مخمور سرخ چشم جو تڑپ کر گری دیکھا شاہزادہ  
 حیران کھڑا ہوا کہا ای شہر یار خیر تو ہر کہا ملکہ ایک جادو گر روح لے کر اس فارین پھاند پڑا مجھ پر  
 تلوار کھینچ کر آیا تھا میں نے نعرہ کیا تم سب جو دوڑے آئے اپنے کو اس فارین گرا دیا ملکہ مخمور نے  
 کہا ای شہر یار یہ فارین یہ تو لقب سحر و شہرنگ و غیرہ لے کہا لقب بارگاہ سے آفتاب جادو  
 کے لگی ہوا دنیا کا عالم یہ وزیر شاہ کو کس روشن ضمیر نہ تھا کیا عجب ہو سہیل مکار ناظم گنبد شہید  
 ہووے وہ بڑا جلسہ ساز و غاباز ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہاں جاسیڈ گاتم سب صاحب  
 تیار ہو کر ساتھ شاہزادے کے آؤ میں تو چلتی ہوں مگر براے خدا اب لوح پاس نہیں ہو اپنے آقا  
 نامدار کو کیسلا نہ چھوڑنا یہ کلمہ جم سے لقب میں پھاند پڑی یہاں شاہزادہ نورالدین ہر نکلا پشت  
 مرکب پر سوار ہوئے ایک جانب سے ایرج فوجوان و ملکہ شہر و چشم دابریق آسمان سیر وزیر  
 شاہ شاہ کو کس روشن ضمیر و شہرنگ آتش خوار و غیرہ زنا مدار حرم ہاے سحر ہاتھ میں لے کر  
 ہزار آتشین پر سوار ہو کر چلے مگر سہیل مکار لقب سحر کا ٹٹا ہوا تین کوس پر صحرا میں جا کر نکلا چاہا تھا  
 پر پرواز پیدا کر کے اڑوں کہ پشت سے نعرہ ہوا منم ملکہ مخمور سرخ چشم او بیچا کہاں جانا، و  
 میں نے پہچانا سہیل مکار نے جو پٹ کر دیکھا ملکہ مخمور مثل شعاع جوالہ گالی ڈو پٹہ کی بندھی ہوئی  
 چہرہ غصہ سے سرخ اسباب سحر ہاتھ میں غصہ بات بات میں لقب سحر جو جلدی میں لگائی انگلیوں سے  
 ہاتھ کی خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں سہیل جادو بدحواس ہو گیا ملکہ مخمور سرخ چشم نے گرتے گرتے



چند دانے اش کے مارے شعلہ ہارے آتش نے سہیل جادو کو گھیرا اس نے گھبرا کر لوح کو  
چمکا دیا شعلے پانی ہو کر گر گئے لوح کو جلدی رومال میں لپیٹ کر جھولی میں ڈالا ملکہ مخمور پہ گولہ  
مارا ملکہ مخمور دفع کرنے لگی یہ پھر خوف سے تھرتھاتا ہوا بھاگا ملکہ مخمور جب سر دفع کر چکی بیٹھے  
تو کانا دیکھا سہیل جادو بھاگا جاتا ہر مثل برق جندہ چلی اور لٹکا لٹکا کر اوٹھو خیر اسی میں ہی  
کہ لوح پھینک دے میں تیرا بچھا نہ کر دوں گی جہان جا بگا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا یہ لنگر ہاتھ  
ہلایا برق چمک کر گری سہیل مٹا رکنا غمی ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نیچے کھینچا جا بڑی دھچک  
کر کے بھاگتا ہر ملکہ مخمور سرخ چشم نے عاجز کر دیا ہر قریب ہر کہ ملکہ اسکو گرفتار کرے لوح  
پھینک دے کہ طرف سے گنبد جمشید یہ لکے گرد عظیم اٹھی شعلے بھڑکتے ہوئے طائر منڈلاتے ہوئے  
رد ہون کی بھینکار شیردن کے ڈوکار لینے کی آوازیں آئیں دیکھا کہ جمشید جادو مع تین لاکھ فوج  
کے ارد گرد پر سوار مع فوج ساحران غدار پیدا ہوا سہیل مٹا کرنے آواز دی اور شہر بادوڑیے  
جلدی آئے مجھکو ہاتھ سے اس خودخوار کے بجائے بس جمشید و میں سے جھپٹا لغزہ کیا اور مخمور  
سرخ چشم اپنی جان کو غنیمت جان نکلیا تعرض نہ کروں گا شہنشاہ افراسیاب کا مجھکو پاس ہو  
اگر قتل کر ڈالوں گا وہ بادشاہ عالیجاہ و امگیر ہو گا کہ میری معشوقہ کو کیوں قتل کیا ملکہ مخمور سرخ چشم  
نے آواز دی اور بھیا میں افراسیاب خانہ خراب پر لاکھ لاکھ مرتبہ لعنت کرتی ہوں تو اسکا  
پاس نہ کر جمشید جادو نے کل فوج کو حکم دیا چار طرف سے گولے ترخ و نارنج کے اس ماہ فوج  
کمال پر پڑنے لگے ملکہ مخمور سرخ چشم اس بلوے میں کہ گھٹا فوج کفر کی جھپٹائی ہوئی مشعل  
آفتاب عالمتاب چمک چمک کے نکلتی ہو صدیا کو نگاہ سحر آگین ڈالکر مارا لنگر کس کس کے دا  
کور و کے سب سے زیادہ یہ خیال ہر کہ سہیل مٹا کر جمشید جادو کے پاس نہ پہنچے پاسے زخم  
اٹھاتی ہو مگر مثل برق تڑپ کر سہیل جادو پر جاتی ہو ایسے زخم کھائے کہ تمام چہرہ گلنا رہنے  
خون کے جسم پر جمے ہوئے نیچے دھو ہاتھ میں کہنی سے خون ٹپک رہا ہو جمشید جادو نے آواز  
دی اسے ظالم کو کندہ سے بحرین گرفتار کر لو چار طرف سے کمندین لے کر ساحر بڑھے اب ملکہ  
مخمور سرخ چشم گھبرا لی طرف آسمان کے دیکھا بھگا اٹھی اور سامع الدعوات دایر فوج الہی  
اس بلا سے بچا لے دیا سے مصیبت سے نجات دے نظم



<p>ایم کار کشاے بستم کاران زان پوش گویا اوشیندہ درواکہ بہ آب پے نہ بر دیم نکشودہ در سے بیج بابے</p>	<p>ایم ہمہ امید داران مایم وندامت و تحیر لب تشنہ دین سراب مریم مخمور سرخ چشم کی دعا تمام ہونے پانی تھی کہ آسمان سے</p>	<p>برخیز ترا بدل رسیدہ سرگشتہ بہ دوا سے تفکر زین پردہ نداد کس جوابی نکشودہ در سے بیج بابے</p>
<p>نعرہ ہوا ہم شبنم آتش خوار و فیروز نامہ ایک جانب سے ملکہ شکوفہ رنگ رومی تر انگشت تفکر نہیر دندان نجر ملکہ مخمور کو جو کھڑے دیکھا بیتا بانہ اپنے کو گراویا کہا ملکہ مخمور کینز آہو بی نشانہ کیا کننا بت قدمان کوے محبت ایسے ہی ہوتے ہیں ملکہ مخمور سرخ چشم نے جواب دیا اوشکوفہ مجموعہ قتل ہو جانے وے وہ غول میں ساحرون کے سیل مکار روح نے جاتا ہی اسکو جا کر روکے سحر کے ٹوک لے شکوفہ طن سیل جادو کے جھپٹی کہیلو سے نعرہ شاہزادہ نور الدین</p>	<p>ہما وج رفعت شاہباز عرصہ مدنی عدو در زر گامش صد ہزار ان الاغوانہ ایک جانب تلو رکھنچ کر یہ بھی کرے</p>	<p>کہ شاہانش مہانگیر فطاک کتی شان ایک جانب تلو رکھنچ کر یہ بھی کرے</p>
<p>برایع الزمان کی صد آلی نعرہ یناہ لشکر اسلام نور الدین کز بیش رٹنے لگے دونوں لشکر آپس میں مثل آب شور و شیرین مثل طلعت نور مل گئے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نے جواتنی نہلت پائی صفون کو پامال کرتی ہوئی جاتی ہی سیل جادو گھیرایا ہوا سر سے پاتک زخم دار بھاگا ہوا طرف جمشید جادو کے جاتا ہی ہزار ہا جادو گر اسکو گھیرے ہوئے ہیں جمشید جادو نے حکم دیا میرے قوت بازو کو بچاؤ ہاتھوں ہاتھ میرے پاس لاؤ جادو گر رٹتے ہوئے سیل مکار و ناہنجار کو بچاتے ہوئے زور اپنے سحر کے دکھاتے ہوئے قریب تخت جمشید بخت ہوئے سیل جادو نے آواز دی اوشہر یار لوح لیجی مخمور خوشخوار میرے تعاقب میں آتی ہی جمشید جادو تخت سے کود پڑا ادھر سے سیل جادو بڑھا ادھر سے جمشید چلا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دور سے دیکھا کہ لوح طلسمی پاس جمشید جادو کے پہنچا جاتی ہی ساحران نامہ دار کو آواز دی یا رویہ وقت ہاں ساری اور سر فروشی ہی اگر لوح جمشید جادو پا گیا پھر کچھ نہ ہو سکے گا اسوقت شبنم آتش خوار و اہلیق آسمان سیر و زیر خوش تدبیر شاہنشاہ کو کب روشن ضمیر پاک طلسم نور افشان و فیروز نامہ وغیرہ اس زور و شور سے سحر کرنے لگے کہ زمین و آسمان میں نہ لڑا پیدا تھا فلک شہدہ باز اس سحر و ساحری کو دیکھ کر اپنے نیزنگ افسون کو</p>	<p>ہما وج رفعت شاہباز عرصہ مدنی عدو در زر گامش صد ہزار ان الاغوانہ ایک جانب تلو رکھنچ کر یہ بھی کرے</p>	<p>کہ شاہانش مہانگیر فطاک کتی شان ایک جانب تلو رکھنچ کر یہ بھی کرے</p>



بجولاکر باعث انتشار مطیعان نورالدہر و ایرج فوجوان کو یہ کہ شاہزادہ والا شان ایرج فوجوان  
نورالدہر بن بدیع الزمان دریا سے فوج ساحرہ میں غوطہ مار رہے ہیں ساحران بھیجا کو لداکار  
رہے ہیں جب کسی ساحر کا عرس پہنچ جاتا ہے ہاتھ پاؤں بیکار مجبور و ناچار ہو کر بٹھرتے ہیں شہزادہ  
آتش خوار و فیروز نامدار وغیرہ یہ بھی فکر کرتے ہیں بڑھ بڑھ کے دونوں بیرون کو بچا تے ہیں ہر چند  
تصد کرتے ہیں کہ سہیل جادو تک پہنچیں نہایت ممکن ہوتا فوج جمشید جادو نے بھی جان لڑائی  
صفین باندھے لڑ رہے ہیں قیامت کے سر کے پڑ رہے ہیں وہاں سہیل جادو نے جمشید جادو  
کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ لوح دیوے ملکہ مخمور سرخ چشم برق بنکر آسمان میں ڈوبی کڑک کر جو گری  
سہیل مکار کا سر اڑ گیا یہ بھیجا بھڑک کر زمین پر گرا لوح ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر پل سارہ سحری  
کے چمک رہی جمشید سیہ سخت چاہتا ہے کہ میں اٹھالوں ملکہ مخمور کا قصد ہے کہ اپنی جان دونوں یہ بھیجا  
لوح نہ پائے مگر شاہزادہ والا شان نورالدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت و صولت لڑتے ہوئے  
اس مقام پر پہنچے دیکھا لوح ج میں پڑی ہے گھسان کی تھار چل رہی ہے ہزار ہا لاشہ پڑ الوٹ رہا ہشت  
ریستان چمن لالہ زار نیکیا ہی لغزہ کر کے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مرکب سے کودے  
لوح کو دیکھ کر جسم میں طاقت آگئی سینہ سے یزیدون کو ریتے ہوئے جان پر کھیلے ہوئے بڑھے ناظرین  
کو یہ بھی ملحوظ رہے کہ ملکہ شگوفہ جادو شل پر دانہ کے گرد شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے  
پھر رہی ہے جسے شاہزادہ والا قدر نورالدہر پر بھر کیا جھپٹ کر اسی کو مارا سرتن سے اتارا ایک سمت  
فیروز جادو بھی آگیا ہوا دھڑلہ مخمور سرخ چشم نے بھی گولہ آہن کا اپنے خون میں ترکیب کیا تو گولہ  
آہن کا تھا گلاب کا پھول نیکیا کھینچ کر لشکر جمشید سیہ سخت پر مارا اس پھول کے ٹوٹنے سے اس مقام  
پر اندھیرا چھا گیا ہر ساحرہ رو کا قلب تھرا گیا اس تاریکی میں شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان  
نے اپنے کو لوح پر گرا دیا رستمانہ لوح کو اٹھایا اب جو اٹھے تو لوح کو گلے میں ڈالے ہوئے ایک  
سوار کو مار کر گھوڑا بھی لے لیا اسپر سوار ہو کر لغزہ کیا منم گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدہ مومنان  
و مسلمانان برہم زنتدہ زمر دے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نبیرہ کو چک سلیمان نورالدہر

بن بدیع الزمان مالیشان نظم	لکھلی بہ جرات ہندو شتم	تھارا بہ یک دست برداشتہ
ظفر بریلان مسدب یا فتم	شہ فوجانان لقب یافتہ	جمشید جادو نے جو شاہزادہ



بن بدیع الزمان کو لوح پہنے ہوئے دیکھا سر ٹپٹیا ہوا پیچھے ہٹا کتا تھا یار و سامری و جمشید نے اپنے پرستاروں پر یہ کیا آفت ڈالی نئی صورت تباہی کی نکالی مگر یار و جی داری کر و گھیر کر مسلمانوں کو مار تو تم زیادہ ہو وہ کم ہیں مگر فرزند ان حمزہ اپنے زمانہ کے رستم ہیں اس ہنگامہ میں ملکہ مخمور سرخ چشم بھی انتہا کی زخمی ہوئی ہر گز شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو جو لوح پہنے دیکھا چہرہ خوشی

سے سرخ ہو گیا در و زخون سے موقوف ہوا اشعار	یہ تھا گرم ہنگامہ گیسر و دار
زمین کو ترزلزل فلک شعلہ با	قدیم بڑھ کے یار و نہ پیچھے بٹے
دیران جنگی یہ ہر وقت جنگ	کہ ہو بحر جرات کے ثم سب تنگ
کہ ہو کشت جرات تھاری ہری	گل زخم کھا کھا کے خون میں بھرو
اب ان باغیوں کو کرو پائمال	زمین خون سے ہو دو رنگ لال
آو دیران نامی دای پلوانان	لڑائی میں لڑ بھڑ کے سر سبز ہو

گرمی عصہ زلیست بہت تنگ ہر رستم و لو وقت نام و تنگ ہر دنیا مقام عبرت نہ جائے عشرت زمانہ زندگی کا کم ہو حیرتن بہت یہ بھی غم ہی ٹپٹے بٹپے ادا و العزم بہادران میدان زرم دنیا فانی سے حیرتن لیکر گئے بروقت نزع منفل ہوئے مال دنیا کا بد مال ہر اسکے جمع کر لے کا ناحق خیال ہر مثل از مکیے پر سید دنیا بخت کیست و بد بخت چلیست گفت او برادر نیک بخت آنکہ خورد و کشت و بخت آنکہ مرد و دہشت مصرع نوشیروان نبرد کہ نام کو گذاشت بادشاہ ہو کا عدالت سے نام ہر بہادر و ن لڑ بھڑا کہ مزا کام ہر اپنے مالک کا ساتھ دو زخم کھا و بلیغ جہان میں سرخ و ہو بحر عالم میں آبر و موصدا یمن نقیبوں کی سن سن کے جو نامرد اور فردے تھے بھاگنے کی فکر کر رہے تھے جھوم جھوم کر پٹ پٹ سے دھم دھم سے گلے ملا دیے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے شمشیر زنی کر کے طبقے زمین کے ملا دیے لوح طلسمی مثل ستارہ چری گین چہرہ مثل آفتاب عالم تاب فیغہ برق مثال ہاتھ میں جیسر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کے نطسم

یکے را بہ بازو یکے را بہر	یکے را پشت و یکے را کمر	بہر جا کہ شمشیر او کار کرد
یکے را دو کرد و دورا چار کرد	درید و برید و شکست و بہت	یلان را سر و سینہ و پا و دست

اس جوش و خروش میں تنگ بحر صا جقرانی جنگ کر رہا ہر کیا عجب ہر زبان تیر و کلہ عمود سے صدائے حسرت و آفرین بلند ہو کمانوں نے اپنے تیشوں اسکے بازو پر قربان کیا تر کشوں نے



خوف سے نہ کھول دیا نیزے تھارے ہیں انگلیاں سنان کی اٹھا کر بھاگنے کا راستہ تیار ہے  
 ہیں تلواریں جنگ سے آری سپر کو اپنی رویا ہی پر بقراری خنجر خوف سے خم تیر بیدم گر سرکشی  
 جھوٹے دشمنوں کے ہاتھ پانوں پھوٹے جرات شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان دیکھ کر  
 دشمن بھی تو لفین کو ہے ہیں شعر ترک خنجر دار گردن ہر دم از چپ برین + رزم او وی دید وی گفت  
 آفرین صد آفرین + المختصر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے بڑھ کر علم فوج قلم کیا  
 سامری پرستوں پر علم مصیبت گرا نامردوں نے کھیت چھوڑا بھاگنے کی فکر ہوئی استادان  
 مخمور تحریر فرماتے ہیں کہ تین شبانہ روز ایک طور پر یہ جنگ رہی فوج جمشید عجیب لشکر  
 اسلام بہت کم مگر یہ تھوڑے ایسے لڑے لاکھوں کے جی چھوٹ گئے آخر بھاگنے لگے شاہزادہ  
 مالیشان نور الدہر بن بدیع الزمان علم فوج قلم کر کے قریب جمشید جاو وہ پونچے استنجی  
 شہر سے دیپے خون بہا دیے ہیں شاہزادہ نور الدہر کو جو آتے دیکھا ترنج و نایخ گوئے  
 آہن کے گچھے پیکان کے ماش کے دانے سب نور الدہر پر پھینک مارے ایک برج آتشین  
 شاہزادے پر گرنے لگا نور الدہر فرج کو چکا دیا وہ برج آتشین ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہ گئے  
 لشکر پر گرا ہزاروں ناری جلے نور الدہر برابر جمشید کے پونچے جمشید گھبرا یا جانتا ہی سحر اس جوں  
 پر تاثیر نہ کر گیا تخت سے اپنے کو گرا دیا غلطاک مار کر کچھ کر کیا بازوون پر اس صید خائف کے  
 پر پیدا ہوئے اڑ کر چلا قصد ہوا کہ کھجاؤن اپنے کو خدمت میں تہ شاہ افراسیاب کے پونچاؤن  
 سرداروں نے شاہزادہ نور الدہر کو آواز دی او شہر لا اگر یہ کجا ایک بڑا فساد برپا کرے گا  
 شاہزادہ نور الدہر نے دیکھا حقیقت میں ابکی جہت میں قنیل فلک ہو جائیگا چھوٹا سی کو قنیل  
 تصور بھی نہ پایگا تعجیل تمام کمان کیلنی دوش برسے آتا ہی تیر سہلو خیر کمان میں پیوست کیا  
 تاک کہ جمشید جاو کو مارا قنیل تو اس جیہ کی واسطی تھی وہ تیر سینہ پر پڑا تیرہ پشت کو توڑ کر پار  
 گذر جمشید جاو اُلٹ گیا بجاسے خون کے جسم سے شرارہ آتش نکلا جہنی جلتا ہوا زمین پر گرا  
 تمام زمانہ تیرہ و تار کیا ہو گیا آوازین اسب آہن ہنگاری بر فباری ہوئے لگی بعد اسکے آواز  
 آئی کشتی مرانام من جمشید جاو بود افسوس مریم و جان دادیم و بطلب خود ز رسیدیم تمام سواران  
 طلسم جمشید یہ گھبرا گئے صد لامکانات جو اسکے حوسے بنے تھے وہ گر گئے تین شبانہ روز



رطلی کو گنبد بھی چکے تھے چار طرف سے آواز آتا مان بلند ہوئی و زرا و امرا ساکنان گنبد جمشیدی  
 رومال سے ماتہ باندھ کر خدمت میں حاضر ہوئے مطیع الاسلام ہونے لگے شاہزادہ نور الدین  
 بن بدیع الزمان بفتح و فیروزی مع شاہزادہ اسمین نوجوان بعد عظم و شان داخل گنبد جمشیدی  
 ہوئے دیکھا ایک قصر علی بیچ میں تخت جواہر نگار گرد مبرود و نگل و کرسیاں و شیشہ آلات سے  
 قصر آراستہ ایک جانب ملکہ شکوفہ و ملکہ مخمور سرخ چشم ایک سمت ابرق آسمان سیر شیر  
 خوش تدبیر شہنشاہ کوکب و روشن ضمیر مالک طلمس نور افشان مع شہزنگ آتش خوار و فیروز  
 مامدار سب زخمدار مقرر جراحان چابک دست حاضر ہوئے دودن کامل میں زخمدوزی سے  
 سب سرداروں نے مہلت پائی تیسرے دن دیوار شاہزادے کا گرم ہوا کوٹھے خزانے کے  
 کھلے سلاح ہائے طلسمی ساز و دیراق و مرکبان و صندوقچہ ہائے جواہر اسطے یہ سب اسباب  
 محکمہ سامنے گنبد جمشیدی کے انبار کیا گیا شاہزادہ نور الدین ہرن بدیع الزمان نے خلعت  
 و انعام سے سرداران طلسمی کو سرفراز کرنا شروع کیا اس سامان میں شاہزادہ مصروف ہوئے  
 شہزنگ آتش خوار کل امورات کا مہتمم ہوئے کہ شہزنگ بن عمرو نے بطور عرض کی کہ در دولت پر  
 ایک مرد پیر سفید پوش حاضر ہوئے شاہزادہ نور الدین ہرن نے کہا بلاؤ دیکھا تو سامنے سے ایک مرد پیر  
 بزرگ باریش سفید عامہ سفید سر پر قبائے طلسمی و دربر آکر سلام کیا ایک کنٹھہ ہاتھ پر رکھ کر بطور  
 تندریش کش کیا عرض کی کہ ای شکوفہ گلزار سا جقرانی دای و لبابوہ گلشن کامرانی بفتح طلسم جمشیدی  
 مبارک ہو یہاں سے قریب قصر ہو اسی گنبد کے متعلق کہ اُسکو قصر حکما کہتے ہیں اس قصر میں جگہ  
 حکمت آب بقراط ثانی رہتے ہیں اب تک ہم سب لوگ تفتیہ میں تھے شکر ہے کہ آج مذہب  
 یزدان پرستی شائع ہوا آفتاب عالم تاب ملت حق طالع ہوا پس جناب حکیم صاحب نے  
 بعد دعائے ترقی عمر و دولت عرض کی ہے میں نہایت زیارت کا مشاق ہوں برائے چہ  
 ساعت سرفراز فرمائیے ہر چند کہ حاضر ہونے میں میرے لیے برف کونین ہی روح کو راحت  
 دل کو چین ہی مگر چند امورات ضروری عرض کرنا ہیں شاہزادہ نور الدین ہرن بدیع الزمان نے  
 فرمایا بسم اللہ بزرگوں کی زیارت سے ترقی عمر و دولت ہوا انکی ملاقات کرنا ہماری سعادت  
 ہے شاہزادہ نور الدین ہرن اٹھا ملکہ مخمور نے اشارہ کیا کچھ اسمین مکر و کنہز بھی ساتھ چلیگی شاہزادہ



نور الدہر نے مسکرا کر جواب دیا بلکہ ان بزرگ کے چہرے سے آثار زہد و عبادت ظاہر ہیں عرض  
کی کہ میں ضرور چلوں گی وہ جو مرد بزرگ آئے تھے انھوں نے کہا اے شاہنشاہ خود حکیم صاحب نے فرمایا  
کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو ضرور ساتھ لائے گا اور دوسرے صاحب فرزند خا و سپاہ آنکھ بھی  
ساتھ لیجئے نور الدہر بن بدیع الزمان نے شاہزادہ ایسج نوجوان و ملکہ مخمور سرخ چشم  
و شہزادہ آتش خوار وغیرہ چالیس سردار دونوں عیاروں کو ہمراہ لیا ان مرد بزرگ کے ساتھ  
چلے کوس بھر راستہ طے کر کے قریب قصر عالی کے پہنچے دیکھا دروازے پر چند خدمت گزاران  
محقول صاحب عقل و مخمور حاضر ہیں شاہزادے کو دیکھ کر واسطے تسلیم کے خم ہوئے پردہ بنوری  
کھینچا شاہزادہ بسم اللہ لکھ کر اندر داخل ہوا دیکھا مکان نفیس ایک چوکی گردا گرد کرسیاں جواہر نگار است  
عبادت بیشمار بخورات روشن قصر رشک گاشن اس چوکی پر ایک مرد مقدس بزرگ چہرے سے  
آثار عجب و جلالت ظاہر حسین بین پر گھٹا عبادت کا مثل ستارہ سحری چمک رہا اے شاہزادہ نور الدہر  
بن بدیع الزمان کو دیکھ کر اپنے مقام سے اٹھے مسکرا کر فرمایا اے شیریشہ صاحب حقانی و اے خورشید  
خاک کامرانی تشریف لائے شعر و واق منظر چشم من آشیانہ نست بہ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست  
نور الدہر بن بدیع الزمان سے یہ فرمایا اور شاہزادہ ایسج نوجوان کو دیکھ کر فرمایا اے نقس  
روح و روان قاسم عالی شان و اے شاہزادہ ایسج نوجوان شہر  
بتنگ آمدہ ام چندا نظر چشم باعی از آمدت اگر خبر داشتے در رگد زرت گل من کا شستے  
نگذاشتے کہ پائے بر خاک بنی خاک قدمت ز دیدہ برداشتے دست راست میں کہی جواہر نگا  
پر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو جگہ دی ہمت دست چپ شاہزادہ ایسج نوجوان کا  
مقام ہوا طرف شاہزادہ نور الدہر کے وہ مرد بزرگ متوجہ ہوئے فرمایا کہ آپ کے قدم ہیمنت لازم  
کی برکت سے دیدہ دل روشن ہوئے مجھے صرت ملکہ مخمور سرخ چشم سے ملاقات منظور تھی بلکہ  
مخمور سرخ چشم بلا تکلف سامنے آئیں حکیم صاحب نے فرمایا کہ اے نیر آسمان حسن و جمال کچھ مجھ سے  
کچھ مفصلاً طالع ہوش ربا کا حال ارشاد فرمائیے میرا شاہزادہ عالی وقار سدا نامدار کس قدر باقی  
ہو اے سیاب خانہ خراب کس فکر میں ہے یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھوں سے دریا ہلکون  
کا جاری ہوا عرض کی وہ حال آپ نے پوچھا جبکہ بیان سے قلب تھرتا ہی کلمی منہ کو آتا ہی



عرصہ دراز گزرا شہسوار عرصہ یکے تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی گنبد نور پر قید ہو ساد  
 طلسم ہوش رُہا کا صید ہو نہیں معلوم زندانِ مصیبت میں اس شیر صوت کا کیا حال ہو حکیم صاحب  
 نے فرمایا اے نور نظر وہ صاحبِ اقبال ہو ایک دن افراسیاب جادو کی قید سے ضرور چھوٹے  
 گھر افراسیاب کا لوی گادہ رستم خصال افراسیاب کا قاتل ہو جو اسکے قتل کی فکر میں ہو وہ  
 جاہل ہو جیسا افراسیاب کتابِ سامری نہیں دیکھتا جو کچھ اسمین تحریر ہو وہ نوشتہ تقدیر ہو  
 مگر اے ملکہ مخمور رہا ہونا اسد کا گنبد نور سے نہایت دشوار ہو مگر وہ سبے نیاز مالک و مختار ہو  
 ہر برہمنیہ طراری ہنگ بھر عیاری صاحبِ جاہ و تار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار سے عرض  
 کرنا بقراط ثانی آپ کی قدیموی کا بہت مشاق ہو نہیں معلوم کیا باعثِ فراق ہو انشاء اللہ  
 بھول و قوت الہی وہ عنایت فیوضِ نامتناہی وقتِ حین پر حاضر ہو لگا جو مناسب وقت ہوگا  
 عرض کرو لگا مگر یہ نیازِ نامہ لغوف ہو سوائے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کے جو کھوے ہو تو ف  
 ہو شاہنشاہِ اوج عیاری سے کنا کہ اسکو ملاحظہ فرمائیے اسکے مضمون پر کار بند ہو چھے  
 من جن ساحرون کا نام اسمین لکھا ہو جب تک وہ آپ کے مطیع و منقاد نہوں گے دشمنِ پامال  
 دوستِ دلشاد نہوں گے اور عرض کرنا کہ آپ کو بڑے بڑے مقاماتِ سخت کا سامنا ہو اس روز  
 پیر و درگاہِ آپ کے سردارانِ نامی کی جان بچائے کہ جب افراسیاب ہجرہ ہفت ہلا کو لے  
 کا قصد کرے میں نے جو علمِ تارہ شناسی میں دیکھا صاف ثابت ہوا کہ مشعلِ جادو و ضرور  
 آئینکا اپنی روشنی دکھائیگا اسکی شمعِ حیات کون بجھائیگا حجرہ دوم جسکے مالک کا نام ملکہ  
 تاریک صورت کش ہو اسکے نام سے دل شوش ہو اس مقام تک جانا مشکل ہو کہہ گوش  
 لا حاصل ہو اے مخمور ان فقرات کو خدمت میں خواجہ کی بادب گزارش کرنا ہمارے لیے دعا  
 غیر کرین ضرور سفارش کرنا بہت سے امور ات فرما کر وہ نامہ مخمور کو دیا شاگردِ رشید انکے جو  
 شاہزادے کو بلانے گئے تھے انکا پیر عبادت گزار نام ہو فرمایا کہ شاہزادے کیواسے  
 سلامِ طاسی لاؤ پیر عبادت گزار ایک کشتی میں سلاخِ طاسی آراستہ کر کے سامنے حکیم صفا  
 کے لائے اپنے دستِ حق پرست سے حکیم صاحب نے خود یا قوتِ احمر بصد کر و فراسِ نسر کے سر پر  
 رکھا زرہ الماس دکھارے اسے مورے رائے کے زیب جسم شاہزادہ والا قدر کے چار گینے کو



دیکھ کر شخص کو سیرت ہو آئینہ سکندری کی کیا حقیقت ہو یہ تمام اشیاء ناورہ وکے کرتیغہ  
 برق مثال اپنے ہاتھ سے کمرین شاہزادے کے لگایا کمان کیانی نے داہنی جانب مقابلہ  
 ثابت ہوا ماہ تابان برج قوس میں آیا ہزار تیردن کا ترکش مثل دم طاووس بایں جانب ایک سلاح  
 نیلیم نگار خدمت میں شاہزادہ ایرج نوجوان کے حاضر کیا چالیس سرداران نامدار جو ساتھ  
 شاہزادہ عالی وقار کے آئے تھے جناب حکمت آب نے سب کو مخلص کیا اور فرمایا او شاہزادہ  
 والا قدر اپنے جد عالی تبار صاحبقران نامدار سے ہمارا آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کنا حضور  
 فراش راہ دین اسلام ہیں اب غلام سمیت خانہ کعبہ جایگا بعد فراغ حج طلسم ہوش ربابین بھی  
 آئیگا یہ کہہ کر آئے تھے ہوا دار پر سوار ہوئے سامنے شاہزادہ نور الدہر کے مع بندگان خاص ملازمین  
 باختصاص سمت صحرا روانہ ہو گئے ناظرین اس مقام کو ملحوظ رکھیں انشاء اللہ وقت پر جناب  
 حکمت آب کا ذکر آئیگا ہر ایک عشاق انکی داستان سے لطف اٹھائیگا اب شاہزادہ عالی شان  
 نور الدہر بن بدیع الزمان قلعہ حبشہ میں آئے صلاح سے ملکہ مخمور سرخ چشم کی ملکہ شگون  
 کو بیان کا حکم کیا شہزنگ آتش خوار وغیرہ کو در بندوں کے انتظام کا حکم دیا زندان طلسمی  
 میں کہ اسی قلعہ حبشہ میں واقع ہی ہزار ہا بندگان خدا قید تھے مشیران سلطنت نے جب اسکا  
 نشان بتایا نور الدہر خود در زندان پر تشریف لائے در زندان داہوا اپنے عاشق صادق  
 ہنریشہ کلنگان صاحب سلطو گر ان صف شکن و صفد طماس بن عنقویل پورے و  
 کو پایا شاہزادہ نور الدہر نے جوش محبت میں گلے سے لگالیا کئی سو ریشیاں جلیل القدر تھے  
 سب کو رہا کیا سب نے شرف پائے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کر کے مسلمان ہوئے بعد ایک  
 ہفتہ کے ملکہ مخمور سرخ چشم شاہزادہ نور الدہر سے رخصت ہوئیں آپس میں انکار رخصت ہونا  
 خیال فراق میں ہلک ہلک کے رونا دیکھنے والوں کے کیجے شق ہوتے ہیں مخمور کا عرض کرنا  
 کہ او شہر پار وہن اژدر میں جاتے ہیں پھر پروردگار آپ سب صاحبون سے ملائے او شہر پار وہ  
 زمانہ قریب ہی ہم لوگ رہائی طلسم کشا کی فکر کرینگے افراسیاب خانہ خراب قتل کی تدبیر میں ہی  
 دیکھیں فلک کیا دکھائے نور الدہر ایرج نوجوان و شاپور و شہزنگ نے اپنی اپنی عریضیاں  
 خدمت میں خواجہ عمر و نامدار کے روانہ کیں چاہا اکثر تحفہ جات دین ملکہ مخمور سرخ چشم نے



نے کہا اے شہر یار تا بہ طلمسم ہوش ربا ہکو پو پنا دشوار ہی راہ ہاے مشہور ترک کرینگے کوہستان و  
خارستان کو طو کرینگے نقد جان کا پنا مشکل ہی تحفہ جات کیونکہ بجائیں ان اشیاء کو لیا کر بجا طاعت  
ریکھے جب جامع المتفرقین آنے آپ کو بلائیں ان تحفہ جات کو بھی پیش کیجیے گا ان کلمات  
حسرت آمیز پر ہلکے مخمور سرخ چشم کے سب کی آنکھوں سے اشکون کا دریا جاری ہوا شور گریہ و  
زار می بلند ہوا شاہزادہ نور الدین بدیع الزمان کو گریبان و نالان چھوڑ کر آواز الفراق و ادواع  
کستی ہوئی جفا سے ہجر سستی ہوئی طاؤس زرین بال پر بیٹھ کر سمت طلمسم ہوش ربا روانہ ہوئی بعد  
اسکے جانے کے شاہزادہ نور الدین نے اول ملک ماہ پر ور سے عقد کیا ملک شکوفہ جادو کو  
وقت فتح طلمسم ہوش ربا کا مژدہ دیا ساحر سب اسی مقام پر چھوڑے غیر ساحر جو ان پیلتن و  
دلاوران صف شکن کو ہمراہ لیا مال طلسمی چھکاڑوں پر لد وایا طہماس بن عنقویل دیو پرور  
بعدہ سپہ سالاری برائے انتظام لشکر آگے بڑھا کئی سو نقارے پر چوب پڑی شاہزادہ نور الدین  
بن بدیع الزمان مع ایرج نوجوان نقد روح روان قاسم و شان بعدہ شوکت و شان  
طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوئے اکموراہ میں چھوڑ د وقت پرانکا بھی حال تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان طلمسم ہوش ربا کے کہ بارگاہ میں سے ملک مہرخ کی  
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو انفراسیاب جادو لیا گیا ہی پو پنا اسکا کوہ مروارید پر اور  
ملکہ شبنم گوہر پوش کا روکنا شہنشاہ انفراسیاب جادو کو اسکا شریک جلسہ ہونا  
عیار یان عیاروں کی بعد جستجو سے بسیار رہائی خواجہ عمرو عیار نامدار ساقی نامہ صنف

کہ ہر ہر تو اساقی ماہر و	پلا ساغیر بادہ جیشو	مرے ساقیا جلد ہوش میں
کردن ذکر حال عمر و خوش میں	ترے میکرے میں ہوا انقلاب	کہ ہی در پئے جنگ انفراسیاب
ترے دور میں جام عشرت پیون	طلمسات جشید یہ سے چلون	دکھاتا ہی کیا دکھیں دو شراب
ارادہ ہر اب سوے انفراسیاب	دکھا جلوہ روے بنت لعن	رہائی عمرو کی ہی منظور اب
غضب کی ہیں عیار یان ساقیا	بدہ ساغیر بادہ پر ضیا	نہ ہو دور دے وہ زلال لطیف
جسے دکھ کر ہونٹھاٹھن ظریف	عبث جام صہبا پغیر دردی	و فکر سے طبع مخمور ہی
چھکا دے مرے ساقی مہربان	دکھاؤں تجھے شعبہ سازینا	گھما سے مضامین کو گلہ ستہ



تحریر و تقریر میں آراستہ کر کے غنچہ محفل سامعین میں رنگ و بود دکھاتے ہیں داستان رنگین و سر  
 آگین ناظرین کو سناتے ہیں شعر مصنف جو میں کاتبانِ جلالت شعار ہر رقم کرتے ہیں بادلِ شاہ  
 سابق میں تخریر ہوا کہ انرا سیاب خانہ خراب بعد تیج و تاب آیا اثر در بکر خواجہ عمر کو اٹھا لیکیا  
 سرداروں نے ہر خند بچھا کیا کچھ ہنوا چالاک وغیرہ نے سرداروں کو رد کا اور پانچون عیار  
 فکر رہائی خواجہ عمر و نامدار میں چلے مگر انرا سیاب نے بصورتِ اصلی ہو کر عمر کو نیچے میں دبایا  
 عمر و ہوشیار بھی ہوا اپنے کو نیچے بدعت میں اس جلاد کے پایا ہنس کر کہا اوشہنشاہ آپ کو  
 تکلیف ہوتی ہے غلاموں کو اس قدر سر نہیں چڑھاتے میں آپ مجھ گنگار کو اپنے ہاتھ میں لیے جاتے  
 ہیں مجھ کو چھوڑ دیجئے میں حضور کے ساتھ چلون انرا سیاب نے کہا اوساربان زادے تو نے  
 ایسے ایسے صدے پہنچائے ہیں کہ کلیجہ داغدار ہی تیرے تیر ظلم سے دل نگار ہی آج تجھ کو ضرور  
 قتل کروں گا یا لیجا کر کسی بیابانِ طلسم خوفناک میں چھوڑ دوں گا کہ ترپ ترپ کے جان دے  
 خواجہ عمر و نے کہا حضور غصہ میں فرماتے ہیں مگر اپنے خیر خواہ پر ضرور رحم آئیگا اب میں آج اقرار  
 کرتا ہوں حضور مجھ کو چھوڑ دیں میں ملکہ مهرخ و بہار وغیرہ کو سمجھا کر لے آؤں اور نہ مانیں تو  
 عیاری کر کے گرفتار کر دن اب میں بہت ناچار ہو چکا ہوں فاقون سے مڑتا ہوں بی مهرخ  
 تو بادشاہ بنکر بیٹھی ہیں اپنے کو جدید عصر جانتی ہیں شہروں سے یور و پیہ خراج کا آتا ہے وہ خزانے  
 میں جمع ہوتا ہے ہکو صرف تین روپیہ مہینہ دیتی ہیں اسیں بھی غیر حاضری کا ٹالیتی ہیں دودن حضور  
 مجھ پر بے آب و دانہ گذرتے ہیں وہاں کوہِ عتیق پر ابل و عیال مرتے ہیں نہ یہاں کسی کو مہر  
 خیال نہ وہاں حمزہ کو ہمارے عیال کا ملال اوشہنشاہ ہم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے  
 بموجب شعر نہ خدا ہی ملا نہ دھال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے بدستجھے چاہ کے ہمتو  
 خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے پس اب اوشہنشاہ توبہ کرتا ہوں آپ کی  
 خدمت گزار رہی میں بس کروں گا آپ ایسا قدر دان کہان پاؤں گا عیار بچوں کو دیکھتا ہوں لاکھوں روپے  
 صرف کرتی ہیں روز سرکار سے خلعت ملتے ہیں اور پھر آئے کیا ہو سکتا ہے میں نے گس گس کے  
 آپ کے ہزاروں جادو گر مارے اس خیال پر کہ سرکار سے ملکہ مهرخ کی خلعت ملے گا غنچہ آرزو  
 کھلیگا اسکا عوض یہ ملتا ہے کہ ارشاد فرماتی ہیں خواجہ نہ گھبراؤ بہ وقت رہائی اسد غازی



سمجھا جائیگا ایک شہر کی سلطنت آپ کو دینگے ثراج بھی آپ سے نہیں گے آپ یقین مانیے گا  
قسم ہر خداوند لقا کی جھوٹ نہ جانے گا جب لذات فاقہ سے گند جاتی ہے تب جگل میں جا کر لگ رہا ہوں  
اس وقت حضور محکوم اپنا بیگانہ نہیں سوچتا جو سامنے آگیا اسکی خیر منائی گئی تھری کر لی خواہ آپ کا  
ملازم ہو یا بی مہر خ کا ناظم ہوا نصرت سے فرمائیے مرنے کا کیا نہ کرتا اب صنف و نقاہت غالب  
ہو دل آرام کا طالب ہے حضور کی خدمت میں ہاتھ دینا سے اٹھا کر رہو لگا جو ٹکڑا سرکار سے بیگا  
غیبت جان کر سر کر و لگا یہ کہ عمر و بن امیہ خوب بلک بلک کر رونے لگا افراسیاب جادو  
کو بھی یہ حال سُکر افسوس ہوا کہا کراؤ عمر و یہ تو سچ کتا ہے سلطنت کے امورات میں تجکو دخل نہیں ہے  
عمر و نے کہا نہیں حضور میرا ہی اختیار ہو بے میرے حکم پتا نہیں ملتا بی مہر خ صاحبہ بڑی عقلمند ہیں  
صبح کو اٹھ کر سلام کرتی ہیں مرنے جینے کی باتیں پوچھی جاتی ہیں روپڑ پیسے میں ہلکو دخل نہیں ہے موجب  
مثل گھر کے مالک ہو کر کسی شے کو ہاتھ نہ لگاؤ اور عورتیں حضور یوں کہتی ہیں گھر باہر اٹھا کر کوٹھری کھٹلے  
کو ہاتھ نہ لگانا یہ مثل میرے مقدمہ میں صادق آتی ہے ان باتوں میں افراسیاب کو ایسا مزاج ملا  
کہا اے عمر و میں کسی مقام پر ٹھہر کر تجھے پوچھوں گا آتے آتے افراسیاب سامنے کوہ مروارید کے  
پونچا صبح کا وقت ہے ملکہ شبنم گوہر پوش حاکم کوہ مروارید سریر جہان بانی پر جلوہ فرما کر دکنیزان  
زیرین پوش اسباب عیش و نشاط درست ہوتا جاتا ہے کہ ملکہ شبنم کی نگاہ پڑی کہ شہنشاہ کوئی شہر  
نیچے میں دبائے اڑے ہوئے آتے ہیں ملکہ شبنم کھڑی ہو گئی کینڑوں کو قاعدے سے پشت  
پر جمایا مثل ہلال شب اول واسطے تسلیم کے غم ہوئی کہا اے شہنشاہ تشریف لے افراسیاب کی  
جو نگاہ جمال بمثال ملکہ شبنم گوہر پوش پر پڑی بھولی بھولی صورت و دون عارض پھول سے جکے  
سامنے خجالت سے گلہائے چمن پر دس پڑی ہے آب صاف و شفاف گوہر سے سنہ دھویا ہے  
اکثر قطرے جبین نور آگین سے گر رہے ہیں صاف ثابت ہوتا ہے شبنم سحری برگ گلہائے یاسین  
سے قطرہ زن پیشانی پر شکن آنکھیں زکس شہلا بروے خدا رکھنی ہوئی تلوار کا نقشہ خال خال  
انور پر خال خال ہیں اگر ہیں تو باعث حق حسن و جمال ہیں بھون خمیدہ کشیدہ مردم دیدہ کے  
یہ اشارے ہیں اس مثال میں بڑے کمال ہیں قریب بدر کمال و ہلال ہیں گلا صراحی دار  
موجگانا حسن سے محو باعث عیش و سرور سینہ پر دو حجاب دریاے نور یاد و قہر بلور نظم



حیرت ہو جگو سرو میں کیونکر لگے	طوبہ بہشت سے اتر آیا ہو بارود	اول کی یا نگاہ غلط بین ہیں دوسرے
بیتیرین چرخ ہیں یکجا بہدگر	انسان کی مجال نہیں ہو جو نام لگے	دیکھے اگر فرشتہ کلیجہ کو تھام لے
بھٹنی شکل ریزہ بند نظر ٹری	پھولوں سے رس ہو یا گیس شکر ہی	ہم رنگ گوز حل ہو نہ لکھوں مگر بھی
یہ مرد یک ہو دیدہ عشاق کی جی	پیدا ترخ پر گل سوسن مگر ہو	سرستہ یا بین لاکھ سے دج گھر ہو

سرسے پاک قیامت بوٹا ساقا مت یا سرو باغ جنت دریا سے زیور جو اہرین غوطہ زن پوشاک  
 نفیس مزاج سلیس افراسیاب کی ملکہ شبنم کو دیکھا رال ٹپک پڑی فوراً اتر آیا ملکہ کے بڑھ کے  
 ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا عمرو بن امیہ نامدار کو زمین پر رکھ دیا کنیزین چیخ مار کر بھاگین ہو شہنشاہ  
 یہ بن مانس جل مانس کہاں سے لائے ایک کہتی ہو لب اس مثال سے طبیعت مطمئن ہو یہ نگہ ٹرا  
 پر چیا جن ہو ایک نے کہا اتق کا غریب ہو میں پہچان گئی ٹھیا دیوہ افراسیاب نے کہا اے ملکہ علم  
 یہ شخص بلا سے روزگار ہو کشندہ ساحران غدار ہو عمرو اسکا نام ہو جا دو گردن کا قتل کرنا اسکا  
 کام ہو افراسیاب ملکہ سے شکایتیں کرتا جاتا ہو مگر سراپا پر نگاہ پڑی ہو صبح کا وقت ہو کوہ  
 فلک شکوہ مثل گلہ ستہ کے آراستہ چنہا سے رنگانگ پیراستہ غنچوں کی چٹک پھولوں کی ہلک  
 ہوا سے شاخاے نخل کا جھومنا عارض گل کو باہل کا جو سنا ابیات

عبدہ خالق میں ہو ہر شاخ نخل پر شمر	حمد میں وحدت کی ہر اک غنچہ کھولے ہو زبان
نشہ عشرت میں سنبل ہو کھلے ہالون کھڑی	کرتی ہو تعریف سوسن باغ کی با صد زبان
ابشارون سے نخل میں چشمہ ہائے سلسیل	حوض آب ایسے کہ جنسہ حوض کوثر کا گمان
ہو تماشا گاہ حوران ارم ہر کنج میں	جوش گل سے ہر جن ہو رشک گلزار جنان
نغمہ پیرایان گلشن میں بسم مرغولہ سنج	دیتے ہیں گلبانگ عشرت طائرانِ مخش بیان
چھچھ کرتے ہیں گل پر عنبر لیان چمن	زمزمہ پرداز کو گو سرو پر ہیں قمریان
قدح زن کبک ہو شمشاد کے سایہ تلے	کرتے پھرتے ہیں تدروان چمن افسیلیان
ہو کھلتا موج آب جو سے لہر اساز کا	لحن داؤدی سے پانی بھر رہے ہیں باغیان
نخل کے تپون سے آتی ہو جلاجل کی صدا	ہر روش پر کر رہے طاؤس ہیں رقاصیان
پر طن ہو بزم عیش اور نغمہ چنگ و رباب	ہو کند آہو سے دل کو تار ساز مطربان



تھاپ سے بلبلوں کی ہر سہیلیاں کے دل پہ چوٹ	پہنچی بائیں کی گمک بھی تباہ گوشِ عریان
شیشہ و ساغر بکھپا ہن سا قیام تو چشم	دور میں ہر دورہ جامِ شہر اب احوال

افراسیاب جادو تخت پر تھکن ہو پہلوئیں ملکہ شبنم گوہر پوش گلچینی گلشنِ جمال کی کر رہا ہر دم  
عشق و محبت کا بھر رہا ہو خواجہ عمر و چکے سر جھکائے سامنے بیٹھے ہیں پکار کر کہا ای شہنشاہ مجھ کو  
بھی رہا کر دیجیے آپ تو میری خطا معاف کر چکے ہیں میں بھی کچھ گاؤں ملکہ عالم کو غزلین اور عمر یا  
سناؤں حضور جیسے شہنشاہ ہیں ویسا ہی محسوس بھی ملا ہر چشم بد دور کیا حسن ہو کیا جمال ہو کیا  
اچھا جوڑا ہو پیٹھے بھی عمدہ ہونگے حسن مان کا جلال باپ کا ملکہ شبنم گوہر پوش نے قوری پیل  
ڈال کے آواز دی نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہو کیا بکتا ہو شہنشاہ اسکو منع کیجیے میں اسکی صورت  
دیکھ کر ہول کھاتی ہوں خوف سے سری جاتی ہوں افراسیاب جادو نے کہا ملکہ تم اس  
شخص سے آگاہ نہیں ہو اسکا لقب ہو کیا تازیدان طراری و شہسوار شہب عیاری سر نرندہ  
جادوگران تاج شانندہ ریش کا عنوان قاتل ملکہ دامہ برباد کن ملک غنلی آباد ملکہ شبنم گوہر پوش  
اسنے ملک کے ملک برباد کیے جس دن سے طلسم ہوش بایں آیا ہو ہزار ہا ساحر اسکے ہاتھ سے  
مارے گئے ملکہ اب کسی قدر راہ پر آیا ہو سو سے میرے کسی سے نہیں دبا ہو ملکہ نے کہا ہو گا نگوڑا  
مجھے کیا کام سامری و جمشید ایسی صورت نہ دکھائیں یہ کیکے کینز دن کو آواز دی ہماری سو سن  
ڈومنی کو لاؤ شہنشاہ کو گانا سنواؤ فوراً ایک کینز چلی کینز دوڑی ہوئی جاتی ہو اُدھر سے ایک  
گنوار کی شکل بنا ہوا مہتر برق فرنگی آتا ہو کینز کو دیکھ کر پکارا بی بی کہاں جاتی ہو بیان گل میں  
ایک بھڑیا نکلا تھا ایک مسافر کو بھڑا ڈالا ہم قوم کے پاسی ہیں ٹھاکر صاحب نے ہمکو بیان حقائق  
کے واسطے مقرر کیا ہو یہ شکر وہ کینز چونکہ نوجوان تھی گھبرا گئی کاپنے لگی کہا بیان نوکری سے ناچار  
ہیں سامنے گانوں میں سو سن ڈومنی کے مکان میں جائینگے برق فرنگی نے پوچھا اس سے  
کیا کام ہو کینز نے کہا شاہنشاہ افراسیاب جادو مالک طلسم ہوش رہا آئے ہیں ایک بن مان  
کو کسی جزیرے سے لائے ہیں ملکہ کو منظور ہو کہ شہنشاہ کو گانا سنوائیں یہ سنتے ہی برق اسکے  
ساتھ ہوا کہانی بی جلو ہم تم کا پہونچا دئی چار بار پنج قدم پر جا کر حلقہ کند کا مارا حباب مار کر ہوش کروا  
لانا گم پڑا کر کنارے لایا باس و زیور اسکا اتار لیا اسکی صورت آپ بکرتیا رہا مکا پر سو سن



پہونچا مگر دلیں حیران کہ جبکو ہوش کیا اسکا نام نہ دریافت ہوا جیسے ہی دروازے پر سوسن کے پہونچا سوسن ابھی  
 سوکر اٹھی تھی صورت دیکھتے ہی پکارا بی شمشاد آج کہاں آئیں برق سمجھا کہ میں جکی شکل میں ہوں ہسکا نا شمشاد  
 تھا کہا بی بی جلدی سے تیار ہوشنشاہ افراسیاب آئے ہیں ملک شہنشاہ نے تمکو یاد کیا ہے یہ جلدی سے اٹھی ایک سر  
 میں جا کر لباس زیور سے اپنے کو آراستہ کرنے لگی برق بھی تڑپکرا نہ رہا پہونچا کھل مل کے باتیں کرنے لگا دروازہ کھکا  
 بھیڑ دیا جلدی سے گوری اپنے پاس سے بھائی کہا دلی سوسن تمکو توفیق نہیں ہوئی مگر تم تنہا تو  
 نہیں ہیں ہماری گوری کھاؤ شرخ رو ہو جاؤ سوسن نے گوری کہا لی کھاتے ہی ہوش  
 ہوئی برق نے سوسن کو تو اٹھا کر جلدی سے صندوق میں بند کیا آپ رنگ و روغن عیاری  
 کا لگا کر سوسن کی شکل نکرا باہر کلامان اسکی شبو آسنے پوچھا بیٹا شمشاد کہاں گئی برق نے  
 کہا ہے وہی جان تمکو دن دھاڑے ایسا کم سو جھٹا ہے ابھی تو تمہارے سامنے سے گئی ہوش  
 کینز لٹھے کے برابر تمکو نہیں سوچھی شبو نے کہا ہاں بیٹا ابھی صبح کا وقت ہے اونیون کا نشہ بھی  
 ابھی نہیں ہوا حقہ بھی نہیں پیچلو سوار ہو برق ڈولی میں سوار ہو کر روانہ ہوا عقب میں شبو  
 سازنگی واسے طیلے یہی پٹے یہاں خواجہ عمر ویٹھے کہ رہے تھے اوشہنشاہ میری خطا  
 سوائے نہوئی افراسیاب کتا ہے کہ خواجہ عمر وہیں یقین نہیں آتا کہا حضور کو اختیار ہے ایک  
 مرتبہ تو اور قبول کیجئے ابکی جو خلاف ہو تو پھر کبھی میری بات کو نہ مانئے گا بالکل مجکو جھوٹا جا کا  
 یہ باتیں محض کہ سوسن آن کے پہونچی ڈولی اتری برق جو سامنے آیا متنا ہوا افراسیاب  
 کو جھک کر سلام کیا افراسیاب جادو سوسن کی چال ڈھال شوخی طراری زبان ترق  
 پٹاق دیکھا بچپن ہو گیا متوجہ ہو کر باتیں کرنے لگا پوچھا کیوں اے سوسن ابھی رہیں  
 مسکرا کر کہا حضور کو دعا دیا کرتے ہیں افراسیاب نے جو انکھ ملائی برق نے منہ چڑھا کر  
 انکو ٹھاٹھ کیا افراسیاب اس شوخی سے پھر تک گیا کہ شبو وغیرہ بھی پہونچیں برق فرنگی  
 کنکھیں سے دیکھ رہا ہے کہ استاد قید میں بیٹھے ہیں افراسیاب اچھا اچھا کتا جاتا ہے اب تو  
 سوسن کی زبان دساری کوئن رہا افراسیاب جادو نے کہا ہاں سوسن کچھ گاؤ شبو نے  
 اشارہ کیا ساتھ والیوں نے ساز لایا برق فرنگی نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی غزل  
 عشق میں رسوا جو اپنی آہ وزاری ہوئی | کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمہاری ہوئی



بزم جانان میں جو آمد شد ہماری ہو گئی  
پہلے تھا بزار جسے اسکے تم خواہاں ہوئے  
گریہ حسرت سے اور آنکھوں میں جو تھی رسم و راہ  
اُسکے در سے مر کے بھی اٹھنے کا اک افسوس ہو  
آرزو دل میں جو تھی اپنے ترے اک تیر کی  
کاش یہ قاصد نہ لکھ دیتا کہ آتا ہو کوئی  
مجھ سے جو یہ بد گمان پوشیدہ رکھتا ہو  
اُسے نے بس چلا رکھا ہو وصل یار کے  
وصل میں دل ہو مرا میری طرف کچھ بولتا  
آئینہ سکتا میں بخود ہو کے پہرہ آئین  
کل خوش کھا کر گرے تو اُنکے قدم پر گرے  
گرد اپنی لاش کے پھرتا ہو قاتل بعد از ج

خیمہ پر گرنے کو بجلی بقیہ داری ہو گئی  
نجلو بھی اُسدن سے اپنی جان پیاری ہو گئی  
بعد مدت پھر تری فرقت میں جباری ہو گئی  
لاش اپنی کیون اجا پر نہ بھاری ہو گئی  
آخر کار آپ ہی وہ زخم کاسی ہو گئی  
ہر قسلی پر زبانی بقیہ داری ہو گئی  
دل کو ثابت آنکھ کی بے اعتباری ہو گئی  
سچ تو یہ ہو زندگی ایسے داری ہو گئی  
اُنکی جانب بھی تو اُنکی شر ساری ہو گئی  
رفتہ رفتہ اس قدر بے اختیار ہو گئی  
ہم سے بیوٹی میں بھی اک ہوشیاری ہو گئی  
زیر خیمہ بھی وہ ہم سے وضعداری ہو گئی

اس رنگ سے یہ غزل گائی ملک شبنم گوہر پوش کی طبیعت بھڑائی افراسیاب بھی تعریفیں  
کر رہا ہو مگر عمر و منہ بھلائے بیٹھا ہو ملک شبنم گوہر پوش نے کہا کہ شہنشاہ یہ گویا عمر و انسان ہو  
کہ حیوان افراسیاب نے کہا ملک کیون کہا آپ دیکھتے ہیں سب تعریفیں کر رہے ہیں کوئی ہنستا  
ہو کوئی روتا ہو اس گویا کی سمجھ میں نہیں آتا افراسیاب جادو نے کہا اے ملک عالم یہ علم ہستی  
میں کامل و اکمل ہو ملک شبنم گوہر پوش نے کہا اے شہنشاہ بھلا یہ گویا کیا کایا کچھ سخران کرتا ہو گا  
یا بھانڈوں کے ساتھ چٹیان کیا ہو گا افراسیاب نے کہا کہ خواجہ عمر و ملک کو تمہارے گانے کا  
تقریب نہیں آتا خواجہ عمر و نے کہا ہاں حضور بجا ہو میں کیا گاؤں گا بقول شاعر شعر شعری حسب حال  
ہوتے ہیں ہم غزل کیا کہیں گے رونے ہیں حضور کو میری بات کا اعتبار نہیں آتا نہیں تو  
ملکہ کو دو چار شعر گائے سنا تا مجھے کچھ حضور سے عرض بھی کرنا ہو افراسیاب جادو نے کہا خواجہ  
عمر و کو عمر و نے کہا یا میرے پاس آئے باغلام کو قریب بلائے یعنی بات ایسی ہوتی ہو کہ  
چلا کے کسی نہیں جاتی اور یہ تو ظاہر ہو کہ میں حضور کا دشمن ہوں افراسیاب جادو نے کہا کہ



سیرے قریب آؤ یہ لکھرا فراسیاب نے عورتا لیا یا تو عمرو کے ہاتھ پانوں بیکار تھے اٹھنے کی طاقت  
 ہوئی برق اپنا رنگ جمارہا ہی شبنم سے آنکھیں ملائے ہوئے گارہا ہی یہ کیا معلوم کہ اس  
 پڑنے کو اور خواجہ عمرو نے اٹھنے اٹھنے پشت پر سے برق کو علاقے کند کے مارے اور لکھار کر  
 آواز دی کہ اوپا جی شہنشاہ ہماری خطا معاف کر چکے برق کندون میں پھنس کے گرا ملک  
 شبنم گوہر پوش نے کہا ہاں ہاں اوساربان زادے میری گائے کے ساتھ یہ کیا حرکت کرتا ہو خواجہ  
 عمرو نے کہا ملک یہ برق فرنگی عیار ہی نکلا اور شہنشاہ کو مارنے آیا ہی شبنم تو جھلا کر اٹھی عمرو نے  
 مروڑ کر برق کی مشکیں باندھیں جلدی سے پانی کا چھینٹا منہ پر رازنگ دروغن عیاری کا  
 اڑ گیا اب تو بسنے دیکھا کہ ایک انگریز سامنے کھڑا ہی شبنم سر پیٹنے لگی یہ ہی میری جی کو کیا ایک  
 خواجہ عمرو نے ایک کوڑا برق فرنگی کو مارا کہ بتا سون کو کیا کیا برق نے تڑپ کر کہا استاد  
 وہیں کمرے میں صندوق میں بند کر آیا ہوں شبنم تو پیٹ رہی ہی مگر ملک نے کینرون کو بھیجا  
 سوسن کو صندوق سے نکال کر لائیں اب تو شبنم گوہر پوش نے کہا اے شہنشاہ عمرو بڑا خیر تھا  
 یہ خواجہ عمرو بھی اس سے پوچھو میری لونڈی کیا ہوئی عمرو نے اور وہیں کوڑے برق  
 کو مارے کہ تبتلا شمشاد کمان ہی برق تڑپ گیا کہا استاد وہاں جنگل میں پڑی ہی عمرو نے اور  
 دو طمانچے مارے کہا ابے استاد کسکو کہتا ہی میں تیرا قاتل ہوں بی مہرخ اور بہار کی ناک چوٹی کا ٹکے  
 لاؤ لگا ہم پر دو دو فاتے گذرین سب فورمہ اور پلاؤ کھائیں ہکو ترسائیں کینرن جا کر شمشاد کو  
 ہی لائیں اب تو شبنم گوہر پوش نے خواجہ عمرو بن امیہ کا ہاتھ تھام لیا کہا اے عمرو تو نے مجھے بڑا  
 حسان کیا لا کر شہنشاہ افراسیاب جادو کے قدموں پر گر دیا عمرو نے لگا کہ ملک میں تمہاری  
 خدمت میں رہو لگا مہرخ و فیروہ نے بجو پیٹ کی بڑی مادی سیری کچھ قدر نہ کی اب آپ ذرا دو  
 چیزیں میری نیے افراسیاب اب بھی کہے جاتا ہی ملک مجھ کو عمرو کی بات کا اعتبار نہیں آتا ہی ملک  
 شبنم گوہر پوش نے کہا اے شہنشاہ اب یہ آپ کی بڑی نا انصافی ہی اگر دل سے نہ شرکت کرنا منظور  
 ہوتا اپنے شاگرد کی گرفتاری میں قصور ہوتا اور حضور نے بجو اسکے گانے کا شائق کیا چند چیزیں  
 سننے کے بعد آپ کو اختیار ہو اگر آپ کو اختیار نہیں ہی بعد برخاست جاسے اپنے ساتھ باغ سیب  
 میں لیجائیے گا خواہ قید کیجیے گا خواہ کسی صحرا سے خوفناک میں چھوڑ دیا کیجیے گا کہ جہان سے آنا



ممکن نہوا فراسیاب جادو کے بھی خیال میں آیا کہ ہاں سچ کہتی ہی طرف خواجہ عمرو کے متوجہ ہو کر  
 کیا خواجہ اب جو تینے فتور کیا تو پھر زندہ نہ چھوڑ دینا خواجہ عمرو نے کہا اب میں کچھ نہ عرض کر دینگا  
 جو کچھ ہوگا ملاحظہ فرمائیے گا وہ خدمت کرونگا بڑا لطف اٹھائیے گا ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا  
 خواجہ جس بات میں ہو چکین گانا سناؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دوزانو ہو کر سامنے بیٹھا ساز باندھ کر  
 اشارہ کیا ساز درست ہوئے عمرو نے یہ غزل شروع کی غنزل

وہم رے کے تھا سینے میں کجنت جی گہرا لے تھا  
 تھے غلط پیغام سارے کون یا تک آئے تھا  
 وعدہ وصل آج پھر کرتا تھا اور شرما لے تھا  
 کیا برا لگتا تھا جسم سامنے ابھارے تھا  
 وہ ادھر کو جا لے تھا اور یہ ادھر کو آ لے تھا  
 بہتو سمجھے اور کچھ وہ اور کچھ سمجھا لے تھا  
 ہر کوئی حیرت کا نقشہ دیکھ کر نبھا لے تھا  
 تھا یہی ڈران دنوں تو امرا کھجلا لے تھا  
 مجھ سے وہ عذر جفا کرتا تھا اور جھجلا لے تھا  
 مومن وحشی کو دیکھا اس طرف سے جا لے تھا

شب غم فرقت بہن کیا کیا مزے دکھلا لے تھا  
 یا تو دم دیتا تھا وہ یا نامہ بر بہکا لے تھا  
 بل بے عیاری حدو کے آگے وہ پیمان شکن  
 شکے میری مرگ بولے مر گیا اچھا ہوا  
 یار و دشمن راہ میں کل دیکھنا کیونکر ملے  
 بات شب کو اس سے منع بقراری پر بڑھی  
 کوئی دن تو اس سپہ کیا تصویر کا عالم رہا  
 سوے صحرایچلے اس کو سے میری لاش کا  
 ناز و شوخی دیکھتا وقت ظلم و بدم  
 ہو گئی دور و ز کی الفت میں کیا حالت ابھی

یہ اگلی زبان کی غزل جو خواجہ عمرو بن امیہ نادر نے گائی ہر اہل دل کی طبیعت بھرائی مذاق ملک  
 دہلی اشعار عاشقانہ مضامین بنیادانہ مومن ایسے شاعر کامل کے اشعار عشق و عاشقی کے اسرار  
 ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ سب گانے وایوں پر ادس بگئی عمرو کے پانوں چھو چھو کر گرد بھرتی  
 ہیں بعض بعض اٹھ کر گرتی ہیں صاحبان مذاق تو قتل ہو گئے واقفان علم موسیقی و نغمہ نغے  
 اور ملکہ شبنم گوہر پوش کو ہمیشہ سے سواد علم موسیقی دل کو لگی ہوئی تھی کہ ایسے کامل کی کینون کر  
 رہنا بہتر ہے کیا صاحب فضل و ہنر ہی فراسیاب جادو سے کہا شہنشاہ یہ تعویذ باز و بنانے کے  
 لائق ہی کمال کا مومن پر فائق ہی فراسیاب جادو کا یہ حال ہی خاموش بیٹھائیں رہا ہی سر دھن رہا ہی  
 کہا خواجہ عمرو قسم ہو سامری و بیشید کی وہ مرتبہ تھا راکر دنگا کہ شاہان ملک رشک کر گئے اس مراد



تمہارا گوہر مدعا سے بے بہا سے ہرنیکے ملک شبنم گوہر پوش نے کہا خواجہ عمر و برائے خدا  
خاموش نہو ایک چیز تو اور گادو عمرو نے کہا ملک سنیے نے طور سے بجاؤ لگا کندھیا کے سننے واسطے  
ونگ ہوں وہ کمال دکھاؤنگا افراسیاب کو بھی نشہ شراب پہلو میں شبنم ایسی ماہتاب بول اٹھا  
کہ اچھا خواجہ ہم بھی آج فریوازی کے مشاق ہیں ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ اس کمال میں  
طالق ہیں کشتی میں جو ٹیان لڑکی رکھی یقین عمرو نے تعجیل بہت پھری کر کے اپنے پاس سے  
جوڑی لڑکی نکالی دھن پر رکھ کے دھر پھوکا یہ غزل شعلہ انگیز آتش ریز شروع کی غزل

بوالہوس نشین کہ آن بدخوسرا یا آتش است  
مرغ آتش خوارہ را آری تمنا آتش است  
در سراپا ہوس از عشق سودا آتش است  
گر تجلی شعاع کوہ سینا آتش است  
بہلان را در نظر تصویر گلہا آتش است  
مہجور عشق است یکجا آب و یکجا آتش است  
بسکہ آن را در جگر از عشق موتی آتش است  
کز حرارت بر لب من آب دریا آتش است

ناز آتش غمزہ آتش ردے زیبا آتش است  
مانہ سوز و خویش را پروانہ تشدید ز پاسے  
گر سندر طینت است و گر بود ماہی مزاج  
کے تو اند چشم مو سے تاب دیدار آورد  
میزند بس شعلہ در دل آتش سوداے عشق  
دل کباب از سوزش اودیدہ لبسری را  
شعلہ سنجہ ز خاک دادی امین ہنوز  
ز دچنان مخفی محبت آتشے در دل مرا

اب تو محفل میں تائین اڑنے لگیں سوز محبت سے کیچے جلنے لگے استخوان سے ہر ایک کے شعلے  
بکھلنے لگے اور شبنم گوہر پوش نے زیور اتار اتار کے دینا شروع کیا افراسیاب جادو سے  
کتی جاتی ہی کہ شہنشاہ اس عیار کو مجبوردے دیجیے اور مجھ سے عہد لیجیے اپنے کوہ سے نیچے  
نہ اترنے دونکی حضور خاطر و دلہی وہ چہنہ ہی کہ جانور بھی رام ہو جاتے ہیں اور یہ تو مصیبت کا ما  
آرام پائیگا غلام حلقہ بگوش ہو جائیگا خواجہ عمرو نے جو سب کو مجھ دیکھا اب ذہین بیہوشی بھر بھر کے  
اڑانا شروع کی گاتا بھی جاتا ہی جاتا ہی بجائے کے چلے میں شمع با سے موتی اور کانوری  
پر پروانے بیہوشی کے پھنیکتا جاتا ہی دو گھڑی کے عرصہ میں دو بیہوشی ساری محفل میں پھیلا  
افراسیاب جادو بھی چپنیک مار کے بیہوش ہوا ملک شبنم گوہر پوش کا بھی منکا ڈھلگیا  
کنیزین گہرا گہرا اکھٹیں دھما دھم کر کر بیہوش ہوئیں عمرو جیراں ہی کہ دو بیہوشی نے اس قدر جلد



تاثر کی اپنے مقام سے اٹھا جو ساقی بچہ شراب پلا رہا تھا غاہرین تو بیوش تھا جیسے ہی عمرو بڑھا  
 ساقی بچے نے خواجہ عمرو کا ہاتھ اچک کر پکڑ لیا کہا کیون خواجہ عمرو شنشاہ افراسیاب کو جگان  
 عمرو کا بچہ لگا گزنگاہ ملا کے جو دیکھا اپنے فرزند ارجمند چالاک کو پایا گوشے سے کینز کی  
 شکل بنا ہوا جالسنوز بن قران ایک طرف سے جشن بنا ہوا ضرغام شیر دل درمیانہ پر داروغہ  
 بنے ہوئے مہتر قران آئے کہا استاد بیچارے برق کو کیوں باندھا یہ شعبہ کیوں کیا ہم لوگ  
 پہلے ہی پہونچ گئے تھے مہتر قران نے کہا میں نے داروغہ کو پکڑ کے غار میں ڈالا اسکی شکل  
 بنکر شراب میں بیوشی ملا دی چالاک نے کہا میں نے ساقی کو پکڑا میں ہی تو شراب پلا رہا تھا  
 جالسنوز و ضرغام شیر دل نے کہا ہننے گزک میں بیوشی ملائی اب خواجہ عمرو نے ادل بڑھ کر  
 برق فرنگی کو کھولا چالاک پلا تھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے خواجہ عمرو نے ہاتھ تمام لیا  
 کہا یہ کیا کرتا ہی انشاء اللہ یہ مطیع الاسلام ہوگی خواجہ عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو اٹھا کر زینل  
 میں رکھ لیا اب محفل کو دینا شروع کیا مگر مہتر قران بغداد پکڑ کر طرف شنشاہ افراسیاب جادو  
 کے چلے زینہ پر تخت کے قدم رکھا چاہا کہ جھپٹ کے بغداد مار دن کہ سر اسکا گوہ کھاتا پھرے زمین  
 کا پی مہتر قران زینے سے نیچے گر پڑے سمجھے کہ شاید پاؤں میرا پھیل گیا تین مرتبہ زینہ پر چڑھے  
 عمرو نے جو دیکھا آواز دی او قران خبردار کیا کرتا ہو اس بجیا کو سوائے طلسم کشا کے کئی مار سکتا ہو  
 مہتر قران نے کہا استاد آج اسکو بے مارے زچھوڑ دو لگایہ لکے سر سے گوہن کھولا کلاہ گوہن  
 میں تھپڑ دیا چرخ دے کر مارا کہ اگر تختہ آہن پر پڑے زینہ زینہ ہو جائے مگر وہ تھپڑ حبس سنگدل  
 کے قریب پہونچا ایک سنہرا نیچہ زمین سے پیدا ہوا اس نیچہ نے افراسیاب جادو کی دستگیری  
 کی یعنی تھپڑ کو طمانچہ مارا کہ تھپڑ پاؤں پر مہتر قران کے پڑا قریب تھا کہ ہڈی ٹوٹ جائے قران ایسے  
 جری کے منہ سے آہ نکلی خواجہ عمرو و جالسنوز و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو و برق فرنگی  
 کپڑے سب کے اتار اتار کے ٹھیکر کر رہے ہیں جب انبار زیادہ ہوتا ہی خواجہ کھاکر زینل  
 میں رکھ لیتے ہیں اور جادو گردن کو قتل کر رہے ہیں ہنگامہ گیر و در بلند ہوا سنگباری و  
 برف باری ہو رہی ہی مگر مہتر قران اسی فکر میں ہو کہ افراسیاب جادو کو مار دن جب کئی  
 تھپڑ مارے اور وہ پلٹ کر اپنے ہی پاؤں پر پڑے پاؤں مہتر قران کا غریب ہوا اب تو



غصہ سے چہرہ لال ہوا تو بڑے میں ہاتھ ڈال کر تلوئی بارود کا ایک تیلہ نکالا اور سے  
 افراسیاب پر بارود پھینکی افراسیاب کے دامن وغیرہ پر سب بارود پڑی اب مہتر قرآن  
 نے ایک پگڑی نکالی اُس کا فیلہ بنایا ایک سرسینہ پر افراسیاب جاوے کے پھینکا ایک سر  
 تمام کر مہتر قرآن نیچے ہٹا عمرو کو آواز دی اُستاد ہٹ جاؤ اس ناری کو جلائے دیتا ہوں  
 خواجہ عمرو نے کہا کہ او مہتر قرآن کیا غضب کرتا ہی یہ کندہ جہنم اس آگ سے نہ جلے گا آخر  
 میں تو کف افسوس ملیگا میں سب تدبیریں کر چکا مگر مہتر قرآن نے نہ مانا پگڑی کے سر  
 میں آگ لگا دی عیار کو دو دو کر الگ ہوئے فیلہ جلتا ہوا پگڑی دور گیا تھا کہ آسمان سے  
 آواز آئی باش اونا عیار و کیا کرتے ہو اب جو سر اٹھا کر دیکھا ماہیان زمر و پوش بعد جوش  
 و خروش نانی افراسیاب جاوے کی نعرہ مہیب کرتی ہوئی آئی عیار تو چھوٹن پہاڑ سے کودے  
 بھاگے ماہیان زمر و پوش سہلہ دیکھا کہ افراسیاب کا دامن دگر بیان جلا چاہتا ہی بارانِ عمر  
 برساتی ہوئی گری نیچے مگر میں دے کر افراسیاب کو اٹھایا لیکر بلند ہوئی پہاڑ پر دیکھا ہزار ہا  
 جاوے گریون کے لاشے تڑپ رہے ہیں سر ہٹتی ہوئی افراسیاب کو لیکر طرف پر دہ ظلمت  
 کے روانہ ہوئی مگر ملحوظ خاطر سامعین ہو کہ چار گھڑی راست باقی تھی عمرو اندھیرے میں بھاگا  
 پانچون عیار بھی ساتھ ہیں جدھر منہ اٹھ گیا شب تیرہ و تار میں چلے جاتے ہیں خوف کے مارے  
 کسی مقام پر نہ ٹھہرے عیاروں نے بھی ساتھ نہ چھوڑا اس خیال سے کہ راہ بھول جائینگے  
 لشکر اسلام تک کیونکر پہنچیں گے بعد عرصہ دراز کے ایک نخل کے سایہ میں آکر ٹھہرے کہ یکایک  
 آثارِ محمود ہوئے عابد شب زندہ دار ماہ تابان کے ہمراہ طاعت گزار یعنی ثابت تیارگان  
 عبادت رب اکبر میں سر بسجود ہوئے عیا و طرار خچر گزار آفتاب عالم تاب بانہاے عیاری سے  
 آراستہ ہوا یعنی کندہ ہاے شعل کو بازو پر لپیٹ کر میدانِ جبرج نیلی فام میں سرگرم رہ رہی ہوا  
 خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے چشمہ پر وضو کیا چھوٹن عیاروں نے ناز سحر ادا کی اب خواجہ عمرو  
 نے چہار جانب سر اٹھا کر دیکھا کوئی نشان اپنے مقام لشکر کا پناہ یا حیران ہو کر مہتر قرآن سے  
 کہا رات کو بڑی دھڑکل آئے نہیں معلوم یہ کیا مقام ہو اس سرزمین کا کیا نام ہے صورتیں بدل لینا  
 مناسب ہو طلسم ہوش ربا کا سنگریزہ بھی ہلکوبھی بچا نہا خواجہ عمرو کے کہنے سے سب نے



صورتیں تبدیل کیں خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ایک ساحر و جوان کی شکل بن کر تیار ہوئے  
 نو دس ہر لباس فاخرہ زیب جسم چھولی بایں ہاتھ پر اور اس میں اسباب سحر یہ پانچون ملازم و  
 رفیق معلوم ہوتے ہیں خواجہ نے افسروں کی صورت بنائی ایک جانب کو چلے اب تیرا غظم  
 بلند ہوتا جاتا ہر تابش و حرارت بڑھنے لگی پھر سو پھر رہ روی کی تھی کہ جھونکے ہوئے گرم  
 کے چلنے لگے پیش و حرارت سے تیرا غظم کی نخل جلنے لگے جو ذرہ خاک کا اڑ کر جسم پر پڑا شعلہ  
 آتش کی تاثیر پیدا کی آبلہ پڑ گیا آب نایاب طائر اس دشت کے عطش سے بیتاب چشمے جا بجا  
 مثل حشام کور کے خشک پڑے تھے پتے درختوں کے مثل چہرہ مدقوق زرد و جھوکوں سے ہوا کے  
 شاخیں گر و برد پیک نگاہ جلتا تھا طائر وہم بھی خوف حدت سے باہر نہ نکلتا تھا پھر ٹھپک ہے  
 تھے جانوران درند شدت تشنگی سے پھر ٹک رہے تھے جنگل کا سناٹا گرمی کی شدت و صوب کی  
 حدت خواجہ عمرو اس صحرا سے ہول خیز وحشت انگیز بین ایک سمت مع ساتھ والوں کے  
 بھاگا چلا جاتا ہر پیاس کا خیال ہر ایک کی جان لیتا ہر جوش تشنگی میں ایک ایک کو تشنہ دیتا ہر پانی  
 پانی مشکل ہر ترقی پر پیش دل ہر نظم

کوسون کا وہ چیل ایک سیدان	انسان نہ دان کوئی نہ جوان
دھرتی تھی قدم ہوانہ وان پر	پیر ذرہ تھا آفتاب منہ
گرمی میں ہر ایک لون کا جھونکا	اک شعلہ آتش سقر تھا

اگر زمین پر گرتا ہر تو دانہ بھن جاتا ہر دن بھر اس صحرا میں خواجہ عمرو بن امیہ نامدار  
 مع عیاروں کے مارے پھرے مگر کوئی مقام استراحت کا نہ پانی تک ممکن نہوا  
 جب دن قلیل باقی رہا دم لبوں پر آیا دور سے ایک نخل سرسبز و شاداب نظر آیا چند طائر بھی  
 اسیر آشیان گزین ہیں سامنے چشمہ آب صاف و شفاف دن بھر کی پیاس اٹھائی ہو پانی  
 کو دیکھ کر جان آگئی اسی چشمہ پر آکر گرے پانی پیاش آئے لگا اسی نخل کی بیخ پر سر  
 رکھ کر پڑ رہے پانی بھی ہر شکل تمام ملا کھانا کیسا صبح کو قرآن نے کہا استاد ظاہر معلوم  
 ہوتا ہر کہ اس دشت ہولناک میں قضا لیکر آئی ہو اب تو بھوک سے دم نکلتا ہر کچھ زنبیل  
 میں سے نکال کر دیتے خواجہ عمرو نے کہا بیٹا کھالے کی کوئی چیز تو میری زنبیل میں رہتی ہی نہیں



چالاک نے کہا کالج حضرت خضر کا آپ کے پاس تھا آج تو وہ مرحمت فرمائیے خواجہ عمرو نے کہا  
 پیشاؤہ تو لگئے بھلا بزرگ لوگ اپنی شہر کسی کے پاس چھوڑتے ہیں بڑے خیس ہوتے ہیں پروردگار  
 کے رازدار ہیں اُسکے گھر کے مختار ہیں ایسا کرتے تو انتظام کا ہیکہ چلتا لاکھ لاکھ ہتر برق فرنگی  
 اور چالاک نے کہا خواجہ عمرو نے کچھ سماعت نہ کی اُسی حال میں وہ شب بھی ابسہ ہوئی تڑپ  
 تڑپ کے وہ رات کاٹی مگر صبح کو ہتر قرآن نے کہا کہ اُستاد آنکھوں سے دیکھتے ہیں نخل  
 اور چشمہ وہی معلوم ہوتا ہے جو روز اول ملا تھا خواجہ عمرو نے کہا مجھے بھی یہی خیال ہوتا ہے  
 اب زیادہ اپنی آوارگی کا ملال ہوتا ہے بہر کامل مالک ہے آج انشاء اللہ اس صحرا سے ہول خیز  
 سے نکلیا یئنگے ایسی باتیں حسرت آمیز کر کے ایک جانب روانہ ہوئے کسی قدر دن چڑھا تھا  
 وہی صحرا سے ہول خیز وحشت نظر آیا اُسی طرح دن بھر مارے مارے پھرے شام کو پھر اُسی  
 بھل اور چشمہ کے پاس پہنچے اب یقین کامل ہوا خواجہ عمرو نے کہا یا روالگ الگ ہو جاؤ  
 صحرا سے حرمین لا کر تقدیر نے بہنسا یا یہ روزیہ دکھایا شب تو تڑپ تڑپ کے بسر کی اب صبح کو  
 الگ الگ روانہ ہوئے مگر سمت کو چھوڑ دیا خواجہ عمرو ایک درہ کوہ کے اندر گئے اُجس دے  
 سے باہر نکلے تھوڑی دور راستہ طو کیا تھا کہ ایک سواد شہر معلوم ہوا دیہات و قریات جا بجا  
 آراستہ کھیت پر کسان وغیرہ حراست میں زراعت میں مصروف ہیں چشمہ ہائے آب صاف و  
 شفاف جاری ہیں کاہ فروش بہیم فروش گٹھے سروں پر رکھے ہوئے اندر شہر کے جاتے ہیں  
 خواجہ عمرو بھی ایک نخل کے سایہ میں ٹھہرے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک تاجر جلیل کھیت  
 بنکرتیار ہوئے کبیرن رنگت سرخ و سفید ریش تانبات قبائے اطلس زیب جسم کنٹھے یا قوت احمر  
 کے گلے میں لعل و یا قوت کی انگوٹھیاں ہاتھ میں مگر بسبب زیادتی سن کے جھڑپان پیشانی  
 پر گر وہ جھڑپان نہیں ہیں ایک ستر مکاری ہو کر کاخم خم کمان ہو کہ تیر تیر تو وہ مطلب پر  
 لب معشوق ہوتا ہے ایک چشمہ یا قوت احمر کا گلے میں آنکھ پر رکھ کر ملاحظہ فرماتے ہوئے طرف  
 شہر کے چلے تھوڑا سا راستہ طو کیا تھا کہ دیکھا ہتر برق فرنگی و ہتر قرآن نامدار و ضفاف  
 شیر دل عیار و جانسوز بن قرآن صاحب شوکت و شان حیران و پریشان سامنے  
 سے چلے آتے ہیں خواجہ عمرو ٹھہر گئے کہا ارے کبختو تکو کہیں مرنے کی جگہ نہ لی پھر میرے



پاس آئے مہتر قرآن نے کہا استاد چار طرف مارے مارے پھرے جب ایک درہ کوہ میں  
داخل ہوئے تو حضور کے پاس پہنچے اب جہان جائے ہم کو ہمراہ رکھے بموجب مصرع ہرچہ  
رو و بر سرم انچہ پسندی رواست + خواجہ عمرو نے برق و فرغام و جانشور سے کہا کہ اچھا صورتیں  
گماشتوں کی بناؤ اور مہتر قرآن نامدار سے کہا بیٹا تم مرد سپاہی ہو ایک جوان شمشیر زن کی قطع بنو  
آن چاروں عیاروں نے جھٹ پٹ صورتیں تبدیل کیں کوئی گورا کوئی کالا کوئی سونلا شیر و  
شکر کی پگڑیاں سروں پر قبائیں حقول پہنے ہوئے جوتے کا مدار مہتر قرآن نامدار ایک کھنی جوان  
کی صورت بنکر تیار ہوئے سیلائی ہزار روپیہ کا سر پر ڈاب کئی ہزار کی زیب کمر و لاتی ڈاب  
میں سپریشپ پر مثل قرص قمر بانگین چہرے سے ظاہر آثار جرأت و جلالت ناہیہ سے ہویدا  
و ماہر اس شان و شوکت سے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بسم اللہ کمر داخل قلعہ ہوئے چار  
گماشتے پشت پر مہتر قرآن نامدار کو اس کا سایہ کیے خواجہ بزرگان سب کے آگے آگے قلعہ میں کر  
دیکھا شہر آباد رونق پاکیزہ عمارات پختہ کٹور اکھٹاک رہا ہر گرم بازاری ہو رہی ہر شے  
زہے صفاے عمارت کہ در تماشا کش + بیدیدہ باز نہ گرد دگاہ از دیوار + صراف بنارہ جوہری بار  
نہایت تکلف سے آراستہ جوہری نیچے حسین سرخ دزد و کپاسی پگڑیاں سروں پر حسن میں  
ریشک قمر جو اہرات اعلیٰ و بیش قیمت کا سامنے ڈھیر گماشتوں کے آگے ہی کھاتے کھلے ہوئے  
کانٹے چھوٹے چھوٹے ہاتھ میں بیج و شرے پر تلے ہوئے سامنے انکی دکانوں کے کھڑوں کی  
دکانیں عجب تکلف سے لنگے عمدہ عمدہ چندریان اوڑھے ہوئے انوٹ بچھوئے ہاتھ پائوں  
میں و کانین مولسری کے درختوں کی چھاؤں میں شعہ صد اپنے عاشق پلون لغزہ زن  
کہے نار پشان تو سبب ذن + دیگر نار پشان کی کیا لکھوں تعریف + یہ تو میوہ ہی باغ رضواں کا  
کروں پر گسبیاں تماش مینوں کے گلے کی تسبیحان طراز فرار و صعدار حسین مہجین خوش جمال  
چہرہ ماہ تابان ابرو ہلال آنکھیں لیل و نہار کو آنکھیں دکھاتیں بلکہ شعر مشال چشم ادا مدحاش  
مگر چشم دگر باشد شالشس + دیگر بر خندہ کز لب برائے گنجے + نمک بدل خستگان رنجے + دیگر  
زلف جنبر بر مردیت تیرہ شب بہت و دادی ہوا | جائے صبر و کف عشقت دامن یوسف دست نہ تھا  
سازندہ کے سامنے حاکم عاشق تن جمال بیشال کے ناظر نظم ایک اک انہن شوخ دیدہ تھی



پر وہ ناموس کا ورید ہ تھی | ایسی بچین ایسی گرما گرم | برق و سیلاب کو بھی آوے نرم  
 خواجہ عمرو بن امیہ نامدار آئے آئے قریب ایک جوہری کی دکان کے پہنچے سیٹھ سوداگر صفا  
 کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا تاجر جلیل جان کر سلام کیا کہا سوداگر صاحب تشریف لائے دکان آپ ہی  
 کی ہی جو خرید و فروخت منظور ہو سب کچھ ممکن ہی خواجہ عمرو فوراً دکان پر بیٹھ گئے چاروں گما  
 دست بستہ کھڑے ہیں مہتر قرآن نیچے کاندھے پر رکھے ٹہل رہے ہیں خواجہ عمرو نے جیب سے  
 ایک جوڑی گوہر بے بہا کی نکالی سامنے سیٹھ جی کے رکھ دی فرمایا جوہری صاحب اپنی قیمت لگاؤ  
 ہر چند کہ کوئی ضرورت فروخت نہیں ہیری آنکھوں میں بے عارت نہیں ہی مگر کاروان پیچھے لگیا ہل آجائے گا  
 میں بٹھہرنا ہو گا صرف و مصارف روزمرہ کو دس پانچ ہزار روپیہ کی ضرورت پڑتی ہی تم جانتے  
 ہو بھٹیاری سرائی خور و زاری بات پر لڑتی ہی بازاری لوگوں سے کون زبان لڑائے ایسا کچھ  
 انکو دیا جائے کہ جسے کلام بھی نہ کریں دم خدمتگزاری کا بھریں جوہری نے جوڑی کو اٹھا کر نگاہ  
 خریداری دیکھا رنگ ڈھنگ میں نایاب پایا منہ میں پانی بھرا آیا کہا سوداگر صاحب کچھ قیمت  
 فرمائیے گا تھ لگاؤں بیجا نہ دون آپ نے فرمایا جو گماشتہ ہی قیمت وغیرہ وہ جانچتا ہی جو تھارے  
 نزدیک مناسب ہو قیمت لگاؤ آونے پونے خرید لو وہ جوڑی مہاجن کے ہاتھ میں ہی قیمت کی  
 تکرار ہو رہی ہی کہ ایک طائر سرخ رنگ شاخ نخل سے اڑا زفیل مارتا ہوا چلا مہتر قرآن نے  
 چٹکی کے اشارے سے کہا امتداد اس طائر کو دیکھ کر میرے ہوش اُٹ گئے ہیں خدا خیر کرے عمرو  
 بھی گھبرا کر اٹھا کہا سیٹھ جی جوڑی موتی کی دید و سرا سے جا کے گماشتے کو بھیجوں گا جوہری جی میں  
 کتا ہی کہ ایسی شرمندہ ہاتھ سے جاتی ہی اگر یہ جوڑی ملتی ہزار ہا روپیہ کا نفع ہوتا خواجہ عمرو نے ہر شکل  
 اُس کے ہاتھ سے لی چاہتے ہیں کہ اُنھیں دیکھا نقارے پر چوب پڑی سواری کسی بادشاہ جلیل  
 کی آتی ہی ہو پوچھو کا ہل مہتر قرآن تو پیچھے ہے ایک کوچہ تنگ تھا سیلا وغیرہ سر سے اتار کر یہ تو  
 ایک جانب بھاگے مگر خواجہ عمرو جب تک اُنھیں سواری کے آگے جو بدار تھا اُس نے خواجہ عمرو سے  
 پکار کے کہا خواجہ بازار گان ہماری مالک شاہزادی اس ملک کی ملکہ سیل نابینا پوش  
 یاد فرماتی ہیں خواجہ عمرو اچھا لکرا اٹھا جا بانگجاؤں مگر جو بدار نے ہاتھ پکڑ لیا خواجہ عمرو نے  
 پلٹ کے دیکھا برق و چالاک وغیرہ بھی ہلڑا میں چلے خواجہ عمرو جو بدار سے کہتے تھے



کہ ہاتھ چھوڑ دو ہم تمہارے ساتھ چلتے ہیں خواجہ نے ابھی یہ کلام تمام نہیں کیا تھا اس مجمع میں سے ایک نازنین کو دیکھا کہ تاج شہریاری بر سر لباس فاخرہ زیب جسم انور آسنے پکار کے آواز دی مرد ہے خبردار اس ساربان زادے کو نہ چھوڑنا جس وقت میرے ملک میں آیا تھا اسی وقت بیرون نے خبر چوینچائی تھی پانچ عیار اور بھی اسکے ساتھ تھے اسکے حواس غمہ وہ پانچوں بھی بڑے پانچ ہیں کہ صرگے خواجہ عمرو نے دیکھا وہ کہتی ہوئی قریب آتی ہو مرد با ہاتھ نین چھوڑتا خواجہ عمرو نے کہا مرد ہے صاحب دیکھو وہ منع کرتی ہیں مرد باجیسے ہی پلٹا عمرو نے کوکھ پر خنجر مارا عمرو بھی سمجھ گیا کہ یہ بچان گئی بلا میں پھنسے دیکھیے پروردگار کیا دکھائے خنجر مرد ہے کی کوکھ پر پڑا یہ تو ہاے ککے زمین پر گرا عمرو نے جست کر کے گلیم اوڑھ لی چوہدار کے مرنے سے آواز آئی کشتی فراموش نہ تابدار جادو بود بانار میں ایک ہنگامہ برپا ہوا دکھائے بند ہونے لگیں سیل نابخی پوش وہاں پر ان کے ٹھہری پکار کر کہا یہ ہمارا قلعہ ہے اس قلعہ کو قلعہ عجائب کہتے ہیں یہ نگوڑے مکار و غدار اپنے پاؤں سے اپنی گور میں آئے ہیں اب کہاں نکل سکیں گے خواجہ عمرو ایک گوشے سے گلیم اوڑھے دیکھ رہے ہیں بلکہ سیل نابخی پوش یہ کہتی ہوئی بیٹی کہ میں ابھی ان سب کو بلوائے لیتی ہوں اس سرکشی کی سزا دیتی ہوں تابدار جادو کا خون بالا بالا بجائے گا ساربان زادے نے کیا بجکوا فراسیاب سمجھا ہوا اپنی بارگاہ میں آئی خواجہ عمرو بن اسیمہ نامدار بھی اسکے عقب میں مہتر برق فرنگی و ضرغام شیردل و جالسنوڑ بن قران صاحب شوکت و شان یہ چاروں صورتیں بدل کر شہر میں پھرنے لگے جس دروازے سے آئے تھے تلاش کیا وہ پھانک نہ ملا گھبرا ئے ہیں کہ ہم کہاں ٹھہریں کوئی بصورت فقیر بنا مہتر برق فرنگی ایک گھوڑی کی صورت بنکر تیار ہوا بصورت تاسے مختلف شہر میں پھر رہے ہیں کچھ بن نین پڑتا مگر مہتر قران جو بجا گئے ایک ٹوٹی قبر میں لیٹ رہے دروازہ شہر کا نہ ملنے سے انکو بھی زندگی سے پاس ہی بڑا ہراس ہو خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے دربار گاہ پر کھڑے ہیں مگر خوف سے کانپ رہے ہیں بلکہ سیل نابخی پوش لبہ قہر و غضب ہار گاہ میں آئی کینزول سے کہتی ہوئی نگوڑے عیاروں کی شامت آئی ہو میرے قلعہ میں سے دیکھو کیونکر نکل کے جاتے ہیں ابھی بلاتی ہوں جھولی میں ہاتھ ڈال کر ٹرخ کا قذبحا لا مقراض سے چپ گھوڑے کترے زمین پر ڈال دیے چندا نے



ماش کے مارے چھوٹے بصورت مرکب اصلی بن کر تیار ہوئے ماکہ سیمل نابخی پوٹل نے  
 ایک ایک کی پیشانی پر ایک ایک عمار کا نام لکھا کہا جاؤ اپنے اپنے سوار کو جلد لاؤ جس مرکب  
 کی پیشانی پر خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا نام تھا چونکہ کلیم اوڑھے عمرو دروازے پر کھڑا ہی  
 وہ اسی مقام پر آن کر ٹٹا اپنے دگایے ٹاپون سے زمین کھود رہا ہی یا گرد عمرو کے چرخ مارتا ہی  
 کینزوں نے آکر کہا حضور پانچ مرکب تو روانہ ہو گئے ایک گھوڑا دروازے پر ٹاپ رہا ہی  
 سیمل نابخی پوٹل گھبرائی کہ یہ کیا سو کہہ مگر مہتر برق فرنگی بازار میں ایک دکان پر مہاجن  
 کی بلہ کر رہا ہی یعنی بصورت اکھوری ایک کھوپڑی ہاتھ میں لے لی ہو سیمین کھلی بھری ہوئی لوگوں  
 پر بھینک رہا ہی لوگ جانتے ہیں گوہ ہی بھاس گئے پھرتے ہیں کبھی پیشاب کر کے چلو میں لیتا  
 ہی لوگوں پر دوڑتا ہی آدمی پر آدمی گر رہے ہیں بازار میں ہنگامہ ہی لوگوں نے دیکھا  
 ایک گھوڑا کوتل دوڑا ہوا چلا آتا ہی وہ گھوڑا گرد برق فرنگی کے پھرنے لگا برق بھی تڑپ کر  
 بھاگا گھوڑے نے پیچھا نہ چھوڑا بانوں میں گھسکر اپنی پشت پر سوار کر لیا جیسے ہی مہتر  
 برق فرنگی پشت مرکب پر آیا رنگ روغن چہرے کا دفع ہو گیا مہتر برق فرنگی نے اپنے  
 کو بصورت اصلی پایا ہوش حواس پر اگندہ ہاتھ بانوں میں رخشہ بازیوں میں تلہ ہوا میں  
 انگریز بنگے لہنی ٹوپی سر پر تپون جاکٹ جسم پر آراستہ حلقے کند کے بازووں پر تو بڑھ کسوت  
 عیاری کا پہاڑین لٹاک رہا ہی جب مہتر برق فرنگی نے اپنا یہ حال دیکھا چاہا گھوڑے پر  
 کو دون ممکن نہوا تو مہتر برق فرنگی نے بھی پڑی جمائی پودھے پر ہاتھ ڈالا ٹوپی اڑتا ہوا  
 ہٹو بچو کتا ہوا جاتا ہی ہزاروں آدمی شہر کے ہنستے ہوئے پشت و پہلو پر تھوڑی دور برق  
 چلا ہی کہ دیکھا جالسنوز بن قران دضر غام شیر دل و چالاک بن عمرو اسی طرح مرکبوں پر  
 سوار بصورت اصلی مجبور و ناچار چلے آئے بن آپسین اشارے ہوئے ہر ایک نے طرف  
 آسمان کے اشارہ کر کے کہا دیکھیں بھائیو اب خدا کیا کرتا ہی اس قلعہ میں آکر پھر پھنسے مگر  
 مہتر قران کا سینے یہ جا کر ایک ٹوٹی قبر میں اتر گئے دیکھا کہ ایک مرکب آتا ہی مہتر قران نے  
 خیال کیا اسی جانب آتا ہی کیا عجب ہی کہ میری تلاش میں ہوا ہی مہتر قران دروازہ بھی شہر کا  
 نہ ملاستھارے لیے بزرگوں نے قید لگائی ہی کہ جس دن گرفتار ہوئے موت کا سامنا ہی یا حیدر



کہلے ایک بغدادیہ پر مارا مہتر قرآن طبقے کے اندر آیا اب جو خیال کیا وہ گھوڑا اسی مقام  
 پر چرخ مار رہا ہڈیا پون سے زمین کھودنے کا ارادہ کرتا ہی اب مہتر قرآن اندر ہی اندر  
 اقب کھودتے ہوئے چلے مہتر قرآن تو لقب کھودتے ہوئے جاتے ہیں ہر چند اندر زمین  
 کے دل گھبراتا ہوا نفس و نفس پیچیدہ مگر مہر ویش بر جان در ویش انگلیوں سے قطرے  
 خون کے ٹپک رہے ہیں لقب کھودتے ہوئے جاتے ہیں مگر خواجہ عمرو بن امیہ کلیم اڑھے  
 دربار گاہ ملک سہیل نابجی پوش پر کھڑے ہیں گھوڑا اگر دانے خاک اڑا رہا ہے کہ یکا یک ہلٹ ہوا  
 دیکھا مہتر برق و چالاک و جالسوز و ضرغام مرکبوں پر سوار بقیار اشکبار چلے آتے ہیں الامان  
 کمر عمر و کنارے ہوا ملک سہیل نابجی پوش کو چوبدار نے خبر دی چار مرکب چار عیاروں کو  
 لے کر آئے ہیں ایک ایک نین پٹا ایک دروازے پر خاک اڑا رہا ہے سہیل نابجی پوش  
 غصہ میں بیرون بارگاہ آئی دیکھا چاروں عیار گھوڑوں پر سوار کھڑے ہیں جو مرکب کہ خاک  
 اڑا رہا تھا ملک سہیل نابجی پوش نے بنگاہ تہر مسکی جانب دیکھا کہا کیوں بھڑوے میرے  
 ملازموں کے گرد پھرتا ہے جا کر اپنے باپ کو نہیں تلاش کرتا مرکب نے بنگاہ حسرت طرف ملک  
 سہیل نابجی پوش کے دیکھا ملک سہیل نابجی پوش نے ایک دانہ ماش کا اٹھا کر مارا اور کہا  
 روح سامری میں بھی تاثیر جاتی رہی دانہ پڑتے ہی مرکب جل کر خاک ہوا عیاروں کی جانب  
 متوجہ ہوئی کہا کیوں نگوڑ و میرے قلعہ میں آکر کچھ مزا اٹھایا اب تمہارے سر کاٹ کر خدمت میں  
 شاہنشاہ افراسیاب مالک طلسم ہوش ربا کے روانہ کرونگی جادو گروں سے اشارہ کیا کہ  
 انکو گھوڑوں سے اتار و مشکین بندھوا کر اندر لائی کہا دیکھو ان دونوں کو بھی بلوتی ہوں مہتر  
 برق نے کہا ملک عالم اعلیٰ اعلیٰ مراتب میں چراغ حسن و جمال ہمیشہ روشن رہے دشمن مثل  
 سبزہ پامال ہوں دوست نہال ہوں اور کسی کے دل کا صل تو ہم نہیں جانتے ہم تو غلامی کو  
 حاضرین آپ نے ہمکو یہ مرتبہ دیا پیادے مشہور تھے گھوڑے پر سوار کیا اس آبرو سے اپنے  
 سامنے بلایا آخر ہماری کیا خطا ہو میں جو خدمت میں رہو نگاہ دل و جان سے خدمت گزاری  
 کرونگا ملک سہیل نابجی پوش نے کہا اوانگریر کے بچے میرے سامنے زیادہ باتیں نہ بنا اگر  
 میں نے یہ انتظام نہ کیا ہوتا تو نہیں معلوم کیا قیامتیں برپا کرتے مہتر برق فرنگی نے کہا



مہر و حضور کا نام سُکر آئے تھے جیسا سنا تھا اُس سے پہلے پایا مہر برق فرنگی تو اپنی کہے  
 جاتا ہی نہ ملکہ سہیل نے کہا ایک منقل آتشین لاؤ میں اُن دونوں عیاروں کے بلائے کی توجہ  
 کروں کہیں جہلی میں کہ آسمان پر شام ہوا شعلے آگ کے گرے خوشبو سے مشک و عنبر آئی ملکہ  
 سہیل نابنجی پوش نے سراٹھایا دیکھا ایک بزرگ آسمان سے اترے چلے آتے ہیں ریش  
 سفید تابناک تاج زہین سر پر جامہ زیب جسم گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہا ہی کبھی سُج  
 بھی زرد کبھی کہو ہو جاتا ہی اُن بزرگ نے آواز دی منم پا بوس بزرگوار نائب خداوند لات و  
 منات ای سہیل نابنجی پوش تیرا تیرا قبال اوج پہ کی کیا کار نمایان کیا ان مکاروں کو بکریا  
 مگر ساربان زراہ بلائے روزگار ہو تجکو متردپا کر قدرت نے ہمو بھیجا لہ عمرو بن امیہ نامدار  
 گرفتار کر کے پاس ہماری بندی خاص ملکہ سہیل نابنجی پوش کے پہونچا دو عمر اسکی بڑھاؤ  
 سہیل نابنجی پوش گھبرا کر تخت سے کھڑی ہو گئی نائب لات تخت پر اترے جامہ کو دیکھا سب  
 پہنے جامہ سے باہر ہیں کہ وہ بد م رنگ بدل رہا ہی پہلو سے عمرو کو بچال کر سامنے پھینک دیا کہا  
 ای سہیل لے یہ عمرو بن امیہ نامدار موجود ہے اب ملکہ سہیل نابنجی پوش نے دیکھا عمرو و شکیں  
 بندھا ہوا سامنے تخت کے پڑا ہوا دربار میں یا خداوند لات و منات کا ہلڑا ہوا سب واسطے  
 سجدے کے جھکے سہیل نابنجی پوش نے بھی قدموں کو بوسہ دیا نائب لات نے سر جھپاتی سے  
 دگایا کہا ای ملکہ سہیل نابنجی پوش دربار میں قدرت کے تیری بڑی تعریف ہی زبان قدرت  
 پر بڑی توصیف ہی جلد ان پانچوں کو قتل کر خبردار اس برق کے دام تزویر میں نہ پھنسا برق  
 توجیر ان کہ خداوند ایہ کیا معرکہ ہے چالاک نے اشارہ کیا کہ بوجھائی قبلا و کعبہ آگئے نائب  
 قات نے کہا ای سہیل رات بھر لات و منات و سامری و جمشید میں جوتی پیزا رہی ہولات  
 سناط کہتے تھے کہ عیاروں کو ہاتھ سے سہیل نابنجی پوش کے قتل کرائینگے سامری و جمشید  
 کہتے تھے کہ سہیل کا ستارہ گردش میں آیا عمر کا اسکی خاتمہ ہوا ملک الموت جاے اسکی روح  
 قبض کرے تب لات و منات نے ہمو حکم دیا کہ ای پاپوس بزرگوار تم جا کر اسکی عمر بڑھاؤ دو  
 دو دو سو برس کی عمر مکل اس کے ساتھ والون کو عطا کرو سامری و جمشید سر پٹکتے رہ جائینگے  
 کچھ بھی نہ کر سکیں گے جلد شراب منگا ایسا نہو ملک الموت آ جاے ملازم اس کے دوڑے



شکے قرا بے شراب کے لاکر و بارمین رکھے نائب لاث نے ایک قرا بے پر القاب لاث و منات  
 پڑھا لوگ حیران تھے کہ یہ کون سی زبان ہو کہا اس قرا بے کی شراب سب بین ملاو ایک ایک جام  
 سب ملکر پین مگر خیر دار ایک ہی سانس میں اگر نہ پیا ابھی دم نکلا یا نکلا اور یارو ملک الموت چل چکا ہو  
 آیا ہی چاہتا ہو قرا بے کھینچ کر اپنے ہاتھ سے بھر کر ملک سہیل نابرخنی پوش کو دیا کہ اے سندی  
 خاص الخاص جلد بجا دیر نہ کہ ملک سہیل نابرخنی پوش نے خوشی خوشی جام ہاتھ میں لیا جیسے ہی  
 ہونٹوں سے لگایا ایک شعلہ چکا شراب پر گر شراب شعلہ نیکرا ٹپکی بام کے ہزار ٹکڑے ہوئے  
 اسی شعلہ میں سے آواز آئی اے ملک سہیل ہوشیار ہو جا بس سہیل نے پلٹ کر آواز دی باش او  
 سکارین نے پہچاننا یہ کھر ہاتھ اٹھایا چاہا تر کروں خواجہ عمرو تخت سے کودے سرسنگ جادو ہکا  
 وزیر سامنے کھڑا تھا اسے کلانی پر خواجہ عمرو کی ہاتھ ڈالا جھٹکا دیا عمرو نے بھل زمین پر گر گیا  
 کرتے لغو کیا منہ مہر سپر عیاری قطب فلک خنجر گزاری یہ کھر لپٹ کر خنجر مارا سرسنگ جادو کے  
 پہلو کو توڑ کر خنجر باہر نکلا سرسنگ لڑکھڑا کر گرا عمرو نے جست کی کہ میں نکلا جاؤں جادو گردن  
 نے گھرا خواجہ عمرو نے حق آتش بازی کا مارا کسی کا ہاتھ جلا کسی کا منہ جھکا کوئی ہائے  
 کیلے گرا اب بارگاہ میں عمرو بھاگا بھاگا پھرتا ہی دروازہ بارگاہ کا بھی آنکھوں سے نا پدید ہو  
 گھر کر عمرو نے نیچے بھی کھینچا کسی پر جباب مارا وہ بیوش ہو کر گرا کسی پر کندہ ماری کسی کے خنجر  
 کو کھ پر مارا کچھ میں رکھا کسی کو پیر مارا ملک سہیل دیکھتی ہو کہ عمرو مثل برق کے تڑپ رہا ہی زمین  
 پر قدم نہیں جمتا کئی سو جادو گردن کو مار کر ڈال دیا مگر مجبور ہو کہ دروازہ بارگاہ کا نہیں ملتا بلوٹا  
 تک جاتا ہوا جب ساحر لینا لینا کھر دوڑتے ہیں گھر کر لپٹ آتا ہو سہیل نابرخنی پوش نے چند دانے  
 ماش کے ہاتھ میں لیے عمرو نے ایک جادو گر کو خنجر مارا وہ گرا تھا کہ سہیل نابرخنی پوش نے ایک  
 دھڑل زمین پر مارا آواز گیری کی زمین نے پانوں خواجہ عمرو کے پکڑ لیے اب ملحوظ ہو کہ مہتر  
 برق فرنگی و جالسوز بن قران و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو یہ تو بندھے بیٹھے ہیں عمرو  
 کے پانوں زمین نے پکڑ لیے ملک سہیل نابرخنی پوش نے لغو کیا ہاں سب کے سر کاٹ لو  
 جادو گر تنواریں کھینچ کھینچ کر چلے اب خواجہ عمرو کو عالم باس ملک الموت پاس ملک ملک کر  
 آواز دی اے رتبے نیاز و اذخلاق کار ساز اس مشکل کو حل کر اے مہتر برق و جالسوز



دھڑ غام و چالاک و غیرہ تڑپ تڑپ کر رہے ہیں اور جو دلم بزل و اور عزیز بے بدل  
بلاکت سے بچائے ظلم سے ان ساحرانِ خدا کے نجات دے خواجہ کو اس حال میں دیکھ کر  
چالاک نے سردے مارا پکارا کہ اور حیم و کریم اگر قبیلہ کعبہ قتل ہو جائے جیسے چراغ لشکر اسلام  
نظر طالع ہوش رہتا ہے کوہ عقیق گل ہو جائیگا ایک آن میں گلزار ابرہیم پر خزان آجائیکے افراسیاب

او دود بہ آفتاب شاہی	او بافتہ عجوزہ خاک	او بختیگر کو بکشت سپاہی
زین پنبہ صبح چرخ افلاک	بکشا دور و زویدہ روزن	او کردہ بنا سراجہ تن
بستہ زکمال قدرت از مو	او ساختہ این ہمہ عجائب	بہر منتظر دیدہ طاق ابرو
او کردہ بنا سے این غرائب	بے روغن و بے فیتلہ سوز	بہر مشعل مہ کہ بر فہر سوز
در بطنہ سرنگون اخصر	در پنبہ ابر آن یگانہ	بزرگ و دور وزن از مہ و خور
بہفتہ زثرالہ پنبہ دانہ	بخشنده خاصیت وجود است	رجوانج دہ بخار جود است
او بے نیاز ایسے مقام پر قتل		

ہوتے ہیں کہ دفن و دفن بھی نہ ملے گا لاشہ کون اٹھائے گا قبر تک کون پہنچائے گا یہ دل سے چون  
بھون نے دعا کی تیر ہوت مراد پہ پہنچا بقدرت پروردگار مہتر قرآن نامدار جو لقب تھے ہوئے  
اندر سے زمین کے آتے تھے زبیر زمین اسی بارگاہ میں آکے پہنچے جان سے توانی بزار  
روح قالب سے نکلنے کو تیار آتے میں گرفتار انگلیوں سے خون ٹپک رہا ہی کیا ایک کان  
میں آواز گیر و دار کی آئی مہتر قرآن نامدار نے اوپر ہاتھ کر کے ایک بعد امارا قلیل سا طبقہ  
ٹوٹا مہتر قرآن نے دیکھا خواجہ عمرو مہتر برق فرنگی و جالسنوز و دھڑ غام شیر دل و چالاک  
شکین بندھے بیٹھے ہیں خواجہ عمرو کے بالوں زمین نے پکڑ لیے ساحر تلواریں کھینچے ہوئے  
آمادہ قتل ہیں یہ لوگ گرہ و زاری کر رہے ہیں اور ایک ساحرہ جو سب کی افستہ معلوم ہوتی ہے  
نیچے پڑے ہوئے طرف خواجہ کے جاتی ہے اندھیرا آنکھوں کے نیچے آگیا قلب تھرا گیا گردن  
اٹا ہوا لباس پٹا ہوا زمین سے نکلتے ہی نعرہ کیا باش او قبحہ کیا کرتی ہے میں آن پہنچا

نعرہ مہتر قرآن دلشان	سر یلح السیر چون باد بہاری	جہان سر شنگ در خنجر گزاری
بیدان اثر در آتش فشاں	منم مہتر قرآن شیر ثریا نم	ملکہ سہیل نارنجی پوش پلٹی کہ



یہ بلا کمان سے آئی چاہتی تھی کہ سحر کرے بغداد پڑا کسیر کے ہزار ٹکڑے ہوئے عمرو کے پانوں  
 زمین نے چھوڑے برق و جانسوز و ضرر تمام و چالاک یہ سب قید سے رہا ہوئے مکان کرنے لگے  
 صدائے ہاہو بلند تمام ساحر دردمند بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی سزا نام سن سہیل نارنجی پوش  
 بوداب روشنی ہوئی ساحران شہر نے عیار دن کو گھیرا عیار لڑکے بھڑکتے بیچ شہر میں آگئے  
 بن مہتر قران کا بغداد چل رہا ہی خواجہ عمرو نے جناب مار مار کے صد ہا نامزدوں کو مارا  
 برق کر پچ کھینچے تڑپ رہا ہی ساحران شہر کے قویہ لوگ قبضہ میں نہیں آتے حقہ ہاے  
 آتشین مار کر ہزاروں کو جلادیا اب دروازہ شہر کا بھی معلوم ہو رہا ہی قریب ہی کہ لڑ بھڑا کر  
 نکلیا میں ساحر بھول گئے ہیں دیواریں شہر کی گئی ہیں باغ میں گلہاے رنگارنگ سے  
 چنگا لیاں نکل رہی ہیں شاخیں مثال شمع کا فوری جل رہی ہیں ہر نخل شمشاد پر شعلہ کا گمان ہے  
 ہر درخت آگ کا شجر معلوم ہوتا ہی کو و برزن میں ہنگامہ ہے کہ بجایک آسمان سے نعرہ ہوا  
 کہ با شیدا و نا عیار و میری دختر بلند اختر کو مارا منم شعلہ خوار جادو و مہتر قران نے جو سر اٹھا کے  
 دیکھا ایک ساحر خدا ر بلاے روزگار ہنر بر آتشیں پر سوار ہاتھ میں اسباب خورد سون انگلیاں  
 مثل پنجشائے کے روشن آگ کا ٹیلہ بنا ہوا عیار دن نے چاہا کہ کو دھچاند کر نکلیا میں چہار چہا  
 مجمع ساحران مقابلے سے ان بیباؤں کے حیران پریشان ذرا ہلک جھپکنے نہ پانی کہ شعلہ خوار  
 زمین پر اترتا ہنر بر آتشیں سے کود کے ایک دو تہڑ زمین پر مارا کہ چھوٹن کے پانوں زمین نے  
 تھام لیے اور شعلہ خوار جادو بھڑک کر بھٹایا ایک طرف لاشہ چلانی بیٹی کا تڑپتے دیکھا آگ  
 آگ گئی گریبان چاک کیا منہ پر خاک ملی آواز دی ہاے اے نور نظر بارہ جگر ان ظالموں کو رحم  
 نہ آیا عین شباب میں تجکو مارا یہ لکڑی طرف عیار دن کے پٹا عمرو سے آنکھ ملا کر آواز دی او  
 ساربان زار دے تم چھوٹن کو تو ابھی پھونکتا ہوں مگر مہرخ وغیرہ کی بھی شامت آئی ہے  
 اگر اس خون کے معاوضہ میں جا کر کل کو نہ مارا تو نام اپنا شعلہ خوار جادو نہ پایا یہ لکڑی بھولی  
 سے گولہ نکالا چرخ دے رہا ہی عیار دن نے دیکھا کہ وقت خاتمہ قریب آیا بقیہ اربوکر  
 بیکار اٹھے اے دافع البلیات وای سماع الدعوات فریادیں در ماندگان و خلاق زمین و  
 آسمان تو نے بطن مادر میں جگہ دی تو ہی نے نو مینے حفاظت کی چالیس روز قبل از تولد



برستان محنت فرمایا ایک کارکن دین تمام عالم کو نبایا نظم	بام آموز سرو جو باری	تصیب یافت عروسان بہاری
یادہ آمر ز رندان قدح خواہ	بلندی بخش ہر سمت بلندے	بہ پستی انگن ہر خود پسندے
یقین روز در محنت گزاران	بطاعت گیر پیران ریا کار	انیس خلوت شب زندہ داران
شکرش پر شکر کام شکر فان	ز بحر لطف او ابرہ باری	کنند خار و سمن را آبداری
بر زمین اپنے آقا کو چار رہے ہیں نظم	ز قہر شش زہر عیش تلخ حرفا	سب سے زیادہ مہتر قران
علی در ماندہ ام دستم بگیری	مشکلم در پیش یا حاجت روا	کس نئی جز ذات تو مشکلم کشا
رامیری تو فریری من گدا	در گناہ خود گرفتارم اسیر	کن نظر بر بے نوائی یا شہا
وصف ذات در کلام اللہ	یا علی سلطان عالم نام کو	آسمان پست است پیش بام تو
	تو اما سے توید اللہ بہت	اتو کریم کارس دو اسطہ ان

زرگان دین کا رحم کراس بجایا کے طلسم سے بچا لے بلک کر جو ان سبھوں نے دعا کی دریا کے  
 محنت الکی جوش میں آیا اتفاقات قضا و قدر بحکم مالک بجزو بر ملکہ مخمور سرخ چشم جو  
 طلسم جمشید سے شاہزادہ نور الدہرین بدیع الزمان سے رخصت ہو کر چلی تھی بخوف  
 شاہنشاہ افرا سیاب مثل تارے کے آسمان میں ڈوبی ہوئی چلی آتی تھی شور و غریو کی آواز  
 کان میں پہونچی دیکھا ایک شہر کو کہ دیوارین وغیرہ گئی ہیں قصر ہا سے پختہ جا بجا جل رہے  
 ہیں ہر در و دیوار سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہیں اپنے پھول عیار و ن کو دیکھا کہ مجمع ساحران  
 ہیں پا بگل ہیں لاشے سیکڑوں گرد پڑے ہیں ایک ساحر غدار آتش کا تیلہ بنا ہوا ہاتھ میں  
 لوہے کو چرخ دیر ہا ہر کلمات سخت پخت عیار و ن کے زبان پر جاری گولہ مارا جا رہا ہے ملکہ  
 مخمور سرخ چشم کا کپجہ جلا کر شعلہ خوار جادو نے گولہ مارا کہ عیار جل جائیں ملکہ مخمور سرخ چشم  
 نے وہیں سے سحر کیا کہ وہ گولہ اٹھا پلٹا مجمع ساحران میں آکر بیٹھا الکی ہزار ساحر جل کر گئے شعلہ خوار  
 گھبرا یا کہ یہ کیسی آگ لگی میرے سحر نے میرے ہی جادو گروں کو جلایا چاہا کہ نیچے کھینچ کر جھپٹے کہ  
 آسمان سے نعرہ ہوا منم ملکہ مخمور سرخ چشم میں نے پہچانا اترتے اترتے سحر کیا زمین تپنے لگی  
 کئی سو بجیا واصل جہنم ہوئے شعلہ خوار نے کہا باش او مخمور میں نے پہچانا یہ کھکڑے سنسے ماش کے  
 دہنے مارے صد ہا شعلوں لے آئے اس ماہ آسمان خوبی کو گھیرا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دونوں



ہاتھ چمکائے باران سحر برسا آتش سحر کو اس بجیا کی بجایا اور لپٹ کر موتیوں کا مالا توڑ کر پھینکا  
 وغیرہ پر وہ موتی گرے ہاتھ پانوں سحر سے چھوٹے اب یہ بھی کندین پکڑ کر ساحروں سے لڑے  
 لگے مخمور نے قیامت برپا کی کئی ہزار ساحروں کو مار کر سانسے شعلہ خوار جادو کے پہنچی  
 بہت سے سحر کیے مکہ نے دانہ یا قوت احمر کا کنٹھے سے نکالا اسم سحر کا پڑھ کر لاکھ راسینہ پڑ گئیں  
 شعلہ خوار جادو کے مارا ہر چند چاہا بچوں بچ سکا سینے پر پڑا کہ لپٹ کر توڑ کر مچل گیا شعلہ خوار  
 جرح کھا کر زمین پر گر اصدائیں ہا ہو کی آئین زمین کا پنی سنگھاری برف باری ہوئی خواجہ  
 نے اس اندھیرے میں لوٹنا شروع کیا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرانام میں شعلہ خوار  
 جادو بود یکا یک لاشہ شعلہ خوار و لاشہ سیسل نابینا پوش خود بخود بلند ہوئے جھونکے ہو  
 کے لڑا کر طرف آسمان کے لینگے ملکہ مخمور سرخ چشم نے آواز دی ای خواجہ عمرو دام طمع پر  
 نہ پھنسو شہر کے لوٹے نین نہ مصروف ہو مچلجاؤ میں لشکر میں آکر ملوگی اب راستہ بھی فراموش نہ  
 جلد مچل جائے یہ لاشے دونوں کے طرف باغ سیب کے گئے ہیں افراسیاب کو خبر  
 ہو جاوے گی فوراً آئیگا قیامت برپا کریگا یہ کہ مخمور سحر کر کے بلند ہوئی چھون عیار نیچہ ٹیکر  
 ٹیک کر شہر سے نکلے طرف لشکر اسلام کے چلے اب راستہ بھی معلوم ہوا دو تین کوس راستہ طویل  
 تھا کہ نشان لشکر اسلام معلوم ہونے لگا یہاں ملکہ مہرخ بارگاہ آسمان جاہ میں مع سرداران  
 نامی و جادوگران گرامی جلوہ فرما ہیں جیسے کہ خواجہ عمرو کو افراسیاب لگیا ہی بارگاہ میں  
 سناٹا پڑا ہی ملکہ مہرخ کہ رہی ہیں کہ صاحبو نہیں معلوم خواجہ عمرو پہ کیا گزری ایک سر  
 ہزار سودا خدا اسکی جان بچائے سامنے دشمنوں کے سرخ رو رہے فلک روزیہ کھائے  
 یہ کہ ملکہ مہرخ نے کہا کیوں ای ملکہ بہار ہتھو فلک میں خواجہ عمرو کی بتیاب ہیں بخور و خواب  
 ہیں عمدہ وزارت تمھارے سپرد ہی مناسب یہ کہ ہر کس و ناکس کا خیال رکھو کئی مہینے کا  
 زمانہ گزرا کہ بی مخمور سرخ چشم کا پتا نہیں ہر کارے بھی جو خبر منگاؤ رونق لشکر اسلام کی رازد  
 صاحب جاہ و وقار خدا خواستہ کہیں افراسیاب جادو نے پکڑ نہ لیا ہو قید کر کے طلسم میں  
 نہ بھیجا ہو ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا عاشق مزاجوں کے لیے فکر بیکار رہی اس پر بھوت عشق کا سوا  
 ہی کوہ عقیق پر ہونگی مزے اڑ رہے ہونگے آنکھوں میں رنگ نشے کے جمے ہونگے نئی نئی چٹا



ولین جوش محبت حضور ربط و ضبط بہت مشکل ہی جو آتش عشق کو یوں سینہ میں چھپائے وہ بڑا  
 کامل ہی کلیجہ آتش عشق سے جلے منہ سے دھواں نہ نکلے قلب پر چھری چلے ہاے واے  
 نہ کرے بی محمور کے دل نے نہ مانا اپنے معشوق کو دیکھنے لگی ہیں جلدی کیا ہی آئینگی کوئی قید  
 ہی تو انہیں کیا مرنے والا مرے جینے والا جیسے اپنے مزے سے کام اپنے فعل کی مختار  
 ہیں انہیں کون بدنام کر گیا کئی جینے گزرے دل نہیں بھرتا اگر ہمارا خیال ہوتا شاہزادہ اسد  
 بن کرب غازی کے قید ہونے کا ملال ہوتا ضبط کو کام فرماتین اس زمانے میں نہ جاتین بلکہ  
 مہرخ نے ہنس کے فرمایا ای ملکہ بہار چادو ہم تھارے ربط و ضبط کے قائل ہیں ماشاء اللہ  
 کیا ضبط ہی شاہزادہ سعد بن قباد کی محبت کو کیا چھپایا ہی نام سعد بن قباد سنگر ملکہ بہار کی آنکھوں  
 میں آنسو بھرا کے کہا حضور خدا اس شہر یار کو سلامت رکھے انکے غلاموں سے ہیں محبت ہی  
 مگر اپنے کو بدنام کرنے سے نفرت ہی ہر چند کہ آتش عشق کا چھپانا کلیجہ کو جلانا مردان مسالم  
 کا کام ہی عاشقان صادق کا نیک انجام ہی نظم

عشق سر حلقہ ارباب بلاست	عشق را فتنہ گری پیش بود
عشق آشوب پسند است مدام	عشق را ہست ہمین طرز مدام
عشق ہم نریم دل خانہ خراب	عشق گلگونہ بسال دگل را
عشق را ہست در شادی بند	عشق را راحت کس نیست پسند
عشق را نیست روش جز بیدار	حسن و عشق اندر روز ميثاق
یہ اشارہ آبدار پڑھ کر ملکہ بہار کے عارض رنگین پر اشک خونی	

بے قریب تھا کہ ہچکی لگ جائے ملکہ مہرخ نے فرمایا ای بہار ای گلخوار ای سرو باغ رعنائی ای غنچہ  
 جہن زریانی حقیقت میں تم نے خوب ربط و ضبط کو کام فرمایا کیا کہنا بہار نے کہا حضور نہ ربط ہی نہ  
 ضبط ہی کو چہ عشق میں قدم رکھنا سراسر خطا ہی ہیں اپنے بخت و اثر گون طالع نگون سے امید  
 نہیں کہ پھر زیارت اس شہر یار کی نصیب ہو یہ ہم سے نہ ہو سکے گا کہ یہاں ہنگامہ قتل اسد فاری  
 بر پا ہو ہم مزے اڑانے جائیں یہ جبکا کام ہی اُسکو مبارک رہے ہاں اگر خدا فضل کرے اور  
 شاہزادہ اسد بن کرب غازی قید افراسیاب سے چھوٹیں اور صاحبقران لڑتے بھڑتے



بیان پہونچیں اسوقت میں ایک نظر سے خوش گذرے کل لشکر اسلام کی سلامتی کی خیر منائے ہیں  
 ہمارا عشق ہی ہو جہاں رہیں جان و مال کی انکے خیر ہو یہ باتیں تھیں کہ آسمان پر برق چلی دیکھا ملک  
 مخمور سرخ چشم طاؤس زرین بال پر سوار دریا سے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے مثل برق جہندہ  
 بارگاہ میں آکر اتریں پائے تخت کو بڑھ کر بوسہ دیا سب سے صاحب سلامت ہوئی ملک بہار نے مسکرا کر  
 کہا حضور یادش بخیر ملک عالم آئیں کیون ملک مخمور خوب مزے اڑائے اتنی جلدی آنا کیا ضرورت تھا  
 معشوق کے پہونچنے میں دل مسرور تھا یہاں آنے سے کیا فائدہ ہر وقت جان جانے کا خیال  
 آٹھ پہر جنگ و جدال خوب راگ و رنگ میں مصروف رہیں ملک مخمور نے کہا بی بہار صااحبہ ملک کو  
 حال بھی معلوم ہوا آتے ہی طعن و تشنیع شروع کر دی بہار نے کہا بوا خفا کا ہے کوہوتی ہو  
 حقیقت میں اسد عازی کو چھپانے لگی تھیں لوح طلسمی بھی ملگئی در بند بھی فتح ہوئے اب تو  
 ملک مخمور کا غصہ سے چہرہ سرخ ہوا کہا بی بہار صااحبہ خدا چاہیگا تو شاہزادہ اسد بن کر غازی  
 بھی چھوٹیں گے لوح طلسمی بھی حاصل ہوگی وہ بھی دن خدا دکھائیگا اور انشاء اللہ ہمیں لوح طلسمی  
 کا پتہ لگائینگے تم سمجھتی ہوگی ہم کو وہ عقیق سے آتے ہیں پروردگار نے ہمیں ایسے وقت پر پہونچایا  
 کہ تمام لشکر اسلام مصیبت میں تھا بادشاہ لشکر اسلام کی جان بچائی اس کام پر تو ملک بہار کو  
 غصہ آیا کہا بس لو بیٹھو جھوٹا منہ بڑی بات نہ بولو انکا خدا حافظ و نگہبان ہو پیدا کرنے والے کا  
 انپر احسان ہو ذرا سی بات کہی رٹنے لگیں معشوق کی جھانجھ مجھ آتاری دونوں میں چاٹوں  
 چاٹوں جو ہوئی ملک مہر خ نے منع کیا دونوں کو گلے سے لگایا کہا ملک مخمور بیان کر و کیا معرکہ  
 گزرا ملک بہار ہمارے سر کی قسم حال تو سنو مخمور نے کہا حضور میں بیشک کوہ عقیق پر گئی تھی  
 کسی کی چوری نہیں ہو میں کسی کی لونڈی باندی نہیں جب کوہ عقیق پر پہونچی ایک جادوگر یہاں  
 گیا تھا اسے قیامت برپا کی تھی اول جا کر اسکو مارا سر میدان لگا را اب اور بڑی مصیبت  
 کیا عرض کروں کسی وقت مفصل بیان کرونگی مہل یہ ہو کہ طلسم جمشید یہ میں بھنسی خدا سلامت رکھے  
 اس شیریشہ جرأت ہر بردشت مہت گل گلزار خلیل الرحمان شاہزادہ نور الدہر کو اس  
 زور شور سے طلسم فتح کیا کہ زمین تھراتی تھی جمشید جادو کو گھسکر مارا دہان سے مہلت پا کر  
 آئی راہ میں خواجہ عمرو بن امیہ ایک قلعہ میں جا کر بتلائے بلا ہوئے تھے وہاں پہونچکر



شعلہ خوار جادو کو مارا قلعہ سے اُن سب کو نکالا یہ سب کچھ کیا اور پھر پہلو میں بیٹھی تھی راکہ و رنگ میں مصروف تھی یہ خیر خواہ ایسی بیوقوف تھی ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا جوش محبت میں یہ سب کچھ ہوا نہایت دربار میں خوشی ہوئی ملکہ مہرخ نے پوچھا ای ملکہ مخمور خواجہ عمرو کو تو فرستیا جادو لگیا تھا قلعہ میں کیونکر پہنچے ملکہ مخمور نے کہا میں نے یہ خواجہ سے دریافت نہیں کیا شعلہ خوار جادو کو جب مارا لاشہ اسکا مع سہیل نابھی پوش ہوا پر اڑ کر حلا میں گھبرا کر تعجب سے تمام نکل آئی خواجہ کو آواز دی کہ استاد جلد کھلوا ایسا نہو کہ بلا میں پھنسا ہوا رہے وہ بھی نکل گئے یقین ہی تشریف لاتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہر کارون نے عرض کی خواجہ عمرو مع عیارون آکے آتے ہیں سرخ مو و خیر واسطے استقبالی کے مکملین خواجہ عمرو بارگاہ میں آئے سب سردار واسطے تعظیم کے اُسٹے ملکہ مہرخ نے تصدق و فیروہ اُتروایا پوچھا کہ خواجہ اُس ظالم کے پنجہ سے کیونکر رہائی پائی عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اور ملکہ شبنم گوہر پوش کی آنکھ کھلی حیران ہوئی کہ بھیراوس کیونکر پڑی اپنے کوہ مروارید پر گانا سن رہی تھی اس دربار گاہ میں کیونکر آئی خواجہ عمرو نے پکار کے آواز دی او ملکہ شبنم گوہر پوش قدرت پروردگار کا تماشا دیکھا میں تجکو بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ میں گرفتار کر لایا اگر قتل کر ڈالتا کسی کو خبر بھی نہوتی اول تو تمھارا احسان تھا کہ تم نے افراسیاب جادو سے میری سفارش کی جان بچانے کی گزارش کی علاوہ اسکے تم سے ایک محبت بھی ہوئی سامری و حبشہ پر لعنت کرو ان سب شاہزادیوں کا ساتھ دو کتاب سامری میں صاف صاف تحریر ہے کہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی قاتل افراسیاب جادو و ہادی جادو کرنا دین اسلام میں بڑا ثواب ہے ہر چند خواجہ عمرو نے سمجھایا مگر ملکہ شبنم گوہر پوش کو ناگوار ہوا ہر چند کہ گانے پر خواجہ عمرو کے نائل ہوئی ہی تیغ علم موسیقی کی گھائل ہوئی ہی گرفتار ہو کے اپنا آنا بہت شاق ہوا مگر یہ بھی خیال کیا کہ بڑے بڑے ساحران نامی دربار میں ملکہ مہرخ کے جمع ہیں ملکہ بہا و باغیان عالی وقار و عمار قدرت صاحب سطوت و صولت برق و رعد وغیرہ سوچی کہ انکا میں خرابی ہو روست بنکے کام کروا اپنے نفل میں سوچ کر جواب دیا کہ خواجہ مجھے عذر کیا ہی میں ہمیشہ اسی فکر میں تھی کہ آپ کی خدمت میں پہنچوں افراسیاب جادو سے لڑا دن یہ بھی آپ پر ظاہر ہو جائیگا بہت سے اسرار طلسم مجھے معلوم ہیں بروقت رہائی طلسم کشا عرض کرونگی مقام نوح



بتاؤنگی میں نے دل و جان سے طاعت طاسم کشا قبول کی یہ سعادت حصول کی ملکہ مہرخ  
 نے منگو اگر خلعت دیا پہلو میں ملکہ سرخ کے کرسی ملی مگر خواجہ عمرو نے چلے سے ملکہ بہار سے کہا  
 کہ ملکہ مہرخ سے کہ دنیا کہ شبنم گوہر پوش دل سے مطیع بنیں ہوئی چہرے سے سیاہی کفر کی دو  
 نہیں ہوئی بہار نے کہا نہیں خواجہ یہ ساحرہ بڑی صاحب لیاقت ہو یہ ایسا نہ کریگی عمرو تھا موثر  
 ہو رہا ملکہ شبنم گوہر پوش کے دل کو تویح و تاب ہو کہ شب ہو تو ساربان زادے کو گرفتار کر کے  
 خدمت میں ملکہ حیرت کی بجاؤں اسکی عیاری کی سزاؤں مگر شکل کینز شیمہ نقب زن عیاری  
 دربار میں ملکہ مہرخ کے حاضر تھی دربار کی کیفیت دیکھ کے بجا کی خدمت میں ملکہ مہرخ کی آنی عرض کی  
 اے ملکہ عالم شاہنشاہ عمرو کو لینگے تھے ملکہ شبنم گوہر پوش کے مقام پر جا کر ٹھہرے تھے عیاروں نے  
 عیاری کی عمرو رہا ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل میں ڈال کر لے آیا راہ میں کسی درجہ سے قلعہ سپہا  
 نارنجی پوش میں پہنچا سپہیل نابنجی پوش کو مہتر قران نے مارا باپ اسکا شعلہ خوار ملکہ مخ  
 سرخ چشم کے ہاتھ سے داخل جہنم ہوا قلعہ دیران ہو گیا ابھی عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل  
 سے نکالا عمرو نے سمجھایا وہ مطیع اسلام ہوئی عمرو سے کہ رہی ہو بعد رہائی شاہزادہ اسدین  
 کرب غازی لوح طاسم ہوش ربا کا پتا بتاؤنگی در بند نفع کراؤنگی انکو بڑا بھاری خلعت ملا ہر شکر  
 حیرت جادو تھر و غضب میں کانپنے لگی کہا جو کچھ ام جاتا ہوں لوح کافر و پتال گاتا ہوں بلاؤ تو ملکہ صرصر  
 شمشیر زن کو یہ کلمہ پڑھ سے نہ نکلا تھا کہ سامنے سے صبار رفتار کنند انداز بصد کرشمہ و ناز نمایان  
 ہوئی ملکہ حیرت کو غصہ میں دیکھا مثل آئینہ حیران ہوئی ملکہ حیرت نے کہا اے صبار رفتار میں تجھکو  
 نہال کر دوں گی دامن آرزو گوہر بے بہا سے بھر دوں گی شبنم گوہر پوش ملکہ سمنکال جادو کی بھانجی  
 ہو مسلمان ہو گئی جس طرح سے بنے گرفتار کر کے لا مارے کوڑوں کے حرامزادی کی کھال  
 گراؤنگی صبار رفتار نے کہا لونڈی گئی اور جا کے لائی صبار رفتار سر شام صورت اپنی ایک  
 جادو گرئی کی بنا کے لشکر میں خواجہ عمرو کے داخل ہوئی ملکہ شبنم گوہر پوش بصد جوش و خروش  
 دربار میں ملکہ مہرخ کے داخل ہو غصہ میں خاموش بیٹھی ہو دل سے کہہ رہی ہو کہ اے شبنم تیری  
 دست برد تورات کو ہو گی مسلمانوں پر اس پڑے گی بیغے خواب مرگ میں مبتلا ہونگے جسکو جادو کی  
 سرکاٹ کرنے جادونگی انکوڑے عمرو کا تو وہ حال کر دنگی کہ عمر بھر یا د کریگا میری بدعت سے



فریاد کر یگا پھر رات گئے ملکہ مہرخ نے دربار برخواست کیا ملکہ شبنم گوہر پوش کے واسطے ایک بار گاہ استاد کرا دی کینزین برائے خدمتگزاری محنت ہوئیں سب سردار اپنے اپنے خیمے میں گئے صبار فقار ایک درخت کی آڑ پکڑے ہوئے بار گاہ شبنم گوہر پوش کو تاک رہی ہو کہ سناٹ ہو تو جا کر تدبیر گرفتاری کر دن بہان ملکہ شبنم گوہر پوش کو کب آرام ہو بعد جانے خیمے کے کینزوں کو اپنے پاس سے رخصت کر دیا تنہا جاگ رہی ہو کہ رات زیادہ گزرے تو بار گاہ سے نکھون پہلے نگوڑے عمر و عیار کا سرکاٹ لون جو ہو سکے آج رات بھر قتل کرتی پھر ونگی صبح ہوتے بار گاہ ملکہ حیرت جادو میں پہنچ گئی جب اسے یہ خیال کیا کہ پھر رات باقی رہی ہو اپنے چھپر کھٹ سے اٹھی باہر بار گاہ کے آئی جہاں طرف نگاہ اٹھائے دیکھنے لگی خواجہ عمر و کے خیمے پر نگاہ ڈال ہی ہو کہ گوشے سے صبار فقار نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو دیکھا جی میں کہتی ہو کہ کیا سبب ہو کہ اس وقت ملکہ شبنم اپنی بار گاہ سے نکلی مگر اسی صبار فقار ہی وقت عیاری ہو جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر مہتر برق فرنگی کی شکل بن کر تیار ہوئی دوڑتی ہوئی سامنے ملکہ شبنم گوہر پوش کے آئی شبنم اسکو دیکھ کر جی میں کہنے لگی کہ یہ عمر و کا قوت بازو ہو پہلے اسکو لینا چاہیے پکار کر آواز دی بھیا کہاں سے آتے ہو صبار فقار تو خود ہی چاہتی ہو کہ پھج کو بلانے تو میں اپنا کام کروں پٹ پڑی پکار کر کہا ملکہ عالم خیر تو ہو ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا بھیا برق اس وقت بار گاہ میں دل گھرایا چاندنی کی سیر دیکھنے باہر نکل آئی او گھڑی بھر ہمارے پاس بیٹھو خیال میں ہو اسی شبنم پہلے تو اسکو بار گاہ میں سے چلو اسکا سرکاٹ لو صبار فقار نے کہا ملکہ حاضر ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش برق کوئے کر اندرائی صبار فقار نے آئے ہی کہا ملکہ کوئی گلابی شراب کی بھی ہو اس وقت بہت جی چاہتا ہو ملکہ شبنم نے کہا بھیا لو پیو یہ کہہ کر گلابی سامنے کی صبار فقار نے جھٹ پٹ جام لبریز کرتے کرتے بیہوشی شامل کر کے ہاتھ پر رکھ کر کہا ملکہ پہلے آپ پیجیے ملکہ شبنم نے بے تکلف ہاتھ بڑھا دیا جام لہجہ سے لگا کر پی گئی جام پلا کر صبار فقار اٹھی ملکہ شبنم نے کہا بھیا برق کہاں چلے صبار فقار نے کہا اب طلوائے پر جاؤ لگا ملکہ شبنم اٹھی کہ ماش کا دانہ ماروں کہ یہ باہر نہ جاسکے اٹھتے اٹھتے بیہوشی نے ہمارے مارا کہ لڑکھڑا کر گری صبار فقار نے فوراً زبان میں سوزن دیا حلقہ ہاسے کندہ سے مشکین باندھیں سراپہ چاک کر کے کلکائی



طرف لشکر ملکہ حیرت کے روانہ ہوئی تارہ سحری چمک چکا ہی خواجہ عمرو کو رات بھر خیال رہا ہی کہ دیکھیے ملکہ شبنم گوہر پوش کیا کرتی ہی دو گھڑی رات رہے سے عمرو اسکی بارگاہ پر آیا اندر آکر دیکھا پتیرا صبار رفتار کا معلوم ہوتا ہی سراسیمہ چاک ہی بس خواجہ عمرو نے خیمے سے نکلتے ہی آواز دی ملکہ شبنم گوہر پوش کو صبار رفتار چرا لیکھی سردار دن نے قصد کیا عمرو نے کہا پہلے میں جاتا ہوں دیکھوں تو معرکہ کیا ہی آپ لوگ خبر منگائیے گا جیسا مناسب وقت ہوگا عمل میں لائیے گا یہ لکھ طرف لشکر کفار کے بھاگا یہاں ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی شاہزادیاں وزیر زادیاں آتی جاتی ہیں مصوروں صورت نگار ملکہ باقوت جادو و ملکہ شعلہ آتش مزاج و ملکہ نکلیں شیریں کلام و ملکہ صنوبر شمشاد قدر وغیرہ جمع ہیں ملکہ حیرت جادو کہ رہی ہی کہ میں نے برے گرفتاری ملکہ شبنم گوہر پوش صبار رفتار کو روانہ کیا ہی صبح ہوگئی تو شبنم کو کہاں پائیگی مصاحبین عرض کر رہی ہیں حضور وہ لے ہی کر آئیگی یہ سخن ناتمام تھا کہ صد ازنگ کی بلند ہوئی دیکھا صبار رفتار کندانداز پتیارہ بدوش آپہنچی ملکہ حیرت نے پوچھا صبار رفتار کسے لائی عرض کی حضور شبنم گوہر پوش کو لائی یہ سنتے ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا لاسا نے ٹھلا دے صبار رفتار نے پائیں فرش بٹھا کر فیتلہ رفع بیہوشی دیا ملکہ شبنم نے آنکھ کھولی ملکہ حیرت جادو نے پکار کر آواز دی اوجہ او شفتل او کجبت اپنے با و اعمرو پر عاشق ہوئی اسد غازی کو رہا کرنے جاتی یقین لوح طلسمی کا لازمتا ی یقین اب کہ تیرے حمایتی کہاں ہیں ملکہ شبنم شرم سے غرق غرق ہوگئی ایسے کلمات مہلات کبھی کانوں سے کانہو سنے تھے جواب دیا ملکہ خیراتی میں بیان کیونکر آئی عیاں ہی نے کہا میں برق بنکر تھاری مشکین باندھ لائی شبنم نے کہا حضور میں تو اسواسطے مطیع الاسلام ہوئی کہ عمرو کا سر کاٹ کر لاؤں یہ آپ نے کیا غضب کیا میرا کام بنانا یا بگاڑ دیا ملکہ حیرت جادو نے کہا لو صابو اور مرزا سنو مجھ کو کل کی چھو کر ہی نادان بناتی ہی وہاں گئیں تو انکی دوست یہاں ہمارے ساتھ فقرہ بازی جلسازی ارے دیکھ تو میں تیرا کیا حال کرتی ہوں تو نے اپنے مقام پر شاہنشاہ کو بیہوش کرایا تیری ہی باتوں سے عمرو چھوٹا ورنہ ابکی شاہنشاہ اسکے فقرے میں نہ آتے انہی چھپتی دکھا کے میرے بھوٹے شاہنشاہ کو بہکایا دشمن کو چھڑوا دیا ہمارے دشمنوں میں بیٹھ کر



فتح طلسم کی تدبیر بتاتی ہیں میرے سامنے آکر یہ باتیں بتاتی ہیں جلد جلاؤ کو بلاؤ اس نمک حرام کو قتل کریں شبنم ہر چند کہتی ہے ملکہ ذرا ہوش میں آؤ چوچ بنہا لو بادشاہ کی جو روئ کر آپ سے باہر ہو دوست کو دشمن بناتے بھی شرم نہیں آتی ہر اس بات پر تو ملکہ حیرت جادو کو اور غصہ آیا فوراً جلاؤ کو بلا یا کہا اس زبان دراز کو قتل کر جب جلاؤ نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا ریت کا چو ترہ بنایا گردن پر کوٹے کا خط دیا تیفہ چکا کر چکا ر شہر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاؤ چسیت پڑ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چسیت پڑ کسکا سر رشتہ حیات منقطع ہوا کسکا سنا عمر لبریز ہوا کون مغضوب بارگاہ سلطانی ہو کسی کشتی عمر طوفانی ہو ملکہ عالم حکم اول ہی سمجھ کے دیکھے اب تو ملکہ شبنم گوہر لوش کا عجیب حال قلب پر جو غم و ملال کم سن کی موت کا سامنا اتنے بڑے دربار میں ہر کس دشمن جان تشنہ خون نظر آ یا رنگ رو سے ملکہ شبنم گوہر لوش متغیر ہوا پیشانی پر موت کا پسینہ آیا جسم میں عیشہ دل سے کہتی ہے ای شبنم تیرے مرنے کا جو ہلاک کیا اب اس وقت تا بہت ہوا کہ دین عمرو کا سچا ہی کجا ملکہ مہر خ وہمار کجا مقابلہ فراسیاب نایب ر قوت و قدرت خدا کے نادیدہ صاف ظاہر ہو اتنا بڑا بادشاہ چاہے اپنے ملازموں کو نہ قتل کر سکے جو جو اوصاف خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے اپنے پروردگار کے بیان کیے وہ سب حق ہیں اے دل تردد متزل وہ معبود برحق ہی اے خدا کے عمرو میں عہد واثق کرتی ہوں اگر اس بلا سے ناگہانی سے بچوں خواجہ عمرو کی شریک ہو کر فراسیاب خانہ خراب سے بڑوں شاہزادہ اسد غازی کی رہائی میں جان و دل سے کوشش کروں یہاں ملکہ حیرت جادو نے پکار کر کہا اے جلاؤ نے حکم اول دیا اس بنا خاتم محرم کو جلد قتل کر جلاؤ نے شانہ ملکہ شبنم گوہر لوش کا ہلایا کہا او گنگا حکم اول تیرے قتل کا مل چکا جو کھانا ہو کھا ہے جو وصیت کرنا ہو کرے اب جان کا پچھاؤ شوار ہی موت تیرے سر پر سوار ہو ملکہ شبنم گوہر لوش نے جواب دیا او بچیا اپنے کام میں مصروف ہونہ پانی کی ہوش نہ کھانے کی خواہش البتہ یہ بڑی کاہش ہے اے حاضرین وقت اگر کسی کا گزر لشکر اسلام میں ہو تو خواجہ عمرو سے ہمارا یہ پیغام پہنچاؤ کہ اے شہنشاہ اوج عیاری آپ کی کینز ناچیز بایں دبے بس ہو کر دیار کفار میں قتل ہوئی یہ ہوش دل میں رہی کہ وقت آخر آپ کی زبارت سے مشرف ہوئی مگر جان تک ہو سکے اس کینز کا لاشہ لیجائیے گا طریقہ براہل اسلام کے دفن کیجیے گا



اپ کے سامنے میں نے کرے کہا تھا مگر اب صدق دل سے اطاعت دین اسلام قبول کی شکر ہو  
وقت آخر سعادت دارین حصول کی فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا لونڈی کے جازبے کو کا ندھا  
دیکھیے گا پہ لکھ کر جمع کر روئی نگاہ طرف آسمان کے اٹھائی بیکاری میں پکاری نظم

ای عمر و کے خدا کے نادیدہ	ہر یہ تیری کنسیر بنجیدہ	مجبو اس قید سے چھڑا جلدی
بدعت و جور سے بچا جلدی	پہونچی اپنی سزا کو ای معبود	سنتی ہوں ہر جگہ تو ہی موجود
شان قدرت کی اب دکھایا	اس بلا سے مجھے بچا یا رب	دین اسلام ہی قبول مجھے
جانبی جلد ہو حصول مجھے	ای سمیع و علیم ای ستار	خالق بے نیاز ای عفار
وقت امداد و دستگیری ہی	شاق لونڈی پہ یہ اسیری ہی	تیری قدرت تو آشکارا ہی
اب ترا ہی فقط سہارا ہی	سُن چکی ہوں کہ بے نیاز ہی تو	اپنے بند و نکاح چارہ ساز ہی تو
تیرے در کے گدہاں شاہ و فقیر	پھیر دے اس کینز کی تقدیر	مجھ گنگار کی دعا ہو قبول
ہو رہائی اب اس بلا سے حصول	ملکہ شبنم گوہر لوش کے جو آنسو ٹپکے اب الیمان دربار اور زیادہ	

ہنسے کہا ای ملکہ عالم خدا سے نادیدہ سے دعا کرتی ہو دم اسکی وحدت کا بھرتی ہو حیرت جادو  
نے حکم دیا او جلا دجلہ سرکاٹ لے جلا دنیغہ کڑا کر چلا جیسے ہی چاہا کہ ہاتھ مارے پیشانی پر ایک  
تچھڑا جلا دکا سر بھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا آواز دی وہ مارا اب بنے دیکھا کہ ملکہ شبنم  
گوہر لوش تو صبح و سالم بھی ہی جلا دکی لاش پڑی ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا دیکھ تو اے صبا فقیر  
یہ کس نے پتھر مارا صبار فتار چار طرف نگاہ اٹھا کے دیکھنے لگی دیکھا کہ عمر و خدنگا رہا ہوا  
ستون کی آڑ پکڑے ہوئے کھڑا ہی صبار فتار نے پشت پر سے حلقے کند کے مارے آواز  
دی او ساربان زاوے کہاں جائیگا عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ حلقے کند کے گردن و کمر میں پڑے  
سبک ہو کر کند کے حلقوں سے او رمنہ سے نکل گیا سنہ شاہنشاہ اقلیم عیاری کسکی مجال ہی کہ  
ملکہ شبنم گوہر لوش کو قتل کرے مگر حلقوں سے کند کے نکلا عمرو زمین پر گرا تھا کہ ایک جادو گر نے  
آواز گیری کی دی زمین نے پانوں عمرو کے پکڑ لیے اُس جادو گر نے چاہا عمرو کو توار سے مارے پہلو  
پر چو ہدار سونے کا عصا لیے کھڑا تھا اُس نے آواز دی او میان ساحر دیکھو ملکہ منع کرتی ہیں اُس نے  
بُٹھ بھرا چو ہدار نے وہی عصا سر پر جادو گر کے مالا اور نگرہ کیا منم صاحب بغداد گران قائل ساحر



مہتر قرآن اس ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہوا عمرو کے پانوں چھوٹے لوٹ مار کر قریب ملک شبنم  
گوہر پوش کے پہونچا زبان سے سوزن نکالا کہا ای ملک شبنم گوہر پوش ہوشیار ہو ملک شبنم  
نے اٹھتے اٹھتے ایک دو تہڑ زمین پر مارا زمین کا پی کی جادو گر مرے ترطب کے بیرون  
بارگاہ آئی دیکھا چھون عیار نیچے ہاتھ میں پکڑے موجود ہیں حلقے کند کے جناب بیہوشی حقہ ہا  
آتش بازی مارا کر کئی سو جادو گرون کو قتل کیا مگر ملک حیرت جادو و غصہ میں دڑی باہر بارگاہ  
کے آکر دیکھا ملک شبنم گوہر پوش سحر کر رہی ہی سنگریزے اٹھا اٹھا کر پھینکتی ہو عیت ابھی  
لڑ رہے ہیں مثل برق کے نیچہ مارا اور غائب ہوئے خوف سے ساحرون کے زرعہ غلتان  
میں چھپ جاتے ہیں کبھی کسی غار میں پھاند پڑتے ہیں بڑی جستی و چالاکی سے لڑ رہے  
ہیں ملک حیرت جادو نے شبنم کو لاکار اخیر دارا و شبنم کہاں جاتی ہی شبنم ملک حیرت جادو  
خاتون شاہنشاہ طاسم ہوش ربا ملک شبنم گوہر پوش نے ایک جادو گر کو مار کر جھولی اٹھالی  
ہو آسمان سے ترنج کمال کر مارا حیرت نے برق چمکائی ترنج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا  
مگر کئی ساحرون کو شعلہ آتش نے جلادیا بس حیرت نے بڑھ کر ایک گولہ ملک شبنم پر بار بار  
اپنے کھول دیے ملک شبنم کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا لڑکھڑا کر گری ملک حیرت  
نے آواز دی اسکا سر کاٹ لو اب مہلت نہ دو ساحر باوہ کر کے چلے ملک شبنم گوہر پوش  
نے خیال کیا کہ سحر فراموش قلب پر حیرت کا جوش قریب ساحر نہ ہو پچھنے پائے تھے کہ لیٹین  
پھولوں کی آئین طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی آسمان سے لغزہ ہوا ای ملک شبنم گوہر پوش  
نہ گھبرا نا منم ملک بہار جادو گرتے گرتے ملک بہار نے حیرت جادو پر گلدستہ سحر مارا کچھ پھول  
شبنم پر پھینکے شبنم بھی اٹھی گلدستہ ملک بہار جادو کا سر پر حیرت کے بھٹا پھول برسے لگے گاما  
سرخ نے شعلہ آتش کی تاثیر سپاکی جسکے جسم پر پھول پڑا جلیا جب پرنگاہ سحر آگین ڈالی وہ  
جھوما شعر عاشقانہ پڑھا تو رکھینچا رانی گردن پر رکھ لی کسی نے قزولی اپنے پیٹ میں ماری  
آسمان بھی تلواری چلی کئی سو جادو گر سحر بہار سے جہنم میں ہو پچھے بہار نے آتے ہی شبنم کو  
بھی ربا کیا شبنم پادوس پڑ چکی تھی ہم تن اشک تھی یہ بھی لڑنے لگی بہار نے جواتی مہلت پانی  
پھر اٹھا کر گلدستہ مارا پھول برسے لگے ملک حیرت کا مصاحب زریر جادو باخ سو جادو گر



اسکی پشت پر کھڑا ہوا سر کر رہا تھا پھول جو برسے کچھ اسکے سر پر گرے جلدی سے ٹھٹھاکر  
سو نگھے پھول گیا اپنے کو بھول گیا جھوٹا گلچینی گاشن بہار کی کرنے لگا ٹھنڈی سانسین  
بھرنے لگا باغی تھا جھولکا ہوا کے عشق کا چلا پکارا اٹھا ای سرو باغ مجھو بی وای غنچہ نو دیمیدہ  
حدیقہ مجھو بی آپ کے گلشن عشق کا ہوا خواہ ہوں آرزو سے وصل میں تباہ ہوں یہ کہکرا غزل عاشقا  
پڑھتا ہوا طرف بہار کے دوطرا غزل دوست صادق جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جوار

مرے مہتو محبت میں یہ انجام ہوا	آپ کہتے ہیں کہ میں بختیں بدنام ہوا	آپسے دیکھے لگانے کا یہ انجام ہوا
میں بھی محنون کی طرح خلق میں بدنام ہوا	مستعد قتل بہ میرے جو وہ گلام ہوا	روح بالیدہ ہوئی خوش دل نا کام ہوا
زندگی میں ہوا میں گھڑی بھر کو نصیب	قبر میں لے تو حاصل ہمیں آرام ہوا	غش کے عالم میں ہی خبری تباہ ہوا
درد دل میرے لیے باعث آرام ہوا	آپنے لی نہ خبر اپنے گرفتاروں کی	مرگے آخر کار کا لکا یہ انجام ہوا
آپکے عشق کا حاصل یہ ہوا مجھ کو ثمر	انگیساں اٹھنے لگیں خلق میں نام ہوا	بنگیا رخک جس خانہ وحشت اپنا
آکے مہمان جو ہمارا دہ گل اندام ہوا	ایک جاتے ہیں یوں جبکومت کا فراق	جام شیشے سے نہ شیشے سے جدا جام ہوا
دل جو خوش چپاک الفتیں جلاشل چراغ	آنسو آنکھوں کا مری روغن بادام ہوا	انکی آنکھوں نے جو گری میں پسینہ پکا
آکے دامن میں وہ عطر گل بادام ہوا	ایک عالم بہ زمین نرم میں ہنسنے پایا	بھر کے سو مرتبہ خالی صفت جام ہوا
اب کیون بچھلے پر آئے عیادت کیلئے	جو ہمارے لیے ہونا تھا سر شام ہوا	درد الفت بھی حسینو لکا ہی کیا کوئی چراغ
رات ادھر آئی تو روشن یہ سر شام ہوا	رات کے آتے ہی دل بھج گیا ناچراغ	جو کہ ہونا تھا دم صبح سر شام ہوا
رات بھر چکے مکانوں میں تھکے جلتے	گل چراغ انکے مزاروں کا سر شام ہوا	دلو ہلا لیا سودا محبت نے جواد
کوئی معشوق ہوا کوئی دل آرام ہوا	غزل دیکر تصنیف کردہ منشی احمد حسین صاحب المتخلص بہ قمر	

جلد دے جام ساقیا نشہ کا اب اتار ہی	تیری نشیلی آنکھ کا آج تلک خسار ہی
پھولوں کی ہر طرف مہک بنزری جابجا لہک	غخون کی یک بیک چٹک باغ میں کیا بہار ہی
زلف دو تارے نازنین کالی بلا سے کم نہیں	جب ہوئی مار آستین سینے میں دل فگار ہی
تیر مژدہ کا ذکر کیا جسکے پڑا نہ پھر چپا	تر چھی نگہ کی جب ذرا بر چھی جگر کے پار ہی
وکیہک اس پر سی کی چال نہرہ روشن ہوں پامال	قد ہی کہ تازہ ہی نہال پھول سا بہر عذار ہی
اسکی وہ نازنین مگر جو کہ عدم کی دے خبر	نور کا سانچہ سر بسر کیا ہی حسین نگار ہی



بائیں گلے میں ڈال دھرتی دل نکال دو  
شب کو گئے جواہر قمر کو حین اس کے غیظ

اب نہ سوال طالع دو عجیب یہ ناگوار ہو  
ماہ نہ وہ بڑا نظر فرس کر ہی انتشار ہو

ملکہ بہار نے آواز دی کہ کیوں میاں کیا چاہتے ہو سب نے دانت کھال کر کہا میری جان جاتی  
ہو ملکہ بہار نے جواب دیا ہمہ مرتے ہو یا قانون کی مصیبت کا دم بھرتے ہو کہا نہیں حضور آپ پر  
جان جاتی ہو آتش عشق بڑیوں کو جلاتی ہو کہا اچھا تاؤ رکھیں جو خفت : کھینچنا یہ کہتے ہی اس نے تلوار  
اچھنی باج سوسا حرون نے اپنے اپنے گلے پر رکھی ملکہ بہار مسکرائیں برق گری کہ خرمن  
ہوش دھواں کو ان کے جلا دیا آہ کر کے پانچ سونے اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالے چشم زدن میں  
اتنے ساحر بیدم ہو کر گرے کہ خون کے دریا بہے ممدائے دار و گیر بلند ہوئی حیرت نے جو  
یہ پلٹ کر دیکھا نہایت درد مند ہوئی آواز دی کہ وہ بہار تو نے میرا کلیجہ داغدار کر دیا اتنی  
دیر میں میدان کو لاشوں سے بھر دیا مگر آج تیری تضاد اس گیر ہی دیکھ تیرے قتل کی تدبیر  
ہو یہ کہلکار دھجھولی سے نکالی ام پڑھا بہار پر چھری پھینک ماری بہار تھپے ٹپی ہر چہ  
چاہا چون ممکن نہوا کا رد آن کر شانہ پر پڑی شانہ نشانہ ہوا گل سا چہرہ کھلا گیا اب حیرت چلی  
کہ بہار کو ماروں یکایک زمین شق ہوئی ایک ہوا ان کو دیکھا وحشت چہرے سے آشکا بھور  
بھورے بال صاحب اقبال کا لون پر ہاتھ رکھ کر جج ماری نعرہ کیا منہ رعد جادو اکثر عرض  
کیا کہ مان بیٹے ساتھ رہتے ہیں ملکہ برق مان رعد جادو کی آسمان پر چلتی ہو اپنے فرزند کے  
آواز کی مشتاق رہتی ہو رعد نے نعرہ کیا اسکی صدا کی تاثیر سے حیرت تھرائی برق چمک کے  
آسمان سے گری سر حیرت جادو کا زخمی ہوا مگر زخمی ہوتے ہی حیرت جادو نے اٹھا کر گول  
مارا رعد جادو زخمی ہوا دونوں قانون مار کر غرق زمین ہو گیا برق تڑپ تڑپ کے ٹرنے لگی  
یکایک تقارے پر چوب پڑی دیکھا ملکہ مہر خ سرخ چشم بصد قہر و خشم مع چار سوسا حران نامی  
دریہ مان گرامی پشت پر لشکر طغرائے علمہاے زرکاری کے پھر ہرے کھلے ہوئے اپنے  
اپنے نام کے نعرے کر کے آ پڑے ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ میرے واسطے کل مال اسلام  
آئے دونوں لشکر آپس میں مل گئے ہر ملازم ملکہ مہر خ کا ہی چاہتا ہی کہ ہم اپنی جان لڑائیں مگر  
ملکہ شبنم گوہر پوش کو بچاؤ میں مثل گل شگفتہ وجد کر رہی ہو کہ حقیقت میں ہمراہیان خواجہ عمرو



بڑے قدر شناس ہیں اپنے ملازم کے یہ پاس ہیں ایک کے واسطے ہزاروں نے جان دی  
 سب سرداروں نے جان لڑا کر ملکہ شبنم کو ہر لوش کو بیچ بیچ لیا زخمی ہو گئی تھی ہوا دار پر ہوا  
 کیا ملکہ مہر خ نے آواز دی اور غازیان دیندار وادی مجاہدان تہور شعار جو مراد تھی وہ حاصل ہوئی  
 شبنم کو باغیوں کے بجایا تسکین دل ہوئی اب کل چلو سب سرداران نامدار سمٹ کر ایک مقام  
 پر ہوئے لڑتے ہوئے بھاگتے ہوئے ملکہ شبنم کو ہر لوش کو لپیٹے ملکہ حیرت جادو ہر جادو  
 کاوش کرتی ہو جنگ میں کوشش کرتی ہو مگر ناکام بنیں ہوتا ہی یہ بھی بلا کے روزگار ہی زوجہ افراسیاب  
 ناہنجار ہی ہزاروں کو مارا بڑھ بڑھ کر ملکہ مخمور و بہار جادو کو لکارا ملکہ بہار نے آواز دی اور حیرت  
 کیون چھتی پھلتی ہی ہم اپنے سردار کو لینے آئے تھے تجھ کو داغ دینے آئے تھے اپنے دھکے  
 افراسیاب کو بلا اس سے مدد طلب کر جا بیٹ جا کیون جان دیتی ہو اپنا خون کا ہیکو اپنی گردن  
 پر لیتی ہو ہماری شریک ہو جا تجھ کو بادشاہ بنائیں طلسم ہوش ربا لڑ بھڑا کر مٹائیں غصہ میں حیرت  
 جادو ملکہ بہار پر بھڑک رہی ہو کبھی ملکہ مخمور نے بڑھ کر اسکا سحر رو کیا کبھی باغبان قدرت نے  
 بڑھ کر روک لیا اسطرح لڑتے ہوئے کنارے تک لشکر کے پہنچ چکے ہیں وزیر زادیاں ملکہ  
 حیرت جادو سے عرض کر رہی ہیں کہ حضور اب کدو کاوش بیکار ہو شبنم کو ہر لوش کو وہ لوگ  
 چھڑانے آئے تھے لے جاتے ہیں اب بیٹ آئیے میدان کا زار میں دیکھا جائیگا ٹوک کر سکو  
 میدان کا زار میں قتل کرینگے ملکہ حیرت نے قصد کیا کہ واپس ہوا و کئی سولہ زاربان ملکہ مہر خ  
 ملکہ شبنم کو ہر لوش کے ہوا دار کے گرد ہیں شبنم بھی انتہا کی زنجاری میں ہی بھڑکتی جاتی ہی تپے عرض  
 کر چکا ہوں کہ صدق دل سے مطیع الاسلام ہو چکی ہو اب جو جادو سردار اگر لڑے اور زیادہ ملکہ مہر خ  
 وغیرہ سے محبت ہوئی روح کو راحت قلب کو قوت ہوئی کہ یکایک آسمان پر غرہ ہوا ایک ساحر  
 یہ فام کو دیکھا کہ نفس آہنی ہاتھ میں منہ سے شعلہ سے آتشیں نکلتے ہوئے لکارتا ہوا کہ ملکہ  
 شبنم غضب کیا کہ شریک مسلمانان ہوئی اپنی جان پھیلی منہ سلح شور جادو و فرستادہ ملکہ سنکال  
 جادو و تمھاری خالہ صاحبہ کو خبر معلوم ہوئی ہو حکم دیا کہ مشکین باندھ کر لاؤ یہ لکھ اس زور شور  
 سے گراماش کے داغے بھینکتا ہوا کچھ شعلے بھڑکے گرد ہوا دار کے جو ساحر تھے وہ آتش سحر  
 سے جلنے لگے ہر ایک کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے سلح شور جادو نے ہاتھ بڑھا کر شبنم کو



ہوا دار پر سے اٹھایا نفس آہنی میں تعجیل تمام بند کیا شل شلہ توالہ کے گرا اور مثل برق جھندہ  
 کے نفس لے کر بلند ہوا ملک حیرت جادو کو پکار کر آزدی ای ملک عالم تردد و فریاد سے گامین انکو  
 انکی خالہ صاحبہ کی خدمت میں لے جاتا ہوں وہ کان پکڑ کر دو طما پنے مارنگی راہ پر آ جائیگی  
 اتنا جلد غائب ہوا کہ اہل سلام سحر نہ کر سکے اب جو پٹ کر دیکھا وہ ساحر غائب ہو گیا حیرت  
 اپنے لشکر کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے پٹ گئی ملک ہر رخ و بہار وغیرہ باخاطر پریشان منتظر  
 و سیرار پٹ کر بارگاہ میں آئین عیار بھی سب ساتھ ہیں ملک ہر رخ نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا  
 ملک شبنم کو وہ ساحر یہ فام لے گیا اسکی فکر واجب و لازم ہے خواجہ عمر و نے کہا کچھ بھی بڑا خیال  
 ہے برق و چالاک نے کہا استاد ابھی جاتے ہیں ملک شبنم گوہر پوش کا تپہ لگاتے ہیں ملک محمود  
 نے کہا خواجہ میرے آتے کے ساتھ ہی شبنم گوہر پوش کا بھی جھاڑ اٹکل آیا مجھے آپ سے ایک  
 بڑا امر بزرگ عرض کرنا ہے اسکو بگوش ہوش سماعت فرمائیے عمر و متوجہ ہوا کہ ملک بیان کر ملک محمود  
 نے کہا ای شاہ شاہ اوج عیاری آپ سے پردہ کیا ہے میں نے ایک شب کو خواب پریشان  
 دیکھا واسطے ملاقات شاہزادہ نور الدین ہون بدیع الزمان کے روانہ ہوئی شکوہ ہے دردگار کا  
 ایسے وقت پر پہنچی کہ ایک ساحر فرستادہ افراسیاب خانہ خراب لشکر اسلام کو تباہ کر رہا تھا  
 جاتے ہی اسکو مارا اور دو جادو گر نیاں کہیں سے آئی تھیں وہ شاہزادہ نور الدین و طہاس  
 کو اٹھا کر لے گئیں ایک پہاڑ پر جا کر انکو بھی قتل کیا وہ مقام علامت طلسم جمید تھا بہین معلوم کہ  
 امین کیا جمید تھا فقیر یہ کہ میں طلسم جمید یہ میں قید ہوئی شاہزادہ نور الدین نے لوح حاصل کی طلسم  
 کو فتح کیا جمید جادو کو جا کر گنبد جمید یہ پر مارا و مان کے قصر میں ایک حکیم بقراط ثانی جلوہ فرما تھا  
 بجلا اور نور الدین کو بھیجا نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آئے آپ کو سلام کیا ہی ہزاروں مائیں  
 دی ہیں ایک پرچہ کاغذ کا دیا ہے اور فرمایا تھا کہ خواجہ عمر و بن امیہ نامدار کو یہ کاغذ دینا  
 بمقدمہ رہائی اسد بن کرب غازی کام آویگا یہ سنکر خواجہ عمر و نے اسی وقت تحلیل کیا  
 کاغذ لے کر ملک محمود سے پڑھا بشد و مد طرف سے بقراط ثانی کے مرقوم تھا کہ ای سر پرست  
 مسلمانان و سردار عیاران رفیق و شفیق زلزله قاف ثانی سلیمان سرو باغ خنجر گزاری نکل شائستہ  
 عیاری نہائی و نامدار خواجہ عمر و ذی وقار پر واضح ہو کہ تدریس رہائی طلسم کشا میں مقدمہ اول ہے



کہ سمندر کال جادو کو مطیع کر دو دوسرے ملکہ ماران زمین کن واسرار جادو کا بھی شریک ہونا  
 واجب و لازم ہے راستہ گنبد نور کا سرحد باغ سیب سے پیدا ہو گا یہ بھی امر ملحوظ خاطر رہے  
 کہ رہائی شہسوار عرصہ مکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی آپ ہی کی کوشش پر  
 موقوف ہے مگر جو نام عرض کیے یہ ساحران مذکور جب تک شریک نہ بن گئے رہائی شیر مہگیر  
 صاحبقرانی کی ناممکن ہے اگر قضا نے مہلت دی تو بعد طواف خانہ کعبہ یہ نیاز مند بقراط ثانی بھی  
 بروقت حاضر خدمت ہو گا یہ مضمون پڑھ کر خواجہ عمرو نے پوچھا ملکہ سمندر کال جادو و ماران  
 زمین کن واسرار جادو یہ سب کہاں ہیں ملکہ بہار نے کہا سمندر کال جادو تو یہاں سے  
 پانچ چار منزل پر ایک قصر ہے اس میں رہتی ہے ملکہ شبنم گوہر پوش کی خالہ ہے اس نے ہسکو پالا ہے  
 مگر ماران زمین کن واسرار جادو کے آج تک پہنچے نام بھی نہیں سنئے ہیں معلوم یہ کون  
 ہیں ملکہ مخمور نے کہا خواجہ یہ طلسم نہایت وسیع ہے افراسیاب جادو اٹھارہ سو ملک کا  
 مالک ہے کیا ہر ایک کو سب جانتے ہیں مگر اتنا میں آگاہ ہوں کہ ماران زمین کن واسرار  
 جادو سرحد باغ سیب میں ہیں اس سرحد میں جا کے آنا نہایت دشوار ہے جس طرح پردہ ریاے  
 خون روان وکل پر یزاد ان تھا کہ بدون حکم افراسیاب جادو کوئی اس پار نہ جاسکتا تھا  
 و سیاہی پانچ کوس کے گردین سرحد باغ سیب ہے جو اس سرحد میں پہنچا گو یا نہ تیغ  
 آ سیب ہر نام سنا ہے مگر بخوبی آگاہی نہیں ہے خواجہ عمرو نے کہا حساب تو کر دے میعاد اس  
 غازی میں کس قدر زمانہ باقی ہے مخمور و بہار نے کہا ایک ہفتہ سے زیادہ نہو گا بلکہ خبر  
 پائی ہے کہ افراسیاب خانہ خراب نے حاکمان در بند کو نامے بھی تحریر کیے جو بڑے بڑے  
 شایان اولوالعزم ہیں کہ چار چار لاکھ فوج سے ایک ایک مہینے کے راتے سے سفر کر کے  
 اپنے اپنے مقام سے چل چکے ہوں تو عجب نہیں مگر ابھی افراسیاب تے مشہر نہیں کیا  
 امروز فردا میں یہ بھی ہوا چاہتا ہے خواجہ عمرو نے کہا خیر خدا مالک ہے میں ملکہ شبنم گوہر پوش  
 کی فکر میں اب جاتا ہوں مہتر چالاک و مہتر برق فرنگی و جالسنور بن قران و ضرغام  
 شیر دل اس تخلیہ میں شریک ہیں ان سب نے عرض کی کہ استاد ملکہ شبنم گوہر پوش کی  
 فکر کرنا واجب و لازم ہے یہاں تو تخلیہ میں یہ صلاح ہو رہی ہے مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ صرصر کو



روانہ کیا کہ صرصر جادو کچھ تو مسلمان کس تدبیر میں ہیں ملکہ صرصر شمشیر زن کو ادھر طہین

اب دو کلمہ داستان افراسیاب جادو بیان ہوتے ہیں

کہ کوہ مروارید سے اسکو ملکہ باہیان زمر و پوش اٹھا کر پردہ ظلمات میں لائی افراسیاب  
جادو جب ہو تیار ہوا ملکہ باہیان نے کہا افراسیاب یہ کیا شامت ہے تو ہر مرتبہ دایم تزد ویر  
عمر و میں پھنستا ہے افراسیاب جادو نے کہا کیا کہوں مجھ کو بڑا افسوس ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہے  
کہ ساربان زادہ اسکو گرفتار کر کے لیگیا ہے نہیں معلوم اسپر کیا گزری اب میں باغ سیب میں  
جاتا مون کل کیفیت ظاہر ہوگی یہ لکھا باغ سیب میں آیا انیسین طلیسین خدمت میں حاضر ہوئیں  
دو شراب شروع ہوا یکایک آسمان پر سے روتے پیٹنے کی آواز آئی افراسیاب جادو  
نے سر اٹھا کر دیکھا لاشہ شعلہ خوار جادو و سہیل نابجی پوش سانسے آکر گرا بیرون نے  
فریاد کی افراسیاب جادو نے پوچھا ارے انکو کیسے مارا عرض کی حضور اکرم ﷺ نے  
ایک کو ملکہ مخمور سرخ جہنم نے قتل کیا افراسیاب جادو نے کہا یہ لوگ وہاں کیوں کر پہنچے  
یہ لکھ کتاب اٹھا کر دیکھی کل کیفیت معلوم ہوئی غصہ میں تھرا یا ایک کوٹھا کھو لکر فولادی تیلہ نکالا  
کہا جا کر صرصر کو توہیان لاؤ صرصر بارگاہ سے ملکہ حیرت جادو کی کھلی ہو چاہتی ہے طرہ بدگاہ مہرخ  
کے جادو کہ آسمان پہ برق جلی تیلہ فرستادہ افراسیاب جادو زمین پر گرا صرصر شمشیر زن کی آنکھ  
کھلی اپنے کو سامنے افراسیاب جادو کے پایا صرصر نے دیکھا کہ افراسیاب غصہ میں بیٹھا ہے  
صرصر واسطے تسلیم کے خم ہوئی افراسیاب جادو نے کہا افراسیاب ساربان زادہ نے  
نہایت مجھ پر نشان کیا ہے کایہ خون ہو گیا کوہ مروارید سے جا کر قلعہ سہیل نابجی پوش میں پہنچا  
ملکہ سہیل نابجی پوش و شعلہ خوار باپ اسکا دونوں مارے گئے مگر بڑا تعجب ہے کہ ملکہ مخمور  
کا نشان طالعہ شہید یہ سے ملا تھا یہاں ساحرون نے بیان کیا کہ شعلہ خوار کو مخمور نے مارا صرصر  
نے کہا حضور فرزند ان حمزہ قدم جس مقام پر گیا وہ مقام ویران ہوا طالعہ فتح ہو گیا ہوگا مخمور  
وہاں سے پٹی ہوئی آتی ہوگی یہاں عمرو وغیرہ بحرین شعلہ خوار کے چھلے مخمور نے دیکھا ہی  
گرمی میں شعلہ خوار کو مارا اسکا تعجب کیا ہے آج کا حال تو حضور نے سننا ہی شبنم جا کر  
طبع الاسلام ہوئیں موجب حکم ملکہ حیرت جادو میں گرفتار کر لائی نگوڑے عمرو نے ہنگامہ



برپا کیا شبنم کو ہر پوش کو چھڑا لیا عین گرمی جنگ میں سلاخ شور جادو آیا شبنم کو ہر پوش کو گرفتار  
 کر کے لیگیا ملکہ حیرت جادو سے کہتا گیا کہ میں شبنم کو بخدمت ملکہ سنکال جادو لیے جاتا ہوں  
 وہ انکی خالہ میں سمجھا لینگے سکرشی کی سزا دینگی افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر سنکال جادو  
 کے مقدمے میں مجھے بڑی فکر ہو ایسا نہ ہو اسکو عیار گرفتار کر لیں اور وہ بھی عمرو کی شریک  
 ہو جائے تو مقدمہ رہائی اسد بن کرب غازی میں راے معقول دینگے میں چاہتا ہوں اسکو  
 بلوالون سرحد باغ سیب میں ایک باغ دون وہ آئیں یہی سرحد باغ سیب سے اسکا کھانا  
 مناسب نہیں ہو مگر حیرت سے ہو سکے جا کے مخمور کو گرفتار کر لائے صرصر قسم ہے سامری و جشیر  
 کی کہ جس روز سے مخمور سرخ چشم نکلائی، نشہ اتر گیا شراب و کیاب کا مزاج رہا یہ کیکے آنکھوں  
 میں آنسو بھرا لایا ٹھنڈی سالیں بھرنے لگا کہا اے صرصر اسوقت مخمور کا ذکر آیا دل قابو میں نہیں  
 آتا یہ کہہ کر اشعار زبان پر جاری کیے غزل مصنف

کیا کہیں آپ سے کیسی ہو یہ بیماری دل تیر مرثگان نے اُٹھیں توڑ کے مارا اسکو دل مردہ کے لیے کوئی نہیں روتا، اے قمر شیر زبان سے بھی نہ خوف آئے مجھے	در سے بھی نہیں ہو سکتی، غمخواری دل پسیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل صف ماتم نہ کچھی بہ عزاداری دل اسد اللہ رسد گر یہ بد و گاری دل
--	--

دیگر لائے خدایا سن ظالم کو راہ پر رکھی ہو باڑھیا نے تیغ نگاہ پر کچھ اسکا اعتبار نہیں ہو فاقہ یہ یوسف کبھی چرے نہ کسی کی نگاہ پر دیکھا جو پھر کے بارے انکھیں جھپکائیں عاشق اثر ہو در و رسیدہ کی آہ پر و کھلاے سیر چشم فسوگر و طفل اگر دریم چرے ہو میں یہ سبکی نگاہ پر	چھائی ہوئی ہو بے اثری رکواہ پر ہو زاہد و نکومز و عباد کی چمداشت نازان منو میوزن دینا کی چاہ چہرہ روی پہ اسکی قدم مارنے لگے جلی کا شک ہوا مجھے ہسکی نگاہ پر سمجھا اکیچلی میں ہو سناپ تبلا قصان ہوں تیلیان ابھی تارنگاہ یہ تبلاے گردش بحر جان دل	جانی جان سر نہ چشم سیاہ پر سیری نظری اس کے کرم کی نگاہ پر ہنگام دید سامنے اس رشک باہ کے طاؤس و کیک آئے میں کچھ نوراہ پر اس تیر کو خطا کبھی کرتے نہیں سنا افشان جو چھڑکی یار نے لف سیاہ پر دماغ جگر یہ ٹولی نہ کس کس حسین نے آنکھ گو یا کہ ہوں سوار حسا نہ تباہ پر
---	---	--

یہ اشعار عاشقانہ پڑھ کر افراسیاب جادو و نہایت مکر ہو اصرصر نے کہا کہ شاہنشاہ رنجیدہ



ہون میں ابھی جا کر مخمور کو گرفتار کر کے لاتی ہوں یہ کہہ کر بانہا سے عیاری سے آراستہ ہوئی طرف  
 لشکر اسلام کے چلی یہاں خواجہ نے جلسہ تجلیہ کا برخاست کیا ملک مہرخ سے کہا کہ میں فکر رہائی  
 ملک شبنم میں جاتا ہوں برق و جالاک پہلے سے روانہ ہو گئے خواجہ عمر و اپنے خیمے میں آئے  
 پہن بانہا سے عیاری بدن پر آراستہ کر رہے ہیں ملک مخمور جو اس جلسے سے اٹھی طرف اپنی  
 بارگاہ کے جاتی تھی انیسین جلین گھرے ہوئے صرصر بھی اس وقت بصورت بدل آئی مخمور  
 کی فکر میں پیچھے پیچھے چلی سمن رخ نائے کینز ملک مخمور کے پیچھے رگئی تھی صرصر بھی ایک جا دو گئی  
 کی صورت بنی ہوئی، سمن رخ کو اشارہ کیا بوا ایک بات تو سنو سمن رخ پٹی جیسے ہی دست  
 کی آڑ میں آئی صرصر نے جناب مار کر ہوش کیا زنگ رغن عیاری کا لگا بصورت سمن رخ  
 ملک مخمور کے ساتھ ہوئی ملک مخمور اپنی بارگاہ میں آ کر بیٹھی مگر مکرر اسد غازی کے مقدمین  
 پریشان اور یاد نور الدہرین حیران بے اختیار بول اٹھی شعر غم صیاد فکر باغبان ہر  
 دو علمہ میں ہمارا آشیان ہر پشعہ چڑھ کر زار زار مثل ابرو بہار رخصتے لگی مور اشک حسرت  
 سلک مژہ میں پرونے لگی آہ آتشبار نے خرمن خرد پر چلی گرائی حشر توڑا آفت ٹوہائی دل سے  
 کتنی ہو کر اچھمور یہ کیا غضب کیا کس کو دل دیا آخر عنان صبر دست اختیار سے کھو بیٹھی کشتی  
 دل کی دریا سے الم مفارقت میں ڈبو بیٹھی دفعۃً یہ کیا سودا ہوا کسکی کند زلف میں اسیر ہوئی کسکی  
 تیز نگہ کی نچیر ہوئی کسکی تیغ ابرو سے گھائل ہوئی کسپر دل و جان سے مائل ہوئی اب  
 آتش فراق میں دل جل رہا ہی یا کے کیسا نماز سحر کا کھل رہا ہی بیت نہ مونس نہ رفیق نہ  
 ہمدے دارم حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ہا افسوس ہو کہ دل بھی آیا تو کسپر کج کامی  
 اہل طلسم دشمن اور اسپر پر رخ و محن دیکھے خاق بے نیاز و کریم کار ساز دادرس در ماندگان  
 و فریاد رس مجبوران کب وہ دن لاتا ہی کہ اس بچھڑے ہوئے کو مجھ غم رسیدہ سے ملا تا ہی و کمیون  
 تقدیر کب تک اڑیاں رگڑ داتی ہو آگے کیا نہیں دکھاتی ہو اور اب تو جان پر نبی ہو دل میں ہی  
 ٹھنی ہو کلاس کشاکش جدائی سے ترہپ ترہپ کے جان و دل یا کچھ ایک بار کھا کر سو رہوں وہ  
 بر ما و گرفتاری ماکاش حکم مادر میں پیدا ہوتی تو کا بے کو الم فراق سوزش قلبی سے جان کھوتی  
 بیت چہ خوش بودے اگر مادر نہ زادے ہجاسے شیر مارا رہر دادے ہجاست کا لکھا



سب کچھ پورا ہوا شکایت فلک بحر قنار ناہنجار بیکار رہی اپنی جان بچنا دشوار ہی کیا کروں کہاں جاؤں اس دل نامصبور کو کیونکر سمجھاؤں بیت بدل دے اور دل اس دل کے بدلے ہو آئی تو تورب العالمین ہی یہاں تو ضبط و شکیبائی کا یا مطلق باقی نہیں رہا آتش فرقت نے دل و جگر میں آگ لگا دی بے اختیار طبیعت بھرا آئی اسی حالت بیقاری و گریہ وزاری میں یہاں شاعر زبان پر لائی اشعار دوست صادق جناب شاہ میرزا صاحب المتخلص باشک

تروپ رہی ہو مری جان ابن تر	کوئی گھڑی نہیں دلو قرار بن تیرے	ہوے ہو پلو سے جد سے تم جدا ہو
کوئی گھڑی نہیں دلو قرار بن تیرے	وہ سر جو رہتا تھا زانو آپ کے اکثر	چلک چلک کے ہوا ہی نگاہ بن تیرے
جو ایسا جانتے تھے نہ ہم جدا ہونے	کہ ایک دم بھی ہو گا قرار بن تیرے	جو کچھ خیال محبت کا آ گیا ہی کبھی
چڑھ آیا رو رو کے اکثر بن تیرے	واہ ری تقدیر کوئی چارہ نہیں دفعہ کیا باد مخالف میرے	

چمن عیش و کامرانی میں چلی کہ دل شگفتہ کو پھر مردہ کر دیا چار دن بھی اپنے اُس گل فونی کو جی بھر نہ دیکھا کہ یہ روز سبہ پیش آیا جب وہ گھبراتی اس غزل کو بار بار پڑھتی غزل جناب شاہ میرزا

صاحب المتخلص باشک	چشم کو شوق اشکباری ہی	چشمہ فیض ہی کہ جاری ہی
ہم کہیں اور تم کہیں صاحب	خاک یہ زندگی ہساری ہی	کس کا سونا کسے ہو آتی نیند
شب بھران ہی اور زاری ہی	زنجین گے کبھی صبح تک ہم	آج کی رات ہم یہ بھاری ہی
کر نہ برباد آسکے کوچہ سے	ای صبا خاک یہ ہماری ہی	جو نہیں تھا کسی شمار میں آج
اُسی عاشق کی دم شماری ہی	یہ سبک تو نے کر دیا ظالم	میرا مردہ بھی سب کو بھاری ہی
سُن تو آؤ اشک کب تک رونا	اب تو نالوں کے خالق ہماری ہی	صرصر جو بصورت سمن رخ

حاضر ہوا سنے بڑھ کر بلائیں لین ترقی حسن و جمال کی دعائیں دین کہا کیوں داری حضور اُست زیادہ متر و وہن ملکہ مخمور نے آہ سر و دل پر درد سے کھینچ کر کہا اے سمن رخ کیا کمون دیکھے اب انجام کیا ہوتا ہی دل بہت گھبراتا ہی ایک ہفتہ میعاد شاہزادہ اسد غازی میں باقی ہی کوئی صورت رہائی کی نہیں معلوم ہوتی اگر خدا نخواستہ وہ شیر مثنیہ شجاعت قتل ہو گیا ایک ہی دن میں افراسیاب خانہ خراب سب کو قتل کر گیا اُس ظالم کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی شاہزادہ نور الدہر کے ذوق میں دل بہت بیقار ہی یہ کہتی در یہ غزل پڑھتی غزل



دوست صادق الوداد جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

راتِ فرقت کی ترپنے میں بسر کرتے ہیں  
وصل پر آنکھوں میں رضا مند اگر کرتے ہیں  
بردے میں وصل کی درخواست اگر کرتے ہیں  
آنکے کوچہ میں کبھی ہم جو گزر کرتے ہیں +  
ہم ہیں جھگڑا ہی محبت کا مٹانے دیتے  
آپ کی اتنی عنایت بھی ہمیں بس ہوگی  
آپ ہی آپ جلتے جاتے ہیں مغل میں قریب  
بیخودی میں نہ رہا ضبط کا یا راجہ جواد

نالہ و آہ میں ہم شب کو بسر کرتے ہیں  
شام ہوتے ہی فغان مرغ سحر کرتے ہیں  
سر جھکا لیتے ہیں وہ نجی نظر کرتے ہیں  
نالے پہلے سے انھیں جا کے خبر کرتے ہیں  
آج سردے کے ہم عشق کی سر کرتے ہیں  
کیون نہیں آپ ادھر نیم نظر کرتے ہیں  
مسکرا کر وہ نظر ہم پر اگر کرتے ہیں  
تھام کر دل سوے افلاک نظر کرتے ہیں

محبت میں اس شیریشہ جرات کی کیا کیا صد مات اٹھائے فلک بجز فتنہ مصیبت کسی فرد بشر کو نہ کھا  
قضاے کار جانشین قرآن پھرتا ہوا قریب بارگاہِ ملکہ مخمور آیا چونکہ ہر روز سننا ہو کہ زمانہ  
ایسا دشا ہوا وہ اسد بن کرب غازی گذر گیا ہر دل غم و الم سے بھرا ہوا خیال میں آیا کہ چل کر ملکہ  
مخمور سے پوچھیں کہ ہمارا آقاے نامدار کیونکر رہا ہو گا یہ سوچ کر دروازے پر پہنچا ایک کینز نے جا کر  
ملکہ مخمور سرخ چشم سے عرض کی مہرِ غم شیر دل آتے ہیں ملکہ مخمور سرخ چشم نے اشک گہ  
ر شک آنکھوں سے پاک کیے کلیجے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا بلا الو صا جو واسے بر حالِ غم غم والا  
مقام و دیگر عیارانِ خوش انجام کہ ایک سر ہزار سودے تمام ساحرانِ ہوش رہا غریبوں کے دشمن  
جو بیجا بانی جو رجفا آتا ہے پہلے ہی فکر ہوتی ہے کہ عیاروں کو مٹائیں گرفتار کر کے پاس فرسیاب  
خانہ خراب کے لیجائیں نہیں معلوم یہ اسطوفطرت لقمان حکمت کیونکر انہی جان بچاتے ہیں مہر  
شمشیر زن جو بصورتِ سمن سرخ باتیں سن رہی ہے آمدِ غم شیر دل مسکرا رہا وہ صفت سن  
ہو گئی گھبراہٹ بولا کہ اٹھی کہا حضور کینزِ مٹیاب کر کے حاضر ہوئی ہے یہ کہہ کر لوٹا لیکر بھاگی بیت الخلا  
میں جا کر پھپی لیکن ضرغام شیر دل فراق اسد نامدار میں روتا ہوا سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم  
کے آیا سلام کیا ملکہ مخمور نے فرمایا اے مہتر والا اگر اس وقت کہہ کر کا قصد ہے ضرغام نے بے اختیار  
آہ کا لغو مارا چشمہ چشم سے دریا سے اشک موجزن ہوا اس طرح رویا جطر کما دھرمان



غم میں اپنے فرزند نوجوان کے گریبان ہو مخمور رنجور خود در رسیدہ غم فراق شاہزادہ نور الدہر  
 میں کبیدہ بقراری و اشک باری ضرغام پر قلب نا بصور ملک مخمور تھرا گیا کایہ منہ کو آ گیا کہا اے  
 ضرغام رب انام انجام بخیر کرے دامن مدعا تھرا گل مراد و آرزو سے بھرے استقدر پریشان  
 نہو تھرا سے ہزار ہا بلکہ تمام ساحران طلسم ہوش ربا دشمن ہیں اگر مبتلا سے غم دالم رہو گے عبت  
 افراسیاب سو گئے آٹھ پہر وہاں بھی فکر بارگاہ حیرت میں ہر وقت یہی ذکر ہی جسطرح ہو سکے  
 اول عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کرو تب سامان قتل طلسم کشا کرو نام طلسم کا سکر ضرغام  
 نے سرزمین پردے مارا کہا اے ملک دل تردد منزل کا حال کس سے کہیں اب یہی قصد ہو نہ یہ  
 گنبد نور جا کر اپنی جان دین ضرور لوگ کہتے ہوں گے ضرغام شیر دل خاص عیار طلسم کشا ہو لیکن  
 بڑا بچیا ہو کہ آقا کے نامدار قید بلا میں مبتلا گرفتار دام حسرت انجام مصیبت و بلا یہ کیسا نایق قدیم  
 مشیر ندیم ہو کہ اس سے کچھ نہیں ہو سکتا عیش و عشرت میں مصروف ہی بخدا اے ملک جس دن سے  
 یسنا کہ ہفتہ عشرہ میعاد اسد غازی میں باقی رہ گیا ہے اب ودانہ حرام آٹھ پہر رونے سے کام  
 اس وقت یہ سوچ کر تمھاری خدمت میں حاضر ہوا کہ براے خدا کوئی تو ایسی تدبیر تباؤ کہ تباہ گنبد نور  
 پہنچیں اپنے آقا کے نامدار کور ہا کرین یا جان دین عنایت خدا سے مشہور ہو کہ ملک مخمور سرخ  
 چشم مصاحب خاص افراسیاب ہیں لیکن ہمہ نظر لطف و عنایت نہیں معلوم ہوتی ہم و  
 راہ طلسم سے آگاہ کرو ہم کو تباہ گنبد نور پہنچاؤ و بدنام نہوں اگرادر کچھ نہ ہو سکے تو زیر قدم آقا کے  
 نامدار اپنی لاش ہو ہر شخص یہ کہے کہ غلام و فادار نے آقا کے نامدار کے واسطے جان دی معاد  
 کو نہیں حاصل ہوئی یہ سکر ملک مخمور سرخ چشم رونے لگی کہا اے ضرغام شیر دل ہم نے آج تک  
 کیا کوئی راز چھپایا ابتدا سے عاشق صادق ہیں یا موافق ہیں تم نے تو سنا ہو گا کہ جب نور الدہر  
 سے اول مرتبہ ملک آئے افراسیاب آگاہ ہوا وہ ملعون ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری میں منظر  
 محبت میں آنکی کوڑے کھائے سختیاں سہیں ظلم اٹھائے لیکن دامن صبر دست استقلال سے  
 نہ چھوٹا غرق دریا سے محبت رہے آپ لوگوں کے آکر شریک ہوئے اے ضرغام والا مقام  
 میری جان تک نام اسد نامدار پر نشانہ ہی میں لوح کی رازدار ہوں گنبد نور کا حال مجھ کو نہیں  
 معلوم انشاء اللہ سنا ہی کہ ملک اسرار جادو و ملک ماران زمین کن رازدار گنبد نور ہیں اگر وہ



مطیع الاسلام ہوں تو شاہد گنبد نور تک رسائی ہو یہ تو تلاش کرو کہ یہ دونوں کہاں رہتی ہیں مقام سکونت انکا دریافت ہوا سوقت میں خود تمھارے ساتھ چلون انکی گرفتاری کی فکر کروں یا لڑ بھڑ کر محبت میں اسد نامور کی جان دون اس بات کو خیال میں رکھو گوش ہوش سے سنو جس طرح بن پڑے اپنے کو پاس ملکہ صنعت سحر ساز کے پہونچاؤ وہ افراسیاب کی قوت بازو نہایت پہلو ہو کیا تعجب ہو کہ ملکہ اسرار و ماران زمین کن کا مقام مسکن جانتی ہو کسی حیالہ سے اس سے پوچھو سوقت میرے پاس آؤ مجھ سے کل کیفیت بیان کرو تب میں تدبیر ہو پچھنے گنبد نور کی تباہیوں بلکہ تدبیر و تقریر کیسی جان و مال سے حاضر ہوں کل سرداروں کو لیکر بلوہ کروں خدا فضل کرے تو اسد نامدار کو قید افراسیاب خانہ خراب سے چھڑاؤں ایضر غام یہ نہ خیال کرنا کہ ہم اسی طرح بیٹھے ہوئے رہ جائینگے روز قتل اسد خازی زیر گنبد نور مریگے گرد اس شیر دل کے ہم سب کے لاشے ہونگے کئے والے کہیں گے کہ وہ سردار نامدار غلامان و فادار ہم بے فکر نہیں ہیں مگر مجبور و ناچار زار گنبد نور سے ناواقف لیکن آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہیں جہاں تک ہو سکے گا سلطنت افراسیاب کو مٹائینگے جان رہا اینگے لیکن عیاری مکاری تمھارا کام ہو جو کچھ کہہ منے کہا ہو دریافت کر کے آؤ پھر ہماری جان بازی و کھو ضرغام شیر دل نے کہا دی ملکہ عالم میں ابھی جاتا ہوں ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کے مسکن کا پتہ لگاتا ہوں بلکہ خود حیرت جادو سے پوچھو نگا اگر رسائی ہوئی اور تا بہ افراسیاب خانہ خراب پہونچا خود اس بیابانی مکرو دغا سے دریافت کرو لگاتے لامکان جستجو میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھو لگا یہ کہہ سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم کے بانہا سے عیاری آراستہ کرنے لگا لیکن صرصر شمشیر زن پرفن بیت الخلا سے یہ سب باتیں سن رہی ہو خوف ضرغام شیر دل سے پسینہ پسینہ جی میں آتی ہو ای صرصر یہ گھوڑا منکودیکھ لیکہ قیامت برپا کر گیا جان بچا دشوار ہوگی افراسیاب جادو حیرت کو کیا خبر ہو کہ ہم پر کیا گزری کون یہاں آکر پچائیگا یا سامری و جیشیدہ گھوڑا جلد جاے ایسا ہو کہ ملکہ کسی کام کو مجھی کو پکارین جواب نہ دون تو بھی خرابی ہو ہر طرح دل کو بتیابی ہو مگر ملکہ مخمور غافل از شبیدہ بازی فلک کج رفتار کہ رہی ہو کہ ای دہتر عالی و قار جلد جاؤ جس طرح ہم نے کہا ہو جستجو میں مصروف ہو خبر فوت اثر لیکر آؤ صاف صاف سمجھاؤ ای ضرغام ایک ایک



برابر ایک ایک سال کے گزرتا ہوا اب دیر نہ کرو ضرغام شیر دل نے قصد کیا کہ کچھ دیر ٹھہرون  
 مخمور کے خمیے میں آیا ہوں ایک دو جام شراب پیوں پھر یہاں سے چلوں ملکہ مخمور نے  
 کہا کہ امی مہتر ضرغام کیسی شراب کیسے کہا ب شعر پیتا ہوں خون دل نہیں خواہش شراب کی ہے  
 دل بھٹن رہا ہو کسا و ہوس ہی شراب کی ہے اور دل میں ملکہ مخمور کے ہے کہ جلد مہتر ضرغام  
 جائیں تو میں اپنے دل کو غم سے خالی کروں تصویر نور الدہرین بدیع الزمان آنکھوں میں  
 کے سامنے ہے کچھ باتیں کریں دفتر شکایت کھلیں اس عرصہ میں ضرغام شیر دل بانہا سے  
 عیاری سے آراستہ ہوا ملکہ مخمور سے کہا لو ملکہ تلاش میں مارا ان زمین کن و ملکہ اسرار جادو  
 کی جاتا ہوں خدا چاہتا ہے تو خبر صحت اثر لیکر آتا ہوں ضرغام شیر دل ملکہ سے رخصت ہو کر  
 گیا صرصر شیر زن اسی بولانی تھی کہ پانچا نہ میں جدہ شکریہ سامری و جشید کیا نام بخش لات و  
 منات ورد ہوا کرامت پر آنکی ناز کرتی تھی اب اپنے کو درست کر کے پانچے سبھا لتی ٹوٹا ہوا  
 میں لیے ہوئے سامنے ملکہ مخمور کے آئی ملکہ نے جواب پنے کو تنہا پایا فراق یار میں دل بکھرایا  
 بیباختہ آہ کا لغزہ مارا شک حشر چشم پریم سے جاری ہوئے پنجہ وحشت نے گریبان جنوں  
 چاک کیا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا سر کو زمین پر دے پکا غش آگیا کینیزین وین  
 صرصر نے بڑھ کر ملکہ کو سبھا لایا عرق گلاب و بید مشک چھڑکا ملکہ نے آنکھ کھولی صرصر نے کہا  
 ملکہ عالم خیر تو ہی مہتر کے جاتے ہی آپ کو کیا ہو گیا ہوش و حواس درست فرمائیے دلو بہلائیے  
 اگر آپ کے غم فراق میں تڑپ تڑپ کے جان دی شاہزادہ بھی خدا نخواستہ آپ کے صدمے  
 میں مردہ ہو گا بلکہ ٹھنڈی سانسین بھر کر جواب دیا شہر دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو  
 بھر آئے بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانیے کیا یاد آیا دیگر شکل امید تو کب مجھ کو نظر آتی ہے بصورت  
 یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہے بی بی بی سچ کہتی ہو کس امید پر دل مضطر کو سمجھاؤں ہاے کیا  
 کروں دو چار دن میں خدا نخواستہ اسد نامو قتل ہو گئے پھر بھلا ہمارے وارث زندہ رہینگے  
 اپنی جان نہ دینگے میں پہلے ہی سے اپنے کو کیونکر نہ ہلاک کروں کن آنکھوں سے وارث کا  
 لاشہ خون میں ڈوبا دیکھوں صرصر نے کہا حضور بجا فرماتی ہیں شب فراق میں سچ ہو نیند عاشق کی  
 اچٹ جاتی ہے مصرع غضب کی رات ہوتی ہے طبری مشکل سے کٹتی ہے سچ تو یہ ہے کہ جدائی میں



جان ہی پر بنتی ہی شب فرقت کیسی کھاتی ہی بقول شاعر مہیت دل لگانا عذاب ہوتا ہی۔ آدمی کیا خراب ہوتا ہی۔ مگر حضور الیسا بھی نچا ہیے انسان اپنے کو بنھالے رکھے اس طرح ہوش و حواس نہ کھو بیٹھے خداوند کریم سبب الاسباب ہی کوئی تو ایسا سبب کر گیا کہ آیکا غچہ آرزو کھلے گا ملکہ تو کھینا ہو رہی تھی صرصر کو کہ جو بصورت سمن رخ سمجھا رہی تھی جھٹک دیا کما کیونکر ضبط کردن تیرا سا جگر کمان سے لاؤں شعر تھمتے تھمتے تھمتے تھمتے گے آنسو و رونما ہی یہ کچھ منسی نہیں ہی۔ آدمی سمن رخ تو کیا جانے جیسر گذرتی ہی اسی کا دل کچھ خوب مزے اٹھاتا ہی خواب خواب میں بھی نہیں آتا ہی غول دوست صادق الوداد سید محمد تقی صاحب التخص بہ جواد

شام سے نالہ مرغان سحر کرتے ہیں بخودی میں جو کبھی شکوہ زبان سے نکلا ہر صنم میں نظر آتی ہی خدا کی قدرت فرط غیرت سے ہوئے جاتے ہیں خود غرق عشق قصر سے ہلکو نہ مطلب ہی نہ شای سے غرض رات کو بھی نہیں منزل پہن دم لیتے جواد	اس طرح ہجر میں ہم شب کو بسر کرتے ہیں ہائے جا جا کے رقیب انکو خبر کرتے ہیں ہم کبھی دیر میں جا کر جو نظر کرتے ہیں ہم سہری کب ترے دندان گہر کرتے ہیں کنج عولت میں فقیرانہ بسر کرتے ہیں صفت ریگ روان ہم جو سفر کرتے ہیں
--	--

صرصر تو نہایت چست و چالاک ہی جلدی گرفتار کروں یہ بھی تاک ہی ہاتھ باندھ کر عرض کی ایک خبر میں سنی ہی حضور گوشہ میں چلین تو میں عرض کروں ملکہ مخمور تھلیہ میں آئی صرصر نے ادھر ادھر کی باتیں کر کے کہا حضور ایک جام شراب نوش فرمائیے غم کو دل سے بھلائیے یہ کہہ کر گلابی اٹھائی جام بریز کیا ملکہ مخمور کو دیا ملکہ مخمور بے تکاف پی گئی پیتے ہی کلیجہ میں آگ بھڑکی کہا سمن رخ یہ شراب کیسی تھی دل دگر چٹاک گیا کہا حضور شراب نو کشیدہ تھی ذرا اٹھکر ٹھیلے نشہ کم ہو جائیگا دل تردد منزل تسکین بائیکا ملکہ مخمور اپنے مقام سے اٹھی بیٹھی تاثیر کر گئی اسے کہہ کر لڑکھرائی گرتے ہی ہوش ہوئی صرصر نے چادر عیاری بچھائی دو حلقوں سے دونوں ہاتھ دو حلقوں سے دونوں پاؤں دو حلقوں سے گردن و کمر ساتویں حلقے سے مضبوط کر کے زبان میں سوزن ملکہ مخمور کے دیا پتارہ دوش پر لگایا سراجہ چاک کیا مثل باد صرصر بھل گئی یہ تو رواروی کرتی ہوئی خلستان کی آڑ بکھرتی ہوئی جاتی ہی خیال ہی کہ عیار ضرور بچھا کر نیلے پٹ پٹ کے دیکھتی جاتی ہی ہیراں



کینزون نے جب دیکھا کہ ملکہ کو خلیہ میں عرصہ ہوا پر رہ اٹھا کر اندر آئین دیکھا نہ سمن رخ ہر  
 نہ ملکہ مخمور ہوا پشاورہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہی بس کینزون نے غل مچایا خواجہ عمرو  
 بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر ملکہ مہرخ سے رخصت ہوئے تھے کہ کینزون دوڑی  
 ہوئی ملکہ مخمور کی آئین کہا خواجہ غضب ہوا ملکہ مخمور کو کوئی چرالیکھا عمرو بدحواس چلا ایک گوشہ  
 میں دیکھا سمن رخ بیوش پڑی ہر عمرو نے اسکو اٹھایا ہوشیار کیا وہ حیران حیران اس سے  
 بہت پوچھا مگر وہ نہ بتا سکی عمرو نے کہا اس سے کیا پوچھتے ہو اسی کی شکل بنکر کوئی عیا رینگی  
 لیکنی اول عمرو خیمہ میں آیا صرصر کے پیرے کا نشان پایا کہا وہی نظام لیکنی میں تلاش میں  
 ملکہ شبنم گوہر پوش کے جانے کو تھا برق و چالاک جاچکے ہیں شبنم کا خدا حافظ ہو تلاش  
 ملکہ مخمور کرنا ضرور ہی یہ لکھ عمر و طرف صحرا کے چلا مگر صرصر مثل ہول کے اڑی ہوئی جاتی ہر  
 عیارون کا جو خوف ہر کئی کوس خلافت راہ کے کل آئی گھبراہی ہو اگر پتا کھڑا تھا ہی نیمبہ  
 کھینچ کر ٹھہر جاتی ہو دل سے کہتی ہر نگورے کا لیے کا سامنا نہ وہ ہر وقت نگور ابعد تانے  
 پھرتا ہی سامری و جیشہ اس سے بچائیں فکر میں ہر کہ کوئی ملازم شہنشاہ کا ملجاے اس سے  
 کہوں مجھے تخت پر سوار کر کے باغ سیب میں پہونچا دے اگر عیار ایک بھی ابھائیگا مخمور کا  
 شاہنشاہ تک پہونچنا مشکل ہوگا اور کیا عجب ہو کہ ساحر بھی تعاقب میں آئیں اس خیال  
 میں تھی کہ صبر اسے گرد اڑی ایک تاجدار کو دیکھا تاج شہریاری بر سر قبۃ شاہنشاہی دیر  
 موتیوں کے مانے کنٹھ یا قوت احمر کے گلے میں لپیٹ مرکب پر سوار ساٹھ ہزار ساحر لپیٹ پر  
 بصد کرو فرشتہ کار کھیلتا ہوا چلا آتا ہی ادھر سے تو صرصر بڑھی اس خیال میں کہ اس تاجدار سے  
 کوئی کہ دشمن کو افراسیاب جادو کے گرفتار کر کے لائی ہوں باغیوں کا ڈر ہی جان کا ضرر  
 ہی قلب میں کانٹا کھٹکتا ہی آپ اپنی فوج ساتھ کر کے تا باغ سیب پہونچا دیجیے ادھر اس  
 تاجدار کی نظر پڑی کہ ایک نازنین عیار وضع پشاورہ بدوش سامنے سے آتی ہی ناظرین پر وضع  
 ہو کہ ساحر تاجدار کا سہر تخت جادو نام ہی افراسیاب کا خراج گزارہ ہی برائے شکار صحرا میں رہا  
 ہوا رہے جو صرصر کو آتے ہوئے دیکھا اپنے ساتھ والوں سے پوچھا صاحب جو تم پہانتے ہو نازنین  
 کون ہی جو ملازم پہانتے تھے آنکھوں نے دست بستہ عرض کی حضور یہ عیار کچی افراسیاب کی



نہایت طرار و فرار صف شکن ہو اسی کا نام صرصر شمشیر زن ہو کسی کو گرفتار کیے ہوئے لاتی ہو  
 سبز خبت نے جو جمال بہتیاں صرصر کو دیکھا بقرار ہو گیا کا بیجہ تمام لیا صرصر قریب آئی واسطے  
 تسلیم کے خم ہوئی ماتھے اٹھا کر دعا دی گھر ریزی صرصر کی زبان سے شکر سبز خبت اور زیبا  
 بقرار ہوا یہ خندہ پیشانی پوچھا ملک صرصر مزاج تو اچھا ہی رہتا رہے مین کسکو باندھا جو جسم  
 نازک پر صدمہ پہنچا ہو گا صرصر نے کہا حضور ہمارا یہی کام ہے پیشہ عیاری مین نام ہی مگر  
 اس وقت ہمارا ایک مطلب ضروری پیش ہے مین تنہا ہوں دشمن شاہنشاہ کو گرفتار  
 کیا ہو اسکے دوست نہ آجائیں اسکا پس و پیش ہی سبز خبت تو صرصر پر عاشق ہو چکا ہو کسا  
 ملک کسی کی بجاں ہی اگر تمکو کوئی نگاہ بد سے دیکھے آنکھ نکال لوں ہم تمہارے ساتھ چلیں گے  
 تاباغ سیب پہنچا دینگے ہم بارگاہ استاد کراستے مین گھڑی بھر چل کے بیٹھو شراب پو کیا  
 کھا وٹکی ہوئی آتی ہو لمحہ بھر آرام کرو پھر باطنیان خدمت شاہ مین چلو گروں مین یہ ہو کہ اسکو  
 اپنی بارگاہ مین چلو دشمن شاہنشاہ کو قہر و پہنچا دینگے مگر اسکو لالچ دے کر مطلب دل  
 حاصل کرینگے صرصر جو گھبراہٹ ہوئی تھی اسکے مطلب دلی کو نہ سمجھی کہا کیا مفدا لقمہ سبز خبت نے  
 جھٹ پٹ بارگاہ استاد کرائی جو گھڑے چنایہ عطر دان پاندان گلابیان شراب کی کشتیاں کباب  
 کی سب سامان عیش درست کر دیا اب سبز خبت نے کہا ملک چلو اور ملک مخمور سرخ چشم کا پٹیا  
 بندھا ہوا ہو یہ سمجھا کوئی قیدی ہو گا صرصر کوئے کر بارگاہ مین آیا چند مصاحبان خاص بندگان  
 باختصاص ساتھ آئے سبز خبت مسند پر بیٹھا ملک صرصر سے کہا آؤ بیٹھو پیشا رہ رکھو صرصر  
 نے پیشا رہ زمین پر رکھ دیا ادب سے سامنے مسند کے بیٹھی سبز خبت بہ گاہ محبت ملک صرصر  
 سے باتیں کر لے لگا آغاز کلام کسی سلسلہ سے ضرور ہو کہا ملک صرصر یہ گنگار مری یا عورت ہو  
 اسکی کیا کیفیت ہو صرصر نے کہا اوشہنشاہ اسکا نام ملک مخمور اپنے حسن و جمال پر اس نازنین  
 کو بڑا غور ہو شاہنشاہ کی دشمن ہوئی واسطے ساحرون کے رہن ہوئی شہنشاہ فراسیاب  
 کا حکم ہوا مین نے لشکر مین جا کر اسکو گرفتار کیا یقین ہو کہ ملک مرخ و بہار وغیرہ میری تجویں آئیں  
 اسکو چھڑا لیجائیں اسواسطے مین حضور سے طالب مدد ہوں آپ کے ذریعہ سے تاباغ سیب  
 پہنچوں سبز خبت نے کہا ملک صرصر اسکا پیشا رہ کھولو ہوشیار کہ وہم اسکو سمجھا کر مطیع شہنشاہ



کرین لطف سے لچلین صرصر نے کہا ان جھگڑوں سے آپ کو کیا کام ہے آپ نہ چلیے اسی صحرا میں شکار کھیلے ہزار دو ہزار ساحر میرے ہمراہ کر دیجیے وہ ہو سنا دینگے اسنے کہا ملکہ میں خود چلوں گا پستارہ تو کھو دو صرصر نے چادر چہرہ سے لگا مخمور کے ہٹائی چہرہ کھلتے ہی اک برق چلی آنکھوں کے نیچے سبز خبت جادو کے اندھیرا آگیا آفتاب جمال دیکھا قلب تھرا گیا آنکھیں

بلکہ دیکھا بھول سے رخسار معشوق نہایت حسین طرہ دار نظم  
یوں تھا اسکے لباس تن میں  
خورشید ہو جی طرح کن میں || رخسار ہر اک چمک رہا تھا  
خورشید حسین دمک رہا تھا

اس جمال حور مثال پر جو سبز خبت کی نگاہ پڑی گل عارض سے آنکھ ٹری کلیجہ تھام لیا سامری کا نام لیا مخمور کی بھی آنکھ کھلی بیہوشی تو اتر چلی تھی گھبرا کر چار طرف دیکھنے لگی زبان میں سوزن پلایا اب سمجھی کہ میں اس دربار کفر دار میں قید ہو کر آئی صرصر بکڑلائی شرم سے سر جھکا لیا سبز خبت کی بقراری بڑھتی جاتی ہے صرصر کا ہاتھ بکڑ کر کنارے لایا کہ اے صرصر میں اب اسوقت صاف صاف کتا ہوں پہلے تو تمکو دیکھ کر مائل ہوا مگر اب اس قتال عالم کی تیج ابرو سے گھائل ہوا دل پر قابو نہیں آکر اسکے وصل میں عرصہ ہو گا مر جاؤں گا اے صرصر واسطہ سامری و جمشید کا میری جان بچا مخمور کو میری طرف سے سمجھا تجکو بھی نہال کر دوں گا دامن آرزو گو ہر مراد سے بھر دوں گا یہ سنکر صرصر گھرائی کہا اے شہریار فراہوش میں آئے اپنے دل کو سمجھائے ورنہ قیامت برپا ہوگی یہ افراسیاب جادو کی معشوق ہے وہ مدت سے اسپر مرتے ہیں یہ انکی خدمت سے نکل آئی ہے میں انکے حکم سے گرفتار کر کے پہلی ہوں افراسیاب سے تو ہسکوا انکار ہے تمہارا عشق جتنا بیکار ہو صا جتھراں کے پوتے پر یہ مرتی ہے اسی کی محبت کا دم بھرتی ہے اب ایسی بات منہ سے نہ نکالنا شاہنشاہ سن پائینگے صورت سے ہزار ہو جائینگے سبز خبت نے کہا شاہنشاہ کو اب اس میں کیا دخل ہے انکا کیا نقصان ہے وہ عاشق ہوئے اسنے انکو نہ قبول کیا مجھ پر تو آنکھ کھولتے ہی نگاہ محبت ڈالی دیکھ لینا اے صرصر میرے کہنے ہی کی دیر ہو دل و جان سے قبول کر لیگی صرصر نے کہا خوبصورت تو آپ ایسے ہی ہیں آپ کیسے راضی کیجیے میں زبان سے نہ کہوں گی یہ آفت اپنے سر پر نہ لوں گی آپ کو اگر یقین ہو کہ مجھ پر مائل ہو چکی آپ جا کر سوال و جواب کیجیے آپ کو اختیار ہے میں اس باب میں دخل نہ دوں گی بلکہ ابھی جا کے شاہنشاہ سے اطلاع کرتی ہوں ورنہ



میری ناک چوٹی کاٹی جائے گی یہ سنکر سب نخت کو غصہ آ یا کہانی صرصر سنو میں تمہارے شاہنشاہ کا غلام زبردہ نہیں ہوں خراج گزار البتہ ہوں تمہنے تو ایسا ڈرایا دھمکا یا گویا کہ شہنشاہ محکمہ کے شاہنشاہ کی بات کا ہم جواب دے لین گے مگر تم براہ مہربانی سمجھا کے راضی کر دو اسکے عوض میں موتیوں کا مالالو صرصر نے کالوں پر ہاتھ رکھا کہ صاحب مجھے آزاد کر دیجیے میرے قیدی کو مجھے دیجیے آپ شاہنشاہ سے جا کر پیغام سلام کیجیے سب نخت نے کہا واہ وای میری تو اسوقت جان جاتی ہو معشوقہ تہنہ میں ہی میں تھیں حوائے کر دوں تم لیجاؤ شہنشاہ قتل کریں ہم یہاں اسکے فراق میں رو رہے ہیں یہ مجھے کبھی نہ ہوگا صرصر نے کہا میں تو بے پشارہ لیے بخاؤنگی بلا سے راہ میں عمر ویا سرخ وغیرہ چھین لینگے شہنشاہ کے معشوقہ کی آبرو تو نہ بچے گی یہ لکھ صرصر طنز مخمور کے چلی کہ بیہوش کر کے پشارہ باندھوں جب تو سب نخت نے صرصر کو ڈانٹا و شفل اُدھر کہاں جاتی ہو یہ کیلے قریب آیا صرصر کو کلمات سخت کہنے لگا صرصر نے کہا دیکھیے زبان سبغالیے سب نخت نے آواز دی کہ اس بیودہ کی گردن میں ہاتھ دو ہماری بارگاہ سے کالو مخمور حیران حیران دیکھ رہی ہو دل سے کہتی ہو خداوند ای کیا ہو کہ ہا کر کیا چکے چکے صلا حین ہو رہی ہیں اب مخمور نے دیکھا صرصر اور اس تاجدار سے یا تو چکے چکے باتیں ہو رہی تھیں یا تو تین جادوگر صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے لچلے ہر چند صرصر چنی مٹی سب نخت نے ایک فریاد نہی صرصر کو بیرون بارگاہ نکال دیا صرصر کو نکال کر سب نخت رو سیاہ آ کر تخت پر بیٹھا ملکہ مخمور فرش پر بیٹھی تھی سب نخت نے رفیقوں کو اشارہ کیا دو تین رفیق قریب ملکہ کے آئے کہ اوی ملکہ عالم ہمارے شاہنشاہ نے آپ پر احسان کیا قید سے صرصر کی چھڑا یا اب احسان کا بدلا احسان ہو بس شاہنشاہ کی تجھ پر جان جاتی ہو بادشاہ جلیل میں ساحر زبردست ہیں وہ مرتبہ تمہارا ہو گا کہ بڑے بڑے بادشاہ رشک کرینگے یہ کلمات مہلات سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم کا چہرہ سرخ ہو گیا ہاتھ پاؤں میں رعشہ ضبط کر کے جواب دیا اپنے بادشاہ سے کہو کہ کیوں صرصر سے چھین لیا ہم نے تجھ سے درخواست کی تھی اور کہدو کہ خبردار شامتیں نہ آئیں اپنا منہ بنو آئیں دور ہو ہمارے سامنے سے اگر تم افراسیاب کے دوست ہو تو ہم اسکے دشمن ہیں ہم کو قتل کرو عصمت کا نام نہ لینا ورنہ ابھی تڑپ تڑپ کے جان روئنگی جا کر سمجھا دو کہ او بے جیا بھگوبے وارث نہ جانتا چار سو سرداران نامی دیماران گرامی مع نوح بشمار میرے واسطے



مرنے پر تیار ہو گئے ہر ایک اپنی جان دیگا بہرام فلک سے میرے خون کا ملو ضد لیگا اُن فقیوں  
 نے سب سخت سے یہ سب کچھ بیان کیا کہا حضور وہ اس نام پر جان ریتی ہو ہر چند سمجھایا مگر وہ نہیں  
 مانتی جب تو اس ملعون سے بچار کر کہا اسی ملکہ منحور اب میرے قبضہ سے نکلتا دشوار ہو یہ قلام  
 آپ کا عاشق زار ہو جو حکم دوسب طرح پر حاضر ہوں ملک و مال جاہ و جلال اور بوجہ کا انکا  
 کبھی نہ مانو لگا سا حرز بردست ہوں ایک مومنی ایسی پڑھو لگا کہ تم خود مجھ پر عاشق ہو جاؤ گی یہ کہہ کر  
 اسنے خدمتگاروں سے کہا کچھ پھول پتے جنگل سے توڑ لاؤ ابھی گلدستہ سحر بناؤ لگا اس سرکش  
 کو سونگھا دو لگا مجھ سے زیادہ بیقرار ہو جائیگا ہماری منت سے نہیں مانتی مہر خ و بہار میرا کیا  
 کریں گی وہ ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ کیا ہی بن اُسکو کیا سمجھتا ہوں منحور کے تو ہوش  
 پر اگندہ ہیں اور ساحرون نے اشیائے مذکور اس منحور کے سامنے لا کر جمع کیے منحور نے دیکھا  
 یہ بیجا سحر پڑھ پڑھ کر گلدستہ بنا ہوا خود بھی سحر کی و افکار رہا سوچہ سے اور زیادہ بیقرار ہو دوسرے  
 کستی ہو اسی منحور غضب ہوا آج عصمت بین فرق پڑیگا سو اے جان دینے کے کچھ نہ بنے گا  
 افسوس صد افسوس دل کو اپنے معبود سے رجوع کیے ہوے اشک حسرت آنکھوں میں بھرے  
 ہوے سب سخت پتے اٹھا اٹھا کے گلدستہ بنا رہا ہو گا صرصر روتی ہوئی بارگاہ سے سب سخت  
 کے نکلی سیریتی ہوئی جاتی ہو چونکہ خود بھی عورت ہو اور مقدمہ عصمت ہو صرصر کے دل پر چھری  
 چل رہی ہو بھاگی ہوئی جاتی ہو ادھر خواجہ عمر بھی تو چل چکے تھے ایک نخل کی آڑ بکڑے  
 کھڑے تھے دیکھا صرصر خانی ہاتھ روتی ہوئی آتی ہو عمرو حیران ہوا کہ یہ کیا سحر کہ ہو یہ تعجب  
 صورت صبار رفتار کی بنا تھوڑی سی خاک اٹھا کر چہرے پر ملی جیسے ظاہر ہوا کہ دور سے  
 آتی ہو اس صورت سے اپنے کو آراستہ کر کے آنکھیں ملتا ہوا نخل کی آڑ سے نکلا پکار کر آواز  
 دی ملکہ کہاں جاتی ہو صرصر کا دل تو بھرا ہوا تھا صبار رفتار کو جو آنے دیکھا آواز دی ہو صبار  
 آج غضب ہو گیا میں نے منحور کو چرایا تھا راہ میں سب سخت ملا اسنے پشاورہ ملکہ کا مجھ سے چھین لیا  
 منحور پر عاشق ہوا اب سامان وصل میں مصروف ہو مجھ کو گردن میں باغ دے کر نکلا و ایا میں شہنشاہ  
 سے اطلاع کرنے جاتی ہوں یہ جو عمرو نے سنا ہوش اڑ گئے پکار کے کہا ملکہ جا کے شہنشاہ سے  
 کہو میں جا کر ملکہ حیرت کو لاتی ہوں حرام زادے کو سرکشی کی سزا دلو لاتی ہوں صرصر نے بے اختیار



ہو کر کہا جلد جا کر ملکہ سے بیان کر دو کہ وہ خود آئے اس محون کو سزا دے مخمور کی قید لے لے عمرو  
 وہیں سے گھرا یا یہ کہتا ہوا کہ ملکہ جاؤ اب زیادہ کلام کرنے کی ضرورت نہیں میں مطلب اصلی سمجھ گئی  
 صرصر کو بھی پریشانی میں خیال نہوا طرف باغ سیب کے چلی مگر عمرو بشل صبار رفتار سا سننے  
 سہر خبت جادو کے پہونچا تعجب ایک نامہ مہر افرا سیاب سے تیار کیا ہاتھ میں لے کر اسی صوت  
 سے سامنے سہر خبت کے آیا دیکھا مخمور سا سننے سر جھبکا نے رو رہی ہی کا یہ بھٹ گیا مگر ضبط کیا  
 سہر خبت کو ہاتھ اٹھا کر دھادی پائیہ تخت کا بوسہ لیا نامہ سہر خبت کے ہاتھ میں دیا شہنشاہ  
 دیکھ کر لافہ چاک کر کے جوڑھا ایسا مضمون عشرت خیز لکھا تھا کہ موچھون پر تار و پیر نے لگانا ج کو  
 کج کیا وزیر دن نے پوچھا کیا مرقوم ہی ہنس کر کہا افراسیاب ہمارا بادشاہ ہی ہم اسکے غلام قدیم  
 ہیں بی صرصر نے جا کر فریاد کی ہماری سرکشی کا حال کہانی صرصر کی ہوا بگڑ گئی شہنشاہ نے شغل  
 کو ترک کیا ملکہ مخمور کو ہمیں بخشہ یا وزیر دن نے کہا حضور بادشاہوں کے اعزاز و اکرام بادشاہ  
 کرتے ہیں وہ عیا ز بھی ناحق حضور سے کج بخشی کرتی تھی سہر خبت نے کہانی صبار رفتار بیٹھو عمرو  
 نے مسکرا کر کہا دو دھامیاں ہیں بھی خلعت دلوائیے اسی خوشی کا نامہ لے کر آئے ہیں آج تو بھاری  
 جوڑا لونگی سہر خبت نے کہا ایسا نہال کرونگا کہ دولت دنیا سے مال مال کرونگا مگر صبار رفتار مخمور  
 مجھ سے راضی نہیں ہوتی خیر گلہ شہنشاہی میں تیار کرتا ہوں مجھ سے اس قدر محبت ہو جائیگی کہ نیشنل کنیزوں  
 کے خدمت میں رہی صبار رفتار نقلی نے دست بٹہ عرض کی کہ شہنشاہ یہ عورت کیسی کو رظا ہر  
 و کور باطن ہو آپ ایسا طرح دار وضع دار تاجدار صاحب اقتدار و ولتمدن شریف بھی تو شہنشاہ زیادہ  
 شو کا شفق میں تارے چمکے معلوم ہوتے ہیں پیری و شباب گلے مل رہے ہیں مگر رنگ شباب  
 غالب ہو رہے تو صاحب جایا یہ سننا کہ ہر ناز میں آپ کی طالب ہو ایک شاہزادی کے پاس  
 آپ کی تصویر ہو آج وہ بات یاد آئی ایک دن جو ہم برائے ملاقات گئے تو اس شاہزادی نے تصویر  
 محبت تاثیر محکمو دکھائی اور رو کے کہنے لگی کہ صبار رفتار ایک سوداگر آکر پہ سودا ہمارے ہاتھ  
 بیچ گیا پتا نہیں لگتا کہ کس تاجدار کی تصویر ہو آج جو آپ کے جمال بخیال کو دیکھا وہ جملہ یاد آ گیا  
 سہر خبت نے سحر کرنا تو قوت کر دیا صبار رفتار کو سامنے کرسی پر بٹھالیا کہا صبار رفتار میرے  
 سر کی قسم سچ کہتی ہو صبار رفتار نے کہا حضور آپ کی جوانی کی قسم اب میں اس بیباہری کے پاس



جاؤنگی مرزہ وصل دے کر ہزاروں روپے پاؤنگی سب نخت نے کہا اُس شاہزادی کو لاؤ اُسکا  
کیا نام ہے صبار فتار نقل یعنی خواجہ عمرو نے مسکرا کر کہا کسی کٹنی کو بلاؤ مجھے کیا نفع میں تمھاری  
مگا ہوں کو دیکھ کر خود ہول کھانی ہوں ایسے مرد دے سے ڈرنا چاہیے آنکھوں میں کھائے  
جانا ہے سب نخت سمجھا یہ بھی مجھے عاشق ہوئی کہا صبار فتار کیا ہم سے باہر ہیں مخمور کو راضی کرو پھر  
تم سے بھی مزے اڑائینگے عمرو نے ہاتھ بڑھا کر پٹے پکڑ لیے اور ایک طاہر لٹے ہاتھ سے نخت  
کو مارا کہا کیوں نگوڑے میری آبرو لیگا میں ایسے ہر جانی سے محبت نہیں کرتی یہ کہہ کر ٹھنڈی  
سانس بھری آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا کر اٹھی یہ کہتی ہوئی کہ بھلا رے دیکھیے تیری محبت کیا کیا کرانی  
آخر کو خاک چھنوائے گی لوگ سمجھاتے ہیں مگر ایک شے میں تخلیہ کا حکم دو کہ تنہائی میں سمجھاؤں  
عورت کی بات عورت خوب سمجھتی ہے مرد و امور کھریا جانے عشق تو اُسکی آنکھوں سے ٹپک رہا ہے  
ہمیں معلوم کس وجہ سے انکار کیا سب نخت نے کہا دوسرے شے میں لیجاؤ جس طرح مزاج میں  
آدے سمجھاؤ باتوں پر صبار فتار کی بھول گیا موچھو پرتاؤ پھر نے لگا رفقائے کس کہ بی  
صبار فتار بھی ہم پر امل ہو میں یارو تھے سنا تصور میں بھی ہماری دور دور ہو چکی ہیں ایک  
شاہزادی مدت سے عاشق ہے صبار فتار اُسکو بھی لائیکلی مابدولت اُسکا بھی محل کرینگے  
اور صبار فتار کو بھی گھر میں ڈال لینگے ایسی ہی عورتوں سے انتظام خانہ داری خوب  
ہوتا ہے رفقائے صبار نے مسکراہے ہیں آپس میں کہتے ہیں کہ ہمارے شہر یار کو سودا ہوا ہے  
کہ کڑی سی ڈاڑھی صورت کالی بچا کی پھپھتی ہوتی ہے سن شریف یہ میان کو باہ بھی نہولی ہوگی  
اُسپر اسقدر بلبل رہے ہیں مگر خواجہ عمرو مخمور کو لے کے گوشے میں گیا کہا کیوں ملکہ ایسے میں  
وجہ قتل کا وصل کیوں نہیں قبول کرتی ہو مخمور نے بنگاہ قہر و غضب دیکھا کہا اوشقتل کیا بکتی  
ہی افراسیاب ایسے جلیل کو تو میں نے قبول نہ کیا پھر یہ کیا بجیا ہے میں گناہگار ہوں وہ  
مجھ کو قتل کرے میرے خون سے ہاتھ بھرے عصمت کا نام لیگا تو بہت مزا اٹھائیگا انشا اللہ  
خواجہ عمرو کے ہاتھ سے سزا پائیگا صبار فتار نے کہا نگوڑے عمرو کا کیوں نام لیتی ہے وہ  
بھڑوا کیا ہے اُس سے کیا ہو سکتا ہے مخمور نے کہا جیسا وہ ہے تمھارا دل ہی خوب جانتا ہے افراسیاب  
خوب پہچانتا ہے جب تو خواجہ نے بائیں آنکھ کا تل دکھایا ملکہ مخمور نے مثل گل کے شگفتہ ہو کے



کہا خواجہ خدا تلو سلامت رکھے میری زبان سے سوزن کو نکالے کہ ابھی اس ملعون کو سزا  
دون سارے لشکر کو تباہ کر دینا عمر و نے کہا ملکہ جو گڑ دیے مرے اسکو زہر کیون دیکھے  
چلے بیٹھ جاؤ منہ سے نہ بولو میں اپنا سب مطلب کروں گا دو چار کوڑی کار و زرگار کروں ملکہ  
محمور نے کہا مجھے کلام کرنا نہایت ناگوار ہے عمر و نے کہا تم کچھ نہ کہنا ہم سمجھ لینگے باتیں بنالینگے  
یہ کہار محمور کی زبان سے سوزن نکالا محمور کو ساتھ لیے ہوئے باہر نکلا آگے بڑھ کر سہرخت  
سے کہا واہ رے اگو کے پٹھے مرد دے تو تو گدھا ہے سلطنت کیونکر کرتا ہے محمور کہتی ہے میں  
جیسے دیکھا ہے میری جان جاتی ہے یہ کیسا عاشق تھا کہ پہلے ہی بدعت کرنا شروع کی اسوجہ سے  
مجلو بھی نفرت ہوئی او بھڑوے عورتیں اپنے کو یونین روکتی ہیں اپنی چاہت ہینن ظاہر کر دیتی  
ہین سہرخت نہال ہو گیا ملکہ محمور کو دیکھا کڑاٹھ کھڑا ہوا ہاتھ باندھنے لگا کہ ملکہ میری خطا  
معاف کرو عمر و نے محمور کو کرسی جو اہر نگار پر جگہ دی سہرخت کو اشارہ کیا بس بیٹھو تعظیم و تکریم  
نہ کرو اب تو بڑی خوشی ہے شراب و کیاب منگاؤ دو چار جام پیکے معشوقہ کو تخلیہ میں لیجاؤ مرنے  
اڑانا ہمارے احسان کو نہ بھولنا سہرخت نے کہا ساتی بچوں کو طلب کرو جلد حاضر ہوں  
صبار فتار نقلی یعنی خواجہ عمر و نے کہا کلید سنجانے کی ہکو دو سہین شراب کا انتظام کرینگے  
سہرخت نے کبھی سنجانے کی خواجہ عمر و کو دی عمر و نے میخانہ میں جا کر ساری شراب کو خراب  
کیا سب میں بیہوشی ملائی نہایت سلیقہ سے کنٹرالماس نگار کشتی میں لا کر سامنے آراستہ کیے  
سہرخت سے کہا آپ خوش ہیں میرے قلب کو فرحت ہے صہم خاکی میں روح کو راحت ہے  
دل چاہتا ہے کہ ایک غزل اسوقت ہم گائیں شراب بھی اپنے ہاتھ سے پلائیں سہرخت نے  
کہا صبار فتار تھیں اختیار ہے عمر و نے اہلیان دربار کو اشارہ کیا کہا بوسا جو پیو لشکر میں  
پتلے کے پتلے بھیجے گان سے اشارہ کیا بوا ذرا بایان چھیڑو اُسے بایان بجایا خواجہ عمر و  
نے گنگا کر یہ غزل شروع کی غزل

دیکھے انسان حقیقت میں تو ہر زمر معشوق  
قدردان ہوتا ہے قسمت سے میسر معشوق  
اپنے معشوق سے دیکھا ہینن بہتر معشوق

کبھی بے نقش درم ہونہ مسخر معشوق  
غیر ممکن ہے وفادار ملے ہر معشوق  
اُس پر ہم مرتے ہیں مرتا ہے زمانہ جس پر



کچھ نئی ہمپہ بنیں کرتا ہی پیدا دوہ شوخ | ستم و جور کے سب ہوتے ہیں نوکر معشوق  
یہ غزل جو خواجہ عمرو نے سامنے سبخت باغی کے گائی دربار میں صد اے احسن و آفرین  
بلند ہوئی مخمور کو اسی ہنگام میں جام بھر کر اشارہ کیا کہ اک جام سبخت کو پلا دو مخمور نے سر جھکا لیا  
عمرو نے اپنے ہاتھ سے بھر کر دیا مسکرا کر کہا کہ لومیاں جام پیو جو ہونا تھا ہو چکا سبخت خوشی میں  
آکر جام پی گیا کل اہالیان دربار شراب پی چکے ہیں اب عمرو اس خیال میں ہو کہ دو چار شعرا و  
پڑھوں یہ سب بیوش ہو کر گرین لوٹ لوٹ نکل جاؤں مخمور بھی اشارے کر رہی ہو کہ خواجہ طبری  
کر و عمرو منہ پھیر کر کہہ دیا ہو کہ ہوں کیا ہو مگر قضا سے کار نکلا ضرر شیر زن جا کر باغ سیب میں  
پیو پی افراسیاب جادو و عیش و نشاط میں مصروف ہو دیکھا کہ ضرر روتی پٹی چلی آتی ہو افراسیاب  
نے کہا خیر تو ہو ضرر نے کہا اے شہنشاہ غضب ہو گیا میں موجب حکم سرکار لشکر مسلمانان میں گئی  
اپنی جان لڑائی ملکہ مخمور کو نے مکی راہ میں مجھ کو تردد تھا کہ ایسا نوعیار آکر پشاور چھین لینا  
سبخت جادو و شکار کھیل رہے تھے میں نے اُسے کہا کہ مجھ کو تاباں باغ سیب ہو چا دے  
اُنھوں نے بارگاہ استاد کرائی ملکہ مخمور کے جمال بیشال کو دیکھ کر بال ہوئے پہلے مجھ پر پہلے  
تھے مجھ سے کہا اسکو وضامن کرو میں آگاہ تھی کہ ہمارے حضور کی نگاہ اُس پر پڑتی ہو میں بگڑی کہ  
پشاور یہاں نہ چھوڑو نکی غصہ میں میری گردن میں ہاتھ دیا بارگاہ سے نکلوا یا اور یہ کہا کہ ابھی گلہ شہ  
سحر سونگھا کر اُسکو راضی کر لوں گا اے شہنشاہ وہ بھڑوا سبخت گلدستہ بنا رہا ہو خدا کی آبرو بجائے  
یہ سکر افراسیاب جادو کو غصہ آگیا ابرو وں پر پل پڑ گیا قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا کناٹک حراموں  
نے بہت پریشان کیا ہوا اس بچا کی یہ لیاقت ہوئی کہ ہماری منظور نظر پر نگاہ محبت ڈالے  
بچیا کو شرم نہ آئی ابھی دیکھو جا کر کیا قیامت برپا کرتا ہوں آتش قہر و غضب سے چونک دوں گا  
یہ کہہ کر مثل شعلہ جوالہ کے چمک کر آسمان میں ڈوبا یہاں دربار میں خواجہ عمرو نے گاتے گاتے  
سبخت جادو سے اشارہ کیا کہ اب معشوق کا ہاتھ پکڑ کر تالیف میں لجاؤ خوشی میں آن کر سبخت  
نشہ میں اپنے مقام سے اٹھا بیوشی تو اپنا کام کر چکی تھی دھم سے لڑ کھڑا کر اگر ساتھ والے لینا لینا  
کیکے اٹھے وہ بھی گرے بیوش ہوئے فوج نے پھر پیشتر سے شراب خب پی جوتی پیزا چل رہی ہو کوئی  
اوک رہا ہو کوئی ڈاک رہا ہو کوئی نشہ کی دھن میں گار رہا ہو کسی نے کپڑے اتار کر چنیک دیے



ننگا بھاگا جاتا ہی بیان بارگاہ میں عمرو نے لغزہ کیا نیچہ پکڑ کر چلا کہ سب نرخت کو پھیل تلوار کا چمکنا  
 مخمور کھڑی ہی خواجہ زین تو نکلا جان آپ فرماتے ہیں ملکہ میرا ساتھ دو کچھ کام کرو سبکے کپڑے  
 تو اتار و مخمور ہاتھ باندھتی ہی کہ استاد مجھ سے کچھ نہیں ہو سکیگا فرماتے ہیں مخمور میں ابھی اسکو  
 بیدار کرو لنگا مخمور کہتی ہی آپ کیا اختیار ہی سر حاضر ہی جسے کسی کے کپڑے نہیں اتارے جائینگے  
 یہ کلام ناتمام تھا کہ افراسیاب جادو آسمان پر چمکا اسنے اول ابالیان لشکر کو دیکھا کہ آپس میں  
 جوتی پیزا رہی ہی یہ سمجھا کہ سب نرخت نے سب کو شراب پلوائی ہی یہ سب خوشی کر رہے ہیں  
 وہاں سے لغزہ کیا باش اوٹکھرا مو وہ جیسا سب نرخت کہاں ہی جسے بغاوت پر کمر باندھی معشوقہ پر  
 نگاہ ڈالی لغزہ افراسیاب کی آواز کان میں عمرو کے پہونچی مخمور سے کہا بھاگ افراسیاب جادو  
 آ پہونچا مخمور نے گھر کر دو نون پانوں زمین میں مارے غرق زمین ہو کر بھاگی عمرو نے دیکھا کہ  
 سب نرخت مارا نہیں گیا اور افراسیاب جادو آ گیا صبار رفتار تو بنے ہوئے تھے ایک جاب  
 دافع داروے بیہوشی سب نرخت کے منہ پر مار دیا اسنے آنکھ کھولی کہا شہنشاہ جلدی آئیے  
 افراسیاب آگیا اپنے قول سے پھر معشوق کی اسکو محبت آگئی نشہ نے سب کام خراب کیا  
 مخمور کو اسنے سحر سے چھپالیا ہی بجکوبھی قتل کر گیا اب اسوقت کچھ جرات دکھاؤ میں اس خیمے میں  
 چھپی جاتی ہوں اترتے اترتے حرام زادے کو ایک گولہ مارو کہ اسکا سر پھٹ جائے یہ لگا عمرو  
 تو دوسرے خیمے میں گھس گیا کلیم اوڑھ لی سب نرخت غصہ میں سینھل کر اٹھا گولہ ہاتھ میں لیا افراسیاب  
 غصہ میں پردہ اٹھا کر بارگاہ میں آیا لغزے کرتا ہوا اونک حرام سب نرخت سیری مشوقہ پہ آنکھ ڈالی  
 جیسے افراسیاب نے اندر خیمے کے سر ڈالا سب نرخت نے ایک گولہ مارا کہ یوں جیامردان عالم کو  
 کلمات سخت و سست کہتا ہی مخمور تیری خالہ ہی ہمت ضرور وصل حاصل کرینگے گولہ افراسیاب کی  
 پیشانی پر پڑا اگر طاسم بند نہوتا تو سر پھٹ جاتا افراسیاب نے چرخ کھایا گولہ پھٹ کر زمین پر گر  
 لغزہ کیا ادبائی تبا مخمور کہاں ہی سب نرخت نے کہا تیرے پاس نہاں ہی میں مجکومار کر لو لنگا جب  
 سب نرخت نے دیکھا کہ میرے سحر نے تاثیر نہ کی افراسیاب بڑھتا چلا آتا ہی تلوار پکڑ کر جا پڑا ہاتھ  
 تلوار کا مارا افراسیاب نے خالی دیکر کلائی پہاٹھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا سب نرخت کا اڑ گیا  
 مرکز گرا ایک لات ماری اتھوان چور چور ہوے اندھیرا ہو گیا بعد موقوفی دیر کے آواز آئی کشتی مرا



نام من سبتر سخت جادو بود مار کرا سکو غصہ میں افراسیاب خیمے میں چہار جانب ڈھونڈنے لگا کہ میں ملکہ مخمور کو نہ پایا ان پر ہاتھ مار کے دیکھا کہ مخمور کہاں گئی نوشتہ پایا کہ مخمور کل گئی فلاں صحرا میں جاتی ہو غصہ میں جھپٹا ہا ہر کلکہ چند سگریں اٹھا کر اچھالے وہ سب ہوش پڑے تھے اپتر تھیر برسنے لگے ہزاروں کے سر پھٹ گئے آپ جتوے مخمور میں چلا اب عمرو نے کلکہ سب مال لوٹنا شروع کیا سب مردوں کو برہنہ کر دیا اور تعجیل عقوبت میں افراسیاب کے راہی ہوئے ملکہ مخمور جو غرق زمین ہوئی تھی کوس بھر پر جا کر کلی مگر سپینہ سپینہ گھرائی ہوئی افراسیاب کا خیال کلمات سبتر سخت کا ملال زیر نخل کھڑی ہوئی چہار جانب دیکھ رہی تھی دل سے کہتی ہو کہ ای مخمور راستہ لشکر اسلام کا کہہ رہی کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم افراسیاب جادو وار و مخمور تیرے واسطے کیا کیا خاک چھانی ہو اب تیرے فراق میں عجب عالم ہو عاشق کا لبون پر دم ہو مخمور کے ہوش و حواس پر گندہ ہو گئے اور افراسیاب جادو قریب آگیا مخمور نے جھولی سے اسباب سحر نکالا ترنج و نارنج ناش کے دانے افراسیاب پر پھینک مارے صد ہا شعلہ پا آتش افراسیاب خانہ خراب پر گرے ایک طرف سے تلوار گری شانہ پر خنجر پڑا مگر یہ عجیب بغیر تکب کٹا ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا سب چیزیں باطل ہو گئیں مخمور سحر کر کے سامنے افراسیاب کے بھاگی افراسیاب جھپٹا چونکہ مدت سے عاشق ہو تصویر بدحواسی مخمور کی دیکھ کر کالجھٹایا جاتا ہوا وہ گل سا چہرہ کھلایا ہوا پیشانی پر سپینہ خیم میں ریشہ ہونٹ تھراتے ہوئے کبھی لڑکھڑانا دوپٹے ڈھلکا ہوا کرتی اب روان کی مسکی ہوئی پانیچے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے گرد جوڑی ذرے زلفین غنبرین پر جیسے شب تیرہ میں تارے فلک خوشی سے تاروں کو تصدق تارے افراسیاب پکارتا ہوا جان جان جہان واد و آرام دل مشتاقان کیوں مجھ سے بھاگتی ہو قسم ہو سامری جمشید کی کچھ سبزا نہ دو لگا کل طلسم کا بادشاہ کروٹا گاؤں مخمور میری صحبت سے تو نکل گئی میکشی کا مزا جاتا رہا جب مخمور نہیں تو کیسا خمار افراسیاب منتیں کرتا ہو مخمور حربے سحر کے کرتی جاتی ہو کبھی غصہ میں آواز دیتی ہو کہ او بھیا کیا بکتا اپنی خالہ حیرت کو سلطنت دے مجھ سے محبت و الفت کا نام نہ لے میں تیری دشمن ہوں دیکھ زمانہ قریب آچکا ہوا انشاء اللہ اسد فازی کو قید سے چھڑا دینگے وہ شیر دل طلسم فتح کر لگا افراسیاب جادو تیرا نک کھایا ہو براہ خیر خواہی سمجھاتی ہوں مسلمان ہو جا



اسد غازی کو لا کر خدمت میں خواجہ عمرو کی پہونچا ورنہ کئے کی موت مارا جائیگا ہاتھ سے شہنشاہ  
عیاران عالم کے امان نہ پائیگا ان باتوں کو سنا افراسیاب جادو مثل بید کے کا پنا غصہ سے چہرہ سُرخ  
ہو گیا مخمور نے چلا پر پرواز پیدا کر کے کل جاؤں جان بچا کر تل جاؤں افراسیاب نے غصہ میں  
یاساری کھلا ایک دو تہڑ زمین میں مارا زمین سنگلاخ ہو گئی مخمور زمین پر گری ہونٹ بند ہو گئے  
وہ سم حرنہ پڑھ سکی افراسیاب قریب آیا ہاتھ پکڑ کر غصہ میں کھینچا ہوا لیچلا کتا جاتا ہی کہ ای مخمور آج  
اگر میرا کتا نہ مانا سترابی کی تو اس ظلم سے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر  
روئیں ورنہ دیکھ سمجھتا ہوں تو یہ کروہ مرتبہ اعلیٰ کرونگا کہ تمام ساکنان طلسم ہوش رہا غمک کرین  
مخمور کچھ جواب نہیں دیتی سر جھکائے ہوئے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے افراسیاب ہر مرتبہ  
قبضہ پر ہاتھ ڈال کے ٹوڑتا ہی کہ سر کاٹ لون سکرشی کی سزا دون مخمور گھبرا کر سر جھکا دیتی ہی اشارہ  
ہی کہ تجھے اختیار ہی میری جان کا حافظ پروردگار ہی اس حال پر ملاں میں مخمور کو لیے ہوئے افراسیاب  
سو قدم تک آیا اب قصد ہوا کہ کمر میں پنجہ دون باغ سیب میں لیچلون وہاں تمام شاہزادیاں  
وغیرہ موجود ہیں سمجھا بیٹنگی ڈرائیگی دھمکا بیٹنگی ضرور اطاعت کرے گی قتل کرنے کے خیال میں دل  
دھڑکتا ہی کہ ہاے ایسے محبوب جانی یا رجا ودانی ماہ رخسار کا خدا شمشاد قد خورشید خدا کا اندام  
کبک رفتا شیرین گفتار ماہ آسمان خوبی خورشید فلک بھوبی کو اپنے ہاتھ سے قتل کروں دست ظلم  
آسکے خون سے بھرون ایسی ایسی باتیں سوچ کر بڑھا ارادہ کیا بھر کر کے اٹھوں اسکو کسی مقام پر  
قید کروں کہ دیکھا ساننے سے بونڈ لا کر دکا اٹلا ملک صرصر شمشیر زن بانہاے عیاری سے آراستہ  
نیچے کمر میں لگا ہوا پسینہ پسینہ جھپٹی ہوئی اتی ہی افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای صرصر میں نے  
اُس بیچا نکورام کو مارا ساری فوج کو بھلا دیا مخمور کو گرفتار کیا ہر حیرت جادو سے جا کر کتنا  
سبب سخت جادو کسی خطا پر ہاتھ سے شہنشاہ کے مارا گیا جہنم حاصل ہوا اُس قاعدہ پر کسی منتظم کو  
روانہ کرین رہا یا تباہ و برباد نہو مخمور کو سے کڑ طرف باغ سیب کے جاتا ہوں یا کسی مقام پر  
قید کرونگا کہ یہ پھر تک پھر کمرے صرصر بہت خوب کتنی ہوئی قریب آئی مخمور کو سمجھانے  
لگی ای مخمور شہنشاہ کے قدموں پر گروا ایسے مالک پرورش کرنے والے کسے ملتے ہیں علاوہ  
مالک چاہنے والے کے صاحب شان و شوکت شہنشاہ طلسم ہوش رہا سب بہت اقلیم دال



انکی قد مہوسی کی آرزو رکھتے ہیں تمہاری عقل پر یہ کیا پتھر پڑے ہیں اپنی نیکی بدی نہیں سمجھتی ہو  
 ماتق جان جانیگی ان باتوں پر صرصر کی افراسیاب خوش ہوا آنکھ سے اشارہ بھی کیا کہ اسکو راضی کر  
 تھوڑا سا بھی یہ غدر کرے تو میں سعادۂ کردون خوشی خوشی لے کر باغ سیب میں جاؤں صرصر  
 ہاتھ باندھ رہی ہر ای محمور میری بات کا جواب دہل تصویر کیوں خاموش ہو محمور کو سمجھانا صرصر  
 کا بہت ناگوار رہا افراسیاب ہاتھ تھامے کھڑا کیلچہ پر خیر غم والم حل رہا ہی مگر ناظرین پر واضح  
 ہو کہ یہ صرصر شمشیر زن نہیں ای خواجہ عمرو بارگاہ سہر خبت بد سیر جو نوٹ کر چلے تھے دور سے  
 جو دیکھا افراسیاب محمور کو گرفتار کر کے لیے جاتا ہی آ کر باتیں کرنے لگے قصد یہ کہ اسکو بہوش  
 کردن ملکہ محمور کو پھڑاؤں سامنے افراسیاب کے کھڑے محمور کو سمجھا رہے ہیں افراسیاب  
 کو بہلا رہے ہیں مگر قضاے کار صرصر شمشیر زن تو افراسیاب سے اطلاع کر کے چل چکی ہے  
 اسوقت آ کر پہنچی جیسے ہی صرصر سامنے دکھلائی دی عمرو نے دیکھا کیلچہ مل گیا وہاں سے صرصر  
 اصلی نے دیکھا کہ عمرو میری شکل بنا ہوا شہنشاہ سے گھل مل کر باتیں کر رہا ہے لہذا راکھا شہنشاہ  
 منم ملکہ صرصر شمشیر زن یہ نگوڑا موٹو منڈی کا ٹاٹا سا ربان زادہ میری شکل بنا کھڑا ہے آپ کو دھوکا  
 دیا چاہتا ہے عمرو نے دامن پکڑ کر افراسیاب کا کھاد کیسے میری شکل پر عمرو آتا ہے محمور جو پکڑی گئی  
 نگوڑے کو چین نہ پڑا افراسیاب جادو حیران ہوا کہ میں کیا کروں اب اسکو صرصر جانوں یہ کنیز ہر وہ  
 عمرو ہی وہ کتنی ہوتی آتی ہے یہ عیاروں کا افسوس اب صرصر اصلی پچاس قدم پہرے دوری ہوئی اصلی  
 آتی ہے غل مچاتی ہے عمرو نے کہا ای شہنشاہ آپ تو حیران ہو گئے ہیں میں عمرو سی ہاتھ کوران پر  
 رگڑ کے دیکھیے آپ کا کمال آپ کی دستگیری کریگا صاف آئینہ ہوگا افراسیاب نے منہ پیر کر  
 ران پر ہاتھ رکھا عمرو نے بچتی حلقے کند کے مارے پلک جھپکنے کی دیر بھی اسے کھرا افراسیاب  
 پلٹا تڑاق سے جواب مارا افراسیاب زمین پر گرا صرصر دوری بھلا نگوڑے تو نے غضب  
 کیا شہنشاہ کو بہوش کر لیا یہ لکڑی پتھر کو بچن میں رکھ کر مارا عمرو نے جست کر کے خالی دیا محمور کی زبان  
 سے سوزن نکالا محمور نے کہا خواجہ بھاگو عمرو نے کہا تم جاؤ ہم چلے آئینگے صرصر نے جو دیکھا کہ  
 محمور کی زبان سے سوزن نکل گیا ڈری کہ مجھ کو نہ پکڑے غل کی آڑ میں چھپ گئی خواجہ عمرو نے  
 جب دیکھا صرصر فائب ہوئی محمور نے چاہا کہ عمرو کی ٹمر میں نیچہ دے عمرو نے کہا میں اپنا کالا



کاٹ لوٹھا جان دید و نگاہ میں تاج تو اسکا لے لون دوچار کوڑی کار و زگار تو گردن بال بچون کی  
 فکر ہی سویرے سویرے بہنی نہوگی تو سارا دن خالی جایگا تھارے کیا ہاتھ آئیگا مخمور تو  
 چرخ مار کر بند ہوئی عمرو نے کندھینک کرتاج تو افراسیاب کا کھینچ لیا صرصر نے نخل کی آڑ  
 میں دیکھا کہ مخمور چلی گئی اب لغزہ کر کے دوڑی کتنی ہوئی کہ خبر دار ساربان زادے کیا کرتا ہے  
 عمرو نے تاج اٹھا کر کہا لو جانی یہ بہنویرے دم کے لیے ماری فلوری اسی صرصر غصہ نہ کرو تو ہم  
 ایک بات کہیں صرصر نے کہا گھوڑے کیا کتا ہے عمرو نے کہا مجھ کو کئی برس ہو چکے کہ تمہرے عاشق ہوں  
 اپنے قول کا صادق ہوں جو تو نے مجھ سے نکاح کر لیا ہوتا کیسے عمدہ عمدہ لڑکے پیدا ہوئے ہوتے  
 طرار کا رخدار تھو کو کمانی کھلاتے ضعیفی میں کام آتے آج تو گلزار ہاتھ ڈال دے ایک بوسہ میں  
 لون تو بھی مجھ کو پیار کر لے صرصر نے کہا گھوڑے اسی ہوس میں مر گیا اور نیچہ کھینچ کر آ پڑی عمرو  
 سمجھا اب یہ افراسیاب کو ہوشیار کر دیگی کار عظیم درمیش ہی شبنم گوہر پوش کے قید ہونے کا  
 بڑا پس و پیش ہے سو چکر چوٹیں بجاتا ہوا ایک جانب تلگیا صرصر نے آکر افراسیاب کو ہوشیار  
 کیا افراسیاب کا پتا ہوا غصہ میں اٹھا پوچھا یہ ساربان زادہ کہاں گیا صرصر نے کہا حضور میں  
 چیختی رہی آپ نے کچھ خیال بھی نہ کیا وہ ہوا کا خواص رکھتا ہے میرے روکے سے کیا رکتا لڑھکے  
 تلگیا افراسیاب نے کہا میں بھی جاتا ہوں مشکین باندھ کر عمرو کو لاتا ہوں صرصر نے کہا حضور  
 آپ طرف باغ سب کے تشریف لیجائیں کینز جا کر فکر کرتی ہے حضور کے سرانور پر تاج بھی تو  
 نہیں ہے دینا عیب ہیں ہر سرکار کو سرور بہتہ دیکھ کر دشمن مضحکہ کرینگے دوست ٹھنڈھی سائیں  
 بھرینگے افراسیاب مجبور ہوا طرف باغ سب کے روانہ ہوا ڈو پٹہ کمر سے کھول کر سر پر لپیٹ لیا  
 صرصر مثل باد صرصر کے تلاش عمرو میں گئی خواجہ عمرو لشکر مرخ میں آئے مخمور بھی پہنچی سب کو  
 خوشی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی عمرو نے پوچھا چالاک و برق پلٹ کر نہیں آئے ملک  
 مرخ نے کہا کچھ کیفیت نہیں معلوم عمرو نے کہا اے ملک عالم بجز شبنم گوہر پوش کا بڑا غم ہے میں  
 اسکی رہائی کی فکر میں جاتا ہوں اتنی سی سنگینی ملی ہے شبنم کی خالہ کا سمنکال جادو نام ہے پرچہ میں  
 حکیم اقراط ثانی کے اول میں بھی نام ارقام ہے کوئی صورت ابھی رہائی اسد غازی کی نہیں ظاہر  
 ہوئی حساب سے ایک ہفتہ باقی ہے دربار میں شور گریہ و بکا بلند ہوا ہر ایک نے کہا خواجہ دیکھیں



گردون دون والقلاب پہرہ بوقلمون کیا دکھاتا ہی جب ذکر اسد آتا ہی کلیجہ کانپ جاتا ہی عمرو نے کہا پروردگار مالک ہی نہ بھراؤ مشکل لاجل کو ہی آسان کریگا دامن آرزو گل مدعا سے بھریگا مگر شکر سے ہوشیار رہنا یہ کہہ سانسے ملکہ مرخ کے عمرو نے قنطورہ زربفتی و تپا پوہ قنطورہ و گوچن عیاری حیلہ ہائے ناعق سے اپنے کو آراستہ کیا سب سے رخصت ہو کر تلاش میں قصر ملکہ سمنکال کے روانہ ہوا انکو راہ میں چھوڑو

دو کلمہ داستان شوکت بیان گہر ریزی کلک جواہر سلک کی ذکر رہائی ہنر بہرہ  
ہیشہ صاحبقرانی زینت آرا سے سر سیلطنت جہا بنانی قرہ باصرہ ملکنت  
و حشمت غرہ ناصیہ جرأت و ہمت صاحب لواے صفوف آرا سے میدان  
صولت و جلالت گوہر دریائے سخاوت و کان جواہر مروت نظر کردہ  
بزرگان دین صاحب عز و تمکین پروردہ ہمد جا بنازی شہسوار عرصہ  
یکہ نازی تا جدار اقلیم سہ فرازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی میں  
دریائے مضامین جلالت آئین میں برائے جستجوے گوہر مرادیوں  
غوطہ زن ہوتا ہی عیار بیان خواجہ عمرو کی جانبازی مہتر قران نامور کی خراج گزاران  
افراسیاب کا زیر گنبد نور جمع ہونا برائے ملاحظہ قتل اسد غازی سامان  
میلہ و جشن از در شہر ناپرساں تا کوہ مروارید آمادہ مرگ ہونا سہ داران  
عمرو کا اور مشہور ہونا کہ خواجہ عمرو قتل ہو گئے فکر سے خواجہ کے رہا ہونا  
اسد فوجوان کا ساتی نامہ مصنف

ساتی موعیش و عشرت آمیز	لا جلد پلا دلال گلرین	اب دل کو ہوتا ک دخت رنگی
پلو اکوئی ساغر گلابی	دے بادہ عیش خم کی ہوشیر	میلے کی گردن ادھر ادھر
کراتنی ذراتو مہر دانی	دے بجکو شراب ارغوانی	میخانے میں تیرے جگھٹا ہی
جمع رندون کا جاجبہ ہی	گلزنگہ دے شراب لخواہ	ہو محنت بیون کے دلو بھی چاہ
میخانے میں تیرے اک ہی میلہ	بلوہ کرتا ہی کیون چھبیلہ	میخواروں سے ساقیا نموشی
سمجھا ہی تو سہل میفروشی	دو چار پلا دے بھر کے ساغر	احسان ترا ہمارے سر پہ



کچھ نظم کا رنگ اب جاؤں  
 جسم جم یہ پیوئے عطر  
 کس شادی و خرمی کی ہو دید  
 رکھنا نہ دقیقہ کوئی باقی  
 خاروں سے چٹیکا آج وہ گل  
 شتاق و نزار ہر اسی کی  
 رفت میں ہمیشہ اسکے سنبھل  
 بر نیہ خون دل سے تھال  
 سکتے ہیں کھڑا ہوا تھا شمشاد  
 کارنیریاں وہ بھی اب کر گئی  
 نیرے کو خوشی ہوئی یہ تازہ  
 گل کی طرح مہاک رہا ہوا  
 شیر اسد وہ فرو و کیتا  
 شان وہ شکوہ وہ شجاعت  
 وہی خوشی سے بخود دی ہو  
 بن کہ نیا نیا سمان ہو  
 جاسہ کا منتظم قمر ہو  
 ہمت ہو سوز ایک جاسا  
 کی دوزگیان عیان ہیں

میلے کا نیا سمان دکھاؤں  
 روشن تو کرو قمر یہ ہر  
 کیا آج کوئی سیر ہو عید  
 عمدہ سے جو عمدہ ہو وہ مولا  
 سو جان سے فدا ہو جیسے بلبل  
 وہ مردم چشم گل خان ہو  
 چہ بچ ہو مثل مارو کا گل  
 سر بستہ جو غنچہ چمن تھے  
 اب ہو گا غم و الم سے آزاد  
 مرغان چمن تھے غم بھولے  
 محمل کا بچپا یا سبر جادہ  
 سب کو جو سرد و لاتعدی  
 جمات میں ہو کون اسکا ہمتا  
 شیرون کا ہر زہرہ آب و درے  
 لا جسد پادے ساغر و  
 پی پی کے شراب اب میں جیون  
 جو صورت مہر جلاوہ گر ہو  
 لشکر میں غم و کے رنج و غم ہو  
 یان غم ہو دھر کو شادیاں ہیں

بولا ساقی یہ بھر کے ساغر  
 کس جشن کی ہو خوشی سراسر  
 میں نے کہا کچھ نہ پوچھ ساقی  
 چھک جاؤں سرور میں وہ ملو  
 نرگس بیمار ہو اسی کی  
 وہ رونق صحن بوستان ہو  
 ہو داغ بدل الم سے لالہ  
 اب ہو بینگے پھول وہ بھی کھلے  
 سو سن کو چمن میں تھی خموشی  
 ہو وینگے شگفتہ اب خوشی سے  
 صحرا صحرانماک رہا ہو  
 اب فکر رہائی اسد ہو  
 المدرے ہمت و جلالت  
 عفریت نہ لاسے تاب و درے  
 میلہ اسی جشن کا ہوا ہو  
 ہر سمت برائے سیر گھوموں  
 یون لکھتے ہیں راویان جانبا  
 حیرت عشرت میں و ہمد ہو  
 نعو اصداں قلم زخار مضامین و

دوران دریا سے بیکنارفصاحت آئین طراران میدان جانبازی و عیاران سرفروش بازار  
 رازی شاطران خنجر گزار و جو اسیسان اخبار عشرت آثار فکر و جستجو کے حالات حیرت آیات  
 کشائیں یون قطرہ زن ہیں قطعہ سے چیز آمد مسلم نزد شاہان و ہنر یا مال یا مروغن دان  
 از مال و ہنر چیزے ندارم + یکے فضل سخن دارم بیارم + شعر بیارم بار دیگر من بگفتارم



درون سینہ دارم قصہ بسیا اس داستان شوکت بیان کو حقیر اذل کو نین نشی احمد حسن شہین  
عمر من فضل و ہر تخلص بہ قمر بطر ز نو لفظاً لفظاً تصنیف لکھتالیف گزارش خدمت سامین بن کرتا اس  
داستان کی تصنیف میں خون دل کھایا ہر بڑے بڑے جلسوں میں شاہزادگان والا مقام و دریا  
عظام کو یہ مضمون سنایا ہر خلعت تحسین و فرین پاچکا ہون مال دینا کے بھی مزے اٹھا چکا ہوں اب  
یہ مضمون فرحت آئین مشہر ہوتا ہر صاحبان خاص و عام سے ایسا ہر روز قرہ کے لفظ لفظ میں بھیج دے  
حرف حرف ملاحظہ فرمائیں جہان جہان غلط ہوا صلاح دین عیب کو چھپائیں بجان اللہ و لکھو مونس  
شاد کرین بدی کا خیال نہ کرین بنام نیکی یاد کرین اول ایک غزل عاشقانہ لکھنا ضرور ہر اس وقت  
اس مضامین فرحت آئین کو تحریر کرتا ہوں طبیعت سرور غزل

سینہ کو بی سے زمین ساری ہلا کے اٹھے	کیا علم دھوم سے بڑے شہدائے اٹھے	آج اس بزم میں طح فان اٹھا کے اٹھے
یان ملک روئے لاسکو بھی رلا کلاٹھے	ولسے کیونکر نہ دھوان سا تم ہوا کے اٹھے	شعاع با تپ غم سینہ جلا کے اٹھے
گر نہ دل میں خیال نگہ خواب آلود	درد کیا کیا اثر خفہ جگا کے اٹھے	شمع کے جھکا محفل میں جو مذکور ہو
ول چرا بیٹھے وہ جب آنکھ چرا کے اٹھے	گو کہ ہم صفحہ ہستی پہ تھے اک حرف غلط	کیا اٹھے بھی تو ان نقش چھا کے اٹھے
ہو غدا شب یلدا کہ رانی یارب	الفت سے کہیں ہر تھا کے اٹھے	افسسے گری محبت کہ ترسے سوختہ ہو
جس جگہ بیٹھے گئے آگ لگا کے اٹھے	میں دکھاتا نہیں تاثیر مگر اٹھے	عصف کے ہاتھ سے کب قتل ہوا کے اٹھے
سوزش ل سے ہوا کیا ہی میں پانی پانی	وہ جو پہلو سے پسینہ میں نہا کے اٹھے	جی بھی مانند نشان کف پا بیٹھے
پانوں کیا کوچہ میں اس ہوشربا کے اٹھے	شعر موع کے بڑے بیٹھے کے اسکے آگے	خوب احوال دل زانسا کے اٹھے

واضح رہے بیضا ضیا ہو کہ خواجہ عمرو و جہتر برق و چالاک نامور ہر سے تلاش لکھ شہنشاہ کو ہر لوچتر  
بصد جوش و خروش اپنے مقام سے روانہ ہوئے اول ہترین ہتر چالاک بن عمرو باہنا  
عیاری سے آراستہ اٹھا ہوا جاتا ہر دیکھا ایک محراب سے سرہ زار نواح و لکشا جا بجا ہر تین سلیمین آ  
انین آب صاف و شفاف جسکے سامنے آب گوہر ہے آبرو بر سر و لب جو قمری معروف کو کو طار  
زمزمہ سرا ہر بان میں پانی تعریف بغبان قضا قدر کی کر ہے ہر کسی جانب طاؤس رضوان کیہ  
سوئے سنبل پریشان تدر و خوش قرار خرام ناز معشوق کا مزاد کھاتا ہر عند لب خوش نوز کا دل بھرا  
ہر ایک جانب ایک قصر عالی بند و مر تفع چیت پردے سے آراستہ چند نازنینان مجہرین مجہر



حضرت تکیں اس قصر میں اپنے اپنے مقام پر حاضرین بارہ درمی میں ایک مسند پر مختلف پراسیک  
 شاہزادی خوش سیر بصد زریب و فرشتگان ہر چالاک نے کنارے آکر اپنی صورت صبار فتار  
 کند انداز کی بنائی یہی فطرت ہاتھ آئی کہ چکر دریافت کیجئے کہ اس شاہزادی کا کیا نام ہے کیونکہ مقام  
 ہر دل سے باتیں کرتا ہوا بصورت صبار فتار سامنے قصر کے آسب کینزین پکارتی ہوئی  
 دوڑیں ارے خلد صبار فتار کمان جاتی ہر بڑی ہیروت ہر لمحہ بھر بھر ناوشوار ہر تھوڑی دیر میں  
 چلی جانا ہم جانتے ہیں بڑی خوبصورت ہو چاہنے والوں سے فرصت نہوتی ہوگی مگر ہون سے  
 ہمارا نام لے دینا چالاک بھی ہنستا ہوا انکے منہ چڑھاتا ہوا کوئی ارے ہیروت کہکے لپٹ گئی کوئی  
 دوڑ پڑے پکڑ کے کھینچنے لگی کسی نے اگال منہ سے نکال کر پھینک مارا کسی نے کہا ارے مدت سے  
 کمان پٹی چالاک بھی ویسا ہی جواب دیتا کسی کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کسی کا بوسہ لے لیا ان سب سے  
 باتیں کرتے کرتے چالاک نے پوچھا بی بی کیا کر رہی ہیں ارے اچھا لٹھکائیں تیری بی بی کا نام  
 ہی بھول گئی ایک نے کہا صبار فتاروں بدن بھی ہوتی جاتی ہو ہماری بی بی ملکہ آہو چشم بچ بڑے  
 نزدین ہیں صاف کہیں ہمیں بھی غم ہو صبار فتار بڑا غصہ ہوا ہم نے فقط سنا ہے کہ عمر و عیار نے  
 بی شہنشاہ کو ہر لوش پر کچھ بچ کر دیا وہ سلمان ہو گئیں حیرت کے لو کروں کو قتل کیا انکی خالہ سنکال جادو  
 کو خبر ہوئی بوا تم جانو وہ تو اس کے وقت کی ہیں انھوں نے سلح شور جادو کو بھجک پڑا بلوایا دھری  
 سے قفس میں بند کر کے لگیا ہوا مجھے وہ بھولی بھولی صورت دیکھ کر بڑا رحم آیا سنکال جادو نے  
 ہماری بی بی آہو چشم کو لکھ بھیجا ہے کہ اپنی گویان کو آکر سمجھاؤ ہماری بی بی جانے کی تیاری کر رہی ہیں  
 پسکر چالاک کینزوں کے ساتھ ساتھ اندر قصر کے آیا ملکہ آہو چشم کو سلام کیا آہو چشم نے کہا  
 صبار فتار کمان سے آتی ہے چالاک نے کہا حضور طلسم ہوش ربان آگ لگی ہے گھر گھر تباہی ہے  
 جہان دیکھو آفت برپا ہے عیاروں نے ہنگامہ ڈال دیا ہے اسی فکر میں نکلی ہوں آپ سے بھی کچھ  
 عرض کرنا ہر ذرا کنارے چلے تو عرض کروں آہو چشم اٹھ کھڑی ہوئی گھبرا کر کہا ہوا صبار فتار  
 خیر تو ہو کہ حضور خیر و شر کا حال ظاہر ہو قتل اسد غازی کی تارخ قریب ہے آفتاب لب بام وہ  
 بے نصیب ہے شاہان اولوالعزم جمع ہونگے مہرخ و بہار کتنی ہیں ہم اسد کو چھڑا دینگے اپنی جان  
 شائینکے بختوں کو سودا ہوا ہے شاہنشاہ سے کیا رو سکینگی اشارہ سو ملک کا مالک جادو معلوم ہے



و شہدے کا سالک ہر ان ہمہ گیر خوش تدبیر صاحب فوج کثیراً ہوشم کتی ہر اسی صبار فتنہ سچ کتی ہر  
ہاوشاہ کا مقابلہ کرنا کیا آسان ہر ان لوگوں کی سرکشی سکند دل پریشان ہر مین تولو بہار سے  
محبت ہر اب منہ سے نین نکال سکتی کوئی سن پائے شہنشاہ سے کہدے وہ کہیں کہ بہار سے  
لگاؤ ہر تو یہ بھی باغی ہر چالاک درست درست کہتا ہوا ملکہ آہو چشم کو تنہائی میں لایا عیاروں کی  
عیاری کا ذکر کرنے لگا کہ عیاروں نے بڑے بڑے ستم برپا کیے شہنشاہ کو کیا کیا دھوکے دیے  
آپ کی سکونت صحرائین ہر مین سمجھائے دیتی ہوں کسی غیر کو بیان آنے ندینا کہہ سے مکاروں کے  
بھی رہنا آہو چشم نے کہا بوا صبار فتنہ تھاری مہربانی ہر میرے بیان نگوڑے عیاروں کا کیا  
کام مین اپنے قصر کے نہیں نکلتی یہ باتیں کرتے کرتے چالاک نے خا صدان سے گاموری نکالی  
آہو چشم کو کھلا کر بیٹوش کر کے اسکو تو ایک صندوق مین بند کر دیا آپ اسکی شکل نیکر کلا کینزوں  
کو آواز دی تخت تیار کرو قصر پر ملکہ سمکال کے ہکو لچلو سحر کرنے کی تو اب ہمنے قسم کھائی ہر وز قتل  
اسد غازی جب لشکر مرخ سے مقابلہ ہوگا اسی دن سحر ہو گئے مرخ و بہار کو قتل کریں گے  
کینزوں نے کہا واری آپ کو سحر کرنے کی کیا حاجت ہر ایسی کوئی ضرورت ہر یہ باتیں کرتا ہوا چالاک  
تخت پر سوار ہوا پانچ کینزین ساتھ لے لیں تخت اڑاتی ہوئی طرف قصر سمکال جادو کے چلی  
اب مہتر برق فرنگی کا حال سنئے یہ ایک جادو گر بنا ہوا تر پتا ہوا جاتا تھا قریب ایک باغ  
کے پہونچا دیکھا چو بدار وغیرہ در باغ پاستادہین مگر برق نے پہچانا کہ سرامے برف انداز  
کے بہت سے ملازم زیر دیوار باغ ٹہل رہے ہین عقل سے دریافت کیا شاید سرامے برف انداز  
اس باغ مین آیا ہر آج بن پڑے تو انھین کو ٹھنڈا کر دیہ سوچ کر شکل صرصر شیر زن در باغ  
پر آیا صرصر حین تو انتہا کی ہر ملازمان سرامے نے چکارا بی صرصر کہاں سے آئی ہو برق نے  
سمجھ ب کر کہا تمہارے سمجھ مین آگ لگانے آئی ہوں جہان نگوڑوں نے دیکھا کھنکھارنے لگے  
نگوڑے آنکھوں مین کھائے جاتے ہین جا کے اپنی بیٹیا بنیا کوتا کو نگوڑو گھر کی تو خبر لو دو چار قہقہہ  
مار کر ہنسے کہانی صرصر تم تو ہوا سے لڑتی ہو تم سے بات بھی کر نادشوار ہر آج کل زبان بہت کھلی  
ہر صرصر نے کہا کسی کی دلیل نہیں ہوں سامری ہمیشہ شہنشاہ کو سلامت رکھین کوئی ٹیڑھی نگاہ  
اڑاے تو آنکھین نکالوں ابھی جو شہنشاہ سے کہد دن تو معلوم ہو کیساں نے آکر صرصر کا



ہاتھ تھام لیا کہانی صرصر کیون خفا ہوتی ہو یہ پیادوں کا فرقہ ہو مگو خدا نے حسن ہی ایسا دیا ہے  
 برق نے تیوری بدل کے سر جھکا لیا کہ کیدان صاحب یہاں کہاں آنے کا اتفاق ہوا کیا  
 وزیر صاحب بھی آئے ہیں کیدان نے چپکے سے کہا اس باغ میں ملکہ شجر جادو و آشنا وزیر صاحب  
 کی رہتی ہیں کبھی کبھی جو رو سے چھپ کر چلے آتے ہیں مزے اڑاتے ہیں صرصر نے کہا میان  
 کیدان صاحب خوب بتایا مجھے ناخوش بڑھتی مکان پر سے جا کر بیٹھا پڑتا اب جاتی ہوں  
 پیغام شہنشاہ کا دے کر چلی جاؤ گی یہ کہہ کر اندر باغ کے آیا دیکھا نہایت باغ پر بہا نخل قطار  
 در قطار گلاباے رنگارنگ شکوہاے بولمہوں سر و شل قد مشوقی اگر طرہ میں گلچین و باغبان  
 جوش بہار دیکھ کر لڑ رہے ہیں ہر نخل سر سبز و شاداب چشموں کی آب و تاب دیکھ کر آب گوہر تباب  
 حیا ب چشم معشوق کا سماں دکھاتے ہیں نخل جوش بہار سے پھولوں میں مینیں سماتے ہیں حوض میں  
 قوارے چھٹ رہے ہیں خزانے مروارید بے بہا کے ٹٹ رہے ہیں برق فرنگی شکل صرصر  
 ہواے باغ کھاتا ہوا وسط باغ میں پہونچا دیکھا سرماے برف انداز زیند پر پہونچا ملکہ شجر  
 جادو و جام شراب چل رہے ہیں جو صلے کل رہے ہیں برق واسطے تسلیم کے خم ہوا سرمانے پوچھا  
 ملکہ صرصر کہاں سے آتی ہو بیان کا ذکر ہمارے گھر میں نہ کرنا ناحق کا فساد ہوگا بوجہ تو ہمارا گھر سے  
 نکلنا ہوتا نہیں شہنشاہ نے حکم دیا کہ جا کر سمنکال جادو سے ملاقات کرو اسکو لا کر سرحد باغ سیب  
 میں بسا دو شاہ کا کچھہ اس میں مطلب ہوگا میں نے دیکھا دن زیادہ ہی بیان ٹھہر گیا برق نے تیوری  
 بدل کر کہا واہ وادیر صاحب آپ نے کیا مجھ کو حق نادان بنایا ہے میں سیٹکی ملکی نہیں ہوں لگائی  
 بچھائی سے مجھ کو نفرت ہو میں جہان کی بات دیکھتی ہوں وہیں ختم کرتی ہوں سرمانے کہا ملکہ صرصر  
 بنے آمدن میں کہا حقانہ وہم خوب جانتے ہیں یہ تمہارا شیوہ نہیں مگر صرصر نے کہا حضور آپ نے  
 بلا شبنم گوہر پوش اور ملکہ سمنکال کا نام کیا آج سب عیاران لشکر باے رہائی شبنم نکلے ہیں محفل  
 سمنکال میں اوس پڑے گی ذرا سمجھو جھکرواں تشریف رکھے گا سرمانے کہا صرصر تم بھی ہمارے  
 ساتھ چلو آج شب بھر وہاں رہنا ہوگا سمنکال مجھ کو آنے کی بڑی لطف سے دعوت کرے گی  
 بہت خلیق ہی انتہائی لائق ہے برق نے سر جھکا کر کہا آپ کی خوشی اس محفل میں شب کو دھما جو کڑی  
 ضرور ہوگی اگر مجھ کو آپ سے چلتے ہیں تو بی سمنکال سے لکھنا انتظام شراب میرے سپرد کر ایسے گا



وہ حوکانہ کھائے گا سہانے کہا وہاں اپنا اختیار ہی مگر صرصر ضرور چلو تمہارے کہنے سے مجھ کو بھی خوف پیدا ہوا حقیقت میں عمرو وغیرہ ضرور آئینگے صرصر نے جواب دیا آئینگے تو ذلت بھی اٹھائینگے سہرا نے ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر بٹھایا تاجر جادو کو بھی ساتھ لیا تخت اڑا کر طرف قصر سمنکال کے روانہ ہوئی دو کاہرہ داستان ملکہ سمنکال کے سینے جب آئے اپنے بھانجی کے سلمان ہونے کی خبر پائی بہت گھبرائی روئی بیٹی سلیم شہر جادو کو روانہ کیا قفس میں بند کر کے لایا سامنے سمنکال کے پوچھا یا سمنکال قید میں دیکھ کر سر پیٹنے لگی یہی ہے جی اسی دن کے لیے پالا تھا کہ بجا اس حال سے دیکھو جانے موئے عمرو نے کیا سحر کیا ہماری محبت کو فراموش کر دیا میں نے اپنی ساری جوانی تیرے کنوائی سلوین تک لیکر سوتی تھی رات ساری جاگ کر بسر ہوتی تھی اب نام خدا جوان ہوئیں ہماری جا بھاری کو فراموش کیا ادنیٰ بی واسطہ سامری کا توبہ کرو میں تمہیں قفس سے نکالوں زخمون میں ٹانگے دوں تصدق اتاروں اپنے کو تپیر سے واروں شہنم کی زبان میں سوزن ہو کلام نہیں کیا جاتا بمشکل جواب دیا خالہ امان آپ ناحق جان دیے دیتی ہیں نہ مجھ پر کسی نے سحر کیا نہ جادو کیا میں نگوڑے عشق و عاشقی کا نام نہیں جانتی مذہب مسلمانوں کا پسند آیا افراسیاب کے نام سے نفرت ہوئی بی حیرت نے سر دربار بلا وجہ ذلیل کبادہ کلے کئے جو کبھی کانوں نے نہ سنے تھے میں غدر کرتی تھی کہ عمرو کے گرفتار کرنے کو شکر مسلمانان میں ہی تھی وہ مکار غدار بنانے لگیں عمرو نے آکر مجھ کو چایا اگر سرداران اسلام نہ آجاتے ہم قبروں میں سوتے ہوتے وہ سب میرے محسن ہیں میری جان بچائی چاہو قتل کرو چاہو جھوٹ میں سامانوں کا ساتھ نہ چھوڑو گی یہ سنکر سمنکال بہت بھنجھلائی سیکڑوں کینزین گرد جمع ہو گئیں چانوں چانوں کر رہی ہیں کوئی کہتی ہوئی بی خالہ امان کو یوں جواب دیتی ہو دو ہی دن میں دیدہ بچٹ گیا ایک کہتی ہے یہ تو عاشق مزاج نہ تھیں اب تو آثار حضرت عشق کے چہرے پر پائے جاتے ہیں ہونٹوں پر پٹیر پان سوے زلف پریشان آئینہ رخسار آئینہ سان حیران ایک نے کہا حرامزادی چپ رہ اپنی خالہ کی لاٹولی ہیں لاٹولی بیڈیان دیوارین پھاندتی ہیں ہم جو کبھی سمجھاتے ہیں تو بی سمنکال خفا ہوتی ہیں کہ میری بچی پر دین و تشنیع نہ کرو میری بچی گھٹ گھٹ کر دلی ہو جائے گی یہ باتیں سوچ رہی ہیں سمنکال کو سننا ٹا ملکہ شہنم کے ہاتھ پانوں میں عیشہ کہ آسمان پر برق چکی دیکھا کہ ملکہ آہو چشم منہ بولی ہیں ملکہ شہنم کی تخت پر سوار تاج خواہز نگار سر پر آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے چند کینزین ساتھ



اگر آترا آہو چشم نے سمنکال کو سلام کیا سمنکال گلے سے لگا کر روئے لگی کہا بیٹیا آہو چشم  
تھاری بہن وحشی ہو گئی چو کڑی بھولی ہمو آنکھیں دکھاتی ہر ساتھ والیوں سے شرماتی آہو چشم  
نے کہا خالہ آمان میں تو اسی واسطے دوڑی آئی ہو میری بوا کو کیا ہوا ارے میری بھولی بہن کو کتنے  
بھڑکا دیا ستیاناس لگی مسلمانوں میں کس واسطے لگی وہ تو سب بھوت پریت ہیں آنکھوں میں نگوڑوں کے  
موشنی آہو جو آئین جا کر چھپا سا مری جیشہ کو بھول گیا بی بہار صاحب سرو قد غنچہ دہن بھول سے عاں  
صراحی سا گلو شیرین سخن خوش رفتار آئینہ رخسار افراسیاب کی منظور نظر کیا یک بہن سے لڑا میں  
مسلمانوں پر جا پڑیں جاتے ہی عمرو کی شریک ہو گئیں بی بہار کل گئیں باغ سب برباد ہوا خالہ آمان  
انصاف تو کرو جس باغ میں بہار نہ وہ باغ ہو کہ کایجہ کا داغ ہو کاٹنا اسکی محبت کا دل میں شہنشاہ  
کے کھٹکتا آہو اس سرو قد کی یاد میں مثل قمری کے پھڑکتا ہو سمجھایا بھی قید بھی ہو میں دولت اٹھائی مگر  
راہ پر نہ آئی دیکھیے ہمیشہ صاحبہ کیا کرتی ہیں مگر خالہ آمان خفا ہو تو میں کچھ عرض کر دن چھوٹی  
ہوں بات بڑی کہوں گی انصاف کے مقام پر خاموش نہ ہوں گی خطا معاف آپ کی چانوں چانوں  
آٹھ پیر کی کانوں کانوں نے یہ آفت برپا کی آپ کی صحبت سے بیزار ہو کر باغ میں رہیں نو جوان  
ستایان نوکر رکھی گئیں جب بھی میں نے جا کر دیکھا جھنڈا سا سر کھلا ہوا آہو دونوں وقت ملنے کو ہیں  
سوئی دوڑی دوڑی پھر رہی ہیں وہ نگوڑیاں پھل پائیاں ساتھ ہیں آنکھ مچھو لا چادر چھپولا ہو رہا ہے  
میں ہمیشہ کھٹکتی تھی کہ دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے یہ کہہ پہلے خوب رویا پھر کان میں جھک کر کہا اب  
آپ زیادہ ظلم و بدعت نہ کیجیے میرے کہنے پر میرے میں اپنے طور پر سمجھاؤں گی صبح تک آپ کے قدموں پر  
گروادوں کی سمنکال نے ہاتھ باندھے کہ بیٹیا آہو چشم میں تیری لونڈی ہو جاؤں گی جو تیرے نزدیک  
بہتر ہو وہ کر چالاک نے کہا قفس تو الگ رکھو ادھیجے کینزین وغیرہ وہاں نہ جاؤں سمنکال  
نے کہا کہ قفس صاحبزادی کا پیچھی میں رکھ دو خبردار وہاں کوئی نہ جائے آہو چشم ہماری چھو کری جو  
کسے وہی کرنا کینزوں نے قفس اٹھا کر ایک پیچھی میں رکھ دیا مودب سامنے سمنکال کے بیٹھا  
دل میں سوچ رہا ہے کہ کس صورت سے تقریب شراب کی کروں یہ سب بیوش ہوں ملکہ شبنم  
کو رہا کروں اس خیال میں تھا کہ ہواسے سرو حلی ابرسیاہ پیدا ہوا سب دیکھنے لگے ابر شق ہوا دیکھا  
سرمائے برف انداز ایک پہلو میں اسکی معشوقہ شجر جادو مع چند کینزوں کے گوشہ رحمت پر ملکہ صبر



بانہا سے عیاری سے آراستہ سہرا سے برف انداز سے گرمیان کر رہی ہے چالاک کے ہوش  
 اڑ گئے کہ یہ تو غضب ہوا والدہ ماجدہ آن پہنچیں اب ہوا بگڑی صرصر کے سامنے تیری ہونہ بندی  
 آتے ہی پہچان لیگی سمنکال سہرا کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی سہرا تحت سے اتر اصر صر بھی کو رمی  
 سمنکال نے کہا وزیر صاحب آپ نے سنا ہمارا گھر برباد ہوتا ہے انہی تباہی پر ہر وقت روتا ہے  
 سہرا نے کہا میں اسی واسطے حاضر ہوا ہوں شہنشاہ نے مجھ کو بھیجا کہ شبنم کو بھی جا کر سمجھاؤ اور ملک  
 سمنکال سے کہو کہ اگر سرحد باغ سیب میں بسو جب تک طلسم کشا قتل نہ ہو جائے سرحد سے باہر  
 قدم نہ رکھا تو سمنکال نے گہرا کر کہا اس سے کیا فائدہ گھر بسا بسا یا کیونکر چھوڑوں سہرا نے کہا  
 یہ مقدمات راز و نیاز ہیں ہر وقت سمجھا دینگے سمنکال نے کہا چھو کری کے بارے میں کیا ہوگا  
 صرصر بول اٹھی بی سمنکال کیون گھراتی ہو ہم اسی واسطے آئے ہیں بی سمنکال ابھی انتظام  
 ہوا جاتا ہے بوڑھا چوٹا ہلاتی ہونا حق کی باتیں بناتی ہو صاحبزادی نے کسی کا گھر لوٹ لیا کسی  
 کی دیوار بھانڈی کسی سے نین ٹکا کر لیا بی حیرت نے کلمات تحت کے صاحب شوکت صاحب  
 لیاقت گہرا گئیں عمر و عمر و پکارنے لگیں جسکی جان اور پرو پر بنے تباہی سمنکال وہ کیا کرے  
 بڑے بڑے مٹم جان جانے کے وقت گہرا جاتے ہیں دامن بھیا کی سے منہ چھپا لیتے ہیں اپنے  
 بھی غضب کیا میاں اسلحہ شور کو بھیج دیا انھوں نے بھی جرات دکھائی گرفتار کر کے قفس انہی میں  
 بند کر لیا اب تباہی آدمی کونا گوار ہو کہ نہ کوئی صاحبان لیاقت کو جوتیان مار کر نہیں سمجھاتا ہے  
 بی سمنکال خفا ہونا پانی کا ہنگامہ پر آتا ہے چالاک ٹیکل آہو چشم صرصر کو دیکھ کر منہ چھپانے  
 بیٹھا تھا اب جو اس طرح کی باتیں سنیں کان کھڑے ہوئے دل سے کہتا ہے یہ باتیں تڑاق پڑاق  
 ہمارے بھائی برقی کی معلوم ہوتی ہیں ڈرتے ڈرتے منہ پھیر کر دیکھا بھوری بھوری آنکھیں  
 دیکھ کر ہچا پتا اب تو چالاک اٹھا کہا بی صرصر میں بھی سلام برقی نے آنکھ ملانی ایک نے دوسرے  
 کو چچا نا خوب آپس میں اشارے کئے ہوئے برقی نے کہا بھائی چالاک ابھی سب کو مارے  
 لیتا ہوں چالاک نے کہا میں رنگ جاچکا ہوں برقی نے پوچھا بلکہ شبنم کہاں ہیں چالاک نے  
 اشارہ کیا منہ منی قفس رکھوا دیا ہے آج تو وزیر اعظم کی بھی گردن چالاک نے کہا اب کہاں جائیگا  
 سہرا قریب آن کر ملک سمنکال کے بیٹھا سمنکال نے کہا سامان عیش و عشرت مہیا کرو سہرا نے



کہا بی سمنکال انتظام شراب و کباب بی صرصر کے سپرد کرو اسی واسطے میں ساتھ لیتا آیا ہوں آج ضرور عیاران اسلام عمرو وغیرہ ادھر کا قصد کریں گے انکے سامنے کیا مجال ہو کہ آسکیں بخوبی ایک ایک کو پہچانتی ہیں انکو گرفتار کر لینگے اور ہمیشہ شراب پینے میں احتیاط کیا کرو رہائی اسد غازی قریب ہو عمرو آفتین برپا کریں گے لوگ فکر قتل میں مسلمان ذکر رہائی میں جسکی چل جائے سمنکال نے کہا ای وزیر اعظم بہت مناسب کیا صرصر یعنی برق نے بڑھکر کلید بیخانہ کی لی اب چالاک و برق خوش ہیں کرسب کو مار کر محفل درہم و برہم کرینگے چو گھڑے چنگیر عطر دان پاندان کینزین محفل میں آراستہ کر رہی ہیں برق نے گلابیان نکلاوے کا قصد کیا ہو چالاک کا اشارہ ہو کہ ہان بھائی جھٹ پٹ داروے بیہوشی ملاؤ برق چلا ہو کہ چویدار نے بڑھ کر عرض کی حضور کے جشن کا ذکر سنکر ایک کلافونت در دولت پر حاضر ہوا امیدوار باریابی ہو سمنکال تو خود چاہتی تھی کہ آج ایسا سانا ہو یا ہو کہ وزیر اعظم دستور معظم افراسیاب خوش ہو کر کہے کہ اس طرح کا جلسہ کبھی صحبت شہنشاہ افراسیاب میں بھی نہیں ہوا حکم دیا بلاؤ برق و چالاک گھبرا کر دیکھنے لگے آپس میں اشارے ہوئے چالاک نے کہا بھائی برق شاید قبلہ و کعبہ آپونچے یہ ذکر ابھی تمام نہوا تھا دیکھا ایک شخص غصیف و ضعیف آب روان کا کرتا زیب جسم شروع کا پایا بزمہ اگلی وضع کا سفید ڈاڑھی تانبات پانوں میں رعشہ طنبورہ کہنہ کاندھے پٹنہ میں ایک دانت مگر جوٹا مزیدار سرخ چہرہ سر پر گادری جو کھائی ہو پیک گرہی ہو نصف ڈاڑھی رنگی ہوئی سرمہ و بنالہ دار آنکھوں میں دیا ہوا جھک کر ملکر سمنکال کو سلام کیا عرض کی اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہیں آفتاب سلطنت تابان رہے صرصر نے آگے بڑھکر کہا میان گوئے صاحب کمان سے آتے ہو بڑے میان گھبرا گئے بغلین جھانکنے لگے سر جھکا کر کہا حضور میں نے پہچانا نہیں آپ کون صاحب ہیں صرصر نے کہا آپ نے ہما کو نہیں پہچانا صحبت میں شہنشاہ افراسیاب کی آپ آکر گائے تھے اب آپ کی آج یہاں بڑی خاطر ہوگی اچھی طرح خدمتگزاری کیجائیگی بڑے میان نے سر جھکا کر کہا بی بی تمہاری خوشی نہو تو ہم چلے جائیں تم لوگوں کے بچچک ہیں مانگ کھاتے ہیں بڑے بڑے لوگوں کی محفل میں جاتے ہیں سامی حبشہ مسلمانوں کو غارت کرین جسدن سے انکا قدم آیا فیض بالکل اٹھ گیا کسی کو دمڑی نہیں دیتے جا بجا ملک ویران بڑے ہیں ہمارے قدردان مٹ گئے برق نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کہا بڑے میان صاحب



بیٹھے حقیقت میں یہ عمرو بن روح جسم سے نکل گئی دل سے کہا خواجہ اب بکڑے گئے یہ ظالم آپ  
 پکار کر کہی گئی ابھی خیر ہی نکل چلو دوسری طرف سے آہو چشم نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہاں میان کلاؤنت  
 صاحب ہم آپ کے قدردان ہیں دل سے تمہاری خدمت کریں گے اب عمرو اور زیادہ گھبرا یا کر بکڑے  
 گئے برق جو بصورت صرصر ہا کہ اذرا سر تو اٹھائیے ہم سے آنکھ ملائیے گھبرا ئے نہیں خدمت میں  
 شہنشاہ کی آپ کو بڑی دھوم سے لے چلینگے عمرو نے اب جو سر اٹھایا اس پہلو پر برق کو دوسری  
 جانب اپنے نور نظر چالاک کو دیکھا اب تو بڑے میان ٹھٹھا مار کر منہ سے کہا اب ہم نے بھی پہچانا  
 تم دونوں صاحب تو ہمارے کمال سے خوب آگاہ ہو اب زیادہ لطف ہو گا برق نے کہا  
 بڑے میان شراب ہمارے قبضہ میں ہو عمرو سمجھ گیا کہ یہ دونوں پہلے سے آئے ہیں رنگ اپنا  
 چاچکے ہونگے شراب میں پیوٹی بھی بلا چکے ہونگے دوزانوں ہو کر سامنے سمنکال کے بیٹھے سمنکا  
 سمجھی یہ بڑھا کیا گائیگا خرابن کریگا آواز بھی ٹھٹھ سے نہ نکلیگی کہا اصرصر اس بڑھے کو کچھ دلوادو  
 رخصت کر دو برق نے ہاتھ بڑھا کر کہا لمار صاحب یہ لوگ یادگار ہیں تائیں بھو باور و میسان  
 تان توڑ خان وغیرہ کی اخون نے آنکھیں دیکھی ہیں سماعت تو فرمائیے بہت مخطوط ہو جیسے گا  
 ہم نے انکو بہت سنا ہو سمنکال نے مجبوری کہا خوشی تمہاری اب تو خواجہ عمرو نے طہنورے کو  
 بلا یا کٹکنا کر یہ غزل شروع کی غزل

کشتہ حسرت دیدار میں یا رب کس کے وہ چلا جان چلی دونوں میان سے کھس کے پاؤں تربت پری دیکھ کس بھل کر رکھنا کس پر یروے شکر سے ملا دل افسوس نالہ اشک نہو باعث درد سہ مرگ کیوں نہ ہم شمع کے مانند جلین دور کھڑے	نخل تالوت میں جو پھول لگے نرگس کے اسکو تھاموں کلا سے پانوں پڑوں کس کے چور ہو شیشہ دل سنگ ستم سے پس کے کشتہ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہیں اسکے خیر گے سر پہ لگانا ہو وہ صندل گھس کے جب عدو باعث گرمی ہوں تری مجلس کے
---	---

اس غزل سے صدا سے واہ واہ بلند ہوئی عاشق دل جو تھے اٹھنوں نے کلیجے تھام لیے آگے  
 ملا کر ملکہ سمنکال سے یہ غزل ریا لہنا غفی کی گائی غزل

رستے بہ پیش دیدہ و من خیمہ ہنوز	دارم خیال روے ترا در نظر ہنوز
---------------------------------	-------------------------------



اے گریہ متے کہ زخوننا بہ جگر	دارم ہزار و سولہ بر چشم تہ منور
خاک وجود من غسم بجران بباد داد	من در ہواے وصل توام دبدر منور
مخفی اگر چہ خانہ خرابی ہنر شدم	دارم ہواے صحبت اہل ہنر منور

برق نے لا کر گلابیان چن دین بیوشی دل بھر کے ملائی چالاک اپنا کام کر رہے ہیں ساقی بچے شراب پلا رہے ہیں رنگ محفل دگرگون میان سرما کے پہلو میں معشوق صدا لاؤ لاؤ کی بلند برق بھی جانبازی میں مصروف خواجہ کو ہاتھ نہیں بلانا پڑا برق کی مرتبہ تڑپ کر چچی میں ہونچا ملکہ شبنم کو ہر پوش سے کہ آیا ملکہ نہ گھبرانا تمہارے واسطے تین عیار اس محفل میں موجود ہیں ابھی سب کو قتل کرتے ہیں تمکو چھڑا کر لیے چلتے ہیں ملکہ شبنم دل میں اپنے بحال چہرہ خوشی سے لال دل سے کہتی ہو کہ اے شبنم ان لوگوں کا کیونکر ساتھ بندے ہر وقت واسطے جانبازی کے موجود ہیں صحنی میں دیکھ رہی ہو برق کے کہنے پر بچان گئی تھی کہ خواجہ طنبور اسیلے گارہے ہیں برق لشکر صرصر تڑپتا پھرتا ہو چالاک گاوریان حاضر کر رہا ہو رات تھوڑی باقی تھی اب نشہ تیز ہونے لگا سمرانی آنکھوں میں سرسوں پھولی سرکلپانے لگا ملکہ سمنکال جادو سے کہا دیکھو خداوندوں کے تحت آسمان سے اتر رہے ہیں اور تم تعظیم کے لیے نہیں اٹھتین بڑی بے ادب ہوسنگ سیاہ ہو جاؤ گی سمنکال جادو نے کہا کہ تم وزیر افراسیاب جادو ہو پہلے تمکو اٹھنا مقدم ہو ادھر گھبرا کر سرما اٹھا ادھر ملکہ سمنکال جادو اٹھی ادھر کنیزیں اٹھنے لگیں بیوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑاکے سب گرے جو اپنے مقام سے اٹھا گویا جہان سے اٹھا دھما دھم گر کر رہوش ہونے لگے عمرو وغیرہ کر کے اٹھا برق نے نیچے کھینچا چالاک خنجر کھڑکڑا کر چلا دل برق نے جھپٹ کر ملکہ شبنم کو ہر پوش کو قفس سے نکالا زبان سے سوزن کھینچا شبنم اپنے کو راستہ کرنے لگی جھولی سحر کی اٹھا کر بائیں ہاتھ پر ڈالی عمرو کیڑے اتارنے لگا زیور اتارا اور قتل کیا لاشے جادو گروں کے برتنہ پھڑکنے لگے دریا سے خون جاری ہوا عمرو ہر مرتبہ قصد کرتا ہو کہ سمنکال کو قتل کروں کسی کو برق نیچے مار دیتا ہو کسی کو چالاک خنجر لگاتا ہو اندھیرے میں عمرو بونٹے میں مصروف ہو مرنے سے ساحرون کے اندھیرا ہو گیا صدا باے مہیب آ رہی ہیں زمین کو ترزل آسمان کو جکڑا مکان پرودہ ظلمات ہو سیاہی شب یلدا کی مات ہو ظلمت آباد کننا ٹھک ہو اسوقت وہ قصر مثل گور ہو دان تار یکا ہو یہ



ہنگامہ دیکھ کر شبنم گوہر پوش گھبراہی ہو ہر مرتبہ پکارتی ہو خواجہ خدا کے واسطے کل چلو کوئی اور صاحب نہ آجائے قلعہ بہت وسیع ہو اس کا مرتبہ رفیع ہو عمرو کب سنتا ہو ہزاروں کو قتل کر ڈالا شبنم پکارتی ہو خواجہ ستارہ سحری چمکا چاہتا ہو کبھی گھبرا کر کہتی ہو خالہ امان کو گرفتار کر لو قتل کرنے کا قصد نہ کرنا سرما کو ٹھنڈا کروا فراسیاب جادو کا بازو ٹوٹ جائیگا اسکی ذات سے بڑا انتظام ہو عرفان بان کتا جاتا ہو مگر ہاتھ نہیں رکتا قضاے کا مہیتر جادو صاحب سمنکال کا واسطے شکار کے گیا ہوا تھا وہاں سے پٹا ہو چکا ایک قصر پر سمنکال کے دیکھا آگ برس ہی ہو ساحرون کے مرنے کی صدا بلند برتیرہ و تار چھپا ہوا ہو گھبرا گیا کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا آسمان پر جا کر دیکھا کہ تین عیار خنجر سے برہنہ ہاتھ میں لیے قتل کرتے پھرتے ہیں سمنکال ایک جانب ہیشم و زیر اعظم کو انتظام فراموش وہیں سے لغزہ کیا خنجر دارا و ناخیارو یہ کیا ستم برپا کیا ہو میں آپو چا ستم مہیتر جادو شبنم نے آواز دی لو خواجہ غضب ہوا جلد بھاگو یہ عیار کب رکتے ہیں جست کر کے چشم زدن میں قصر سے اکلے شبنم نے دو چار گولے مارے آگ برسا دی سیکڑوں اسکے سحر سے بھی مرے تڑپ کے یہ بھی بیرون حلقہ آئی خواجہ عمرو و برق و چالاک بھی باہر آکر ٹھہرے صبح ہو چکی تھی شبنم کا انتظار ہو مگر عمرو افسوس کر رہا ہو کہ کیا فلک نے گردش دکھائی ہاے پہلے میں نے سمنکال کو گرفتار نہ کر لیا برق کتا ہو استاد اسکی موت بیتی کجبت بیج گئی کل آن کر مارینگے عمرو نے کہا بقراط ثلانی نے جو پہچہ بھیجا ہو اول میں اسی کا نام لکھا ہو کہ سمنکال جادو کو مطیع کرنا چاہیے فلک ہمارے ساتھ برسر گردش

ہو سیکار ساری کوشش و اسبات	جو پہونچی قیامت تو آہ و فغان ہو	مرے ہاتھ میں من آسمان ہو
کوئی آج سے ہر فلک مٹے گیا	ہمیشہ مرے حال پر مہربان ہو	کہ روت یہاں کیا کر ڈھین کہے تو
یہ دل گرد کلفت کا اک کاروان ہو	جو روتا بھی ہو نہیں غبار ولی سے	تو آئسو کا سیلاب رنگ روان ہو
عجب منحصر ہیں ن جو فلک سے	حوادث کے تیروں کا سینہ نشان ہو	عمرو اس خیال میں کھڑا رہا ہو

کہ ملکہ شبنم گوہر پوش بھاگی ہوئی آئی کہا خواجہ غضب ہوا مہیتر جادو برس پڑا سمنکال و سرما کو ہوشیار کر دیا سبیر کے تعاقب میں آئے ہیں جلدی بھاگو یہ کامہ تمام نہونے پایا تھا کہ سامنے سے سمنکال بصد قہر و جلال کف منہ سے جاری گالیان دیتی ہوئی چلی آتی ہو شبنم کو دیکھ کر کاہی او چھو کر ی کہاں جاتی ہو تیرے دھکڑوں نے میرا گھر بار کیا خوب تو نے مجھ کو شاد کیا اب تو زندہ



نخل کے جائیگی شبیم پٹ پڑی خواجہ نے کلیم اڑھلی چالاک و برق تڑپ تڑپ کے زر غما سے  
 تخلصان میں چھپے طلعہ کے اندر سے ہزار ہا جادوگر دوڑ پڑا شبیم گوہر پوش کو گھیر لیا سرما بھی  
 اپنی معشوقہ کے لیے روتا ہوا آ پہونچا کتا ہوا کہا ہے جوان معشوقہ کو میری ناراضی جادو کے نخل  
 حیات کو قلم کیا یا سامری اس سن کا درخت بھی نہ کٹے ایسا صدمہ کوئی نہ دیکھے باغ حیات پر  
 اسکے صرصر خزان چل گئی شاخ زندگانی نہ پھولی نہ پھلی غنچہ آرزو سربستہ رہا گل امید نہ کھلا اب سرما  
 نے بھی اس گرمی میں شبیم پر سحر کیے روئی کے گالے اٹھائے برن پڑنے لگی ایک جانب  
 منکال جادو چاہتی ہی شبیم کو پکڑ لیں یا آتش سحر سے پھونک دوں خواجہ عمر و جب دیکھتے ہیں  
 کہ شبیم کو ساحرون نے گھیرا شبیم بدحواس عالم یاس میں زخمی ہو رہی ہی اسوقت کلیم تار کر ایک  
 حقہ آتش بازی کا مار دیا سودو سودو جلنے لگی جادوگر نیکر آیا کسی کی کوکھ پر خنجر مارا چالاک بھی ملبہ  
 مارتا پھرتا ہی مگر ساحرون کا بلوہ نہیں کم ہوتا اگر کسی کے سحر میں چنس جاتے ہیں شبیم اس جادوگر  
 کو قتل کر کے عیاروں کو چھڑاتی ہی مگر کس کس کو مارے کیلی کیا کرے خواجہ عمر و کو انتہا کا قلعہ ہی  
 کہ افسوس شبیم گوہر پوش قتل ہوئی ہو گل رخسار پر زری چھا گئی ہو آنکھوں میں طلعے جسم میں عیش  
 ابالیان شہر کے نزدیک اک تماشہ تین کوس تک شبیم گوہر پوش لڑتی ہوئی آئی ہاتھ سے  
 جادوگروں کے ہمدت نہ پانی زخموں میں چور چور ہوئی منکال جادو و سحر ماسے برف انداز نے  
 قیامت برپا کر دی بقرار ہو کر دل کو طرف پروردگار کے جمع کیا عمر و برف چالاک نے بھی دعا کی نظم

یارب سگس نفس زشت راسانا	از آہو چشم دلبران باز	در کوکب اشک در سحر گاہ
بنامے بجانب خودم راہ	در چاہ شقا و تم بین روز	آہ سحر دم دہ از سر سوز
کز مد الف کہست در آہ	سازم سن و بتایم از چاہ	از شوری اشک چشم بے آب
خواہم نکمے کہ نایم ش خواب	مار از خمی خود جدا کن	تو فسیق رفیق راہ ما کن
تو فسیق تو گر رفیق راہ است	غم نیست اگر چہ رہ تباہ است	چون دست اجل شود گلویم
نویں نکتی ز لطف تقصیر	سازد کد قضا چو پستم	از راہ کرم گیم و ستم

شبیم بھی آنکھوں سے اشک حسرت بہا رہی ہو کہ او باغبان قضا و قدر مثل نسیم سحری گرمی آفتاب  
 سحر سے ان بھیاؤں کے پامال ہوں یہ کینز غم دالم سرا پا اشک ہو رہی ہو نظروں سے ان ظالموں کے



گر رہی ہو اے لطف سے نخل آرزو کو سر سبز کردے دامن مدعا گل مراد سے بھر دے دعا  
تمام نہوئی تھی کہ بقدرت سمیع و علیم و بغایت جیم و کریم ملکہ بران شمشیر زن طاؤس زرین بال پر  
سوار باغ نگارین سے طرف ہزار درے کے جاتی ہیں صبح کا وقت نوز کا تیرا کارون کا جھلکا  
طاؤر ان خوش امان کا چہرہ ناکبک کو ہی کا ققمے مارنا عندلیب خوش نوا کا بھول بھول کر ہر شاخ  
پر چپکارنا سبر کے کو صفت باغبان قضا و قدر نوک زبان چشم نرگس شہلا سے انتظار ہی عیان  
ملکہ بران نے جو یہ سمان دیکھا یا دگل عارض ایرج نوجوان میں اشک حسرت آنکھوں سے ٹپک پڑے

ایک کوہ فلک شکوہ پڑا کر ٹھہر گئی یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے	ایک جلوہ برق خانان سوز
اے شعلہ آتش جہان سوز	اے طعنہ زن فسون نگاہان
اے دلبر و دلرباے دلدار	اے کافر و وفاے عیار
اے ہدم و ہدم مسیحا	اے ہر عروج کج ادائی
اے نقش و نگار مسکن حسن	اے تازہ بہار گلشن حسن
تجھ سے نثار جان خوبی	اے جادو سے برفن فسون ساز
اے باعث قطع دست کو	اے غیرت و لبر زلفا
اے مرہم زخم و افکار	اے موجب آہ و زاری دل
اے حوصلہ سوز چارہ سازان	آتش زن آرزو گدازان
کب تک یہ جفا و جور ظالم	عرصہ دراز تک ان اشعار کو پڑھ کر رونی کبھی دل سے کتنی تھی اور

نمائان یہ بقراری اشکباری بالکل بیکار ہو جان دینا عشق میں مال کار ہو اسی تردد و انتشار میں ٹل  
رہی تھی کہ ایک جانب سے ہنگام و وار و گیر کی صد اکان میں آئی کبھی شعلے بھڑکے کبھی لگے  
ابر کے کڑکے بگھرا کر طاؤس پر سوار ہوئی کہ او بران دیکھ یہ کیا معرکہ ہو کسی مقام پر ساحرون سے  
جنگ ہو رہی ہے بجلی بھی جلتی ہے تعجیل آنسو پونچھے طاؤس پر سوار ہو کر شل ستارہ سحری آسمان پر  
چمکی دیکھا کہ ایک مقام پر ہزاروں جادو گر ایک مہ پارہ کو گھیرے ہیں اُس ماہ پیکر نے لڑتے لڑتے  
زخمی ہو کر زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہیں تمام جسم خون سے لال لختے خون کے لباس پر جھجھکے  
یہ حال دیکھ کر دل بھرا آیا اُس نازنین کی تنہائی پر قلب تھرا یا مائل بیستی ہوئی جب قریب پہنچی



دیکھا کہ خواجہ عمرو بھی لڑ رہے ہیں حقہ ہائے آتش بازی مار کر گلیم اوڑھ لیتے ہیں اب تو بران  
نے لغزہ کیا خواجہ نہ گھبرایا یہ کنیز ان پہنچی اترے اترے مٹھی بھر کے ماش کے دانے مارے کئی سو  
جا دو گر آتش سحر سے جل کر خاک ہو سے قریب ملکہ شبنم کے پہنچی شانہ تمام کے اٹھایا چونکہ بران  
نے اسکو دیکھا نہ تھا تازہ مطیع الاسلام ہوئی ہی بوجھا او شاہزادی تیرا کیا نام ہے عمرو نے پہلو پر سے  
اپنے کو ظاہر کیا کہا او نور نظر اسکے شریک ہوتے ہی آفت آئی کوہ مروارید کی شاہزادی ہی ملکہ شبنم  
گو ہر پوش نام ہی یہ منکال جو لڑ رہی ہی اسکی خالہ ہو گرفتار کرانگایا تھا ہمنے آن کر رہا کیا اب ان  
سبھوں نے گھبرا دی ہر بریشہ جرات جہانک ہو سکے منکال کو قتل نہ کرنا زندہ گرفتار کر لوشبنم پر  
اوس نے پڑنے دو یہ سنکر بران نے کہا خواجہ ہٹ جائے خدا چاہتا ہی تو ابھی اسکو گرفتار کرتی ہوں  
یہ کہہ ملکہ بران نے گاتی دوپٹہ کی باندھی نیچہ نیام انتقام سے یاسا حرون پر حملہ کتا شروع کیا  
جب نیچے کو جنبش دی برق چلی دو چار کے سڑا گئے کسی پر گولہ مارا کبھی جوڑے سے اختر مروارید  
بکالا جب چمکا دیا ہر ساحر بد گھر وارید کو دیکھا گھبرا یا صدق چشمین تاریکی چھائی طبیعت گھبرائی  
اندھا ہو کر ٹوٹنے لگا بھاگ کر نکلا جاؤں گندے تولنے لگا چونکہ قلعہ قریب ہی ہزار ہا ساحر براے  
مدد منکال چلے آتے ہیں لینا لینا کاغل مچاتے ہیں جب برق شمشیر ملکہ بران شمشیر زن چمکتی  
ہی الامان کہہ کر ٹپتے ہیں بغیر تلوار سے سب کٹتے ہیں مگر منکال بڑے زور شور سے ملکہ بران  
پر سحر کرتی ہی ہزار ہا تیر و ترنج و رانی کے دانے بران پر پڑتے ہیں مگر بران ہنگامہ ہنگامہ

ان رو با ہون میں مصروف سحر خوانی ہو طلم مصنف	ہوئی جنگ تازہ تر چرخ پیر
زمین ہلگئی کانپا ہر منیر	بنا اک سیہ آسمان بلند
چھپا ہر تابان بزمیر غبار	اڑی گرد یہ دن کی شب ہو گئی
اندھیری بیابانیں سب ہو گئی	بڑھی فوج قبضہ کو سب چوم کے
چمکنے لگی برق شمشیر کی	وہ حملے تھے بران کے گرم قہر
زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز	زمین تر پھی یہ خون کا جھڑکا وٹھا

آخر شیب برق شمشیر ملکہ بران شمشیر زن سے ساحران غدار بھاگنے لگے تیر و کمان بھینک کر  
گوشوں میں چھپے کمانوں میں ٹم آیا تیر انداز سہم گئے تیر پر نہ کھولتے تھے ترکش میں تیر تھے یا



طائران پرندہ تھے ملکہ بران لڑتے بڑے سائے سم نکال کے پونجی لکارا کہ خبردار او سم نکال  
جھولی پھینک دے قدموں کو چوم نغمہ غرور سے نہ جھوم سم نکال نے کئی گونے مارے بران نے  
روک کر اتر مروارید سائے سم نکال کے کر دیا ایک شعلہ چکا سم نکال ہوش ہو کر گری بران  
نے زبان میں سوزن دیا رسن سحر سے مشکین باندھ لیں ہر میان سم نکال بھاگ کر قلعہ میں چھپے  
اب میدان کارزار میں تینوں عیار و ملکہ بران شمشیر زن و ملکہ شبنم گوہر پوش موجود ہیں سب  
کافر بھاگ گئے خواجہ عمرو نے ملکہ بران سے کہا سم نکال کو ہوشیار کر و بران نے سحر اتارا  
سم نکال نے آنکھ کھولی اپنے کو اس حال تباہ میں پایا شبنم خالہ کا یہ حال دیکھ کر رونے لگی  
اُس زخمی میں ہاتھ باندھ کر آگے بڑھی کہا کیوں خالہ امان ظہور اتر ف اسلام دیکھا آئینہ دل سے  
خبر دفع ہوا اطاعت دین اسلام ملت بیضا کی قبول کیجیے سوادت کو من حصول یہی میری خاطر  
سے ملکہ بران نے آپ کو قتل نہ کیا عمرو بھی سمجھا نے لگا بران نے بھی کہا او سم نکال تواس  
زبردست ہو کتاب سامری میں ضرور دیکھا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی سامری پرستوں کی آبرو  
جا چکی اسد شیر دل افراسیاب کا قاتل ہو احکام میں حکما سے طلسم کے جو دخل دے وہ جاہل  
ہو اس وقت سم نکال زخمی بھی غصہ بھی انتہا کا ہر میدان سب نے کہا اُسے جواب بھی نہ دیا  
عمرو نے کہا ملکہ ہٹو میں ابھی انکو سمجھا لے دیتا ہوں یہ کہ مگر نمی کھینچ کر رہا شبنم گوہر پوش رونے لگی  
ہاتھ سے خواجہ کے لپٹ گئی دست بستہ عرض کی خواجہ مان نے میری کہنی میں انتقال کیا اسنے  
میکو بڑے ناز و نعم سے پالا اس وقت فصیر میں ہر نہیں مانتی لے چکر قید کیجیے قتل کی سزا دے دیجیے  
آخر دو چار دن میں مان جائیگی میں سمجھا لوں گی عمرو رک گیا ملکہ بران نے قصد کیا کہ تخت سوار  
کرے مگر حال افراسیاب جادو سماعت فرمائیے بلغ سبب میں تخت جو اہر نگار پر بیٹھا ہر  
شاہان طلسم ہوش ربا فرمان مضمون طلب روز قتل اسد لکھوار ہا ہر اب ہر وقت یہی چہرے  
ہیں کہ زمانہ قتل اسد قریب ہی جو اس جلسہ میں شرک ہنو بڑا بے نصیب ہو کہ کیا ایک دیکھا سہرا و  
ہرمت انداز زخمی چلا آتا ہر افراسیاب جادو نے گھر کر پوچھا او وزیر اعظم میں نے تم کو  
واسطے لینے سم نکال کے بھیجا تھا یہ کیا ہوا سر مانے کہا شب کو عیاروں نے آ کر قیامت  
برپا کی شبنم کو ربا کر لیا ہم سب نے جا کر گھیرا عین وقت پر بران آگئی غلام اسکے ہاتھ سے



زخمی ہو کر چلا آیا نہیں۔ حاتم منکال پر کیا گزری یہ سن کر افراسیاب نے کہا بڑا غضب ہوا لیا  
 نہ عمر و اسکو گرفتار کر کے لیجائے اگر وہ مطیع الاسلام ہو جائے گی تو باعث خرابی ہوا اس راز کو  
 منکال سے نکال نہیں سکتا یہ کہانہ بغیر غضب تمام سمت قلعہ منکال چلا یہاں خواجہ وغیرہ چاہتے  
 ہیں کہ منکال کو لے کر طہین کے آسمان سے نعرہ ہوا ہم شہنشاہ طلسم ہوش ربا او ذخر کو کب بابت  
 آن ہو چنے تیری قضا میرے ہاتھ سے ہو عمر و تو پر چھائیں دیکھ کر نیچے ٹپک کر ایک غار میں پھاند پڑا  
 برق ایک جانب چالاک ایک سمت شبنم نے گولہ مارا مارا بران نے برق چمکائی بجلا افراسیاب  
 انکے سحر کو کب مانتا ہو بران نے بہت سے مثل کے دانے پھینک مارے افراسیاب سحر  
 وقع کرنے لگا بران نے دیکھا اُس جیسا سے جان بچنا دشوار رہا اس سے لڑنا بھی بیکار ہو  
 یہ لکھ دو لون پافون زمین میں مارے غرق زمین ہو کر کل گئی شبنم ایک جانب بھاگی نظر ونگ  
 افراسیاب کی مخفی ہو گئی اب جو افراسیاب نے دیکھا بران و شبنم کو نہ پایا قریب منکال کے  
 آیا زبان سے اُسکی سوزن نکالا منکال دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئی کہا شہنشاہ عیاروں نے  
 میرا گھر لوٹ لیا نوٹھی کو تباہ کر دیا سیری بھانجی کو مطیع کر کے لے گئے مجھ کو بڑا داغ دے گئے  
 افراسیاب نے کہا اؤ منکال بعد ایک ہفتہ کے سردار رومال سے ہاتھ باندھ باندھ کر زند  
 مابہر دولت میں حاضر ہونگے جب اس قتل ہو جائیگا مایوس ہو کر آخر کمان جائیں گے شرف خدیگر گری  
 پائینگے شبنم کو میں گرفتار کرانا منگاؤ لگا تمہارے سپرد کر دو لگا لگا تمہارا رہنا اس قلعہ میں مناسب نہیں  
 ہو واسطے دو ہفتہ کے چلکر سرحد باغ سیب میں رہو خبر داسی سمت نہ آنا جہان تک ہو سکے  
 اپنے کو چھپانا آئیں بھی اسرار ہو اسکا ظاہر کرنا بیکار ہو منکال نے کہا جو مناسب وقت ہو  
 افراسیاب منکال کو لیکر قلعہ میں آیا تختہ اسے سحر تیار کیے مال اسباب منکال کا اسپر بار کیا  
 کینزوں کو بھی اُسکے ساتھ لیا ایک تخت پر آپ بیٹھا تخت اُٹاتا ہوا قریب باغ سیب کے آیا  
 باغ سیب سے دو کوس ہٹ کے ایک باغ میں کہ نہایت سرسبز و شاداب تھا منکال کو  
 آئیں آرا تا کی دیکھ کی خبر و خبر داسی تین کوس کے گرد سیر و شکار کرنا آگئے جانے کا قصد نہو  
 ورنہ مابہر دولت کے خلاف ہو گا منکال اس مطلب کو نہ سمجھی مگر عرض کی ایسا ہی ہو گا شہر  
 خلاف اسے سلطان اسے جتن + بخون خویش باشد دست شمشیر + افراسیاب



سم نکال کو بخوبی سمجھا کہ طرف پارغ سیب کے گیا سم نکال اس باغ میں سکونت پذیر ہوئی  
 مگر خواجہ عمرو جب افراسیاب جاچکا غار سے نکلے صورت بدل کر قلعہ سم نکال میں آئے  
 لوگوں سے سنا افراسیاب سم نکال کو مع کینزوں مع مال سرحد باغ سیب میں لیگیا عمرو  
 متشدد پریشان اپنے لشکر میں آیا ملکہ مہرخ سے کہا ایک سم نکال جادو کا پتلا تھا اُسکو بھی  
 افراسیاب جادو لیگیا قلعہ میں خبر سنی کہ لیجا کر سرحد باغ سیب میں بسایا یا سرحد سے نکلنے کی  
 اُسکو مخالفت ہوا ملکہ عالم بقراط ثانی کے پرچہ میں نام نکلے تھے کہ کوشش رہائی اسد نامہ  
 میں یہ امر واجب و لازم ہے کہ سم نکال جادو و اسرار جادو و ماران زمین کن کو مطیع کرنا ضرور  
 ہو گا جتنا کہ یہ تینوں شرکاء ہونگی تدبیر طلسم کشا کی رہائی کی ٹھیک ہونگی یا رواب میں کیا کروں  
 کہ ہر جاؤں باتوں سے عمرو کی دربار میں شور گریہ و زاری بلند ہوا مصیبت پر اسد غازی  
 کی ہر خرد و کلان درو مند ہوا ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت و خورشید زہین سحر صاحب  
 صولت نے عرض کی خواجہ ہا طہینان بھٹیو بروقت قتل اسد نامہ را بخون کے دریا بہائینگے ملازمان  
 افراسیاب کو انشا اللہ مثل نقش قدم مٹائینگے اور کوئی تدبیر ہمارے فہم میں نہیں ہے عمرو  
 نے کہا اے سرداران نانی و اے جانبازان گرامی خدا تم سب کو صبح و سالم رکھے میں چاہتا ہوں کہ  
 تم سب کی جانب بچاؤں اور اسد غازی کو قید سحر افراسیاب سے چھڑاؤں اتنا کا درو مند  
 ہوں احکام فرماں دین کا پابند ہوں بموجب حکم اسمعی بنی و الامام من اللہ و خدا حافظ و نامہ  
 اسی فکر میں جاتے ہیں سبب الاسباب سامع الدعوات شاید کوئی سبب پیدا کرے مگر  
 برق و فتنی تڑپ کر ساسنے یا عرض کی استاد اس غلام جانباز کو ضرور ہمراہ لیجئے عمرو نے کہا  
 تم سب کو ہر اسے حفاظت لشکر اسلام چھوڑتا ہوں یہاں بھی تو دبیدم بلانا زل ہوتی ہی ہر روز ساحر  
 زبردست کا سامنا ہی اے عیاران خنجر گزرا جہان تک ہو سکے جتنو سے ہاتھ نہ اٹھانا شبہم گوہر پوش  
 جو زخدا آئی ہے عمرو نے اسکی زخمدوزی کا حکم دیا شبہم زار زار روئی کہ اے شہنشاہ عیاران خنجر  
 پیٹو اے خنجر گزرا ان عجب وقت میں یکینز شرکاء ہوں گی کہ آپ اس بیقاری میں سرداران  
 نامی اشکباری میں عمرو نے کہا اے شبہم جبدن سے اس طلسم میں آئے ایک لمحہ آرام نہ پایا کیا  
 کیا انقلاب فلک نے دکھایا اب وقت جانبازی ہے تم آرام سے ہمراہ مہرخ و بہار لشکر میں



رہو کوئی تمھاری خدمتگزاری سے سرتابی نہ کرے گا بعد شبنم کے سمجھا نے کے عمرو نے تجاہد کیا اس طلبہ  
 میں ملکہ مخمور و ملکہ مہر رخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و خورشید زرین و شکیل جادو  
 وغیرہ چالیس ہزار ان نامی شریک تھے عمرو نے ہجرت سب سے کیا ایک امر کا اور آپ سب  
 صاحب خیال رکھیے گا اگر میری کسی خرابی کی خبر آئے کوئی کہے کہ عمرو گرفتار ہو گیا یا قتل ہو گیا کرنا  
 دل پر جبر کرنا اپنی تدبیر سے غافل نہ ہونا جملہ میں شامل نہ ہونا ان کلمات حسرت آیات خواجہ عمرو  
 پر ہر ایک کی آنکھوں سے اشک حسرت جاری ہوئے اپنے اپنے دل میں سمجھ گئے کہ عمرو  
 بہ تنگ ہو کر جان دینے پر آمادہ ہوا مخمور و بہار نے خواجہ عمرو نامہ دار سے لپٹ کر کہا خواجہ تمھارا  
 راز باطن سے ہم بخوبی آگاہ ہوئے واسے ناکامی ہم کیسے بنا ہوئے اگر ایک دن آپ لشکر  
 میں نہونگے افراسیاب سے بلکہ جان بچانا مشکل ہوگی بدرون آپ کی زیارت کے کیونکر کیا میں دل  
 ہوئی عمرو نے ان دونوں کو گلے سے لگایا ہر چند ضبط کیا نہو سکے چچ مار کر رو یا کہا کہ مخمور و بہار میرا  
 جسم خاکی تلاش میں جاتا ہو روح لشکریوں میں رہیگی بس اب خدا کو یاد کرو ہمارے واسطے نہ فرماؤ کہ  
 سب کو رہا دیتے چھوڑ کر عمرو باہنا بے عیاری سے آراستہ ہوا ایک ایک کہ گلے سے لگایا فکر ہائی  
 اسد غازی میں طرف صحرا کے روانہ ہوا دل میں ہزاروں طرح کے تباہی پہنچ بھی یہ خیال کہ دنیا  
 پہنچ ہو اور عمرو کیا فکر کروں ہر چند کہ انتہا کی بقیاری اشکباری شرمساری ہو مگر طبع ہر وقت غالب  
 ہو طبیعت مال جمع کرنے کی طالب ہو راہ میں چلے جاتے ہیں جہاں کسی مسافر کو دیکھا تراق  
 بنکر پوٹ لیا کسی مقام پر ایک معشوق نازنین کی شکل بنکر بیٹھ گئے رونا شروع کیا راہ گیر نے  
 پوچھا تم کون ہو کہا سانسے جو کائنات میں زمیندار رہتا ہو اسکی دختر ہوں کسی نے اس سے کہدیا یہ  
 خواب ہو باپ نے غصہ میں نکال دیا یہاں آن کر بیٹھی ہوں چاہتی ہوں کنوین میں گر پڑوں مرد  
 مسافر بھولی بایں سکر پھرا ہوا ہاتھ کلیجہ پر رکھا پوچھا کسی کے یہاں رہو گی جواب دیا ہاں حسب  
 بھارو بہار ہو دینے کے لائق ہوں مرد مسافر نے کہا تمھیں اپنی آنکھوں میں رکھیں گے گھر کی  
 بی بی بنائینگے تھلا کر جواب دیا بیوی خالہ کو کہتے ہیں چھوٹی خالہ کو بیوی کہا کرتے ہیں مرد مسافر  
 سمجھا بالکل نادان ہو بھولی بھالی بڑے اس سے مزے لینے شروع اُسے طفلی میں بھی کہتے تھے  
 ہم یوں شادمان ہو کر رہو کہ یہ اک آفت جانِ جہاں ہو گا جوان ہو کر ہندس مسافر کو لگا کر کوئی نہیں



لیگے وہ سمجھا مطلب حاصل ہو گا اپنے پاس سے اُسے روٹی مکانی اُسی کھانے میں اسکو بیوٹی  
دی تنگے میں پھانسی چھپی تھی گلے میں ٹال کر بار اس طرح اتارے دسکے کی خیر نہاتے ہوئے  
جائے میں ایک قانون کی طرف سے تاشا بختی آواز آئی جا کر دیکھا ایک زمیندار کی برائے  
اُتری آسمان کے باغ میں ایک بڑی سی درسی پچھی ہر ایک طرف لکڑی لگ رہے ہیں نائی  
چلیں بھر کر دیتے جاتے ہیں شراب چل رہی ہر ایک دیہاتن میں سیری تائین اڑا رہی ہر جھا کر  
لوگ بڑے بیٹھے ہیں سپر تلوار سامنے انگو چھے سر پر باندھے ہوئے دوسری مرزئی نیچے  
نیمون اوپرین شکہ مارکین کی دھو تیان ہاتھ میں چاندی کی موٹی موٹی انگوٹھیاں کمر میں کھینچاں  
دو لھانچ میں ایک جا در ی میں پیال بھر کے بجائے مسند لگا دیا ہر دو لھا کے گلے میں ندو جات  
پھر لگا پاجامہ دو لھا پیشاب کو اٹھا تو دھول تاشا بختی لگتا ہر دیہاتن ناچنے والی بھی نشہ میں  
شراب کے آڑی تر چھی تائین لگا رہی ہر بیرون کا وقت ہر مگر بہاگ گارہی ہر یہ سامان جو خوب  
نے دیکھا منہ میں پانی بھرا یاد دل سے کہا دو ہزار کا تو ٹھکانا ہر اُسی دم یہ سوچ کر رنگ روغن  
عیاری کا نکالا نوجوان گویے کی شکل نہکرتیار ہوئے گوری صورت بھاری ٹوپی سر پر ایک  
کان میں بلی ایک میں انگوٹھی مشروع کا گھٹنا بھاری جوتہ جھوٹی سی ستاری ہاتھ میں گنگنائے ہوئے  
بوٹی بوٹی پھرتی ہوئی محفل میں آکر ہاتھ اٹھا کر دعا دی ٹھا کر جی کی جو رہے اعلیٰ اعلیٰ مراتب  
رہیں کشت امید سر سبز ہو سکے کی بڑھتی رہے شہر میں غلہ کی ارزانی ہو جنس عشرت کی فراوانی  
ہو دو لھا کے باپ نے پوچھا میان گویے کیا نام ہی کہا حضور ہمارے نانا پیر خان صاحب  
آپ کے یہاں کے قدیم آنے والے غلام کو استاد بچرنگی کہتے ہیں ہمیشہ دھانوں کی فصل میں آتے  
ہیں شادی کی خبر پائی ہر کہا بیٹا زمیندار صاحب کے یہاں جاؤ تمہارے بزرگوں کی برت ہو  
نانا جی کا گولا اتر گیا باپ جوانی میں مرا اب آپ لوگوں کی اس ہی ٹھا کر صاحب نے کہا بھیا ایک  
گجل گاؤ دو تین تائین اڑاؤ چارہ سپیری جو سوا سیر مٹھائی میگی جب گاتے کٹے کھریان پھی ادا کرو سیر  
کہا نہ لیجا واکر و گویے نے جھک کر سلام کیا ستاری بلائی نہڑی دیہاتن پاس آن بیٹھی قدم  
چھو کر کہا ہاں استاد آج تو کوئی بڑے خیال سناؤ میان بچرنگی نے جواب دیا بیٹائی غزل سنو  
اجل سے خوش ہوں کسی طرح ہو دھال تو ہو نہ آئے نقش پر وہ پر یہ احتمال تو ہو



کسی سبب سے ہو پر وہ بھی پامال تو ہی	حنا کے رشک کیونکر نہ آئے جوش میں خون
شبِ قلق نہ سہی خواب ہی خیال تو ہی	ذرا تھم احوال مضطر کہ فکرِ وصل کروں
بہم آپ کا ٹالین آخر یہ سہو بال تو ہی	کہاں تلمک گدھے تغافل قاتل
اب آگے ہو نہوا مید انفعال تو ہی	جفا سے یار کو سو نہا سالاہ اپنا
ہو آؤں حضرت عیسیٰ تک امتنا حال تو ہی	وہ اضطراب کہاں ضعف سے مگر اب بھی
کہ گو خوشی ہنسنے کی پر ملال تو ہی	شبِ فراق میں بھی زندگی پہ مرتا ہوں

اس عزل پر سب زمیندار جھوٹے لکے دو آئینان چو تیان ٹینٹ سے بحال کر چھپکیں میان  
بجھرنگی نے چادر اٹھیلایا اب رنگ خواجہ کا جما ہوا اورادہ ہر کہ شراب کا چرچا کروں بیہوشی  
ملاؤں قضا کے کارِ مکر سمنکال جادو کہ اسکو لا کر افسرِ سپاہ نے ایک باغ میں رہنے کا حکم  
دیا سیر و شکار کا نہایت شوق ہی صبح کے وقت تختِ سحر پر سوار ہوئی اُڑاتی ہوئی کوہ و دشت و  
بیابان میں جاتی ہر ایک بلند پہاڑ پر پٹھری سبز زار کی کیفیت دیکھ رہی ہی صبح کا سہانا وقت  
و مہو پ جا بجا بزمِ رنگ زعفرانی نخلستان پر نظر ہوئی جاتی ہی چشمہ ہائے آب روان کو دیکھ کر طبیعت  
لہرائی ہوئی ازلان دشت صفت باغبان قضا و قدر میں دم بھر رہے ہیں شاخا سفل پر چھپ  
کر رہے ہیں سمنکال بر سرِ کوٹھل رہی ہو کہ کان میں گانے کی آواز آئی گھبرا کر چہار جانب  
دیکھنے لگی دل سے کہتی ہو یہ کون ظالم گا رہا ہو خفتگانِ خاک کو جگا رہا ہو چونکہ علم موسیقی میں اسکو  
بھی اچھی طرح معایت ہو خود بھی اس کمال میں استاد ہی تخت کو اُڑا کر طرف اُسی آواز کے چلی جھاکے  
دیکھا ایک مقام پر گنواروں کا مجمع ہر ایک گویا نوجوان خوب صورت نیک سیرت کس لطف سے  
کار رہا ہو کہ طبیعت بھری آتی ہو سمنکال نے باندی پر تخت بٹھرایا عرصہ تک سنا کی آواز دل میں  
سوچی کہ اسکو اٹھا کر لے چلو اپنے باغ میں چلکر دل کھول کر سنوا سکو تو تعوید بازو بنانا خوب  
ہو مشوقِ خوب و صورت میں محبوب ہو یہ سوچ کر سو کر کے گری نچہ کمر میں دے کر خواجہ کو اٹھاتا  
خواجہ متوج ہو اسے بیہوش ہو گئے سمنکال اُسی بیہوشی میں لیے ہوئے اپنے باغ میں  
آئی آپ مسند پر بیٹھی خواجہ کو سامنے بٹھا کر موسیٰ کیا عرو نے آنکھ کھول کر سامنے ملکہ سمنکا  
جادو کو دیکھا باغ باغ ہو گیا دل سے اپنے کتا ہو سچاں اللہ کیا قدرت پروردگار ہو عجیب



شعبہ بارور خانہ میں گرد جهان می گردم + آب در کوزه میں نشہ دہان میگردم + یہ کو عمر و سحر گیا  
کہ گویا جان کر اٹھا لائی ہو خیر اس تک پہنچنے یہ بڑی بات ہوا اب انکا گریبان ہوا اور میرا ہاتھ ہی  
دل میں یہ باتیں کر کے ہاتھ اٹھا کر دعائیں دین گھبرا کر کہا حضور یہ کیا مقام ہو آپ کا غلام یہاں  
کیونکر آیا یہ کہہ کر تھر تھر کانپنے لگے آنسو آنکھوں میں بھرا آئے سمنکال نے کہا میان گویے صاحب  
نہ گھبراؤ ہم تمکو اسے ہیں کچھ گانا سناؤ انعام و اکرام لو دامت نکال کر کہا حضور میں اپنے گھر میں  
پہنچ جاؤ لگا بڑھیا مان راہ دیکھتی ہوگی نانی ڈھونڈھتی پھرتی ہوگی سمنکال نے کہا اپنا نام  
بتاؤ میان گویے کہاں کے رہنے والے ہو عمر و نے کہا حضور استاد بجزنگی نام ہے جہاں میں  
بندھتی ہیں تاڑ کا پیر ہاوی رہی رہنے کا مقام ہے سب کینزین کھلکھلا کے ہنس پٹپٹ سمنکال  
نے کہا میان استاد بجزنگی تم ان مستانیوں کے ہنسنے پر بجاؤ تمکو گانا سناؤ عمر و نے تائین مارنا  
شروع کیا سنا سمنکال کے یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

اندھیری گوری صورت غریبانہ ہوا	لڑاق خیم میں آنکھیں میں ہماری کو	دکھا کے زلف جو کل شکوہ روا نہ ہوا
ہمیشہ تنکے چنے میں من بابل ہوں	ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا	کے آنسو دیکھے بہانے کا بھی شہا ہوا
وہ شاخ ٹوٹ پڑی جیسے شیانہ ہوا	شباب بنکے چھلا وہ گند گیا آنسو	ہمیشہ آفت صرصر میں یہ آیا کی
قرنے آہ جو کھینچی ٹیک پڑا آنسو	صداح جس کی سنی قافلہ روا نہ ہوا	کھلا نہ کچھ کہہ آ یا کہ ہر روانہ ہوا

ایا لیان محفل کو ہنسا یا رولا یا مایہ جلا یا سمنکال تو بیتاب ہو گئی موتیوں کا مالا اتار کر دیا عمر و کو یہ  
خبر نہیں ہو کہ میں سرحد باغ سیب میں آ گیا اور اصل یہ ہے کہ بدون حکم افراسیاب کلنا شکل  
ہو خواجہ عمر و نے جب دیکھا کہ سمنکال رجوع ہو چکی کہ رہی ہو کہ استاد ہم تمکو بخانے دینگے  
نوکر رکھینگے خواجہ عمر و کہ رہے ہیں کہ آپ مالک ہیں میں خوب آپ کو راضی کرونگا یہ کہہ کر عمر و نے  
پیر پھیلانے کہا ملکہ ہم تھاب رخصت ہوتے ہیں سمنکال نے کہا استاد کیوں عمر و نے کہا اب  
جوانوں کے نشہ پانی کا وقت ہو بھٹی رہ جائینگے ٹکے کا ٹھرا لی کر چوک کی سیر کرینگے سمنکال نے  
کہا استاد شراب یہاں حاضر ہو کہا حضور اگر آپ نے ایک ادھا دیا تو اس سے کیا ہوگا سمنکال  
نے کہا شیلے موجود ہیں کہا حضور میری عادت ہے جب سب اہالیان صحبت کو پلا لوں گات ہیں  
بھی ایک جام پوڑنگا سمنکال نے کہا لاؤ شراب کینزین بھی بھرا ہو گئی ہیں عمر و کے گانے پر



جلد لاکر گلابیان شراب کی کشتیاں کباب کی حاضر کن خواجہ عمرو نے ایک گلابی اٹھالی کہ ظالم کو ہی کافی ہو سمنکال نے مسکرا کر کہا جس قدر تھا راجی چاہے پو عمرو کو سمنکال کو دیکھا حیرت ہو گئی ہو دل سے کہتا ہر جھٹ پٹ پلا کر ہوش کر دیا کہ خدمت میں ملکہ ہرخ کے چلو اس خیال سے تعجیل تمام جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھ کر سامنے سمنکال کے پیشکش کیا سمنکال نے مسکرا کر جام لیا

عمرو نے آنکھیں ملا کر اشعار پڑھنا شروع کیے اور ملکہ عالم شہار	آنکھوں کو جانتے ہیں پیالہ شراب
ہوئے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو	ساتی اخیر کر دیا دورا شراب کا
پلو میں یار ہاتھین شیشا شراب کا	آتش مزاج یار ہو عاشق ہو بادہ خوا
لفلی سے تاجرگ رہا دورا جام و	عاشق کا جسم نگہیا شیشا شراب کا
ایکی ہوش باغ میں جلسا شراب کا	پی پی کے رنگ کھیلنے کے زمان بادہ خوا
دل توڑ ڈالا ساتی ہوش اور قمر	دکھلا کے ٹکڑے کر دیے شیشا شراب کا

سمنکال تعریفیں کر رہی ہو جام شراب ہاتھ میں تمام ابلیان محفل کا یہ حال ہو کہ بے شراب پیے مست ہیں خواجہ عمرو نے جو یہ اشعار آبدار پڑھے آنکھوں میں میکشون کی نشہ آگیا عمرو سمنکال سے آنکھ ملائے کہ رہا ہو ملکہ عالم نوش فرمائیے نوش فرمائیے شراب گل رنگ کے فرمائیے اٹھائیے سمنکال نے جام کو ہونٹوں سے لگایا اسکو تو افراسیاب بہت ہوشیار کر چکا ہوا اپنے قصر میں عیاروں کے دھوکے اٹھا چکی ہو بازو پر تیلی صورت سامری کی بندھی ہو وہ تڑپ کر شعلہ سان جام شراب پر گری شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اسی تیلی نے آواز دی ملکہ سمنکال جادو ہو شیار ہو جاوے عمر و عیار ہو بس سمنکال نے ایک دو ہتر مارا عمرو کے پائوں زمین نے تھام لیے سمنکال نے چپکے کر اٹھی کہا کیوں اوسا رباں زادے تیرے خوف کے مارے یہاں آکر بسی یہاں بھی بیٹھے چھپانہ چھوڑا بھانجی کو میری مطیع الاسلام کر لیا گھر سارا لوٹا اب جان کا خواہاں ہو تیری مجال کیا ہو کہ بچہ دست انداز ہو تیری بوٹیاں کاٹ کاٹ کے کھاؤنگی نگوڑے متکار چھلکار کو خاک میں ملاؤنگی یہ واضح رہے کہ عمرو اسی گویے کی صورت پر ہو جب سمنکال نے نیچے کھینچ کر چاہا عمرو کو قتل کرے عمرو نے لگا ہاتھ باندھ کر کہا ای ملکہ عالم آپ صاحب انصاف ہیں عدالت فرمائیے ظالم و جاہل نہ بنجائیے ایک دن خداوند لقا کا سامنا ہو گا وہ عدالت شہار بات بات کی تحقیقات کرے گا



میں جس جنگل میں نہیندارون کی برات میں بیٹھا تھا ہی میرا پیشہ ہو گا بجا کر رئیسوں کو ہنساکر  
چار پیسے لیتا ہوں بی مہرخ وغیرہ کیا ٹکا دیتی ہیں جو مانگ جانچ کر لیا تا ہوں وہ بھی چھین لیتی ہیں  
آپ مجھے کیوں اٹھالائیں میں نے آپ کے قتل کا قصد نہیں کیا آپ سے آپ کے گھر نہیں آیا تھا  
میں بھی آپ کو بیہوش کیا مگر قتل نہیں کیا آپ کی بھانجی شریک ہو چکی ہو ہو آٹھ پہر ہی فکر رہتی ہے کہ  
آپ کی خدمتگزاری کریں شبنم کے مطیع ہونے کا رخ مٹائیں سمجھا بھجا کر پاس ملکہ مہرخ کے لیجا میں  
اوسمنکال تو سنا رہا ہوں دیدہ گرم و سرد عالم حشیدہ ذرا خیال کر میرے خون سے ہاتھ نہ جھرو  
کتاب سامری میں پڑھا ہو گا کہ عمر طلسم ہوش رہا تمام ہوئی اسب رخازی قاتل افراسیاب ہی  
دیکھ لو اتنے بڑے طلسم پر کیا انقلاب ہو مہرخ وغیرہ کا مجمع بڑھا جاتا ہے اور طلسم گھٹ رہا ہوتا ہے  
کے بارے میں دیدہ دل کھول کر دیکھو چشم انصاف و اگر وسامری و جمشید بھی مثل تمھارے ساحر  
تھے آخر مر گئے معاذ اللہ پیدا کرنے والا حکم الحاکمین رب العالمین مسبب الاسباب سامع الدعوات  
اکیلا ہر زمین و آسمان کو ایک کلک سے بنایا ہے ہر گل بوٹے سے رنگ صنعت قدرت آشکار  
کیسی خزان کیسی بہار یہ سرکشی قبرین کام نہ آئیگی تاریکی قبرین شمع اعمال روشن ہوگی وقت مشکل اپنی  
زبان اپنی دشمن ہوگی راہ ضلالت کو چھوڑو نور اسلام سے تاریکی قلب کو روشن کر دین بالکل بے خطا  
ہوں اس طرح کے کلمات عبرت آمیز حسرت خیز وحشت انگیز عمرو نے کہے کہ سمنکال کا منہ لگی ہاتھ  
ک لیا کہا اور عمرو تو نے اس وقت مجھ کو تھکے میں ڈال دیا اس خطا پر تو میں نادم ہوئی کہ میں خود  
تجاکو اٹھالائی مگر مقدمہ مذہب میں بڑا انتشار ہی نہیں سمجھتا ہوں آتا کہ اصل میں کون پروردگار ہی عمرو  
نے کہا ملکہ عالم میرے ہاتھ پر سے سحر اتار لیجئے رہائی دیجئے میں ابھی سمجھا دوں گا جاؤ حق دکھاؤں گا  
راہ ہشت عین سرشت تباہ و نگا سمنکال نے کہا خواجہ میں تم سے ڈرتی ہوں تم نے چھلاوا ہو ہوا کا  
نملہ ہو دم دے کے بھاگ جاؤ گے پھر ہاتھ نہ آؤ گے تم نے پہلے خداوند تھا کا نام لیا پھر صفت  
اپنے پروردگار کی بیان کی اسکا کیا سبب عمرو نے کہا اور ملکہ عالم وہ کلمہ خوشامد کا تھا کلمہ  
حق ہر سمیع و علیم رب بحق کار ساز مطلق ہر شک کرنے والے شرک کہلاتے ہیں جنہم میں بھنکے جاتے  
ہیں ایک سوال کا جواب آج تک تمام عالم نیڈت نہ دے سکے یعنی وہ درویش و رگنمے خستہ  
دوبادشاہ و راقیہ نے گنبد اسکے معنی صاف آشکار ہیں خیالات محالات بیکار ہیں جب دو



بادشاہ سلطنت بنین کر سکتے پس پونے دو سو خدا کیونکر ہو سکتے ہیں کہنے والے یہودہ کہتے ہیں طالع

صفیتیں اسکی ہیں بیان فزون جس جگہ دیکھے وہ ہو موجود آسمان و نجوم و شمس و قمر نور کے بحر اور باغ و ارم خلد کی وہ تمام آرائش ارم و خلد حبت الما و رے غنچہ و گل حیدر اجدار نگین ہی زرد سے رنگ جنکا تیز لک و قدسیان و جن و بشر بحر زخار و بر و کان و نال لفظ کن میں یسب کیے پیدا	اسکی قدرت کا کیا میں صدف لکھوں اُسے کیا کیا نہیں کیا پیدا عرش و کرسی و جنت و کوثر تصراک اک جہان میں نورانی جس میں دنیا سے بڑھکے آسائش خوشنما جا بجا تمام شجر جنکی خوشبو سے شا و قلوب حنیو بلبلین اور مرغ خوش الحان وحشیان و طیور و دشت و در خاک و آب و ہوا و آتش بھی کار خانے عجب کیے پیدا	وہی خالق ہی اور وہی معبود ہر مکان کا نگین کیا پیدا سب حجابات اور لوح و قلم رفت و شان جسکی لاثانی سب سبیل اور کوثر و طوبے کیسے خوش ذائقہ سب انکے شجر و روشن پر وہ سبزہ نوخیز توہ و علمان تمام اور عنوان سنت طبقات ارض و دشت و جہاں جس سے ساری بنا ہو انسانی اگر ملکہ سمنکال اگر دلائل ثبوت
---	--	---

اسلام عرض کروں سالہا سال میں حتم نہوں پس دلیل کامل ہو کہ تمہارے خداوند کیسے تھے  
جو مر گئے پروردگار کی ذات کو ہمیشہ بقا ہی جو چیز دنیا میں پیدا ہو اسکو ایک دن ضرور فنا  
ہو موجب کلام قدسی نظام رب انام کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال  
والاکرام علاوہ ازیں روز حشر جہن و وہ معبود حقیقی و رب حقیقی صفت قہاری و جباری کھائے  
آفتاب عالم تاب سوانیزے پر آشکار ہوگا ہر فرد و کلان حدت سے بقرار و اشکبار ہوگا  
ایک سمت دفتر ہائے نامہ اعمال کھلینگے میزان عدل ہائے اعمال نیک و بد کے تھلینگے کس کو  
پیدا کرنے والے سے سوال و جواب کی تاب ہوگی ای سمنکال اسوقت کیا جواب دوگی سوال  
ہوگا کہ شیاطین کو میرا معص کر کیا اپنے خدا بنائے کفر و کافری سے اس بیانی پر بھی نہ شرمائے تمہارے  
لات و جہل کمان ہیں اسوقت تمہاری شفاعت نہیں کرتے اب دم خدائی کا نہیں بھرتے ای  
سمنکال اس کفر و کافری کا انجام جہنم ہی و تقدیر نیست کا سبت کم ہی و حدانیت اسکی یاد کرو اپنے  
نفس امارہ پر نہ بیدا کرو عمر و نئے یہ کلام حسرت انجام جو سامنے سمنکال کے کہے سمنکال



کے رونگٹے کھڑے ہو گئے مثل بید کا پی رنگ چہرے کا متغیر ہوا منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں  
 کہا خواجہ تمہارے کلام فیض انجام نے بقرار کر دیا خانہ دل کو صفت معبود سے بھر دیا کہا برائے  
 خدا میں کیا کروں افراسیاب سے کیونکر جدا ہوں میرا پیچا نہ چھوڑے گا قتل سے منہ نہ موڑے گا  
 عمرو نے کہا ناحق کا انتشار ہوا افراسیاب کیا ناہنجار ہی سبب الاسباب وہ پروردگار ہوتا  
 کے ہاتھ سے مظلوم کو بچاتا ہی ہر مشکل میں وہی کام آتا ہی دیکھو ملکہ مرخ و بہار وغیرہ کا کیا  
 کر لیا ہر مرتبہ انکے قتل پر آمادہ ہو کر بقرہ و غضب تمام جاتا ہی وہ جیم و کریم آنکو بچاتا ہی سمنکال  
 نے کہا بھگودین سلام کا اعتقاد ہوا مگر خوف افراسیاب دل پر غالب ہی آپ تو جانیے میں تدبیر  
 کر کے آؤنگی اپنی جان بچانے کی فکر کر کے آپ کے لشکر سے لجاؤنگی عمرو نے کہا ملکہ اعتقاد  
 کامل نہوا پروردگار کو حاضر و ناظر نہ سمجھا صفحہ دل پر اس مصرع کو نقش کرو ع دشمن اگر قویست  
 بگمبان قوی تراست جب تمہارا خدا سب سے بڑا ہوا ہالیان دنیا سے ڈرنا کیا ہی سمنکال  
 ہاتھ باندھے سامنے خواجہ کے کھڑی ہو کہ آپ جانیے میں کوئی کار نمایان کرے کہ آؤنگی اگر غیب  
 قابض ہوگا تو سرفراسیاب لاؤنگی مگر افراسیاب خانہ خراب باغ سیب میں تخت پر  
 بیٹھا ہی ذکر قتل اسد نامدار ہو رہا ہی کیا یک خیال آیا کہ دیکھوں ساربان زارہ کہاں ہی اس  
 سکار کے نام سے بہرام فلک لڑان ہی فوراً کتاب اٹھائی اٹھین دیکھا عرو سمنکال سے کھڑا  
 باتیں کر رہا ہی سمنکال ہاتھ باندھے کھڑی ہو کہ میں کل حاضر ہوئی اطاعت اسلام قبول کی پس  
 افراسیاب غصہ میں کانپا وزیروں نے پوچھا شن شاہ خیر تو ہوا افراسیاب نے جواب دیا  
 نمک حراموں نے سر اٹھایا ہی مجھ کو نادان بنایا ہی سمنکال حرامزادی عمرو کو اپنے باغ میں  
 لائی ہو مکمل جانے کا ارادہ ہی مسلمانوں سے ملنے پر آمادہ ہی یہ کہکر غصہ میں آواز دی کوئی جا  
 ہی ارے جا کر عمرو و سمنکال کا سر لے کر کشی کا مزا چکھائے پانگ جادو موجود ہی اسنے  
 کہا ابھی غلام جاتا ہی چشم زدن میں دونوں کو گرفتار کر کے لاتا ہی افراسیاب جادو نے کہا  
 سمنکال زبردست ہی بادہ سحر و ساحری سے مست ہی لڑ بھڑا کر نکلیا کیسی تیرے ہاتھ نہ آئے گی  
 مگر یہ شیشہ لیتا جا آب و میدہ سحر ہی پہلے اسکو پھینک مارنا بعد ملاکار نادا سٹے چند ساعت کے  
 سمنکال بیہوش ہو جائے گی فوراً گرفتار کر لانا پانگ نے سلام کیا شیشہ آپ نے کفر



وہ بے آبرو چلا سمنکال و عمرو باتین کر رہے ہیں کہ آسمان سے لغزہ ہوا باش او سمنکال  
 ارے نکاح حرام تو نے دشمن کو اپنے گھر میں بلایا شہنشاہ کا خوف نہ آیا سمنکال نے سر اٹھا کر  
 دیکھا کہا لو خواجہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہے افراسیاب نے کتاب سامری سے دریافت کیا  
 اس بچیا غلام کو ہمارے قتل کرنے کو بھیجا خواجہ ہٹو یہ کہا سمنکال نے چاہا کہ سحر کرے اپنے  
 کو بچائے مگر پلنگ جادو و جوش غضب میں شیشہ آب نایاب پھینک چکا تھا وہ ٹوٹا ایک  
 قطرہ سر پر سمنکال کے ایک سر پر عمرو کے گرایہ سنبھل نہ سکی پناہ پانی مشکل ہوئی لہر اگر گری گڑا  
 وریا سے بلا میں پھنسی پلنگ کڑک کر گرا ایک پنجہ میں عمرو و سمنکال کو اٹھالیا طرف افراسیاب  
 جادو کے چلابردے ہوا یخوش و خروش اڑا ہوا جاتا ہے صبح کا وقت ہر راہ میں باغ ہی ملکہ  
 گالگون نازک چشم کا چونکہ آج کل حکم افراسیاب کل ناظرون کو پہنچا ہے کہ بروز قتل طلسم کشا  
 ستان لشکر کشی واجب و لازم ہو ملکہ گالگون نازک چشم سحر اپنا تیار کر رہی ہے چار سو کنیزین  
 ایک ایک شعلہ جوالہ آتش کا پرکالہ سحر میں طاق شہرہ آفاق زمین سے آسمان و عنوان دھا  
 کسی نے آگ روشن کی کسی نے پانی برسایا کوئی فولادی گولے اچھال کر اسکا نور دیکھ رہی  
 ہے کوئی عقاب بنکر اڑتی ہے کوئی ستارہ بنکر چلی کوئی شکل برق کڑکی باغ میں آتش کا ہنگامہ سحر  
 گرم ہے اسی راستہ سے پلنگ جادو گزرا گالگون نازک چشم نے سحر پڑھ کر بڑے زور شور سے  
 گولہ طرف آسمان کے پھینکا وہ گولہ سینہ پر پلنگ جادو کے پڑ گیا تضاد انگیر اسکی کیا تدبیر  
 سمنکال کو ہوش آچکا تھا پلنگ کے مرتے ہی اسکے پنجہ سے پھوٹی ساحرہ زبردست ہر سحر  
 کر کے ایک جانب بھاگی دل سے کہتی ہوئی قول عمرو و تحت نشین ہوا پیدا کرنے والے نے  
 جان بچائی اب افراسیاب کو کیا منہ دکھلا سکتے ہیں نہ لشکر اسلام میں جاسکتے ہیں دیکھیے تقدیر  
 کیا دکھائی ہے کہ پتی ہوئی بھاگ کر ایک درہ کوہ میں مخفی ہوئی حیران و پریشان مضطرب و بدحواس  
 مگر نقش اسلام نگین خاطر پر جم چکا خدا واحد یقین واثق ہو گیا مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری  
 پنجہ سے پلنگ جادو کے چھوٹ کر سامنے ملکہ گالگونہ نازک چشم کے گرے اٹھتے اٹھتے  
 آہ از دی بموجب مصرعہ ہندی نع ہمیشہ دبر سجان مبارک باشد بد ملکہ بگھرا کر دیکھنے لگی دیکھا ایک  
 گویا پڑا تڑپ رہا ہے ایک سمت لاشہ پلنگ جادو کا تڑپ کر سرد ہو چکا ہے گھبرا کر ملکہ نے پوچھا



اگر شخص تو کوں ہر عمر و رونے لگا کہا بلیان لون آپ لوگوں کا ہاتھ دیکھنے والا ملک نے پوچھا یہ کیا معرکہ تھا کہا حضور پھر گوا یا مجرے کی جمع مانگی تو مارنے کو دوڑے یہ کہہ کر لیچے تھے کہ اب رات بھر غیور و لگا حضور میرا منہ چھوتے تھے گلے لگائے لیتے تھے میری پشت پر ہاتھ پھیرا میں چیخنے لگا بس خدا معلوم کیا کر دیا نجو لیکر آسمان پر بلند ہو گئے کینزین ہنسنے لگیں کہا ای ملک عالم کوئی حسن پرست ہو گا مگر یہ کیا حماقت کہ بدون رضا منہ کیے ایسے امر کا ارادہ کرنا ملک نے کہا چپ رہو یہود وہ نہ بکو گویا کوئی ظالم ہو گا میان گویے صاحب کچھ ہمارے سامنے گا و عمر و نے کہا حضور میں اب توبہ کر چکا ہوں تو سمجھتے ہیں اس جلسے میں چار پیسے کہا کر کھائیں اب ثابت ہوا کہ کمال باعث زوال ہر کینزون نے کہا ہماری ملک صاحب فیاض و سخاوت ہیں ایک چیز سکر صد ہار روپے دیدیتی ہیں وہ حرام زادہ کوئی جلا و صاحب بیداد ہو گا عمر و نے کہا حضور اب پہلے بلجائیگا تو گاؤں کا ملک نے کہا تمکو بہت کچھ بلیگا کینزین بھی گرد آن کے جمع ہو گئیں ملک نے چند اشرافیان سامنے عمرو کے پھینک دیں عمرو نے دیکھا سارا جلسہ لباس فاخرہ سے آراستہ ہر عرض کی ذرا سازندون کو حکم ہو جا ئے مگر میرے گھر مجھ کو ہو چوا دیجیے گا بڑھیا نانی دروازے پر کھڑی ہوگی رات کو میں ڈرتا ہوں جو رات کو واسطے پیشاب کے اٹھتا ہوں تو نانی کو پکار لیتا ہوں اور حضور اب تو میں نیسے کی دوکان سے سودا لیکر چلا آتا ہوں کینزین قہقہہ مار کر سنہس پڑیں کہا حضور یہ تو بڑے بہادر ہیں مگر نام تو پہلے بتا دو کہا حضور استاد خورد برد و ہمارا نام ہر رات ہم کثرت کرتا ہوں بڑی بڑی تانیں لیتا ہوں باپ ہمارے بڑے گویے تھے میان تان تو طحان کا پر قتا ہوں نانی نے مجھ کو بتلانا بھی سکھایا ہا ہا ہا نانی خالہ امان کے ساتھ بحرے میں جاتی ہیں زبان سے روپیہ لاتی ہیں ہمیں خوب دودھ ملیدا کھلاتی ہیں یہ میان جادوگر صاحب سکو گھر سے بلالائے بی ہسائی نے کہا تھا استاد خورد برد و لونڈے بازون سے بچے رہنا سب ٹھیکے مار کر نہیں کہا استاد خورد برد اب گاؤ اپنے نام کی پیروی کر دیکھ کھاؤ کچھ لیجاؤ کہا حضور خوب راضی کرینگے سامنے نرگس حواص میٹھی مٹی موٹی سی کوٹیل جوان چھوٹے چھوٹے کمال اسکی طرف دیکھ کر سیان خورد برد بہت ہنسنے لگا حضور یہ حکم دین تو میں گاؤں ملک نے کہا یہ ان خورد برد واسکے کیا معنی ہمارا کہنا ناگوار ہی نرگس کا بڑا اختیار ہو کہا حضور میری



جور کی صورت اسے بہت ملتی ہو کوٹھے پر ہر وقت وہ کھڑی رہتی ہر جب جو رومان کہہ کر چارے تے  
 ہین ہنستی ہوئی چلی آتی ہو مگر ابھی دودھ نہیں پلاتی ہر اسی وجہ سے ہم دبے ہین نانی نے سمجھا دیا  
 ہو کہ بیٹا رو پیہ کما کے لاؤ تو تمھاری شادی کر دین جب جو رومان دودھ پلائیگی موٹے ہو جاؤ گے نہیں  
 عمر بھر دبے رہو گے جفا میں سو گے لکڑا در خواصین اس قدر نہیں کہ پیٹ میں درد ہونے لگا ملک  
 نے کہا بی نرگس اپنے خصم کے قریب آ بیٹھو گانے کا حکم دو وہ خواص ہنستی ہوئی قریب آ بیٹھی آپ  
 مسکرا کر کہا بی بی ذرا پیٹ پر ہاتھ بھی رکھ دو کہ کا پیٹ بڑھتا ہو جائے نرگس نے پشت پر ہاتھ رکھا  
 میان خور و برد نے دانت نکوس کر کہا ہمیں ذرا سا دودھ پلا دو یہ کہہ کر چھاتیوں کی جانب ہاتھ  
 بڑھایا نرگس نے ہرٹنگوڑے لکڑا دھکیل دیا گرے چوٹ لگی مگر ہنس دیے کینزوں نے  
 کہا میان اُستاد خور و برد اب گاؤرات کو تمھارے پہلو میں جو رو کو صلوادینگے دودھ بھی  
 پلوادینگے اب تو خواجہ بن ابنتہ ضمری نے ڈاٹھائی بیقراری میں یہ غزل بجائی غزل

یہ بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل گیا  
 کنبخت پاک ہو کے پلیدوں میں مل گیا  
 اُس ماہوش کے سینہ دریدوں میں مل گیا  
 صاف آئینہ کا دیدہ ندیدوں میں مل گیا  
 تھا گرچہ اشتیاق میں شہیدوں میں مل گیا  
 در نہرم غم پیالہ پر خون دل میں است  
 وصلت مراست لیلی و مجنون دل میں است  
 از صد محبت قطرہ افزون دل میں است  
 فریاد رفت بادہ گلگون دل میں است  
 ہنگامہ شکایت و افسون دل میں است

گل اُس نگہ کے زخم رسیدوں میں مل گیا  
 گر بعد فقہ پھر ساگ دینا ہوا فقیہ  
 دکھلا کے کہکشان سے فلک چاک سینہ ترا  
 اُس شکل سے ہوا وہ طلبگار دیدار  
 حُب حسین ذوق و ہشیاری کہ جس سے حُر  
 دائم اسیر در در گزروں دل میں است  
 از جستجو نشان و صالت ینا قسم  
 خون دلم گزشت ز جیون و کم نشد  
 نرگس شہینا لہ زارم نہ ہوش رفت  
 محضی دلم ز غمہ شوق آشنا نشد

وہ وہ غزلین عمرو نے گائیں کہ لکڑا گلگون نازک چشم کی آنکھوں سے آنسو جاری عاشق تنوں  
 کے دل کو بیقراری کوئی آہ کرتا ہو کوئی داہ کینزین بلا میں لیتی ہین زگوٹھی اتار کر دیتی ہین  
 خواجہ بھی کسی کی گود میں جا بیٹھے کسی کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے احمق بیوقوف وہ بھی ہنستی ہین



بعضی آوازہ کستی ہیں میان استاد خور و بر و تم تو ہر دل عزیز ہو پیاری چیز ہو گلگون نازک چشم  
 نے کہا میان استاد خور و بر و ہماری نوکری کر لو اسی باغ میں مثل بو کے بسو تھاری شادی  
 کر دینگے عمرو نے کہا اب ہم زیادہ نہ ٹھہریں گے اب ہمارے نشہ پانی کا وقت آ گیا بھٹی پر جا بیٹھو  
 وہاں دو چار چیزوں کا کینگے ٹکے کا ٹھہرائی کر گھر کی راہ لینگے بیٹے کے یہاں ہے سو وہ بھی خریدنا  
 پڑتا ہو قرض کے سبب سے بنیاد و زلزلہ ہو ملک نے کہا بخت غریب ہو اس کمال پر بقیب ہو  
 ہمارے ہم بجا و بہت کچھ دینگے روز بیٹے کے یہاں بنانا پڑیگا جنس غلہ بھر وادینگے تیرے  
 گھر بھر کی خبر لینگے عمرو نے کہا واہ حضور ہم نے جو چیزیں گائی ہیں وہی پیسے ہم لیکے لینگے اور  
 اوصحا دار و کا منگا دیجیے ہم بھی پین آپ بھی پیجیے ملک نے کہا لاؤ گلابیان گلابیان کنٹلاں گلاب  
 لا کر رکھے گئے ساتی بچے موجود ہوئے ملک نے کہا تو میان استاد خور و بر و جب قدر چاہو پو عرض  
 کی حضور ساتی ہم بنائیے ہم ساتی ہوئے کسی کو باقی نہ چھوڑینگے نشہ میں گانے کی کیفیت ہوگی  
 پھر اور ہی صورت ہوگی ملک نے کہا اچھا تمہیں اختیار ہو تو خواجہ نے شراب کو الٹ مٹ کرنا  
 شروع کیا نمک سرکاری ملا یا جام بھر کر ملک گلگون نازک چشم کو دیا ملک خوش ہو کے پی گئی  
 سب کینزین مصاحبین چاہتی ہیں کہ جلد شراب کا خاتمہ ہو گا نا اس ظالم کائین عمر و ایک ایک  
 شراب پلاتا جاتا ہو اشعار عاشقانہ پڑھتا جاتا ہو ملک گلگون نازک چشم فریادی سے کہ رہی  
 ہو کہ اس گنجت کو روپیہ بہت سادینگے کوئی راستہ میں چھین لیگا چو بدراہم ہراہ کر کے ایک توڑا  
 روانہ کیا جاے چو بدراہم جا کر اسکے مان باپ سے کہہ دے کہ یہ اب خدمت میں ملکہ کے رہے گا  
 ایک دن شہنشاہ افراسیاب کو صحبت میں بلاینگے اسکا گانا سنو اینگے کینزون نے کہا حضور  
 وہ حسن پرست ہیں اسکا پیچھا نہ چھوڑینگے فوراً لیجا اینگے محفل میں ہنسی دلگی ہو رہی ہو عمرو سبکو  
 شراب پلا رہا ہو رنگ اپنا چارہا کبھی گاتا کبھی بجاو بتاتا ہو اب یکا یک بیوشی نے سب پر  
 تاثیر کی نرگس کی ٹکٹکی بندھ گئی شمشاد قدا کر کے اٹھے تالیان بجا بجا کر گانے لگے خود بھی  
 بجاو تہانے لگے غنچہ دہن کی زبان بند سوسن کی زبان درازی موقوف ہوئی سب نے موئے سر  
 کھول دیے آپس میں دست درازی ہونے لگی کسی نے کسی کی چوٹی پکڑی کسی نے پایا سہ  
 اتار کر پھینک دیا ہستی ہوئی تلکی بھاگی کوئی چین میں جا کر بیوش ہوئی کوئی جوش میں نشہ کے



نوف میں پھاند پڑی غرق دریا سے خجالت ہوئی اب محفل کا رنگ دگر گوان کسی کی آنکھیں  
غالتسی نکلے ہوئے کوئی اچھلتی ہی کوئی کودتی ہی ایک نے کہا بوا بیری چار آنکھیں ہیں اُس نے  
جواب دیا بوا نوح کتیا چہا چشم ہوتی ہی تبا تو خیل چار آنکھیں کہاں ہیں دو آنکھیں تو ظاہر ہیں  
وہ آنکھیں کیا تیرے کیلئے ہیں نہان ہیں اُس نے جھجھلا کر دو انگلیاں اٹھائیں کہا دیکھ دونوں  
وہ ہیں اور وہ ہیں یہ کہا دو انگلیاں اُسکی آنکھوں میں گھسٹ رہی ہیں وہ ہاے ہاے کہہ گری کہا  
حرامزادی خدا کرے تیرے بھی دیدے چشم ہون کوئی کتھی ہی بوا میرے ہاتھ پٹے مجھے کوئی  
آسمان پر لیے جاتا ہی ایک کتھی ہی میری آنکھوں میں اندھیرا آتا ہی اب جا بجا گر کر کینزین ہوش  
ہونے لگیں آپس میں لڑ رہی ہیں صحبتیں ہنگامہ ہلہ فساد کین داد بیدار گلگون نازک چشم  
غصہ میں جھجھلا کر سند سے اٹھی کتھی ہوئی کہ حرامزادی میری محفل تنے بازار بنادی عمرو نے بھی کہا  
ہاں ملکہ لینا جیسے ہی نازک چشم اٹھی بیوشی تاثیر کچلی تھی گر کر بیوش ہوئی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری  
نیچہ پا پڑ کر اٹھا کپڑے سب کے اتارنے لگا لباس اتار کر قتل بھی کرتا جاتا ہی لاشے پھڑک رہے  
ہیں شور گیر و دار بند ہی ہر غل حجار ہے ہیں کچھ تدبیر نہیں مٹی سنگباری برفباری ہو رہی ہوس  
میس کینزون کو قتل کر کے اب عمرو چلا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کروں وہاں افراسیاب  
نے باغ سیب میں بیٹھے بیٹھے وزیر دن سے پوچھا ہنسنے پاننگ جادو کو براے گرفتاری ہنگال  
و عمرو عیار کے بھیجا تھا عرصہ ہوا پلٹ کے نہیں آیا یہ کہہ کتاب سامی اٹھائی وہ مضمون دیکھا  
کہ زندگی پر حرف آیا سندھ پٹ لیا یہ کہہ اٹھا یار غضب ہوا پاننگ جادو ہمارا گیا عمرو باغ میں  
گلگون نازک چشم کے خون کے دریا بہا رہا ہی اب اُسکو قتل کیا چاہتا ہی میں خود جاتا ہوں  
ہر چند وزیر دن نے کہا کہ ہم جائیں عمرو کو باندھ کر لائیں افراسیاب جادو نے کہا وقفہ  
بہت کم ہی سوائے مابدولت کے کوئی نہ پونج سیک گیا یہ کہہ غصہ میں بند ہوا مگر کتاب میں بھیجا  
کہ عمرو کچھ کچھ قریب گلگون نازک چشم پونج چکا ہیں سے لغو کرتا ہوا چلا خبردار اوسارا زاد  
گلگون نازک چشم کو قتل نہ کرنا ورنہ بوٹیاں کاٹ کاٹ کر کھا جاؤنگا دینا میں ایک مسلمان کو  
زندہ نہ چھوڑونگا عمرو چاہتا تھا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کرے کہ لغو افراسیاب کی  
آواز کان میں آئی اور دیکھا کہ قریب سر کے آچکا عمرو بھاگا افراسیاب جادو نے کہا ایسا



عمر و اچاک کے ایک پٹخی میں آیا افراسیاب نے پکارا کہ عمر و پٹخی سے نکلا بارہ درسی میں گیا  
 افراسیاب دوڑا قصر وہاں متعدد دستے عمر و بھاگ کر ایک کوٹھری میں گھس گیا اندر سے زنجیر  
 بند کر لی کوٹھری میں ایک جانب دیکھا چاندنیان دریاں بہت سی پڑی ہیں ان سب کو اٹھا کر  
 اپنے اوپر ڈال لیں آپ دین مخفی ہوا اب افراسیاب چار طرف دوڑا جب عمر و کو نپایا  
 پٹ کر ملکہ گلگون نازک چشم کو ہوشیار کیا گلگون نے اٹھتے اٹھتے کہا استاد خور و برد  
 خوب گاتے ہو دل کو بھاتے ہو پھر وہی اشعار آبدار عاشقانہ سنائیے ایسے مضامین سے  
 دل روشن ہوتے ہیں ایک سے ایک اشعار انکا بہتری تیرا قبیل اوج پر ہوا افراسیاب نے  
 ایک دو تہرا کہا کیا استاد خور و برد آنکھ تو کھول قتل ہو گئی ہوتی اور نام خور و برد پر افراسیاب  
 بہت ہنسا کہا عمر و روزنام نئے بنانا ہی جیسے صورت بدلتا ہوا اب ملکہ گلگون نازک چشم گھبرا کر  
 اٹھی دیکھا صدمہ لاشے کینزوں کے پڑے تڑپ رہے ہیں اب تو جو کینز اٹھی پٹی ہوئی اٹھی کوئی  
 کستی ہی ہو میری بوا کیا ہوئی کوئی کستی ہو کم سنی میں میری بچی ماری گئی گلگون نازک چشم نے  
 کہا ای شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہوا افراسیاب نے کہا عمر و تمہارے باغ میں پہونچا میں حیران ہوں  
 یہاں کیونکر آیا میں نے واسطے گرفتاری سمنکال و عمر و عیار کے پلنگ جادو کو روانہ  
 کیا آخر پلنگ آیا ہوا گلگون نے کہا شہنشاہ میں اور کچھ نہیں جانتی مگر ایک جادو گر گویے  
 کو نیچہ میں دبائے ہوئے جاتا تھا میں سحر تیار کر رہی تھی گولہ اسپر پڑ گیا وہ مر کر گرا ایک ساحرہ  
 اور بھی تھی وہ فوراً نکل گئی گویا باغ میں گرا میں نے اُسکو اٹھایا اسنے ایسی بھولی باتیں کیں  
 کہ ہم سب ہنستے ہنستے بقرار ہوئے آخر وہ خوب گایا شراب پلائی اب جو آنکھ کھلی حضور کو دیکھا  
 افراسیاب نے کہا وہ عمر و عیار تھا تنہ غصب کیا میرے جادو گر کو مارا سمنکال نیچے سے  
 نکال گئی اس حرامزادی نے اپنے گھر میں عمر و کو جبکہ دی یہ بھی یقین ہو سلیج عمر و ہو چکی تھی کہ  
 پلنگ نے جاکر دونوں کو گرفتار کیا معلوم ہوتا ہے وہ یہاں پر تمہارے ہاتھ سے مارا گیا  
 عمر و نے گویا بکر ہوش کیا میں نے کتاب سامری میں دیکھا فوراً آکر تمکو بچا یا لیکن اب  
 ای گلگون نازک چشم عمر و بھاگ کر انھیں مکانوں میں چھپ گیا ہر میں نے ڈھونڈھا  
 نہیں دستیاب ہوا ان کینزوں کے لاشے اٹھوا کر پھنکوا اوکل مکان اچھی طرح تلاش کرو



شاید کل گیا ہو میں جا کر اطراف میں تلاش کرتا ہوں مگر افسوس یہ ہر کہ عمرو سرحد باغ سلیمین  
 آگیا تم بھی جا دو گروں کو واسطے تلاش کے بھیجو گلگون نازک چشم یہ حالات حیرت آیات  
 سکر گھر الٹی عرض کی اس شہنشاہ آخر عمرو اس سرحد باغ سید میں کیونکر آیا اور سیاب جادو  
 نے کہا حرامزادی منکال جادو اٹھا کر اپنے باغ میں لائی نہیں معلوم دوستی سے یا دشمنی سے  
 جسوقت سے اسکی بھانجی سلمان ہوئی اسدن سے اسکے ہوش پر اگندہ ہیں شاید عمرو نے  
 اسکو تسخیر کر لیا باتیں اسکی سحر آمیز میں سامری جمشید اس ظالم کی باتوں سے بچا میں اور گلگون  
 بہت ہوشیار رہنا عرض کی اب حضور نوٹری سمجھی کوئی غیر میرے باغ میں نہ آسکیگا ساحر بھی  
 برائے تلاش عمرو و منکال روانہ کرتی ہوں اور سیاب بخوبی سمجھا کر چلا گیا اب گلگون  
 نازک چشم کا جو مقام عیش و راحت تھا غمکہ ہو گیا یا تو سرواے باغ غم سے آزاد تھے  
 اگر طرہے تھے قد معشوق کی شان دکھاتے تھے یا بشکل آہ معلوم ہونے لگے کل شکل  
 شعلہ ہائے آتش غچون سے چنگاریاں نکلتی ہیں شاخون پر بار غم و الم شکل کمان خم نخل  
 پا بہ گل باد صبا خاک اڑاتی ہے ہر گوشہ چمن سے رونے کی آواز آتی ہے کل قصر محل رنج و مصیبت  
 سارے باغ سے ظاہر آثار حسرت گلگون نازک چشم لاشے سب کے اٹھوا کر اپنے مقام سے  
 اٹھی کینزوں کو ساتھ لے کر میکا لون میں پھرنے لگی ہر گوشہ میں ڈھونڈھتی رہی کسی کا نشان جو نہ تھا  
 ساتھ والیوں سے کتنی مٹی صابو شہنشاہ نے ناحق پریشان کیا یہ کہہ دیا کہ عمرو یہیں ہو اس فکر  
 نے شکل آئینہ حیران کیا اب اسنگوڑے کا دیدہ دلیر واسب کو قتل بھی کیا اور ہمارے باغ میں  
 بیٹھا بھی رہا ہنسے تو کبھی دیکھا نہ تھا نام بھی نگوڑے عمرو کا سنا نہ تھا ورنہ کیا مجال تھی جو عیاری  
 کرتا شہنشاہ اسقدر احمق ہیں کہ سو مرتبہ اپنے عیاریاں کر چکا اور چہرے طرح کی صورتیں بنا کرتا ہوا عیاریاں  
 کر جاتا ہوا ورون پر طعن کرتے ہیں اسنے زیادہ بوقوف کون ہو مگر کائنات جو گلگون کے گدولے  
 تیوں کے کھڑکنے کی صدا بلند ہوئی عمرو اس اندھیری کوٹھری میں گھبرا یا خوف ہوا کوئی اس  
 مکان کو کھول کر آئیگا تو گرفتار کر لیا گیگا عمرو نے گھبرا کر اپنے کوز میں بر گرایا اور دھا لپٹا نقش زمین  
 بن گیا سینہ میں کوئی شے بھی عمرو نے ہاتھ سے ٹٹولا معلوم ہوا افضل لگا ہوا عمرو نے فرش کو چپ  
 کیا دیکھا زمین میں ایک دروازہ نصب ہوا سین بڑا سا نقل لگا ہوا خواجہ عمرو سوچے اس میں



خزانہ رکھا ہوگا قفل کاٹن خزانہ میں چلین دو چار کوڑی کا رندگا کرین یہ سوچ کر زبیل پر ہاتھ  
 ڈالا کنجیان مکالین ہزاروں کنجیان آپ کے پاس رہتی ہیں ایک کنجی قفل میں ٹھیک آئی اُس سے  
 قفل کھولا دروازہ داکر کے خواجہ عمر و اندر آئے دیکھا نہایت اندھیرا ہوا پناہ تھ اپنے کو نہیں  
 سوچتا سیڑھیان بچتے اُنکو طر کرتا ہوا کرتا پڑتا بعد عرصہ دراز انجام پر سیڑھیوں کے پہنچا دیکھا ایک  
 دروازہ لگا ہی اسی میں بھی قفل آراستہ ہو اُسکو بھی عمر و نے کھولا باہر نکلا دیکھا مختصر سا ایک صحرا  
 سبزہ زار جا بجا چٹے چتر جھیلین تمام سرسبز و شاداب دور سے دروازہ ایک باغ کا معلوم  
 ہوتا ہی مثل آغوش عاشق و عمر و گلیم اوڑھے ہوئے اُس صحرا کو طر کرتا ہوا دم محبت باغبان  
 قضا و قدر کا بھرتا در باغ پر پہنچا مگر حیران و پریشان دل سے کتا ہی عمر و عجائبات سرحد باغ سیب  
 میں آکر پھنسے احکم الحاکمین سچائی کا دیکھے یہاں سے کیونکر کسی ہوتی ہی چلو اس باغ کو بھی کھینچ  
 اسی میں کون رہتا ہی یہ سوچ کر عمر و اندر باغ کے آگیا مگر واضح رہے کہ خوف سے یہاں کے عجائب  
 و غرائب کے گلیم سر پر دل مضطرب صورت آئینہ حیران لبک زلف پریشان دل میں شمار کہ زمانہ  
 قتل اسد نامدار قریب ہی ہم اس بلا میں مبتلا اُسکی رہائی کی صورت حافظ حقیقی پیدا کر گیا دامن  
 آرزو گلاماے مراد سے بھر گیا اس خیال میں آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکتے ہیں سو فراق  
 اسد غازی میں استخوان جل رہی ہیں اپنی جان کا خیال غربت میں آن کر اکیلے پھنسے اسکا طلال  
 کبھی ملکہ مہرخ و بہار کو یاد کرتا ہی اپنے خدا سے فریاد کرتا ہی کہ پروردگار اُن سب کو نیچے نطس  
 افراسیاب سے بچانا صورت روزیہ نہ دکھانا عمر و توروتا ہوا گلیم اوڑھے ہوئے کبھی اُس باغ  
 میں جانے کا قصد کرتا ہی کبھی ڈرتا ہی مگر افراسیاب جادو و مکالمہ گلوں نازک حشیم کو ہوشیار  
 کر کے باغ سیب میں آیا شیران سلطنت و وزیران بہت نے پوچھا اوس شہنشاہ کیا معرکہ  
 گزرا افراسیاب جادو و نئے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا یار و عجب معرکہ در پیش ہیں ہزار  
 طرح کے مابہ ولت کو پس و پیش ہیں اول تو اٹھا رہ سو ملک کے ناظموں کو نائے لکھنا مناسب  
 ہیں کہ بروز قتل اسد غازی آکر شریک ہوں اُس سرکش کے قتل کو دیکھیں ہر ملک کے ہنگامے  
 سو قوت ہوں جسدن سے اسد غازی نے طلسم ہوش ربا میں داخلہ کیا ہی ہر شخص کے یہی  
 زبان پر ہو کہ یہ نوجوان فتاح طلسم ہوش ربا ہی طرف سے شہر ناپرسان کے آیا وہاں بھی



اس جوان نے جرات دکھائی حیرت نے گرفتار کر لیا گایا کتاب قدیم سے تصویر ایسی جوان کی  
 نکلی عورت کی عقل ناقص اسی وقت قتل کر ڈالتی مگر صحرا سے حیرت میں قید کیا وہاں ملکہ جہین  
 الماس پوش اسپر عاشق ہوئی صندل جادو کو اسد غازی نے مارا ہالیان طلسم کو در دسر  
 پیدا ہوا صاف صاف کتاب میں لکھا تھا کہ قاتل صندل جادو فاتح طلسم ہوش ربا ہر سامی  
 نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے مگر یار و سامی جمشید بادولت کی شوکت سے آگاہ نہ تھے ورنہ ایسے  
 کلمات مہلات کبھی نہ لکھتے کسی بجاں ہو کہ طلسم ہوش ربا پنگاہ ڈالے چند لونڈیاں غلام باغی ہوے  
 میرا کیا کر سکتے ہیں سب لوگ بیودہ بکتے ہیں یہ سمنکال حرامزادی شریک ہو گئی تو میرا کیا کر سکتی  
 ہوا رہے ارژنگ جادو بارہ ہزار فوج لے کر جلد جاسمنکال فلان فلان درہ کوہ میں مخفی ہو  
 مجھ کو یقین کامل ہو کہ عمرو سے مل گئی ہو ایسا نہ کہ اس سرحد سے عمرو و نخل لیجا سے اسرار بان زاد  
 کو بھی تلاش کر کے قتل کرونگا سرحد باغ سیب سے نہ نکلنے دو لنگا اول میں سرحد طلسم ہوش ربا دریا  
 خونردان و پل پر زیادان تھا اسکو دختر کو کب نے مٹایا خاک میں ملایا اب یہ سرحد باغ سیب ہو  
 بدون میرے حکم کے کیا مجال جو نکلیجائے گرجہ ساحر کہ واقفکار ہیں علم سخن ہوشیار ہیں وہ البتہ  
 لیجا سکتے ہیں بس مجھے بڑا خون سمنکال جادو کا ہو ایسا نہ عمرو کو کمال لیجا سے سمنکال کے  
 شریک ہونے میں بڑا فتور ہو اس نالائق کو اپنے سحر پر بڑا غرور ہو ارژنگ جادو جلد جادو فلان  
 درہ کوہ میں یقین ہو کہ مخفی ہو جلد مشکین باندھ کر لانا ہماری خدمت میں پہنچانا مارے کوڑوں کے کمال  
 گرا دو لنگا اب کسی کا پاس نہ کرونگا ارژنگ جادو بارہ ہزار ساحران غدار لیکر برائے تلاش  
 سمنکال روانہ ہوا اسکو راہ میں چھوڑیے مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامہ اوصاف بقیر الہم اللہ  
 گھرا اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا باغ وسیع و دلکش نخل باردار پھولوں پر نئی طرح کی ہزار  
 جوانان چمن اکر رہے ہیں نہرین موج مالہ ہی ہیں طائران بے زبان صفت ایزد متان میں مصروف  
 سبرہ چمن کو اعتقاد و حدانیت مجہود کی صفت نوک زبان خوابیدہ نہیں بیدار ہو ہر نوک سبرہ سے  
 ثابت ہو کہ اوصاف میں سبز بخان چمن کے زبان کھولا چاہتا ہے غنچہ چپک کر بولا چاہتا ہے عندلیبان  
 خوش فوا پھول پھول کر شاخہا سے گل پر زمزمہ سرائی میں تر زبان نخل سرو پر قمری طوق اللاعت  
 بگردن سبز بخان چمن کی مدح خوان چستان میں جا بجا نر نخل پھولوں کے انبار ایک جانب



کیلون کی قطار صاف ثابت ہو کہ خوبان سبز لوش قباے اخضر دربر سر سبزی و شادابی  
چمن پر مجھوم رہے ہیں نظم

سجدہ شکر میں ہر شاخ شردار ہر ایک قوت نامیہ لیتی ہر نباتات کا عرض واسط خلعت لوز وز کے ہر باغ کے بیج بخشتی ہو گل نورستہ کی رنگ آمیزی عکس گلبن یہ زمین پر ہو کہ جس کے آگے تار بارش میں پروتے ہیں گہرے گلرگ بار سے آب روان عکس مجھوم گل کے شاخ میں گل کے نزاکت یہ ہم پہنچی ہو جوش روئیدگی خاک سے کچھ دور نہیں حد ایام کے پیش از بدنامیہ سے وست گل خوردہ و شاخ گل و گلزار ہم چشم زکس کی بصارت کی زبس ہو درپہ استقد ر محو شاہ ہو کہ زکس کی طرح آبجو گرد چمن معنہ خورشید سے ہو لڑکھو اتی ہوئی پھرتی ہو خیابان میں نسیم	دیکھ کر باغ جہان میں کرم خند و جل ڈال سے بات تلک پھول سے لیکر تا پھل آبجو قطع لگے کرنے روش پر پھسل پوشش چھینٹ قلمکار بردشت و جبل کار نقاشی مانی ہو دوم وہ اول بارہینا نے کو اشجار کے ہر سو بادل لوٹے ہو سبزے پہ از بسکہ ہوا ہو بیکل شمع سان گرمی نظارہ سے جاتی ہو گھل شاخ میں گا وزمین کے بھی جو پھولے کوئل بچہ مرغ چمن تنہم سے آتا ہو نکل بجھان نشو و نما کرنے میں ہو ضرب مثل غچہ لالہ نے سرمہ سے بھری ہو گھل چشم سیار گستان میں جھپکتی نہیں پل خط گلزار کے صفحہ پہ طلائی جد و گل پانوں رکھتی ہو صبا صحن میں گلشن کے سنبھل
---	---

اس بلع جنت نظر کو خواجہ نگاہ حیرت سے دیکھ کر حیران کہ سجان الد کیا صنعت قضا و قدر  
ہو وسعت طاسم ہوش ربا استقد رہو کہ زمین کے اندر مکانات استقد رفیع و وسیع جا بجا  
نازنینان مہ چین پھر ہی ہیں ابھی تک خواجہ کلیم اڑھیں کنج بلع میں کھڑے ہیں اس فکر  
میں ہیں کہ کوئی کنیز اس طرف آئے اُسکی صورت بنکر جاؤں چونکہ صبح کا وقت ہر ایک سے پارہ  
آنکھیں ملتی ہوئی اٹھی ہو کوئی حوض پر منہ دھو رہی ہو کوئی کسی کو پکارتی ہو کہ ارے سنبھل کس بیچ  
میں ہر سات بھر تو غائب رہی اب صبح کو بھی آئیگی یا نہیں یا اندھیر مچائیگی ایک پکارتی ہو بوا



نرگس اٹھوا نکھیں کھو لو نرگس نے انگریزی لیکر کہا خدا کرے تیرے دیدے پٹم ہو جائیں سوئے  
 نہیں دیتی تڑکے سے اُدھم مچا یا ہر شب بنم کا جا رہنہ دھلا شمشاد اکڑتی ہوگی اُسکو بلا کتیزون  
 میں یہ ہنگامے ہیں خواجہ تماشا دیکھ رہے ہیں ایک کتیز کو دیکھا پھوٹے پھوٹے کال بٹا سا قد  
 دوپٹہ ڈھلکا ہوا سوتے سوتے اٹھی لیٹا ہاتھ میں سے کر بولائی ہوئی کینج بلغین آئی ایک نخل  
 کے نیچے پایا مارہ کھول کر بیٹھ گئی چھل چھل مونتے لگی عمرو نے منہ پھیر لیا جب وہ پیشاب کر کے اٹھی  
 پایا مارہ باندھنے لگی خیال میں آیا اُسکو تو بیوش کروا سکی صورت بنکے چلو مگر سوچے کہ اس کس نوجوان  
 کے واسطے بیوشی کا خراب کرنا سراسر حماقت ہو گا مگر اُسے تھے سر کھول دیا اور اُدھم اُدھم ہاتھ  
 کھول کر جیسے ہی سامنے اُسکے آئے اُس نے دیکھا ایک سر اور دو ہاتھ میرے سامنے آئے ہیں ہاے  
 لکڑ گر پڑی اور بیوش ہو گئی عمرو نے لباس و زیور اتار لیا اٹھا کے کتیز کو زینیل میں ڈال لیا اس  
 خیال سے کہ کسی رئیس کے ہاتھ اس کو فروخت کر لینگے گوشہ میں آئے رنگاروغن عیاری لگا کر اُری  
 نازین کی صورت بنکر تیار ہوئے وہی خال وہی خط وہی قد و قامت وہی کرشمہ بھولی بھولی صورت  
 اگر اُسکی ماں بھی دیکھے تو نہ پہچانے لیٹا ہاتھ میں لے کر خرامان خرامان چلے دوچار پھول توڑ کر انگیا  
 میں رکھ لے جب صحن میں آئے ہر صحنی کے آگے ایک ایک پلنگہ بھی ہو کوئی خالی ہو کسی پر  
 نازین مہ جین لوٹ رہی ہو کوئی اٹھ کے بیٹھی ہو کوئی کتر رہی ہو لیٹا اٹھا کے کلی کی گوری گلے میں  
 رکھ لی ہو یعنی گھبرا کے اٹھی لوٹا ہاتھ میں لیا طرف بیت الخلا کے بھاگی اس حیران میں میری صحنی کو لٹی  
 ہونام میرا کیا ہو کہ ایک نے پکارا اُسے گلہ و جلدی فراغت کر کے چل ملکہ مارا ن زمین کن بیدار  
 ہوئی ہیں عمرو نے گھبرا کر کہا ابھی تڑکے تڑکے ہوش بھی درست نہیں ہوئے تو نے کانوں کانوں  
 کر کے اور پریشان کیا یہ تو بخوبی سمجھ گئے کہ میں گلہ و خواص خاص کی صورت پر ہوں پکار کر کہا خیلہ  
 یہ تو تبار سے میری صحنی کو لٹی ہو ایک نے کہا اُسے ادھر آتے مرنے کرنے کی یہ جگہ ہو جو کچھ رات  
 کو کھاتی ہو وہ بھی بھول جاتی ہو مستانی اہل طبری ہو اپنے رہنے کی جگہ بھول گئی ہو ایک نے کہا  
 بولابی گلہ و تو شے خانے کی مالک ہیں ساری مندرس انھیں کو ملتی ہو انکی نانی ڈھنڈھو قمرن  
 روز صبح کو دوپٹے پایا سے لیکر گڈری بازار میں جاتی ہو چپانے کپڑے بیچ لاتی ہو دھکڑون کو  
 جامدانی کے اگر کھے بنا کر بیپاتی ہو اپنی آج صحنی بھول گئی آنکھوں میں چربی چھائی ہو بی گلہ و



بھول گئیں خواجہ بھی ترطاق بڑاق جواب دیتے ہوئے کسی کا کال فوج لیا کسی پر گوری کا اگال  
 پھینک دیا سہ ظالم لکے کسی کے سینہ پر ہاتھ رکھ دیا کسی کے مارنے کو پانوں سے جوتی اتاری  
 کسی پر سپک تھوک دی لڑتے بھڑتے اپنی صفی میں آکر بیٹھے دروازہ بھیڑ لیا ٹھہریان اٹھا اٹھا کر نیل  
 میں رکھیں صفی کو اسباب سے صاف کر دیا بیٹھ کر کنگھی چوٹی کی سی ہونٹوں پر ملی بن سنور کر ہا ہر گلے  
 صفی میں نقل لگا دیا کہ کوئی یہ نہ دیکھے کہ صفی میں اب بوریا تاک نہیں باقی ہو کہ یکا یک تار ہو کہ ملکہ  
 ماران زمین کن بیدار ہوئیں چو بدار نے آواز لگائی ارے جلد آؤ ملکہ عالم اٹھیں آکر صفی ہاتھ  
 و مصلوا و چو کی پرلیجا و عمر و سب کے ساتھ ہنستا ہوا سحر اپ کرتا ہوا سامنے بارہ درمی کے آکر بیٹھا  
 دیکھا پردہ ہا سے زربفتی کنیزوں نے باندھے بارہ درمی مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیرستہ  
 چو گھڑے چنگیر دان عطردان پاندان گلہ سے باسی اٹھا کر پھینک دیے تازے گلہ دانوں میں رکھ دیے  
 کنیزان ماہر و نیچہ مغرکان سے فرش پر چار و یکشی کر رہی ہیں مسند ناز پر ایک ماہ پارہ بعد ناز  
 واداجلوہ فرما رہی ہیں میں خورشید تابان عارض ماہ درخشان آنکھ طریان تارہ سحری کو آنکھیں  
 دکھانے والی صفی مژگان تیر دلہ وزیراے قلب عاشقان مطلع ابر و قریب چشم خوشخو نہایت  
 موزون کالیچہ نگار ہونے کے مضمون ظاہر ہیں ہم مخبر بران ہیں اس اشارے سے بھی ماہر ہیں قد

سرو باغ و بھونی سراپا بنی بر ولی	قاسمے در خوشی چو عمر دراز	ہوس انگیز تر ز عشق مجاز
بر چو نارنج نوب شاخ درخت	سخت رستہ ز صحبت دل سخت	روے گل رنگ ادکل بازنگ
دینش تنگ باشکر و لتنگ	سرور آوردہ ابر و انش بکار	چون مقابرا بر کعبتین قمار
ہر طرف کا بر و خسم کردہ	آرزویش و ہوش گم کردہ	چون بدنبال چشم کردہ گاہ
برہ صدر ہر وندہ پا انداہ	طرہ راسزردہ بخونخواری	چشمہاے دھرم زمبیری
گرکش دور باش و غمزہ خنگ	لعل در آشتی و عشوہ بنگ	نیم ذر دیدہ خندہ زیر لبش
کردہ تعلیم و مردی عجیش	سخن تلخ در لبش چون بات	مرگ راداد چاشنی زجیات
لعل او کردہ بر شکر میری	شہد راداد چاشنی گیری	خال او گوہر ار پردہ درید
عالمے را بکنجہ سے نہ خرید	گیسوے ہیج ہیج از سرناز	داد بردست فتنہ رشتہ دراز
تسے از ناز کی ورونہ فریب	پاسے تا سہمہ لطافت و ریب	رگ نمودہ برون ز لطف بدن



ہمچو رشتہ درون دُرمدن | نولش در پوست در تنک صلی | ہمچو مرد ز جاجہ جلے

عمر و نئے جو یہ صورت زیبا طلعت جہان آرا دیکھی کلیجہ بہ ہاتھ رکھ لیا سامنے آکر گلیچنی گلشن جمال  
کی کرنے لگا کام خدمت میں مصروف ہوا دل سے مشورہ کر رہا ہے کہ کیوں خواجہ یہاں سے  
کیونکہ نکاحی ہوگی یا بن پڑے تو اسکو گرفتار کر دیا اور عمر و یہ وہی نام ہے جو پرچہ میں حکیم قراطانی  
کے لکھا ہے خدا فضل کرے تو اسکو مطیع کر دینا نکال تو راہ پر آکر ہمے چھوٹی دیکھیے اُس سے  
کیونکہ ملاقات ہوتی ہے عمر و یہ کھڑا سوچ رہا ہے اور جمال بمثال ملکہ ماران زمین کن پر نگاہ ہے  
کبھی واہ ہے کبھی دل سے آہ ہے جب ملکہ ماران زمین کن ہنس دیتی ہے گوہر آبدار فرج ہون  
سے ظاہر ہوتے ہیں دیکھنے والے رشتہ نگاہ میں موتی پرستے ہیں سینہ پزار پستان کا ابھار  
عاشقوں کی سنائیں دل کے پار ہوتی ہیں شعر ناز پستان کی کیا لکھوں تعریف یہ تو میوہ ہر باغ  
رضوان کا مگر عمر و نے خیال کر کے دیکھا نصف بارہ دری میں ایک پردہ کھنچا ہوا ہے  
اُسکے اندر سے ایک ضعیف عورت کے بولنے کی آواز آتی ہے عمر و نے ایک کینز سے چلے  
سے پوچھا بوا اس پردے میں کیا پردہ ہے اُس نے عمر و کا ہاتھ مڑوڑ دیا کہا کیوں مستانی پھرنے  
نشہ کی باتیں کہیں اتنا دن آیا مگر تیرا نشہ نہیں اُترا ملکہ عالم کی نانی ملکہ اسرار جادو آرام کر رہی  
ہیں نام اسرار جادو سنکر عمرو بن امیہ ضمری پھول گیا مگر دل و صرطک رہا ہے کلیجہ پھٹک رہا  
ہے دل میں تو یہ ہے کہ ابھی ان دونوں کو مطیع کر دینا مگر یہاں سے کیونکہ نکاح لگا ہے پروردگار  
میں کس مقام پر ہوں تہمین زمین کی پہونچا ہوں عمرو نے لے باتیں کر رہا ہے کہ اندر سے آواز  
آئی ماران زمین کن سو کے اٹھی یا نہیں یہ سنتے ہی ماران زمین کن حاضر حاضر کمر اٹھی  
طرف پردے کے چلی عمر و بھی ساتھ ساتھ چلا پردہ اٹھا کر دیکھا ایک ضعیفہ ساحرہ سانولی صورت  
جھڑیان پڑی ہوئیں کمر میں خم مگر لباس عمدہ زیب جسم کھانسی کا عارضہ مگر طشت سوسنے کا سامنے  
رکھا ہے کمر گھر کھانس رہی ہے طشت بلغم سے معمور مگر چہرے سے جلالت پیدا و افکار ہی سحر کی  
ہویدا عمر و پردے کے باہر سب کے پیچھے تھہر کا نپ رہا ہے پردے سے جھانک جھانک کے  
دیکھا ہے ملکہ ماران زمین کن سامنے پہونچی مثل ملال شب اول برائے تیا خم ہوئی اسرار جادو  
نے قریب بلا کر گلے سے لگایا پھر چڑھلا میں تین ہنہ جو کھولا دھنواں بکھلنے لگا کہا بیٹا تمہیں تو



آٹھ پہر کھیل کود سے کام ہو کچھ خیال ہو کہ لوں سا زمانہ ہی زمانہ قتل طلمس کشا قریب ہی جوان ہنگامہ  
 میں نفع جائے وہ بڑا خوش نصیب ہو سامری و جمشید کے احکام میں فرق آیا چاہتا ہی دیکھیں  
 فلک برفنا رکیا زنگ دکھاتا ہی اس زمانہ میں آٹھ پہر ہوشیار رہو اپنا کھیلنا عیش و فرحت موقوف  
 کرو جب سے اٹھی ہوں دل کا عجیب عالم ہو قلب پر ہجوم غم ہو صاف مجھ کو معلوم ہوا کہ عمر و عیا  
 باغی تمھارے باغ میں آیا ہوا ہی جاسہ میں ہو میرے بیرون نے مجھ کو خبر دی میرا زمانہ ضعیف  
 و پیری کا ہی تم نام خدا جوان ہو نہر گون کے تحفہ جات کی مالک ہو راہ گنبد نور کی سالک ہو  
 بی بی تم نے ابھی اپنے مرتبہ کو نہیں پہچانا بادشاہ طلمس ہوش ربا کو ہماری اطاعت واجب و  
 لازم ہو اگر ہم بادشاہ طلمس ہوش ربا سے بڑو جائیں کل ساکنان طلمس ہر مصیبت اٹھائیں مگر  
 سامری جمشید ایسا نہ کریں مذہب بڑی چیز ہے جسے پیدا کرنے والے کو نہ پہچانا بڑا بدبخت ہی  
 اب جا کر باغ میں تلاش کرو عمر و عیا کو اپنی کینزوں میں ڈھونڈ ڈھونڈو خبردار خبردار بیٹی ہوشیار  
 رہنا عمر و عیا ربلے روزگار ہی تم نے بی بی نہیں سنا ساحر شمش خدادند ساحران تھا دریا  
 قلزم میں مگروئے اسکو جا کر مارا دم بھر میں بڑے بڑوں کی آبرو مٹادی حقیقت میں سیار بان بادہ  
 ہنگام بحر عیاری ہنر بردشت طراری ہو مجھ کو اطمینان ہو تو اگلی کتاب میں نکالوں تمکو سکھاؤں پڑھاؤں  
 وارث تحفہ جات سامری ہو سحر میں کیتا سے عالم بچپن کی باتیں چھوڑو عمر و کی فکر سے منہ نہ موڑو  
 رات کو گھڑی بھری سے پاس بیٹھا کرو پوچھنا ہنر گون کی پڑھ لو ماراں زمین کن سر جھکا  
 کھڑی تمام باتیں سنتی ہو منہ پھیر کے ہنستی جاتی ہو ساتھ دایوں سے کہانانی جان کو سودا ہو گیا  
 ہوا سحر چادو سے سب حقیقت کھلے پردے کے باہر آئی عمر و شکل گلرو ساتھ ہی ماراں  
 زمین کن خرامان خرامان سند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی مگر ہنسی گے مارے لوٹی جاتی ہو کھل  
 ہنس رہی ہو عمر و نے آگے بڑھ کر قدموں کو دوسرے دیا سر سے پاک بلائیں لین ترقی حسن و  
 جمال کی دعائیں دین پوچھا خیر تو ہی نانی جان آپ کی کیا کہتی تھیں ملکہ نے کہا ارے گلرو آج  
 لونانی امان نے نئی نئی باتیں کہیں کہتی ہیں کہ عمر و عیا ترے باغ میں آگیا کینزوں میں تلاش  
 کرو تمھارے نوکروں میں چھپا ہو سوتے سوتے اٹھی ہیں رات کو شراب بہت پی گئی تھیں سبکا  
 سرور باقی ہو اگلے ساحروں کی آنکھیں دیکھی ہیں ناحق کو بھی بڑ بڑکے جاتی ہیں روز تو یہ



غصہ تھا بیٹا سنا ڈالو کپڑے بدلوزیور رہنویا غ سے کہیں بجاؤ آنکھ مچولا نہ کیلا کرو کتاب لاؤ سبق  
پڑھو چار حزن لکھو دونوں وقت ملتے باروری سے نہ نکلو آج ان باتوں میں سے کوئی  
بات نہیں پائی کچھ کہیں یا نہ کہیں عمرو نے کہا ملکہ عالم عمر و کون شخص ہی بڑا کوئی چور ہر منہ زور  
ہر مین اپنا زیور اتار کے رکھ آؤن آگ لگے گئے مین جو جان جاسے ایسا نہو گلا گھونٹ جا  
میرا زیور لیے جب سے نانی امان نے آپ سے یہ باتیں کہیں مین ہول کھاتی ہوں مری جاتی  
ہوں حضور میرا تو سوائے آپ کے کوئی نہیں ہر مان مرچلی بڑھیا نانی گودمہ کا عارضہ ہی  
رات کو بھی کھانسی اٹھتی تھی جب اٹھ کے پیٹھ سہلائی ٹھنڈائی جوش کر کے پلائی تب جان  
بھری صبح و شام کی مہمان ہیں دل میں بڑے بڑے ارمان ہیں حضور کر دھائی چڑھوا دیجیے  
سب کے پہلے مین گولہ اٹھاؤنگی بڑی روٹی کی قسم کھاؤنگی حضور سا مری و جیشید کے حکم سے  
لوٹدی کو دھبہ نہیں لگے گا واری مین نے آج تک کسی کا تنکا نہیں چھوا بس اب واری اٹھتے  
باغ میں چلے اچھی طرح تحقیقات کیجیے چور کو سزا دینا بہت سزا واری آج صبح کو ایک معاملہ میں  
دیکھا تھا مین صاف صاف کہہ دوں جب مین صبح کو پیشاب کو گئی زیر نخل زرگس تپو کا انبار ہر دھو دھو  
ہل رہے تھے مین آنکھ بند کر کے بھاگی بس اتنا معاملہ گذرا جو دیکھا وہ کہہ دیا واری آنکھیں نہ پھین  
جو مین نے کبھی کسی کی چیز اٹھائی یا جھوٹی قسم کھائی ہو جب مین ایکے گھر نوکری کرنے آئی نانی امان  
نے کہہ دیا تھا کہ بی بی محل میں نوکری کرنے چلی ہو جس کسی کی چیز کو دیکھنا نہ ہر شک کیا جاننا حضور مجھ کو  
بہت بہت نانی امان نے تالہ دیا ہر کتسی تھیں بیٹا چور کا کوئی شک نہیں ہوتا ان بھولی  
باتوں پر مارا ان زمین کن ہنسی گلرو کے آنسو پونچھے کہا واری دیوانی چور اچھا کیسا وہ عمرو عیا  
ساحر کو پکڑ کر مار ڈالتا ہی کوئی صاحب قرآن ہیں آکا عیار ہی بڑا سکار و غدار ہی ملکہ مرخ سر چشم  
ملکہ بہار جادو و نافرمان سحر بیان و شاہزادہ شکیل سعیدیل و رعد جادو و برق و خوشنصف شکر  
ملکہ ہلال سحر افکن و صاحب شوکت و صولت و وزیر اعظم باغبان قدرت و صاحب ناز و ادا  
ملکہ سرخ موے کا کلکشا و صاحب قہر و خشم ملکہ مخمور سرخ چشم و غیرہ کو اس عتار نے اپنے  
شریک کر لیا ہی سنتے ہیں کہ افراسیاب کا ناک مین دم کر دیا ہی طلمسم کے برباد ہونے کا شہنشاہ  
کو بڑا غم ہی محکوم تو نانی امان کا حکم نہیں مین تو کبھی باغ سے باہر بھی نہیں جاتی نانی امان رات کو بھی ٹھکڑا



بگھارا کرتی ہیں جہاں میں رات کو سبق پڑھنے بیٹھی ہیں باتین شروع کر دین لوبی لوبی رعد و  
 برق عمرو کے شریک ہو گئیں باغبان قدرت بھی جا کر لگیا فلاں سا حمارا گیا میری بلا جانے  
 جھوٹا ہی یا سچ ہی بیٹھے بیٹھے ایک یہ بھی اچھا ہی کہاں سیرا باغ کہاں عمرو عیار بڑی نگہبان  
 ہمارے باغ کی ملکہ گلگون نازک چشم ہیں سو وہ بھی جب شریک ہو جائیں خود راستہ ہمارے  
 باغ کا بتائیں تب آنے والا آسکتا ہو وہ خالہ زاد بہن ہیں وہ کیا کسی کی شریک ہوگی اول  
 تو یہ مقام سرحد باغ سیب ہی بیان کسی کا گذر ممکن نہیں ہو اگر آئے تو بھٹک بھٹک کر ہیں رہا  
 بیٹھے بیٹھے یہ بھی ایک شعبہ بنادیا گلروٹھو اپنے کام میں مصروف ہو آج رات کو کوٹھے پر  
 جلسہ کرینگے ڈومنیان بلوائینگے شب ماہ ہو گا ناستنگے یہ باتیں سن کر خواجہ عمرو کو تو اطمینان  
 ہوا کہ اسکے دل میں کینہ بالکل نہیں ہو رات کو شراب پلا کر اول اسکو بیہوش کر دینا اسکی شکل  
 بنکر اس ڈھنڈھو کو لونگا مگر یہ باتیں ختم نہونے پانی پھینک کر پردے سے اسرار جادو نے  
 چکارا بٹھا مارا ان زمین کن کہو عمرو کو تلاش کیا مارا ان نے کہانانی امان ڈھونڈھو رہی ہوں  
 ہمارے باغ میں کہیں نہیں ہو سارا باغ چھان چکی آپ کا حکم بجالاتی اسرار جادو نے  
 چکار کر کہا ہماری باتوں کو خلافت سمجھتی ہو وہ لال جلد والی کتاب کسی کینز کے ہاتھ بھیج دے میں  
 دیکھ کر نام تیرا دون کہ کسکی صورت میں ہو تمکو بھلا کھیل سے فرصت کہاں ہو کہو بھلاتی ہو اپنی کینزوں  
 میں بیٹھ کر سخر بناتی ہو مارا ان زمین کن نے ہنسا کر ہماری سے ایک کتاب نکالی عمرو گھبرا یا  
 کہ حرامزادی صورت بتائیگی اب جان بچنا دشوار ہو تا مل بیکار ہو پہلے چل کے اسی کو لویہ جو چکر  
 کھلائیے کتاب میں دے آؤں ملکہ مارا ان نے کتاب ہاتھ میں عمرو کے دی عمرو حاضر حاضر  
 ککے پردے کے قریب آیا پردہ اٹھایا اسرار جادو نے سر اٹھا کر اول سراپا کو دیکھا پھر  
 کتاب ہاتھ سے لی کھول کر پڑھنے لگی عمرو نے دیکھا ہی وقت ہی کتاب کھولتے ہی وہ ہنسی ہو  
 سراپا کو بھی تمہارے بہ نگاہ غور دیکھ چکی ہو اب اسکو مارو یہ سوچ کر حلقے کند کے مارے گردن  
 اور کہ میں اسرار جادو کے اچھی طرح پڑے عمرو نے جھٹکا مارا سرکٹ کے الگ گرا جسم چار پائی  
 پر پڑنے لگا عمرو حیران کہ یہ کیا ہو کہ ہوا کند نے خنجر کا کام کیا حیران دیکھ رہا ہی ہوش اڑ گئے  
 ایسا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا بیہوش نہونا کند سے برق بنکر نکلا جانا یہ سانس نہ دیکھے تھے ایسا



شعبہ کبھی پیش نہ آیا تھا ہاتھ کا پنے کند بھی ہاتھ سے چھوٹ گئی قصد ہوا کہ بھاگون جان بچا کر  
 نکلا جان اب باغ میں بٹھرناد شوارہ کو شش بیکار ہی یہ عمر و سوچ رہا تھا کہ پہلو سے دیوا  
 شق ہوئی نعرہ ہوا منم ملکہ اسرار جادو او ساربان زادے بکو تو نے حیرت اور افسر سیاب  
 بنایا مصور و صورت نگار سمجھا عمرو نے پٹ کر دیکھا اسرار جادو بد برا چکی ہو قصد کیا  
 پٹ کے خنجر مار دن اسرار جادو نے ایک دو تہڑ زمین پر مارا شعلہ آگ کا بھر طک کر عمرو پر  
 گرا رنگ و روغن اڑ گیا زمین نے پانوں تھام لیے عمرو بصورت اصلی ہو گیا وہ لاشہ جو پڑھا  
 ماش کے آٹے کا پتہ بٹھرا اسرار جادو نے آواز دی بی صاحب زادی صاحب بیان آؤ ہماری  
 باتوں کو باد ہوئی سمجھا ہم کو سودا تھا اس کے دیکھو عمرو کو پکڑ لیا ماران زمین کن مع سب انیسون  
 اور جلیسون کے دوڑی ہوئی آئی اب جو ماران زمین کن کی نگاہ پڑی ایک شخص عجیب الخلقت  
 دنیا سے زالی صورت قریب پلنگ کے کھڑا ہی تھر تھر کانپ رہا ہو سراپا اسکا یہ ہزاریل ساسر  
 کلچہ سے گال مروارید سے دانت زیرہ ہی آنکھیں سی سے ہاتھ پانوں چھ گز کا دھڑ تلے کا  
 اوپر کا مندلاتین گز کا کنیزن آہ اوہ کر کے بھاگین کتنی ہوئیں ہی ہواری یہ کیا بلا ہو چل رہی  
 ہی یا بن مانس یا مریحیا جن ٹھیا دیو کی پھپھی ٹھیک ہو بعضی ہی ہی میری جان گئی کیلے گر پڑیں  
 کوئی بولی بو آٹم شاد مجھے سنبھال لے نرگس گھور گھور کے دیکھنے لگی سوسن نے غل مچایا  
 سبیل نے بال کھول دیے سر پٹنے لگی ماران زمین کن تھر تھر کانپی ہوش و حواس اڑ گئے  
 اسرار جادو نے کہا بی بی ہمنے یہ چونڈا دھوپ میں ہنیں سفید کیا ہر ایک ہفتہ پیشتر تک کو خبر دی تھی  
 کہ عمرو اس باغ میں آئیگا اب تو ہم کو سودائی نہ بنانا گلگون نازک چشم کو بلاؤ نفس آہنی لاؤ  
 اس نگوڑے موے مونڈی کاٹے سکار غدار کو بند کرو خدمت میں شہنشاہ کی روانہ کیا جائیگا  
 اسی وقت نفس آہنی آیا جب کنیزن انہیں عمرو کو بند کرنے لگیں عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا  
 کہ ملکہ اسرار جادو و تجھ ایسی جادو گر نی میری نگاہ سے ہنیں گزری جس دن سے طلسم ہوش ربا  
 میں قدم رکھا ہزار ہا ساحران غدار سے مقابلہ پڑا بڑے بڑے نامور صاحبان لشکر  
 شعبہ باز جہا ساز ہم عیار ہم سردار آ کے لڑے اس بعد ذلیل سے معرکہ پڑے حرام زادو نکو  
 کتنے کی موت مارا جہنم واصل کیا شرف جہاد حاصل کیا مگر یہ انتظام میرے واسطے کسی نے



نہیں کیا جس وقت میں آپ کے باغ میں داخل ہوا آپ کو خبر ہو گئی میری تقدیر ہو گئی مگر آج میرے  
 دل کو اعتقاد کامل ہوا کہ مذہب سامری ہمیشہ کا درست مسلمانوں کی دلیل سست ہی چاہتا ہوں  
 آپ کا غلام بکر ہوں شرف خدمت حاصل کر دن میں عیاری میں کامل تم سحر و ساحری میں عاقل  
 بموجب مصرعہ خوب گذرے گی جو بل بیٹھینگے دیوانے دو دو آپ تخت نشین ہوں مجھ کو لشکر سپرد  
 کیجئے اول مہرخ دہار کو شاؤن پھر کوہ عقیق پر جا کر لشکر حمزہ میں آگ لگاؤں اسکے بعد طلسم ہوش ربا  
 و طلسم نور افشان و تیبایان کار نیز و ہفت کوہ زلازل ان سب سے لڑیے اگر سب کو مار کر آپ کی  
 عملداری نہ کرادوں تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھوں تصویر سامری ہمیشہ منگائیے اپنے  
 قدرت کے احکام تلقین فرمائیے بچھیا کا گوبر بھی پیونگا مسلمانوں کا آج سے ذکر نہ کروں گا اسرار  
 جادو و یہ باتیں سنکے تمہارے مار کر سنسی کہ خواجہ آفرین صد آفرین یہ فقرے تو تمہارے افراسیاب  
 جادو و قبول کریگا یا مرشد زادے میان مصور صاحب میرے سامنے ایسی باتیں نہ فرمائیے ذرا  
 ہوش میں آئیے قضا تمہاری قریب ہی اسد بنضیب ہی خوب مجھ کو یقین ہی اگر افراسیاب نے قتل  
 کیا طلسم ہوش ربا بربادی سے بچ گیا میں نے بھی سامری نامے کو پڑھا ہی آسمین صاف ہی لکھا  
 ہو کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ قضا نہیں ہی عمرو قاتل ساحران ہی مکر و غدر اسکا عالم پر عیان ہی مگر  
 قضا تمہاری میرے ہاتھ سے تھی عمرو نے کہا ای کلمہ عالم اب تو میں سامری و ہمیشہ پیرت کروں گا تمہارا  
 مذہب کو بڑا کروں گا سامری نامہ میں تو صاف مرقوم ہو کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ سے موت نہیں ہی  
 پھر آپ مجھ کو کیونکر قتل کریں گی یا سامری و ہمیشہ جھوٹے تھے یہ کیسا داہیات مذہب ہی صاف صاف  
 مطلب ہی اسرار جادو و نوہر بات کو میری مکر جانتی ہی حقیقت میں میں کبھی تم لوگوں کے شریک  
 نہ ہوں گا گھس گھس کے جادو کروں گا ماروں گا ہمارا خدا سبب الاسباب ہی رب الارباب ہی ہر بندہ  
 اسکے فیض سے کامیاب ہی وحید و بیکتا عالم و دانا سمیع و علیم رحیم و کریم قہار و جبار شہاد و غفار  
 تم سب پر وہ مجھ کو غالب کریگا اگر صاحب عقل و شعور ہی تو قدموں کو مابدولت کے بوسہ دے اسلم  
 اختیار کر دم سامری پرستی کا نہ بھڑتل تیرے وہ بھی ساحر تھے کتے تھے واصل جہنم ہوئے زمر و شاہ  
 باختری جسکو تم جاگتی جوت کا خدا کہتی ہو بریش او شا شیدم و ترا شیدم ہاتھ سے ہمارے  
 آقاے نامدار کے ملک بہ ملک وہ بدہ قریہ بقریہ مقام بہ مقام بھاگا بھاگا پھرتا ہی مثل ہمارے تمہارے



ہکتا موتا ہوا ہل و عیال کھانا پینا سونا جاگنا کل حرکات و سکنات میں شریک ہوا اب اسکی  
 خدائی کیونکر ٹھیک ہو سو مرتبہ صاحبقران نے اسکو گرفتار کیا اسکا نام جلالت ہو کہ پھر چھوڑ دیا یہ  
 فرمایا کہ تجکو جمع عام میں قتل کرینگے جس مقام پر تیرے لاکھ دولاکھ حمایتی ہونگے اس جگہ اسکے خون  
 سے ہاتھ بھرینگے مگر ایسا بھیجا کہ پھر متحد دکھاتا ہوا انھیں سے لڑنے کو آتا ہوا لیکن عنایت پروردگار  
 سے شکست پر شکست کھاتا ہوا ملک عالم یہ تھا رانڈہب ہوا مسلمان ہو تو بڑا غضب ہوا سرار جاو  
 کلام صداقت نظام عمرو سے حیرت میں آگئی صفت پروردگار مطلق کار ساز برحق شکر جھوسنے لگی  
 بات سننے سے نہ نکلتی تھی قلب پر تاثیر ہوئی انتہائی دلگیر ہوئی مگر کچھ سوچ کے جواب دیا خواجہ جس  
 چرب زبانی موقوف کردا مادہ مرگ میا سے قفسار ہوا اگر باسے ناگہانی سے بچ جاؤ گے تو  
 دیکھا جائیگا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ گلگون نازک چشم بھی آکر پہنچی ملک ماران زمین کن گلے سے  
 لپٹ گئی پوچھا ہوا گلگون یہ خواجہ عمرو نیچڑے میں بند بیٹھے ہیں اسوقت نانی امان سے  
 ایسی باتیں کہیں کہ میرا دل ہل گیا پیدا کرنے والے کا خوف پیدا ہوا دیکھے اب کیا ہوتا ہوا  
 میرا دل میرے قابو میں نہیں صاف معلوم ہوتا ہوا کہ اسوقت پہلو میں نہیں ہوتا تھا رے باغ  
 میں یہ عمرو کیونکر پہنچا اب اسرار جاو بھی مسند پر آکر بیٹھی گلگون نے تمام کیفیت گذشتہ ظاہر  
 کی کہا مجکو شہنشاہ نے آکر بچایا ورنہ گویا بنکے بیہوش کر چکا تھا ایسا کجخت گاتا ہوا کہ دل تھیرا ہوتا  
 ہوا اور جس کسی کو اس علم میں کچھ سودا ہوا اسکے واسطے تو یہ جلاد ہوا مگر شہنشاہ نے آکر مجکو پیدا کیا  
 بعد جانے شہنشاہ کے سارے باغ میں میں نے ڈھونڈھا لیکن تپا نہ ملا صبح کو میں نے دیکھا تھا  
 کہ وہ کوٹھری کھلی ہوئی تھی مجھے کچھ خیال نہ ہوا نہیں معلوم کئے وہ تمام جا دیا کہ بیان آپو پنیا  
 ماران زمین کن نے کہا بوا سویرے اٹھتے ہی نانی امان نے مجھ سے کہا کہ عمرو عیار تھا رے  
 باغ میں آگیا میں سچ کہوں مجکو مطلق یقین تھا مگر نانی امان کو تو پھر دھن لگ گئی آخر کو کتاب  
 سنگائی یہ ظالم خود لیکر دوڑا جا کر کنداری مگر نانی امان انتظام کر چکی یقین ہم ایسے لوگ ہوتے  
 تو مار لیا ہوتا مگر کجا اسوقت مذہب میں اس شخص نے کلام کیا ہوا کہ دل میں تاثیر پیدا ہوئی  
 میں تو اسکے کلام پر شیدا ہوئی مگر بقول نانی امان کے کہ دشمن ساحان عالم ہوا دیکھے کیا ہوتا ہوا  
 یہ تو ظاہر ہوا کہ اسکا قتل ہونا دشوار ہوا انتہا کا مکار و غدار ہوا تقریر میں طرر قرار ہوا تا تو ضرور



اس وقت معلوم ہوا کہ مذہب ہمارا بہت خام ہے ہر ساحر کا بد انجام ہر نانی امان مصاحب سامری کہلاتی ہیں مگر عمرو کی کسی بات کا جواب نہ دے سکیں دنگ ہو گئیں زبان ہر کہ قہجی چلتی ہے اس ظالم کے فقرہ ہائے گرم سے شمع انجمن چلتی ہے گلگون نازک چشم نے کہا بوجہ سامری و جشید خیر کرین دیکھے اس زمانہ میں کیا ہوتا ہے چہرہ طرف طلسم میں غدر ہے یہ تو میرا بھی قول ہے کہ طلسم کا بچا دشوار ہے فلاح اسکا بیشک اسد نامدار ہے اسرار جادو و نے پکار کے کہا چھو کر لو کیا چکے چکے باتیں کرتی ہو میں سمجھ رہی ہوں یہودہ باتیں نہ بکو جو کچھ سامری و جشید دکھائی گئے دیکھینگے ہماری رائے پر رہو جو ہم کرین وہ کرنا بیٹا گلگون کچھ جادو گر نیاں ساتھ لے توفس عمرو باغ سبب میں پہونچا دوسری جانب سے عرض کرنا کہ جس صبح کو اسکے قتل کرنے کا قصد ہو میں بھی حاضر ہوں گی طلب فرمائیے گا ماراں زمین کن کو بھی ساتھ لیتی آؤنگی مگر عرض کرنا کہ امی شہنشاہ گردون پناہ پنیہ غفلت گوش ہوش سے نکالے زمانہ انقلاب آگیا اگر عمرو کو قتل کیا خیر و عافیت ہو ورنہ سراسر مصیبت ہے اس زمانہ میں غور کو کام نہ فرمائیے جو کچھ سامری نے لکھا ہے وہ سب پیش آتا جاتا ہے ہم خیر خواہان دولت ہیں نکلخواہ سلطنت ہیں براہ خیر خواہی عرض کیا قبول و عدم قبول کا اختیار ہے تقدیر سے ہر شخص ناچار ہے یہ تمام کلمات حسرت آیات سنکر گلگون نازک چشم نے توفس عمرو کا اٹھالیا اسی راہ کو ملے کر کے جسطرح سابق میں تحریر ہوا ہے اپنے باغ میں آئی کثیرین سب و ویرین کہنے لگیں واری کیس جزیرہ کا جانور ہے لیکن بے بال و پر ہے کیسی بولی ہوتا ہے نہ ہر یا مادہ ہے ایک نے کہا واری آنکھیں بھی ہیں ایک نے کہا کان ناک بھی ہے ایک نے کہا ظاہر معلوم ہوتا ہے چالاک بھی ہے گلگون نازک چشم نے کہا یہودہ نہ بکو یہ تم سمجھون کا ہنگڑا ہے اور حرام زاد لو یہ عمرو عیار ہے وہ جو گویا بنا تھا بھولی بھولی باتیں بنا کر ہوش کر گیا تھا اسکی صورت اصلی یہ ہے جا کر باغ میں ملکہ ماراں زمین کن و اسرار جادو کے پہونچا اسرار جادو نے آخر گرفتار کیا یہ نگوڑا آنکھیں بھی قتل کرنے پر آمادہ ہوا تھا اگر وہ تو مصاحب سامری ہیں فن سحر و ساحری میں معمور صاحب عقل و شعور اپنے کو غائب کر کے اُسکو دھوکا دیا تب یہ ظالم گرفتار ہوا جلد تیاری کروا بھی اسکو لے کر خدمت افراسیاب میں جائینگے قید اسکی باغ سبب میں پہونچا چار سو جادو گر نیاں اسباب سحر سے آراستہ ہوئیں ملکہ گلگون نازک چشم تخت پر سوار ہوئیں



نفس سانسے رکھ لیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی قید عمر و لیکر چلی اسکو راستہ میں چھوڑو  
 دو کاٹہ داستان زرننگ جادو کو افراسیاب نے برائے گرفتاری سمکال روانہ کیا تھا پھر  
 ناظرین ملاحظہ فرماوین سابق میں ذکر کیا تھا کہ سمکال جادو پلنگ جادو کے قبضہ سے چھوٹ کر  
 بخوف افراسیاب خانہ خراب ایک درہ کوہ میں جا کر چھپی مگر حیران کہ کیا کروں کہ صحر جادو کا  
 عمر و کا بھی ساتھ چھوٹا شریک لشکر صرخ نہو سکی کس بلاے ناگہانی میں مبتلا ہوئی کہتی تھی  
 اے خداے نادیدہ میں نے تیرے مذہب کا اعتقاد کیا اس وقت صیدیت میں تجھ کو یاد کیا مجھ کو  
 تا بشکر صرخ پہونچا دام آفت سے چھوڑا کیا کیلئے تجھ کو پکاروں اس راہ سے بالکل نابلد ہوں  
 نہیں معلوم عمر و پر کیا گزری اب سوائے لشکر صرخ سیرا کہاں ٹھکانا ہوں عمر کے تمام ہونے  
 گرفتار دام بچ و آلام ہوئی اگر لشکر ملکہ صرخ میں جاتی ملکہ بہار جادو سے ملتی غنچہ آرزو کھلتا  
 سمکال درہ کوہ میں بقیار اشکبار زندگی سے اپنی سیرا گردش فلک دور و دور کی شکایت  
 کر رہی ہو بعد عرصہ دراز درہ کوہ سے نکلا ایک جانب چلی مگر زرننگ جادو کو جو افراسیاب  
 نے مع بارہ ہزار ساحروں کے بتلاش سمکال جادو پتہ نشان تیا کر روانہ کیا ہو وہ اس  
 صحرائین آیا چار طرف ڈھونڈھ رہا ہو ساتھ والے اسکے صحرائین پھر رہے ہیں کسی مسافر کو  
 دھوکے میں مارا بیچارے غریبوں کو لٹکا لٹکا خون ناحق اپنی گردنوں پر لیا اپنے لیے جہنم کا  
 سامان کیا جیسے ہی سمکال جادو درہ کوہ سے نکلا ایک جانب کو روانہ ہونا چاہتی تھی کہ  
 زرننگ جادو کی نگاہ پڑی پہچانا وہین سے لٹکا کہ خبردار او سمکال میں آہو بخار و مال  
 سے ہاتھ باندھ لے چل کر قدموں پر افراسیاب کے گری سمکال نے جو پٹ کر زرننگ جادو کو  
 دیکھا اسباب سحر لیکر پٹ پڑی جواب دیا اونا بتا کر افراسیاب کیا مردود ہو میرا کیا کر  
 مجھ کو جو کہا وہ کہا چار طرف سے بارہ ہزار ساحروں نے سمکال جادو کو گھیرا مگر یہ ساحرہ  
 قدیم ہو بلکہ افراسیاب کی ندیم ہر اس بلوے کو کب مانتی ہو جب گولہ مارا دس کا سر پھٹ گیا  
 کبھی ہاتھ ہلائے برق چمکائی ان بیچیاؤں پر بجلی گرائی خرمن حیات جل کر خاک ہوا کہی سو  
 بیچیاؤں کا دم بھون قصہ پاک ہوا جس ساحر پر جا پڑی پنجہ کر میں دے کر بلند ہوئی دونوں  
 ٹانگیں پکڑ کر چیر ڈالا جادو کروں پر ساحر کو پھینک مارا اس خون سے دریا سے آتش



پیدا کیا ساحر مثل ہیہ خشک چلنے لگے جسم سے شعلے نکلنے لگے ہنگامہ سحر و ساحری گرم ہوا نظم

سمنکال جادو و لڑی اسطرح	تر تپی ہی برقی قضا جس طرح	کیا سحر سپرد وہ بیہ دم ہوا
قیامت کا میدان میں عالم ہوا	زرنگ سیہ رو بتنگ آگیا	سحاب الم فوج پر چھا گیا
قیامت کا سامان عیان ہر طرف	ہوا خون کا دریا روان ہر طرف	سمنکال پر جا بڑا جب زرننگ
وہ تھی بحر حیات کی گویا ننگ	کیا دار جب اُسے تلوار کا	سمنکال جادو نے رد کر دیا
لیا ایک گولہ لہبہ شد و مد	کہارو کے خالق مری کر مدد	تو ستار ہوا و غفٹا رہی
کنسیر سیہ رو گنہگار رہی	ترے لطف کی ہونیں امید و	کہ اب جس کو منصور پروردگار

دل کو خالق بے نیاز سے رجوع کر کے اسم پڑھا جھپٹ کے زرننگ نابکار پہ مارا آسنے لاکھ  
 کلو ابھیرون نارنگے کو پکارا کچھ نہوا گولہ سینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا جھل میں اندھیرا ہو گیا  
 آواز آئی کشتی مرا نام من زرننگ جادو بودا فسوس جان دادیم و بطلب خود ز سیدیم ساتھ والوں  
 نے جو دیکھا کہ افسوس ہمارا مارا گیا ہم نکال پر ہمارے خیمہ قابض نہیں ہوا بجلی کو کیا روکین ایسے زبردست  
 کو کیا ٹوکین فرار پر قرار کیا سمنکال مارتی ہوئی پیچھے چلی ہزاروں کو قتل کیا مگر حیران پریشان  
 کہ آخر لڑ بھر کر کہاں جاؤں کہ صر جا کر جان بچاؤں افراسیاب جادو کا دشمن کہاں امان پائیگا  
 پروردگار بچائیگا اس تردد میں لڑتی بھرتی جاتی ہی قضا سے کارا سی طرف سے ملکہ گلگون  
 نازک چشم قید خواجہ عمرویلے ہوئے طرف بلغ سیب کے جاتی تھی یکایک کان میں آواز  
 ہا و ہو کی پہنچی زرننگ کے مرنے کی قیامت برپا ہوئی گھبرا کر لیٹ پڑی اسی صدا پر چلی  
 ساتھ والیوں سے کہتی ہو کہ یہ کیسا ہنگامہ ہو کسی مقام پر قیامت کی لڑائی ہو رہی پُر در پُر  
 جادو گروں کے مرنے کی آواز آتی ہی خیال کر کے دیکھو زمین تھراتی ہو کینزوں نے عرض کی  
 واری اپنے کام کو چلے لڑائی میں جانے سے کیا فائدہ سلمان فوج شہنشاہ سے لڑ رہے ہو  
 صرخ و بہار سے معرکے پڑے ہوئے گلگون کنا یہ مقام سرحد بلغ سبب ہی بیان کا ہر پوچھتا  
 آ سیب ہی صرخ و بہار بیان نہیں آسکتیں اگر آئیں تو کتنا مشکل ہوگا آپس میں ڈانڈے پر  
 لڑائی ہوگی پس مصالحہ کدنا ضرور ہی یہ لکھ رہا ہوں واز پیدا کیے گلگون بلند ہوئی کینزوں نے  
 اس تخت کو گھیر لیا جیسے قفس عمرو کار کھا ہی مقب میں چلین بیان سمنکال مثل شیخ غضبناک



فوج زرننگ کو قتل کر رہی ہو تعاقب فراریوں کا نہیں چھوڑتی کہ گالگون نازک چشم آسمان پر چلی دیکھا کہ سمنکال جادو سا حدوں کو قتل کر رہی ہو گالگون نے لکارا اور سمنکال یہ کیا ہنگامہ ہے یہ لوگ تیرے مقابلے کے قابل ہیں لشکری پیادے جاہل ہیں انھوں نے تیرا کیا نقصان کیا تلوار ہاتھ سے پھینک دے ورنہ سترے معقول وونگی چٹیا پکڑ کر کھینچتی ہوئی ستے افراسیاب کے بچاؤنگی سمنکال نے لکارا اور چھو کر ہی کیوں شامت آئی ہے میں مطیع الاسلام ہو چکی افراسیاب دشمن ہر وہ گمراہ میرے واسطے رہن ہو مگر کیا کر سکتا ہو ہمارا مالک پروردگار ہر پیکر گالگون نے اہل فوج کو آواز دی کیوں بھاگے جاتے ہو اگر فسر تھارا نہیں ہر ہم توہین یہ ککر گالگون نے بھی سحر کرنا شروع کیا بھاگے ہوئے پٹ پٹ سے سمنکال سے اُبھ گئے ہیں سمنکال نے تخت پر نفس عمرو کار کھا ہوا دیکھ دل بقرار ہو گیا پکار کر آواز دی خواجہ یہ کینہ تازہ آپ کی محبت میں برباد ہوئی آئی ہے آپ کو رہا کرتی ہے آپ کیونکر گرفتار ہوئے یوں مجبور و ناچار ہوئے عمرو نے آواز دی اور سمنکال فلک برسر گردش ہوا افراسیاب جادو کو ہتھے بڑی کاٹش ہو مگر سمنکال اتنا خیال رکھنا اگر ہماری قضا قریب ہے تو مجبور و ناچار ہوں ورنہ انشاء اللہ شکر اسلام میں جس طرح بنے گا تجکو لیجاؤ لگا قتل نہونے دو لگا اور اگر رہا ہو جاؤں تو حکم سے پروردگار کے کل فوج ساحر کو کھڑے کھڑے شکست دون سمنکال لڑنے لگی اور چاہتی ہے کہ خواجہ کو چھڑاؤں لڑتی بھڑتی تا بہ تخت پہونچوں گالگون نازک چشم کے ساتھ چار سو جادو گر نیاں تخت پر محاصرہ کیے ہیں گوئے تریخ و تاریخ چل رہے ہیں زمین کانپ رہی ہو مگر سمنکال ساحرہ زبردست ہر بادہ طاعت عمرو سے مست ہو زخم کھاتی جاتی ہو مگر گھسی جاتی ہو گالگون تا بہ تخت نہیں آنے دیتی سینہ پر کیے سحر کر رہی ہو مگر سمنکال لڑتی بھڑتی ہوا بالیان فوج زرننگ تو بیدل ہو چکے ہیں گالگون کے انکار نے سے بھڑکے ہیں جدھر سمنکال رخ کرتی ہو کائی سی پھٹ جاتی ہو ساحر پر ساحر کرتا ہو بیجاؤں کی آنکھوں میں نقشہ موت کا پھرتا ہو گالگون نازک چشم سے اور سمنکال سے مقابلہ چلا گالگون نے ایک جانور ماش کے آٹے کا بنایا سامری ککر اسکو اڑایا آواز دی اور سمنکال یہ طائر سحر سامری ہوا میں افسونگری بھری ہو ہوش اڑا دے گا طائر وہم و خیال اس افسون تک نہ پہونچے گا بس سمنکال نے دیکھا وہ طائر اڑا کمرہ سمنکال چرخ مارنے لگا ہیست



ہسپات کما لیکار نے لگا سمکال پر جو سایہ طائر کا پڑا عقاب ہوش اڑا ہاتھ پاؤں میں ریشہ  
 آنے لگا قلب تھرنے لگا خیال کیا اگر تین چرخ اور ماریاں تو پابگل ہوگی پھر بڑی مشکل ہوگی سمکال  
 نے پیشانی پر شتر مارا خون پتیلی پر لے کر آواز دی ای طائر سامری یہ تیرا بھوک ہو خون پینے کا  
 تجھ کو رنگ ہو طائر کندے باندھ کر پتیلی پر سمکال جادو کی گرا خون پینے لگا خون پیکر مثل  
 کبوتر کے ہاتھ پر سمکال کے گونجا منتقار اٹھا کر چہرہ زیبا سے سمکال کو دیکھنے لگا صاف ظاہر  
 ہوتا تھا کہ نسخہ ہوا سمکال نے کہا ای طائر سامری خوراک پائی شکم سیر ہر اب کام کرنے میں کیا  
 دیر ہو طائر کندے تول کر اڑا سر پر گلگون نازک چشم کے آیا چپکارا مارا تھرا کر سر پر گلگون  
 کے بیٹھ گیا گلگون نے ایک چنچ ماری کہا با سے خود کردہ رادریان نیست خاموش ہو کر ٹھہر گئی  
 زبان بند ہوئی سمکال نے گولہ اٹھا کر مارا سینہ کو توڑ کر نکال گیا گلگون نازک چشم تھرا کر گری  
 جہنم واصل ہوئی آواز آئی کشتی مرانام من گلگون نازک چشم بود اب کنیزین گھبراہیں نفس عمرو  
 ہاتھ میں لیا بیاب و بقرار ہو کر بھاگیں اب سمکال نے انکا تعاقب کیا منظور ہو کہ نفس عمرو  
 چھین لون اب کنیزین تو بھاگی جاتی ہیں سمکال سحر کرتی ہوئی دوڑی جاتی ہر انہی جان  
 سٹائی ہو کہ جس طرح بنے نفس عمرو چھین لون مگر دو کلمہ اسرار جادو و ماران زمین کن ملاحظہ  
 ناظرین ہوں کہ یہ نانی نوای دونوں بعد حالہ کرنے قید عمرو کے آپس میں باتیں کر رہی ہیں ذکر  
 قتل اسد خاوری در پیش ہر اسرار جادو نے کہا ای صاحب افسون من ای مالان زمین کن  
 قید عمرو تو میں نے روانہ کی مگر لاؤ خبر دیتا ہوں کہ کچھ فتاد پڑے گی گلگون نازک چشم ابھی کمسن  
 ہو اپنے کمال پر طائن ہر ای نور نظر کسی کنیز کو روانہ کرو یا تم ہی اسباب سحر سے آراستہ ہو جا کر  
 دیکھو کیا سحر کہ گزلا سوقت خود بخود دل گھبراتا ہی میر میرا کچھ اور ہی تدبیر تبتا تا ہر ماران زمین کن نے  
 کہا نانی امان آج تمھیں صبح سے انھیں جھاڑوں کا خیال ہو اب عمرو موموٹھی کا ٹانگوڑا  
 گرفتار ہوا گلگون نازک چشم لے کر گئی اب تردد بیجا ہر دم بھڑپن وہ واپس آئیگی خبر عقول  
 سنائیگی جب وقت قتل عمرو مشہور ہوگا آپ نے کہلا بھیجا ہم آپ چلینگے تماشائے قتل عمرو دیکھینگے  
 اسرار جادو نے کہا ای نور نظر یہ وقت غفلت نہیں ہر ساحر ان طاسم کی جان پر نبی حقیقت  
 میں عمر طاسم تمام ہو چکی افسر سیاب نے غفلت میں سب کام خراب کیا تمھارے بزرگوں کے



بڑے مرتبے تھے بادشاہ ہوش ربا جب بجز بلاتا تھا تب جاتے تھے سوچو تو روح طلسم ہوش ربا  
 کی نگہبان ہوا ایسا نہ کو انجام میں پشیمان ہو میں شب قتل اسد کو پہلو سے انہما سیاب میں ہونگی  
 رات بھر بیدار رہونگی اگر مجھ کو ذرا غفلت ہو ایسی قباحات ہو کہ سنبھالنا دشوار ہو جاے طلسم کے  
 انتظام میں فرق آئے دیکھیے زمانہ کیا رنگ لاتا ہی فلک کیا گردش دکھاتا ہی عمر و نئے مقدمہ  
 نہ رہب میں ایسے کلام کیے کہ اس وقت تک محویت ہو صاف تو یہ ہر کہ مثل آئینہ روشن ہو کبھی بجا  
 کا خیال ہو کبھی بربادی طلسم ہوش ربا کا لال ہو مارا زمین کن چونکہ ابھی نوجوان ہوا تو پتھر  
 ہنستی ہو اسرار جادو کی باتوں پر آواز کے کستی ہو کیا یک زمین تھرائی کچھ ٹکڑے ابر کے آسمان پر  
 نمایاں ہوئے آثار رنج و ملال عیان ہوئے منبر پر ایک گلدستہ رکھا تھا وہ خود بخود جھلکے خاک ہوا  
 اسرار جادو نے اپنا سر پیٹ لیا کہا لو غضب ہوا گلگون نازک چشم قتل ہو گئی یہ گلدستہ اسکا  
 گل حیات تھا دیکھ خود بخود پڑ مردہ ہوا ہاے اسکا غنچہ آرزو نہ شگفتہ ہوا جھوٹا بادخون ان کا چسلا  
 عین بہار میں صرصر رنج و الم حلی شاخ متناسے گلگون نہ پھلی نہ پھولی اب تو مارا زمین کن  
 کے بھی ہوش پر اگندہ ہوئے نام گلگون کا لے کر رونے لگی اسرار جادو تو بھید سے بخوبی  
 واقف ہو اسباب سحر لیکر مثل شعلہ جوالہ کے مٹھی پر پرواز پیدا کر کے چلی آواز دی بٹیا جلد آؤ دیر  
 نہ لگاؤ مارا زمین کن طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی عقب میں کی سو جادو گر نیاں ایک  
 ایک فسوں ساز شجہہ بازیگانہ آفاق سحر و ساحری میں طاق روتی پیٹی چلین یہاں سمنکال  
 جادو گلگون نازک چشم کو قتل کر کے کینزوں سے لڑ رہی ہو قصہ ہر نفس عمر و چھین لون با جا  
 دون عمر و نفس میں سے کہ رہا ہو کہ ای سمنکال تو جان بچا کر مکلجا پروردگار سیر حافظ ہو اگر عیات  
 باقی ہو چھوٹ جاؤ لگا مجھ اسرار جادو نے قید کر کے بھیجا ہر وہ بلا سے روزگار ہی ٹری مکار و  
 غدار ہی سمنکال جادو کستی ہو خواجہ اگر تم کو نہ ٹھہرا تا تو کیا کام کیا بلکہ اپنے کو بدنام کیا مہر خ و بہا  
 کو کیا منہ دکھاؤنگی آپ کے قید کی خبر سناؤنگی کہتی جاتی ہو انجام کے سحر کر رہی ہو دو سو کینزوں  
 کو قتل کر چکی ہو چند باقی ہیں کر کیا ایک آسمان سے نگرہ ہوا باش او سمنکال جادو غضب کیا  
 گلگون کا خون بھایا ہمارا بھی خوف نہ آیا سمنکال اسرار جادو عمر و نئے جو نفس سے اسرار جادو  
 کو اتنے دیکھا جی چھوٹ گیا یقین ہوا کہ اب رہائی غیر ممکن ہو ملک الموت کا سامنا ہو مگر سمنکال



کہ اُسکو دو پہر لڑتے گذر چکے ہیں ہزاروں ساحر مارے ہیں دریائے خون میں نہالی ہوئی  
 ہو بلوے سے ساحرون کے گھرائی ہوئی ہوا اب اسرار جادو کو دیکھ کر رنگ رو متغیر ہوا طائر  
 ہوش دھواں اڑا حواس خمسہ میں خلل آیا اسرار جادو گرتے گرتے گرے سر کیا کار و نکال کر  
 اسم سحر پڑھا کار کو پھینکا ہر چند سمنکال نے رو کا شانہ نشانہ ہوا موت کا بہانہ ہوا چاہتی ہی  
 زخم شانے کا باندھوں اسرار جادو نے یا سامری کہکرو تہر طر زمین پر مارا موسے سر کھولے ہو  
 فوف آف کرتی ہوئی بٹھی سمنکال جادو کو چرخ آنے لگا لڑکھڑاکر زمین پر گری زبان بند  
 دل و دمنہ اسرار جادو نے زبان میں سوزن دیا گرفتار کر لیا نفس عمر و کنیز زمین سے طلب کیا  
 کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مارا ان زمین کن بھی مع چند کنیزوں کے آکر پہنچی دیکھا تین کوس  
 نک دریا سے خون بہا ہوا صحرار ہا ہوا لاشہ پڑا ترپ رہا ہوا گھبرا گئی پوچھا نانی امان یہ ساحر کے  
 ہاتھ سے مارے گئے اسرار جادو نے کہا بیٹیا آنکھیں کھولو بے نگاہ غور دیکھو جو ہم کہتے تھے وہ ہوا  
 یا نہیں مارا ان زمین کن نے کہانانی امان آپ بڑی عاقل ہیں حقیقت میں سحر میں کامل ہیں  
 اسرار جادو نے کہا سمنکال کو نگاہ ملاتے ملاتے عمرو نے مسلمان کیا صاف تو یہ ہے کہ میرے بھی  
 آئینہ دل پر غبار آگیا مذہب کے مقدمین بڑی فکر ہی ہر وقت دل تر و منزل سے یہی ذکر ہی طو  
 اب خدمت میں افراسیاب کی چلتے ہیں دیکھیں وہ غافل عیش پسند کیا کرتا ہے تیر بیوقوف تو یہ ہے  
 کہ اسوقت ان دونوں کو قتل کیا جاے طلم ہوش ربا کو بربادی سے بچائے اگر اسکے خلاف  
 کریگا روزیہ کا سامنا ہی وقت بہت قریب آگیا ہی بیٹا مارا ان زمین کن وہ تو بادشاہ طلم ہوش  
 ہو گیا سکا بڑا مرتبہ ہی سیلا اسی برس کا سن ہو کسکی کسکی آنکھیں دیکھیں شر کے جلسے میں شریک ہوئی  
 جناب شیخ امام بخش ناسخ کیسا شاعر جلیل ہوا احاطہ زبان اردو کا باندھ گیا اسکے مجسم خواجہ حیدر علی  
 آتش نے کیا زبان روزمرہ پائی تھی بی بی صاحبان مذاق کو روزمرہ بہت پسند ہو ایک غزل  
 آنکی قافیہ ہائے تحمل میں باداے معنی کھٹکا کھٹکا مگر کس لطف سے اُسکو نظم فرمایا بی بی تم نوجوان

ہو اس غزل کو یاد کر لو غزل آتش	طریق عشق میں بار پڑا جو دل ٹھٹکا	ہی وہ راہ ہے جہین ہی صانکھا کھٹکا
نہ بویا بھی میسر ہوا بچھانے کو	ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹکا	کہوں جو غش برین ہی تو کہ نہیں سکتا
بہت بلند ہے پایہ تر سے چھپر کھٹکا	پری سے چہر کو اپنے وہ نازین کھٹکا	جناب دور ہو ٹوٹے طلم کھٹکا



بھی تو ہو گا ہمارے بھی یا ہلوین  
کبھی تو قصد کریگا زانہ کروٹ کا  
عجب زمین ہو جو سودا ہو شوگر گویا  
عجب بھول بھلیاں ہو غفلت مستی  
جسے کہ راہ ہوئی اس سے خوب ہی ٹھکا

بی بی دیکھو مطلع اس غول کا موافق مطلب افراسیاب جادو کے ہو غفلت کا انجام خراب ہی  
مارا ان زمین کن کو سمجھاتی ہوئی قید سمنکال و خواجہ عمر ویلے ہو سے طرف باغ سید کے چل چکی ہیں  
افراسیاب جادو باغ سبب میں بیٹھا ہوا تھا انتظام میں مصروف ہوا اپنے وزیر ہر مار برف اندازہ  
ابریق کوہ شکاف سے کہ رہا ہو کر کل مالک میں نامے روانہ کرو و ز قتل اسد غازی عین قبتا  
پر آجائیں قتل ہونا اسد غازی کا اپنی آنکھوں سے دیکھیں ہمارے خراج گزاروں کو اطمینان  
خاطر ہو عین وقت پر ہر کہ وہ حاضر ہو سرما سے یہ باتیں کرتا جاتا ہی عیش و حبش کا سامان مہیا ہو  
نازنینان مہ جین حاضر ہیں ایک جانب ساقیان ماہر و گانے والیان خوش گلو سرما لے عرض کی  
کہ خید ساعت راگ و رنگ موقوف رہے غلام نامے تیار کریں مہرین سب پر ہو جائیں طائران  
تیز پر طلب ہوں نامے جلد جلد ہو پچائیں افراسیاب نے کہا تم نامے لکھو یہ گائیں سو سن  
خوش آواز زبان دراز آگئی ہو ایک غزل سن لیں پھر امورات مالی و ملکی میں مصروف ہوں سو سن کو

اشارہ ہوا سو سن یہ غزل گانی  
بہا حسن خداداد کو زوال نہیں  
ہمیشہ بدر میں غرض کبھی ہلال نہیں  
چہ حسن نور خدا ہی اسے زوال نہیں  
شکستہ حال کی آواز ہو سوال نہیں  
فلک کو یاس ہم دل گرفتہ دیکھتے ہیں  
خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے  
گن میں چاند و تارے شریک حال نہیں  
سناں عمر کو ارہ ہو یہ ہلال نہیں  
کبھی ہوا کبھی شعا کبھی ہوا خاک و بھر  
ریاض حسن کے میو و نھیں لطافت ہو  
جس حسن مرحوم شاگرد میر فیض الدین  
کبھی ہوا کبھی شعا کبھی ہوا خاک و بھر  
اسی واسطے تجھ کو کم دیکھتے ہیں  
تجھے جس گھڑی اچھوٹ دیکھتے ہیں  
جو ہستی کو اپنی عدم دیکھتے ہیں  
اگر زندگی ہو تو چلے حسن اب  
ابھی دل تریا رہم دیکھتے ہیں  
ان آنکھوں سے آنکھوں دیکھتے ہیں  
جہم کھڑا خدا کی کاہم دیکھتے ہیں

افراسیاب نشہ میں مست  
عزیز پھر بیان سن رہا ہو کہ آسمان سے برق چمکی ملکہ اسرار جادو و مارا ان زمین کن قہر  
عزیز پھر بیان سن رہا ہو کہ آسمان سے برق چمکی ملکہ اسرار جادو و مارا ان زمین کن قہر



خواجہ عمرو و ملکہ سمنکال کو لیکر سامنے آئیں ملازمان زرنگ فریاد کرتے ہوئے آئے افراسیاب  
گھبرا گیا عمرو کو تو نفس میں دیکھ کر خوش ہوا ملکہ اسرار جادو نے آکر پائے تخت کو بوسہ دیا عرض کی شہنشاہ  
مقام افسوس ہر زمانہ قتل طلسم کشا کا استقدر قریب ہو آپ کو نایب رنگ سے فرصت نہیں یہ وقت  
عیش و راحت کا نہیں ہر ملکہ سمنکال جادو مسلمان ہوئیں زرنگ جادو کو مارا ملکہ گلگون اسی  
حالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی اگر کینہ نہ پہنچتی عمرو کو چھڑا لیا تھی افراسیاب نے گھبرا کر کہا اے ملکہ اسرار  
تم نے عمرو کو کیونکر پایا اسرار جادو نے عرض کی حضور نے جا کر گلگون کو بچا یا تھا وہاں سے  
بھاگ کر میرے باغ میں پہنچا آپ کے اقبال سے میں نے اسی وقت بی ماراں زمین کن سے  
کھدیا انھوں نے میری بات کو سنہی میں اڑایا یہ ساربان زادہ میرے پاس پہنچا مجھ کو بہوش کر دیا  
قصد کیا آپ کے اقبال سے میرا کیا کر سکتا ہوں میں نے انکی گردن لی قید اسکی بدست گلگون نے  
کی راہ میں بی سمنکال نے اہل کو مارا اسکے مرتے ہی مجھ کو خبر ہوئی میں نے آتے ہی بی سمنکال جادو  
کو ایک سحر میں بہوش کیا اب یہ دونوں گنہگار حاضر ہیں سرکار کو اختیار ہو مگر مناسب و انسب یہ ہو  
کہ فوراً قتل کیجئے دیر بہتر نہیں یہ میرا قتل اسد میں کو دن باقی ہیں میں نے آکر آپ کو عیش و  
راحت میں مصروف پایا خالی ہمارے تدارک سے کیا ہوگا عمرو کو تو آج ہی شب کو قتل کیجئے اب  
اس ظالم کو ہمت نہ دیجئے اے شہر یار اس بات کو ہماری لکھ رکھیے اگر عمرو زندہ ہو تو اسد غازی  
رہا ہو جائیگا اور اگر عمر قتل ہوا پھر طلسم ہوش ربا فتح ہونا دشوار ہے اب عیش و راحت کو ترک  
فرمائیے امورات مالی و ملکی پر متوجہ ہو جائیے افراسیاب نے کہا اے خیر خواہ دولت جو غم کھوگی وہی  
ہوگا ابھی ابھی مشہور کر و سرحد باغ سیب میں شہر ہو جائے کہ صبح کو ساربان زادہ قتل ہوگا ہمارے  
جادو نے دل زن کو بلا کر اذن دیا وہ چلا سرحد برف افزار و ابریق نے چند اشتہار لکھے سرحد  
باغ سیب میں چسپان ہوئے افراسیاب نے کہا اے ملکہ اسرار جادو آج شب کو تم بھی اسی مقام  
پر کیفیت باغ سیب ملاحظہ کرو صبح کو عمرو کو قتل کر کے جانا اے اسرار جادو تیرا بھانا درست ہو کر  
لونڈیاں غلام مابدولت کا کیا کر سکتی ہیں انکی بھی یہ لیاقت ہو کہ مابدولت کے مقابلہ میں آئیں جس بدن  
قصد کرونگا مثل نقش قدم مطا دوں گا اسرار جادو نے عرض کیا اے شہنشاہ شہر غلاف را سلطان  
راے مجھستن بہ چون خویش باشد دست شستن بہ چکو زیادہ گستاخی مناسب نہیں ہو مگر دوسرے



مقام پر سعدی صاحب ارشاد فرماتے ہیں بہت دانی کہ چہ گفت ز حال بارستم گرد و دشمن نتوان  
 حق و بیچارہ شمر دہ۔ آپ نے کیوں انکو حقیر جانا چہ بڑھ کر دیا ہو گیا اب شناوری و شعور ہو بھر  
 متواج و زخار ہو مو جہا سے ہلاکی طغیانی ہو کشتی حیات طوفانی ہو تو کیا عجب ہر ایک جو کچہ کیا خوب  
 کیا اب جلد انکا خاتمہ کیجیے سرکشی کی سزا دیجیے میرے نزدیک ایک عمر و مارا گیا یہاں سے  
 تا کوہ عقیق مسلمانوں کا فیصلہ ہوا عمر و عیار سب کا سردار ہی یہ ذکر تھا کہ لیل سے شب نے زلف شکین  
 کو سنوارا مثل عروس شب اول بنا کر گئے لگی ستاروں کی پیشانی پر افشان حتیٰ بدر کامل کی چاندی  
 لگائی لباس نور آگین جسم پر آراستہ کر کے حجلہ چرخ برین کو منور و روشن کیا بہت چون بٹام  
 آفتاب نوزانی ہو گشت در زیر خاک زندانی ہر شمع ظلمت شب کہ شک فام بود ہر آسائش  
 تمام بود ہر افراسیاب نے کہا جاسے آراستہ ہو ایک جانب ملکہ سراجاد و ہلوین ملکہ ماران  
 زمین کن کر سیاہے جواہر نگار پر تمکن ہوئیں مگر افراسیاب جادو نے گلزنگ سے کہا کہ  
 سمنکال و عمرو کو لجا کر مقام عیسا پر رکھو گلزنگ نے نفس عمرو کا اٹھایا سر زنجیر سمنکال جادو  
 کو مٹا ما اپنے کرے میں لا کر نفس رکھا دروازے پر کرسی بچھا کر خود بیٹھی مگر افراسیاب نے  
 آراستگی باغ کو حکم دیا اول میان روشن علی خان نے جھاڑ کنول آراستہ کیے اسیات

تیل پانی کے وہ چڑھے تھے گلاس	جن سے شرماے ساغر الماس	خاک انجن کے تارے تھے
یا کاس حش کے تارے تھے	ایک جانب آئینے قد آدم تکلف تمام آراستہ جو انہیں صورت	
دیکھے خبار دل مٹے اپنے خوبصورت ہونیکا جوش ہوشان و شوکت سکندر فراموش ہوئے		
آئینہ تھا کہ باغ جو ہر تھا	بے تکلف دل سکندر تھا	چوٹھے سنگ کوہ طور کے تھے
جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے	زور دیا گیر یون پہ ہزار	کیسے پستان شاہ دیوار

کنول کا دو شاخہ مثل دست دعا بارہ دری میں کیفیت باغ سبب اپنی بہار پر گل بوئے کیفیت  
 دکھاتے تھے موتیا موگرا چپا چینلی جو ہی موتی کے پھول آبرو گوہر بے بہا کی مٹاتے تھے بیل لیل  
 جو ہی کی نزاکت عارض محبوب کو مجلت بو وہ بھینی بھینی کہ دماغ جان کو مہر کرے چشموں کی صفائی  
 دیکھا کہ آب گوہر پانی بھرے چمن ماسے طولانی ہر نخل لاثانی گلہاے خوشبودار سے ملاو خرامان نجبا  
 تازینان خوشرو سفید پھول ہیں کہ تارے چمک رہے ہیں جھوکوں سے ہوا کے غنچے چمک رہے ہیں



ہمارے بلع کی کینز ہمیشہ دست بستہ حاضر گلچین و باغبان خود اس گلشن فرح افزا کے ناظر  
نازنینان حسین و مدحین بھاری پایا سے آپخل پتوں کے دوپٹے چہرے آفتاب عالم تاب ناز  
وغمرے میں نایاب گل سے چہرے دیکھ کر عاشق بیتاب اکلمہ زبان لہریں اپنے حسن بمثال پر  
منور اسرار چادو کے منہ سے کلا ای شہنشاہ فیروز بخت ایسا باغ جبر ہمار بھی نگاہ سے نہیں گزرا ایسا

دلکش ایسا دریاغ کہ سبحان اللہ  
باغ ایجاد کے چارون مہن اسپر صدقے  
ہر طرف بوقلمونی کے عجائب نیرنگ  
غنچوں کے دل میں انگین مہن جوانی کیسی  
جب نسیم آتی ہو کھل جاتا ہو غنچہ دل کا  
روشنون پر عجب انداز سے چلتی ہو صبا  
رنگ لالہ سے ہم آغوش ہو سرین بہار  
نکرت سنبل تر کرتی ہو مشک انشانی  
صحت بادہ پرستان کا ہر نقشہ گل میں  
بلبلین مست ہیں مطلق نہیں فریاد کا ہوش  
باغبان کرتے ہیں خاطر تو مدار گلچین +  
ایسے سرسبز گلستان نہ کبھی دیکھے تھے  
چار سو جوش ریا میں کا گلون کی کثرت  
جو سے آئینہ میں دیکھی تھی نہ یہ جلوہ گری  
جسکی موجوں میں تماشائے درخشانی برق  
جنپہ لہرے طبیعت وہ روش لہرون کی  
وہ صفا خیز وہ تابان وہ درخشان پانی  
وہ چمک ہو وہ تڑپ نہر کی لب گردان میں  
سرج اک نہر پہ خورشید درخشان کا شرف

جسکو سعدی کی گلستان کا نہ پہونچے کوئی باب  
آٹھ فردوس نہیں ایک خیابان کا جواب  
سہر و شاد و برائے گل و ریحان نایاب  
پو دھے دکھلاتے ہیں رعنائی آغاز شباب  
جب نسیم آتی ہو بلجاتی ہو وہ عطر گلاب  
روح کو چال کیے دیتی ہو جسکی بیتاب  
بستر ناز پہ سبز سے طراوت ہمنوا اب  
گل وہ شاداب ہیں جن سے کہ ٹپکتا ہو گلاب  
شاخ ساقی ہو سبوغنچہ ہو گل جام شراب  
بار ہو جاؤ گلون کا یہ گلون سے ہو خطاب  
دشمنون سے بھی حلی آتی ہو بوسے اجباب  
کشت امید رہی فیض سے جسکے شاداب  
وسط گلزار میں اک نہر مصفا پر آب  
چشمہ مہربن پانی تھی نہ اس طرح کی تاب  
جسکے توارون میں کیفیت باران سحاب  
جب کا دم بھرنے لگے چشم تماشائے وہ جاب  
پانی پانی ہو جسے دیکھ کے موتی کی بھی اب  
لاے الماس کبھی جسکے تماشے کی نہ تاب  
بارہ برجوں میں نہیں چرخ کے اک اسکا خواب



چار بنگلے وہ فرح بخش ہیں وہ روح افزا | ایک اک حورارم جن کی ہوا میں بیتاب

الغرض ملکہ ماران زمین کن دریا سے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے چہرہ گل رنگین مزاج سر پر  
جواہر نگار تاج رکھے ہوئے سیر باغ دیکھ کر شگفتہ ہو رہی ہی صفت ہیں افراسیاب کی سداگر  
زبان کھولی گل کلام روبروے افراسیاب یون نیش کیے کہ اوشن شاہ گردون پناہ کیا باغ  
آپ کا پرہیز بارہ درسی کیا قطع دارہی حسینان عالم کا اس وقت باغ میں جگمگاتی پرستان کی  
پیروں کا میاں دافراسیاب جادو کی بھی نگاہ سخت جمال جہاں آرا سے ماران زمین کن پر پڑی  
جواب دیا کہ اوشن شاہ خوبی اوسر و باغ محبوبی آج تمہارے قدم رنجہ فرما نے سے بھل غلغلہ  
کا اور ہی عالم ہو غنچہ خاطر مابدولت کھلا ہو تمہارے قریب بیٹھنے سے لطف زندگی ملا ہو دیکھ کر  
سایقان ماہ و شمس کا اشارہ ہوا جام آفتاب ہاتھ پر رکھ کر بعد ناز وادائش کیے اب تو دور  
جام بے دغدغہ گردش انجام گردش میں آیا ناچ ہو رہا ہی رنگ بندھا ہوا ہی زلف سہل شب کم  
سے گزر چکی ہو مگر لوگ رفتا رقیس محن مفید سلسلہ غم آوارہ وطن دی ہر والا گھر خواجہ مکر و کمر سے  
میں تید ہیں گل رنگ جادو کے صید ہیں ہنگامہ عیش سنکر طبیعت لہرائی ایک عیاری یاد آتی  
خیال آیا کہ خواجہ بیٹھے ہو گئے صبح کو دم خجور پر گلار کھو گئے اس کمسنی میں موت کا مزا چکھو گئے  
ابھی ونسا کا کیا دیکھا حسرت واریان دل میں بھرے ہیں مغلسی دامگیر ذلیل دھیر جان تو  
بچاؤ چھپ کر کر و منکال جاو و بیچاری زخمی ہو کر جوائی ہی ایک گوشے میں بیٹھ پڑی تری  
گل رنگ جادو کرسی بچائے دروازے پر بیٹھی ہیں اگر کوئی اُدھر آتا ہی تو منع کرتی ہیں کہ اُدھر  
نہ آؤ عمر و قید ہی اس طرف سے راستہ چلنے کی قید ہی بچا یک کان میں گل رنگ کے رونے کی  
آواز آئی پٹ کے دیکھا عمر و بلک بلک کے رو رہا ہی بتیغ از مضطرب اس تمام السنون سے  
ترتر گل رنگ نے پوچھا خواجہ خیر تو ہی کیوں روتے ہو کیا لالہ جان جانے کا خیال ہی  
پلے نہ سمجھے اتنے بڑے بادشاہ سے بھڑ پڑے افراسیاب بادشاہ طلمسم ہوش ربا ہی بڑے  
بڑے بادشاہوں کو مار چکا ہی بادشاہ قدیم طلمسم ہوش ربا نکتہ سنج نکتہ بین جلالت و عدالت  
آئین شہنشاہ لاجپن اسکی سلطنت کو افراسیاب نے مٹایا گرفتار کر لیا آج تک کسی کو نہیں  
معلوم کہ کمان قید و نشان قید بلند شوار ہوا ہاتھ سے افراسیاب کے ذلیل و خوار ہوا شاہان



بنگالہ وکانرودیس نے اکثر قصد کیا کہ ہوش ربا پر قبضہ کریں لشکر کشی کر کے آئے یہاں سے  
 وہ وہ ساحر مقابلہ میں پہنچے کہ انکے جی چھوٹے شہنشاہ سلیم شہنشاہ تونس مملکت فیروزہ فیروزہ  
 ودرخان سیہ رو و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ آئے جاکر لڑے آخر ساحران کانرودیس  
 مقابلہ نہ کر سکے نوک دم بھاگے ملازمان شاہنشاہی نے خیمے بارگاہین و مال خسروانہ لوٹ لیا  
 اگر شہنشاہ ارادہ کرتے ہم لوگ جاکر خاص کانرودیس میں جھنڈے گاڑتے مگر افراسیاب  
 نے خیال نہ کیا فرمایا اس ملک نخس پر قبضہ کر کے کیا کرونگا جادو گر نیاں کر یہ منظر بد صورت بد  
 یہاں کی شاہزادیان خوش رُو خوش پوشاک فن سحر و ساحری میں چالاک کس تکلف سے  
 طلسم کو آباد کیا یہ سامان یہ شوکت یہ شان کس کو نصیب ہوئی عمر و تجہ ایسا عقلمند ایسی حرکت  
 کر کے اتنے بڑے بادشاہ کے منہ چڑھے آغاز انجام نہ سوچا چند لونڈی غلام شریک ہوئے  
 آپ سمجھے سامان ریاست ٹھیک ہو ملکہ گل رنگ جادو نے جو اس طرح کہا عمر و او ز زیادہ تڑپ  
 تڑپ کر رویا کہا ای ملکہ گل رنگ میں اس طلسم کو اس قدر وسیع نہ سمجھا تھا اس جوش میں چلا آیا کہ  
 ایک بادشاہ کو عیاری کر کے مار دینا کا طلسم ہوش ربا پر قبضہ کر دینا بدایع الزمان کو چھڑا دینا  
 طلسم میں پہنچتے ہی بی مہرخ شریک ہو گئیں مجھ کو ترغیب دی شہنشاہ سے لڑ دایا یہ نہ سمجھا یا کہ  
 افراسیاب قتل نہیں ہو سکتا وہ لوگ تو پیرانے ملازم ہیں جبوقت جائینگے ملجائینگے اپنی خطا  
 بخشوالین گے مجھ بچا رہے غریب کی مفت میں جان گئی ای ملکہ گل رنگ ذرا اندر آؤ میں تجھ میں  
 سے کچھ اپنے دل کا حال کہوں کہان تک خاموش رہوں رات دو پہر گزر چکی جون جون رات  
 گزرتی ہو کیلجے پر چھپی چل رہی ہو مجھ کو بے شعر غافل تجھے دیتا ہی یہ گھڑیاں منادی + گردون  
 گھڑی عمر کی اک اور گھڑی + میرے بیٹے ننھے ننھے بچے کئی جو روان یہ سب بھوک پیاسی مرینگے  
 انکی سر پرستی کون کریگا صاحبقران کے دفتر میں ہماری غیر حاضری لکھی ہوئی تھوڑا ہلنے کی  
 امید نہیں ملکہ اسوقت زمین پانوں کے نیچے سے نکلی جاتی ہو طبیعت خود بخود گھبراتی ہو میں نے  
 دو چار کوٹریاں جمع کر رکھی تھیں اہل و عیال دار کو سب طرح کی فکر و مایہ صاف کہوں آئے  
 چار پیسے کا غور ہو کچھ دو چار نیلے پیلے نگینے بھی ہیں آپ میرے قریب آئیے تو دکھائوں  
 حال دل بھی مفصل سناؤں نام جواہرات کا سکر گل رنگ کے منہ میں پانی بھر آیا یہ سب



جانتے ہیں کہ عمرو مرد طاع ہر بڑے بڑے مال پائے ہیں جلدی اٹھکرا ندرائی عمر کو دم پنہلی  
خواجہ ہمسے کوئی بات نہ چھپاؤ ہم تمھاری سفارش کریں گے ہمارے کئے پر رہو گے تو قید سے تمھیں  
چھڑوا دیں گے میں افراسیاب جادو کی کلید عقل ہوں مجھے سب طرح کا اختیار ہر بی حیرت  
کی میرے سامنے کیا لیاقت ہر ہر بات کا شہنشاہ مشورہ مجھی سے لیتے ہیں میرے حسن و جمال  
پر جان دیتے ہیں میری بانگی ادا اٹھلا کے چلنا ذرا بہت پسند فرماتے ہیں اکثر کہا کرتے ہیں میں تجھ کو  
گھر میں ڈال لوں گا میں تمھیں نین لگاتی رات کو کبھی انکے پاس نہیں جاتی الگ الگ رہتی ہوں  
عمرو نے کہا اگر ملکہ عالم شہنشاہ سے ہماری سفارش کرو دو ہمیشہ غلامی کریں گے تا بعد از بنے  
رہیں گے گارنگ نے کہا صاف صاف کہو یہ کو کیا دو گے ہم ابھی مجھ کو اسکتے ہیں بچا سکتے ہیں  
شہنشاہ امیدوار رہتے ہیں کبھی خراج و باج کے واسطے اکثر جو بادشاہ قید ہوتے ہیں مجھ ہی  
کے سخت کو بولنا پڑتا ہے وہ بیچارے سلامت رہیں مجھ کو بہت مانتے ہیں حیرت جادو سے  
بیشتر مانتے ہیں تحفہ تحائف بھیجا کرتے ہیں میرے نام سے ڈرتے ہیں عمرو نے کہا بی گارنگ  
مکو اپنی صورت کی قدر نہیں ہے اپنے کو بگاڑے رہتی ہو صبح کو اٹھ کر دو انگلیاں مٹی کی لگایا کرو  
جسٹا تمھ پر ملا کر و چار دن میں رنگت کھل جائے انکھڑیاں تمھاری غضب کی ہیں اور یہ جو آپ نے  
فرمایا مجھے کیا دو گے مجھ غریب کے پاس کیا ہے ایک تاج لقا کا مدت سے میرے پاس رکھا ہے  
ایک سال کا خراج ملک باختر کا آئین صرف ہوا ہے بی گارنگ آدھا تم لے لو سارا نہ لیسکو کی  
گھبرا جاؤ گی گارنگ اسی بات کو کیا بھتی جواب دیا خواجہ میں چھپا رکھوں گی جو لٹھے کے نیچے بڑی  
ہندیا میں رکھ کے گاڑ دوں گی عمرو نے کہا ہاں ملکہ جو ایسا مزاج میں ربط و ضبط ہے تو ضرور دوں گا  
اب تمھارے ساتھ معاملہ کروں گا میرے ہاتھ کھول دیجیے تو تاج نکال کے دکھاؤں اب تم سے  
کیا پر وہ ہے میرے پاس بڑا مال ہے جس ملک پر چڑھ کر حمزہ گئے ہیں نے وہاں کے بادشاہ کا  
تاج لیا اسکو محتاج کر دیا گارنگ نے پوچھا خواجہ کہاں رکھے ہیں عمرو نے کہا میرے پاس  
زنبیل ہے وہ میری تحویل ہے تم آدمی مقول ہو سب چیزیں دکھاؤں گا مگر بے ایمانی نہ کرنا ایک  
تاج لے لینا سونا چاندی بھی میرے پاس بہت ہے پاؤ بھر سونا میرے چاندی سے زیادہ نہیں دوں گا  
تم سے عہد پختہ کروں گا گارنگ نے کہا خواجہ ہماری بات میں کبھی فرق نہو گا جو کہو گے



وہی کرینگے جو چیزیں گے تمہاری خوشی سے لین گے یہ ککڑ گارنگ نے عمر و کے ہاتھ کھولے سحر آمیز  
خواجہ کے ہاتھ پانوں قابو میں آئے سنبھل گئے بیٹھے کبھی مسکرائے کبھی ہنسے کبھی گنگنائے کہا ملکہ غزل  
تو سن تو تم سمجھا رہے ہو تو دل سے اپنے حسب حال یہ اشعار ہیں یہ ککڑ چکے چکے ہاگ  
کی دھن میں یہ غزل خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے ملکہ گلرنگ کو سنائی غزل

آبیاری مرے اشکون کے سوا کس نے کی  
کس نے دی مجھ کو غذا میری دوا کس نے کی  
میری گردن تری زلفون سے رہا کس نے کی  
سب چمن چھو لے ہیں پیدا یہ ہوا کس نے کی  
خانہ دل میں جگہ تیرے سوا کس نے کی  
ہو ستم کس نے سزا پائی خطا کس نے کی  
تمہیں منصف ہو وفا کس نے جفا کس نے کی  
ناز سے آنکھ دم صبح یہ دوا کس نے کی  
باغ میں زیب بدن سخن قبا کس نے کی  
میں تو واقف بھی نہیں آہ و بکا کس نے کی

ہمدی جس میں جزا آہ رسا کس نے کی  
مرض عشق میں پٹھکانہ مرے پاس کوئی  
کب نکلا کتا ہو ظلمات میں پھنس کر کوئی  
غنیہ دل کو ہو کیوں باس نسیم و صباست  
جز ترے آنکھوں میں انسان رہا کیوں اے نور  
کھینچ لاتا تھا دل اس کوچہ میں اور پانوں کٹے  
عشق کامل تھا مجھے کی نہ مگر حسن نے قدر  
حیرت آئینہ کو ہو سو ہو سے فتنے بیدار  
گل نے بھی بدلہ ہی جامہ نہ وہ رنگ رنہ وہ بو  
ابر برسایا ہوا ذرا بھیجہ نہ لیجیے طوفان

گلرنگ جاو یہ غزل سکر بقرار ہو گئی کہا خواجہ سب شعر بہت عمدہ ہیں خوب گاتے ہو بس اب  
لاؤ مال دکھاؤ ہم افسر سیاب سے تمہیں ملگ لین گے اپنے ساتھ رکھیں گے عمرو نے کہا ملکہ ہم بھی  
تمہارے پاس رہیں گے رات کو پانوں دبایا کریں گے گانا سنائیں گے رنج و غم میں دل بہلائیے  
ہو اب مال دیکھو یہ ککڑ زنبیل کی گھنڈیاں کھولیں کہا ملکہ ذرا دیکھ تو لو لینا دینا تو خیر جو تمہارا ہو وہ ہمارا  
ہو جو ہمارا ہو وہ تمہارا ہو گلرنگ نے سر جھکا کر دیکھا زنبیل میں ایک شہر آباد نظر آیا عمارتیں عمدہ  
عمدہ ایک منو نہ بہت سونے چاندی کے سنگ و خشت و دشت پھولے پھلے دروازے مثل  
آغوش عاشق کھلے ہر رنگ کا تماشا مہ جینیوں کا جگہٹا حور و شون کا جلسا ابیات لائق ملاحظہ ناظرین

رب اورنگ زمین تاج فلک عرش قباب  
سجدہ کرنے لگیں دیکھیں جو درون کی محراب

چچ میں باغ کے ہر جلوہ نسا اک کوٹھی  
و جد ہماروں کو ہو طہر ز عمارت ایسی



یہ تکلف کبھی دیکھے نہ سجاوٹ یہ کبھی	ایسے سامان نظر آئے نہ ایسے اسباب
غمازہ صبح سفیدی درود فوار کی ہر	فرش اسکا شرف چادر نکس مہتاب
دیکھ کر ن کو پردوں کی چھتین حیرت میں	خوشنما ایسی چھتین جیسے ہر پردہ کو حجاب
جھاڑ سب نور کے شاخ شجر طور کنوں	آئینہ ہر درخشان کارخ عالم تاب
لغیب وہ چار طرف بوقت لمون تصویریں	دیکھنے والے کو تصویر کرے استعجاب

ہر طرف ہنگامہ عیش و نشاط ہر پاہ ایک حور و ش کی زبان پر بصد ناز و داد یہ جاری ہو خداوند ہمارے  
 بادشاہ خواجہ عمر و سلامت باکرامت رہیں دوست انکے نہال دشمن پا مال گل رنگ نے دیکھا  
 ایک جانب دریا کے قہار و زخار اسمین بحرے مور شکیمان بڑے بڑے جہاز و مہنویں کش و بادی  
 چھوٹے ہیں سب طرح کے مال اسپر لدے ہیں جا بجا اشیائے نادرہ کا بنا روشنی بشمار کہیں فلج  
 بڑے ہر صدائے فریاد و الیناث کی بلند کوئی خوشنود کوئی در و مند کنارے دریا کے ہزار ہا مزدور  
 ٹوکریاں سروں پر مینٹ سونٹا ہاتھ میں کام لے رہا ہر ذرا مزدور رکاوٹوں پر دھڑاک سے  
 سونٹا پڑا بہار سے مال آتر رہا ہر صندوق زر و جواہر سے معمور ایک گوشہ میں تاج بھی بہت سے  
 رکھے ہیں گل رنگ نے کہا خواجہ یہ کونسا شہر ہو تمھارے نام کا ہزاروں میں گزوسکہ ہر ایک طرف  
 تاج بہت سے رکھے ہیں پنج تاج لونگی جب تمکو رہا کر دنگی خواجہ عمر و نے کہا دیکھو بد عہدی  
 ہونے لگی یہ باتیں میرے بہت خلاف ہیں مگر خوشی تمھاری اٹھاؤ گل رنگ جادو و ماٹھ بڑھا کر چھلی  
 عمر و نے چوڑوں میں ہاتھ دے کر کہا دیا گل رنگ زنبیل میں جا پڑی گل رنگ نے دیکھا گرتے  
 ہی آفت برپا ہوئی کالی کالی دردیان کالی کالی صورتیں پانچ چار آکر گل رنگ سے لپٹ گئے  
 کپڑے اتارنے لگے یہ چنی پٹی کون سنتا ہے کپڑے اتار کر ایک غرق باندھی ٹوکری کی سر پر  
 رکھی سپاہی نے کہا چل آگے بڑھ ذرا جوڑی ایک دھول ایک تھپڑی گل رنگ کو سحر اکل فراموش  
 حیرت کا جوش انشا اللہ دو مقام پر مختصر مختصر حال زنبیل کا تھہرے لکھا ہر کسی مقام معقول پر مفصل  
 تحریر ہو گا کہ زنبیل میں خواجہ عمر و کی کیا کیا اشیاء ہیں بموجب روایت ملاطیم فریابی یہ زنبیل عطیہ  
 حضرت آدم ہر یہ زنبیل اب خواجہ کی ہدم ہر جب خواجہ نے گل رنگ کو زنبیل میں ڈال دیا ایک  
 گنگار کو زنبیل سے نکالا اسکو اپنی صورت بنا کر قفس میں بند کیا ہاتھ بانوں اس طرح رسی سے



باندھ دیئے آپ رنگ و روغن عیاری کا لٹکا کر گل رنگ کی صورت تیار ہوئے وہی صورت ہی لباس وہی زیور ذات پر راستہ کیا ہنستے ہوئے باہر نکلے دیکھا نہ گامہ عیش و نشاط سربا ہوا فراسیاب مست و مخمور تخت پر بیٹھا ہی ایک پہلو میں ملکہ ماران زمین کن افراسیاب بنگاہ محبت چہرہ بے نظیر کو دیکھ رہا ہی مگر ملکہ اسرار جادو و مہم ہی کہ رہی ہوا شہنشاہ اب رات کم باقی ہی صبح قتل عمرو کی ہی سامری و حمید ہماری آپ کی امداد کرین خیر و عافیت سے عمر و قتل ہو جائے مراد سامری پرستون کی پوری ہو مسلمانوں کا حوصلہ پست ہوا شہنشاہ صفحہ خاطر پر اس کلام فرحت انجام کو لکھ لیجئے عمرو کے قتل ہوئے ہی بی مہرخ و بہار و غیرہ فوراً خدمت میں حاضر ہو گئی عذر تقصیرات کرینگی سرکار محبت ملینگے اول تو اس کینز نے آپ کی اب کمر باندھی ہی مین صبح کو لشکر گران لے کر برسر مسلمانان جاؤنگی ایک سحر کر کے سب کو باندھ لاؤنگی مگر بشرطیکہ عمرو قتل ہو جائے افراسیاب کتا ہی اسرار جادو و تجکوسودا ہی خیالات محال تیرے دل میں ہن شکوک تیرے آب و گل میں ہن اب بھٹوڑی رات باقی ہی عمرو کو اپنے ہاتھ سے قتل کر لشکر کشی کا تجکو اختیار ہی اتنا تردد و بیکار ہی یہ باتیں خواجہ نے سب اپنے کانوں سے سنیں ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا کینزون سے پلٹ کر کہا دروازے پر قید خانہ کے حاضر ہوا آج سامان دعوت اسرار جادو و ماران زمین کن کا ہی ہر ایک صاحب سرکار کام کر رہا ہی ایسا نہ کہ صبح کو پریش ہو میں میخانہ کا انتظام کر دوں چونکہ اسرار جادو سے ڈرا ہی فکر ہی کر اسکے سامنے بھی بنجاؤن الگ الگ اپنا کام کروں یہ کہا درمیخانہ پر تشریف لائے داروغہ سرشار جادو و کرسی پر بیٹھا ہی گلابیان بھیج رہا ہی عمرو بصورت گل رنگ سامنے آیا سرشار جادو و اٹھ کھڑا ہوا کہا کیون ملکہ گل رنگ خیر تو ہی عمرو نے کہا واہ میان سرشار کیا خاک انتظام کیا شہنشاہ خفا ہو رہے ہیں بادشاہوں کے پینے کی شراب خاص عمدہ نوشیدہ الگ چاہیے تفرنی عمدہ ہو مگر آپ سے کچھ نہوسکیگا آپ کنارہ کیجئے اب کشتی محفل میں ہم روانہ کرینگے بڑے جوش و خروش میں انتظام ہوگا اب ہم بھی موج میں ہیں ہمارے بھارے کیا جدائی ہی بدنامی نہو شہنشاہ ناحق غصہ کرتے ہیں عجب مرد و اہر جانی ہی آج بی ماران زمین کن پر نہر گل رہے ہیں انکی بانی کی فکری یہ افراسیاب ہی ضرور ڈنک مارے گا بیچ و تاب دیکھا گیا آخر مودی کا سر کھلا جائیگا یسنکر



داروغہ صاحب کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے کہا ملکہ عالم آیتے آپ ہی سب صاحبوں کے  
تصدق سے یہ عمدہ ہوئے سنتے ہی عمر و میخانہ میں گھسا شراب کو خراب کرنے لگا بیوشی ملا ملا کر  
بھیجنا شروع کیا ساتی بچوں پر پکار پکار کر تانکید کر رہا ہوا اسے جلد شراب پہونچاؤ سب کو بلاؤ  
آج ہم ساتی ہیں کوئی باقی نہ رہ جائے شکایت کا کلکسی کی زبان پر نہ آئے اب عمرو نے پتیلے  
شراب کے بیرون باغ سیب ہالیان افراسیاب کو بھجوائے سپاہی افسر دوڑے ملکہ  
گل رنگ کو دعا دینے لگے اور ملکہ گل رنگ ہمیشہ تمہارے باغ حسن میں بہا رہے گل مراد  
شگفتہ ہوشاخ آرزو پھولے پھلے دشمن خوار و زار رہیں مصر حوادث کی جفائیں سمین عمرو  
کتا جاتا ہو کسیدان صاحب لیجیے آج ہمارا اہتمام ہو دل بھر کے پیجیے جو نہ پیتے تھے وہ بھی  
دوڑ پڑے بقول شخصے کہ مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہی یا ہر لشکر میں بھی مسکشی کا  
ہنگامہ گرم ہوا بارگاہ میں افراسیاب کے کوئی شک شکوک کا محل باقی نہیں عمرو قید ہو اور  
میں چند جام پہونچ چکے ہیں اسرار جا دو بھی نصیحتیں کرتے کرتے خاموش ہوئی مارا ان زمین کن  
نشہ میں چور افراسیاب مخمور سامنے طائفے ناچ رہے ہیں ہر مرتبہ بیٹ کر جمال عابد کش  
زاد فریب مارا ان زمین کن کو دیکھ کر محو ہوتا ہوا مزرع دل میں تخم محبت بوتا ہوا نشہ میں بی مارا  
زمین کن کا چہرہ سرخ دونوں زلفین دونوں جانب ہل رہی ہیں ہر حلقہ میں دل عاشقان گرفتار  
شب تاریک کے مضمون سچیدار بے اختیار افراسیاب صفت کیسویے مشکین میں ایشعار پڑھنے لگا

افشا ہو را در حسن گھلین عقدہ ہاے زلف  
ای خوشخرام پیچ نزاکت کا ہے بڑا  
سودا ہی ہما کو سنبل باغ مراد کا  
شانے کی جا انھیں دل صد چاک دیجیے  
کھل جائے اپنی آنکھ معطر دماغ ہو  
موسے سے چل کے کیجیے طول کلام زلف  
کیون آنکھ پیر لیتے ہو کیسویے کے ذکر میں  
گیسو کی یاد بعد رفت بھی نہ بھولیں گے

شانے کی ہر زبان پہ ہو ماجراے زلف  
موسے کو دوتا ہوا اگر جھونک کھاے زلف  
چلتی ہو اپنے گلشن دل میں ہواے زلف  
وہ پیس کیجیے کہ بہت مہج کھاے زلف  
غش میں تجو وہ پیری ہمیں آکر سو گھانے زلف  
ہو جائے آج وادی امین میں شام زلف  
کاٹا نہ تیغ ناز سے تنے کلام زلف  
قرطاس صبح حشر پلکستین گے نام زلف

دیگر



ہوں مجھ زلف پیسج کی باتیں نہ کیجئے	ٹہیے بہت نہ رشتہ طول کلام زلف
زلفوں کو منہ پر رکھ کے وہ دانستہ ہنس پڑے	آب گرہن گھومتے ہیں مشک شام زلف

ماران زمین کن نے سکر کے منہ پھیر لیا کما شہنشاہ مجھے یہ باتیں اچھی نہیں معلوم ہوتی ہیں اب رنگ محفل و گرگون ہونا شروع ہوا اول بیرون درباغ سیب سے لگا لگا یہ شراب جو پہنچی جسے پی بیہوش ہوا اب باغ سیب میں جا بجا جادو گر و جادو گر نیاں نشہ کے جوش میں بدحواس پھر نے لیکن کوئی کنج باغ میں جا کر گری کوئی جوش میں آکر شہمہ میں پچاند پڑی کوئی آنکھوں کی اندھی کنوین میں جا رہی ناچنے والیوں کے بھی ہوش پر اگندہ سازندے بدحواس خواجہ عمر و درمیانہ پر بیٹھے دیکھ رہے ہیں ہنستے ہیں خوش ہیں کہ نمک سرکاری کی تاثیر شروع ہوئی رنگ جم گیا افراسیاب پر عمرو کی نگاہ ہر سب سے زیادہ اسرار جادو کا خیال ہر دل سے کتے ہیں کہ یہ بڑی ہوشیار ہے آج دربار کو درہم و برہم کر کے نکالو مگر جب یہ خیال آجاتا ہر دل تھرتاتا کہ سرحد باغ سیب سے کیونکر نکال سکی ہوگی بڑی خرابی ہوگی یہ سوچتے ہوئے پھر قید خانہ میں آکر سمنکال کو ہوشیار کیا گھبرا کر اسنے آنکھ کھولی دیکھا نفس میں خواجہ بیہوش پڑے ہیں قریب سیرے گل رنگ کھڑی تہیہ و تہدید کر رہی ہے کہتی ہے کیونکر سمنکال جادو اب کو صبح کو کیا ہوگا ساربان زادے کے ساتھ دینے کا مزہ چکھا یہ بھی قتل ہو گیا ایک امان نہ پائیگا مختاری جان گئی اب کہو کیا ارادہ ہے اگر سامری و حبشید کو برحق جانو تو میں مختاری سفارش کروں شہنشاہ ہوش ربا سے گزارش کروں سمنکال نے جواب دیا کہ ای گل رنگ جادو جاؤ بیٹھو ہمارے مقدمہ میں دخل نہ دو سامری و حبشید بدعت ہیں دل سے مطیع اسلام ہو چکی ہوں خضر بیابان ہدایت نے رہبری کی اب غول بیابان بدعت بنکر نہ جاکو بھٹکا۔ چھو کری جانہ مجکو سمجھائیں عمرو کے ساتھ اپنی جان دوں گی یقین ہے کہ ثابت قدم رہوں گی جب عمرو نے سمنکال کو ثابت قدم کوئے محبت میں پایا کہا ای سمنکال مبارک ہو میں نے رہائی پائی گل رنگ کو بکھڑا لیا وہ زمبیل کی سیر کر رہی ہے دیکھو سب بیہوش ہو رہے ہیں مگر ہو سکتا ہے کہ تو مجکو باغ سیب سے لے چلیگی میرے لشکر تک پہنچ سکے گی سمنکال مثل گل کے شگفتہ ہوئی جواب دیا خواجہ اس کنیز نو کا خیال رکھنا فراموش نہ کرنا سرحدیسی تم تو باغ سیب میں ہو میری یہ لیاقت نہیں ہے



کہ میں یہاں سے لیکر کل سکون جو شخص مثل افراسیاب ہو سحر میں انتخاب ہو وہ لیجا سکتا ہے میری  
 یہ حقیقت نہیں ہوائی خواجہ حقیقت میں تم نے بڑا کار نمایاں کیا تمہاری عیاری پر دل کو تقویت  
 اور روح کو راحت ہوئی مگر سب کے ہیوش کرنے سے نفع نہوا کلنا دشوار ہو کہ وکاش بیکار ہو  
 عمرو نے کہا خیر ملکہ تم نہ گھبراؤ خدا مالک ہے اگر نہ کل سکون کا تو آج باغ سیب میں خون کے دریا  
 بہا دو لگا یہ کہہ کر خواجہ عمرو نے روئی عطر ہیوش کی کان سے نکالی سمنکال جادو کو سنگھائی اسکو  
 بھی اٹھا کر نذر زنبیل کیا مگر کہہ دیا دادا جان اسکو اچھی طرح رکھنا یہ ہماری دوست صادق محب  
 والی ہے مطیع الاسلام ہے ایک اور گنگنا زکالا اسکو بشکل سمنکال جادو بنایا اسی طرح سلسل  
 کر کے ڈال دیا اسے عرصہ میں بارہ درمی میں سب ہیوش ہوئے افراسیاب کا بھی تخت پر  
 منکا ڈھلک گیا مع اسرار جادو و ملکہ مارا زمین کن وغیرہ سب ہیوش اب اندر سے  
 باہر تک سناٹا ہو گیا اسقدر عمرو کو ملال ہو جانے کا خیال ہو کہ اسوقت کسی کا لباس  
 نہ اتار مال دہا بے بھی نہ اٹھایا مگر اسرار جادو پر نیچے کھینچ کر چلا کہ پہلے اسی کو ماروں یہ بڑی  
 ساحرہ زبردست ہو کیا کیا افراسیاب کو سمجھایا ہو میری جانب سے بھکایا ہو جہاں تک اس کے  
 آج اسکے امیرون اور وزیروں کو قتل کر جب صبح ہو جائیگی کسی گوشہ میں چھپ رہیں گے  
 کوئی سامان نخاسی کا کل آئیگا جامع المتفرقین اپنی قدرت سے مہرخ دہمار سے ملائیگا خبر  
 کہ سب ہیوش پڑے ہن مگر دل بیتاب ہر مرتبہ نیچے کھینچ کر قریب اسرار جادو کے جاتا ہے گھر اگر  
 پلٹ آتا ہے عمرو ایسا بیاک قتل میں ساحرون کے چست و چلاک مگر اسرار جادو پر ہاتھ  
 نہیں اٹھتا دل بیٹھا جاتا ہے جب کئی مرتبہ ہی کیفیت ہوئی آئینہ وار عمرو کو حیرت ہوئی دل سے

کہا بسم اللہ قتل بھی کرو ہرگز نہ ڈرو لغو کر کے چلا لغو خواجہ عمرو	کز ان استاد عیاران عالم
سراپا دانش و عقل محشم	ہاں سرنگ درخیز گزاری
ہر کشور بلاے جان کفار	چاہتا تھا کہ نیچے مارے کہ فرشت
کی ٹھوکر لگی عمرو گرا گھر اگر کہا کہ خدا خیر کرے یکایک زمین شق ہوئی عمرو نے دیکھا کہ نور افشان	
جادو استاد شہنشاہ کو کب روشن ضمیر گردین اٹا ہوا پسینہ پسینہ رنگ رفتیگر تردد و متفکر ہاتھ	
خواجہ کا ختام لیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری و اکل گلدستہ حلقہ طاری ماشاء اللہ کیا کار نایا	



کیا اگر آپ کی عقل سے بیدار اسرار جادو کو آپ قتل کرتے ہیں اس بھید سے آپ غیب میں  
 حکیم بقراط ثانی کے پرچہ میں اسرار جادو و ماران زمین کن تحریر ہو کہ حضور مطیع کریں گے  
 یہی تدبیر ہی قول بنہ رگان فرسوش کیا ایک ہفتہ سے حکم سیاق قتل اسد غازی میں باقی ہوا اگر  
 یہ قتل ہو جاتی پھر رہائی اسد نامدار تار و ز قیامت نہ ہو سکتی مسبب الاسباب نے سامان مہیا  
 کیا میں نے بیٹھے بیٹھے اس وقت قصر نور افشان میں بطور ستارہ شناسی کے دیکھا کہ خواجہ عمرو  
 ملکہ اسرار جادو و ماران زمین کن کو قتل کیا جا رہے ہیں غرق زمین ہو کر آیا اپنے کو آپ تک  
 پہنچا یا ہر کس و ناکس کی مجال نہ تھی کہ اس مقام تک آتا شکرت کہ میں پہنچ گیا آپ کی تفسیر  
 دلپذیر اسرار جادو کے دل میں تاثیر کر چکی ہو فقط فہمائش کی دیر ہو و سب طرح خیر ہو عمرو نے  
 سر جھکا لیا کہا اے نور افشان بڑا کام کیا بخدا مجھ کو بالکل خیال نہ تھا اے شہنشاہ نور افشان ایک  
 سر ہزار سوویے نور افشان لے کہا آپ بہت بجا فرماتے ہیں یہ کہ نور افشان جادو نے  
 اسی مہوشی میں ملکہ اسرار جادو و ماران زمین کن کو گود میں اٹھا کر بارہ دری سے باہر  
 نکالا دونوں کو ہوشیار کیا ملکہ اسرار جادو نے آنکھ کھول کر شہنشاہ نور افشان کو دیکھا  
 عمرو کو رہا پایا ہوش اڑ گئے کہا اے اسرار جادو یہ کیا بھید ہے نور افشان لے کہا اے ملکہ اسرار  
 جادو احوال کا تبان طلسم سب کرسی نشین ہوئے عمر طلسم تمام ہو چکی ہمنے تم سے زیادہ دنیا کو  
 دیکھا نہ سب سامری و جمشید باطل پایا اے ملکہ اسرار جادو انجام کا خیال ضرور ہے عمرو روزہ  
 پر بیجا غور ہو پڑے بڑے شاہان اولوالعزم پر خاک پہنا ہوئے صاحبان نوبت نشان کا  
 کوئی نام نہیں لیتا قبروں کا بھی نشان مٹ گیا اشعار نہ سکندر ہرنہ و لائے فریدون باقی  
 نہ ہر ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی | نہ وہ دہیم رہے سار نہ وہ باج رہے صاحب چاہ و چشم قبر کے محتاج رہے  
 اے ملکہ اسرار جادو دنیا مقام عبرت ہے نہ جاے عشرت سوچو تو ہم تم کیا ہیں کترا ز جباب دریا ہیں  
 زیادہ کلام کا محل نہیں ہے تم خوب سمجھتی ہو مذہب خدا کے نادیدہ کا برحق ہے وہ خالق مطلق ہے  
 اے ملکہ اسرار جادو میں نے مصاحبت سامری و جمشید کی کی ان شیطانوں کی صحبت دیکھی سو اے  
 عمرو غدر کے کچھ نہ دیکھا خواجہ عمرو نے آکر حکم رواہ پر لگایا اہل اسلام کی بات کا جواب ممکن نہیں  
 اے ملکہ اسرار جادو افراسیاب کو غور مٹا لگا طلسم ہوش ربا ضرور فتح ہو جائیگا تم کتا سامری



کی رازدار ہو صاحب جاہ و وقار ہویں بہتری ہی کہ عمر و کاساتھ دو موت قریب ہی کفر و کافری کو ترک کر دین خواجہ عمر و کو یہ جانتا ہوں جو جو صلاح ہم تم سے کر جائیں اسی ملک اسرار جادو خبردار خبردار اسکے خلاف نہ کرنا اسکا خیال دل سے مٹا دو کہ افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی وقت تباہی طلسم آچکا ہی اسی ملک اسرار تو جہان دیدہ اور آزمودہ کار ہی زیبا حجاب و ماحق اصرار ہی جب وقت بربادی آتا ہی دوست دشمن بن جاتا ہی جلالت روز و شب نابود اس طلسم کا کیا وجود اسی ملک اسرار جادو ممکنہ نادان نہیں جانتا ہوں اچھی طرح پہچانتا ہوں خدا نہ کرے فلک بحر فتار بر سر آزار ہو کیسا ہی زرداں ہو فلک مثل ماریاہ بیڑھی چال چلتا ہر دم زہر آگتا ہی عقرب نیش زن ہی ہر صاحب لیاقت کا دشمن ہی موجب اشعار

<p>ستعد اتنا یہ افعی ہو گزند خصلتی پر خوان پراس روسیہ کسے سمجھتا روئے نکل ختم آسیر سو چکی بد خصلتی و بد خصلتی تنگی اوقات کرتا ہی نصیب حسن و لطف ناخوان کو دے تو انانی اگر اسکی مدد دیکھ ٹاک احوال عنقا کا کہ اس ظالم کے ہاتھ پا برہنہ در بدر ہر دم بھرا دے دھوپ پین ابر دریا بار کو برسائے دشت یاس پر سپنس کو موتی چمکاتا ہی سدا یہ بے تمیز رشتہ کی خاطر کرے سوراخ گوہر کا جگر</p>	<p>پسچ اسکی چال کا دیکھو ہی شکل اڑ دیا چمکے ہیں تودہ میں خاکستر کے یہ چنگاریاں پھر نہ آیا اسکے گھر اسکا ہوا جوہر سان غنیہ و گل اس سبب سے رنگ بوکا ہی مکان خار ہو جاوین وین زنجیر پائے رہروان نام پر اگر کرے کوئی تو مٹا ہی نشان خار کے سر پر کرے دامان گل کا ساہن خشک رکھے مزرعہ امید ہر ہر جوان پوست کھینچے ہی ہما کا دیکھتے شست استخوان اہر سودنا کسان اس سے کسان کا ہر زبان</p>
--	--

اسی ملک اسرار جادو اب زیادہ دماغ خالی نہ کراد اسی طرح جا کر اپنے بستر میں آرام کرو مسلمانوں کا ساتھ دو سرکشان مغرور کو قتل کرو اپنا نام کرو باغ اسلام کی سیر مبارک ہو خاںستان کفر سے نکلو انشاء اللہ باغبان قضا و قدر گل مراد سے دامن بھر گاسر و حدیقہ جرأت اسد غازی کوڑا کر گچا غنیہ آرزو شگفتہ ہو گا گل کشی افراسیاب جادو و پڑ مردہ ہو گا اس روش سے انتظام کرو کہ ملک بھار کی جا کر شریک ہوئل سون زبان درازی بیکار سنبل بیچان سے پریشانی آشکار



سر و شمشاد نے سرکشی کر کے کیا پھل پایا بے ثمر مشہور ہوئے ناسخ اکڑا کر معروف ہوئے ان کلمات  
عبرت آمیز نور افشان جادو سے ملکہ اسرار جادو کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے گلے  
میں ہاتھ ڈال کر کہا اے برادر بجان برابر قسم یہ پیدا کرنے والے کی تمہارے کلام فصاحت انجام  
سے غبار کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور آنکھوں میں نور ہوا صفائی حاصل ہوئی آئینہ  
اسلام نے صورت فتح و ظفر دکھلائی میں بدل و جان حاضر ہوں اے شہنشاہ نور افشان شب قتل شد  
کو میرے لیے بڑی سختی ہوگی مگر اس بار کو سر پر اٹھایا ہوا جان کا ناسخ خوف و خطر ہی بلکہ اب سمجھ کر  
نہ شریک ہونے میں ایمان کا ضرر ہی تمہارے چراغ کلام نے خانہ تار یک دل منور و روشن کر دیا  
بادہ نور اسلام سے ساغر قلب کو بھر دیا صبا سے مصفاے ایمان سے مست ہوں تاجیات نشیم  
نہ آئینہ گامخیز شراب است ہوں یہ کہکشاں زمین کن کا ہاتھ ہاتھ میں خواجہ عمرو کے دیا کہا  
اے رہبر کامل اس جوان کا اور آپ کا شب قتل اسد ساتھ ہوگا آپ کا دامن اس کا ہاتھ ہوگا  
جادو نقب طلسمی کا راستہ یہ خطر قدم با قدم جان کا ضرر میں جانہ سکونگی شب بھر پاس افراسیاب  
کے اسی باغ سیب میں رہونگی آپ اسکی دانائی اور نادانی کا خیال نہ کیجیے گا خواجہ سمجھ سمجھ کے  
قدم دھرتا اپنی رائے پر کام کرنا یہ کینہ حضور کی راہبر ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا ملکہ خدا سر پر  
ہو اگر حیات باقی ہو سب مصیبتیں جھیلین گے ابھی بڑے بڑے کھیل کھیلین گے دیکھو صبح قریب  
ہو ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہو جائے ساری مشقت ضائع جائے میری ہم شبیہ و مصورت  
ملکہ سمکال کو صبح ہوتے ہی قتل کر دینا عرصہ نہونے پائے نوبت نقارون کو حکم دینا ہنگام میں  
قتل کرانا اے ملکہ اسرار جادو واسقد خوشی کرنا کہ افراسیاب بھی مہوت ہو جائے بس بڑا کام یہ ہے کہ  
سمجھنے نہ پائے اب ہمارے تمہارے کہاں وعدہ ہوتا ہوا اسرار جادو نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری  
و اے ہنگام قلم زخار طراری ہم بھی لشکر کشی کر کے زیر گنبد نور آئینے کے بعد نظام کے افراسیاب  
جادو و جادو لیکر باغ سیب میں آئیں گے بھر میرا اسکا ساتھ رہیگا اے اور غریبان و اے دادرس بکیان  
آپ ملکہ ماران زمین کن کو ساتھ لیکر چلائیں یہ لیجاے وہاں جائیے گا اپنے حاضر و ناظر کو ساتھ  
رکھیں گے اس طرح کے اہمین عہد و پیمان ہوئے ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کے راز  
دینا از خواجہ عمرو نے خوب سمجھ لیے عمرو نے ٹھنڈی سانس بھری کہا اے ملکہ عالم خدا معین مددگار



ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن اسی طرح جا کر اپنے اپنے مقام پر بیٹ رہیں گویا سوتی  
ہیں نور افشان جادو نے خواجہ عمرو کی کمرین بچہ دیا سحر کر کے غرق زمین ہوا خواجہ کو لیکر قصر نور افشا  
مین ہو چکا ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دونوں بیٹیاں شہنشاہ نور افشان  
جادو کی صن اسکے عابد کش زاہد فریب پھول سے چہرے آنکھیں نرگس شہلا قدر و باغ حسن جمال  
ابر و رشک ہلال شہنشاہ اقلیم حسن و جمال سینہ پر آبھار چھنسی چھنسی کرتیاں جسم میں پھرتیاں ہونٹھ  
برگ گل باغ رعنائی گل و صراحی دار چمن حسن پر بہار سائے قصر نور افشانی کے مقام مزار عشاقان  
تعمیر ہوئی شاہان حلیل و پہلوانان معیدیل جمال ہمتیال پران دونوں غزال صحرا سے دلربائی کے  
مائل ہو کر آوارہ دشت ادبار مصیبت عشق میں گرفتار ہوئے آخر آتش سوزان عشق کی گرمی  
کی تاب نہ لاسکے ہار کوہ مصیبت حضرت عشق سر پر اٹھا سکے فقیر نیکر سائے قصر نور افشانی کے آئے  
تاب آفتاب جمال کی نہ لائے جسم بھکنے لگے استخوان دہکنے لگے دل و جگر جلا سودا بڑھا خون گھٹا  
کوئی کلا کاٹ کر مر گیا کسی نے زہر کھایا کوئی مثل فرما دیا پھر سے سر ٹکرا کر جان شیریں کا دشمن ہوا  
ٹرپ ٹرپ کے جان دی کوئی دشت نجد میں گیا جاہا جانشین قیس ہون ایک جگہ آسن مار کر ٹھیکہ ہون  
آنکھوں کی یاد میں آہوان صحرا سے انس کروں فراق قد محبوب کے بوندوں سے گرد کے ہم صحبت  
ہون دامن خار صحرا سے الجھیں آبلہ پامہاری جان پھوٹ پھوٹ کے روئیں خاک لبتر خشت  
بالش سر رہے چندے اس حال میں اسیر کی آخر شہماے تاریک فراق نے ستایا دریاے خواش  
دیدار محبوب جوش میں آیا بعد چندے دیوانہ وار جوشی مثال لہ شعار پڑھے ہوئے پھر کوئے محبوبین نے نظم  
روز و شب ہنگامہ برپا ہی میان کوئے دوست  
کے مجھ وحشی کے پھینکے آنکے آگے استخوان  
کب ہو کعبہ کا شرف ایسا کہ رکھتے ہی قدم  
یہ اشعار آبدار بھی اپنے حسب حال مصیبت مال کوئے محبوب میں بٹھکر ٹھیکہ صناع شروع کیے غزل  
سوز و رونا کی ادھل اسکو خیر نہیں ہی  
روتے ہیں رات دن ہم لیکن ہر خشک دامن  
شعرون میں کسکو بانہ ہون دیوان میں لایا کسکو  
آہیں شرر افشان ہیں لیکن اشر نہیں ہی  
مثل گمراہ را آنسو بھی تر نہیں ہی  
اک وہم ہی سب کو اس کے کمر نہیں ہی



کیونکر کٹے گی منزل زادِ سفر نہیں ہی  
 میں مر گیا ہوں کب کا اُسکو خبر نہیں ہی  
 روح الامیں کا بھی اس کا گزر نہیں ہی  
 عاشق ہوں میں مجھے کچھ خوف و خطر نہیں ہی  
 اب نذر کو تمھارے خون جگر نہیں ہی  
 جب تک کہ بام پر وہ رشکِ قمر نہیں ہی  
 اب تک تمھارے دل میں کیا میرا گھر نہیں ہی  
 پر بخیر دے مجھ کو منظورِ شر نہیں ہی  
 بقیدِ رشاخ ہی وہ جبینِ ثمر نہیں ہی  
 تن پر جو سر نہیں ہو اب و درِ سر نہیں ہی  
 غنچوں کی بھی گرہ میں دیکھا تو زہ نہیں ہی  
 کیا پاؤں شاعری کا چکو ہنر نہیں ہی

مرے ہیں پر نہیں پاسِ نقدِ اطاعت حق  
 زندہ سمجھ کے مجھ کو کرتا ہی وار پر وار  
 اسکی گلی میں کیونکر ہو پونجی کی روح اپنی  
 ابرو کی تیغ تو لومڑگان کے تیر مارو +  
 اے شاہدانِ مضمون کیونکر بلاؤں تم کو  
 جس درجہ چاہے چکے مہتابِ آسمان پر  
 کوچہ سے اپنے بستر اٹھو اوتھ نہ میرا  
 اس حور کو بشر تو کہہ سکتا تھا نہ واعظ  
 وہ خامہ کیا کہ جس سے مضمون نونہ نکلے  
 تن پر سے سر جو اتر ابل سر کا در و اتر  
 اس گل پہ مال اپنا سب نے کیا تصدیق  
 اہل ہنر کے آگے پڑھ اے قبولِ اشعار

چند عرصہ تک اس ماسے میں رہے ایک دن خیال ہوا کہ آہ کی تاثیر دیکھیں ترہ پڑے  
 نامے کرین شائد دلِ معشوق سرکشِ پیچ آہ کی تاثیر تو پیدا کی مگر برقِ بنگرا اپنے اوپر گری ہو جب  
 مصرعِ آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے بڑھنا کمر رہ گئے پراکے نے جو دیکھا وقتِ سحر اندھیر  
 تھا عاشقِ صادق کی خاک کا ڈھیر تھا ملا زمانِ نور افشان کو ثابت ہوا ان جوانانِ عاشقِ تن  
 نے محبت میں ملکِ آفاک کو ہر دندان و ہلال کو ہر دندان کے جانینِ دینِ شب و محل  
 کی صورتیں نہ دیکھیں ان ناشاد و نامراد کی قبریں بنانا مناسب ہی اسوجہ سے اُس مقام پر  
 حسرت و یاس غالب ہو دوسوز و غنہ سوزِ روشن ہیں دھنواں تیج و تاب کھا کر اٹھتا ہی  
 تیج و تاب دیکھا صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ عاشقانِ زلف کے مزار ہیں اب بھی بعد مرنے کے  
 کندِ مصیبت میں گرفتار ہیں چادرین پھولوں کی بالائے قبر نازکِ مزاج پڑی بھین بار  
 پھولوں کا بھی روح پر بار ہی کبھی کبھی یہ دونوں شاہزادیاں زیور و لباس سے آراستہ ہو کر  
 بننا و کرشمہ سامنے سے مزارِ عاشقان کے گذرتی ہیں نگاہِ یاس سے اُسطرف دیکھ لیتی ہیں



عاشقوں کی روحیں قبرین بتیاب ہو جائی ہیں آوازیں عجیب و غریب آتی ہیں کسی نے تڑپ کر  
صدادی شعر روشن شد از وصال تو شہا سے تار ماہ صبح قیامت است چارغ مزار ماہ اگر  
بجرا پھولوں کا کسی نازنین کے ہاتھ سے لکھ کر پڑا آوازیں شعر آہستہ برگ گل بفتان بر مزار  
ماہ بس نازک است شیشہ دل در کنار ماہ کسی سوختہ بخت کی روح مجروح نے آہ کی ٹپ سے  
بر کے جلنے لگے خاک سے بھی شعلے بکھلنے لگے خواجہ عمر و نے جو اس مقام حیرت انجام کو دیکھا  
نور انشان جادو سے پوچھا کہ یہ قبرین کن سوختہ بختوں کی ہیں جن سے حسرت و یاس  
برس رہی ہو بقول شاعر شعرا بر رست اگر نہیں ای برق چیکسی گور پر بستی رہی نور انشان  
جادو نے بیان کیا اوشہ شاہ عیاران یہ دونوں کینزین آپ کی آفتاب گوہر دندان  
وہ لال گوہر دندان صاحبان عفت و عصمت یکتا سے روزگار حسن میں اپنا مثل نہیں رکھتیں  
جا بجا کے شہزادے اپنی عاشق ہو کر آئے سودا سے زلف عنبرین میں انکے تباہ ہوئے آخر  
انجام عشق یہ ہوا کہ اپنی جائیں دین چونکہ شاہزادگان جلیل تھے قبرین انکی اسی مقام پر بنوائیں  
مزار عاشقان اسکا نام رکھا ہر سال عاشق تن جمع ہوتے ہیں انکے و شا اگر انکی نوجوانان  
یا دکر کے روتے ہیں ان دونوں کی عفت و عصمت کی قسم کھانا چاہیے جب میں طالب انکی  
شادی کا ہوا انھوں نے جواب صاف دیا ہم بھی حصول علم و کمال میں مصروف ہیں اگر ہماری  
شادی کیجیے گا تو تعلیم و تلقین ترک ہو جائیگی جس طرح چاہئے و ان کو ان سے محبت ہو انکو میری صحبت  
سے رغبت ہو مجھ کو انکی ذات سے بڑا آرام ہو ملکوں ملکوں بسبب حسن کے اسکا نام ہے جس رو  
سے میں نے آپ کا مذہب اختیار کیا انجا خضوع و خشوع مجھ سے بھی زیادہ ہے جس طرح خواہو تو  
ہیں اسی طرح نیک سیرت ہیں پاکدامن صاحبان علم و فن حسن و جمال میں یکتا صاحب مہر و وفا  
ہر چند یہ صاحبزادیاں میرے صاحب سے نہیں ایک شاہ جلیل القدر کی دختر بلند اختر ہیں اب مجھ کو  
روح سے بہتر ہیں خواجہ عمر و نے یہ منکے دونوں شاہزادیوں کو گلے سے لگایا پیشانیوں پر بوسے  
دیے دونوں گلاخواروں نے غنچہ روہن وایکے کہا خواجہ صاحب ہم روز با با جان سے کہتے ہیں کہ مجھ کو  
مقابلہ حیرت بن جانے کی خواہت دیجیے ہم بھی جا کر حیرت سے لڑیں ایسے معرکے پڑیں کہ نبی حیرت  
گھرا جائیں ہوش و حواس درست نہ رہیں جواب دینا مشکل ہو مگر قہر و کبر نہ بنیں قبول کرتے فرماتے ہیں



کہ اور نور نظر ایک وقت ایسا آئیگا کہ اہل اسلام کے کشت جیات پر سحاب ابر غم الم چھا جائیگا اُقت  
 مدد کرینگے عنایت سے پروردگار کی بلا سے مبرم کور و کرینگے مگر آپ ہمیں اپنے ساتھ لیجئے کوشش  
 رہائی طاسم کشا میں شریک کیجئے خدمتگزاری بوجہ حسن بجالائینگے خدا چاہے تو ملازمان افراسیا  
 مان جائینگے خواجہ عمر و سنے کہا انشا اللہ ہم تمہیں اطلاع دینگے بکوا بھیجیں گے تمہارے استاد  
 بمیشل و بے نظیرین ہمہ ان دہم گیرہیں انکا کہنا مانو وقت کی منتظر ہو آجکل تردد و انتشار ہو افراسیا  
 آمادہ حرب و پیکار ہو شہنشاہ نورا نشان نے سامان عیش و نشاط سامنے خواجہ کے مہیا کیا  
 چند ساعت ٹھہر کر خواجہ عمر و وطن اپنے لشکر کے بصورت بدل روانہ ہوئے دو کلمہ داستان  
 افراسیاب سینے کہ یہ مبتلائے خواب خرگوش صبح کوشل فتنہ کے بیدار ہوادیکھا ملکہ اسرار جادو  
 ملکہ ران زمین کن اٹھیں گل سردار اپنے مقام سے اٹھے افراسیاب نے کہا اے اسرار  
 جادو بیرون باغ سیب میدان خونی کی تیاری کر اوسا مان قتل عمرو تعجیل مہیا ہو اس عرصہ میں  
 کار گزاران شاہی حاضر آئے دست بستہ عرض کی شب کو سرکار نے برائے قتل عمرو اشتہار دیا تھا  
 لکھو کھا آدمی واسطے تماشا دیکھنے کے حاضرین انتہا کا جماع ہو مگر بجایا ہی چرچے ہیں کہ کئی مرتبہ عمرو  
 کے قتل ہونے کا اشتہار ہوا وہ ظالم ہمیشہ بچا آج بھی ویسا ہی کچھ ہوگا اسرار نے کہا سچ کہتے ہیں اندھا  
 جب پتیا سے جب دو آنکھیں پائے جلد جا کر میدان خونی کی تیاری کروا لیاں مجمع کو تسکین دو  
 کہو کہ بھائیو آج ثواب بے انتہا حاصل کرو قتل عمرو میں شریک ہو یہ بھی سنا دو کہ ملکہ اسرار جادو کا  
 قیدی ہو آپ لوگ آمادہ رہیں فوراً آتے ہیں ساربان زادے کی قید آپ سب صاحبون کو دکھاتے  
 ہیں اس باغی کو ابھی دار پر چڑھاتے ہیں کار گزاران شاہی بیرون باغ ہوئے جلا دان خرینت  
 یہمون خصلت جمع ہونے لگے ہر طرف ہنگامے ہیں کہ لوصا جو سرکشی کا اختتام ہوا آج تو ساربان زادے  
 قتل ہوتا ہوا اب بی مہر و بہار کمان جائینگے آخروست بستہ خدمت شہنشاہ میں آئینگے مگر یارو یہ  
 وہ شخص ہو کہ جو شہنشاہ سے برابر لڑا کئی سال معرکہ پڑا ایک نے کہا یہ مکوکا ہے سے معلوم ہوتا ہے  
 کہ وہ قتل ہوگا بھلا وہ مرنایا جانے کتنی مرتبہ ہم لوگوں نے بھی سنا عمرو قتل ہوتا ہوا یہاں جب  
 آئے تو خبر پائی کہ وہ لوٹ مار کے محل گیا شہنشاہ کالاکھون روپیہ کا نقصان ہوا ویسا ہی کچھ آج  
 بھی ہوگا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی امداد افراسیاب کی ہوئی اولان اول سردار ہر طرف اندک



و ابریق کوہ شگاف اہتمام سواری کرتے ہوئے آکر ٹھہرے ایک جانب سے لکھ ہائے ابر  
 سرخ و سیاہ اٹھے شاہزادیاں خوبصورت نیک سیرت نازنینان در بند طلسم کہ جو اکثر خدمت میں  
 افراسیاب کی رہتی تھیں اسباب سحر سے آراستہ لباس معقول زیب جسم آکر ٹھہریں بیچ میں دیکھا  
 افراسیاب ایک تخت سحر پر سوار چار اردو آتش فشان کسے ہوئے منہ سے شعلہ ہائے آتش چھوڑتے  
 ہوئے افراسیاب بکبر و نخوت تخت نکبت پر سوار گرداگرد سوار و تاجدار ایک سمت طاؤس  
 زرین بال پر ملکہ ماران زمین کن و ملکہ اسرار جادو و اہتمام کرتی ہوئی دم محبت شہنشاہ کا بھرتی  
 ہوئی ایک آرا بے پیر و عیار و ملکہ سمکال جادو و مسلسل و مطوقی بیوش و مدہوش پڑے ہیں  
 جادوگر و کج جب بہت غل چاہا ہر صدائیں نقاروں کی بلند ہوئی تب ان دونوں گنگاروں  
 نے آنکھیں کھولیں حیران و پریشان چہار جانب دیکھ رہے تھے اب تو غریب بند ہوا یار و  
 افراسیاب کا تیراقبال ادج پر ہر مالک فتح و ظفر ہو و واسطے دونوں کے سلطنت و  
 وزارت حکومت ہو چکی خاتمہ ہوا آج عمرو قتل ہوتا ہوا اسی ہفتے میں طلسم کشا بھی مارا جائیگا  
 گنبد نور سے اتارا جائیگا اب بی مرغ و بہار کیا کرینگے کمان بھاگ کر چھپینگے کون انکا تکیہ  
 ہو نو جوانوں کے قتل پلا مادہ پرخ پر ہی جا بجایہ گامہ ہو کوئی کتا ہر عمرو قتل ہوتا ہر بعض  
 لوگ کہتے ہیں مشہور تھا کہ عمرو کی ساحروں کے ہاتھ سے قضا نہیں ہو یہ بصورت عمرو  
 کوئی اور ہی بھی ایک عیاری کا طور ہو بھائیو وہ بڑا فتنہ انگیز و عیاری میں بہت تیز و اسرار  
 جادو کو قتل عمرو میں بڑا اصرار ہو سب دیکھ رہے ہیں کہ انتہا کی بقرار ہو نبات خود انتظام  
 میں مصروف ہو دارا شاد کرائی نقاچوں نے آواز دی سترہ سو نقارہ چاشنی دے کر درست کرو  
 تیار رہو جبوقت یہ دونوں سیدم ہوں رہو راہ جنم ہوں سترہ سو نقاروں پر ایک مرتبہ چوب  
 پڑے یار و مزایہ ہو کہ زمین ہل جائے سب کو خلعت زرشاد ملینگے غنچہ آرزو کھلیں گے ایک  
 ایک کو بادشاہ طلسم ہوش رہا نہال کر گچا منہ تمھارے موتیوں سے بھر گچا کمان تک زر  
 و انعام لوگے بہت راضی ہو گے ہماری مشقت و غیر خواہی دیکھو یہ ہوا مونڈی کاٹا ہمارے  
 باغ میں ہو نچا بنایت سامری ہمنے گرفتار کیا راہ میں بی سمکال نے چاہا قید چھین لین ہم فوراً  
 پونچے اس محکوم کو قید کیا رات جاگ کر کالی سامری سامری کر کے صبح ہوئی آج یہ وہ شخص قتل ہوا



جسکا تمام عالم میں شہرہ ہیڑے بڑے ساحران نامی کو اسنے مٹایا کوئی اسکا واسن نہ چھو سکا  
 آفتاب جاہ و جلال افراسیاب طلح ہوا تیر دولت و کامرانی ساطع ہوا اراہا لیا ان طلمس ہوش ربا  
 مضمون حق بحقدار رسید ظاہر ہوتا ہی دوست خوش ہیں دشمن مثل ابر بہار روتا ہی زمانہ سرکشی کا  
 تمام ہوا برسینہ عمر و کی زندگی کا جام ہوا نعرے لگاتی ہوئی ملا زمان شہنشاہ کو مہنساتی ہوئی قریب  
 آرا بے کے آئی ایک لات عمر و کو ماری کہا کیون گویا رے موے موٹڈی کاٹے حرامزادے فساد ہی  
 جعلا ساز غدار و مکار چور چکون کے سردار اسے جہان تیرا قدم جاے مان بیٹوں میں فساد ہو  
 جس گھر سپاہ تیرا پڑے وہ گھر برباد ہوا اگر تیرا سایہ باغ میں پڑے پھولوں سے رنگ بوجہا ہو  
 سرو اپنی راستی بھولے ہر چمن میں فساد کا گل پھولے بلبل و قمری میں جھگڑا ہو گلچین و باغبان  
 آپس میں لڑیں خزان بہار پر غالب آے ہوا تا اثر آگ کی دکھائے ہر گل شگفتہ مر جھائے ہر شجر  
 نخل ماتم ہو جائے مگر میان تمھاری سرکشی نے کچھ تاثیر نہ دکھائی کیا جلد موت آئی یہ کھر ملازمن  
 سے اشارہ کیا ملازمن نے دونوں کے پانوں میں زنجیر باندھی زنجیر پکڑ کر کھینچی اس گز زمین سے  
 اونچے ہو گئے مثل چورون کے اٹے لٹکے ملکہ اسرار جادو و وٹری ہوئی قریب شہنشاہ  
 افراسیاب کے آئی افراسیاب نے کمان کیانی اٹھائی ساٹھ ہزار کمانیں کھینکیں ملکہ اسرار  
 جادو نے تیر چھوڑا ساٹھ ہزار عقاب تیر گوشہ کمان سے اڑے سینہ پر گمنگارون کے پڑے  
 مہر و پشت کو توڑ کر پار گذرے جسم چھلنی ہو گئے اب اور ساحر دن کے ڈھیلے تیر و تفنگ چلے  
 لاشے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے سترہ سو نقارے پر چوب پڑی زمین کانپ گئی صد مبارکباد  
 بلند ہوئی لاشون کو حکم ہوا پانوں میں رسی باندھ کر سرحد باغ سیب میں کھینچے ہوئے پھر وہ تمام ملک و زمین  
 شہر کر و کہ عمر و قتل ہوا افراسیاب پلٹ کر تخت حکومت پر بیٹھا تدرین گذرین خوشیاں بونگیں  
 ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کو خلعت فاخرہ سے شہنشاہ افراسیاب نے مخلص کیا ملکہ  
 اسرار جادو نے کہا او شہنشاہ جہان تک ہو سکے خبر قتل عمر و ملکہ مرخ و بہار کو نہ ہوئے جب  
 طلمس کشا بھی قتل ہو جائیگا بیدست و پا ہو کر آپ سے عذر کریں گی اگر اس طرف خبر قتل عمر و پائیں گی  
 لڑ بھڑ کر جان دینگی افراسیاب نے کہا صرف حیرت کو لکھ بھیجوں گا یہ مضمون ضرور ہوگا کہ بڑھکڑ کو  
 چاک کر ڈالو سامان تیاری لشکر میں معروف رہا اسرار جادو و ماران زمین کن افراسیاب سے



یہ لکھ کر رخصت ہوئیں کہ اب حضور معرفت نقارہ نواز طلسم کے جب تارخ قتل اسد کا ڈھنڈھو را  
 پڑو اینکے ہم نانی نواسی باغ سیب میں آئیں گے جب یہ دونوں جاچکیں اور اسیاب نے حیرت کو نامہ لکھا

### نامہ افراسیاب برائے حیرت چادرو

ایک نوگل باغ شادمانی	نوباوہ گلشن جوانی	شاہنشاہ ملک کامرانی
ایک نہت باغ زندگانی	ایک تازگی دماغ عاشق	پرساز سے ایاغ عاشق
ایک تازہ شیم گلشن عشق	ایک نور چہرہ رخ روشن عشق	ایک سوچہ نکست گل عشق
ایک سوزش و مستی مل عشق	ایک تاب و شکیب بقراران	کافور قاب و لغکاران
ایک شعلہ رنار و فتنہ بازی	تائیر فنون حس سازی	ایک نیر آسمان مکنت
ایک گوہر درج حشمت	خورشید سپہر عشوہ و ناز	بیباک زمانہ شوخ و طناز
ایک نور جمال ماہر و پان	دریائش تاج مشکبویان	سہر حلقہ زمرہ حسنان
سہر کردہ بزم نازنینان	سرمایہ عیش و کامرانی	بخشنده عمر جاودانی
آگاہ ہو بعد شوق دیدار	آتا ہو یہ نامہ فرحت آثار	احسان ہر سامری کا ہر
سب طرح ہو خیر مٹ گیا شر	سر سبز ہوئی ہر کشت امید	اقبال کا اوج پری خورشید
کھینچا دشمن کو بر سر دار	گلشن میں بنیں ہر اپنے اب خاک	یعنی کہ مٹی عمرو کی شوکت
قتل اسکو کیا نظم و بدعت	آتش نشاد قلم خوبی اور حاکم ملک محبوبی اس نامہ فرحت آثار کو پڑھ کر	

چاک کر ڈالنا اس بات کو سمجھ سے نہ نکالنا قتل عمرو کی خبر تارخ قتل اسد غازی محنتی رہے ورنہ مسلمان  
 نسا و بر پار گئے نقارہ نواز طلسم کو اب حکم ہوگا مشتہر کرایا جائیگا کہ فلان تارخ کو طلسم کشا قتل  
 ہوگا شہر ناپرسان میں تشریف لانے کی تیاری کرو اب عرصہ مناسب نہیں ہوا افراسیاب نے  
 یہ نامہ طائر جادو کو دیا وہ نامہ کو لیکر طرٹ ملک حیرت کے چلا دو کامر ملک مہرخ کے سینے پہان  
 کئی دن کا زمانہ گذرا کہ حیرت نے طبل جنگی بنیں بجوایا ملک مہرخ سحر شیم اپنی بارگاہ فلک اشتباہ  
 میں سحر کل سرداران نامی و ساحران گرامی جلوہ فرماہیں مہر برق و فرنگی و مہر چالاک و جالسنوز  
 و ضرغام شیر دل و مہر قران نامدار سامنے ملک مہرخ کے خشتہا سے زرین پرتکس میں مہرخ نے  
 فرمایا ای عیاران نامی آپ لوگ بہت مطمئن ہیں ایک ہفتہ کامل گذرا کہ شہنشاہ ارج عیاری خواجہ عمرو



نہیں معلوم کہ ان ہیں آثار رنج و ملال عیان ہیں برائے خدا لشکر حیرت سے خبر تو لاؤ کہ  
 ہمارے سر پرست پر کیا گزری خدا بخواستہ کہیں قید تو نہیں ہو گئے انکو ہماری جدائی میں  
 کیونکہ آرام آیا یا کہیں جا کر کسی معشوق سے دل لگایا وقت جان دینے کا قریب آ گیا ہو قلاب  
 تھوڑا ہی وہ تشریف لاوین جلسہ مشورہ منعقد کریں انکے حکم سے لڑیں مرین آخر کیا کریں نیکر  
 چالاک نے کہا حضور میں ابھی جاتا ہوں اپنے قبلہ و کعبہ کی خبر مفصل لاتا ہوں یہ کدکھڑے  
 لشکر حیرت کے روانہ ہوا راہ میں آکر صورت تبدیل کی مثل کینزان حیرت کے صورت بنائی  
 خرامان خرامان داخل بارگاہ حیرت ہوا دیکھا دربار حیرت کا ساحران نامی سے مہموری حیرت  
 تخت یا قوت نگار پر یکبر و نخوت تمام تہاں چہرہ مثل آفتاب روشن زلف گرہ گیر میں بیچ و تاب آنکھوں سے  
 عتاب تلا ہرنا زمین خدمت میں دست بستہ حاضر و پایا سے جواہر میں غوطہ زن لباس فاخرہ  
 زیب بدن گردش ہرادیان ایک ایک سحرین طاق شہرہ آفاق مہتر چالاک اگالداں بغل میں  
 لیکر پشت پر ملکہ حیرت جادو کے آیار و مال سے باد بگس رانی کرنے لگا سراپا کو دیکھ رہا ہی  
 کبھی کلیجہ پر ہاتھ رکھتا ہی کبھی اگالداں سانس کر کے جھک جاتا ہی کیا ایک آسمان پر برق چمکی  
 ایک جادو گر عقاب سحر پر سوار آکر ہونچا براے تسلیم خم ہوا نامہ ہاتھ پر رکھ کر پیش کیا کہا حضور اسکو  
 ملاحظہ فرمائیں اسکے مضمون پر کار بند ہوں دوست خوش دشمن درد مند ہوں یہ کدکھڑے دیکر  
 ساحر تو چلا گیا ملکہ حیرت نے نامہ کھولا پڑھنا شروع کیا ایک ایک حرف سے بشارت آشکار  
 خوشی سے چہرہ گلزار چالاک جو پشت پر کھڑا تھا یہ جھکا ہوا بگس رانی کرتا جاتا ہی حرف حرف  
 پر نگاہ ہی حیرت نے پڑھ کر نامہ چاک کر کے اگالداں میں ڈال دیا چالاک تھرتاتا ہوا باہر نکلا  
 آنکھوں میں اشک حسرت قلب پر گرد و دھرت ہر چند ضبط کرتا ہی دریا سے غم و الم جوش میں ہاتھ  
 دستگیری نہیں کرتے پاؤں ثابت قدمی سے محروم آنکھیں کٹی ہیں دریا بہا میں دل کتا ہی  
 قبلہ و کعبہ کدکھڑے کو بھی رولا میں اس حال میں مہبت دہن پر ٹھہر سکوت ہر چند دل میں جوش  
 مگر مثل تصویر خاموش بہ شکل تمام افتان و خیزان بارگاہ مہرخ میں ہونچا مہرخ نے دیکھا رنگ  
 رو سے چالاک متغیر سرد و متحیر آنکھیں تھپکی ہوئیں جسم میں رعشہ ماسختے پر سپینہ مہرخ نے گھبرا کر  
 کہا ای مہتر والا کدکھڑے تو ہی غم و الم سے چالاک کا یہ حال تھا کہ بول نہ سکتا تھا گھبرا کر ایک ایک کا



شہ تکتا تھا برق دوڑ کر لپٹ گیا کہا مرشد زادے خیر تو ہو کیا ایسا صدمہ جانکاہ ہو نچا براے  
 خدا ظاہر کروا سقد ضبط کرنے میں روح نہ کھجائے چالاک نے ہائے قبلہ و کعبہ کھراکی لغزہ  
 مارا مثل مرغ تبسل زمین پر گراتر اپنے لگا تمام شاہزادیاں اپنے اپنے مقام سے اٹھیں چالاک  
 کو سنبھالنے لگیں مہتر قرآن نے گود میں اٹھالیا کہا اے فرزند برائے خدا حال تو ظاہر کرو چالاک  
 نے سر پیٹ کر قرآن کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا اے نظر کردہ بزرگان خٹکے تم جان بخش کہا اتے  
 تھے وہ یار گاشن جہان ہوئے یکہ و تنہا پا کر قبلہ و کعبہ کو سبکیسی اور بے بسی میں افراسیاب نے  
 باغ میں اس سردار کو دار پر کھینچا بروقت انتقال ہم خد متکثر ارون میں سے کوئی نہ ہو نچا نہیں  
 معلوم لاش پر کیا گدھی سنتا ہوں سہرا طہر کنگر سے پر باغ سیب کے رکھا گیا لاشہ اس بجیلے  
 نظر کردہ پیغمبران کا جنگل میں بھکوا دیا قرآن نے پوچھا اے فرزند کیونکر معلوم ہوا خاک اسکے ہن  
 میں کسے یہ خبر سنائی چالاک نے کہا راز میں افراسیاب نے حیرت جادو کو نامہ لکھا اور یہ تاکید  
 تھی کہ خبر دار راز ظاہر نہ ہو کوئی عیار ماہر نہ ہو میں کینز بنا ہوا پشت پر کھڑا تھا میں نے بھی پڑھ لیا یہ خبر  
 وحشت اثر سر سرداروں نے قیامت برپا کی کسی نے سر چوب خیمہ پر مارا کوئی ہائے معین و مددگار  
 کھکھرتے روتے روتے ہوش ہو گیا جب چالاک و ضرغام ہائے قبلہ و کعبہ کھکھرتے روتے ہن  
 سننے والوں کے کلیجے پھٹے جاتے ہن ملکہ بہار نے بچھاٹکھائی مخمور نے پیٹ پیٹ کر اپنے کو  
 نیلا کر دیا ملکہ مہرخ آئینہ دار حیران ایک ایک کو سمجھاتی ہن کہ صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو اول ہم کو یقین  
 نہیں آتا اور اگر خدا نخواستہ ایسا بھی ہوا تو مرضی پروردگار میں کیا چارہ اگر باغبان قضا و قدر  
 کو اس باغ پر بہار کا برباد کرنا منظور ہوا خزان کی آمد ہو کیا اختیار ہے بندہ مجبور و ناچار ہو ملکہ مسکا  
 معاوضہ یہ ہو کہ ہوش و حواس درست کرو اور بھڑک کر اپنے معین و مددگار کے خون کا بدلہ لو کیا اکیلے  
 جان دینگے خدا چاہیگا تو خون کے دریا بہا دیں گے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر ذرا سب کو روکا کیس قدر  
 ہنگامہ کم ہوا مہتر قرآن نے کہا یار و تخلیہ کرو غیر کو اس محفل غم و الم میں نہ آتے دو تو میں سب  
 صاحبون سے کچھ راز دل ظاہر کروں فوراً تخلیہ ہو گیا پانچون عیار چالیس سچا پاس سردار اس  
 تخلیہ میں شریک ہن مہتر قرآن نے کہا یار و سب صاحب میرے حال عشرت مال سے بخونی ماہ  
 ہن شاہان اولوالعزم و زریان باتدبیر پر کیفیتین ظاہر ہن کہ میں ملک حبش کا حکمران ہوں بھکوا



بشارت ہوئی بزرگان دین نے مجھ ایسے روسیہ پر نظر محنت ڈالی نظر کردہ بزرگان  
مشہور ہوا روح کو راحت قلب کو سرور ہوا پھر حکم ہوا کہ خواجہ کی غلامی جا کر اختیار کر و جہا  
کر کے راہ خدا میں لڑو و مروضہ اصحاب قرآن زمان کو سلامت رکھے اپنے سرداران نامی  
میں مندرج فرماتے تھے جان نثار کی آبرو بڑھاتے تھے میں نے جادہ بزرگان دین  
سے قدم نہ ہٹایا راہ عیاری سے ٹھنڈ نہ پھیرا خواجہ نے یہ عزت دی جان بخش خطاب دیا ذرہ  
کو آفتاب بنایا مہر پر رومادری کو فراموش کیا ملک بہ ملک اُنکے ساتھ جہاد کرتا رہا ای ملک عالم  
اس تمہید سے یہ مراد ہو کہ وہ مجاہد فرزند جانتے ہیں میں نے قبلہ و کعبہ کہا کلاہ فخر کو آسمان پر  
پہنچا یا شب سے بیشک مجھ کو تردد و انتشار ہی روح بقرار ہو مگر اُنکے انتقال کا یقین  
نہیں آتا اسمیں کوئی مطلب معقول ہی ہماری مراد دل حصول ہی سب سے زیادہ یہ بڑی  
دلیل ہو اُنکے جان بچنے کی سبیل ہو کہ وہ سرانید پر بموجب روایت دفتر رب اکبر نے لکھنے  
وعدہ کیا کہ جب تک میں مرتبہ اپنے ٹھنڈے سے موت نہ مانگو گے قبض روح کا ملک الموت کو  
حکم ہو گا پھر میں کیونکر کمون معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد ارشاد میں اُس صادق الوعد کے  
فرق آئیگا فلک ہلکویہ روزیہ دکھائیگا صاحب سب صاحبان عقل و فراست ہوا ملک سلطنت  
ہو اپنے اپنے دلوں پر ہاتھ رکھو دیکھو دل کیا کہتا ہے بخدا اس وقت اس کلام سے روح  
کو راحت قلب میں قوت آگئی تصویر خداوند نعمت کی آنکھوں میں پھر رہی ہو وہ شہناشاہ عیار  
ہیں اس رمز میں حصول مطالب دلی عیان ہیں دیکھیے حال کھلیگا مناسب یہ ہو کہ اپنے  
اپنے طور پر فکر و کوشش رہائی اسد نامدار میں سرگرم رہو رونا پٹینا موقوف کرو کلام نصیحت لیتا  
مہتر قرآن سے سب کو تسکین ہوئی چاہتے تھے کہ اُس تخلیہ سے باہر آئیں مہتر قرآن نے  
گہرا کر کہا کوئی میری گوشمالی کر رہا ہو اور کہتا ہو کہلا و کا لیے چپ رہ عمر و باغ سیب میں مار گیا  
جسم سے اُسکا سر اتار گیا سب لوگ حیران چار طرف دیکھنے لگے دیکھا زمین پر ایک پرچہ  
کاغذ کا پڑا ہو مہتر قرآن نے اُسکو اٹھایا لکھا تھا ای ملک مہرخ دہبار وای عیاران نامدار  
ہماری فکر نہ کرو مرنے جینے کا ذکر نہ کرو اپنے اپنے اختیار کے موافق فکر رہائی اسد غازی  
کرو جانیں لڑا دیں ہم اب روس سے سیاہ تم سب کو نہ دکھائیں گے یا اسد و مہ جہین کو کے کر



آئینکے یا اب تم سب صاحبوں سے عدم میں ملاقات ہوگی والسلام راقم خواجہ عمر و مہتر قرآن  
نے چکے چکے وہ نوشتہ سب کو سنایا مطمئن ہو کر ملک مہرخ وغیرہ بارگاہ میں آئین ہی چرچے  
ہیں کہ دیکھیں فلک کیا دکھاتا ہے کیا ایک لشکریں ہنگامہ ہوا چرند و پرند ہر کارے دوڑے  
ہوئے آئے مگر گہرائے ہوئے سامنے آکر ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے صفت و ثنا

شاہنشاہی بجالائے قلعہ	کہ تانبہ روئیدہ باشد بیلغ	گل سرخ تابد چور و شن چراغ
تنگین سعادت بنام تو باد	ہمہ کار عالم بہ کام تو باد	عرض کی شہر یار عالم کی عمر

دراز ہو ہر تاجدار آپ کے فیض سے سرفراز ہو بیرون بارگاہ آئینے ملاحظہ فرمائیے ایک  
ساحر ضعیف و نحیف تخت پر سوار نقارہ ایک آگے رکھا ہے چوب ہاتھ میں تخت اٹھاتا ہوا  
وسط سما میں کھڑا ہے کچھ لکھ نقارہ بجایا چاہتا ہے جلد باہر تشریف لائے خود بگوش حق نبوت  
سماعت فرمائیے ملک مہرخ و ہمار و نا فرمان و شکیل و رعد و برق و برق لامع و باخبا  
قدرت و عمار قدرت و خورشید زرین سحر و غیرہ جسد سردار و پانچون عیار گہرا بیرون بارگاہ  
آئے سر اٹھا کر دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و غریب یہ قام ایک لنگوٹ باندھے ہوئے  
جسم سے برہنہ بال سر پر سفید و سیاہ ترچھی نگاہ ہدیت ناک بیباک ظاہر اچست و چالاک نقارہ  
آگے چوب ہاتھ میں لیکر بلند کی آواز دی تمام خلقت پیدا کی ہوئی خداوند سامری و ہمیشہ کی  
حاکم قضا شیم افراسیاب جادو شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا کل ساکنان طلسم آگاہ ہوں کہ  
آج کے تیسرے دن بوقت سحر جسد کر فراسد نامور و ملک مہر جبین خود سر یعنی شہنشاہ کی  
دختر زیر گنبد نور قتل کبرجائینگے اپنی سرکشی کی سزا پائینگے یہ آواز دے کر نقارہ پر چوب لگائی زمین  
طلسم ہوش ربا تقرائی اسی طرح اُس بجیا نے تین آوازیں دے کر تین چوبین لگائیں بھبان  
قدرت نے کہا صاحبو افراسیاب ایسا صاحب اختیار ہو کل صاحبان طلسم ہوش ربا کے  
کان میں یہ آواز پہونچ گئی ہوگی آٹھارہ سو ملک کے شاہ اور شاہزادیاں اب فوجیں لیکر  
چائینگے کوئی آج کوئی کل شہرنا پرسان میں آجائینگے اپنا اپنا جاہ و چشم دکھائینگے یا روافسوں  
ہو دل کی دل میں رہی اتنا کوئی تدبیر نہ کی اگر عیاران نامی خواجہ عمر و نے حجاب سے  
منہ چھپایا اب کس سے صلاح و مشورہ کریں اب اپنے کو شہرنا پرسان میں پہونچائیں جو جو



سردار جس طور سے آئے بقید نام ملک و تاجدار نام دریافت کر کے ہکو خبر ہو چکا ہے خیر  
تقدیر میں ہماری یہ بدنامی لکھی تھی جو مرضی کریم کار ساز کی گنبد نور میں جانا اسد غازی کا  
چھڑانا امرسیت مشکل و کارسیت دشوار مگر جبوقت اسد و مہ جبین کو زیر گنبد نور دار پر چھا  
لائیگا ہم سب مرنے والے کمرین باندھ کر جا پڑینگے زیر دار پڑینگے اپنے سردار کے سامنے  
مر جائینگے یہ بھی ظاہر ہے کہ فوج افراسیاب کی بیشمار ہوگی ہماری فوج کی کیا حقیقت ہو سکتی  
کیا لیاقت ہو تا بعد ار کا ہو چنا دشوار ہوگا فوجوں کے ریلے ہونگے خیر اپنی جان دینے پر  
قادر انکی محبت میں مرنے کو حاضر ہیں ملکہ بہار جادو نے کہا اے باغبان قدرت اے  
صاحب شوکت خواجہ کا ننونا بڑی خرابی ہو دل کو بتیابی ہے وہ ہمارے تاجدار ہیں آج تک  
انھیں کی صلاح پر کیا انھوں نے ہر مقام پر ہکو چھڑا یا پنجہ بدعت افراسیاب سے بچا یا ہکو  
اس کاغذ کے پڑھنے سے تسکین ہوئی افراسیاب حاکم نیرج و شمسہ سے یہ کاغذ بھی بزدل  
بیان پھکوا دیا ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ خواجہ ہم لوگوں سے ملاقات نہ کرتے مشورہ خیر و شر دیتے  
ملکہ مہرخ نے کہا اے بہار اب یہ سوچ بچار سب بیکار ہے پروردگار کو اختیار ہے دیکھو پر دغیب  
سے کیا ظاہر ہوتا ہے پانچون عیار فطورہ ہائے زلفی و پتیا وہ ہائے سقر لاتی و گوچن ہائے  
عیاری ذات پر آراستہ کر کے طرف شہر ناپرسان کے چلے ملکہ مہرخ و بہار نے دیکھا کہ ملکہ  
حیرت جادو و مصور و صورت نگار و ملکہ باقوت جادو و مانی و نقاش و بہادر و کلکش  
و کیسوکشا سے بن شباب و غیرہ لشکر ہائے جنگی آراستہ کر کے بڑے کرد فر جاہ و حشم سے  
ہمراہ ملکہ حیرت کے طرف شہر ناپرسان کے روانہ ہوئے عقب میں تمام ہیرو و نیگاہ گاڑیاں  
چھکڑے اسباب بار برداری و غیرہ منتظم ہمراہ سب چلے جاتے ہیں انہوہ سے لشکر کے راستے  
بند ہو گئے ہیں راگیرون کو راستہ چلنا دشوار ملکہ مہرخ و بہار نے بلا کر جمہداروں و کیدانوں  
کو حکم دیا کہ تم سب صاحبوں نے سنا نقارہ نواز نقارہ بجا گیا ہمارے واسطے وہ کوس حیل  
تھا تو بت جان دینے کی آگئی جھانجھ بھی دیکھو کف افسوس ل رہے ہیں ہمارے غم میں  
علموں نے بال کھول دیے ہیں شہنا اوپر کی سانس لے رہی ہے قزاقا کا دم بند ہے ہر جاندار  
و غیر جاندار در و مند ہے آپ سب صاحب کمرین باندھے موجود ہیں جبوقت موقع ہو آوازیں دین



چلکر لشکر افراسیاب سے لڑیں اب عیاران اسلام گئے ہیں خبریں آمد کی لشکروں کی  
 لائینگے کل شاہان طلمس اس ہنگامہ میں آئینگے ہم ہمیشہ سے کم ہیں پروردگار مدد کرے گا تا شا  
 دکھائینگے دریائے لشکر کفار میں ڈوب ڈوب جائینگے تم سب صاحب بجزرات کے نہنگ  
 ہو وہ چلکر خوزیری کرو کہ خون کے دریا بہیں سب بے آبرو آسمین ڈوبیں پروردگار نا خدا  
 بحر و برکشی مسلمانان کو آفت سے بچائے بڑا پار لگائے سب نے عرض کی کہ اس شہنشاہ  
 گردون پناہ سب خبریں نکھوارون کو معلوم ہیں یہ بھی سن چکے کہ خواجہ عمر و کئی دن سے معدوم  
 ہیں انکے مقدمہ میں اقوال مختلف ہیں وہ ڈیرین جو پیدا کرنے والے سے منحرف ہیں دونوں  
 طرح ہماری آبرو ہی غازی دینا و عتبے دونوں جگہ سرخرواؤ ہم لوگ آٹھ ہر تیار ہیں آپ کے  
 اشارہ کے امیدوار ہیں نام قتل اسد غازی سکر چاٹڑینگے سینے سپر کر دینگے شہرنا پرسان  
 لاشوں سے بھر دینگے ملک مہرخ نے کہا مرحبا صدمہ رحبا سپاہیوں کا آسمین نام ہی مردان عالم  
 کا لڑ بھڑا کر جانا کام ہو آپس میں عہد و پیمان والفق ہوا ایک کے ہاتھ میں ایک نے ہاتھ دیا نامرد  
 بزورون کو بھاگنے کی فکر ہوئی چپکے چپکے مال و اسباب بھلنے لگے افسروں سے حیلہ و حوالہ  
 کی باتیں بھاگنے کی گھاتیں کسی نے کہا کیدان صاحب گسٹ خط آیا ہی بیٹی کے عقد کا زمانہ  
 قریب ہو یہ معاملہ عجیب ہو جائینگے تو برادری والے طعن کرینگے کہ نکھو باپ نہیں آیا بیٹی کو  
 رخصت نہ کر گیا میں حضور رات ہی کو جاؤنگا صبح کو گرجدم چلا آؤنگا آپ کو سوتے میں جگاؤنگا  
 بعض نے کہا رسالدار صاحب گھوڑے کے پیٹ میں کرکری ہو گئی ہو دو اپو چھنے سوتری  
 کے مکان پر جاؤنگا گھوڑے کو بھی لیجانا ضرور ہو میان سوتری کا مکان بہت دور ہے بعض  
 نے چپکے چپکے ہتھیار بنھائے کر بانڈھی گٹھری کپڑوں کی اٹھائی سلام علیک کر کے چلے افسر  
 نے کہا میان سپاہی صاحب کہاں دور جا کر جواب دیا حضور یہ اسباب گھر پر رکھا چلا آؤنگا  
 آخر وقت کا آکر یہ وہ دو لگا بعضے دس پس ایک مقام پر جمع ہوئے حقہ بیچ میں رکھ لیا دو بیٹی  
 ہونے لگی ایک نے کہا بھائی تم نے سنا خواجہ عمر و قتل ہو گئے ایک نے کہا بھائی آخر  
 سرکشی کا یہی انجام ہو ایک نے کہا میان تم کو کیا کام ہو تم تو بھائی بڑھتی کے ساتھی میں نام  
 اکتواؤ آج ہی نکل چلو چاندنی رات ہی صبح ہونے ہوتے اپنے گانوں میں ہونچ جائینگے



ہم تو بھائی کسان ہیں کھیتی کر کھا بیٹنگے ہم تو بھائی جلوہ سی لوگ ہیں سیکڑوں جگہ نوکری کی جب  
لڑائی کا موقع آیا آبرو سے اپنے گھر چلے آئے اسی دن کے لیے پانچ کے نوکر ہیں ادھر اُدھر  
سے لوٹ مار کے کھاتے ہیں تنخواہ اپنی بچاتے ہیں گھر چلکر چار بیگھے زمین کا پٹہ کوئی بھتی ہیں  
ایک گولی بیل کی خرید لیٹنگے وہ الگ کرنا یہ پر چلیگی جنس کی رقم بچگی سوائی پسا سامیونکو دینگے  
فصل پر من کا سوا من لے لیٹنگے یہ آپس میں باتیں کیں دودو کر کے مگلے سوداگر جا بجا  
دوکانیں بند کر رہے ہیں مال دوکانوں سے نکال لیا فلامون کے ہاتھ طرف شہر ناپرساں کے  
روانہ کیا کان میں گماشتے کے کہد یاد شہر ناپرساں پر چلکے دوکانیں لگاؤ مسلمانوں کا  
اب ستارہ گردش میں ہی یہاں مال رکھنا بہتر نہیں ہو جاتے ہی دوکان کا ٹکٹ لے لینا ایک  
مہینہ کامل پیلہ رہیگا مال خوب بیکہ جو مردان عالم کہ جان نثار ہیں نمک حلال صاحب جاہ  
و جلال مالک کے خیر خواہ سپاہی زادے بانکے ترچھے لڑے بھڑے انکے الگ مجمع میں اسباب  
جنگ کی تیاری میں مصروف ہیں ایک کتھا تو بھائی زبرد ار اسد نامدار یہ تلوار چلیگی خاک  
و خون میں غلطان ہونگے جب مردان عالم کی تلوار کھنچی ملازمان افراسیاب بودے  
ہیں ہمارے منہ پر کیا چڑھینگے دہم جو انوں کے قدم آگے ہی بڑھینگے ایک قدم آگے  
رکھا آبرو پانی ایک قدم پیچھے ہٹا ذلت اٹھائی ہر گون کے نام نہ مٹانا سینوں پر تلواریں  
کھانا ٹوٹ کے لہنا دشمنوں کو ٹوکنا مجمع کور و کنا سنہ پر تلواریں کھا بیٹنگے اپنے افسر سرد غازی  
کو چھڑائیٹنگے اگر آگ کا دریا ہوگا کو دپڑینگے آگ برسا دینگے پس بھائیو اپنے اپنے خیمہ میں  
چلکر بیٹھو سلاح جنگی درست کرو دہانے ہاتھ سے کھانا حرام ہی سپاہی کا نیک انجام ہر لشکر  
مہرخ میں عجب ہنگامہ کہیں شور گریہ وزاری کہیں فریاد و بقراری کسی کو بھاگنے کی فکر کہیں جان  
لڑانے کا ذکر یہ بھی خبریں ہر کارون نے مگر مہرخ کو آکر سنائیں کہ حضور جوقت سے فقارہ  
بجا ہزار ہا آدمی آپ کے لشکر سے نکل گیا اب بھی ستر اٹھ رہے ہیں پر یکے پرے خالی ہو چکے  
ہیں مگر مہرخ نے فرمایا جا کر لشکر میں پکار دو کہ ہم خوشی سے کہتے ہیں جسکو اپنی جان عزیز ہو  
وہ لشکر سے چلا جائے اگر خدا ہماری فتح کرائیگا بلا تکلف آپ تشریف لائیے گا اگر حال  
شکست سن پائیے گا اپنے گھروں میں آرام فرمائیے گا جسکو مرنا ہو جان دینا ہو



ہمارا ساتھ دے اب وقت زوال ہی ہمارے لشکر میں رنج و ملال ہی ہمارا ٹیکہ خدا پر ہی آپ  
 سب صاحبوں کا اسی وقت نکل جانا بہتر ہو وقت پر ہنچ پھرنے میں خرابی ہو ان کلمات پر  
 لکھ مرخ کے شور گریہ و زاری بلند ہوا سرداران عمر و کے گریبان چاک چرون پر خاک حال  
 اتر و بقیر ارض طر حیران و ششدر مگر نگاہ سبکی عنایت خدا پر اب راقم کو حال جشن طلمس  
 شہر نیا پر سان کا لکھنا منظور ہے جس مقام سے رہائی اسد کا چھڑانا لکھا ساقی نامہ بھی تحریر  
 ہوا مگر اس مقام سے کہ مضمون جشن و آمد سرداران افراسیاب بالقرص لکھنا منظور ہے لہذا  
 چند اشعار آباد راجپور یا دگار مرقوم ہوتے ہیں ناظرین اس داستان شوکت بیان کو ملاحظہ فرما  
 یقین واثق ہو مضمین داستان اور روزمرہ کا لطف اٹھائیں گے نظم و لفریب

چاہیے نام اسی کا ای خامہ یک قلمدان ہزار صنعت کا ویا قمری کو مصرعہ نالا کیا عاشق کو تنہ مشق جفا طاق سے تو اتارے شیشہ اور پھر یہ ستم کہ پنبہ دہان جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے تا کہ مانند خوشہ انگور شب ہجران بے نہیں ہوتی رات کیا آئی اک بلا آئی کیون نہیں بولتے سحر کے طغور وہ بھی گرم فتنارہ کل برق	زینت نام زیب سرنامہ رخ قرطاس کو صفائی دی مصرعہ قدس و پر بالا ساقیا جلد اٹھ درنگ نہ کر طاق پر رکھ کتاب اندیشہ مین ہون مانند سا غلبریز پانوں تو بہ کے لڑکھڑانے لگے دلکے سارے پھچھو توڑ نہیں نہیں ہوتی سخنیں ہوتی شام سے حال ہو یہ صبح ملک کیا شفق نے کھلا دیا سیندور بنفیں چھوٹی ہوئیں غشی طاری دیگر ساقی نامہ مصنف قمر	فلک اسکی نمونہ قدرت کا اور سیما ہی کو روشنائی دی کی عطا فو خطون کو کلاک ادا عرصہ مطلب کا دیکھ تنگ نہ کر شیشہ محو کی یہ دراز زبان جان بلب جان بلب کو کیا پہنچ کڑے یا تنک مجھے نشہ میں چور نکتہ باقی کوئی نہ چھوڑون مین بستر رنج و کج تنہائی نہیں لگتی مری پلک سے پلک جان بتیاب جیسے بیکل برق ایک فرقت ہزار بیساری
---	---	---

ساقیا رنج و غم کا ذکر نہ کر مرحلات طلمس ہو گئے ط	لا پلا دے شراب فسکر نہ کر اب وہ دے جام بادہ سرجو	نشہ محو میں سیر کرنا ہو رہیں مستی میں بھی بجا رہے ہوش
---	---	--



ساقیادے شراب عیش و سرور	ذکر عیاری عمر وہی ضرور	فکر ہی جا کے دیکھ لون میل
جسکے خاطر یہ پنج و غم جھیل	وقت عیش و سرور ہی ساقی	ابنونا حق غرور ہی ساقی
سیکدے کی بھی تیرے خیر رہا	جام دے مجھ کو آج پُر درپُر	جلد لا ساقیاد رنگ نکر
میکشون سے تو آج جنگ نکر	ایو قمرے عنان رخس قلم	قطم مضمون تازہ ہون پیچم
نہم نہ ندان میں آج جلسا ہی	دیکھیں میلہ میں کیا تماشا ہی	ویگر اشعار حسب مقام مضمون

عشق کی چوٹ کا چھو دل میں اثر ہو تو سہی	در دم ہو کہ زیا وہ ہو مگر ہو تو سہی
دیکھنا لیتی ہیں کیا دلکی تنہا پین قصاص	جوشش گر یہ بھلا خون جگر ہو تو سہی
یا ہمیں کھینچ بلا میں گے انھیں یا وہ ہمیں	کشش عشق ادھر خواہ ادھر ہو تو سہی
دل کو کیا دخل لڑے یا رجو مجھ سے شہ وصل	خیر سمجھو لگا کوئی مانع شر ہو تو سہی
زلف کی جھونک اٹھائے گی یہ ہنگام خرام	قابل اسکے تری بل کھا کے کمر ہو تو سہی
نہ سینکا جو مری دا اور مشر نہ سنے	عرصہ شد میں اچھا وہ نڈر ہو تو سہی
دل کی خواہش ہو کہ مہمان بلاؤ اسکو	کستی ہو خا نہ بدوشی کہیں گھر ہو تو سہی
صبح ہوتی نہیں کیونکر شب فرقت دیکھیں	دل مایوس کو امید سحر ہو تو سہی

استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے عجیب مضمون ہاتھ آیا ہے کہ مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک بن عمرو و جالسوز بن قران و ضرغام شیر دل و مہتر قران و ملکہ مہرخ و غیرہ کو مطمئن کر کے طرف شہرنا پرسان کے روانہ ہوئے مہتر قران نے کہا بھائیو استاد تمہارے سر پر اس وقت موجود نہیں ہیں کسی بات میں کمی نہو مزاج میں برہمی نہو ملکہ مہرخ کو خبریں بھی پہنچیں اور یہ بھی دیکھو کون کون سردار آتا ہے آج افراسیاب کیا رنگ لاتا ہے اب اس میں ہمسے سے ملاقات ہو یا نہو اپنے اپنے کام میں چپت ہو جاؤ برق نے جواب دیا خلیفہ صاحب آج سے کل تک میں نے سنا ہے کہ خراج گزار آئینگے جنگی فوج میں ہمراہ لائینگے اب خلیفہ صاحب فرداً الگ ہو جاؤ اپنا اپنا رنگ عیاری کا جماؤ آپس میں صلاحیں کر کے یا تو پانچون مثل حواس خمسہ ایک جگہ تھے پانچون عیاری میں پانچ ہیں مثل برگ خزان رسیدہ فرداً فرداً آچلے مہتر برق فرنگی ایک ساحر مہیب کی شکل بن کر دروازے پر شہرنا پرسان کے آیا



دیکھا انتہا کا اثر وہاں ہی دھکم دھکا ہو رہا ہی جانے والوں کے کپڑے لٹے ہوئے ہیں عیار چھوٹ  
کا انتظام ہی ایک ایک کو دیکھتی جاتی ہیں کبھی غل مچاتی ہیں اور گھسٹان در شہر ناپرساں وادی ساحرا  
تکھواران شہنشاہ دوران دیکھو خیال رکھو عیاران لشکر اسلام اندر شہر کے نہ آنے پائیں اٹکا  
استاد مارا گیا ہے شہر میں آکر غدر ڈال دینگے جسکو پائیں گے قتل کرینگے انتظام دشوار ہوگا  
عتاب شہنشاہ نامدار ہوگا مگر برق نے گوشہ سے دیکھا ملکہ صرصر شیر زن جب ذکر قتل عمرو  
کرتی ہو ٹھنڈی سانسین بھرتی ہو دوپٹہ آسکے سر سے ڈھلکا جاتا ہے آئینہ رخسار پر حیرانی  
رفوں کے الجھنے سے پریشانی ظاہر ہوتی ہو دل سے کہتا ہے ای برق ملکہ صرصر کو اسکا دل  
ہی رنڈا پا چہرے سے برس رہا ہے خداوند ایہ خبر غلط ہو مگر کیونکر اندر جاؤں ایسا نہونی ظالم  
بیجان لے گرفتار کرادے تو غضب ہوا سوقت میں کون چھڑائیگا سوائے خدا کون مدد  
کو آئیگا اسی فکر میں کنارے کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جوان ساحر صورت مہیب تازیانہ مار تیشیں  
کاماتھ میں سب کو لٹکارتا ہوا چلا آتا ہے ہٹو ہٹو کی آواز دیتا ہوا انتہا کا زبردست ہے جب ڈیڑھ  
مار دیا چار چار تلے اوپر گر گئے برق نے پہچاننا کہ خلیفہ جاتے ہیں انھیں کے پیچھے نکل چلو یہ  
سوچ کر یہ بھی عقب میں چلا ملکہ صرصر شیر زن نے چاہا اس ساحر کو روکے ہر چند کہ پہچانا  
نہیں مگر قصد ہوا کہ روک کر پوچھوں کہ کس کے ملازم ہو کس سمت کے عازم ہو مہتر قرآن نے  
کاندھے پر ہاتھ رکھ کر ٹٹکا دھکا دیا ملکہ صرصر منہ کے بھل گری مہتر قرآن و برق حبت کر کے  
محل گئے داخل شہر ناپرساں ہوئے ایک گوشہ میں آکر ٹھہرے مہتر قرآن نے برق سے  
اشارہ کیا میں زیر نخل ٹھہرا ہوں تم بارگاہ حیرت کی خبر لاؤ دیکھو وہاں کیا رنگ ہے برق  
نے قصد کیا تھا کہ تڑپ کر بڑھے دیکھا سامنے سے ایک جوگی جٹا میں خاکستری چھوٹی ہوتی  
لوہے کے کندل کا نون میں کر ڈھری ڈاڑھی بھجوت بدن پر ملے ہوئے خاک کا تیلہ بنا ہوا  
اکتارہ ہاتھ میں دو چیلے پشت پر ایک کے ہاتھ میں خجری دوسرا ہاتھ سے تال دیتا ہوا جو دونوں  
کا گروہ اکتارہ بجا کر بھجن گاتا ہوا چلا آتا ہے مہتر قرآن نے پہچاننا کہ چالاک و جالسنور و ضرغام  
شیر دل بھی اندر شہر کے آگئے آپس میں اشارے ہوئے پانچوں پانچ سمت گئے مگر برق  
فرنگی جادوگر بنا ہوا بارگاہ ملکہ حیرت پر آیا دیکھا چوہدار سیاہی حاجب دربان قطار



باندھے کھڑے ہیں ایک سمت کر گدن ہاے آتشیں مرکبہا سے پرند شیران جنگی ٹہل رہے ہیں  
 برق دیکھتا بھالتا سر جھکائے ہوئے دربار گاہ پر پہونچا دیکھا پردہ زلفتی کھنچا ہی ایک ساحر  
 زبردست بادۂ کفر و نخوت سے مست و رگہ سلاری کے ذگل پر بیٹھا ہی آنے جانے والوں کو  
 روکتا ہو برق فرنگی پہلے توڑ کا پھر حاضر حاضر کیکے بلا تکلف اندر پہونچا دیکھا ملکہ حیرت جادو  
 بصدریب وزینت تخت پر جلوہ فرما ہو گر و اگر دسات سوشا ہزار دیان سونے چاندی کی کرسیوں  
 پر بیٹھی ہیں افراسیاب کا تخت خالی ہو اسپر فاشیہ بڑا ہی ملکہ صفت سحر ساز و سرا ہر ف انداز  
 و ابریق کوہ شگاف تینوں وزیر باندہ سیرتج بارگاہ میں کھڑے ٹہل رہے ہیں وریا سے  
 آتشبار سحر میں غوطہ زن ہیں ملکہ حیرت سے عرض پیرا ہیں کہ حضور بارہ ہر کا وقفہ ہو ابھی تک  
 خراج گزاروں کی آمد نہیں شروع ہوئی ملکہ حیرت نے کہا آج سے کل تک سب پہونچ جاوینگے  
 دیکھو دور سے ابر فیروزی اٹھا ہو جا کر خیمے بارگاہ میں آراستہ کر دو جو سردار آئے موافق حقیقت کے  
 اسکا سامان کر دو دیکھئے شہزادہ پارساں میں کیونکر تا جداران اولوالعزم ٹھہر سکتے ہیں صنعت سحر ساز  
 نے کہا حضور ہم نے رعایا کے بھی مکان خالی کر لیے ہیں یہ کھڑ صنعت آگے بڑھی برق بھی  
 دیکھئے لگا دیکھا ابر فیروزی قریب آیا یکا یک شق ہوا دیکھا تخت فیروز نگار پر ایک نازنین ماہ پر  
 تاج شہریاری بر سر چہرہ مثل ماہ النور ٹیسی بڑی انکھڑیاں دلہ وزی پر آمادہ تیر مژگان تختہ سیم  
 پیشانی ابرو نیچے ہاے اصفہانی قد موزون مصرعہ دیوان حسن و بلاحت خوبصورت نیک سیرت ایسا

عجب شکل اسکی دل آویز تھی	جیسا ساتھ اسکے بلا خیز تھی	خدا ناز کا سر و وطوبی غلام
نسیم ہمیں پائمال خرام	جبیں بدر تھی اور ابر و ہلال	بہر چشم تھی اور مردم غزال
نظر دام دلہا کے برنا و پیر	مرثہ تیر و بینی چو پیکان تیر	دہن درج یا قوت و دندان گہر
زبان پارہ لعل و کان دُر	ہدفت گوش تھے اور بنا گوش دُر	گلاسی گلاز موحسن پُر
وہ بازو تھے دو شاخ نخل کمال	وہ ساعد تھے دو شمع نریم جمال	نہ تھا سینہ تھا بحر حسن سراب
رویشان اسی بحر کے دو حباب	وہ آئینہ ریشیت کی آبر و	دکھائے رخ شاہد آرزو
نظر میں جاتی نہ تھی وہ کمر	کمر ہی نہ تھی تھی وہ تارِ نظر	وہ لوح شکم صبح امید تھی
نہ تھی نات وہ قرص خورشید تھی	اب آگے تو او خامہ گرداب ہی	بیان سے تو سچا ہی آداب ہی



وہ پاسے گائین تھے جو موج مل	کف پاسے زمین تھے چون برگ گل	وہ انداز و غمشہ وہ ناز و ادا
وہ ریز و کرشمہ بلا و بلا مسد کس		
کف انخسب ہو کفک بوز کا لقب	تلو و نکور وے ہرنہ پونچے بعد لقب	
آنکھیں جو فرش راہ کرو شوق کے سبب	تا نظر ہو خار نزاکت ہر عجب	
بوسہ کا وہم میں جو تصور یساں ہوا	ملو وں میں صاف رنگ جنا کا عیاں ہوا	
حاصلت وہ حشر جس کی قیامت ہو پا ہمال	سرو بہشت لکھوں تو ہر راستی کمال	
تشبیہ و دل جو قد سے تو شمشاد ہونہال	شاخیں سخن میں نکالیں جو طوبی سے دوشال	
فتنہ کی خوبی قدر قیامت سے موت ہو	مہ قیامت اصالۃ نازی سے فوت ہو	
رفتا روہ غضب کر دل خلق کو لے	انسان کیا ملک کے جلہ میں قدم لے	
آرام مثل برق کسی جا پہ وہ نہ لے	خشر بھی پیچھے سائیہ قد کی طرح چلے	
چلتے ہیں ایسی چال کہ لہلہ چل جہان میں ہو	شور نشور جن و بشر کے گمان میں ہو	
<p>فیروز فی جو طراز یہ جسم شہت پر دولا کہ ساحراں جنگ آزما ایک ایک سحر و ساحری میں یکساں طائران  پرند پر سوار وہ تخت اگر آترام کہ صنعت بنگا کی ہوئی ہاتھ تمام لیا طرت بارگاہ ملک حیرت کے  پہلی پوچھا کہ ملک فیروزہ فیروزہ پوش آنے میں کیوں عصہ ہوا کیا باعث تھا فیروزہ نے کہا  بوا صنعت ایسا تاکید کا نامہ پوچھا میں شکار گاہ میں تھی جلدی میں جریدہ چلی آئی وہی دولا کہ  فوج جو شکار میں ہمراہ تھی اسکے سوا اور سلمان نہ کر سکی یہ باتیں کرتی ہوئی ملک فیروزہ بعد  جوش و خروش اندر بارگاہ کے آئی ملک حیرت جادو کو نذر دی ہدیہ میں بیٹھنے کو کرسی ملی سرمایہ  برق انداز و ابریق کوہ شگاف کو حکم ہوا انکی فوج کو جا کر بہ آرام تمام آترام و وجہ مقول کے واسطے  تجویز کرو خبردار کسی کو تکلیف نہونے پاسے سرمایہ و ابریق دونوں موجب حکم کے باہر آئے  ملک صنعت سحر ساز نے دیکھا اور ایک ابرسیاہ اٹھا زمین و آسمان و عنوان و صہار ہو گیا</p>		



دھوین کا آسمان تیار ہو گیا اُس میں شعاع ہائے آتشیں چمکتے ہوئے صاف معلوم ہوتا ہر کہ  
شب تاریک میں جگنو پھر رہے ہیں شعلہ ہائے سرکش زمین پر گر رہے ہیں دھنوپ کا زمین  
و آسمان نگہ کیا چاہا بل کا نشان دیتا تھا عاشقان زلف سیاہ دود آہ جانتے تھے کوئی کتنا  
تھا یہ پہاڑی یا سیہ بخون کی قسمت کا بگاڑ ہو وہ اب بھی قریب بارگاہ کے آکر یکایک شوق ہوا  
دیکھا ایک ساحر سیہ فام دُخان سیہ رونام آتش خواتش مزاج مردود بارگاہ کبریا جہنم کا  
کنڈا ڈوٹھا لاکھ ساحران غدار ساتھ تخت سے سیہ بخت کو دلا مکہ صنعت سحر ساز نے صاحبِ سلطنت  
کر کے بارگاہ ملکہ حیرت میں پہنچایا دُخان سیہ رونے نذر دی خلعت مرحمت ہوا ایک جانب  
دنگل پڑا کے یہ بھی ہٹھا کار گزاروں کو حکم ہوا اہالیان لشکر کو جگہ معقول دو برق فرنگی نے  
دیکھا ان ساحروں کے اترنے کی نوبت نہیں آئی ہر کہ زیر آسمان یکایک طوفان نوح  
برپا ہوا ایک دریا سے قہار برسر ہوا جوش مارتا ہوا ظاہر ہوا ہننگان خون آشام ماہیان  
سمن اندام گھڑیاں مگر خوش حال اُس دریا سے قہار میں اچھلتے موج میں گلیل کرتے ہوئے  
ظاہر ہو کر غوطے مارتے ہیں کبھی ڈوبتے ہیں کبھی ابھرتے ہیں صاف ظاہر ہوتا ہر کہ تمام  
دینا ڈوب جائیگی پناہ پانی دشوار ہوگی کیونکہ کشتی حیات پار ہوگی سامان سلاح جنگ اُس دریا  
سے آشکار ہر گرداب سپرد و رہر موج شمشیر جو ہر سطح آب مقام کارزار ہر حباب چشم پر عتاب  
پچھلیاں تیر دلدوز پر لہر سنان جاگ سوز باشندگان شہرنا پرسان کو خیال اب سب ڈوب جائینگے  
اس دریا سے قیامت خیز سے کیونکہ امان پائینگے لیکن چون چون دریا قریب آتا ہی مختصر ہوتا جاتا  
قریب شہرنا پرسان آکر دریا معدوم ہوا کر گدن سحر پر سوار ایک غدار معلوم ہوا مندریل وزارت سر پر  
قطرہ ہائے آب انگلیوں سے ٹپکتے ہوئے تمام لباس پانی میں تر مغرو بے آبرو ہوا پر پشت پر  
سات لاکھ ساحران غدار ہزبر ہائے آتشیں پر سوار اُردو ہائے آتشیں پر اٹالہ بارگاہ زلفی کا  
لدا ہوا سر پہ بیجا کے علم سیاہ کھلا ہوا مکہ صنعت نے محبت آواز دی اور دوست صادق اور محب  
وائق اور آبرو کے ساحران نامی اور دُصف بحر خوش کلامی اور موج بن گرداب آدم خوار تھاکر  
ادشاہ عالیجاہ شہنشاہِ نیلم کب تشریف لائینگے ملکہ عالم بہت مشتاق ہیں یہ سنتے ہی موج  
سکریا تخت سے کود پڑا پہلو میں اس کے نوجوان بیٹا صاحب شوکت و ہوش لطیف صد گوش



دریا نوش ز وجہ اسکی حسین و خوبرو مواج جادو کی دختر نہایت پرن لکھا بطغوطہ زن صاحب اسکے  
 جباب خونریز و مرغاب فتنہ انگیز و سرخاب کلنگ سوار و ہنگ آتشبار مواج بن  
 گرداب کو حلقہ میں لیے ہوئے ملکہ صنعت کو مواج بن گرداب نے جواب دیا اے صاحب  
 راز و نیاز او ملکہ صنعت کھر ساز فرمان شاہنشاہی ایسے وقت پر پہونچا کہ شہنشاہ نیلم کا  
 ارادہ شکار کا تھا فوراً مابدولت کو حکم کیا جلدی میں اٹالہ بارگاہ کالدوا یا صرف سات لاکھ ساحر  
 لیکر شبشب آیا کسی مقام پر نہیں ٹھہرا شہنشاہ بھی تشریف لاتے ہیں بارگاہ استاد کراؤن  
 شہنشاہ کو بروقت تشریف آوری تکلیف نہو مواج بن گرداب یہ باتیں کر رہا تھا کہ کئی  
 ہزار نقاروں پر چوب پڑی سب تے دیکھا شہنشاہ نیلم بعد جاہ و چشم تخت جواہر نگار پر سوار  
 پشت پر بارہ لاکھ ساحران ناہنجار بدکردار سمیون وار مرکب یا سحر پر سوار صدائے یاسامری  
 و جشید زمین کو ہلاتی تھی فوج کی کثرت سے گا وزمین تھراتی تھی ایک جانب نازنینان خوشرو  
 سمن عذار قمر سیکرینازک اندام زہرہ چین طاووسان زرین بال سے اتریں شہنشاہ نیلم تخت سے  
 اتر انقارے بجے دماے گڑگڑائے صنعت مع کل فوج کے برائے سلام اس ناکام  
 کے خم ہوئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ صنعت کو قریب بلایا شفقت و محبت ہاتھ پشت پر دکھا چھپا  
 مزاج اچھا رہا صنعت نے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی دعائے دولت میں مصروف رہتی ہوں  
 شہنشاہ نیلم نے کہا تنے تو اب ہمارے پاس آنا بالکل چھوڑا مابدولت کی محبت سے منھ موڑا  
 صنعت نے کہا اے شہنشاہ آپ کو طلسم ہوش ربا کا حال بھی معلوم ہوا آٹھ ہر لڑائی جھگڑائی و فرقت  
 فساد برپا ہوا لاکھوں آدمی ملازمان شہنشاہی معرض تباہی میں آیا صد ہا ملک قبضہ سے نکل گئے  
 مسلمانوں نے لیے لیے اسے سردار قتل ہوئے جبکا عدیل و نظیر ملکن نہیں ہیں نے اکثر اپنے  
 سحر میں سب کو پھنسیا کو کب روشن ضمیر نے مدد بھیج کر بچا رتو قیامت کے پرکائے ہیں چن چن کے  
 سرداروں کو مارا میان باغمان قدرت بھی شریک مسلمان ہیں طلسم ہوش ربا کی تباہی کے  
 مسلمان ہیں کس کس خیر خواہ شہنشاہ کا نام لون شرم آتی ہوا شہنشاہ زمین پائون کے پیچھے سے  
 نکلی جاتی ہر سرزمین ہوش ربا مقام جنگ و جدل ہر عمارت میں خلل ہر شہنشاہ نیلم نے سسکا کر  
 جواب دیا شہنشاہ ان سب کو قتل کیوں نہیں کر ڈالتے مابدولت سے فرمایا کہ صنعت مجھ کو تو یہ



دماغ کہان کہ بذات خود میدان کا زرارین جاؤں کھڑے ہو کر اپنے لونڈی غلاموں کے لڑوں  
مگر اپنے وزیر خوش تدبیر دریا دل موج بن گرداب سے اشارہ کر دو لگا سب کو ڈوبو دیکھا ابھرنال  
ہوگا دہن اثر دل سائل ہوگا اسکے سحر کے جاب تھپے گولیاں ہن موج دریا کے سحر شمشیر آبدار  
ایک پر بھڑہن باغیوں کو مٹا دیکھا صنعت نے شرما کر سر جھکا لیا کہا بہت بجا ارشاد ہوا اب مسلمان  
ایسے نہیں ہن کہ جنہ کوئی یکا یک غالب آئے بڑے بڑے سامان ہن اراکین سلطنت شامشاہ انکے  
شریک ہن سلطنت وزارت فوج و لشکر ملک و مال جاہ و جلال سب کچھ انکے پاس موجود شہنشاہ  
نیلم نے ہنس کر کہا تیرے دل پر سکے عرب مسلمانان جگیا ہر نام سے مسلمان کے رنگ اڑتا ہر اس  
حیلہ میں مابعد ولت تشریف لائے ہن انتظام محقول کر دینگے جگل لاشہاے مسلمانان سے بھرنیکے  
اور صنعت ہم وہ ہن کہ اپنے ولی نعمت شہنشاہ لاپین صاحب شوکت کو گرفتار کر دیا سلطنت کو  
انکی مثل نقش پامٹا دیا یہ بیچارے کیا چیز ہن شہنشاہ افراسیاب کے منتظم بے تمیز ہن یہ کہتا ہوا  
مع چارہ سو سرداران زبردست اندر بارگاہ حیرت کے آیا براے تعظیم شہنشاہ نیلم حیرت تخت سے  
اٹھٹی چپا جان کیکے لپٹ گئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ حیرت کو گلے لگا لیا مسکرا کر کہا بی بی تخت پر بٹھو  
ہمارے واسطے ونگل منکا و حیرت نے برابر پائیہ چہارم تخت کے ونگل جواب ہنگار کھپو یا اسپر  
شہنشاہ نیلم جب بیٹھ چکا تب حیرت متمکن ہوئی سرداران شہنشاہ نیلم اپنے اپنے مقام پر بیٹھے  
بارگاہ ملکہ حیرت تاجداران ادلو الغرم سے معمور ہوتی جاتی ہر شہنشاہ نیلم بیٹھ کر لاف و گراف  
کرنے لگا کبھی ملکہ حیرت کو سمجھا تا ہر نام مہرخ و بہار سنکر بہت جھلاتا ہر کتا ہر بی بی حیرت جادو  
نکحو امون کامیرے سامنے نام نہ لو مابعد ولت کو بہت ناگوار ہوتا ہر اب ہم شہنشاہ کا کتنا نہ مانینگے  
اپنے ہاتھ سے انتظام کر کے جائینگے مہتر برق فرنگی سامان فوج شہنشاہ نیلم دیکھ کر گھبرا گیا دل  
سے کہتا ہر خداوندان ظالمون کے شر سے ملکہ مہرخ وغیرہ کو بچانا گھبرا یا ہوا باہر بارگاہ کے آیا  
دیکھا کہ دوڑے ہوئے ہر کارے ہانپتے ہوئے کانپتے ہوئے برق نے پوچھا بھائیو خیر تو ہر انھوں  
نے جواب دیا ہر بھائی صفر و صف شکن شہنشاہ توسن کی آمد ہر اس کروفر سے آیا ہر ابلق خرچ  
اُسکا جاہ و جلال دیکھ کر تھرا یا ہر برق نے کہا وہ جیا کیا ہر توسن نام ہر فقط حقان کا ٹرا ہر اسپر بھی  
سواری گانٹھینگے دانہ لکھاس بند کر دینگے چونکہ ساحر بنا ہوا ہر ملازمان حیرت سے بائین کرتا ہوا ہا



مکمل خبر آمد شہنشاہ توسن کی سنکر ملکہ حیرت جادو باہر کل آئی خود شہنشاہ نیلم انتظار میں آکر ٹھہرایہ  
 مالک زندان خانہ طلسمی ہوا سکا سب پاس کرتے ہیں صاف تو یہ ہر کہ ڈرتے ہیں نیلم ملکہ  
 حیرت سے کہ رہا ہی ہمارے بھائی صاحب تشریف لائے ہیں ملکہ عالم ہم دونوں بھائیوں نے  
 ملکہ تھارے شوہر کو بادشاہ بنایا شہنشاہ کا آباد گھر مٹایا تحفہ جات چراچرا کر نکالے راستے طلسم کے  
 بتائے مگر شہنشاہ لاجپن ایسا بادشاہ جلیل ساحر زبردست تھا کہ سلطنت بگڑ جانے پر سالہا سال  
 لڑا ایسا ایسا معرکہ لڑا کہ ایک ایک دن میں دس دس لاکھ ساحروں کا کھیت ہوا صد ہا شہر ایسے  
 ویران ہوئے کہ جہاں آباد ہونا دشوار رہا مابدولت کا بیان کرنا بیکار ہے اس عدالت و لیاقت سے  
 شہنشاہ لاجپن نے سلطنت کی ہر گلی کوچہ گزار رہتا تھا مظلوم ظالم کے ظلم سے رنج و ملال نہ ہوتا تھا  
 مگر سامری ہمیشہ کو منظور ہوا شہنشاہ افراسیاب بادشاہ ہوئے اب انکو عیش و سرور سے  
 کام ہوا و وزیر باتدبیر اسکا بدلہ انجام دے تم نے بھی زمانہ کے نشیب و فراز دیکھے آنکھوں کے سامنے  
 کیسے کیسے آباد گھر مٹ گئے باغ عالم میں کبھی خزان کبھی بہار گل کی رعنائی بے اعتبار قبول شاعر  
 و نیلے بے ثبات ہیں کس کو قیام ملے

ہاں چار روز کے لیے یہ اثر دوام کرے اورنگ جم ہو اور نہ سکندر کا آئندہ  
 ہمیشہ کس جگہ ہو کہاں اسکا جام کرے عمر روان ہو توسن چالاک فافلو

مصنعت کی آنکھوں میں آنسو بھرا آئے کہا اے شہنشاہ عجب عبرت آمیز حیرت خیز آپ نے  
 کلمات فرمائے آنکھوں کے سامنے ناپائیداری دنیا بھر کی جاہ و شہم کی خواہش نگاہوں سے گری  
 اب ہمارا غفلت و غرور پیشہ ہی آٹھ پہر تباہی ملک و مال کا اندیشہ ہی اس حیلہ سے آپ تشریف لائے  
 ہیں آپ کے بھائی صاحب بھی آئے ہیں دونوں صاحب ملکہ اس طلسم کو ٹٹا دیجیے سرکشوں  
 کو اپنے دست زبردست سے سزا دیجیے نیلم اچھا اچھا کیلے سر ہلار باز و کبر و نخوت سے تاج کو سر پر  
 کج کرتا ہو کہ دیکھا سامنے سے شترسوار چوہدر سامان ماہی و مرتب ظاہر ہوا ملکہ حیرت نے کہا شہنشاہ  
 توسن آئے یہ کہکمر مع وزیر و امرا مع شہنشاہ نیلم و مواج بن گرداب چند قدم آگے بڑھی  
 بعد بھل جانے سامان تزک کے سات سو علم سیاہ رنگ نشان کفر و ضلالت پیدا ہوئے علمدار  
 علموں کو جلوہ دیتے ہوئے ایک جانب ٹھہرے ایک صدا ہٹو بچ کی بندہ ہوئی آگے قرق زنجیر  
 کھینچتی ہوئی پٹین رسالے و رویان زرق برق کی سوار پیل پہنے ہوئے رسالے کے آگے



رسالہ دارالشیت پر سوار مرکب دور کا بے اوجھی بنے ہوئے مرکبوں پر نقارے نقارچوں کی  
 وردیان نبات سلطانی کی کارزدوزی سے درست ہر خورد و کلان اپنے اپنے کام پر جالاکھست  
 کیمان اپنی پٹن کے آگے ناشے بجتے ہوئے ایک جانب شہنا نواز بصد سوز و گداز بھروین کی نین  
 اڑاتے ہوئے ٹھمریان غزلین گاتے ہوئے غنم ل

وہ ننگ عشق ہوں سب احتراز کرتے ہیں  
 ابھی ہم اپنے ہی دل کو گداز کرتے ہیں  
 دعا بھی بعد ادا سے ساز کرتے ہیں  
 یہ ڈھنگ جلد ترافشاے راز کرتے ہیں  
 شکایت رہ دور و دراز کرتے ہیں  
 مرے گناہ در توبہ باز کرتے ہیں  
 نیاز مند کو یوں بے نیاز کرتے ہیں  
 نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہیں  
 کہ ہاتھ نجبہ مژگان دراز کرتے ہیں  
 کہ بکیوں سے جو بکیں نواز کرتے ہیں  
 ملا کے خاک میں ہم سرفراز کرتے ہیں  
 بگڑ بگڑ کے گلے کار ساز کرتے ہیں  
 شہید ناز جو قتل میں ناز کرتے ہیں  
 خودی سے عشق میں ہم احتراز کرتے ہیں

نہ آہ مجھ سے نہ ناسے ہی ساز کرتے ہیں  
 کسی کے سوز محبت سے ساز کرتے ہیں  
 بقون سے ہوتے ہیں ہم سچ کر کے طالب وصل  
 چار تہی ہر محبت جو بیٹھے چپ بھی  
 لبون تک آتے ہیں لے جو ضعف میں بنا  
 نہ بند کرد مسجد کو مجھ پر ایزاہد  
 وہ شوخ کتا ہی محب کو بنا کے بے پردا  
 کہیں نظر نہ لگے آسنہ کی ڈرتا ہوں  
 گلانہ کچھو اے دامن شب ہجران  
 وہ تیرے غم نے شب ہجر میرے ساتھ کیا  
 پکارے قبر کو پامال کر کے عاشق کی  
 نہ بخت خوش نہ دل اور عشق بے اثر تجھے  
 بصد نیاز اٹھاتا ہی خجرتا تل  
 جلال بھول کے بھی آپ میں نہیں آتے

تمام سامان شانہ گردا گرد صد ہا لقیب آوازیں لگاتا ہوا مصرعہ بڑھے عمر و دولت قدم با قدم  
 تحت جواہر نگار پر توسن چادو بصد نخوت و غرور کئی ہزار مصاحب نیتق ساحر بے نظیر ندیم وزیر  
 پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے بڑے تکلف سے سواری شہنشاہ توسن کی سپہی شہنشاہ نیلم  
 بھالی صاحب کمر بڑھا ہاتھ تمام کے تحت سے اتار کئی سو پڈت برہمن اشلوک پڑھتے ملت  
 نیک و بد بچارتے ہوئے ہر ایک چوراہے پر پوریان تل آٹے ہوئے چنے دوڑ دوڑ کر



رکھنے لگے نیلم ہاتھ تھام کر شہنشاہ توسن کو لیے ہوئے طرف بارگاہ ملائہ حیرت کے بڑھا حیرت  
 نے بھی آگے بڑھ کر سلام کیا صنعت نے بڑھ کر مائیں دین وزیر میر شپت پر حیرت نیلم برابر  
 برابر اس کو فرستے داخل بارگاہ حیرت جادو ہوا بیچ میں تخت حیرت ایک پہلو میں تخت شہنشاہ  
 نیلم ایک جانب شہنشاہ توسن کے واسطے تخت آراستہ ہوا حیرت جادو تخت پر بیٹھی اب کئی سو  
 تاجداروں کا مجمع ہو سرداران زبردست ساحمان بدست کا کیا شمار ہی بارگاہ حیرت معمور ہر برق  
 یہ سامان دیکھ کر ہنس نکلا دیکھا چالاک بن عمرو جو بدار کی صورت بنا ہوا عصا چاندی کا ہاتھ میں  
 لباس معقول زیب جسم کمر طرانا شاو دیکھ رہا ہو برق ساحر بنا ہوا قریب آیا آسمین آنکھیں ملین اشارے  
 ہوئے مجمع سے الگ آئے برق نے کہا کیوں مرشد زادے تنے یہ سامان دیکھا اب تو شہر  
 ناپرسان میں بارہ کوس تک تل رکھنے کی جگہ نہیں ہو اور ابھی سنتے ہیں سردار تاجدار آئے کو باقی ہیں  
 چالاک نے کہا ہو برق فرنگی قفس جسم میں روح گھبراتی ہو عجب طرح کی حیرت ہو فلک آمادہ  
 بدعت ہو اس مجمع میں ساحرون کے نہر خ و بہار زریں دار اسد نامدار سوچ سکیں گے بارہ کوس پر  
 روک ایجا ینگلی ہوا کا گذر دشوار دیگر قبیلہ و کعبہ کو تلاش کروا کر زندہ ہیں تو اس مجمع میں ضرور  
 ہونگے یہاں تو فرداً فرداً تاجدار چلے آتے ہیں بارگاہ میں جماؤ ہو اب جگہ بیرون تھہرنا پرسان انہو  
 خلایق کا سامان دیکھنا چاہیے ابھی ایک ساحر ذکر کر رہا تھا کہ مہینہ بھر پیشتر سے واسطے حافی  
 اس جلسہ کے بنام تاجداران جلیل اشتہار جاری ہوئے تھے دوکاندار بھی طلب ہوئے ہیں  
 در شہر سے تانبہ کوہ مرجان بڑے تکلف سے میلہ آراستہ ہوا ہر باسے انتظام دار و فہ کار گزار تھانہ دار  
 چلے آتے ہیں ہر طرف ہی دھوم ہو ملکہ عالم نے حکم دیا ہو اس جشن میں خبردار کسی کا نقصان نہونے  
 پائے بڑے تکلف سے انتظام ہو جائے چور گرہ کٹ نہ آئے پائیں جب سرحد میں قدم رکھیں  
 ہو جائیں انجام جلسہ تک قدین رہیں جھائیں سہیں ایک خبر بھی سنی ہو زیر کوہ مرجان برائے نظام  
 آمد مسلمانان فوجین جا کر اتری ہیں خبردار مقرر ہو حکم ہو چکا ہو کہ جب مسلمانوں میں کمر بند ہی ہو  
 فوراً خبر ہو جائے بڑھ کر فوج شہنشاہی باغیوں کو روکے آگے نہ بڑھنے دے سرحد کوہ مرجان  
 آگے بڑھ کر خباک و جہل ہو ہمارے جشن میں نہ خلل ہو سب کدو کاوش بیکار ہو آسمین جھلا حین  
 کرتے ہوئے چلے راہ میں قرآن و جانسوز و ضرغام بھی ملے ایک نے ایک سے اشارے



کتنائے سے حالات آمدن شاہ سلیم و شہنشاہ توسن ظاہر کیا قرآن نے اشارہ کیا اپنے پیسہ  
 کرنے والے کو یاد کرو بیان سے بازار میں چلوین نے اس وقت دور سے بازار جوہری فروشان  
 میں ایک تاجر حلیل ضعیف کو دیکھا میں قریب نہ جاسکا اس مقام پر زیادہ ساحرون کا جماؤ تھا  
 ایک طرف سے آسانی آتی تھیں گہرا کر سٹ آیا بخوبی پہچان نہ سکا یقین ہے کہ استاد والا نژاد  
 تھے جو ہریون کی دوکان دوکان پھر رہے تھے چالاک نے کہا یہ تو ظاہر ہے کہ قبلاہ و کعبہ نے  
 قتل کا شعبہ کیا مگر اس حال کا ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے کوئی صورت ایسی کرو کہ ہم سے  
 اُن سے ملاقات ہو جائے چالاک نے کہا بھائیوا لگ رہا ایک ساتھ نہ چلو عیار بچیان  
 پھر ہی ہیں آنکھ ملتے ہی پہچان جاتی ہیں کئی مرتبہ سامنا ہوا جان بچا کر نکل آئے خدا اُن  
 ظالمون کے ہاتھ سے بچائے یہ کہہ کر پانچون پھر لگ ہوئے کوئی شکل تاجر کوئی بصورت  
 چوہدار کوئی ہرکارے کی صورت بنا خیرین لیتا ہوا مگر مہتر قرآن نے رنگ روغن عیاری کا  
 لگایا کو تو الی چوہترے کے سپاہی بنکر تیار ہوئے نیلی تپی سر پہ دھوتر کا انگرکھا گاڑھے کا  
 گھٹنا چادرہ گاڑھے کا کمر سے بندھا ہوا سپر کمنہ پشت پر تلوار سپر پانے چڑھے کی نیام کی کو تھی گر گئی  
 دیو پیلا نکلا ہوا اس کیفیت سے سر جھکا کر طرف بازار کے دیکھتے بھالتے ایک بلندی پر آکر کھڑے  
 دیکھا زیر گنبد نور فوجین بیشمار خمیون بارگاہوں میں سردار گوش بر آواز میٹھے تھے کہ ذرا آمد  
 آمد مسلمانان کی خبر سنیں جا پڑیں و مبد مہج فوج بڑھتا جاتا ہوا اٹھارہ سو ملک کے خراج گزار  
 تاجدار چلے آتے ہیں جو تاجدار آیا لشکر کو اتارا ایک وزیر چند مشیر ہمراہ لیے جا کر داخل بارگاہ  
 حیرت ہوا اب مہتر قرآن یہ دیکھ کر حیران ہو گیا ہر دل کانپ رہا ہر دل سے کہتا ہوا فراسیاب  
 کی کتنی بڑی سلطنت ہوا فراسیاب کی علمداری کی بڑی وسعت ہے کیونکر غور نہ کرے غوث اس  
 بیچیا کی سچا نہیں ہر زمین کانپ رہی ہے اور پھر فوج آ رہی ہے دیکھیے آمد فوج کا کب اختتام ہوتا  
 ہے اب مہتر قرآن ٹہلتے ہوئے ٹیکرے سے اترے دیکھا اول بازار جوہر فروشان برابر  
 کئی ہزار دوکان ایک ایک جوہری حسین و خوبصورت سرخ سبز و زرد کیپاسی بگڑیان سرون پر  
 لباس پر تکلف پہنے ہوئے سانسے وہ جواہر اعلیٰ اور بیش قیمت ڈھیر ہے کہ جوہری فلک  
 یک چہرہ آفتاب کو آنکھ پر رکھ کر صبر و حیرت دیکھ رہا ہے کسی جگہ کوہر بے بہا بحرین کے تاجران



جلیل غوطہ خور آنکے ہمراہ میں لیکر آئے ہیں مول تول کر رہے ہیں جو ہر شناس جمع ہیں دلال بیچ میں  
گھسے آتے ہیں رنگ ڈھنگ سنگ میں و صبا لگا تے ہیں خریداروں پر شتری فلک کو رشک لگا  
ایک ایک موتی معشوقان خوش چشم کا اشک ہر ضیاء الماس جگر میں جگہ کرتی ہے اگر دیکھ پائیں  
رشک سے ہیرا کھائیں یا قوت احمد خوش رنگ عاشقوں کا نخت جگر اشک خونی سے بہترو بہتر  
نگینے موزون شہر نگینہ والوں کے اُسکو دیکھ کر جگر خون نیل نایاب چرخ نیلی جکود دیکھ کر بقیاب زمرہ  
ریحانی پر معشوقان سبزہ رنگ کی جان جاتی ہے سبز بختوں کی طبیعت گھراتی ہے ہر گوشے سے  
یہ صدا آتی ہے شعر سبز رنگے بخت سبز مرا کر دایسر دایم ہر رنگ زمین بود گرفتار شہیم ہر سبز سبز نگینے  
سبز بختان چمن پر طعن کرتے ہیں سبزہ درختوں کا رنگی محبت کا دم بھرتے ہیں عقیق مینی شجری  
بھولوں کے رنگ کو مٹاتا ہے یہ نگینہ جسکے ہاتھ میں ہوتا تیر دکھاتا ہے بلاے ارضی و سماوی سے  
پچاتا ہے ایک جانب صرافہ جو انان یمن زردار مالدار کوٹھی وال ہنڈویان سکر تی ہیں حساب  
اصل و سود ہی کھاتوں پر لکھے جاتے ہیں مدت کے دیے ہوئے قرضے چلے آتے ہیں ایک  
نے کہا سیٹھ صاحب اصل کاروبار یہ موجود ہی گماشتے نے جواب دیا کہ سود کی تکرار بے سود ہی گورے  
گورے لڑکے پاس بیٹھے ہیں شوخ و شنگ کندن سے رنگ سونے کے بائے وضع کے نرے  
اسمین مروارید بے بہا کانون پر چڑھے ہاتھ میں طلائی کڑے کر دھنی کمر میں ناپ تول نظر میں سونے  
چاندی کی تھکیان رکھی ہیں روپیہ حاصل کرنے کی خوب لذتیں چلتی ہیں ایک جانب دکانیں  
بزاز کی کان کرشمہ و ناز کی دکان پر رشتہ داروں کا جماؤ دلالوں کا بگاڑ بناؤ گلابدن نایاب  
اطلس چرخ کو جس سے حجاب تنزیب میں سکھ جس سے دیکھ کر دل کو چین آنکھوں کو سکھ ایک  
ایک تھان نفیس لینے والے رئیس ہر طرح کا کپڑا موجود ہی ملل ڈھانکے کا جونتگ خاندان ہیں  
انکا عیب ڈھانکا ہر دکان پر گھوڑے کے تھان کے اکثر بیان ہیں یہاں ایک دکان پر صد  
تھان ہیں ریشمی کپڑوں کے طاقے بیشمار پھولدار اطلس بلغ پر بہار اگر چھینٹ سے برسات  
میں آنکھ لڑ جائے خریدار پکارے مجھ چھینٹ نہ پڑ جائے ایک جانب گافروش بسے ہو  
بارہاتوں پر کمر کسے ہوئے آواز دیتے ہیں ہار جو ہی بیلے کا دل میں جائے البیلے کا طرہ یہ ہر بازار  
خوب خریدار محبوب ایک جانب کاندیں بھنگا ٹرنوں کی تحت بلند پالین دل پسند صورتیں بھولی بھولی



چہرے ماہ آسمان حسن و رعنائی قد موزون شمشاد حدیقہ زیبائی زلیخا رعدہ نفیس پہلوؤں میں  
جوان جوان حلیس جوڑے ترچھے ادائیں بانگی گڑ گڑیاں سُہری سرخ نیچے شان و شوکت سے اپنے  
اپنے مقام پر جلوہ فرمایاں جوان نشہ باز معشوقوں کے دسارِ نشیلی آنکھیں طرے چڑھ رہے ہیں  
دم جوڑے فشتے تیز ہوئے اشعار پڑھنے لگے پکارا اٹھے شعر نہ آتا ہر کے دم میں کھینچ دم چرسوں  
کے رندوں میں پیارے دم ہی کا توفیق ہر مرد و زن دونوں میں + دوسرے نے جھوم  
کے جواب دیا بھائی کیا فقرہ کہا جو انوں کا تو یہ اعتقاد کسی کامل کا ایک شعر یاد ہو شعر نہ آتا ہر  
کے دم میں تو اگر کچھ دھن کا پتہ ہو بہشت اک باغ ہو دوزخ کا بھی اک شرعی دھڑکا ہی + بھائی  
دنیا میں چار پیغمبر آئے چاروں آپس میں بھائی ہیں دو کے معتقد زایدان خانہ خراب و شیخ بدلتا  
و دو کے معتقد ہم لوگ جو انان بیباک حست و چالاک بھائیو سمجھ لو وہ کون ہیں نماز روزہ بھنگ

گوزہ سر جھکانا غل میا نا انکو مبارک مطلع حضرت مصنف  
الہ کا کر رہے رند و نکے حال پر | اتوار لیکے ہاتھ میں اکڑ و پھراؤ بھو |

بھائیو ہم لوگ خدا کے پیارے ہیں نشہ باز بھولے بھالے مزاج نرالے رنگیلے طرہ دار دم مار نیوال  
میں تو یہ ہنگامے ہیں بھنگیٹن معشوق مزاج عاشقوں کے سر کا تاج جو روز کے پینے والے  
ہیں وہ تخت پر آ بیٹھے ساتی سے ساتی ملنے اُس کا غدار نے مسکرا کر بات کی نہال ہو گئے  
غنجہ آرزو کھلے گنڈا کھلے پھینکا کہا جانی آج تو چور کرو و پٹو کی پلو او ایک دم لگواؤ نشہ کا اتار رہی  
فصل ہاشم کی بہار ہی سینے پر کیا اُبھار رہی دم لگا کر اور زیادہ اکڑے تعریفیں سراپا کی ہو شنگین  
ہماری بھنگیٹن حسن میں بے نظری چہرہ رشک ماہِ منیر ہوا بروے خمدار فوج کرتے ہیں ان نشلی  
آنکھوں پر ہم مرتے ہیں اسی محبوب جانی یا رجا و دانی گھر بار جان و مال سب تجھ پر نثار کرین خوب نشہ  
ہوا کیا دم چاکو تو سر کاٹ کے قدموں پر رکھیں دوسرا گنڈا لوار و حلیم بھروا سنے مسکرا کر پیسے  
اٹھائیے نیچے نگارین سے جس جانے لگی دم مارنے والے بول اُنکے کٹھن نہ پلانا سا بھانجا  
مخا جانا زیر تخت ڈھاناک کے بجل جل رہے ہیں نوکر غریب باندھے وہ ابھی اگلا چاہنے والا  
نشہ میں چور ہاتھ بڑھا کر حلیم کی بجل کی آگ چھوٹی چھوٹی جانی میان کے سامنے حاضر کی میان نے  
کر کرٹا کے دم لگایا بالشت بھروا اٹھی طرف نوکر کے متوجہ ہوئے کہا لے بھائی پیسے تو بھی دم



لگانے نشہ جمالے اسنے پھر حقہ منہ پر رکھا یہ فقرہ ہنسکر کہا بھائیو چس کہتی ہی کھانسی کردن کچرہ کردن  
اسپر بھی پیئے والا نہ مرے توین کیا کردن اس بازار میں بڑے ہنگامے ہیں ان معشوقان  
طنانہ مرا پاناز کے حالات حسن و خوبی رقم کردن کلام کو زیادہ طول ہو مشتاق لول ہو مگر عجب طبع  
ہو ڈھولک بج رہی ہی شعر خوانی کا ہنگامہ مطلع اشعار غم سے رباعیات پڑھ رہے ہیں بعض  
جل کر کہتے ہیں میان کیا خاموش ہو میان آتش صاحب کا دا سوخت پڑھو شعر سے شعر  
لڑے ابکی چودھوین کو مشاعرہ ہو گا استاد مٹوید بخش آئینکے حسو خان فیض آبادی سے  
تکرار پڑی ہی بڑی یاد کر کے آیا ہی بارہ بارہ پڑھتا ہی ہمیں چار دن کی یاد ہی شیخ گھیسٹا ہمارا  
استاد ہر اب اسوقت تمام میلہ جوش و خروش پڑا ٹھارہ سو ملک کا آدمی جمع ہی راہ سے نکلنا دشوار

ہر ایسا جلسہ خوشنما میلہ کبھی نگاہ سے نہیں گذرا نظم مصنف	اس جلسہ کا منتظم قمر ہی
جو صورت مہر جلوہ گر ہے	میلہ کا رسم کروں وہ سامان
مضمونکے گردن سے اگلون	حاسد کا ہو رشک جگر خون
جسین کہ سمان ہر سب چمن کا	کیا کیا خوشہ و گلبدین
پہنے ہوئے سب لباس پُرز	ترجیحی سکھے کلاہ سر پر
ہر غنچہ وہن کے منہ پہ سرخی	ہونٹوں پہ کوئی مسی لگانے
وہ نرگس چشم سرمہ آلود	شکرگان ناوک سے تیرا فزود
دل بانکی ادا پہ جٹکے قربان	اک سمت کو چاند و پیئے والے
مجمع افیونیون کا اک جا	جٹکا و صاف سب ہیں ریا
نظارہ کنان ہیں جٹکی پر بان	چٹکی کوئی بیٹھا گھولتا ہی
گٹا کوئی چھیلتا ہی بیٹھا	ہی کوئی مزہ گزک کا چکھتا
کشمیر سی کہیں چھپن ہی ہی	اک سمت ہیں ساقون کی پائیں
چلمون پہ چس کی پڑتے ہیں دم	مشعل سے نہیں ہی حبلی کو کم
کاٹا نشہ کا اپنے جھنڈا	دکانین تینولنوں کی اک سو
عیاش کمال کھیلی کھائی	پہنے ہوئے زیور طلائی

ہوں آنند وار لوگ حیران  
میلہ ہی یہ اک نئے فشن کا  
رشک نسرن و یا سمن ہیں  
کھائے ہوئے پان کی گوری  
سوں کو بھی جس سے شرم آئے  
کس ناز سے ہر طرف خرامان  
بانو ہاتھون میں ہیں سنبھالے  
بیٹھے ہیں بچھائے کاپنی دریاں  
کانٹے میں نگہ کے ٹولتا ہی  
مغلی کہیں چاے بن رہی ہی  
دم دیکے نگاہ جن پہ ڈالیں  
دم مارا کسی نے دیکے گٹا  
بانکی ترجیحی حسین و خوشہ و  
ہنس ہنس کے اکال اک پھنکا



دکھایا کسی کو مڑ کے ٹھونگ  
 کرتی ہیں کسی سے کہے یہ چال  
 رنگ اپنا کوئی جسا رہا ہی  
 جھڑون میں نہ ہرے ہیں انکے کیلے  
 لنگکا پھڑکا کے پانوں دھرنا  
 آوزین ہیں اس طرح لگاتے  
 اک جا پہ مٹھائی کا ہی جو بن  
 پیڑا بر فی امتیان ہیں  
 کیا ذائقے وال ہوٹھ کے ہیں  
 پانی کی یہ ہی سبیل پیاسو  
 جل ٹھنڈا یہ پی لے آئے جھٹ پٹ  
 یہ بالیان بلیان یہ گنگن  
 کیا ہار کھلے ہیں موتیا کے

چونا کسی یا ر کے لگایا  
 بیڑا اب کھا لے میرے مکھ لال  
 اک سمت ہیں کبڑ ہیں شکید  
 کہتی ہیں ڈبل کے تین لیلے  
 نیٹھے ہیں کسی جگہ کبابی  
 لے لونگ چڑے کیاب کچے  
 شیریں سخی سے وہ دکاندار  
 لڈو عمدہ جلیبیاں ہیں  
 ستے بھی کٹورون کو بج کر  
 گرمی میں کلیجہ ٹھنڈا کر لو  
 کہتے ہیں یہ گلفروشن منہ کر  
 یہ جھکایا بدھی اور یہ جوشن  
 عیاران طرار یہ تماشا دیکھتے ہوئے صورتیں بدلے جان کا ڈر

نہیں نہیں کسی کا خون بہایا  
 بیڑا کوئی لیکے کھا رہا ہی  
 صورت میں حسین اور حبیلہ  
 یارون سے اشارے بازی کرنا  
 چہرے جھکے ہیں آفتابی  
 اک بیچ رہا ہی حلو اسوہن  
 کہتے ہیں پکار کر یہ ہر بار  
 اک کتا ہی لڈو سوٹھ کے ہیں  
 کہتے ہیں یہ شور و غل مچا کر  
 ہو ڈولونکی باغونکے کھٹ پٹ  
 گنا پھولون کا ہی موٹہ  
 کہتے ہیں کبھی صدالگا کے

مگر ہر مقام پر جانا بھی ضرور ہے اپنے استاد کو ڈھونڈنا میں منہ طور ہی ایک جانب جو آئے دیکھا عجیب  
 ہنگامہ ہی ایک جوان گھنٹی بجا کے پکار رہا ہی ایک پیاسا لٹ نقل کی اصل دکھا دین اب جو آئے

بڑھا دیکھا نظم مصنف  
 ہو لاگ کہیں پہ سر کٹے کی  
 انداز طلم جابجا ہی  
 جی چاہتا ہو کہ گھر خباثتیں  
 یارب طالع کو اسکے چمکا  
 بایان کسی جاگمک رہا ہی  
 طلم نور سے کی کہیں پہ نوبت  
 گاتی ہی کوئی غزل قمر کی

ٹھیکڑ کا کوئی جاسے ہی رنگ  
 حیران ہوا جسے شکل دیکھی  
 کیا میلہ ہو واہ اور جلب  
 رات آج کی شب ہیں گنوٹیں  
 اک سمت ہیں رنڈیونکے ڈیرے  
 سارنگی کا سہرچک رہا ہی  
 خالی کوئی گنگنا رہی ہی  
 اور کوئی ہی منتظر سحر کی

بجیا ہی کہیں رباب مڑچنگ  
 ہر جا آپس میں تذکرا ہی  
 دیکھا کرے بس بغور جلب  
 یہ سب ہی قمر کے دم کا جلوا  
 عیناش کھڑے ہوئے ہیں گھر  
 بجتی ہی کہیں ستار کی گت  
 سراز سے اک ملا رہی ہی  
 غزل مصنف قمر



ہوں خاک بسر غم سے بہا داسے کہتے ہیں کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے قصے گل و بلبل کے گل میں نے کئے اُن سے تصویر تصور نے کوچہ کی ترے کھینچی ناسخ کے قمر کیا کیا شہرے ہیں زمانے میں	راحت سے بین و آف ناشاداسے کہتے ہیں ای دامن کشو و کھوئیاداسے کہتے ہیں باتوں میں پھنسا رکھا صیاداسے کہتے ہیں فردوس اٹھالا یا شاداسے کہتے ہیں قول اہل سخن کا ہر ہستاداسے کہتے ہیں
---	--

تماش بین جمع ہیں مجرا ہو رہا ہر نازینان مہ جبین شوخ و شنگ طراز فرار ناز کرشمہ چوں ہیں دلی  
ہو میں مست ہیں اُنکے بانکے چاہنے والے قریب بیٹھے ہیں فرمائش ہو رہی ہر بل لذت بخش  
کوئی ٹھہری کوئی غزل گاؤں مکینی دکھاؤ ہم تو مدت تک شہری کے خریدار رہے جس دن سے وہ  
خاندان نشین ہو میں لطف غزل کا اٹھ گیا گانے کا مزہ جاتا رہا اُنکی فصاحت و بلاغت کی کیا لہجہ  
کریم خود صاحب تصنیف موروں مزاج گانوں کے سرکا تاج نامک نے جھلا کر جواب دیا خباب  
رسالدار صاحب خطا معاف اس چھو کری کے شہرے ہیں یہ بھی شعر نظم کرتی ہیں تبا نے میں  
طاق شہرہ آفاق بان چھو کری جو گل غزل یا دلی ہر بہاگ کے دہن میں مسند دے برق چمکا دے  
رسالدار صاحب بڑی دور سے آئے ہیں ہمیشہ خط آیا کرتا تھا اشتیاقنا مے آپ کے رکھے ہیں  
ہم تو انھیں کی تحریر پکائے جاسے میں شہنشاہ افراسیاب کے بڑے نرے اٹھائے یہاں تو اک  
سنگ گامہ ہر سید کا ہے کو جھیلد ہر میان دار و فوار باب نشاط نے کل سے صرف ایک مرتبہ دوزخاں  
کھانے کے پہونچائے یہاں پاس آدمی ساتھ ہیں ٹٹو گھوڑے بلیاں اپنا صرف ہو رہا ہر سید  
رسالدار صاحب پھول گئے ساری شہسواری بھول گئے مکر سے نوٹ سو روپیہ کا نکالا پیش کیا  
کہا بی لذت بخش صاحب آپ تو ہماری مہمان ہیں اس جلسہ میں تشریف لانے کے ہم پلر حسان  
ہیں نامکہ نوجی دونوں خوش ہو میں سازندوں نے کہا رسالدار صاحب سامری جیشہ سلامت  
رکھیں بی لذت بخش گاوہم رسالدار صاحب کو مدت سے جانتے ہیں بہت کچھ دینگے خوش کر کے  
یہاں سے بھیجینگے روپیہ ملنے سے بی لذت بخش کو بھی مزا ملا غچہ آرزو کھلا چہرہ مثل گل کے  
سرخ ہو گیا مسکرا کر گنگنائیں یہ غزل شروع کی غزل

عشق میں رسوا جو اپنی آہ و زاری ہوئی	کچھ ہماری دھوم کچھ بہت تحفاری ہوئی
-------------------------------------	------------------------------------



بزم جانان میں جو آمد شہساری ہوگی  
پہلے تھا بیزار حب سے اسکے تم خواہاں ہو  
گرد یہ حسرت سے اور آنکھوں سے جو تھی رسم و راہ  
اسکے در سے مر کے بھی اٹھنے کا اک افسوس ہی  
آرزو دل میں جو تھی اپنے ترے اک تیر کی  
وصل میں دل ہی میری طرف کچھ بولتا  
کل جو بخش کھا کر گرے تو انکے قدموں پر گر  
ناز دل کیا تھے اٹھائے غیر کے احسان تک  
گرد اپنی لاش کے پھرتا ہی قاتل بعد ذبح  
دل بکڑ لیتا ہی دشمن جب تڑپتا ہی جلال

غیر پر گرنے کو بجلی مقبیلہ ساری ہوگی  
مجھ کو بھی اسدن سے اپنی جان پیاری ہوگی  
بعد مدت پھر مری فرقت میں جاسی ہوگی  
لاش اپنی کیون اجسا پر نہ بھساری ہوگی  
آخر کار آپ ہی وہ زخمسام کاری ہوگی  
انکی جانب بھی تو انکی شمساری ہوگی  
ہمسے ہوشی میں بھی اک ہوشیاری ہوگی  
ختم تیرے ناتوان پر بردباری ہوگی  
زیر خنجر بھی وہ ہم سے وضعداری ہوگی  
اسکی بتیابی ہو کیاشوخی تمھاری ہوگی

غیر نہیں ترک جو کی دل نے رفاقت میری دیگر  
نہر کین غیر کے رو کے سے بھی یارب اکدن  
جان دے کر یہی کہتا ہوں اہین کچھ نہ دیا  
ناتوانی کا گلہ مجھ سے ہو کیا تابا و عشق  
آپ ہی جاؤ نہ تم یا مجھے مرجبانے دو  
یار آیا ہی شب وعدہ کہ تصویر اسکی  
ٹھوکر اک لگتے ہی کیوں بیٹھ گئے راہ میں و  
بیخبر عشق دو عالم سے کیے دیتا ہی  
روئے تقدیر کا روزنا کوئی کے آگے  
منہ لگائیں تو سمجھ کر کے لگائیں مجھ کو  
یار کو ڈھونڈھ نکالیں گی یہ نکھیں ہی جلا

میرے روٹے کو منالایگی حسرت میری  
ادھر آنے میں وہ بجائیں طبیعت میری  
حوصلہ میرا ہی دل میرا ہی بہت میری  
شکوہ خف کردن یہ نہیں طاقت میری  
خود کھڑے تھے ہونہ منظور ہی خست میری  
دکھتا ہی کوئی بیٹھا ہوا صورت میری  
آلگی ہو کہیں قدموں سے نہ تربت میری  
دل سے کہتا ہوں خبر لیجئے حضرت میری  
وہ تو ہنستے بھی نہیں شکے مصیبت میری  
کچھ نہ بن آئینگا بگڑے گی جو عادت میری  
کچھ پتادل کا لگائیں تو حسرت میری

اس غزل پر تو اس قاتل عالم نے کبھی مارا کبھی جلایا ایک ایک شعر کو سو سو طرح بتایا تھانے  
میں کبھی جھگل کبھی باغ و بوئے پن کبھی نقشہ محبوب کبھی صورت مطلوب کبھی سینہ پر ہاتھ رکھکے



سکیان بھرنا کبھی سامنے مشاقون کے چلنا کبھی دل عاشق پاسے نگارین سے ملنا اب تو روپیہ اشرفی برسے لگا بیل بڑھنے لگی کہیں ایک بنیا مہاجن بیچارا آفت کا مارا اس جلسہ میں آ پھنسا رسالدار نے پانچ دیے اُسے دس پھینکے رسالدار بیچارے دس کما تے ہیں پچاس اٹھاتے ہیں آج جلسہ کے خرچ کے واسطے سود و سود و پیہ قرض لیکر چلے تھے وہ دیکھ کے کچھ بازار میں صرف ہوا مہاجن نے جب ٹینٹ ٹٹولا یہ گھبرائے چاہا طواب میں سے نکال کر تلواریں دیدیں ناگہانے چٹکی لی مٹھی روپیوں کی پہلو میں رکھ دی اشارہ کیا ہمسے لیتے جاؤ بی لذت بخش کو دیتے جاؤ بیٹے کو لٹنے ڈھما لٹھ اُسکا نقصان تمھارا ہم پر حسان رسالدار صاحب یا تو بد لگانی کرنے کو تھے قدم تھم گئے اب تو بیل دینے پر جم گئے بنیاد م بھوین ٹٹ گیا آخر چوڑا جھاڑ کے بی امیر بخش سلام کہ کے اٹھ بھاگا بعد کے جانے کے سنسی دل لگی ہونے لگی اس طرح دس آئے ہیں پانچ جاتے ہیں زند سا کر کے تماش بنیوں کو لگا کے لاتے ہیں جو بالنگا تر چھلا سکا کر اگر ماتھ بکڑ لیا کہا حضور رحمن سے ایک بائی آئی ہی کیا خوب گاتی ہی چکر دو چیزیں سنیں اس کو چہ میں جو آیا لٹا ہنستا ہوا آیا روتا ہوا گیا بعض تو خرچی چکا کر رہے ہیں بعض خرچی چکا تے ہیں ساتھ کے یاروں سے کہ رہے ہیں بھائی یاران ہم پیشہ ہی کھیل کھیلے ہیں ایک شب سے زیادہ دوسری شب بڑی کے یہاں نہیں آتے تین سو کبیوں کے نام فرد پر لکھے ہیں گھر پر روز خانگیوں کی ڈولیاں آتی ہیں اوباش گریستوں کو لگا لاتے ہیں ہر خیمہ میں زنگیوں کے یہی ہنگامہ ہے کہیں سوز کہیں ساز کہیں راز کہیں نیاز عیاران لشکر اسلام ہر سمت جاتے ہیں خواجہ عمر کی تلاش ہی مقام ہے جو کبیوں کے بڑھے ایک مقام پر دیکھا ایک خیمہ کلان استاد ہی اس میں نوجوان نوجوان جمع ہیں دفن بج رہا ہی خیال میر شوکت حسین صاحب محراب کے باواز بلند گائے جاتے ہیں۔

بجٹا ہی باب اور مرچنگ	دارے کا جا ہوا ہی اک رنگ	کچھ بیٹھے ہیں اس میں کلخی والے
کڑے والے ہیں کچھ نرا لے	کچھ دار بجا کے گا رہے ہیں	کچھ جھوم کے مان اڑا رہے ہیں
گائے ہیں خیال یہ عمر کا	جلوہ جبین ہی سب عمر کا	

خیال تلازمہ لبنت شاعر بنظیر عالی استعداد جناب میر شوکت حسین صاحب  
انخلص بہ سحر چوک پلا



بست آیا ہر شور ہر سو ہر بلب لون کا ہر اک چمن میں

وہ پھولا ٹیسو لگی ہوا آتش چنار جلتے ہیں سارے بن میں

سمایا ہر رنگ زعفرانی ہر ایک نسرين و فستق میں

خدا کی قدرت کا ہر تماشا کہ زردی آئی ہر یاسمن میں

ہر بیلا البیلا پن دکھاتا کہ زرد پوشاک ہر بدن میں

چنبیلی کیا گل کھلا رہی ہر چٹک ہر غنچہ کی ہر سخن میں

نہیں ہیں بھروسے سہاتے غنچے خوشی کے مارے خود اپنے تمنین

بھرے ہیں گلچین کی جھولیوں میں وہ پھول بکھرے جو تھے چمن میں

دو ہر خبر بہار کی لا کر نسیم نے

قطعہ

مہکا دیا چمن کو گلون کی شمیم نے

صیا کو کوڑا یا ہر امید و بیم نے

شادی

رجائی بلب لون کے دل و نیم نے

شگفتگی کا بھرا ہر بانی ہر اک تھالی کے بھی لگن میں

چوک دوسرا تلامذہ بست مصنفہ سحر

شالی یرقان ہر چشم زکس ابھی ہر البیلی با لے بن میں

کہ ٹٹکی بھی لگی ہوئی ہر گلون پہ سرت ہوا نجسمن میں

اشارے چنپاسے ہو رہے ہیں کڑائی تو بھی اب اس طن میں

بستی پوشاک ہر جو پہنے بہا رکھا آگئی چمن میں

نہیں ہر جو ہی کا کام یاں کچھ سسائے گا موتیا نہ میں

بہار گنبدے کی آج کل ہر بست آیا ہر چمن میں

اُجڑا ہوا چمن یہ پھر آباد ہو گیا

قطعہ

استادہ پیشوائی کو شمشاد ہو گیا

شادان ہر ایک بلبل ناشاد ہو گیا

پڑ مردہ

غم سے اب دل صیاد ہو گیا

خوشی سے سنبھل کو دھدیہ ہر اکڑ رہا ہر وہ باتکین میں

چوک تیسرا مصنفہ سحر

بست کارنگ جم گیا ہر حلب میں تاتا رہن سخن میں



ہر ایک دشت و جبال و برہن ہر ایک دریا میں اور چمن میں	
بستی بنبرہ ہر یون روش پر عقیق یا زردہن میں	
یہ زعفرانی ہر ترش محل گاؤں کی خاطر ہر اک چمن میں	
کہیں پہ ہر شور فاختہ کا کہیں پہ ہر سدی ہر سخن میں	
کھلا ہوا پھول یا کہ غنچہ کہیں پہ بلبل کے ہر دہن میں	
دیکھو ہزار رنگ پہ گزار آج ہر قطعہ	مرغان خوش نوا کا فلک پر مزاج ہر
اب تخت زعفرانی کی بھی احتیاج ہر	ہر گلبدن کے سر پہ بستی جو تاج ہر
نہیں ہر کھوٹا کھرا ہر گل ہر ایک ثابت قدم چمن میں	
چوک چوتھا مع تخلص استادان خیال	
رسا لگے کا بھی زعفرانی لباس نو عسدرہ ہر بدن میں	
مداری کیڑے بستی پہنے ہوئے ہن داخل اس انجمن میں	
اگر ہر ہیرا کالال چسدرہ پہ زرد پوشاک ہر بدن میں	
مٹھاٹھ عاشق علی کے دیکھو کڑے آتے ہیں باکین میں	
گئی خندان اور بہار آئی سحر ہمارے بھی اب چمن میں	
اسی سے شہرہ ہر لکھنؤ کا مین مین چمن مین حلب خستن میں	
چرچا رہی گا چنگ و سرود و رباب کا قطعہ	دھرت کی تان راگ خیال جناب کا
دورہ وہ ہر طرف کو شہر اب و کباب کا	پیری مین آج اٹھیں گامزہ کچھ شباب کا
یہ رات گزری گی عیش میں سب بستی پہلوئے گلبدن میں	
اس جلسہ کو دیکھ کر جوان کس پر عقیل نہیم اوصاف مین مصروف مین کہ کس کامل نے یہ ننگ جمایا ہر	
کیا کیا خیال مین غزل کا بھی لطف ہر ٹھری کامزہ ہو مصنف نے کیا کام کیا ہر بڑا خون جگر کھایا ہر	
کس کس مضمون کے خیال نظم فرمائے ہن باغ پر بہار سامنے بنا کر دکھائے ہن کیا فصل بستی	
کے مضمون مین دل نشین مین پڑھنے والے بھی جو انان فصاحت آئین مین جی چاہتا ہر صبح نک	
میان سحر کے خیال سنیں یہاں سے قدم نہ ہٹائیں عیار ان لشکر اسلام اس مقام پر بھی دیر تک ٹھہرے	



خواجہ عمر کی چہار جانب جستجو کی اس چمن میں بھی اپنے پھول کی بونہ پائی آگے بڑھے ایک بجا  
تو بڑے جگمگے دیکھے جو انان شیر دل کی آواز آرہی ہر ماہو کے لغزوں سے زمین بھر رہی  
ہر کسی سے پوچھا اس مقام پر کیا جاسمہ ہر ایک نے کہا بھائی اسی مقام پر تو سارا میلہ ہوا دل  
صاحبان آبرو پروان حضرت خضر و الیاس حق شناس نیک اساس دریا دل پاک از زشتی  
شہر ناپسان کے سارے ہشتی حق نبوش مشک بدوش بخوش و خوش آکر جمع ہوئے ہیں ایک بجا  
ظاہر کے میلے دل کے اُجلے جلے ذات سے تمام وضع و شریف سفید پوش ہوئے ہیں کثافت  
لباس کو دھوئے ہیں صاحبان شہست و شوخ و شوخ صاحب حسن و خوبی سارے شہر کے دھوئی  
آکر ڈٹے ہیں دونوں فرقوں میں معرکے پڑ گئے ہیں کیا کیا عمدہ عمدہ کھنڈ گاتے ہیں جو نہیں  
سمجھتے ہیں وہ اُسکو پا کھنڈ بتاتے ہیں اگر کھڑے کُسنیں صاحب فراست سہوین شہنویان  
و لچپ معنائیں عمدہ شاعران نامی نے اسطور میں نظم کیا ہر ان صاحبوں کو یاد کرادیا ہر ہی سب  
جوان گاتے ہیں ہر میلے میں آتے ہیں عیاروں کو اشتیاق ہوا اس جلسہ میں آکر پونچے دیکھا  
بڑی بڑی اینٹیں بجائے فرش رکھی ہیں ایک جانب ستے کھاروے کی لنگیان دہری مرزائی  
پگڑیاں سروں پر نری کے جوتے ڈٹے ہوئے ہیں دوسری جانب دھویوں کا پراجا ہوا ہوا لنگر کھ  
جامدانی کے اُجلے صاف و شفاف پایا میں سکھ کے گریلے ایک باجہ چٹھا ہوا ایک اُترا ہوا  
یتوریوں پر بل پڑا ہوا ہاتھوں میں چاندی کے کڑے گلے میں لقرنی زنجیریں گاوریان کھائے ہوئے  
کنٹھے دار جوتی چڑھائے ہوئے دونوں فرقے ڈٹے ہوئے ہیں بڑے لطف سے یہ کھنڈ تصنیف  
میر شوکت حسین صاحب سحر کے گارہے ہیں کھنڈ

دھوبی سقونکے ہیں مقابل	سب کھنڈ گے کانے پر ہیں مائل	اُجلے میلے ہیں دھوبی سارے
سر سے وہ منڈا ہے ہن مارا	گاتے ہیں یہ کھنڈ ہاتھ پھیلا	دیتے ہیں جواب دھوبی چھیلا
کھنڈ تصنیف میر شوکت حسین صاحب خلاص سحر لکھنوی اول سوال سقون کا		
ایک کامل انہیں آگے بڑھا اپنے کان پر بنا تھر تھر بکا را		
بان بان او میرے میان		
سنو بھائی دو چار سقون کے نارے	اب عاشق کے دل میں بیت بقرارے	



صبا نے کیے جو مین اشارے	تو غنچے چٹک کر یکا یک پکارے
چلو بلبلو آئی ہوا ب بہارے	
جواب دھو بیون کا	
ایک دھوبی بھی آگے برٹھا اور یہ ناراما	۹
ہان ہان او میرے پیارے	
خوشی سے بن گل جو پھولے سماتے	تو مرغان گلشن مین اتراتے آتے
اکڑا کر ہین شمشاد جو بن دکھاتے	خبر لا کے پیک مین مینا تے
کہو باغبان سے کہ گلشن سنوارے	
دوسرا سداں سقون کا	
صنم آج گر وصل ہو تو مزا ہو	گھٹا چھائی ہو اور چین پر صفا ہو
مے لالہ گون بادل پر صفا ہو	بھرے جام ساقی یہی کہ رہا ہو
کہ پہلے شہر آب تو کچھ پہنچا رہا ہے	
ارے او میرے میان	
تو میرا ہو دلدار	مین تیرا بچپن کا یار
	پیارے جلدی آؤ
	عاشق کے گلے لگ جاؤ
جواب دھو بیون کا	
فلک نے مرے حال پر رحم کھایا	کہ وہ ماہر و میرے گھر آج آیا
مجھے سادہ پن یا رجانی کا بھایا	کہ آتے ہی مجھ کو گلے سے لگایا
تھرکا دماغ اب فلک پر ہو بار	
او میرے میان	
تو میرا ہو پیارا	مین نے تجھ پر جی اپنا دارا
	دل تیرے نذر کیا
	حسن تیرا مول لیا
سامعین مین چرچے ہو رہے ہیں کہ آج تیسرا دن ہے	دھو بیون کی جان کو کلپ رہے ہیں
پڑا کرنے پر آمادہ ہیں کہتے ہیں خوب کنڈی کر نیگے	انکی استری لینگے دھوبی پاٹ کر نیگے جب تو بیچ مین
آئینگے ایک کتا ہو بھائی دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا	اُدھر دھوبی بھی جوش مین کہتے ہیں تہم



بشتیوں کو سوندن میں ڈالینگے ڈول مشک چھوڑ کر بھاگیں گے خاک بھانکتے ہیں ابھی سے کنوین  
 بھانکتے ہیں اب آبرو پرینگی ہمارے انکے خوب چھنیگی پناہ پانی مشکل ہوگی ہمارے انکے تکرار لب ساحل  
 ہوگی عیار ان لشکر اسلام نے ہر ایک مقام پر پھرتی تلاش عمرو کی اتیک ملاقات نہونی یکطرفہ باز میں دیکھا  
 بڑا ہنگامہ ہو مڑ پڑے چاقو ہاتھ میں سر پر چر کے لگے ہوئے خون بہا کر پیسہ لیتے ہیں بڑا کمال حاصل  
 کیا ہر ایک پیسہ اُنکا خون بہا ہر ایک جانب گزر مار دو ضربیں لگائیں پیسہ لیا ایک طرف شیدی چھٹھنے  
 ہاتھ میں شلنگیں لگا رہے ہیں جہان اڑے گنڈا لیا کڑے ایک مقام پر سترے شاہی فقیر پر وہی  
 ڈنڈے بجا کے یہ بانی کہ رہے ہیں قطعہ یعنی بانی

صدر قہ ناک شاہ کا بھنڈا رے بھر لو پر | جگ جگ جیہ لارٹھی بھتی ہرم چاہی | شاد ہو روح سامری کتنے شکر شاہی  
 عجب رنگ پر سیاہ ہر کل شہروں کے دکاندار ہر مقام پر نئے طور کی بہار خریدار بیوپاری وہ اشیاء  
 نادرہ کہ مشتری فلک جان دیکے خریدے سکندر ایسا بادشاہ اگر اس میلے میں آئے مثل آئینہ حیران  
 ہو جائے ہمیشہ نے کبھی ایسا جاسے آنکھ سے نہ دیکھا ہو گا جام جہان نمایاں آغاز و انجام اس نیکنام  
 کو ثابت نہوتا کاسہ ہائے چینی دکانوں کے اُسکے جام سے بہتر جا بجا جاسوں میں نازینان جو پیکر  
 آٹھ ہر میں میاں خوب جمائی دکانین نہایت لطف سے آراستہ تاجرون کے اسباب تکلف سے  
 پیراستہ کوچہ ہائے بازار دلچسپ سے کوچہ زلف محبوب کا نشان ملتا ہی غنچہ آرزو سے  
 عاشقان اس بازار رشک گزار کو دیکھ کر کھلتا ہی دکانوں میں تصویریں دلپذیر اگر مانی و ہزار  
 ہوتے آہ کھینچتے یا تصویر کشی سے ہاتھ کھینچتے اگر کسی عاشق مزاج کا اُس کوچہ میں گذر ہوتا  
 تصویر و نکودیکھ کر مثل تصویر تصور خاموش حیرت کا جوش

تعریف میلہ و بازار نظم دلچسپ میں یہ نظم بھرتی نہیں ہر نہایت پاک و صاف  
 ہر بہ تکلف میلے کا نظم اوصاف ہے

کہان ایسی بازار آئینہ بند	دکانین ہیں ایسی کہان دلپند	جو بازار میں یوسفقان حسن
دکانین نظر آتی ہیں کان جن	سجاد ط دکانوں کی ایسی پری	کہ سو جان سے ہونا گہ مشتری
کبھی ایسے سوداگر آئے نہ تھے	کبھی مال تاجر لائے نہ تھے	گرا نمایاں ہیں بٹنے اسباب ہیں
سب اشیاء و جناس نایاب ہیں	کبھی عقین نہ ایسی خریداریاں	نہ ہر جنس کی گرم بازاریاں



ہر اک شہر جو اہر کی تولون بکی کسی جنس کا نقد سامان ہر مولی کسی سمت بنارہ آراستہ دکانین ہن انکی جواہر کی کان ندیکھے تھے یہ شیشہ پربہار کہ بھولے نگہ اپنی نیرنگیان صفا خیر سب آئیے لوز کے فلک عکس سے جیکے ہو جاہر کہیں ہن وہ بمثل حلوا فروش دکھاتی ہر شیرین ادائی کا لطف بھرے خرے کتنے نزاکت شست وہ شیرین لبونین نہ پایا مزہ پھنی ہن وہاں نعمتین بشمار وہن آ کے پیتے ہن میکش شراب کہیں پھل والون کا بازار عجائب ہر جو ہی عجب ہو گرا دکانین کہیں دوز تک عطر کی کسی عطر ہن سنبیل تر کی بو کوئی نکست ایسی کہ لیجاے ہوش جہانے ہوئے شل پان اپنا رنگ جسے وہ گاوری بنا کر کھلاے تماشا یون کا اسی جہاں ہجوم وہ شوخ و پریر وہین جلوہ گر	ہر اک چیز یوسف کے مولون بکی کوئی چیزہ جسکی قیمت ہر دل کسی سمت صرافہ پیراستہ دکانین کہیں شیشہ آلات کی نہ کی تھی کبھی سیر دنیا نگار صنایا بار ایسے مصفا کنول دل آویز سب جھاڑ بلور کے کہیں شیشہ ستر پر تو فگن سمجھے جنہین ہن دسلوا فروش جلیبی مزے شیرہ جان کے دک پسند آئے حور و نکو جو در ہشت لگاے ہوئے ہن کہیں مطبخی مطبخن مزعفر مرے اچار کبابون کی گرمی ہن کیا گفتگو وہان کی ہوا تک بھی گلبار ہر چنبیلی کی کثرت ہر بیلے کا جوش بسائی ہر کڑے مہاک عطر کی کسی بو پہ مائل نسیم چمن کسی بو سے بیہوش کو آئے ہوش یہ سرسبزی حسن کا حال ہر وہ خود قتل کا اپنے بیڑا اٹھاے حقیقت میں دان ہر سماں نذر کا ادھر کچھ جوان حسین کچھ ادھر	کسی مال کا مایہ جان ہر مول سمجھتا ہر مفلس غنیمت ہر دل کہیں جوہری ہن لگائے دکان جہان رنگ شوخی خیالات کی وہ جلوہ دکھاتی تھیں مردگیان بچھا ہو تو روشن ہو دکا کنول کہیں جاوہ آراے میناے سہر بناوے جو میلے کاکل پر ہن بیان کیجیے کیا مٹھائی کا لطف اگر امرتی کھاے امرت نہ لے جو قند مکرر میں آ یا مزہ دکانین طبقہاے نعمات کی کبابی جہان بھونتے ہن کباب کہ بے چین کر دیتی ہر جنس کی بو نرالی ہر شب بنو نیا موتیا وہین پر زیادہ ہر میلے کا جوش کسی عطر میں ہر گل تر کی بو کسی بو پہ عاشق شمیم چمن بتولن بھی مٹھی ہر اک شوخ و رنگ زبان جسکی تعریف میں لال ہر کسی سمت ساقن کے جوبن کی دھوم کھنچا ہر وہان سائبان لوز کا جسے بھر کے حقہ پلاتی ہر وہ
--	--	--



دھوین اُس جوان کے اڑتی ہو وہ عیاران جا بنا زہر جاسہ میں جاتے ہیں جلسہ دیکھنے کا کسکو ہوش  
 ہو دریا سے مصیبت کا جوش صاف یہ ہر کہ سارے میلے کو خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری کی تلاش میں  
 چھان ڈالا ابھی تک تو کمین تپا نہ لانا گاہ سلطان انجسم سپاہ پر شکست کے سامان نظر آئے سنا  
 چرخ بلی فام پر چھلا کس فوج شعاع تیرا عظم کی بصد شد و مد معرکہ میدان فلک پر آمد آمد ہوئی شہنشا  
 ظلمت کو مقابلہ و مجاہدہ کی کد ہوئی ہر چند چاہا جو انان سیارگان کو میدان رزم میں جماؤن نشان و  
 شوکت و جلالت دکھاؤن لیکن صاف ثابت ہوا کہ وقت تنگ ہی شہنشاہ زرین پوش اقلیم روز آماؤ  
 جنگ ہو آخر قلعہ مغرب میں جا کر محصور ہوا داخلہ فوج ضیاء آفتاب عالم تاب سے ظلمت کدہ

عالم پر نور ہوا نظم مصنف	چکنے لگے ذرہ ہاے زمین	منور ہوا صاف چرخ برین
برآمد ہوا شاہ گیتی فروز	درخشندہ کمال ہوا رے روز	طیوران صحرا ہوئے لغز خوان
برآمد ہوا ہر با عز و شان	عیاران اسلام تیار و نا کام شہرنا پرسان	سے متردد و پریشان

مکمل لشکر طہر اثر ملک مرخ میں آئے دیکھا لشکر میں شب سے کمر بندی ہوا اپنے اپنے افسروں کے  
 ساتھ خیموں میں بارگاہوں میں جمع ہیں اشاروں کے مشتاق ہیں جرأت و شوکت میں طاق ہیں  
 عیا بارگاہ مرخ میں آئے دیکھا ملک مرخ تحت پر کر سیون پر شاہ و شہر یار زادیان بصد کرد و فردریا  
 سلاح جنگ میں غوطہ مارے ہوئے آمادہ جانبازی مصروف و کجالات ہند غازی عیار و عاوشناے  
 شاہنشاہی بجالا لے عرض کی اے غازیان صف شکن داکو تہو ر شاعران شمشیر زن کل صبح کو آپ کی  
 خدمت سے رخصت ہوئے تھے آٹھ پر شہرنا پرسان میں رہے جو کچھ کہ آنکھوں سے دیکھا کیا  
 عرض کریں از شہرنا پرسان تاکوہ بکور فوجوں کے جگمگے ہیں سرداران افراسیاب مع فوج ہائے  
 جنگی آگے ہیں پیک نگاہ کا گز رنا دشوار ہی ہر ایک بجیا آمادہ سرب و پیکار ہی ملک مرخ نے کہا  
 ہمیں مرنا جان دینا ہی مرنے والے کے نزدیک ایک اور کرد و برابر ہیں احو عیاران خجہ گزار  
 خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بھی کہیں ملے یا نہیں چالاک نے کہا کہ ابھی تک زیارت نصیب نہیں  
 ہوئی بہت کوشش کی مہتر قران نے کہا وہ فکر سے غافل نہو گئے خدا انکو زندہ رکھے جامع المتفرقین  
 آفسے ملائے زیارت سے مشرف ہوں صرف آپ صاحبوں کو خبر کرنے آئے تھے خدا حافظ پھر جاتے  
 ہیں اب صبح کو اگر حیات باقی ہی زندہ ملیں گے ورنہ لاشے ہمارے زیر دار اسد نامدار پڑے ہونگے



ملکہ مہرخ نے کہا آج کی شب شب قیامت ہی چند ہزار وسط سما پر جا کر ٹھہرنی کے وقت کے منتظر رہیں گے  
جب افراسیاب ہمارے آقا سے نامدار کو گنبد نور سے نکالے گا جو بن پڑے گا وہ کرنی کے زبان سے  
کچھ نہیں کہتے جو منظور خدا کے کار ساز کو مگر یار و افسوس صد ہزار افسوس ایک شب بیچ میں باقی ہے  
کوئی تدبیر معقول نہ ہوئی ہمارے سعادت ابدی حصول نہ ہوئی خواجہ عمرو کا ہم سے چھوٹا بڑا ستم ہوا اگر  
وہ ہوتے مرنے کا بھی ایک تدبیر کے ساتھ ہوتا اب خراسان سے ہی عرض ہے جان دینا ہم پر فرض ہے یہ ہنگامہ  
دیکھ کر دل پر اس پروردہ ہند نار و نعم ملکامہ حسین الماس پوش پہلیا گزرتی ہوگی نہ جیتی ہوگی نہ مرنے  
ہوگی دھڑکون میں اسکی جان جاگی وہ عاشق صادق نہ بچگی مردہ زیر گنبد نور آئین کا آخر میں  
افراسیاب پچھتاؤ گا ملکہ مہرخ نے کہا صابو وہ بیجا عیش پسند نشہ سلطنت میں چوسا اپنے سحر و سادی  
پر مغرور اس موے کو نہ کسی کے جینے کی خوشی نہ مرنے کا غم ہم لٹتے ہیں سامان تباہی ظاہر ہو  
دل کے حال سے پروردگار ماہر کی کلجہ چیر کر کسود دکھائیں زمین شوق ہو سما جائیں مان نے اسکی  
کمنی میں انتقال کیا خون جگر ملا کر پالا انکی تقدیر کے نوشتے کو نہ دیکھا کہ کاتب قدرت نے  
کلک قدرت سے صفحہ پیشانی پر مضمون مصیبت خیز لکھا ہے کہ چودھواں برس بھاری ہو گا جب سے یہ  
سال شروع ہوا ہم بلا میں لیا کرتے تھے شعر چودھواں سال خدا خیر سے کاٹے تھے گھٹنے لگتا ہر مہ  
چار دہ پورا ہو کر صابو ہر سال صدقہ اتارتی تھی اپنی جان انہر دار تھی اس سال میں تقدیر نے  
بھلا دیا تصدق میری بچی پر سے نہ اترنے پایا بدن سے صحرا سے حیرت کی سلطنت ملی دل میں  
مجھ بظیف کے دھڑکن پیدا ہوئی حرامزادی لکاتہ فاحشہ صندل جاو کو بچی کر گھبان کیا مجھے  
دور سے پیدا ہوا کہا کرتی تھی کہ اس فاحشہ کے اطوار دیکھا لڑکی کو اسکی نہ ہوا لگے ابھی کچی لکڑی ہے  
ہر طرف جھٹکتی ہے میں جب جا کر کہتی تھی کہ بی بی دو چار دن کو گھر چلو میرے کلبہ حزان کو نور جمال  
سے منور کر و کھیل کو دین پڑھی یقین کل آونگی کہکشاں دیتی تھیں میں باغ کو شیشہ آلات سے آرا  
کرتی تھی دن رات انتظار میں گزرتا تھا جب آفتاب جمال نہ طالع ہوتا تھا بغیرت منکر  
پھر جاتی تھی بلا میں ایک کلمات شکایت آمیز جو میری زبان سے نکلتے تھے صابو اسکی سعادت ہی  
کا کیا ذکر کروں نانی امان کہکشاں جاتی تھی جہان ذرا غصہ کیا روئے لگتی تھی جو تحفے ملکوں سے آتے  
تھے چھپا کر رکھتی تھی میں کہتی تھی بی بی تم نے نہ نوش کیا جواب اسکا یہ تھا کہ نانی امان تم بغیر ہمارے



حلق سے نہ اتر رہم تم ساتھ کھائیں حب میں لگی بے کھانا کھلائے نہ آنے دیا اس اپنی ماہ تابان کو کھانا  
 پاؤں چھپڑے پاؤں میں باندھ کر جھکل و صحرائیں بھل جاؤں اپنے غزال میدہ کو کس بن میں چھوڑ دوں  
 اس بیان پر ملک مرخ کی بارگاہ فلک اشتباہ میں شور گریہ و زاری بلند ہوا بہار کی بجلی لگ گئی باغبان  
 قدرت نے گریبان چاک کیا ملک مرخ موے کا کلاکشا بال نوپنے لگی شکیں جادو و بھانجی کا  
 نام لیکر سب رویا تلوار ٹیک کر اٹھا کھا مادر مہربان آپ کا رونا ہم سے نہیں دیکھا جاتا ہم ابھی جا کر جان  
 دیتے ہیں یہ کہہ کر چاہا پر پر واز پیدا کرے ملک مرخ نے دامن تھام لیا کہا اے باعث قوت و توانائی قلب  
 و جگر اے نور نظر اب تمہارے جمال کو دیکھ کر جیتے ہیں ہمارے بعد جان دنیا پہلے ہم کو دفن کر لینا پھر تم کو  
 اختیار ہو ملک نے کہا بیٹا ہماری وصیت آخر گوش ہوش سے سنو جس وقت ہم سمجھوں کہ یہاں خاتمہ ہو  
 یعنی لڑ بھڑ کر افراسیاب سے مرجائیں وصیت اول یہ ہو اگر ہو سکے تو لاش اٹھانے کی تدبیر کرنا اگر  
 ممکن نہ ہو تو جان مادر اپنی خدمت میں زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کے پوچھنا ہم  
 کشنکان حسرت و یاس کا تفصیل سنانا بقیہ عمر خدمت میں آقا کی بسر کرنا انکی غلامی کا دم بہرہ یقین کامل ہو  
 اپنے لونڈی غلاموں کے خون کا عوض لینے طسم ہوش ربا میں ضرور آئینگے آقا کے ساتھ آنا لونڈیوں کی  
 قبروں کا نشان بتانا عرض کرنا کہ سورہ فاتحہ سے اپنے نیکو خواروں کو یاد کیجیے روح نکوشا کیجیے شکیں  
 قدموں سے مان کے لپٹ کر بیچ مار کر رو یا عرض کی مادر مہربان یہ آپ نے کیا نصیحت کی کیسی ہدایت  
 کی خدا اس روز کھلاں کو نہ رکھے کہ حضور قتل ہوں میں روئے سیاہ لیکر خدمت میں صاحبقران کی  
 جاؤں اس گلشن خیزان کے بربادی کی خبر سناؤں آپ کے قدموں کے نیچے ہمارے واسطے بہشت  
 عنبر سرشت ہو ہم قدموں کو نہ چھوڑینگے آپ سے پیشتر جان دینگے لگا لگا کر مرخ نے گلے لگا لیا کھا کھا اور نور نظر  
 تمہارے دیدار سے روح کو راحت آنکھوں کو بصارت حاصل ہوتی ہو تسکین دل ہوتی ہو ہم سب ساتھ جان  
 دینگے اپنی فوج کو مخفی مخفی تیار رکھو شام کے منتظر رہو انشاء اللہ چکر قیامتیں برپا کرینگے دریاے خون بہا دینگے  
 وہ تلوار چلیگی کہ افراسیاب بھی تمام عمر یاد کرے گا کیا ہم اکیلے مرینگے اسکے خراج گزاروں کے نام سنا دینگے  
 سب نیکو ام جمع ہوئے ہیں کیا مقابلہ کرینگے ہوئے ہیں بھاگ جائینگے پشت دکھائینگے یہ دوحیا  
 نیکو ام شہنشاہ نیل و شہنشاہ توسن جادو و بڑے غور کرتے ہیں اپنے نصیحت کو گرفتار کر لیا نیکو امی کر کے  
 عہدہ سلطنت کا پایا انشاء اللہ بہ حول قوت الہی و عنایت فیوض نامتناہی اس ملک کو سلام آباد



کرینگے جہتی تک مجبور ہیں کہ جب تک طلسم کشا اندرون گنبد نور ہو ہر جانب از مجبور ہو گنبد نور سے باہر  
 تو لائے پھر تماشا دیکھیے بارہ لاکھ گلا زنجیر دارین ہو گا جب بارہ لاکھ مر لینگے تب طلسم کشا کو کفار قتل  
 کرینگے اس مرنے میں ہفت اقلیم میں ہمارا نام ہو جان نشان نکلوار کا یہی کام ہو ایک دن مریض و زدی  
 اس طرح کے جان دینے میں روح کو راحت قلب کو سرور ہو ان کلمات جزا آیات ملکہ معرج سے  
 سب سردار اٹھ کھڑے ہوئے ملکہ معرج سے پٹ گئے عرض کرتے تھے اگر تجھ ایسا بادشاہ ہمارے  
 ہمراہ ہو ہم کو کیا پرواہ ہو دن بھر لشکر اسلام میں ہی کلام رہے مہلج سرد پڑے ہیں باب عیش و نشاط  
 مسدود ایک ایک تنفس جان دینے کو موجود جب دن قلیل رہا عیاران اسلام صورتیں تبدیل  
 کر کے الگ الگ شہزاد پرسان میں آئے میلہ جلسہ مبہم ترقی پر ہی چالاک و برق نے اپنے کو شکل  
 ساحران جلیل عرضہ قلیل میں بارگاہ حیرت میں پہنچایا دیکھا مجمع تاجداران سے بارگاہ حیرت میں  
 تل رکھنے کی جگہ نہیں ہو کیا ایک جلسہ میں ہنگامہ ہوا ہر کار سے دوڑے ہوئے عرض کی حالت  
 آمد شہنشاہ ظاہر ہو اٹھا رہ سو تاجدار اپنے مقام سے اٹھے بیرون بارگاہ آکر پرے جمائے برق اور  
 چالاک بھی نگہ ان میں یکا یک آسمان پر لکے ہوئے ابرہہ زنگ کمال رعنائی و زیبائی سے  
 ظاہر ہوئے سات رنگ کے ابرا الگ الگ ایک جانب ابر گلنار صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یا قوت اچھر  
 کا پہاڑ ہو یا شفق پھولی یا خون برید گایا ظاہر ہو کہ ہر ارم فلک سرخ پوش ہو تو غرض کا جوش ہو ایک  
 سمت لکڑا برز عفرانی پر بہار ہو یا شگفتہ چمن زعفران زار ہو ایک طرف ابر کبود رنگ نہایت شوخ  
 و شگ کیوں لکڑا بر سیاہ بصورت اژدر مہیب کینہ خواہ ہر لکڑا ابر علیحدہ علیحدہ صفت سحر سے آنکھ آراستہ  
 کیا ہو مصنوعات ممالک ہر ابر سے ظاہر ابر سرخ کو بہ نگاہ غور دیکھو سکندر و دارا کی لڑائی کے موقع حسن تدبیر  
 سے آراستہ کیے صاف کھلتا ہے کہ دونوں بادشاہ برائے مقابلہ جمے ہوئے ہیں فوجوں کی دھیم لشکر و جکا  
 ہجوم بخوبی ظاہر ہوتا ہے کسی جانب موقع مدائن تخت گاہ نوشیروان بعد عظم و شان نمایان یعنی تخت سلطنت  
 پر نوشیروان ملک العادل کسری دربار سرداروں سے ملو گراگر دشاہان خوشرو چھ سو حکیم چھ سو ندیم  
 بارہ سو کرسی نشین اٹھارہ سو دعویداران سلطنت بعد تکنت کرد و سوار کا افسر ایک سے ایک بہتر و برتر  
 خود سر مغرور و متکبر موجود ہیں عیش و فرحت کا سامان رتبا صان پر پیکرہ حاضر جو پیدار سیا دل ناظر ساتھ ابروں  
 میں ہفت اقلیم کا منونہ زیر ابر مردار یہ تخت ہوا ہر نگار افسر سیاہ تاج یا قوت نگار سر پر قبائے ظلمکار



دربہم خود سر ہوتوں کے لئے کنٹھے یا قوت احر کے اس کے و نورتن الماس کے دریا سے جواہر منی طہر  
 ابروون پر بل بارہ ہزار ہر پیر نادان حور نشاد طریقہ بحر و افسون میں استاد عارض چاند کے ٹکڑے  
 ابرو ہلال عید آنکھیں زکس شہلا لب غلیں بھول کی پنکھڑیاں سراپا سے شوخی عیان قریب  
 تحت افراسیاب ساز بجتے ابر سے موتی برستے ہوئے بکبر و نخوت تمام یہ بد انجام اپنے  
 خراجزاروں کے لشکر بنگاہ ڈالنا ہوا جہاں لشکروں کے دیکھ کر پھولا ہوا مثل گدھے کے موٹھوں پر  
 تاؤ پھیرتا ہوا تاج پر ہاتھ چلا جاتا کیجکلا ہی دکھاتا ہی اس زور و شور سے آمد افراسیاب جادو ہوتی  
 بارہ کوس کے گرد میں کوئی ایسا نہ تھا کہ جواب نے مقام سے برائے لغیم نہ اٹھا ہوشواروں میں  
 گھنٹ و ناقوس کی صدا بلند ہوئی کہ گوش گردون کر ہوتا تھا استفادہ زر و جواہر لٹایا ہی کہ ایک ایک  
 گداغنی ہو گیا اس شان و شوکت و جلالت و مہیت سے افراسیاب کا تخت زمین پر آیا شہنشاہ  
 توس و شہنشاہ نیلم وغیرہ بڑے تسلیم جھکے افراسیاب نے شفقت پشت پرانگی ہاتھ رکھا ایک ایک  
 کا بخت مزاج پوچھا کل تاجداروں نے افراسیاب کو گھیر لیا اب داخل بارگاہ ہوئے افراسیاب کا  
 تخت اکیس زینے بلند بیچ میں بچھا ڈرا سپر تھکن ہوا اٹھارہ سو تاجدار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے اس  
 کمر و فرسے دربار افراسیاب آراستہ ہوا اس وقت چہرے پر افراسیاب جادو کے نگاہیں بھرتی  
 ایک جانب ستون کی آڑ پر کھڑے ہوئے چوہدار کی شکل پر ہتر قران بہ گاہ حیرت دربار افراسیاب کو  
 دیکھ رہے ہیں جادو گر بنیاں کیسی کیسی حسین جمیل جمع ہیں پرے ان سب کے جمے ہیں تن تن کے  
 بن بن کے سینے اُبھار اُبھار کے جمال اپنے افراسیاب کو دکھا رہی ہیں یہ باغ بخزان سامنے  
 پھولا پھولا آراستہ و پیراستہ ہوا اس مجمع میں جہینان میں ہتر قران کی جو نگاہ پڑی ایک شعلہ عذار کو دیکھا  
 کہ نہایت حسین کسین زعفرانی جو طراز میں جسم زیور کم دوا و نیر سے زرد نگار اسکا عکس جو عارض انور  
 پر پڑتا تھا کھیتی حسن کی سرسبز و شاداب ہوتی تھی ناز و کرشمہ دست بستہ جلو میں آنکھیں دیدہ لیل و نہار  
 کو آنکھ دکھائیں چشم زکس شہلا کو چھپکائیں اشعار

سیکڑوں آنکھوں میں ہیں ہی پیاری آنکھیں  
 ڈھونڈتی پھرتی ہیں اس گل کو ہماری آنکھیں  
 چل رہی ہیں روش باد باری آنکھیں

چشم الضافات سے دیکھیں جو تھاری آنکھیں  
 چمن و بھمن و تخلیہ و خلوت میں +  
 باغ باغ آنکے اشاروں سے ہوا جاتا ہوں



دیکھنے میں تو چھری ہیں نہ کٹاری آنکھیں	نار اتارا جدھر اک بڑھی نظر کی تم نے
سرویشٹ لکھون تو ہی راستی کمال	قامت وہ ہے کہ جس سے پیامت ہو پائمال
شاخیں سخن میں نکالیں جو طوطی سے دون مثال	تشبیہ دون جو قد سے تو شمشاد ہونہال
فتنہ کی خوبی قد و قامت سے موت ہو	
قد قامت الصاۃ نازی سے فوت ہو	
انسان کیا ملک کے جگر ہیں قدم سے	فتار وہ غضب کہ دل خست کو ملے
محشر بھی پیچھے سایہ قد کی طرح چلے	رام مثل برق کسی جا پہ وہ نہ لے
چلتے ہیں ایسی چال کہ کل جہان میں ہو	
شور نشور جن و بشر کے گمان میں ہو	
آمد ہو باغ خاطر احباب کی ہزار	فتار سے ہر لغزش مستانہ آشکار
ٹھوکر لگا کے مردوں کو کرتے ہیں ہوشیار	تلوون سے پیستے دل عاشق ہیں بار بار
جھکی میں پانیچے کو جو وہ تھام کر چلے	
زند و نکی موت کا وہ سرا انجام کر چلے	
<p>متر قرآن اس زرق و برق کو دیکھ کر یہاں کسی مقام پر وہ شوخ و شنگ مثل برق کے قرار نہیں لیتی  سی کے چٹکی لے لی کسی کا منہ چڑھایا کسی کو انگوٹھا دکھایا کسی کو دھکا مار دیا متر قرآن بنگاہ ہمت  دیکھ رہا ہو اس جمال بمثال کو دیکھ کر بقرار ہی متر قرآن تو اس فکر میں کہ کسی طرح اس میں جن کو قبضہ میں کر دے  اتنا لمجائے تو گو دین اٹھا کے لے بھاگون مگر افراسیاب جادو طرف شہنشاہ نیلم و توسن جادو کے  توجہ ہوا نیلم نے دست بستہ ہو کر پوچھا اے شہنشاہ طلسم ہوش ربا کوہ نیلم پر پرچے اخبار کے پہنچے حالت  ربانی طائران سحر کے سننے کیفیت منکر ہوش اڑ گئے چند عرصہ میں ایسا انقلاب ہوا تا جداران طلسم پر  نداد و ند سامری و جمشید کا عتاب ہوا لاکھوں آدمی مارا گیا بڑے بڑے معرکے مشہور ہیں کہ باغی خوب  خوب لڑے کسی قد ماہی زبان فیض نبیان سے ارشاد فرمایئے کہ یہ کیا رنگ ہے ہر شخص اپنی جان سے  ننگ ہوا افراسیاب نے کہا اے برادر نہ انقلاب ہی نہ کوئی بیج و تاب ہے چند لونڈیاں غلام نکمراہم  بد انجام باغی ہو کر عمرو کے شریک ہوئے ساحر بھی اکثر مارے گئے چونکہ مابعد ولایت رحمتی کو کام</p>	



فرماتے ہیں وہ لوگ بچ جاتے ہیں جس روز دل چاہیگا چشم زندن میں مٹا دوں گا راہ عدم دکھا دوں گا  
ایک شاہزادی ملکہ حیرت صاحب کی ہمیشہ رہی بہار جادو بہن سے لڑیں غصہ میں نکل گئیں شریک  
عمر و ہوش میں اس انکاسا را پاس ہی کہ حیرت صاحبہ کو لال ہوگا باغبان قدرت بھی باغیوں میں  
شامل ہوا مبدولت کا کیا نقصان ہو کل اسکو قتل کر کے اُن سب کو گرفتار کر لاؤں گا اول یقین کامل ہو  
کہ بعد قتل طلسم کشا رومال سے ہاتھ باندھ کر سب آپ ہی چلے آئینگے خطائیں معاف کر آئینگے اگر نہ آئے  
تو ثابت ہوا کہ ستارہ انکا گردش میں ہی تیرا قبال کا زوال ہوا مبدولت سے چکر کمان بانیگے یہ  
سنگر نیلم نے کہا ایشمن شاہ گردون پناہ ہم دونوں بھائی کیسے خیر خواہ ہیں طلسم ہوش ربا کے لپشت پناہ  
ہیں راے بیضا ضیا پر بخوبی روشن ہوئے زیادہ کون انکا دشمن ہو جائے قتل طلسم کشا میں ہم دونوں  
بھائی حاضر ہوئے ہیں اگر خلاف مزاج شمنشا ہی نہ ہو کل بعد قتل طلسم کشا دونوں غلامان خیر خواہ کو حکم  
محکم ملے کہ جا کر ایک پہر بھر میں سب کی مشکین باندھ لائیں یا سر کاٹ لیں دونوں امر ممکن ہیں یا اپنے  
وزیر اعظم موانج بن گرداب آدم خوار کو اشارہ کر دوں اس جوش و خروش میں جاے کہ چشم زندن میں  
سب کو ڈبو دے غوطے کھا کھا کے مرین ایسے دریائے سحر میں ڈوبیں کہ قیامت تک نہ ابھریں وہ  
دریائے سحر کی طغیانی ہو کہ کشتی حیات مسلمانان طوفانی ہو پڑا گھنٹہ مسلمانوں کو کوکب روشد ضمیر رہے  
وہ کیا خود سر ہو ابھی طلسم نور افشان پر لشکر کشی کریں کیئے تو یکہ و تنہا جا پڑیں یقین تو ہو کہ آمد ہی سنگر نیلم  
کا خواہاں ہو طلسم نور افشان میں تلاطم عیاں ہو چھوٹی بات کا بڑھانا کیا ضرور ہوتا مل کر ناقص کا قصور  
افراسیاب ہنساکھا اچھا بعد قتل طلسم کشا دیکھا جائیگا یہ باتیں ابھی ناتمام تھیں کہ آسمان پر لکھ ابر سیاہ  
تیج و تاب کھاتا ہوا نمایاں ہوا بر سر بارگاہ برقیں چمکین تڑپ کر زمین پر گرین آنکھیں بالیاں دربار کی چمک  
گئیں قرآن نے دیکھا ایک ماہ پارہ پندرہ سولہ برس کا سن جوانی کی راتیں شباب کے دن سراپا میں  
خوبی بوٹا سا قد نہال باغ مجبوی ایک ساحرہ سن رسیدہ عقل و فطرت پیشانی سے آشکار دونوں تخت  
سے اتریں برائے تسلیم افراسیاب و حیرت ہم ہوش ہر تاجدار سے سن رسیدہ خلق و مروت ملی وہ جہین سر جھکانے  
کھڑی رہی افراسیاب نے سکر اکرا اس جلالت سے کہا ملکہ ماراں آؤ ہم تمہارے شاق تھے تمہاری سرحدیں کو  
خیر و صافیت ہو سر جھکا کر عرض کی اقبال شاہی شریک حال ہو اس ضیفہ سے بھر کے افراسیاب نے کہا سارا  
جادو آؤ ایک طائفہ کو سن لو دو گھنٹہ ٹھہرو پھر ہم باغ سیب میں چلینگے شب وین بسر کریں گے



صبح کو آکر طلمس کشا کے خون سے ہاتھ بھرنیگے ملکہ ماران زمین کن و ملکہ اسرار جادو کو افراسیاب  
خانہ خراب نے قریب تخت جگہ دی کرسی جواہر نگار محبت ہوئی ملکہ ماران زمین کن صف میں  
شاہرا دیوں کے تنگن ہوئی اسرار جادو نے کہا اوشمن شاہ گردون پناہ ہماری عرض خیر خواہی سرکار  
کو یاد ہر ہم نے خبر پائی کہ خبر قتل عمرو ملکہ مرخ و بہار کو پہنچ گئی یہ خبر چار دن محنتی نہوکی افراسیاب  
نے جواب دیا تمہارے سامنے ملکہ حیرت کو نامہ لکھا تھا طائر سحر لکیر آیا اسی احتیاط سے کسی جادو  
کے ہاتھ نہ بھیجا کہ شاید کوئی عیار اسکو گرفتار کر کے نامہ پاچاے اب مابدولت حیران ہیں کہ کسے  
انکو خبر ہو پچائی ہر چند کہ ہم خوب جانتے ہیں عیاران اسلام بلا کے ہیں کوئی اُس دربار میں حاضر  
ہو گا ملکہ کے ملاحظہ کرنے میں نام پڑھ لیا مگر اسکا کیا خوف ہو میں نے عمرو کو قتل کیا جبکو دعوے  
ہو وہ ہم سے انتقام لے صاحبو اصل تو یہ ہر اگر عمرو نہ قتل ہوتا اس شب کو آفتین برپا کرتا اب گل  
مسلمان مثل مردے کے ہیں یقین ہر کل دست بستہ حاضر ہونگے نوڈیاں اور غلام کیا مقابلہ کریں گے  
وہ ان سب کا پشت پناہ تھا مکاروں کا بادشاہ تھا اصل تو یہ ہر کہ ملکہ اسرار جادو کی صلاح سے  
وہ قتل ہوا انھوں نے بہت مقول صلاح دی قتل میں ساربان زادے کے جلدی کی ورنہ میں  
ہمیشہ قید کرتا تھا اُسکے شاگرد آکر چھڑا لیجاتے تھے دربار میں افراسیاب خانہ خراب کے یہ  
باتیں ہو رہی ہیں ہر ایک بیجا آمادہ حرب و پیکار سامان عیش و عشرت مہیا ساتی نیچے جامہ ہاے  
شراب ارغوانی لیے ہوئے اپنے کو پوشاک نفیس سے آراستہ کیے ہوئے سرداران باسگاہ کو لا کر  
پہن ناز و کرشمے دکھا رہے ہیں مضمون شب مصیبت بارگاہ آفتاب عالم تاب ہاجر کیا ب حیران و  
پریشان لرزان و ترسان بازنگ زرد گریبان و ریدہ جفاے حرارت کشیدہ غم بربادی اہل اسلام  
سے کاشانہ مغرب میں جا کر و پوش ہوا شام مصیبت انجام نے صورت دکھائی لیلاے شب نے جوڑا  
گیسوے مشکین کا کھولا آنا ظلمت سواد شرق سے عیان ہوئے ذرہ ہاے ریگ بیابان  
بھی شرم سے خاک میں نہان ہوئے ماہ تابان شمال عزابرویش ثابت دنیارگان فلک کو غم

وہم کا جوش نظم حذف	ایک ایک عیان شام فربت ہوئی	مصیبت کی ظاہر علامت ہوئی
سیاہی وہ اُس رات کی ہولناک	گریبان مصتاب تھا جاک چاک	ہوا فوج اسلام میں غم کا جوش
کسی کے نہ باقی رہے عقل و ہوش	اندھیرا ہر اک سمت تنہا آشکا	دولن یہ غم و غم کا ہوا غم



کوئی جان دینے پر آمادہ تھا	کوئی مثل تصویر استادہ تھا	کوئی اشکبار اور کوئی دروہ
مصیبت میں تھے سب وہ رشتہ پسند	یہ کہتے تھے لڑ بھڑ کے مرجائینگے	مرینگے مگر نام کر جاسینگے
کہیں ترخ موہال کھولے ہوئے	پریشان و مضطرب غم و رنج سے	شکیل دلاوند کو تھارنج و غم
مشوش نہایت بہ درد و اہم	ہو باغبان کا بھی پر مردہ دل	ہمارے چمن میں ہوا فسادہ دل
ملاطم میں سردار لشکر تمام	نہ راحت نہ عشرت نہ وہ انتظام	لشکر اسلام میں عجب ہوا فسادہ دل

دینے پر آمادہ جس لشکر میں شب بھر کٹورا کھنکھاتا تھا گرم بازار میں ہوتی تھیں آج شام سے دکانیں بند دکاندار  
 و درمند بازار میں متاع رنج و مصیبت کی خریداری خریداروں کو بھاری اشکباری رونق پر بازار میں کسی کا کوئی خرید  
 نہیں اشیائے عیش و عشرت کی گرانی جنس غم و رنج کی ارزانی کاروان اندوہ و الم کا داخلہ ہوا تاجران مسرت و  
 شادمانی نے کوچ کیا اسباب شادی کی کمی مزاج میں دوکانداروں کے برہمی قافلہ راحت و آرام لٹ گیا ابھائی سے بولی  
 دوست سے دوست چھٹ گیا جھنڈے بازارہ کے نشان رنج و مصیبت آنکارا باہ دل عاشق بھرا بھر رہے ہوا  
 اڑتے ہیں یا سر سٹیکے کو بال کھولے ہیں جا بجا اندھیرا ز فوج رنج و الم نے لشکر اسلام کو گھیرا ہر بار گاہ میں ملکہ مہرخ و ملکہ  
 بہار جادو و باغبان قدرت و سحر قدرت و ملکہ ہلال سحر افکن و شاہزادہ خورشید زہرا زین خورشید  
 و غیرہ سترنگوں بیٹھے ہیں ملکہ مہرخ نے کہا یا روہین بیٹھے بیٹھے شب بسر کرو گے رور و سکے سحر کرو گے  
 عیاران اسلام کہ گئے تھے کہ اب اس مجمع سے ہمارا یہاں تک آنا دشوار ہے جو کچھ موسیکار گزریں گے  
 اب پلٹ کے نہ آئینگے یا زیر گنبد نور ہمارے لاشے ہونگے حقیقت میں وہ بچارے واسے بر حال کیا کیا  
 کام کریں خبر پوچھنا میں کہ عیاری میں مصروف ہوں اب یار و تم لوگ بھی اتنی فکر کرو کہ بروقت اترنے  
 اسد نامدار کے گنبد نور سے قریب اپنے آقا کے پہنچ جاؤ ہو سکے تو طلسم کشا کو اپنے قبضے میں کر کے  
 لٹو و بر نوع اپنی جان دوان کلمات حسرت آیات کو سکر صاحب شوکت و لیاقت باغبان قدرت  
 و حسین و خوب و ملکہ بہار جادو و مہر جبین و رعنا ملکہ سترخو کا کلکتا صاحب جرات و صف شکن ملکہ ہلال  
 سحر افکن و ساحر معجیل شاہزادہ شکیل بارہ ساحران نامدار ذی وقار جان نثار سرد فروش  
 باوہ جرات سے مد ہوش اس امراض پر آمادہ ہوئے اور ملکہ مہرخ کو صلاح دی کہ آپ لشکر  
 المفراثر کو تیار رکھیں ہم بارہ سردار مثل شایون کے آسمان میں ڈوبے رہینگے بطور مخفی بروقت سحر  
 آمادہ مرگ ہو کر لشکر انرا سیلاب پر گرنے لگے ممکن ہو گا اسد نامدار و مہر جبین الماس پوش کو اپنے



قبضہ میں کر لینگا اگر انکو پا گئے اور وہ ہمارے قبضہ قدرت میں آ گئے نخل آنے کی تدبیر کرینگے ورنہ  
لڑائی میں مصروف ہونگے آپ گوش برآواز زمین جب ہم مرنے والوں کے نعروں کی آواز سنیں لشکر  
ظفر اثر کو لیکر جان تک ہو سکے اپنے کوتاہر وازہ شہزاد پرسان پونچائیں بس اب زیادہ صلاح بیکار  
ہو جامع المتفرقین حافظ حقیقی مالک مختار و ملکہ مہرخ نے اس صلاح کو قبول کیا ملحوظ خاطر ناظرین  
ہو کہ ملکہ مہرخ بارگاہ میں مشتاق آواز باغبان قدرت وغیرہ ہیں مگر باغبان گیارہ سرداران تانی  
کو لیکر بیرون بارگاہ آیا باغبان نے سحر کیا پر پرواز پیدا کر کے شکل عقاب بنا پر مارتا ہوا برسر  
شہزاد پرسان اپنے کو بلندی پر چھٹی کیا ملکہ بہار جادو نے طرہ اٹھا کے پھینکا اندھیل چھا گیا اس  
تاریکی میں وہ ماہ آسمان خوبی خورشید فلک خوبی چہرہ آداس عالم یاس اوکر بلندی پر مقام مذکور کے  
پیونچی ملکہ مہرخ موسے کا کلکشا نے کیسے شکیں کھو لکڑیاں دی یہ بھی آٹھ کر بلندی ہوئی یہ بارہ  
ساحران روح روان لشکر برسر شہزاد پرسان نگاہ ڈال رہے ہیں سحر کے انتظار میں ہیں مگر مہتر  
قرآن نامدار دربار افراسیاب میں جس ناز میں کا اول نوکر کیا ہوا اسکے جمال پر فرشتہ ہو کر نظارہ باری  
کر رہے ہیں کبھی افراسیاب پر نگاہ ہو مگر اس منجین کی محبت میں حالت تباہ ہو چکا ایک افراسیاب  
طرف ملکہ ماران زمین کن کے متوجہ ہوا کہا او ماہ آسمان حسن جمال وادید درخشان فلک جاہ جلال  
اب تکو ہم سامری و جمشید کے سیر کرتے ہیں اپنے مقام پر جاؤ مصروف حفاظت ہو مگر اتنا خیال رہے  
کہ آجکی شب آرام کرینگی نہیں اپنی سرحد کی گردآوری واجب و لازم ہے ہر ایک کی خبر لینا آجکی شب غیر کو اپنی خدمت میں  
لے آنے دینا بوقت حرم اپنے صاحبان زیر گنبد نور آنا ہماری نصیحت بھول بجانا مباد دولت ملکہ مسرار کو ہمراہ لے کر  
باغ سیب میں جاتے ہیں حیرت نے کہا او شہنشاہ آپ شریف لیجائیں ماران ایک غولیں سکے جائینگے ابھی تو شہنشاہ  
ہر سرحد پر ابھی کیا کام ہے افراسیاب نے کہا کیا مضائقہ ہو مگر ملکہ انکو جلدی خصیت کروینا دو دھنٹے سے  
زیادہ دربار آج کی شب نہ رہے کل تاجداران جلیل اپنی اپنی بارگاہوں میں بعد پرخواست و بہار  
آشرف لیجائیں اس حکم قضا شہم کو مباد دولت کے بلوٹ ہوٹل سماعت فرمائیں اپنی اپنی بارگاہوں میں  
حفاظت گنبد نور میں مصروف رہیں آرام نہ فرمائیں او ملکہ حیرت تم اپنے خیمہ میں سحر کامل اپنا تیار رکھنا  
وزراء املا سب کا خیال رہے یہ شب شب قیامت ہے یہ سمجھا کہ افراسیاب جادو تخت پر سوار ہوا  
اسرار جادو کو پہلو میں بٹھالیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوا وقت پر اسکا ذکر تحریر ہوگا ماران زمین کن



انتہا کی جیل حسین، ہر حیرت جادو نے قریب اپنے تخت کے کہی پہجہ دی گائے کو اشارہ کیا  
 حکم ہوا غزل شروع کرو ملک ماران زمین کن کو بھی رخصت کریں ہم جا کر اپنے کام میں مصروف ہوں آج  
 کی شب ہم کو بڑی مشقت ہو مگر صابو اس شب کی مشقت تمام عمر کی راحت ہو ماران سے اپنے حال  
 کے ملک حیرت زہرا گل ہی ہی کہتی ہو ماران زمین کن آج سب سے زیادہ ہم کو بیچ و تاب ہو دیکھے  
 اثر و شب کساؤ گلتا ہی رہند کہ عمر و قتل ہو اگر اسکے شاگرد عقرب نیش زن ہیں شب بھر آنکے  
 ٹونک چلینگے صبح کو ہاتھ ملینگے ماران نے کہا حضور بس اس طائفہ سے ایک غزل سن لیجیے ہم کو جلد  
 رخصت کیجیے گائے نے غزل عاشقانہ شروع کی غزل

ہوش پر پھر میری چشم اشکبار آنے کو ہی بعد مدت ای جوں تیری بہار آنے کو ہی مانگ لیتا بوسہ لب یار سے مین وصل میں دیکھنے کو تھا کہ صرودہ بت ادا سے نرم میں	اپنے رونے پر ہنسی بھر بک کو یار آنے کو ہی ہوش ہی جانے کو بوسے زلف یار آنے کو ہی ورنہ خود ہونٹھون پہ جان بقرار آنے کو ہی یہ بھی کسکی قضا پر دردگار آنے کو ہی
--	--

چند اشعار غزل کے شکر ماران اٹھی قرآن وغیرہ نے دیکھا جیسے برخاست ہوا سب تاجدار طرف اپنی اپنی بارگاہ  
 کے چلے مگر ماران تعجیل اٹھ کر باہر نکلی کھڑے ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی قرآن نے جس نازین کو تاکا تھا اسی نے  
 ماران کو سلام کیا اب اس وقت بارگاہ حیرت پر نگاہ ہو کل تاجدار نکل آئے ہن قرآن نے دور سے اتنا دیکھا کہ  
 ماران نے ہاتھ اس نازین کا پکڑ لیا کہا بوا چلو آج ہمارے باغ میں رہو آئے مسکرا کر کہا بہت خوب میں آپ جی کے  
 انتظار میں کھڑی تھی ماران نے ہاتھ تھام کے تخت پر بٹھایا تخت ہوا پر بلند ہوا قرآن دیکھ کر گیا کہ چالاک جادوگر  
 بنا ہوا آیا کہا لو خلیفہ دربار برخاست ہوا اب سب ساحر اپنے اپنے انتظام کر رہے ہیں جو کچھ کرنا ہو کر لو  
 قرآن نے کہا ای فرزند یہ ساحر جو ماران نامے آئی تھی ایک نازین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا کر  
 لیگئی ہو اسکی حقون پر استاد کا دھوکا ہوتا تھا مگر اسقدر جلد تخت کھلیا کہ کوئی زور نہ چل سکا چالاک نے  
 کہا یہی تین بہر درمیان میں ہیں صبح کو سب کچھ کھل جائیگا میرا امتحان میں سب کا کمال مل جائیگا دو دو  
 کلام آپس میں ہوئے ہیں کہ صرصر اور صبار فتار پھرتی ہوئی سامنے سے آئیں دیکھتے ہی دونوں نے  
 قرآن و چالاک کو پہچانا آواز دی لینی یہ دونوں عیاران لشکر اسلام ہیں قرآن و چالاک انکے  
 نام ہیں چند جادوگر بڑھے کہ قرآن نے تعجیل ایک ساحر کو بلوایا مارا اسکا سر چٹا زمین پر گرا اندھیرا



ہوا قرآن نے اسی ماری کی بن صرصر اور صبار رفتار کو گود میں اٹھا لیا ویرلنے کی جانب بھاگا  
 کہا آستانی اگر فل مچاؤ گی گردن دبا دو لنگا پھڑک کر رہ جاؤ گی دونوں کو سکتہ ہو گیا شہر کے  
 قبضہ میں ہیں جانتی ہیں کہ آج کا لیا جوش و خروش میں ہی مار ڈالنا اسکے نزدیک کیا بڑی بات  
 اور خاموش ہو کر رہ گئیں قرآن دونوں کو لے کر ایک گوشے میں آیا درخون میں دونوں کو باندھا  
 برق بھی آگیا چالاک تو ساتھ تھا قرآن نے کہا بھائیو یہ دونوں صاحب یہاں آرام کریں گی اب جو جس سے  
 بن پڑے جا کر رو میں بھی جاتا ہوں اسی مقام پر چالاک رنگ و عن عیاری کا لگا کر صورت صرصر و برق بصورت  
 صبار رفتار اب لگ الگ ہوئے اول چالاک سیدہ حاطف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا دروازے پر آئے دیکھا کہ  
 نگہبان حاضر ہیں پوچھا ملکہ عالم کیا کرتی ہیں سب نے کہا بتاری میں سحر کے مصروف ہیں اب تھوڑے عرصہ میں سحر تمام  
 کر کے برآمد ہوئی چالاک بلا تکلف پردہ اٹھا کے اندر آیا دیکھا حیرت بعد نشان و شوکت یکہ و تنہا چوکی پر  
 سنگ مرمر سفید کے بیٹھی ہو ایک گلدستہ سحر کا بنایا ہی اپنے پہلو میں رکھ لیا ہی چالاک نے شکل  
 صرصر جھک کر سلام کیا پڑھ کر بلائیں لین ترقی حسن و جمال کی دعائیں دین پوچھا داری گلدستہ  
 کیسا ہی حیرت نے کہا ای صرصر صبح کو بروقت قتل اسد مسلمان آکر اپنی جان دینگے اسوقت  
 ہونٹھ ہلانا مشکل ہوگا اس واسطے یہ سحر تیار ہو جو دیا سامری لکھ کر پھینک دینے کی دیر ہی دس پانچ  
 ہزار کو یہ سحر جلادے گا چالاک نے پوچھا حضور سوا آپ کے اگر وہ کوئی اسکو اٹھا کر یہی کسکر  
 پھینک دے اور آپ کے لشکر کا نام لے حیرت نے کہا ای صرصر عجب طرح کا نکتہ پوچھا یہ بات کہنے  
 کے لائق نہیں ہی گلدستہ قیامت آئیں ہی مگر تجھ سے کیا پردہ ہی حقیقت میں اگر تو اٹھا کر پھینک دے  
 عرصہ دراز تک یہ پھول چنگاریاں بن کر گرین ہزاروں کیسے لاکھوں کو جلادین منظور یہ ہو کہ جب وقت  
 لشکر باغیان سامنے آئے ایک ہی سحر میں کل حیات اٹکا پڑا مردہ ہو جائے گلشن مراد دشمنوں  
 کا خزان ہو بوا بہار کا بھی مبرا امتحان ہو رنگ گلہاے سحر دیکھ کر پھول جائیں ہو اے گرم کے  
 جھونکے آئیں یہ کلام حیرت انجام سن کر چالاک خوش ہوا بیٹھ کر کما داری شام سے جو اس میں لوٹتی  
 پھری نشہ اتر گیا ایک جام شراب کی خواہش ہی لوٹتی کو شب بھکا ہش ہی چاہتی ہوں یہ نگوڑے  
 عیار آنے نہ پائیں رات کو سب گرفتار ہو جائیں حضور مبارک ہو اب کل تک حلاموں کا خاتمہ  
 ہو گا میں نے خبر سنی ہی ملکہ بہار رومال سے ہاتھ باندھ کر آنے میں انکار کبھی نہیں فرماتی ہیں



میں اپنے باپ کے ملک میں چلی جاؤنگی ہوش ربا میں نہ رہوگی بوا حیرت کی کائین کائین کی جفا  
 نہ سہوگی مگر اب حضور کو پناہ سب ہی آپ بزرگ ہیں وہ غور دین میرے پاس پیغام آیا تھا انکو  
 مزاج سے افراسیاب کے بڑا ڈر ہی ایسا نہ کہ سراسر جی دین مثل مخور کے بجو بھی کوڑے مارن  
 میں لا کر انکو آپ کے قدموں پر گر وادوں آپ بھی گلے سے لگا لیجیے گا سنا نہ دیجیے گا نام بہار  
 کے ملنے کا سکر مثل گل شگفتہ ہو گئی ہنساکر کہا صرصر بجاویرے سر کی قسم بہار میل کرنے کو کہتی ہے  
 چالاک نے کہا حضور عمر و مرچکا صبح کو طاسم کشتل ہوگا اب کسے بھروسے پر ٹینگلی حضور  
 جو ٹینگلی ناک رگڑینگلی جان بڑی چیز ہے سب کو عزیز ہے چالاک نے ایسی گھل مل کے باتیں کیں  
 کہ حیرت خوش ہو گئی گلانی سانسے کھسکا دی کہا لو صرصر بچو تم رات ہی کو جا کر بہار کو بلا لاؤ عرض  
 کی بہت اچھا بھی جاتی ہوں اپنے ساتھ ہی لیکر آتی ہوں یہ کہہ کر جام بھلا کہا حضور بھی خوش کریں  
 حیرت خوشی میں پی گئی پتی ہی لڑکھڑا کر ہوش ہوئی چالاک مدت سے حیرت پر مرتا ہی تنہا  
 میں خوب پیار کیا گو دین اٹھا کر باقتیا ملنگ پر لٹا دیا دوشالہ اڑھایا اب ہاٹھینان تمام رنگ روغن  
 عیاری کا نکال کر صورت حیرت جادو کی بنکر تیار ہوا تاج زرین سر پر سب زیو بھی اُسکا اتار کر اپنے  
 زیب جسم کیا اُس گلہ ستہ کو چھولی میں رکھا وہ چھولی بائیں ہاتھ پر ڈالی مسکراتا ہوا باہر آیا ملک  
 یا قوت جادو وزیر زادی در دولت پر حاضر ہی اُس سے کہا اب ہکورات بھرا رام کرنا مناسبت  
 نہیں ہے گلہ ستہ سحر پہننے تیار کر لیا میں نے قسم کھائی ہے کہ اب شرب بھر سحر نہ کروں جب مسلمانوں کا  
 سامنا ہو تو آگ برسا دوں میں تخت پر سوار ہوتی ہوں تم اپنے سحر سے اڑا کر قریب گنبد نور لیچو  
 وزیر زادی نے کہا بہت خوب واری آپ کو سحر کی کیا احتیاج ہے اب چالاک بصورت حیرت  
 برعب و جلالت تخت پر سوار ہوا پہلو میں وزیر زادی کو بٹھالیا اُس نے سحر کیا تخت اڑتا ہوا طرف  
 گنبد نور کے چلا اس بات کو تو چالاک بخوبی جانتا ہے کہ اندر گنبد نور کے جانا دشوار ہے مگر جب  
 افراسیاب اسد غازی کو نکالے اسی تخت پر بٹھالو مگاجو بن پڑے گا کرونگا چالاک تو لبشکل  
 حیرت چلا دل میں غور ہے کہ مثل میرے کوئی عیاری نہ کر سکیگا برق فرنگی بصورت صبارفتا  
 یار گاہ مصور جادو پر آیا پوچھا مرشد زادے کیا کرتے ہیں لوگوں نے کہا جامے خانہ میں جلوہ فرما  
 ہیں تصویریں کھینچ رہے ہیں برق ترپ کر اندر رخسے کے گیا دیکھا مصور جادو نے ایک گٹھنا



تصویر دیکھا کھینچا ہی اپنی کچھ ہند سے بنا رہا، مصور نے سر اٹھا کر پوچھا صبر رفتار اس وقت کہاں آئیں  
 عرض کی حضور پھرتے پھرتے پاؤں ٹوٹ گئے مرنے مرق فرنگی سنگدل کے بھی ایک تبصرہ پاؤں اٹکا  
 ٹوٹ گیا لنگڑا تا ہوا بھاگا اب حضور طلا یہ چلپن تصویریں کیسی ہیں مصور نے کہا وقت بوقت کیوں  
 بنا رکھی ہیں جیشہ کا نام لے کر مقراض سے انکے سر قلم کرو لگا آتے ہی سرداروں کے سرٹ کر گر پڑینگے  
 سر مو فرق ہو گا برق نے پوچھا حضور اب تو تصویریں ہر شخص کے ہاتھ سے کام کر سکتی ہیں مصور نے  
 کہا یہی نقشہ ہو پس برق نے مصور کو بیوش کیا گاوری کھلا کر برہنہ کر کے ایک گوشے میں ڈال دیا  
 اسی کی صورت بن کر تصویریں جھولی میں رکھیں باہر نکلا کہا ملکہ صورت نگار ہماری زوجہ صاحب کو  
 بلاؤ ہم قریب گنبد فور جا کر حفاظت کرینگے یہ خبر سن کر فوراً صورت نگار آئی کہا صاحب چلو اب بیٹھنے کا  
 وقت نہیں مگر تخت اٹا نے میں سحر تمہیں کرنا میں ایک ہی مرتبہ سلمانوں پر بلا نازل کرو لگا جسکا وہ  
 مشکل ہو یہ کہ تخت پر بیٹھا صورت نگار اپنی زوجہ کو پہلو میں بٹھالیا چند وزیر زادیان گرد اگر اس  
 شان و شوکت سے بصورت مصور جادو برق خوشو تخت اٹا تا ہوا طرف گنبد نور کے چلا مہتر  
 قرآن نامدار ایک ساحر کی شکل بن کر ایک نامہ ہاتھ میں لیکر مہر افراسیاب بارگاہ ابریق کو ہٹسکا  
 پر آیا خدمتگار سے کہا وزیر اعظم سے عرض کرنا نامہ دار شہنشاہ کا آیا ہی ابریق نے خبر سن کر فوراً  
 بلوایا قرآن نے دیکھا ابریق کے تخت پر ایک سنگ کلان اور گرد چھوٹے چھوٹے پتھر رکھے  
 ہیں پہلے قرآن نے نامہ ہاتھ میں دیا ابریق نے پڑھا لکھا تھا وزیر اعظم شب کو بہت اچھی طرح  
 حفاظت کرنا ہمنے اپنے معتبر کور دانہ کیا ہی ایک راز بھی کہد یا ہر تنہائی میں یہ دریافت کر لینا اس راز  
 پر کار بند ہونا خبردار غفلت نہ کرنا یہ آخر شفقت ہی ابریق کو ہٹسگانے نامہ پڑھا کر شہنشاہ نے  
 راز میں کیا ارشاد کیا ہی اور نام نامی ہم گرامی آپکا کیا ہی قرآن نے کہا بدو بار جادو میر نام ہر کل مالک  
 کی خبر گیری ہمارا کام ہو سب کو بارگاہ سے رخصت کیجیے کل امورات ظاہر کروں حالات قتل اسد سے ماہر  
 کروں ابریق نے فوراً تخلیہ کیا مصاحبوں کو ہٹا دیا اول قرآن نے پوچھا میان وزیر صاحب  
 تخت پر سنگ کلان دھر دیکھے رکھے ہیں کیا علم سحر پر پتھر پڑے ہیں ابریق نے کہا میان ہر دو بار جادو  
 صاف تو یہ ہر وقت سحر شکار قتل اسد نامور ہو گا مرغ وہاں وغیرہ ضرور پڑنے آئینگے اس وقت بیٹھ کر  
 سنگدل دیکھا نیکی یہ حرکت پہلے سے تیار تھی گاہ اشارہ کرتے ہی اہلیان لشکر بت بجائینگے پھر ہر کمال



چھبر برسیدگا ایک ایک قطرہ آب کو ترسیدگا جوان چھرون کو جس فوج پر میرا نام لیکر بھنپیا ماریکا لینا لینا  
 لکھ لکھ کاریکا مطلب ہو جائیگا دشمن امان نہ پائیگا قرآن نے کہا میں سمجھ گیا یہ حضور نے بڑا کام کیا  
 حقوڑی آگ منگائیے راز سحر شہنشاہ سے آپ کو آگاہ کر دیوں دامن آرزو آپ کا گل مراد سے بھر دوں ابرق  
 نے منقل آتش لا کر رکھی قرآن نے گرما کر جھولی سے لوبان نکالا کہا اسکو آگ میں ساگایے پھر کیفیت  
 ملاحظہ فرمائیے ابرق نے لوبان ڈالا دھوان نکلا ابرق بیوش ہوا قرآن نے اُس سنگدل کو  
 چٹائی میں لپیٹ کر کنارے ڈال دیا آپ اُسکی شکل نکبر تخت پر سوار ہوئے وہ تھرا اپنے پاس کھلیے  
 ملازموں کو حکم دیا اگر قریب گنبد نور کے پہنچا وہی طرح سر مار برف انداز کو جا کر بصد مکر و ہنر ضرع  
 شیر دل نے ٹھنڈا کیا جانشور کو شکل خدمتگار اپنے پاس بٹھالیا ملازموں سے تخت بتدریک کے  
 چلے اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ مہتر چالاک بن عمرو بصورت ملکہ حیرت برق لشکر مصور بدسیر  
 قرآن بطور ابرق کوہ شگاف ضرغام قطع پر سر مار کے جانشور مثل خدمتگار تختوں پر سحر کے  
 سمت گنبد نور جاتے ہیں بارہ سرداران چیدہ گریبان دریدہ آسمان پر اس امید پر اڑ رہے ہیں  
 کہ بوقت سحر جابنازی کرتیگے دو کلمہ خواجہ عمرو تحریر کر چکا ہوں کہ بصورت نازنین ماہ پیکر ساحرہ  
 پُرفن ملکہ ماران زمین کن کے ساتھ روانہ ہوئے راہ میں ماران نے کہا اے ماہ آسمان عیاری  
 وادی فرختر ج خنجر گزاری اب میں آپ کو اول اپنے باغ میں لیکر عطی ہوں وہاں میرے باغ میں  
 نقب ہو اسی میں تابہ گنبد نور باتیان طلسم نے راستہ قرار دیا ہنر بیچ میں جا بجا ساحران عدا میں نہتا  
 کے مکار ہیں فن فسوں میں طاق شہرہ آفاق خدا اُنسے بچا سے تابہ گنبد نور بخیر و عافیت بجا  
 ملکہ اسرار جادو نانی امان شب کو ہمراہ افراسیاب باغ سیب میں رہینگے اگر افراسیاب نے  
 کتاب سامری دیکھ لی تو اُنکی زندگی پر حرف آئیگا وہ ظالم زندہ نہ چھوڑے گی مگر جو نوشتہ تقدیر یہ باتیں  
 کرتی ہوئی اپنے اسی باغ سیب میں آکر پہنچی جس مقام پر خواجہ گرفتار ہوئے تھے ماران خواجہ کو  
 لیکر بارہ درمی میں آئی تخت زینکار بچا تھا کہا خواجہ اسکو اٹھاؤ فرش ہٹاؤ اسی مقام پر نقب ہوئی  
 سے مطلب ہو عمرو نے تخت اٹھایا تختہ سنگ ہٹایا مہرہ نقب نظر آیا باشارہ ماران خواجہ بصورت  
 اسرار جادو و نیکر تیار ہوئے ماران زمین کن لوٹ مار کر بصورت اژدر مہیب آراستہ ہوئی خواجہ لشکر  
 اسرار جادو و نشت پر سوار ہوئے ماران نقب میں گری قلابہ آتشین جلالت آمدن منہ سے چھوٹی ہوئی



چلی مگر لرزان ترسان مضطرب حیران قدم قدم پر خوف جان اندر اندر تین کوس راستہ طوطا کی تھاکہ راہ میں دیکھا  
ایک حجرہ پختہ بنا ہوا شیشہ آلات سے آراستہ فرش عالی سے پرستہ چھٹا کنول روشن ایک ساحر بعد  
کرد فرسباب سحر مانتہ میں لیے ہوئے یکہ و تنہا ٹپل رہا ہوا زردی کین آتا ہوا خواجہ نے آواز دی  
سنم ملک اسرار جادو و اوی ہوشیار خوشخو آج شب قتل طلسم کشا ہی قیامت کا سامنا ہی خبردار ہوشیار رہو  
آج شہنشاہ بھی باغ سب میں بیدار ہیں کل شاہان طلسم زیر گنبد لوز خاضر ہیں یہ سنگر ہوشیار قریب  
آیا ملک اسرار نقلی کو باب سلام کیا ماران زمین کن بھی لبیک صلی نبی ہوشیار جادو و تعظیم و تکریم و تلو  
کو حجرے میں لیکر آیا مسند پر بٹھایا کلابیان شراب کی کشتیاں کیا اب کی جانسکر میں عمرو نے تعجب  
تمام جام شراب اٹھایا گھائی سے پڑیا دارو سے بیوشی کی ڈال کر پہلے آپ منہ سے لگایا کمال ہوشیار  
تم بھی پیو اسے دست بستہ عرض کی او ملک عالم آج کی شب ہکو شراب پینے کی ممانعت ہی یہ شب شب  
قیامت ہوا وراق سامری میں صاف تحریر کر اس راستہ سے ساریاں زادہ ضرور آئیگا ایسا نہ ہو  
شراب پیکر سو جاؤں عمرو نے کہا اوی فرزند یہ وہ مقام ہے کہ وہ بھی نہیں آسکتی بھلا نگو طرا عمرو اس  
مقام پر کیا آسکتا ہو بڑے بڑے صاحبان عجائب و غرائب کو اس لقب کے ذکر سے سکتا ہی تحریر  
سامری کا کیا اعتبار اسے کتاب میں جوش میں اگر لکھ دیا کہ طلسم ہوش ربا فتح ہو جائیگا سلسل عقل  
کے خلاف افراسیاب نے لوح توڑ کے پھینکی جب لوح نہوگی طلسم کا ہے سے فتح ہوگا لڑائی  
جھگڑا ہونے سے کیا ہوتا ہوا و عمرو اب دنیا میں کہاں ہوا شہ صحرائیں سرنگرہ باغ سب پر  
گمراہان پیش ٹھیک۔ طاقت مہمان نداشت خانہ مہمان گذاشت جو جب تم نہ پوگے ہمیں کیا  
ضرورت ہو شراب کباب ہٹاؤ ہمیں تا بہ گنبد لوز جانا ہو طلسم کشا دختر شہنشاہ کی صبح تک حفاظت  
میں رہینگے ہوشیار جادو و تین کرنے لگا ملک عالم آپ کے فرمانے کی بات ہی ہم اس سے زیادہ  
کیا حفاظت کریں گے آپ ہی کی تعلیم کردہ ہیں مگر حضور میں نے ابھی اوراق دیکھے تھے صاف مرقوم  
ہو کہ اوی ہوشیار خبردار رہنا عمرو اگر تم کو شراب پلائیگا ماران زمین کن ان باتوں پر تھوکر کانپ  
رہی ہو کہ خداونداد کیسے کیا ہوتا ہوا فسوس ملک مہر خ و بہار سے نہ ملے حسرت و یاس لیکر دنیا سے  
چلے صاف صاف تو ہوشیار کہ رہا ہو مگر عمرو وہ دیر ہو کہ انہی کے جاتا ہی خیر عمرو نے اپنے ہاتھ سے  
جام بھر لگا لیا ہوشیار پیو مجھے ملال ہوگا جو اس وقت نہ پیو گے سامری نامہ میں جو لکھا ہے وہ ہی



ہو رہا ہر مین عمرو ہون شراب پلاؤنگی اس مین زہر سنکھا ہر بیٹا پیا اور مرے یہ کہلے ہوشیار کا کان  
 پکڑ لیا کہا نگوڑے چھو کرے عقل کے ناخن لے تجھ ایسے توڑے مین نے بہت سے بنا کر چھوڑ دیے  
 مین بڑی باتیں بناتا ہر بڑے ہوشیار ہو لیکن جب قتل کے در پی ہونگی دکھیں بھڑوے سامی  
 جھید کیونکر بچا تے ہیں تمکو بے ذبح کیے بجاؤنگی تمھارے قتل کا سلاٹون سے انعام پاؤنگی ہوشیا  
 گوڑا نے لگا لگا مار سیری کیا مجال لایے مین پینے کو حاضر ہون عمرو نے فوراً جام منھ سے لگا ہی دیا  
 ہوشیار نے جام ہاتھ مین لیا یا سامی کہلے برابر ہن کے لایا قصد کیا کہ پون شراب شہار بن کر  
 اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا اتنا تو ہوشیار کے منھ سے نکلا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا باش افظالم  
 مین نے پچا ناماران کے تو ہاتھ پاؤن مین رعشا گیا ہوشیار نے چاہا تھا کہ اپنے مقام سے اٹھے  
 عمرو مسند پر چاق و چونہ حسرت و چالاک عیاری مکاری مین بیباک جال الیا سی کا ندھے پر بھٹا  
 نعرہ کر کے ہوشیار پر مارا اس جال مین ہوشیار پھنسا ساری ہوشیاری بھولا عمرو نے کھینچ کر داخل  
 زنبیل کیا مارا ان زمین کن قدموں پر گر پڑی کہا خواجہ کیا کارنمایان کیا موت کا سامنا تھا مگر خواجہ  
 اب آگے قیامت کا مقام ہر ایک جادوگر اور ہر جسکا نخل بدعت نام ہر عمرو وہاں کا نام سہاب  
 اٹھا اٹھا کر نڈر زنبیل کرتا جاتا ہر کہا مگر نخل بدعت کے کیا مانی مارا نے کہا یہ دو فقرے گوش ہوش سے  
 سن لیجیے پھر آگے چلے افراسیاب جادو و نانی امان کو اپنے ساتھ باغ مین لے گیا ہر عین بارہ دریا  
 کے سامنے ایک درخت لصب ہر اسکا نخل بدعت لقب ہر معنی یہاں سے آگے بڑھ کر ایک جادوگر  
 ہر انجام نخل بدعت نام اس لقب کا نگہبان ہر شاہان ہوش ربا نے اسکا مرتبہ بڑھایا ایسے ملعون  
 نے وہ نخل باغ سب مین اپنے ہاتھ سے بنایا ہر اگر سپر کوئی افتاد پڑے اگر یہ ہوش ہو کوئی اسکو  
 بیہوشی پلائیگا وہ نخل خشک ہو جائے گا اگر کسی نے اسکو مار ڈالا وہ نخل جلنے لگتا ہر شلخ و برگ  
 سے شعلہ بھٹکنے لگتا ہر اگر اس نخل پر ایسی کوئی افتاد ہوئی پہلے تو افراسیاب نانی امان کو قتل کرے گا  
 جانتا ہر کہ اسرار نام ہر صاحب راز ہر خوش انجام ہر ہکو تمکو بھی آ کے زندہ نہ چھوڑیگا چشم زدن  
 مین آجائیکا علاوہ ازین آج رات بھر وہ ملعون کتاب سامی دکھیگا اور لقب کے حالات پر  
 نگاہ ڈالتا رہیگا عمرو نے کہا ای رشک مین ای ماراں زمین کن وہ سبب الاسباب ہر جان دگر  
 بیان آئے مین ان حالات کو ملکہ اسرار ہے کہ چلی مین مگر کیا کرین پارہ جگر نور نظر اسد دلاور



قتل ہوتا ہے اسکی مصیبت پر دل روتا ہے بسم اللہ دیر نہ کرو اب بھگو بچاؤ آئندہ کیا ہو گا یہ سوچو مہو جب  
 مصرع حال غیبی کس نیند اندک بجز پروردگار ہمارا ان زمین کن مجبور ناچار مضطر پھر شکل اثر دیکر  
 تیار ہوئی خواجہ لشکر اسرار جاو و پشت پر ماراں زمین کن کی سوار ہوئے اسی طرح نقب میں چلے دو کلمہ  
 افراسیاب جادو و ملکہ اسرار خوشخو ناظرین والا تمکین ان مضامین فرحت آئین کو نظر مہربانی لفظاً  
 لفظاً ملاحظہ فرمائیں عجب و بسط سے یہ مضمون ربانی اسد تصنیف ہوا ہر ایک داستان شوکت بیان  
 اس حقیر پر تقصیر غشی احمد حسین قمر کو حفظ مراتب جانبین کا بڑا خیال رہتا ہے یہی امر بہت دشوار ہے  
 ورنہ تحریر و تقریر سراسر بیکار ہے افراسیاب بادشاہ ہوش ربا صاحب شوکت و شان عمرو عیار مسلمان  
 نظر کردہ ہفت پیغمبران ہر دونوں کے مرتبے میں فرق نہ آئے اور طلسم کشا رہا ہو جا سکے ابتدا کے  
 تحریر حقیر سے تا انجام ہر کس کے حفظ مراتب کا بہت خیال رہیگا ان جواہرات بے بہا کے مکتوبوں  
 کو بازار میں پھینک دیا اسکا عمر بھر ملال رہیگا ایک طرح کی خوشی بھی ہو کہ شاعران نامور قد رشتہ سالان  
 والا لکھ کے ملاحظہ میں آئیگا یہ خاک ر خلعت تحسین و آفرین ہائیگا نہال ہو جائیگا و حکم مطیع او دھار  
 قدردان دی شعور جناب غشی نو لکشا و صاحب سی آئی۔ ای کی عنایت بے بہا نے ایسا مضمون  
 کیا کہ کچھ عذر نہ ہو سکا یہ تحفہ حقیر پیشکش ہو گا انہی کم علمی جہالت کج معج بیانی پر ہر وقت طبیعت مشوش

ہر چند اشعار ساقی نامہ	کہاں ہو تو اسی ساقی خوب رو	پلا دے مجھے بادہ مشکبو
دماغ قمر عرش اعلیٰ پہ ہو	مٹور معطر ملاجسام قمر	مجھے ٹو کنا اب اگر مست ہوں
شراب مضامین سے مست ہوں	مرے ساتھ رہ ساقی گلبدن	شگفتہ ہو دل وقت سیر حرم
مری نظم میں رنگ تاثیر ہو	سلسل ہو و نجیب تقصیر ہو	خزانہ بیان کا اٹھتا ہوں آج
ہر لفظ ملک سخن کا خراج	بس اب بحر غم سے نکلتا ہوں نین	گہرا سے مضمون اگلتا ہوں میں
چل او تو سن کلک جادو لنگا	دکھا جلد باغ سخن کی ہزار	چہرہ - عبارت آرا سے باغبانان

حقیقہ مخوری و گلچینان گلشن فسونگری کلمائے مضامین ربانی اسد نامور کو گلستہ بیان میں  
 زیب دیکر غنچہ انجمن ناظرین میں یوں پیش کرتے ہیں خواجہ عمر شب کو اثر در سپوار لشکر ملکہ اسرار  
 نقب پختہ کو طو کرتے ہوئے جاتے ہیں مگر افراسیاب خانہ خراب بصد قمر و عتاب ملکہ اسرار جادو کو تھما  
 لے کر باغ صیب میں آیا بارہ دری میں باغ کی مسند جواہر نگار پر تمکن ہوا سامنے ملکہ اسرار جادو و یونین



اسرار جادو کا دل و دھڑک رہا ہر کلیجہ بھرک رہا ہر کہ افراسیاب کے ہاتھ میں کتاب سلمیٰ ہر اگر یہ بولنا  
 ماران زمین کن کو دیکھیں گے کہ عمر کو میری شکل پر ساتھ لیکر نقب بختہ کی راہ سے گنبد نور پر جاتی ہر فوراً  
 آتش تہر و غضب سے جلا دیگا کشت حیات کو خاک میں ملا دیگا خوب جاتی ہر کہ اس ملعون نخل جادو پر  
 جب عمر و غالب نہ آئے گاتابہ قید اسد کیونکر جائیگا اگر اس ملعون پر افتاد پڑے اور یہاں شاخ نخل جلے  
 وہ نخل افراسیاب کے سامنے ہر اسی واسطے افراسیاب نے پردے بارہ دری کے اٹھا دیے ہیں اس  
 نخل سرسبز و شاداب پر ہر دم نگاہ ہر وہ نخل بھی اسی باغ کا ہوا خواہ ہر اب اسرار جادو و میران ہر کہ میں  
 کیا جملہ پھیلوں کہ یہ کتاب دیکھنے نہ پاسے ورنہ غضب ہو جائیگا اسرار جادو نے یہ دل میں خیال کیا  
 ہر کہ افراسیاب جادو نے کہا ای ملک اسرار جادو میں چاہتا ہوں کہ دیکھوں ملک ماران میں کن  
 باغ میں میں کہ نقب میں گردآوری کر رہی ہر اسرار جادو نے کتاب پر نو ہاتھ رکھ دیا اور کہا شہنشاہ  
 گیتی ستان او عادل بادل ای شہنشاہ بحر و بر خورشان ہفت کشور جس عدالت و سخاوت سے آپ سلطنت  
 کر رہے ہیں نوشیروان آپ کے گاشن عدالت کا خوشہ چین تھا بلکہ ایک چاکر کمرین تھا سخاوت میں  
 حاکم کیا لیاقت ہر اس قدر حضور نے زرینزی اقلیم ہوش ربا میں کی کہ کسی جاگد کی آواکان میں نہیں  
 آتی ایک ایک فقیر غنی ہو محتاج کا آپ کے ملک میں نام نہیں کسکول گدائی پر تاج شہنشاہی کا گمان ہر  
 ملک سرکش آپ کا منون احسان ہر ملک اسرار جادو نے اس طرح کی تعریفیں کی کہ افراسیاب بھول گیا کتا  
 ہاتھ سے رکھ رہی کہا کیوں ای ملک اسرار جادو نوشیروان بڑا بادشاہ عادل تھا مبدولت نے تو سنا ہر کہ ایک  
 مرد جاہل تھا ملک اسرار نے کہا حضور عدل میں تو کامل تھا امورات مملکت سے غافل تھا جیسے حضور اپنی  
 ذات سے شجاع و دلیر ہیں بیشیہ طاسم ہوش ربا کے شیر ہیں اگر آپ زبان ہلا میں آسمان کی طنائیں زمین پر  
 کھینچ دیں اگر شمشیر زنی پر جائیں میدان کارزار میں خون کے دریا بہا میں یہ لیاقت نوشیروان نے خواب  
 میں نہ دیکھی تھی مرغ زرین بنا کر تخت پر بٹھا دیا تھا اسی غفلت میں حشام بن علقمہ خیرمی نے عین شکار میں  
 شاہ کو گرفتار کیا تاج و تخت چھین لیا ان کے وزیر اعظم خواجہ بزرجمہر سابق میں انتظام کر چکے تھے کہ امیر حمزہ  
 کو سپر خواندہ کرادیا تھا حشام کو جا کر بحیرب زبانی سمجھایا کہ ای حشام شاہ تمہارے آنے سے بڑی خوشی  
 ہوئی شاہ چاہتے ہیں تم کو ملک سرسلطنت کریں نیک و بد کا ہفت اقلیم کے تم کو اختیار دیں چلو شہر میں  
 چلو شاہ کو ہار کر دو شاہ نے امیر حمزہ مرد مسلمان کو اپنا سپر خواندہ کیا ہر وہ دعویٰ سلطنت کرتا ہر تم اتنی



سکایف اٹھاؤ تا بہ خانہ گبیہ جاؤ اس سرکش کا سر کاٹ لاؤ حشام مغرور کو اپنے زور یا زور پناز تھا فوراً  
قبول کر لیا امیر حمزہ پر چڑھ گیا اس شیر بیشہ عربستان سے مقابلہ پڑا عین معرکہ کارزار میں حمزہ عرب نے  
بیک ضرب شمشیر اسکے دو پر کلے کیے فوج ہزیمت موج کو شکست دی تاج و تخت شاہی اپنے  
قبضہ میں کیا براخی الاعتقادی شاہ کو عریضہ لکھا اس نکلے اور جان نثار نے اس دشمن کو واصل جہنم کیا  
تاج و تخت کو با حیات رکھا اور بے فخر شرف کہ اس کمترین عقیدت گزین کے گھر میں تاج و تخت  
شہنشاہی جلوہ افروز ہو کسی معتبر کو بھیج کر شہنشاہ گردون پناہ اس تحفہ موروٹی کو طلب فرمائیں یا  
نیاز مند کو بلائیں تخت شہنشاہی کو بجز وافتخار سر نیاز پر رکھا لاؤن کلاہ فخر کو آسمان پر پہنچاؤن آنیدہ  
آنچہ اسے مولے از ہرہ اولے اور شہنشاہ طلسم ہوش رُبا نو شیروان اس عرضی کو دیکھ کر پھول گیا  
غیر مذہب کو فرزند جان کر اپنے ملک میں طلب کیا حمزہ عرب آسمان عربستان صاحب  
شوکت و شان کمن حسین جیل آفتاب عالم تاب آسمان جرات خورشید درخشان فلک ہمت جو  
تاج و تخت لیکر حاضر ہوا شہر دائن میں ہنگامہ تھا کہ قاتل حشام آیا دختر بلند اختر شہنشاہ گل رخسار  
لکڑہنگار جمال حمزہ عرب پر مائل ہوئیں فخر ابرو سے گھائل ہوئیں حضور سے باعث زوال دولت  
سلطنت کیا نیاں ہوا کیز نے مایخ معیتوں دیکھا کہ حمزہ عرب نہایت صاحب غیرت شیر بیشہ جرات  
تھا آخرین باغ مراد میں آسنے بھی ملکہ موصوف کو دیکھا دلدادہ و فریفتہ ہوا مگر آتش عشق کو کانون  
سینہ میں بجھی کیا ہر چند گرمی عشق نے دل و جا کو جلا دیا مگر اس رابطہ و ضابطہ نے اف نہ کی شہریار  
اقلم ہندوستان لندھور بن سعدان شاہ ہفت کشور سے غور میں اپنے زور کے باغی ہوا تھا  
بارہ برس خراج نہ بھیجا تھا شاہ نے حمزہ عرب کو حکم دیا کہ اگر ای فرزند تم لندھور بن سعدان کو جب کہ  
زیر کمرہ ہماری خدمت میں حاضر لاؤ تمھاری اپنی دختر بلند اختر کے ساتھ شادی کرین شرف دامادی  
سے تم سرفراز ہو شاہان ہفت اقلیم کو تمھارے مرتبہ پر ناز ہو شیہ سوار میدان یکے تازی و سرفروشن نہ مگلا  
جا بنازی جھائیں راہ کی جھیل کر جان پھیل کر ملک ہندوستان میں پہنچا بعد مگر ہائے عطیسم  
لندھور کو اپنا مطیع کیا کہ مفصل یہ حال نو شیروان نامہ میں تحریر ہے یہ تو محمل تقریر ہے ای شہنشاہ حمزہ  
نے تو یہ خبر دہی کی اپنی جان پر کھیل لندھور کو مطیع کیا حساب کر کے بارہ برس کا خراج لیا مگر نو شیروان  
کا وزیر دیگر تنگ نام بد انجام بد کار بد سرشت متعصب آسنے شاہ کو یہ صلاح دی کہ حمزہ مرد مسلمان ہے



جب زیادہ زور پکڑ گیا آپ کی سلطنت پر دست اندازی کر گیا خاص برسرِ ہندوستان اُس ملعون نے  
 حمزہ کو زہر دلوایا وہ تو صاف باطن تھا زہر سے بچا صحت پائی بختک نے یہاں یہ بات بنائی اور شاہ  
 حمزہ ہندوستان میں مر گیا جوان دختر کا گھر میں بٹھانا بہترین ایک بادشاہ موسوم بہ اولاد بن مرزبان  
 خراسانی کو بھیاہ بلوایا اسکی شادی کردی ملکہ مرزنگار صاحبِ مہمت نے اپنے کو اُس سے بچا یا عہد کیا  
 کہ بعد چھ مہینے کے میری بارگاہ میں آنا اولاد بن مرزبان کو بچ کر کے اس شرط پر ملکہ کو لیلا راہ میں حمزہ  
 عرب نے خبر پائی بحیرات جا کر اولاد بن مرزبان کو مارا ہر چند کہ عاشق تھا مگر ملکہ مذکور کو باحتیاط تمام  
 خدمت میں شاہ کی روانہ کر دیا یہ کہدیا کہ جب شاہ خوشی سے میرے ساتھ شادی کر دینگے یہ شرف  
 حاصل ہوگا ایسی ایسی بے اعتدالیان شاہ نے حمزہ کے ساتھ کین آخر حمزہ نے لڑ پھر کر مرزنگار کو قبضہ  
 میں کر لیا بختک نے پھر تو فساد کامل شروع کر دیا دن بدن حمزہ کا عظم و شان بڑھا سلطنت  
 نوشیروان پر زوال آنے لگا حق بھی طرف حمزہ کے شریک تھا ملک عراق و اصفہان کوہ شد ملک  
 کشور ملک یونان استنبول خرسہ روم کل ملک مغرب وغیرہ حمزہ کے قبضے میں آئے آخر میں شاہ بھاگ کر  
 ملک ترکستان تک پہنچے خوان اعظم سلسال بن ال بن دیوبن شامہ جادو بہادر خلجی شاہ کے  
 شریک ہو کر خوب خوب لڑا آخر کی لڑائی میں خان اعظم نے فرار پر قرار کیا بختک کو خواجہ عمرو نے  
 جھلا کر مار ڈالا حلیہ پکا کر شاہ کو اور اس کے بیٹے بختیارک کو کھلا دیا تب نوشیروان بھاگ کر ملک  
 مدائن میں آیا حمزہ کو بجا جزی لکھا اب میں کبھی عمر بھر آپ سے جنگ نہ کروں گا صرف ملک مدائن کو  
 چھوڑ دیجئے ملکہ ارونی کا ملے دعا دیا کروں گا حمزہ نے عوض میں ایک ملک کے سات ملکوں کی سند  
 لکھا بھیجی آپ بھی اکتفا نہوا شاہ کے فرزند ہر مزو فرامرز کو بختیارک لیکر بھلا حمزہ پر خروج کیا حمزہ  
 نے اسے بھی مقابلے کیے بڑے بڑے شاہ پہلوان رستم زمان گر شاسب جہان شاہزادوں کے  
 شریک ہوئے کچھ روزہ کے ہاتھ سے مسلمان ہوئے کچھ مارے گئے بختیارک شاہزادوں کو لیے لیے  
 ملک بملک پھرا بیان تک کہ تابہ باختر پہنچا خداوند زمر شاہ باختری کی خدائی کے بڑے زور شور  
 تھے ایک کروڑ چوراسی لاکھ فوج پہلوانان زبردست کا اوج موج حمزہ اُس ملک پہنچا لڑتا بھڑتا  
 پہنچا خداوند سے بڑے بڑے مارے دی بختیارک بن بختک خداوند لقا کا ندیم ہوا خداوند  
 لقا نے اسکی صورت مضحک و کھکراپی درگاہ کا شیطان قرار دیا اسنے خدائی میں بھی فتور ڈالے ایسے رخنے



کھائے کہ قدرت نے شکست نہ کھائی ملک موروثی چھوٹا مثل نوشیروان شہر شہر قریہ بقریہ دیہ بدیہ  
 حمزہ کے ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے تھے یہ خداوند تھے بہادر شاہ ہر ایک پہلوان برائے  
 مدد آتا تھا مگر حمزہ و فرزند ان حمزہ کے ہاتھ سے مارا جاتا تھا وہی خداوند تھا عاجز و در ماندہ ہو کر  
 آپ کے خراج گزار سلیمان عنبرین موکے کو ہی نامدار کے ملک میں بھاگ کر آئے ہیں حمزہ مع  
 اپنی فوج طغذ موح کے برسر مقابلہ آپ کے ساحر بھی برائے مدد خداوند جاتے ہیں فرزند ان عمرو  
 کے ہاتھ سے شکست کھاتے ہیں اسی حمزہ کا بیٹا بدیع الزمان آپ کے طلسم میں آکر قید ہوا اسد غازی  
 نو اسہ حمزہ کا اپنے مامون کے چھڑانے کو آیا پانچون عیار ساتھ آئے آپ کے سردار مرخ و بہار  
 وغیرہ شریک ہوئے بیان کا حال تو سب سرکار پرورش بدن سلمانوں کو ترقی ہو شاید خداوند  
 تقا نے سلمانوں کے واسطے تقدیر یہودی کردی ہو یہ حال محل جو ملک اسرار جادو نے سامنے افراشا  
 خانہ خراب کے شروع کیا اور آفتاب تقریر و لحیپ نے طلوع کیا دیدہ دل افرا سیاب کا منور ہو گیا  
 بگوش ہوش مشتاق ہوا ہر مرتبہ کہتا تھا اے اسرار جادو حال عشق ہمزگار یا خباک ملک باختر  
 بیان کر کیا کیفیت و لحیپ ہو عجب لذت ملی ہو جی چاہتا ہو عمر بھر سنون ملک مال کے کار و بار ترک  
 کر دوں اسرار جادو کبھی حال باختر میں اٹھ جاتی ہو حال عشق دختر لقا ملکہ کیتی افرور کا سنانی ہو کہ تمام  
 نبیرہ حمزہ نوز چکیدہ خالص قدرت پر مائل ہوا کبھی عشق ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب ساتھ بدیع الزما  
 کے ذکر کرتی ہو کبھی حال برج نگار مقام خدائی زبرد شاہ و شمش و دامادہ کنتی ہو کبھی حال فرعونہ  
 و ساحر شمش و عیار ریاسے عمرو معض بیان میں لاتی ہو کیفیت دلپذیر عشق و جنگ کی معقول تقریر  
 سن سن کر افرا سیاب کبھی جھومتا ہو کبھی زانو پر ہاتھ مارتا ہو کبھی کہتا ہو اے اسرار یہ کتاب میں ہکو و نگادو  
 کتب خانہ شاہی سے نکلا و ایک جملہ روز پڑھا کروں جسکی محفل میں کیفیت ہو مفصل کی کیا لذت  
 ہوگی اب پھر اول کوئین بے ہنر نشی احمد حسین قمر خدمت شائقین میں عرض رسا ہو کہ اول میں  
 اسرار نے افرا سیاب کی توصیف کی توصیف کے بعد جب افرا سیاب متوجہ ہوا کتاب دیکھنے سے غافل  
 ہوا تب اسرار نے اس مقدمہ طولانی کو چھپڑ دیا مراد اس سے یہ ہو کہ اسرار ایسی باتیں کر رہی ہو کہ  
 افرا سیاب کو باتوں میں محو و غافل کتاب سامری نہ دیکھنے دون حال مارا نہ دیکھنے پائے  
 در نہ مدعاے دلی حاصل ہو گا مارا نہ عمر و صف شکن کو لے کر تباہ گنبد نوز نہ پورچ سیکلی سوا



یطول کلام ہی اس واسطے اس تقریر دیندیر کا یہ انجام ہی مگر شعیہ ہانزی فلک کو گرفتار سے ہرار  
جادو بھی غافل ہی یہ فلک ہر وقت برسر گردش ہی نیز نگ دکھانے کی ہر وقت کوشش ہی نظم مصنف

فلک ہر گھڑی در پے جنگ ہی	عجب گلشن دہر کا رنگ ہی	کسی کو نہ دم بھر بھی راحت ہوئی
غسم و رنج کیچنے مصیبت ہوئی	اگر ایک ساعت ملا دل کو چین	مہینوں کیا بیٹھ کر شور و شین
اگر شب کو شادی کا سامان ہوا	تو وقت سر شغل افغان ہوا	فلک کی عجائب میں نیز نگیان
بجز رنج و غم عیش ممکن کہان	کبھی ہر خندان اور کبھی ہی ہبا	جو دیکھا تو لالہ بھی ہوا غدار
کوئی گل خوشی سے جو خندان ہوا	ستم بڑھ کے گلچین نے امپر کیا	بہا رنگ غم اور حال جفا
کیا توڑ کر پائ سال جفا	اگر سرو نے سرکشی کی دوا	وہیں اسپہ بدعت کا آ رہ چلا
چمن میں جہان گل کے انبار تھے	ایک ایک جو دیکھا خس و خوار تھے	ہیماں تو باغ سیب میں ہرار

جادو نے دام قصص و حکایات میں افراسیاب کو پھنسا یا کتاب کو نہ دیکھنے دیا مگر ہر سپہ عیاری  
بعد گرفتار کرنے ہوشیار جادو پھر لشکر اسرار جادو پشت ماران پر سوار ماران لشکر اژدر  
بصد کر و قوشل باد تند نقب بخت کو طو کرتی ہوئی جاتی ہی گھبراتی ہے کہ اب رات کم رہی کیون خواجہ  
کہان تک تیز روی کروں بارہ کوس کی یہ نقب ہے پھر گنبد نوز کی دیوار میں یہ نقب پہنچی ہے صنعا  
چاکہ دست نے دیوار کو خالی کیا ہے بصنعت تمام نقب کو پہنچا یا یہ راستہ برابر ہی وہ راہ بندی پر  
ہو اب نشیب ہے وہ مقام فراز ہے ہر چند محک و انہی رہروی پر ناز ہے دیکھیے مقام نخل بدعت سے  
کیونکر گزروں یا الگی جلد نا پہ گنبد نور ہو چون طلسم کشا قبضہ میں آجائے تب سحر منہ دکھائے  
ایک ایک دور سے خواجہ عمر و نے دیکھا ایک کمرہ نقب میں بنا ہوا انتہا کی روشنی ہے ایک ساحر کر منظر  
خرنس پیکر سمیون صورت طیت میں بدعت باہر کر کے کھڑا ہوا ٹھل رہا ہے جیسے ہی اسکی نگاہ  
اژدر پر پڑی پکارا کون آتا ہے ماران نے آواز دی اڈ نخل بدعت جادو راہ میں سے ہرٹ  
اس وقت میرے آنے میں بھید ہے ملکہ اسرار جادو پشت پر سوار ہیں ہم شکل اژدر و خواریہ میں برے  
حفاظت طلسم کشا حکم افراسیاب جاتے ہیں نخل نے کہا ملکہ جادو تھیں کون روک سکتا ہونامی اما  
متحاری مالک ہیں ہمیشہ سے اس راہ نقب کی سالک ہیں ایک ایک شکر زہیران کا پنا  
ہی یہ حقیر بھی بخوبی جانتا ہے آپ ہماری افسوس میں ہم سے سب طرح بہتر ہیں مگر ہم طرف سے شمنشاہ



طلسم ہوش ربا کے نقب پر مامورین یہ شب شب قیامت ہی قول سامری جمشیدی ہوتا رہا ہوتا  
 کی تحریر کا بھیدی ہی ہو خیر سے اتنی رات کئے دلیں دھڑکے ہن گردش سیارگان سے ڈرتے ہن  
 ملکہ ماران جواب دیتی جاتی ہو اور آگے بڑھتی آتی ہو لیکن خواجہ عمرو نے جس وقت سے نخل بدعت  
 کو دیکھا ہی قانون میں شاخ نکال رہا ہی جڑ کی بات کہتا ہی کلام سے اسکے ثابت ہوتا ہی کہ سو وقت  
 انا ماران واسرار کا اسکو بار ہی پھولتا جاتا ہی چونکہ دلیل و خوار ہی دلیں خوشی ہی کہ گل حیات  
 طلسم کشا پامال ہو ملکہ بہار و باغبان قدرت کو ملال ہو جس وقت سے خواجہ نقب میں داخل ہو  
 ہن چست و چالاک و ہوشیار ہمتن چشم تیور پہ قہر و خشم جال حضرت الیاس کا کاندھے پر ایک کاندھے  
 پر کلیم عیاری حلقہ ہا کے کند آصفائے با صفا بازوون پر مہبوط حضرت داؤد کا کمر میں بجا نخل  
 تیور کو اسکے دیکھ رہے ہن جیسے ہی ماران قریب آن کر ہو پچی قصد کیا دب کر نکلجاؤن نخل بدعت  
 نے عمرو پر اپنا سایہ ڈالا خواجہ کے چہرے سے رنگ روغن عیاری کا اڑ گیا نخل بدعت نے  
 ڈانٹا او ماران ساربان زادے کو ساتھ لیے جاتی ہو عمرو تو کو کو کر کنارے اتنی جلدی آیا کہ جیسے  
 برق چمکتی ہو کرتے کرتے کلیم اوڑھ کر چلتی ہوا نخل بدعت نے ماران پر گولہ مارا ماران کے  
 گرد و شعلہ آتش آگے یہ تڑپ کے نکلی بصورت اصلی ہوئی برق بنکر نخل پر گئی کہ اس ملعون کو قلم  
 کروں مگر نخل بدعت بلا سے روزگار ہی قدیم ساحر ہی فنون عر سازی سے بچو بی ماہر ہو اپنے کو بچا  
 لکھا لاکر او ماران تو نے غضب کیا ہمتو جانتے تھے کہ سامری نامہ میں صاف لکھا ہی کہ عمرو  
 اس راہ سے ضرور آئیگا جب تو ہمنے اپنے او پر سحر کر رکھا تھا کہ کسی صورت پر آئے ہمارے سایہ  
 سے صورت تبدیل ہو جائے لڑتا جاتا ہی اور چار جانب آنکھیں بھاڑ بھاڑ کے دیکھ رہا ہی حیرت ہو کہ  
 ساربان زادہ کہاں گیا پشت اُردر سے اُترتے اُترتے غائب ہو گیا ماران نے دوچار بھرا ایسے  
 کیے کہ نخل کو زخمی کیا قتل نہ کر سکی ایک مرتبہ جھوم کر یا سامری کہا دو ہتر طرین پر مارا ماران لہر کر  
 زمین پر گری زبان بند ہو گئی چہرہ آداس مردنی پنہ پر چھا گئی یہ بیجا تیغ سحر کھنچ کر پھینکا کہ سر  
 کاٹ لون پھر عمرو کو ڈھونڈ بڑھون ماران تڑپی دل کو رجوع کیا اور کہا ای خالق بے نیاز جان  
 بچالے مصیبت سے نجات دے قلعہ

لطف تیرا حام ہو کر محنت | جو کم سے ترے چشم کریت | مجھم عاجز ہوں کر یک تقویت



تو ہر خالق تجھے ہی یہ سسٹ	دیگر کیا یہ کاری نے سٹھ کا لایا	بات کرنے کا نہیں کچھ ٹٹھ ربا
رحم کر خاکِ مذلت سے اٹھا	سیری عقد جسم کی تحفیس کیا	دیگر ہو رہے ہیں ہم جو دورنگی خطب
سر یہ اعمال لائے ہیں غصب	رکھتے ہیں چشم عنایت تجھے سب	تجھ سو اکس سے کہیں احوال اب
نخل نے چاہا کہ سر مارا ان کا کاٹ لون خواجہ عمرو ہلو میں کلیم اوڑھے کھڑے ہیں دل کو تاب	نہ باقی رہی فوراً کلیم سے اتاری سامنے سے ٹوک کے نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو	
عمرو ہون میں عیار صا جقرا	مر کے مکر سے کانپتا ہی جہان	ترا شندہ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار غدا ہون	مرا تیز رفتار ہو کر قدم	صبا ٹھوکرین کھاسے ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی ہیں ہوش کو	پناے مری گرد پا پوشش کو	دوندہ جہان گرد طرار ہون
جہان گیر عالم کا عیار ہون	ادب کیا کیا کرتا ہی خبر دار عورت پر کیا وار کرتا ہی مردان عالم سے	
آنکھ چار کر ادھر دیکھ جسے آنکھ ملا ہمارے سامنے آنکل غصہ میں پلٹا عمرو برابر تو ہوج ہی چکا تھا	ہو توڑا حضرت داؤد کا سر پر بار آنکل بدعت کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے مکر گزرا لاشہ	
ترطیا اندھیرا چھایا صدا کے گیر و دار بلند ہوئی روح سامری درد مند ہوئی آواز آئی کشتی مرا	نام من نخل بدعت بود افسوس جان داہم و مردیم و مطلب خود نہ رسیدیم ہائے نخل بدعت	
کو قلم کیا نخل شباب سے پھل نہ پایا بہار عمر پر خزان آئی خزان نے صورت دکھائی اس	ہنگامے میں مارا ان اٹھی کھڑی ہو کر پٹینے لگی سزین پردے مارا کہا خواجہ غضب کیا اسکو کیون	
مار ڈالا عمرو نے کہا وہ بجا قتل کرتا تھا اور میں کیا کرتا اُس نے کہا خواجہ بڑی قیامت ہوگی اسی	کے ہاتھ کا بنایا ہوا ایک نخل باغ سیب میں افراسیاب کی بارہ دری کے سامنے ہر وہ اب	
جلجائیگا افراسیاب دوڑا ہوا آئیگا جلدی گنبد نور پر چلو ہائے اب نانی کو سیری مار ڈالے گا ہرگز	زندہ نہ چھوڑے گا عمرو کے بھی ہوش اڑ گئے کہا بی بی جلدی چلو مارا ان و عمرو دوڑتے ہوئے	
زیر گنبد نور پونچے دیکھا اندر دیوار کے اوپر گنبد نور کے جانے کا راستہ بنا ہوا اب عمرو آگے	مارا ان پیچھے عمرو صورت بدلتا ہوا یعنی رنگ روغن عیاری کا لگاتا جاتا ہی صورت افراسیاب	
بنانا منظور ہو گنبد نور میں بارہ جلا و اسداورمہ حسین کے نگہبان ہیں ہر وقت سر پر تموار کھینچے	موجود رہتے ہیں حکم ہوا افراسیاب کا اول تو بیان کوئی آہی نہیں سکتا اگر سوا کے میرے	



کوئی آئے فوراً اسدومہ جبین کو قتل کر ڈالنا عمرو تو صورت بنکرا فراسیاب کی گنبد نور میں بکلا  
چاہتا ہر سو دو سو قدم کا راستہ باقی رہ کر وہاں رات قلیل ہی بلکہ ستارہ سحری چمکا چاہتا ہر سرار  
جادو نے رات بھر فراسیاب کو دام کلام میں پھنسا یا یکایک آسمان سے ایک شعلہ بھڑک کر  
اس نخل پر گرا جتنے لگا اور اسیاب نے سرسٹ لیا کہا اور اسرار حرامزادی تو نے مجھ کو کتاب  
نہ دیکھنے دی صاف ظاہر ہو کہ تو مسلمانوں سے ملکی ارے ہائے نگہبان نقب مار گیا سوائے  
تیری فوای کے عمرو کو وہاں کون لیجاتا اب معلوم ہوا کہ قتل عمرو میں بھی تو نے مجھ کو دھوکا دیا وہ کوئی  
اور تھا جس کو تو نے قتل کر دیا یہ کہکڑی غصہ میں اٹھا کہ میں جا کر گنبد نور پر دیکھوں ابھی ابھی نخل بد  
مرا ہر جب تو شعلہ اس نخل پر گرا ہر اسرار جادو کے ہاتھ میں اسباب سحر تھا اور اسیاب پر چنکیا ہا  
کئی تلواریں لگی چھریاں کٹاریاں اور اسیاب پر گرین یہ بھلا کب مانتا ہر چوٹ جسم میں لگی موسے بدن بھی  
سیلا نہ و آف لکے اٹھا وہ سحر سب باطل ہو گئے دامن سے اور اسیاب کے گلا اسرار جادو کا بندھ گیا  
اور اسیاب تو اڑ کے طرف گنبد نور کے چلا اسرار جادو مثل چھپکلی کے لٹک رہی ہو مثل ماہی بے آب  
پھڑک رہی ہو مگر ہانہیں ہو سکتی وہاں عمرو وزن دیوار توڑ کر منہ شہنشاہ طلسم ہوش رہا کہ نخل جلا دوں  
نے جو اور اسیاب کو دیکھا جھک کے سلام کیا عمرو نے تعجب جبین سے مشت زرمکال کر جلا دوں  
کو دیا کہاتم لوگون نے خوب حفاظت کی ایک ایک کو شہر و نکا بادشاہ کر ڈنگایہ تو آپس میں تقسیم کر لو رات  
بھر جاگے ہو ایک ایک جام پو یہ شراب قبر سامری کی ہر انبی جبین سے گلابی سکالی ایک ایک  
پیالی بارہون کو پلائی پتی ہی وہ سب لڑکھڑا کر گرے اسدومہ جبین کو عجب حال پر پلاں میں دیکھا  
اسدغازی کے بال بڑھ کر سے گزر گئے ہیں ناخن جو رشک ہلال تھے بدرکمال ہوئے آنکھیں  
مثل زکس بیمار نحیف و زارمہ جبین کے چہرے پر ہوائیاں دونوں کے پانوں ہاتھ میں تھکڑیاں  
بیڑیاں صورتیں دونوں کی دیکھ کے عمرو کا کایہ بھٹ گیا مگر تعجب جال مار کر دونوں کو ادھر تو عمرو نے  
نذر زنبیل کیا جلا دوں کے سر کاٹے ٹھیکوں میں انکے اشرفیاں تھیں ہاتھ مطور کے جبین لین عمرو  
فیصل کر کے طرف مارا ان کے پٹا کہا اے مجھ کو لیل اور اور اسیاب مثل شعاہ جوالہ سر گنبد نور کوڑ کا ہلکا  
جادو دامن سے بندھی لٹک رہی ہو چالاک لشکر ملکہ حیرت جادو گلدستہ سحر ہاتھ میں کینزین گرد تخت  
کو اڑاتی ہوئی قریب گنبد نور ہو چکا ہر ایک طرف سے برق بصورت مصور گٹھ تصویر دن کا لیے ہوئے



قرآن بصورت ابرلق سر کے پتھر ماتھ میں ضرغام لشکل سر مبارک انداز ردی کے گالوں پر قطرے پانی کے پڑے ہوئے سر مبارک اصلی کے بنائے ہوئے جالسنور لشکل خدمتگار پہلو میں گردن چند مصاحب ان سبھوں کے تخت اڑتے ہوئے ساحروں کے سر سے قریب گنبد نور ہو پنچمین جیسے ہی افراسیاب مثل برق کڑکا بصورت شعلہ جوالہ بھڑکا حیرت کو دیکھ کر آواز دی اور خاتون محل غضب ہوا مگر وہ یقین سے گنبد نور میں پہنچا اسرار نگہ ام نے رات بھر محو کتاب نہ دیکھنے دی قصص و حکایات میں بہلائے رہی جلد گنبد نور کی خبر نے چالاک نے کہا شہنشاہ بہت خوب لائے اسرار حرامزادی کو تو مجھے دیکھے افراسیاب دو نے بائیں ہاتھ سے اشارہ کیا اسرار کی گردن بندھی ہوئی تھی دامن اتنا بھگیا تخت پر چالاک کے گرمی سے عیار تو تخت اڑا کر قریب افراسیاب کے آئے جب اسد و مرہین کو عمر وانی زنبیل میں

رکھ چکا لقب میں پہنچ کر سفید مہرہ بجا کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمر و	کزان استاد عیاران عالم
سلا پا دانش عقل محشم	بلغ دین زکاتش آبیاری
بہر کشور بلائے جان کفار	عمر و ان شاہ عیاران عیار

و مرہین کو اپنے قبضہ میں کیا اور ساحران مطہان اسلام اگر آمادہ جانبازی ہو کل جاؤ خلا کھل شریک حال ہوا اسد نامدار عالی وقار سیرۂ حمزہ شہسوار میرے قبضہ میں آیا یہ تو خواجہ عمر و نے اندر سے نعرہ کیا بہار و باغبان وغیرہ جو آسمان پر اڑ رہے ہیں انکے بھی کان میں یہ صداے جانفزار و خوش فیض آتا پہنچی ہاتھوں میں اشیائے سحر اس ارادہ پر تھے کہ افراسیاب پر سحر کر نیگے اب وہی اسباب فوج کفار پر پھینکا مارے مگر چالاک کہ بصورت حیرت تخت زرین پر اسرار جادو کو افراسیاب نے اپنے دامن سے جھٹکا کھا اور حیرت لینا میں گنبد نور میں جاؤن کیسی آواز حیرت خیز آتی ہر زمین کیون ٹھراتی ہو چالاک نے بچالاک اسرار جادو کو لیا برابر افراسیاب کے تو تخت پہنچ ہی چکا تھا آواز عمر و کے سفید مہرے کی سن رہا تھا دس جاں دس آگلیوں سے منہ پر افراسیاب کے مار دیے پہلو سے برق بصورت مصور و قرآن بصورت ابرلق و ضرغام بصورت سر مبارک ان سب نے اشیائے بہوشی افراسیاب پر مارے افراسیاب تو اُلٹ گیا غلطکین سمجھاتا ہوا چلا مگر بیوش ہوتے ہوتے ہاتھ جو ہلا دیا تخت عیار و نکلے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے مگر اسباب عمر سازان مذکور کے جو انکے پاس تھے یعنی چالاک کے گدے حیرت پھینک مارا آواز دیکر ای سامری یہ جو شہرنا پرسان میں فوجیں تیار ہیں انکو جلا دوا در اپنے



نام کا لغزہ بھی کیا منہ مہتر چالاک بن عمر و لغزہ چالاک	بیاری من اہم چیت و چالاک
بچشم دشمن اندازم کف خاک	خلیفہ اولم چالاک نامم
قرآن نے لغزہ کیا لغزہ قرآن	سراج السیر چون ابرہہ سی
بیدان اثر در آتش فشانم	منہ مہتر قرآن شیر ثریا نم

کیا برق بھی پکارا تھا لغزہ برق منہ برق رفتار و خنجر گزار مہتر منہ مہتر لیکن گران بر سر ہزار  
 بہار و باغبان وغیرہ نے دیکھا کہ ان لوگوں نے انتہا کی جرأت پیدا کی کہ ساحران مذکور کی شکل  
 پر ہوا پر تھے اسباب سحر تو اپنے اپنے پھینکے مگر افراسیاب کا ہاتھ جو ہلکیا تحت سب کے ٹکڑے ٹکڑے  
 ہو گئے زمین پر یہ سب گرینگے اور اسرار بھی الٹتی پڑتی جاتی ہو کر ٹکڑے ٹکڑے کے گرے عیاروں کی  
 کمر میں نیچے دیے چالاک نے کہا ملکہ اسرار کو لینا یہ بھی ہماری طرفدار معلوم ہوتی ہو افراسیاب میں  
 بتلا ہو ایک ساحر نے اسکا بھی نیچہ میں دبایا یہاں قیامت برپا ہو ابریق سنگدل کے سحر کے پتھر  
 شہر ناپرساں میں برس رہے ہیں سحر حیرت سے شعلہ ہائے آتش گر رہے ہیں گلدستہ میں اُسکے  
 شعلہ جوالہ بھرے ہوئے تھے ناریوں کو جلانے لگے قرآن نے تصویر ہائے مصور کو پھینکا اُس نے یہ  
 نقشہ کیا مثل تصویر ہو کر بلا زمان افراسیاب گرے لگے کشون کے سر پھرنے لگے سحر سحر  
 نے برف برسانی گرم مزاجوں کو ٹھنڈا کیا بجیاؤں پر سر منڈا تے ہی اوے پڑے ٹھنڈے جہنم میں ہو گئے  
 سر نہ تو عیاروں کو مع اسرار بخون میں دبا کر طرف اپنے لشکر کے چلے جب عمر و نقب میں اتر مارا  
 نے سحر کے طبقہ زمین کا اڑا دیا عمرو کو ساتھ لیا طرف لشکر ظفر اشد کے مثل باد صحر بھاگی مگر خوف سے تھری  
 ہو بیان شہر ناپرساں میں رات بھر شہنشاہ سلیم و شہنشاہ توسن و مواج بن گرداب آدم خوار و طمرہ  
 صد گوش دریا نوش و حجون جادو و ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش و بدرشت و بدخود خان سیہ رو  
 و ملکہ عقاب آسمان سیر و ملکہ شہزنگ سیاہ پوش و ساحر لاثانی و قواک کہر بادیشانی و طیران  
 و سیران گوشہ گیر و ملکہ شوخ و شنگ و ملکہ زعفران عجائب رنگ و قتال جادو و متعال  
 جادو و ابابیل جادو و ہابیل جادو و شریر جادو و ضریر جادو و منیر آسمان نشین و ملکہ  
 شورا نگیز جلالت آئین و قلماق اثر در پوش و سالار مینوش و ملکہ طنبور سحر ساز و ملکہ عندلیب  
 لغزہ پرواز وغیرہ رات بھر اپنی بارگاہوں میں جاگی ہیں دو گھنٹی رات رہے سے جلا دیا



خس طینت و میون خصلت خرسہاے بادۂ صلاحت سیاہ رو بدخویرہ درون حاضرین آ رہ کش  
تسکش چشم کن سینہ شکاف پھر رہے ہیں دارین استاد بر سر کشی جلا دسب سے زیادہ منظم صفا  
جاہ چشم شہنشاہ نیلم و ساحر پرن شہنشاہ تو سن سحر ہوتے ہی بارگاہوں سے نکلے تھے کیا ایک  
یہ قیامت برپا ہوئی چونکہ برائے انتظام کل شاہان و ساحران بد انجام اپنے خیموں سے باہر آچکے تھے  
دیکھا کہ شہنشاہ آسمان سے یوں چلے آتے ہیں نیچے سراو پر پالوٹن اور عیاروں کے لغزے ہوئے  
برق و سنگ و خجرو تیر و تبر برسنے لگے لاکھوں بجیا و اہل جہنم ہوئے صدا ہاے گیر و دازنا بہ فلک  
پونجی زمین تھرنے لگی چونکہ یہ سب ساحران زبردست ہیں بادۂ سحر و ساحری سے مست ہیں حیران  
و پریشان لاکھوں لاشہ پھڑک رہا ہو گا۔ ابر تیرہ و تار کرکڑا رہا ہی رعد کی گج برق کی چشمک دنی  
یثرون کی بوجھار ساحران زبردست نے تعجیل تمام بخیاں انجام سپرین سحر کی فوراً تیار کیں ان  
آفتہاے آسمانی سے اپنے کو بچاتے تھے کبھی گھبراتے تھے کہ یہ کیا قیامت آشکارہ ہو غل ہو کہ  
اب جان بچا دشوار ہو کوئی کتا ہی خداوند لقا کو غصہ آیا تقدیر برعکس کی مفت میں ہم غریبوں کے  
جان پر نبی کسی طرف شور ہو یا لات اعلیٰ منات معلیٰ توبہ کرتے ہیں آپ کے بندے مرتے ہیں و  
دستگیری ہو کوئی سامری جمشید کو پچارتا ہی بعض گھبرا کر کہتے ہیں ان سب پلعت کرو یہ سب خداوند  
بڑے ظالم ہیں اپنے بندوں کی تباہی کا افسوس نہیں کسکو پچارین کس سے فریاد کریں رات سے  
بازاری بد معاش جمع تھے بڑے بڑے پہلوان ڈنڈ پیل سن چکے تھے کہ بروقت قتل اسد  
ضرور لڑائی ہوگی مال لوٹینگے آج کے وعدے پر مہاجنون سے قرض لیا تھا ان سب صاحبوں  
نے جو یہ ہنگامہ دیکھا آپس میں کہا لو بھائیو غدر ہو گیا اسوقت نہ دانہ نہ فریاد ہی مطلب حاصل  
کر جو جسکا مال ملجائے لوٹ لو اپنا بیگانہ کیسا کسی نے کسی کی پگڑی اچھال دی صرافوں کی دوکانوں کی  
تھیلیاں غائب ہونے لگیں شہرنا پر سان لٹنے لگا دوکاندار رام رام کہہ بھاگے بعض واقفکاران شہر  
شوالوں میں گھس پڑے بت سونے چاندی کے قبضوں میں کیے برہمن تمپری دھوتیاں باندھے  
ہوئے پو پھتیاں پھینک پھینک کر بھاگے جلا د اپنے گلے کاٹنے لگے مگر افراسیاب زمین نہک پونچا  
تھا کہ تیلہ فولادی زمین سے نکلا شہنشاہ شہنشاہ کتا ہوا افراسیاب کو لپٹ گیا گو دین لیکر چھٹاپانی کا  
مارا افراسیاب نے آنکھ کھولی یہ قیامت برپا دیکھی ساحر جل رہے ہیں زمین سے شعلے نکل رہے ہیں کہیں



پتھر پرستے ہیں ساحر جان بچانے کو ترستے ہیں ایک سمت برفباری اما ایسا بوج کی بقیاری افراسیاب  
 نے اٹھتے اٹھتے ایک لغز کوہ شکاف کیا دیکھا نہ حیرت ہر نہ سرمانہ ابریق نہ مصور مگر سحر آسنے  
 پتھر برسا دے ہیں برف گرا رہے ہیں وہاں بوقت سحر صرصر و صبار فتا ر جو درختوں نے بندھی تھیں گاہ کشوں  
 نے آکر انکو کھولا یہ دونوں بدحواس افتان و خیزان اس مجمع میں آکر پہنچیں دیکھا دریا خونروان  
 بہ رہا ہر افراسیاب نہ منم کہ رہا ہر بھاگ کر دربار گاہ حیرت پر آئیں دیکھا دربار گاہ پر شاہا ہر خوف  
 سے نگہان بھاگ گئے یہ دونوں پردہ اٹھا کر اندرائیں دیکھا بی حیرت دو شاہ تانے سو رہی ہیں  
 خیال کر کے دیکھا دماغ پر پٹی بیوشی کی چڑھی ہر دونوں پیٹنے لگیں پٹی آتاری سنہ دھلا کر کہا بی بی جلد  
 آجیے سارا شہر قتل ہو رہا ہر صاف ثابت ہر کہ مسلمان آ پڑے سحر ہو رہے ہیں آپ کی فوج دالے  
 رو رہے ہیں لاکھوں بھاگے لاکھوں مرچکے شہنشاہ کو سازین پر گرتے تھے پتے نے روکا شاہان  
 او و العزم اپنے کو بچاتے ہیں سرداران لشکر گھبراتے ہیں حیرت آنکھیں ملتی ہوئی کتنی ہوئی علی آگسٹ  
 اس سلطنت کو کسی غریب کے گھر بیاہی جاتی ماش کی دال روئی کھاتی آرام تو پانی نگوڑے مسلمانوں  
 نہ دن سو جھے نہ رات نہیں معلوم مجھ کو کون بیوش کر کے ڈال گیا میں کیا جانوں صبح ہوتے ہی کیا اندھیر  
 ہوا ناگاہ اک کینز دڑی ہوئی آئی کہا ملکہ جلد چلیے شہنشاہ خفا ہوتے ہیں آپ کے سحر نے آگ لگا دی  
 ہزاروں جلگئے لاکھوں جان بچا کر ملگئے ہر گھر حیرت گھر اکر دڑی اس عہد میں صرصر و صبار فتا  
 خیمہ مصورین پہنچیں دیکھا مرشد زادے ننگے چٹائی میں لیٹے کھڑے ہیں صبار فتا رنے کہا  
 آستانی صاحب دیکھیے یہ کیا سامان ہر صرصر نے کہا یہ نگوڑا ننگ خاندان ہر ہمیشہ جامے سے باہر  
 رہتا ہر عیاروں کی جفا ستا ہر صرصر نے منہ پھیر کر چادر اٹھایا منہ پر چھٹیا پالی کا مارا مرشد زادے  
 نے گھر آکر آنکھ کھولی صرصر و صبار فتا ر کو سامنے پایا سمجھا عیاران اسلام مجھے مارنے آئے ہیں چاہا  
 و ڈر کر دوپٹہ مارے صرصر نے کہا مرشد زادے ذرا ہوش میں آئیے شہنشاہ کے پاس چلیے دیکھیے آپ کی  
 تصویروں نے کیا نقشہ کیا ہر ہم صرصر و صبار فتا ر میں مصور گھرا یا جامے سے باہر تھا اب لباس  
 پنا گھر آکر پوچھا کہ اس قتل ہو گیا عیار زنجیوں نے کہا باہر تو چلیے زیادہ نہ چلیے مصور جلدی لباس  
 ہر گھر بیرون بارگاہ نکلا دیکھا قیامت کا ہنگامہ ہر اس عرصے میں صرصر و صبار فتا ر نے جا کر سر و ابرق  
 کو بھی ہوشیار کیا یہ بھی دونوں آنکھیں ملے ہوئے گھبراتے ہوئے بدحواس کہتے ہوئے کیوں ملکہ خیر



تو ہوشیار فتنہ کرنے کا چلو تم لوگ یہاں ہوش پڑے تھے سحر نے تمہارے قیامت برپا کر دی یہاں  
 افراسیاب کھڑا ہوا فوج والوں کو بچار ہا ہی سحر دفع کرتا جاتا ہی آگ بجھانے کو پانی برساتا ہی برف  
 پر برق چمکاتا ہی کہ سامنے سے ملکہ حیرت پٹتی ہوئی پہونچی افراسیاب نے کہا کیوں او حیرت ناک  
 تیری کا ٹالون تیرے سحر نے لاکھوں کو جلا یا حیرت نے کنا شہنشاہ میں تو ہوش پڑی تھی سحر تو میں نے  
 برائے مسلمانان بنایا تھا کہ صبح کو زیادہ مشقت نہ ہو مسلمانوں کو میرے فہون سے مہلت نہ ہو سہ ماہ ابرلیق و  
 مصور بھی پہونچے افراسیاب نے کہا وہ مرشد رازدے بڑے حرامزاد ہے ہوا پنی تصویر کو تو رو کو مصو  
 نے کہا زبان بٹھالیے ہیو وہ بات نہ کہے نکالے ناماد اسے کہہ کر سارا طلمس مٹا دو لو لگا افراسیاب نے کہا تھا  
 ناماد او بچارے کیا تھے الٹی ملیٹی نالایق تھیر کر تے ہیں ایک مسلمانوں کا خدا ہی ایسے نامرد ہیں ایک  
 سے پونے دو سو ڈرتے ہیں آپ کو کچھ معلوم بھی ہو شاید طلمس کشا چھوٹ گیا پر بھر کال افراسیاب مصو  
 و حیرت و سہ ماہ ابرلیق نے ملکر وہ جو سحر سے آفتیں برپا تھیں انکو ہٹایا اب جہان تیرو قرار روشن  
 ہوا افراسیاب کو پرچہ اخبار گزرا کہ بارہ لاکھ جادو گر گر گیا کچھ بردن میں ٹھنڈے ہوئے کچھ آگ کی سوزش سے  
 جہنم میں گئے شور گریہ و زاری بلند ہو کوئی کتا ہی باپ مارا گیا کوئی کتا ہی جوان بیٹا مو کوئی کتا ہی بھائی  
 قونے شباب میں جان گنوائی گیسبان سر پٹ رہی ہیں شہرے لکے نو چوین کو لے گئے افراسیاب نے  
 سہ ماہ ابرلیق سے کہا ان سب کو چپ کر دیا مٹوش ہوں لاسٹے جلد اٹھوا وابدولت جا کر گنبد لوزین تو  
 دکھیں اگر حرامزادی مارا ان خواجہ عمر کو لے کر راہ لقب سے پہونچی جلاوون پر تو حکم ناطق تھا کہ سوا  
 میرے جو کوئی آئے اگر میری زوجہ بھی ہو اسد و مہجین کا سکاٹ لینا دیکھوں ان بچاؤن نے کیا کیا  
 سہ ماہ ابرلیق وغیرہ چوب و حقائق لیکر دوڑے اس بدعت میں ہزاروں کے سر پٹھے لاشے اٹھوانے میں مصروف  
 ہوئے جنگل تمام لاشوں سے معمور ہو گیا افراسیاب بقعر و عتاب چرخ مار کر بالائے گنبد نور آیا کہ دیکھا اسد  
 و مہجین نہ مار د جلاوون کے سر کٹے پڑے ہیں گھبرا کر لقب میں پھانزا دیکھا بیچ میں سے طبقہ ٹوٹا ہوا ہی لاش  
 نخل بدعت پڑا ہر لقب کی عمارتیں برباد یہ حالات مصیبت آیات دیکھ کر تھرو غضب میں کانپتا ہوا بیرین  
 لقب آیا تمام حاکمان در بند متروک و متوحش ایک مقام پر کھڑے ہیں سب کے افسر شہنشاہ سلیم و شہنشاہ  
 توسن و ملکہ فیروزہ و دخان سیرہ و آبسین اشارے کئے کر رہے ہیں نیلم کتا ہی شہنشاہ کی  
 عقلمت حد پہونچی سرداروں کو لیون بزار کیا سب نامی نام آوارا کین طلمس رازدار جا کر شریک مسلمانان



قید اسد خاوری کا انتظام ہو سکا ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ توسن کیسے منتظم ہیں کون کون صاحبین  
 بھائی صاحب کے سپرد ہیں اگر کہیں چھوٹ جائیں تو طلسم ہوش ربا کی خاک اڑا دیں شہنشاہ ہوش ربا کی  
 زندگی دشوار ہو بھاگنے کا راستہ نہ ملے ہر نفس کو رخ و ملال ہو پچھے بھلا چھڑانا تو مشکل ہو اتنا تو کوئی دہشتا  
 کر دے کہ ہمارے بھائی صاحب کے زندان میں کون شخص قید ہو قیدی کا کیا نام ہو اس کے قید کرنے سے  
 کیا کام ہو نہ محافظ نہ نگہبان اتنے بڑے بادشاہ جلیل القدر ہو کر ہفتہ میں خود ایک مرتبہ تشریف لیجاتے ہیں  
 اپنی آنکھوں سے قیدیوں کو دیکھ آتے ہیں مصویر جادو تو ایک آلو کے ٹھکے میں کہا اے بادشاہ عالیجاہ  
 وہ کونسے قیدی ہیں جو شہنشاہ توسن کے سپرد ہیں بادشاہ ملک میں یا گرد ہیں شہنشاہ توسن نے ہنسکر  
 کہا مرشد زرا سے اعزاز و اکرام تو قیدی کا آپ نے سنا اسکا نام لے لیا کیونکہ مناسب ہوا کہ آپ بخوبی آگاہ ہیں  
 اس وقت خیال میں نہیں ہوا کہ آپ ہی بزرگوں کی صلاح سے وہ لوگ قید ہوئے مگر عرض کرتا ہوں مثل  
 باغبان وغیرہ اگر ہم شہنشاہ سے باغی ہو جائیں ایک ہفتہ میں طلسم کا کام تمام کر دیں مگر شہنشاہ کے راز  
 ہیں اس سلطنت ہوش ربا کے ہم خود مالک و مختار ہیں کل امورات ہماری راے سے ہوتے ہیں ایک  
 قید میں طلسم کشا کی ہمنے دخل نہ دیا دیکھیے کیا انجام ہوا ملاحظہ کیجیے شہنشاہ گنبد نور سے آتے ہیں  
 مروی کی خبر لاتے ہیں یہاں تو یہ باتیں ہیں توسن طلسم کی باتوں پر کل سردار نہیں ہے میں افراسیاب  
 پر ہنسنے کوئی کتا ہو غافل ہو کوئی کتا ہو بالکل جاں ہر کوئی کتا ہو انتظام ہو سکا ایک کتا ہو اسد کو  
 عمر و چھڑا لیا کچھ ہو سکا ایک کتا ہو کیا غضب کے عیار میں آسمان پر اڑ رہے تھے ہوش کر کے شہنشاہ  
 کو بھاگے کیا غضب کر گئے لاکھوں کی جان گئی کیا قیامت کا ہنگامہ تھا چند کس جو بچے یہ بھی عنایت  
 لات و منات ہو صبح کو یہ سمجھ میں آتا تھا دن ہو کہ رات ہو یہ باتیں تھیں کہ افراسیاب غصہ میں تیوری پر  
 مل منہ میں کف بھرا ہوا پیشانی پر شکن دریاے قمر موجزن جیسے ہی قریب آکر ہو پناہ میں توسن نے براہ  
 مضحکہ مسکرا کر پوچھا کیوں شہنشاہ کیا طلسم کشا چھوٹ گیا عمر و کیونکہ پوچھا کس نے سراغ لگایا اس راہ کو  
 کون جانتا ہو عمرو کی کس نے رہبری کی کس سرکش نے خود سری کی افراسیاب نے جو سب کو سکاڑتے  
 دیکھا فرط غصہ میں تاج کو کچ کر کے مچھون پڑا و پیر کہا اے حاکمان در بند طلسم ہوش ربا دے ناظران  
 ممالک عجائب دنیا بادشاہ کسی صاحب کے بھروسے پر سلطنت نہیں کرتے ہیں اگر ان کو من تمام کوہ و دشت کو  
 جلاوطن اگر دعویٰ خدائی کروں مردے کو زندہ زندہ کو مردہ کر دکھاؤں اگر معلوم نیزنگت شہیدہ پر آجاؤں



فلک ہفت پیکر کے چھکے چھڑاؤں سب صاحب بخوبی واقف ہیں چند کس ناواقف ہیں اپنے بزرگوں سے  
 سنا ہوگا جس روز بادولت دریا کے نیل پر ہوئے نچے لوح طلسم کی تلاش تھی آپ سب صاحب فرماتے تھے  
 اوشن شاہ دریا کے نیل پر نہ جائے نہ لینے کے سودے میں نہ پڑے وہ مقام عجائب و غرائب ہر دریا  
 قہار و پرمصائب ہر ساحر نے وہاں سے کنار کیا اسکا ڈوبنے والا کبھی نہ ابھرا ایک ایک موج  
 اسکی گرداب قیامت ایک ایک قطرہ محیط آفت ہنگام دریا کے نیل مکار و میل مچھلیوں کی ماسیت سے  
 کما ہی کون آگاہ ہر اس منزل جوش و خروش میں کسکو رسم و راہ ہر جانب بھی آنکھیں نہ کھالتا ہر منظر ہر در  
 قہر و غضب میں گھور رہا ہر وقت کف لاتا ہر مردم آبی کو ڈراتا ہر مقام خوفناک پھول کنار سے کنار  
 بہتر خوف تباہی جہاز عمر روان ہر ایک موج شمشیر بران ہر گرداب حلقہ نام گھاٹ اسکا تلوار کا گھاٹ ہر  
 پاٹ اسکا چادر چرخ نیلی کا پاٹ ہر ہزار ہا سین جانور آدم خوار زمین وہاں کی ناہمواریگر بادولت نے  
 کچھ خیال نہ کیا بجوش و خروش پونچا صاحب لوح قہر و قیامت میں دیو کا ہر قسم قہر کا مازنا کب  
 ہنسی تھا سب صاحب فرماتے ہیں اسکو کیونکر کال کر لایا مثل کر پاس کہنے کے چیرھا کر چینیکیا  
 اسوقت سب صاحب مضحکہ کرتے ہیں بادولت بہرام فلک سے نہیں ڈرتے ہیں اگر سرداران خواجہ عمر  
 و عیاران نامور بشارت نکھو امان بڑا کام کر گئے ماران نے عمر و کوراہ نقب سے تا گنبد نور پونچا یا اسرار  
 جادو نے شب بھر محکوم قصص و حکایات میں مصروف رکھا کتاب نہ دیکھنے دی بڑی جستجو کی اب آپ سب  
 صاحب دیکھیں سب باغیوں کو چشم زدن میں لاتے ہیں دیکھوں میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتے ہیں  
 اسوقت آپ سب صاحبوں کے موج تبسم نے خوبروان کا کام کیا اس ہنسنے نے زخم جگر پر ناک چھڑکا ان  
 کلمات قہر آیات افرا سیاب سے بڑے بڑے ساحر جو موجود ہیں اور اپنے کو سامری زبان اور جمشید عہد  
 جانتے ہیں ایسے ویسے کے سحر کو کب مانتے ہیں غصہ دیکھا افرا سیاب کا کانپے تھرائے دیکھا حقیقت میں  
 افرا سیاب کی صوت بدل گئی چہرہ سرخ ابروون پر بل آستین تا برفق چڑھائے آنکھیں جوش قہر و غضب  
 سے آبل آئین شعلہ جوالہ یا جہنم کا جلا ہوا کندا معلوم ہوتا تھا یہ کتھے کتھے صرف دسک دیکھے نظروں سے  
 سب کی غائب ہوا سب کے طائر ہوش اڑے حیرت نے پریشان ہو کر بال کھول دیے ڈوٹے منہ پر رکھکر  
 رونے لگی کہا صاحب جو غضب ہوا ایسا غصہ میں کبھی شہنشاہ کو میں نے نہیں دیکھا اکیلے گئے ہیں مسلمانوں میں  
 صرف سترہ سو سردار ہیں چھوٹے عیار مکار و خدائے میں ایسا نہ کہ میرے وارث کو کسی دام بکر میں پھنسا میں



آپ کو گویا مضحکہ کرنا مست ناگوار ہوا آج یہ سحر تو آشکار ہوا دیکھتے دیکھتے غائب ہوئے مین نہ ٹھہر گئی  
جا کر اپنے وارث کی خبر ہو گئی بڑے وقت میں جا کر شریک ہوں مجھے اپنے راج سہاگ کا ڈر ہی اراکین  
طلسم ہوش ربا کا بارگاہ عمرو میں گذر ہی سیر وارث تنہا ہی نکلیں ہوں نے ایک ایک بار یہ کہہ کر آگے آگے حیرت  
پشت پر اٹھا رہ سو تاجدار گرد گرد کش ساحران یکتا ناظران در بند طلسم ہوش ربا ساحر ہیشمار غول  
کے غول غٹ کے غٹ چلے آتے ہیں طبقے زمین کے تھراتے ہیں عینا زچہ یون کو حیرت نے اشارہ کیا  
کلا کی کھنڈوں پر بڑھ کر خبر لو جو کچھ وہاں گذرے دہم کی کیفیت سناؤ یہ شکر صر صر و صبار فنا و شہیمہ  
لقب زن و شمارہ سنگ انداز و شاہین جنگل کشا صوفیہ بد لکھنیل باد صر صر کے بھاگین و کلمہ

شکر عمرو کے سینے ساتی نامہ	ساتی ہو کہ صر شراب لائے	دن فصل بہار کے چھ آئے
ای روز راست کے شرابی	لانا اک پھول کی گلابی	سودا ہی یہ ہنسی خوشی کا
وے جام ابھی سلامتی کا	مر مر کے خزان کے دن گزارے	پھولا نخل مراد ہارے
ای میری دعا کے لینے دالے	کر لال پر ہی مرے حوالے	دل ہو مرا ڈالوان ڈول کے
لو اوے دخت رعب سے	ولین مرے وہ شباب آجائے	اس دلو میں آفتاب آجائے
نظرون ہی میں دیکھا جوی جاوے	مرنے سے بے نجات جی جاوے	اڑے جدم وہ رشک محفل
بھر جائے خوشی سے شیشہ دل	آنکھوں میں ٹپیں جولاں ڈرے	پھر جائیں نشے میں کالے گورے

ہیان ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سیر شہنشاہ باقویر صاحب قمر و ششم ملکہ مرخ  
سحر چشم شب بھر کمال آمادہ مرگ مہیا ہے قضا زندگی سے بیزار مجبور و ناچار چیلان و پریشان مترود  
و متوحش کبھی بارگاہ میں کبھی بیرون بارگاہ گردش سیارگان پر نگاہ جون جون رات کھٹی ہو غم و الم طبع تھا  
ہوا ہالیان لشکر کمرین بانو سے ہوئے اپنے اپنے بستر پر پول و مکہ گوش بر آواز کہ مالک ہمارا حکم دے  
اگر دریائے آتش ہو بھانڈا پین مرین لطین ناگاہ گریبان سحر جاک ہوا ملکہ مرخ سحر چشم کبھی اگر بیرون بار  
آئین کہا لو یار و سحر ہو گئی ہم سب کی صبح ہوئی کوئی عیار ملٹ کر نہ آیا کچھ حال شہزاد پرسان نہ سنایا جان  
دینے کا بھی وقت آیا برا سے خدایار و طبع کدکھو شہزاد پرسان کا کیا رنگ ہو خدا نخواستہ طلسم کشا  
کو قتل تو نہیں کیا اگر گنبد لوزے اتارنے کا قصد ہوا ہو ہکو طبلہ لاکر خبر دوانی جا کر جان دین افسوس  
صد فوس کیا لاشہ ہمارے افسر کا اکیلا رہ گیا واجب تو یہ تھا کہ بیچ میں تھا فایہ سالار اگر دہالیان فافلم



دیکھنے والے دیکھیں ملازم نکھواری بعد مرنے کے بھی اپنے آقا کے ہمراہ میں اصل میں ہوا خواہ میں قریب تھا کہ لوگ خبر کے واسطے دوڑیں آسمان پر برقیں چمکین باغبان قدرت بصد صولت خوش انداز خوش رو ملکہ بہار جادو و ملکہ سرخ موے کا کلکشا وغیرہ بارہ سردار عیاروں کو اپنے پنجہ قوی میں تھامے ہوئے ایک ساحرہ ضعیفہ کو باغبان قدرت اپنے دوش پر ڈالے اس رنگ سے آکر زمین پر اترے ملکہ مہرخ نے بقرار ہو کر آواز دی یارو براے خدا کچھ خبر بھی سناؤ ول کو مجھ سوختہ بخت کے تسکین و دوا دل باغبان قدرت نے اتنا جواب دیا کہ ملکہ عالم خیریت ہی بیان کرتے ہیں جس ساحرہ کو میں لایا ہوں اسکو افراسیاب باغ سیب سے گرفتار کر کے لایا تھا ہوشیار کروں تو مفصل حال یہ بیان کرے ہمنے عیاروں کو روکے ہوئے گرتے دیکھا فوراً سنبھال لیا ملکہ بہار جادو نے اور باغبان قدرت نے ملکہ اسرار جادو کا سحر تار یہ راز دار ملکہ اسرار ہوش تھی جسوقت افراسیاب اسکو لیکر باغ سیب سے چلا تھا ایسا سحر بھیجیا نے کیا تھا کہ تمام جسم میں آبلے پڑ گئے تھے آنکھوں سے بالکل سو جھٹھا تھا اب جو بہار و باغبان نے پھول برسائے گل مراد حاصل ہوا چہرہ انور اسلام سے مثل ماہ کامل ہوا آنکھ کھول کر اس بار گاہ فلک اشتباہ کو دیکھا ملکہ مہرخ انتشار میں خبر فرحت اثر کے انتظار میں جلد سرداران نامی سالاران گرامی کو اپنے گرد حلقہ زن پایا چہار جانب ہجوم سیارگان یح میں ملکہ مہرخ مثل ماہ تابان اسرار جادو اب سمجھی کہ میں بار گاہ گردون پناہ اہل اسلام میں پہنچی خوشی خوشی آٹھکر بادشاہ حجابہ کو سلام کیا ملکہ اسرار جادو نہایت بلیغ فصیح ہر خیل کہ سن زیادہ تھا مگر حسن بیج شیرین کلام نیک انجام بعد سلام ہاتھ اٹھا کر صفت ملکہ مہرخ میں بفضاحت یہ خید شعر پڑھے نظم

شاہان سرفراز سب اسکے ہیں پائے نام	شاہا ترے گدا کا ہو مشہور احتشام
میدان کارزار میں ادنے ترا غلام	ہوا سب پر سوار کرے غم جنگ اگر
اڑ جلے خاک اُدھر کو جدھر کو پھرے نگام	جولان کرے جدھر کو رہے سطرف نہ خاک
افراسیاب کون ہو رستم ہی ان کلام	پامال اس قدر ہو کہ معلوم بھی نہ ہوں +
آوے گرا اسکے ہاتھ میں یک لخت بے نیام	شمیر اسکی خرسن اعدا کوئی جو برق
بے سر ہیں پھر تو مد نظر یک قلم تمام	ہلجائے اور ٹمک صف اعدا کی اور کو

آپ کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کو اسکے منہ میں زبان ہی جو بیان کر سکے عداوتیں حضور کی



یہ چند اشعار آبدار عرض کرنا واجب و لازم ہوا اشعار

نو شیروان پہ عدل کا گویا ہوا اہتمام  
کیا کیا ہی خوبونے کی حق نے تجھ کو خلق  
یا مین تری شجاعت و ہمت اب کلام

و تیار ہوتیرے عدل میں اور عادل نہا  
ابناے روزگار کے اور فخر و احترام  
تیرا ہی بار علم و ایصال صاحب قار

اور وہ کہ تیرے عدل کی نسبت بخاطر عا  
زخم جگر کو سو وہ الماس الیتام  
مذکور علم کا مین کروں یا بیان خلق  
کشتی خاکدان کا جو پانی پہ ہو قیام

و عادی سرداران بارگاہ اسلام سے بعلکیر ہوئی ملک مہرخ نے فرمایا اور ملکہ اسرار برائے پروردگار  
جلد کچھ حال خیریت مال طلسم کشا و خواجہ عمر و بیان کرو کہ قلب نا صبور کو کونہ تسکین ہوا اسرار جادو نے  
کہنا اور شہنشاہ انجم سیاہ پروردگار عالم دبیدم اقبال کو ترقی عطا فرماے روز سیاہ دشمنان تیرہ نخت  
کو دکھائے خواجہ اصحیح و سالم ہیں کنیز حضور صنف شکن ملکہ ماران زمین کن راہ نقب سے منگو  
ہمراہ سے کر بر سر گنبد نور گئی ہو مین برائے کارگزاری باغ سیب مین باس افراسیاب کے ہی  
رات بھر اس تیرہ نخت کو کتاب سامری ہنیں دیکھنے دی ایک افتاد پڑی کہ نخل بدعت کو شائد  
خواجہ یا ماران نے قتل کیا پس افراسیاب خانہ خراب آگاہ ہو گیا مجھ پر بھی یہ بلا نازل ہوئی  
تھی خواجہ کو سمجھا دیا تھا کہ جہان مکمل ہو اند نقب کے دوسا خرمگبان ہیں انکو زندہ گرفتار کرنا  
انکے خون سے ہاتھ نہ بھینا مگر نخل بدعت نہایت ہوشیار مکار غدار تھا عقل سے دریافت ہوتا  
ہو کہ اُسے ضرور خواجہ عمر کو پہچانا ہوگا وہی اُسکی موت کا بہانہ ہوا اب ہنیں معلوم پھر خواجہ عمر و پر  
کیا گزری گڈا گے بڑھکر خبر دریافت کرنا واجب و لازم ہوا اگر طلسم کشا کو قبضہ مین کر لیا تو کیا  
سبب ہوا کہ ابھی تک تشریف نہیں لائے خیر خواہان دولت کی کیوں نہ طبیعت گھبرائے یہ کیفیت  
گوش ہوش عیاران نامی سن رہے تھے تعجیل بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر برق و چالاک و  
جالس نور و ضرغام و قران بیرون بارگاہ آئے بانجمن و بہار نے کہا اور عیاران طرار ہمارا بھی  
ساتھ چلنا ضرور ہو اسوقت مین تامل و تساہل سراسر عقل کا تصور ہو سب سردار آمادہ ہوئے کہ ہم سب  
جاتے ہیں خبر لاتے ہیں ایسا نہ کہ نقب سے نکلتے نکلتے ملازمان افراسیاب گھبریں از شہزاد پریشان  
تا کوہ بلور فوجین فروش مین خیر خواہان طلسم ہوش ربا سرکش مین مہرخ کو بھی تاب نہ آئی کہا صاحب جو  
مین سب مین نامزد ہوں کہ مرغ زرین بنی بیٹھی ہوں شب بھر سردھنکی آتش رخ و مصیبت مین بھناکی  
سب سرداران جان نثار تیار ہیں چلنے پر تیار ہیں کہ محلہ سے گرداڑی مگر سپان و خوشان غبار الم سب



دونوں پر تھے اسی جانب سب دیکھنے لگے لسان ابر رحمت یا آفریت وہ گردش ہوئی سب دیکھا  
 آفتاب درخشان آسمان عیاری بتر تابان برج خجری مشی مثل باد صحر اڑے ہوئے آئے ہیں ایک جانب  
 ملک ماران زمین کن گم رنگ روغیر سب سردار بے اختیار گے بڑھکے پکاراٹھے شمع  
 ایک راستان خبر مارا بگو + احوال گل بلبل لیستان سرا بگو بد و دیگر از کجای سری اور بد فرخندہ قلم  
 باد قربان سرت حلقہ مرخان ارم + خواجہ براسے خدازبان معجز بیان سے خبر فرحت اثر سنا وایسا نغم  
 مشتاقوں کی روحیں پھڑک کر جسم خاکی سے کھجائیں خواجہ عمر و نے آواز دی اور سرداران نامی وجان  
 نشان گرائی رت اکبر صانع مجبور نے فضل اپنا شریک حال کیا دور دل کا غم و ملال کیا اسد غازی  
 ملکیت حسین کو گنبد نور سے جا کر بخیر و خوبی لایا مالک بے نیاز نے یہ روز سعید دکھایا یا غبان قدرت  
 یہ مشرودہ جان بخش سنکر مثل گل شگفتہ ہوا بہار جاو و خوشبو پھولے نین سمانی تھی دوڑ کر خواجہ عمر و بن  
 اہیتہ نامدار کو گود میں اٹھالیا ماران سے ایک ایک بخوشی نعلنگیہ ہوتا تھا اس عظم و شان سے خواجہ  
 عمر و کو لیکر بارگاہ فلک اشتباہ میں آئے ملک معراج بخوشی تخت پر سرداران و نشان و شان و شان  
 کرسیوں پر تھکن پانچون عیار سامنے حاضرین سب باشتیاق خواجہ عمر و بن امیہ ضمری کی جانب  
 دیکھ رہے ہیں مصرع چون گوش روزہ دار برآمد کبر است + اب خواجہ کرسی پر جلوہ فرمایا ہین مگر خاموش  
 حیرت کا جوش ملک معراج نے کہا خواجہ براسے خدا کچھ بیان کرو زبیل سے اسد و حسین کو کھالو آنکھیں  
 مشتاق ہیں چند ساعتیں بھی شاق ہیں دیدار فرحت آثار سے دیدہ دل منور ہوں یہ سنکر خواجہ نے  
 سہ نبایا کہا صاحب جو یہ تو بیشک ہو گنبد نور سے آنکو آتا لایا مگر وہ دونوں میرے پاس نہیں ہیں میں دو چار  
 دن میں تدبیر کر کے آؤنگا ہفتہ عشرہ میں تم سے ملاؤنگا ملک بہار نے گھر کر کہا خواجہ کیا راہ میں فرستیا  
 ملکیا آئے چھین لیا جلد فرمائیے اسکا نام تباہی ہے ہم کوافر سیاب سے مقابلے کو موجود ہیں اور کسی کی  
 کیا حقیقت ہے عمر و نے کہا صاحب جہان اسد و حسین ہیں وہاں لڑائی کا کام نہیں ہے اس مقام  
 پر فرشتوں کے پر جلتے ہیں ملک بہار نے کہا کیا کوئی افر سیاب سے بھی زیادہ ہے عمر و نے کہا سنو  
 ساکھ بڑی چیز ہے دین میں زور نہیں چلتا میں مہاجن کا فرضہ ارتقا مقدمہ رانی اسد غازی میں  
 اس قدر صرف کیا وہ راہ میں چھپا کھڑا حاجب میں لقب سے کھلائے قیدی مجھ سے چھین لے  
 میں کیا غدر کرتا یا سنکر یا غبان قدرت ہنساکہ خواجہ ہم سب قرضہ ادا کرنے کو حاضر ہیں



عمر و نئے کہا صاحب سنو صاف یہ ہو روپے کا کام زبان سے نہیں نکلتا جن صاحب سے جو کچھ ہو سکے  
مجھے کسی سے انکار نہیں ہو موافق اپنی اپنی حقیقت کے سب صاحب دین اپنے افسر کو رہا کریں نہ  
وہ صاحب بڑا ظالم ہو نہیں معلوم کیا آفت برپا کریگا یہ لکھ کر ایک بڑا سا چادرہ زمبیل سے نکالا عین  
بارگاہ میں بچھا دیا فرمایا بان بسم اللہ سب صاحب رکھتے یہ تو مجھ کو یقین ہو کہ آخر مجھ کو تسک لکھنا  
ہو گا رفتہ رفتہ ادا کرتا رہو لکھا مگر سو دو تو پہنچ جائے روپیہ بڑھنے نہ پائے وہ قرضہ استغدر ہو کہ جب کا  
سو د بھی پہنچنا دشوار ہو اسکا بانی حمزہ نامدار ہو انکی دختر بلند اختر زبیدہ شیر گری میرا فرزند کرب والا  
تدبیر وہ شادی جس میں تمام شاہان عالم کا مجمع تھا محفل نہ تھی گویا مرتع تھا آقا کے نامدار نے وعدہ  
سب کچھ کیا تھا مگر ابھی تک ایک جب بھی نہیں دیا بعد چوتھی سب سے وعدہ تھا پھر قرضہ کیونکر ادا  
ہوتا ایک ایک پیسہ ادا کرتے ہیں سو د بھرتے ہیں اب یہاں تم سب صاحبوں کے بھروسے پر  
لیکر خرچ کیا مگر شکایت حکایت بیکار ہو جو جس سے ہو سکے وہ اس وقت میں کمی نہ کرے اس چار  
پراشر فیون کے توڑے کرنے لگے خواجہ خوشی خوشی مال اٹھاتے جاتے ہیں باتیں نہاتے جاتے  
ہیں یہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ ابھی خواجہ عمرو نے شاہزادہ اسد و ملکہ مہ جبین کو زمبیل سے  
نہیں نکالا روپیہ پیسہ زیور سردار دیتے جاتے ہیں وہ داخل زمبیل ہو رہا ہی بھی فرماتے ہیں کہ مجھے  
کسی صاحب سے انکار نہیں یہ مقدمہ فیض و سخا ہو کوئی ایک دیگا دس پائیگا فیض ضائع نہ جائیگا  
علاوہ قرضہ داروں کے غریب و مساکین در دولت پر شب کو تنہ چھپا کے آتے ہیں انکو دیا جاتا ہی  
ہر شخص فیض پاتا ہی خانہ کعبہ میں ہزار ہا روپیہ روانہ کرتا ہوں جناب خواجہ عبد المطلب والد نامدار  
صاحبقران مستحق کو نہیں پہنچاتے ہیں وہ غریب و محکوم عسکریان تحریر کرتے ہیں دوبارہ بھیجتیا ہوں  
سب اہل دربار خوش خرم ہیں منہسی قفقے چھپے ہو رہے ہیں خواجہ عمرو کا بھی دماغ تڑپ کر تحصیل پر  
آمادہ ہیں تمام اہالیان لشکر نظر اثر مشتاق دیدار فرحت آثار اسد نامدار ہیں مگر خواجہ ہی فرماتے  
ہیں کہ آج کوئی تنفس لشکر میں باقی نہ رہے کبھی خوش کرنے کو سرداروں کے گنگنا کے یہ چند  
اشعار گاتے ہیں اہالیان محفل کو لبھاتے ہیں اشعار

بوسہ لون خیم مست کا وقت خسار ہو	ساغر جڑھاؤں نشہ محکا اُتار ہو
پستان یار کا بھی قیامت ابھار ہو	گویا نہ سال تدبیر سیوہ دار ہو



دل اپنا بلبل چمن رو کے یا رہی  
سر نیز خط سے کیا چمن رو کے یا رہی  
چلتے ہیں بعد مرگ بھی ٹھکرا کے قبر کو  
اگر یہ چشم ترک کی حفاظت ضرور رہی  
نیز نگ دہر سے نہیں حیرت زد و ن کو ڈر  
نیز نگ عشق دل میں کھلاتا ہو گل نئے

یہ باغ وہ ہو حسین ہمیشہ بہا رہی  
ہر طرف ماحر کہ خندان میں بہا رہی  
ہم خاک میں ملے اُنھیں اتیک غبار رہی  
یہ کاسہ گدا ئی دیدار یا رہی  
تصویر کے چمن میں ہمیشہ ہسا رہی  
اپنے چمن میں سیر طلسم ہسا رہی

اس وقت محفل میں عجب فرحت و انبساط ہو جاسے عیش و نشاط ہو مگر انقلاب فلک کو فتنہ گردوں  
غدار مشہور ہو ایک دم میں رنگ تازہ دکھلاتا ہو ہنستے کوڑو لاتا ہو شب کو چمن گل کھلا صبح کو  
جھوٹکے سے ہوا کے گرم کے مرجھایا اس دارنا پادار میں کبر و نخوت بچا ہو انسان ضعیف البیان  
خاک کا تیلہ ہو جہان فانی کیا لائق سکونت ہو حقیقت میں مقام عبرت ہو حمشید نے جام بنایا  
انجام کیا ہوا سکندر کا بھی حال پر لال آئینہ ہو مقام حیرت کمان صاحب آئینہ ہو و دوں کیو لے تاج و تخت ہو شا  
و گدا کو در پیش نزل سخت ہو ہر دم دم کا شمار ہو رخ و راحت بالکل بیکار ہو صا جہان جاہ و شہم کمان  
ہیں ملول و غمگین پر وہ خاک میں پنہان ہیں یہ فلک شعبہ پرداز آٹھ پر گردش میں ہو جب کو عیش  
میں دیکھوں اسکو رنج و دن ہی کوشش ہو گردش فلکی تخم مصیبت بونی ہو گل ہنستے میں شہنم آنکے  
حال پر روتی ہو لائے نے رنگ یا قوتی پایا فوراً داغ کا دھبہ لگا عند لبیان خوش نوا فصل بہار  
کے مشتاق رہتے ہیں پھول کر شاخ گل پر بیٹھنا نہ نصیب ہوا چشم زدن میں مصیبت با و خزان  
ستے ہیں شب کو معشوق گل خسار سے وصلت سحر کو صدمہ فرقت ہر ساعت دنیا میں رنج و الم  
شادی و غم تو ام میں دیکھیں انجام کیا ہو گا خوب ثابت ہو جو دیجات ہو ضرور فنا ہو گا اشعار

ہر شخص کو ایک دن ہو مرنا  
ٹٹنے کو بنی ہیں مورتیں سب  
کیا زور امانت خدا میں  
ہمیشہ رہو خواب ہو یہ دنیا  
پھر رک نہ سکا وہ جسکی آئی

بوڑھا ہو طفل ہو کہ برنا  
جانے کے لیے ہی سہکا آنا  
کیا دخل مشیت خدا میں  
فرصت نہیں منہ سے بولنے کی  
بیٹا ہو باپ ہو کہ بھائی

سٹی میں ملین گی صورتیں سب  
گزرالوں میں اس قدر زمانا  
اک نقش بر آب ہو یہ دنیا  
مہلت نہیں آنکھ کھولنے کی  
بندہ بندہ خدا خدا ہو



جو حکم وہ دے وہی بجا ہے نا بودا اور لفظ بود ہی ایک آغوشِ لحد میں اُسکی جا ہے سبکے لیے اک یہی سبق ہے اچھون کو قضا بھی چاہتی ہے چٹشکارا پھر نہیں کہیں پر کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا دان موتوف اک آدمی پہ کیا ہے دور در کا ہے فقط پس پیش کس کس کو موت نے نہ لوٹا کھد کھد کے گڑھے پٹے ہزاروں جو آیا سفر کر گیا اک دن آتے جاتے ہیں سلسلے وار آئے تو خدا کی مہربانی بر باد ہوئے ہزار ہا گھر کس جا پہ نہیں گذری اسکا جب وہ نہ رہے تو کوئی کیا ہے ٹوٹا جس کو نہیں یہ ذکر تھوڑا باقی ہر چیز کو فنا ہے	بد ہو یا نیک خس یا سعد سب کا عدم و وجود ہی ایک ہو زیست اگر بصورتِ نوح مرنا برحق ہے موت حق ہے دعہ جب ہو گیا برابر آپو چکی موت بس دہن پر پرا دیتے تھے اس اور جن ہر چیز کے واسطے فنا ہے یہ جو ہر سات دن کا ہفتہ کیسا تھا ساتھ جو نہ چھوٹا ہمکیہ میں بستر ہی سب کا حیثیت ہی جو مرے گا اک دن اس دم کا اعتبار کیا ہے جلے تو وداع زندگانی کس دل کو دیے نہ داغ اسنے داغ ہوا ہر جگہ ہی اسکا محبوب خدا بنی ہمارے انکو بھی تو موت نے نہ چھوڑا تلخی ہی صبر کی بہ از قند	پہلے کوئی جسا یگ کوئی بعد جوان کی کتار میں رہا ہے اک دن بھلیگی جسم سے روح یہ بات مگر سمجھنے کی ہے گھر ہو کہ سفر ہو جسریا بڑ جس گھر میں تھے حضرت سلیمان پونجی یہ موت دان بھی لیکن سبکے لیے یہ سفر ہی ہمیش سب جائینگے ہمیں رفتہ رفتہ رشتے ناتے کٹے ہزاروں ہڑوڑوں میں گھر بنا ہی سب کا آگے پیچھے یونہی لگاتار اس سالس پہ اختیار کیا ہے اس موت سے کون بچا گھر گل لاکھوں کیے چراغ اسنے جنگے لیے یہ جہان بنا ہے یکسے اللہ کے تھے پیارے ایک اُسکی ذات کو بقا ہے اللہ ہی صابر و ن سے خرسند
---	---	--

جب کوئی خوشی ہو تو خوف کرے فلک کی گردش سے ڈرے کہ سامنا سنچ و غم کا ہوتا ہے  
ہنسنے کے بعد انہوں نے سے منہ دھوتا ہے وہ سامنا اسوقت اہل اسلام کو ہے کہ خواجہ عمر و  
بارگاہ میں جیلوہ فرما ہیں سرداروں سے ہنس نہیں کر زرجوا ہرے رہتے ہیں دربار میں  
چل پیل لشکر میں خوشی کا ہنگامہ اسد فازی و ملکہ بہ حسین بنو زربیل میں نقد صابرقوانی



عمرو کی تحویل میں کہ یکایک ایک نعرہ کوہ شکاف کی آواز آئی زمین تھرائی ابا لیاں لشکر نے دیکھا  
 کہ عین دربار گاہ ہرخ پر افراسیاب بصد قہر و غضب زمین سے پیدا ہوا پہلے پردہ اٹھا کر اندر  
 بارگاہ کے گیا سب کو عیش و راحت میں مصروف دیکھا لکلاؤ نکھو اموا ورا و ساربان زارے  
 تین روپیہ کے پیادے بڑا صدمہ مابدولت کو دیا دیکھو تو کیا رنگ دکھاتا ہوں نکھو امی کا آج  
 مزا چکھتا ہوں ملکہ ہرخ و بہار و باغبان قدرت و سحر قدرت وغیرہ نے چاہا اٹھ کر بھاگن  
 یا افراسیاب پر بھڑک کر عیاروں نے بھی قصد کیا کہ حلقہ ہائے کندیارین یا گر کہ نقش زمین میں  
 عمرو نے بھی نیچے ٹیکا کہ جست کر کے کھجائوں یا گلیم اوڑھ لوں مگر افراسیاب نے اس جلدی میں سحر  
 کیا کہ کوئی سردار ہاتھ میں حربہ بھر کا نہ اٹھا سکا پہلے تو ایک دستک دی سب سرداروں کی آنکھوں  
 میں اندھیرا آگیا شکے ڈھل گئے معلوم ہوتا تھا کہ مردے بیٹھے ہیں کسی کے قالب میں جان نہیں  
 عمرو مع کل عیار چالاک و برق وغیرہ زمین میں پڑے ہیں بھکی لگی ہر دم توڑ رہے ہیں نہ ہاتھ  
 پاؤں میں طاقت نہ آنکھوں میں بصارت افراسیاب خانہ خراب پر حرکت کر کے بارگاہ سے قہر  
 و غضب تمام باہر آیا پردہ چھوڑ دیا ابا لیاں لشکر کا عجیب حال چہروں پر ہوا لیاں اپنے اپنے  
 مقام پر خاموش دریاے حیرت و غیرت کا جوش افراسیاب بارگاہ کے کل سرداروں کو بیکار کر کے  
 باہر نکلا وہی کہ طرف سے شہر ناپرساں کے ملکہ حیرت جادو مع اٹھارہ سوتاجدار ساحلان بدکردار کے  
 جو تعاقب میں چلی تھی رواروی کر کے آ پہنچی سب نے دور سے دیکھا کہ افراسیاب دربار گاہ  
 مسلمانان پر کھڑا ہی جیسے ہی سب کو آتے دیکھا نعرہ کوہ شکاف کر کے غرق زمین ہوا شہنشاہ توسن  
 و شہنشاہ نیلم وغیرہ وہاں سے آوازیں دینے لگے کلاؤ شہنشاہ گردون بارگاہ سب خیر خواہان دولت  
 آ پہنچے آخر ہم کس دن کے واسطے ہیں ذرا تامل فرمائیے کھڑ جائیے دیکھے تو ہم کیا کرتے ہیں فریسا  
 نے جواب بھی نہ دیا ان سب کے سامنے غرق زمین ہوا نیلم وغیرہ نے دیکھا کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ بارگاہ  
 مسلمانان تھرائی زمین سے ہمارے طرف بارگاہ کے دھنواں نکلا وہ بارگاہ کہ جس کے اندر سترو سید  
 سرداران نامی و نام آور جان و روح لشکر ظفر اشتر جمع ہیں اسکے گرد کا طبقہ بھرا یا اب بادشاہ نیلم  
 و توسن جادو وغیرہ حیران ہیں کہ یہ کیا شعبہ ہے دھنواں کیسا چار طرف سے بارگاہ کے  
 کھل رہا ہے ان باتوں کو تمام نہ کرنے پاسے تھے کہ اندر سے زمین کے نعرہ ہوا منم شہنشاہ



طلسم ہوش ربا اب طبقے کا طبقہ زمین کا ابھرا افراسیاب بقہر و عتاب و دونوں ہاتھوں سے کل  
 طبقے کو مع بارگاہ یسے ہوئے ابھرا مگر حال یہ ہو کہ تاج سر پر کج آنکھیں ابلی ہوئیں معلوم ہوتا ہو  
 حد فہ چشم سے نکلی جائیں گی بند قبائلوں نے ہوئے زرہ کی کوٹیاں شکست نعلین پارہ پارہ اس حال  
 پر ملاں سے یہ کوہ عظیم الشان اٹھائے ہوئے منہ سے کف جاری قدم کو لغزش مگر عظیم و شان  
 دکھانے کی کوشش قدم بڑھاتا ہوا آتا ہو ہر قدم پر پھرتا ہو نسیم و توسن وغیرہ وکل ناظران و رنبد  
 طلسم ہوش ربا کے ہوش پران ہین غول کے غول اس تماشے کو دیکھ کر یا سامری و جیشید کہتے تھے  
 غل مچا رہے تھے افراسیاب پانچ قدم پر آکر وہ بار عظیم ہاتھوں پر لیکر ٹھٹھا پکار کر آواز دی اور  
 سرداران شعبہ بازو و ساحران نیزنگ سازمین سے کوئی ایسا ہو کہ اس بار عظیم الشان کو  
 ہاتھوں پر اٹھائے تا بہرنا پرسان پہونچائے سب نے فریاد کی کہ ایسا ہنشاہ گردون بارگاہ  
 کو شاہنشاہ طلسم ہوش ربا ہو اس طلسم کی سلطنت کے کوہی لائق ہو سحر و قوت و طاقت میں سامری  
 و جیشید پر فائق ہو ہم میں کسی کی یہ لیاقت نہیں کہ اس بار کو سر پر اٹھائے یا تا بہرنا پرسان لیجا  
 افراسیاب بعد بیچ و تاب اس بار کو لیے جھوم رہا ہو پھر غصہ میں آواز دی یا رودس ملکہ  
 سبنھا لو تم لوگ ابد و ملت پر مضحکہ کرتے تھے قوت و طاقت و اختیار ابد و ملت کا دیکھو چشم زون  
 میں آیا بارگاہ میں بیک چشم زون کل کو ہوش کر دیا اس میں سترہ سو سردار ہین پھون عیار ہین  
 اب ان سب کو اسی طرح تا بہرنا پرسان لیجا و بگا آج ان سرکشوں کو خاک میں ملاؤ لگا کوئی  
 سوال کا افراسیاب کے جواب ہین دیتا تھا ہر ساحر کے جسم میں پھر پھری مگر ملکہ حیرت جادو  
 نے جو اپنے وارث کو اس حال میں دیکھا کہ طبقے کا طبقہ ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے کھڑا ہو گیا ہوتے  
 قطرے خون کے ٹپک رہے ہین آنخوان لڑنے کی صدا قریب ہی کنیٹیاں شق ہو جائیں سر  
 پیٹنے لگی چلائی اور شاہنشاہ یکیز اگر شریک ہوتی ہو افراسیاب نے اشارے سے منع کیا اور  
 خاتون محل خبردار زیر طبقہ بارگاہ آنے کا ارادہ نہ کرنا ملکہ حیرت جادو نے آواز دی اور شاہنشاہ  
 میں کیونکر بانوں میں کالیجہ ٹکڑے ہو جاتا ہو ایسا نہ ہو کہ آنکھیں مکمل پڑیں یا دشمنوں کے ہاتھ پانوں  
 بیکا ہو جائیں واسطہ سامری و جیشید کا کچھ جلد تدریس کیجیے افراسیاب اپنا کمال دکھا رہا ہو دین  
 کجھرا رہا ہو قوت سلب ہوئی جاتی ہو پسلیونکے کرکے کی آواز آتی ہو افراسیاب بڑا صاحب اختیار ہو



ان کلمات حیرت آیات کو سن کر ولین سوچا کہ حقیقت میں اس بارگراں کو لیکر تباہ شہر تاپرسان  
ہرگز نجا سکو لگا ایسا نہو کہ کسی طرح کی ذلت ہو بڑے بڑے ناظران در بند موجود ہیں یہ سب بڑے  
مرد و دہن پھر مضحکہ کرینگے دم نیزنگ بازی کا بھرینگے یہ سوچا پرشل ابر کے گرد جانور کوہ شکاف کیا  
آواز دی اور غلامان سامری جلد حاضر ہو مابدولت کو بڑی ضرورت ہی نیل وغیرہ نے دیکھا کہ یکدم  
افراسیاب کا ہنوز ناتمام تھا کہ زمین سے دھنواں نکلا شعلے بھرے آواز آئی اور شہنشاہ  
حاضر غلامان ذلیل کل امورات میں سرکار کے کیفل ہیں اب سنے دیکھا کہ چار پتلے قوی تن قوی  
سن رنگی بچے معلوم ہوتے ہیں زمین سے نکلے افراسیاب نے اشارہ کیا چاروں نے چاروں  
کونوں پر اس طبقے کے اپنے سر لٹکا دیے اس بارگراں کو اپنے سر پر لیا افراسیاب نے کہا اب  
مابدولت چھوڑتے ہیں ان جوالون نے آواز دی بجلم سامری سرکار لگ ہو جائیں غلام بخوبی لیکر  
چلینگے مقام شرم و حجاب ہی سرکار اتنا بڑا بار اٹھائیں چار غلام اٹھانے میں تامل کرین اب افراسیاب  
نے اس بار عظیم کو انپر چھوڑا آپ جھومتا ہوا نکلا جب سرحد طبقہ سے باہر آیا حیرت لیٹ کر  
رونے لگی کل سرداروں نے دوڑ کر ہاتھ چیم لیے قدموں کو بوسے دیے کہا اور شہنشاہ گردون  
بارگاہ تو ہی سلطنت طلسم ہوش ربا کے لائق ہو کل شاہان ہفت اقلیم پر سحر و قوت میں فائق ہی  
اٹھا رہا سوتا جداروں نے افراسیاب جادو کو گھیر لیا حیرت و امن سے لپٹی ہوئی ہجوم عام جیسا  
از مقام لشکر مسلمانان تباہ شہر تاپرسان تل رکھنے کی جگہ نہیں ہی آدمیوں سے معمور زمین ہی پشت پر  
وہ چاروں غلامان سامری طبقہ بارگاہ مسلمانان لیے ہوئے آتے ہیں اب نقشہ نگاہ ظہر میں  
ووکلمہ داستان ندرت بیان صاحب جرأت و تدبیر شہنشاہ آسمان جاہ  
کوکب روشن ضمیر بیان ہوتے ہیں

اس شب کو یہ شہنشاہ خیر خواہ مسلمانان شب بھر صفائی قلب سے مرآت واقعہ دیکھا کیا  
خواجہ عمرو کا جانا اسرار جادو کا افراسیاب کو بھلانا پھر آفت گذشتہ برپا ہونا بلکہ اسوقت  
کوکب نے قصد کیا تھا کہ جاؤں جبوقت خواجہ نے لقب میں نخل بدعت کو مارا تھا اور  
افراسیاب غصہ میں جھپٹا تھا مگر فوراً کوکب پر آمینہ میں آئینہ ہوا کہ خواجہ عمرو نے ہمد  
ومہ جبین کو زنبیل میں رکھ لیا اور لقب سے نکل گئے اسوقت کوکب نے آمینہ کو ہاتھ سے



رکھا غبار دل مٹایا ہنستا ہوا قصر مرآت سے نکالا اسوقت خورشید روشن راے نے پوچھا حضور  
 خیر تو ہو کو کب روشن ضمیر نے ہنس کر کہا میان افراسیاب کی قلعی کھل گئی کیا عمرو کی صفت کر دین  
 ماشاء اللہ کس زور و شور سے ساتھ مارا ان زمین کن کے نقب کو ٹو کیا اسد و مہ جبین  
 کو زنبیل میں رکھ لیا اور خورشید روشن راے طائران سحر کو روانہ کروا کر و جلد خبر منگوا وہم جب تک  
 امور ات دفع ضرورت میں مصروف ہوتے ہیں اور ملکہ بران شمشیر زن کو باغ نگارین میں  
 خبر دو کہ نور نظر تردد دل میں نہ کرو خوشی کا سامان میا ہو خواجہ عمرو نامدار نے بعد کد و فسر  
 بحسن تدبیر قید سے اسد غازی کو رہا کر لیا یہاں تک میں دیکھ چکا کہ خواجہ عمرو اپنے  
 لشکر ظفر اثر میں بخیر و خوبی پہنچ گئے کو کب روشن ضمیر یہ لکھا ہوا تھا نہ دھونے میں مصروف  
 ہوا خدمت گاران کا گزار حاضر ہوئے خورشید روشن راے نے دو طائر بھیجے ایک سمت لشکر  
 ظفر اثر خواجہ عمرو و دیگر نجدت ملکہ بران اول ذکر ملکہ بران شمشیر زن واجب و لازم ہو  
 انکو بھی شب بھر باغ میں ترپتے گزری لشکر تیار خود آمادہ حرب و پیکار باغ میں ٹپل رہی  
 گرد تمام شاہزادیاں صبح کو رنگ و رونق چہرے سے ظاہر قلق حکم کی اپنے باپ کے منتظر ہی  
 کہ اب وقت قتل اسد آگیا ہلکو جا کر شریک ہونا مناسب ہو افراسیاب بربادی مسلمانان  
 کا طالب ہو چکا ایک آسمان سے طائر آکر پہونچا نامہ اُسکے گلے میں بندھا ہوا ملکہ بران نے  
 نامہ لیکر مضمون پڑھا ہنس پڑی مثل گل کے شگفتہ ہو گئی کہا لو صا جو خواجہ نے طلسم کشا  
 کو چھڑا لیا افراسیاب خانہ خراب کو داغ دیا صد اسے مبارکباد بلند ہوئی ملکہ بران نے  
 کہا اب سب ملکر لشکر میں خواجہ عمرو کے چلینگے آج سریر جہان بانی پر جاؤ سب ملکہ جبین  
 الماس پوش ہو گا بحر عیش و عشرت کا جوش ہو گا یہاں تو یہ ذکر ملکہ بران شمشیر زن  
 کو جلسہ عیش میں جانے کی فکر لباس فاخرہ نکلنے لگے سب سردار کپڑے بدلنے لگے  
 مگر وہ طائر جو براے تنہیت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری گیا تھا جو حال مصیبت مآل تحریر  
 کر چکا ہوں اُسکو دیکھا چشم زدن میں پٹا کو کب تخت پر آکر جلوہ فرما ہوا ہے جو اہرات  
 کی کشتیاں نکلوانے کا حکم دیا ہے کہ وہ طائر آکر پہونچا کہا اسد شاہنشاہ غضب ہو گیا افراسیاب  
 جادو کل سرداروں کو مع طبقہ بارگاہ مسلمانان سحر سے بیکار کر کے لیے جاتا ہے غلام نے



آنکھوں سے دیکھا ہالیان لشکر عمرو بن شورگر یہ وزاری بلند ہواں بارگاہ میں سب سردار  
کل عیار موجود تھے جب افراسیاب آیا جس طرح عرض کیا اٹھا کر لے گیا یہ سنکر کوکب نے  
زانو پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو غضب ہو گیا عمرو کی کل مشقت ضائع ہوئی عجب خبر وحشت اثر  
شائع ہوئی مگر میں ابھی جاتا ہوں اور خورشید روشن راے بران کو بھی فوراً لکھو کہ بی بی  
لشکر کشی کرو افراسیاب خانہ خراب کل سردار و نکو مع شیخ و شاب لیے جاتا ہے ہم سب کو  
داغ تازہ دیے جاتا ہے خورشید روشن راے نے فوراً ملکہ بران شمشیر زن کو خبر دی  
ملکہ بران نے بھی منہ پیٹ لیا یا تو خلعت نکل رہے تھے ان سب کو پھینکا اسباب سحر اٹھایا  
یتاری جنگ ہونے لگی کوکب روشن ضمیر بتیاب و بتقار حال مسلمانان پر لشکر اسلاح  
جنگ سے آراستہ ہو کر مرکب ہا و رفتار پر سوار ہوا کہ ایک طائر کا ندھے پر آکر بیٹھا چکا را مارا کہ  
ایک کاغذ ہاتھ میں کوکب کے دیا کوکب نے اسکو کھول کر پڑھا طرف سے برہمن و یمن تن  
کے مرقوم تھا کہ امی شاہنشاہ گیتی پناہ برائے خدا کیسی ہی ضرورت ہو خبردار خبردار قصر جمشید سے  
قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خدا نخواستہ دشمنان شاہنشاہ کے واسطے سامنا ذلت کا ہر گردش  
سیارگان سے صالح خورشید و ماہ بچائے فلک نیزگیان دکھاتا ہے صاحبان لیاقت ہی کو ستانا  
ہے میضمون پڑھ کر کوکب کو پسینہ آگیا قریب تھا کہ غیرت سے غش آجائے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہ  
اپنے کو ہلاک کروں خورشید روشن راے نے ہاتھ تھام لیا قدموں کو بوسہ دیا گرد پھرا تصدق  
ہوا عرض کی خیر ہر چشم زدن میں کیا ہو گیا فلک نے کوئی نیزنگ دکھایا شعبدہ نو کا سامنا  
ہوا کوکب نے کہا کہ مسلمانوں پر قویہ افتاد افراسیاب ستم ایجاد کی بیداد کل سردار و نکو بقہر و  
عتاب وہ خانہ خراب لیے جاتا ہے استاد جی نے تحریر فرمایا ہے کہ قصر جمشید سے باہر قدم نہ رکھنا  
کیسی مشکل ہے عمرو کے کیا کیا مجھ پر احسان ہیں کہان کہان اسنے جان لڑائی جان آبرو بچائی  
میں اسکی مدد کو بجاؤں منہ چپ کر بیٹھ رہوں مصرع و اسے بر ما و گرفتاری ماہ اگر خواجہ  
عمرو کو افراسیاب نے قتل کیا یا اسکا ایک موے جسم بھی کم ہوا میں دنیا میں منہ دکھانے  
کے قابل نہ رہوں گا صاحبان حیات کیا کہیں گے ہر محفل میں ہی ذکر ہو گا کوکب روشن ضمیر  
قابو پرست ہے خواجہ عمرو سے بھائی چارہ کیا وقت پر اسکا ساتھ نہ دیا خورشید روشن راے



نے کہا اوشاہ شاہ تقدیر اکھی سے آپ مجبور ہیں برہمن روٹن تن نے بتا کید لکھا ہر دشمنوں کو دولت کا سامنا ہو مردان عالم کی جان جائے بخت بد روزیہ نہ کھائے خورشید تنہا غیر خواہ ہو حسن تدبیر سے کوکب روشن ضمیر کو روکا اور باتوں میں اُلجھایا فوراً معرفت طائرانِ سحر بران کو بھی آگاہ کیا صرف اتنا مضمون لکھ دیا کہ برہمن کی تاکید ہر خبر دریاغ نگارین سے قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خرابی ہوگی یہ خبر وحشت اثر سنکر بران نے بھی رونا شروع کیا دو تہڑ چلنے لگا ہر ایک کا یہی قول تھا یا رویہ کیسا غضب ہو مہرخ و بہار وغیرہ قتل ہوں ہم برائے ادا دنیا سکیں بران کہہ رہی ہو کہ صا جو باپ کے حکم سے گردن تابی نامکن ہو مگر یہ بھی واضح رہے کہ بعد خواجہ عمر و اگر سڑکرا کر جان نہ دی تو نام انپا ملکہ بران شمشیر زن نہ رکھا لڑ بھڑکرا فراسیاب سے مرجاؤنگی کسکو رو سے سیاہ دکھاؤنگی ابھی دو دن گذرے ہیں صمصام بد انجام باغی ہو کر فراسیاب کا شریک ہوا قتل پر میرے آمادہ تھا شاہنشاہ اقلیم عیاری و تاجدار ممالک خنجر گزاری نے کس حسن تدبیر سے بھلو بچا یا صمصام کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا آج آپریہ آفت اور ہم شراکت نہ کریں دنیا کے لوگ کیا کیننگے ہر غسل میں طعن و تشنیع کریں گے ایسی زندگی سے موت بہتر ہی ہمارا دل کا ہیکو ہی تھپھر ہو نہ جیانا حجاب خوف خدا نہ شرم اہالیان دنیا ان باتوں پر ملکہ بران شمشیر زن کے تمام شاہزادیاں ناظرانِ دربار پریشان و دردمند آنکھیں پر آب دل میں حجاب زلفون کو بیچ و تاب عجب ہنگامہ محشر انگیز برپا ہو بران نے کہا یہ بیچارہ و نابیکار ہی براے خدا آپ لوگ اتنا احسان کریں کہ والد نامدا سے ذکر نہ کیجئے گا میں جاتی ہوں جس طرح نبیا ہوا ان سب بھون کو چھڑاتی ہوں یا قضا لیے جاتی ہو عقل میری جادہ عدم دکھاتی ہو آبرو تو رہ جائیگی ملکہ شکوفہ نے دامن تھام لیا کہا اے گلِ عنقا شہر باری وادی بلبل حریفہ تاجداری آپ کے والد نامدا کسی مقام پر فراسیاب بد کردار سے رکے یا کسی فن میں رہ گئے ملک و مال کا پاس ہو کسی جنگ میں ہراس ہوا ہمیشہ شیرانہ سینہ سپر کیے رہے آج قصر کے باہر قدم نہ رکھنا گردش ستیارگان کا سبب ہو اس میں بھی کچھ مطلب ہی حضور جان کا خوف نہیں آبرو کا پاس ہو ساعت سخت شومی بخت بری چیز ہی حضور آبرو اس بحرِ بہان میں سب کو عزیزیہ ہر ہمشیر ہون میں ذلیل ہو کر جیا تو کیا زندہ ہو تو نا کام مر گیا تو بدنام موت



زلیست دونوں خراب حضور کو کب کیا نادان ہیں عمرو کے اہالیان نورافشان پر بڑے بڑے  
 احسان ہیں کیا وہ احسان فراموش ہیں نام خدا صاحب عقل و ہوش ہیں ملکہ بران شمشیر زن  
 ان باتوں کو سن کر بے اختیار زار زار رو رہی ہر اشک گہر شک چہرہ زیبا پر جاری حالت غشی  
 کی طاری پہلی لگی ہوئی ہر بات منہ سے نہیں نکلتی ہر مثل شمع دل ہی دل میں جلتی ہر مثل تصویر  
 خاموش کھڑی ہو چکا ایک آسمان پر سنا ہوا ایک جوان کو دیکھا تخت زرین پر سوار قوی تن قوی  
 من سونلی صورت صاحب شوکت و جلالت تاج زرین بر سر خلعت فاخرہ دربر آسمان سے  
 آکر اتنا سب حیران حیران دیکھنے لگے کہ یہ جوان تاجدار کون ہو وہ نوجوان تخت سے اتر کر  
 قریب ملکہ بران کے آیا بران نے اس پریشانی میں سلام بھی نہ کیا گاہ حیرت سے دیکھنے  
 لگی اس نوجوان نے سر سینے سے تران کا لگا کر فرمایا اے نور نظر اے چراغ طلسم نورافشان  
 اے نیر تابان کو کب عالیشان یہ کیا حال ہو چکا نہیں پہچاننا میں ہوں ملک احوال مرجع نشین  
 شاگرد رشید شاہنشاہ نورافشان پر بھائی تمہارے والد نامدار کا میں نے خبر سنی کہ افراسیاب  
 جا دو ہمارے بھائی کا دشمن ہوا ہر معرکہ عظیم پڑا ہوا ہر برائے جان نثاری حاضر ہوا بھائی  
 کہاں ہیں میری جانبازیاں اپنے عیان ہیں ملک احوال نے یہ جو فرمایا تپا نشان اپنا سمجھایا  
 بران شمشیر زن عم نامدار کمر لپٹ گئی بے اختیار رونے لگی کہا اے عم نامدار غضب ہو گیا  
 افراسیاب بد انجام کل سرداران اہل اسلام کو براے قتل سمت شہر ناپرساں لیے جاتا  
 ہو والد نامدار پر ساعت سخت ہو مجھ پر استاد بہمن کی تاکید ہو کہ جادہ اعتدال سے قدم  
 نہ بڑھاؤ مقابلہ میں اس بجیا کے نجاؤ پس کیسا مقام غیرت ہو جاے عبرت ہو ایسے  
 سرداران حلیل خواجہ ایسا عقیل جسے ہر مرتبہ ہماری جان و آبرو بچائی وہ یوں بذلت  
 قتل ہوا ہے افسوس ہم سے کچھ نہ ہو سکے یہ سنکر احوال مرجع نشین نے کہا بیٹیا پروردگار  
 چاہتا ہو تو ابھی جا کے سرداران اسلام کو لاتا ہوں افراسیاب ناکام بد انجام کے چونا لگتا ہو  
 تم تامل کرو کیوں بقرار ہوتی ہو بلک بلک کے روتی ہو افراسیاب خانہ خراب کی مجال ہو کہ  
 جو میری زندگی میں قتل کر سکے اگر موت ہی دامنگیر ہو شعیر سر نے پیچم ز شمشیر حبیب ہر چہ  
 آید بر سر من یا نصیب ہر اگر اس ہنگام میں مارے گئے نام ہوا ایک انجام ہوا اتنے



بڑے بادشاہ گمراہ سے لڑے ہر مقام پر ذکر ہو گا کہ احوال مربع نشین مسلمانوں پریشار  
ہوا نام مردانگی کا روشن کر گیا اور نور نظر حب کا نام باقی ہو وہ زندہ ہو ایک دن مرنا ضرور ہو  
اس وقت تامل کرنا سراسر قصور ہو اشعار

بے نامور بزرگ زمین دفن کردہ اند آن پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک زنده است نام فرخ نوشیروان بعدل خیرے کن اے فلان وغنیت شمار عمر	کز ہستیش بروے زمین یک نشان نمائند خاکش چنان بخورد و کزو استخوان نمائند گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نمائند زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نمائند
---	--

مگر ای بران خبر دار تم میرے تعاقب میں نہ آنا ورنہ انتہا کا ملال ہو گا تمہارے والد نامدار  
کے بار احسان سے سر اٹھ نہیں سکتا ہمارے آنکے عاشق و معشوق کا باہم راز دنیا  
ہو افراسیاب جادو بڑا جھلسا رہا ہمارا وہ بے نیاز کار ساز ہو یہ کہہ کر ملک احوال مربع نشین  
نے ایک ناند سحر سے بنائی قدرے آسمین پانی سیاہ رول ہاتھ میں مثل تخت اس ناند میں  
یہ جوان رستم شوکت صاحب جلالت سوار ہوا کچھ اشارہ کیا وہ ناند چرخ مارتی ہوئی چلی چشم زدن  
میں آنکھوں سے ملکہ بران شمشیر زن کے فائب ہو گئی بران اس حال پر لال کو دیکھ کر حیران و  
پریشان دعائیں مصروف ہوئی کہ اوی خالق کوئیں میرے عم نامدار کو افراسیاب بد کردار مظفر  
کرنا جا کر افراسیاب کے سحر کو مٹائیں سرداران اسلام کو چھڑائیں فوراً ایک طائر سحر کو واسطے  
خبر گیری کے روانہ کیا مگر احوال مربع نشین جلالت آئین ناند سحر فائب کیے ہوئے اپنے کو  
نظر سے مثل مردم دیدہ چھپائے ہوئے کوہ و دشت و بیابان کو طی کرتا ہوا دم سحر و  
افسونگری کا بھرتا ہوا اس مقام پر پہونچا جہان کا حال تحریر کر چکا ہوں تحریر نقشہ بارگاہ خواجہ عمر  
و فوج افراسیاب سامنے آنکھوں کے معلوم ہوتا ہی ناظرین والا بتا رہے بالتصریح مفہوم ہو  
کہ افراسیاب آگے آگے مجمع میں وہ اٹھارہ سوتا جداروں کے بہ کبر و نخوت موچھوٹا ہوا  
پھیرتا ہوا اپنے سحر پر نازان و مبدم کتا چلا آتا ہی کیون اوی شاہنشاہ سلیم و اوی شاہنشاہ توسن  
آج اگر سامری و حبشہ زندہ ہوتے مابدولت کے سحر کی داد دیتے دعوائے خدائی سے باز آتے  
خداوند بھی سر سچود جھکاتے ایسا بار کون اٹھا سکتا ہی میں خداوند طالع ہوش ربا ہوں سحر



ساحری قوت و شجاعت میں ہمیشہ و کیا ہوں اگر دعوائے خدائی کروں زمیندہ و سزاوار ہوں  
شوکت و جلالت آشکار ہو سب تاجداروں نے دست بستہ عرض کی جو ارشاد فیض نبیادہ  
بجا ہو کسی کی کیا مجال کہ آپ کے سامنے سحر و ساحری کا نام لے آپ کا دامن دولت تھام لے حضور  
صاحب تاج و تخت ہیں ہمیشہ و بے نظیر خوش رو خوش تدبیر زور و ہمت سخاوت و جلالت ریت  
و امارت سب آپ کے بندہ درگاہ ہیں آپ ہفت اقلیم کے شاہنشاہ ہیں آپ کے اوصاف  
میں یہ اشعار صادق آتے ہیں شاعران شیریں سخن فرماتے ہیں نظم

نگہ گل پر پڑیں موج صبا کی تچیاں  
گلشنِ حاض کو ہو کر شجودے کا امتحان  
غنجہ سر بستہ کہ سکتا نہیں رازِ نمان  
پھینک دے دامن سے الماس کو کب آسمان  
صبح دم دیکھے اگر لطف بہار بوستان  
زخم بھر دیتے ہیں شانوں کے گیسوے تباں

گر طوائفِ آستان میں ہو توقف ایکدم  
بہ فیضِ فولاو سے نکلے صدائے عندلیب  
رعب شوکت سے گلستان میں زبانیں بند  
اس قدر بخشے جو اہر وہ کہ جبکی شرم سے  
قطرہ شبنم گہ کی آبرو پیدا کرے  
حاکم سے ہر سینہ صد چاک ہوتا ہی رفو

آپ اشعار آبدار کو سن کر افراسیاب بہ کبر و نخوت جھومنے لگا کہا بھائی شہنشاہ تسلیم اس سے  
بڑھ کے مابدولت کی صفت ہو کہو تم سے کمال محبت ہو افراسیاب اس کبر و غرور میں تاجداران  
ہمراہی سے ہنس نہیں کے باتیں کرتا ہوا چار کوس راستہ طو کر چکا ہو مگر احوال مربع نشین سحر  
غائب کر کے چلا تھا اس مقام پر پہونچا ایک نخل کی آڑ پر کڑے کے ماند کو پتوں میں نخل کے چھپایا جس  
بارگاہ کو تیلے اٹھائے ہو سین سحر غائب کر کے احوال قریب پردے کے آیا پردہ اٹھایا اند  
بارگاہ کے آکر دیکھا شترہ سو سردار و جہاں عیار سحر سے افراسیاب کے صورت تصویر بنے ہو  
بیٹھے ہیں نہ ہاتھ پاؤں میں جس و حرکت نہ آنکھوں میں بصارت آنکھیں تھرائی ہوئیں ہر رنگوں  
لموں و مخزون احوال کے دل پر چوٹ پڑی کلیجہ یہ ساخہ دیکھ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ضبط نہ کر سکا  
بقرار ہو کے رویا خیال میں آیا کہ ان سب سرداروں کا لیجانا تو آسان ہو مگر علم نیرنج و شجودے  
کا بھی امتحان ہو افراسیاب خانہ خراب میں یہ تو کیسا کہ غلامان کو کب ایسے ایسے صاحبان قیادت  
موجود ہیں تاجداران ہوش ربا سب مرد و دہن اب تیلے اسی طرح راہ طو کر رہے ہیں احوال



اندر بارگاہ کے ان تدبیرون میں مصروف ہر دل سے کتا ہوا فراسیاب بڑا بیوقوف ہر دل  
 سے یہ باتیں کر کے بہت ساماش کا آٹا اُس دانا سے روزگار نے جھولی سے نکالا تیلے ہشیم  
 سرداروں کے بنائے فرخ کو تخت سے اٹھایا تخت پر مہرِ نقلی کو بٹھادیا اسی طرح ہر سردار کے  
 مقام پر تصویر بنانا کے بٹھادین اور فولادی پنچے بنائے ایک ایک سردار کی کمر میں پنجہ  
 ڈال کر بیرون کو حکم دیا کہ فلان مقام پر درہ کوہ ہر آئین لجا کر جمع کرو فرداً فرداً پنچے فولادی نکال  
 نکال کر لجاتے ہیں اُس درہ کوہ میں جمع کرتے جاتے ہیں یہ بھی واضح رہے کہ سب سرداران مہر  
 ابھی سحر میں افراسیاب کے مبتلا ہیں ورنہ خود اُڑا کر بکھلا جاتے جلدی میں احوال اپر سے سحر بھی نہیں  
 اتار سکا اس خیال سے کہ شہزاد پرسان کے قریب پہنچ چکے تھے اتنے عرصہ میں احوال نے  
 شرہ سو سرداروں کو مع عیاروں کے بارگاہ سے نکالا درہ کوہ میں اُس کے بیرون نے پونچا یا جب  
 کل کو نکال چکا اور دروازہ شہزاد پرسان کا دکھلائی دیاتب خود سحر غائب کر کے نکل گیا اپنی کارگزاری  
 پر آپ نازان چہرے سے بشاشت عیان شادان و فرحان چلا اب ذکر اسکا وقت پر آئے گا  
 افراسیاب اسی طرح نشہ غور میں جھومتا ہوا قبضہ شمشیر کو چومتا ہوا گرداگرد عیسا بجاؤ سب کو  
 اشتیاق ہو کہ دیکھو صابو یا تو صرف اسد غازی قتل ہوتا اب جلد سردار و عیار قتل ہو ونگے ایک  
 زندہ نہ بچے گا آج سے لڑائی کا جھگڑا مٹ جاوے گا مہرِ و بہار خوب لڑیں باغیوں نے خوب سر  
 اٹھایا شاہنشاہ کو ستایا یہ نہ سمجھے کہ یہ بادشاہ طلسم ہوش رہا ہر سحر و ساحری میں بھی یکتہ ہی  
 دیکھو کیا کار نمایان کیا اٹھارہ سونا طمان در بند پر اپنی شوکت سحر کو عیان کیا تا شاد یکھنے والو کا  
 ہنگامہ شہزاد پرسان کے گلی کو چے معمور ہزار ہا آدمی کو بٹھون پر شتاق قتل اسد ناموزنگا ہیں  
 بارگاہ پر کسی کی زبان پر صدائے واہ کوئی آہ کرتا ہے اس باغ پر بہار کے قلم ہونے کا غم بہار کی  
 گرفتاری کا الم کوئی نام باغبان کا لیتا ہے کوئی گلچین کا پتا دیتا ہے کوئی مثال شبنم گریان کوئی  
 مانند گل خندان تیلیوں نے اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو مع طبقہ زمیں بیج شہزاد پرسان  
 میں نصب کیا چاروں پتلے ٹکڑے سامنے افراسیاب کے آئے آداب و تسلیم نجا لائے افراسیاب  
 نے چاروں کی پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے غلامان سامی کیا کہنا تمہارے اوصاف شاہان طلسم ہیں  
 کو لکھ کر آگاہ کر دو لگا اپنے ہمشیموں میں آبرو پاؤ گے افسر غلامان سامی مشہور ہو جاؤ گے وہ چاروں



رخصت ہوئے ابالیان شہر محو حیرت ہوئے ملازمان افراسیاب نے بڑھکر پردہ بارگاہ ملکہ صرخ اٹھایا  
 دیکھا سب خاموش منکے ڈھلے ہوئے آنکھیں پھرائی ہوئیں سرنگوں بیٹھے ہیں ملکہ حیرت نے جو  
 بہار کو اس حال حیرت مال سے دیکھا ہاتھ پھیلا پھیلا کے کونسا شروع کیا کہا کیوں بوا بہار اب  
 تمہارے حمایتی کہاں ہیں نگوڑا ساربان زادہ بھی تو پردہ ہی اٹھ کر عیاری نہیں کرتا باغبان بھی  
 نگوڑا چپکا بیٹھا ہر بھڑواؤ نگوڑا دیکھ رہا ہو گویا منہ میں زبان نہیں بی صرخ صاحبہ بڑی صاحبیت  
 و جلالت ہیں مالک سرسلطنت ہیں چار دن کو تخت پر بیٹھیں چوتروں کے دلہ رجھڑ گئے  
 تمام ہوش رہا میں جھنڈے گڑ گئے یہ کہہ بہار کو کوستی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی کینزوں نے  
 روکا حیرت نے کہا میں نہ مانوگی بہار کو اپنے ہاتھ سے سنارونگی چوٹی پکڑ کر دو چار چوٹیاں  
 انکے سر پر بارونگی افراسیاب نے بھی ہان ہان کہا سرا و ابرق سے اشارہ کیا کہ کسی تدبیر سے  
 بہار و مخمور کو الگ کر لو سمجھا کے قصور معاف کر دو نگادامن بہار گل مراد سے بھر دو نگا مخمور کو شہنشاہ  
 جلسہ عیش کرنا ہوا بچہ گزشت گزشت یہ دونوں منظور نظر ہیں دل سے انکی محبت نہیں نکلتی پھر سرفراز  
 کر دو نگا سرا مانے چاہا ملکہ حیرت کو بڑھ کر روکے حیرت نے کہا ای وزیر اعظم میں اپنا سر  
 پیٹ لوں گی کنوین میں گر کے جان دوں گی میرے قریب نہ آؤ میرے مقدمہ میں کوئی صاحب دخل  
 نہ دین شہنشاہ اپنا چو نچلا اٹھا کھین ابھی تک دل سے محبت نہیں گئی بی بہار و مخمور کا بڑا پیار  
 ہوا انکی اذیت ناگوار ہو محبت سے کوئی نہ بولے میں اپنے ملک کی بادشاہ ہوں سزا جزا کا مجھ کو  
 اختیار ہو خوشی سے چہرہ سرخ بکتی جھکتی اندر بارگاہ کے گھس آئی ملکہ بہار کے جھوٹے پکڑ کے  
 کھینچے بالوں کے ساتھ سر بھی دھڑ سے گر پڑا حیرت پیٹنے لگی ہوا شہنشاہ نے کیا سحر کیا میری ہن  
 گل گئی یہ کہہ ہاتھ پکڑا ہاتھ بھی ہاتھ میں آگیا موم کا خواص ہوا سب اعضا الگ الگ ہو گئے حیرت  
 غل مچانے لگی اوشاہنشاہ دوڑ و میری ہن کے اعضا کو کیا ہو گیا سرکہ ملا کر سحر کیا تھا سب اعضا  
 گل گئے اچار بن گیا اب تو کینزین ملکہ حیرت کے سنبھالنے کو دوڑیں اندر بارگاہ کے گھس آئیں یہ  
 کہتی ہوئی مار و نگوڑے باغیوں کو جب ہمار ہی بی بی کی ہن ملکہ بہار گل گئیں یہ بھی سب سڑ گئے ہونگے  
 جس نے جسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا گویا دستگیر ہوئی ہاتھ پکڑنے کی لاج نہ کی ہاتھوں کا عجیب حال پایا  
 اب تو کینزوں کا جسم تھر تھرایا ہنگامہ ہوا کہا اوشہنشاہ آپ خود اندر تشریف لائیے گنہگار و کمال



تو ملاحظہ فرمائیے ابھوکل سردار مع شاہنشاہ اندر بارگاہ کے آئے بغور جو دیکھا سب ماش کے  
 آٹے کے پتلے تھے اس حال حیرت مال کو دیکھ کر افراسیاب جادو کو سناٹا آگیا تو سن و نیل  
 نہایت مقرب ہن قریب کھڑے تھے پوچھا حضور یہ کیا معرکہ ہو کیا مسلمان جو فروش گندم نہا ہن ماش  
 کے آٹے کا خرمن جمع ہو گیا مگر شاہنشاہ کیسی بد معاش کا کام ہی بڑی دانائی کر گیا نہ خود ظاہر ہوا  
 دل پر دھڑکیا نہین معلوم جن تھا یا انس تھا ہمارا آپ کا بھنس تھا غلطی آدمی کا یہ کام نہیں ہر ایسی  
 باتیں کر کے پھر اسی طرح مضحکہ کیا جیسا بروقت رہائی اسد فاری مسکرائے تھے کلمات طعن آمیز  
 زبان پر لائے تھے افراسیاب جھلاتا ہوا بیرون بارگاہ آیا کتاب سامری دیکھی غصہ میں آیا نہین  
 چڑھائیں تھر تھر کا پنا قبضہ پہا تھ ڈالا دوڑ کر حیرت لپٹ گئی کہا شاہنشاہ کچھ حال تو ظاہر کیجیے کیا  
 معرکہ ہی یہ کیسے شجہہ کیا ہی کسی موت آئی ہو افراسیاب نے کہا صاحب ہن تمہارے کئے سے  
 طبقہ کو تیلون کے سپرد کر کے سردارون سے باتیں کرتا آگے بڑھ آیا تھا میان احوال آکر اپنا  
 شجہہ دکھا گئے سردارون کو لے گئے ابھی تک فلاں درہ کوہ پر نہین ہو چکے سردارون کو درہ کوہ  
 میں رکھا ہو سحر میرا نہین اتارا ہی اسوقت تمنے پریشیاں ہو کر یہ جھکاڑ اڈالا اگر مابدولت کے دوش پر  
 ہونا ایک گس آکر بیٹھتی نجکو دریافت ہو جانا ناگین چیر کر پھینک دیتا اتنے عرصہ تک وہ بارگاہ میں  
 رہا اپنا کام کر لیا خیر سمجھا جائیگا مصرع صید را چون اہل آید پے صیتا درود و ۱۰ ۱۰ ۱۰  
 تاجدارون میں غرلو واہ واہ کا بلند ہوا افراسیاب دردمند ہوا غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا  
 قبضہ پہا تھ ڈالا چاہا پر پر واز پیدا کروں ہاراب ظلماتی ملازم ماہیان زمر و پوش کا برابر  
 کھڑا تھا قدموں سے لپٹ گیا کہا شاہنشاہ آپ کا جانا مناسب نہین ہو اگر کوکب ہوتا البتہ  
 ہم آپ کو جانے دیتے یہ کہہ کر پر پر واز پیدا کر کے بجوش و خروش روانہ ہوا افراسیاب غصہ میں  
 ٹپل رہا ہی میدان خونی درہم و برہم کوئی کہیں گیا کوئی گوشہ گیر ہوا کوئی حیرت سے دام غم و اہم میں  
 اسیر تھا دارین سرنگون جلا دون کا غم سے کلیجہ خون خراج گزار بھی ردانہ ہونے لگے دوکانین  
 تباہ اسباب جا بجا پڑے رگے شیرین فروشون کی بھٹیاں ٹوٹی پڑی ہن ہر طرف سناٹا لوگ  
 آپس میں باتیں کرتے چلے جاتے ہن قفقہ لگاتے ہن بعض کہتے ہن کہ بار و جو ہوتا تھا ہوا اب  
 ناحق کدوکاوش ہوا افراسیاب کی بیکار کوشش ہی عمر و طبع اقل ہو فن عیاری میں کامل ہو کس تکلف



بالا سے گنبد نور پونچا اسد و مہ جبین کو لیکھا ایک دن اس طرح لوح حاصل ہو جائیگی در بند تباہ  
 ممالک ویران رعایا حیران و پریشان ہوگی جتنے ساحران عمدہ ہن عمر و کے شریک ہوئے طلسم کشا  
 بھی اب سامان سلطنت درست کر گیا اب تک مرغ و بہار کو یہ لال تھا ہر دم اسکا خیال تھا کہ  
 افسر سر پرہین لوح کسکے لیے تلاش کریں وہ سب طلسم کے راز دار ساحران نامدار ہن نشان لوح  
 کے دریافت کر کے طلسم کشا کو لجا لینگے دیکھنا اُس دن بھی شہنشاہ سر پٹیتے ہوئے آئینگے بعض کہتے  
 ہن بھائیو جو مسلمان ہو گیا اچھا رہا ہن کو خوف افراسیاب نے تباہ کیا بیکار کے گمان ہن کہ شہنشاہ زندہ  
 نہ چھوڑینگے اور دن کا کیا کیا ہم تم بھائی خوف میں خاموش رہے اب واجب و لازم ہی دل اپنا اپنے  
 فعل پر ناوم ہوا افراسیاب نے سرمائے کا میلے کو جاؤ سردار و کور و کو پر بھائی میل کیا ہر سب کو بیکر  
 آتا ہی ج ہی کل کو قتل کرونگا اب کیا مسلمانوں کو زندہ چھوڑوں گا سرما ہر چند روکتا ہی کوئی ہن ہتا  
 وہ جو عیاروں نے سرما و ابرق و مصور و غیرہ کے سحر صرف کیے تھے اسیمن لاکھوں جہنم واصل ہوئے  
 روکنے پر وزیر اعظم کو باقی ماندہ جواب دیتے ہن ای وزیر اعظم مال لٹا ساتھ والے قتل ہوئے میلے میں  
 آکر بٹا لفع ہوا اب کیا منظور ہی ٹھہرنا کیا ضروری سرما سر جو بکا لیتا ہی کبھی غصہ میں جواب دیتا ہی بار و  
 ابھی سب مسلمان گرفتار ہو کر آینگے اسی میدان خونی میں مارے جائینگے وہ جواب دیتے ہن اب حضور  
 قتل کریں اب اور لوگ جلسے میں آینگے ہم تو صورت بھی نہ کھائینگے شہرنا پرسان کا تو یہ حال ہی کس  
 ناکس کے دل پر جو غم و ملال ہو مگر احوال مربع نشین جلالت آئین قریب کوہ کے آیا ماند سے  
 نکلا قصد ہوا اندر درہ کوہ کے جاؤن مسلمانوں پر سے سحر تاروں قریب درہ کوہ کے نہ پونچنے پایا تھا  
 کہ آسمان پر سے لغزہ ہوا نم دار اب ظلماتی احوال نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام لکارتا ہوا اتنی جلد  
 اتر آکر احوال درہ کوہ تک نہ پونچ سکا داراب کو دیکھا بٹپا اُس سنگدل نے اترتے اترتے احوال  
 پر گولہ مارا احوال نے رول جو ہاتھ میں تھا گولے پر لگایا گولہ اگلا پٹ کر سر پر داراب کے بٹھا شعلہ پا  
 آتش نے ناری کو گھیر لیا ہلاک احوال جھپٹا کہ جا کر اسکی مشکین باندھوں یا سر کاٹوں داراب شعلہ پا  
 آتشین میں مثل ماہی بے آب تڑپا باران سحر برساتا ہوا اندر سے آگ کے نکلا مگر آیتے تمام جسم پر بھیا کے  
 پڑ گئے آبلوں سے وہ لنگور شکل خوشہ انگور آن آبلوں میں جبن سارا بائیں بھولا جسم پر مازہ گل چھوٹا  
 اس گرمی میں سیاہ رو بقر و خضب تمام تنیہ کھینچ کر احوال پر جا پڑا اُس نے آگ بھڑکائی اٹھی یہ برس پڑا



کئی ہاتھ تیغہ سحر کے لگائے احوال مرد سپاہی پھنکیت ہو سب چوٹیں خالی دین مثل شیر غضبناک  
نعرہ کیا اور بجیا شعر تو ضربے زردی ضرب میں توش کن ہمہ شادی ازل فراموش کن ہ نظم مصنف

درا ضرب مردان عالم تور وک	سپاہی کو او بجیا یون نہ ٹوک	منم فارس عرصہ گاہ بربد
منم صف شکن ہلو ان شیر مرد	منم ناصر مرغ ذی حشم	منم قاتل کافر بدشیم
منم افتخار یل سلیتن	ہزبر دمان رستم صف شکن	بہ بین ضربت تیغہ پر آب تاب
منم آئیم سرکوب افراسیاب	قضا کے تو بچہ میں اب آگیا	ترے دل پہ ابرالم چھا گیا
نہ جان اپنی او بجیا مفت وک	مسلمان ہو جاگیر اسلام لے	نہیں تو ترا سہری اور میری تیغ

جہنم میں جا یگا تو سید ریخ

روک کر دہنا قدم آگے بڑھایا پتیرے سے کمر کو تبا کر سر پر اس خود سر کے ہاتھ مارا رو سیاہ نے  
سپر کو چہرے کی پناہ کیا معلوم ہوتا تھا بخت سیاہ کا سامنا ہوا یا نیل کا ٹیکا ماتھے پر چڑھا آئینہ  
شمشیر میں جلوہ عروس مرگ دیکھا تیغہ قضا تریپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے خود سر کاٹ کر تلوار نے زمین  
پر بوسہ دیا مرتے ہی داراب ظلماتی کے اندھیرا ہو گیا آوازیں مہیب آئین بیرون نے لاکھ تدبیر  
کیں کچھ بن نہ پڑا آواز آئی کشتی مرانام من داراب ظلماتی بودا دھر تو لاشہ داراب زمین پر گرا  
سشرق ہوا ایک طاہر سیاہ رنگ مثل زراغ پیدا ہوا ز فلیمن مارتا ہوا طرف افراسیاب کے چلا  
ہیان احوال اسکو قتل کر کے نہر پہ آیا تیغہ پاک کر کے کمر سے لگا یا چھٹین خون کی جو زرہ پر  
پڑی بھین آنکھوں دھو نے لگا یہاں افراسیاب سناٹے میں کھڑا دیکھ رہا ہوتا جدار سوار ہو ہو کے  
چلے جاتے ہیں میلے دالے سرکشی دکھاتے ہیں افراسیاب نے غصہ میں کہا ای وزیر اعظم نہ رو  
سب کو جانے دو پہر بھر میں سب اہالیان در بند کو بلوا لو مگاشن عام کرو لگا یہ کلام ناتمام تھا کہ آسمان  
سے طاہر سیاہ نمایاں ہوا حیرت نے گھبرا کر کہا شہنشاہ دیکھیے یہ طاہر کیسا آتا ہے صورت بیج والم کی  
دکھاتا ہے وہ طاہر بے تعجیل زفیل مار کر کاندھے پر افراسیاب کے آ بیٹھا افراسیاب نے  
گھبرا کر پوچھا ای طاہر صحرائی میرے پیر بھائی پر کیا گزری طاہر نے ایک چنچ ہاری پر دن سے سر  
پٹیا زمین پر گرا طاہر روح اسکا نفس جسم سے پرواز کر گیا خبر وحشت اثر نہا سکا افراسیاب  
نے کہا داراب پر کوئی افتاد پڑی بیشک کوئی خرابی ہوئی یہ کہا کتاب سامری اٹھالی



مضمون پڑھ کر کچھ منہ سے نہ کہا پر پرواز پیدا کر کے چلا حیرت نے آواز دی شہنشاہ میں بھی ہمراہ چلے  
 دشمن کا کام تمام کروں افراسیاب نے کہا خبردار جو میرے تعاقب میں آئیگا سزا سے معقول پائیگا کیلنگ  
 غائب ہوا دنیا سے ناپائدار کا عجب عالم ہے کبھی عیش کبھی غم ہے دنیا کیا کسی کی جاگیر ہے موت ہر وقت دانگ  
 ہے چشم خیال اگر دیکھا جاوے تو قضا خود ہر شخص کی نگہبان ہے جب محافظت  
 سے ہاتھ اٹھائے نگہبان ہی دشمن ہو جاوے انسان ضعیف البیان کیونکر بچے موت سے کسکو  
 چارہ ہے اسکے خوف سے دل پارہ پارہ ہے ملک الموت کا قلع لذات نام ہر جمع کا تفرق  
 کرنا اسکا کام ہے سہاگن عورتوں کو بیوہ کیا بھائی سے بھائی بھی جدا ہوا ضعیف باپ نوجوان  
 فرزند کی لاش پر روتا ہے روئے پٹنے سے کیا ہوتا ہے جس معشوق کو پہلو میں سلاتے ہیں اسکو  
 مکان تنگ و تاریک میں بند کر کے چلے آتے ہیں نظم

ناسازی زمانہ کیسے کہاں کہاں تک	بیزار ہو گئی ہے جسم حزن سے جانتک
رکھ کر لحد میں مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا	خویش و عزیز سارے بس تھے فقط یہاں تک

اب ان فقرات عبرت آمیز سے مصنف کی مراد ظاہر ہو گئی کہ وہاں افراسیاب کی آواز آئی زمین  
 مثل گہوارے کے کا پنی طاؤر گہرا کر اپنے اپنے آشیانوں سے اڑے اژدہاوں نے مسکن چھوڑے  
 بتوں نے محبت شجر سے منہ موڑے پہاڑوں سے پتھر گرنے لگے کل صحرائیں تلاطم شیران دشت  
 کے ہوش و حواس گم اس زور شور سے افراسیاب جادو پہنچا حول مربع نشین قدم  
 نہ بڑھا سکا افراسیاب لکڑا کیون حول میرا حال نہ معلوم تھا شعبدہ کر کے میرے گنہگاروں کو  
 نکال لایا اگر جان کی خیر چاہتا ہے میرے قیدیوں کو حواسے کر دیکھ اپنے خون سے ہاتھ نہ بھرا حول  
 نے جواب دیا او مغرور کیا بکتا ہے مردان عالم مرنے سے کیا ڈرتے ہیں جو کچھ کرتے ہیں سمجھ کے  
 کرتے ہیں افراسیاب جادو نے سنگریزہ اٹھا کر بارا حول پر پتھر برسے لگے اس فلک شکوہ  
 نے پتھروں سے اپنے کو بچایا ایک پتھر ناند پر پڑا اسکے ٹکڑے اڑ گئے ایک پتھر سینہ پر  
 افراسیاب کے پڑا ضرب سے اسکی چوڑوں کے بھل زمین پر بھد سے گرا حول نے مقدمہ  
 مارا کہا او نکاحم بد انجام بنجل میں آ پونچا یہ لکھ کر جھپٹا جب تک افراسیاب جادو خاک سے  
 اٹھے ایک رول افراسیاب پر مارا سر پر افراسیاب کے پٹا کر اٹکے کی آواز آئی افراسیاب



کو تیار کیا گیا مگر یہ تو ملعون وہ سخت جان ہو کہ اسکا مرنا دشوار ساحر غدار عتباک لوح طاسم کشاکش کو  
 نہ لے مرنا اسکا شکل ہی سحر و علوم نیزنگ میں بھی کامل ہو حکمایان اشرافین کا یادگار ساحر کامل  
 اٹھارہ سو ملک کا سردار رول کھا کر قہر و غضب تمام اٹھا تیغہ برق مثال کمر سے کھینچا اتر دماغ  
 سے بل کر کے نکلا طبی دلت اٹھائی سرین چوٹ کھائی بوجب مثل خوب سر کوئی ہوئی اب سر کی  
 کھا کر خیرہ سر نہٹھلا سودا سے غور سر سے نہ نکلا افراسیاب خانہ خراب تیغہ سحر کھینچ کر حلا غمرہ

کوہ شگاف کیا نعرہ افراسیاب	مرانام ہر شاہ افراسیاب	دلیروں کو ہر محبسے شرم و حجاب
بلا لے جہان حرمین بجیل	مرے آگے قطرہ ہر اک و ذیل	زمانے کا میں اپنے جمشید ہون
کہ میں چرخ افسوس کا غور شید ہون	ہنیں کوئی عالم میں میرا نظیر	مری اوج سے پست ہر چرخ پیر
اگر سحر بڑھ کر اشارہ کروں	فلک کو زمین پر ابھی کھینچ لوں	بکبر و نخوت تمام کلمات غور زبانی

قریب احوال کے پہونچا ہاتھ تیغہ کا مارا اسوقت بھی احوال نے خوب خوب سحر کیے افراسیاب پر گ  
 برسائی مگر موت دامگیر تھی تیغہ سحر افراسیاب پڑا اس بہادر بے نظیر کا سر کٹ کر زمین پر گرا زمین  
 سے خاک اڑی صاف ظاہر تھا کہ زمین احوال کے غم میں خاک اڑاتی ہو کوہ و دشت سے رونے  
 کی صدا آتی ہو تپھر آپس میں ستر لگانے لگے سوز غم میں تپھر کے کلچے سے جنگا ریان نکلتی تھیں گھاٹیاں  
 جلتی تھیں نخل و شت شاخ سے سر بیٹھنے لگے پتوں نے کف افسوس ملے ہر شو کی حالت تباہ  
 ہر شجر شکل آہ ہنگامہ گیر و وار بلند طائران صحرا در و مندر اس بہادر کلا شہ زمین پر گر کر تڑپا لمحو طفاطر  
 سامعین رہے جو ساحر کے مرنے کی صدا آتی ہو کشتی مرانام من فلان بودیہ آواز نہیں آئی انجام  
 اس آواز نہ آنے کا انشاء اللہ وقت پر تحریر ہو گا ناظرین حقا اٹھائیں گے بہت پسند فرمائیں گے  
 مگر افراسیاب خانہ خراب جوش تہر و غضب میں تاج کو سنبھالتا ہوا تماش میں مہر خ وغیرہ کی درہ  
 کوہ میں آیا انتہا کا وہاں اندھیرا پایا افراسیاب جادو کو حیرانی نے گھیرا مشعل سحر کو روشن کر کے  
 وہ تیر و نخت دیکھنے لگا کسی سردار کو اس درہ کوہ میں پنا یا مثل غول صحرائی بڑی سختی اٹھائی پہاڑ  
 کے اندر دوڑتا پھرتا ہی کبھی ٹھوکر کھا کر گرتا ہی جب سرداروں کو کسی مقام پر پنا یا زمین میں  
 ٹھونے لگا حیران تھا کہ یہ کیا غضب ہوا گنگار میرے کیا ہوئے آخر بدحواس ہو کر بیرون  
 درہ کوہ آیا ران پر ہاتھ رکھ کر کے دیکھا معلوم ہوا کہ بران شمشیر زن دختر کو کب نکالے



لیکنی اور حقیقت میں معرکہ یہ ہوا کہ حب افراسیاب جادو و احوال سے لطائف میں معروف ہوا  
 اتنے عرصہ میں ملکہ بران شمشیر زن سحر تو جلدی میں نہ اتار سکی مگر سرداروں کو تخت پر ڈال کر  
 باغ نگارین میں لیکنی افراسیاب کو جو یہ معلوم ہوا کہ غضب میں یہ کہتا ہوا چلا کہ آج دختر کو کب  
 کا ستارہ گردش میں آیا میرے ہاتھ سے قضا تھی میرے گنہگاروں کو لیکنی بجکوداغ دے گئی غصہ  
 میں چلا یہاں ملکہ بران شمشیر زن سرداروں کو لیکر باغ نگارین میں پہنچی وسط بلخ میں جو بڑے  
 پر لا کر اتارا قصد ہوا سب کا سحر اتاروں مگر دیکھا سب کے منکے ڈھلے ہوئے آنکھیں بند بیوش  
 کلام کرنے سے معذور نہ عقل نہ شعور سب سے زیادہ عیاروں کو بلا میں مبتلا دیکھا خواجہ عمرو کا لباس  
 پارہ پارہ جسم پر آبلے اول ملکہ بران قریب خواجہ عمرو کے آکر بیٹھی سحر کرنا شروع کیا مگر سحر افراسیاب  
 خانہ خراب کا بھی دفع ہونا دشوار ہی بران نے جوڑے سے اختر مروارید نکالا پیشانی پر اپنی نشتر مارا  
 وہ خون اختر پر ڈالا مروارید کو لعل بے بہا بنایا حوض میں سے پانی لیکر ایک کاسہ میں چند غوطے  
 اختر مروارید کو دیے آبرو سے مروارید پانی میں شریک ہوئی اس پانی سے منہ خواجہ عمرو کا دھلا  
 کلمہ پڑھ کر خواجہ نے آنکھ کھولی بالین پر اپنے بران شمشیر زن کو دیکھا پوچھا اے نور نظر کیا مقام ہے ہم یہاں  
 کیونکر پہنچے بران نے کہا خواجہ خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا افراسیاب آپ سب  
 صاحبوں کو گرفتار کر کے لیچلا تھا عجم نامدار احوال مربع نشین ذی وقار نے آپ سب صاحبوں  
 پر جان اپنی نثار کی لونڈی آپ سب صاحبوں کو اٹھا کر اپنے باغ میں لائی مگر اٹھ کر کنارے ہو جیے  
 افراسیاب آیا جانتا ہی صرف عیاروں کا سحر ملکہ بران شمشیر زن اتارنے پانی تھی اب طرف  
 سرداروں کے متوجہ ہوئی کسی قدر اتار لایا کسی قدر باقی رہی کہ آسمان پر سے افراسیاب جادو کا  
 نعرہ ہوا پکارتا ہوا کہ اوجھو کری کیون قضا دامنگیر ہوئی ہے آج تیرے قتل کی تدبیر ہوئی ہے میرے  
 گنہگاروں پر دست انداز ہوئی تمہارے چچا جان کو تو مار ڈالا لاشہ اسکا پڑا پھر کتا ہے جس کے آنکے  
 دفن و کفن کی تدبیر کر دے کہتا ہوا کف منہ سے جاری زمین پر آیا بران نے بڑھ کر مقابلہ کیا سرداروں  
 بیوش کو پشت پر لیا ملکہ مرخ و بہار ہو تیار ہو چلی سین دیکھ رہی ہیں کہ بران و افراسیاب سے سحر  
 چلنے لگا بران نے بحرات تمام سینہ اپنا سپر کر دیا ہے چاہتی ہے میں قتل ہو جاؤں مگر ان سب کو بچاؤں افراسیاب  
 کے سحر الامان الامان زمین تھرائی آسمان سے آگ برسے لگی باغ نگارین کیسا پر بہار تھا زکس نے



گھر آکر آنکھیں بند کر لیں کہ بربادی باغ نہ دیکھوں سنبھل بصد پریشانی بالون کو کھولے مصروف دعا طفلان غنچہ کو بیکلی کر ایسے باغ پر بہار میں یکایک باد خزان چلی سر و کھڑا کانپ رہا ہی باغ سے نکھجانے کی فکر غدر لنگ سے پابلکل قمری کا طوق گاؤ گیر عوض کو کو کے آہ وزاری کی تدبیر سوں کی زبان میں کھانٹ پڑے خار چھو لون سے اُچھنے لگے بیل کو شغل آہ وزاری طائر مصروف بیقاری رنگ باغ دگر گون بید محبون کو جنون عشق پیمان کو پشیم آنکھیں میں خاطر مشوش بران باران سحر برساتی ہی باغ کو صرصر گرم سے بجاتی ہی مگر جھونکون سے ہوا کے آواز گریہ وزاری آتی ہی عند لیب خوش نوا بصد

رنج و الم یہ غزل گاتی ہی غزل	بنانے سے یہ مطلب ہم نے پایا	مٹانے کے لیے ہم کو بنایا
بشکل اشک ہون ناقد و بقیہ	وہ گوہر ہون کہ کھویا جس نے پایا	نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرانا نام
عجب ہی ترے لب پر کیونکر آیا	سرشاک چشم کوئی آبلہ تھا	جو نشتر لوک مرثگان نے لگایا
وہ مشتاق شہادت ہی دم فوج	گلے سے مج کو خجہ نے لگایا	نہ اٹھا کر کے آنسو کی طرح سے
عدم کا لطف ہمنے نے دکھایا	ہوا سرمہ بھی شام حسن انجیا	جو ایسا تیری آنکھوں میں سمایا
مزا جوش محبت نے یہ بخشا	گلا بھی شکر ہو کر لب پر آیا	ہوئی جھوٹی قسم کھانی جو منظر
خوش قسمت میں اُن کو یاد آیا	مگر واعظ بھی کوئی درود دل	کہ مٹھا آپ اور مج کو اُٹھایا
نسیسم اعدا سے شکوہ کیا پس مرگ	ہمیں یاروں نے مٹی میں ملایا	ملکہ مہرخ و بہار یہ حال پر ملا

دیکھ کر چاہتی ہیں اپنے مقام سے اُنھیں بران کے ساتھ جنگ میں شریک ہون مگر دست و پا بیکار زبان کو لکنت صاف دہن تنگ پر مہر خاموشی ہوشیاری پر غالب بیہوشی اُٹھنے کا قصد کرتی ہیں دل بٹھا جاتا ہی غش چلا آتا ہی ضعف کو قوت ناطقتی کو طاقت آئینہ رخسار پر حیرت چہرے سے ظاہر تھا بہت دو تین سحر ملکہ بران شمشیر زن نے افراسیاب کے دفع کیے تھرو غضب کے تیر سینہ پر لیے بارہ سو کینزن افراسیاب پر سحر کر رہی ہیں آنکھوں کے اشارے سے افراسیاب ہر ایک کے سحر کو مالتا غصہ سے آنکھیں نکالتا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی کہ سامنے سے ہٹو گنہگاروں کو قتل کرنے دو مگر رب نے چہار طرف سے گھیرا ہی کوئی سونے اپنی جان دی لاشے زمین پر تڑپ رہے ہیں گویا تارے خاک پر پڑے ہیں افراسیاب نے پیچھے ہٹ کر ایک دو تہڑ زمین پر پارا یا سامری کیلے نعرہ کیا ملکہ بران شمشیر زن مع اپنی بارہ سو کینزن کے



زمین پر گری زبانیں بند جھولیاں بحر کی جل گئیں افراسیاب تینہ کھینچا چلا کہ ان سب کو قتل کرو  
ایک کو زندہ بچھوڑوں کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او بھیا کیا کرتا ہی میں آپہنچا نظم

منم ماہ افلاک علم و ہنر	ہر بردمان کو کب نامور	منم قاتل کافرانِ جہان
یل صف شکن صاحبِ عز و شان	دلیر و عرکش شہِ بے نظیر	لعب یا فتم خاص و شمنضمیر
خبردار سازم کہ شیار باش	ازین خواب خرگوش بیدار باش	افراسیاب نے دیکھا کو کب

سقوط و صولت تینہ برق مثال ہاتھ میں سامنے افراسیاب کے آیا بران و مہرخ وغیرہ جو زمین  
پر تڑپ رہی تھیں انکو پشت پر لیا افراسیاب نے بڑھکوار کیا کو کب نے تلوار کو تلوار پر  
کاٹھا شعلہ ہائے آتش دونوں کے سحر سے اڑنے لگے کبھی کو کب برج آتش میں چھپ گیا  
باران سحر برسا کے کھلا کبھی افراسیاب برج خاکی میں مخفی ہوا دو چار سحر آہیں چلے تھے کہ  
افراسیاب نے نعرہ کیا ارے کوئی حاضر ہے ہر چند کہ افراسیاب سرحد غیر میں آیا ہی مگر طلسم ہوش ربا  
حقیقت میں مقام ہوش ربا ہی نعرہ کرتے ہی افراسیاب کے ایک پرزاد نہایت حسین  
شمشاد قد خورشید خدشتی ہاتھ میں چشم زدن میں سامنے افراسیاب کے آئی انہیں ایک تاج  
مکمل بجواہر رکھا تھا فوراً افراسیاب کے سر پر رکھ دیا اور خود غائب ہوئی اب تو چہرہ  
افراسیاب کا سرخ ہو گیا چہرے پر جرات کے آثار ہویدا شجاعت و شوکت ناصیہ سے پیدا ہوا  
یکڑے کو کب پر جا پڑا کو کب نے چاہا تلوار پر تلوار کو روکوں عکس تاج کا پڑا آنکھیں جھپک گئیں  
تلوار سر پر کو کب کے پڑی سر زخمی ہوا کو کب پیچھے ہٹا افراسیاب نے کو کب کو سایہ میں تلوار کے  
لیا چاہتا ہی کہ ہاتھ مارے کو کب جب آف کرتا ہی ایک شعلہ بھڑک کر سامنے افراسیاب کے آتا  
ہو افراسیاب کچھ بڑھکڑا سے بھجاتا ہی بھر بڑھتا ہی مگر کو کب پر وقت تنگ تاج کے عکس نے  
کو کب کو پریشان کیا ہی یکایک ایک نخل بلند سے آواز آئی اوشنشاہ کیا کننا تجھ پر سایہ سامری و  
جمشید کا رہے دشمن تیرا جفاے شکست سے منم ملکہ حیرت جادو افراسیاب نے دیکھا صاف ظاہر  
ہوتا ہی کہ حیرت آسمان سے اتری شاخ نخل بلند پر پھڑی ہو دوپٹہ سنبھالتی جاتی ہی ہاتھ میں اسباب  
سحر شاخ نخل سے کودی افراسیاب نے کہا ملکہ قریب نہ آہا کو کب سحر کرتا جاتا ہی میں نے زخمی کر کے نیم نعل  
کیا ہی حیرت نے کہا اوشنشاہ ع دو دل یک شود بشلند کوہ را + یہ کہتی ہوئی قریب پہنچی ذرا ہلک



افراسیاب کی جھپکی تھی نعرہ کر کے حلقہ ہا سکندار سے آواز دی نغم ہر بردشت طراری ننگ بحر عیاری  
 طرار و خنجر گزار خواجہ عمر و نامدار چودہ حلقے کمنہ کے گردن میں افراسیاب کی پڑے ارے کہ کھٹیا عمر و  
 نے جناب بیہوشی منہ پر مارا افراسیاب چرخ کھا کر زمین پر گرا عمرو نے آواز دی اوشہنشاہ لینا کو کب  
 تواریے ہوے جھپٹا یا کیا زمین شق ہوئی ماہیان زمر و پوش بصد جوش و خروش سحر کرتی ہوئی  
 زمین سے کلی نکلتے نکلتے ہاتھ میں دانے ماش کے تھے کو کب پر پھینک مارے کئی خنجر ٹوٹے پیکان تیر  
 کٹے جسم پر کو کب کے پڑے کو کب اُنکے دفع کرنے میں مصروف ہوا ماہیان نے پنجہ میں فرسایا  
 کو دیا دیون پانوں مار کر غرق زمین ہوئی صاف مثل برق تڑپ کر کھلائی ماہیان کے آنے سے  
 عمر و کلیم اڑھ کر غفی ہوا تھا کلیم اتار کر اپنے کونٹا ہر کیا کو کب دوڑ کر خواجہ سے لپٹ گیا کہا اوشہنشاہ  
 عیاران عالم او محترم و مقشتم ماشاء اللہ کیا اس وقت کا نمایان کیا اس وقت افراسیاب نے خاتمہ کر دیا  
 تھا سر پر اسکے تاج طلسمی پر بزار رکھی تھی اور خواجہ افراسیاب نہایت صاحب اختیار و عکس سے  
 تاج کے آنکھوں میں اندھیرا آنے لگا بڑی قباحت تھی جان بچنے کی اور کون صورت تھی خوب سپین  
 خواجہ سے شہنشاہ کو کب بغلیں ہوے ہاتھوں کے بو سے یے سب سردار مع ملکہ بران بیہوش پڑے  
 تھے خواجہ نے کہا اوشہنشاہ اپر سے سحر اتار یے ہوشیار کیجیے کو کب نے کہا خواجہ اتنا تو مردہ سنا دو  
 کہ اسد و جبین قبضہ میں آگے عمرو نے کہا اوبادریجان برابر شب شب قیامت ہمارا ان کے  
 ساتھ نقب سے راستہ جا بجا اسد و منتظم موجود افراسیاب نے جو کام کیا ساتھ ننگی و مضبوطی کے محال  
 نہ تھی کہ اس راہ پر خوف کو کوئی طم کر تاربا اکبر نے پہونچا یا شکر ہو کہ شہسوار عرصہ شیکہ مازی اسد  
 بن کرب غازی و ملکہ بہ جبین کو چھڑا لایا کو کب روشن ضمیر کا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا  
 پلٹ کے حکم دیا کہ قصر جمشید سے فلان صندوق میں شیشہ آب دمیدہ عمر و جو ہر اسکو  
 بہت جلد لاؤ ملازمان باآبر و خویر خواہان خوش و فورا شیشہ آب نایاب کو لائے کو کب نے اسی پانی  
 سے منہ مہرخ و غیرہ کے دھلائے چہرے سرداروں کے مثل ماہتاب روشن ہو گئے گویا آب حیات تھا فوراً  
 اٹھ بیٹھے سب سرداروں کے بعد کو کب نے اپنے گوہر بے بہا کا منہ دھلایا بران بھی اٹھیں ملکہ مہرخ و ہکا  
 و نا فرمان وکیل جادو و رعد و برق و ملکہ سرخ موے کا کلاکشا و خورشید زرین سحر و باغبان و  
 و معمار قدرت و غیرہ اٹھے اسپین گلے ملنے لگے وہی بلغ نگارین جو ابھی محل رنج و الم تھا اب قدرت کے



باغبان قضا و قدر کی پرہیزگار ہوا شاخیں جھوٹیں درختوں نے سرکشی کی غنچے مسکرائے پھول رنگ لائے  
 زنگس کی انکھریاں نشیلی ہر شاخ نخل رنگیلی سنبھل کی زلفیں لہرائیں سوسن نے ہولیاں گائیں ملبون کے  
 چھچھک خوش رفتار کے قہقہے سوسن کی زبان درازی دیکھ کر طائران خوش الحان کو تاب نہ آئی یہ شعار  
 زبان پر جاری کیے اشعار ہر بار یہ بطور خمسہ

کچھ خبر دیتی ہے فریاد عتادل باغین	کوئی پھولیکا شکوہ آج اکر دل باغ میں
موت کا سامان ہے یہ رنگ محفل باغین	زعفرانی پنہ ہے جو بڑا وہ قاتل باغین
ہنس رہے ہیں گل بزرگ زخمِ سہل باغین	
دیکھ الفت کے اثر چل تو بھی ایدل باغ میں	یہ تماشا یاد رکھنے کے ہر قابل باغ میں
نام عاشق اُس سے ہونا تھا جو حاصل باغین	آکے فرماتا ہے وہ لیسلی شائل باغین
بید مجنون کے تلے ٹھہراؤ محفل باغین	
خوب گلگشتیں ہوئیں جامِ جوہر پیے	تا زبان ہوش جو جو کچھ ارادے تھے کیے
اے صبا خود رفتگی میں رو کے گل کیا دیکھیے	چاہیے سیرِ چین رنگین مزاجوں کے لیے
ہم سے دیوانے ہیں کب جانے کے قابل باغین	
کچھ دنوں ہی سر بلندی پھر وہی افتادگی	اپنے اپنے وقت پر ہر شے کو ہوتا ہے یہی
نخلِ سر یا منتشر ہے پھول کی ہر نیکی پڑی	آمدِ بادِ خندان کیا ہی قیامت خیز تھی
شورِ شہرِ بنگلی آہِ عتادل باغ میں	
کیا خداوندِ ازل نے حسن کو بخشا فروغ	جلوہ ہوتے ہی روش کے شمع کا گل تھا فروغ
خود نہائی پر جو آیاروے روشن کا فروغ	پر تو رخسارِ جانان سے بڑھا ایسا فروغ
چاندنی کو ڈھونڈتے ہیں ماہِ کامل باغ میں	
اس قدر طوفانِ اُٹا سب شناور رُور گئے	باغبان صیاد گلچین غرق ہو ہو مر گئے
حوصلے دریا دلی کے قہرِ زبا کر گئے	بحرِ شکِ ملبیل گریان سے جلِ قفل بھر گئے
خاک و کھین شاہدِ گل لطف ساحل باغ میں	
لاکھ پھولوں سے زیادہ ہیں ہمارے لکے داغ	دیکھتا ہے جب کبھی ہوتا وہ گل باغ باغ



سیری باعث منت گلچین سے ہو اس کو فراغ | سیر گلشن سے شگفتہ ہو گیا وہ خوش و دل

بوے گل ہر مثل دود شمع محفل باغ میں

سب سرداران نامی و ساحران گرامی مثل گل شگفتہ و خندان شکر یہ باغبان قضا و قدر بر زبان  
آپسین ایک سے ایک بنگلیہ کوکب سے خواجہ نے کہا اب ہم لوگ اپنی بارگاہ میں جاتے ہیں کوکب نے کہا  
ہم عقب میں آتے ہیں دیدار فرحت آنا طلسم کشائے فیضیاب ہوں دشمنوں کے دل جکڑ گیا اب  
ہوں ملکہ مہرخ و بہار و جملہ سردار تحت سحر کے تیار ہوئے خوشی خوشی سوار ہوئے طرف اپنے شکر  
کے چلے کوکب و بران و ملکہ اختر بن سیلان و ملکہ مجلس جادو و ملکہ شگوفہ سحر سار و خوشرو  
وغیرہ قصر حبشیدی میں آئے بلور چہار دست و خورشید روشن راے کو کوکب نے حکم دیا کہ  
کشتیان جواہرات کی برائے نڈ طلسم کشا و پیشکش ملکہ حسین حور لقا آراستہ کرو و برائے لشکر و دریا  
عمدہ تقسیم ہوں کہ جنگی آب و تاب سے فلک طلسم شراے ہر ملازم خوشی سے سیرین میں نہ سہائے  
ہمارا اور خواجہ عمر و کاچولی دامن کا ساتھ ہو دشمن کا گریبان ہرا و ہر سارا ہاتھ ہو کار گزاران شہنشاہی

تیار سی میں معروف ہوے ساتی نامہ درخشن رہائی اسد و حسین

ساتی ہیں یہ روز ہائے گلگشت

پھر لب سے مرے اے لگا دے	سنا عکسی متصل ملا دے
ہو نامہ مسل کا مسر آہاد	ہیں جاوہ نوہ بار کے دن
تو زمین میں کہ ہیں یہ ایام	گلگشت چمن کے ہیں یہ ایام
عالم گل و لالہ زار پر ہو	آتا ہی نظر جو سروبتان
اور دیکھ کے جلوہ ہائے شمشاد	پا بند طرب ہو سرو آزاد
قربان ترانہ ہائے مہیسل	دلکش ہو غضب صد اقمری
باندھے ہو ہوا نسیم کتنی	ہو روح فضا نسیم کتنی
آتا ہو مدام جھوم جھوم ابر	چل سوئے چمن ہزار دیکھیں
بیٹھیں لب آج پوہ یک دم	پی جائیں سوسوہ پوہ یک دم
جی ٹھہرے کچھ اضطراب جائے	پائے دل بقیہ در تسکین
ہو چہارہ پذیر درد و الفت	اٹھ جائے جہان سے گر و کلفت

ہو غیرت باغ ہر بر و دشت

اب دور فلک سے دل ہوا شاد

بہستی بادہ خوار کے دن

کیا رنگ چمن ہزار پر ہے

شمشا دکھڑا ہو سخت حیران

ہو جب دفرانواے بیل

کیا چیز ہو ہائے ہائے قمری

کیا کیا ہی مچا رہا ہو دھوم ابر

سیر گل و لالہ زار دیکھیں

شاید اسی طرح چمن آئے

مسرور ذرا ہو جان غمگین



پامال کرے نیون غم عشق | جینے دے عذاب ہم غم عشق | اس رخ عذاب سے چھٹن ہم  
اس حال خراب سے چھٹن ہم | خوناب کہا نکلک پیے دل | تر پیے ہر شراب کے لیے دل

نہر سنجان شاخسار ریاض خوش بیالی ورمزہ پرداران حدیقہ خندانہ گلی گلیچیان دوقہ تحسیر و  
تقریر و مصیران گلشن قیصر لیدر غنچہ انجمن مشتاقان مین یون چھپے کرتے ہیں شعر مرتب کن جشن  
این داستان چنیں کے نگارند باغ و شان بہشت شاہ خجہ گزاران و سر بر بندہ جاو و گران باج ستانہ  
ریش کافران افسر عیاران صاحب جاہ و وقار خواجہ عمر و نامدار مع مرغ و بہار و غیرہ آکر داخل  
بارگاہ آسمان جاہ ہوئے حکم قضائیم صادر ہوا کہ ہر ایک ملکہ سے حسین تکلف تمام تخت طاوسی  
آراستہ ہو و ہر ایک ہر پریشہ جرات ننگ بحر حلاوت سخیل سپدانان آئنی اسد غازی و گل جواہر  
پیراستہ ہو کار گزاران لشکر ظفر اثر و جان نشان نامور کرمیت بانہ حکم لصد کرد و فرآدہ ہوئے بارگاہ  
گردون اشتباہ زلفیتی وہ استادہ ہونے کہ مہ پر نور جب کا خورشید درخشان سے ہم سری کرتا تھا طنائین  
زلف حور کی استادہ الماس نگارستون مرصع کار قنائین پردہ پوش صاحبان عصمت پردہ پردہ و آ  
جہانیشینان عصمت حمام کے گرم کرنے پر صنعاغان چاکدست سرگرم ہوئے نازنینان دریا دان جوانان  
آبرو دار دو جانب حاضرین ایک سمت اسد شیر دل ایک جانب ملکہ سے حسین الماس پوش کولاکر  
داخل کیا حوض نایاب پیراز آب صاف و شفاف جسکے سامنے گوہر ہے آبرو و مہر و ماہ فلک کو آئین  
غوطے لگانے کی جستجو اسد نامد غسل کر کے جامہ فانیہ میں آئے صاف ثابت ہوتا تھا کہ وہ ماہ تابان  
برج آبی سے برآمد ہوا کینزان دیوش ملکہ سے حسین الماس پوش کی خدمت گزاری میں مصروف ہیں  
ملکہ مرغ و بہار و جہان تاجداران عالی وقار شاہنرادیان حور نژاد و نون کے استقبال کو با آواز  
تمام استاد ہوئیں سب کو قاعدے پیشوائی کے بخوبی یاد ہیں سب گوش برآواز ہیں اپنے تیراقبال پر  
نازکینین بڑھ بڑھ کے خبر دے رہی ہیں ملکہ عالم قصر حمام سے برآمد ہوا چاہتی ہیں لباس زیب جسم  
فرماری ہیں کوئی تاجدار ہنپتا ہوا بڑھ کر آتا ہوا اسد غازی کی تشریف آوری کی خبر سنا تا کہ لباس جسم  
اقدس پیرا آستہ کر چکے سلاح خانہ میں تشریف لیگے ہیں سلح ہو کر برآمد ہونگے آنکھیں مشتاقان دیدار  
کی زکس وار کھلی ہیں تخت طاوسی آراستہ و گل جواہر نگار پائیہ چارم تخت پر لصد کرد و فرجھا یا گیا یکایک  
حمد بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بند ہوئی روح سامری و شبید دردمند ہوئی سب نے نگاہ اٹھا کر دیکھا



ایک جانب ملک مہ جبین سیمبر غنچہ دہن گاہدن قد و مجور شک سر و لب جو چہرہ ماہ تابان جبین انور و شہید  
درخشان ابرو سے خمدار کوکس سے مثال دون ہلال فلک کیونکر کہوں یہ ابروین یکتا ہلال نگشت نما  
خجبرین نہ تلوار میں قدرت پروردگار من عارض بدر آسمان کمال ہر گل تر کہنا ناقص مثال ہی  
اب جان بخش عیسیٰ مر فیضان محبت غنچہ دہن تنگ اسرار الفت دندان موتیوں کی لڑیاں جمال  
بیشال حیرت افزا ساخچہ میں ڈھلا ہوا سراپا ایک جانب سے اسد نامدار لب و شوکت و وقار  
سلاح ذات برآر انتہ رستم شوکت فریدون جلالت چہرہ پر یوز آفتاب عالم تاب شہر یاری پیشانی  
کوکب شش جہت افروز جہان داری دہن کی صفت میں فکر جو کی ظاہر ہوا کہ ایک بات ہی لبوں سے پہلے  
اعجاز کرامات ہی شیر صولت رستم مہبت صاحب عظم و شان روح روان حمزہ صاحب قرآن کے لیے  
سرداران صف شکن تیغ زن فنون جرات سے ماہر غیر سحر سایہ میں تلواروں کے شاہزادہ والا قدر  
کو لیے ہوئے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے خلعت ہائے فاخرہ سرداران نامی کے زیب جسم  
بارہ ہزار کنیران مصع پوش ایک ایک حسن میں بی نظیر چہرے رشک ماہ منیر ناز و کرشمہ انداز ہمد و ہمراز گرد  
ملکہ مہ جبین ایک پہلو بخت کے ملک مہرخ ایک جانب معشوق گلخوار ملک بہار ایک پار پر صاحب سلطوت  
وصولت باغبان قدرت چوتھے پہلو پر پیش و یکتا ملک سرخ موئے کا کلکشا چالیس مشیر چالیس وزیر حکما  
و نایم کھواران قدیم اپنے اپنے مقام پر خرم خاموش بحر شادی و عیش کا جیش اس کرو فر جاہ و شہم سے خواجہ  
عمر و مرغ زرین بنے ہوئے خلعت فاخرہ سے خلع زیرہ سی آنکھیں چمکتی ہوئیں نشست پر جانناز کی رنگی  
مہتر برق فرنگی عاقل و کامل مہتر ضغام شیر دل آفتاب عالم افروز مہتر جالسوز صاحب بغداد گران  
مہتر قرآن عیار بیباک مہتر چالاک بانہا عیاری سے آراستہ قنطورہ ہائے زربنی سے پیراستہ ملک  
مہ جبین کو تخت طاووسی پر جلوہ فرما کر کے اولان اول خواجہ عمرو نے نذر دی ملک مہ جبین سکرا میں کہا  
نور نظیر میں تو خدا متکرار ہوں میری نذر پر تیرا ہاتھ رکھیے اب کل سرد از نذر دینگے ہم لیتے جائیگے جمع رکھیں گے  
وقت پر حساب سمجھا دینگے خواجہ عمرو یہ کہہ کر دامن پھیلا کر کھڑے ہوئے نذرین گزرنے لگیں سب سے پیشتر  
ملکہ مہرخ یہ کہہ کر جھکیں کہ داری شکر ہی جس روز سے تمہارے دشمن قید ہوئے تمہاری نیابت میں عسکر  
سلطنت پر قائم رہی آج تسکین ہوئی حق بقدار صید ایک سو ایک تختی الماس کی پیش کی خواجہ  
دامن پھیلائے کھڑے دامن میں نذرین لیتے جاتے ہیں گاہا سے نذرین چو نگارین پر تھکر ملک بہار



سامنے اُس سرحدِ قیہ سلطنت کے پیش کیے ساحرِ سیدیل شاہزادہ شکیل نے تیفہ برق مثال ہاتھ پر رکھ کر واسطے نذر کے خم ہوا خواجہ عمرو نے فرمایا آج سیاہی کا کام نہیں ہو تقدی لایسے جواہرات نذر میں دیکھے شاہنشاہ گیتی ستان کے مامون جان ہو تصدقات اُتار سکے ہمدرد خانہ کعبہ کو روانہ کریں تھاکم سردار شادان و فرحان نذرین دینے میں مصروف ہیں سترہ سونقارے پر چوب پٹھی روشن چوکی بج رہی ہے غزلین مبارکباد کی شنائی میں بجا رہے ہیں ناپٹن اڑا رہے ہیں اسد شیر دل و گھل پہ سالاری پر جلوہ فرما عشوق حور نزا پر نگاہ محبت پڑ رہی ہے لکڑہرہ جبین تخت طاووسی پر شوکت و سطوت جلوہ فرما لافونکی آمد کا ہنگامہ کی ہزار طائفے در دولت پر حاضر ہیں دارِ دفعہ ارباب نشاۃ جوانان خوش و منظم کار گزاران سبکے ناظر ہیں ہزار ماخیمہ استاد ہوا ہے سرداران نامی کی بارگاہیں ایچے اپنے مقام پر بازارین دلچسپ دوکانیں عمدہ دوکاندار طرحدار بازار کھلے ہوئے بیع و شراب تلے ہوئے ہر مقام پر سامان عیش و عشرت میاں گل لشکر میں جشن کی دھوم تاجمان حلیل القدر چلے آئے ہیں دوکانیں لیکر اشیائے نفیس جا رہے ہیں چند عرصہ اس سامان میں گذر اٹھا کہ شاہنشاہ زرین پوش آفتاب عالم تاب سامان جشن بے نظیر دیکھ کر بنا برتبدیل لباس قصر مغرب میں داخل ہوا اور سلطان گردون پناہ اعلیٰ خسرو انجم سپاہ مشیران و وزیران ثابت و سیارگان ہمراہ فرش چاندنی آراستہ کر کے برے ملاحظہ تماشاے دلپذیر بصد توقیر فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا کار گزاران شاہی سامان روشنی میں مصروف ہوئے شہار جشن

ہر طرف فوج میں ہر آرائش	ہر رون کی نہیں ہر گناش	شیشہ یا زفلک ہوا شہباز
کھکشان سے ہوا ہوائی ساز	نہیں رستون میں روشنی کے دیے	نجم ہر چشم روشنی کے لیے
شب شادی کی دھوم کی کیا بات	روز روشن بھی روشنی سے رات	آؤ ساقی کہ جمع ہیں اجباب
سب میاں ہیں عیش کے اسباب	لاوہ جون آفتاب سا غر زہر	آب گارنگ سے لبالب کر
گرچہ زار و دشت و در کی سیر	ہیں نہال آج آشنا و غیر	گل منطل شگفتہ سب کے لیے
خلعت فاخرہ سمجھون کو دیے	ہر طرف قص میں ہیں دلرویان	پاسے کو بان میں سلسار مویان
شادمانی سے ہونوا پرداز	ہر مینطور سب درست ہوں سا	گل و لالہ سے چشم باز کرے
زنگ صحبت کو دیکھ ناز کرے	چھڑ سا طرب نوا کے تین	باندھ آواز سے ہوا کے تین
وجہ میں لاؤ محو پرستون کو	یاد دے ٹھک سرو و مستون کو	آؤ ساقی کہ روشنی ہر خوب



محو آرائش آج ہیں محسوب	شیشہ شیشہ شراب ہی درکار	صحبت عیش کو چھپکا اکبر
لارہ رنگ رخ نکویان کو	مایہ ناز خوب رویان کو	اُس پہی کو نکال شیشے سے
رنگ مجلس میں ڈال شیشے سے	ہو کے سرمست ہوتا شالی	حکم کشس ہی سپہر مینائی
چل گلابی کو ہاتھ میں لے لے	ایک دم جام متصل دے دے	ٹھاٹھ بندی جا بجا ہو رہی ہی

روشنی سے چراغان کے زمین بہتر از چرخ برین بارگاہ میں جھاڑ نایاب انتخاب کنول اُس کے  
روغن گل سے معمور چلی روشنی سے عند لیبان گلشن عیش کو سرور بتیوں میں تاز نگاہ پر رویا  
یاشاع آفتاب تابان بیاض سیدی سحر وصل معشوقان صفا پروری چربی اُس کے فیصلے نازنینان چویر  
نے اپنے ناز و کرشمہ کے سانچے میں ڈھالے الماس کی ہر ایک مرونگ ہی آبرو کے گوہر بے بہا

جکو دیکھے رنگ ہنر طسم	طرفہ فرشی کنول پھتا جو بن	نود ماہ ایک جا پہ تھاروشن
تیل پانی کے وہ چڑھے تھے گلائ	جن سے شرماے ساغر الماس	فلک انجن کے تارے تھے
یا کلس عرش کے اتارے تھے	زور دیوار گیر یون پہ ہزار	کیسے پستان شاہ دیوار

پر دے بارگاہ زربفتی کے اُٹھے ہوئے ہیں کہ آسمان سے لگے ابرمرواریدی طاہر ہوا خواجہ عمر و  
نے دیکھا کہ بھتیجی شہنشاہ کو کلب روشن ضمیر کی ملکہ اختر بن سہلان فیصل زور شمشیر زن تخت سے اُتری  
بارہ سونا زینتان مرصع پوش ہر راہ شوکت و شان لشکر دیکھتی ہوئی خوشی سے چہرہ گلنا گلشن حسن پر بہا  
داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی مہ جبین واسد کو نذر دی کرسی جو اسزگار ملی محفل عرش منزل میں وہ  
ماہ تابان جلوہ فرما ہوئی دوسرا لکھ یا قوت حکار بڑی دھوم سے اُٹھا معلوم ہوتا ہے کہ بربرو سے ہوا دریا سے  
خونروان جوش مار رہا ہے ملکہ بران گرد پریزا اداں جو ریکر وزیر زادیان رشک شمشیر تہہ بارہ ہزار و صا جانا  
خاص ماہ رویان باخلاص بارگاہ میں پہنچیں نذر دی شرف خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئیں قریب  
ونگل زین پڑھیں خواجہ عمر و نے پوچھا اے نور نظر شہنشاہ کی تشریف آوری میں کیا ویر ہوئی تھی کہ  
انتظار میں ناح نہیں شروع ہوا ملکہ نے دست بستہ عرض کی سوار ہو چکے ہیں تشریف لایا چاہتے ہیں  
یکلمہ نامت تھا کہ ابر لورانی بصدد ہیبت و جلالت مثل آفتاب تابان ہوا سب نے دیکھا کہ آگے آگے شہنشاہ  
بر حبس زین علم صاحب جاہ چشم عالم شہنشاہ کو کلب فیصل مست پر سوار ہو شعری سواری کے فیصل کی  
وہ دھوم + جیسے ابر بہار آوے محبوم + علم زنگار کی چھٹا بغل میں دبا لے ہوئے پھر ہزار نشان



پرچم گیسو سے حور جہان اس شوکت و شان سے شہنشاہ جہیں فیل سے اتر اہشت پر بارہ ہزار جوانان  
 خوبرو و خوشنویس کو ایک مقام پر گاہ دیا خود منتظر آمد شہنشاہ میں صف باندھ کر ٹھہرا ایک جانب سے شاہزادہ  
 جمشید بن کوکب مرکب باد و رفتار پر سوار بارہ سو شیر دل مصاحب کسن کم کم سبرہ آغاز جرات و شوکت  
 میں سرفراز گھوڑے سے اتر کر یہ بھی مشتاق آمد پر عالی مقدار شہنشاہ لگا اہلی ابر غظیم اٹھا کئی ہزار طائر  
 زیر ابر مزہ سرائی کرتے ہوئے روئے ہوا پر پھٹے ابر شوق ہوا سب نے دیکھا شہنشاہ کو کب بعد تو قیر  
 گرد پہلوون میں چار دن وزیر باور چہار دست سپہ سالار زامو پاپہ تخت پر شاہ کے ہاتھ رکھے ہوئے  
 اس شد و مد سے اگر پہنچا تخت جواہر نگار سے اتر مع شہنشاہ جہیں زرین علم و جمشید و الاشتم قریب قریب  
 وزیران خوش تدبیر داخل بارگاہ ہوئے اسد نامدار برائے تغظیم کو کب روشن ضمیر نگل سے اٹھے کو کب  
 نے چاہا قدموں سے لپٹ جاؤں اسد نامدار نے سر سینے سے لگایا کو کب کی آنکھوں سے آنسو ٹپک  
 پڑے جمال ہیشال سطوت و عدوت و قد و قامت کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہا ہی مثل آئینہ چہرے پر حیرانی  
 چشمہ چشم سے اشکو کی طیفانی عمرو نے نبھ کر و مال سے اشک کو کب پاک کیے کہا بھائی آج روز  
 عیش و فرحت ہی بیکاری اشکباری کیسی سجدہ شکر یہ بے نیاز کر و اسکی رحمت پر ناز کر و کیا منایت ہوئی  
 مجھ پر ضعیف مشت اتخوان کو مرثیہ سلیمانی عطا فرمایا اسد شیر دل کو گنبد نور سے رہا کر کے لایا کو کب نے  
 جواب دیا خواجہ خوشی کی تو انتہا نہیں مگر اسوقت یہ خیال آیا کہ اس عرصہ دراز تک یہ ماہ اوج صاحبقرانی  
 برج گنبد نور میں غروب رہا کیا کیا رنج و الم سے پشہا جلیل پروردہ ہمدناز و غم کیا کیا یہ جو دم غم و الم  
 اسدن کی کسے امید تھی آج دیدہ دل زیارت آفتاب چرخ صاحبقرانی سے روشن ہوئے اسی کی حیرت  
 ہی اسوقت دل پر جویم لشکر عبرت ہی کلام حسرت انجام کو کب پر گل سرداروں کے آنسو بھرتے ہر ایک  
 نے اشک حسرت ٹپکائے کو کب نے دیکھا ایسا نہ مٹھل عیش کا رنگ و گر گون ہو پٹ کر تختی الماس  
 کی دست زبردست پر رکھ کر سامنے لکڑیہ جبین الماس پوش کے خم ہوئے عمر و نے مسکرا کر کہا برادر  
 تمہاری نذر کی کیا ضرورت ہو اگر قبول نہو گی تم رنجیدہ ہو گے تمہارا لالہ جلو گوارا نہیں ہو لاؤ لسم اللہ  
 خوشی تمہاری گلے سے اتار کر لٹھیا یا قوت امیر کا شریک کر دو کہ تمہارا نام ہو چلتے وقت پھر لینا کو کب  
 نے ہلکے جذبہ دانے یا قوت امیر کے جیب سے مہارے نذرین شریک کیے خواجہ نے یہ بھی مال نذر زنبیل کیا  
 کو کب روشن ضمیر کو نگل یا قوتی پہلوئے اسد غازی میں ملا آج پہلے پہل کو کب نے اسد نامدار کو



دیکھا جب اسد گنبد نور پر قید ہو چکے تھے تب خواجہ عمر و بعد عہدہ راز طرف ملک کو گب گئے اور شرکت کو گب ہوئی آج نگاہ جو جمال بمثال پر پڑی ہر حیران جمال و خودید از خلق سے اسد کا کلام کرنا اور فرمایا کہ اسد شہنشاہ طلمس نور افشان ہم نہایت ممنون و مشکور ہیں کہ محبت اہل اسلام میں کیا کیا کار نمایاں ہو سکے گنبد نور میں ربانی جلادوں کے ہلو خبریں ملتی تھیں جس زمانے میں جہانگیر نے آ کر آفت برپائی اور لوح حاصل کی سن سن کے دل بگڑتا تھا کلیچہ کو آتا تھا کہ اگر جیتیر رہا موتا تو انکو لطف ملتا آخر ثابت ہوا کہ نور نظر مانا جان کے ہیں وہ آکر زیر کر کے یلگئے اسد شہنشاہ اس رہائی کو قید سے بہتر جانتا ہوں جس خواہش میں میں آیا ہوں اسکا ابھی تک نشان بھی نہیں ملا مومن جان انجم گروہ شتم شکوہ سرفتنہ ملک بہتر پہلوانان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن بنین معلوم کس مقام پر قید ہیں اسد شہنشاہ ہم تو اتنیک بالکل بیکار مجبور و ناچار چھوٹے مانا جان کو خدا سلامت رکھے اگر انکا قدم نہوتا کون ہم کو قید سے افراسیاب کی چھڑاتا بزرگ ہزار ہا منزل پر یہاں تو دربار میں یہ بائیں ہو رہی ہیں گرد و کلمہ استان افراسیاب خانہ خراب کے بیان ہوتے ہیں بلغ ملکہ بلان شمشیر زن سے ملکہ ماہیان زمر و پوش بوش و خوش لیکر افراسیاب کو باغ سب میں آئی ملک حیرت جادو و سرا و برف انداز و ابرق کوہ شگاف و مصور جادو و صورت نگار و غیرہ بھی یہاں پہونچے میلہ تو درہم و برہم ہو گیا سب بادشاہ اپنے اپنے ملک کو گئے ماہیان زمر و پوش نے افراسیاب جادو کو ہوشیار کیا افراسیاب جادو غصہ میں اٹھا کہا کہ نانی اماں تم مجھ کو کیوں لائیں باسے اسد غازی چھوٹ گیا میں اپنی جان دو لگا حیرت رونے لگی بال کھول دیے کہا ہر میرے شہنشاہ کو کیا صدمہ پہونچا ماہیان نے کہا اسی حیرت خاموش رہو ایسا نہو کہ میل بچہ گلا کاٹ کے مر جائے اگر اسد غازی چھوٹ گیا تو ہمارا کیا نقصان ہوا نکھر مومن نے یفساد برپا کیا ماراں زمین کن واسر جادو اگر نہ شریک ہو جائیں عمر بھر اسد غازی نہ رہا ہوتا ان نکھر مومن کی فکر واجب و لازم ہے ملک حیرت جادو تم سلمان لشکر کشی کرو جا کر مقتاہین اسراہلی تدبیر کیجائیگی جب ماہیان نے اس طرح کہا تو افراسیاب بھی بول اٹھا کہ اسد غازی کے رہا کرنے سے کیا ہوتا ہے لوح میرے طلمس کی مفقود ہے بالکل نابود ہوا ماہیان زمر و پوش نے برائے تسلیم افراسیاب خانہ خراب جلسہ عیش و نشاط آراستہ کیا ملک حیرت جادو و صورت نگار و غیرہ کو ہمراہ لے کر اپنے لشکر میں چلی افراسیاب کو ماہیان زمر و پوش نے



شراب پلا کر سٹمن کیا اس اثنا میں ملکہ صرصر و صبار فتار وغیرہ پانچون عیار بچیان افغان و خیزان  
حیران و پریشان مترد و متفکر و متوحش آکر ہو چکین دیکھا افراسیاب نشہ شراب سے مست بیٹھا ہوا  
لاف و کزاف کر رہا ہی صرصر نے بڑھ کر سلام کیا افراسیاب نے کہا ای صرصر ملکہ حیرت مع لشکر مقابلہ  
مسلمانان میں گئی ہیں تم بھی جاؤ خبردار ابھی طبل خلی نہ بجوا سنے دنیا مقابلہ کا قصد نہ کریں مابعد دولت خود  
کہ دکاوش کریں گے قتل مسلمانان میں کوشش کریں گے ہر چند کہ ناظران درند بھی آمادہ تھے مین مانع ہوا  
کہ سمجھ کے انتظام کیا جائیگا پانچون عیار بچیان بھی فوراً روانہ ہوئیں یہاں ملکہ حیرت جساد و  
مع لشکر اپنی بارگاہ میں داخل ہوئیں لشکر اہل اسلام سے کوس بھر ہٹ کر بارگاہ حیرت جادو تہاد  
رہتی ہی ہو جب طریقہ قدیم بارگاہ میں آئی تحت پڑھتی پانچون عیار بچیان بھی آئیں سب ملکہ حیرت  
جادو کو بہلا رہی ہیں رنج رہائی اسد میں انتہا کا اٹھایا ہے سب سے زیادہ مرشد زادہ مصبور  
بدنہ سمجھا رہا ہے کہ اسی ملکہ عالم تصویرین کھینچ کر دیکھے تو مسلمانوں کا کیا نقشہ کرتا ہوں اگر ان سب کو  
دیوانہ کر کے نہ مارا تو نام اپنا نبیرہ سامری پنا یا اس میں حیرت نے ملکہ صرصر سے کہا جا کر خبر لشکر  
باغیان لاؤ آج تو سب نگور سے مثل گل کے پھولے بیٹھے ہوئے طلسم کشا کو چھڑا لیا اپنے نزدیک  
بڑا کام کیا ہوا صرصر سامری نہ کر کے کہ میرے شہنشاہ کو غصہ آجائے نگوڑوں کو جان بچانا مشکل ہوگا  
جلد لیکر آنا فوراً ملکہ صرصر شیر زن برائے خبر طرف لشکر طغرائے کے روانہ ہوئی یہاں بارگاہ اہل اسلام  
میں ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے صحبت جشن آراستہ و ردیان نہی تقسیم ہوئی ہیں باغ مسلمانان میں بہار

ہر باغیوں کو خار ہے نظم	ساقیادے وہ دوجو باقی ہے	شادی ایسی بھی اتفاقی ہے
ہو مبارک یہ جشن خوش انجام	دور گردون بکام عیش مدام	ای مغنی غزل سہالی کہ
کچھ مزے سے بھی آشنائی کر	پڑھ غزل تیر کی جو ہو ویار	انکو اس فن میں کہتے ہیں استاد
غزل میر تقی میر	موسم ابر ہو سب جو بھی ہو	گل ہو گلشن ہو اور تو بھی ہو
کب تک آئینے کا یہ حسن قبول	منہ ہزار اسطرت کبھو بھی ہو	ہو جو تیرا سازنگ گل گاہے
یہ چین ہم سب جب ایسی بو بھی ہو	ہر غرض عشق صرف ہے لیکن	شرط یہ ہے کہ جستجو بھی ہو
کشتی گل کی خوش نہیں آتی	ناز کرنے کو دیار بھی ہو	کسکو بلبل ہے دم کشی کا داغ
ہو تو گل ہی ک گفت گو بھی ہو	دل مٹا گدا تو ہے ہر سیر	ہو تو اسکی ہی آرزو بھی ہو



تمام لشکر میں چراغان ہر خمیہ میں نازنینان پرپوش مجرے کر رہی ہیں بارگاہ اسد نامدار تو اسوقت  
نمونہ بہشت عنبر سرشت ہی تمام تاجداران تخت نشین شاہزادیان گلنغم گل اندام فصاحت آمین  
اپنے اپنے مقام پر بیچ میں اسد غازی ایسا ماہ تابان گردا گرد ہجوم سیارگان فلک سے چاند  
بہ نگاہ حسرت اس جلسہ کو تک رہا ہی ہوس ہی کہ اس محفل نور آگین میں شریک ہوں بہ نگاہ آرزو اس  
جلسہ کی کیفیت دیکھوں ایک ایک رفا صان سمیر گل پرین غنچہ دہن ناز و کرشمہ میں استاد براے  
عاشقان جلا دسارے ہوئے کوئی ناساز نہیں تائین پڑ رہی ہیں لونی فلک وجد میں ہی ساقیان  
سیمین ساق جام و صراحی ہاتھ میں جا بجا حاضر ہیں دور جام صبا کے گلگون کا جوش ہر صدائے  
ہوشا ہوش و نوشا نوش ہی خواجہ عمر و کسی جواہر نگار پر خلعت زرین زیب جسم الوز جلوہ فرما ہیں بلبل  
عیسائے نظم کا روبرو اسوقت صرصر شمشیر زن بصورت مبدل اس بارگاہ فلک اشتباہ میں آکر  
پہنچی سامان جشن و عیش دیکھ کر محو حیرت ہوئی اُٹے پانوں پھری سامنے ملکہ حیرت کے آئی  
مگر گھبرائی ہوئی کچھ سکراتی ہوئی ملکہ حیرت نے پوچھا کیوں صرصر خیر تو ہی اسوقت تو تم محو حیرت ہو  
صرصر نے کہا داری کیا عرض کروں آج لشکر مسلمانان میں ایسی صحبت عیش آراستہ ہی کہ کبھی کنیز کی  
نگاہ سے ایسا جلسہ فرحت افزا نہیں گذرا بارہ کوس تک لشکر میں جا بجا ناچ ہو رہا ہی روشنی ایسی  
کہ دیدہ دل روشن ہوتا ہی بارگاہ میں جا کر جو دیکھا ہی مہ جبین صاحب تخت طاؤسی پر طلسم کشا صاحب  
دگل جواہر نگار پر شاہان دی وقار سے تمام بارگاہ ملو ہی ایک ایک نازنین پر جو بن ہی حقیقت میں  
اسوقت بارگاہ رشک گلشن ہر اب اسوقت کو کب روشن ضمیر نے عمرو سے فرمائش کی ہی نہ نوازی  
کی خواہش کی ہی حضور اب بالشری عمرو کی بجے گی آج ساریاں زادہ دل توڑ کے نئے طور سے فی  
بجائے گناہ و افکاران علم موسیقی کو وجد ہو جائیگا میں تو آپ کے خوف سے خبر لیکر چلی آئی روح کو  
اسی جلسے میں چھوڑ آئی آنکھوں کے نیچے وہ سامان پھر رہا ہی نوٹدی تو جاتی ہی آج کی شب وہیں رہو گی  
خواجہ عمرو کی نہ نوازی سنو گی صرصر نے جو اس چرب رہائی سے کیفیت جشن کی بیان کی حیرت  
بھی نہایت مشتاق ہوئی کہا کیوں صرصر ہم اس جلسہ کو کیونکر دیکھیں تو نے دل بیقرار کر دیا خانہ دلو  
اشتیاق سے بھر دیا صرصر نے کہا داری آج کیا شکل ہی جلسہ عام ہی روک ٹوک کا وہاں کیا  
کام ہی ہمارا طاقتور ہی اس اثر دھام میں کون کسکو پہچانتا ہی مصور نے کہا ملکہ ہمارا بھی دل اریا



بیشک آج جلسہ بڑی کیفیت کا ہوگا ایک تدبیر ہم تبائیں ہم آپ چند کس حلین صورتیں بدل لیں  
 ہماری اہلیانہ کونا نگہ بناؤ ہوگا انکا آشنا قرار دو تم اور پانچون عیار بچیان نوجیان نبوہلی میں سوار  
 ہو کے چلو بڑی خاطرین ہونگی بلا و زردی بھی کھاؤ مفت میں جلسہ بھی دیکھو یہ راسے سب کو پسند  
 آئی صرصر تو خود بقرار ہی اسنے بھی کہا بہت اچھا یہ خوب بات ہر اب صرصر نے رنگ روغن عیاری  
 کا نکالا مصور سے کہا ڈار بھی موچپین مونڈ ڈا لے مصور راضی ہوا ڈار بھی موچپو کو خست کیا صورت  
 انکی صرصر نے بدلی بھاری ٹوپی گوٹے پٹھے کا لباس بہت عمدہ شروع کا پایا جامہ ٹاٹ بانی جو تا صورت  
 اسکی جو کونا نگہ بنایا اپنی بھی منع چارون عیار بچپونکے صورت تبدیل کی مگر صرصر شعلہ جوالہ نہ کرتا رہوئی  
 حیرت جادو خود حین مہ حین تھی اُسکے جو رنگ روغن لگایا حسن بھٹ پٹا لباس جواہر نگار زیور  
 مرصع کار پانچون عیار بچیان مصور و ملکہ صورت نگار و ملکہ حیرت ماہ رخسار و و کینزین واسطے خدمت  
 کے لیکر ہلی میں یہ سب سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئیں کنارے پر لشکر اسلام کے داروغہ  
 ارباب نشاط حاضر ہو جو طائفہ آتا ہی اُسکو باعزاز خیمہ میں جاگڑتے ہیں جیسے ہی یہ پونچیں داروغہ نے  
 پوچھا صاحب کمان سے آنا ہوا میان مصور بول اُٹھے جناب داروغہ صاحب بی نور بانی و کن سے  
 آئی ہیں ابھی ریل سے آری ہیں حال حسن طلسم کشا کا لشکر شریف لائی ہیں داروغہ ارباب نشاط بھی  
 نوجوان جمال بمثال حیرت دیکھ کر بقرار ہو گیا سینے پر ہاتھ رکھ دیا کمالی بانی صاحبہ آپ نے بڑا احسان  
 کیا سرکار طلسم کشا سے بہت کچھ ملیگا خدمت کو ہم حاضر ہیں باتیں کرتے کرتے ران پر ہاتھ رکھا حیرت  
 نے سسکی لیکر ہاتھ ہٹا دیا تیور پیل پڑ گئے مصور کی جانب دیکھا مصور بول اُٹھا داروغہ صاحب آپ سے  
 باتیں کیجیے یہ بہت کم سخن ہیں ابھی سرفراز نہیں ہوئیں اب داروغہ کی نگاہ صرصر پر پڑی کلیجہ تھام لیا  
 قریب آکر پوچھا کیوں بی تمھارا کیا نام ہے صرصر طراز فرار عیارہ بلاے روزگار اُسنے مسکرا کر کہا نام اپنے  
 گھر میں جا کر پوچھیے ذرا اپنی صورت تو دیکھیے آئینہ تو میرا ہوا ہوگا چپنی میں موت کے تو دیکھا ہوگا آپ تو  
 تصویر کھینچنے کے لائق ہیں صورت میں لنگور پر فائق ہیں داروغہ یہ بیباکی چالاکی تقریر دیندیر لشکر  
 بقرار ہو گیا اب جو پہلے بیچ میں سے ملٹن رسالونکی گزری روشنی تو ہر مقام پر بے انتہا ہو جانوں کی  
 جو نگاہ پڑی آواز سے کہنے لگے کوئی بچار اٹھا میان جانے والے جوانوں سے تو ذرا آنکھیں چار  
 کر وایک نے کہا ہاے کیا آنکھ پان ہیں ایک نے کہا سینے پر کیا غضب کا اُبھار ہے سنان غم کلیجے کے



پارہی جو آوازیں چار طرف سے آئیں حیرت نے کہا صرصر تو نے بڑا غضب کیا پہلے یہ اعتراض ہمارے  
 ذہن میں نہ آیا کسی کو جو دیکھیگا آوازہ کیسا گاداروغہ نگوڑے نے ران پر ہاتھ رکھ دیا دل میں  
 یہ آیا کہ برق بنگر گرون خرمن ہستی بھڑوے گستاخ کی جلا دون میان مصور ہاتھ جوڑنے لگے کہ ملکہ  
 واسطہ سامری جیشد کا غصہ کو کام نہ فرمانا اور نہ غضب ہو جائیگا جان بیا مشکل ہوگی مثل چوٹوں  
 کے سرداران سرخ دوڑ پڑینگے انہو جو کیا وہ کیا زانو پر ہاتھ رکھنے میں کیا نقصان ہوا کچھ ہوتا تھا  
 تو دیکھینگے مگر حیرت کو بہت تاگوار ہر دل سے کہتی ہیں نے یہ کیا کیا اب تو میں خود تماشا  
 بنگلی ہلی کا ٹھہرنا مشکل ہو جوان تماشا بین ہلی سے لپٹے جاتے ہیں کوئی اشاروں سے پوچھتا  
 ہو کیا خبر جی ہر حیرت غصہ میں سرخ ہو جاتی ہی جواب نہیں دیتی سحر کا الہی ہی کوئی میان  
 مصور کے قریب آن کر کتا ہی میان صاحب آداب عرض ہو یہ جواب کے قریب ہیں گوری بی بی  
 کیا مہینہ لنگی مصور حیران کوئی صورت نگار سے کتا ہی بی بی صاحبہ تسلیم ایک کتا ہی ہم تو نالکے سے  
 ملاقات کرینگے خوب بالائی پڑاٹھے کہلائیگی صرصر ہر تو جو مہی یہ تڑاق تڑاق سب کو جواب دیتی ہو  
 مگر اپنی حرکت ناشائستہ پر نادم دل سے کہتی ہو ای صرصر دیکھے کیونکر آبر بکتی ہو آخانین خیال انجام  
 نہ کیا یہ کیا کام کیا اگر عیار بچان لین تو گرفتار ہو جائیں افراسیاب ناک کاٹ ڈالینگا نہیں معلوم  
 کیا آفت برپا کر چکا سب بھی کو موقوف بنائینگے صلاح بنانے والے الگ ہو جائینگے مشکل ہلی خیمہ تک  
 پہونچی ہر کار سے چر اسی جمع ہو گئے ہر ایک نام پوچھتا ہی مصور جلدی سے خیمہ کے اندر سب کو  
 لیکے داخل ہو گیا پردے چھوڑ لیے حیرت نے ایک دو تہڑا مارا کہا مرشد زار دے آپ نے غضب کیا  
 کسی بنا کے لائے بازاری پیشہ یہ قوم تو سب سے عجیب ہوتی ہو مرد دے مجھے ٹوٹے پڑتے ہیں اگر سن  
 پائیگا میرا خیمہ مجھے کھا جائیگا آپ لوگوں کا کیا جائیگا دیکھیے کیا ہوتا ہی مصور نے کہا نہ گھبراؤ کیا کسی کے  
 ہاتھ لگانے سے کچھ نقصان ہو جاتا ہی ہمارے مذہب میں ان باتوں کا عیب نہیں ہی جب بچا پت  
 ہوتی ہو چودھری صاحب پکار کے کہدیتے ہیں راہ گلی کا معاملہ معاف ہو نہ جرمانہ نہ شکرانہ ایک دو  
 مرتبہ میں عورت گنہگار نہیں ہوتی ہم افراسیاب کو جواب دے لینگے جس واسطے یہ جفا اٹھائی ہم نے  
 تو اپنی قوم کی صورت بنائی تیرہ سامری ہیں کچھ شرم نہ آئی تم ناحق بیقرار ہوتی ہو یہ باتیں تھیں کہ  
 داروغہ صاحب خوان کھانے کے لیکر آئے سر سے مزدور دن کے اتر دے حیرت کے پاس



بیٹھ کر کہا لو جان جہان خاصہ نوش کرو حیرت نے مصور کی جانب دیکھا مصور جلدی سے بچ پڑ گیا  
 کہا داروغہ صاحب چٹکی سے بات نہ کرو یہ بت کم سخن ہو بڑکی کی طرف آؤ داروغہ صرصر کی طرف بڑے  
 صرصر نے کہا موئے کلمو ہے تیری شامت دامنگیر جا کے زندیوں کو کھانا پہنچا ایک ایک پہ گرا  
 پڑتا ہر کچھ ہو بھی سکتا ہے کہ خالی منہ سے مزا نکالتا ہے جو روا کی تو جا کے خبر لے وہ کوٹھے فراتی ہونگی  
 نئے یا رکوبلاتی ہونگی یہ کلمے داروغہ صاحب کا منہ جڑھا دیا پٹے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا داروغہ صاحب  
 ہنستے ہوئے چلے مگر مصور سے پوچھا آپ کا کس نام سے ذکر کریں میان مصور نے کہا طائفہ نو بانی  
 کے نام سے مشہور ہے میرا شیخ ہینگا نام بتا دیجیے گا اب ہکو جلدی طلب فرمائیے صحبت میں بلوائیے  
 داروغہ صاحب نے کہا ابھی جا کر بلواتا ہوں صرصر نے داروغہ کا دامن تھا مگر پوچھا ارے کلمو ہے  
 یہ تو بتلاتا جا خواجہ عمرو کی ذنوازی میں کیا دیر ہو داروغہ صاحب نے کہا اب سامان ہو رہا ہے ابھی  
 تک تو طائفوں کا ہنگامہ تھا کئی ہزار طائفہ ہر ملکہ سرخ نے آج دروازہ خستہ انہ کا کھول دیا ہر پیہ  
 لٹ رہا ہے جو اس جلسہ میں آئیگا نہال ہو کر جا کے گا علاوہ زور و جواہر کے جاگیرین پائیگا سب طائفے  
 مشتاق خواجہ عمرو کے بیٹھے ہیں بارہ بجے خواجہ شروع کرینگے یہ لکھار داروغہ رخصت ہوا یہاں  
 حیرت نے غصہ میں کھانا نہ کھایا مصور و صورت نگار نے پلاؤ رد سے پر خوب تھے مارے یہ تو  
 بنکرے ہیں لیکن حیرت کو نہایت انتشار ہے مگر جلسے کا وہ اشتیاق ہے کہ سب کچھ گوارا ہوا بعد مختور  
 عرصہ کے داروغہ صاحب نے آن کر کہا میان شیخ ہینگا صاحب چلیے نو چیون کو اپنے ساتھ لیجیے  
 سرکار سے طلب ہے صرصر نے داروغہ سے کہا اتنا احسان کرنا ہم لوگ خواجہ عمرو کی ذنوازی کے  
 بہت مشتاق ہیں یہ بھی زمانہ کے اتفاق ہیں کہ ہم لوگوں کا آنا ہوا بادشاہ دکن کے ملازم ہیں کسی طرح سے  
 رخصت نہ ملتی تھی حیلہ کر کے آئے ہیں ہمارا مجراؤں کو ہو تو بہت بہتر ہے شب کو ہنگامے میں کیا ضرور ہے  
 داروغہ نے کہا تمہارا بھی مہینہ بیس دن رہنا ہو گا مجرایوں میں ملازم کرائینگے بہت کچھ دلوائیں گے  
 مگر میان شیخ ہینگا صاحب ہمارا خیال رہے بی چٹکی کی انکھڑیاں مارے ڈالتی ہیں پلکوں کے تیر  
 چل رہے ہیں حیرت سرخ ہو کے رگنی داروغہ نے ہنس کر سینی پر ہاتھ رکھ دیا مصور حیران ہیں کہ تک  
 ہنسیلی دون کس کس سے بچاؤں اب یہ سب داروغہ کے ساتھ چلے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے  
 دیکھا عجب سامان ہیں شوکت پر بارگاہ کی ماہ و ہر قربان ہیں سرداران ذی وقار تاجداران نامدار عیاران



خجہ گز از زمینان پری پکیر اپنے اپنے مقام پر حیرت کی نگاہ پڑی گل خسار ملکہ بہار پر کس شان و شوکت سے جلوہ فرمایا زیور میں پھولوں کے لدی ہوئی عروس شب اول نبی ہوئی بدھیان پھولوں کی ریب جسم انور چھپکا مویتے کا سر پر بعد حسن دادا ناز و کرشمہ مثل کینزان خدنگزار دست بستہ حاضرین ایک جانب ملکہ مخمور نشلی انکھڑیاں آثار جلالت چہرہ زیبائے عیمان ساغر شمیم بادہ حسن سے معمور کمان خانہ ابرو میں تیر مرثگان برائے دل و زہی عاشقان لیس ہیں ادا کی بر چھپان نگہ کی کٹاریاں چل رہی ہیں ملکہ مہر خ بعد کرد فر چہرہ مثل گل شگفتہ تمام ابالیان دربار کی خدمت میں مصروف ایک جانب بادشاہ با توقیر نوجوان برأت میں بے نظیر شہنشاہ کو کب و شد نصیر حیرت جاہ و جلال دربار دیکھ کر دنگ ہو گئی نظم لا علم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار | تو کوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار | عجب بارگاہ معلے اساس

ز قالین و جازم نمودے قیاس | تخت طاووسی پر سلیمان ششم فریدون خدم بالقیس شیم ملکہ حبیب

تاج شہریاری زیب انور لباس فاخرہ زیور جواہر نگار صاحب جاہ و جلال اوج پر نیر قبال نظم

امارت عدالت کا آئینے رواج | حسین مہربین صاحب تخت و تاج | امیر آسمان ششم ذی وقار

سمن بر سمن بوسمین گلخوار | رعب و جلال دیکھ کر یہ سب واسطے تسلیم کے خم ہوئے گوشہ بارگاہ

میں بیٹھنے کو جگہ ملی اس ہنگامہ عیش میں کسی کی نگاہ نہ پڑی برق و چالاک وغیرہ کار و بار ضروری میں مصروف خلعتا سے فاخرہ پہنے ہوئے کبھی بیرون بارگاہ جاتے ہیں کبھی اسباب ضروری لے کر اندر آتے ہیں حکم خواجہ عمرو بنام مہتر قرآن صادر ہوتا ہے یہ سلسلے حاضرین حکم یا کرا اشارہ کرتے ہیں برق وغیرہ فوراً بجالاتے ہیں اتنا بڑا جلسہ شور نہ غل کیفیت تمام دور جام مل عین گرمی صحبت میں کو کب نے کہا برادر خواجہ عمرو الکریم اذا وعدہ و قال الا شیتاق اشد الموت خواجہ پھولے بیٹھے رہے کچھ جواب دیا ملکہ بران نے مجلس جادو سے اشارہ کیا مجلس جادو و چالاک خواجہ سے بیباک گستاخ اپنی کرسی سے اٹھے خواجہ کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہانا نا جان گائیے آج خوشی کا دن ہے سب کی طبیعت مطمئن ہے عمرو نے در تامل کیا مجلس نے اپنے کوز میں پرگرا دیا فوراً اڑیاں زمین گر پڑنے لگی خواجہ کو کچھ نہ بن پڑا سنے تخت ملکہ مہربین کے آکر بیٹھے سازندون کو اشارہ ہو سازا پسین ساز کرنے لگے دم سرون کا بھرنے لگے تمام اہل محفل کی نگاہیں طرف خواجہ عمرو کے ہیں صرصر بگاہ محبت دیکھ رہی ہے حیرت جادو و شہرانی بیٹھی ہے خواجہ نے جوڑی لڑکی نکالی ناگنی تر پتی ہوئی ہاتھ میں لی دھن پر رکھ کر دھن بھونکی یہ غزل



عاشقانہ شروع کی غنڈل میرے گھر کا ہے کو آپ آئیے گا ایسا جاننا زکسان پائیے گا کس طرح ہجر میں جاتی ہر جان کیسے کچھ اور بھی فرمائیے گا چھپ کے غم کو نکولتے ہیں آ ہاں بجا ہے ضرور آئیے گا روز کے آنے کا وعدہ نہ سی دو گھڑی بیٹھ کے اٹھ جائیے گا پیٹھ موڑے تو رہے گی نہ آنکھ زلف کو چھو کے خطا پائیے گا	کل بھی منہ پھر کے فرمائیے گا خیر نہ بد ہی کو بلوائیے گا وصل میں کتنے ہیں بیٹھے بیٹھے دیکھنے سیر چلے آئیے گا دیکھیے جہان پہ کیا بنتی ہے دیکھیے دیکھیے پھتائیے گا جیتے جی ہو جیے واحد شاہد چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا روح قالب سے یہ کیسے نکلی ایک کروٹ میں بدل جائیے گا	آج گھر جائیے کل آئیے گا میرا دل پھر کے پھتائیے گا آپ سایہ میں لپٹ جائیے گا شکے حال شبِ فرقت بولے آپ تو اٹھ کے چلے جائیے گا ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہیں کچھ قیامت میں نہ کام آئیے گا بات رہ جائے مریض غم کی دل کسی اور سے بہلائیے گا اسی خلیل افنی بچان ہی رہے
---	---	--

مصیبت کے اس درومہ جہین کی آنکھوں سے اشکوں کے دریا بہ رہے ہیں صرصر محو حیرت حیرت  
غرق دریا سے عبرت مصور کا یہ نقشہ ہے کہ تصویر نگیا ہو گو کب بتیاب بقیار سب سے زیادہ  
بران ہجر دیدہ آفت فراق کشیدہ اشکبار اپنی وزیر زادی شگوفہ سے کہا میں بے سبب  
نہیں کہہ سکتی تو خواجہ سے فرمائش کر کہ اشعارِ زیب النساء مخفی سابق میں جلد پنجم طلسم ہوش ربا  
میں دیکھے تھے مگر وہ ترجیع بند پورا تحریر نہیں ہے لطف باقی ہے اگر یاد ہو براے خدا ارشاد  
فرمائیے جس میں سو گند و قسم ردیف ہے عجب کلام لطیف ہے عمر و اشارے کو بران کے سمجھا جاتا ہے  
عاشق زار فراق ایرج میں پتھر اری زبان حال سے یہ ترجیع بند شروع کی ترجیع بند مخفی لائق  
ملاحظہ و ناظرین والا تکین

دیگری نیست ہر دست قسم  
بہ ادا ہائے تبسم سو گند  
لوے گل بر سر باغ نیشان

بسر عیدہ دوست قسم  
بہ نکہائے تحکم سو گند  
نکے بر سر داغ نیشان

بسر نرس مخمور قسم



بدل عاشق رنجور قسم	
بہ بر و گردن غمغیب سوگند	بہ سرو سنبل اشہب سوگند
کردل از دست شدہ بیاہ	مدہ ای دوست دگر آزارم
بہ خاکے کف پائے تو قسم باز گفتم بہ ادائے تو قسم	
بہ گل عارض رعنا سوگند	بہ خم زلف چلیپا سوگند
عاشقم عاشق گرفتار توام	عاشق قامت رفتار توام
بدم تیغ سیمہ تاب قسم بصغای دل متتاب قسم	
بصغ خجمر مشکان سوگند	بدل خون شہیدان سوگند
بندہ ام بندہ دیرینہ تو	محو مهر و غضب و کینہ تو
بسرخ عارض گلغام قسم بہ بنا گوشش دل آرام قسم	
بہر جہد معطر سوگند	بجفا ہائے تو دلبر سوگند
نیست غیر از مرا غمازے	تند خو سنگدے شہبازی
ان اشعار محبت آثار نے محفل میں سنا نا ڈال دیا سمان بندھا تھا کسی میں طاقت کلام نہ تھی ہر ایک کو عمر و کمال کا خیال آنکھوں نے آنسوؤں کا تار مزاج ناساز صرصر تو آج ذبح ہو گئی ہو اسے محبت عمرو میں محو مطلق صبار رفتار سے کہتی جاتی ہر صبار رفتار تجکو میرے سر کی قسم یہ آواز کیسی گوش زد ہوئی تھی کمال دیکھ یہ بیشک وحید عصر حیرت بھی کہ رہی ہر ای صرصر عمرو سرگروہ کا میں ہر اب علم سو سیتی میں اسکا مثل نہیں ہر صرصر نے کہا واری عیاری میں بھڑو کے کاکب نظیر کیسی خوش تدبیر ہو آسمان چپکے چپکے یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ قصائے کار مثل مشہور ہوئے دل را بدل رہی است دین گنبد سپر بہ حقیر اس مضمون کو گوش زد ناظرین کر چکا ہو کہ چالاک حیرت پر جان دیتا ہو کام کرتے کرتے گھبرا یارق نے پوچھا کیوں مرشد زادے خیر تو کہ کہا بھائی برق کیا کمون اسوقت کچھ خود بخود اضطراب ہر دل	



محبت منزل بیتاب ہو کئی دن کا زمانہ گزرا اپنے معشوق پر پھرہ کو نہیں دیکھا بڑا تعجب ہو کہ اتنا بڑا جلسہ  
عیش آراستہ ہوا کہ اگر ہمیشہ زندہ ہوتا اس باغ عیش کی گلچینی کرتا خدا کی عنایت سے ایسی کیفیت ہو راجہ  
کے اکھاڑے کی کیا حقیقت ہو کیا کیا نازنینان حوروش جمع ہیں بارگاہ میں اسوقت قیامت برپا ہو قبلہ  
کعبہ نے ایسی ذبجائی طبیعت بھرائی مخفی کے اشعار ایسے پڑھے کیجے پر چھری چلنے لگی یقین ہو کہ عیار بچیاں  
اس جلسہ میں ضرور آئی ہوں یہ بھی خیال ضرور ہو غافل رہنا سراسر تصور ہو برق نے کہا مرشد زرا دے  
بہت بات معقول کہی دیکھ بھال ضرور چاہیے استاد آج رنگ میں ہیں فرما دیا ہے سب باتوں کا خیال کھنا  
یہ لکھ برق و چالاک دونوں کے دونوں اندر آئے مصور نے ملکہ حیرت سے کہا ساتی بچے سب طرف  
شراب پلا رہے ہیں ادھر نہیں آتے دور میں ہیں نہیں پلا تے حیرت نے کہا ابھی مرشد زرا دے چکے بیٹھے ہو  
حال نہ کھلیا اے سکون غنیمت جانو مگر مصور نے چالاک کو دیکھا اشارہ کیا چالاک قریب آیا مصور نے کہا  
متر صاحب بی نور یابی کے ساتھ والوں کو شراب نہیں پہنچی ہم لوگوں کی شراب جنم گھٹی ہو چالاک نے  
کہا ابھی حاضر کرتا ہوں صبر و صبار رفتار تو عیار بچیاں ہیں انھوں نے چالاک کو دیکھا ہنسنے پھر لپے چالاک  
نے جو غور مصور سے آنکھ ملائی یہ نگاہ اول پہچاناکہ یہ تو مصور جا دو وہ اب تو پٹا صورت نگار کو بھی سچا  
پہلو میں صورت نگار کے بی حیرت سر جھکا کے شرمائی ہوئی آنکھ نہیں چار کر تین چالاک نے ہاتھ بڑا  
رکھ کر کہا جانی ذرا سر تو اٹھاؤ یا بدن سے نگاہ ملاؤ شراب تھارے واسطے لائیں اپنے ہاتھ سے تحصین  
پلا لیں حیرت نے سر اٹھایا گہرے کہا نہیں میں شراب نہیں پیونگی چالاک سے نگاہ جو چار ہوئی سنان  
سزگان دل کے پار ہوئی شریں آنکھوں نے قتل کیا ابرو کی خیش سے کیجے پر خنجر چل گیا بخوبی پہچانا  
دل سے کہتا ہے یہ ظالم برباد کن صبر و طاقت ہو سامنے آنکھوں کے ملکہ حیرت ہو گئی بھی عیار ہو فرزند عمر  
نامدار ہو گھل مل کے باتیں کرنے لگا پاس بیٹھنا غنیمت ہو گیا حیرت شرمائی جاتی ہو چھپتی ہو نہیں نہیں  
کے جاتی ہو چالاک نے ہنستے ہنستے سینہ پر ہاتھ رکھنا رشتیان کا مزاج کھا حیرت نے اٹھا ہاتھ مارا ٹھٹھہ ہو  
متر قرآن بھی آنے چالاک نے کہا خلیفہ صاحب ذرا یہاں تشریف لائیے آپ نے گوریان یہاں  
نہیں پہنچائیں اس طائفہ کے میان شیخ ہینکا صاحب مالک ہیں متر قرآن بھی سمجھا کچھ دال میں کالا  
ہو یہ جو اگر بیٹھے صبار رفتار پر نگاہ پڑی معشوقہ دلہن از صاحب کرشمہ ناز حیران ہو کر یوں بیٹھ گئے ران پر ہاتھ رکھ کر  
پوچھا بی بی تمہارا کیا نام ہو صبار رفتار نے سر جھکا کر کہا مجھے کافر دار کہتے ہیں قرآن نے کہا تصدق اس نام



مگر کسی بوقوف نے نام رکھا تھا رسے عارض رنگین سے گل کوکب مثال ہو یہ عارض بدر کمال  
 ابو رشک ہلال ہو نام خدا کیا سراپا ہر صناعت ازل نے جسم الوز کو نور کے سانچے میں ڈھالا ہو  
 صبار فتنار نے کہا آپ کی عنایت بنیات ہر آنسو میں مہتر برق فرنگی بھی آیا دیکھا ایک  
 نازنین سے میان چالاک گھل بل کے باتین کر رہے ہیں ایک سے خلیفہ صاحب چکے چکے  
 کلام میں مصروف ہیں اسنے بیٹھے ہی شہید لہب کو پہچانا معشوقہ و نفیر کو دیکھ کر دل نا شکیب  
 ہوا تڑپ کر بیٹھ گیا کہا صاحب آپ لوگوں کو شراب نہیں پہونچی بھائی چالاک صاحب دو چار  
 گلابیان اٹھا لائے آپ سب صاحبوں کو بلائیے آپ کے یہ سب صاحب مہمان ہیں جشن میں  
 سرفراز کیا ہم سب پر احسان ہیں صرصر منہ پھر سے بیٹھی ہو اسکو یہ گمان ہو کہ صورت ہر ایک کی  
 تبدیل ہو شناخت کی کیا دلیل ہو خوبصورت رنڈیاں دکھیں یہ بھی گھوڑے جو ان میں لپٹے جلتے  
 ہیں مگر اصرصر چھانے کیا دیکھے کیا ہوتا ہو انجام اسکا بد ہو یا سامری تمبید وقت مدد ہو یہاں  
 چالاک و برق و مہتر قرآن نے اب بخوبی ایک ایک کو پہچانا آپس میں اشاروں میں باتیں  
 ہوئیں خیاری کی گھاتیں ہوئیں مگر قرآن نے برق کو اشارہ کیا میں انکی نگہداشت کروں گا جب کہ  
 استاد سے اطلاع کر دو دیکھو کیا حکم دیتے ہیں برق یہ کہ کراٹھا میان شیخ ہمینگا صاحب میں  
 آپ کے لیے شراب و کباب لاتا ہوں مصور شراب کے لیے بقرار ہی تھا کہا ان مہتر صاحب  
 دو چار گلابیان لائیے برق اس چلے سے اٹھا یہاں خواجہ کے گانے پر سامعین کا قصہ مل  
 کا حال ہو کسی کے ہوش درست نہیں ہیں اسوقت یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے ہیں اشعار

رہو اربت تیز ہی ٹھہرا نہیں سکتا  
 میں عمر گزشتہ کی طرح آ نہیں سکتا  
 آرام کہاں پانوں تو پھیلا نہیں سکتا  
 سنا ہو مگر بار کو سمجھا نہیں سکتا  
 لطف چستان مجھے بہلا نہیں سکتا  
 ڈھونڈھے اگر کوئی مجھے پا نہیں سکتا  
 دامِ رگِ تن روح کو الجھا نہیں سکتا

ہر رخصت جان حال میں تباہ نہیں سکتا  
 وہ ضعف ہو ایجان کہ میں جا نہیں سکتا  
 کچھ خال سے بھی کم ہو کنا رنجِ تنگ  
 قاصد کی طبیعت بھی ہوئی خاطر نادان  
 ہوں خاطر پڑ مردہ کہاں تازگی شوق  
 پوشیدہ ہوں جب طرح ارادہ ترے دل کا  
 سیاحِ عدم قیدِ تعلق سے ہیں آزاد



دن رات بٹھرتے ہیں ہر جسم کے شعلے  
تقصیر شب وصل ہر شکوہ بھی تمھارا  
لاکھوں گمراہین ہیں دل عاشق کی طرح سے  
رکتے نہیں سیاح عدم اشک کی صورت  
رکھتے نہیں گوش شنوا عاشق جاہل ساز  
مشکل ہے فیستم اب کہ میر ہوں وہ راہین

بچا ہا کوئی تازہ جسم جگر انہیں آسکتا  
خشم آتی ہوتا لوک زبان انہیں سکتا  
شانہ شکن زلف کو سلجھا نہیں سکتا  
جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہیں سکتا  
دیو اسنے کو تیرے کوئی سمجھا نہیں سکتا  
کھوئے ہوئے آرام بشر یا نہیں سکتا

برق فرنگی خبر کئے آیا تھا سرکڑ کے بیٹھ گیا ترپنے لگا جب خواجہ ٹھہرے تب برق کے ہوش درست  
ہوئے جھک کر کان میں عرض کیا استاد جلد صلاح تہلایئے مصور و صورت نگار و ملکہ حیرت  
جاد و ملکہ مصر و صبار رفتار و شمیرہ لقب زن و شرارہ سنگ انداز و شاہین چکل کشامع دو  
کنیزوں کے صورتیں بد لکر آپ کے دربار میں آئی ہیں مصور صاحب قلم ساق بنے ہوئے سکے سردار  
ہیں شیخ ہینگا بھڑوے کا نام دے اس انتظام میں کیا ارشاد ہوتا ہے عمرو گھبرا کر سوچنے لگا بعد دم بھر کے فرمایا  
ای برق نہیں معلوم انکو کیا منظور تھا خدا نے اتنی محفوظ رکھا مگر ای فرزند تدبیر معقول یہ آپ لوگ عشق و  
عاشقی کو کام نہ فرمائیے گا اسوقت آپ بہت گھبرا گئے ہوئے آئے ہیں عشق کو دیکھا ترپ گئے ساری عیار  
بھولی اب جا کر کیفیت سے شراب پہونچا و ہوشی بھی سلیقہ سے ملا و ہوش کرو میں بھی آتا ہوں برق  
تو ادھر چلا عمرو قریب ملکہ مہرخ کے آیا کان میں کہا حیرت وغیرہ صورت بد لکر دربار میں آگئیں میں نے  
برق کو بھیجا ہے سب کو جا کر ہوش کرو اگر حیرت آگاہ ہو گئی تو قیامت برپا کرے گی یہ سنکر ملکہ مہرخ کے  
ہوش اڑ گئے کہا خواجہ اسکا جلد انتظام کرو عمرو پاس سے ملکہ مہرخ کے بٹھے خود بھی اسکی فکر میں چلے گئے مہتر  
برق فرنگی گلابیان لیکر چلا تھا اثنائے راہ میں چالاک لاکھا کہو بھائی کیا حکم ہوا برق نے کہا استاد  
نے ارشاد فرمایا ہے کہ خبردار یہ نیکل کر جانے پنائیں چالاک نے کہا بھائی برق حیرت بھی قید ہو جائیگی یہ تو  
جھگو گوارا نہیں ہے میری معشوقہ کی زبان میں سوزن دیا جائے میرے کلیجے میں سان غم کی کھٹکی لگی میرا دل  
چاہتا ہے میں جا کر اُسکو آگاہ کروں وہ بجا رہی بجلی سے برق نے کہا ایسا غضب نہ کرنا چالاک کا  
رنگ رو متیر ہو اگیا بھائی بدعت کرنے کو اور کافر کیا کم ہیں اُس بجا رہی کو نہ تائینگے تو کیا نقصان ہو گا یہ بات  
تجین کہ خواجہ عمرو آکر ہوئے دیکھا چالاک و برق کھسک کر رہے ہیں عمرو نے کہا اے برق کیوں



دیر کی برق نے سر جھکایا خواجہ سمجھے کہ چالاک سفارش حیرت کی کرتا ہو گا دو طمانچے چالاک کو مارے کس  
 کیون نہ لائق عرصہ کرتا ہی عیار بچیان ساتھ ہیں ذرا سے اشارے کو سمجھ جائینگے خاص یہ سب فکر میں  
 اسد کے آئی ہیں وہ شیر سحر سے آگاہ نہیں ابھی چھپ کر ایک گولہ مار دے قیامت ہو جائے اگر ہم سب کو  
 مار بھی ڈالیں گے تو کیا ہو گا نام اسد سکر چالاک بھی گھبرایا کہا حضور میں دشمن کا پاس نہ کروں گا ابھی جا  
 سب کی گردن لیتا ہوں عمرو الگ ہوا برق و چالاک گلابیان لیکر آئے میان مصور واسطے  
 شراب کے آبلے ہوئے تھے گلابیان دیکھ کر ماتہ بڑھایا کہا مہتر صاحب لایئے چالاک و برق گلابیان  
 دے کر ہٹ گئے گوشہ بارگاہ میں آ کر ٹھہرے مصور نے سب سے پہلے شراب اپنی جور و کوہلائی صرصر نے  
 کہا مرشد زراوے سحر بہت قریب ہی شراب موقوف رکھے عیار نگوڑے دیکھ گئے ہیں ایسا نو کوئی فتور  
 برپا ہو مصور نے کہا اس ہنگامہ میں کون کسی کو پہچانتا ہی عیار زبڈیان خوب صورت دیکھ کر بیٹھ گئے تھے  
 صرصر نے بھی مصور کے کہنے سے دھوکا کھایا جب ایک ایک جام سب پی چکے صرصر نے کہا اوصا جو  
 غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ شراب میں مہوشی تھی یہ کیکے قصد کیا کہ اٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑاکے  
 گری چشم زدن میں مصور و حیرت وغیرہ سب بیہوش ہوئے سحر فراموش ہوئے گوشے سے عیار نکلے چالاک  
 تو قریب حیرت کے آیا زبان میں سوزن دینے کے چلے سے پیار کرنے لگا برق اپنی معشوقہ سے لپٹا  
 خواجہ نے سامنے آ کر دو دو کوڑے سب کو مارے مصور و صورت نگار و حیرت وغیرہ کی زبان میں زلزلہ  
 دیا عیار بچو کو کند سے باندھا تو ہلڑ ہوا المکہ مہرخ و بہار و کوکب وغیرہ کھڑے ہو گئے کہا خواجہ خیر تو  
 ہو کسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا کہ خدا نے اپنا بڑا فضل کیا مصور و صورت نگار و حیرت سب مل کر  
 فکر میں اسد فازی کی آئے تھے برق وغیرہ نے پہچان کر گرفتار کر لیا اسد فازی نے کہا نانا کب سے گرفتار  
 کرنے کی سند نہیں ہوا ان سب کو رہا کر دیجیے خواجہ عمرو ہنسے کوکب سے کہا انکی دردمندی سماعت فرما  
 یہ جرات و شوکت کے پابند ہیں کوکب نے کہا اگر ہر بہیہ کھا جقانی وای نہنگ بخر خوش بیانی یہ مقدمہ  
 سحر میں سب مکار خدا اگر عیار و ن کا قدم در میان میں نہوتا تب تک یہ لشکر بقاء میں افراسیاب کے  
 رہ سکتا تھا خواجہ عمرو نے کیا کیا کار نمایاں کیے آپ تو عرصہ دراز کے بعد چھوٹے جو جو ہنگامہ ہو سہیں دفاع  
 نگاروں نے لکھے ہیں کبھی بوقت مہلت ملاحظہ فرمائیے گاتب خواجہ عمرو کی قدر ہوگی اسد نے کہا میرے  
 پیر و مرشد میری ترقی و پات کے باعث ہیں کل لشکر اسلام انکی راے کا پابند ہو اسے شوکت الکا آسمان



بلند ہو مگر بہو شاق ہو کہ عیاری سے گرفتار کیا خمرو نے کہا اپنے مقام پر بیٹھے رہیے آپ ہمارے قدم  
میں دخل نہ دیجیے طلسم ہوش ربا ہر ایک مقدمہ بیان کا ہوش ربا ہر ایک مقدمہ ہوا کہ نہ وجہ  
افراسیاب گرفتار ہوئی جلسہ درہم برہم تمام سردار باہر سے اندر آئے ایک سے ایک پوچھتا ہے کیونکر گرفتار  
کیا کیا ایک سب نے دیکھا کہ مصور کی مشکین بندھی ہوئی زبان میں سوزن پہلو میں بی صورت نگار  
عیار بچیان رس میں آفتاب اقبال حیرت گن میں یہ بھی سر جھکا سے ہوئے تیوری پر بل غصہ سے  
کامیابی ہوئی مصور چونکہ گھبرا کے ہر طرف دیکھتا ہے بیوشی جو دی گئی تھی اُسکے نشئی تاثیر باقی ہو کسی قدر  
ہوشیار ہوئے مگر خیال شراب و ساقی ہو لاؤ لاؤ کیے جاتے ہیں زبان میں سوزن ہوئے سے گھبراتے ہیں کبھی  
صورت نگار کی طرف متوجہ ہو کے فراتے ہیں کیوں صاحب میں نے کیا خطا کی جو مجھے ہنگڑیاں سیرطیان  
پہنائی ہیں میں تو تکو کسی بات کو نہیں روکتا صبح سے پر رات گئے تک جہان چاہو جاؤ رات کو میرے پاس  
چلی آؤ بی بی تمہارے بغیر مجھ کو نیند نہیں آتی کسی مقام پر پناہ رکھ کر سوز رہتا ہوں کبھی کوئی لفظ خلاف تکو  
نہیں کہتا ہوں ان باتوں پر مصور کی سب ہنسے مگر بہار نے حیرت ایسی گلاخدار کو جو مقید دیکھا بقرار  
ہو کر اٹھی کہا بوا براے خدا طلسم کشا کی اطاعت کرو تاج و تخت لو اب تو اقبال مندی طلسم کشا کی تہر  
ظاہر ہوئی ظہور قدرت پروردگار دیکھا باغبان قضا و قدر نے کیا کیا گل کھلائے باغون کو خار دیئے آج  
باغ اسلام پر بہار ہر خزان کے دن گئے ہر دشمن مثل لالہ دل داغدار ہو تمہاری کیا شامت تھی کسی نیکر  
آئین یہ صلاح کہنے بتائیں مصور تو بغیرت ہی تمہارے حال پر حیرت ہی میرا دل ٹکڑے ہوتا ہے کوئی یون  
آبرو کھوتا ہے تقدیر بگڑتی ہے تو کچھ زور نہیں چلتا ہے ہر وقت آسمان رنگ بدلتا ہے اسی ملکہ عالم نظم

جو ہر فرد ہر بالفرض کو کیا بے قسمت  
مثل دہقان فلک رکھتے ہوں طالع کیمبت  
جرا الثقال میں تو جتنی اٹھائے محنت  
نظری و عملی کوئی بھی تیری حکمت  
حرف مطلب پہ زبان کو ہو تیری سکونت  
نقش باطل ہی تیری شکل وہ جہین صنعت

گرندے صاحب جو ہر کو مقدر عزت  
مقاضی چرخ جو تو ہی تو یہ کیا گرتیرے  
دور گردون نہ موافق ہو تو ہوا درخفیف  
آگے گرفتگی سخت کے چلنے کی نہیں  
گو فصاحت میں تو سبحان ہو دے بے تقدیر  
گور یا فی میں ہیں صنارے اگر سخت میں بد

ملکہ بہار نے اس فصاحت و بلاغت سے حیرت کو سمجھایا گویا منہ سے پھول جھڑتے تھے ہر کلام



سلسل موتیوں کی لڑھی معلوم ہوتا تھا عند سب خوش نوا گاشن بیان میں نغمہ سنج ہو کر حیرت جادو نے  
 نگاہ قہر و غضب طرف بہار کے دیکھا لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے جواب دیا بس زیادہ انپا عظم شان نہ کھا  
 مجبور ہو وہ نہ سمجھا قدرت سامری کی میں تمھاری اطاعت کروں دشمنوں سے محبت کروں اب تو میان  
 مصور کو بھی غصہ آیا ہوش درست ہوے بچا راسٹھے منم نیرہ سامری ابھی نانا دادا سے فریاد کرونگا  
 آتش قہر و غضب سے پھونک دو گاپنے بھائی خراوند داؤد سے کہہ کر سب مسلمانوں کو سنگ لیا  
 کرادو لگا بادولت کے غصہ سے ڈرو بہیودہ کلام نہ کرو بس بتیسی میں ہی کہ زبان سے سوزن نکال لو  
 ہمیں اپنی بارگاہ میں جانے دو عمرو نے کہا میان شیخ ہینگاشی نہ بھارو آمادہ مرگ و مہیاے قضا  
 ہوا بے بیجا جو رو کو ناکہ نبایا آپ قمر ساق بنکے آیا غیرت نہ آئی اب نانا دادا کو بلاؤ آج کچھ کرمت دکھاؤ  
 ہم بھی دیکھیں کیسے نیرہ سامری ہو یہ کہہ عمر و نے آواز دی بس بہار بیٹھو تم دخل نہ دو مان جلا د کو بلاؤ  
 فوراً جلا د حاضر ہوے پردہ بارگاہ کا اٹھایا قصد ہوا ان سب کو قتل کریں ملکہ بہار زار زار رو رہی ہی  
 عمرو کا غصہ دیکھ کر بول نہیں سکتی ملکہ یہ جبین کو بھی انتشار اسد نامہ مار کو اتکا قتل ہونا ناگوار حکم سے خواجہ  
 کے جلا دون نے چاہا انکے ہاتھ پکڑ کر کھینچیں گردن پر کوسلے کے خط دین یکایک زمین تھرا کی صدا  
 مہیب آئی قریب تھا کہ گوش گردون کر ہو تمام عالم زیر و زبر ہوزین شق ہوئی افراسیاب غصہ میں  
 بھرا ہوا زمین سے نکلا نکلتے نکلتے چند سنگریزے اٹھا کر بار سے پتھر برسے لگے حیرت کی کمر میں پنجہ  
 دیا سب کو سحر کر کے اٹھالیا لغزہ کیا بادشاہ و مسلمانان تم سبھوں کی قضا قریب ہی یہ سرکشی مبدولت پہ  
 لشکر کشی طلسم کشا کے رہا ہونے پر گھمٹ نہ کرنا وہ بلا میں نازل کرونگا کہ خود اپنے اپنے گلے کا ٹکڑا جاو گے  
 میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤ گے یہ کہتا ہوا اتنا جلا د افراسیاب نکلیا کہ کوئی زبان نہ ہلا سکا عرصہ دراز  
 تک اندھیرا رہا خود کو کب نے سحر دفع کیا جب روشنی ہوئی دیکھا کہ افراسیاب جا چکا دور سے نعرے کی  
 صدا آتی ہی کو کب نے چاہا پچھا کروں عمرو نے دہن پکڑ لیا کہا ایشہنشاہ جانے دیو اپنی زوجہ کو لے گیا  
 ع رسیدہ بود بلائے وے بخیر گذشت اب اور صلاحین کرنا ہیں یہ خوب ثابت ہے کہ افراسیاب  
 قتل نہیں ہو سکتا بس اس کہ و کاوش سے کیا فائدہ کہنے سے خواجہ کے کو کب رک گیا افراسیاب تو  
 جا ہی چکا تھا میان کو کب وغیرہ سب ر کے دربار میں بیٹھے جلسہ تو درہم و برہم ہو گیا مگر افراسیاب حیرت  
 وغیرہ کو لیے ہوے باغ سبب میں پہونچا سب کو ہوشیار کیا توجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے تھے افراسیاب نے



کہا مرشد زادے وہ کیا آپ نے کہا اگر میں وقت پر نہ پہنچتا سا زبان زادہ سب کو قتل کرتا  
ہم نے اس واسطے بھی جانتا تھا کہ مقابلہ میں فروکش ہو مسلمان مطلق ہو جائیں نہ کہ اس صورت سے دہا مسلمانان  
میں جانا عماران اسلام سے آپ کو آگاہی نہ تھی اُڑتی ہوئی چڑیا کو وہ لوگ پہانتے ہیں دل کا حال  
جانتے ہیں سب سے زیادہ صرصر پر غصہ کیا صرصر نے کہا حضور میں تابعدار حکم سے سرتابی کر سکتی تھی فرمانے  
سے مرشد زادے کے مجبور ہو گئی میں نے تو عرض کیا تھا کہ مسلمان خلق میں بے نظریں خود صاحب توقیر  
ہیں ظاہر میں سوار ہو کر ہوا دار پر چلیے مسلمان باعزاز و اکرام لیجائیے مقام صدر پر بٹھلائیے ان سب کا  
قول ہو رہا جنگ جنگ روز آشتی آشتی افراسیاب نے کہا نہ وہ درست تھا نہ یہ مناسب اب تم جا کر  
مقابلہ میں آؤ میں وہ فکر کرتا ہوں کہ ایک زندہ نہ بچے یہ کہ افراسیاب نے حیرت کو سمجھا کر طرف لشکر  
کے روانہ کیا آپ کتاب سامری لیکر بیٹھا بعد نکلا جانے افراسیاب کے کوکب نے کہا او شہنشاہ اوج  
عیاری اب زمانہ عیش و سرور کا نہیں ہے فکر لوح واجب و لازم ہے یہ کہکے خواجہ کے کاغذین کا ہم تو محنت  
ہوتے ہیں مگر اس مقدمہ کو باغبان و مخمور سے رجوع کیجیے یہ کہ کوکب و ملکہ بران و غیر سرداران  
طلمس نور افشان بصد شوکت و شان طرف قصو شیدی کے روانہ ہوئے افراسیاب باغ میں بیٹھے  
بیٹھے گھبرا یا سوچا کہ مقام لوح تک کون جاسکتا ہے کسی مجال ہے یہ مابدولت ہی کا کمال ہے کہ ایسے  
مقام پر لوح کو رکھا ہے کہ طائر و ہم و خیال بھی نہیں جاسکتا ایسے ایسے مہلات سوچ کر چونکہ عیش پسند  
ہے تخت پر سوار ہو کر طرف پردہ ظلمات کے روانہ ہو یہاں عمرو نے بلند برخواست جلسہ انجمن مشاورت  
کو منعقد کیا شمع رائے کو روشن کر کے مصروف صلاح ہوئے گھماے کلام روبرو سے باغبان  
پیشکش کیے فرمایا اے باغبان عالیشان خدا نے تمہارے بھول کو کانٹوں سے نکالا اب کیا دیر ہے  
لوح کی فکر تبا و باغبان نے چند باتیں مخفی کاغذین خواجہ عمرو کے کہیں خواجہ عمرو نے اسد فازی کو  
شراب پلا کر ہوش کیا زنبیل میں رکھ لیا برق اس جلسہ میں حاضر خواجہ نے ایک خراجیب سے نکال کر  
کہا بیٹا برق یہ رطب تازہ خانہ کعبہ سے آئے تھے لویہ بخارا حصہ برق ہاتھ جوڑنے لگا کہا استیاد  
مفصل فرمائیے کیا منظور ہے آخر غلام کا کیا تصویر ہے عمرو نے کہا قصور کیا ہم کوئی چیز تمہارے بغیر کھا  
ہیں پہلے نور نظر کھائے تو بڑھا باب بھی چکھے برق کتا ہوا استاد خدا کی واسطے صاف بتائیے عمرو نے  
زبردستی تمہیں ٹھونس دیا یہ کہکے کہ ترک کی چیز ضرور کھلاؤ لگا خلق سے اتنے ہی برق نے کہا استاد مجھے



رو کیے میری جان گئی ہاے مجھے بیہوشی کھلا دی عمرو نے سر کے نیچے ہاتھ دیا برق بیہوش ہوا  
 برق کو عمرو نے اٹھا کے نذر زنبیل کیا بعد اسکے ضرغام کو بلایا کان سے عطر کی روئی نکالی  
 کہا دیکھو بیٹا عطر کیے آیا ہو کتنے تولہ کاہر اترانا مین صاف صاف بتانا ضرغام نے حیران ہو کر سر جھکا کر  
 کہا کیوں قبلہ و کعبہ کیا کسی طرح کی سزا دیجیے کا بیہوش کیجیے گا میرے پاس خود بیہوشی حاضر ہو گیا  
 بھی موجود ہی جو حکم ہو کھا لون جان قدم اقدس پر نثار کروں عمرو نے زور سے ایسا کان بکڑا لیا کیوں  
 بے جو انا نہ مرگ ہم تجھے زہر سنکھیا کھلائینگے اسی دن کے لیے بالانتھا ہمیں زکام ہو گیا دماغ بند ہر سم سوچے  
 کہ یہ نوجوان ہن قیمت بوجہ حسن تباہینگے تمہارے لیے سنکھیا زہر نگیان نالائقوں کی حرکتوں سے کلیجے  
 چھن گیا یہ کھکھروئی بخور وئی دماغ سے ضرغام کے لگا دی ضرغام چھینک مار کر بیہوش ہوا عمرو نے اٹھا کر  
 اسکو بھی نذر زنبیل کیا باغبان نے کہا ہمتو آگے بڑھتے ہیں آپ مخمور کے ہمراہ تشریف لائیے انشا اللہ  
 وقت پر ہم بھی ملجائینگے مقام ضرورت پر اپنے کو پہنچائینگے یہ کھکھریا باغبان قدرت و ملکہ بار جادو و  
 رعد و برق و برق لال مع خواجہ کے سامنے ایک جانب روانہ ہوئے بعد انکے خواجہ عمرو و ملکہ  
 مخمور ملکہ مہرخ سے رخصت ہونے لگے تمام سردار بیقرار ہو کر رونے لگے مہرخ نے ہاتھ اٹھا کر دعا دی  
 کہ اے شہنشاہ اوج عیاری شعر بسفر رفتت مبارک باد باد بہ سلامت روی و باز آئی + اس سفر سے  
 پروردگار ہمارے مالک و حاکم کو خیریت سے لانا جمال جہان آراے طلسم کشا بخوشی و خرمی دکھانا  
 کل سرداریوں بلک کر روئے جیسے نوجوانوں کے جنازے پر شور گریہ و زاری بلند ہوتا ہی عمرو نے  
 ایک ایک کو چھانی سے لگایا کہا ملکہ حقیقت میں یہ سفر آخرت ہر شریک حال اسکی عنایت ہر مین  
 مین واقف کہ یہ کجنت جادو گر مجکو کمان لیے جاتے ہیں نہ ان ساحرون کی بدعت سے بچاے پھر  
 تم سمجھو ن سے ملائے یہ فرما کر چالاک کو قریب بلایا گلے سے لگایا فرمایا کہ اے نور نظر حفاظت لشکر کا خیا  
 رکھنا جامع المتفرقین پھر تمکو ہمسے ملائے چالاک نے عرض کی حضور کا اقبال شریک ہو گا غلام جانباز  
 اور سرفروشی کو حاضر ہو کر کیا مجال مثل حضور کے حفاظت کر سکوں جان لطیف و نگاہ خبر و حشت اثر سکورا  
 نامدار درہ کوہ سے نکل آئے دوڑ کر خواجہ سے لپٹ گئے کہا استاد غلام کو بھی ہمراہ لیجیے خیر خواہ کو تباہ  
 نہ کیجیے عمرو نے کہا اے جان بخش من میرے ساتھ چلنے سے یہاں رہنا بہتر ہے ایسے مقام پر سارا لشکر و خدانخواستہ  
 اگر لشکر ٹپاؤ سے ہٹ جائے تباہی آئے پڑاؤ چھوٹنا نشان شکست ہو مقدم ہی بند و بست ہو قرآن نے



عرض کی آپ بڑا ہمارے سر پر بار رکھتے ہیں خدا اسکا انجام بخیر کرے خواجہ نے سب کو گریان و مالان چھوڑ کر  
 لکھنؤ کو ساتھ لیا مگر چالاک سے اتنا چکر کھدایا نور نظر ہمارا جانا ثابت نہو ہماری صورت بنا کر روزگنا  
 بیچارہ بچوں سے اپنے کو بچانا اور اے قرآن باغبان و رعد و برق و برق لامع و بہار و مخمور یہ چند  
 سردار لشکر سے نکلے ہیں انکی صورت کبھی سردار بنانا فراموش نہ کرنا یہ نہ ثابت ہو کہ یہ لوگ لشکر سے نکلے  
 ہیں بخوبی سب کو سمجھا بچھا کر منظورہ زلفتی و میتیا وہ سفر لاتی و گوچن عیساری بعد طراری آراستہ کر کے مخمور  
 سے کہا بسم اللہ مخمور نے کہا میں نچیمین آپ کو دبا لون پر پر واز پیدا کر کے لچلون عمرو نے کہا آپ علیے  
 میں آپ کے ساتھ ہوں جہاں تلاش فرمائیے گا اُس جگہ پر غلام کو اپنے سایہ میں پائیے گا مخمور نے  
 پر پر واز پیدا کیے اُڑ کر چلی خواجہ نچیمہ ٹیک کر نسل برق جندہ سایہ مخمور میں طرف صحرا کے روانہ ہو  
 دو کلمہ داستان شگفت بیان بہار آئین فصاحت آئین جانا خواجہ عمرو کا برائے  
 تلاش طلسمی برہبری مخمور و باغبان وغیرہ راہ میں ملنا مرحلہ خافل و ہوشیار کا جرات  
 خواجہ عمرو بن امیہ نامدار اور پھر پہونچنا باغ باغبان قدرت میں و ملاحظہ نیرنگ سحر  
 باغبان قدرت وہاں سے پہونچنا بہ مقام گنبد بے نور میں اور رسائی خواجہ عمرو کی  
 تباہ باغ سیلاب جادو و داستان دیگر متعلقہ مقامات ساتی نامہ

کھولیو ساتی منہ کو سبو کے	پیتے ہیں کب سے کھونٹا لہو کے	جام شراب احمر بھر دے
چشم بھرائی ساغر بھر دے	غفلت بیجا رشک پر ہی کیوں	حال سے میرے بخیر ہی کیوں
ہوش میں آتش ہو تجھ کو	ایسا کمان کا نشہ ہو تجھ کو	محو قتل کب تک رہنا
سست تغافل کب تک رہنا	ربط لب و پیمانہ کمان تک	ہاؤ ہو ستانہ کمان تک
جب تو سن آواز کسی کی	آہ فلک انداز کسی کی	شور فگن ہی بانگ ظلم
صبر شکن ہی بانگ ظلم	غور سے سن فریاد شمش	جلد کہیں دے داد شمش
سست شراب غم کی خبر کے	سینہ کباب غم کی خبر کے	جان شکنی پیوند گل ہے
جو شمش خمار نشہ دل ہی	ہا کے و بال جان ہی جینا	جنش دم سے ریزہ دینا
بادہ سرشک اور چشم ہی پال	ہا کے و ہو ستانہ ہر نال	نشہ غم میں حال دگر ہی
بادہ الفت زہرا اثر ہے	یعنی تری اب آن ہی ہے	دل شکنی بھی جان شکنی ہی



ترتے ہو سینہ بات کیے سے	ورواٹھے ہر سانس لیے سے	ضعف سے کیونکر حال بیان ہو
لب جو کھلے تو بند زبان ہو	چشم کشائی کوہ کنی ہو	جنبش فرکان تیشہ زنی ہو
فرش زمین ہو چشم بہم ہو	یہ بھی گرک نقش قدم ہو	باوصبا سے حال و گرگون
گروش بالین گروش گردون	جوشن طپیدن حوصلہ فرسا	دل کی طپش سے زلزلہ برپا
حیرت و حسرت نالہ وزاری	مضطربانہ باتن ساری	گریہ خونی غیرت جیون
منبع قلمزم دیدہ پر خون	بسکہ سرشک خون سے بھر ہو	عرصہ واسن صحن بسا ہو
دل کی قلق سے دشت نوردی	نقش قدم ہو صحرا گردی	سیاحان منازل رنج و مصیبت

و دشت نوردان خارستان صعوبت جستجو کنندگان مقام حسرت انجام لوح طلسمات و طالبان  
مطالب کالاے دکان مصیبت آیات راہ پر خطر ممالک صعوبت میں یون گام فرساہن شعر  
سخن سازیکہ معنی ساز کردہ بد سخن را این چنین آغاز کردہ بد ماہ آسمان اوج عیاری و افتا  
عالم تاب فلک خنجر گذاری صاحب عقل و شعور ملکہ مخمور کے ہمراہ برائے جستجوے مقام  
لوح طلسمی روانہ ہوئے فراق خواجہ بین اہالیان لشکر ملکہ مہرخ تیر و لدوزالم کا نشانہ ہوئے  
لشکر ملکہ مخمور اڑی ہوئی جاتی ہو جب جھک کر دیکھتی ہو خواجہ عمر کو اپنے سائے میں پانی ہو جی  
میں کہتی ہو ای مخمور خواجہ عمر و بڑے طرار میں گویا ہوا کے کھوڑے پر سوار ہیں کہیں صحرا کے  
خارستان و کوستان خوفناک نہ انسان نہ حیوان مثل کف دشت میدان دھوپ سے پتھر  
چٹک رہے ہیں نخل ہواے گرم سے جلے ہوئے نہ شاخ نہ پتا بالکل بے دست و پا ہوئے  
گرد کے سچ و تاب کھاتے نیکل دیو مہیب راحت سے دور مصیبت سے قریب دشت کا سناٹا  
چار جانب ویرانہ بستی کا نام کہاں مقام سکونت غولان کبھی عنایت باغبان قضا و قدر  
صحراے سبزہ زار ملا برائے چند ساعت غنچہ آرزو کھلا ایسا مقام فرح افزا اگر لگیا غنیمت  
ہوا ملکہ مخمور ہوا سے اتر آئی ایک نخل کے سائے میں دونوں ملکہ بیٹھے ملکہ مخمور نے کہا خواجہ  
چار پہر ہر وی کرتے گزرے ملکہ مہرخ و غیرہ نے کھجورین شیرینی حوسا کھ کر دی تھی آپ  
نوش فرمائیے ہمیں بھی عنایت کیجیے پھر راہ رو منزل مقصود ہوں خواجہ ابھی مقام و در تیار  
کرنا سراسر قصور ہوئے کما ملکہ تم ایسی جلدی چلین تھیلہ کھجور و ن کا گر گیا یہاں جنگل میں



کھانا مینا کھان مگر وہ سامنے گائون معلوم ہوتا ہی لاؤ تمھارا کڑا بیج لائیں کچھ خریدیں تم بھی کھاؤ ہم بھی  
 کھائیں ملکہ مخمور نے ناچار ایک فرد کڑے کی اُتار کر دی خواجہ عمر و نے لیلی گائون میں جا کر  
 فرد تو زبیل میں رکھ لی رنگ روغن عیاری کا لگا کر مڑے کی شکل بے گائون میں آئے دو تین  
 زخم اوچھے اوچھے سر بر لگائے خون بہتا ہوا پیسا دوکان تحصیل لیا دو پیسے کی جوار بھنائی  
 صورت اصلی ہو کر پاس مخمور کے آئے سامنے وہ جوار ملکہ مخمور کے رکھ دی کہا لونی بی  
 کھاؤ رزاق مطلق کا شکر کرو اس صحرا میں ینمت ملی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا خواجہ کڑا کیا کیا  
 کہا بھڑ بھڑ بھڑ کو دیدیا اسنے یہ جوار تو دی وزن میں ڈیڑھ سیر ہی ملکہ مخمور نے گھبرا کر کہا خواجہ  
 تین ہزار روپیہ کی یہ جوڑی بنوائی تھی اُس موے نے کڑا لیکر صرف جوار ہی دی خواجہ عمر و  
 نے کہا یہاں گائون میں کون پوچھتا بھڑ بھڑ بجا بڑا مرد آدمی تھا خانہ کعبہ کا رہنے والا ہو خب  
 بزرگون کے نام بتائے تب اسنے کڑا لیا ورنہ جوڑ کر کے ٹکڑو گون نے پکڑ لیا تھا اُس بچارے  
 نے قید سے چھڑایا کو تو ال کو رشوت دی میں نے تمسک لکھ دیا خیر ادا کرینگے اب اسکا ذکر نہ کرو  
 کھاؤ چلو مخمور چپ ہو گئی جوار کھا کے شکر کیا پھر روانہ ہوئے اسی طرح قطع منازل و طحمر حل  
 کرتے ہوئے دم رہبر کامل کا بھرتے ہوئے ایک مقام پر آکر مخمور سرخ چشم اُتری ہاتھ خواجہ کا  
 مقام لیا سر اٹھا کر دیکھا ایک دیوار آہن نہایت بلند و مرتفع کھنچی ہوئی ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے  
 کہا خواجہ سلامت اس دیوار کے اُس پار باغ غافل و ہوشیار ہی عجب مقام جانکر مصیبت خیز  
 عبرت افزا ہی میں سحر کر کے دیوار میں دربنائی ہوں آپ کو جست کر کے داخل ہونا چاہیے پہلے  
 ملاحظہ کر لیجئے میں بھی پہونچو نگلی عمر و نے کہا بسم اللہ در بنا و صورت باغ حسرت دیاس دکھاؤ ملکہ  
 مخمور نے گھٹٹے سے دانہ یا قوت احمر کا نکالا خواجہ عمر و کو جست باندھ کر کڑے ہوئے اس امید  
 پر کہ یہ جب دیوار میں دربنائیگی میں فوراً جست کر ڈنگا اپنے کو اُس طرف پہونچاؤنگا ملکہ مخمور  
 سرخ چشم نے اسم سحر کا پڑھا دانہ یا قوت احمر بصد کرو فردیوار پر مارا کڑا کا ہوا در اتنا بڑا بنا کہ  
 ایک آدمی دیوار آہن کے اُس پار پہونچتا ہی داخل ہو سکتا ہی در بنتے ہی عمر و نے سر اٹھا کر دیکھا  
 عجیب مقام قیامت بہت انگیز نظر آیا تیرالم دل پر گڑے سینے پر نیزے مصیبت کے پڑے  
 شمشیر حفاتے زخمی کیا جنجر ہلال گلے پر پھر باغ کا یہ نقشہ ہی بجائے گل وریحان شمشیر و سنان



مثل درختوں کے وہقان بدبخت نے بوئے ہین اُسکی سیر نے ہوش کھوئے ہین اصل بیان یہ ہی  
ایک چمن میں پیکان تیر ایک چمن میں سنان ہاے نیزہ ایک جانب تلوار میں قبضے اُنکے نابود و بنا  
مثل برق چمک رہے ہین سارا باغ اسی عجائب و غرائب سے مملو ہی چند نخل بھی جا بجا مگر کتر پیر  
ہزار در ہزار جانور عرض زمرہ سرائی کے صد اے ہہات و افسوس بلند کرتے ہین جیسے ہی  
در تیار ہوا عمر و نے بنگاہ حسرت دیکھا طائر مثل انسان کے غل مچانے لگے اویسا کنان باغ عبرت  
ہو شیار ہو جاؤ ملکہ مخمور سُرخ چشم نے ساربان زاوے عیار کو قریب دیوار آہن پہونچا یا سحر سے  
دیوار میں در بنایا عمر و یہ قیامت دیکھ کر رک گیا جست نہ کر سکا چشم زدن میں وہ در بند ہو گیا ملکہ  
مخمور نے کہا خواجہ یہ کیا غضب کیا آپ نے اپنے کو اُس پار نہ پہونچا یا عمر و نے ٹھنڈھی سانس  
بھر کر کہا اوی مخمور اشیائے سلاح جنگ سے باغ میں تل رکھنے کی جگہ نہیں اگر میں جست کرتا نیزہ  
و تیر و دم تشریر کرتا کیونکر جانبر ہوتا عمداً جان کھوتا اوی مخمور سُرخ چشم آج مجھ کو ثابت ہوا تو نے  
دام مکر مجھ ایسے زیرک کے واسطے پھیلا یا پردے میں دوستی کے دشمنی کرنی ہی کیونکر ایسے مقام  
پر جاؤں اگر سنان نیزہ پر گرا تمام جسم غریب ہوگا اگر تلواروں پر گرا انصاف سے بتا میرا کیا حال  
ہوگا کون جان بچنے کی صورت ہو تو بیشک دل سے طرفدار افراسیاب ہو مگر میں بمثل و لا جواب  
ہو ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا خواجہ عمر و قسم ہو سر شاہزادہ نور الدہرین بدیع الزمان کی باغ سیما  
کے جانیکا ہی راستہ ہو اور بڑے بڑے مقام خوفناک ملینگے خدا آپ کی جان بچائے تا بہ مقام لوح  
پہونچائے میری جان حاضر ہو نثار کروں مگر اس مقام پر بالکل ناچار ہوں اتنا جملہ اور عرض کرتی  
ہوں کہ ایک مرتبہ میں نے دروازہ پیدا کیا سد باب ہوا بس ابکی مرتبہ اور در بنانے کی مجاز ہوں  
اس مقام کی صاحب راز ہوں دوبارہ دروازہ بنکر جو بند ہوگا اگر تمام عالم کے ساحر آ کے سحر  
کریں گے دیوار میں در نہ بنے گا راہ مقام لوح سے نا امید رہے گا خواجہ عمر و نے سر جھکا لیا آنسو  
آنکھوں سے جاری ہوئے ملکہ مخمور سُرخ چشم بھی ہلک کر روئی زبان پر یہ اشعار حسرت  
یا س کے جاری ہوئے اشعار کوئی اس دور میں جیے کیونکر ملک الموت ہو ہر ایک بشر  
و ادخوا ہوں کے شور سے دیکھو چونک پڑتا ہر فتنہ محشر آئے نے بھی اس زمانے میں  
تیغ کے سے نکالے ہین جو ہر آتش لعل سینہ حبا آنسو آہ نیشان ہو ایک بد گوہر



جسکو دکھو سو مایہ بیدار	کیا ہوا اگر نہیں ہی سہمیں بہ	ذکر انسان سے دیو مجنون ہو
آدمی سے پری کو آئے حذر	ہی پئے اشتیاق ویرانی	شاہ فرہاد و بے ستون کشور
نہ امیر و نہ کوپاے بندی عدل	نہ رعایا مطیع فرمانبر	اسکو سورسہم زمان کا خطاب
جو کرے قتل خورد سالہ پسر	کمترین خانہ زاد طعنہ زن	طہر ز حرف ملامت مادر
ہین گدا پڑ غرور شیر ویا	بیگنہ جو کیا ہی خون پدر	چمن آرا کو رسم پیرایش
اک بہانہ ہی بہر قطع خبر	آن اشعار عبرت آثار پر ملک	مخمور سُرخ چشم بھی بیتاب ہوئی

صورت شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی آنکھوں میں پھر کئی خیال ہوا ای مخمور ان مقامات ہولناک سے زندہ پلٹنا دشوار ہی خیر جو مرضی پروردگار ہی خواجہ عمر و بن امیہ ضمری نامدار فراق میں صما جبران زمان کے خوب رویا کہا ای ملک مخمور سُرخ چشم امید نہیں کہ پھر زندہ میں آقاے نامدار سے قدمبوس ہوں ای ملک مخمور جب یہ ظاہر ہوا کہ سوائے اس راستے کے اور کوئی راہ نہیں بسیم السداب و رہنا یہ میں اپنے کو دم شمشیر پر گراتا ہوں شاید حیات مستعار باقی ہی کھینکے ورنہ ملک عدم میں ملینگے ملک مخمور سُرخ چشم دانہ لیکر آمادہ ہوئی کہا خواجہ برائے خدا اب نہ رگنا ورنہ سر شپک شک کے جان دینا ہو گا خواجہ عمر و بن امیہ نامدار نے کہا ضرور جاؤنگا یہ کلمہ خواجہ عمر و نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے کلیم عیاری کا ندھے پر ڈالی حلقہاے کند آصفائے با صفا باز رہے پیٹے مشت خاک اٹھا کر گریبان میں ڈالی لباس کو کفن تصور کیا آمادہ مر و مہیا سے فضا ہوا کہا ای ملک مخمور سُرخ چشم ذی شعور بسیم السداب ویر نہ کیجیے ملک مخمور نے ابلی مرتبہ دانہ کلان نکالا عرصہ دراز تک سحر پڑھا جھپٹ کے دانہ مارا جیسے در تیار ہوا طائرون نے غل مچایا لویار و پھر مخمور سُرخ چشم نے سحر کر کے دیوار آہن میں در بنایا ہی عمر و آتا ہی دوڑو ظالم کو رو کو یہ کلمہ طائرون نے صد آدمی کہ او عمر و اس بلغ میں نہ آنا مقام عبرت ہی اس آغاز کا بد انجام ہی بیان کے حاکمون کا غافل و ہوشیار نام ہی اس مقام سے کسی کو راحت نہ ملی بادشاہ طاسم ہوش رہا ان مقامات پر نہیں آتا خبردار اپنی جان نہ کھو نا آبرو سے ہاتھ نہ دھو یہاں کا ہر گل خاسر ہی ہر شاخ اصل میں کھنچی ہوئی تلوار ہی مفت میں کیوں جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی ہر چند طائر چنے پیٹے صد اے حیرت خیز سے اُنکے تو ہوش اُٹھے مگر کیجیے پر



پتھر رکھا اور کہا اے کریم کار ساز اے حافظ حقیقی اے مالک تحقیقی تو بچانے والا ہو دل کو رجوع کر کے  
جست کی اس خیال سے کہ کسی شاخ نخل پر پائون جھاؤنگا ملکہ مخمور نے بھی دیکھا خواجہ عمر و  
در سے نکل کر انتہا کا بلند ہوا جو نخل اصلی تھا اُس تک تو نہ پہنچا جس چین میں تلوارین بوئی ہوئی ہیں  
و نہ بلے مثل برق کے چمکتے ہیں وہ چین انتہا کا وسیع تھا اُسی چین پر لڑکھڑاتا ہوا اگر ابا پنج قدم کی لمبائی  
باقی ہے قریب ہو کہ تلواروں پر گرے جسم پر زے پر زے ہو جائے خواجہ عمر و نے تہ دل سے دعا  
کی اے سامع الدعوات اے کریم کار ساز اے بے نیاز حفاظت کر بچالے اس آفت ناگہانی سے  
نجات دے افسوس ایسے مقام پر جان گئی لاش کون اٹھائے گا اس مقام پر آفت میں  
کون کام آئے گا دفن و کفن بھی نہ ملے گا اے خالق کونین رب المشرقین و المغربین میں تیری

ہی مدد کا خواستگار ہوں نظم	تو گوئی ہر آنکس کہ در پنج و تاب	دعا نے کند من کتم مستجاب
چو عاجز رہا بندہ دائم ترا	درین عاجزی چون نخواستم ترا	عقوبت مکن عذر خواہ آدمیم
بدر گاہ تو رہا سیاہ آدمیم	سپر دم بتو مایہ خویش را	تو داتی حساب کم و بیش را

خواجہ عمر و نے جو اس طرح بلک کر عرض کیا زمین کا طبقہ پھٹا بصد صولت و شوکت باغبان  
قدرت پیدا ہوا نعرہ کیا اے خواجہ عمر و نہ گھبرا غلام آپ پہنچا نکلتے نکلتے خواجہ کو اپنے ہاتھ پر روکا  
طاؤردن نے غل مچایا ارے یارو باغبان قدرت آپ پہنچا باغبان قدرت خواجہ عمر و  
کو لیے ہوئے جست کر کے چین سے تلواروں کے نکلا خالی زمین پر آ کے قائم ہوا استغفر اللہ  
میں جتنے طاہر تھے زمین پر گرے معلوم ہوا ساحر تھے گولے تیج و نارنج باغبان قدرت  
پر چلنے لگے باغبان قدرت نے خواجہ عمر و کو پنجے سے یہ لہکر چھوڑا کہ حضور اپنے کو بچائیں  
خواجہ عمر و کو در لڑائی میں مصروف ہوئے حقہ آتش بازی نکال کر مارا ہزار ہا جادو گر گوشہ ہا  
باغ سے نکلتا چلا آتا ہوا باغبان قدرت پر باغیوں نے آگ بر سائی خواجہ عمر و حقہ ہا سے  
آتش بازی مار کر گلیم اوڑھ لیتے ہیں کبھی اتار کر ظاہر ہوتے ہیں باغبان کی تنہائی پر رویتے  
ہیں باغبان پر بلوہ عظیم ہر جتنے طاؤر درختوں پر تھے سب انسان بنے ہیں اور صد ہا ہر  
سے چلے آتے ہیں کسی نے آگ بر سادی کسی نے گولہ مارا کسی نے گلاوا بھیڑوں نارنگی کو پکارا  
باغبان بیچارہ کس کس کو جواب دے زخم کاری کھائے اس ہنگامے میں عمر و دریائے سحر کو



جھیل رہا ہو جب کسی ساحر کھان کو دیکھا کہ برائے قتل باغبان چلا خواجہ عمر و نے گلیم سر سے اتاری اُس مجمع ساحران میں پتیرا بد لکڑ سا منے آیا لکڑا ساحر پلٹا خواجہ عمر و نے تڑاں سے حساب بیہوشی منہ پر مارا جادو گر گرا کر کے گرا کرتے کرتے عمر و نے نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمر و عمر و م کہ کلمہ از سر قیصر برہم | رنگ از رخ نختک بد اختر برہم | در مجلس خسروان جو کروم ساقی تیغ و سپر و سب و ساغر بہ برہم | جادو گر زمین پر گرا عمر و گلیم اوڑھ کر غائب ہوا کبھی جست کر کے کسی کے کاندھے پر پہنچا لپٹ کر خنجر مارا سر اسکا زمین پر گرا خواجہ کو دے کے پھر مخفی ہوئے اس طرح پر سر غول میں ہر صفت میں کبھی ٹھیکر پلٹ کا ہاتھ مارا تین تین پانوں اٹا دیے کبھی جنگی بان داغ دیا صد ہا کے منہ جھلس گئے کبھی ظاہر ہوئے کسی ساحر کا سحر چل گیا زمین نے پانوں بھام لیے تاک کے اسی کو تیر مارا وہ خطا کار مرایہ آگے ہوئے پتھیل گلیم اوڑھ لی جادو گر حیران ہیں کہ اس بدماش پر زور نہیں چلنا برق جہنم کا حال ہو بجلی کا روکنا تو کتنا محال ہو اکثر زخم بھی عمر و نے کھائے ساحر و کے تیر و تفنگ بھی چل رہے ہیں ناریل اچھل رہے ہیں مگر باغبان قدرت مجمع ساحران میں لکھا ہوا ننگا نہ پلنگا نہ لڑ باہو یکا یک بارہ دری سے دو جادو گر تاج پہنے ہوئے لباس عمدہ زیب جسم ایک نے نعرہ کیا منم غافل جادو دوسرے نے نعرہ کیا منم ہوشیار جادو غافل نے بڑھ کر باغبان قدرت پر کار و سحر لگائی شانے کو توڑ کر باغبان کے پار گزری ہوشیار جادو نے خبردار کہلے برق چمکائی سر باغبان زخمی ہوا باغبان نے گھٹنے ٹیک دیے ایک ساحر مہیب شکل عجیب قطران جادو نام اُسکو غافل و ہوشیار نے آواز دی کہ باغبان قدرت کا سر کاٹ لے اس باغی کو جلد سزا دے وہ بھیجا سحر کرتا ہوا طرف باغبان کے چلا ہر چند کہ باغبان قدرت نے گھٹنے ٹیک دیے مگر سنبھل کر پھر اٹھا کر سنگد لون پر مارتا ہو کسی کا سر پٹھا کسی کا منہ ٹوٹا یوں اپنے کو بچاتا ہو مگر قطران جادو بد خونے جھپٹ کے باغبان قدرت پر ماش کے دانے مارے اس جنس کے سحر کو باغبان نے روکا مگر بیدم ہو گیا غش آنے لگا قطران تینہ کھینچ کر طرف باغبان قدرت کے بڑھا عمر و نے دیکھا باغبان قدرت قتل ہوتا ہو گلیم سر سے اتار کے نعرہ کیا او بھیجا کیا کرتا ہو برابر آ کے کند مار می جھکا دے وہ بھیجا منہ کے بھل زمین پر آیا لپٹ کے خنجر مارا قطران کا شکم چاک قصہ پاک قطران کو



شجر بغض باغبان سے یہ مثر حاصل ہوا فوراً جہنم واصل ہوا ہوشیار جادو نے دور سے یہ دیکھا کہ عمر و نے بصد صولت و شوکت و جرات قطران جادو کو مارا اب عمر و نے قصد کیا گلیم اوڑھ لوں ہوشیار نے وہیں سے گہرا کے آواز دی عمر و لڑکھڑا کر گرا زمین نے پائوں بخام لیا خواجہ عمر و نے حافظ حقیقی کا نام لیا کالو باغبان میں بھی بیکار ہوا سحر میں اس بھیا کے پھنسا اب باغبان نے ملک کے دعا کی عمر و نے آمین کہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا بقدرت باغبان قضا و قدر پھولوں کی لپٹیں آئیں ہوا کے جھونکے چلے دیکھا سب نے ملکہ بہار گلخوار گلدستہ ہاتھ میں اڑی ترچھی بدھیاں گلے میں طرہ مونیے کا آراستہ و پیراستہ رنگین مزاج حسنینا عالم کے سرکاتاج دیکھا ملکہ بہار جادو نے کہ باغبان پڑا زمین پر ترپ رہا ہی خواجہ بیکار ساحران غدار دونوں کو قتل کیا چاہتے ہیں بہار نے نعرہ کر کے گلدستہ مارا پھول برسے ایک پھول عمر و پر گرا عمر و تو خوشی سے پھول گیا سر و قد میں طاقت زکس چشم میں بصارت یہ رنگ دیکھتے ہی اٹھ کر گلیم اوڑھ لی ساحر جھومنے لگے ملکہ بہار زمین پر آئی گلشن سحر کو رونق دی اسی طرح دو تین گلدستے مارے بہار نے باغبان کی دستگیری کی تمام ساحر مست ہو گئے گلچینی گلشن حسن بہار کرنے لگے غافل و ہوشیار نے دیکھا کہ بہار نے آئے ہی رنگ اپنا جما لیا چمن جو ہر شمشیر پر خزان آئی یعنی تلوار کے چمن نیزہ و تیر کے گلشن بہار نے آتش فہر و غضب سے جلا دیے کئی ہزار ساحر گلے کاٹ کر مر گئے غافل و ہوشیار نے بڑھ کر سحر کیے گل عارض بہار مرجھا یا یعنی سر زخمی ہوا قطرے خون کے روے انور پر قریب تھا کہ بہار لڑکھڑا کر گئے زمین شق ہوئی رعد جادو نعرے کرتا ہوا نکلا کانون پر ہاتھ رکھ کر آواز دی منم رعد جادو کوئی سو ساحر چرخ کھا گئے سر پھٹ گئے برق چمک کر آسمان سے گری گئی ہزار کے سڑاڑا دیے رعد گرجنے لگا برق چمکی خون کی ندی بہادی مگر غافل و ہوشیار رعد و برق پر سحر کر رہے ہیں جب دونوں ملعون ٹھٹھرتے ہیں سحر پڑھتے ہیں زمین ہلا دیتے ہیں رعد و برق و باغبان قدرت پر انتہا کا بلوہ ہی ہزاروں کو مارا مگر مجمع ساحران کم نہیں ہوتا یکایک آسمان پر برق کلان چمکی نعرہ ہوا منم ملکہ برق لامع غافل بڑھا ہوا چاروں پر سحر کر رہا تھا برق لامع چمک کر غافل جادو پر گری اس بھیا کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من غافل جادو و بود دیوارین باغ



کی فکرائیں مکان جلنے لگے ہوشیار جا دو خبردار ہو کہ بھائی مارا گیا بازو ٹوٹا بدحواس ہو کے  
 طرنت برق لامع کے چلا برق لامع چمک چمک کے گرنے لگی ہوشیار دیکھ رہا ہی کہ کسی مقام  
 پر برق لامع جے ذرا بھی تھمے تو تین سحر کروں بھائی کے غم میں رو رہا ہی برق لامع ایک  
 ایک صفت کو کاٹ کر ایک نخل کے سائے کے نیچے رُکی تھی کہ ہوشیار جا دو نے خبردار  
 باش کیلئے ایک ترجیح سبز کھینچ مارا برق لامع نے انگلی کے اشارے سے اُس تیرہ بخت  
 کے ترجیح سبز کو کاٹا ترجیح کٹا اُس میں سے کار و نکال کر شانے پر پڑی برق لامع بھی زخمی ہوئی اُس  
 قوت بازو کو مارا اسکا شانہ بھی نشانہ ہوا کون دستگیری کرے ہیات لکے پھر چلی مگر جسم میں عرشہ  
 پایا دیکھا کہ محمور سُرخ چشم بھی پونجی شریک جنگ ہوئی ہوشیار سب کو جواب دے رہا ہی  
 بھائی کے غم سے بدحواس چہرہ اُداس لیکن زبان کا اپنی خون لیکر سپر خون مارتا ہی قطرہ خون  
 چنگاری بن کر جسم پر پڑتا ہی آتش سوزان کی تاثیر پیدا کرتا ہی ساتھ والوں کو صدا دے رہا ہی یارو  
 یہ چند کس میں بکیں و بے بس ہین بلوہ کرو اب امان نہ پائیں برادر غافل کے غم سے بیقرار ہو  
 نام کو ہوشیار ہون اسقدر ساحرون کا جماؤ ہی تمام باغ آتش بہار ہو رہا ہی ان سرداران مذکور  
 نے لاشوں کے انبار لگا دیے کشتوں کے ڈھیر گر سحر سے ہوشیار کے اندھیرا خواجہ عمر و کبھی  
 ظاہر کبھی مخفی لڑائی سے سُکھ نہیں موڑتے جس ساحر کو پا جاتے ہین تیر و تنگ سے قتل کہ قہم ہین  
 باغبان قدرت و ملکہ بہار و ملکہ محمور سُرخ چشم و برق لامع و درعد و برق و ریائے خون  
 مین غرق جنگ مین مصروف ہین قریب ہی کہ بلوے مین گرفتار ہو جائیں بیقرار ہو کر سب نے  
 دعا کی اوستار و غفار ان نابکاروں کے ہاتھ سے بچالے خواجہ عمر و نے بھی تڑپ کر کہا ای

رجم و کریم و ای سمیع و علیم شہر	شاہان زکری و رحیمی و عفور	دست مالگیر در ماندہ و بے بال و پر
خداوند اتومیدانی کہ بدکردم نبادانی	دوست مکر شیطانی مرا ہشیار یا اللہ	نہ طاعت اسرا و ارم نہ نیکی کے ارم
اسید رحم تو دارم توئی ستار یا اللہ	از دست بفرارم فریاد رس الہی	جز تو کسے ندارم فریاد رس الہی
سلطان و زبیری خلاق بنظیری	چون ست مین بگیری فریاد رس الہی	دعاے خواجہ قبول ہوئی سعاد

حصول ہوئی آسمان پر لکھ ابر گلنار پیدا ہوا دیکھا ابر شق ہوا دل ابر سے چودھویں رات  
 کا چاند جسکے سامنے خورشید عالم تاب ماند چرخ مارتا ہوا اظہار ہوا ہوشیار بچیا نہ ماہر ہوا



کہ یہ کیا اسرار ہی عمرو سمجھ گیا کہ ملکہ بُران ماہ رخسار ہی کڑا کے کی آواز آئی چاند کے دو ٹکڑے  
 ہوئے زمین پر گری ساحرون کے جسم میں آگ لگ گئی نور ماہ نے ناریون کو جلایا سیہ تون  
 کا ستارہ گردش میں آیا نعرہ بُران بہ افسونگری نامور ذی وقار بہ منم دختر کو کب نامدار بہ  
 زمین پر آتے آتے گلے سے موتیوں کا مالا اتارا اُس گوہر صدف دریاے خوبی نے لشکر  
 ہوشیار جادو پر کھینچ مارا موتی شکست ہوئے کئی ہزار ساحر زبردست پست ہوئے نیچے  
 نیام انتقام سے کھینچا وہ دریا دل ساحرون پر برس پڑی جوش قہر و غضب میں کفار پر جا پڑی  
 ندی خون کی بھی اب رعد و برق وغیرہ کو بھی مہلت ہوئی جم کر لڑنے لگے برق لامع بھی  
 کڑکی ملکہ بہار نے مہلت پائی سحر کے گل کھلائے ہزار ہا ساحر دیوانے ہو کر سر پھوڑنے لگے  
 کوئی ترپا کوئی کڑا کسی پر مخمور جا پڑی امین برق لامع گری خرمین ہستی کا فران جلا کے اٹھی  
 لے کے سحر کی عملداری مٹی مگر ملکہ بُران شمشیر زن صفت شکن سحر و افسون میں بے نظیر حسن میں  
 رشک ماہ منیر نیچے سحر کھینچا ہوا غصے سے کف مٹھ میں بھرا ہوا جو ہر حرأت آشکارہ دونوں ابرو  
 خمدار کھینچی ہوئی تلوار اشاروں کی کٹاریاں مرگان کے تیر سب چمن میں چل رہے ہیں کوئی  
 پامال کوئی غبال صفوں کو درہم برہم کر کے قریب ہوشیار ہو پچی آواز دی اوہ ہوشیار جادو  
 ہمارے سحر سے غافل ہی علم فسونگری سے جاہل ہی آنکھ چار کر ہم پر وار کر ہوشیار جادو پلٹا  
 ملکہ بُران پر سحر کرنے لگا کئی گولے مارے بد معاش نے ماش کے دانے پھینکے رائی کے  
 دانوں کا کیا شمار ملکہ بُران سحر اس بیچیا کے دفع کرتی ہوئی بزدلی و مردانگی لڑتی بھرتی قریب  
 ہوشیار ہو پچی اُس بیچیا نے تلوار کا وار کیا ملکہ بُران نے سپر سحر پر روکا اختر مردارید جوڑیے  
 نکالا خبردار خبردار کہلے ہوشیار پر کھینچ مارا سینہ پر کینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو باز کل گیا لڑا کڑا کر  
 زمین پر گرا لاشہ جلنے لگا بعد سنگ باری و برف باری آواز آئی کشتی مرانام من ہوشیار  
 جادو و جادو ساحرون کے جی چھوٹ گئے چاہا فرار پر قرار کرن باغبان وہہار نے آواز  
 دی یہ بیچیا نکلنے نہ پائیں اگر بھاگ جائینگے افراسیاب نابکار کو خبر یہاں کی ہو چکا کینگے رعد  
 و برق و برق لامع و مخمور نے چہار جانب سے گھیرا جادو گردن کو نکلنا مشکل کر دیا تا بہ  
 شام سب ساحران بد انجام و اصل جہنم ہوئے سرداران مذکور فتح کر کے بارہ دری میں آئے



خواجه عمر و بھی ظاہر ہوئے مگر سب صاحب زخمی ہیں باغبان قدرت نے بارہ درمی میں  
بیٹھنے کا سامان کیا خواجه عمر و قصر عالی دیکھ کر بچپن ہوئے کہا میں دیکھوں کیا کیا آراستگی ہو یہ دونوں  
ساحران جلیل تھے افراسیاب کے بڑے کفیل تھے جس مقام کو مقفل دیکھا سوہن سے قفل  
کاٹا اندر جا کر جال مارا مال اسباب جو پایا اٹھا کر نذر زنبیل کیا ہنستے ہوئے باہر تشریف لائے فرمایا  
ای باغبان قدرت یہاں تو خزا نے میں ایک حبہ نہیں ہو کیسیا یہ بچیا خیس تھا بالکل خبیث  
تھاسب مکانوں میں ڈھونڈھا نقد لگانا ایک مکان میں دو ٹکے مٹی کے رکھے تھے جنھیں  
کوڑیوں سے بھرے تھے انکو میں نے حوض میں پھینک دیا جنھیں کوڑیاں کیا ہوتی باغبان  
نے کہا غافل و ہوشیار یہاں کے بادشاہ تھے اس زمانے میں بہت تباہ تھے آپ مکانوں  
میں کیوں جاتے ہیں ناحق تکلیف اٹھاتے ہیں خواجه عمر و اسی مقام پر بیٹھ گئے کہا اب میں  
کہیں نہ جاؤں لگا تمھارے پاس بیٹھا ہوں باغبان قدرت نے سب کے زخموں میں ٹانگے  
دیے خواجه عمر و نے زنبیل سے نکال کر مرہم دیا سب کے پٹیاں مرہم کی چڑھائی اب سب سرد  
مع ملکہ بران نامدار و خواجه عمر و عیار باطنیان بیٹھے باغبان قدرت نے کہا خواجه عام  
طاسمات عالم نے بڑے مقام عجائب و غرائب کو اپنی قدرت سے فتح کرایا ای شہنشاہ  
اقلیم عیاری یہ امید نہ تھی کہ ان دونوں بچیاؤں پر ہم غالب آئیں گے ان اسے ساحران نامی  
پر فتح پائیں گے پہلے تو یہی ترود تھا کہ آپ کیونکر باغ میں ان باغیوں کے پہونچیں گے مگر ایشا و السبحا  
کیا کام کیا بڑا نام کیا ابھی آپ کو بڑی مصیبتیں اٹھانی ہیں فکر میں لوح کی چلتے ہیں اس راہ پر خطر  
میں فرشتوں کے پر چلتے ہیں آپ نے جو کام کیا یہ عمدہ طاسم کشا تھا خواجه عمر و نے سر جھکا لیا  
کہا ای باغبان قدرت اُسکی قوت و توانائی پر نازاں ہوں بندہ حقیر رب دو جہاں ہوں  
اب باغبان قدرت و ملکہ مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار و ملکہ بران شیر  
صلاح کرنے میں مصروف ہوئے خواجه سے کہا آپ آرام فرمائیے شب بھرا بھی باغ غافل  
و ہوشیار میں بسر کیجیے ناگاہ شہنشاہ فلک اول نے شکست کھائی مع فوج ثابت و سیارگان  
حسن حصین مغرب میں جا کر روپوش ہووا اشعار و توصیف صبح لا اعلیٰ  
چوشا ہنشر روم لشکر کشید | سپہدار مغرب الم بشتید | کل سرخ بکفت ازین بنرباع



زطاؤس زرین بون گشت نراغ | چو برخت مینا نشست آفتاب | اسرنا زنینان بر آمد ز خواب  
 بوقت سحر سرداران مذکور خواب سے بیدار ہوئے کمرین باندھ کر رہروی پر آمادہ ہوئے خواجہ  
 عمر و سے باغبان قدرت نے کہا بسم اللہ پروردگار نے اس منزل پر ہول سے بفتح و فیروز  
 نجات دی بسم اللہ تشریف لے چلے ہر شخص الگ الگ رہروی میں مصروف ہو یہ تو بخوبی  
 ظاہر ہو ہمارے ہاتھ سے کوئی باغی بچکر نکلنے نہیں پاتا شاید افراسیاب خانہ خراب کتاب  
 سامری دیکھے ہمارے حال سے آگاہ ہو جائے یا تعاقب کرے تو سب کو ایک مقام پر  
 نہ پائے گی کوس پر ایک باغ ملیگا وہیں چکر ٹھہریں ہم بھی حاضر ہوتے ہیں خواجہ عمر و نے  
 بانٹے عیاری جسم پر آراستہ کیے نشان پر باغ کے چلے خواجہ عمر و کے بعد رعد و برق وغیرہ  
 الگ الگ سب اسی جانب روانہ ہوئے اول خواجہ عمر و بن امیہ ضمری بلغ غافل  
 و ہوشیار سے جو نکلے صحرا دلچسپ نظر آیا ہر جانب گلہائے خور و طاس ان خوش آواز  
 چشمہائے صاف و شفاف ہو معتدل تماشا دیکھتے ہوئے جاتے ہیں کسی قدر راستہ طے کیا ہی دیکھا  
 ایک چار دیواری سنگ مرمر سفید کی اسپر کار گزاران چابکدست نے منبت کاری کی ہو گلشن  
 بنخراں کا نمونہ دیکھنے میں حسن و ناپچائیک عظیم الشان مثل دیدہ مشتاقان کھلا ہوا عمر و سوچا  
 یقین ہو کہ باغبان قدرت نے اسی باغ کا وعدہ کیا ہو بسم اللہ لکرا ندر باغ کے قدم رکھا  
 لپٹیں پھولوں کی آئین صبا نے عطر مجموعہ پیش کیا دماغ جان معطر و معطر ہوا جو انان چمن خوش و  
 بر گل کا جو بن نرالا دایہ ہبا رکھو طفلان غنچے کی پرورش کرنے کی تلاش زمین مشک آگین ہوا

عطر پاش ابیات قسم	چمن تازہ میں ہر تازہ خیال	جھو متا ہی قلم برنگ نہال
کر رہا ہو عجیب گلریزی	کیا بھلی گنتی ہو سبک خیزی	حرف یون بن رہے ہیں کاغذ
جیسے ٹیکے شجر سے پختہ ثمر	جا بجا یہ صبا پار آئی	چمن نظم میں بہا ر آئی
رنگ دکھلا رہی ہو طبع قمر	گل تازہ کھلے ہیں کاغذ پر	حرف ہیں یا کہ پھول نورستہ
نقطے ہیں غنچہ ہائے سربستہ	اُس چمن میں ہوا ہی آج گذر	جو کہ باغ ارم سے ہو بہتر
کی نظر جس طرف کو باغ میں جا	دیکھی اک شان باغبان قضا	ہیں شگفتہ وہ رنگ رنگ کے پھول
جس سے ہون شاد قلب ہما	ہر کسی جا پہ بیلا البیلا	کہیں سنبل کے سر پہ ہی سیلا



کھل رہی ہے چینیلی ایک طرف جس سے پامال ہو دل خوش و کسی جا پر اکڑتا ہے شمشاد پھرتی ہے ہر طرف کو البسیلی کیا کہوں حسن سبزہ رخسار اس چمن میں بسی ہے کیا بوہی تاک انگور پر وہ طرفہ بہار میکشون کو نوید دیتے ہیں پرہیز مشتاق سبز باغ بڑے صورت نخل شمع خود سیراب اک طرف کو ہے لطف ریحان پر کہیں بلبل کی لہجہ واو دی عندلیبون کا شاخ گل پہجوم چشم نرگس کو انتظار ہے آج آئے گا کیا کوئی صنوبر و کسی گل و کا انتظار ہے آج	کہیں نسرين و نسترن کی صفت کہیں نرگس اشارے کرتی ہے ریح و اندہ و غم سے ہے آزاد گل لالہ عقیق تر و کا تھا ہر طرف فرش نخل رنگار ہم بھی باشندگان گلشن ہیں جیسے خمیازہ کش کوئی میخوار سر و آراستہ ہے دوش بدوش دیکھ لو ایک پالون سے ہیں کھڑ درغ لالے میں بسکہ پیدہا سبزہ خطا پر سے بہتر کیا گل اشرفی کا کیجے بیان اس غزل کی پڑی ہوئی ہے دھوم یا بہ زنجیر موج ایسی کیوں فریون کا مگر شکا رہے آج ای فریون کی صفت جو لکھی	ہو کسی جا گل حسا کی بو شوق میں دید گل کے مرقی ہو کر رہی ہے نسیم انگلیلی عاشقون کو سبب ہو درد کا تھا بولی سو سن جوہن کھلی جوہی سب پراز گل چمن کے دہن ہیں خوشے جھونکے ہو اسے لیتے ہیں شکل میناے سبز پر مدہوش نہیں کوئی درخت طالب آ حسن اور عشق سب ہویدہ کہیں گلشن میں نخل داودی ہو لٹاتا چمن میں اشرفیان باغ میں آمد بہار ہے آج باغ میں سر و جو بہار ہے آج چشم نرگس جو وہ گلشن میں گلشن نظم پر بہار ہے آج
--	---	--

خواجہ عمر و نے جو اس باغ میں گل و لالہ پر نگاہ کی بے اختیار غنچہ دہن نے واہ کی ہوا سے  
باغ و باغ میں بھری بند قبا کھول دیے خرامان خرامان روش پڑی کو طی کرتے بڑھے دیکھا گوشہ  
باغ سے ایک باغبان کچی ماہ پارہ گلخوار سر و قد غنچہ دہن یا سمن پیکر خوش منظر جسم میں پھولوں کا  
زیور انگلیوں سے چال چلتی ہوئی ہاتھ میں سونے کا بیلچہ زلف کا لنگا گلنار ڈو پیٹہ اسپر و لائی  
آب روان کی آستینوں دار کرتی وہ کرتی پھنسی پھنسی خوبصورت نیک سیرت کبک رفتار  
شیرین گفتار مثل ماہ تابان سامنے سے نمایاں ہوئی خواجہ عمر و کی نگاہ اس عاشق کش کے  
جمال پر پڑی چھری نگاہ کی دل محبت منزل میں گڑی اس عالم تاب سپر حسن کو دیکھ کر پسینہ آیا



کلیجہ بھرا یا دل کو اضطراب جان بیتاب آنکھیں مشتاق جمال خواہش کو آرزو سے وصال مبیاختہ  
 آہ کی کلیجہ بھام لیا حافظ حقیقی کا نام لیا وہ شوخ چشم شرار ایک جانب چلی خواجہ عمر و دیوانہ وار  
 مضطرب بفرار سایہ سان اُسکے ساتھ ایک نخل کے سامنے مین جا کر وہ شمشاد قد کھڑی خواجہ بھی  
 تڑپتے ہوئے اُسی مقام پر پہنچے نگاہ حسرت سے گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے وہ غنچہ دین  
 مسکرا کر روش پٹری درست کرنے لگی زرد پتے اٹھا کر کنارے رکھتی تھی کبھی روشون پر دست  
 ناز مین سے یلچہ کاری بعشوہ و ناز کبھی خرامان مثل طاووس طناز جب بصورت ہمزاد اُس پر نرادر  
 کے عقب مین عرصہ دراز تک پھرے کبھی لڑکھڑا کر گرے اپنے کو عصاے آہ ٹیک کر کھانا  
 مگر سنبھلنا دشوار دل بفرار جب دل خانہ خراب نہ سنبھلا دریاے محبت نے جوش مارا موجھا  
 غم کی طغیانی قریب تھا کشتی حیات طوفانی ہوسا منے جا کر دست بستہ کھڑے ہوئے رعب حسن و  
 جمال سے کچھ کہ نہ سکے اُس آئینہ رخسار نے بصفائی قلب پوچھا کیوں ای شخص کیا صورت ہی  
 کیوں دمبدم ترقی حسرت ہی مجھ سے کیا چاہتا ہی کون منع ہی خواجہ عمر و نے گڑگڑا کر کہا ای سرو  
 چمن خوبی و ای رنگ و بوے گل حقیقہ محبوبی تیرے گل عارض کا بلبل ہوں اب تاب صبر  
 و ضبط باقی نہیں قریب ہی کہ طائر روح قفس جسم سے پرواز کرے غزل زیب النساء محفلی

سوزن الماس باید گوہر ناسفتہ را	میکنند گزنا لبیل در چمن عیش کن
پنچہ ہمت نگیرد و امن با من مہید	چون زلیخا گر بہ چنگ آریم عمر رفتہ را
چند چون طفلان نگہ دارسی بہتہ را	مخفیا اشک ز چشم ترک بیجا صل بود
دیگر کسی صورت تو دلکشاد کرنا	ہمین دشمن سمجھ کر یاد کرنا
جہانتک ہو سکے آزاد کرنا	کہین وہ آفرین ایسا پڑے ہاتھ
مسیحائی دکھانا بعد مردن	جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا
اگر منظور ہی برباد کرنا	ادب سکھے نہیں ہن نو گرفتار
مزا تھا بے بسی کی گالیوں نہیں	اُسی بھوے سبق کو یاد کرنا
ادار سم مبارک بکسا دکرنا	اُس ماہوش نے مسکرا کر جواب
سخت و دشوار است گفتن معنی ناگفتہ را	و یا تو شخص تو یہ ہم سے کیسی باتیں کرتا ہی نہ جان نہ پہچان نہ دیکھتا نہ بھالا مسافر نہ تو یہاں آیا
سیر گلشن بشکفاند خاطر آشفتمہ را	
عمر شد صرف شمار روز عمر ای بخیر	
گرد و جار و بفرگان خانقاہ رفتہ را	
دعائین و نیگے چھٹک قیدی زلف	
نہ مجھ پر رحم او جلا و کرنا	
اڑاد و خاک میری ٹھوکر دن سے	
بتا کر قاعدے بیداد کرنا	
جنازا اٹھ سکے میرا تو تم بھی	



اپنا عشق جتنا تاہی ہر چند کہ طریقہ دنیا کا یہی ہو خلاق زمین و زمان نے مرد و اسطے عورت کے  
مقرر فرمایا ہر عقد و مناکحت کی تاکید کی ہو مگر عقل سے بعید ہو غیر کف سے اتفاق نہیں ہوتا  
میرا پیشہ بخوبی ظاہر ہوا کہ میں باغبان بھی ہوں تو قوم شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے  
اہل برادری مان باپ کیونکر قبول کرینگے لیکن تیری بیقراری نے ہوش اڑا دیے باغبان لزل  
سے خوف آتا ہے قلب ہٹاتا ہے ایسا نہ ہو کہ گلشن حسن میں خزان آجائے مخالفت برباد کرے  
اگر اپنے کو قوم باغبان سے قرار دے کمال کو اس پیشے کے حاصل کر کیا عجب ہو کہ اہالیان  
برادری قبول کریں خواجہ عمر و گھر اگر قدموں پر گر پڑا رونے لگا کہا مجھے نقش پائے تاج شاہی سے  
بہتر ہے غلامی میں فخر سراسر ہے جس خدمت کو حکم ہوا نکھون سے بجا لاؤں اگر چھری گلے پر پھرے  
گردن نہ ہلاؤں کسے کھری عمر و کے ہاتھ میں دی کہ ای شخص کاروبار میں مصروف ہو جب اور  
باغبان آئیں قوم پوچھیں اپنے کو باغبان بتانا شرافت و نجابت کو چھپانا جب چندوں میں  
بخوبی سب اہالیان برادری تیرے حال سے ماہر ہونگے اسوقت ہمارے والدین سے  
شادی کی خواہش کرنا مگر درخت میں پیوند لگانا روش پٹری درست کرنا حاصل کرو چودہری  
بروقت نسبت امتحان لینگے اگر امتحان میں خام رہے چودہری قبول نہ کرے گا آئندہ ای شخص  
تجھے اختیار ہی تیرے عجز و انکسار پر رحم آتا ہے خواجہ عمر و نے کہا ای گل گلشن مہر و وفا و اسی رنگ  
و بوے چمن حلم و حیا میں بہت جلد ان کمالات کو حاصل کرونگا وہ باغبان بھی تعلیم کر رہی ہے  
خواجہ عمر و کھری لیے ہاتھ میں سایہ سان اُسکے ساتھ پھر رہے ہیں لباس پر گر دو غبار پڑا ہوا  
کبھی زمین کھودتے ہیں شاخیں تراش کر پیوند لگاتے ہیں کبھی فراتے ہیں دیکھو صاحب  
یہ پیوند لائق ملاحظہ ہیں وہ مسکرا کر جواب دیتی ہے ای شخص یہ علم دریا ہے خواجہ اس حال میں ہیں  
مگر رعد جاو و جو باغ غافل و مہوشیار سے چلا تھادہ بھی اسی باغ میں مثل بو کے داخل ہوا  
سیر گل و لالہ دیکھتا ہوا ایک نخل کے سائے میں وہ نہال حقیقہ افسونگری بٹھرا کہ ایک گوشے  
سے معشوقہ سی قدماہ رخسارِ سمن عذار گل پیر ہن ناز کبدن غنچہ دین رشک گلشن خرامان  
خرامان مثل خورشید درخشان نمایان ہوئی رعد کی نگاہ اُس مایہ حسن و ناز پر پڑی آنکھ سے  
آنکھ لڑی ہوش باختم ہاتھ پاؤں میں رعشہ رنگ و رو متغیر میناب و مضطر ہوا کلیجہ تھام لیا



رعب حسن و جمال سے کھرایا لڑکھڑایا بے اختیار پکارا اٹھا مطلع نکالوں کس طرح سینے سے اپنے  
تیر جانان کو نہ پیکان دل کو چھوڑے ہو نہ دل چھوڑے ہو پیکان کو مطلع پتھر دیا جلوے نے  
ترے چشم صنم کو چکر دیا غم نے ترے طوف حرم کو غزل زیب النساء بیگم مخفی

نہایت برخاک نہلت لبکہ اپنے سے	ابروے خود نیاید رنگ بار و ما	کربق ماہند صد کوہ محنت روزگار
چین پیشانی نہ بیند گوشہ ابرو سے	پنجہ غم سالہا شد پنجہ صبرم شباب	رستم وقت خود ستابت باز و ما
از برائے خاطر آزار ہی تار کی توان	اینقدر سرگشته در عالم محبت جوئے	بہر بے پیرین چشم تنہا شد سفید
آخرش ایامہ نو کیرہ نظر کن سوئے	دل ضعیف غم قوی تنہا درین عشرت	دائے گر مخفی نبودے ہم شرانوئے
دیگر تو کجا شوق دل دوستدار ہو جائے	مری طرف مرا پروردگار ہو جائے	کبھی جگر کو بھی ایو در و عشق و توفیق
شریک حال دل بیقرار ہو جائے	نہان تو دل میں ہوئی ہو کیسی حسرت	جو آنکھ سے نکھین آشکار ہو جائے
ابھی اٹھاتے ہیں میر خنارہ کیوں جان	وہ اپنے گھر کو تو پہلے سوار ہو جائے	بغل میں میری ہو یا اسی کے پہلو میں
کسی کا تو دل بے اعتبار ہو جائے	کمال عاشق کامل یہ ہو کہ ملتے ہی نکھ	جلال وہ بت بیگانہ یار ہو جائے

رعد جاوونے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے تاب نہ آئی غش کھا کے زمین پر گرا مثل مرغ سہل  
تڑپا اُس آفت جان شہنشاہ خوبان نے جو اس شیریشہ جرات کو زمین پر تڑپنے دیکھا غربت پر  
اُسکی رحم آیا فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھا بوسے زلف معنہ و باغ میں پہونچائی عاشق نہا  
کی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی آنکھ کھول دی گھر کے اٹھ بیٹھا بحسرت و یاس سراپا کو  
دیکھنے لگا مگر آنکھوں سے آنسو جاری ٹھہرے کچھ نہیں بولتا اب اُس آفت روزگار نے غنچہ دہن  
واکیا کلام رنگین ٹھہرے نکالا پوچھا کیوں ایو جو ان تجلو یکا یک کیا ہوا کیوں غش کھا کے گرا رعد  
چا دو اور زیادہ تڑپا بے اختیار ہو گیا کچھ کہ نہ سکتا تھا آئینہ رخسار پر نگاہ تھی مثل تصویر سکتا تھا  
ڈوٹے سے اُسے اشک پاک کے کلمات شکین زبان معجز بیان سے کہے تب رعد نے ڈر تے ڈر تے  
کہا کہ تیرا عاشق زار ہوں زکس بیمار کا بیمار ہوں ایو میحائے زمان میحائی فرمائیے اب زندگی و شواہ  
ہو دل تردد منزل بقرار ہو یہ سکر وہ شہنشاہ حسن و ناز بصد غمرہ و انداز مسکرائی کہا ایو تاجدار دالا  
قدر ایو افسر افسران ایو پہلوان دوران یہ بھی تو سمجھا میں کون غریب باغبان مکی ہوں ایو شخص  
تو شاہزادہ کا مگر جلیل میں قوم کی باغبان مکی ذلیل بھلا یہ پیوند ممکن ہو میرے لیے لیاقت تری



حقارت اپنے دل کو سنبھال آبروریزی کے کلمات اپنی زبان سے نہ نکال اپنے دوست احباب کی نظر سے گرجا یگا بہادر جری صاحبان سلطوت و لیاقت تجھ کو کیا کہینگے میں اپنی برادری میں بدنام تیرا بد انجام رعد نے کہا تیرا نقش قدم تاج شاہان ہفت اقلیم سے بہتر یہ ذلت عزت ہو اس ناموری میں شوکت ہو دل پر اختیار نہیں کسی کا تابعدار نہیں جو ذلیل سمجھے گانہ ملے گا یہ سنکر اس نازنین نے سر جھکا لیا کہا اسی شخص یہ بڑی مشکل ہو علاوہ لیاقت کے نوجوان رعنا زیا چہرے سے جرات پیدا تیری نسبت میرے واسطے فخر و افتخار ہو مگر والدین کی بدنامی برادری والے حقہ پانی بند کرنا شادی غمی موقوف والدین کو داغ ہو گا عمر بھر ہکو غم سے نہ فراغ ہو گا کیسا غضب ہو باغبان بچی کوئی نہ کہیگا شاہزادی کہنے والے کہینگے ہم جواب جواب سے نہ دینگے پس دل کو اپنے سمجھا کر گھر کا رشتہ لے ہکو بھی تیری یاد رہیگی شب بھر ستاگی یہ خوشامد منت تیری یاد آئیگی ایک البتہ صورت ہمیشہ باغبانی اختیار کر جو پوچھے اسکو جواب دے غریب الوطن حیران و پریشان ہوں قوم کا باغبان ہو رعد نے کہا مجھ کو سب کچھ منظور ہے یہ پیشہ سلطنت سے بہتر ہے اس باغبان بچی نے رعد کے ہاتھ میں بیلچہ دیا کہا یہ اسباب جہالت دور کیجیے خود وزرہ اتار کے ایک گوشے میں رکھ دیجیے رعد باغ باغ ہو گیا مثل گل کے شگفتہ ہوا سلطنت کو میں ہاتھ آئی کہا اسی جان جہان کیا تدبیر معقول بتائی فوراً خود وزرہ اتار کے بچ نخل پر رکھ دیا بیلچہ ہاتھ میں لیا گلکاری میں بخاکساری مصروف ہوا اسی باغبان بچی کے ساتھ پھر نے لگا کر ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کو کب روشن ضمیر صحر اکو مل کر کے مثل بہار اس باغ جنت نظیر میں تشریف لائیں گلگشت میں مصروف ہوئیں سامنے ایک باغبان بچی نہایت حسین بھولی بھولی صورت کس عمدہ لنگا ڈوپٹہ زعفرانی خرامان خرامان ستائی آئی ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کو کب روشن ضمیر کو سلام کیا ملکہ بران شمشیر زن نے مسکرا کر کہا بوا کیون کیا نام ہو اُسے شرما کے سر جھکا کے جواب دیا لونڈی کو گل سپرین کہتے ہیں اسی باغ ہمیشہ بہار میں ہم بھی رہتے ہیں ملکہ بران شمشیر زن نے کہا بوا ہمیں تم سے قلبی محبت ہوئی جی چاہتا ہوں تم سے بہنا پا کرین ڈوپٹہ بدلیں اُسے دست بستہ عرض کی میں باغبان بچی آپ شاہزادی میری مجال ہو کہ آپ سے ڈوپٹہ بدلون لونڈی ہو کر آپ کو بہن کہوں ملکہ بران نے کہا ہماری یہی خوشی ہو تھوٹھ بولی بہن بنائیں تخت پر اپنے برابر بٹھائیں اُسے کہا حضور یہ



ناممکن ہی ہم برادری کو نہیں چھوڑ سکتے اگر ہم سے محبت ہی تو ہمارے پیشے کو اختیار کیجیے یہ سونپلی  
کھڑی ہاتھ میں لیجیے ملکہ بڑا ان شمشیر زن نے کہا، ہمیں بدل و جان منظور ہے یہ کہہ کر اپنا دوپٹہ اُسکو  
اڑھا دیا اُسکا دوپٹہ آپ اڑھا کھڑی ہاتھ میں لیکر اسکے ساتھ پھرنے لگیں اسی طرح ملکہ بہار جادو  
بھی آئین ہی ساتھ ملکہ بہار گلزار پر بھی گذر ابرق لامع و برق اسی طرح اس باغ میں آئیں  
بلا میں پھنسیں ملکہ مخمور سُرخ چشم بھی آکر اس باغ میں گلچین ہوئیں بعد سب کے باغبان قدرت  
اس باغ جنت نظیر میں آیا خواجہ عمر و ایسا عیار ایک باغبان کچی کے عشق میں مبتلا ایک پر رعد  
ایسا جوان شیدا ایک کی محبت میں ملکہ بُراں مہوت بہار و مخمور و برق و برق لامع نے  
باغبان بچوں سے بہنا پاکے دوپٹے بدلے ہیں ساتھ ساتھ اُنکے اس رنگ سے پھڑکی  
ہیں یہ حال دیکھ کر عرصہ دراز تک ہنسنا پھر مثل برق تڑپا بلغ کو بہ نگاہ حسرت دیکھا ایک ایک  
تخل سے لپٹ لپٹ کر رو یا شک حسرت پاک کر کے خواجہ عمر کو آواز دی ای شہنشاہ عیار  
میرے پاس تشریف لائیے کچھ عرض کرنا ہو کہا معشوقہ گل رخسار کے ساتھ ہیں اس صنوبر قد کے  
ہم پر احسان ہیں ہم تو قوم کے باغبان ہیں باغبان نے کہا میں اس سہی قد کے ساتھ آپ کی  
شادی کرونگا اور عدم آؤ تمھاری بھی خانہ آبادی کرونگا یہ سن کر عمر و رعد وغیرہ قریب باغبان آئے  
مگر وہ باغبان بچیان حیران و پریشان چہروں پر ہوا بیان لرزان ترسان ہاتھ باندھے ہوئے  
سامنے باغبان کے آئیں کہا ای شہنشاہ کس حُسن سے ہم نے اپنا کام کیا حضور کو کچھ پسند آیا کیسا  
نام کیا دختر شہنشاہ کو کپ روشن ضمیر عمر و ایسا عیار صاحب تقریر و تدبیر اسطوف فطرت لقمان  
حکمت موز برک جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ایسا دانا دام میں پھنسا، ہی مہوت، مورہا، ہی  
ان سب کا یہی حال ہی اب قتل کرنا بہت آسان ہی اگر جان بخشی کیجیے آپ کا احسان ہی باغبان  
نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا تمھارا کیا کہنا تم لوگ ایسے ہی کامل ہو مگر دنیا مقام عبرت ہی ہر شے  
کے لیے فنا ہی باغبان قضا و قدر کو بقا ہی گل و گلشن کی بھی بے ثباتی عیان ہی آج بہار گل خزان ہو

دورایام اگر شرم و حجاب ہے دارد

فلک از ابر بر خسار نقابے دارد

بخت سیراب نگاہان مئے خوابے دارد

آنکہ از سنبل او غالیہ تابے دارد

باز بادل شدگان ناز و عتابے دارد



ہر بلا ہی سر عشاق پر آورد زلفت روز کس کس کی یہ یقین آہ سید کرد زلفت	ظلمت شب جسے کہتے ہیں سو پرورد زلفت ماہ و خورشید زایش ز پس پرورد زلفت
آفتاب سیت کہ در پیش سجایے دارد	
اگرچہ ہر بوسے پہ ہم کرتے ہیں سوجان نثار جان لیجاوے اجل تو بھی ہو مرنا دشوار	پرہیز زندگی تازہ ملی ہی ہر بار آب حیوان اگر آنست کہ دارد لب یار
روشن ست اینکہ خضر نیز سر ابے دارد	
جستجو میں تری ہر سو ہو روان سیل شرک تو جہان جاے ہی ہو پونچے ہو دہان سیل شرک	دیکھتی ہی ترے پائون کے نشان سیل شرک چشم من کرد ہر گوشہ روان سیل شرک
تاسی سرو ترا تازہ بابے دارد	
زندگانی سے ہوں بیزار جدائی میں اشد ہوں تو بجرم پہ تقدیر سے خوش ہوں سجد	شاد ہوتا ہوں جب احوال نظر آتے ہیں مد غمزہ شوخ تو خونم بہر خطائے ریزد
فرصتش باد کہ خوش فکر صوابے دارد	
سینہ آتش کدہ ہی آہ سے جھڑتے ہیں شرر ابتک اس خام کو ہی حاجت صد داغ جگر	اس تپ و تاب میں آتا ہو دل افسردہ نظر چشم خونریز تو دار و زور لم قصد و گر
ترک مست مست کو میل کیا بابے دارد	
لب ہلانے کا بھی باقی نہ رہا صنعت سے حال دل کی دل ہی میں رہی عرض تنہا ہی محال	کیا کھون سینے میں کیسا ہی بھرا شوق وصال جان پیار مرا نیست ز روے تو سوال
ای خوش آن خستہ کہ از دوستی ابے دارد	
ایک دشمن ہی یہ مومن کو خدا فضل کوے اس سے کہتا ہی کہ خاموش رہو یا آہ بھرے	سخت بدخواہ عزیزان ہی کہیں جلد مرے کند سوے دل خستہ حافظانظرے
چشم مست کہ بہر گوشہ خرابے دارد	
قد مہمان سے ہم لگے ہوئے تھے یا جدا ہوئے لوجی گئے جو آگے کہا تم نے مر کہیں	دیگر مہندی تھے انکے پائون کی اب نقش پا ہوئے اچھی گھڑی کے کوئے ہم کہ دعا ہوئے



شاکی ہوا کہ زمانہ کہ ملتے نہیں کہین  
 پہنچے جو آپ تک یہ سلوک آپ ہی کا تھا  
 مدت سے دیکھتا نہیں غم و غم کے ساتھ بھی  
 کیا خاک میں ملائگی ارمان یاس وصل  
 حاصل ہمارے دل کے لگانے کا دیکھنا  
 افسوس دل لگاتے ہی بلی قضا نے جان  
 اپنا ہی جانتا ہی تھیں گبر ہو کہ شیخ  
 کچھ شراب سناؤ اس انداز کے جلال

تم کیوں کسی کے در و جگر کی دوا ہوئے  
 رہا ہر گھٹی بخود ہی جو ہم اتنے رسا ہوئے  
 جو لے نکلتے تھے ادھر انکو وہ کیا ہوئے  
 کم ہو گیا جو ایک کبھی دس سوا ہوئے  
 اہل وفا تھے چند کہ وہ بی وفا ہوئے  
 تیری اداؤں کے بھی نہ حق سے ادا ہوئے  
 بت بنگئے کسی کے کسی کے خدا ہوئے  
 انداز قافیہ ہو رویت اُن میں کیا ہوئے

ان اشعار کو پڑھ کر باغبان عرصہ دراز تک رویا ہر نخل و چین کو بہ نگاہ حسرت و یاس دیکھ کر  
 ٹھنڈی سانسین بھرتا کبھی اشک حسرت سے کبھی کلمات عبرت زبان سے کہے آخر چٹکی خاک کی  
 اٹھا کر سر پر معشوقہ عمر کے ڈال دی وہ آہ کر کے چینی دہن سے شعلہ ہائے آتش نکلتے شعلہ  
 جلنے لگی عمر و نیچے کھینچ کر باغبان قدرت پر جا پڑا کہا او باغی یہ تو نے گرا گرمی مجھ کو دکھائی باغبان  
 پیچھے ہٹ گیا عمر و کا نیچہ زمین پڑا ہائے کہلے بیہوش ہوا اب باغبان نے اُسی طرح پر معشوقہ  
 ماہ رخسار کو خاکساری دکھائی یعنی چٹکی خاک کی ہر ایک کے سر پر ڈالی جس وقت رعد جادو  
 کی معشوقہ جلی رعد گر جا ہائے جان جہان لکھ چاہتا تھا کہ لپٹ جاؤں میں بھی اسکے ساتھ سی  
 ہوں مگر گر کر بیہوش ہو گیا یہی حال سب شاہزادیوں کا ہو گیا کہ جلنے سے اُن باغبان بچوں کے  
 بیہوش ہو گئیں بعد عرصہ دراز سب ہوشیار ہوئے خواجہ عمر و نے کہا ای باغبان یہ کیا  
 قیامت تھی کہ اب تک قلب پر صدمہ عظیم ہی باغبان نے کہا ای خواجہ اسد نامدا بیشک  
 طاسم کشاہن اقبال مندی میں بھی یکتا ہوں یہ باغ آپ کے غلام کا ہی مقام لوح کا یہی راستہ ہی  
 بیان کی ہوا کی تاثیر دیکھئے کیا قلب کا آپ کے حال تھا اگر سا مری جمشید اس راستے سے  
 قصد کرتے تو یونہی دیوانہ کر کے مار ڈالتا کیا مجال تھی جو آگے قدم بڑھاتے پہلا مرحلہ غافل  
 و ہوشیار دوسری منزل کا منتظم آپ کا تابعدار ملکہ بران و بہار نے باغبان کی بڑی  
 تعریف کی پھر ان سنے کہا ای باغبان حقیقت میں آنے ہی ہوا لکی طبیعت نے اور کیفیت



پیدا کی تھی باغبان نے کہا حضور یہ مقام ہمارے بڑے بزرگوں نے بڑی مشقت سے بنائے  
تھے تلاش لوح میں ایسی ایسی سختیاں ہیں جب تو افراسیاب کو اطمینان ہو جانتا ہو کہ اس  
راہ پر خطر سے گذرنا ناممکن ہو مگر اقبال مند کے لیے سب آسان ہو اگر میں شریک ہوتا جو  
نازنینان بہ جبین نے آپ کو مہوت کیا تھا انھیں میں سے ایک مج کو خبر پہنچانی میں اگر گرفتار  
کرتا بڑے بڑے اولوالعزم صاحبان افسون و نیرنگ اس مقام پر آ کے ناچار ہوئے آپ کے  
نیاز مند کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے یہ کہہ کر باغبان نے ماش کے دانے ہاتھ میں لیے نخلستان پر  
پھینکنا شروع کیے نخل جلنے لگے ہر پھول سے شعلے نکلنے لگے تمام باغ آتش بہار ہو گیا ہر غنچہ  
چنگاری ہر پھول انگار ہر نخل شجر آہ اُس باغ پر بہار کا حال تباہ طائران نغمہ سرا کا آہ آہ کر کے  
اڑنا لہرا کے آگ میں گرنا عوض زمزمہ سرائی کے پروں سے سر پیٹتے تھے باغ سے نکالنا دھوا  
آگ کے قصر شعلوں کی دیوار ہر کچ باغ سے شورش آشکار ہنگامہ آتش زنی گرم تھا کہیں زمین  
سے دھواں نکلا بعد عرصہ دراز تمام چمن و نخل و گلشن و غنچہ و گل و درو و دیوار و طاؤس و بلبل  
سب جل کر خاک ہوئے ہو کا مقام معلوم ہوتا تھا باغبان اپنی گرم مزاجی پر روتا تھا کہا خواجہ  
آپ کی محبت میں اس مرحلہ پر بہار کو غلام نے مٹایا آج اسم با مسمیٰ ہوا گلچین و باغبان ہمیشہ  
سے غنچہ و گل کے دشمن ہیں صیادان و دام بردوش عند لیب خوش نوا کے رہنر ہیں آج شکو  
اسی مقام ویران میں آرام فرمائیے صبح کو منزل مقصد کا راستہ لیجیے بہار کو بھی اس باغ کے  
جلنے کا نہایت ملال ہوا اب باغبان سب کو ساتھ لیکر ایک قصر کہنہ میں آیا کچھ فرش قلیل اپنے  
ہاتھ سے بچھایا سب صاحب بیٹھے مگر بہ نگاہ حسرت اُس مقام ویران کو دیکھ رہے ہیں چشمزدن  
میں یہ رنگ ہوا بقول جناب میر حسن صاحب مرحوم و مغفور شہر جہان رقص کرتے تھے  
طاؤس بلغم لگے بولنے اُن ڈیروں پر زاغ و باغبان نے دستک دیکر آواز دی  
ایک غلام زنگی سامنے آیا باغبان نے کہا یہ سب صاحب آج تمہارے مہمان عزیز ہیں  
کچھ سامان آب و خورش ممکن کرو غلام زنگی گیا تھوڑی دیر میں ایک خوان کسا ہوا سر پر رکھ کر  
لایا باغبان نے اُسکو کھولا اس میں سب طرح کا عمدہ کھانا چند گلابیان شراب کی کشتیاں  
کباب کی باغبان نے سب صاحبوں کی خدمت میں حاضر کیا سب نے خاطر سے باغبان



کی کھاپا سب کے دل غم سے بھرے ہوئے تھے ایسے مقام پر فضا کا برباد ہونا باغیان کا  
 و مہدم رونا ترپ ترپ کے وہ شب بسر کی مسافر منازل آسمان سراسے مغرب میں داخل  
 ہوا شہنشاہ روز تخت چرخ زبردی پر جلوہ افروز ہوا سب صاحبوں نے کمر بستہ چست  
 باندھی اُس مقام ویران سے مضطرب پریشان آگے بڑھے صحرا کے پر فضا ملا غنچہ آرزو و عطا  
 دشت کی کیفیت ہوا کی برودت طاسروں کی زمزمہ سرائی شاید ان گل خوروں کی زیبائی جا بجا  
 گل ہزار رنگ کے بلبلوں کے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے زیر نخل جا بجا پھولوں کے

انبار ہر مقام پر نئے طور کی بہار بقول سعدی  
 روضۂ ما و ہر ہا سلسل  
 دوحہ سبح طیسر ہاموزون | آن پُر از لالہ ہاے زنگارنگ  
 بادور سایہ درختانش | گسترانند فرش بوقلمون  
 عمر و آگے عقب میں باغیان  
 و ملکہ مخمور و رعد و برق و برق لامع و ملکہ بہار و ملکہ بران صحرا کے پر فضا ملاحظہ کرتے  
 ہوئے چلے آتے ہیں کنارے ایک نہر کے آکر برائے تفریح ٹھہرے دیکھا ہزار ہا ساحر و غیر ساحر کو  
 مرکب پر کوئی پیادہ کسی جانب تاجر چھکڑ و پیرا سباب لدا ہوا گماشتے ہمراہ چلے جاتے ہیں کسی جانب سے  
 اہالیان قریہ آگے آگے زمیندار صاحب ٹوے پر سوار سپہ سالار باندھے ڈھال ٹھیکا  
 درست سفر پر چست پشت پر ہزار ہا گنبد و گارٹھے کی دوہری کمر میں باندھے ہوئے  
 مرزائی اتار کے کمر میں لپیٹ لی ہو گئے میں مالا ایک دانہ اور لچ کا ایک سونے کا اسی واسطے  
 مرزائی اتار ڈوانی کر دیکھنے والے مالا کیونکر دیکھیں کاندھوں پر لٹھ بقول شخصے گنوار کے لٹھ سخت  
 منہ پھٹتے ہوئے چلے جاتے ہیں ایک جانب ہزار ہا پاسی تنگے پیر جوتا بستے سے پیر  
 تبر کشا ہاتھ میں ایک جانب کانوار تھی ہزار و ہزار کانوار کاندھوں پر ہم ہم کی آوازیں بلند  
 ایک سے ایک پوچھتا ہوا بھائی انسہ ہزار ہا برہمن مانتھون پر تلک لگائے ہوئے پتھری ہوئے  
 بنل میں دبائے پوختیان ساعت بچارون کہتے ہوئے چمردھے جوتے نیل میں ڈوبے ہوئے  
 اسپر گرد جی ہوئی غول کے غول غٹ کے غٹ ڈھرو بجتے ہوئے کسی جانب ہزار ہا چاریان  
 گنگام کے لنگے گاڑھے کی چدریان گاڑھے کی کرتیان نیلی رنگی ہوئی تول کی گوٹھنسی کرتی سینے  
 پر چھایتوں کی پوٹ ایک کا ہاتھ ایک ہاتھ ہوئے مستانیاں گانی ہوئی چلی جاتی ہیں زمیندار



کی عورتیں گنوار بنان لہنگے گلبدن کے جھوٹا گوتا چوڑا چوڑا اینٹوں کی دولائیان انوٹ بچھوے  
 پائون مین جا بجا درختوں کی چھانوں میں کنوین پر برہمن لوہے کا ڈول برنجی لٹیا گول گول  
 میٹھا ہوا آواز دے رہا رہا بھائی مسافر و جل پوٹھنڈھا لوہے کے کڑے سے ڈول بج رہا رہا  
 بھجن گا رہے ہیں مسافروں کو بھار ہے ہن کسی جانب دیہات کے جوان شوقین گلنار پکڑیان  
 رنگین لباس خوش فرج وضعدار طرصار پیرے گلے میں دبے ہوئے چالیں چالیں کچاس  
 کچاس جوان ساتھ ہنستے ہوئے ایک کے گلے میں ڈھول اس غزل کی تاتین اڑتی ہوتی  
 خوشی خوشی گاتے ہوئے چلے جاتے ہیں غزل

میری طرف بھی غمزدہ غمازدہ دیکھنا	اڑتے ہی رنگ رخ ترا نظر سے چھاننا	غیر و ن پر کھل نہ جائے کہیں از دیکھنا
دشنام یا رطبع خزین پر گران نہیں	ایہ نفس نزاکت آواز دیکھنا	اس مرغ پر شکستہ کی پرواز دیکھنا
تھا سازگار طالع ناساز دیکھنا	بد کام کا مال بُرا ہی جزا کے روز	دیکھ اپنا حال زار منجم ہوا رقیب
مت رکھو گردنازک عشاق پر قدم	پامال ہونہ جائے سرفراز دیکھنا	حال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا
کرنا سجد کے دعویٰ اعجاز دیکھنا	میری نگاہ خیرہ دکھاتی ہی غیر کو	کشتہ ہون اسکی چشم فسونگر کا میسج
ترک صنم بھی کم نہیں سوز جہیم سے	مومن غم مال کا آغاز دیکھنا	بیٹاقتی سرزنش ناز دیکھنا
		خواجہ عمر و نے باغبان سے

پوچھا اگر رہبر کامل عاقل جاہل مجھ کو لگا کے اب کہاں لیے جاتا ہی یہ سب کہاں جاتے ہیں کیا کہیں  
 سیلا ہی اور ظالم اب بھی کوئی جھیللا ہی میں خوب جانتا ہوں جادو گروں کو اچھی طرح سے پہچانتا ہوں  
 تم سب ملازم افراسیاب ہو میرے پھنسانے کے لیے بیتاب ہو میں اکیلا مختار سے ساتھ ہوں  
 اگلے وقت کا بھولا آدمی سنگھیا کھلا کے مارو سوتے میں گلا گھونٹ دو آخر کہاں لیے جاتے ہو  
 اتنا بوجھ جانتا ہوں کہ ملازمان افراسیاب آپس میں ایک ہو صاحب تدبیر بڑے نیک ہو  
 بلکہ جبران کی وجہ سے خائف و ترسان ہو خدا اسکو سلامت رکھے اگر میری جان لوگ  
 یہ بھی سب کو ٹوک ٹوک کے مار گئی ایک ایک کو لکار گئی بھاگتے پھرو گے اسکی وجہ سے  
 میری جان بچی ہو ورنہ تم سب صاحبوں نے لکھ مار لیا ہوتا مگر اتنا سمجھ لو کہ مرنیکے بعد برم راکس  
 ہونگا مختار سے سب کے سروں پر اگر کھیلو گا گھر سب کے خاک سیاہ کرونگا اب صاف صاف  
 بتاؤ باغبان نے گلے میں خواجہ کے ہاتھ ڈال دیے کہا اور محسن ساحران شہنشاہ خیر گزاران لواے



شوکت صاحبقران باج ستانندہ ریش کافران ہماری جان آپ پر تبار ہو اس راہ میں مجبور  
وناچار ہین تلاش لوح میں خدا آپ کی جان بچاے منزل مقصد پر پہنچاے خدا ہمارے باطن  
سے ماہر ہو حضور پر بھی ہماری جانبازی ظاہر ہو ملکہ مخمور و ملکہ بہار بھی راز داز ہین یہ منزلیں  
بڑی دشوار ہین سوائے اس راہ سخت و صعب کے اور کوئی راستہ نہیں قلب کانپ رہے  
ہین کہ خدا خیر و عافیت سے ان منزلوں کو طے کراے افراسیاب غافل رہے اصل کیفیت  
یہ کہ یہ سب گنواروں کا میلہ جاتا ہو اس سرحد کو صحراے مصر کہتے ہین متعلقہ طبقہ یونان  
بڑے بڑے حکیمان و شہسوار گذرے ہین جہنوں نے اپنے دور علم پر دعویٰ خدائی کیا علم نیک  
و شہدے کو رواج دیا یہاں سے بارہ کوس پر دریا کے قہار و زخار ہو بعد سال بھر کے کنارے  
دریا کے میلہ ہوتا ہو ہزار ہا ویر تعمیر ہین یہ سب میلے والے اسی مقام پر جاتے ہین آج سے کلک  
اجلیع عالم ابنوہ خلائی ہو گا بوقت سحر نیر اعظم بوجہ احسن برآمد ہو گا اُس دریا کے بیکنا رہے  
ایک گنبد زبردستی بصد رعنائی ظاہر ہو کر بانی پر قرار پکڑ جائے اس وقت لاکھوں آدمی اس پار  
کنارے پر جمع ہوتے ہین صدائیں یا سامری جمشید کی بلند بوجے پاٹ کا غرچہ چند ساعت  
وہ گنبد نایاب بر سر آب دریا ٹھہرتا ہو شمسے پر اُس گنبد کے ایک پتلی سونے کی مگر حسین و جیل  
فہیم و عقیل خوش بیان حکمانے اپنے علم و حکمت سے شمسے پر قائم کی ہو چند ساعت ہین وہ پتلی  
حالات آئندہ و گذشتہ بیان کر کے ایک آواز دیتی ہو کہ زمین کو زلزلہ موجہاے دریا کو جوش  
و خروش ہو طوفان لوح ظاہر ہوتا ہو اُس کے بیان پر کوئی ہنستا ہو کوئی روتا ہو کسی کو عبرت کسی کو  
حیرت کوئی غرق دریا کے عجائب کوئی غوطہ زن بحر فکر غائب بعد چند ساعت وہ گنبد اسی طرح  
دریا میں غائب ہو جاتا ہو بس میلہ و رہم و بہم کسی کو شادی کسی کو غم اُس گنبد کو گنبد بے نور کہتے ہو  
بیچ میں اُس گنبد کے حکمانے اپنی صنعت سے ایک دریچہ بنایا ہو وہی باغ سیاب کا راستہ ہو  
حضور کو وہی منزل گنبد عجائب در پیش ہو غلام کو سب سے زیادہ پس و پیش ہو خواجہ عمر و نے  
سر جھکا لیا بعد عرصہ دراز سر اٹھایا کہا ای باغبان تم بھی تو ساتھ چلو گے اس راہ خوفناک میں  
ساتھ دو گے باغبان نے کہا خواجہ بھی تو دشوار ہو غلام اس مقدمے میں مجبور و ناچار ہو گیا یہ  
منزل عدم ہو دوست و عزیز ساتھ نہیں دے سکتا یا روفادار کا کام نہیں جس قدر معلوم تھا عرض کیا



یہ بھی عرض کیے دیتا ہوں اگر آپ رک گئے اور داخل گنبد ہوئے پھر سال بعد کامل انتظار میں  
گذریگا اور میان سال میں وہ گنبد کمان اس حوالی میں ٹھہرنا دشوار ہوگا کہ میں مقام قیام نہیں چنوں  
کہ جب خدا آپ کو منزل مقصد پہنچائے گا یقین ہو کہ ہم بھی براہ دور و دراز طو کر کے حاضر ہوں  
آئندہ جو منظور ہو دور و کار خواجہ خاموش ہو گئے باتیں کرتے ہوئے اُس مقام سے اُسے ساتھ  
اُسی مجمع عام کے چلے مگر غرق و غری دریا سے تھیں خواص بجز فکر سوچ رہا ہی کہ ای عمر و کیا ہوگا ایسے  
مقام عبرت خیز یہ کیونکر جانا ہوگا دل سے یہ باتیں کر رہے ہیں اپنے جانے کے الم میں ٹھنڈی  
سانسین بھر رہے ہیں بعد قطع منازل و طو مراحل بوقت شام یہ سب ناکام راہ کو طو کر کے قریب  
دریا کے تھار و زخار پہنچے عمر و نے دیکھا کنارے اُس دریا کے زخار کے ریتی کا میدان وسیع  
ہزار ہا شوال بنا ہوا شوالوں میں سونے چاندی کے بت تختہ زرین پر آراستہ گھنٹے نواز  
ناقوس نواز ہزار و ہزار دوکانیں میٹھا میلہ جما ہوا بارگاہیں خیمے سراپروے استاد رئیس و امیر  
بارگاہوں میں داخل ہیں سامان عیش و نشاط جا بجا مہیا بازار کھلی ہوئی روشنی سجیاب خریدار  
نایاب ایک گوشے میں اگر باغبان وغیرہ ٹھہرے باغبان نے کہا خواجہ اگر خدا نے فضل  
کیا اور اس راہ پر خطر کو آپ طو کر گئے باغ سیاب میں پہنچے کر در کر در روپیہ کا اُس باغ میں جواہر  
میں زبانی افراسیاب کی سناہو کہ ساٹھ طاؤس یا قوت احمر کے خزانے میں سیاب کے ہن اگر  
سیاب جاو و مارا گیا یا گرمی تیج شرر بار طلسم کشا سے اُڑ گیا وہ سب طاؤس آپ کو ملینگے اب  
اسوقت فرش نکالے عمر و نے کہا آپ ہی وہاں جائیے جواہرات کی فکر میں نقد جان گنوا ئے  
فرش تو میرے پاس نہیں ہو مگر کہیں سے کرایہ کا لاؤں باغبان نے کہا جیسا مناسب ہو عمر و نے  
کہا کرایہ دلو اے باغبان نے کہا یہاں تو ہمارے پاس حاضرین و لشکر میں چکر دینگے عمر و نے کہا  
متک لکھیے باغبان نے کہا یہاں قلم دوات کمان خواجہ عمر و نے کہا سب حاضر ہی دو دو ہزار  
کے رقعے سب کے سامنے پیش کیے سب نے مہرین کر دین خواجہ نے رقعے زبیل میں رکھے  
اٹھکرا ایک جانب گئے بعد ٹھوڑی دیر کے ہنستے ہوئے آئے کہا چلو دیکھو روپیہ بھی کیا چیز ہی  
جنگل میں منگل ہی باغبان وغیرہ خواجہ کے ساتھ ہوئے ٹھوڑی دور پر آ کے دیکھا ساہی میں  
نخلستان کے ایک خیمہ استاد سراپروے اٹھا کر اندر آئے دیکھا وہ خیمہ مثل عروس شب اول



آر استیج میں ایک مسند فرش معقول گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی کل سامان عیش  
و نشاط مہیا ہو سب نے خواجہ عمر و کے ہاتھ چوم لیے بہار نے کہا خواجہ بخدا آپ کا عدیل و نظیر  
نہیں کوئی ایسا دنیا میں صاحب تدبیر نہیں خواجہ عمر و نے کہا مجھ کو بھولا پا کر تم صاحبوں نے  
خوشامد کر کے بنا لیا ہو میں کمبخت اگلے وقت کا آدمی خوشامد پر پھول جاتا ہوں اب ملکہ بران  
شمشیر زن کو مسند پر جگہ دی سب اگر بیٹھے پر وہ خیمے کا اٹھا دیا میلے کو ملاحظہ کر رہے ہیں بہت  
گانے کی آوازیں آتی ہیں شباشب میلے والے چلے آتے ہیں وہ رات دن سے بہت شوالہ  
کے دروازے کھلے ہوئے پوجے پاٹ کا ہنگامہ ملکہ بران نے ملکہ بہار سے اشارہ کیا کہ خواجہ  
سے کچھ گواؤ منظور نظر بادشاہ اسلام ہو تمہارا کہنا ضرور مانینگے ملکہ بہار نے کہا ملکہ مخمور تم  
زیادہ گستاخ ہو خواجہ عمر و سے کہو آپس میں کھسکھس کر جو ہوئی خواجہ نے کہا کیا ماجرا ہے کچھ ہم سے  
تو بیان کرو مخمور نے کہا حضور آفت میں تو مبتلا ہر دم موت کا سامنا جو گھڑی ہو غنیمت ہو موت  
سب صاحبوں کی یہی خواہش ہے کچھ گائے کسی طرح یہ رات بسر ہو خواجہ نے مسخ پھلا کر کہا صاحب  
میں کوئی گویا نہیں ہوں ہزاروں طائفے میلے میں موجود ہیں روپیہ دیکھیے میں بلا لاؤں مخمور  
نے دو انگوٹھیاں یا قوت احمر کی اہار کر سامنے خواجہ کے پیش کیں کہا حضور یہ انگوٹھیاں آپ  
کے لائق ہیں خواجہ عمر و نے کہا بیٹا خوشی تمہاری ای مخمور تیرا مال مجھ کو بہت ناگوار ہے چند اشکا  
تمہاری خوشی سے گاتا ہوں یہ فرما کر خواجہ گنگنائے اور یہ غزل عبرت آمیز شروع کی غزل نسیم

ہوے بیدار جب ہم وقت خواب واپسین آیا  
سر شک دیدہ استقبال کوتاہ استین آیا  
نہیں آیا نہیں آیا نہیں آیا نہیں آیا  
کہ ایذا ڈھونڈھنے کو جو کوئی آیا یہیں آیا  
کہ تا صبح سرزنش کرنے کو جب آیا یہیں آیا  
محققین عصمت کا دھیان آیا ہمیں بھی یاسین آیا  
خلک پر روح آپو پچی بدن زہر زمین آیا  
فرشتہ موت کا سوسو طرح بنکر حسین آیا

ہو میں جب بند آنکھیں خوف پریش کل یقین آیا  
اٹھے شعلے درون سینے سے تعظیم میں میرے  
تڑپ کر رات کا ٹی بھی مگر افسوس وہ ظالم  
وہ تھا محروم راحت میں وہ مقتول جفا تھا میں  
نپایا کوئی مجھ سا بے زبان شاید زمانے میں  
وہاں تم گھر میں بیٹھے ہم نے تو بر کی محبت سے  
ملا اعلیٰ سے اعلیٰ پست پستی سے ہوا باہم  
نہ ڈالی آنکھ میں نے اس قدر تیرا تصور تھا



کہا تک شک ہو او صید افکن تیرے احسان کا  
 ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستون کا  
 نہیں ہی جاے آبادی یہ ویرانہ ہی او غافل  
 خدا کی یاد تحفہ ہی جہان سے جانے والوں کو  
 ادب او نالہ گستاخ بس آگے نہ بڑھ جانا  
 خبر اپنی نہ رکھی اور کا کیا حال بتلاتا  
 غرض کیا تشنہ دیدار کو ہو اس سے ایسا ہی  
 اذیت دوست ہی ہر چند لیکن دل بہلتا ہی  
 پھر آئی فصل گل اکھیلیاں کرتے ہیں دیوانے  
 کلام معترض کی جاسخن میں ہم نہیں رکھتے  
 نسیم اک اور بھی رنگین غزل اس طرح میں پڑھیے

ملکہ بھران تو چوٹ کھائی ہوئی ہیں خیال وصل سے کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی نا امید کی امید  
 بھران دیدہ جاوید ضعف کو قوت زور و ن پر تقاہست ہر روز ہجر کی شب کا سامنا امید و بیم  
 کا معاملہ اس مقدمہ خاص میں نہ ہوش نہ ہمد نزار و نزار دل نزد منزل سے ہر وقت تکرار  
 کہتی ہیں او خانہ خراب یہ کیا کیا ہمیں آفت میں مبتلا کیا یہ اشعار عاشقانہ جو سنے دل بھر آیا  
 آنکھوں سے دریاے اشک جاری ہوا اس قدر روئی کہ ہچکلی لگ گئی دل بیتاب کی طیش  
 بڑھی آہ نے سر کھینچا نالہ دل فلک پر چلا ملکہ محو و ملکہ بہار ایک اشکبار ایک بیقرار  
 باغبان قدرت مہوت مثل تصویر سکوت وہ رات اسی حال میں گذری نا خدا کے کشتی  
 روز یعنی مہر گیتی افروز دریاے نیلگون سپر پو قلمون سے شناوری کر کے تخت زبردی پر جلوہ فر

ہوا اشعار و صرفت صبح  
 سیاہی شب نیز گنج ن شدا نظر غائب  
 غبار رنگ ظلمت محو شدا عرصہ غبار  
 دعا کی ای ستار العیوب و ای دافع البلیات کیا کیا میری بندہ نوازیان کار سازیان بندون پرین

سحر کز جانب مشرق برادر لب بضا  
 فروغ برق رنگین شاہ شام شیدا  
 خواجہ نے وضو کر کے نماز ادا کی تجسوع و خشوع ہاتھ اٹھا کے



صرف ہوتی ہیں ہاتھ پاؤں چشم و گوش عطا فرمائے کار و دنیا میں کامل ہوئے کیا کیا شرف حاصل ہوئے

کیا پایہ منت سلیمان	اک بات میں تخت پر بٹھایا	کیون شکر کرین نہ آل داؤد
افسون شہنشی سکھایا	اب بھی نظر اس مجاز میں ہی	کیون مہر نگاہ میں سما یا
فی عقل بسیطاً سکا پرتو	فی نور مجسود اسکا سایا	سبحانک یا اکہ عالم
عالم ترا عجز نے دکھایا	ہر جا پہ ہی تیرا جلوہ لیکن	دیکھا تو کہیں نظر نہ آیا
یاں عقل ہو گم کہ بس تجھی کو	پایا ہر شے میں پر نہ پایا	الہداری تیری بے نیازی
یعقوب کو مدنون رُلا یا	یوسف سے عزیز کو کئی سال	زندان عزیز میں پھنسا یا
یاں شعلے کو سرکشی کی کیا تار	ابلیس کو خاک میں ملایا	تجھ کو ہی سزا ہی کبریائی
کرسی کا نہ عرش کا یہ پایا	ایر بہر خضر و الیاس ای قابل	شکر و سپاس بخیر و عافیت منزل

مقصود پر پہونچنا ناجادہ گمراہی نہ دکھانا اسد غازی منصور و مظفر ہو یہ مرحلہ سخت و صعب  
سر ہو ملکہ بران وغیرہ دیکھ رہی ہیں کہ اس مکاری غداری پر کس قدر خواجہ کا قلب صاف  
ہو مقام انصاف ہو اوپر ہاتھ بلند کیے آنسو چشم حق میں سے بہنے لگے ناز سے فراغت کر کے  
خواجہ اُٹھے بانہاے عیاری سے چست و چالاک ہوئے خیمے سے باہر نکلے سب سردار  
ساتھ ہیں باغیان قدرت خواجہ کے پہلو پر سمجھاتا ہوا کہ خواجہ تامل نہ فرمائے گا گنبد بے نور  
میں فوراً جا بیٹے گا اب وقت بہت فریب ہو لائق ملاحظہ یہ معاملہ عجیب و غریب ہو کنار  
دریا کے اس وقت ہنگامہ عظیم برپا ہو غریب و امیر و فقیر و ضعیف و شریف شہری و بازاری سب  
طرح کے لوگ جمع ہیں دریا پر سب کی نگاہ ہو سوا پہرہ نہ آنے پایا تھا کہ دریا میں تلاطم ہوا  
معلوم ہوتا تھا کہ طوفان نوح کا ظہور ہونے کو ہی ہر گرداب چشم خونخوار موجہاے دریائے تیغ آہٹ  
لاکھوں مچھلیاں ترپہن ہنگامہ نکلے مگر گہرائی ہوئے گھڑیاں گھڑی گھڑی ابھرتے تھے  
مردمان آبی فریاد کرتے بعد تلاطم امواج دریا ساکت ہوا وسط دریا میں چمک ہوئی اول  
ایک پتلی ظاہر ہوئی بعد پتلی کے شمسہ مثل آفتاب چمکتا ہوا ظاہر ہوا گنبد بربدی دریا  
ابھرا چشم زدن میں پانی پر قائم ہوا ضیاء گنبد بربدی پر نگاہ نہ ٹھہرتی تھی ہر خرد و بزرگ  
ادنی اعلیٰ سیر و جوان صداے یا سامری یا سامری دینے لگے پھول دریا میں پھینک رہے تھے



کوئی دوڑ کر سبز پتے لایا کسی نے مٹھی بند کر کے دریا میں کچھ چھوڑا بڑا کار ثواب کیا گیت دان دیا  
بتلی نے آواز دی ای بندگان سامری و جمشید ای پرستار ان ماہ و خورشید ای مطیعان لات  
وحیل ای پیروان ملت و مذہب مہمل آگاہ ہو گوش ہوش سے سنو یہ سال انقلاب ہو سامری  
پرستون کو اضطراب ہو اس ممالک میں اور مذہب شائع ہو گا متھارا ریاض مدنون کا  
ضائع ہو گا آب و ہوا سے طلسم ہو شر باطلات ہو مزاجون میں سامری پرستون کے اختلاف  
ہو خرابی بربادی قریب ہو معاملہ عجیب و غریب ہو خواجہ دیکھ رہے ہیں کنج میں گنبد کے  
ایک دریکھو مثل چشم ماہی کھلا ہو بتلی کی جانب سب دل و جان سے متوجہ ہیں اُسی ہمت دیکھ  
رہے ہیں بتلی پکار رہی ہو ایہا الحاضریں ای مشتاقین و ناظرین افراسیاب بادشاہ متھارا  
مغزور ہو اپا بند عیش و سرور ہو ارعایا کی فکر نہیں عدالت کا ذکر نہیں رعیت برباد حاکم  
مثل جلا و چور ٹھگون کا زور بد معاشون کا زمانہ کو تو الی کو رشوت کھانے کا بہانہ جب سی  
غیب کے بیان چوری ہوئی کو تو ال صاحب بر اسے تحقیقات آتے ہیں جسکے بیان  
چوری ہوئی اُسی کے عزیزون کو دھمکاتے ہیں کسی بیچارے غریب کو پکڑ لیا کہا یہ بر معاش  
ہو کسی طرح چار پیسے لہجے ہی تلاش ہو حاکم لوگ رشوت کھاتے ہیں چور اچکے فرے اڑاتے ہیں  
چھریوں میں ہر بونگ پڑے ہیں نا منصفون کی نا انصافی کے جھنڈے گرے ہیں آشنا  
نا آشنا نام دوست مثل کھیا زر قلب کا چلن ہر شخص مہوس ہمہ تن بھائی کا بھائی دشمن ہو باپ کا  
بیٹا ہرن ہو رنگ باغ عالم دگرگون بدعت و جور باغبان سے گلون کا کلیجہ خون جانور  
بیچارے بتون میں چھپتے ہیں چریار لا سا پٹکی لیے پھرتے ہیں ای سامری پرستون آج  
کا میلہ آخری آنکھیں کھول کر دیکھو ہم آج سے اس جلسے میں نہ آئینگے غرق دریا سے فنا  
ہو جائینگے آج اس جلسے میں وہ شخص آپا ہو کہ جسکے نام سے ساحر دن کو تپ چڑھتی ہو اسکے  
ہاتھ سے ملک سامری پرستان برباد و تباہ ہوئے کیسے کیسے ساحران جلیل مارے گئے  
جو کچھ سامری و جمشید لکھ گئے ہیں اسکا اثر ظاہر ہوا اس جلسے میں سر برندہ جادوگران  
وریش تراشندہ کافران آگیا نام و مقام سنو آنکھیں کھول کر دیکھو سامنے لباس سبز پہنے کھڑے  
کون پہچان سکتا ہو ساحر کشتی اسکا کام صاف صاف یہ ہو کہ عمر و عیار اسکا نام ہو تمام اہالیان



جلسہ اس کلام حسرت انجام پر گھبرا گئے چہار جانب دیکھنے لگے پانچواں نے کہا بوجہ  
بسم اللہ اب اپنے کو جست کر کے کھڑکی میں پہنچائیے اب تامل نہ فرمائیے دیکھیے گنبد  
لہرایا وقت اُسکے غرق ہونے کا قریب آیا مثل مشہور ہے قطرے کا جو کاکھڑے ڈھلکاے تو  
کیا ہوتا ہے اور تیلی نے بھی آپ کا نام صاف صاف لیا سارا میلہ آپ کا جو یا اگر دیکھ لینگے  
زندہ نہ چھوڑینگے ہم لوگ آپکے تابعدار مشہور ہیں اس راہ میں ہم نہایت مجبور ہیں  
جہاں موقع ہو گا اپنے کو آپ کی خدمت میں پہنچائینگے جان نثار کرنے ضرور آئینگے خواجہ  
عمر و نے دیکھا حقیقت میں تیلی کے ساکت ہوتے ہی گنبد زبردستی میں جنبش ہی غرق  
ہونے کی کوشش ہی بس عمر و نے مرنے پر کمر بستہ باندھی ہٹو ہٹو کہ نعرہ کیا ایسا حیران  
غدار و ای کا فران ناہنجار منہ تنگ بحر عیاری دُربے بہلے صدف قلم طراری قاتل  
کافران سرکوب ساحران جہاں فاتح ملک غمطلی آباد و برباد کن ملک زبرد نگار و دفع  
بدعت و مامہ و شمش مہدم کن بنائے قصور ظالمان سرکش نامی و نامدار عمر عیار حمرہ  
ذی وقار ای ساحران تیرہ درون دیکھ لو پھوٹی آنکھوں سے کہ گنبد بے نور میں جاتا ہوں  
اور طاسم کشا ساتھ ہی یہ بھی آگاہ ہو جاؤ انشاء اللہ جا کر لوح لیتا ہوں افراسیاب ناہنجار  
کوشکست دیتا ہوں اس آواز کو سنکر تمام ساحرون نے اس جانب دیکھا ایک شخص دُلا پتلا  
تاقتیا کلاہ نمے کی سر پرندے ہی کا کرتہ زیب جسم انور ایک جاگھیا کھاروے کی پسینے ہو  
آسمین زنگ ٹکے ہوئے ناریل سا سر کلچے سے گال زیرہ سی آنکھیں مروارید سے دانت  
طباق سا پیٹ تاگاسی گردن رسی سے باندھ پائون چھ گز کے دھڑتلے کاتین گز کا اوپر کا منڈلا نو گز کا  
پیادہ مگر شطیج کا پیادہ ہی بادشاہ کو دوڑ کر مارتا ہے اس صورت زیبا طلعت جہاں آرا کو دیکھ کر تمام  
ساحران بدیر گھبرا گئے پیشانیوں پر بھیاؤن کے موت کے پسینے آگئے اپنے خداوندوں کو  
یکارنے لگے یا لات اعلیٰ منات اعلیٰ عتے عتے دم خبیثہ سرگاہے کا چھڑا لوٹک لوٹا  
چھوٹک جھوٹا ارل خربل خیراڈ با ای پونے دو سو خداوند و مرد کو دوڑ دیا ساربان زادہ  
گنبد بے نور میں جانا ہی روح کو تھاری ستانا ہی اس ظالم کو روکو لوح کی تلاش ہی بڑا بد معاش ہی  
قتل کی آپ کے بندوں کی فکر ہی ہر گلی کو پہنچائیے ذرا ہی زمانہ انقلاب کا آیا کا ہنوں کا قول



کرسی نشین ہوا یہ سب غل مچاتے رہ گئے مگر یہ ہنر پریشہ جرات صاحب سلطوت و لیاقت جانہ باز  
سرفروش بکر عیاری کا جوش کسی جانب متوجہ نہوا نام خدا الیکر نیچہ یکا جست کی جیسے طائر اڑتا  
ہوا جاتا ہوتا کہ کسی کھڑکی میں داخل ہوا عمر تو گنبد بے نور میں گرا مگر باغبان قدرت وغیرہ  
کی جانب سب ساحر و غیر ساحر بلوہ کر کے چلے نام لیلے کے پکارتے تھے نعرے مارتے تھے  
یار و باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و مدد و برق و برق لامع و دختر کو کب  
روشن ضمیر ملکہ بران شمشیر زن یہ سب موجود ہیں رہبری کر کے لائے نہیں معلوم باغ غافل  
و ہوشیار سے کیونکر گزرے ان سب کو مار لو زندہ نہ جانے پائین عمر بھر یاد کریں یہ کہتے  
ہوئے طرف باغبان وغیرہ کے چلے باغبان قدرت سب کو سمجھا چکا ہے کہ یہ مقام  
لڑنے کا نہیں ہر نکل چلنا مناسب ہو فوراً سب نے سحر کیے زمین کے طبقے پھٹے چشم زدن  
میں سب کی نگاہوں سے مخفی ہو گئے سب بھیا سر چھتے خاک اڑاتے طرف اپنے  
اپنے مسکن کے روانہ ہوئے تودہ ول تیر غم و الم کے نشانہ ہوئے ہر ایک ذکر کرتا تھا  
کہ یارو کیا بلا کا عیار ہے بڑا طرار و فرار ہے کس دھوم سے داخل گنبد بے نور ہوا سب کو  
بیخ و ملال میں دیکھا اب آئندہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اب یہ میلہ عمر بھر نوگار روح سامری کو صدمہ  
و یاعیش میں ہم سمجھوں کے خلل پڑا غور نے افراسیاب کے یہ روزیہ دکھایا کہ عمر و  
کو گنبد بے نور کا پتا ملا ہم لوگ جانتے تھے مسلمان عمر بھر لڑنے کے مقام و نشان لوح نہ پائیں گے  
یہ تو سب اس طور سے شکایت سامری و جمشید و افراسیاب کرتے ہوئے جاتے ہیں

اب حال خواجہ سنے لطم	معنی فغانی کہ آمدی ان	درین زیر نہ پر وہ آسمان
درین پر وہ آواز ناظم چونی	باحوال جم یا باحوال کی	کو کب درخشان بیج فطر

نیرتابان فلک ہمت آفتاب عالم تاب چرخ متانت ماہ شب افروز آسمان جرات یعنی  
خواجہ عمر و جب گنبد بے نور میں داخل ہوئے یہ معلوم ہوا کہ میں کسی بلندی پر سے کودا  
اندھیرا انتہا کا بعد عرصہ دراز پائون زمین پر قائم ہوئے نگاہ اٹھانے کے دیکھا نہ نشان  
دریا سے قمار معلوم ہوتا ہے گنبد بھی معدوم ایک صحرا ہے ہول خیز وحشت انگیز ریتی کا جنگل  
کسین نشان انسان و حیوان نہیں درخت بے برگ و شلخ صحرا سے ریگستان وسیع و فراخ



جہاں تک نگاہ کام کرتی ہو وہی دشت ہولناک بے خس و خاشاک ہواے گرم کے جھونکے  
چل رہے ہیں تمام دشت کرۂ آہنگران ہر شجر غوغا ہواے گرم سے مثل سیدار زان اس  
مربوم شوم میں صد اے بوم نہیں ہر ذرہ مثل شعلہ جوالہ چمک رہا ہی اگر جسم پر پڑ گیا قلب  
کھڑا یا سوزش جہنم کا ذکر آیا خواجہ عمر کو پیاس نے بیقرار کیا جستجوے آب میں چہار جانب  
دوڑنے لگا آب اس دشت آتش بہار میں نایاب چشمہ آفتاب پر نگاہ پڑتی ہو اُس سے  
سیرابی غیر ممکن اس دھوپ میں ہر ایک سمت براے آب دوڑ دھوپ کرتا ہی پیاس  
کی شدت میں نہ جیتا ہی نہ مرتا ہی طیش قلب ترقی پر ہو ٹھون پر جان مضطرب کی کوس کا میدان  
مل گیا گرانی دستیاب نہوا چاہتا ہی کوئی مقام سائے کا ملے لمحہ پھر آرام لبون اس سوزش حرارت  
سے جان بچاؤن سایہ غیر ممکن نظر دشت پر ہول ہر طرف ہنسان مسکن خوف و بیم ہو کا مکان  
بوڑے گرد باد کے ہرجا کرۂ نار دھوپ سے صحرا تابش آفتاب زور و رون پر  
فرے اسپند دشت سب مجمر خواجہ اس قدر اس دھوپ میں گھبرائے کہ پیاس سے  
لبون پر دم آیا سوزش و حرارت سے قلب پھرایا دن سارا اسی دوا دوش میں گذر اتمام  
نیرہ روزگار کا اسی دشت ہولناک میں سامنا ہوا سمجھے تھے کہ اب آرام ملیگا ایک مقام پر  
عمر و ریتی میں بیٹھ گیا جھونکے ہواے گرم کے پہلے موقوف ہوئے یہ ٹھکا جاتا ہی شب کو او  
زیادہ مصیبت کا سامنا ہوا اندھیرے سے دل گھبرا با کالی بلا سے پالا پڑا روشنی کا کہین  
نام نہیں غولان بیابانی دوڑتے پھرتے ہیں آنکھیں آنکی مثل مشعل کے روشن برائے مسافران  
رہزن کہین مار سیاہ گھبرا کے بانی سے نکلا ہی اوس چائے کی فکر کر رہا ہی اُس وادی جہنم  
اوس کہان مار سیاہ کے کلیجے میں چھری عم کی گڑی اسپر بھی اوس پڑی کہین اژدر آتش فشان  
رتی میں لوٹتا ہی اپنی آگ میں آپ جلا جاتا ہی آسمان پر بھی اندھیرا چار طرف سے غم و الم نے  
گھیرا ٹپ ٹپ کے وہ رات عمر وے بسر کی جھکو دیکھا نیر اعظم کے نکلتے ہی ہواے گرم  
چلنے لگی خواجہ عمر و کا جب بھوک پیاس سے عجیب حال ہوا انتہا کا غصہ آیا خیال میں گذرا  
ہم تو آٹھ پہرے بھوکے پیاسے مر رہے ہیں برق و صرغام مفت خوری زنبیل میں  
کر رہے ہیں ہم پر یہ مصیبت اپنی راحت میو سے کھاتے ہوئے فرسے اڑاتے ہوئے



اچھا خواجہ جو ہم سوچے تھے وہی ہوا ملا زمان افراسیاب پر دے ہن دوستی کے دشمنی  
 کر گئے اس صحراے آفت خیز میں پھنسا دیا اب افراسیاب سے جا کر کھینکے عمر و کو ہم نے  
 مارا آگ لگے گنبد بے نور کو عمر بھر عیاری کی ہم بچارے بھولے آدمی مگر مکاروں کے نہ سمجھے  
 گنبد بے نور میں چل دیے کو دپڑے وہ بچاری تپلی خیر خواہ تھی اُسے نیک و بد سُنا دیا ہمارے  
 قیاس میں نہ آیا خیر خدا اُن سبھوں سے سمجھے گا ایک دن مکار جہنم میں جائیگے مجھ غریب کو مار کر  
 کیا پائینگے ایسے ایسے خیال کر کے بچ جنگل میں کھڑے ہن پانوں میں آبلے پڑ گئے ہن زنبیل سے  
 برق و ضرغام کو نکالا جیسے ہی وہ زنبیل سے نکلے دشت ویران کو دیکھتے تھے اگے ضرغام  
 تو چپکا کھڑا، مگر برق تو بڑا تیز ہو چھا اُستاد یہ کیا مقام ہی کیا اسی دشت کا وادی جہنم نام ہی  
 سمجھو نے کہا میری پاؤں جانے گنبد بے نور میں کو دا تھا اس ریگستان میں اگر نکلا باغبان  
 وغیرہ پھنسا گئے جھلسا زون نے دام نزویر بچھایا مجھ بچارے بھولے غریب سے کہدیا صاب  
 یہی لوح ملنے کا راستہ ہی میں اُنکے دام مکر میں پھنس گیا بے سمجھے بوجھے پھاند پڑا آج تین دن  
 گزرے کہ آب و دانے کا نام نہیں گرمی سے یہاں کی کلیجہ پھن گیا میں تو اب نوبت بجان  
 و کار و باستخوان ہوں آپ دونوں صاحبوں کو اس واسطے نکالا، کہ میرے پاس سے جائے  
 برق نے کہا اُستاد نہ گھبرائیے ہم جانبازی کو حاضر ہیں رزاق مطلق آب و طعام بھی پہنچا  
 رہبر کامل منزل مقصد کا چہرہ زیبا دکھائیگا غلام جستجو کرینگے آپ کے تعلیم کردہ ہن کسی مقام پر  
 رہ نہ جائینگے اگر اصل میں باغبان وغیرہ نے ایسا ہی کیا تو انشاء اللہ اُسے بدلہ لینگے اُنکو  
 بھی کسی مصیبت میں پھنسا ئینگے اب گھبرانے سے کیا فائدہ آپ نے بہت خوب کیا  
 ہم کو نکال لیا صلاح کر کے کوشش کرینگے دامن مراد گل آرزو سے بھرینگے باغبان قضا و قدر  
 پھر نہال کر لگا نخل تنہا چھو لے پھلیگا خواجہ نے کہا بس بس زیادہ نہ باتن بناؤ میرے سامنے  
 سے دفعتاً ہوا اب اُن پھنسانے والوں کو ہم کہاں پائینگے جو سزا دینگے آپ بڑے قانع  
 ہن بے صبر ہونے سے مجھ کو منع ہن مجھ کو زبان درازی زیادہ نہیں پسند آتی، ہی بھوک پیاس  
 سے میری جان جاتی ہی بڑے شاگرد رشید ہو فرزند سعید ہوا دکھانا کھانا پانی پلاؤ برق نے  
 کہا اُستاد ہمارے جدا ہونے سے آپ کو کیا حاصل ہوگا یہ فعل سراسر لاطائل ہوگا حضور بقول شاعر



شعر و دل یک شود بشکند کوہ را چہ پراگندگی آرد انبوه را چہ مصرع صبر تلخ است و لیکن  
 بر شیرین دار و پیر عمر و نے کہا بڑے صابر و جابر ہو میرے سامنے سے جاؤ پھر صبر و جبر کرو  
 میں اپنی جان سے بیزار ہوں بھوک پیاس سے بیقرار ہوں جسپر تین دن گزرے ہوں  
 اُسکے دل سے پوچھیے تم تو زنبیل میں کھٹے اُستاد کے شاگرد بن کر خوب مزے اُڑائے ہو سگے  
 اب سر و پایا ہو گا میوے تر و خشک کھائے ہو گے چبا چبا کے باہن کرتے ہو مجھے چرب پانی  
 سے نفرت ہو اپنے حال مصیبت مال پر بڑی حیرت ہو ہاے میں نے اُن نالائقوں کا  
 کیونکہ کہنا مانا اپنے کو اس مصیبت میں پھنسا یا بروقت تو منت کر رہا ہو مگر ضرغام نہایت  
 آتش خوشعلہ مزاج ہو کہا بہت اچھا والد نامدار ہم جاتے ہیں آپ کا ہیکو خفا ہوئے ہیں  
 پروردگار ہم کو اس کرہ جہنم سے نکالے گا بعد مصیبت کے راحت ہوگی کھانے کی فکر پانی کی جستجو  
 کریں گے رزاق مطلق رحم کرے گا خواجہ عمر و نے دو کوڑے ضرغام کے مارے کہا کیوں  
 بے نالائق جو انا مرگ ہم اپنی مصیبت میں ہیں ہم سے زبان لڑاتا ہو اس گرمی میں شعلہ مزاجی  
 دکھاتا ہو پال پوس کر جو ان کو دیا جاؤ کماؤ کھاؤ کبھی کوئی ٹکرا باپ کو بھی دینا نصیب ہوا میرے  
 ٹکڑے کھا کھا کے پلے ہو ضرغام نے کہا ہر مہینے کی تنخواہ آپ لیلیتے ہیں کبھی تنخواہ میں کوئی  
 ٹکا دیتے ہیں ہم اپنی لوٹ مار میں بسر کرتے ہیں ناحق کا ہم پر غصہ ہی ہم کیا کریں کیوں آپ  
 مصیبت میں پھنسے کچھ ہم نے اس مصیبت میں پھنسا یا ہو اُنکا غصہ آپ ہم پر اتارتے ہیں ناحق  
 ہم کو مارتے ہیں عمر و نے کہا ابے تنخواہ کیسی ملکہ مہرخ پر چڑھتی ہو اُنسے کیوں نہیں مانگتے جاؤ  
 جا کے طلب کرو نکلا امی پر کمر باندھو عرضی لکھو اُو منصفی میں جاؤ وکیل کرو حکمہ اول میں جاؤ ایل  
 کرو بقول شاعر شعر نہ بلبل ڈکری گل بے دلیل است وکیل نالہ در فکر اسل است ہم جانتے  
 ہیں تم سب کچھ کرو گے ہمارے منہ پر کہ بیٹھے تنخواہ ہماری یہ نوکری کے لائق ہیں کچھ عیاری  
 بھی آپ کو آتی ہو عیاری کس جانور کا نام ہو عمر پھر کبھی تجھ کو نہ آئیگا ہمیشہ جو تیان کھا ئیگا ضرغام  
 تو یہ سن کر کنارے ہوا کہا حضور بس گڑے ہوے مردے نہ اُکھیرے ہم ابھی جاسنے ہیں  
 ایسا نہو کچھ ہمارے منہ سے نکل جائے جہنم کا سامنا ہو آپ کی پرورش تو ظاہر ہو کہ میں سے  
 لوٹ مار کر لاتے ہیں وہ بھی تو آپ چھین لیتے ہیں ہم ایسے سعادتمند ہیں کہ دیدینے ہیں



عمر و نے دو کوڑے ضرغام کے اور مارے ضرغام ہلک گیا روتا ہوا پچھے ہٹا وہی کوڑا  
 لیکر برق پر چلے برق بھی تڑپ کر بھاگا کھا اُستاد لیجیے جاتے ہیں کوڑے کھانے کی  
 طاقت نہیں یہ لکڑوور کھڑا ہوا رو کر کہنے لگا اُستاد اب آپ کو مٹھ نہ دکھائیے اس دشت  
 ویران میں بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مرجائیے ایک دن کے کھانے کو تو ہم کو دیدیجیے  
 عمر و نے کہا اے نالایق میں آپ بھوکوں مرنے ہوں میرے پاس کیا رکھا ہے برق نے کہا  
 حضرت خضر کا مشکیزہ اور گلچے آپ کے پاس ہی وہ کیوں نہیں نکالتے آپ بھی کھائیے  
 ہمیں بھی کھلو اے عمر و نے کہا وہ تو مجھ سے چھین لیئے بزرگان دین کسی کا پاس کرتے ہیں  
 اور اگر ہوتا بھی تو میں نہ دیتا اُس میں حکم ہے جب آدمی چالیس روز بھوکا پیاسا رہے تب اس  
 گلچے کو کھائے مشکیزے کا پانی پیے برق نے کہا اُستاد خدا سے ڈریے چالیس دن میں  
 آدمی زندہ کا ہیکور ہے گا عمر و نے کہا ہماری پاپوش جانے چاہے کوئی مرے چاہے کوئی  
 جیے لیجیے آپ دونوں کے حال پر رحم کرتا ہوں ایک سوکھی روٹی خمیری پڑی ہوئی ہے  
 لو آدمی آدمی بانٹ لو برق نے کہا اُستاد ہم دونوں جوان ہیں آدمی روٹی میں کیا ہوگا  
 ڈاڑھی تو گرم نہوگی عمر و نے آدمی آدمی دونوں کے آگے پھینک دی کہا چاہو کھاؤ  
 چاہو مرو یہ لکڑا اسی صحراے ریگستان میں خواجہ ایک جانب چلے ضرغام نے کہا ای  
 برادر برق قبلہ و کعبہ نے تو چشم مروت پر ٹھیکری رکھ لی نگاہ پھیری اب اپنے مسبب الاسباب  
 کو یاد کرو جستجو میں مصروف ہو کر نہیں معلوم یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے ساتھ  
 رہنا مناسب نہیں نام ہمارے اور تمہارے مشہور ہیں کل ساحران طاسم ہوش ربا  
 پہچانتے ہیں اگر ایک گرفتار ہو دوسرا محفوظ رہے برق کو یہ رائے پسند آئی کہا ہاں بھائی  
 سچ کہتے ہو یہ صلاح کر کے دونوں الگ الگ چلے انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر  
 مہر پر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری نے غصے میں یہ کام کیا برق و ضرغام کو اپنے  
 پاس سے نکال دیا اسی صحراے پُر ہول میں ایک مقام پر جا کے ٹھہرے سوزن و حرارت  
 و مہدم صحرا کی بڑھتی جانی ہو طبیعت تسکین نہیں پاتی ہے اب سوچے کہ ای عمر و یہ بتنے کیا  
 حرکت کی ایسے عیار خنجر گزار طرار فرار مکار غدار مصیبت جھیلنے والے جان پر کھیلنے والے



اگر ساتھ رہتے قوت بازو زینت پہلو خیر خواہ جان نثار ہزار طرح کا مطلب نکلتا غصے کا کام  
 خراب، دیتی تھی پر اضطراب ہوا حول ٹپھکرو نے لگے پھر جو کچھ خیال آیا پکارے تھے ہوئے دور  
 بیٹا برق و ضرغام کہاں گئے او میرے پاس چلے آؤ ملول نہ وہ دوز نکل جا چکے تھے  
 اگر سنا بھی تو سنا ہل کیا اب خواجہ زیادہ بدحواس ہوئے اپنی حرکت پر نفیر کرتے ہیں آخر  
 مجبور و ناچار مضطر و بقرار اپنی حرکت ناشائستہ پر منفعل ایک جانب روانہ ہوئے تھوڑی  
 دور راستہ طر کے اسی صحرائے بے آب و گیاہ میں ایک مقام پر عمر و ٹھہرا تین شبانہ رو  
 عمر و کو گزرے ابھی تک کوئی ساحر و غیر ساحر عمر و کو نہیں ملا اس وجہ سے زیادہ انتشار  
 دل سے کہتا ہوں کہ ای عمر و کا شکے کسی راگیر سے ملاقات ہوتا تو دریافت کروں کہ کیا مقام ہے  
 اس بیابان آتش خوار کا کیا نام ہے اب تو جیسی پڑے جھیلنا چاہیے مگر برق و ضرغام کا  
 جدا کرنا بڑی حماقت ہوئی وہ اگر ساتھ ہوتے خبر لاتے اُن کبختوں سے صلاح کرتے اب وہ  
 بچارے بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مرجائینگے ای عمر و عقل پر بھی زوال ہے اب فریاد  
 و شاکر و کے واسطے قلب پر هجوم غم و ملال ہے اس غیبت میں اپنے کیا گزرے گی اس سوچ  
 میں خواجہ کھڑے تھے کہ دور سے دیکھا ایک ساحر سیاہ فام گھبرا یا ہوا چلا آتا ہے مگر بدحواس  
 مثل صید خائف چونکہ ہر ایک جانب گھبرا کر دیکھتا ہوا صاف ظاہر ہے کہ پانی کی جستجو اس  
 بے آبرو کو ہے وہ ساحر قریب پہنچا تھا کہ عمر و نے آواز دی ابے او ساحر کہاں جاتا ہے اُدھرا  
 زمین کچھ بگھسے پوچھنا ہے وہ قریب آیا کہا بھائی صاحب آپ کیا شیریں زبان ہیں ابے تے  
 کیسی کسی مرد آدمی کو یونہی پکارتے ہیں عمر و نے کہا ہماری ہی زبان ہے تیرے باوا کا اجارہ  
 ہے ہم سے باتیں نہ بنا جلد بتلایہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے کون یہاں کا حاکم ہے کون  
 بیخیا ناظم ہے اس نے کہا صاحب ذرا زبان سنبھالیے یہ وہ گلے مٹھ سے نہ نکالے اس سرزمین کو  
 سرحد سیما یہ کہتے ہیں ہمارے حاکم کا سیما جادو نام ہے شہنشاہ افراسیاب کا قوت بازو  
 ساحر خوشرو نیک خوی طاسم ہوش ربا کا حاکم اس ملک کا ناظم آپ کون صاحب ہیں کیا  
 کسی بڑے بادشاہ کے مصاحب ہیں جو چاہا کر باتیں کرتے ہیں دم بکیتی کا بھرتے ہیں  
 عمر و کو دل لگی سوچھی کہا کیوں جی تم مجھ کو دیکھ رہے ہو میرا چہرہ کیسا ہے قد و قامت کتنا بڑا ہے



اسنے کہا صاحب آدمی معلوم ہوتے ہو عمر و نے کہا اوناری نو نے نجلو نگاہ بھر کے دیکھا جلکے  
 خاک کیون نہوا بادولت کا نام قہر و غضب سامری ہو رگ رگ میں آگ بھری ہو مگر دیکھ اب  
 تجکو جلاتا ہوں او جہنمی تجکو خاک میں ملاتا ہوں یہ لکرا نکھین نکالین سرخاب جادو گبر اگر  
 بھاگے و پکارتا ہوا پیچھے دوڑا ہے او سرخاب ٹھہر جا ایک بات سن لے تجکو آوھا جلاؤنگا  
 نصف ٹھنڈا رہیگا سرخاب جادو پر پرواز پیدا کر کے اڑ گیا نظرون سے مخفی ہوا عمر و نے  
 پھر اپنے فعل پر نفرت کی دل سے کتا ہو کہ او عمر و تجکو کیا ہو گیا ہو عقل پر بالکل پتھر پڑے عیاری  
 مکاری سب بھول گئے اتنا بڑا نشان پایا مناسب تھا اسکو گرفتار کرتے اسکی صورت بن کے  
 باغ سیاب میں جاتے افسوس صد ہزار افسوس یہ کیا غضب ہوا میں بالکل سو قوت ہو گیا  
 عمر و دل سے بامین کرتا ہوا پلٹا مگر حال اس سرحد کا سماعت فرمائیے سرخاب جادو جو عمر و  
 سے خائف ہو کر بھاگا باغ سیاب میں آیا واضح ہو کہ سیاب باغ سیاب کا حاکم ہو وسط باغ  
 میں ایک چوہنرہ سنگ مرمر کا نہایت تکلف سے آراستہ اسپر سات گلدستے جہین گلیا  
 عجائب و غرائب پتیاں سرسبز نہایت نیرنگ سازی گلگون طرازی سے درست کر کے رکھے  
 ہیں ان گلدستوں پر افراسیاب خانہ خراب نے ایک ابر سیابی درست کیا ہو تاثیر اسکی  
 یہ ہو کہ افراسیاب نے سیاب جادو سے کہہ دیا ہو کہ جب عمر و مع اسد غازی سرحد  
 باغ سیاب میں پہنچے گا ابر کو جنبش ہوگی اور جب خاص اندر باغ کے وہ باغی داخل ہو جائیگا  
 ابر سیابی رنگ تانہ دکھائیگا یعنی چرخ مار یگا یہ علامت قرار پا چکی ہو سیاب جادو بارہ دری  
 میں بیٹھا ہو یہی ذکر ہو رہا ہو کہ باغیوں نے بہت سزا ٹھایا ہو طلسم کشاکو رہا کر لیا سیاب اپنے  
 رفقا کو جواب دیتا ہو رہا ہونا اسد کا بیکار ہو لوح نہیں دستیاب ہو سکتی کون مرحلہ غافل و  
 ہوشیار فتح کرے گا باغ باغبان سے کیونکر گذریگا دیوانہ ٹھری بنکر ٹکرائیگا بو سے پھولوں کی  
 مست ہو جائے گا اگر باغبان قدرت نے اپنے باغ کو خود مٹایا گنبد بے نور میں داخلہ شکل  
 ہو کون ایسا مرد کامل ہو اگر ایسا بھی ہو اصحراے سیما بیہ میں گرمی سے مرجائیگا تشکی نہ سہ سکیگا  
 بعض کہتے ہیں حضور عمر و بڑا عیار ہو نہایت مکار و غدار ہو شہنشاہ عیاران قاتل ساحران  
 لقب ہو بڑا بیڈھب ہو بلکہ مخمور صاحب مسلمان ہو چکی ہیں اس مقام کی راز دار ہیں بڑی



ہوشیار ہن ملکہ بہار جاو وہی ایک بغاوت دکھا چکین سیر گلشن اسلام میں مصروف ہن انکی  
ذات پر بڑے بڑے کام موقوف ہن باغبان قدرت قوت بازوے افراسیاب بھی  
شریک ہوا بی بہار و باغبان کا ساتھ ٹھیک ہوا افراسیاب ایسا غافل ہوا ان تینوں  
کے قتل واجب و لازم تھے سیما ب نے کہا افراسیاب بڑا سحر نامی شہنشاہ گرامی ہر جس  
چاہے گا لڑائی کو فتح کرے گا لاشوں سے میدان بھر دیگا اپنی اپنی عقل کے موافق ہر ایک کا کلام ہی  
سیما ب نے کہا بار و ہم تک نہیں کوئی آسکتا اور میں کسی سے پائی کی کا نہیں رکھتا باغبان و محو  
و بہار کیا چیز ہن افراسیاب کو غریب ہن میں گلشن بہار کا گلچین نہیں ہون کہ میں انکی صورت  
زیبا دیکھ کر اشعار رنگین پڑھوں میان باغبان کا پاس کروں بی محو کی نشانی آنکھیں دیکھ کر  
مست ہو جاؤں محبت سے نگاہ ملاؤں اگر آنکھ غضب کی ڈالوں بی محو کی آنکھیں پتھر اجا میں  
نرگس شملے باغ سے آنکھ ملانا بھول جائیں یہ کلام حسرت انجام در پیش صاحبان سیما ب  
کو پس و پیش کہ سرخاب گھرایا ہوا آیا پسینے پسینے کا پنتا ہوا ہا پنتا ہوا سانسے سیما ب کے گر پڑا  
سیما ب نے پوچھا خیر تو سرخاب جاو و کی زبان بند دل درمند منہ سے بات نہیں نکلتی  
حضور حضور رکھتا ہی کبھی اپنے جسم پر ہاتھ پھیرتا ہی سیما ب جاو و نے اٹھ کر ہاتھ تھام لیا کہا برادر  
ہوشیار ہو اس قدر نہ بیقرار ہو بیان تو کرو کیا کوئی بلاے تازہ نازل ہوئی سرخاب نے گھبرا کر کہا  
پہلے تھوڑا پانی پلائیے غلام کی آبرو بچائیے آبرو نہ لاکر جام آب دیا سرخاب نے جب پانی  
پیا ہوش و حواس درست ہوئے کہا ای شہنشاہ آپ کا نام سیما ب ہی غلام حضور کے واسطے  
بہت بیتاب ہو شعلہ آتش قہر سامری کا اس حوالی باغ میں آگیا میں تو بچا مگر حضور سیما ب ہن  
اڑ جائینگے ہم لوگ کیونکر تپا پائینگے مسلمان آپ کا کشتہ بنائینگے حضور ہمارے نزدیک کیا ہو جائیگا  
یہ قہر سامری بڑا ہوس ہو جنگل میں بوٹیاں پٹیاں ڈھونڈھتا پھرتا ہی کانٹوں میں الجھکر نہیں  
گرتا ہی جلدی نہ دیر کیجیے سیما ب جاو و یہ حال حسرت مال سنکر ترپ گیا کہا ای سرخاب میں  
اس پہلی کو اچھی طرح نہیں سمجھا ہوش میں آبا تفصیل سمجھا کہا حضور غلام راہ میں آتا تھا قہر سامری  
سے ملاقات ہوئی انھوں نے فرمایا میں شعلہ آتش قہر سامری ہوں تو نے مجھے نگاہ ڈالی کیون  
کہ جل گیا حضور یہ گرا گرمی سنکر میں بھاگا وہ پکارتا ہوا میرے پیچھے دوڑا حضور سحر نے آبرو بچائی



پر پرواز پیدا کر کے اڑا بمشکل یہاں تک پہنچا سیما بجا دو ہنساکھا اوی سرخاب کیسا  
 قمر سامری کسے جلائیے کیسی افسونگری بالکل مہل باتیں کرتا ہی تجھ کو کوئی جادو گر ملا تھا تیرا شناسا  
 یا غیر شناسا تھا کھا حضور آدمی بھی عجیب الخلق تھیں صورت میں نے کبھی اس وضع کا  
 آدمی نہیں دیکھا مصور خیال تصویر نہیں کھینچ سکتا مانی و بہزاد ہوتے تو آہ کھینچتے ہاتھ بصد اکرا  
 کھینچتے سیما بجا یہ حال مصیبت مآل سکر متر دو و متوحش ہوا بارہ دوری سے باہر نکل آیا سیما  
 کے دل پر غم و الم چھایا طرف ابر سیما بی کے دیکھا ابر میں جنبش ہی کہا لو یار و غضب ہوا عہ و عیا  
 مع اسد نامدار حوالی باغ سیما بجا میں آگیا اوی سرخاب جلد جاجس شخص کو تو نے دیکھا تھا  
 اسکو پکڑ لا خبر وارتال نہ کرنا وہ ساحر نہیں ہی ہرگز نہ ڈرنا اگر اسکو گرفتار کر کے لائیگانہال ہو جائیگا  
 سرخاب جھپٹا صحرا میں اگر چار جانب مثل غول بیانی دوڑنے لگا دور سے خواجہ عمر و نے  
 دیکھا کہ وہی ساحر پھر آیا یہ تو کنارے ہوئے کہیں جا کر چھپے مگر سرخاب بے قرار بیتاب انعام  
 و اکرام کی خواہش عمر و کے ملنے کی کاہش ہر ایک جانب جاتا ہی پیک خیال کو دوڑاتا ہی ہوا  
 گرم چل رہی ہی بونڈ لے گرد کے چار جانب سنان اُس ویرانے میں دیکھا ایک سیٹھنی برہی  
 تھالی ہاتھ میں اُس میں کچھ پھول گرم گرم موہن بھوگ ایک گلابی شراب کی گوری گوری صورت  
 نشلی انگھڑیان انگھیلی کی چال زبور سے زینت جسم دوڑی ہوئی جاتی ہی سرخاب چال وصال  
 دیکھ کر مر گیا گلیجے پر خنجر ابر و پکارتا ہوا دوڑا کہ جانے والی ذرا ٹھہر جا اس دھوپ میں  
 کہاں جاتی ہی جفا گرمی کی اٹھاتی ہی اُسے پھر کر دیکھا ہنس کر کہا کیوں رے کیا تو کوئی قزاق ہی  
 جو عورت کو اکیلا پا کر راہ میں گھیرتا ہی تجھ سے کیا بتائیں کہاں جاتے ہیں ہمارا سیٹھ بھارے ٹھاکر  
 کی پوجا کرنے جاتے ہیں سرخاب قریب آگیا اب تو نگاہ لڑی گلیجے میں چھری مرگان کی گڑھی  
 بھولی بھولی باتیں محبت کی گھاتیں یا دابر دے خمدار خنجر خو خوار خود جلا و سرخاب نے گلیجے  
 تمام لیا بدحواس ہو کر سامری کا نام لیا نشہ محبت سے لڑکھڑایا بمشکل اپنے کو سنبھالا کر گڑھا  
 لگا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا کہا چھپی جی دیا کیجیے ذرا دیر ٹھہر جائیے میں تمھارے سیٹھ کے لیے  
 دوا بتاؤں تمھارا بھی علاج کروں مسکرا کر اُسے جواب دیا کچھ دیوانہ ہوا ہی کیا تو کوئی بڑا سید ہی یا  
 حکیم ہی ہم کا ہیکو ٹھہرین کیا ہمارا جان پہچان قدیم ہی مہاجنون میں بدنام ہو جائیے ساکھ جاتی



رہیگی ہمارے سیٹھ کی ہندوی نہ بیگی سرخاب نے کہا میں ہی کھاتہ دیکھ لوں گا درکٹی کا سود  
 لگا دوں گا دو بامین سن لو پھر چلی جاؤ سیٹھی درہ کوہ میں بیٹھ گئی کہا بتلا کیا کہتا ہو کوئی دوا بتلاتا ہی  
 سرخاب نے کہا یہ بوتل میں کیا ہو اُسے کہا اٹھا کر جی کے بھوگ لگانے کی شراب ہی کہا پر شاد  
 ہمیں بھی دو اُسے بوتل آگے بڑھا دی کہا اے یہ پر شاد ہی مگر تیری جان کو جلا دہی او بھروسے چور  
 ٹھگ اسمین زہر ملا ہی سمجھ کے پینا کلیجہ کٹ جائیگا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا سرخاب بھرا  
 ہی اس دھمکانے ڈرانے کو کب مانتا ہی بوتل اٹھا کر منہ سے لگالی پیتے ہی گھبرا گیا پیشانی پر موت  
 کا پسینہ آگیا اُف اُف کتا ہوا اٹھا کبھی پوچھتا ہی اس شراب میں کیا ملا تھا اُسے کہا جو میں نے  
 کہا وہی تھا زہر قاتل سودہ الماس کف مار سب کچھ اسمین ملا تھا نالائق تو کیوں پی گیا ہمیں یمن  
 پہچانتا ہی قہر سامری بات بات میں افسونگری قاتل ساحران سرکوب کافران ماہ آسمان  
 وقار خواجہ عمر و عیار سرخاب ہاے کیکے دوڑا یہی شیشی تاثیر کر چکی تھی اڑکھڑا کر اسے مرونے  
 بہ تجیل سرخاب کو اپنی صورت بنایا آپ اُسکی صورت بن کر تیار ہوئے پشمارہ دوش پر لگایا  
 طرف باغ سیما کے چلے یہاں سیما ب جادو نے ورق سامری میں دیکھا بیکرا ہو کر کہا  
 ارے عقاب جادو جلدی جا عمر و نے تیرے بھائی کو پکڑ لیا جلد جا کر عمر و کو مار عقاب  
 چلا صحرا میں آکر ڈھونڈنے لگا دور سے دیکھا سرخاب پشمارہ بدوش آتا ہی پکار کر پوچھا بھائی  
 خیر تو ہی عمر و نے جواب دیا بھائی میں نے ساربان زادے کو پکڑا مگر بڑا فعلیا ہی خوب تلوار  
 چلی ساحر بھی ہی بڑے بڑے ظالم نے سحر کیے مگر میں آپ کا تعلیم کردہ ہوں بڑے زور و شور  
 گرفتار کیا لو بھائی اسکو قتل کرو سرکاٹ کے سیما ب جادو کے پاس لچپو انعام و اکرام ملے گا  
 جاگیر لینگے تعلقدار بنے بیٹھینگے عقاب خوشی خوشی قریب آیا عمر و نے سامنے اُسکے سرخاب  
 کو شبکل عمر و عیار اٹھا دیا کہا بھائی تم اپنے ہاتھ سے قتل کرو تم جانتے ہو میرا خون بہت ہلکا ہی  
 کسی کی فصد کھلتی ہی تو مجھ کو غش آجاتا ہی عقاب جادو تیغ کھینچ کر دوڑا سرخاب کے  
 گلے میں گیند ٹھنسا ہوا ہی غین غین کرتا ہی اشاروں سے یہ مطلب ہی کہ میں تیرا بھائی ہوں  
 خبردار قتل نہ کرنا عمر و نے کہا دیکھو بھائی یہ مکار کیا اشارے کرتا ہی جلد ہاتھ لگاؤ ایسا نہ کوئی  
 اسکا مددگار آجائے پھر قتل کرنا دشوار ہو میری محنت بیکار ہو عقاب جادو نے ہاتھ تلوار



کامار اسرخاب جادو کا سرکٹ کے گرا آواز آنی کشتی مرانام من سرخاب جادو بود عقاب  
 نے کہا بھائی یہ کیا ہوا عمر و تو شبکل سرخاب انکے پہلو میں کھڑے تھے لپٹ کے خنجر مارا  
 کہا دیکھو یہ ہوا منم ہر سپر عیاری عقاب کا بھی طائر روح قفس جسم خالی کو توڑ کر اڑ گیا وہاں  
 سیماپ نے اوراق سامری میں دیکھا زانو پر ہاتھ مارا کہا لویار و عقاب نے سرخاب  
 کو مارا عقاب کو عمر و نے قتل کیا کہا لینا جانے نہ پائے کئی ساحران غدار چلے یہاں عمر و  
 دونوں کے کپڑے اتار رہا ہی کہ سامنے آکر ساحرون نے آواز دی کہ او مکار کیا کرتا ہی ہم آپ کو  
 عمر و نے پلٹ کر دیکھا ساحر قریب آچکے ہیں سحر کیا چاہتے ہیں عمر و نے حقہ آتش بازی مارا کسیکا  
 ہاتھ جلا کسی کا منہ پھکا کئی ناری واصل جہنم ہوئے دس پانچ اسمین کم ہوئے انکے غول میں  
 سے عمر و جست کر کے بھاگا ساحرون نے پیچھا کیا جب وہ قریب آجاتے ہیں عمر و نعرہ کر کے  
 جا پڑتا ہی ساحرون سے بعیاری لڑتا ہی کسی کو حلقہ کندہ مارا کسی پر حباب بیہوشی لگایا ساحر کے  
 منہ پر پڑا وہ بیہوش ہو کے گرا عمر و نے خنجر مارا کسی کو تلوار سے کسی کو تیر سے کسی کو عقل و  
 فطرت و تدبیر سے ہنگامہ رستمانہ لڑتا ہوا صحرا میں جاتا ہی ساحر پیچھا نہیں چھوڑتے مگر عمر و اس  
 تیزی سے لڑ رہا ہی ساحرون کو ہونٹھ ہلانادشوار ہوا ساحر نے منہ کھولا چاہا سحر پڑھوں  
 عمر و پر ماش کے دانے ماروں خواجہ نے بہتجیل تمام تیر کفے میں رکھ کر مارا حلق میں پڑا گدی  
 کو توڑ کے پار گذرا ساحر گرا اندھیرا ہوا عمر و پھر بھاگا جب کئی ساحر مارے گئے دس میں جو باقی  
 رہے وہ بھاگے عمر و تو دوزنکل گیا گلیم اوڑھ کر غائب ہوا مگر وہ ساحر بچھے خاک اڑاتے سامنے  
 سیماپ جادو کے آئے کہا ای شہنشاہ کون گدھا کہتا ہی کہ عمر و ساحر نہیں ہی علم افسونگری  
 سے ماہر نہیں ہی بہت بڑا جادو گر ہی صاحب فضل و ہنر ہی دم لینا مشکل کر دیا لاشوں سے  
 میدان بھر دیا پھر سحر کر کے غائب ہو گیا کسکو ڈھونڈھیں کہاں تلاش کریں اب سیماپ  
 کے ہوش و حواس باختہ ہوئے ابر سیماپی کی جنبش میں ترقی ہی زیر ابر گلدستے بھی شگفتہ  
 ہیں جیسے آمد بہار میں پھول کھلتے ہیں طفلان غنچہ زبان کھولا چاہتے ہیں صفت باغبان  
 قضا و قدر میں بولا چاہتے ہیں سبز پیون پر زمر درجانی کا عالم شاخین دست تمارنگ و بو  
 میں بھی ترقی ہی قریب گلدستوں کے ہوائے سرو چل رہی ہی سیماپ جادو نے کہا یا ر وہ



باغی سرحد بلخ سیما میں موجودی مابعد دولت جا کر سامنے ابر سیما کے جلوہ فرما ہوتے ہیں ابر  
 پر نگاہ رہے دروازہ بلخ کا بند کرو آمد و رفت موقوف ہو کوئی پکارے خبردار دروازہ بلخ کا  
 نہ کھولنا آج بلخ میں انقلاب ہو دیکھو تو سنبل کو بیچ و تاب ہو نگرے کی آنکھیں پھرائی ہیں ہن  
 خاموش دریا کے حیرت کا جوش سب شجر نخل ماتم ہو رہے ہیں پتے خنجر بڑاں نہرین مثل آئینہ  
 حیران جا بجا خاک اڑ رہی ہے بلخ سنسان معلوم ہوتا ہے قلب پر ہجوم غم و الم ہے خوف سے لبو پیر  
 دم ہو دیکھو خداوند لقا کیا تقدیر کرتے ہیں یہ خداوند جالکی جوت کا جسدن سے حوالی طاسم ہوش  
 میں آیا ہر روز نیا انقلاب ہے ہزاروں دوست دشمن ہوئے راہبر رہن ہوئے طاسم کشاکشا  
 ہونا گنبد نور سے چھوٹنا مقام تعجب ہے ایسے مقام محفوظ پر جب ساربان زادہ پہنچ گیا تو یہاں آنا  
 کیا مشکل ہے نہیں معلوم کون کون راہبر ہیں ہمراہ کتنے ساحر ہیں باغبان نگر ام مخمور دشمن جا  
 بی ہمارا زوار بھی سب ساتھ آئی ہونگی ساربان زادے کو ہمراہ لائی ہونگی انکی سحر و ساحری  
 افسونگری چست و چالاکی ساربان زادے کی بیباکی سب طرح کے سامان مسلمانوں کو مہیا ہو گئے  
 ہمارے افراسیاب صاحب عیش میں مصروف ہیں وزرا اُنکے سب بیوقوف ہیں خجک  
 کوئی تدبیر نہ ہوئی ہیکو بھی اطلاع نہ کی دو گئے لکھنا محال تھا کیا بڑا کمال تھا اپنے بادہ غور میں مست ہے  
 آٹھ پہر شراب و کباب میں مصروف ہے صد ہا شاہزادیاں واسطے خدمتگزاری کے ہر مقام پر حاضر  
 ہیں آٹھ پہر اُنکے جمال کی ناظر ہیں زمان سلطنت لاچین میں بڑے بڑے کام کیے سلطنت کو  
 اپنے مالک کی مٹا دیا کیا خوب نام کیا سلطنت لیتے ہی آپ سے باہر ہوئے اب غفلت کے  
 انجام ظاہر ہوئے سرکوب آپو نچا عمر طاسم تمام ہوئی افراسیاب وہ شخص ہے اب بھی اگر  
 سنبل جائے ہوش میں آئے تمام ساحران عالم ایک طرف ہوں یہ اکیلا تمام دنیا کو درہم و برہم  
 کرے خیر اب ہم خود انتظام کرتے ہیں اس بلخ میں وہ نیرنگ باز عیار شعبہ ساز کیونکر آتا ہے  
 جاؤ دروازہ بند کرو و بند و بست کرو اب جب تک ہم نہ حکم دیں دروازہ نہ کھلے ملازمون نے  
 دروازے کا انتظام کیا سیما باد و اسباب سحر سے آراستہ ہو کر سامنے ابر کے کرسی پر  
 بیٹھا گردا گرد ہزار ہا ساحران مکار و عدا درجہ ہائے سحر لیے ہوئے آبادہ حرب و پیکار اب حوال  
 خواجہ عمر و تحریر ہوتا ہے کہ ساحران فرستادہ سیما باد و اسباب سحر سے آراستہ ہو کر ایک جانب نکل گئے



ایک درہ کوہ میں جا کر ٹھہرے اپنی حماقت پر نفیرین کر رہا ہی کہ اسی عمر و تمام عمر عیاری کی مگر خاک کچھ نہ آیا ناحق کو سرخاب و عقاب کو مار کر اپنی جان پر آفت لی اب رسائی باغ سیاب میں نامکن اسی صحرا میں پھر ک پھر ک کرم سے نکلنا بھی اس سرحد سے دشوار ہی عمر و اس سوچ میں کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جادوگر اڑا ہوا اسی جانب چلا آتا ہی عمر و ساحر کو دیکھا گوشے میں آیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر ساحر مہیب کی صورت بنا وہ ساحر تجوے آب میں اسی مقام پر آیا طرف چشمے کے چلا جاتا تھا پانی پیے عمر و نے آواز دی او بدخوبے آبرو ناہنجار بدکردار پانی لب تر نہ کرنا آبرو نہ کھونا اپنے کو چاہ ضلالت میں نہ ڈبونا اس ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہا بھائی صاحب آپ تو بڑے بد زبان ہیں زبان سنبھالیے اپنے ہوش میں آئیے کلمات بہودہ نہ فرمایا عمر و نے کہا زبان کے ساتھ اب جو تا سنبھالینگے تو نے کیا سمجھ کے پانی کی چاہ کی ابے تو کون ہی تیرا کیا نام ہی کہاں سے آتا ہی کہاں جاتا ہی کیا کسی کا نامہ دار ہی پاچور اچکا مکاری ہم خاص طرف سے سامری و جمشید کے اس مقام پر مقرر ہیں بندگان سامری کی جان بچاتے ہیں بھائی اب صاف صاف مضمون تم کو بتاتے ہیں اس چشمے میں اگر اثر دیا پانی پیتا ہی یہ پانی نہیں کھتا مار ہی ہرک موج اسکا تیغہ آبدار ہی حباب اسکے بس کی گانٹھ میں گرداب آب محیط بلا نام اسکا چشمہ فنا خانہ اس واسطے ایسے کلمات ناشائستہ کہے کہ جسم میں ٹکاو غصہ آئے پانی نہ پیو اب ہم تم کو پانی پلائیے ٹھنڈک میں بھائی گئے اس ساحر نے خواجہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا کہا بھائی تمہارا احسان یہ گالیان مصری کی ڈلیان ہیں اگر پانی پیتا ہڈیان تک پانی ہو کے یہ جاتین ای برادر اب میرا حال سنو میں قاصد ہوں خداوند او د کا احمر جادو میرا نام ہی خداوند کو اپنی کرامت سے معلوم ہوا کہ ساربان زادہ حوالی باغ سیاب میں آگیا ہی بس نامہ ہکو دیا کہ جا کر سیاب جادو کو دینا کہ آگاہ ہو جائے عمر و باغ میں نہ آنے پائے عمر و نے سنکر کہا بھائی تم نے بڑا کمال کیا اب ہم تمہارے حال سے ماہر ہوئے پانی پیو کھانا کھاؤ یہ کھرا ایک جانب دوڑے چھاگل میں پانی چھلکانے ہوئے لائے دو ڈولیان برنی کی جیب سے نکالیں کمالو بھائی نوش بھی کرو پانی بھی پیو خالی پیٹ میں پانی پینا مناسب نہیں ہی کلیجے میں پانی مثل تیر کے لگتا ہی آدمی دھوکا کھاتا ہی ساحر نے خواجہ کے قدموں کو بوسہ دیا برنی کھائی عمر و نے ہنسر کہا لو بھائی تمہاری موت



آئی اُسے ہنس کر پانی بھی پیا کہا آپ کے مزاج میں بڑی ظرافت ہے پانی پیتے ہی گھبرا کر اٹھا کہا بھائی  
اس پانی میں کیا شریک تھا عمر و نے کہا سم قاتل ہقا ہم تو پہلے ہی کہ چکے تھے کہ تمکو موت لیکر آئی ہے  
بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر ابراہیم ہوش ہوا عمر و نے قتل نہ کیا کہ شاید جسکا نامہ دار ہے اسکو ظاہر  
ہو جائے پٹی بیہوشی کی دماغ پر اس کے چڑھا دی نامہ اسکی جھولی سے لیا اسکی شکل بنکر تیار ہوے  
طرت باغ سیاب کے چلے

پہونچنا خواجہ عمر و کا باغ سیاب میں اور لڑنا اسد غازی کا اور جنگ مغلوبہ  
ہونا ساحرون سے سانی نامہ مصنف

ای سانی گلرخ دگل اندام ساغودہ پلا کہ مست کر دے ہون تنگ تری رکھا ہون سے نہ شیشہ مری کا کھول سانی دیدے کہین کم ہی یا سوا ہی جیسی میں چاہتا ہوں ویسی نوشین جان بخش روح پرور خوشبو میں گلاب رنگ ہن خون دیدے کہ یہ روز وقت ہو سعد لے اور بھی بادہ خوار آئے اڑتے ہن پر چین مارتے ہن شاید کہ پھنسا کوئی مہذب ملا کو بلانا لائے ہون یہ اگلون سے جو ہر سنی سنائی مولیتے ہن قرض و وام لیکے ہن ظلم کے میگسار تیرے	دے پھول کا آج پھر کوئی جام بے فلفل و شیشہ اپنا ہی قل دم ناک میں ہے جانیوں سے یونہی اکل سے جام بھر دے پیمانے کی احتیاج کیا ہی رنگین خوشبو کہن فریدار بخش روشن صفا مقطع آئینہ مثال پاک شفا ف مانگی ہے پھر آج سال بھر بعد مد ہوش خبر بھی کچھ ہو گھر کی چپکے چپکے پکارے ہن زاہد پہ نہ آفت آگئی ہو قاضی کو لگانے لائے ہون یہ ان مفسیون کا یہ مسئلہ ہی دینا انکو تو دام دے کے باتیں جو کرین تو دل لہجائیں	ہان زور خار پست کر دے اب نشے کا ہی اتار بالکل میتاب ہون کچھ تو بول سانی کانٹے میں نظر کے تول کر دے ہر بار نہ پوچھ یہ کہ سانی شیرین سرخوش ہو تند گلزار روح افزا دیم رس شفق گون قلب صوفی کی طرح سے صاف سُن گر تجھے اعتبار آئے زنجیر ہلا رہتے ہن در کی عادت انکی بھلا یہ تھی کب واعظ کی نہ شامت آگئی ہو ہان خوب یہ بات یاد آئی موت کی ہو اگر روا ہی آفت کے ہن بادہ خوار تیرے چپکے بیٹھیں تو قہر ڈھائیں
---	--	--



گو یا خاموش دونوں آفت شعلے ہیں مزاج آگ کا ہی دیگر سانی دریا دلی عیان کر صافی صفت سحاب دکھلاے بادل کی گرج سنا میں میخوار کشتی شراب کا بندھے پل ہر چیز نگاہ میں تھری ہو طاؤس بط شراب بنجائے مہتاب منیر جام بنجائے ساغر بنے چاند جو دھوین کا	بیہوشی و ہوش دونوں آفت آنکھوں میں زبانیں سرین آتش کشتی مویاب کی روان کر ہو آب و شراب میں نہ کچھ فرق وا غلط یہ ہوں پھبتیوں کی بوچھاڑ کیفیت سحر ایغ دکھلاے ٹنگے کو کدوسے ہمسری ہو صہبا میں قمر کی روشنی ہو پیما نہ مہر تمام بنجائے شہر چین زبدہ زمرہ رستان	غصہ انکا ستم بلا ہی پتھر کی طرح جگر میں آتش بجلی کی چمک شراب دکھلاے قلقل کی صدا ہو خندہ برق ہو جو ش پہ بحر سا غرمل نشہ مجھے سبز بلغ دکھلاے طوطی مرغ کباب بنجائے صافی شراب چاندنی ہو ہو دور جو آب آتشین کا شہر چین زبدہ زمرہ رستان
--	---	--

عباری نامور و نامدار صاحب جاہ و وقار افسر سرنگان باجگیر اقلیم نکاری کشندہ ساحر  
جہان قوت بازوے صاحبقران نامی و نامدار خواجہ عمر و عیار بشکل نامہ دار خداوند  
و او و طرف باغ سیما ب کے روانہ ہوئے قنطورہ زربفتی پتیا بہ سقر لاطی سے آراستہ  
جست و خیز کرتے ہوئے نہایت خوش و خرم کہ اب تو ایسے مغرور و مکرم کی شکل پر جاتا ہوں  
کہ سیما ب ترپ جائیگا بخواہش تمام اندر بلغ کے بلائیگا انشاء اللہ باغ میں رنگ جمائینگے  
اسد غازی کو گلہ ستہ ہائے لوح تک پہنچائینگے آج ضرور لوح حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی  
یہ نہیں معلوم کہ در باغ بندہ ہمارے آنے سے وہ واقف ہو چکا ہو یا نہ ہو حقیقت  
میں اس ابر سیما ب کی یہ کیفیت ہی حسب قدر خواجہ قریب باغ سے ہو جاتے ہیں قدم بڑھاتے  
ہیں جنبش ابر ترقی پر ہی سیما ب بیقرار و مضطرب و سا حرون کا جماؤ اسکے قریب بڑھتا جاتا  
ہو کہتا ہو دیکھو یا رو وہ ظالم اسی جانب آتا ہو کیا سوچا ہو بڑا حوصلہ ہو مگر قضا و امنگی ہو بڑا  
عیار یا تدبیر ہو یہ بیان کر رہا ہو سننے والے کا نون پر ہاتھ رکھتے ہیں حضور طائر و ہم و خیال  
کے پر چلتے ہیں اس صحرائے آتش خیز کے ذکر سے زبان پر شعلے نکلتے ہیں کیونکر اس صحرا  
میں بسر کی کیونکر شب ہوئی کیونکر سحر کی صاحبو طاسم کشا بڑا صاحب اقبال ہو روشن ہو



اوج پر اسکا نیراجلال ہی ایسی قید شدید سے رہا ہونا عرصہ دراز تک زندہ رہنا جفا۔  
 قید شدید سہنا اسی شیر کا کام ہی بڑا صاحب جرات و لیاقت ہی وقائع میں طر پر ہی موصوفین  
 کی صاف صاف تقریر ہو کہ آنکھ برس کے سن میں اس ہنگ بجر جلال نے خروج کیا اولان  
 اول در بند ہوشنگیہ پر پوچھا اسی کم سنی میں اٹھارہ امیر دادے ساتھ تھے ہوشنگ شاہ  
 کو زیر کر لیا اُس در بند پر قبضہ ہوا لقا کے صد ہا گانوں لوٹ لیے زمیندار نام سے اس  
 جوان کے تھراتے تھے جس مقام پر یہ فروکش ہوتا تھا نذرانہ لیکر آتے تھے لشکر خداوند لقا  
 بحدوبے انتہا مثل مور و بلخ کے ساتھ اُس کسنی میں خالوے قدرت خداوند سے لڑا بھڑا  
 برامعکہ پڑا جس فوج پر بدیع الزمان اور قاسم جاتے تھے اُس سے یہ آنکھ ملاتے تھے  
 دس ہزار اکھون نے مارے دہزار اسنے بھی قتل کیے دس برس لشکر خداوند سے  
 یہ جوان لڑا قیطولات پر قید بھی ہوا وہاں سے بھی رہائی پائی سند جرات ہاتھ آئی اب اس  
 ہوش ربا میں قدم رکھا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی باغ سیاب میں تو یہ ذکر ہی دروازہ بندا بر کو  
 و مہدم حبیش سیاب اسباب سحر سے ہوشیار مگر خواجہ عمر بن امیہ ضمری نامدار شکل قاصد  
 خداوند و او در راہ کو طر کر کے قریب باغ سیاب پہونچے دروازے پر آئے روزن سے  
 جھانک کر دیکھا باغ میں ہزار ہا جادو گر پھر رہے ہیں عمر و نے پکار کر آواز دی شہنشاہ سیما  
 سے خبر کرو کہ احمر جادو و شہر داؤد یہ سے فرمان خداوند و او و لیکر آیا ہی اندر طلب کرین  
 فرمان پڑھ کر جواب دین عمر و نے دیکھا ساحر سننے ہوئے چلے جاتے ہیں کوئی جواب بھی  
 نہیں دیتا جب عمر و بہت چنچا ایک ساحر نے بڑھکر کہا ای برادر اسوقت چلے جاؤ دروازہ  
 بند ہی شہنشاہ سیما کا حکم نہیں ہی سیما ب خود تڑپ رہے ہیں بیان ساربان زاد  
 کی آمد ہی اسواسطے بند دست کر رہے ہیں اور وقت آنا کیون عمل چانے ہو سرکھائے جلتے  
 خود بھی خداوند و او و آئینے تو دروازہ نہ کھلے گا یہ کہر وہ ساحر چلا گیا اب عمر و حیران ہوا کہ  
 یہ بڑا غضب ہی ہماری آمد کا یہ انتظام ہمیں اپنی قدر نہیں شہر دن میں جا بجا نام ہی شعر  
 ذکر میرا مجھ سے بہتر ہی کہ اُس محفل میں ہی رتبہ دیکھو میرے کہنے کا کہ اُسکے دل میں ہی  
 عمر و ہر چند پکارتا ہی ایک ایک کو لکارتا ہی کوئی قریب دروازے کے نہیں آتا اب



عمر و نے ڈرانا شروع کیا کہ یارو جاکر خداوند راؤ سے کہہ دوں سب کو سنگ سیاہ کرونگے  
 شامت آجائگی زمین باغ سیاہ بجائگی ایک نخل اتر دیا ہنگر سب کو کھا جائیگا ہر ایک شلخ  
 مار سیاہ بنکر ویسلی پتے بچھو ہر سر و خرس بدخو شیر زمین سے پیدا ہونگے چیر بھاڑ کر سب کو بھینک دینگے  
 لاکھ عمر و نے رنگ جمایا کسی باغی نے جواب نہ دیا اب عمر و حیران ہوا کہ میں کیا کروں کیونکہ  
 اندر باغ کے جاؤں کہ اتنا نخل چاؤں کوئی بھی نہیں سنتا جب عرصہ دراز گزرا عمر و نے  
 دیکھا ایک باغبان بچہ نوجوان سبزہ آغا زلال بگڑی سر پر دوہری مرزائی مین سلکھ کی دھوئی  
 نری کا جوتا گیندے کا بارنگے مین چاندی کے موٹے موٹے کڑے ہاتھ مین تھل رہا ہی عمر و نے  
 اسکو تا کا پکارا کہ بھائی باغبان ہم خداوند راؤ کے پاس سے نام مع تحفہ جات لیکر آئے  
 ہیں ذرا دروازہ کھول دو اسنے بھی یہی جواب دیا کہ میان انجی قفل کی تو میرے پاس ہو گشتنشا  
 کی مانعت ہی باغ مین آنے کی کونسی صورت ہو اسوقت چلے جاؤ کل آنا عمر و عیار بڑا قراق ہو  
 لیٹر قاتل ساحران سردار مکاران اس سرحد مین آیا ہوا ہی سرخا ب و عقاب کو مارا کئی  
 سو ساحرون سے لڑا صحیح و سلامت نکل گیا اسواسطے دروازہ بند ہو کہ وہ باغ مین نہ گھس سکے  
 سب کو لوٹے باغ کے ساحر مال اسباب چھپاتے پھرتے ہیں بھائی مین نے بھی تھالی لٹیا  
 چمن مین دفن کر دی جو کچھ نقدی ہو اپنی مینٹ مین رکھ لیا وقت بوقت بھگدڑ پڑے کا پیسہ  
 پاس رہے عمر و نے کہا بھائی دروازے کے قریب آؤ دروازہ نہ کھولو دو مین با مین کر کے  
 چلے جاؤ باغبان بچہ قریب آیا عمر و نے کہا بھائی دروازہ کھول دو خداوند کا نام لیلو باغبان  
 نے کہا نہیں صاحب ہماری نوکری جاتی رہیگی ہم دروازہ نہیں کھولینگے یہ کہہ مٹھ پھیر کر چلا  
 عمر و نے کہا بھائی جاؤ نہیں نہ کھولو ایک بات اور سن لو وہ پھر پٹا عمر و نے کہا ہم خداوند کے  
 نامہ دار ہیں اگر ہمیں اندر آنے دو گے قدرت سے کہہ کر تھیں بادشاہ کرائینگے ایک شہر و لواد  
 مزے سے سلطنت کیا کرنا زندیان نوکر رکھنا سیکڑوں خدمتگار مصاحب جو بدار رئیس و امیر  
 و وزیر ہاتھ باندھے کھڑے رہینگے تاج جو اہر کا تھارے سر پہ ہوگا تخت زبرجدی پر بیٹھو گے  
 میان سیما بھی تھیں سلام کرنے آئینگے ایسے ایسے بادشاہ تھارے دربار مین بار نہ پائینگے  
 مگر بھائی ہکو وزیر کرنا روپیہ تحصیلا کرینگے ہر وقت خزانے مین تھارے دو چار کرو جمع رہینگے



دیکھو بھائی روپیہ کو عزیز کرنا برادری والوں سے نہ ملنا میان چودھری تمھارے جو حقہ پانی بند  
کرتے ہیں ڈھڑیچے کی علت میں بکڑوا بلوانا اُسے کھار کی چور و گھر میں بھائی، سب کا دھرم  
ناس کرتا، کھار گانجہ پینے والوں کا پاس کرتا، اب تو باغبان بچے نے ان باتوں کو خوب گوش  
ہوش سے سنا جواب دیا بھائی تمھاری مہربانی وزیر کیا تھکوا پنا نائے بناٹینگے چودھری حرافراد  
کی ناک کٹوائینگے گرد و ازہ کھولنا مشکل ہی ہم شہنشاہ سیما ب سے پوچھ آئیں تم کھڑے رہو  
عمر و نے کہا ابے تو بڑا گدھا، ہماری بات تیری سمجھ میں نہیں آئی دمبدم سیما ب کا نام لیتا  
ہی پارے کی کیا حقیقت، دو انگاریاں رکھ دینگے اڑ جائیگا خیر ایک کام کرو قفل کھولو  
ہمیں اندر نہ آنے دو جو مال خداوند نے بھیجا، وہ تو لیلو باغ میں لاکھوں جاو و گرہن عمر و  
سے یہ خوف، ایسا نہ ہو کہ راہ میں اس مال کو ہم سے چھین لے ہم تو اکیلے ہیں اب باغبان کچھ  
قریب آیا کہا مال کیا، عمر و نے کہا کچھ اشرفیاں کچھ جوہرات، اسکا لینا کیا بڑی بات، باغبان  
کے نے کہا ہم دیکھیں عمر و نے اشرفیاں زرد زرد ہاتھ پر رکھ کر دکھائیں باغبان کچھ چمن زعفران  
کو دیکھ کر ہنسنا دل میں سوچا یہ لات و منات کی عنایت، ہر مفت میں مال ملتا، اس غدر  
میں کون پوچھے گا بعد دو چار دن کے تحقیقات ہوگی پہچان بھی نہ سکیگا ایسا مال پا کے ہم نوکری  
کا ہیکو کرینگے گاؤں میں جا کر ٹھاکر چاچا کے ہاں بیٹھ رہینگے یہ سوچ کر کمالاوجی مال اور نامہ ہکو  
دید و تم ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاؤ عمر و نے کہا اچھا بھائی کھولو مال لیلو ہم سے بوجھ اتر جا  
مفلس کو کون پوچھے گا نقد جان قبیح جائیگی باغبان نے جنید سے کچی کھولی قفل کھول کر زمین پر  
رکھا زنجیر کھول کے دروازے میں ٹھٹھا اڑا دیا درار سے ہاتھ باہر نکالا کہا لاؤ بھائی کہیں تمھاری  
مشکل آسان ہو سویرے سے اپنے گھر پہنچو جیسے ہی اُسے ہاتھ نکالا چاندی کا گڑا ہاتھ میں تھا  
عمر و کے منہ میں پانی بھرا یا عمر و نے خنجر نکال کر باغبان کا کھٹ سے ہاتھ کاٹ ڈالا باغبان بچے  
نے ہاے کا نعرہ کیا چیخا ہوا بھاگا عمر و نے دھکا دیا دروازہ کھل گیا عمر و اندر آیا دیکھا باغبان  
ہاتھ سے پرناہ خون کا بہتا ہوا روتا پیٹتا بھاگا جاتا، عمر و نے آواز دی ابے مال تو لیتا جا  
دوسرا کڑا مجھے دے وہ تو جا کر کسی چمن میں ہوش ہو کر گر پڑا عمر و جھپٹ کر ایک گوشے میں آیا  
اسد غازی کو زنبیل سے نکالنا ظہر بن پر واضح ہو کہ جلد اول میں ارما س بن طراس



برائے مقابلہ لشکر مرخ آیا تھا اسکے پاس چادر جمشیدی بھی مہتر قرآن نے اُسکو قتل کیا تھا وہ چادر لیکر مہتر برق بھاگا تھا اُس چادر پر سحر تاثیر نہیں کرتا مگر وہ چادر زمیں میں رکھ لی تھی اسوقت نکالی اسد غازی کو اڑھائی سلاح جنگ بچھیل جسم پر اُس شیریشیہ جرات کے آراستہ کیے کہا اے نور نظر اڑتے بھڑتے نکو بلغ سیاب میں لیکر آئے ہیں لاکھوں ساحرون سے مقابلہ ہوا اب وقت جرات ہی اڑھ کر اپنے کو گلہ مستہ ہائے لوح تک پہنچاؤ مالک طلسم عالم فضل اپنا شریک کرے لوح طلسم ہوش ربا دستیاب ہو مگر آج امتحان زور صا جفرانی ہوا دریا کے آہن کا جھیلنا جان پر کھیلنا میں برائے جان نثاری حاضر ہوں اسد غازی نے فرط محبت سے ہاتھوں کو خواجہ کے بوسہ دیا کہا حضور آپ کے تصدق سے یہ دن نصیب ہوا یہ کہہ کر اسد غازی آگے بڑھا ایک ہاتھ میں تیتھ بیدریغ ایک میں سپر فولادی فرخ دامن اس صولت سے یہ دلیر صفت شکن بڑھا عمر و پشت پر مثل ہمزاد ہمراہ ہوا یہاں سیاب جادو کرسی پر بیٹھا تھا یا تو ابر میں جنبش تھی یا ابر نے چرخ مارا ابر سیابی تڑپا سیاب گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا کہا لو یار عمر و عیار مع طلسم کشا ضرور بالضرور اندر بلغ کے آگیا افراسیاب نے علامت بتا دی تھی وہ ظاہر ہوئی دیکھو ابر سیابی کو اضطراب ہو مثل زلف مہوشان بیج و تاب ہی ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ پشت سے شیر کے نعرے کی آواز آئی زمین بلغ کی ٹھرائی نخل کلنے طائر درختوں سے بدحواس ہو کر بھاگے رنگ بلغ و گرگون نوجوانان بلغ کا کلیجہ خون نعرہ اُٹھ

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ | بدرم دل شیر و چرم پلنگ | | شہنشاہ نام آور و کامران

اسد شیر دل ابن صاحب قرآن | باشیدا کی کفار ان بچیا و ای نابکاران | | پردغا شیریشیہ میں آگیا

بدون شکار کب پلٹتا ہی سیما پنے دیکھا چمنستان سے یوں اسد غازی برآمد ہوا جیسے دھان کے مکھیت سے ظہور نیر اعظم چہرہ آفتاب عالم تاب رعب و جلالت و داب پیشکار تہور و شرافت ناصیہ سے آشکار قدس و بلغ صولت آنکھیں رشک چشمان غزال صحراے ہیبت تیغ برق مثال دست زبردست میں شیرانہ ساحران غدار پر آکر گرا سیما پنے آواز دی خبردار جلنے پائے ہاں بار و مار لو طلسم کشا کو چار جانب سے گھیر لو خواجہ عمر و پہلو پر اسد غازی کے مگر اس کیفیت سے کہ گلیم کا ندھے پر خنجر برہنہ ہاتھ میں جادو گر نکلا



جو بلوہ ہوا عمرو تو گلیم اور طکر مخفی ہوا مگر سد شیر دل پر ساحرون نے بلوہ کیا چار جانب سے  
 حربہ ہائے سحر پڑنے لگے بسبب چادر جمشیدی کے سحر کس کا تاثیر نہیں کرتا اس نے چیر ہاتھ مارا  
 دو ٹکڑے کیے کسی پر او جھڑپ کی لگائی خود سر کا سر پٹ گیا ہائے کھڑک زین پر گرا کیسلی کمر میں ہاتھ  
 ڈال کر اٹھایا گرد سر کے چرخ دیار زمین پر مارا سر غرق زمین ہوا ٹانگیں پھرائیں روح نجس نے جسطرف  
 سے راستہ پایا نکل گئی جب عمرو دیکھتا ہے کہ اسد غازی پر زیادہ بلوہ ہوا اپنے کو ظاہر کر کے  
 لڑائی میں مصروف ہوتا ہو مگر دل سے دعا ہے کہ خداوند اس قدر فوج کا کیونکر خاتمہ ہو گا تا بیکہ رہتا  
 لوح رسائی نہایت دشوار ہو چھیا ب فوج کفار حقیقت میں سیما ب نے گرد اس چو ترے کے  
 صفین باندھیں ہیں لوہے کی دیوار میں معلوم ہوتی ہیں دریائے فوج ساحران کا جوش بگیر

بزن کا خروش نظم مصنف ہو اگر مہنگا مہ گیر و دار کہ باشندای کا فران بیجا منم رہو جادہ صفدری نظر کردہ شاہ عالی جناب عمرو بھی بمر دی وقہر و عتاب یم لکر کا دمبدم جوش تھا کبھی جوش میں آکے مارا حباب بقہر و غضب کافروں سے لڑا لڑائی میں مصروف بخون و بیم	اسد شیر دل تھا جو مصروف جنگ زمین باغ کی بنگی لالہ زار منم شیر صولت یل ذی وقار کہ باطل کمن مذہب سامری چو تیغ یلی بر کشم از غلاف لیے ہاتھ میں تیغ برق تاب کبھی حقہ لفظوں سے چلا گرا دم سے ساحر بصد اضطراب قمر مہر خالق سے وہ شیر نر وہ فوج گران اور وہ جنگ عظیم	ہراک کافر و سیہ تھا بہ تنگ وہ نعرے اسد کے بوقت و غا منم صفدر و صف شکن نامدار من آیم سر کوب افراسیاب تزلزل فتد از میان مصاف کبھی حملہ ور گاہ روپوش تھا لگی آگ منہ نار یون کا جلا کبھی نیچہ کھینچ کر جا پڑا مہ اوج اقبال و فضل و مہر مگر سیما ب خانہ خراب نے
--	--	---

دیکھا کہ صد ہا ساحران نامی کو اسد غازی نے قتل کیا کس زور و شور سے یہ چھیا سحر کر رہا ہے  
 دم افسونگری کا بھر رہا ہے مگر اسد پر تاثیر نہیں ہوتی سیما ب گھبرا یا کہ یہ کیا معرکہ ہے سحر جواب  
 دے رہا ہے اور اسد نے تاک تاک کر افسرون کو قتل کیا غصے میں تیغ سحر کھینچ کر جا پڑا اسد  
 شیر دل پر تلوار کا وار کیا شعلے گرے مگر اسد کے جسم پر نہ پڑے اسد نے قدم مروی بڑھا کر  
 تیغ سحر کو سپر فولادی پر گانٹھا نعرہ شیرانہ کر کے ہاتھ مارا سیما ب نے تڑپ کر سپر سحر کو چہرے کی



پناہ کیا مگر نسیب تیغ اسد سے بھرا گیا آئینہ شمشیر میں جلوہ عروس مرگ دکھلائی دیا تیغہ برق مثل  
 تر پیکر گری سپر کو کاٹ کرتلج سر کو کاٹا سر پر گری اوچھا ساز خم آیا تھا سیما ب نے اپنے کو یا سامری  
 کہکڑ میں پر گرا دیا سیما ب تھا تر پیکر نکل گیا اسد جھپٹا بیچ میں ہزار دن ساحر آگے لڑائی ہونے  
 لگی سیما ب جھاڑ پونچھ کر اٹھا اب نہایت تر و ہوا دل سے کہتا ہوں مابدولت کے سحر نے تاثیر  
 نہ کی اب فتح سے دل نا امید ہوا سیما ب اس میں کچھ بھید ہوا سیما ب نہایت ساحر زبردست  
 و چست و چالاک سحر و ساحری میں بیباک تمام باغ اشیائے سحر سے ملو قریب ایک نخل کے  
 آیا پیشانی پر نشتر مارا قطرہ اپنے خون کا لیکر بیچ نخل پر مل دیا آواز دی اوی سحر سامری یہ کیا  
 شاخسانہ ہوا ساحر و ن کی تباہی کا ہانہ ہوا آج باغ میں نیا گل پھولا رنگ سحر کا طلسم کشا پر نہیں جتا  
 غنچہ خاطر پژمرده نہیں کھلتا ہزار ہا سروقہ قتل ہو گئے مگر نخل سحر سے نہیں حاصل ہوتا طلسم کشا  
 باغ باغ جھونکے باد خزان کے باغ امید سامری پرستان پر چل رہے ہیں اوی سر سبز کن شاخ نخل  
 امید دیکھیے آپ کے بندوں کے دم نکل رہے ہیں بیچ نخل سے ایک برق چمکی آواز آئی اوی  
 سیما ب بدون تدبیر اگر طلسم کشا سے مقابلہ کرے گا کشتہ ہو کر خاک ہو گا ہاتھ سے طلسم کشا  
 ہلاک ہو گا چادر جمشیدی طلسم کشا اوڑھے ہیں جب تک وہ جسم سے جدا نہ ہو گی سحر تاثیر نکر یگا  
 جمشید نے برسوں خاک چھانی تانا بتجاری کی خبر دی سے سوت کا تا لکڑیاں بنائیں روئی  
 دھنکی تانا بانا چڑھایا یہ چادر تیار ہوئی کھان کے ٹرے تھے چادر میں تاثیر پھری کیون کوئی بہر  
 قریب جاے کیونکر کوئی شیطان ہو نہ ہلائے جلد تدبیر کرنا وہ نہ تقریر کر یہ سنکر سیما ب گھبرا یا  
 غصے سے پسینہ آیا گوشہ باغ میں آکر دستک دی ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون اثر و دم  
 کندہ جہنم تیغ و سپر ہاتھ میں لیے زنجیر آہنی کمر سے باندھے جھومتا ہوا سامنے سیما ب کے آیا  
 کہا اوی شمشاد کیا حکم ہوا آج کیون غلام کو تکلیف دی کیا سرکار پر مصیبت پڑی سیما ب نے کہا  
 اوی اہرمن طلسمی طلسم کشا باغ سیما ب میں آگیا جرات اسکی جوش پر چادر جمشیدی دوش پر  
 جلد جا شعبہ طلسمی دکھا چادر چھین لے ورنہ آج باغ سیما ب کا خاتمہ ہو لڑتا بھڑتا وہ جوان  
 قریب چوڑے کے پہنچ چکا ہوا اگر لوح پاکیا زندگی سامری پرستون کی دشوار وہ جوان عالیوقا  
 رستمانہ جنگ میں مصروف ہوا یہ سنکر وہ اہرمن ملین تیغ تو لٹا ہوا سامنے اسد نامدار کے



آیا آواز دی او طلسم کشا کیا ساحرون پر وار کر رہا ہر مردان عالم سے آنکھ چار کر قریب آہم پر وار کر  
اسد غازی شیر و لیر تو کتے ہی جا پڑا اہرمن نے ہاتھ مارا اسد نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا  
ہزاروں ساحر نیزہ و شمشیر کے وار کر رہے ہیں اسد کی ذرا جو پلک جھپکی اُس زنگی سیاہ رو نے  
ہاتھ بڑھا کر چادر دوش سے اسد کے کھینچ لی چادر زمین پر گری اسد نے چاہا جھلک کر اٹھاؤں  
سیما ب دیکھ رہا تھا ایک گولہ مارا وہ اہرمن ہاے کھڑکھٹ کے بھل زمین پر گرا جسم سے  
ناری کے آگ نکلی چادر جمشیدی جلنے لگی اہرمن نے ایک چچ ناری او سیما ب خانہ  
خراب میرے ساتھ دغا کی مگر او پا جی ہمارا جلانا کیا خالی جائیگا حقوڑی ہی دیر میں منہ کی کھا گیا  
کتے کی موت مارا جائیگا چشم زدن میں چادر جمشیدی اور وہ زنگی جل کر خاک کا ڈھیر ہو گئے  
اسد غازی غصے میں بڑھے تھے سیما ب نے صرف آنکھ سے اشارہ کیا غضب کا اشارہ  
تھا اسد لڑکھڑا کر زمین پر گرا زمین نے پاؤں تھام لیے ہاتھ بھی بے حس و حرکت ہوئے چہار  
جانب سے ساحر اسد پر بلوہ کر کے چلے عمر و گلیم اوڑھے ایک گوشے سے یہ معرکہ حیرت افزا  
دیکھ رہا تھا اسد کے گرتے ہی کلیجہ پھٹ گیا گلیم اتار کر نعرہ کیا حقہ آتش بازی مار دیا حقہ روغن  
لفظ بھی پھینکا کئی سو ساحر و اصل جہنم ہوئے پرے کے پرے درہم و دیرم ہوئے عمر و حیرت کر کے  
برابر اسد کے آیا مثل پروانے کے گرد پھرنے لگا کبھی گلیم اوڑھ لی کبھی بیقرار ہو کر ظاہر ہوا  
مثل برق جہندہ عرصہ دراز تک لڑا ایک ساحر نے چاہا اسد پر نیزہ مارے عمر و نے  
گلیم اتار کر اُس پر ہاتھ نیچے کا مارا سیما ب نے فوراً گھبرا کے آواز دی عمر و بھی برابر اسد کے  
گرا سیما ب جاوونے آواز دی او نامرود و دونوں کے سر کاٹ لو خواجہ عمر و بیقرار ہوئے

ایکشانندہ خزانہ جود	ہاتھ واسطے دعا کے بلند کیے پکارا اٹھے نظم و عاسیہ	نقش پیوند کار گاہ وجود
ہم زمین ساز و ہم زمین پیوند	لو کب آراے آسمان بلند	بودنی را ہمیشہ بود از تو
آفرینش رقم کشیدہ نست	بودنا بود را وجود از تو	ہرچہ چیز نیست آفریدہ نست
در مکنجد بود ہم آدمیان	در بنائے بہ فہم عالمیان	آدمی کیست خاک بے سروا
سخن آنجا کہ از خدا دانی	گو بداند خداے را چو خدا	لاف دانش دلیل نادانی
کی سدا ز شناور می بکنار	مور کاقت میان دریا بار	



عقل گو صد ہزار رنگ مستحیت	از خجالت پیائے بس بگرخت	ہر چہ اندر جهان بداند کس
ہمہ دانندگان تو دانی و بس	دیگر خدا یا بجاہ و خداوندیت	کہ بخشی مقام رضا مندیت
طبع نیست از کشت بیجا صلح	بخشنودیت کار و دار و دم	بسے شرمسارم ز نفس فضول
ز طاعت مکر ز عصیان ملول	کہ نیک و بد مہر دو بنود روا	چو عصیان بود طاعت مہر ناسزا
ندارم بجز عجز چیزے بکف	شد از کف مرا نقد فرصت تلف	بخشید سودے جگر خواریگی
من و دوست و دامان بیچاریگی	بدر گاہت آورده ام عجز خویش	سرا ز شرم بے برگی افکنده پیش
نگیری چنان دست افتادہ	کہ خود از کرم ہستیش دادہ	بیک عمر در نعمت زبستم
اگر اے درت نیستم کیستم	اگر مست بنما در دیگرم	و گرنہ بجرمان مران زمین درم
در افتادگی از کہ خواہم مدد	مدد از کہ افتادگان را رسد	خروشان خراشم جگر و نفس
کس نیست غیر از تو فریاد رس	ز خاک نفس ار مغان بہار	فرستم صفیر دل سو گوار
بہر حاجتم از تو امیدوار	کہ ہم فیض بخشی ہم آمرزگار	عمر و نئے جو بیقرار ہو کر دعا کی

دریائے رحمت الہی جوش میں آیا آسمان سے نعرہ ہوا منم باغبان قدرت منم صاحب عقل  
و شعور بلکہ مخمور منم مسخر کن غیب و شرق یعنی رعد و برق منم سیف قاطع اعنی برق لامع  
منم گل حقیقہ جاہ و وقار اعنی ملکہ بہار منم صفت شکن ملکہ بران شمشیر زن یہ ساحران نامی جان  
نثاران گرامی کوئی زمین سے نکلا کوئی آسمان سے مثل برق گرا سحر کرنے ہوئے قریب اسد  
و عمر و پونچے پہلے عمر و پر سے سحر اتارا عمر و لٹھتے ہی گلیم اڑھکر مخفی ہوا اسد شیر دل نے تلوار  
کھینچ کر نعرہ کیا سب سے پیشتر ملکہ بہار نے آئے ہی گلہ ستم مارا پھول کھلے ہوئے اپنا رنگ بانڈھا  
گل سحر شگفتہ ہوئے گل حیات کفار ان مرجھائے طفلان غنچے کو اضطراب شاخون کو بیج و تاب  
جو انان چمن اگر نا بھوئے شمشاد سیدھے نہو سکے نرگس شہلا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے سنبھلنے  
بال نوچے سو سن گونگی بہری نہروں سے طوفان اٹھا جوش ہوا کہ کافرون کو ڈوبون لب نہر سے  
صدا آئی بھاگ جاؤ آبر و بچاؤ گل سمن و یاسمن پر تازہ بہار لالے کی نگاہ قہر آگین جو خوار طائر و  
نے غل مجائے باغیوں کے ہوش اڑائے غل ہوا آمد فصل بہار ہی جدھر دکھو دیوانوں کی قطار  
ہوئی ہزار ساحر دیوار دور سے سڑکھانے لگے سرکشوں کو غش آنے لگے مخمور نے دانہ یا قوت احرار



کانکا لکرار کئی سو کے سر پھٹے ٹیشلی آنکھوں پر ہزاروں کے گلے کٹے باغبان نے پھولوں کا گیند  
 مارا شہر ہاے آتش نکلے ناری جل تھن کے خاک ہوئے رعد نے چیخ ماری کئی سولہ گھڑا  
 گرے جو مغرور تھے اُنکے سر پھٹے برق تڑپ کر گری کئی سو کو کاٹ کر کل گئی برق لامع نے  
 قیامت برپا کی زلف شگون ہلا دی اندھیرے میں سیہ رو گھبراتے تھے درختوں سے سرگراتے  
 تھے بُرآن کا اختر مردار بد چلا جس بد بخت پر اختر مرداریدار استارہ اُس منحوس کا گردش میں  
 آیا کچھ تدبیر نہ بن پڑی بد اختر نے سر شاک کے جان دی سیما ب نے دیکھا کہ ان ساحران نامی  
 نے ہنگامہ برپا کیا زمین ہلا دی چشم نہ دن میں ہزاروں مارے گئے باغ میں لاکھوں کا  
 کھیت ہوا دریاے خون جاری ہوا اسد کو ان سمجھوں نے بیچ میں لے لیا سحر سے ساحروں  
 کے بچاتے جاتے ہیں اپنا سینہ سپر کرتے ہیں خواجہ گلیم اوڑھے کنارے کھڑے دیکھ رہے ہیں  
 الامان الامان کر رہے ہیں خداوند اسب کو بچا ناگر سیما ب جادو کسی کے سحر کو نہیں مانتا  
 سب کو جواب دے رہا ہی سرداروں کو تو اپنے نہیں بچا سکتا اپنان سمجھوں نے قیامت برپا  
 کر دی باغ لاشوں سے بھر دیا ہزار ہا زنان فاحشہ ہوش ربا کو سیوہ کر دیا باغبان قدرت  
 پر سیما ب جادو غصے میں جا پڑا اسم سحر پڑھ کر گولہ مارا باغبان نے اُس گولے کو کاٹا  
 اُسہیں سے برق چمک کر باغبان پر گری ہر چند رو کا نہ رک سکی سر زخمی ہوا روئے زیا  
 باغبان گلگون ہو گیا بہار نے بڑھ کر مقابلہ کیا کئی گلدستے مارے اُس بھیا نے آتش سحر سے  
 جلا دیے آتش بہار پر بھی زوال آیا پھول سا چہرہ کھلایا برق و رعد کو بھی زخمی کیا برق لامع  
 خوب لڑی ندی خون کی بہا دی ہزاروں کو جلا دیا صدمہ ہا کو خاک میں ملا دیا آخر سیما ب نے کار و سحر  
 پھینکی برق لامع کا شانہ نشانہ ہوا بُرآن نے بڑھ کر آواز دی اوی بھیا خبردار یہ سرداران  
 نامی رونق لشکر اسلام ہیں طاسم ہوش ربا کی زینت صاحبان جرات و جلالت بے ادبی نہ کرنا  
 خون سے ہاتھ نہ بھرنا عرصہ دراز تک سیما ب و ملکہ بُرآن سے سحر چلا کر یہ بھیا بلاے روزگار  
 ہی بانیان طاسم نے محافظ لوح قرار دیا ہی ہر طرح کے سحر کو دفع کرتا ہی پہلو نشین سامری رگ  
 وریشے میں افسونگری افراسیاب کا قوت بازو زینت پہلو بد شرت بد خو آخر سرداران کا  
 برق سحر سیما ب سے زخمی ہوا اپنے ساحروں کو لٹکا رہا ہی ایک ایک کا نام لیکر پکار رہا ہی



ای مردان بکوشید تا جامہ زنان پوشید ملت روز جنگ ست جنگ باید کرد و کوشش نام و  
 ننگ باید کرد و ایک جانب نقیب کرکیت صدائیں دے رہے ہیں ای ہندگان سامری  
 روز جو افریدی ہی باغیوں کا ہنگامہ ہی نام کرو دشمنان افراسیاب کو گھیر لو جانے نہایت کشتی  
 سے باز آئیں سرکار شہنشاہ سے جاگیر پاؤ گے سرفروش کلاؤ گے افراسیاب ایک ایک  
 کو نہال کر دیگا سپرین تھاری زر سرخ و سفید سے بھر دیگا ان صدائوں کو سنکر ملازمان سیما  
 آمادہ سرفروشی لب پر مہر خوشی بہار جاوونے کنارے اگر زخم سر کو باندھا دور سے دیکھا  
 بران پر بلوہ ہو چار جانب سے ساحران ناہنجار نے گھیرا ہی گلدستہ لیکر پھر بڑھی آمادہ  
 مرگ و مہیاے قضا ہوئی جو الفاظ رنگین غنچہ دہن سے نکلا کھل کر پھول ہوا گلدستہ کو پانی کے  
 چھینٹے دیکر شگفتہ کیا آواز دی ای نکست و گل اندام جلد آؤ غنچہ خاطر شگفتہ کرو کافرون پر بلا

نازل ہو یہ کھل کر گلدستہ مارا رنگ بہار دوبارہ جا غزل

پیغام رستخیز ہی آمد بہار کی نکلا تھارے منہ سے کوئی سخن در	شادی بہار کی ہو ہی چین در رکھا وہاں تنگ نہ مطلب کو ناما
پیوند مہر و ماہ لگاتا ہی روز و شب پہونچا نہ ایک تابہ گلو پیرین در	کر باغبان نشیب فراز چین در دست جنون قید تعلق سے دی بجا
ہوئی ہیں جوش عشق میں جو جوت کیا رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن در	ہوتا ہی پھر نشان فرار کمن در ساقی بھلا ہو خیر بو کوئی جام و
رنگ وئی سے آئنے دل ہی پاک صاف ہوتے نہیں ہیں عشق کے بیمار تندر	کر تے ہیں غنچہ چمن پیرین در بیفائدہ ہیں چارہ گردن کی مشتقین
بدلو رویت اور کہ جی بھر گیا نسیم ہو اور طرح زلف عروس سخن در	زخموں کے مد تو نہیں ہو میں دہن در

اس سحر میں بھی بہار نے ہزار ہا کو پامال کیا صد ہا مثل برگ خزان دیدہ زور و زمین پر گرے  
 کھو کروں میں فوج کی پامال ہوے اب کی سیما نے قہر و غضب میں ایک ترچ نہر چیب  
 سے نکالا اپنے خون سے اس کو سرخ کیا اسم کا پڑھ کر ان سب پر پھینک مارا ترچ نہر پھٹا  
 معلوم ہوا صور اسرافیل پھینکا قریب تھا کہ محمور و غیرہ کے کان کے پردے شق ہوں ہر چند



اپنے کو سنبھالانہ سنبھل سکین لہذا لہرا کے زمین پر گرین زبا میں بند سحر فراموش بہوشی کا ہوش  
ایک سمت اسد نامہ ار بھی گر کر بہوش ہوئے سیما ب تیغہ کھینچ کے چلا کہ جا کر سبکو قتل کروں  
عمر و کا کلیجہ منہ کو آگیا بقرار ہو کر ویا خالق بے نیاز کو پکارا خداوند ان سردار و نکو بچالے  
بدعت سے اس جلاو کے نجات دے کہ آسمان سے نعرہ ہوا او سیما ب خانہ خراب  
دست خود را نگہدار ماہم رسیدیم منم صاحب چتر و شان سرکوب کا فران برہم زندہ فوج  
ساحران غلام جدید صاحبقران شہنشاہ طلسم نور افشان رستم نظیر منم کوکب روشن ضمیر  
عمر و نے دیکھا کہ کس زور و شور سے کوکب آیا تیغہ برق نظیر دست زبردست میں کھنچا ہوا  
تاج زبردی بر سر زرہ یا قوتی زریب جسم انور جوان رعنا جرات و شوکت میں یکتا پہونچتے ہی  
سحر کیا بران و باغبان و مخمور و درعد و برق و برق لامع و بہار کو ہوش آیا اسد  
تیغہ ٹیک کر سنبھلا کوکب نے دیکھا یہ سب انتہا کے زخم دار ہیں کثرت جراحت سے بیتاب  
و بقرار ہیں کہا تم لوگ سحر کر کے نکل جاؤ میں سمجھ لو لگایہ تو سب پر پردہ از پیداکر کے نکل گئے  
کوکب روشن ضمیر اسد نامہ ار کی پشت پر آیا عرض کی ایشیر بیشیہ صا صاحبقرانی بسم اسد  
بڑھے غلام برائے خدمتگزاری حاضر ہو یہ کہ کوکب نے چند سنگریزے زمین سے  
اٹھائے طرف آسمان کے پھینکے بت پرستوں پر پھر برسنے لگے ہزار ہا سنگدل و اصل جہنم ہو  
سیما ب کو لکارا او بھیا دیکھ یہ طاسم کشا ہی جستجوئے لوح میں یہاں تک آیا صاحب جرات  
واقبال ماہ آسمان جاہ و جلال ہر بردشت جرات فریدون فرسکندہ رشتت آکر اسکے قدموں کو  
بوسہ دے اطاعت اسلام قبول کر دولت کو میں حصول ہوا انشاء اللہ طاسم تمام ہوئی جہا بجا  
و نکا اسلام کا بھیکا کفر کا نام نہ باقی رہیگا ستارہ سامری پرستان گردش میں آگیا جو اس  
باقبال کے شریک ہو جائیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ ذلیل و رسوا ہو کر جہنم واصل ہوگا  
شجر بغض و عداوت سے یہ شجر حاصل ہوگا سیما ب کوکب کو دیکھ بقرار تو ہوا مگر جو جب  
مصرع تربیت نا اہل را چون گردگان برگینداست پہ چکنا کھڑا تھا آب نصیحت نے تاثیر  
نہ کی جواب دیا اے کوکب تم نے غضب کیا دین جد و آبا چھوڑا کیا باپ دادا بوقوف تھے  
انکو ان امورات کے نہ وقوف تھے تیرا قتل واجب و لازم ہی شہنشاہ طاسم ہوش رہا ہے تو



دشمنی پیدا کی وہ بادشاہ عالیجاہ طاسم نور افشان مین آگ لگا دیگا سر کو بیان کر چکا جہا نکیر بن  
صاحبقران کو لایا ابھی چند دن کا ڈر کر ہی سورخ مور و مار تلاش کرتے تھے چھپنے کو جگہ  
نہ ملتی تھی ابکی مرتبہ بے قتل کیے نہ چھوڑے گا طاسم نور افشان کو مٹا دیگا بھاگتے راستہ نہ ملیگا  
جس ہوس مین ہو وہ نہ پوری ہوگی لوح طاسم ہوشربا نہ ملیگی آگ لگا دوں گا پانی برساؤں گا میر  
سحر خداوند سامری ہن رگ وریشے مین شعبہ بازی بھری ہو مین کیا دین جد و آبا  
سے پھر ونگا جس خدا کو دکھانہ بھالا اسکو سجدہ کروں گا یہ کلمات مہمات سنکر کوکب روضہ ضمیر  
کی ابرو وون پر بل آیا قبضہ شمشیر برق مثال پر ہاتھ ڈالا جواب دیا او نامرد کیا یہودہ بکتا  
ہو افراسیاب نے کد و کاوش کی طاسم نور افشان کے مٹانے مین بڑی کوشش کی میرا کچھ  
نہ کر سکے جہا نکیر بن صاحبقران کو لا کر صف کی کھائی وہ شیر دلیر ہمارے آقاے نامور کا  
نور نظر تھا شیر پیش قدمی و ظفر تھا آخر حق بہ حقدار رسید اپنے قبلہ و کعبہ سے ملے غنچہ آرزو  
کھلے باغیوں کو داغ ہوا ہمین غم سے فراغ ہوا اب انشا اللہ وقت قتل افراسیاب  
قرب آیا ٹھوکرین کھا کر گلا ذلیل و رسوا ہو کر مارا جا گیا غافل مغرور نشہ باوہ نخوت مین چور  
تو اپنا زور بازو دکھلا اس نامرد کے نام سے نہ ڈرا سیما ب یہ سنکر آگے بڑھا سحر کرنے لگا  
گوئے ترنج و نارنج سب اسباب جھولی کا صرف کیا کوکب نے سب سحر دفع کر دیے چمن ہا  
طولانی لاشہاے ساحران سے بھر دیے سیما ب سحر کرتا ہوا قریب آیا تیغہ سحر کرے نکالکر  
کوکب پر برس پڑا پتیرے بدل بدل کے کئی ہاتھ لگائے کوکب نے خالی دیکر صدمہ شجاعت  
ہاتھ بڑھایا کلائی سجیائی اس زور سے تھامی یقین ہوا شیر کا پنجہ کلائی پر پڑا استخوان توڑ کر انگلیاں  
نکل جائیگی کوکب نے جھٹکا مارا سیما ب ترپاکہ ہاتھ چھڑاؤن نکل جاؤن سحر کروں گروہ دست  
زبردست پنجہ اجل تھا کسی پیر نے سجیائی دستگیری نہ کی ہیہات ہیہات کی صدا تھی کوکب نے  
بقہر و غضب تمام ایک طمانچہ مارا سر اس خود سر کا چہرہ گردن سے اڑ گیا لاشہ زمین پر گر سیما ب  
کشتہ ہوا طمانچہ مارنا اکسیر ہو گیا بیرہوس غل مجا نے لگے کوئی تدبیر نہ بن پڑی تاریکی چھا گئی سارا  
باغ نمونہ پردہ ظلمات تھا شور ہا ہولند سنگباری برف باری کر کے بیر بھی ٹھنڈے ہوئے بعد  
عرصہ دراز بعد سوز و گداز آواز آنی کشتی مرا نام مین سیما ب جاوہر بود اب باغ مین روشنی



ہوئی تاریکی دفع ہوئی خواجہ عمر و نے بھی گلیم سر سے اتاری گوکب کے ہاتھ چوم لیے کہ برادر  
 بجان برابر ایسے وقت پر تم آئے لڑائی کو فتح کیا سیما ب سحرزبردست تھا چادر جمشید میں سن  
 اسد کو اڑھا کر لڑوایا مگر اس بھیا نے سحر کر کے چادر جمشید کو جلا دیا اتنا بڑا تحفہ خاک میں ملا دیا برہن  
 وغیرہ سب مجبور ہو چکی تھیں کسی کا سحر اُسپر غالب نہوا خدا نے فضل اپنا شریک کیا برہن وغیرہ  
 سب زخم دار ہو کر گئیں خدا سب کو بخیر و خوبی لشکر میں پہونچاے گوکب نے کہا خواجہ اب رنج  
 و غم کا ذکر نہ کرو حمد الہی میں مصروف ہو دیکھو سیما ب مرا ابر سیما ب گون مٹا وہ سامنے چوترے پر  
 گلدستے رکھے ہیں اے اسد نامدار بسم اسد کہ قدم مروی بڑھائے چوترے پر جائے یہی طلسم کشا کی  
 شناخت ہو بسم اسد کہ گلدستوں پر ہاتھ ڈالے جس گلدستے میں لوح ہو حکم قضا و قدر اسی گلدستے  
 پر آپکا ہاتھ پڑے گا لوح دستیاب ہوگی اے شہریار مقام عیش و فرحت ہو اشعار مخفی

آباد و صبار اہل گلستان گذری ہست	مرغان چمن را برہ گل نظری ہست	نوسید نباید شدن از گردش ایام
ہر شام کہ آید ز پے آن سحری ہست	بنشین نفس ببل شوریدہ کہ امروز	بانالہ زار دل من ہم اثری ہست
کہ شربت و صلت بہ لب نشہ ندانند	بیار غم عشق ترا چشم تری ہست	چشم برہ قافلہ بوے و صالت
ور کوے تو از باد صبا با خبری ہست	بیدار من این ہمہ با بر دل مخفی	اندیشہ نما غیر تو ہم داد گری ہست

آج رب اکبر نے یہ روز سعید دکھایا سامنے گلدستہ لوح کے پہونچایا اسد غازی اس مردہ فرح افزا سے  
 مثل گل شگفتہ ہوا ہر چند کہ زخم دار ہو گل زخم نخل جسم پر کھلے ہیں بدھیان پڑی ہیں مگر یقین ہو کہ نخل  
 مراد بار لائے گلشن شرمندہ خاطر میں بہار آئے بلبیل دل نغمہ سرا غنچہ آرزو کھلا ہر طرف گلدستوں  
 کے جاتے ہیں ظاہر بخت رہا یاوری سپور خشان اقبال کا اختر خواجہ عمر و ایک نخل کے سایہ میں  
 کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں گوکب مثل نرگس نگران اسد تلوار ٹیک کر سنگ مرمر کے چوترے  
 پر آیا دس میں قدم گلدستوں سے مفاصلہ ہو رنگ گلدستوں کا سرسبز و شاداب طفلان غنچہ زبان  
 کھولا چاہتے ہیں آغوش تمنائے طاسم کشا کے مشتاق پھولوں کو جدائی دم بھری شاق شاخین  
 ہاتھ بڑھا رہی ہیں بتیان لہر ہی میں نقش پاے اسد شیر دل ہے چوترے کے پھروں کو شرف  
 حاصل گوکب کہ رہا ہوا سرو باغ صاحبقران وای رنگ و بوے گل حقیقہ شوکت و شان  
 قدم مروی بڑھائے جلد گلدستوں کے پاس جائے عمر و بھی پھولا ہوا دیکھ رہا ہر صدمہ زخموں کا بھول



گیا ہی وہن زخم سے صدائے مبارکباد بلند ہو اعضا شکنی میں کون درو مند ہو مگر قضا سے کار اتفاق  
 روزگار فلک نامہ بخار بد کرواں شعبہ بازی ننگ ساز نے بی رحمی پر کمر باندھی اپنی عادت قدیم پر آمادہ ہوا  
 لمحہ بھر کی بھی خوشی ناگوار ہوئی ساری مشقت بیکار ہوئی افراسیاب باغ سیب میں سر حکومت  
 پر بیٹھا ہی سامان عیش و عشرت مہیا ہو سراوا بریق بڑے بڑے شاہان طلسم بعد فرو شوکت  
 ذکر رہائی اسدین مصروف ہیں افراسیاب کستاہ اگر اسد رہا ہوا تو کیا کر سکتا ہی واسطے لوح کے عمر بھر  
 سڑکرائیگا نشان مقام نپائیگا کسکی لیاقت ہی جو مرحلہ ہوشیار و غافل کو طو کرے یا گنبد بے نور میں  
 کو دے اگر رستم بھی صحرا سے سیلاب میں ہو پختہ جل کر خاک ہو چشم زون میں قصہ پاک ہو سیلاب  
 جو حاکم باغ سیلاب ہی مابدولت کا قوت بازو زینت پہلو مابدولت کا تعلیم کردہ پُرانا بردا اُس سے  
 کون مقابلہ کر سکتا ہی اور علاوہ ازین باغ سیلاب میں کیا رکھا ہی وہ بھی ایک راستہ ہی لوح میرے طلسم  
 کی کہان ہی جب میں نے قہقہہ فیلس کو بار اٹھا لوح اُسکے پاس سے لی اسی وقت توڑ کر پتنگ  
 سب کہتے تھے ای شہنشاہ یہ اپنے بڑا کام کیا آغاز میں انجام کا خیال ہوا سلطنت طلسم ہوش ربا  
 انکے واسطے زمیندہ و سزاوار ہی آپ کے دم سے سحر و ساحری کو رونق سامری و جمشید کا دھڑ  
 برحق کہانتک اپنے بندوں کو لقا ستائیکا آخر کبھی رحم بھی آئیگا خداوند لقا دیر گیری کر سخت گیری  
 اُسکا شیطان بڑا بے پیر ہو قدرت کی تقدیر اُس بھی یا کی تدبیر جب سے آئے ہو شرابا میں غدر ڈال دیا  
 دم بھر چین نہ ملا اب تو ای شہنشاہ سامان لشکر کشی کیجیے شاہان در بند کو حکم دیجیے مسلمانوں کو پامال  
 کریں اسد پہاوان یگانہ ہو لڑائی میں ضرور شریک ہوگا عین گرمی جنگ میں اُسی پر جا پڑینگے اب  
 آپکے غلام بڑے زور و شور سے لڑینگے مسلمانوں کے ٹکڑے اڑائینگے مہرخ و بہار و غیر ہکی مشکیں  
 باندھ لائینگے ایک جنگ تو ایسی ہو کہ بادشاہ طلسم نور افشان کے بھی دانت کھٹے ہو جائیں بلکہ  
 ہران کے قتل کی تدبیر کیجیے اٹھو پری تقریر کیجیے یکایک میٹھے میٹھے افراسیاب خانہ خراب  
 خود گھبرا یا پیشانی پر عرق آیا کہا بار و بارہ درمی کے باہر نکلو اس وقت طبیعت کا عجب عالم ہی قلب  
 پر ہجوم غم و الم ہی ایک ہفتے سے جنگ نہیں کی شاید طلسم پر کچھ افتاد پڑی کوئی حیرت کی خبر لائے  
 شاید مہرخ و بہار نے اُسکو گھیرا کبخت سخن ناشنوا ایسا نہوا سے بلبل جنگی بچو ادیا ہوشاید عیار و  
 دام تزویر میں پھنس گئی ہو چند سردار آمادہ ہوئے کہا حضور ہم ابھی جا کر خبر لاتے ہیں اگر لڑائی



ہو رہی ہوگی ہم شریک ہونگے ابھی سا حرروانہ ہوئے تھے کہ صرصر اگر ہونچی افراسیاب نے  
 کہا کیون صرصر مزاج حیرت کا کیسا ہی طبل جنگی تو نہیں بچوایا پھر تو کسی جنگے تماشائین دیکھنے گئیں  
 صرصر نے کہا حضور طبل جنگی وغیرہ تو نہیں بجا مگر آج میں لشکر مسلمانان میں گئی تھی عیار و ن میں صر  
 چالاک و قران و جانسوز بن قران بن عمرو و برق و ضرغام کا بالکل نشان نہیں ثابت ہوا  
 اور سردار و ن میں بہار و مخمور و باغبان و رعد و برق و لامع و اسد نامہ ارنہین ہن  
 چالاک نے لکھ کر کیا ہی عمر و بنا پھر باہر لوٹ دی غلاموں کو شکل بہار و باغبان وغیرہ بنایا ہی مگر کثیر تے  
 پہچان لیا حضور دو ہفتے سے یہ سب نہیں ہن یہ بھی آج ثابت ہوا کہ تلاش لوح میں یہ سب گئے  
 ہن یہ سنکر افراسیاب نے کہا کتاب لاؤ فوراً کتاب اٹھائی کتاب دیکھتے ہی افراسیاب نے  
 سر پٹ لیا کہا یارو غضب ہوا اسد غازی تو باغ سیما ب میں کھڑا ہی لوح لیا چاہتا ہی یہ کلمہ مثل  
 برق چمکا و بصورت رعد گر جا پر پرواز پیدا کر کے آسمان میں دو با ساحرون نے چاہا سا مقدسین  
 افراسیاب مانع ہوا کہا یارو کسی کا کام نہیں ہو مقدمہ لوح تو آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا  
 ہی یہ کلمہ غائب ہوا یہاں اسد شیر دل قریب گلدستہ ہاے لوح پہنچ چکا ہی مگر گردش فلکی ہمراہ ہی  
 پاس جستجو کو تاہ ہی فلک بر سر گردش بیکار کوشش سخت رسا کی نارسائی نہانہ ناموافق کی کج ادائی  
 طالع کی نحوست وقت بد کی بدعت آفتاب اقبال کو زول ماہ شوکت و جلالت بصورت ہلال  
 گل عیش پر مردہ غنچہ خاطر ناشگفتہ گلشن عیش سے رخصت بہار شکل آمد باد خزان آشکار قریب  
 گلدستوں کے اسد ہو چکا ہوا بڑھانا تھا کہ آسمان سے آواز مہیب آئی زمین بلغ سیما ب بھڑائی  
 افراسیاب کا آسمان سے نعرہ ہوا باش او طلسم کشا خبر دار گلدستے کو ہاتھ نہ لگانا اب قدم  
 نہ بڑھانا افراسیاب نے جو اسد کو قریب گلدستے کے پایا گھبرا گیا یہ بھی نہ دیکھا کہ سیما ب کیا ہوا  
 لاکھوں کاکشت و خون کیون ہوا اسد پر مثل برق جندہ گرا اسد کے پاس کوئی تحفہ تو موجود  
 نہیں ہی کہ سحر افراسیاب سے محفوظ رہن افراسیاب نے منہ سے اُف کی مثل تنکے کے  
 اسد چوڑے سے نیچے گرے افراسیاب نے گرتے گرتے لوح کو گلدستے سے لیا تڑپ کر  
 بلند ہوا کو کب نے جو یہ معرکہ دیکھا ہوش اُٹ گئے روح پر صدمہ ہوا وہن سے نعرہ کیا کہ او  
 افراسیاب خبردار کہاں جاتا ہی ہاے لوح لچلا یہ کلمہ کو کب برا برا افراسیاب کے پہنچا



انگلی سے اُتار کر انگشتی کھینچ ماری پیشانی پر افراسیاب کے پڑی افراسیاب نے تین چرخ کھا کر اور زیادہ بلند ہو گیا افراسیاب آنا دیکھا ہوا مثل ستارہ کے معلوم ہوتا ہی مگر کوکب تعاقب نہیں چھوڑتا یہاں اسد غازی بعد بلند ہونے افراسیاب و کوکب کے مایوس و مجبور فرس خاک سے اٹھا عمر و بھی حیران کھڑا دیکھ رہا ہی قریب ہی کہ روح قالب سے نکل جائے مثل تصویر تصور کے عمر و خاموش بحر حیرت کا جوش آنکھیں عمر و کی پتھر گئیں رنگ روے اسد متغیر عمر و بخیر اسد حیران عمر و پریشان اسد کو غم عمر و کو الم اسد کو سرخ عمر و کو شش و پنج اسد دیوانہ وار عمر و اشکبار و بیقرار تر و دین اسد نامدار عمر و کو فکر و انتشار وہاں آسمان پر کوکب و افراسیاب سے مقابلہ ہو رہا ہی کوکب جان توڑ توڑ کے افراسیاب پر سحر کر رہا ہی افراسیاب پر حیرت طاری ہو چاہتا ہی مقابلہ نہ کروں ایسا نہ ہو کہ کسی بلا میں پھنس جاؤں لوح میرے پاس ہو طلسم کشا سامنے موجود ہی ساربان زادہ بھی دکھ رہا ہی جب کوکب سحر کرتا ہوا قریب افراسیاب پہنچا جوش جرات میں چاہا لپٹ جاؤں لوح چھین لوں افراسیاب اس قدر بدحواس ہی سوائے دفع سحر کے کوکب پر اب تک کوئی سحر نہیں کیا ہی فکری کہ نکل جاؤں جب کوکب نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا لپٹنے کا قصد کیا افراسیاب کو اور کچھ بن نہ پڑا لوح طلسمی ہاتھ میں پٹی چمکا دی کوکب کو غش آگیا آہ کر کے اُلٹا لپٹا چلا اگر افراسیاب قصد کرتا کوکب کو مار لیتا مگر سحر کرنے نکل گیا سوار زرین پوش پیدا ہوا اُس نے کوکب کو گود میں لیا مطر و طلسم نور افشان کے لے گیا اب عمر و اسد اُس باغ ویران میں حیران و پریشان کھڑے ہیں جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہی عمر و نے نگاہ اٹھائی اسد کو زخم دار بیقرار اپنے قریب پایا غصے میں کانپنے لگا ہوش نہ باقی رہا اسد کی طرف متوجہ ہوا کہا او بد اقبال تیرے برابر کوئی با نصیب نہ ہو گا کس دریاے مصیبت و آفت کو جھیل کر جان پر کھیل کر یہاں تک پہنچے عین وقت پر تیرے بخت و اثر گون طالع نگون نے نارسائی کی لوح نہ اٹھا سکا ہاتھ پائون میں جان نہ پٹی و وقدم آگے نہ جاسکا بس تیرے ستارے کی گردش سے خوب ثابت ہوا کہ تو طلسم کشا نہیں ہی خواجہ بزر چہر کے بیٹوں کی عقل نے کمی کی اصل مقدمہ پر انگلی بھی نگاہ نہ پہنچی زبردستی کہہ دیا دیوانہ مجھول طلسم کشا ہی سب کو شمش بجا ہی ہاے تیری محبت میں مین اپنے آقا سے چھوٹا بد نصیب ہوا زندگی سے دور موت سے قریب ہوا اب



مجھے کچھ کام نہ ہو سکیگا جہاں جی چاہے جاؤ میں اپنے آقا کی خدمت میں جاؤنگا علاوہ اسکے طاسم  
فتح کرنے میرے بھروسے پر آئے تھے منہ اٹھا دیا چل نکلے یہ نہ سمجھے کہ سفر دور دورا نہ بخوبی پسند  
رہا جمع ہوتے مقدمہ خاص میں حکم لگاتے مثل جانوروں کے گنبد نور میں قید ہو کر بیٹھ رہے ہیں  
اپنی جان آبرو مٹائی تا بہ گنبد نور پہنچا لاکھوں روپیہ کا میرا نقصان ہوا مہاجن مجھے کھا جائینگے  
میرے بال بچے چھوٹے آپ سے کیا فائدہ اب چکے خاموش کھڑے ہو بتاؤ دیوانے میں کیا  
کردن اسد زار زار مثل ابرو بہار رو یا جواب دیا کہ نانا جان میری کیا خطا ہے سحر پر میرا کیا زور  
تھا اگر پہلوان ہوتا میں لپٹ پڑتا عمر و نونے کہا تمہارے نانا کو موت آئے خدا تم ایسے بد نصیب  
کی صورت نہ دکھائے اب یہ دلیل تقریر بیکار ہی میرے سامنے سے جاؤ ورنہ مارے کوڑوں کے  
کھال گراؤنگا اپنے گلے پر خنجر پھیر لوں گا اس طرح طعن و تشنیع دے کر جو عمر و نونے کہا اسد دریاے  
شرم و حجاب میں غرق ہو گیا کانا نانا جان بیشک میں بد اقبال ہوں بیشک آپ میرے واسطے  
تباہ ہوئے حضور طرف کوہ عقین گلزار سلیمانی کے جا میں میں کوہ و دشت و بیابان میں سرکرا کے  
جان دوں گا اپنا خون اپنی گردن پر لوں گا نانا جان سے آداب و تسلیمات عرض کر دیجیے گا والدہ  
ماجدہ ملکہ زبیدہ شیر گیر سے بعد تسلیم کے عرض کیجیے گا مادر مہربان غلام کو حق شیر محل کیجیے اب ہم  
حضور کو زندہ نہ ملینگے قبلہ و کعبہ قبہ دین ستون سلام کرب عالی مقام آنکو پیغام پہنچا دیجیے گا کہ غلام  
آپ کا طاسم ہوش ربا میں بکس و بے بس ہو کر ہاتھ سے ساحران غدار کے سیار گلشن جنان ہوا  
فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا اگر ہو سکے تو ساحران طاسم ہوش ربا سے معاوضہ لیجیے گا یہ یوقین  
کامل ہو کہ نانا جان ضرور آئینگے ساحران ہوش ربا پر دست انداز ہونگے افراسیاب ضرور  
مارا جائیگا ہاتھ سے ہمارے عزیزوں کے مہلت نہ پائیگا بھائی نور الدہر جان بازی کرینگے  
ایرج نوجوان بہ بلغرائیگا سب مجھ نالائق بد نصیب کو آنکھ کی تپلی جانتے ہیں ہر فرد بشر کو غم و الم  
ہو گا ضرور ہوش ربا میں ہنگامہ عظیم برپا ہو گا سب صاحب اس بکس کو یاد کرینگے سورہ حمد ہے  
روح کو شاد کرینگے عمر و نونے کہا پیغام کسی قاصد نامہ دار کے ہاتھ بھیجیے میں آپکے نانا جان کا غلام  
نہیں ہوں کہ گھر گھر پیغام سلام کہتا پھروں یہ کلمہ عمر و بڑ بڑاتا ہوا ایک جانب چلا اسد نے جو یہ  
بے اعتنائی خواجہ عمر و دیگی زخم داری میں کانٹوں کے جنگل میں گھس گیا ولین مہم سوچ لیا



کہ چل کر اپنے کو کسی غار وغیرہ میں گراؤن یا گلا کاٹنے مر جاؤن اس یکسی میں نام کر جاؤن اب کیا  
 کسی کو روے سیاہ دکھائینگے زندہ اپنے لشکر میں جائینگے حقیقت میں ناتا جان نے بہت بجا ارشاد  
 فرمایا میں بد اقبال و بد نصیب ہوں واسے بر حال اُنکے کہ جان بازی کر کے تا بہ بلخ سیلاب پہونچے  
 ہم بد نصیب محروم رہے گو ہر مراد دستیاب نہوا اب سوائے جان دینے کے کیا چارہ ہو دل سے باتیں  
 کرتا ہوا ٹھنڈھی سانسین بھرتا ہوا آمادہ مرگ و مہیاے قضا زخم دار بیدست و پا آنکھوں میں اشک  
 حسرت چہرے پر گرو کلفت تمام جسم زخم نیزہ دیر و تیر سے فگار نہ کوئی مومن نہ غلگسار نامراد ہی و منگیر  
 جان دینے کی تدبیر زبان صرف شکایت فلک کج رفتار حکایت بیوفائی گروں غداروں میں حسرت  
 و ارمان کا ہجوم نشان راہ نامعلوم ایک نخلستان کی اڑ پکڑ کے اُقتان و خیزان حیران و پریشان ایک  
 جانب چل نکلا عمر و زریور باغ سیلاب بصورت آئینہ حیران شکل گسیو پریشان خاموش کھڑا ہر جویا  
 ہی کہ اب کیا کروں غنیمت ہوا لوح قبضے میں آکر نکل گئی کلیجے پر چھری چل گئی یہ عمر و کو یقین نہیں ہی  
 کہ اسد کہیں چلا جائیگا اس قدر مترو و متوحش ہی دل میں خیال ہی کہ اسد میرے پہلو میں کھڑا ہی  
 اب جو سر اٹھایا اسد کو قریب نہ پایا ہوش اُڑ گئے چار جانب دیکھنے لگا اسد کتا ہوا و وڑا بھی  
 پکارتا ہی ای نور نظر اسوقت میں ہوش میں نہ تھا جو کلمات میں نے کہے اُنکو معاف کرو ہمارا وقت  
 ضعیفی ہی ہوش و حواس میں فرق آگیا نہیں معلوم انتشار میں کیا کیا بلول نہو میرے پاس آؤ مگر  
 صلاح کریں جستجوے گوہر مراد میں مصروف ہوں ہر چند عمر و چنچا اسد نے سنا مگر جواب نہ دیا خیال  
 میں آیا اب جواب دینا بیکار ہی عمر بھر ناتا جان کو دل غ رہے یہ کلمات ہمارے سُنے کے لائق تھے  
 بس اب غل مچانے و وطن صحراے ہولناک کے نکل چلو یہ سوچ کر اسد نے اپنے کو ایک غار میں  
 مخفی کیا عمر و جنگل میں دوڑا دوڑا پھر رہا ہی اسد دیکھتا ہی مگر فطر غیرت سے جواب نہ دے سکا  
 سامنا بھی نہ کیا عمر و دوڑ دھوپ کر کے ناچار ہوا اپنی بیوقوفی پر خوب چخین مار کر رویا اپنی حسرت  
 و مصیبت و بیوقوفی پر طعن کر رہا ہی کہ ای عمر و دو حقائق میں ایسی ہو میں کہ عمر بھر یاد رہیگی اول وہ  
 کہ برف و ضرغام کو اپنے سے جدا کیا نہیں معلوم کہ وہ کبخت مرے کہ زندہ رہے ناحق کا عصہ  
 اپنے اتار آج توڑ کن لشکر صاحبقرانی گرا دیا اُس بیچارے اسد کا کیا اختیار تھا افراسیاب  
 آگیا لوح نے بھاگا ہاے ای عمر و یہ صاحب غیرت اپنی جان دیدیگا ایسے کلمات سخت کہے کہ اسد



غلاموں نے کبھی نہ سنے ہونگے کیونکہ اسکو جائز رکھتا عرصہ دراز تک عمر و اس صحرا میں سہل  
کو ڈھونڈھنا پیرا جب کہین نشان نہ پایا بدحواس عالم یاس ایک جانب چل نکلا اسد غازی  
غار سے دیکھ رہے ہیں جب عمر و نظرون سے مخفی ہوا اسد غار سے نکلا جان دینے پر آمادہ ہو کر  
ایک طرف چلا ہی جستجو دل میں ہی آرزو ہی یا تو کسی پہاڑ پر سے اپنے کو گرا دیجیے یا گلا کاٹ کے  
مر جائے یا کسی کنوین میں گر پڑے ہر طرح اپنی جان دیکھے کسی کو مسند نہ دکھلائیے اب یہ مقام ملحوظ  
خاطر ناظرین و شائقین رہے برق و ضرغام آوارہ ہو کر ایک جانب گئے افراسیاب لوح لیے  
جاتا ہی کو کب زخم دار ہو کر قصہ جمشیدی میں گیا اسد جان دینے پر آمادہ عمر و بدحواس عالم  
یاس میں ایک جانب روتے پیٹتے جاتے ہیں ان سب کا حال خیریت مآل داستان نگین فصاحت  
آئین وقت پر تحریر ہوگی

داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمن نور ویدہ مومنان و مسلمانان  
برہم زندہ زمرہ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدین  
پریج الزمان و نقد روح روان قاسم عالیشان امیرج نوجوان کہ طلسم جمشیدیہ  
فتح کر کے دونوں شاہزادے طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوئے و ذکر القاد و لشکر اسلام

ساقیا اب ناز بیجا کس لیے	چین ابرو بے محابا کس لیے
زہر قاتل تلخی گفتار ہی	بے مزہ ہی شکر افشانی تری
ای تنک ظرف اسقدر بدخونو	دل ہوا کھٹا ترش ابرو نہو
بادہ کش ہون جام چشم بار سے	مجلس غم ہی مجھے بزم شراب
جلوہ مرنے پلا یا خون مجھے	آگئی یا دلپ میگوں مجھے
جون صراحی گریہ مستانہ ہی	ماجرائے سخت شکل کیا کہون
نازیجا اور میں کم جو صلہ	کیا رُکے ہی ولولہ سا ولولہ
رنگ رو پھر مائل پرواز ہی	پھر ہن کیا کیا ولولے تاثیر کے
ساقیا امداد کا ہنگام ہی	دور دور گردش ایام ہی
جنگ کا سامان دکھا دے قہا	چہرہ غازیان دیندار و مجاہدان



تہو رشعار مخران سحر بیان افسونگری دکاتیان اخبار نیرنگ جمشید و سامری کلک شعبہ اپنی  
 سحر طرازی پر یون ناز کرتا ہی حال جنگ جرأت و سحر آغاز کرتا ہی شعر مسخر کن ملک تحریر سحر  
 رقم کرتے ہیں رنگ تقریر سحر سابق میں تحریر کیا ہی کہ شاہزادہ نور الدہرین بریج الزمان و  
 ایرج نوجوان طلسم جمشید کو فتح کر کے بعد صولت و شوکت طرف لشکر ظفر اثر صا جقران کے روانہ  
 ہوئے تھے قطع منازل و طومرا حل کرتے ہوئے آتے ہیں مگر زمر و شاہ باختری نے بعد قتل ہوئے  
 عقرب نیشنن جاو کے نامہ افراسیاب کو لکھا کہ کسی ساحر زبردست کو جلد روانہ کر افراسیاب  
 نے تیمور سحر طراز کو مع بارہ ہزار ساحران غدار برائے مدد زمر و ناہنجار روانہ کیا یہ بھیا تخت پر  
 سوار مع ہمراہیان بد کردار طرف کوہ عقیق کے جاتا ہی بیان زلزله قاف ثانی سلیمان برائے  
 نور الدہر و ایرج نہایت پریشان ہوئے کہ ان شیروں کا عرصہ دراز سے نشان نہیں معلوم  
 جواہر سے ارشاد ہوا کہ ای جواہر ایرج نامدار ہاتھ سے ارکان کوہی کے زخمی ہو کر نکل گیا  
 تھا آج تک کچھ احوال نہ معلوم ہوا نور الدہرین بدیع الزمان کو کوئی ساحر اٹھا لیگی تھی اُسکی خبر کے  
 واسطے ٹھگو جانا واجب و لازم ہی اسی وقت جواہر باہناے عیاری سے آراستہ ہو کر مع چالیس  
 عیاران نامی کے برائے تلاش نور الدہر و ایرج پائے شاطری مارتا ہوا چلا مگر نور الدہر و ایرج  
 قطع منازل و طومرا حل کرتے ہوئے چلے آتے ہیں ایک روز ایک صحرائے سبزہ زار نواح و کشامین  
 گذر ہوا طہماس بن عنقویل دیو پرور نے بارگاہ رنفتی استاد کرائی بازارین آراستہ ہوئے لشکر اُترا  
 دونوں شیرعینی ایرج و نور الدہر اگر داخل بارگاہ ہوئے پردے بارگاہ کے اٹھے نظارہ گل و  
 ریاحین میں مصروف ہیں کہ یکایک صحرائے گرد اٹھی دیکھا آگے آگے نو علم نشان لاکھ فوج کا بڑے بڑے  
 قد کے جوان زبردست پہلوان دور کا بے مکیوں پر سوار سامنے سے گذرے ایک جوان کوہی احمد  
 افسری کر گدن مست پر سوار لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل زرہ پوش چار آئینہ بند آکر  
 اُسی دشت پر فضا میں اُترے جن میں بارگاہ میں استاد ہوئے اُس جوان کی نگاہ لشکر شاہزادگان  
 پر پڑی شاطر تیز رو کو حکم ہوا در یافت کرو یہ لشکر کسکا ہی کون لوگ ہیں کمان سے آئے ہیں کمان جا  
 ہیں بیان ایرج و نور الدہر نے شاپور و شہرنگ سے فرمایا جلد خبر لاؤ اسکا شاطر دریافت کر  
 پلٹا شاپور نے فوراً خبر دی حضور بدست کوہی برائے مدد لقا جاتا ہی اپنی زور قوت پر اسکو



بڑا غور و ادھر شاطر نے بدست سے عرض کی نور الدہر و ایرج فرزند ان صاحب قرآن طاسم جمشید  
 فتح کر کے پیسے ہیں مال طاسم مذکور لیے ہوئے طرف اپنے لشکر کے جاتے ہیں بدست کو ہی کا یہ  
 حال سُکر نشہ اُتر گیا غصے میں کم ظرف مثل جام شراب کے اُبلتا شاطرت کہا ابھی جاؤ فرزند ان حمزہ  
 سے کہو کہ اُس طاسم کا ہمارے بزرگوں نے اکثر قصد کیا مگر موقع فتح کرنے کا نہ ہا تھا آیا لیکن تم نے  
 بڑی بے ادبی کی کہ طاسم جمشید کو فتح کیا اب بہتر یہ ہو کہ مال طاسمی لیکر خدمت مابدولت میں حاضر ہو  
 خداوند کو سجدہ کرو ہم برائے خدمتگزاری خداوند جاتے ہیں قدموں پر خداوند کے گرا دیں گے بری  
 عرض و معروض سے دریائے رحمت خداوندی جوش میں آئیگا عمر بھر کا گناہ ایک نظر رحمت خداوند  
 سے معاف ہو جائیگا اگر خلاف کیا تو بہت بُری طرح پریش آؤنگا ابھی تلوار کھینچ کر لشکر میں کھسک آؤنگا  
 بڑی ذلت سے قتل کر آؤنگا مال طاسم مذکور چھین لوں گا عیار نے کہا حضور ایک نامہ تحریر فرما ہے  
 کسی پہلوان کو دیکھیے وہ جا کر سمجھا ئیگا نہ مانگے تو کان بکڑ کر ساق لیتا آئیگا بدست نشہ کبر و نخوت  
 میں چور اپنے زور پر مغرور رہی مضمون مذکور اور بہت کچھ فرخرفات کلمات مہلات نامے میں درج  
 کرانے ملفوف کر کے آواز دی او پہلوانان کو ہی تم میں سے ایک جو ان فرمان مابدولت کا لیکر  
 بارگاہ میں فتح طاسم جمشید کے جائے بآشتی سمجھا کر مع مال طاسم دونوں کو خدمت میں مابدولت  
 کے لائے سرشار کو ہی سپہ سالار لشکر جہوم کراہنے و نکل پر سے اُٹھا لیا او پہلوان دوران وای  
 گریا شب جہان یہ میرا کام ہی ابھی مع مال دونوں کو لاتا ہوں یہ لکھنا نامہ سر سے باندھا لگندے پر  
 سوار ہوا چار ہزار کو میوں کو ساتھ لیکر طرف لشکر شاہنشاہ و الا قدر کے پہلا شاہنشاہ نور الدہر  
 شہزاد نے خبر ہو چائی کہ حضور بدست نے اپنی روانہ کیا او بڑے کروفر سے آتا ہی نور الدہر نے  
 فرمایا کیا مضائقہ ہے اپنی راز وائے نیست اشکر میں خبر کرو و منادی ندا کرے ہر ایک بہادر آگاہ ہو جا  
 کہ بدست کا اپنی آتا ہی کسی بدعت پر اسکی کوئی صاحب خیال نہ کرین فوراً حکم شہنشاہی تمام لشکر میں  
 پہنچ گیا مگر سرشار مغرور و متکبر بصد نخوت داخل لشکر اسلام ہوا دیکھا جاتا جہانان صفت سکن پہلوانان  
 تیغزن اپنے اپنے مقام پر جلوہ افکن ہیں کسی خیموں کی طنائیں اُس جہانے پکڑ کر کھینچ لین خیمے گر گئے  
 بندگان خدا و بگئے ہاتھ ٹوٹا مگر کوئی اُس جہانے نہ اُلجھا موچھون پر تاد پھیر کر ہی جواب دیا  
 اپنے آقا کے حکم سے ناچار ورنہ ان ایسوں سے تو ہم صیقل کا کام لیتے ہیں مگر سو اے صبر و حبر کہ



کوئی چارہ نہیں بھائیو اس مغرور کو جانے دو میدان کارزار میں سمجھ لینگے خدا چاہیگا تو کوئی پتھر نہ  
 سرگرا کر کے مرینگے نہیں شمشیر سے جو انون کے بت بنجائینگے اسوقت سنگدلی دکھائے جو چاہے  
 بدعت کرے مگر سرشار مغرور قریب بارگاہ شاہزادگان و الٰہیہ پونچا درگاہ سالار کو حکم ہو چکا تھا  
 اُسے پردہ اٹھا دیا سرشار اندر بارگاہ فلک اشتباہ کے آیا دیکھا سواروں کا دور بندھا ہوا  
 ہوا اپنے مقام پر ہر شیر جلوہ فرمایا مقام صدر پر نور الدہر وایرج دریا سے سلاح میں غوطہ  
 مارے ہوئے پشت پر ہنر پریشہ کلنگان صاحب سا طور گران صفت شکن و صفدر طہماس بن  
 عنقویل دیو پرورش فل مست بیٹھا ہوا جھوم رہا ہی سرشار کو ہی دربار دیکھ کر دنگ ہو گیا مغرور  
 نے صاحب سلامت بھی نہ کی نور الدہر نے اشارہ کیا ملازمان جان نثار نے ڈگل آہنی بچھا دیا  
 سرشار بیٹھا جو انون سے آنکھیں لڑنے لگا اپنا رعب و دبدبہ دکھانے لگا نور الدہر نے ہر ایک  
 کو اشارے سے منع کیا ساتی بچے کو اشارہ ہوا ساتی نے سرشار کو جام شراب دیا بے اندیشہ انجام  
 پی گیا دو جام یو در پی پیے دماغ بادوناب سے گرم ہوا بلبلا کر نکلا اٹھا منم نامہ و نور الدہر نے کہا  
 یہ کس کا نامہ ہے اسے جواب دیا کہ پہلوان پُر زور و زبردست شاہزادہ بدست کا نور الدہر نے کہا  
 نامہ لائیے اُس بھیا نے نامہ سر سے کھو لکر نور الدہر کے ہاتھ میں دیا نور الدہر نے میرنشی سے فرمایا اس  
 نامے کو پڑھو جو مضمون تحریر کر چکا ہوں نور الدہر نے سنکر سر جھکا لیا مگر ایرج نے قبضہ تیغ  
 دوڑا مکندری پر ہاتھ ڈالا غصے میں کف منہ میں بھرا آیا کہا بھیا نے کیا لکھا ہوا ان افعال کی بھیا کو نہرو  
 نور الدہر نے اشارہ کیا برادر ہمارے سر کی قسم اسمین بدنامی ہو ہم جواب نامہ جنگ لکھے دیتے  
 ہیں میدان میں سمجھا جائیگا نور الدہر نے میرنشی کے ہاتھ سے نامہ لیا کہا ای سرشار ہم نے جواب نامہ  
 جنگ لکھ دیا مال طاسم کا دنیا بھو منظور نہیں یہ سنکر وہ بھیا بگڑا کہا ای جوان کیا میں خالی پیغام ہوں  
 ابھی مال طاسمی منگوا دے میں مال طاسمی بھی نوٹگا اور نقد جان پر بھی دست اندازہ ہونگا کان پر کر  
 تم دونوں کو لیجاؤنگا نور الدہر نے کہا ای سرشار یہاں بدستی نہ کرو میدان جنگ میں ہم سے سمجھ لیتا  
 مگر یہ بھیا کب مانتا ہے رستم و اسفندیار سے اپنے کو بہتر جانتا ہے قبضے پر ہاتھ ڈال کے کہا چلو اٹھو  
 مابدولت کی رکاب تھامو طہماس تو بخون نور الدہر خاموش ہی ہونٹھ کاٹ رہا ہی منہ سے نہیں  
 بول سکتا مگر ایرج کو نہ تاب آئی کہا بھائی صاحب آپ کس پروردہ سے کلام کرتے ہیں اولعون و دروہ



اپنے حمایتی سے جا کر اطلاع کر اور نامہ ہاتھ سے نور الدہر کے ایرج نے لیکر بھاڑ ڈالا اور سامنے سرشار کے پھینک دیا کہا جا کے اسکی جی بنا کے بدست کی اسیمن چلا دے سرشار ابلہ ہوا بیٹھا بقدر غضب تمام اپنے مقام سے اٹھا تیغہ نیام سے کھینچا خبردار کیسے ایرج پر وار کیا ایرج نے ڈنگل پر بیٹھے بیٹھے تھکی ماری تلوار اسکی پٹ پڑی گویا قسمت اُلٹ گئی نور الدہر بان بان کرتے ہیں کہ بھائی ایرج جانے دو جد عالی تبار کے خلاف ہو گا یہ ایچی ایرج نے جواب بھی نہ دیا کلائی پکڑ کے جھٹکا مارا سرشار کا پیمانہ عمر بزم ہو چکا ہوا ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر پورا پڑتا سرشار گرو سے اڑ جاتا صرف دو انگلیاں پڑیں تڑاتے کی آواز بلند ہوئی سرشار چرخ کھا کے زمین پر گر اٹھا رگڑنے لگا ایرج نے اٹھ کر جا ہٹھو کر مارا وں کہ سر مغز و رخود سر کا پھٹ جا سے رشتہ حیات کٹ جا نور الدہر نے اپنے سر کی قسم دی ایرج غصے میں رک گیا سرشار بارگاہ میں آنکھیں بند کیے پڑا کبھی آنکھ کھولتا ہوا ایرج کو قریب دیکھ کر بند کر لیتا نور الدہر نے جو یہ دیکھا قریب آ کر فرمایا اے سرشار خون نہ کر چلا جا بھائی صاحب دخل نہ دینگے سرشار جھاڑ پونچھ کر اٹھ کھڑا ہوا جھک کے سلام کرنے لگا نور الدہر نے کہا اے سرشار جاؤ اسنے جھک کر پڑے نامے کے اٹھالے گھیرا ہوا باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا ساتھ والوں سے کہا چلو نامے کا جواب مل گیا دو ایک نے پوچھا حضور عارض پر کیا عارضہ ہوا کہا چلو بتاؤ نیگے تلو سمجھا دینگے ہر بات کا موقع محل ہی بقول سعدی شعر ہر جا سے مرکب تو ان تاختن کہ جا با سپر باید انداختن \* ساتھ والے خاموش سرشار نے گینڈے کو کیٹ بڑھایا گھیرا ہوا بارگاہ میں بدست کی آیا گال سو جا ہوا بدست نے پوچھا کیون برا اور خیر تو ہی ماں طاسمی لائے کہا حضور مسلمان بڑے مکار ہیں جیسے ہی میں بارگاہ سلمان میں پہنچا کسی سو جوان مجھ کو لپٹ گئے اسپر بھی میں نے دس میں کو مارا مگر ایک ہاتھ میں دس میں لپٹے ہوئے تھے نامہ چھین لیا دیکھتے ٹکڑے ٹکڑے کیا میرے گال میں بڑی چوٹ لگی شکل ہیانتا آیا یہ سنکر بدست مثل رعد کے گرجا لہا ان دونوں جوانوں کی شامتیں آئی ہیں قضا انکی دھنکیر کیا معقول تدبیر تو میں براے ملاقات قدرت جانا تھا کوئی شی بطور تحفہ میرے پاس نہ تھی انھیں دونوں کے سر جا کر نذر و ذکا طرہ پیغمبری پاؤنگا یہ کہتا ہوا اٹھا گینڈے پر سوار ہوا سرشار منع کرنے لگا حضور اسوقت تامل فرمایے جو کچھ مجھ پر گزری وہ گزری صلاح کر کے سمجھا جا بگا بدست نے



نماں لشکر میں قرنا ہوئی لاکھ سوار پیدل تیار ہوئے مجبور سرشار بھی عقب میں چلا مگر بدست بقہ  
 و غضب اُڑاے ہوئے گینڈے کو جانا ہی بیان بعد جانے سرشار کے نور الدہر نے دیکھا ایرج  
 کا غصہ کم نہیں ہوتا موچھون پر تاؤ پھیر رہا نور الدہر سمجھانے ہیں ای برادر غصہ کرو اگر بعد عالی تبار  
 کو خیر ہو پچھے گی اُنکے فرج سے خلاف ہو گا لقا پر ستون کی کیا کیا بدعت اُٹھاتے ہیں اپنی بارگاہ  
 میں طرح دیتے ہیں ایرج کہتے ہیں بھائی صاحب میں آپکا سامراج کہاں سے لاؤں آپکو کلمات  
 سخت سننے کی عادت ہی میں ابھی بارگاہ بدست میں جاتا ہوں انشاء اللہ ملعون کو سزا سے  
 معقول دوزگاہ سب سردار ایرج کو سمجھا رہے ہیں شیر کو بہلا رہے ہیں کہ نوبت نقارے کی کانین  
 آواز آئی صدا سے باہر سے زمین بھرائی ایرج نے کہا دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہے کہ شاہ پور  
 و شیرنگ دورے ہوئے آئے عرض کیا ای شہریار بدست کو ہی سوار ہوا مع فوج آئیں پنا  
 یہ سنتے ہی ایرج و نور الدہر و شیر بر اپنے مقام سے اُٹھے طہماس نے قبضہ سا طور پر ہاتھ ڈال کر  
 کہا ای شہریار آپ تکلیف نہ فرمائیں غلام جا کر ان بھیاؤں کو سمجھا دیکر یکایک غلغلہ ہوا شیرنگ  
 نے کہا حضور کو ہی لشکر میں گھس آئے تلواریں چلنے لگی نور الدہر و ایرج بیرون بارگاہ آئے دیکھا  
 کو ہیون نے ہنگامہ برپا کر دیا اہالیان فوج نور الدہر و ایرج غفلت میں اپنے اپنے مقام پر تھے وہ  
 بھیا آ پڑے کئی ہزار جوان زخمی ہوئے کئی سو سیار گلشن جہان ہوئے نور الدہر نے عجیب پشت اسب  
 پر پوش پر سوار ہوئے نعرہ کیا نعرہ نور الدہر نظیر حمزہ صاحب قرآن خشم و بقرہ شہ ستارہ چشم شاہزادہ  
 نور الدہر و ایرج نوجوان بصد شوکت و شان کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے نعرہ شیرانہ کیا نعرہ ایرج  
 ملک ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحب قرآنیم و آفاق گیر پہاڑ سے صدا بلند ہوئی منم ہرگز پیشہ  
 کلنگان صاحب سا طور گران صفت شکن و صفہ طہماس بن عنقوئل دیو پرور اب سرداران  
 ایرج و نور الدہر بھی سنبھلے کو ہیون پر جا پڑے بھڑک کر تلواریں چلی کیا عجب تھا کہ نوک مرگان سے بھی  
 کارزار مودلال ازل درکار ملک الموت بیکار ایک کی روح قبض نہیں کرنے پایا دو ہزار مرکر  
 گرے ملک الموت کو خواہش ہو اس جنگ میں بڑی کاہش ہو کہ برائے قبض روح گماشتے  
 قرار دون مگر ایرج نہنگانہ پنگانہ لڑتا ہوا جاتا تھا بدست سے جو آنکھ چار ہوئی بدست نے  
 لاکھ را کیوں او فرزند حمزہ میرے ایچی کے ساتھ بڑا کر کیا ہزاروں ملک لپٹ گئے وہ جہز نامہ چھین کے



چاک کیا ایرج نے جواب دیا ابھی مردان عالم کا یہ دستور نہیں کہ ایک پر دوست انداز ہون  
 نہ کہ سو و سو وہ جھوٹا دغا بازی بدست نے طرف سرشار کے دیکھا کہ ہاں ای سرشار ہں جوانکی  
 زبان تو کھینچ لے ایرج نے جو سرشار کو دیکھا آواز دی کیون ابھی اسو اسے میرے اور کون شخص  
 دست انداز ہو تھا اب تو سامنے آ سرشار بدست کے بھروسے پر نعرہ کر کے جا پڑا ہاتھ تلوار کا  
 لگایا ایرج کو انتہا کا غصہ تھا بلکہ پکار پکار کر کھلے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینکی دی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھ آیا  
 پہاڑ کو دست حق پرست پر بلند کیا اسی غصے میں طرف آسمان کے پھینکا اترتے اترتے ہاتھ تلوار کا  
 مارا چورنگ ہوئی کیا شاہ پور نے آواز دی ای سرشار جان المدد مدد دوست و دشمن کی زبان سے  
 صدائے آفرین بلند ہوئی مگر بدست کو ہی یہ رنگ دیکھ کر طرف ایرج نے جوان کے چڑا لگانا ہوا  
 کہ اوںیرہ حمزہ نے میرے قوت بازو کو مارا میرے لشکر میں اسکا نظیر نہ تھا میرے ہاتھ سے بچ کر  
 کہاں جائیگا اس زبردستی کی سزا پائیگا ایرج قریب بدست کے پہنچا جلدی کر کے بدست نے  
 ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ لنگر دار جوان زبردست ایرج نے جلدی میں سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار  
 بدست کی جو پٹری گوشہ سپر کو کاٹ کے سر پر گری زخم کاری سر میں ایرج کے آیا ایرج نے دستانہ  
 مارا تیغہ جھنکار نکالا مگر چادر خون چہرہ بے نظیر پر آئی جی داری کر کے ایرج نے ہاتھ مارا اسنے گئیٹے  
 کو ہٹا لیا ہاتھ ایرج کا خالی گیا لکان سے زیادہ صدمہ پہنچا بدست نے چاہا سر کاٹ لون نور الدہر  
 ایک غول میں مصروف جنگ تھے دور سے جو یہ معاملہ جانگزا دیکھا کلیجہ ہاتھ سے تھام لیا نعرہ کیا  
 او کو ہی خبردار دست خود را نگہدار نعرہ کرتے ہوئے برابر بدست کے پہنچے بیچ میں گھوڑا ڈالا  
 بدست کا سامنا ہوا بدست نے وہی تیغہ خون آلود بر سر شاہزادہ نور الدہر لگایا نور الدہر  
 نے تیغہ خار ترکات پر گانٹھا آواز دی او بدست شعر تو ضربے زد دی ضرب میں نوش کن ہمہ  
 شادی از دل فراموش کن و دیگر دو مجنون گذشت نوبت ماست ہر کرلنج روز نوبت اوست ہ  
 یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا او بدست نشہ بادہ نخوت سے ہوشیار ہو خواب خرگوش سے بیدار ہو نعرہ شیرانہ  
 کر کے ہاتھ مارا اس روسیہ نے سپر کو چہرے کی پناہ لیا دل سے کہتا تھا کہ نام تو اسکا سہ سپر اگر ایک  
 بھی پر ظاہر میں ہوتا تو اڑ جاتا وار نہ روکتا مگر تیغہ برق مثال تڑپ کر اسپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود دو بلغہ  
 سوق چین کو کاٹ کر سپر پر گرا زخم کاری سپر پر آیا اسنے دستانہ مارا تیغہ سر سے اسنے نکالا چادر خون سر سے



بیچیا کے جاری ہوئی نور الدہر نے چاہا سر اسکا کاٹ لون ہزار ہا کو ہی آپڑے ایک طرف سے  
 طاسم بھی جنگ کرتا ہوا آیا وہاں خوب تلوار چلی دریا سے خون بہ گیا ایک جانب سے نقد روح روا  
 قاسم عالیشان ایرج نوجوان زخم سر باندھ کر آیا جنگ میں مصروف ہوا اشعار

خروشنے برآمد بکیرا بکیر	بکے خور و نیزہ بکے خور و تیر	ہزاروں زردہ پوش خنجر گزار
نیستان سے بھی بڑھکے کچھ نیزہ دار	وہ رستم لڑائی بھڑائی میں تھے	وہ شہر اب جنگ آزمائی میں تھے
ہوا سا منا تیر چلنے لگے	نیامون سے خنجر نکلنے لگے	ہوئے کشتہ میدا میں ہنگام جنگ
زمین خوشے یکسر ہوئی لالہ رنگ	کروں کیا بیان ماجرا سے سیترا	کہ برپا تھا اک دشت میں رستخیز
سرو حلق گردان جنگ آزما	نثار دم خنجر و تیغ کھتا	روان خون تھا مانند دریا آب
سر پہلوانان تھے مثل حباب	یہ کیونکر کہوں میں کہ پیکار تھی	قیامت وہاں اک نمودار تھی
پیادہ تھی پین ضرب گرزگران	کہ جس طرح سے تپک آہنگران	زود و گشت اُسد م ہوئی اس قدر
کہ صحرا ہوا بحر خون سرسبز	ای مردان دشت بندرستم و اسفندیار کے	یادگار ہوشیار شہید کارزار

ہو شہر سیاہ لہجاء و س موت کوہ و و طلاق اس زندگی کی سوت کوہ ہر ایک جانب ہنگامہ  
 گیر و دار بلند لشکر کوہیان در و مندر بڑے بڑے قد بھاگتے پھرتے ہیں نیب شمشیر مسلمانان سے  
 مسند کے بھل گرتے ہیں بھاگ کر کوہی پڑا و پر آئے ایرج و نور الدہر وہاں بھی آپڑے پڑا و  
 کوہیوں کا لٹنے لگا بارگاہوں پر کوہیوں کی مسلمانوں نے قبضہ کیا بدست زخما و بقیار مثل  
 صید خائف بھاگا بھاگا پھرتا ہوا ہالیان فوج مثل موج پراگندہ غم و الم کی طغیانی کشتی حیات کا فون  
 طوفانی دریا سے خون میں غوطے کھارے ہیں کنارے تک پہنچنا و شوار جوش پر بکری تیغ آبدار  
 مسلمان نہنگانہ شنا و دریا سے جرات و ہمت جنگ میں مصروف ہو دریا سے لشکر کوہیان کو جھیل  
 رہے ہیں جان بر کھیل رہے ہیں اہل اسلام نے لشکر بدست کو گھیرا ہی ناظرین پر واضح ہو کہ  
 ایرج و نور الدہر میں آپس میں ہمیشی ہو اگر ایرج نے جرات و شوکت بڑھ کر کبیدان کو مارا  
 نور الدہر نے بصد صولت و لیاقت رسالدار کو لکارا غول کے غول پراگندہ بدحواس کوہیان  
 بد معاش کو میدان جنگ سے بھاگ جانکی تلاش دریا سے نامردی کا جوش پراگندہ لشکر  
 عقل و ہوش علمائے لشکر سرنگون زمین پر یوں پڑے ہیں جیسے مردے کفن میں بھاگو بھاگو کی



صدائیں گھوڑے کو تل پھر رہے ہیں ہتھیار کو میوں کے کھل کے گر پڑے گرز سر کو بی بھولے  
تیر گوشوں میں چھتے ہیں کمانوں میں مثل کمر پر خم تلواریں بیدم نیزے مثل جسم مدقوق نجف و زرا  
سنائین بنائین بالکل بیکار بخروں میں نہ دم نہ خم اسکا کیا علاج تیر مثل تیر ایک نقطہ کے محتاج  
سپروں کو دوران سردا من چاک پھول مر حبا سے ہوئے اپنی سیہ نجی پر غیرت سے کھٹی ہو کو میوں  
کو دفتر فنا سے تخواہ بیباقی مٹی ہو چہرے نامردوں کے نظری نہ دفتر نہ دفتری قریب ہی کہ کو ہی فرار  
پر قرار کریں مگر قضا سے کار ملک ترجیح جادو بدست کی آشنا ہو جب یہ چلا تھا اس سے لکرا آیا  
تھا کہ میں واسطے مقابلہ مسلمانان کے جاتا ہوں ملک ترجیح نے منع کیا تھا کہ ای بار صادق و امحب  
والن مسلمانوں سے بگڑی اچھا نا اچھا نہیں جو تمھارا بھائی بند گیا وہاں سے زندہ پلٹ کے نہ آیا  
لہذا وہاں نہ جادو بدست کو اپنے زور کا نہایت غور تھا اسلیے نمانا اور آیا جو کچھ گزرا وہ ناظر  
پر واضح ہو ملک ترجیح بعد جانے بدست کے گہرائی چار سو جادو گر نیوں کو ساتھ لیکر خوش محبت  
میں چلی اسوقت اگر پہونچی آسمان سے دیکھا بدست زخمدار کو میوں کی فوج کا ستھرا مسلمانوں  
نے قیامتیں برپا کی ہیں دریا سے خون بہ رہا ہاں بارگاہیں خیمے سرنگوں بازارین ویران محل فوج  
کے لئے ہوئے دوکانیں برباد جھنڈے بازاروں کے گرے ہوئے تھک کو میوں کے لڑائی سے  
پھرے ہوئے دو جوانان صفت شکن ہنگامہ پلنگانہ لڑ رہے ہیں ایک جانب ایک جوان مثل  
فیل مست سا طور بدست فوجوں کو درہم و برہم کر رہا ہاں دم جرات کا بھر رہا ہاں ہیلوان یگانہ رستم  
خصال عفریت مثال کوئی کوئی اسکے منہ پر چڑھ نہیں سکتا کسی ہیلوان کا قدم بڑھ نہیں سکتا  
یہ معرکہ قیامت خیز جو آسمان سے ملک ترجیح نے دیکھا اپنے دھکڑے کا سر زخمی پایا بدحواس ہوئی  
وہیں سے نعرہ کیا باشیدا مسلمانان ہم ملک ترجیح جادو یہ کمز میں پر آئی ایک سحر میں قیامت  
برپا کر دی کوئی گھوڑے سے گرا کوئی زمین پر تڑپا چار سو جادو گر نیان اسکی گولے ترجیح و ناریج  
مارنے لگیں شاپور و شہرنگ عیاران طرار حقہ ہائے آتش بازی مار رہے ہیں ساحر دن کو  
لٹکار رہے ہیں کئی جادو گر نیان کندوں سے حباب ہائے بیہوشی سے قتل ہو میں ہر چند  
شاپور نے کہا ای برادر شہرنگ جادو گر نیوں سے سامنا ہی کل چلو جان بچا کر کل چلو شکو اگر  
عیاری کرینگے شہرنگ و شاپور نے قصد کیا گر جادو گر نیوں کے سحر سے زمین ہلنے لگی قدم اٹھنا بھی



دشوار ہی زمین و آسمان شعلہ بار ہی کہین پانی برس رہا ہی کہین نہر آب جاری کہین نخل پھرا کر گھر  
گھوڑے مطلق العنان کوئل پھر رہے ہیں جا بجا منہ کے بھل کر رہے ہیں شہزنگ و شاہ پور نے ہر  
چاہا کہ جست و خیز کر کے نکلیں مگر ترجیح نام عیاروں کے سن چلی تھی کہ فرزند ان خواجہ و شاگردان  
عمرو کے افسر ہیں دیکھاؤ بلے پتلے تانبے تصویر عمرو کی دیکھ چکی ہی ترجیح اُسی طرف پلٹی ان دونوں  
دیکھا کسی پر کند لگائی کسی پر خنجر مارا کبھی حقہ آتش بازی مارا دس پانچ کے منہ جھلس گئے کبھی جنگی بان  
واغان شعلوں سے دوچار جلے ایک ساحرہ گلبدن نام وزیر زادی ملکہ ترجیح کی مصاحب  
خاص بہم باخلاص ساحرہ شعبدے باز شاہ پور پر بجا پڑی ماس کا دانہ مارا شاہ پور کے پاتوں  
زمین نے تھامے مگر ہاتھ سحر سے بری رہے گلبدن بڑھی کہ نیچے سے سر کاٹ لوں جیسے ہی وہ  
قریب آئی شاہ پور نے کند ماری وہ منہ کے بھل زمین پر گری شاہ پور نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک  
نعرہ کیا منم شاہ پور شیر دل ترجیح نے یہ معرکہ دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا قلب پھرایا اپنی مصاحب  
خاص کو ترپنے پھڑکنے دیکھا یہ بھی دیکھا کہ ایک عیار اگر سحر سے کسی کے مقابلہ کرتا ہی دوسرے نے  
لپٹ کر خنجر مار دیا جادو گرئی مری پھر دونوں نے قیامت برپا کر دی الگ الگ لڑنے لگے ایک  
کی ایک مدد کرتا ہی یہ شعر زبان پر جاری ہی ہاں بھائی شاہ پور شعر دو دل یک شود بشکند کوہ راہ  
پراگندگی آرد انہوہ را یہ سب حرکتیں ان عیاروں کی ترجیح جادو نے دیکھیں دور سے لکارا ہی  
عیار ان غضب کیا میری وزیر زادی کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاؤ گے عیاروں نے  
پاٹ کر دیکھا چاہا جست و خیز کر کے نکل جائیں مگر ملک الموت کے سامنے سے ٹلنا دشوار تھا ملکہ  
ترجیح نے ایک نارنج بھینک مارا دونوں عیار لڑ پکڑا کر گرے بیہوش ہو گئے ملکہ ترجیح نے جادو کر  
کو اشارہ کیا کہ پہلے ان نگہورون کو گرفتار کرو ان مکاروں نے بڑے داغ دیے نور الدہر اراج  
و طہماس وغیرہ سب ایک مقام پر پابہ گل ہر چند کہ آسمان جرات کے ماہ کامل ہیں مگر ہاتھ  
دستگیری نہیں کرتا ثابت قدمی نے جدائی کی ہوش و حواس نے کچ ادائی کی گھوڑوں سے گر کے  
بیہوش ہوئے ہوش و حواس روپوش ہوئے بدست رنجیدہ کبیدہ زخم دار بقرا سا منے  
اپنی معشوقہ کے آیا کہا جان جہان میں کٹ گیا اپنے رفقا سے جھٹ گیا کیسے کیسے صفت شکن مسلمانوں  
ہاتھ سے مارے گئے ملکہ ترجیح نے کہا ای بد مست بہمنے تلو پہلے ہی ہوشیار کر دیا تھا تمہیں ہمارا کنا



نہانا اسٹم باسٹنی ہو بدستی کے نشے کا یہی کام ہی ذلیل و رسوا ہونا اکبر و کھونا یہ کہ حکم دیا ان سب کو  
 گرفتار کراد طوق زنجیر بناؤ و دربار ان سب کا سمجھو سوال جمشید پرستی کرو اگر قبول کریں اپنا رفیق بناؤ  
 ورنہ فوراً قتل کر دہست نے بلا کر آہنگرون کو حکم دیا سردار ان نامی پہلوانان گرامی کو مسلسل و  
 مطوق کیا اسوقت چونکہ بدست زخمدار تھا سب کو قید خانے میں بھیجا از سر نو بارگاہین استاد  
 کرامین ملکہ ترجیح کا ہاتھ تھامے ہوئے بارگاہ میں آیا سب رفیق و امیر و وزیر ہمراہ ملا زمان شہزاد  
 امیرج و نور الدہر چھ گرفتار ہوئے بعض بھاگ کر درہ ہائے کوہ میں چھپے بدست کی زخمدوزی  
 کی ملکہ ترجیح آکر تخت پر بیٹھی بدست و گل زرین پر تمام خزانہ طاسم جمشیدی قبضے میں بدست  
 کے آیا صد ہا چھکڑے ان پر صندوق ہائے کلام نخل کاشانی کے غلاف قفل ہائے رومی ترجیح  
 نے چاہا مال اتردا کر ملاحظہ کرے بدست نے کہا ای جان جہان اب جلسہ عیش و نشاط آ رہا ہے  
 ہوتا ہی گانا سنیں شراب پین ہم تم لپٹ کر سوئیں ملکہ ترجیح نے کہا کچھ دیوانہ ہو اہی بیہودہ باتیں  
 کرتا ہی دیکھ میرے ہاتھ پانوں میں درد ہی رنگ چہرے کا زرد ہی اب یہ بتلا کہ ان سرداروں کے  
 مقدمے میں کیا منظور ہو بدست نے کہا میں ان سب سے سوال سامری پرستی کرونگا پسرا  
 حمزہ مذہب لات و منات کبھی نہ قبول کریں گے سنا ہی اکثر قید ہوتے تلواریں گلوں پر رکھی گئیں مگر  
 اپنی کئے گئے ملکہ ترجیح نے کہا سامنے تو بلو دیکھ تو اب کیا کہتے ہیں کچھ جواب سخت دیتے ہیں یا خاموش  
 رہتے ہیں بدست نے داروغہ زندان خانے کو حکم دیا نور الدہر و امیرج و طہماس کو سامنے  
 مابدولت کے لاؤ ملکہ ترجیح نے سحر اتار لیا ہی قید آہن میں سب گرفتار ہیں داروغہ قید خانے میں  
 گیا نور الدہر و امیرج و طہماس کو سز زنجیر تمام کر سردار لایا ہر چند کہ متیون سردار انتہا کے زخمی  
 ہیں مگر شیران دشت نبرد جیسے ہی بارگاہ میں آئے پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس  
 و درین ماوا بر کسی باد کہ بداند و بتا سدا کہ خدا کے است و پیغمبر و برحق وہ بے نیاز کار ساز خالق  
 مطلق ہی بدست بگڑا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ملکہ دیکھو تم نے غضب کیا مسلمانوں کو بارگاہ میں ناحق  
 بلایا ہمارے پونے دو سو خداوندوں کو بُرا کہتے ہیں بڑے یہ لوگ سرکش ہیں مگر ترجیح کی نگاہ جو  
 جمال بمثال نور الدہر و امیرج پر پڑی چہرے آفتاب عالم تاب قدس و باغ مراد انکھوں میں  
 خیر کے نیچے جلوہ گر ہیں چمنونون میں رستی مزاجون میں برہی ایک جانب طہماس ایسا جوان



قد وقامت میں دیو جرات میں ان بائین بکتا پہلوان صاحب شوکت و شان تینوں پر سائل ہوئی حیران  
 جمال و محمودیدار کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کچھ اعضا پھرنے لگے گھبرا کر بدست سے کہا صاحب ذرا  
 الگ بیٹھو اسوقت مجھ سے نہ بولو یہ پیارے غربت کے مارے ناحق مصیبت میں پھنسے ہیں شاہنشاہ  
 صاحبان لیاقت زنجیر پہنے کھڑے ہیں اپنی رحم لازم ہی ان لوگوں سے نام جرات قائم ہی اگر یہ  
 ہوتے خداوند لقا کا ہے کو زندہ چھوڑتے کیا قدرت کو اختیار نہ تھا جب چاہتے مٹا دیتے سنگ سیا  
 بناتے قہر و غضب قدرت دکھاتے کوئی بات تو انہیں اچھی ہی کہتا میں اٹھا کر دیکھو قدرت نے انکے  
 واداجان کی خاطر سے ملک موروثی باختر ایسا شہر ترک کیا خفا ہو کر چلے آئے مگر انکو نہ مٹایا اور  
 یہ بھی کتاب خداوندی میں مرقوم ہو کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوند لقا، دن بھر خدا کو برا کہتا ہی  
 رات کو ایک خیمے میں اٹھا لٹکتا ہی تو بہ تو بہ کرتا ہی دم قدرت کی محبت کا بھرتا ہی قدرت دن بھر  
 کے گناہ معاف فرماتے ہیں میراجی چاہتا ہی ان بندگان خاص خداوند کو قید سے رہا کر دوں محفل  
 عیش میں شریک ہوں قدرت کو برا کہینگے آپ آفت سہین گے بدست نے کہا ای ملک عالم  
 یہ شیر زنجیروں میں گرفتار دست و پا انکے بیکار ہیں رہا ہوتے ہی آفت برپا کرینگے ابھی خون کے  
 دریا بہا دینگے انکو کون روک سکیگا میں نے جنگ ان ظالموں کی دیکھی جرات میں بے نظیر صاحبان  
 توقیر میرے کو ہی کہتے کی موت مارے گئے کوئی مٹھ نہ چڑھ سکتا تھا کون آگے بڑھ سکتا تھا مابذلت  
 بھی زخمی ہوئے اگر ملک عالم تم نہ آجاتین لمحہ بھر میں لشکر کا خاتمہ تھا ان لوگوں پر رحم کرنا بیجا ہی وہ جو ان  
 جسے سرشار کو مارا خداوند لقا کا نواسا ہی مگر قدرت سے برگشت ہو فولاد فولاد شکن کئی رکن  
 کوہستان اسی جوان کے ہاتھ سے قتل مہا اسکی دختر بلند اختر ملکہ سمین عذار صنوبر قد کو نکال لیگیا  
 بھائی فولاد نے بڑی کوشش کی کچھ ہوا آخر لڑ بھڑ کے اُس صاحب غیرت نے جان دی میں ابھی  
 انکو قتل کر ڈنگا ملکہ عالم تمہارا کہنا سنا تو نگاہ یہ کھرا آواز دی جلا د کو بلاؤ ابھی ان جوانوں کو مع دو نون  
 عیاروں کے قتل کرو ملکہ ترجیح عاشق ہو چکی ہو چاہتی ہو انکو کسی جیلے سے بچاؤں معشوتان  
 پر بچہ کو پہلو میں بٹھاؤں صف شکن تیغ زن صاحب صولت و جرات شمع افروز انجن عشرت  
 جیسے ہی جلا د سامنے آیا بدست نے کہا نور الدہر و امیرج و طہماس و شہرنگ و شاہور  
 کو قتل کر اب ہم سے حکم نہ پوچھنا جلا د تیغ کھینچ کر ادل سر نور الدہر پر آیا گردن پر کولے کا خطا طہماس



نے آواز دی اویسیا یہ میرا قاتل ہے پہلے مجھ کو قتل کر میں اپنے آقا سے نامدار کا ملال نہ دیکھوں  
جان اپنی اُسکے قدموں پر نثار کروں جلاؤ اُدھر بٹا طہماس نے سر جھکا دیا اب تو ملکہ ترجیج کو تنہا  
غصہ آیا اٹھ کھڑی ہوئی کہا کیوں اویسیا پہاڑی ہمارے حکم میں رخصت انداز ہوتا ہی تیری کیا حقیقت  
ہو کوئی تجھ کو جانتا پچانتا تھا ہمنے خاک سے پاک کیا کوہستان میں تیرا نام ہوا پہلو انون کو ہمنے سحر کر  
زیر کر دیا اور احسان فراموش آج بھی اگر ہم نہ آتے تو کتنے کی موت مارا جاتا اور وہاں خصال ان  
شیروں کے ہاتھ سے امان پاتا بد مست نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی اور مکارہ ہمیں اختیار ہی  
ہمارے دشمن ہیں ہم خود قتل کرینگے اگر تو بولے گی ہمارے حکم میں دخل دے گی تو تجھے بھی قتل کر دوں گا  
کیا دھڑون کو دیکھ کے عاشق ہوئی جب سے یہ بارگاہ میں آئے اُسی جانب دیکھ رہی ہو ملکہ ترجیج  
ہمنے کہا نگوڑے قتل کرنے والے کو بھاڑ میں ڈالوں اپنے ہوتے سونوں کو مار بیشک یہ جوان  
جری بہا و اسی لائق ہیں سر پر مکان بنا دے اُس میں انکو جگہ دے دو محبوب مطلوب قیسرا بڑے  
قد کا پہلوان اپنی جان نثار کرونگی تجھ کو آتش رشک میں جلاؤنگی بد مست تیغہ کینچ کے جھپٹا کہا  
حرامزادی تجھ کو قتل کرتا ہوں ملکہ ترجیج پیچھے ہٹی ایک دانہ ماش کا مارا تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹے  
زمین پر گرا اُسی مقام پر پاگل ہوا شجر غضب و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا بد مست کا نشہ اتر اگا گل  
چلانے اور ملکہ ترجیج ٹھہر جا رہی تھی مجھے بھٹسے بڑی محبت تھی میں تجھ پر جان دینا تھا تو مجھ پر شیدا تھی یاد  
تو کرتی خدنگزاری سے کبھی شہنشین موڑا اگلی باتیں سب بھول گئی ان گلے عذاروں کو دیکھ کر اسی  
پھول گئی ملکہ ترجیج کب مانتی ہو آتش عشق نور الدہر و ایرج و طہماس شعلہ و رہو گرمی محبت سے  
استخوان جل رہے ہیں قلب ناصبور سے شعلے نکل رہے ہیں وہی تیغہ بد مست کا اٹھا کر دوڑی  
ہر چند بد مست چنچا پیٹا اگلے پچھلے دفتر کھولے کچھ اثر ہوا ملکہ ترجیج نے قریب آکر ہاتھ مارا بد مست  
کے دو کڑے ہوئے ہاتھ ہلا کر برق چمکائی جلاؤ کا سراٹ گیا اُسی عرصے میں طرف کو ہیون کے پلٹی کہا  
بتلاؤ نگوڑو تم کیا کہتے ہو یہی شرط ہے سب کو پھونک دوں آتش قہر و غضب میں جلاؤں سب کو ہی  
گھبرا گئے منتیں کرنے لگے کہ ملکہ ترجیج ہم نابعد اربین میان بد مست صاحب کے مزاج میں بڑا  
غور آگیا تھا آپ نے خوب کیا وہ اسی لائق تھے آپ کے بھروسے پر بڑے بڑے ظلم کیے ملکہ ترجیج  
نے کہا اسکا لاشہ پھینک دو خدمت میں مابدولت کی حاضر ہو کو ہیون نے ٹانگ پر لٹک کر لاشہ بدست



کافر بل پر پھینک دیا ملکہ ترجیح بہ تعجیل بناؤ کر کے مسی کا جل لگا کے تخت پر بیٹھی نور الدہر و ایرج و  
 طہاس یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہے ہیں ملکہ ترجیح نے کہا ان تینوں جو انون کی قید کاٹ دو آہنگوں  
 نے فوراً قید سے رہا کیا ملکہ ترجیح نے کہا ای شہزادو آؤ ڈنگل پر بیٹھو تمہارے واسطے اپنے پلنے آشنا کو  
 مار ڈالا مگر ان عیاروں کو نہ چھوڑو نگی نور الدہر و ایرج و طہاس خاموش ڈنگلون پر بیٹھے سر جھکا  
 ہوئے شہزنگ و شاہ پور نے فریاد کی ملکہ عالم ہم بھی تابعدار ہیں جو ارشاد ہوگا فوراً بجالائینگے ہم تو  
 نمک صحبت ہیں گائینگے بجائینگے آپ کو خوب راضی کریں گے ملکہ ترجیح نے کہا میرے بزرگوں نے مجھ سے  
 کدی یاد کیا کہ عمر و فرزند ان عمر و سے ڈرنا چاہیے بڑے مکار و غدار ہوتے ہیں ہر چند دونوں نے کہا  
 ملکہ ترجیح نے ان دونوں کو رہانہ کیا حکم کیا قید خانے میں لیجاؤ واروغہ زندان خانہ دونوں کو کشان  
 کشان لے گیا اب ملکہ ترجیح نے جلسہ آراستہ کیا ساتی بچے حاضر ہوئے اول طرف نور الدہر کے  
 متوجہ ہوئی کہا کیوں جان جہان و آرام دل مشتاقان خاموش بیٹھے ہوئے منسوب بولویں تم تینوں صاحبو  
 سے باہر نہیں ہوں اور سب دنیا کے مرد آج سے مجھ پر حرام ہوئے تمہارے لیے سحر سے خود وزرہ تیار  
 کر دوں گی کوئی دنیا میں تم سے مقابلہ نہ کر سکیگا ایرج نے نور الدہر کے چٹکی لی کہا اب بھائی صاحب تیر  
 بہت مہربان ہی بلایا اب ہم تم سے کاہیکو بخشی کر سکیں گے کیا مجال ہی کہ ڈنگل رسم کا نام لین نور الدہر نے  
 غصے میں جواب دیا ای ملکہ ترجیح کیا بیودہ بکتی ہی ملکہ ترجیح مسکرا کر طرف طہاس کے متوجہ ہوئی کہا  
 اوجوان تو تو مجھ کو نگاہوں میں کھائے جاتا ہی ذرا مجھ کو ہاتھ نہ لگانا میں ابھی جھنجنی ہوں ابیات

لینا نہ کبھی ابرو سے خمدار کا بوسہ	نادان کوئی لیتا ہی تلوار کا بوسہ	ناحشر نہ ہوش آئے مجھے نشہ سے اسکے
لیلون میں اگر اس بت میخو ار کا بوسہ	آتا ہی مجھے رشک سیہ بختی پہ اپنی	جب زلف تری یعنی ہی خسار کا بوسہ
موتی جو تری نٹھ کا بناتا ہمیں الدہر	تولیتے کبھی لب کبھی رخسار کا بوسہ	نور الدہر نے کہا ای ملکہ عالم یہ

تمہارے ہی لائق ہیں جوان اور خوبصورت ہیں ایرج نے کہا کہ ادنی سی بات ہی سترہ سو من کا سا طور  
 باندھتے ہیں بڑے مشقتی جری بہادر ہیں ملکہ ترجیح نے کہا کیا میں اسے باہر ہوں لے ای جوان شراب  
 پی لے میں بہت خوش ہوئی یہ دونوں شاہزادے بڑی تیری تعریف کرتے ہیں طہاس نے اُلٹا ہاتھ  
 مارا جام زمین پر جا کر گرا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ملکہ ترجیح نے کہا ای جوان تو بڑا بد مزاج ہی عاشق و معشوق  
 کا تنہائی میں ناز و نیاز بہتر ہی میں الگ اُٹھ چلوں کچھ تنہائی میں کہے گا ابھی دن ہی رات ہونے دے



ایرج و نور الدہر نے فقہہ مارا طہماس نے کہا شاہزادہ ہنس ہنس کے میری جان لوگے اس  
کم نخت کی شامتین آئی ہن ملکہ ترج نے کہا کیون رے لم قدے مین نے تیرے ساتھ کیا بُرائی  
کی جو تو کہیگا مجھے بدل و جان منظور ہی ہو جو غصہ کرنا تیری عقل کا قصور ہی میرے مزاج سے تو آگاہ ہی  
فر اسی بات پر مین نے بدست کو مارا بھڑا بنا کر کھوٹے مین باندھ دوئی وہ دونوں بچارے سمجھا  
ہن آپ پھولے جاتے ہن انسانیت سے باہر بس چل اٹھ دیر نہ کر اسی مین تیری خیر ہی اب تو  
طہماس گالیان دینے لگا کہ کم نخت یہ دونوں جوان دل لگی بانہا مین یہ میان ایرج صاحب  
جو بیٹھے ہن بڑے عاشق مزاج ہن ہم نوکر چا کر بچارے غریب محتاج ہن خواجہ عرو کے فرزند ہن  
ہم سردار ہم عیار نامی و نامدار اُن سے ضرور آشنائی کرو میرا قد و قامت دیکھنے ہی کا ہی حسین  
خوب رو پہلوان بھکیت بکیت البتہ قابل دوستی ہن جب تمہارے پاس بیٹھینگے لوگ حیرت سے  
آتش حسرت پر جلیں گے ملکہ ترج نے کہا اچھا مین اُنکے خوش کرنے کو حاضر ہوں لو پیارے یہ جام  
تھین پیو اب میان ایرج گھبرائے ملکہ ترج نے جام شراب کا ایرج کے منہ سے لگا دیا کھالے  
پی خزانہ کربلا چیت ہی تیری پختی دیکھو گی ایرج نے منہ پھیر لیا ترج نے کہا پہلا جام اگر تو نہیں پیتا تو  
پیتے پیتی ہوں یہ لکے جام شراب خود پی گئی لنگنائی ایرج کے رجھانیکو یہ غزل گائی غزل قبول

سوز و رن کی ای دل اُسکو خبر نہیں ہی  
روتے ہن رات دن ہم لیکن خوشکٹا مین  
شعرون مین کسکو باندھوں دیوانہ مین لاؤن کسکو  
اُسکی گلی مین کیونکر ہو پنجگی روح اپنی  
ای شاہد ان مضمون کیونکر بلاؤن تمکو  
تن پر سے سر جو اتر ابرس سر کا درد اتر  
اہل ہنر کے آگے پڑھ ای قبول اشعار

آہن شرر فشان ہن لیکن اثر نہیں ہی  
مثل گہ ہمارا آنسو بھی تر نہیں ہی  
اک وہم سا ہی سب کو اُسکے کمر نہیں ہی  
روح الامین کا بھی اُسجا گزر نہیں ہی  
اب نذر کو تمہاری خون جگر نہیں ہی  
تن پر جو سر نہیں ہی بس درد سر نہیں ہی  
کیا یاد شاعری کا تج کو ہنس نہیں ہی

یہ غزل گاکے نشہ کے جوش مین ایرج کو لپٹنے لگی ایرج نے ایک ملا پنچہ مارا اگر سحر کر کے اپنے کو ملکہ  
ترج نہ بچاتی تو سڑاٹ جاتا ایرج و نور الدہر طہماس اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کوہیون نے  
بلوہ کیا دو چار کو طہماس نے مارا چند کو نور الدہر نے کسی کو ایرج نے پس ملکہ ترج جاو



غصے میں اٹھی دیکھا زمین پر دریاے خون بہ گیا غصے میں ایک وہ تڑپا راتینوں سرور زمین پر  
گہرے سحر میں تینوں کو مبتلا کیا کہا ای جو انو میرا کہنا مانو بڑا مجھ کو قلع ہی انصاف کرو تمہیں میرا حق ہو تمہارے  
واسطے میں نے اپنے آشنا کو مار ڈالا کیسے نا انصاف ہو مجھے خود رہے کہے افسوس آتا ہی اگر میرا  
کہنا مانو گے تو وہی حال تمہارا بھی ہوگا ایرج و نورالدین ہر و طہاس گالیان دینے لگے کہ کجبت  
کیا یہودہ ارادہ کرتی ہی ہم لوگ اس فن کے نہیں ہیں ملکہ ترجیح نے کہا بلا وجہ و لون کو ابھی ان کو  
قتل کرونگی میں سلامت رہوں ان ایسے ہزاروں پیدا کرونگی مجھے کیا پرواہ ہے اپنے نصیبوں کو  
جھیکیں مجھ ایسی چاہئے والی انکو نہ ملیگی سب طرح حاضر ہوں نگوڑے ایسے ٹھنڈے ہیں کسی طرح  
نہیں گراتے ان جوانوں نے کچھ جواب نہ دیا جلا دینا کھینچ کر قریب آئے اب ایرج و نورالدین  
کو زندگی سے یاس ہوئی اپنے معبود حقیقی سے التجا کرنے لگے دعا میں مصروف ہوئے ملکہ ترجیح  
غصے میں کانپ رہی ہی کہی گردہیں کہ یکا یک ہر کارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای ملکہ عالم  
جبریل قدرت خداوند باختری یعنی ملک یا قوت شاہ تشریف لاتے ہیں شاید واسطے شکار کے  
صحرا میں تشریف لائے تھے آپکی خبر سنکے پلٹ پڑے ملکہ ترجیح اٹھی باہر بارگاہ کے آئی دیکھا کہ  
ملک یا قوت شاہ ہوا دار پر سوار تاج شہریاری بر سر چار قبہ شہنشاہی دربر ہوئے نکلے  
کھینٹے یا قوت احمر کے زیب گلچالیں جو انان خوشرو سپاہی چو بدار ہو چوکو کرتے ہوئے چلے آتے  
ہیں ملکہ ترجیح نے آگے بڑھکے سلام کیا پائے پر ہوا دار کے ہاتھ رکھا پوچھا ای جبریل قدرت  
یہاں کیونکر آئیکا اتفاق ہوا یا قوت شاہ نے کہا نابدولت واسطے شکار کے آئے تھے زبان  
ہر کاروں کی معلوم ہوا کہ بندی خاص خداوند لہا نے مسلمانوں کو گرفتار کیا ہی اور قدرت نے  
بھی فرمایا تھا کہ جب شکار میں جاؤ گے شکار بزرگ دستیاب ہوگا دشمنوں کو اضطراب ہوگا  
میں مطلب اصلی کو نہ سمجھا اب جو ہر کاروں نے یہ خبر وحشت اثر سنائی کرامت ارشاد  
خداوندی یاد آئی ملکہ ترجیح بہ اعزاز و اکرام یا قوت شاہ کو لیکر بارگاہ میں آئی ساتھ والوں سے  
کہتی ہی صاحبو دیکھو میں نے یہاں مسلمانوں کو گرفتار کیا قدرت کو وہاں معلوم ہو گیا جاگتی جوت کا  
خداوند ہر لات و منات سے انکا مرتبہ بلند ہی اس میں بھی کچھ مشیت ہی قدرت کی رحمت ہی کہ  
ان سر کو نہیں مٹاتے ہیں دنیا کے عجائب و غرائب دکھانے میں جس دن دریاے قہاری جو ہر



آئیگا ایک ایک مسلمان مثل حباب بحر عالم سے مٹ جائیگا اب مجھ یقین ہو طرہ پیغمبری ملے گا  
 عنجہ آرزو کھلیگا سب کو ہی عرض کرتے ہیں آسنا و صدقنا ترجیح نے یا قوت شاہ کو لا کر تخت پر  
 ممکن کیا حکم ہوا جلد ساقیان پری رخسار جام و گلنار لیکر حاضر ہوں جبریل قدرت نے ملک  
 ترجیح کے چٹکی لی مسکرا کے کہا صاحب تمہارے بڑے مرتبہ ہیں خداوند ہم سے فرما چکے ہیں اپنے  
 پرانے آشنا بدست کو قتل کیا قدرت کی تقدیر کا ظہور ہوا اب جانی تمہاری شاوی ہمارے ساتھ  
 ہوگی ہم تم فرے اٹھائینگے اپنے پہلو میں تجھ ایسی حسینہ کو سلائیگی مگر یہ تو بتلاؤ کوئی خیمہ ایسا بھی ہے  
 کہ جہان تخلیہ ہو راز و نیاز کے کلام ہوں شکار سے تھکے ہوئے آئے ہیں آرام پائیں نور قدرت  
 تمہارے پیٹ میں اتاریں یہ سکر ملکہ ترجیح پھول گئی سر جھکا لیا شرم لگی گھونگھٹ نکال کر کہا ای جبریل  
 قدرت حکم خداوندی میں کون دخل دے سکتا ہو مگر کنیز کو خوف سے سکنا ہی چلیے تشریف لیجئے  
 چھپر کھٹ درست ہو مگر لونڈی کی طبیعت سست ہو یا قوت ہاتھ تھام کے ترجیح کا اٹھا سا تھ  
 والوں سے کہا ام ملکہ ترجیح سے تنہائی میں کچھ باتیں کرینگے تم سب صاحب بارگاہ میں باطلینان  
 بیٹھو چرچا شراب و کباب کا کرو ملکہ ترجیح کو ساتھ لیکر مجذمت خداوند چلیں گے سب کو ہی وکنیزان  
 ملکہ ترجیح نے ان سب کی شراب و کباب میں شرکت کی مگر ملکہ ترجیح و امین باغ باغ کہ اب قدرت  
 کی ہو کھلاؤنگی یہ جبریل قدرت ہو تجھ سے قلبی محبت ہو ای ترجیح اپنے کو روکنا چاہیے جب تخلیہ  
 میں آئی مسند پر یا قوت اگر بیٹھا ملکہ ترجیح شرابی ہوئی ہٹی جاتی ہیں ناز معشوقانہ دکھاتی ہیں  
 یا قوت نے کہا جان جہان قریب آؤ تنہائی میں نہ شراب و ملکہ ترجیح نے کہا ای جبریل قدرت  
 دیکھو مجھ کو ہاتھ نہ لگانا میں لوٹ جاؤنگی تم سے روٹھ جاؤنگی اور کسی بات کا ارادہ نہ کرنا دیکھو سینے  
 تو میرے ہاتھ رکھو کلیجہ و طرک رہا ہی دل خوف سے مثل مرغ بسمل بھڑک رہا ہی میرا دم نکل جائیگا  
 تمہارے کیا ہاتھ آئیگا یا قوت نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کیوں پیاری کیا ہمیں ترساؤنگی  
 شربت وصل نہ پلاؤنگی نشہ جام وصال ہیں قاب نا صبور پر ہجوم غم و ملال ہیں اشعار  
 زخم تن ابرو سے خمدار سے پایا ہم نے داغ اس چاند سے رخسار پایا ہم نے نشہ بوسہ چاہ ذوقن ای یار تجھے ہم  
 خوب پانی تری تلوار سے پایا ہم نے کور ہم ہو گئے رونے میں کٹی عمر تمام یہ مرض نرگس ہمارے سے پایا ہم نے  
 سبز آغاز ہی بوسے ہمیں تو دیتا ہی گل رخسار تر خار سے پایا ہم نے داغ بڑھتے گئے لیکن نہ وہ مغرور



نہ تو درہم سے نہ دینار سے پایا ہم	ترے زخمی کو ترا سبز خط یاد آیا	درو نو مرسم زنگار سے پایا ہم
ایسا صدمہ کوئی اغیار سے ہو نہ ملا	جس قدر رنج و الم یار سے پایا ہم	لطف یہ سایہ طوبیٰ میں نہو گاویا
جو فرسایہ دیوار سے پایا ہم نے	دل وانا کے لیے ہوتا ہی رہن برس	صاف تسبیح کو زنگار سے پایا ہم

کیون ای جان جان ہم تو بفراری میں حکم سے خداوند کے آئے تلوں ہم سے انکار ہی ملکہ ترجیح نے کہا میں  
ای جبریل قدرت آپسے انکار کیا آپ خداوند زادے نور چکیدہ خالص قدرت میں گر میں دل کو کیا  
کروں گھبراتا ہی کہ تم کیا کرو گے میرے کلیجے پر خنجر پھیرو گے لیکن ناچار سنگ آمد و سخت آمد گر ایک  
وعدہ مجھ سے کرو اور کسی عورت سے کبھی کلام نہ کرنا قدرت کے جاہ و جلال کی قسم کھاؤ تب مجھے  
ہاتھ لگاؤ نہیں تو میں چھوٹنگی سار اخیمہ سر پر اٹھا لونگی یا قوت شاہ نے کلامی تھام کر کھینچا کہا جانی  
چاہے صحنی قسمیں لیلو نوشتہ لکھو ونگا قول و اقرار کا پابند رہو ونگا شعر قول کا ہونہ یقین ہم سے  
نوشتہ لے لو پنا من انسان کے عوض چاہے فرشتہ لیلو پنا خداوند لقا کی قسم لقا کے باپ کی  
قسم تلوں رضی رکھو ونگا کبھی لوٹا رندی نہ کرو ونگا دس ہزار کنیزیں واسطے خدا متکذاری کے پانچ ہزار  
روپیہ صرف پانڈان دو ہزار روپیہ برائے میوہ خوری اسمین کا ہے کی چوری اب تو بنی ملکہ  
ترجیح پھسل گئیں ٹھٹھا مار کے ہنسین کہا مردوے کیون اتنی قسمیں کھاتا ہی بائیں بناتا ہی میں نے  
بھی دنیا کو دیکھا ہی اس وقت شیطان سر پر چڑھا ہی یہ وہی کھیل رہا ہی جب اپنا مطلب نکل جاو گیا  
پھر بات بھی نہ پوچھو گے یہی حکم دو گے تنخواہ لو کھاؤ محل میں پڑی رہو یا قوت نے کہا بس اب  
زیادہ نہ بکھاؤ و لو جام شراب کا پیو جلدی فیصلہ ہو جام بھر کے لبوں سے ملکہ ترجیح کے لگا ہی دیا ملکہ  
ترجیح نہیں نہیں کر کے پی گئی پیتے ہی گھبرا کے کہا ای جبریل قدرت میرے کلیجے میں آگ بھری ہڈی  
ہڈی جلنے لگی بوٹی بوٹی پھرتی ہی یا قوت نے کہا اری شراب نو کشیدہ گرمی کی ہو تو کیا بعید ہی  
ملکہ ترجیح گھبرا کر اٹھی بیوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑاکے گرمی یا قوت نے نعرہ کیا ہم جو اہرن عمر و  
ساتھ والوں نے باہر کنیزوں کو بیوشی کیا جو ابھرنے ایک خنجر مارا ملکہ ترجیح کا شکم چاک قصہ پاک  
ہوا صدائیں مہیب آئیں آندھی سیاہ اٹھی ابوالفتح وغیرہ ساٹھ تھے آنھوں نے بارگاہ کو مزید  
قصا بان بناو یا کنیزان ملکہ ترجیح کو قتل کیا اسی طرح نور الدہر و طہماس و شہرنگ و شاہ پور  
قید سے چھوٹے لشکر جو بھاگ کر رہا ہے کوہ میں چھپا تھا حالات عشرت آیات سکر آئے نور الدہر



نے جو اہر کو گلے سے لگالیا پوچھا ای برادر تمہارا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا جو اہر نے کہا جب آپ کو  
 عرصہ دراز گذرا صاحب قرآن بقرار ہوئے مجھے حکم ہوا جا کر شاہزادوں کو تلاش کرو راہ میں  
 غلام نے حضور کی گرفتاری کی خبر پائی شکر بخدا نے وقت پر پہنچایا اب آپ تعجیل تمام لشکر  
 میں آئیے آپ کے جد عالمی تبار آٹھ پہر یاد کرتے ہیں ہم آگے بڑھ کر خبر پہنچائینگے آپ مع لشکر  
 منزل بمنزل آئیے نور الدہر و اسرج نے جو اہر بن عمر و کو بڑا بھاری خلعت دیا چالیس  
 عیاروں کو بھی مخلع کیا جو اہر بن عمر و مع عیاروں کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا بعد  
 کو اسرج و نور الدہر نے لشکر آراستہ کیا مال طلسمی لدوایا بشوکت تمام کیفیت مالا کلام بہت  
 لشکر ظفر صاحب قرآن چلے دو کلمہ داستان صاحب قرآن و نہ مردے ایمان سنیے کہ زمرہ شاہ  
 باختری اپنی بارگاہ جان نما میں داخل ہو سلیمان عنبرین موئے کوہی عرض کرتا ہی یا خداوند میرے  
 کیلجے پر صد ہا درغ ہیں کیسے کیسے بھائی بھتیجے جبری بہادر ممالک کو ہستان سے آئے ہاتھ سے  
 سرداران اسلام کے مارے گئے ملک جی ہمیشہ مانع ہوتے ہیں مابدولت کو نہیں لڑنے دیتے  
 جس دن تلوار نیام انتقام سے پہنچو گا طبقے زمین کے ہلا دوں گا بختیارک نے کہا ای پہلوان  
 دوران شکو کیونکر لڑنے دین اندھے کی ایک لاشی بڑا بھروسا طلسم ہوش ربا کا وہ مدد و عدم  
 مدد انکی راے پر موقوف ہی عرصہ سے کوئی ساحر نہیں آیا ای رستم زمان ساحر کے آنے سے  
 بڑی چل پھل ہو جاتی ہو آپ نال فرمائیے یقین ہو کوئی نہ کوئی ساحر آتا ہو گا مسلمانوں کا  
 پیشدستی کا طریقہ نہیں یہی بڑی خبر ہو نہیں تو تمنا قدم کا جہنماد شوار ہونا سلیمان نے کہا  
 ملک جی تمہارے دل میں مسلمانوں کی طرف سے خوف سما گیا ہی بختیارک نے کہا حضور  
 بچپن سے حال مسلمانان دیکھتا ہوں کیسے کیسے پہلوان بڑے بڑے ساحر مسلمانوں سے  
 لڑے آخر میں جہنم واصل ہوئے یہ بامتن ہو رہی یقین کہ طرف سے طلسم ہوش ربا کے ابریر و  
 تار اٹھا اُس میں رعد کی گرج برق کی چمک لقا پکار اٹھا ای بندگان من چہ تقدیر کموم دیدی  
 قدرت مرا بندہ خاص الخاص نے کسی بندہ معقول کو بھیجا ابرا کر شق ہوا دیکھا ایک جادوگر تاج  
 سر پہ ساٹھ ہزار ساحران غدار پشت پر بصد کرو فرآ کے اتر بارگاہ لقامین آیا واسطے سجدے  
 جھکا لٹانے کہا ای بندہ سرکش سر خود از سجدہ بردار لعنت بر تو نصیب کردم ساحر نے عرضی



افراسیاب کی پیش کی بختیارک نے اسکو پڑھا طرف سے افراسیاب کے اسمین لکھا  
تھایا خداوند تمور سحر طراز سحر فر از خدمت فیضد رحبت میں حاضر ہوتا ہر کل مسلمانوں کو  
قتل کر کے آپ کو بالائے قیطوں پہنچائیگا تمور کو ذنگل زرین بیٹھنے کو ملا بختیارک نے پوچھا  
کچھ حال طاسم ہوش ربایان کرو تمور نے کلاہ زمین پر دے ماری کہا کیا عرض کروں ساربان زاد  
نے غضب کیا طاسم کشا کو گنبد نور سے جا کر ہا کر لیا بختیارک ناچنے لگا کہا مبارک باشد ایک دن  
ہمارے پیرو مرشد افراسیاب کو قتل کرینگے تمور نے کہا ملک جی یہ ناممکن ہے لوح طاسم ہوش ربامعہ  
ہو جس دن افراسیاب گڑے گا لوڈی غلاموں کو قتل کر دالیکا حضور غلام کے نام بطل جنگی کجیا  
و کیسے کل ہی کیا قیامتیں برپا کرتا ہوں بختیارک نے خوش ہو کے حکم دیا نقارہ رزمی گڑا یا مگر  
نامیائیں خبری و تومیائیں خبری و سرہنگ کی و ابوطاہر خونریز جو اسبسان لشکر اسلام ہر وقت  
بر اسے خبر لشکر لقائیں حاضر رہتے ہیں خبریں لیکر جاگے یہاں بارگاہ سلیمانی میں بادشاہ حجاج تخت  
سلیمانی پر و ذنگل آصفی پر زلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران مرقع دربار تصور سروران  
سے معمور کہ چارون ہر کارے حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا دیتے بادشاہی بجالائے قطع

کہ تاسبزو روئیدہ باشد بیلغ	گل سُرخ تاب چور و روشن چراغ	انگین سعادت بنام تو باد
ہمہ کار عالم بہ کام تو باد	شہر یار عالم کی عمر در اندر ہے	تمور سحر طراز طرف سے افراسیاب

کے آیا ہر اسنے بطل جنگی کجیا یا ہر دوسرا فردہ فرج بخش غلاموں نے پایا ہر کہ جس سے روح راحت  
قلب کو فرحت حاصل ہوئی ہمارے استاد صاحب نے جانبازی کر کے اپنے کو گنبد نور میں پہنچا  
اسد کو بڑے کروفر سے قید افراسیاب سے چھڑایا مگر اب طاسم ہوش ربا میں ہنگامہ ہائے عظیم  
برپا ہیں مشہور ہے کہ طاسم کشا کو لوح کی تلاش ہر افراسیاب مشہور کرتا ہے کہ میرے طاسم کی لوح نہیں  
ہر گز از داران طاسم ملکہ مخمور و بہار و باغبان فکر حصول لوح میں مصروف ہو رہے ہیں کیا  
تعجب ہے کہ انشا اللہ طاسم ہوش ربابہت جلد فتح ہو کر ستا ہے کہ ابھی تک بدیع الزمان کی قید کا پتا  
نہیں ملا خواجہ عمر و کو اس مقدمے میں بڑی کوشش کی طاسم اتھا کا وسیع ہے آج یہ بھی سنا ہے کہ  
افراسیاب بڑی بڑی قیامتیں برپا کرینگا ناظران در بند کو تحریر کیا ہے اٹھارہ سو ملک کا بادشاہ  
تلوار اسکی پیچے پناہ خدا ہمارے استاد کی جان و آبرو بچائے خیر و عافیت سے لا کر حضور سے ملا



صاحبقران نے فرمایا عمر و ایسا ہی طرار عیار ہی تم سب کا حقیقت میں سردار ہی ایسے مقام پر پہنچا رہ  
اسد کیا طلسم کشائی کریگا اگر لاکھوں پہلوان ہوتے صفوں کو پامال کرتا شیر کے گلے چیزتا ساحر و نئے  
کہا کر یگا خدا اسکو مظفر و منصور کرے ایسا طلسم وسیع کبھی ہماری نگاہ سے بھی نہیں گذرا سب میں  
بڑا طلسم ہزار اسپ تھا ایک سال کامل میں اس میں لڑا عمر و ایسا عیار تھا اہالیان طلسم ظاہر  
مسلمان تھے خواہش رکھتے تھے طلسم جلد فتح ہو جائے دختر لبنا ختر حکیم اشراق روٹھنہ حیرت میں رہا  
ماہ منیر آفتاب عالم تاب آسمان غوثان ملکہ رضیہ سلطان مجہر پائل ہو چکی تھی درویش ذاکر و مذکر و طفلان  
زاہد و مہر نوش بنر پوش یہ سب کامل و اکمل عالم و قاضل عامل عاقل ساز و داران طلسم میرے  
شریک تھے مگر کسی کا کچھ زور نہ چلا ایسی ایسی بلاؤں میں پھنسا کہ نوبت بجان و کار و بر استخوان  
ہو چکا میں صاحب اسم اعظم تھا صاحب حرز ہیکل فوج کے دل کے دل یہ تمام سامان تھا مگر طلسم  
عجائب و غرائب میں مجبور تھا اکٹھ پہر ملول و رنجور تھا بڑی بڑی مشقتوں سے طلسم فتح ہوا حقیقت  
میں طلسم ہوش ربا ہو شرابا ہی معین و کفیل عمر و اسد کا خدا ہی ایسے کلمات حسرت انجام زبا  
فرما کر ارشاد ہوا ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے قلائیہ چینی و کباہ چینی  
داروغہ نقار خانہ کو حکم ہو چکا طبل جنگی پر چوب پڑی قطعہ

زنا ہید مریخ کرد این سوال	جہان را مگر روز آخر رسید	چو بر طبل اسکندر آمد و وال
بگفتا کہ نا طبل اسکندر است	کز آواز او گوش گردون گراست	صدائے طبل جنگی اہالیان لشکر نے

سنی سب پر ظاہر ہوا ہر سردار اس حال سے ماہر ہوا کہ کل لشکر کفار سے مقابلہ ہی ایک ساحر زبردست  
ہو شرابا سے آیا ہی سردار و ن نے سپر و شمشیر کو ہاتھ سے ڈال دیا حسرت و یاس سے کہا افسوس  
صد ہزار افسوس کس ملک میں آئے شمشیر زنی کا نام ببول گئے یہاں چھو چھلکے کا کام ہی سحر و شعبہ  
میں بڑا نام ہو کس سے لڑینگے مجبور ساحرون کے سامنے سر جھکا دینگے وہ بد معاش ایک ماش کا دنا  
پھینک دیتے ہیں ساری جی داری فراموش پر اگندہ ہوش ہاتھ پائون ہیکار سپاہی سردار مجبور و  
ناچار اسکی قدرت سے لڑائی فتح ہو جاتی ہی ورنہ سحر سے ساحرون کے زمین تھرائی ہی لشکر اسلام میں  
چار جانب ہنگامہ واضح راے عالی رہے کہ جو اہر بن عمر و ترج کو مار کر ایرج و نور الد ہر سے  
رخصت ہو کر چل نکلا مگر ابھی لشکر ظفر اثر میں نہیں پہنچا ایرج و نور الد ہر بھی ابھی راہ میں ہیں مگر جب



لشکر صاحبقران میں طبل جنگی بجا سواروں میں بھی چرچا ہوا کہ دیکھیے کل ساحرون سے کیونکر جان بچتی ہو شعبان خنجر گزار روح روان عمر و نامدار بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر اٹھا بیرون بارگاہ آیا مہترینک خطائی نے پوچھا مرشد زادے کیا قصد ہو کہاں جاتے ہو شعبان نے جواب دیا آپ سب صاحبوں نے سنا ساحر زبردست طلسم ہو رہا ہے براے مدد لقا آیا ایک بروخت طبل جنگی بجایا جملہ سواران تہمتن و جان نشان صفت شکن پریشان ہیں انکا تردد و بجای سحر و ساحری میں کسکا نہور چلتا ہوا راوہ ہو کہ جا کر اس مرد و کو ماروں آتش سحر کو نہ بھڑکنے دون میزک نے کہا میں بھی ہمراہ چلوں شعبان نے کہا آپ سب صاحب حفاظت لشکر میں مصروف رہیں پروردگار معین و مددگار رہے میزک پلٹا شعبان طرف لشکر لقا کے چلا یہاں بارگاہ لقا میں تیمور سحر طراز جب طبل جنگی بجوا چکا لقا نے دربار برخواست کیا تیمور طرف اپنی بارگاہ کے چلا بختیارک نے کہا میان تیمور صاحب ذرا عیاروں کا خیال رکھیے گا اپنے آتے ہی طبل جنگی بجوایا ہر دل مسلمانوں کا دکھایا ہر میرے میر و مرشد کے نظر شاگردان نامور ضرور آپ کی فکر میں آئینگے ذرا غفلت ہوئی مشکین باندھ کے لیجا ئینگے تیمور نے کہا ملک جی آپ کی مہربانی کوئی عیار صاحب مجھے عنایت نہ فرمائینگے عیاری کرنے نہ آئینگے بختیارک نے کہا ہم نے براہ خیر خواہی واقف کیا آگے اختیار ہی سمجھا دینا ہمارا کام ہو غور کا یہ انجام ہو تیمور نے کچھ جواب نہ دیا ہنستا ہوا چلا چند رفقا ساتھ فریدار مرد تماش بین نشے باز ہیں رنڈی کو ساتھ لائے ہیں منزلوں میں فرے اڑاتے ہوئے آئے ہیں اپنی بارگاہ میں اگر بیٹھا چوبداروں سے کہا ملکہ گلشن کو جلد بلاؤ ایک غزل سنکر آرام فرمائینگے صبح کو میدان کارزار میں جائینگے چوبدار چلا شعبان شکل ساحر لشکر میں آیا ہر فکر تیمور میں پھر رہا ہو دور سے اُسے دکھا اُسی بارگاہ سے ایک چوبدار نکلا ہر تعجیل کہیں جاتا ہو شعبان جھپٹ کر چوبدار کے قریب آیا کہا مرد ہے صاحب آداب و تسلیمات قبول ہو چوبدار نے پلٹ کر ایک ساحر کو دکھا جواب دیا بھیا اچھے رہے کیون کیا مطلب ہو شعبان نے کہا آپ کہاں جاتے ہیں چوبدار نے کہا بھائی ساحر صاحب دن بھر جا بجا حکم پہنچاتے ہیں رات کو بھی فرصت نہیں ملتی اب میان تیمور صاحب کی رنڈی کو بلانے جاتے ہیں شعبان باتیں کرتا ہوا مرد ہے صاحب کے ساتھ ہو لیا باتوں باتوں میں نام و نشان پوچھا یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اپنے ساتھ لائے ہیں پرانی آشنا ہر ایک مقام تنہائی پا کر شعبان نے چوبدار پر حلقے کند کے مارے بہشت



کر کے کنارے ڈال دیا لباس اُنکا اتار لیا صورت تبدیل کی عصا ہاتھ میں لیکر بڑبڑاتے ہوئے چلے  
 راہ میں اکثر جو ساتھ والے ملے پوچھا میان مرد ہے صاحب خیر تو ہو کس پر غصہ کرتے ہو شعبان نے  
 کہا بھائی اس زمانے کی نوکری کو آگ لگے کٹنا پن کرنا پڑا ہر نڈی کو بلانے جاتے ہیں لوگوں سے باتیں  
 کرتا ہوا خیمے میں گلنوش کے آیا دیکھا ایک کسی خوبصورت لباس و زیور سے آراستہ سارندے  
 موجود انتظار میں بیٹھی ہو شعبان کو دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی کہا کیسے مرد ہے صاحب کیا حکم لائے شعبان  
 نے کہا چلیے آپ کو یاد فرمایا ہر سارندے بھی اُٹھے جب ڈولی لا کر رکھی گئی شعبان نے کہا بی گلنوش  
 صاحب مجھے کچھ تنہائی میں کہنا ہے میں آپ کو سمجھا دوں یہ مقام لشکر خداوندی ہے ذرا سی بے ادبی ہو جائی  
 گدھی بجاو گی دھوبی کپڑے لیا بیگا کھونٹے سے باندھ دیا گدھے سوار یان کا ٹھینگے امین چین نہ لیا گال  
 مشہور ہے کہ دھوبی کا گدھا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا بیچاری کسی بھڑائی آنکھوں میں آنسو بھرائے کہا میان  
 مرد ہے صاحب واسطہ سامری کا سب نشیب و فراز سمجھا دو یہاں کے حالات بتا دو ہر چیز میں  
 گدھی نگلی تڑپ تڑپ کے مرونگی ایسے خداوند کی خدائی میں آگ لگے میں ایسی نوکری سے باز آئی مرد  
 نے کہا گھبراؤ نہیں ہم سب ترکیبیں بتلا دینگے یہ کہہ کر ہاتھ مقام لیا پھر خیمے میں لے گھسا اور تنہائی میں  
 پایا کہا بی گلنوش یہ گلوری کہا لو پیک نکل جاؤ ہمیشہ سُرخ رو رہو گی ہم تمہاری حفاظت کا بیڑا اٹھائے  
 ہیں گلنوش نے منہ کھولا شعبان نے گلوری منہ میں دی گلنوش جلدی جلدی جبا کر کہا گئی  
 پیک حلق سے اترتے ہی ہوش ہوئی شعبان نے لباس اتار لیا گلنوش کو ایک گوشے میں  
 چھپا دیا اسی کی شکل بن کر مسکراتے ہوئے باہر آئے ڈولی میں پانوں پھیلا کے بیٹھے سارندوں کو ساتھ لیا  
 کہا رون سے کہا مہراؤرا جلدی جلدی چلو یہاں تیمور ٹہل رہا ہے کہ شعبان شکل گلنوش اترے تیمور  
 دیکھ کر باغ باغ ہو گیا کہا کیوں ملکہ گلنوش ہم تو مسلمانوں سے لڑنے کو آئے ہیں تنے دن بھر ہمارا  
 خیال نہ کیا اور ہماری یاد نہ آئی شعبان نے پٹے کپڑے کے ایک طمانچہ مارا کہا نگوڑے دیوانے سفر کے  
 تھکے ماندے آئے نہ نہائے نہ دھوئے نہ کپڑے بدلے تمہارا سونٹے والا پہنچ گیا لے میں آئی کیا  
 کھا جائیگا صبح کو مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری خونخوار صورت سے دل کا پتہ ہی بھروسے  
 جلاؤ کا سامنا ہر سامری جمشید میری جان بچاؤں تیمور نے کہا اے جان جہان مسلمان بچاؤں کی  
 کیا حقیقت ہے کل سب کو قتل کر ڈال گا قدرت کو بالائے قیصر ہوں پناؤں گا مشیر قدرت لقب پاؤں گا



شعبان نے کہا یہ دن کبھی نصیب نہوگا مجھے تو دن بھر گزرا یہی سنتے سنتے کان بھر گئے کہ ہزاروں سال  
 یہاں آئے عیاروں نے مار لیا قدرت کے مزاج کا ٹھکانا نہیں دم بھر میں تولہ دم بھر میں ماشہ جیسا ہا  
 تقدیر کردی تمہوے نے کہا میرے بارے میں تقدیر معقول فرما چکے ہیں کہتے ہیں تجھ کو طرہ پیغمبری دوں گا  
 صاحب کتاب کروں گا ملکہ گلنوش نے کہا کہ بھڑوے اب تیری زندگی پر حرت آیا رشتہ حیات  
 قطع ہوا اولا غلط انشا غلط تمہوے نے ملکہ گلنوش سے کہا دو ایک چیزیں گاؤ جیسا باتیں نہ بناؤ  
 شعبان سامنے بیٹھا ساز درست ہوئے شعبان نے غزل مصنف کی شروع کی غزل مصنف

قمر ہم داغ بنکر عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں	گل لالہ میں مسکن ہر مہ کامل میں رہتے ہیں
عدم سے شوق سے آئے چلے دنیا سے حسرت میں	نہ اُس عالم میں مسکن تھا نہ اس منزل میں رہتے ہیں

تمہوے ترپنے لگا کہا جان جان اب آج شب کو میں بدھو سازندوں سے اشارہ کیا باہر جاؤ ہم گلنوش  
 سے کچھ باتیں کرنی سازندے باہر گئے تمہوے لپٹنے لگا شعبان نے ایک طمانچہ مارا کہا نگوڑے  
 بھوت پریت بن گیا لپٹا جاتا ہوا رے شراب تو پی لے نشے میں مردہ بن کر پڑ رہا میں اپنے خیمے میں جا کے  
 آرام کروں تمہوے نے گلابی کھینچی جام بھر کر سامنے کیا شعبان نے لے لیا منہ لگا کے حقو حقو کرنا شروع  
 کیا کہا کہ کیا رے اسمین گوہ ملا ہو تو ہی پی تمہوے اٹھا کر پی گیا پیتے ہی گھبرا یا کہا ملکہ گلنوش میرے  
 کلبجے میں آگ جاتی ہے تمام جسم میں آگ پڑ گئی شعبان نے کہا اسمین شکھیا ملی تھی گھبرا کر تمہوے  
 اٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی کرتے ہی بیہوش ہوئے شعبان نے چاہا قتل کروں پھر خیال آیا گرد تو ہزاروں  
 جادو گر ہیں مجھ کو نکلنا مشکل کر دینگے یہ سوچ کر جلدی میں زبان میں سوزن دینا بھول گیا اشارہ ہاند  
 سراجہ چاک کر کے لے بھاگا شعبان تمہوے کو لیے جاتا ہوا گر صابر نہ پوچھتا عیار فرما مرزین  
 نوشیروان بختیارک نے اُس سے کہا تھا کہ ای صابر تم اب ایسے ٹھنڈے ہو گئے کیسے کیسے ساحر  
 یہاں آئے ہیں کبھی نہیں گراتے زمانے میں نوشیروان کے ہمنے بڑی بڑی عیاریاں سنیں عمر و کامقا  
 کیا ہر بات میں جواب دیتے تھے اب تمہیے کچھ نہیں ہو سکتا تمہوے بڑا ساحر زبردست آیا ہی اگر تم  
 کسی طرح حمزہ عرب کو پکڑ لاؤ تو کل ہی اُس کے ہاتھ سے سرداران اسلام کا خاتمہ کرادوں صابر  
 اُدھر سے روانہ ہوا جب کنارے پر لشکر کے پہنچا نخل کی آڑ پکڑے کھڑا تھا شعبان کو نکلتے دیکھا  
 سمجھا کہ میرے لشکر میں جاتا ہے ضرور تمہوے کی فکر لگا ہے تعجب شعبان کی شکل بنکر لشکر اسلام میں داخل ہوا



دربار گاہ حشامی پر آیا فرامرز عاد مغربی کا پہرا تھا اُس نے شعبان کو آتے ہوئے دیکھا کہا ای فرزند جہتر  
مہتران کہاں سے آتے ہو صابر پُرا نا عیار ایک ایک کو پہچانتا ہی کہا ای رستم سرزمین مغرب آتے  
میں نے خبر پائی ہے کہ عیاران لقا جستجوے صاحبقران میں آئے ہیں ایسا نہ کہ دست برد کرین  
میں اندر جا کے حفاظت کروں فرامرز نے کہا بہت مناسب ہے صابر اندر آیا دیکھا کہ صاحبقران  
آرام کر رہے ہیں چار خدمتگاری چچی پرہیز صابر نے خدمتگاروں سے کہا جاؤ ہم حفاظت کریں گے  
خدمتگاریندین جھوم رہے تھے اُنکو غنیمت ہوا گوشہ بارگاہ میں جا کر سو رہے صابر برابر چھپر کھٹ  
کے آیا کچے میں واروے بیہوشی رکھ کر دماغ سے صاحبقران کے لگایا صاحبقران چھینک مار کر  
بیہوش ہوئے صابر نے پشتارہ باندھا سراچہ چاک کر کے لے نکلا یہاں فرامرز نے دیکھا عرصہ ہوا  
شعبان باہر نہیں آیا پروہ اٹھا کر جو دیکھا صاحبقران کو فرش خواب پر نہ پایا دیکھا سراچہ چاک  
فرامرز بدحواس باہر آیا مہتر بڑک خطائی کو آواز دی ای بزرگ بڑا غضب ہوا کوئی امیر باتقریر  
کو چلے گیا شعبان بنکر آیا تھا نہیں معلوم کون عیار پہونچا ابھی ابھی لیکر نکل گیا ہی مائے کیا غضب  
ہی خواجہ عمر و وچالاک بن عمر و طاسم ہوش ربا کو گئے جو اہر بن عمر و برائے تلاش نور الدہر  
امیرج نکل گیا کوئی بھیجا بشکل شعبان آیا ہمارے لیے صورت شعبان میں رمضان کا ہوا نیرک  
بیقرار ہو کر دوڑا رات کم رہی تھی فرامرز عاد مغربی بھی مع اپنی فوج ظفر موج تلاش میں مکار عیار کے  
چل نکلا اب لشکر میں ہلڑ ہوا فیروزہ بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر بادشاہ کو پہونچائی گھبرا کر باہر  
نکل آئے دیکھا سرداران تہمتن مثل جمہور و بہرام وغیرہ چلے جاتے ہیں غلغلہ ہی کوئی عیار امیر کو  
چرا لگیا اہل اسلام کو دغ دے گیا بادشاہ نے فیروزہ سے کہا سرداروں کو روکو تم شاگردان عمرو  
کو لیکر خود بڑھو سامیس سے ارشاد ہوا کہ جلد مرکب خنک سیہ قیطاس کو تیار کرو یہاں تو یہ ہنگامہ  
ہو کل سرداروں کو خبر ہو گئی لہذا طور و مالک ہتھیار لگائے ہوئے بارگاہوں سے نکل آئے  
سنا کہ بادشاہ برآمد ہوئے ہیں خرامان خرامان اسی جانب چلے مگر عرض کر چکا ہوں شعبان خنجر گزرا  
نورنگاہ عمرو بن امیہ نامدار تیمور کو لیے ہوئے آتا ہی اُدھر سے صابر برآمد پوش بصد جوش و  
خروش پشتارہ صاحبقران بردوش لشکر اسلام سے نکل چکا ہی راہ صحرا کو طوطی و پی کر رہا ہی نہایت  
خوش بشارت دل سے کہتا ہی کج لاکھوں روپیہ انعام میں خداوند لقا سے پاؤں لگا یہ سوچتا ہوا



جاتا تھا کہ کان میں آواز زنگ کی آئی سمجھا میرے شاگرد تعاقب میں چلے ہو گئے اسنے آواز دی کون  
 آتا ہے یہ شعبان تیمور کو لیے ہوئے آتا ہے اسنے آواز صا بر کی پہچانی اپنا نام نہ بتلایا جواب دیا ای  
 شخص تو کون ہے صا بر نے خوشی میں کہا منم صا بر عیار شہنشاہ ہفت کشور حمزہ نامور کو گرفتار کر کے  
 لایا ہوں شعبان کے ہوش اڑ گئے جی میں کہتا تھا ای شعبان سہ ماہی کے روزے واجب ہو  
 پستارہ تیمور کا زمین پر رکھا نیچے کھینچ کر پٹھرا جب صا بر قریب آیا ستارہ سحری چمک چکا ہے اسنے دکھا  
 ایک پستارہ تختہ سنگ مرمر پر رکھا ہے بیٹا عمر و کا راہ رو کے کھڑا ہے صا بر نے کہا او چھو کرے تو کسکو  
 گرفتار کر کے لایا شعبان نے کہا تمہارے باپ تیمور سحر طراز کو باندھ لایا اب بہتر اس میں  
 ہے کہ پستارہ صا بر حقران زمان کا رکھ دے اپنے لشکر کا راستہ لے صا بر خند پوش  
 نے پستارہ زمین پر رکھا کہا او چھو کرے میں ہمیشہ برا بر تیرے باپ سے لڑا ہوں اپنی جان بچا تیمور  
 کو چھوڑ کر نکل جاو رہ نہ تیرا بھی سر لیتا جاؤ لگا شعبان چمک کر جا پڑا نیچے چلنے لگا صا بر خند پوش  
 عیار قدیم نوشیروان کا ندیم شعبان سے برابر لڑ رہا وہ ان دونوں میں تو تلووار چل رہی ہو یا  
 بختیارک کو رات بھر نیند نہیں آئی دو گھڑی رات رہے سے رفیدہ سنبھال کر اپنے خیمے سے  
 نکلا دربار گاہ تیمور سحر طراز پر آیا دیکھا جا بجا ساحر و غیر ساحر آنکھیں ملتے ہوئے اٹھتے ہیں کوئی  
 لوطا لیکر طرف صحر کے جاتا ہے کوئی حقہ بھر رہا ہے نشہ باز لوگ اٹھتے ہی گانجہ ملنے لگے کشتی بوتل  
 شراب کی سامنے رکھی ہے رات کے بچے ہوئے کاہلی مٹروہ سامنے مٹی کی سکوریان بھر کے رکھے ہیں  
 بعض چرس کی چلم جا رہے ہیں ساتھ والوں سے کہتے ہیں بھائی بڑے پر سا جہان کے دم لگاؤ  
 ہماری سا قن پیاری کو دوا دو بختیارک یہ تماشے دیکھتا ہوا قریب بارگاہ تیمور آیا جادو گروں  
 سے پوچھا تمہارے افسر صاحب اٹھے خدمتگاروں نے اشاروں سے منع کیا میان شیطان  
 چپ رہو رات سے بی جی صاحب آئی ہوئی ہیں رات بھر جاگے ہو گئے ابھی آنکھ لگی بختیارک  
 گالیان دینے لگا کہا ذرا پردہ تو اٹھاؤ خواب مرگ میں نہ مبتلا ہوں بی جی کون آنکھوں نے کہا  
 صاحب ہمارے مالک کی پرانی آشنا ہیں بختیارک نے بڑھ کے پردہ اٹھا دیا دیکھا بھیر وں  
 ناچ رہا ہے بختیارک نے کہا لونہ بی جی صاحب نہ میان جی اسی کسی کی شکل بن کر کوئی عیار  
 چلا آیا ہو گا مشکین باندھ کر لے گیا ای کبختو جلدی جا کر خبر لو شاید راہ میں بلجائے ابھی نہ قتل کیا ہو گا



اب تو ساحر و غیر ساحر دور سے بختیارک نے بڑھ کر ضیغم خون آشام سے کہا آپ جلد جاسیئے  
 اگر خالو سے قدرت آپ نے سنائی تھی تو سحر طراز کو عیاران اسلام گرفتار کر کے لیگئے آپ جلد بڑھ کر خیر لہجے  
 ضیغم دور کا بے مرکب پر سوار ہوا مثل باد صحر چلا عقب میں اسکے ہزار ہا تھا پرست جھپٹے بیان شعبان  
 و صابر بند پوش لڑ رہے ہیں دن مکمل آیا ہی شعبان نے صابر بند پوش کو زخمی کیا ہر مرتبہ قصہ کتا  
 کر پستار سے پر قبضہ کروں صابر بند پوش جان دیے ہوئے لڑ رہا ہی کہ طرف سے لشکر قہاس کے گرد  
 آڑی ضیغم خون آشام بد انجام مع بارہ ہزار سوار و پیدل کے ظاہر ہوا صابر بند پوش نے آواز دی اور  
 خالو سے قدرت جلد آئیے اس چھو کرے نے غم و کے بہت پریشان کیا ہی میں حمزہ کو گرفتار کر لایا ہوا  
 ضیغم نے یہ سن کر گھوڑا دوڑایا شعبان نے صابر بند پوش کے منہ پر تھوک دیا کہ اسی منہ پر دعوے  
 عیاری کرتا ہو مگر گھبرا گیا سوار پیدل چارہ جانب سے نیرے اٹھا اٹھا کے شعبان پر چلے شعبان  
 نے نکال کر حقہ آتش بازی مارا دو چار کے ماتھ منہ چلے ناری مثل دیمہ خشک پھلے قریب تھا کہ نوک نیزہ  
 پر نیزہ دار شعبان خنجر گزار کر کو اٹھا لیں اس عیار طراز کو ہلاک کرین کہ دیکھا طرف سے لشکر اسلام کے رستم  
 سرزمین مغرب فرامرز عا و مغربی مع دو ہزار مغربیوں کے پہونچا شعبان کو بلوے میں کافروں کے دیکھا  
 لشکر ضیغم خون آشام بر تلوار کھینچ کر جا پڑا تلوار چلنے لگی شعبان خنجر گزار نے جو اتنی مہلت پائی صابر بند پوش  
 کو بچہ مارا شانہ اس بچہ کا نشانہ ہوا پستار سے پر صاحبقران کے شعبان نے قبضہ کیا کندین کاٹ بین  
 منہ پر حباب دافع دار و سے بیہوشی مارا صاحبقران کی آنکھ کھلی دیکھا ہنگامہ گیر و دار بلند ہو شعبان خنجر گزار  
 دریائے خون میں نہایا ہوا عرض کر رہا ہی ای شہریار اٹھیے آدھرتیمور سحر طراز کی زبان میں شعبان خنجر گزار  
 نے جلدی میں سوزن نہ دیا تھا پسینہ جو آیا بیہوشی اتر گئی سحر کر کے پستار سے نکلا دیکھا تو ہنگامہ گیر و دار  
 بلند ہو تلوار چل رہی ہی دریا خون کے جاری تھے اٹھتے اس بچہ کے گولہ مارا کئی سوار منہ کے بھل زمین  
 پر گرے گھوڑے بد لگامی کرنے لگے آدھر فقارے پر چوب پڑی زمر و شاہ باختری سوار ہوا آسوقت اگر پہونچا  
 آدھر قتل و فساد غلام صاحبقران عالی وقار خبر سن کر مع بارہ ہزار تیر اندازوں کے پہونچا صاحبقران  
 کو بے قیل پشت اشقر سوار کیا امیر نے دیکھا فرامرز عا و مغربی عجب مصیبت میں مبتلا ہوا انا لیاں فی جہنم

شعلہ آتش گر رہے ہیں امیر نے نعرہ کیا نعہ امیر	ایسے عرب ضیغم روزگار
بہ حکم خدا البتہ شمشیر چار	ایکے تیغ مصمام و مقام نام
	ایکے تیغ عقرب کے ذوالحجام



بن کافہ ان درجہ ان پاک کرد | سر کشان جملہ در خاک کور | تیغ عقرب سلیمانی کینچکر کفار پر  
جا پڑے جلدی میں خود ہو وزرہ داوی زیب جسم نہیں کرنے پائے اور اٹالیان فوج نے فرامرز  
کو اس تباہی میں دیکھا کہ بے بسی سے قتل ہو رہے ہیں ملازمان نقاسنجانی باختری تمشتری حصار ی  
ہمیشہ نام سے اہل اسلام کے بھاگتے اس وقت جو سحرین مبتلا پایا قتل کرنا شروع کیا صا حبتران  
اسم اعظم پڑھنے لگے ہم اہلیان فرامرز کو بچاتے پھرتے ہیں یکا مک طبل سکند پر چوب بڑی شاہزادہ سعد  
بن قباد چراغ لشکر اسلام مع سرداران نامی و تاجداران گرامی اگر سپونچے ایک جانب سے لندھور  
بن سعدان نے نعرہ کیا نعرہ لندھور جزیرہ ما سے دریا اگر قہر تابہند ستل : اگر نام نہی دامن منم لندھور بن سعدان  
دوسرے پہلو سے آواز آئی منم مالک اثر در صاحب نیرہ دوسرے غلام بنی و جا کر حیدر  
نم مالک اثر در خشم کمین : سپہ وار در شک اہل دین : تلوار کینچکر کفار پر گرے تلوار  
چلنے لگی ملازمان نقا کبرائے بختیارک نے ساحرون کو آواز دی ای نالا یقونامرد و سحر کرد و حمزہ عرب  
سے اپنی جان بچاؤ وہ صاحب شوکت و خشم مالک اسم اعظم ہو ہر سمت اسم اعظم پڑھ کے دم کرتے  
میں سرداروں کو بچاتے ہیں اس آمد و رفت میں کئی زخم کھائے سراطھرزخمی ہوا لشکر کفار نے  
بسیب ساحرون کے دباؤ و تلاطم و سحر طراز نے جدھر بڑھ کر گولہ مارا دود و دھواں بہوت ہو گئے کسی کی آہ  
نے پانی برسایا نام جرات ڈوبو یا کسی ناری نے آگ بھسانی کمین برف گری کئی ہزار ٹھنڈے ہوے  
ایک مقام پر صاحبقران کھڑے لڑ رہے ہیں ضیغ خون آشام نے رویاہ صفت اس شیر ہشیہ جرات  
کی پشت پر چھپ کر تاتھ تلوار کا مارا امیر باتو قیرچک سے تلوار کے پٹے تھخہ سراقہ میں پر بڑا زخم کاری  
کھایا پلٹ کر تاتھ تلوار کا مارا اسکے گینڈے کا سر کٹ گیا منہ کے بھل زمین پر گرا تمام کفار لوٹ پڑے  
ضیغ کو اٹھالے گئے صاحبقران نے زخم سر باندھا لڑائی میں مصروف ہوے مگر غش چلا آتا ہی جب  
بڑھ کر وار کرتے ہیں زخم سر کھل جاتا ہی پھر کنارے آتے ہیں زخم سر باندھ کر پہلوانوں پر جا پڑتے ہیں تیمور  
سحر طراز سحر کرتا ہوا صفوں کو درہم برہم کر رہا ہی چچا ناری نے ہزاروں کو جلا دیا ہر چند کہ صاحبقران زخم  
سر سے نہایت بیقرار ہیں مگر تیمور سحر طراز کو جو اسطور سے لڑتے ہوئے سحر کرتے ہوئے دیکھا نعرہ کر کے  
جا پڑے اُس نے بڑھ کے گولہ مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹ کے گرا لگی ساحر یا مال جوے  
دل میں سمجھا یہ بھی کوئی بڑا ساحر ہی علم افسون گری سے ماہری ماش کے دانے پھینکے وہ بھی صاحبقران پر



صدقہ ہو کر گر پڑے تیمور سحر طراز نے کیسے کیسے سحر کیے زمین ہلا دی آگ بر سائی مگر صاحبقران  
پر کچھ تاخیر نہ ہوئی تیغہ سحر کھینچ کر جا پڑا امیر پر ہاتھ لگایا صاحبقران نے ہم ظلم پڑھ کر تیغ عقرب پر روکا  
شعلہ مائے آتش گرے وہ بھی بیکار ہوئے امیر نے خبردار کہہ کر ہاتھ مارا تیمور سحر طراز نے سپر سحر کو  
چہرے کی پناہ کی تیغہ برق مثال ترپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اڑ گئے سر پر خود سر کے برق شمشیر  
گری کشت حیات کو جلادیا ناری کو خاک میں ملا دیا مع مرکب چار ٹکڑے آندھی سیاہ اٹھی صد کا  
گیر و دار بلند ہوئی مگر صاحبقران نے اس زور شور سے ہاتھ مارا کہ زخم کے تکان سے سر زیادہ  
کھل گیا غش آنے لگا گھبرا کر تیغہ نیام میں رکھا ہاتھ گردن مرکب میں حائل کیے بیہوش ہو گئے  
مرکب نے جو اپنے راگب کو سست پایا طرف صحرا کے لئے بھاگا مگر سبزبان ہر تھان پر نہ جائیگا  
جدھر منہ اٹھا چل نکلا یہاں ہمارا یہاں تیمور سحر طراز نے سے اپنے مالک کے بدحواس ہوئے  
لاشہ تیمور سحر طراز اٹھا کے طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے بعد نکلیا نے ساحرون کے اہل اسلام  
نے لشکر تھا پر قیامت برپا کی قریب ہو کہ لقا شکست کھا کے صحرا سے گرد و غبار بلند ہوئی شہر  
ازدامن دشت و کوہ اور رنگ و گردے برخاست تو تیار رنگ و بختیارک نے دیکھا آگے آگے  
دوسو علم نشان لشکر دو لاکھ سوار ہر ایک علم کے پھر ہرے پر تعریف زمر و شاہ باختری مرقوم  
آمد فوج کی دھوم ایک پہلوان کوہ پیکر گردن مست پر سوار مغرور ہتکیر زیر سایہ علم خرس پیکر  
پشت پر دو لاکھ کوہی بڑے بڑے قد کے جوان دور کا بے مرکبوں پر نخوت چہرون سے آشکار  
بختیارک نے فوراً ہر کارون کو دوڑایا کہ دیکھو تو یہ کون جوان ہو کس ملک کا پہلوان ہو خناس و سوس  
گئے چشم زدن میں پلٹے عرض کی از رنگ کوہی چپازاد بھائی سلیمان عنبرین موکا براے مدد قدرت  
آیا ہر بختیارک نے کہا جلد خبر کرو کہ خداوند جنگ مغلوبہ میں مصروف ہیں مسلمان آمادہ بے ادبی  
ہیں اگر شریک ہو و سواس وغیرہ ہر کارے قریب از رنگ کوہی پہونچے تمام کیفیت بیان کی  
از رنگ کوہی جام شراب نخوت سے چور انتہا کا مغرور یہ سنتے ہی قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا  
صدقے خداوند کے تقدیر کر نیلے کیا اچھے وقت پر پہونچا ہوں آج ہی مسلمانوں کا خاتمہ کرتا ہوں  
یہ لوگ بڑے سرکش ہیں ہم خود گرم مزاج شعلہ آتش ہیں دیو ہو تو اسکو بھگا دین شیر کے گلے چیرن  
اگر دریادلی دکھائیں ننگان خوشنوار کا خون بہائیں سپر گرداب چیر ڈالیں دریائیں جوش و خروش



ہیون مردمان آبی رو پوش ہوان میدان رزم کو صحبت بزم جانتا ہیون رستم و زوال کو کسب ماننا ہیون  
 لاف و گزاف کرتا ہوا گنبد کے کو بڑھایا مثل اثر دریل کھا کے نعرہ لیا با شیدا کی مسلمانان منہ پہلوان  
 جہان رستم زمان پیل و مان از رنگ کو ہیو بس اسی بین خیر کہ بہٹ جاؤ یا خداوند تقا کو سجدہ کرو  
 سپاہ گری سے ہاتھ اٹھاؤ جان بچا کر بھاگ جاؤ تمھاری قضا و سنگیر تو تیغہ سیر برق نطیر بلبلا تا ہوا  
 فوج پناہ فرج اہل اسلام پر گرا تمام فوج اسکی تازہ دم اہل اسلام کو غم و الم لڑتے لڑتے سارا دن گذر  
 چکا ہے تو لہ سحر طراز نے دیوانہ کر دیا تھا تمام میدان لاشوں سے بھر دیا تھا چند ساعت گذری کہ سحر و  
 افسون سے مہلت پائی ہر اب جو یہ عجیاد و لاکھ کو ہیون سے لشکر اسلام پر گرا افسر فوج صاحبقران  
 نامدار زخمی ہو کر کل چکے ہیں قریب تھا کہ پالون اٹھ جائیں شکست فاش کھائیں اہل اسلام مصر و  
 دغا ہوئے فوراً تیر و عابد مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و غریبے بدل از پردہ بیابان گرد  
 برخاست سب نے دیکھا شاندار و امیرج نوجوان بن صاحبقران و نور الدہر بن بدیع الزمان  
 مع سرداران تہمتن و جان نثاران صف شکن اسوقت آکر پہونچے ہنگامہ قیامت برپا دیکھا  
 شاپور و شیرنگ نے بڑھکر خبر دی کہ اوشہر یار لشکر اسلام پر عجب آفت برپا ہوئی کوئی ساحر آیا  
 تھا وہ تو اصل جہنم ہوا ایسے مرنے سے کچھ غریب کم ہوا اب از رنگ کو ہیو دو لاکھ فوج سے آیا ہوتا  
 قامت میں مثل دیو جرات میں گیو آپ کے دادا جان کے بھی نعرے کی آواز نہیں آتی لندھور  
 و مالک زخمی ہو چکے شیران و دشت نبرد حیران و پریشان بین سراسر شکست کے سامان ہیں  
 یہ لشکر و دونوں شیروں نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آتے ہی نعرہ کیا لڑنے لگے پرے کو ہیون کے  
 درہم برہم کر دیے تھا نام سے امیرج و نور الدہر کے کانپتا ہیو باختری بے لڑے بھڑے صورتیں  
 دلیران و دشت نبرد کی دیکھکر آمادہ فرار ہوئے ان دونوں جوانوں کے ہاتھ سے شکست کھائیں  
 و لستین فاش اٹھائیں مگر ہمراہیان از رنگ کو ہیو لڑائی میں مصروف از رنگ کو ہیو نے دیکھا  
 خداوند لقا تخت اپنا ہٹا کر دور جا کر ٹھہرے ہیں وہیں سے تقدیر میں بگھا رہے ہیں بندوں کو  
 اپنے لکار رہے ہیں از رنگ کو ہیو نے آواز دی یا خداوند ماتھی بڑھائیے میں مسلمانوں کو لکھی  
 شکست دیتا ہوں پڑاؤ چھین لیتا ہوں نجھتیارک نے آواز دی قدرت یہیں سے تقدیر  
 کر رہے ہیں سب مسلمانوں کا خون تمھاری تلوار کے سپرد کر دیا ہو لڑے جاؤ مسلمانوں کو سامنے سے



ہشا و قدرت کے بندہ خاص طاعت گزار باخلاص ہو جب بارگاہ مسلمانان پر قبضہ کرو گے تو قدرت  
 چلے آئینگے تھو دنگل پر صاحبقران کے بھائی نگے سپہ سالار قدرت بنائینگے تمہارے ساتھ ملک موروٹی  
 پر جائینگے یہ سنکر از رنگ کوہی اور زیادہ مغرور ہوا نشہ بادہ طاقت سے چور ہوا چمک چمک کے  
 لڑنے لگا ادھر سے نور الدہر بن بدیع الزمان ایک جانب ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرنے  
 ہوئے آتے ہیں ایک جانب ہر ہمیشہ کلنگان طہماس بن عنقوتل دیو پر و مثل شیر نہ جھومتا  
 ہوا قبضہ سا طور پر ماتھ جس غول پر جاپڑا درہم دیرہم کرویا اب کوہی گھبرائے ملازمان لقا تو عصہ  
 دراز سے دور کھڑے ہیں یہ وہی لوگ ہیں کہ پٹا کھڑکا اور بندہ سر کا جیتک ساحر موجود رہے جنگ  
 کیا کیے اب سامنا تلوار و تیر کا جو دور سے لینا لینا کر رہے ہیں قریب کسی مسلمان کے نہیں آتے  
 مگر ملازمان از رنگ کوہی جانبازی میں مصروف ہیں خوب بھڑک کر تلوار چلی ہو قزولی کی نوبت  
 آگئی ہو دریائے خون کی طغیانی کشتی حیات طوفانی گھٹاڑا حالوں کی چھائی ہو سر مثل اولوں کے گر  
 رہے ہیں سرسے کفار ان مثل حباب دریائے خون میں پیر رہے ہیں شاہزادہ ایرج و نور الدہر  
 بن بدیع الزمان بکھر خار فوج میں شناور ہیں حال کافران کے ابتر ہیں اولان اہل ایرج نوجوان  
 نے بڑھ کر علم لشکر از رنگ کوہی سزنگون کیا سب سے آگے بڑھ کر علمدار کو مارا موچھون پرتا دیکھ کر  
 ایرج نے نعرہ کیا کہ یوں فوج کفار کو شکست دیتے ہیں نور الدہر بن بدیع الزمان پر نگاہ دالی مسکرا کر  
 کہا بھائی صاحب وہ علم فوج کفار سزنگون ہوا آپ تامل فرمائیے میں از رنگ کوہی کو بیٹا ہوں  
 نور الدہر بن بدیع الزمان کو ناگوار ہوا گھوڑے کو کوڑا کیا از رنگ کوہی کو لکھارا اوتا مرد ازلی کیا تین  
 کے سپاہیوں کو قتل کرتا ہوا ادھر آمردون سے آنکھ ملا از رنگ کوہی مغرور و متکبر ہو کتے ہی جاپڑا  
 آواز دی اونیرہ حمزہ میں آیا یہ کہ کے گینڈا بڑھایا نور الدہر بن بدیع الزمان نے اس پر پوش پر  
 کوڑا کیا اور سے ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے از رنگ کوہی کو ٹوکا  
 غصہ سے چہرہ لال ہوا نہایت ملال ہوا اپنے سرداروں سے فرمایا کہ کشتی گیر زادہ اپنی جرات پر  
 ناز کرتا ہوا ہر چند کہ کچھ ہونہیں سکتا علم فوج قلم ہونے سے لشکر کفار پر شکست فاش نامردوں کو بھائی  
 کی تلاش ہو اب مردے پر جاتے ہیں شوکت دکھاتے ہیں میں کب مانتا ہوں از رنگ ایسے  
 پیلتن کوہی کو پیشہ سے کم جانتا ہوں تیغہ دو دھم سکندری کو جلوہ دیا کرہ بن اشقر کی پشت پر ماتھ



رکھا فرمایا ای مرکب اصیل بادرقاری دکھا دے دم شمشیر ہاتھ رکھ کے فرمایا ای تیغہ برق مثال  
 طبع زمین کے بلا دے نور الدہر بن بدیع الزمان سامنے از رنگ کوہی کے پہونچے اُسے ہاتھ  
 تلوار کا لگا یا شاہزادہ نور الدہر نے تیغہ خارا شکاف سلیمانی پر گاتھا وار اسکا روک کے نعرہ خیرانہ  
 کیا ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ خارا شکاف مثل برق چمک کر گرا سپر از رنگ کوہی کے دو ٹکڑے ہوئے یا  
 توبہ سپر چکی تھی تابہ جگر گاہ پہونچی دور سے امیرج نوجوان نے دیکھا دل سے کہا غضب ہوا شتی گیر  
 رادے نے از رنگ کوہی کی تصور کو مٹایا تختہ مشق مروان عالم تھا گھوڑے کو کورا کیا اسوقت توبہ  
 پہونچے شمشیر بے نظیر نور الدہر کی جگر گاہ تک اتر چکی تھی امیرج نوجوان نے جواہر آکر کمر پر ہاتھ مارا  
 مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے جھوم کر نعرہ کیا منم مزید دشت جرات نہنگ دریائے شوکت  
 نور الدہر بن بدیع الزمان کو بہت ناگوار ہوا کہا سبحان اللہ مردہ کشتی نہیں جانی شرم نہیں آتی  
 امیرج نے کہا میں نہ آجاتا تو آپ کا کام تمام ہوتا اُسے کمر سے خنجر نکالا تھا کوکھ پر بار دیتا آئینہ ڈھیر  
 ہو جاتین جان بخشی کی آپ لوگ احسان فراموش ہیں نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا  
 مردہ کیا خنجر مارتا لہر ج نوجوان نے کہا بس سامنے سے ہٹ جاؤ زیادہ جرات نہ دکھاؤ نور الدہر  
 بن بدیع الزمان نے کہا آپ کیا کرینگے جو کچھ جو صلہ ہو آئیے امیرج نوجوان آتش خوشعلہ مزاج  
 افسران لشکر کے سرکا تاج ان کلمات کی کب برداشت ہر کہا او کشتی گیر زادے لے یہ کہے ہاتھ  
 تلوار کا مارا اگر نور الدہر بن بدیع الزمان سپر کو چہرے کی پناہ نہ کوہن دو پر کالے ہون نور الدہر  
 نے سپر اٹھا دی مگر تیغہ امیرج نوجوان نے گوشہ سپر کو کاٹا زخم سپر نور الدہر بن بدیع الزمان کے  
 آیا داستانہ مارا تیغہ سر سے نکلیا چادر خون روئے انور پر اب نور الدہر کو تاب نہ رہی کہا او  
 گر پاس فروش بازاری آج دعوی جرات سب نکلیا لگایہ کمر ہاتھ نور الدہر بن بدیع الزمان نے  
 بھی تیغہ خارا شکاف سلیمانی کا مارا امیرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ برق مثال کب  
 رکتا تھا سپر کو کاٹ کر تاد و ابرو امیرج خوشبو پہونچا امیرج نوجوان نے بے قیچل داستانہ مارا تیغہ سر سے  
 نکلیا مگر چادر خون منہ پر میعاد و عادر شک دراز گردن سردار امیرج نوجوان نے جو یہ معرکہ دیکھا لگا  
 ای شاہزادہ نور الدہر بس ایسا نہ کہ ہلکوبھی غصہ آجائے یہ سنکر طہماس نے سا طور کے قبضہ پاتم  
 ڈالا آواز دی او عادی بچے شاہزادگان والا قدر کا نام بے ادبی سے لیتا ہی میعاد و طرف طہماس



پاشا ماتھے تلوار کا مارا طعناں نے سا طور پر روکا میعاد کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے پہلی شکست یہی  
 ہوئی طعناں نے ماتھے تلوار کا مار دیا یہ حربہ توفیق امت کا ہر زخم کاری کھایا قریب غنا میعاد مارا جا  
 سرداران امیرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان میں تلوار چلنے لگی دور سے بادشاہ حجابہ نے  
 دیکھا سرداران امیرج و نور الدہر زخمی ہو رہے ہیں کسی کا شانہ جھولا کسی کا سر زخمی ہوا نور الدہر  
 جھوم کر زخم داری میں لڑنے پر آمادہ ہیں بادشاہ مان مان کہہ بیچ میں آ پڑے نور الدہر و امیرج کو  
 الگ کیا سرداروں کو آوازی کہ آپ سب صاحب اسی کے منتظر تھے سب علیحدہ ہوئے غصہ  
 میں دونوں جوان زخم باندھ کر فوج کو بیان پر جا پڑے انہرنگ کوئی مارا جا چکا تھا سب کو ہی  
 لاشہ لیکر بھاگے لقانے طبل باز گشت بجا دیا بادشاہ حجابہ سرداران تہمتن کو لے کر پٹے جواہر بن عمرو  
 بھی آکر پہونچا جب کنارے پر لشکر کے آئے گھبرا کر کہا جد عالی تبار کمان میں شعبان خنجر گزارنے  
 عرض کی صاحبقران زمان انتہا کے زخمی ہوئے تھے خدا نخواستہ گرفتار نہ ہو گئے ہوں عیاران  
 اسلام یہ کہہ کر دوڑے ہم ابھی خبر لاتے ہیں لشکر لقانے اپنے کو پہونچاتے ہیں چشم زون میں گئے  
 فوراً واپس آئے عرض کی اوشہنشاہ گیتی ستان غلاموں نے لاشوں میں تلاش کیا لشکر لقانے  
 پچھان ڈالا کہ میں نشان نہ ملنا میاں ظہری و تومیان خیری و سرہنگ مکی و ابوطاہر خونریز  
 سامنے حاضر تھے عرض کی خوب غلاموں کو ثابت ہو زخم داری میں آقا سے نامدار کو گھوڑا نکال بیگیا  
 بادشاہ نہایت پریشان خاطر ہوئے سرداروں کی زخم دوزی کرائی نور الدہر بن بدیع الزمان جو مال  
 طلسم جمید یہ لیکر آئے ہیں اسکو خزانے میں جمع کر لیا جواہر بن عمرو نے عرض کی غلام برائے تلاش  
 صاحبقران جاتا ہو بادشاہ نے کہا ای برادر ای عیار ناسور بہت جلد خبر لانا لشکر میں واپس آنا اب  
 بجائے خواجہ عمرو کے تم ہو چند ساعت تمہارا نہونا شاق ہوتا ہو غیر لشکر کفار نہیں ملتی جواہر بن عمرو نے  
 کہا افشاہ اللہ باقبال شہنشاہی غلام بہت جلد پٹیکا میری کیا بجالا ہر کہ عمدے کو قتل و کعبہ کے سنبھال  
 سکوں بادشاہ نے کہا ای جواہر بعد چالاک بدین عمرو کے تنے بڑے سے لطف سے افشری کا کام کیا  
 ماشاء اللہ اس سفر میں بھی جا کر ساحرہ کو مارا خوب نام کیا جواہر بن عمرو نے دعائے جان و رازوی  
 بانہا سے عیاری ذات پر آراستہ کر کے برائے تلاش نذر لقا ف ثانی سلیمان روانہ ہوا میان  
 لقانے افراسیاب کو نامہ لکھا کہ تمہور سحر طراز کو چنے بہشت میں بھیج دیا جلد کسی ساحر کو روانہ کرو ورنہ تقدیر



کر کے تیرے طلسم کو ماتھ سے عمر و عیار کے در ہم بہم کر اؤنگا نامہ اسطرف جاتا ہی جو اہر بن عمر و برائے  
تلاش صاحبقران روانہ ہوا ہی انکو راہ میں چھوڑو

داستان شوکت بیان نزلہ قاف ثانی سلیمان کہ زخم داری میں گھوڑا نکال لے گیا ہی ساقی نامہ تصنیف

ساقی پھر دہن ہو چلا کند	گل رنگ نکال باوہ تن	شیشہ کی سن رہا ہوں قلقل
رکھا ہی کہ ہر کو ساغر تل	آنکھوں میں ہر خسار ساقی	نشہ کا ہی اتار ساقی
پھر آب آتشین پلاوے	اس دل کی آگ کو بجھاوے	دشمن مرے دوست سے ملا ہی
جنگل میں اور گل کھلا ہی	بدست جو بزم پاک میں ہی	یہ بنت غنہ کی تاک میں ہی
جن سافشہ چڑھا ہوا ہی	حد سے اپنی بڑھا ہوا ہی	اک سر سے بھوت اتارنا ہی
اک دیو سیہ کو مارنا ہی	ہر صفحہ بنے گا رزم نامہ	چمکے گی دم میں سیف نامہ
اُس شیر چری کا اب بیان ہی	جو صاحب تیغ سے فشان ہی	نامی و گرامی و حبیری ہی
جرات رگ و ریشہ میں بھری ہی	آن قاتل کا فرمان بد خو	ہر باد کن یلان بد خو
اب ختم یہ بسلا آگئی ہی	حسرت دل میں ہی بھری ہی	شائق ناظر بھی حظاٹھا میں
اس بیچہ راں کو دین دعائیں	ای مہر سخن و وجہ کھلا	ہو طبع قمر کی جلوہ آرا

چہرہ داستان مصنف قمر شیاخان دشت معانی و طی کنندگان جاوہر سخندان شایقین کو رسم و راہ سہر  
داستان شوکت بیان سے یوں آگاہ کرتے ہیں شعر قمر سخن منج و دانائے شیرین بیان  
رقم کرتے ہیں اسطرح داستان کہ نزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالی شان  
سیدان جنگ سے زخمی ہو کر بیہوش ہوئے اشقر دیوزاد مرکب امیر دالانزاد کو لے نکلا مگر  
بے زبان تھان پر نہ جاسکا جدھر تھخا اٹھا اُدھر چلا ناہوئے دلیران کی صداکان میں بھری ہوئی رات بھر  
چلا آیا وقت سحر ایک سحر اے سنبہ زار میں قریب جھیل کے ٹھہرا پانی پر تھوڑا لاجسم جہش دی صاحبقران  
زمانہ پشت اشقر سے زمین پر گرے اشقر نے گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخم چائے لگا حیران تھا  
کیونکر اٹھاؤں جب صاحبقران بہوشیار نہوئے ناچار چرتا ہوا صحرا میں پھرنے لگا جب اپنے آقا  
کی یاد آتی تو پھر قریب آتا ہی مجبور پلٹ جاتا ہی مگر اس حوالی میں ایک قلعہ بنام اسکا حصار ہوشنگیہ ہی  
ہوشنگ دزد جری بہادر اس قلعہ کا حاکم و ناظم ہی بارہ ہزار قزاق ہمراہ رکھتا ہی جو کاروان اس حوالی



میں آتا ہی جا کر بوٹ لیتا ہوا اکثر بار شاہوں کے خزانے تاراج کیے بڑے بڑے پہاڑ ان اس جوان کے  
 ہاتھ سے قتل ہوئے اس وقت برائے سیہ صحرائیں آیا دس پانچ جوان ہتھیار بند ساتھ ساتھ کسی کی  
 نگاہ اشقر و پوزاد پر پڑی کہ ایک مرکب کوہ سرین کوہ کفل باگین کٹی ہوئیں زمین ڈھلکا ہوا چرمنے  
 میں مصروف ہی ساتھ والوں نے ہوشنگ کو آگاہ کیا کہ حضور ایک مرکب صبار فتار کو تل پھر باقر  
 ہوشنگ نے پلٹ کے دیکھا گھوڑے کو دیکھنے کے عاشق ہو گیا ساتھ والوں سے کہا یہ تو مرکب  
 بے نظیر اسکو گھیر کے گرفتار کرو ہمارے قلعہ میں لے چلو اس کے ساتھ کے قزاق دوڑے اشقر ونگ  
 چرنے میں مصروف تھا اس نے ہاتھ ڈال دیا اشقر نے سر اٹھا کے دیکھا ہتھ کھول کر سر چبا گیا لاشہ  
 اسکا زمین پر گرا اب تو دس بارہ جوان کمندین رشیمان لیکر دوڑے اشقر نے کسی کو ہینٹک ماری  
 کسی کو دو اتنی لگائی کہ میں غلبا سے ستم سے نیچے چل گئے کئی جوان کچل گئے چند جوانوں کو مار کر شہید  
 کینچتا ہوا طرف اپنے آقا کے بھاگا قریب آکر گردن پھرنے لگا اب تو ہوشنگ دزد نے اپنے بازو دن  
 پر سے کمندین کھولیں بیٹو بیٹو کما کر بڑھا جب قریب پہنچا دیکھا ایک جوان خوشنور شک یوسف  
 کنعان چہرے سے فرو شوکت نمایان انتہا کا زخمدار زہیر نمل ہوش پڑا ہی حیران جمال محمودیدار ہو کر  
 ساتھ والوں کو آواز دی یار و جسکی قضا تھی وہ اس جیلہ سے مارا گیا مرکب کارا کب بھی موجود کسی  
 مابدولت کے ہمیشہ میں شکار کیا اس جوان شیر دل کے لوٹنے کا قصد کیا مگر سچان اللہ کیا خوب اثر  
 مال اپنا نہیں لینے دیا نقد جان دے کر مال کو بچایا اس مقدمہ میں کہ دو کوشمش کرنا واجب و لازم ہی  
 نہیں معلوم مردہ ہی یا صحیح و سالم ہی چار پائی لاوا اٹھا کر لے چلین یہ کہ مرکب کو چپکایا قریب صاحبقران  
 آکر سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس پائی دیکھا قبضہ شمشیر برق مثال دست زبردست سے نہیں چھوٹا  
 وجد کرنا ہی یہ زخم ہولناک دیکھ کر ہوش اڑ گئے ہین کستا ہی دیکھو یار و ایسے جوانان شیر دل بھی پروہ دنیا  
 پر بہن پرزے پرزے اڑ گیا مگر مال نہیں دیا مگر وہ کون صاحب تھے کہ ہمارے حوالی میں آکر جرات  
 دکھائی صاف تو یہ ہو کہ بڑے نام و تھے قصد کیا اور مال نہ لے سکے ہننے تو جب کوتاہی مال لینے  
 بیچا نہ چھوڑا کیسے کیسے ہاوشاہوں کے خزانے لوٹے اکثر گھر بھی گئے سب صاحب آگاہ ہین بے  
 مال لیے نہ ملے ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ یہ جوان انتہا کا پھکیٹ ہی مرکب ایسا عمدہ زیر ران و چار مارے  
 گئے زخمی کر کے نامردے بھاگ نکلے اپنے ساتھ والوں کے لاشے لے گئے یہ رستم خصال انتہا کا زخمی تھا



بیہوش ہو کے گر پڑا اس قلعہ سے چار پائی آئی چار پانچ جوانوں نے ملکر اٹھائی اشقر و یوزاوان  
 سب پر آنکھیں نکال کر چلا ہوشنگ نے بڑھ کر چپکارا کہا اے مرکب وفادار تیرے آقا کے نامدار  
 کو برائے علاج لیے جاتے ہیں تیرے آقا کے دشمن نہیں ہیں اشقر مثل انسان کے سب کچھ  
 سمجھتا ہے سر جھکا کر چار پائی کے ساتھ ہو لیا ہوشنگ صاحبقران کو لے کر اپنے قلعہ میں آیا قصر  
 عالی تعمیر بنانے میں ایک بارہ دری میں لاکر اتارا جراحان چابک دست حاضر تھے اول  
 شراب سے زخم کو دھویا ٹانگے دیے پٹیاں مرہم کی چڑھائیں مگر ہوشنگ کو عشق دلی ہو طبیعت  
 گھبرا رہی ہو کہ یہ جوان بیدار ہو تو سب حال اسکا دریافت کروں حسب و نسب پوچھوں رومال ہاتھ  
 میں کس پڑائی کر رہا ہے بعد عرصہ دراز صاحبقران زمان کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک قصر عالی میں  
 چمکھٹ پر پایا مکان کو چھت پر دے سے آراستہ دیکھا پروردگار کا شکر کیا دوسری جانب ایک  
 جوان رستم خصال تہمتن مثال بیٹھا ہوا خدمت میں مصروف ہو ہوشنگ کی بھی نگاہ پڑی کہ زخمی نے  
 آنکھ کھولی اشارے سے حال پوچھا امیر نے فرمایا بہت اچھا ہوں مگر اے محسن یہ کیا مقام ہے تمہارا کیا نام  
 ہے تو نے اس عالم غربت میں جان بخشی کی پہلے اشقر کو پوچھا کہ ہمارا مرکب کہاں ہے ہوشنگ نے کہا  
 سپر شمشیر زرہ کمان کیانی چار آئینے وغیرہ سب موجود ہیں مرکب آپ کا تھکان پر بندھا ہے اس قلعہ کو  
 ہوشنگیہ کہتے ہیں یہاں سب کثیرے قزاق رہتے ہیں یہ حقیر ان سب کا افسر ہے آپ کو صحرا میں  
 بیہوش پایا بہ محبت اٹھا لایا مردان عالم کا ہمیشہ سے خدمت گزار ہوں آپ کا نام و نسب سے آگاہ  
 ہونے کا امیدوار ہوں یہ بھی فرمائیے کمان لڑائی ہوئی کس سے تلوار چلی کیونکر زخمی ہوئے مگر وہ کہ کیا حال  
 کیا خوب نامردوں سے اپنے کو بچایا صاحبقران اٹھ بیٹھے فرمایا میں ایک بادشاہ کا نوکر تھا آپس میں کچھ  
 فساد ہوا میں اپنے مالک کے ساتھ زخمی ہوا گھوڑا اس طرف نکال لایا سہیل ریکہ تازا اس حقیر کا نام ہے  
 سپاہگری کا ہمیشہ قدردانوں کی ملازمت ہوشنگ نے کہا آپ کچھ فکر نہ فرمائیے خانہ بے تکلف ہو  
 میں بھی مرد سپاہی ہوں مردان شمشیر زن کا تابعدار ہوں لات و منات کی عنایت سے صحت پا کر چند  
 کلمہ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمائیے بدل و جان خدمت گزاری کروں گا صاحبقران  
 نے فرمایا کہ تقاضا سے آب و دانہ یہاں لایا ہے یقین ہے عمر بھر ساتھ رہے احسان فراموش نہیں ہیں  
 ایسے وقت بد میں تو نے دستگیری کی اور جان بچائی ہوشنگ خود عذر کرنے لگا ایسے کلمات نہ فرمائیے



مین محبوب ہوتا ہوں غرض کہ ہوشنگ مع قزاقوں کے خدمت گزاری میں صاحبقران کی مصروفیت  
 رابعہ ایک ہفتہ کے اسیر فی غل صحت فرمایا ہوشنگ نے طائفے بلوائے سامان جشن مہیا کیا  
 صحبت عیش آراستہ ہوئی صاحبقران زمان غل کر کے سلاح جنگ سے آراستہ ہوئے خود وزیر چارٹا  
 موزے وراگے کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان کا برج قوس میں مسکن ہر ہزار  
 تیرون کا ترکش مثل دم طاووس بائیں ماتھ پر مثال اسکی یہ ہر کہ پہلو کے ماہ میں ستارہ ونبالہ وارہ چہرے  
 سے ستور و جلالت آشکار آنکھیں رشک غزال صحراے ہمت و سخاوت زلفین خلیلی تابہ دوش شیرون  
 کے تیور صف شکن صفدر بہادرون کے افسر صاحب جو ہر شمشیر دوسر ہوشنگ و زو جمال بے مثال  
 دیکھ کر مثل گل شگفتہ ہوا جو ش محبت میں گلے سے لپٹ گیا دل سے کہتا ہر کہ یہ جوان اگر میرے ساتھ ہے  
 برابر کا حصہ دون اپنا قوت بازو سمجھوں اس وقت جمال ماہ تمثال سے میرا قصر برج اسد سے بہتر ہو ہر در  
 دیوار روشن و منور ہو لاکر اسیر ہا تو فیکر کو مقام صدر پر بٹھایا گرد افسران فوج آکر تمکن ہوئے شیرون سے  
 بیشہ صحبت معمور ہر ایک جوان کی کمر میں تیغ برق تاب سپر پشت پر رشک قرص آفتاب ہوشنگ  
 پروانہ جمال صاحبقران ہر آئینہ رخسار دیکھ کر مثل آئینہ حیران ہوئے زلف عنبرین سے سارا مکان  
 بسا ہوا ہر شمشیر زنی کا چرچا ہر ہوشنگ و زو نے اشارہ کیا ایک مشوقہ پر پوش سامنے آکر کھڑی ہوئی  
 گت شروع کی سارنگی بھی گلے گلے لگے ساز آپس میں ساز کیے ہوئے نازنین خوش آواز گانے میں سوز  
 گداز انا لیاں محفل متوجہ مگر وہ نہ جبین کشتہ تیغ ابروے صاحبقران اسیر دام کیسوی عنبر فشان ہر تر  
 سامنے صاحبقران کے آکر بیٹھ جاتی ہر مسکرا مسکرا کر بتاتی ہر پردے میں اپنا حال دل سناتی ہر یہ غزل  
 عاشقانہ بسوز و گداز گاتی ہر غزل عاشقانہ

رحم قاتل سے اسیر در دو غم یونین رہے	قید غم سے چھٹ گئے انبیا رہم یونین رہے	کو نہ اس پچندے سے چھوٹو لگا مگر وہ حسن تر
اسکی زلفوں کا الٹی پیچ و خم یونین رہے	شکوہ بے اتفاقی ہر عبت اس شمع سے	یہ غنیمت ہو جو مجھ سے وہ صنم یونین رہے
ایسی بہت ہو کہ رکھتا ہوں جیلہ ان کو بھی شاو	تو ش فلک اسمین ہر تو جلاو الم یونین رہے	حسن غصہ میں ہر وہ اب روح کرتی ہر دعا
تیغ قاتل ماتھ میں یار ب علم یونین رہے	مین جو ہر چوچا مضطرب زیر زمین ہر زلزلہ	حشر تک اب ساکن ملک عدم یونین رہے
محو الفت ہوں ثواب و جرم کچھ کرتا نہیں	ماتھ میں دونوں فرشتوں کے قلم نہیں رہے	جب تک ای دل وہ نہ لکھ بھیجے جواب خط شوق
ماتھ جیش میں ہو سرگردان قلم یونین رہے	تم مکتوب ہو بھلا کیوں قتل کرنے کو مرے	ہر حال اپنا اگر بسینہ میں دم یونین رہے



گوئی کھانہ زندگی میں دیکھو تو گاہے مرگ	وہ دین گریں الحقیقت ہر عدم نہیں ہے	وعدہ اقرار و صلت کر کے مارا بھر میں
یہونا کے اسے سب قول قسم نہیں ہے	عاضہ چشم اپنی دکھا دو اگر دونوں ہم	آنکھ سکندری اور جام جم پونین رہے
ہر جگہ سے دل میں کینا عتو کاں ہے	شکر خالی اس سب میر و حرم نہیں رہا	کو سے جان کی فضا سے شکر بڑھتا رہا
کیون نہ آنکھوں سے نمان یا غار نہیں ہے	یاد سے صحرانوردان محبت میں گینا	گو مرض ہر پائون میں لیکن ہر دم یونین رہے
تیج کینچی ناز سے لیکن نہیں کرتے نکال	اسی عشق سے جاننا نہ ہو نہیں ہے	کو چہ جانان میں ہل سکتے نہیں ہر
عمر بھر ہم صورت نقش قدم یونین رہے	تلموزوں و موزوں سے بھی میں اقلین	اقل قول و جہاں جو میل بھر یونین رہے
دیکھ پھر کر دل بطلب سے دوبار کرتے	رنگ لانا تمہیں ایسا اسے پیا کرتے	تیرے ارمان کو یون عشق میں پیا کرتے
وصل کی شب بھی کلنا نہ گوارا کرتے	بے نشان جہنم میں تھے ایسے چھار شہر	تم شام کے نہیں ہم نام تمہارا کرتے
ہم تو جب اس دل بیتاب کو کتنے نادان	کہ سمجھتا نہ اسے ہم جو اشتاد کرتے	میرے معشوق تھے یلہنگا اب میرے قریب
تم نہ آئینہ میں کاش اپنا نظار کرتے	ماخوذ پر ہاتھ و حرے بیٹھے میں افت میں	جی بھی تو پاس نہیں ہر جسے مارا کرتے
حیف وہ سر جسے رکھتے تھے تم زانو پر	پائون پر غیر کے ہو ہم یہ گوارا کرتے	بھولتے حضرت زائد بھی یہ اللہ اللہ
جائے مسجد میں جو ہم ذکر تمہارا کرتے	تیری تصویر جو ہوتی شب تنہائی میں	ہم اسی کو ترے دھوکے میں پکارا کرتے
دیکھتا نہ تھی آفت کوئی عاشق بجلال	آنکھ ملتے ہی جو وہ مارا تارا کرتے	ہو تنگ دزد مال مال محبت ہلو

میں صاحبقران کے بیٹھا ہر دماغ کو اپنے عرش اعلیٰ پر پہنچایا یہ اپنے سرداران نامی سے چلے چکے  
 کہ رہا ہے آج تو میں مثل بادشاہ ہفت کشور ہوں سکندر دارا سے اقبال میں بہتر ہوں ایسا جوان  
 شیر صولت رستم ہیئت میرے گھر میں مہمان آیا ہے مجھے سرفراز کیا ہے گریار وہ جوان اصلی حال اپنا  
 چھپا تا ہی نام بھی اسکا کچھ اور ہی بھائیو جاے غور ہو تیغ برق تاب سپر رشک گردہ آفتاب کمان کیانی  
 فخر ہلال ترکش میں تیر و لد و زستان نیزہ پر میرے کی کنیاں نثار چار آئینہ وہ اگر اسکندر و ارسطو ہوتے  
 حیران ہو کر انی جان کھوتے ایک ایک شونایاب جمال جہان آریوسف مصری کا نقشہ پس کیونکر گون  
 کہ یہ بادشاہ جلیل نہیں ہی بلکہ فخر شانان عراق و چین ہیں اسکو رخصت نہیں کرونگا خلق میں یکتا جب  
 آتش بڑھیکا صاف صاف کہہ دیا اپنا بادشاہ بناؤں قزاقی ترک کردوں ملک گیری پر قدم ماروں ایسے جوان  
 نیلے میری نگاہ سے نہیں گذرے سب رفقا جواب دیتے ہیں حضور حقیقت میں آپ کا خیال بہت بجا ہے  
 ہم لوگوں کا یہی قول ہے اگر یہ جوان آپ کی شراکت کرے ابھی ملک بادشاہوں سے چلکر چھین لین اگر تم



ہو تو اسکو شکست دین فوج افسر کے بھروسے پر لڑتی ہو یہ جوان یقین ہر تم سب سے سو قدم آگے بڑھ کر  
 لڑیگا شیر کے گلے چیر ڈالے گا صورت سے جرات آشکار ہو بیشک کوئی نامی فوجدار ہر بعد ہر خاصہ  
 بوقت سحر ہم پوچھ لینگے ایک ایک سے محبت و خلق کی باتیں رہتی ہیں یہ ہم نے امتحان کیا نوشیروان کی  
 لڑائی ان ملک سنجان کے نوکر اس جوان کو اس طرح یاد میں صاف معلوم ہوتا ہے نوشیروان کے زمانے  
 سے تباہ باختر و ملک فرعونہ وغیرہ سب جگہ لڑائیوں میں شریک رہا باتوں میں سب کچھ بیان کیا  
 جب یہ پوچھا گیا آپ شریک رہے یا نوشیروان یا خداوند قہار کے ملازم تھے مال کر کچھ اور نوکر شروع  
 کرو یا صاف صاف ثابت نہوا اب ہم پوچھ لینگے جھوٹ بولنے کی بھی عادت نہیں ہر سب کیفیت  
 ظاہر ہو جائیگی انھیں باتوں میں وہ جلسہ شب تمام ہوا یکایک رقص آفتاب مع ساز و سامان  
 ضیا و شعلہ محفل چرخ زبرجدی میں مصروف رقص و سرود ہوا اس محفل خلد منزل میں بھیرو میں  
 اڑ رہی ہو طائفون کو بھی خوب انعام ملا ہر سب کا غنچہ آرزو دکھلا ہر ہر کہ وہ باغ غم سے فراغ ہو شک  
 کا قصد ہوا کہ صاحبقران زمان سے حال پوچھوں قریب آیا دست بستہ ہو کر کہا آپ کے نیاز مند  
 کو بڑی حیرت ہو یہ امر لائق سماعت ہو آپ نے اپنا نام نامی اسم گرامی سہیل یکے تاز بتلایا ہر نقطہ  
 یکے تاز پر بکوناز ہوا مگر سہیل آپ ایسے آفتاب عالم تاب کا کسے نام رکھا آپ رشک آفتاب و  
 ماہ تاب بن حسن بن یوسف کے جواب میں آپ صاف صاف فرمائیے کہ نام نامی اسم گرامی  
 کیا ہو کیا افتاد پڑی کہ آپ ایسا رستم خصال زخمی ہو امر کب باد رفتار اس طرف نکال لایا مگر کب آپ کا  
 سپہ چہتی آنکھوں میں جسکی تصویر بھرتی ہو فخر اس پر رخسار رخشان کہ مرکب رستم نو جوان ہتھامر کب آجکا  
 بے نظیر جمال آپ کا رشک مہر منیر صاحبقران نے سر جھکا لیا کہاتم خود بہادر لا جواب فخر نریمان سہل  
 ہو جو تم سے کہا وہی مفصل ہو اگر تمھارے نزدیک ہمارا یہ نام نہیں ہو شاید یہی ہو گا اصلیت بھی کھلی جائیگی  
 تمھاری طبیعت تسکین پائیگی کیا جلدی ہو ابھی تو ہم تمھارے معان میں تمھارے ہم پر بڑے بڑے احسان  
 میں ہنوز کلام معجز نظام صاحبقران زمان نہ تمام تھا ہوشنگ درو اشہ کھڑا ہوا ناٹھ اٹھا کر طائفے  
 کو منع کیا مانع موقوف ہوا گھبرا کر بھی جاتا ہر پھر اندر آتا ہر رنگ رو متغیر متر و متجہر کبھی اپنے سرداروں سے  
 سرگوشی کرتا ہر کبھی تیغ و سیر اٹھاتا ہر کبھی بھالا سنبھالا کبھی تیر و کمان پر ناٹھ ڈالا آخر سرداروں کو ساتھ لیا ایک  
 گوشہ میں جا کر ٹھیکہ صلاح کی پھر گھبرا ہوا قریب صاحبقران زمان کے آیا کہ اس وقت میری گستاخی



معاف فرمائیے شکریہ خداوندات و جبل کا سیری مراد ولی حاصل ہوئی آپ نے صحت کامل پائی نشان  
اپنا ہکو لکھوا دیکھیے میں دو سو سو سوار بھرا کر تا ہوں آپ اس وقت روانہ ہو جائیے اگر زندہ رہیں گے ہم خود آپ کے  
پاس آئیں گے یا آپ خود سرفراز فرمائیں گے بشرط حیات ملاقات ضرور ہوگی صاحبقران نے فرمایا کیوں براہ  
خیر تو ہر جسے تو ظاہر کرو تمہارے رنج و راحت کے شریک ہیں اس وقت تکو بہت پریشان دیکھتا ہوں ہوشنگ  
کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کہا آپ ایسے ہی شیریں مگر مہمان کا بچانا ضرور ہو کسی آفت میں غیہ کو  
پھنسانا عقل کا قصور ہے اسیر نے فرمایا اے برادر ہم ہر گز کہیں نہ جائیں گے معلوم ہوتا ہے کسی زبردست سے لڑائی  
درمیش ہر صاف یہی پس و پیش ہے ہم سمجھ گئے اب نہ چھپاؤ ہوشنگ نے کہا اصل کیفیت یہ ہے کہ بیان  
سے پانچ منزل پر ایک قلعہ ہے اس قلعہ کو آہن حصار کتے ہیں بڑے بڑے بہادر اس قلعہ میں رہتے ہیں  
بادشاہ و مان کا رستم وقت ہلال زمین علم صاحب جاہ و چشم اسکا خزانہ لازم لے کر سیری سرحد سے گزرے  
میں جا کر لڑا ہوا بیان خزانہ کو مارا مال تمام لوٹ لایا اب اسکو کسی نے خبر مفصل سنائی کہ ہوشنگ  
قراق کا یہ کام ہے اسنے قنطورہ آہن کلاہ اپنے پہلوان زبردست کو مع ساٹھ ہزار فرج کے روانہ کیا  
اسنے اگر قلعہ کو گھیر لیا سر ہنگ عیار نے ابھی یہ آکر چکو خبر سنائی اب قلعہ سے نکلتا دشتوار یہ تو ایک  
ظاہر ہوا کہ میں قراق ہوں صرف بارہ ہزار جوان لازم ہیں اسنے بڑے بادشاہ سے کہہ کر سکتا ہوں  
آب و آذوقہ اتنا قلعہ میں نہیں ہے کہ برس چھ مہینے بیٹھ کر لڑوں آخر کیا کروں یہ صلاح ہوئی کہ چھٹا  
کھول کر بارہ ہزار جوان فوج قنطورہ پر جا پڑیں لڑیں گے کھجائیں کسی صحرائین جا کر چھپ رہیں قلعہ کو وہ  
لے لیں جب کبھی موقع پائیں گے پھر قلعہ پر قبضہ کرینگے ورنہ قراقون کا کوہ و دشت مقام ہے لوٹ مار کا یہی  
انجام ہے صاحبقران زمان نے سر ہوشنگ و زردکاسینہ سے لگایا فرمایا اے بہادر نہ گھبرا جلد لشکر  
تیار کر اس بجایا سے ہم مقابلہ کریں گے تاہم آہن حصار لڑتے بھڑتے چلینگے آہن حصار کا ٹکڑا بادشاہ  
کرینگے اگر ہم قنطورہ کے ماتھ سے مارے جائیں اس وقت تک تو اختیار ہے خواہ لڑنا یا جان بچانا ہوشنگ  
نے کہا اے جوان میں تیرا مشکور و ممنون ہوا دل ہزار سوار سے اسنے بڑے بادشاہ کا مقابلہ کرنا ناممکن  
ہے اب آپ اسمین کہ نفرائیں جلد قلعہ سے نکلیں صاحبقران نے خود سوار نور پر رکھا زردہ چنی  
گھوڑے پر کاٹھی ڈالی کہا بھائی تم ہمارے ساتھ آؤ تردد و انتشار کو راہ نہ دو دیکھو تو کیا ہوتا ہے ہر چند  
ہوشنگ نے کہا صاحبقران نے نہ مانا پشت استغفر سوار ہوئے ہوشنگ مردانہ وار مع بارہ ہزار



جوانان جرار ہمراہ ہوا ساتھ والوں سے کتاہر میں اس جوان کو اٹرنے نہ دوں گا یہ لو انوں میں بنام ہو جا  
 بہادر منصف ہی کہیں گے مہمان کو اپنے گھر میں بلا کر قتل کر دیا مگر اسکی صولت و شوکت میں فرق نہیں  
 سر بازی کرنے کو موجود ہر غرض بیرون قلعہ آئے ہوشنگ نے بارگاہ استاد کرائی خیمے استاد ہونے  
 چند ساعت دن باقی ہو کہ صبح سے گرد آری قنطور آہن کلاہ مع ساٹھ ہزار فوج کے آکر پہنچا اسکو خبر ملی  
 کہ ہوشنگ دزد واسطے مقابلہ کے آیا ہو چھوٹے پرتاو پھیرا کہا وہ قدرت خداوند اتنا قزاقوں کو بھی  
 یہ حوصلہ ہوا کہ ہمارے مقابلے میں آیا ہو لشکر لیکر آتا ہو قضا و سنگیرو ایسے کلمات لاف و کراف کر رہا ہو  
 ونگل آہنی پر مٹھا شراب پینے لگا جب دماغ بادوہ ناب سے گرم ہوا حکم دیا قارہ رزی بکے بموجب  
 حکم طبل جنگی پر چوب پڑی ہر کارے ہوشنگ کے موجود تھے خبرین لے کر چلے بیان صاحبقران  
 ونگل پر جلوہ فرما ہوشنگ دزد سرنگوں نہایت پریشان ہر مرتبہ صاحبقران سے کتاہر ای جوان دزد  
 اقبال سے میں نے بڑی مہلت پائی قنطور آہن کلاہ آکر اتر پڑا محبوقین تھا کہ بلغ کر کے آئیں گے اب میں نے  
 رات بھر کی مہلت پائی میں مرد قزاق ہوں ہزار ہا کوس نکلی اونگا کیا محکوم یا سکتا ہر انوں کو اگر وہ شیخون  
 مارو نگا کہ ان بیچاؤں کے جی چھڑا دوں گا ہم سرکھ نہیں لڑ سکتے ہم لوگوں کا یہی کام ہو قلعہ آہن حصار  
 کو جا کر تہ و بالا کروں گا سلطنت میں خلل ڈالوں گا اسیر فرما رہے ہیں ای برادر نگہبر آیا تو طبل جنگی بجو اٹے گا  
 یا بے یلغرائیگا جواب دیا جائیگا منہ کی کھائیگا آہن حصار کی بھی تدبیر ہو جائیگی تم اس مقدمے کو ہمارے  
 سپر حکم و جب ہم قتل ہو جائیں پھر تمکو اختیار ہو منور یہ سخن ناتمام تھا کہ ہر کارے آکر ہوئے ہوشنگ  
 کو دعا کے جان دراز دیکے عرض کی کہ قنطور آہن کلاہ نے طبل جنگی بجوایا ہو کل صبح کو میدان  
 کارزار میں مقابلہ کریگا مگر حضور نہایت مغرور ہو جام بادوہ نخوت سے چور ہو ہوشنگ چاہتا  
 تھا کچھ جواب دے کہ صاحبقران نے فرمایا ای برادر ہوشنگ اپنے لشکر میں بھی نوازش  
 طبل کا حکم دو مترو و نہو ہم اس سے مقابلہ کریں گے ہوشنگ نے مجبور ناچار حکم دیا لشکر قزاقان  
 میں بھی طبل جنگی بجائیاری ہونے لگی ہوشنگ کو نہایت تر و کتاہر قنطور آہن کلاہ نہایت  
 زیر دست ہو دیکھیے کیا ہوتا ہو اس جوان نے غیرت دلا کر سب کی جان لی یہ تو ہماری غیرت  
 قاضی نہ کر لی مفت میں ایک مرد سپاہی مارا جائے ہم کھڑے دیکھا کریں مقام غیرت ہو جان  
 دینے میں سپاہی کی عزت ہو قزاق جواب دیتے ہیں حضور جوان تو وہ منچلا ہو مگر ہم اسکا نہ کھنا لایا



نہ کرینگے خود لڑینگے ہم مرنے والے ہیں کہنے سے اسی جوان کے قلعہ سے نکل آئے ورنہ ہمارا کام یہ ہو کہ دھوکے سے رات کو لڑین غفلت میں جا پڑیں ہٹ کر کے قافلہ لوٹ لیتے ہیں اپنی تدبیر سے دشمن کو شکست دیتے ہیں اوجھر قنطورا ہن کلاہ جب طبل جنگی بجا چکا دربار برخواست کیا تھلیہ میں آکر بیٹھا ہر کارون سے پوچھا ہوشنگ در و کس بھر دے پر قلعہ سے باہر نکل آیا ہر کیا اپنے دل میں سمجھا ہر کارون نے عرض کی اے پہلوان دوران اے اگر شناسپ جہان ہم جو بارگاہ میں ہوشنگ کی گئے دربار میں اسکے ایک جوان فخر رستم و سام و نریمان مقام صدر پڑھتا تھا ہوشنگ حضور کے نام سے کانپتا تھا اس شیر صولت نے ہوشنگ کو مطمئن کیا کہ میدان میں ہم مقابلہ کرینگے تم کیون گھبراتے ہو مگر وہ جوان رعنا حسن و جرات میں بیکتا ہر ہننے اس حوالی میں اسکو کبھی نہیں دیکھا قنطورا ہن کلاہ نے پوچھا آخر اسکا نام کیا ہے وہ بھی کوئی بڑا بادی چور ہر یا کوئی شہزور ہر کہا نہیں حضور اسکے چہرے سے آثار سروری و سالاری نمودار ہر ماہ اوج غرت و وقار ہر قنطورا ہن کلاہ نے کہا تم لوگ کیا جبری بہادر کو پہچانتے ہو صبح کو بابلت قلعہ میں چاشت کھاینگے جوان بڑھے سب کو دیکھ لینگے دونوں لشکروں میں تیاریاں مگر قزاق پریشان حال جانبین میں طلایہ پھر رہا ہے صدا سے حاضر باش ناظر باش بلند ہر رات رہے سے

انقبیون نے جو اتان شیر دل کو جگانا شروع کیا فطہم

انقبیان سولہ گوشہ فروشان

کہ دنیا بے ثبات و بے قرار است	جو اتان دل قوی و ارید مشب	کہ فردا روز کار کارزار است
جو آلو جو آخر و ہر شمار ہو	سلاحون سے اپنے خبردار ہو	یکایک ستارہ سحر می آسمان چرکاب است
علم آفتاب نکلا جب	فوج انجسم ہوئی گزیران سب	شہ خاور سپہر گرو ہو ا
روئی تخت لاجور و ہو ا	ہو ا میدان چرخ سے کبار	مہ انجسم سپاہ رو بہ فرار

شہنشاہ زرین علم بصد شوکت و حشم تحت چرخ زبردی پر جلوہ افروز ہوا قنطورا ہن کلاہ بصد شوکت و جاہ گردن مست پر سوار ہو کر مع فوج وارد میدان کارزار ہوا اوجھر ہوشنگ بارہ ہزار قزاق آراستہ کیے صاحبقران اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے ہوشنگ در و سے صاحب سلامت ہوئی اشقر کو آگے بڑھایا ہوشنگ در و کو مع فوج پشت پر لیا بصد کرد و فریدان جنگ میں آکر پہونچے جانبین میں صفین جنگ کی درست ہو میں نقبائے بلند آواز



نے صدا دی اور مردانِ عالم یہ میدانِ کارزار ہر نام اپنے بزرگوں کا روشن کرو نام رستم  
 و اسفندیار صفحہ ہستی سے مثلِ حرفِ غلط کے مٹا و وجاہ و جلال و دنیا پر مغرور نہ و معشوقان  
 پر پھرہ کو دیکھ کر سرور نہو حسینانِ یوسف جمال کیا ہوئے بعد مرنے کے چہرے چاند سے  
 گرد و غبار میں اٹ گئے تنہائی میں قبر کی کون کسا ساتھ دیتا و متزلزل ملک عدم کا سامنا ہر اوراد کی فکر کو نظم

چارون دیکھ لے تو لطف گلستانِ جہان  
 یاد کر جب سے تو پیدا ہو کیا کیا دیکھا  
 جسے اک دم کی جدائی نہ گوارا تھی ہمیں  
 فلک تفرقہ پرداز کی کج بازی سے  
 سامنے چشم تصور کے ہیں وہ تصویریں  
 حیف وہ لب جو نہ خالی تھے ہنس سے کبھی  
 مہ رخسارِ مکر رہیں تنِ آغشتہ بجاک  
 نہ کسی چیز کی پروا نہ وہ شوخی نہ وہ ناز  
 کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے  
 نہ جہان پر تو خورشید نہ تحریک صبا  
 نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد و نیک  
 کوئی مونس نہیں ہدم نہیں ہمارا نہیں

پھر نوا سنجی مرغانِ خوش آنہک کہان  
 کیسے کیسے گل خندان ہوئے آنکھوں سگھان  
 ایسے بچھڑے کہ نہیں صفحہ ہستی یہ نشان  
 وہ جدا ہو گئے فرقت کا نہ تھا جنگی گمان  
 رات دن پیشِ نظر ہیں وہ لب و چشم و دمان  
 مسکراہٹ کا اب آثار نہیں افسے عیان  
 نہ وہ ہر ناوکِ مژگان نہ وہ ابرو کی کمان  
 نہ وہ ہنستا نہ کسی کے لیے فریاد و فغان  
 مائے کیا قبر کی تاریکی میں ہو گا خفقان  
 نہ جہان اختہ تابندہ نہ ماہ تابان  
 بسترِ نرم کی خواہش نہ تلاش لب نان  
 طاقتِ نطق کہان سانس بھی ہمارا نہیں

سدا میں نقیبوں کی سنکر مردانِ عالم جھومنے لگے آنکھوں میں نشے جرات کے آگے دل میں  
 جو کہ لڑیں بھڑیں مر جائیں نام کر جائیں قنطور آہن کلاہ نے اس لڑائی کو مفت جاکر  
 ساتھ والوں کو روکا اپنا گینڈا بڑھا کر میدانِ کارزار میں آیا آواز دی اور قزاقان  
 سرکش کچھ تھکو خوف نہ آیا مال سرکار کا لوٹ لیا بادشاہِ عالی جاہ کہ جسکی نہیں شمشیر  
 مردانِ عالم تھراتے ہیں شیرانِ دشتِ نبرد و امن صحرا سے منٹھ چھپاتے ہیں شہنشاہ  
 زترین علم محترم و محتشم بندہ مقبول خداوندِ تقارور میں پہلوانِ یکتا اب جبکو تنامرگ  
 کی ہوزہ میرے مقابلے میں کھلے مگر ادھو شنگ و زو تیری جان بخشی کرتا ہوں رومال



سے ماتھ پانچو کے چلا آ خطا تیری شاہ سے معاف کرادو نگا صاحبقران نے مرکب  
صف سے بڑھایا ہوشنگ دزد و گھوڑے سے کود کر کالیون سے لیٹ گیا کسا ای  
صف شکن قنطور آہن کلاہ بر سر رحم ہرین جا کر اصلاح کرتا ہوں مال شہنشاہ کا  
ابھی اپنے ذمہ کر لو نگا کسی طور سے ادا کر دو نگا صاحبقران زمان نے فرمایا ہم تم سے  
کوچے بعد ہمارے تعین اختیار ہر پس اجازت میدان دو تکرار نہ کرو ہوشنگ دزد  
نے سر جھکایا صاحبقران نے مرکب بڑھایا قنطور آہن کلاہ پر نگاہ پڑی ایک جوان  
شیر صولت حسین و جمیل صف سے قزاقوں کی نکلا مرکب باورفتار زیر ان کلائیان  
مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا تھو تھنی مثل غنچہ گل زلف حور کا گل چالاک و حست اعضا

سب درست عیوب سے پاک نظر اتم و صف تو سن رقم کیا کروں	کہ شہد نیز خامہ کا پالنگ ہر
ملا ہر عجب رنگ مشکین ہے	اسی سے لقب اسکا شہنگ ہر
صبا نام رکھوں تو یہ ننگ ہر	ہر اک نعل جو نیچے دے مثال
قدم کی روانی کو دور پالکھوں	وہ کوہ کران جو یہ پانگ ہر
کہ وسعت جہان کی بہت ننگ ہر	قنطور آہن کلاہ حیران جال و محدودیدار ہو کر سراپا کو صاحبقران

زمان کے دیکھ رہا ہر بار اوہ نگا دزد بڑھا امیر نے آؤ جھڑپیر کی لگائی کہ پانچ قدم گیند ا  
قنطور کا دو قدم مرکب صاحبقران ایسے سور کا ہٹا قنطور نے چہرہ زریا کو بخوبی دیکھا  
شیر خشتناک فن جنگ میں بے باک مثل آئینہ حیران ہو کر سراپا کو دیکھا واضح راے  
ناظرین ہو کہ ہوشنگ دزد بھی صف سے نکل آیا ہر محبت میں صاحبقران کی ہر قرار  
چونکہ صاحب جرات و لیاقت ہر اپنے مہمان کا قتل ہونا شاق ہر خود جان دینے کا شتا  
ہو قنطور آہن کلاہ نے پوچھا ای جوان تو بھی قزاق ہر فن جنگ میں بڑا شاق ہر بابلوت  
کے مقابلہ میں آیا کچھ خوف نکیا اپنے نام سے آگاہ کہ قریب قنطور آہن کلاہ ایک عیار کھڑا  
متھا آسنے کہا ای پہلوان جہان میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں قنطور آہن کلاہ نے سر جھکایا  
عیار و سردار سے آپس میں سرگوشی ہوئی قنطور کلام عیار سنتا ہی کبھی سر دھنتا ہی کبھی حیران ہو کر  
جمال صاحبقران پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ بعد عرصہ دراز سر اٹھایا کہا ای جوان تو ہی صاحبقران



داماد نوشیروان ہوان قزاقوں سے کیونکر ملا ایسے شیر بر کا اس پیشہ ویران میں کیونکر گذر  
 ہوا صاحبقران نے فرمایا صاحبقران کون میں تو ہوشنگ وزو کا نوکر ہوں بدے  
 اپنے مالک کے جنگ کو حاضر ہوں قنطور آہن کلاہ نے کہا اب نہ چھپائیے مفصل  
 سبب آنے کا بتائیے ہر شخص آپکو جانتا ہے ایک ایک سنگریزہ پہچانتا ہے صاحبقران  
 زمان نے فرمایا جو آپ کا گمان ہو شاید سی ہو اب تو یہ میدان کارزار ہی ایسی باتوں  
 کا ذکر بیکار ہے قنطور آہن کلاہ نے کہا یا صاحبقران زمان میں تو مدت مدید سے آپ  
 کے مقابلے کا مشتاق تھا میرا بادشاہ شہنشاہ زرین علم اکثر خوانان ہوا کہ میرے مسلمانان  
 لشکر کشی ہو مگر ہر امر ساعت پر موقوف ہے آپ خداوند تھا کے دشمن ہیں لقا پر ستون  
 کے رہن ہیں آئیے یہ میدان کارزار ہی ہوشنگ وزو نے بھی سنا پیچھے ہٹا اپنے  
 قزاقوں سے کہا لو صاحبو یہ جوان امیر عالیشان زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران  
 زمان داماد نوشیروان ہریان صاحبقران اور قنطور آہن کلاہ سے نیزہ چلنے لگا  
 ہوشنگ و ہر ابیان ہوشنگ وزو بے نگاہ غور دیکھ رہے ہیں عریف میں مصروف  
 ہیں کبھی کہتے ہیں اے افسر آب بڑے بشرہ شناس جرات اساس میں روز اول سے آپ  
 فرماتے تھے یہ جوان کوئی بڑا صاحب شوکت و شان ہے یہ نہ جانے تھے کہ صاحبقران  
 ہوا اب حضور کیا ہو گا ہوشنگ وزو کہتا ہے کہ میں صاحبقران کا ساتھ دوں گا میرے  
 واسطے آمادہ حرب و بیکار ہو اتنا بڑا شہنشاہ عالی وقار ہے جس کا واسطے شوکت از پردہ دنیا  
 تا بہ قاف سرفراز ہو لندھور ایسا بادشاہ اسکی ملازمت سے ممتاز ہو سیری کیا حقیقت ہے  
 مجھ ایسے ہزار چاکران کترین اسکی خدمت میں حاضر رہتے ہیں خداوند تھا کا ہم ہر وہی  
 ایسے جوان کی شیب شمشیر سے رنگ آفتاب عالم تاب زدہ ہیں تو یہ صفت و ثناء  
 ہو رہی ہے صاحبقران اور قنطور آہن کلاہ سے نیزہ چل رہا ہے چند عرصہ میں صاحبقران  
 نے قنطور آہن کلاہ کا نیزہ نکالا قنطور آہن کلاہ کی آنکھوں میں اندھیرا آ گیا قہر و غضب  
 میں تلوار کھینچی ماتھ مارا صاحبقران زمان نے بارہو کو بجا کر کلائی پر ماتھ ڈال دیا قصد  
 کیا تلوار چھین توں قنطور نے گریبان میں ماتھ ڈالا کشاکش کے زور سے لگے گیند امر کب



تاب نہ لاسکے پیٹ کے بھل زمین پر بیٹھ گئے دونوں جوان کو دے آپس میں کشتی ہونے لگی ہوشنگ وز و کھڑا دیکھ رہا ہی دونوں لشکروں میں صدائے تحمین و آفرین بلند ہو قنطور آہن کلاہ تین ہر کامل صاحبقران زمان سے لڑا سپردن رہے صاحبقران زمان نے قنطور آہن کلاہ کو زیر کیا فرمایا شناخت میں پروردگار کی کیا کتا ہی قنطور آہن کلاہ سو چاہا اب اگر کچھ خلاف کنو گنا جان جائیگی طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا صاحبقران زمان نے چھوڑ دیا قنطور آہن کلاہ نے ابا لیان فوج کو بھی آواز دی صاحبو میں نے صاحبقران زمان کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو میرے ساتھ رہے ورنہ میرے پاس سے چلا جائے سب افسران لشکر اشارے کو قنطور آہن کلاہ کے سمجھ گئے جواب دیا ہم حضور کے ساتھ ہیں جسکی آپ نے اطاعت کی ہم بھی اُسکے غلام حلقہ بکوش ہیں اب صاحبقران زمان طرف ہوشنگ وز و کے پلٹے فرمایا ای ہوشنگ وز و تم ہمارے محسن ہو مفصل حال کے مشتاق تھے اب حالات ظاہر ہوئے ہمارے حب و نسب سے ماہر ہوئے ہوشنگ وز و دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا عرض کی کہ جان میری ناخن پا رہے حضور کے اشارے آج دولت کو نین حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی مع بارہ ہزار قزاق شکر کے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا بصدق مسلمان ہوا مگر قنطور آہن کلاہ نے دست بستہ عرض کی کلاہ فخر غلام کی پائیہ عرش اعلیٰ پر پہنچائیے آج لشکر میں غلام کے دعوت نوش فرمائیے ہوشنگ وز و بھی شریک جلسہ ہوں کل جیسا ارشاد ہو گا بجالائینگے تاحیات قدم اقدس کو نہ چھوڑینگے صاحبقران زمان نے فرمایا ای برادر یہاں ایک ایک دم مجکو زیر دم شمشیر گذارتا ہوتا ہے مقابلہ ہوا تھا جنگ مغلوبہ میں زخمی ہوا مگر کب اس طرف نکال لایا چاہتا ہوں کہ اسی وقت اپنے لشکر میں پہنچاؤں ایک لمحہ تامل نہ کروں اور ای برادر یہ بھی سب صاحبکو معلوم ہو کہ کوئی ہوشنگ کو ہوشنگ وز و نہ کہے بہنے ہوشنگ نو جوان خطاب دیا قنطور آہن کلاہ نے عرض کی بدل و جان قبول کرینگے مگر آج کی شب غلام کو خدنگداری سے محروم نہ فرمائیے صاحبقران خلق مجسم ہیں سر جھکا لیا کہا جو تمہاری خوشی کل صبح کو کوچ کرینگے یہ فرما کر قنطور آہن کلاہ کے ساتھ ہوئے بارگاہ میں آئے قنطور آہن کلاہ نے بظاہر صاحبقران زمان کو لا کر مقام صدر پر بٹھایا سامان دعوت متیا کیا پہلو میں صاحبقران زمان کے ہوشنگ نو جوان بھی بیٹھا



شروع ہوا ایک نازنین پری پیکر بشارت قنطور سانسے صاحبقران کے آکر رقص کرنے لگی غزل

<p>اُس لب پہ الہی مرے مرنے کی دعا ہو جس منہ سے عنایت کا تری شکر ادا ہو احسان ہو اسکا ترے در پر جو گرا دے سینہ میں فقط یار کا دم بھرتی رہے سانس خلوت میں جو آتے ہو کوئی اور نہو ساتھ آتی ہر پری ہنگے مرے گھر شب فرقت دل مانگتے ہوں منہ سے مگر کچھ نہیں کہتے میں مالہ ہوں تم چاند گر و لمین جو ہر فرق کیا غم مرے پہلو کو کیا دل نے جو خالی رہ سکتے نہیں غیر کے دل میں بھی وہ چھپکر قاصد کو آدھر بھیج کے آیا ہر جو کچھ یاد کیا جانے کہاں تھے ابھی کچھ پوچھ نہ ہدم جو خاک مری خاک پہ ڈالے رہے آباد بیباک ہی ہونا نگہ یار کا اچھا</p>	<p>میں سنکے کہوں کو سننے والے کا بھلا ہو شکوہ وہ کرے پھر تو ہمیں اُس سے گلا ہو ٹھوکر ہو کوئی ضعیف ہو یا لغزش پا ہو ہمارا ایک ہو بس ایک ہی سی اس میں صدا ہو دل ہی میں رکاوٹ ہو نہ آنکھوں میں حیا ہو آفت ہو تو ٹالے کوئی رو ہو جو بلا ہو افسان ہو تم یا کوئی شوخی ہو ادا ہو آغوش میں ہو وصل کی شب اور جد ہو اندیشہ ہر کچھ یار کو جا کر نہ بھرا ہو دنیا ہو فلک اور مری آہ رسا ہو کرتے ہیں دعا یار کا گھر بھول گیا ہو کہہ دینگے ٹھکانے کی ذرا ہوش بجا ہو آندھی ہو بگولا ہو کہ صر صر ہو صبا ہو ملتی ہر جلال آنکھ وہ کب جسمیں حیا ہو</p>
--	--

عین جفل عیش و نشاط میں قنطور آہن کلاہ نے اپنے سرداروں سے صلاح کی کہا  
بھائیو میں نے حمزہ کے ماتھے سے اپنی جان بچائی اب چاہتا ہوں کہ ہوشنگ وزو و حمزہ  
کو گرفتار کروں خدمت میں اپنے بادشاہ کی نیچلون تمہارے نزدیک کیا مناسب ہو  
کہا حضور یہ مرد مسلمان ہی اسکا قتل کرنا خداوند تقار احسان ہر قدرت کو بڑے بڑے  
صدمے دیئے ہیں بچارے خداوند ملک ملک بھگتے پھرتے ہیں اب کوہ عقیق گلزار  
سلیمانی میں آئے ہیں سلیمان عجیب موعے کو ہی نے دامن پناہ دیا ہر عرصہ دراز سے  
لڑ رہا ہر اگر آپ اسکو خدمت میں خداوند کی نیچلے گا طرہ پیغمبری لیکھا ہم لوگ عمدہ ہے  
جلیل سے سرفراز ہونگے قدرت کو ہماری خیر خواہی پر تازہ ہو گئے ہوشنگ وزو و بھی دل سے



مطیع ہوا ہر ظاہر میں خاطر کیجیے بہوشی پلا کے پکڑ لیجیے قنطور کو یہ راسے پسند آئی فوراً شراب  
 میں بیہوشی ملائی عین گرمی صحبت میں اس مست بادہ جرأت و شجاعت و سرشار ساغر  
 و شوکت کو جام شراب اس بدست فے مکر و نخوت پر مغان خنخانہ ترویر دولت نے پیشکش  
 کیا اس ساقی میکدہ سخاوت کو کچھ انکار نہوا نوش فرمایا ہوشنگ درو نے بھی پیاسا حقران  
 زمان کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا قنطور آہن کلاہ ملعون سے فرمایا کہ یہ شراب کیسی خراب  
 تھی دل کو پیچین کر دیا جام قلب کو غم و الم سے بھر دیا قنطور آہن کلاہ نے کہا باش او  
 حمزہ تو نے بڑے بڑے ملک تباہ کیے سیکڑوں بیخدا قتل ہوئے یہاں تمہاری قضا  
 لیکر آئی تھی صاحبقران زمان تلوار ٹیک کر چاہتے ہیں آنکھیں بیہوشی نے اپنا کام کیا  
 اس آغاز بد کا یہ انجام ہوا لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوئے ہوشنگ نوجوان گھبرائے  
 اٹھا اسکو بھی بدستی کا جوش ہوا آخر یہ بھی گر کے بیہوش ہوا چار سو سرداران ہوشنگ  
 اٹھے انپر ملا زمان قنطور آہن کلاہ جابرے ایک کو دس نے ملکر گرفتار کیا فوج پرشجون  
 مارا قزاق تاب نہ لائے آخر بھاگ نکلے اس بیچانے مال خزانہ سب لوٹ لیا خیمے بارگاہین  
 قبضہ میں کین رات ہی کو صاحبقران و ہوشنگ نوجوان کو ایک آرابے پر لا کر  
 طرف آہن حصار کے روانہ ہوا جب نیرا عظیم بصد در دوالم مجس مشرق سے زنجیر لے  
 شعلہ میں جکڑا ہوا قلعہ نیلی حصار پر پابند گشت ہوا روشن و منور ہر ایک کوہ و دشت  
 ہوا کان سے آرابے کی اول ہوشنگ کی آنکھ کھلی دیکھا اپنا گھر چھوٹا یہ کیا سلسلہ ہو کہ  
 خانہ زنجیر میں مسکن ہر طوق و زنجیر کے پابند ساتھ والوں کو دور و مند پایا قریب اپنے امیر  
 باتو قیر کو مسلسل و مطوق دیکھ کر بہت گھبرایا آواز دی ای آقاے نامدار آنکھیں کھولے دیکھے  
 یہ کیا غضب ہوا امیر بیدار ہوئے ہوشنگ کے پکارنے سے ہوشیار ہوئے فرمایا ای برادر  
 کیوں گھبراتے ہو جو مشیت پروردگار ہو ظاہر ہوا کہ اس نامرد نے حماقت کی دعوت میں  
 عداوت کی ایسے ایسے شعبدے بہت پیش آئے ہیں وہ مالک ہر اگر حیات باقی ہو رہا  
 ہو جائینگے مشرد و مضرعہ چٹم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ای برادر  
 بھول سودا زبانی کو ہر دم کامل و اکمل کے مٹانے کی کوشش ہر فلک کج رفتار گردون غدار



## کوہر وقت گروش ہر نظم سودا

کہ سر نوشت لکھی ہو مری بخت غبار  
اگر نہ رووے مرے روزگار پر شب تاب  
زمانہ سنگِ ملامت سے توڑتا ہی بہار  
زمین خوشی نے مرے دل سے اپ کیا ہو کنا  
صدائے نالہ دل ہی مجھے ترانہ دیا  
نت اٹھ کے سنگ سے اس سر کا توڑتا ہر خار  
شکست سے زمین دیتا ہی ایک ان قرار  
بجائے اشک میں آنکھوں سے پونچھتا ہوں غبار  
کہ جسکے بخت کی سو گند کھائے ہر ادبار

سوائے خاک نہ کھینچو گامت دستار  
چمن زمانے کا شبنم سے بھی رہے محروم  
کروں ہوں تیزین دندانِ اشتہار صبح  
عجب نہیں ہو کہ جاتی رہی ہو دنیا سے  
شرابِ خون جگر ہی مجھے گزک دل خویش  
رہی نہ شیشہ صحت کی ہیج کیفیت  
زمانہ دل کو مرے اور عہد یار کو اب  
زیلہ دل ہی کتہہ مر ازمانے سے  
کہاں تلک وہ کرے روزگار کا شکوہ

ای ہوشنگ نوجوان وقت رنج و ملال ہوا کیا خیال پروردگار کا شکر کرو وہ حافظ  
ونگہبان ہوا اس قید و بند میں بھی اسکا احسان ہوا مردوں نے بہ مکر گرفتار کیا ہوا مروی و  
جرات میں فرق نہیں آیا مگر قنطور آہن کلاہ جب قریب آہن حصار پہنچا پانچ کوس کا  
مفاصلہ باقی رہا قنطور آہن کلاہ نے اپنے بادشاہ کو عرضی لکھی بعد القاب شامانہ لکھا ای  
شہنشاہ باقبال صاحب جاہ و جلال آپکا تیراقبال اوج پر ہی غلام ہر سر قلعہ ہوشنگیہ  
شکر کشی کر کے گیا ہوشنگ قزاق بہ صد مطراق حمزہ عرب کو ساتھ لے کر مقابلے میں آیا  
میں نے حمزہ کو بہ فن کشتی زیر کیا ہوشنگ دزد کی بھی مشکین باندہ لین قلعہ میں آپ کا  
سکہ جاری کیا قید صاحبقران لے کر حاضر ہوا ہوں پانچ کوس قلعہ سے ہٹ کر اتر اہوں  
بطرح حکم ہو قید دشمن خداوند لقا کو لیکر قلعہ میں آؤں معاوضہ میں جرات و لیاقت کے  
خلعت و جاگیر پاؤں عیار نے عرضی دی اسے خدمت میں شہنشاہ زترین علم کے پیش کی  
شہنشاہ نے پڑھ کر تاج کو کچ کیا تخت سے موچوں پر تاؤ پھیرا کہا یار و قنطور آہن کلاہ نے  
وہ کام کیا جو بہرام فلک سے نہ ہو سکتا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کو  
گرفتار کر کے لاتا ہی جواب لکھو کہ کل بوقت سحر قید اس سرکش کی لے کر داخل قلعہ ہو شہر تمام



آئینہ بند کیا جائے دو کا نذر وانا لیاں شہر کو بھی خبر ہوا شہر دیا جائے و عند حورائے  
کہ کل دشمن خداوند لقا کی قید شہر میں آئیگی سب اپنے اپنے مقام پر خوشی کریں بوقت سحر  
آمد قید کا تماشا دیکھیں قنطورا بہن کلاہ نے ہر رات رہے سے لشکر تیار کیا گنگارون کو  
ارابے پر سوار کیا طرف شہر کے لیکر چلا بیان صبح سے بازار میں ہنگامہ ہر تمام دوکانیں  
تماشا بینوں سے معمور کرون پر کسبیاں بناؤ کر کے بیٹھی ہیں ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر رہی  
صاحبو کیا ہمارا بادشاہ صاحب اقبال ہو جس نے سلطنت نوشیروان کو مٹایا گنجاہ ایسے  
سکرش کو مارا ملک باختر پر لشکر کشی کر کے آیا ملک قرنا کوک عقرب چشم زحل پیشانی بڑھایا  
نامدار فخر رستم و اسفندیار اپنے سامنے فیل مست کی حقیقت نہانتا تھا حمزہ سے آکر ہم بند ہوا  
اسکی نیب شمشیر سے وہ بھی گرد برد ہوا آج قید ہو کر آیا ہو یہ روز سعید خداوند لقا دیکھا یا ہو  
تمام امرا و رؤساء غیے صاحب جن مرد و عورت ادنیٰ اعلیٰ خرد و کلان پیرو جوان قید کا تماشا دیکھنے  
کے مشتاق ہیں ناگاہ بھر ہوا انا لیاں شہر نے دیکھا ایک جوان رشک نور نگاہ پیر کنان صاحب  
شوکت و شان چہرہ ما و تابان جلالت و لیاقت چہرہ نورانی سے عیان قید آہن میں گرفتار  
ارابے پر سوار پہلو میں ایک شیر خر رستم و اسفندیار سے بہتر مسلسل و مطوق عقب  
میں چار سو سردار نامی نامدار قنطورا بہن کلاہ آگے آگے اہتمام کرتا ہوا پشت پر ساٹھ ہزار  
سوار جو اتان نیزہ دار ان قیدیوں کو گھیرے ہوئے چلے آتے ہیں جس کسی کی نگاہ جمال  
بے مثال صاحبقران زبان پر پڑی کوئی یہ کہہ نہ سکا کہ یار و آج روز عید ہر زمانہ سعید ہو  
یہ وہ شخص ہے جسکی نیب شمشیر سے بہرام فلک کا پتیا ہو سلطنتیں مٹا دیں چند خداوندوں  
کو قتل کیا نام آت و منات مٹا دیں بجائے دیر مسجد بنا دیں شکر خداوند لات و منات یہ دلیل  
و حقیر ہوا قنطورا بہن کلاہ نے ذکر کیا اب اسکو قتل کر نیگے جو اسکے قتل میں شریک نہو گا خداوند  
لقا اسیر جہنم واجب کریگے دوسرا اہل دل اسکے برابر کھڑا تھا اسنے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہا ای  
بھائی تو بہ کر و گردش فلک سے ہر شخص ناچار ہو دنیا مقام عبرت نہ جائے عشرت فظم سودا  
میں سخت تنگ زمانہ سے ولین حیران ہوں کہ مہر سنگ دلان کیونکہ بان گئی ہو سہا  
گداز عشق ہوا تناکہ چند قطرہ اشک مثال شمع ہو ہر بند استخوان میرا



گزر ہوا طرف میکہہ مرا اک دن  
وے نگاہ جو کرتا ہوں میکہہ کی طرف  
کہ مست چاک گریبان و جام چشم پر آب  
یہ حال دیکھ کے دانکا خرد سے پوچھا میں  
دیا جواب خرد نے مجھے کہ اسی نادان

بتوں کی چشم میں جون آئے شیشہ صبا  
گئے حواس مرے مجھ سے دیکھتا ہوں کیا  
ہو آہ و نالہ میں ز کسریہ و رگلو میں  
جگہ طرب کی میں آیا ہوں یا کہ جاے عز  
مقام رنج و مصیبت ہو صاف یہ دنیا

ای برادر خوف کرنا چاہیے ہلکویا تھلکوی بھی فلک گردش نہ دکھلائے خوشی مبدل بہ مصیبت  
ہو جائے مگر آرا بہ صاحبقران زمان کا بیج جو کہ میں پہونچا کوٹھون پر ہنگامہ دیکھیاں  
پکارتی ہن کہ کیا حسین ہو ایک کہتی ہو بوا ظالم کی آنکھیں تو دیکھ دیدہ غزال کو شرماتی ہیں میں  
چھریان یا تیر جانستان ابرو شمشیر اصفہان عارض رشتک ماہ تابان ہونٹوں سے  
سیحانی عیان سفید دانت موتی کی لڑیاں سینہ صفحہ بلور شکم تھنی نور پانوں ستون قصر  
جرات و ہمت اور ماتھ دستگیر ہو دو سخاوت سراپا سانچے میں ڈھلا ہوا ای بوا یہ جوان  
تو نور کا پتلا ہو کوئی چاہتی ہو اپنے کو کوٹھے سے گرا دوں کسی کا قصد ہو کہ جان و مال نثار کروں  
ایک کھیلی کھائی کہتی ہو اس جوان کو پاؤں تو کلیجہ میں چھپا لون قنطور آہن کلاہ کا سرواغر و ر  
خرس پیکر صاحبقران زمان کے آرا بے کے قریب ہو امیر نے فرمایا ای پہلوان دوران فرا  
حکم دو چند ساعت کو آرا بہ ٹھہر جائے ہم بھی تمہارے شہر کی کیفیت دیکھ لین اتفاق سے قید  
ہو کر گذر ہوا بہت آباد مقام ہو ملک زر ریز زمین حسن خیز تازنینان حسین کا جماؤ ہو پر یون  
کا اکھارا حور و ن کا جگھٹا ہم بھی سب کو دیکھیں آنکھیں سینکین بہ قول شاعر مطلع غیر آنکھیں سینکین اور  
اپنا دل مضطرب ہے ہواے بے دردی کوئی تاپے کسی کا کھر جلی ہو مغرور نے کہا بادشاہ کا حکم  
آچکا ہو آرا بہ نہ ٹھہر گیا امیر نے فرمایا ابو جیا ہمنے تجھ سے بچر کہا تو نے جواب بہ نخوت دیا ہم چند ساعت  
بیان ضرور ٹھہرنے مغرور نے کہا قیدی کا کیا اختیار مسلسل مطوق مجبور ناچار امیر نے فرمایا  
مجبور ناچار تو ہو گا کلام سخت کر گیا تو بے آبرو ہو گا یہ فرا کرد و نون ماتھ شیر آرا بے پر جمائے بقوت  
تمام لشکر بار آرا بہ چلتے چلتے رک گیا بیل و بیل بنکے رستوں کے سڑا کے پڑ رہے ہیں قدم نہیں  
اٹھا سکتے تک تک کی صدائیں بلند گاڑی بان درد مند غل شور تو یار و قیدی بگھل گیا آرا بہ نہیں



بڑھتا مغرور نے اشارہ کیا نیزہ داروں نے سنا نہاے نیزہ جسم سے صاحبقران کے  
 ملا دین جسم اطہر چھین گیا تمام بدن قوارہ بن گیا فرماتے ہیں او نامردو سنان نیزہ سے کیا  
 ڈراتے ہو سر بھی کاٹ لو تو اپنی ہی کریم ثابت قدمان کو بے جرات ہیں لاش بھی اسی مقام  
 پر دفن ہوگی اب امیر چہار جانب سر اٹھا اٹھا کر زیب و زینت شہر کو ملاحظہ فرما رہے ہیں  
 عمارتیں قطع وار سجا ہوا بازار ہر سمت یہی پکار رہی کیا صاحب ہمت و لیاقت ہوتا جہان عالم  
 اس وقت جمع ہیں خواجہ خورشید باز رگان جہان گشت ہیں ہر ایک اقلیم میں جاتا ہوا  
 تلوارین سپرین نیزہ و تیرو کمان شانمان و پہلوان اسی تاجر سے خریدتے ہیں اسنے دیکھا  
 کہ صاحبقران زمان نے لنگر مارا اور مغرور خرس پیکر تیغہ کھینچ کر چلا کتا ہوا کہ ابھی اس  
 قیدی کا سر کاٹے لیتا ہوں ابھی اس سرکشی کی سزا دیتا ہوں خواجہ خورشید نے دامن مغرور  
 خرس پیکر تمام لیا کھا اے پہلوان دوران اگر اس وقت اس شیر ہشیہ بیکانی کا سر کاٹ لو گے  
 خوب سمجھ لو اسکے فرزند ان ارجمند سرداران جرات پسند قیامت برپا کرینگے قلعہ آہن حصار  
 میں آگ لگا دینگے اور رستم خصال میں ہر سال اسکے لشکر میں جاتا ہوں نفع کشیر پاتا ہوں خدو  
 فرعون شاہ پر جب سامان لشکرکشی ہوئے ہفت در بند فرعونہ کے تمام عالم میں جاہ و جلال  
 مشہور ہیں مشیر خدائی ساحر شمش تھا ایک ایک پہلوان بادشاہ سرکش تھا اور بند اول  
 سہیلیہ سہیل چرم پوش نوجوان خوش رو کئی مہینے آپ کے لشکر سے لڑا آخر زیر ہوا دیگر در بند  
 نقرہ کوہ بادشاہ سکندر شاہ نقرہ کوہی ایسا صاحب شعبہ تھا کہ لشکر خداوند لقا سامنے  
 سے لشکر اسلام کے غائب ہو گیا جرات اسکا نام ہو کہ بھی شیر دلیر آمادہ ہوا کہ تلوار کھینچ کر دریا  
 میں کود پڑو لگا اندر قلعہ کے جا کر خداوند لقا کو گرفتار کر دو لگا پھر نقابدار سیاہ پوش سے لڑا  
 اسکے ماتھے سے سرداروں کی صفائیان کیسے کیسے ساحر و پہلوان مارے زمین تھراتی تھی زبان  
 دشمن سے تحسین و آفرین کی صدا آتی تھی جانشین انکا داراے ہند رستم زمان لندھو رہن  
 سعدان اٹھا رہ سو من کا گزر کا ندھے پر رکھ کر میدان میں آتا ہر جسکی نیب و سطوت سے  
 چرخ چہری تھرتا ہوا اس ایسے رشک رستم کو اس جوان دیوکش نے بارہ برس کے سن میں  
 جا کر زیر کیا اسکا فرزند دیندا نجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر پہلوان تہمتن بلوچ الزمان



گرو لشکر شکن ملک سنجان مین یکہ و تنہا پہونچا دختر گنجاب ملکہ گوہر ملک معشوقہ فرزند خاندان  
 لقا پر عاشق ہوا چہار باغ ملک حرمان سے اس قدر شجون لشکر گنجاب پر مارے کہ کئی سو فسر  
 نامی و نامور قتل کیے فوج کا کیا شمار آخر گنجاب کے مالک قبضہ میں کیے جنگ ہفت صف  
 مین ساتون صفین توڑین کمر بند گنجاب مین اتھڑال دیا تمام عالم نے دیکھا کہ دست حق پرست  
 پر بند کیا ای پہلوان ایسے شیر دلیر کو اس خطا پر قتل کرتا ہی اسکے فرزند ان و برادر و پہلوانان عالی  
 وقار سے نہیں ڈرتا ہی مین جا کر بہ لطف عرض کرتا ہوں وہ لنگر اپنا اٹھا لینگے مخور خرش پیکر  
 یہ حالات جلالت آیات سنکر تمھرا یارک گیا مگر خواجہ خورشید باز رگان قریب صاحبقران  
 زمان کے آیا جھک کر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اور بجنہ پیشانی فرمایا ای خواجہ خورشید  
 اس شہر مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی خبر سنکر نہ یارست حضور کا مشتاق ہوا اس وقت  
 شان نیزہ سے جسم حضور کا فکار ہر جرات آپ کی مثل آفتاب عالم تاب روشن و آشکار  
 و مان دربار مین بادشاہ کے سردار جمع مین چلکر و مان شیرانہ کلام کیجیے ای شہر پار حفاظت  
 جان بھی واجب و لازم ہر آپ کی شمشیر زنی سے ستون قصر جرات قائم ہے صاحبقران نے  
 فرمایا ای خورشید ایسے ایسے معرکے بہت گزرے نامردوں نے مکر سے سالہا سال قید کیا  
 جنھیں اٹھائیں اس زرخداری کا کیا افسوس ہر یہ فرما کر امیر نے دست حق پرست اٹھائے  
 ارابہ سبک ہو گیا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ صاحبقران زمان کی قید کے آنے سے ایک  
 بیشتر مشہور ہوا تھا کہ داماد نوشیروان سرکوب کفار ان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ  
 صاحبقران کو قید کر کے قنطور آہن کلاہ لاتا ہی و زرا و امراء و االیان شہر تماشا دیکھیں خیر  
 محل مین شہنشاہ زرین عالم کے ناظرون نے پہونچائی شاہ مذکور کا شانہ عفت مین ایک گوہر  
 بے بہار کھتا ہی ایک دختر بلند اختر ماہ جبین حسین نیکو سرشت رشک حور بہشت شیرین  
 ظلام ماہ عالم افرور نام کنیزون نے آکر کہا حضور آپ کے والد نامدار بڑے صاحب اقبال مین  
 کہ داماد نوشیروان قید ہو کر آتا ہی تمام شہر آئینہ بند ہی تمام االیان شہر واسطے تماشا کے  
 جمع مین آپ بھی چلکر ملاحظہ فرمائیے مقام عیش و فرحت ہی ملکہ ماہ عالم افرور نے یو چھا  
 کہ یہ تو اکثر سنایا وہ نوجوان بڑا زبردست ہی مگر لفظ نوشیروان سنکر یہ خیال آیا ہی کہ کونسی



دختر بلند اختر شہنشاہ بلند اقبال کی اُس جوان کو منسوب ہر ملکہ پروین وزیر زادی نے  
دست بستہ عرض کی حضور یہ قصہ طول و طویل ہو داما دہوئے کی یہ دلیل ہر دختر شہنشاہ  
ہفت کشور ملکہ مہر نگار سمن غدار سہی قدماہ پیکر ناز بنیان جہان کی افسر شہرہ حسن و جمال  
انکا ہفت اقلیم میں تھا یہ جوان قید ہو کر جو آیا یہ یہ بھی آفتاب عالم تاب عربستان شیر جوہر  
قاتل پہلوانان نامی بلکہ دشمن شہنشاہ حشام بن علقمہ خیبری کہ جبکانوے آرنج کا قذوقا  
تھا جبکی ہیبت سے فیل مست صحر سے نہ نکلتے شیر دم و باکر بھاگتے تھے تاج و تخت  
نوشیروان چھین لیا تھا اس جوان نے اُس کوہ تمثال کو یہ یک ضرب شمشیر و ویر کالے  
کیا شاہ کا تاج و تخت لا کر دیا ملکہ مہر نگار ایسی گلغدار کو اس ماہ اوج اقبال سے منسوب کیا  
اسوجہ سے داماد نوشیروان مشہور ہوا آخرین فساد ہر پاموے نوشیروان نے بڑی  
بڑی شکستیں کھائیں و لکھن آٹھائیں علاوہ ملکہ مہر نگار دوسری دختر نوشیروان فخر حسینا  
جہان ملکہ گہر تاجدار تھی اس جوان کے عقد میں آئی پس حضور یہ شیر بیشہ عربستان بلقب  
یہ ثانی سلیمان حسن و جمال میں یکتا ہوا انتہائے رستی یہ ہو کہ خداوند لقا سے لڑ رہا ہر شہرون  
شہرون بھگاتا پھر تاہر نہیں معلوم کیا افتاد پڑی کہ قنطور آہن کلاہ اس صاحب ختم  
وجاہ کو قید کر کے لایا ہر ملکہ عالم افروز یہ قصہ جانسوز سنکر دل و جان سے ویدار فرحت نکلا  
اسیر با تو قیر کی مشتاق ہوئی سر بازار چوک میں ایک قصر شاہی تعمیر ہوا اسمین ملکہ مع  
پروین وزیر زادی و چند انیسان خاص ہدم با خلاص جلوہ فرما ہر جوقت یہ ہنگامہ ہوا  
یعنی صاحبقران زمان نے نگرار اہل ہوا قتل کرو قتل کر و قیدی بگڑ گیا ملکہ ماہ عالم افروز  
سے پروین وزیر زادی نے کہا حضور دیکھیے قید میں وہ جوان بگڑ گیا ہر ہلکے ہو رہا ایسا  
زیر دست ہوا راہہ نہیں بڑھتا ہر ملکہ ماہ عالم افروز بصد ناز واداسند ناز سے اٹھی قریب  
چلن آئی جھک کر دیکھا جمال خورشید مثال صاحبقران زمان پر نگاہ پڑی دیکھا سر برہنہ  
سے فرو شوکت آشکار چہرے سے جلالت و شوکت نمودار شیر خرم رستم ختم یوسف جمال  
آسمان لیاقت کا ماہ کمال پائے اقدس سے ثابت قدمی پائی جاتی ہر دست و بازو قوی تہور  
پر ہر ہی نظم جلال



ہریار کوندتی بروہ بجلی نگاہ میں	کھلتی سنیں ہر آنکھ تری جلوہ گاہ میں	حسرت تھی دید کی جو تری جلوہ گاہ میں
کچھ دل میں ہم وہ لیکے چاہے کچھ گاہ میں	کچھ ٹھنڈی گرمیاں سی ہوتھیں میری آہ میں	وہ بھی تو دیکھتا ہوں انھیں کی گاہ میں
دل سے لبوں تک آنے کا بھی حوصلہ نہیں	کتاب ہر نالہ یاس بٹھا دیگی راہ میں	اللہ ریاضی کی کہ برنگ شب فراق
تارے گنا کیا ہوں میں روز سیاہ میں	لے ڈوبے دل کو دینہ تر وادہ سہماک	یوسف کو بجائیوں نے کیا عرق چلا میں

ملکہ ماہ عالم افروز نے بے اختیار آہ کی کبھی واہ کی زبان سے یہ نکلا ابیات

آنکھوں میں ہو کے دل میں قدم رنجہ سیجھے	سکلیف ہوگی تھوڑی سی گردش ہر راہ میں
چمکا ہر صبح تک مرے سینہ کا داغ بھی	چشمک چلی ہر راست کو کیا مہر و ماہ میں
کیا مجھ سے بچتی پھرتی ہر قاتل مری قضا	آکر چھپی ہر تیغ ادا کی پسناہ میں
آہوں کے جوشش نے تہ و بالا کیا ہر دل	آندھی اٹھی ہر میرے جہاز تباہ میں
یوں آہوان دشت کی آنکھوں میں کھپ گئی	سنہری رہی نہ میری لحد کی گناہ میں
شوخی قریب سحر فسون لاگ شعبدہ	کتنے کرشمے دیکھے تری اک نگاہ میں
بے یار صبح و شام ہر آنکھوں میں ایک سی	ہم کو نہیں تیز سفید و سیاہ میں
کیا اسکے آگے بیٹھے ہیں عاشق ڈرے ہوئے	آواز تک نہیں ہو غم بیوں کی آہ میں
جاگا کوئی تو صبح کو ہم پر کر گیا حشر	قتنے بھی سو رہے ہیں تری خواہ گاہ میں
پہونچے نہ کوئے یار تک آخر ہم اہل فلک	بٹھیں نہ خاک اٹھ گئی دیوار راہ میں
میں نامے کرتے کرتے قیامت میں رہ گیا	ٹپکی وہ لی کسی نے دل داؤ خواہ میں
اب کیوں ڈرین گناہ کریں شوق سے جلال	لکھنے ہی کی جگہ نہیں فرو گناہ میں
رکتا ہر دم نفاق عجب جسم و جان کے ہیں	کیوں داؤ فراق و دوست یہ جھگڑے کہاں کہیں
چھتے نہیں گواہ یہ سوزِ نہان کے ہیں	چند اشک گرم ہیں کئی چھائے زبان کے ہیں
اگر آہ آنے پہلے سمجھ جبر یا ر میں	آزار دیتے ہیں جو شریک آسمان کے ہیں
کس طرح نامے کرتے ہیں میں بھول ہی گیا	احسان مجھ غریب پہ ضبطِ فغان کے ہیں
فسر یا وہم کریں بھی خدا سے تو کیا کریں	مارے ہوئے تغافل جو رہتاں کے ہیں
منزل میں لیکے بیٹھ گیا ہر ہجوم یاس	تھکتے نہ ہم تھکائے ہوئے آسمان کے ہیں



اب دل جگر ہمارے زمین مہمان کے ہیں نقش زمین ہیں داغ دل آسمان کے ہیں مٹ جائے حوصلے جسے نام و نشان کے ہیں انداز جان کنی وہ ترے نیجان کے ہیں رنگ آنسو دن کے چال میں مجھ ناتوان کے ہیں مہلوئے نئے تمھیں یاد امتحان کے ہیں جو تجھے پیچھے حشر میں ہر نغان کے ہیں	اپنا غم فراق نے دو لون کو کر لیا عاشق تری گلی سے بجائینگے بے مٹے نقش قدم پکارتے ہیں راہ عشق میں حسرت ہر بے ملون کو بھی دم توڑیے تو یوں زیر قرہ ٹھہر گئے عارض پہ رہ گئے دل دیکھنے کو کہتے تھے دل پھیر لیجیے رحمت کچھ آگے بڑھ کر انھیں لیگی اور جلال
---	--

یہ اشعار آبدار عشق خیز و خشت انگیز زبان پر جاری بدحواس ٹھکی ہوئی سراپا کو دیکھ رہی ہوں  
مہسوت عشق میں دل میں جوش محبت آنکھوں میں نشہ بادۂ عشق کی کیفیت پیشانی  
پسینہ آلود فوج رنج و مصیبت سامنے موجود دستِ حق پرست صما جبران نے ارابے  
سے اٹھائے خون چشم سے بہتا ہوا نگاہیں خشم آلود پلکوں سے سرکشی آشکار تیر مرگان  
کلیجہ میں ملک ماہ عالم افروز کے گر گئے قلب و جگر میں ناسور پڑ گئے ماسے کہ کمر سینے پر  
ماتھ مارا بے اختیاری میں کہا ماسے ستم لفظ

بہمیشہ مستعد کارزار ہیں پلکین فراق یار میں یون اشکبار ہیں پلکین وہ آنکھ جس سے پھری اس سے کچھ کہیں یہ بھی سنبھالیں نیزے اگر نیزہ دار ہیں پلکین جگر کی بھانفس ہر مرگان یار کی الفت کہ جسکو یہ کے خود بیقرار ہیں پلکین نہ لگ چلے بہت آہوے چشم یار سے دل دراز دست تری گوہزار ہیں پلکین جلال اشاروں میں کیا کچھ نہیں سیکھ سکتے	کبھی چھری کبھی نیزے کٹا ہیں پلکین سیان گذرتی ہر آنکھوں میں رات و دن کی شریک گردش لیل و نہار ہیں پلکین یہ کاوش قرہ لچا گئے کہیں ہر مرگ جو دلیمن چھپ کے نہ کلیں وہ خاہن پلکین جھپک گئی تھیں شب بھر میں کہیں ایل کہ تیر افکن ضیفم شکار ہیں پلکین رولاری ہر لہو یاد حق جو آنکھوں میں زبان چشم سخنگوے یار ہیں پلکین	سنیہ گھٹائیں برتی ہیں جیسے بارش میں گواہ طول شب انتظار ہیں پلکین کھری و سینوں کو تانے ہوئے صفِ شاق کراپے کام میں زیرِ مزار ہیں پلکین غضب و شوق گاہی بخاری آنکھوں کی جاری آنکھ سے کیا شرمسار ہیں پلکین پہنچ سکیں نہ گریبان صبح تک شب بھر جگر کے کٹرے میں منصور و امین پلکین ان اشعار نے اوزیادہ آگ بھڑکائی
---	--	---

کشا کش سے جان لب پر آئی اس کو چہ سے نا آشنا ضبطِ نوس کا وامن صبر دست استقلال سے



چھوٹا شیشہ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا آہ دل پر درد سے کھینچی مثل شمع سحری لہرائی  
 زمین پر گر کے بیہوش ہوئی کینرین گہرائین پروین وزیر راوی ہری واری کہ کے ڈوری  
 سر زانو پر رکھا گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصہ دراز ملکہ نے آنکھ کھولی پروین نے  
 پوچھا حضور خیر تو ہر مزاج اقدس کیسا ہر فرط نزاکت سے غش آگیا اس طرح کبھی کسی قیدی کو  
 کاسے کو دیکھا تھا بچا رہ مصیبت کا مارا ماتھ میں ہتکڑیاں پانون میں بٹریاں گلے میں طوق  
 گران نگوڑے نیزہ دار گھیرے ہوئے آپ رحم دل آخر نہ دیکھا گیا یہ انجام پہلا گلاب عالم افروز  
 نے پروین کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر اٹھ کر ڈوری اس اشتیاق میں قریب چلمن کے آئی کہ اس  
 ماہ اورج دلبری کو اور ایک نظر دیکھ لوں دلِ ناصبور کو تسکین دوں جو اگر دیکھا قیدِ صاحبقران  
 کی جا چکی تھی بازار میں سناٹا گویا کوئی شہر کو ٹوٹ لے گیا دوکانیں دیران بازار سفسان وہ  
 صورت زریبا نظر نہ آئی زبان سے کچھ کہ نہ سکی مگر مثل تصویر تصور خاموش ہو رہی ہر چہ  
 پروین نے پوچھا کچھ جواب نہ دیا اشارہ کیا سواری لاؤ مجھے آیا اس طرح خاموش باغ میں  
 آتری گل لار دیکھا اور دلوں غوا ہوا بارہ دری میں اکڑ بیٹھی پروین حیران کہ کیسا ہمارا ستارہ  
 گردش میں آیا یہ ماہ آسمان خوبی کلام نہیں کرتی سر جھکائے ہوئے مثل تصویر خاموش بیٹھی  
 مگر حال صاحبقران سننے کہ قنطور آہن کلاہ و مغرور خرس پیکر قید کو صاحبقران کی  
 بیہ دربار میں شاہنشاہ زرین علم کے پہونچے تمام فوج کے سپہ سالار سرکش دربار میں جمع  
 ہیں مغرور خرس پیکر سر زنجیر تھکے ہوئے اندر دربار کے لایا صاحبقران کی جو گاہ اس  
 بار گاہ کفر و ضلالت پر پڑی موافق طریقہ اسلام کے سلام کیا قنطور آہن کلاہ قریب شاہنشاہ  
 زرین علم کے دگل پر جا کے بیٹھا پہلے شاہنشاہ نے قنطور آہن کلاہ سے پوچھا تو نے قلعہ  
 ہوشنگ پر امیر کو کیونکر پایا عرض کی چند عرصہ سے زخمی ہو کر آئے تھے ہوشنگ درونے  
 علاج کیا بروقت میرے پہونچنے کے موجود تھے جب میں نے طبل جنگی بجوایا میرے مقابلے میں  
 نکلے میں نے دوپہر کی کشتی میں زیر کیا فوج ہوشنگ پر جا پڑا اسکی کیا حقیقت تھی کہ میں ہاتھ  
 ڈالے قاش زرین سے اکھیر لیا شاہنشاہ زرین علم یہ حال سن چکا تھا کہ صاحبقران نے بطور  
 اسلام سلام علیک کی شاہنشاہ زرین علم نے کہا کیوں حمزہ دیکھ خداوند قاتلے تجھ کو کیا



ذلیل کیا ابھی سرکشی باقی ہو صاحبقران نے فرمایا اوتامرد ازلی وابدی سرکشی کو چاری کسے  
 سٹایا اگر تجھ ایسے نامرد کے سامنے قید ہو کر آیا تو کیا خوف ہی تیرے دربار میں کوئی ایسا ہو کہ  
 ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکال دے اور پھر اسید طرح پابند کرے شاہنشاہ نے کہا کہ میرے سرور  
 نے تجھ کو بزدلی و مردانگی سر میدان زیر کیا نہیں شرماتا یہ وہی مثل ہو کہ رستی جلگنی گریز  
 نہیں جلا صاحبقران کو نہایت غصہ آیا فرمایا اس نامرد سے دریافت کر میدان کارزار  
 میں نے اسکی مشکین باندھیں اس ملعون عہد شکن نے تقا پر لعنت کی مسلمان ہوا  
 اطاعت کا عہد و پیمان ہوا دعوت میں بھیانے عدوت کی بیہوشی دیکر مجھ کو اور ہوشنگ کو  
 گرفتار کیا اب بتلا نامردی کا کسکی اظہار ہوا شاہنشاہ زرین علم نے قنطور سے کہا حمزہ کیا  
 کہتا ہے تو نے اسے کمر سے گرفتار کیا صاف صاف بتلا کیا معرکہ گذر قنطور کھپا شرمایا بادشاہ  
 سے کہا ای شاہنشاہ حمزہ جھوٹا ہے آپ کے سامنے کمرتا ہے اسکے قول کا کیا اعتبار قبول سعدی مصرع  
 باطل است انچه مدعی گوید بادشاہ سے یہ کہا طرف صاحبقران کے متوجہ ہوا کہا کیوں حمزہ  
 کب میدان میں مجھ کو زیر کیا مشرور خرس پیکر زنجیر تھامے کھڑا تھا آواز دی کہ او مغرور  
 اس دشمن خداوند کا سر کاٹ لے یہ مغضوب بارگاہ خداوندی بڑا زبان و راز ہی اپنی جرات  
 پر نہایت ناز ہو پس مغرور نے سر زنجیر کو جھکا دیا کہا او حمزہ خاموش رہیں رہتا یہ کہ کمر تلوار کا ہاتھ  
 مارا امیر نے ہاتھ اٹھا دیا سلسلہ جنبانی طرف سے کار ساز مطلق معبود برحق کے ہوئی تلوار اس  
 نامرد کی ہتکڑی پر پڑی وہی تلوار باعث دستگیری ہوئی یعنی ہتکڑی کٹی پس امیر نے غصہ  
 میں قید آہن پر ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر بلند کیا شعر خلیل اللہ لبم اللہ برگفت بہ نعرہ اولین این قید شکست  
 قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت پھینکا ہتکڑی مغرور خرس پیکر پر کھینچ ماری مغرور خود سر کا سرٹھا  
 چرخ کھا کر زمین پر گرا ضرب دست صاحبقران سے ملعون کو سر سام ہو گیا تڑپ کر داخل جہنم  
 ہوا اسی کی تلوار صاحبقران نے اٹھالی ہوشنگ ذر و مع چار سو سرداروں کے قید آہن میں  
 بتلا تھا امیر نے نعرہ کیا نعرہ صاحبقران اشعار مصنف

سمنہ اختہ برج عند و جلال	منم آفتاب سپہر کمال	سمند و ن بہ پیشم فراری شدہ
ہم عفریت از تیغ عاری شدہ	ہمین قات از کفر شد پاک و صاف	سیمان کو چک لقب شد بقات



ہمسہ شہر آباد اسلام شہد کہ صاحبقران درجہان نام شد بارگاہ شاہنشاہ زرین علم  
 میں لڑنے لگے کئی زخم کھائے مگر ہوشنگ نوجوان کو بھی قید سے چھڑایا چار سو جوان چھوٹے  
 مثل شیر خشتناک مصروف جنگ ہوئے قنطور آہن کلاہ نے آواز دی او حمرہ میں آہو  
 دیکھ پھر گرفتار کرتا ہوں مگر افسران فوج کو آواز دے رہا ہوں ان یار و بلوہ کر کے ان جوانوں  
 کو گرفتار کر لو ہوشنگ وزو کو بھی پکڑ لو کفار نے بلوہ کیا صاحبقران ہر چند چاہتے ہیں اپنے  
 کو قریب قنطور پہنچاؤں مگر یہ بیجا ہمارا بیان ہوشنگ پر جا پڑا دو چار کو قتل بھی کیا مگر  
 قریب صاحبقران کے بھی نہیں آتا الگ الگ لڑ رہا ہوا شاہنشاہ زرین علم نے بھی حکم  
 دیا ہزار ہا کفار اندر بارگاہ کے آگئے مگر صاحبقران شیرانہ پلنگانہ رستمانہ لڑ رہے ہیں  
 کیا عجب ہو کہ زبان تیر و کلاہ سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہو کمانین بازو سے تہمتی ہر قربان  
 تیر سے ہوئے ترکشون میں طائر پر بند ویدہ ہو ہر تیغہ نوخوار اسرار نظر بند مگر حال سینے یعنی وہ گرفتار  
 دام عشق و محبت اسیر زندان الفت صاحب محنت و غم اندوز یعنی ملکہ ماہ عالم افرور  
 اپنے باغین یاو گل رخسار محبوب و خیال سر و قد مطلوب مشتاق دیدار فرحت آثار  
 صاحبقران مضطرب و لرزش و پریشان مثل تصویر تصور دل ہی و لمین پیچ و تاب کھاتی ہو  
 زلف مسلسل امیر با تو قیر یاد آتی ہو پریشانی بڑھتی جاتی ہو رخصت عقل و ہوش دریا سے  
 محبت کا جوش عالم اضطراب آتش الفت شعلہ بار پرورین وزیر زادی دم بدم پوچھتی ہو حضور  
 کلام کیجیے خاموش نہ بیٹھیے کیا حضور سوچتی ہیں کچھ سمجھے تو فرمائیے لونڈی سے نہ شہزادیے ملکہ نے  
 سراٹھا کر دیکھا آنکھوں سے آنسو نکل آئے مگر زبان سے کچھ نہ کہا گویا راز شہر مفہوم دہن بالکل  
 معدوم کلام کرے تو دہن ثابت ہو جائے چلے رہے ہیں وہ لذت دل رہی ہو کہ زبان سے بیان  
 نہیں کر سکتی دل سے کتنی ہو اٹھار عشق محبوب ہو خاموش رہنا خوب ہو کہ سامنے سے یکایک  
 ایک کینز و ڈور ہوئی آئی عرض کی واری یہ نگوڑا مواموٹڈی کاٹا قیدی دربار شاہنشاہی میں جا کر  
 پکڑ گیا قید توڑ ڈالی دربار میں کس زور و شور سے لڑ رہا ہو سرکش کے ہاتھ کشین ویدے پھوٹیں  
 سیکڑوں ملازم شاہنشاہ کے مار ڈالے ہیں نے محل کے گوشے سے دیکھا سیکڑوں سر کٹے ہوئے  
 پڑے ہیں بس یہ زبان درازی اس کینز بے تمیز کی ستر لگا جھلا کر لوں اٹھی او حمرہ زادی ہندبان



کسی شریف جبری بہادر صف شکن تیغ زن کو کلمات لاطائل کہنا کتنے سکھایا ہر خوف نہیں  
 اتنا ہی ہمارے دربار میں یہ طریقہ نہیں یہ کہہ کر آواز دی سنبھل پانچ کوڑے حرامزادی کو لگا دے  
 ننگس آنکھیں نکال لے اسکو تو کنیزوں نے کھینچا شمشاد بڑھی کہ واری اسکو دار پر چڑھا دون نگوری  
 سرکشی کی سزا دون ملک نے منہ پھیر لیا اسکو تو جواب نہ دیا مگر پروین سے کہا بوا چلو کوٹھے پر سے  
 دیکھیں بڑا غضب ہوا افسوس اس جوان نے اپنی جان کا پاس نہ کیا کیون پروین ماستا واللہ  
 بڑا صاحب طاقت ہر قید آہن کو توڑ ڈالا نئی بات ہو انکا خدا سے ناویدہ آنکو بچائے پروین یہ دعا کر  
 کہ اس غربت میں خدا نخواستہ سرکٹ جائے مگر آبرو میں فرق نہ آئے اتنا تو دریافت کر کہ کس بات  
 پر بگڑے کیون قید توڑی پروین نے اس خواص کو بلایا بھت پوچھا تجھ کو کچھ معلوم ہو اس گنگار نے  
 قید کیون توڑی کیا سبب ہوا زنجیر آہن جسکے ماتھے میں تھکڑیاں ہوں کس سلسلہ سے توڑی تقریر  
 مسلسل ملک عالم کے سامنے بیان کر کنیز نے دست بستہ عرض کی حضور یہ نو جوان جب دربار میں  
 پہنچا قنطور آہن کلاہ سے کچھ تکرار ہوئی قنطور نے بادشاہ سے کہا میں نے بہ جرأت زیر کیا یہ سر  
 خلافت تھا بیہوش کر کے لایا یہ مگر کپڑا ہی مغرور خرش پیکر نے بموجب حکم قنطور ماتھے تلوار کا مارا قیدی  
 کا بڑا خدار بردست ہر تھکڑیاں کٹیں ماتھے الجھن سے چھوٹے بس حضور آسنے قید کو توڑ ڈالا خانہ زنجیر  
 میں غل ہوا لڑائی پڑی ہر ایک اس پر کوئی دست انداز نہو سکا زخم دار ہو مگر بلاے روزگار ہی  
 ہوشنگ وزو کو بھی چھڑا لیا اب حضور بارگاہ میں تلوار چل رہی ہی یہ شیر خشناک شمشیر زنی میں  
 بیباک ڈرائیمین چپت و چالاک یقین ہو سبکو قتل کر کے شہر میں اپنا دخل کرے گا تعریف صاحبقران  
 عالیشان سنکر ملک سکرائی سر جھکا لیا چپکے سے کہا بوا تیرے منہ میں گھی شکر اب ملک برسر بام آئی  
 جھرو کون سے آکر دیکھا قیامت برپا ہو مگر صاحبقران بعد شوکت و شان شیرانہ رنہ گو سفندان میں  
 شمشیر زنی کر رہے ہیں اس کیفیت سے لڑ رہے ہیں کہ شعر

ترک خنجر دار گردون ہر دم از جہنم برین	رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین
---------------------------------------	-------------------------------------

جب کوئی ماتھے صاحبقران پر مارتا ہو ملک گبرا جاتی ہر لایان کی آواز زبان سے نکلتی ہے جس طرح  
 کوئی سپر سر ہوتا ہی یوں ماتھے اٹھا دیتی ہے کبھی کلچے پر ماتھے بھی منہ پیٹ لیتی ہے کبھی ماتھے اٹھا کر  
 دعائیں دیتی ہے ای حمرہ کے خدا سے ناویدہ اگر تو برحق ہے اپنے نہ کا خاص کو بچائے غربت میں مصیبت



سے امان دے یہ دشمن سب اندھے ہو جائیں یہ بیچارے غریب الوطن لڑ بھڑ کر کھل جائیں  
اب ملکہ نے دیکھا دن بہت قلیل باقی ہے امیر لڑتے بھڑتے قریب قنطور آہن کلاہ پہنچے  
لکارا او قنطور تو نے مجھ کو دو پہر میں نہر کیا تھا اب میں آیا تلوار کا وار کر شیر وں سے آنکھ  
چار کر ہو شنگ نوجوان بھی لڑتا بھڑتا اسی مقام پر پہنچا جب قنطور تلوار کھینچ کر بڑھا ملکہ بہت  
گھبرائی کہا لو پروین غضب ہوا وہ بند لیا اس شیر کے مقابلے میں جاتا ہی دیکھ پروین مقام  
انصاف ہے قنطور کے ساتھ بڑے بڑے سردار یہ بیچارے غربت میں گرفتار نہ مونس نہ  
نمکسار انکا اعتقاد انکو بچائیگا خداے ناویدہ اگر برحق ہے یہ زبان دراز منہ کی کھائیگا ای پروین  
اسوقت قنطور کے ماتھے سے اگر یہ شیر بچ گیا میں خداے ناویدہ کی معقد ہو جاؤنگی بیشک  
خداوند لقا پر لعنت کرونگی ای بوا پروین تم خفا نہ ہونا میرے اسوقت جو اس درست زمین  
میں اس شیر کی غربت پر کلجہ پھٹا جاتا ہی دیکھ پٹا پھیکا ہو گیا سر میں خلل پیدا ہوا میں نے ایک  
کتاب میں لکھا دیکھا یہ جو لڑ رہے ہیں انکے مولوی کی کہی ہوئی تھی آسنے یہ مضمون تحریر کیا عجب  
تقریر دلپذیر تھی کہ بونے دو سو خدا کیسے دو بادشاہ تو ایک ملک میں سلطنت کر نہیں سکتے  
اتنے خدا کیونکر ہوئے سراسر خلاف اعتقاد صاف یہ ہے کہ خدا وحدہ لا شریک ہے کیون پروین  
یہ بات عقل سے نزدیک ہے اسدن سے میرے دل میں کھل بلی ہے لو اب امتحان بھی ہوا جاتا ہی  
یہی مذہب حق کے امتحان کی فال ہے ناحق دلو ملال ہو اگر صاحبقران زمان غالب آئے انکا  
دین سچا ہی وحدہ لا شریک یکتا ہی پروین نے کہا واری ہمیں نہ لقا سے مطلب نہ خداے ناویدہ  
سے کام آپ ہماری خداوند ہیں اس جوان کے واسطے درو مند ہیں ہم بھی دعا کرتے ہیں قنطور  
بھڑوے کے ماتھے ٹوٹیں آنکھیں پھوٹیں کٹے کی موت مارا جائے یہاں تو یہ باتیں مگر قنطور مغرور  
تیغہ کھینچے ہوئے کف منہ سے جاری قریب صاحبقران پہنچا تلوار کا وار کیا اسوقت اس مقام  
پر انتہا کا ہنگامہ ہو زور و سنور سے تلوار چل رہی ہے ہوشنگ نوجوان بصد شوکت و شان پشتیبانی  
میں صاحبقران کی جان لڑا رہا ہے جیسے ہی قنطور آہن کلاہ نے تیغہ کا وار کیا صاحبقران نے  
باڑھ بچا کر کلائی پر ماتھے ڈال دیا قنطور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی اب ملکہ زیادہ بیقرار ہوئی کہا پروین  
یہ نگوڑا مسئلہ افضائی کا کتابیچارے غریب کا ماتھے ٹوڑے ڈالتا ہی پروین نے کہا حضور دیکھیے تو



اُس رو بہ خصال کو یہ شیر غضبناک کس زور شور سے ریلے لیے جاتا ہی ایک بات اور ملاحظہ کیجئے  
یہ زخم دار بین مگر باحواس اُس کے چہرے سے حسرت و یاس ظاہر ہی دیکھیے بھڑوانا پنتا کا پنتا ہوا نہت  
نکالے ہوئے گھبراہٹ ہاں ملکہ نے جھک کے دیکھا قنطور نے ٹکڑی ملکہ نے اپنا سر پکڑ لیا امیر  
کے ماتھے سے قطرے خون کے ٹپکے ملکہ نے کہا پروین اب اس بیچا و غاباز نے سر کشی دکھائی  
مگر کیوں لگائی پروین نے کہا ملاحظہ تو کیجیے وہ تو اسی طرح شیرانہ ڈٹے ہوئے ہیں وہ ملعون  
آنکھوں بند کیے جھوم رہا ہی صاف روشن ہو کہ آنکھوں میں اندھیرا گیا ہی بیان دربار میں ابر حق  
برس رہا ہی سر مثل اولوں کے گر رہے ہیں مگر قزاق گرد صاحبقران پھر رہے ہیں تیسرے  
پہچ پر صاحبقران ریل کے لے دوڑے اب قنطور بھی ہٹتا جاتا ہی دونوں مونڈھے پکڑ کے صاحبقران  
لے لے لے مارا دونوں گھٹنے اُس بیچا کے زمین سے آشنا ہوئے چاٹا لنگر قائم کرے صاحبقران نے  
دست حق پرست اُس بدست کی کمر میں ڈالا نعرہ تلبیہ بلند کیا شعر یکے نعرہ زو سیر منزل مصافح  
کر سیم رخ لرزید رکوہ قاف اُس دیو خصال غفریت مثال کو سر سے بلند کیا ملکہ عالم افزو  
نے کہا ای وزیر زادی دیکھ کیا زور بازو ہی پہاڑ کو ماتھ پر اٹھا لیا اب تو یقین کامل ہوا خدا سے  
نادیدہ برحق ہی پروین نے کہا واری ابھی تو قنطور زندہ ہی امیر نے چرخ دیکر قنطور کو زمین پر مارا  
اُس ہنگامہ میں کہ پلک جھپکا نادشوار ہی چہار جانب سے نیزوں کی بوچھاڑی مگر بموجب قاعدہ مذہب  
گھٹنے اُس بے ادب کے سینہ پر رکھ کے فرمایا حالاً درشناختن پروردگار چہ میگوئی اُس سنگدل  
نے جواب سخت دیا یہ شیر چھرا سینہ سے اٹھا ایک پاٹون قنطور کا زیر پا دوسرے کو دست زبردست  
سے تھام کر بصد کرد و فرج چھکا مارا قنطور کو مثل کر پاس کہنہ چیر کر پھینک دیا ملکہ واسطے سجدے کے جھک  
پڑی پکارا اٹھی ای خدا لے نادیدہ تیرے صدقے کیوں بوا پروین اب تو لقا بھڑوے پر لعنت کرو  
پروین نے کہا واری مجھے بھی بیشک اعتقاد ہوا مگر صاحبقران قنطور کو مار کر طرف ہر شنگ  
نوجوان کے پٹے فرمایا ای برادر شاہنشاہ ترین علم ٹگیا اب لڑتے بھڑتے باہر نکلو ہوشنگ  
نے عرض کی بسم اللہ غلامان جان باز ساتھ ہیں آرزو ہی کہ مرین تو سر حضور کے قدم پر ہوا آغاز سے  
انجام بہتر ہو واضح ہو کہ سب سرداران ہوشنگ کام آئے مع ہوشنگ و تیس جوان باقی ہیں  
صاحبقران لڑتے ہوئے ناہ جلو خانہ پہنچے تھے کہ تیرا عظم نبیب شمشیر صاحبقران سے



لرزان و ترسان چہرہ زرد و حصار مغرب میں جا کر محصور ہوا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان  
 تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا تاریکی سے صاحبقران گھبرائے جسم اظہر پر زخمون کی بھی کثرت  
 ہر ضعف و نقاہت سے عجیب کیفیت ہی بمشکل لڑ بھڑ کر بیرون بارگاہ آئے دیکھا شاہنشاہ  
 زرین علم تخت پر سوار فوج کو ترغیب دے رہا ہی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا ہوشنگ کا  
 بھی حال ابتر ہی منظور ہوا کسی طرح ان جوانوں کو بچاؤن بیرون قلعہ نکلاؤن ایک سوار نے نیزہ  
 مارا امیر نے اپنے کو بچایا سوار کو مارا مرکب پر اس کے سوار ہوئے فرمایا ای ہوشنگ عقب میں  
 میرے چلے آؤ مگر فوج کے بلوے میں گھوڑا گھوڑا کر کے سوار آتے ہیں اب ملکہ کی نگاہوں سے  
 صاحبقران چھپ گئے اتنی خبر ملی کہ لڑتے ہوئے بازار شہر میں پہونچے ملکہ نے بدحواس ہو کر  
 کہا ای پروین اب شکوہ اس ماہ آسمان جرات کا بچنا محال ہی دیکھا تھا کہ زخمون سے بھی حال  
 ہی ای پروین میں تو نقاب ڈال کر نکلتی ہوں صبر ناممکن ہی پروین نے کہا لونڈی حاضر ہو ملکہ نے  
 نقاب چہرے پر ڈالی بارہ کنیران ہراز کو ساتھ لیا شب تیرہ و تار میں یہ نیر بروج حسن و جمال  
 بیقرار و اشکبار بروج قصر سے نکلی نیچے ماتھ میں نکلتے ہی سنا ہر کو دہرزن میں ہنگامہ ہی ہر گھر میں ہی  
 ڈکڑی کہ صاحبقران نے قیامت برپا کی ہی ہزاروں مارے گئے کسی گھر سے روٹنیکی صدا کہ میرا  
 شوہر لگوڑے حمزہ کے ماتھ سے قتل ہوا میں بیوہ ہو گئی کوئی فرزند کا نام لیتا ہی صدائے نالہ آتی ہی  
 مائے کوکھ آج گر گئی ملکہ ایک گوشہ میں آکر ٹھہری سمن بر کنیر سے کہا میری اجھی بوا جا کر خبر تو لا  
 کہ اب کیا کیفیت ہی خدا سے ناریدہ اٹکو بچانے سمن ہر واسطے خبر دریافت کرنے کے چلی  
 بیان صاحبقران لڑتے ہوئے تابہ چوک پہونچے ہیں شہنشاہ زرین علم نے جو کلمات  
 سخت سرداران فوج کو کہے غیرت میں آکر نامرد ٹوٹ پڑے ہوشنگ مع ساتھ والوں کے  
 گرفتار ہوا وہ جیسا سمجھے کہ ہمنے صاحبقران کو بھی پکڑ لیا امیر بھی انتہا کے زخماں میں ایک کوچہ  
 تنگ کی جانب مرکب بڑھایا ہر چند اپنے کو سنبھالتے ہیں پشت مرکب پر سنبھلا نہیں جاتا  
 رکابوں سے پائوں نکلے جاتے ہیں مگر قدرت پروردگار جب کوچے میں صاحبقران  
 آئے کوئی اس رسم و راہ سے آگاہ نہوا کسی نے چھانہ کیا صاحبقران اسی حال پر ملال  
 میں تلوار کھینچے ہوئے جاتے ہیں مقام استقامت کی تلاش ہی تمام جسم زخم تیر و تبر پاش پاش ہی



غش طاری عالم بقراری شب تیرہ و تار چار سمت اندھیرا گلی کوچن میں سناٹا دور سے  
ایک دیوار معلوم ہوئی قریب دیوار کے آگے گھوڑے سے اترے دیوار سے نسبت لگا کر بیٹھے  
چاٹا شدہ تخت الخٹک سے زخم سر باز دعویٰ مانجھ کا پنا غش آگیا نہ میر دیوار گر پڑے گھوڑا استاد  
یہاں سر وارون نے شاہنشاہ زترین علم سے عرض کی حضور سبکو گرفتار کر لیا حکم ہوا سبکو  
قید خانہ میں لیجاؤ مسلسل و مطوق کر و صبح کو سمجھا جائیگا شاہنشاہ زترین علم پٹیا سمن برنے یہ  
سب حال پر ملاں دریافت کیا روتی ہوئی خدمت میں ملکہ کے آئی عرض کی حضور سب گرفتار  
ہو گئے فلان قصر میں حکم سے آپکے والد نادار کے قید ہوئے ملکہ و نیلگی کہا لو پروین غضب ہوا  
اب صبح کو سب قتل ہون گے رات ہی کو کچھ تدبیر کرو اگر خدا نخواستہ یہ شیر قتل ہوا ہم سے صدمہ بھر  
نہ اٹھیکا کالی راتین بھر کی کیونکر کاٹینگے تڑپ تڑپ کے جان دینگے پروین نے عرض کی باغ  
میں اپنے چلے صلح کر کے رات ہی کو قید خانے پر چلین گے حضور اس اندھیرے میں جان  
لڑائینگے ملکہ اس طرح بیدل طرف باغ و گلشا کے چلی مگر حال اجڑا تمکھون سے اشک حسرت  
جاری وصل دلبر سے مایوس ہوش و حواس میرا کندہ اشعار

دل شکن حرف نادرت درست	طرز عبرت فرا درست درست	راے سالم بلا بلا انگیز
سخن لطف ہم جفا آمیز	طعنہ حرف نصیحت آلودہ	طرز تفہیم وحشت آلودہ
	بکھی دل سے کہتی ہو کہ اشعار	
مجھ نادان عشق کیا جانے	شوق زلف سیہ بلا جانے	تپش دل کی حد تین کیسی
مجھ سی نازک بہشت تین کیسی	محشر آباد یاس و حرمان دل	خانہ زاد جنون پنہان دل
خار غم تیز سینہ کاوی میں	مثرہ سر گرم خون تراوی میں	شوق نظارہ سے نگہ بیتاب
نجم سیارہ دیدہ بیجا اب	جان مصیبت کش خار دلام	خواب و خور صورت شراب حرام
گرم بازار گرہ ہمسہ جوش	دیدہ نم و کان شیشہ فروش	دل تنگ ہجوم در و دامن
زخم نو ہفتشین داغ کہن	نفس گرم و شعلہ افشانی	سوز نقیر و دوزخ ثانی
چھڑے پھولوں کے بدلے تھکے سے شراب	ریشک گلزار آہ آتش بار	شعلہ آہ سے فلک بیتاب
حوت ہم داغ ماہی بے آب	بیخودی میں نہ بات کا سر پاؤن	اڑ گئے ہوش رکھ کے سر پر پاؤن



چاک دل کشت زعفران دیدہ | رخ گلگون گل خزان دیدہ | بیتاب و بیقرار دل کو تڑپن کیجے  
 مین پھر کن آہین گرم منہ سے نکل رہی ہیں بڑیاں سوز پیش عشق سے جل رہی ہیں مست  
 جام محبت چہرہ صاف پر گرد کلفت آنکھیں مشتاق دیدار و لکھو جتھوے یا رہا تھہرتے ہیں  
 گریبان چاک کرو پائون دوڑتے ہیں کہ بیا بان نجد میں چلو مجھوں سوشتہ بخت سے ملاقات  
 ہوگی وہ فن عشق کے استاد ہیں انکو سبق کتاب مکتب عشق خوب یاد ہیں اشعار

جان کو دروہ فسانہ ہی | جسم کیا ہو کہ قید خانہ ہی | پرکئی سر پہ اس بلا سے فراق  
 ہو گئے آہ مبتلا سے فراق | اس رنگ سے وہ گلزار قریب در بلوغ ہو چکی قصد تھا کہ دل  
 باغ ہون بخت نار سانسے رسائی کی گھوڑے کے ہمنائے کی آواز کان میں آئی پروین نے  
 کہا حضور وہ دیکھیے سانسے زیر دیوار باغ ایک گھوڑا کھڑا ہو مگر زین ڈھلکا ہوا ہے شاید اپنے سوار کو  
 گرا کر آیا ہو ایک نے کہا باگین بھی کٹی ہیں ایک نے کہا تھو تھنی خون سے لال ہو خون سے رنگین ہاں  
 ہو ملکہ دوڑی دیکھا ایک جوان دریا سے خون میں نہایا ہوا زیر دیوار باغ بیہوش پڑا ہو مگر قبضہ شمشیر  
 ہاتھ سے نہیں چھوٹا کنیز نے کہا حضور سوار بھی پڑا ہو مگر کسی نے مار ڈالا ہو کوئی کنیز ڈر کے قریب نہیں  
 جاتی مگر کشش عشق ملکہ کو کھینچتی ہو کنیزین مانع ہوتی ہیں کہ واری مردے کے قریب  
 نہ جائیے ملکہ نے کہا اوٹا لٹو نفس کی صدا بلند ہو مردہ یا زندہ کسی کو کھا جائیگا پروین نے کہا واری  
 روشنی منگاتے ہیں مگر جانے سے اور دیکھنے سے مراد کیا ہو ملکہ نے کہا ای پروین کسی غریب کی  
 خدمت کریں دل اسکا راضی ہو اسی وجہ سے اس مسافر کی جان بچے زندان رنج مصیبت چھوٹے  
 شمع خسار کو اشارہ ہوا جلد روشنی لا احوال روشن ہو یہ کون غریب ہو زیر سایہ دیوار باغ پناہ  
 لی ہو رحم کا مقام ہو نہیں معلوم کون گناہم ہر ان باتوں کو سنکر شمع خسار جل گئی بڑی راتی ہوئی جلی  
 روشنی لائی اب جو نگاہ ملکہ کی پڑی جسکے تیغ ابرو سے خمدار سے خود زخمی ہوئی ہو اسی جوان کو خمدار  
 پایا یہ نگاہ اول ہو پہچان لیا کہا ای پروین خدا جھوٹھ نہ بلولے یہ تو وہی داماد نوشیروان شوہر ملکہ  
 ہنر گار ہو کسی قدر زخمدار ہو یہ کیسے فرش خاک پوٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا کنیزین ہاں ہاں کیسے  
 دوڑیں دیکھیے واری کی پروں میں خون بھر جائیگا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خون زخموں کا اپنے دوپٹے  
 سے پاک کر نیلگی ابقو مجبور کنیزین بھی قریب آئیں بیقرار ہو کر کہا صاحبو اٹھا اچلو ہاتھوں اتھو صاحبان



کو لیکر باغ میں آئین مسند پر لا کر لٹایا طشت و آفتابہ منگایا زخمون کو اپنے ماتھے سے دھویا چونکہ فنون سپاہ گری کا ذوق ہو ٹانگے زخمون میں اپنے ماتھے سے دیئے مگر روتی جاتی ہر سب زخمون میں امیر کے ہاتھ دیکر پٹیان مرہم کی چڑھائیں نگاہ رستم زخمدار ماہ تابان شفا خانہ شفق مغرب میں برائے علاج داخل ہوا و شہراب زرین پوش لصد جوش و خروش پشت اشہب فلک پر سوار ہو کر وعدہ گاہ عالم میں گرم عنان ہوا شعل نورانی چہرہ انور سے پر نور جہان ہوا اشعار صبح

صبح کہ قندیل ز آفتاب	شعلہ زوار گنبد نیلی قباب	مہرہ مہراز دل صندوق چرخ
یافت زانو ار فلک انقلاب	جوہری چرخ جواہر فروش	کر و عیان دانہ در خوش آب

چھپر کھٹ پر صاحبقران کو لٹایا آپ کرسی پر رومال ماتھے میں لگس رانی کر رہی ہو گلچینی گلشن جمال میں مصروف ہو کہ صاحبقران زمان نے آنکھ کھولی دیکھا سامنے کرسی پر ایک ماہ چینین گلزار کبک رفتار شیرین گفتار سمن بو خوشبو سنبل پیمان گیسو خنجر خنجر ابرو چشم جادو خال ہندو شعر بہر خندہ کربل براستے نیکھتے بدنگ بر دل خستگان رنجتے دیکر زلف معنبر بر مہر رویت تیرہ شب است و داوی موسامہ جامہ صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زینجامہ ایک جانب باغ بہشت آئین پر نگاہ پڑی نہایت سرسبز و شاداب گلہارے رنگارنگ سے معمور چمن نامے طولانی ہر نخل لاثانی طائران خوش الحان مصروف شنائے باغبان کن فکان نہرین آب صاف و شفاف سے مملو نخل شمشاد لب جو انہر قمریان مصروف حق سرہ فاخستہ کی صدا سے گو کو صاحبقران نے حیران حیران باغ اور جمال اس حور پیکر کا دیکھ کر دل سے کہا شکر پروردگار عالم شعر بعد الحمد بران چہر کہ خاطر سنجو است باند آمد ز پس پردہ تقدیر پدید ہو چونکہ راہ میں پروردگار کی جہاد کیا اسکی رحیمی و کرمی سے یہ باغ بہشت عنبر سرشت واسطے رہتے کے ملایہ حور بے مقصور سراپا نور رب غفور برائے خدمتگزاری مرحمت فرمائی ملکہ نے جو صاحبقران کو عالم حیرت میں دیکھا شہرہ کے سر جھکا لیا پیروین کو اشارہ کیا وہ قریب آئی کہا کیوں شہر یار مزاج کیسا ہے شہرت انارین حاضر ہو نوشت فرمائیے اب امیر نے اپنے دست و پا کو دیکھا پٹیان مرہم کی زخمون پر اب سوچے کہ بن زندہ ہوں فرمایا کیوں صاحب یہ کیا مقام ہے اس ماہ پیکر حور سرشت کا کیا نام ہے پیروین نے کہا ایشہ آپ جنگ سے زخمی ہو کر زبردیوار جاری ملکہ عالم کے باغ کے گریے حضور کو رحم آیا اٹھو لائیں علاج کیا



قصہ ہر کہ آیکو صحت حاصل ہو ایک بندہ خدا کی جان بچے اس واسطے یہ اہتمام ہر صاحب حق ان  
 آٹھ بیٹھے کنیزوں نے شربت اتار وغیرہ پیش کیا امیر نے فرمایا جنکے ہم مہمان ہیں وہ مرحمت فرمائیں  
 تو ہم مہمان اگر زخمی کو اٹھا لائیں تو مسیحائی فرمائی بلکہ نے شربت اپنے ہاتھ میں لیا کہا لو صاحب  
 پیو صلاح فشد بلا شد ہم غریب الوطن جانکر اٹھا لائے زخم دوزی کی اسپر پھر ہر امیر نے ہاتھ  
 تمام کر کہا اے شاہنشاہ خوبی و اوی رنگ و بوئے گل حدیقہ تجھ کو بی بار احسان سے تمہارے سر پر  
 مگر اس شربت کے پینے میں عذر اہم ہر تمہارا مذہب کیا ہی پروین قہقہہ مار کر ہنسی ملکہ نے بھی  
 دوپٹے سے منہ چھپا لیا امیر نے ہر چند پوچھا کچھ جواب نہ ملا امیر نے جام شربت ہاتھ سے رکھ دیا  
 کہا صاحب جب تک اسکی شرح نہ ہوگی تمہارے ہاتھ کا کھانا پینا حرام ہر خاص مقدمہ مذہب میں کلام  
 ہر ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا صاحب کوئی ناز اٹھاتا ہو کسی سے لڑنا پڑ گیا فرمائیے تو کہ کیا کرنا چاہیے  
 مہمان کا بہر نوع پاس لازم ہر صاحب حق ان نے کلمہ طیبہ زبان معجزیان سے ارشاد فرمایا کہا دل  
 سے وحدانیت کا اعتقاد کرو دم اسکی کیتائی کا بعد و پیغمبر پروردگار کے بھیجے ہوئے ہر حق میں تقاضا  
 و سامری پرست کافر ان مطلق میں پیدا کر نیوالے سے محبت و دشمنیوں پر لعنت یہی  
 مذہب حق کا اعتقاد ہر ملکہ نے طرف پروین کے دیکھا مسکرا کر کہا اس عبارت کا یاد ہونا دشوار ہے  
 مگر مہمان کی دلشکنی مناسب نہیں تھا اٹھاکے عرصہ دراز میں الفاظ کلمہ طیبہ ادا کیے پروین  
 وزیر زادی نے بھی مع کنیزوں کے کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوئی اب محبت عیش و  
 نشاط آراستہ ہوئی جام مے ارغوانی گردش میں آیا ملکہ ماہ عالم افروز پہلو میں صاحب حق ان  
 کے بیٹھی و لنواز گان سانسے آئی تسلیم کی بیٹھی ملکہ نے اشارہ کیا ساز و دست ہوئے و لنواز  
 نے بعد سوز و گداز یہ غزل شریع کی غزل جلال

روتا ہر کہیں درو کی آواز سے کوئی  
 غافل فلک تفرقہ پرواز سے کوئی  
 معشوق بھی آتا نہیں اس ناز سے کوئی  
 زندہ نہوا تھا فقط اعجاز سے کوئی  
 یوں راز چھپاتا نہیں ہمارے سے کوئی

کردے خبر اس خانہ بر انداز سے کوئی  
 کہتی ہر شب وصل کہ تجھ سا بھی نہوگا  
 اٹھارے غم سے تو کا موت شب بھر  
 کچھ تھے دم عیسیٰ جو ترے طرز سخن تھے  
 جو دلمیں ہر اس سے نہوئی انگہ بھی محرم



کچھ اپنی خبر رکھتے نہیں پتھر عشق  
کیا دہشت صیاد ہی مرغان چمن کو  
دم گھٹ کے نکل جائے مگر آہ نہ نکلا  
دیتا نہ جواب آرنی یا سر طور  
کاٹا ہی پروں کو مرے صیاد نے کیونکر  
بیجا ہی جو قاتل سے کرے خون کا دعوے  
رکھتے ہیں جلال ایک روش مضطرب شوق

انجام سے واقف ہو نہ آغاز سے کوئی  
روتا نہیں شبنم صفت آواز سے کوئی  
ڈرتا نہیں یوں عشق میں غار سے کوئی  
پہچان نہ جائے تجھے آواز سے کوئی  
پوچھے یہ ستم حسرت پرواز سے کوئی  
کشتہ کوئی شوخی سے ہوا ناز سے کوئی  
تھکتا نہیں منزل میں تگ و تار سے کوئی

ہنگامہ عشق و نشاط گرم ہو دباغ تر خیال خیر و شر دور قلب عاشق و معشوق مسرور ساری رات  
فرحت و انبساط میں گذری بوقت سحر شمع مانے مومی و کافوری لہرائیں نازنینان ماہ رخسار  
کے چہرہ پر آواسیان چھائیں باغ رنگ بہار سے ملو درختوں پر طائران زعفرانہ سرا فرش  
میں جا بجا شکن پروانوں کے جلنے سے محبوب شمع لگن باسی ماروں کا جا بجا انبار پھولوں کی  
بھینسی بھینسی خوشبو آب شبنم سے چہرہ کو دھویا فلک اس محفل عاشق و معشوق کو دیکھ کر شبنم  
کے اشکوں سے رویا ملک ماہ عالم افروز کی انکھوں میں جاگنے کا خمبار ستوالی و ملک ماہ رخسار

دو کلمہ داستان شہنشاہ زرتین علم کے بیان ہوئے ہیں

یہ لڑائی کا تھکا ماندا شکو اگر خواب خرگوش میں مبتلا ہوا بوقت سحر لباس سرخ پہنا خوشخوار بنا  
تحت پر آکر بیٹھا تمام انا لیاں دربار جمع ہوئے مگر کل افسر حیران و پریشان کوئی عرض کرتا ہر  
میر بازو ٹوٹ گیا برابر کا بھائی قتل ہوا ایک کہتا ہی انکھوں کا نور جاتا رہا جوان بیٹا مارا گیا  
شاہنشاہ زرتین علم ایک ایک کو تسکین دیتا ہی کہ یارو نہ گھبراؤ یہ لوگ محبت خداوند لقا  
میں قتل ہوئے ہیں بڑا شرف یہ ہوا دشمن اعلیٰ خداوند کا پکڑا گیا اسکا سر نوک نیزہ پر رکھ کر  
چلین گے نام اور سن سن کے لکھو قدرت سے کہہ سکو زندہ کرائینگے باغی کے قتل کے عوض میں  
ہم طرہ پیغمبری پائینگے یہ مژدہ جان بخش سنکر سرداروں کو تسکین ہوئی عرض کی حضور جلد قیدیان  
بلا کو طلب کریں سر سبک لیکر خدمت میں خداوند کے چلین زرتین علم نے فوراً حکم دیا حمزہ عرب  
کو مع ہوشنگ و زو جلد لاؤ و رہا میں حاضر کرو دفع حجت ضروری ہو شایہ مجبور ہو کر خداوند لقا



کو سجدہ کرے یہ بھی مشہور ہے کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوندی قدرت کو دل سے  
 اسکی سرکشی پسند ہر داروغہ جہل خانے کا کیا قیدیوں کو نکالا ہوشنگ نوجوان آگے  
 دس جوان پشت پر پریشان و مضطرب و زنجیریں مسلسل اس طور سے دربار گرفتار شاہنشاہ  
 زرین علم میں آئے ہوشنگ نوجوان نے پکار کر مثل اہل اسلام سلام کیا دس جوانوں کے  
 نعرے سے بارگاہ تھرائی لوگوں نے دیکھا کہ صاحبقران زمان ان قیدیوں میں نسیم بین  
 شہنشاہ زرین علم نے گھبرا کر داروغہ زندان خانہ سے پوچھا حمزہ غریب کیا ہوا داروغہ نے  
 عرض کی دس جوان مجھکو ملے مسلسل کر کے مین نے قید کیا پچاس جوانوں سے شب بھر ہر دیا  
 غلام خود جاگا کیا قید خانے سے تو کوئی قیدی نہیں بھاگا بادشاہ نے ہوشنگ سے پوچھا تیرا آقا  
 کہاں ہے ہوشنگ نے کہا و شیر بیشہ جرات لڑتا پھرتا نکل گیا ہوگا اس درندے پر یہ رویہ  
 خصال کیا ماتھ ڈالتے مین زخمی ہو کر رہ گیا اسوجہ سے گرفتار ہوا اب تو شاہنشاہ زرین علم  
 گھبرا یا نگہبانان در قلعہ کو بلایا افسے پوچھا شبکو بعد اختتام جنگ کوئی زخمی لڑتا ہوا بیرون قلعہ  
 نکل گیا آنکھوں نے عرض کی جب لڑائی شروع ہوئی تھی مینے دروازے بند کر کے قفل ڈال دیا تھا  
 شب بھر دروازہ نہیں کھلا اسوقت تک وہی بند و بست ہے کون عالم میں ایسا زبردست ہے  
 کہ ہماری آنکھوں میں خاک ڈال کر چلا جاتا اب شاہنشاہ نے وزیر اسے صلاح کی کیون بارہ  
 تمہارے نزدیک حمزہ پر کیا معرکہ گذرا سب نے دست بستہ عرض کی کہ ہماری رائے میں یہ ہے  
 کہ یا تو اس شہر میں اسکا کوئی دوست تھا و مان جا کر خفی ہوا یا کسی کوچے میں گرا ہر کارون کو حکم ہوا  
 تلاش کریں مگر ان سبکو قتل کیجیے بادشاہ نے کہا جلاؤ کو بلاؤ اسی وزیر نے دست بستہ عرض کی  
 حضور ایسے سرکش کو اسطرح مخفی قتل کرنا مناسب وقت نہیں ہے آج دن کو اشتہار کیجیے کل بوقت سحر  
 بیرون قلعہ تمام اہالیان شہر جمع ہوں مجمع عام میں قتل ہوں دیکھنے والوں کو عبرت و دستون  
 کو عشرت بدخواہ ملول خیر خواہوں کو فرحت حصول بادشاہ نے اس رائے کو پسند کیا نمونہ قدرت  
 خدا ظاہر ہوا بموجب مصرعہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ہو بادشاہ نے حکم دیا قیدیوں کو  
 یہاں دھنڈے و رائے اشتہار چسپان ہوں منادی یہ بھی ندا کر دے کہ حمزہ صاحبقران زخمی ہو کر  
 غائب ہو گئے جو اپنے گھر میں جگہ دیکھا مغضوب درگاہ خداوندی ہوگا اور جو اسکو گرفتار کر کے



لایکا یا خیر فصل بایکا خلعت و انعام و جاگیر لایکا تمام شہر میں یہ معرکہ مشہور ہوا کہ ہوشنگ در  
کل وقت سحر دار پر کھینچا جائیگا سرکشی کی سزا لایکا لکڑی لڑا قاف ثانی سلیمان صاحب قرآن  
زمان باغ میں ملکہ ماہ عالم افروز جلوہ فرما میں دن بھر ہی فرمایا کیے ملکہ بس اب مجھ کو جانے دو  
میں دربار میں تھارے باپ کے جاؤں بیجا نامرد کو سزا دوں نہیں معلوم میرے ہوشنگ  
نوجوان پر کیا گزری گرفتار ہوا یا علف شمشیر آبدار ہوا ملکہ انجام نہ سمجھی کہا حضور باہر نہ جائیں  
خبر منگائے دیتی ہوں ابھی تو حضور کے جسم پر زخم بے انتہا ہیں اس مصیبت میں مبتلا ہیں یہ حکم  
شمشاد کو حکم دیا دریافت تو کر شہر میں کیا غلطی ہوئی ہوشنگ نام لیکر پوچھنا یہ شخص قیدی یا کدین  
نکل گیا نفیاً لفظاً دریافت کر کے آنا شمشاد اگر تیری ہوئی مردانہ لباس پہنکر واسطے خبر کے نکلی اب  
وقت شب ہی ملکہ نے صحن باغ میں فرش بچھوایا چاندنی دیکھنے کا سامان کیا امیر مسند پر پہلو میں یہ  
ماہ پکیر انیسین جلیسن سامنے حاضر میں قریب ہو کہ صحبت رقص و سرود شروع ہوا آفتاب عیش  
طلوع ہو کہ سامنے سے شمشاد تھر تھر کانپتی ہوئی مہو اسی میں مانپتی ہوئی آکے تنہ کے بھل گری ملکہ  
نے کہا خیر تو ہی عرض کی واری کل شب کو ہوشنگ مع دس جوانوں کے پکڑ لیا گیا سمجھوں نے جانا  
صاحب قرآن کو بھی گرفتار کر لیا صبح کو شاہ نے دربار میں بلایا حضور کو نیا یا ہر کار کے کوہن  
میں پھر رہے ہیں ہمارے حضور کی بڑی تلاش ہو ہوشنگ کے واسطے قتل کا حکم ہوا ہی صبح  
کو چارہ مارا جائیگا مہجور آہن کلاہ بھائی قنطور گمراہ کامع پچاس جوانوں کے زندان خانہ کا  
نگہبان ہو ونگل پڑھا جاگ رہا ہی حکم ہر اس طرف سے کوئی راستہ بھی نہ چلے لوٹدی اپنی آنکھوں  
سے دیکھ کر آئی سارے شہر میں ہنگامہ ہوا اس بیچارے کی جوانی پر لوگ روتے ہیں یہ خبر ہوشنگ  
سننے ہی صاحب قرآن قبضہ شمشیر پر ماتھے ڈالا فرمایا اس مردود کی کیا مجال ہو کہ جو میری زندگی میں  
میرے دوست کو قتل کرے خود سر پر رکھا زہ زہیب جسم کی ملکہ گھبراہی داسن سے لپٹ گئی  
کہا کیوں شہر یار کیا قصد ہوا میرے فرمایا اب جا کر میں دوست صادق محبت واثق کو راکھوں گا  
یا اپنی جان دوں گا لکڑی کے کما اور شہر یار مہجور آہن کلاہ بٹاز بردست ہوا اپنے بھائی قنطور  
زیادہ مغرور صاحب کبر و نخوت آتش خوشعلہ مزاج وہ دمان نگہبان ہی پچاس افسر اسکے ہمراہ ہیں  
آپ زخم دار یکہ و تنہا دمان بجائیے کنیز کی جان بچائیے اگر دشمنوں پر کوئی افتاد پڑی ہیں ہیست پو



کیا کرونگی کچ بل غین تڑپ تڑپ کے مرونگی میری کہنیز گھوڑے پر سوار ہونا خوب جانتی ہیں  
ایک کو نامہ لکھ کر دیکھیے طرف اپنے لشکر کے روانہ کیجئے فوج ظفر موج طالب فرمائیے جب فوج قریب  
آجائے بیان سے نکل جائیے فوج ساتھ لیکر مقابلہ کیجیے میں تنہا جانے دوں گی صاحبقران زمانہ  
نے کہا ملکہ تم اس مقدمے میں نہ دخل دو ورنہ ہماری تمھاری محبت نہ بنے گی بڑے شرم کی بات ہے  
کہ ہمارا سردار قتل ہو جائے ہم محفل عیش و نشاط میں بیٹھے رہیں مروان عالم کیا کہیں گے صحبت  
صاحبان سپر و شمشیر میں بیٹھنے کے لائق تر ہنگے یہ کہہ کر فوراً صاحبقران یکدہن ہوا اٹھے غصہ میں جو  
امیر نے یہ کلمات فرمائے ملکہ ڈر گئی روئے لگی جو اب نہ دے سکی صاحبقران نے سیاہ دو شاہ  
کا جھرمٹ مارا تیغ برق نظیر کمر سے لگایا ملکہ نے پلٹ کر پروین سے کہا کیوں بوا یہ بڑے لڑکھا  
میں اس وقت تیور ہی اور ہیں جام صبا سے یوفانی کے دوسرے میں ای پروین آنکھوں کو دیکھ کر  
میں ڈر گئی دونوں ابرو سے خمدار غصہ میں ہل رہی ہیں گویا دو تلواریں چل رہی ہیں کیوں  
غصہ میں پہنچا وہاں کہ ناگنیا اچھل رہی ہیں جبین پر شکن موجبہ وریا سے قہر ہر عکس زلف  
عبرین آئینہ رخسار پر سیاہ کی لہر ہر قطرہ حلال

کبھی آنپر بھی تو آئینہ ہو آئین جبین  
تیغ کھینچے ہوئے ابرو بھی ہیں پائین جبین  
خندہ زن ہو کے تمھاری گل نسیم جبین  
روکش عرش و القدری تمکین جبین  
مانگ کی طرح کبھی ہو کبھی تحسین جبین  
ہر اگرچہ جبین بندہ دیرین جبین  
شکن ابرو سے پر خم سے تری چین جبین  
آس ستکار کے ابرو سنیں پائین جبین

دیکھیں آئینے میں وہ اپنی ذراچین جبین  
مانگ ہر آترہ کش دل نہیں سریرانکے  
خوف اسکا ہو کہیں صبح نکر دے شب بیل  
چاند کو دبدبہ اس رخ کا دبا لیتا ہر  
چہرہ یار کی تصویر جو ہر پیش منظر  
خانہ زادوں میں تری چشم کے بن چشم غضب  
مشورہ کرتی ہو کیا جانے مرے قتل میں کیا  
عرش میں جھولتی ہو یار کی تلوار حلال

رعب و ہیبت صاحبقران دیکھ کر ملکہ ماہ عالم افروز با جگر پر سوز عقب میں صاحبقران  
کے پریشان حال قلب پر جو غم و ملال چلی آتی ہو آنکھوں سے آنسو جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا  
آئینہ رخسار پر حیرانی زلف شبکون سے روشن پریشانی کبھی جھپٹ کر صاحبقران کا



واسن تھا بنا عرض کی اور شہر بارہ سے صدر فراق نہ اٹھکا ایک ساتھ تلوار کا لگا دیکھے ہماری  
 مشکل آسان کیجیے اگر آپ کے دشمن کسی آفت میں پھنسے آپ رستم وقت میں شاید  
 لڑ بھڑ کر کل گئے یہ خبر مخفی نہ رہیگی باپ کو ضرور پہونچے گی یہی کینہیں جا کر سب حال کہیں گی  
 یہ شفتلین خاموش نہ رہیگی فرمائیے وہ ہمارے ساتھ کیا کریگا نہیں معلوم کیا دولت و رسوائی  
 ہو ایک اور راز کی بات ہو وہ آپ سے کیونکر چھپاؤں چند دن گذرے کہ کچھ سوختہ بخت  
 کی تصویر کسی تاجر نے یا قوت شاہ جبریل قدرت لقا کو پہونچائی اس بیچانے بہت  
 پسند کی فرمان بنام والد نادار آیا کہ اپنی دختر کو بطور ڈولے کے سوار کر کے روانہ کرو یہاں  
 بہت خوشیاں ہوئیں مجھ کو خود بخود ملال تھا باپ نے چھ مہینے کا وعدہ کیا تھا وہ زمانہ گذر  
 چکا ہوا سامان جہیز تیار اقرار مدار ہو چکا ہے یہ لقا بیچا سنیگا انصاف فرمائیے کہ میرے لیے  
 کیا قیامت ہوگی صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا اور ملکہ عالم مرد سپاہی واسطے اس  
 کے سب کچھ کرتے ہیں جان دینے پر آمادہ ہوتے ہیں اب تم ہمارا ناموس ہو ممکن ہو کہ کوئی  
 خدا نخواستہ تم پر دست انداز ہو حکم قضا و قدر میں کس کا اختیار ہے بندہ ہر وقت مجبور و ناجار ہے  
 اگر شاید قضا ہو لے جاتی ہو قتل ہو جائیں کوہ عقیق گلزار سلیمانی مقام ہے تم فوراً اپنے کو  
 وہاں لشکر میں پہونچانا میرے سرداران نادار و فرزندان عالیو قار تملکو باغراز و اکرام بجا  
 پردہ ہائے چشم میں جگہ دینگے اور یا بچوں قوت الہی جو میری نیت میں ہے یعنی جا کر مجھ کو آہن کلاہ  
 کو قتل کیا ہو شنگ کو چھڑا لیا تو میں یہیں باغ میں آتا ہوں ملکہ نے یہ نگاہ پاس چہرہ بے نظیر  
 دیکھا اس قدر روئی کہ واسن و گریبان ترکہ و یا شدت گریہ میں منہ سے کھل گیا شعر گئے تم ادھر اور موئے  
 ہم یقین ہے کوئی دم جیسے تو دم واپسین ہے وہ دن اور وہ وقت اور شہر بارہ خدا نہ دکھلائے  
 کہ بدون آپ کے لشکر اسلام میں جاؤں آپ کے محلات معلقات مجھ پر نصیب کو کیا کہیں گے  
 کون صورت دیکھے گا کوئی سبز قدی کوئی بھڑ پیری کسی صاحبقران نے آنسو دامن سے  
 ملکہ ماہ عالم افروز کے پاک کیے فرمایا ہمارے لشکر میں یہ طریقہ نہیں کیا مجال جو تملکو کوئی  
 شیر خاں نگاہ سے دیکھے افتاد اللہ ہم خود تملکو اپنے ساتھ بچلینگے ملکہ نے کہے برے دھا کر و ہمارے  
 دل کو صدمہ ہوتا ہے تمہارے خیال سے جنگ و جدل میں فرق آئیگا میں وقت پرول گھر گیا



ملکہ ناچار ہوئی صاحبقران یکہ و تنہا سیاہ ووشالہ اوڑھے ہوئے تیغہ عقرب سیلجانی نعل  
 میں رہ بروی کرتے ہوئے چلے شب تیرہ و تار میں ملکہ بیٹ پر دروازے کے ماتھے رکھے  
 مجسرت دیکھ رہی ہے صاحبقران آنکھوں سے مخفی ہوئے آہ کر کے بیوش ہوئی دانت میٹھ گئے  
 مردنی چہرے پر ماتھے پانوں بچس و حرکت پروین نے ملکہ کو اٹھایا کینرین روتی ہوئی ساتھ  
 کہتی ہوئی کہ اے اس ماہ فلک حسن کو تقدیر نے کس بلایا میں پھنسا یا عیش و راحت میں  
 ہم سب کی فرق آیا ملکہ پر گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصہ دراز آنکھ کھولی پوچھا کیوں  
 پروین صاحبقران آئے عرض کی واری ابھی تو پہونچے بھی نہوں گے گھبرا کر اٹھ بیٹھی کہا  
 صاحبو براے خدا ہم پر احسان کرو تم سب صاحب بھکوا اپنی لونڈی جانو ذرا جا کر خبر تو لاؤ اگر  
 آنکے دشمنو پر نوع و گرو تو میں بھی اپنی جان دون و ام و ملت میں نہ پھسوں غنچہ دہن بول اٹھی  
 واری میں جاتی ہوں بہت اچھی خبر لاتی ہوں ملکہ نے کہا غنچہ دہن تیرا منہ موتیوں سے بھنگی  
 نہال کر دوں گی غنچہ دہن مردانے کیڑے پنکرو واسطے خبر کے چلی ملکہ صحن باغ میں آکر کھڑی ہوئی  
 موئے مشکین پر نشان کیے طرف آسمان کے ماتھے اٹھائے پکاری اے آسمان کے خدا سے ناویدہ  
 میرے وارث کو مجھ سے زندہ ملانا مجھ سوختہ بخت کو رو سے تاریک شب سیاہ نہ دکھانا دشمن  
 سب اندھے ہو جائیں وہ بے تکلف اپنے رفیق کو چھڑالائیں ایک کینر نے کہا واری مجھ کو  
 ایک ٹوٹکا یاد ہو دیوالی کی کلھیا میں چولہے کی راکھ بھر کر دیوار میں گاڑ دیکھائے سب دشمنوں کا منہ  
 بند ہو جائیگا پیر دیدار کا کوٹا مانے بی ترست پھرت کی پڑیا بی ٹپک کی سپاری پر بیٹھو  
 کو جوتیاں یہ سب ٹوٹکے آزمائے ہوئے ہیں ملکہ نے کہا نذرین مانو میں نقد جان دینے کو حاضر ہوں  
 تم کو اختیار ہے میرا مالک پروردگار ہی میں اپنے وارث کو اسی سے لونگی رتجا کر ونگی میان  
 باغ میں یہ حال ہو کہ ملکہ ماہ عالم افروز دعائیں مصروف ہو مگر صاحبقران گلی کوچے کو طے  
 کر کے سامنے قید خانے کے پہونچے دوپہر سے شب گذر چکی ہوزلف لیلاے شب تاب کہ پہونچی  
 ہر کوچے میں سناٹا صاحبقران نے دور سے دیکھا چھوڑا بہن کلاہ سلاح جنگ سے آراستہ  
 پچاس جوان گرد و شرابخواری کر رہے ہیں اُس مکا کا دروازہ کھلا ہے جس میں ہوشنگ مع  
 دس جوانوں کے قید ہے مجبور مغرور شراب پیتا ہے ویر و قیدیوں پر پھینکتا ہے زبان تشنیع کھول



رہا کہتا ہوا ہوشنگ اب صبح کو قتل کیا جائیگا اپنی سرکشی کی سزا کامل پائیگا ہوشنگ  
جو انہر و کہتا ہوا ہوشنگ اگر نامردوں کے ماتھے سے قضا آئی کیا خوف شکر ہے خدا کا کہ راہ ضلالت  
سے نکلا آب چشمہ ہدایت سے سیراب ہوا میرا آقا زندہ کلگیا میرے خون کا بدلہ لیگا تم  
ایسے نامردوں کو کتے کی طرح قتل کریگا جب یہ ہوشنگ نے کہا مہجور یہ بھیا غصہ میں اٹھایا  
کہتا ہوا ہم کو کتنا بتاتا ہے ابھی سرکاٹ لونگاہ جو حال پر ملاں صاحبقران نے دیکھا کہ مہجور  
قتل کرنے کو ہوشنگ کے جاتا ہوا تب نہ آئی قبضے پر تیغہ سلیمانی کے ماتھے والا نعرہ کیا  
نعرہ صاحبقران عالیشان

ایسے عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار	یکے تیغ صمصام و مقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجاء	بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جلد در خاک کرد

نعرہ صاحبقران سے زمین کا پانی مہجور مغرور پلٹا دیکھا کہ صاحبقران تلوار کھینچے ہوئے قریب  
آگئے پلٹ پڑا ہوشنگ نوجوان نے جو اپنے آقا سے نامدار کو دیکھا روح کو راحت قلب میں  
قوت آگئی جس طرح بنا قید کو توڑ ڈالا آواز دی آقا غلام بھی آیا مہجور نے دیکھا دھر سے صاحبقران  
شیرانہ آدھر سے ہوشنگ نوجوان پلنگانہ پھرے چلے آتے ہیں گھبرا گیا ساتھ والوں کو آواز  
دی یار و لینا قیدی بگڑ گیا حمزہ کمان سے آیا جلد دونوں کو قتل کرو چاس جوان تلواریں پکڑ کے  
اٹھے ہوشنگ پہلوان زبردست پیشہ قزاقی جس سپاہی کے لپٹ گیا دے مارا چھاتی پر چڑھ  
بیٹھا سر کھینچ لیا کسیکو چیر کر پھینک دیا کسیکی تلوار اٹھالی اپنے ساتھ والوں کی قید کاٹی زخم کھائے  
مگر رفیقوں کو چھڑا لیا صاحبقران زمان لڑتے ہوئے برابر مہجور بے ایمان کے پہونچے للکارا او  
یہ بھیا مردان عالم پر یہ بدعت اسنے ماتھے تلوار کا مارا صاحبقران نے تیغہ عقرب سلیمانی پر  
گانتھا وار کو اسکے رو کیا خبر دار کیلے برق شمشیر چمکائی سر پر اس خود سر کے ضرب تیغ ہدیہ ننگائی  
آئینہ شمشیر میں اس نامرد کو جلوہ عروس مرگ دکھلائی دیا سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار شعل  
گری سپر کٹی یا تو قبہ سپر چمکی تھی یا تلوار آبدار نے زمین پر بوسہ دیا مہجور دو ٹکڑے ہوا اسے پانچ  
جوان ہوشنگ نے مارے باقی بھاگنے لگے امیر نے فرمایا ای برادر ہوشنگ خبردار نہیں  
کوئی بچکے بچانے پائے ورنہ وقت شب ہی ہنگامہ قیامت برپا ہوگا اب تو ہمراہیان ہوشنگ نے



کھیر کر نامردوں کو مارا بھاگ کر ایک نہ جانے پایا رات بہت قلیل باقی ہو کہ صاحبقران نے قتل سے اُن تیرہ بختوں کے نجات پائی منظر و منصور ہوئے ہوشنگ دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا ساتھ والے گرد پھرنے لگے ہوشنگ نے پوچھا حضور کیونکر بچے اس شہر نامردان میں کہاں رہو امیر نے فرمایا اب ساتھ آؤ سب احوال معلوم ہو جائیگا میں نے تمھاری خبر قتل سنی شکر ہو کہ وقت پر پہونچا مطلب دل حاصل ہوا ان دس جوانوں کو ساتھ لیکر طرف باغ ملکہ کے چلے گئے دریا سے خون میں نہائے ہوئے یہاں باغ میں ملکہ ماہ عالم فروز رسون و عائنہ دین دوڑ دوڑ کر جاتی ہیں بیرون باغ اندھیرا دیکھ کر لیٹ آتی ہیں ملکہ ایک ایک سے پوچھتی ہو کیوں صاحبو کیا دیکھا مانے افسوس وہ اکیلے وہاں نامردوں کے ریلے خدا انکو بچا کے لائے کہ سامنے سے شمشاد دوڑی ہوئی آئی کہا واری کچھ لوگ آتے ہیں مگر سب لال لال کرے ہیں ڈر کے مارے آگے نہیں گئی تلوار میں بھی چمکتی ہوئی ماتھ میں ہیں ملکہ دوڑی اقدان خیران در باغ سے باہر نکلی اب جو دیکھا آگے آگے صاحبقران عقب میں دس نوجوان امیر کی کنٹی سے خون ٹپکتا ہوا تیغ کھینچا ہوا ملکہ نے بہ نگاہ اول صاحبقران کو پہچان لیا دوڑ کر لیٹ گئی دوپٹے سے خون زرہ کا پونچھنے لگی کہا کیوں شہر یار کوئی زخم تو نہیں کھایا میری دعا نے آپ کو بچا ہے پہونچا یہ پشت پر لوگ کون ہیں امیر نے کہا ہمارا رفیق ہوشنگ نوجوان ہر عنایت سے پروردگار کی معجزہ کا مشوقہ مرگ سے وصال ہوا نگہبانوں کو بھی واصل جہنم کیا اب چل کر ایک قصر مقبول ہمارے رفقا کے واسطے خالی کرادو اب تو ملکہ خوشی خوشی اندر باغ کے آئی پکاری اے ہوا پروین تو تمھاری دعا کی تاثیر سے صاحبقران زمان اپنے رفیقوں کو تھپڑ لائے بڑا کمرہ خالی کرو فرشتہ فروش سے آراستہ ہو شراب و کباب بھی پہونچاؤ وہ بھی تمھارے مہمان ہیں تم سب صاحبوں کے ہمراہ احسان ہیں پروین نے کہا واری خدا نے بڑا فضل شریک حال کیا قصر آراستہ ہیں پروہ کہیں ہم ہٹ جائیں پھر مردانہ ہو ملکہ نے کہا پروین اُنکے رفیقوں سے کیا پروہ پروہ سے تمھارے تا بعد از ہیں یہ باتیں تمھیں کہ صاحبقران مع ہوشنگ نوجوان اندر باغ کے تھپڑ لائے ملکہ نے اشارہ کیا صاحبقران نے قصر میں لا کر ہوشنگ کو مع دسوں جوانوں کے بٹھایا کنیزوں کو حکم دیا طشت و آفتابہ آیا اپنے دست حق پرست سے سبکے زخم دھوئے ٹانگے دیے



ہوشنگ کی نگاہ اس اختر برج خوبی حسین و مہ جبین وزیر راوی ملکہ پروین پر پڑی شمع جمال  
 کا پروانہ ہوا پروین نے بھی بہ نگاہ محبت اسکو دیکھا اشاروں سے صاحبقران کو بھی ثابت  
 ہوا کہ ہوشنگ و پروین بین باہم اشارے ہوئے مسکرا کر فرمایا کہ بی پروین اندر آؤ یہ بادشاہ  
 ملک ہوشنگ ہمارا رفیق و شفیق جان بخش و محسن ہے پروین نے شرابا کر سر جھکا لیا کہیں اور  
 خوش رونو جوان امیر نے خدمت میں آن سرداروں کی چھوڑیں پروین کو پہلو میں ہوشنگ  
 کے جگہ دی امیر بارہ درمی بین تشریف لائے ملکہ سے احوال پروین بیان کیا ملکہ بہت  
 خوش ہوئی کہا اے شہر یار ہوشنگ و پروین کو بھی اسی جلسے میں طلب کیجیے صحبت میں  
 جگہ دیجیے اب ایک مقام پر جلسہ قرار پایا ہوشنگ و پروین ہر ایک جوان کے پہلو میں  
 ایک ایک مہ جبین مسند پر صاحبقران و ملکہ ماہ عالم افروز جلسہ عیش آراستہ جامے  
 ارغوانی گردش میں آیا یہاں تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ مگر شاہنشاہ ترین علم وقت  
 سحر آمادہ قتل ہوشنگ تخت پر سوار ہو کر بارگاہ سے نکلا امرار فقہا حاضر ہوئے حکم ہو اگنگاروں  
 کو لاؤ مہتر باد و رفتار عیار شاہنشاہ کا دوڑا ہوا قید خانے کے قریب پہونچا دیکھا دروازہ کھلا ہوا  
 بچاس لاشے پڑے ہوئے نگہبان مروہ قیدی ندارد و سناٹا پڑا ہوا و رفتار گھبرا گیا حیران کہ کس  
 حال ہو چھون کون ہے جس سے دریافت کروں مروے کیا جواب دینگے آخر پٹا سانسے شاہنشاہ  
 کے روتا ہوا آیا عرض کی حضور عجب طر حکا سانحہ درپیش ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا نگہبان سب مرے  
 پڑے ہیں رات کو کوئی ان سبکو قتل کر کے قیدیوں کو بیگیا ایک بھی نہیں بچا جس سے حال  
 شب کا دریافت کروں اندر شہر کے یہ غدر کہ سرکاری قیدی قید خانے سے نکل جائیں نگہبان  
 بچا رہے سزا پائیں شاہنشاہ ترین علم بہت گھبرا پا خود ڈھلتا ہوا در زندان پر آیا دیکھا حقیقت  
 میں جو باد و رفتار نے کہا وہی صورت ہے سرداروں نے کہا حضور مقام عبرت ہے کوئی مارا آستین  
 گرگ بغل پیدا ہوا اتنا بڑا کام کر گیا باد و رفتار نے کہا حضور یقین کامل ہے کہ ابھی کل گنگار شہر میں  
 ہیں در قلعہ پر خوب انتظام ہے بادشاہ نے کہا اے باد و رفتار ہر گھر کی تماشائی لوگو تو اں کو حکم دو جلد  
 اسکی فکر کرے باد و رفتار نے کہا غلام آج ہی اسکی فکر کرتا ہے تمام شہر کو چھان ڈالو گا حضور بارگاہ  
 میں چلین بادشاہ نہ خجیدہ کبیدہ پشت دست کاٹھا ہوا بارگاہ میں آکر بیٹھا باد و رفتار بانٹا



تجاری سے آراستہ ہو کر برائے تلاش نکلا استاد ان سخنور نے تحریر کیا کہ تین دن کے عرصے میں باد رفتار نے سارا شہر چھانا ایک ایک مکان کی خبر دریافت کی کہیں پتہ نہ ملا تیسرے دن قریب شام تھا کا اندازا سامنے بادشاہ کے آیا کہا اے شاہنشاہ کہیں گنگارون کا پتا نہیں ملتا غلام ناچار ہر بادشاہ غصے میں تھرایا کہا اوجیا میں تجھ کو قتل کرونگا صرف آج کی شب کی مہلت ہو کل صبح کو تیرے واسطے سحر قیامت ہو تیرا ہی قول ہو کہ درقلعہ پر بخوبی انتظام ہو پھر یہ بے اوبی کسا کام ہو باد رفتار کے ہوش اڑ گئے سمجھا کہ ہوا بگڑی کا پتا نہ آتا اٹھا روتا ہوا یاہر آیا شاگردوں نے پوچھا استاد خیر تو ہر باد رفتار نے کہا بھائیو کیا کہوں بموجب مثل دھوبی سے نہ جیتیں گے کہ کان میٹھیں وہ ہمارے بادشاہ کا حال ہو کوئی سرکش چونا لگا گیا غصہ میں ہم پر فرماتے ہیں کل صبح تجھ کو قتل کرونگا میں سارا شہر چھان چکا کوئی گھرباتی نہیں رہا اب میں کہاں جاؤں صرف باغ میں دختر شاہ ماہ عالم افروز کے نہیں جانیکا اتفاق ہوا شاگردوں نے کہا استاد شاید ملکہ کے باغ میں وہ باغی ہو باد رفتار نے کہا ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالو وہ صاحب عصمت و عفت ہر اپنے باغ میں مردانہ پھول نہیں رکھتی بڑے بڑے شائان اولوالعزم اسکے نام پر نائل ہیں آئے شادی نہیں قبول کی اسکو مسلمانوں سے کیا کام شاگردوں نے کہا ہم ملکہ عالم کو نہیں کہہ سکتے شاید کوئی کثیر یا وزیر زادی نوجوان نے ایسا کام کیا ہو دشمنوں کو چھپا رکھا ہو استاد جائے دیکھ کے چلے آئے باد رفتار نے کہا ہماری قضا ہی آپونچی حکم شاہنشاہ سے کیا چارہ تم سمجھو کہ کہنے سے جانا ہوں دیکھ آتا ہوں یہ کہہ مہتر باد رفتار افتان و خیزان حیران و پریشان طرف باغ ملکہ ماہ عالم افروز کے چلا بیان جس روز سے صاحبقران تشریف لائے ہیں دروازہ باغ کا بند رہتا ہی خوف ہو کہ کوئی در اندازی نہ کرے قریب پہر رات کے گزر چکی ہو کہ مہتر قریب دیوار باغ ملکہ پہونچا دیکھا دروازہ بند ہوا نذر سے گانے کی آواز آتی ہو سمجھا کہ ملکہ کو ہمیشہ سے ناچ گانے کا شوق ہو صحبت عیش آراستہ ہوگی پھر کچھ سوچا کہ نیش باغ پر آکر کمند باری حبیب کر کے ہر سر دیوار آیا دیکھا صحن باغ میں شامیانہ باسک ٹائے مروارید استاد چوبین الماس نگار گلہ ستے خچے ہوئے مسند ناز پر ملکہ ماہ عالم افروز پہلو میں زلزلہ قاف ثانی سیماں حمزہ صاحبقران زمان ایک سمت ہوشنگ نوجوان اسکے پہلو میں ملکہ پر وین مثل ماہ درخشان ویش جوان



شیر صولت اُنکے پہلو میں خواصان خاص انیسان باا خلاص دور جام بے اندیشہ انجام حل  
 رہا ہر فلک کج رفتار رشک سے جل رہا ہر مجبور آہن کلاہ کا حال صاحبقران سامنے ملک  
 کے بیان کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں اے ملکہ عالم ہکو کئی دفکار زمانہ گذرا نہیں معلوم لشکر کا کیا  
 حال ہر وقت یہی خیال ہو لقا ایسا دشمن موجود ہر ساحران فدار طرف سے افراسیاب  
 ماہنجر کے چلے آتے ہیں افسونگری کے کمال دکھاتے ہیں بادشاہ حجابہ سعد بن قبا و شکر ہونگے  
 کل بوقت سحر بعنائیت رب اکبر دربار میں تمہارے باپ کے جاؤنگا اگر مسلمان ہوا تو فیماوڑ  
 متکاری کی سزا دوںگا کمر میں ماتھ ڈال کے اٹھاؤنگا ملکہ واسن تھا نے رو رہی ہو کہ اے شہر یار  
 برائے خدایہ ارادہ نہ کیجئے ابھی تک کسیکو خبر نہیں ہر طرف اپنے لشکر کے نکل چلے اگر آپ کو منظور  
 ہوگا کہ تسخیر قلعہ آہن حصار کروں اپنے سرداروں کو ساتھ لیکر آئیے گا میرے باپ کے پاس  
 فوج بے انتہا ہر وہ خود بھی زور و طاقت و شجاعت میں یکتا ہوں چند کس سے کیا ہوگا ایسا  
 نہو دشمنوں پر کوئی افتاد پڑے میرے لیے بڑی خرابی ہوگی اگر یہی قصد کامل ہو تو مجھے پہلے ایک  
 ماتھ لگائیے جھگڑا چکائیے صاحبقران فرماتے ہیں ملکہ ان مقدمات میں دخل نہ دو کل صبح کو  
 ہم ضرور جائینگے مہر باد و رفتار نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ارادہ ہوا غرہ کروں  
 نیچے کھینچ کر جا پڑوں پھر خیال کیا کہ یہ جوان قاتل قنطور آہن کلاہ ہر مجبور کو قید خانے پر جا کر مارا  
 پچاس جوانوں کو اکیلے نے لٹکا رہا میں کیا کر سکو نگاہ سوچ کر دیوار سے آنر آیا دل سے کہتا ہوا کہ بادشاہ  
 سے جا کر عرض کروں فوج لیکر آؤں مگر وہ تو جوان خود مقصد کر رہا ہو کہ دربار شاہنشاہی میں جاؤں  
 اُسکے تیور سے ظاہر ہو جو کہتا ہو وہی کہہ گا یہ سوچتا ہوا دربار شاہنشاہی پر آیا ستارہ سحری چمک  
 چکا ہر باغبان شیر اعظم گلچینی گلہا سے ثابت و سیارگان کر کے گلہ ستہ شعاع ماتھ میں لب و فرحت  
 و انبساط لطائرہ باغ عالم میں مصروف ہوا شاہنشاہ زرتین علم حیرت چھایا ہوا فکر و تردد  
 میں گھبرا یا محل سے باہر آیا دیکھا کہ باد و رفتار عیار خاموش کھڑا ہر بادشاہ نے کہا کہ مہر صاحب  
 کچھ باغی کا پتلا مہر باد و رفتار تو جلا ہوا تھا کہا حضور مان باغی باغ میں ہر گلچینی جمال گلزاران  
 کی کر رہا ہر بادشاہ نے کہا میں یہ پہیلی نہ سمجھا کیسا باغ گلچینی کسے کہتے ہیں گلخوار کیا چیز ہو بادشاہ  
 کے سامنے بے ادبی کی باتیں کرتا ہو بڑا بدتمیز ہو بڑا شاعر ہو استعارے سے بھی ماہر باد و رفتار



لے کہا حضور کیا عرض کروں آپ صاف صاف پوچھتے ہیں صاحبقران زمان مع ہوشنگ  
نوجوان آپ کی صاحبزادی کے باغ میں موجود ہیں تھوڑے عرصے میں ہنگامہ ہوا چاہتا ہے  
وہ شیر دلیر بارگاہ شاہنشاہی میں گھس آئیگا قیامت ڈھائیگا صاحبزادی حضور کی منع کر رہی  
ہیں ورنہ ایک اچکا ہوتا صاحبزادی حضور کی پہلو میں ایسے بیٹھی ہیں یار سے نخرے کر رہی ہیں کہ بیٹی میں  
کہ مجھے اپنے لشکر میں لچل و مان سے فوج گران لیکر آؤ وہ شیر کہتا ہے ہم بیٹے میں آئے بدون لشکر  
واپس نہونگے یہ روباہ خصال کیا کر سکیں گے اگر وہ جوان دلیر ثابت قدم کوئے جرات نہوتا تو  
شاہزادی صاحب اسکو لیکر نکل گئی ہوتیں یہ الفاظ مہلات صاف صاف منہ بنا کر جوابدہ رفتار  
نے سامنے شاہنشاہ زترین علم کے کہے بادشاہ عرق خجالت میں غرق ہو گیا غصہ میں کانپا  
تلوار کھینچ کر کہا اے مادر بخت جامع عام میں ہماری بیٹی کا نام لیتا ہے وہ کم بخت ان باتوں کو کیا جانے کسی  
کو ٹھہری باندی نے چھپایا ہوگا باور رفتار سامنے سے رو نہرا لایا بادشاہ اسی قہر و غضب میں  
ہیئت مرکب پر سوار ہوا افسروں کو حکم دیا جلد فوج تیار ہو اگر جھوٹ نکلا تو اس ملعون کو دار ہر  
کینچہ نکال دے کہ جوش جرات میں گھوڑے کو بڑھایا عقب میں سردار و سوار و پیدل چلے کر ملک  
معن باغ سے اٹھکر ماتھے صاحبقران کا تھا بنے ہوئے جاتی ہے کہ ایک کثیر گھبراہٹ ہوئی آئی عرض کی وہ  
غضب ہوا درود دیوار کا کسی کو خیال نہ رہا مہتر باور رفتار بوقت شب اس جلسے کو اگر دیکھ گیا  
بادشاہ کو خبر کی وہ مع فوج آتا ہر ملک تو گھبرا گئی کہ صاحبقران نے فرمایا دیکھو ملک ہمارا کتنا نہ مانا مگر خبر  
وہ ہمارا بزرگ ہے ہم بڑھکر استقبال کریں گے ہوشنگ سے پٹ کر فرمایا جلد گھوڑے تیار کرو تیار  
نکالو ملک نے کہا آپ کا کیا ارادہ ہے امیر نے فرمایا اب بھی قصد پوچھتی ہو وہ نامرد مع فوج آتا ہر نامرد  
میں گھس آئے ہم بیٹھے دیکھا کریں یہ فرما کر ملک کا ماتھے چھوڑ دیا گھوڑوں پر کاشمیان پڑ گئیں امیر نے  
قبضہ شمشیر پر ماتھے والا پست مرکب پر سوار ہوئے ہوشنگ بھی مع اپنے سرداروں کے ہمراہ رکاب  
سعادت اقتساب ہو لیا امیر باتو قیر نے فرمایا اے برادر ہوشنگ ہم آگے بڑھ کے مقابل کریں گے  
تم در باغ پر ٹھہرو ناموس کی حفاظت کرو اگر ہمیں کوئی افتادہ پڑے ملک کو قتل کر دالنا باغ میں نہ ملک  
کینہ میں بدحواس جاہتی ہیں بھاگ کر کل جائیں ملک مثل تصویر تصور خاموش در باغ پر بیٹھا ہے  
آسمین آکر ٹھہری دعائیں ماننے لگی مگر صاحبقران گھوڑے کو چپکا کر بیرون باغ آئے ہوشنگ



مسلح ہو کر مع اپنے سرداروں کے ہمراہ ہوا امیر نے کہا برادر جو پہننے کہا ہو وہ کرو دریاغ پر ٹھہرو  
 ہوشنگ نے کہا غلام اس وقت میں ساتھ نہ چھوڑ گیا کیا مجال کیسی جو میری زندگی میں باغ  
 کی جانب نگاہ کج سے دیکھ سکے غلام بخوبی خیال رکھیں گا بلکہ عالم سے بہین اچھی طرح اطمینان ہو  
 وہ عاشق ثابت قدم ہیں صاحب جاہ و حشم ہیں جس وقت دشمنان حضور پر کوئی افتاد پڑے گی وہ  
 فوراً جان و سہ و تنگی فریاتی تھیں کہ بھینا کیا میں خدا تو اسے گرفتار ہو کر جاؤنگی قید مصیبت کی  
 آٹھاؤنگی اپنے وارث کے ساتھ جان و دنگی اپنا خون اپنی گردن پر لونگی صاحبقران کرب  
 کو بڑھا کر سو قدم باغ سے آگے ٹھہرے مرکب کو روکا نیزہ کاڑ دیا انتظار آمد فوج شہنشاہ زرین علم  
 کر رہے ہیں یہاں جب شاہ مذکور مغرور تھوڑا سا راستہ طے کر چکا ساتھ والوں نے عرض کی عیار  
 تو بھاگ گیا حضور ایک سوار کو روانہ کر دین وہ دیکھے تو باغ کا کیا رنگ ہی اول تو سراسر خلاف  
 معلوم ہوتا ہی اگر شاید کسی لونڈی باندی نے ایسا کام کیا بھاگنے کی تدبیر ہو رہی ہوگی حمزہ کے کوئی  
 دس ناتھ پانوں میں اس روز کی مغلوبہ کا کیا ذکر بلا وجہ لڑائی ہوئی ہم دیکھتے تھے حضور نے طرح  
 دی تھی وہ باغی آپ سے کیا لڑ سکتا ہی بادشاہ کو یہ رائے پسند آئی ایک سوار کو فوراً روانہ کیا سوار  
 نے آکر دیکھا صاحبقران زمان سو قدم آگے بڑھے ہوئے انتظار میں فوج کے کھڑے ہیں دروازہ  
 پر باغ کے ہوشنگ نوجوان مثل فیل مست جھوم رہا ہی سوار بھاگا سامنے شاہ کے آیا عرض  
 کی امی شہنشاہ وہ جوان نامدار آمد فوج کے انتظار میں باغ سے باہر کھڑا ہی بھاگنا کیسا یہ حال شکر  
 سرداروں کے ہوش اڑ گئے بادشاہ نے کہا بدو ن قتل اس سرکش کے واپس نہو گایہ کمکر  
 گھوڑا بڑھایا صاحبقران نے جو دیکھا کہ گرد بلند ہوئی علمائے زنگاری کے پھر پرے کھلے ہوئے  
 پھر پروں پر تعریف لقائے بیجا مرقوم ہی صاحبقران کو قتل کر دو گرفتار کر لو ہر طرف یہی دھوم ہو  
 بس صاحبقران نے مرکب بڑھایا نعرہ کر کے دریائے فوج میں نہنگانہ غوطہ مارا تلوار چلنے لگی  
 ہوشنگ اپنے ساتھ والوں کو لیکر شریک جنگ ہوا صاحبقران کو دیکھا پشت و پہلو سے  
 ہوشیار چہرے سے جلالت آشکار غول میں کافروں کے لڑ رہے ہیں مگر بادشاہ پر نگاہ ہی چشم  
 میں بڑھ کر علمدار کو مارا علم فوج قلم کیا نشان شکست ظاہر ہوا ہوشنگ تعریفین کر رہا ہی شہر پار  
 ماشا اللہ کیا جرات ہو اس جنگ کے نشان لڑائی میں کون آپکا ساتھ دے سکتا ہی صاحبقران



فرماتے ہیں ای برادر اپنے کو بچا کر لڑو میرے قریب نہ آؤ یہ فرماتے ہوئے قریب شاہنشاہ  
 زرین علم بعد شوکت و حشم ہوئے لکارا شاہنشاہ پٹ پڑا امیر نے جھک کے سلام کیا کہا  
 کیوں حضور مجھے کیا خطا سرزد ہوئی حقیر کے قتل کرنے میں کیوں کد ہوئی کیا مان و نفقہ نہیں ہو چکا  
 اگر داماد کو قتل کیجئے گا جو ان بیٹی کو بیوہ بنا کر ٹھائیے گا آپ کیسے جلاوہین قول شاعرون کے  
 سنیں یاد میں یہ ہندی کی مثل ہر بیٹی ویکر داماد کو مارے ہو کوئی خطا تو ثابت کیجئے اپنے داماد  
 کا خون نہ سر پر لیجئے شاہنشاہ زرین علم غصے میں کانپا کہا حمزہ یہ کیا یہودہ بکتا ہو کیسی بیٹی  
 کہا نکاد داماد قبضہ پر ماتھہ رکھ صاحبقران زمان نے فرمایا ہم صاحب تہذیب بن بزرگ پر نہ ماتھہ  
 اٹھائیے جب آپکی بدعت سے مجبور ہو جائیں گے اسوقت سمجھا جائیگا غصہ میں شاہنشاہ  
 زرین علم صاحبقران زمان پر تلوار کھینچ کر چاہتا امیر نے گرد اس پر کاٹھایا مگر خیل ہی کہ اسکو  
 زندہ گرفتار کروں بارہو بچا کر قبضہ پر ماتھہ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کر نعرہ تکبیر  
 کیا قاش زین سے اٹھالیا ہوشنگ قریب آیا گرد پھر پھر کے لڑنے لگا صاحبقران نے  
 آواز دی شاہنشاہ اب کیا قصد ہے پکارا اٹھا امیر شہر پار الا مان امیر نے فوراً ماتھہ سے رکھ دیا  
 شاہنشاہ قدموں سے لپٹ گیا امیر نے کلمہ زبان سے فرمایا شاہنشاہ زرین علم بصدق  
 دل مسلمان ہوا تمام افسران فوج حاضر خدمت ہوئے شرف اسلام سے مشرف ہوئے  
 نوبت و نقارے بجاتا ہوا شاہنشاہ صاحبقران کو لیکر مارگاہ میں آیا وزیر اعظم سے اشارہ  
 کیا آسنے ترنج خوشبو سینہ پر صاحبقران کے لگایا عرض کی اپنی دختر بلند اختر کو شاہنشاہ نے  
 حضور سے منسوب کیا یہ کنیز واسطے ماتھہ دھلانے کے منظور ہو روح کو راحت قلب کو سرور  
 ہوا امیر نے سر جھکا لیا صاحبقران کے عقد کی تیاری ہو نیلگی شہر کو آئینہ بند کرایا مہمان خانے  
 آراستہ ہوئے منزلوں شہرے ہوئے کہ صاحبقران زمان کا عقد شاہنشاہ زرین علم  
 کی دختر بلکہ ماہ عالم افروز کے ساتھ ہوتا ہوا امیر دربار میں جلوہ فرمایا اسباب عیش و نشاط  
 متیاساتی بچے حاضر ہیں کہ چوہدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک عیار طرار خنجر گزار شعبان  
 بن عمر و اپنا نام بتاتا ہوا میدان بارباری ہوا نام شعبان سنا صاحبقران بیقرار ہو گئے اشک نظر  
 کا خیال آیا فرمایا جلد بلاو شعبان خنجر گزار سامنے صاحبقران نامدار کے آیادعائے ترقی عمر و دولت



بجایا صاحبقران نے فرمایا اے شعبان حال لشکر ظفر اثر و فرزند ان نامور و خیریت یاوشاہ مجاہد  
جلد بیان کرو عرض کی کہ غلام دو ہفتہ سے لشکر سے جدا ہوا جب حضور زخمی ہو کر نکل آئے بادشاہ و حملہ  
سوار گھبرا گئے مین برائے تلاش سرکار و قلعہ از کلا قلعہ ہوشنگ پر پتا ملا لشکر جو غلام نے حضور کو  
بخیر و عافیت دیکھا خیریت لشکر کا حال رائے عالی پر بخوبی روشن ہو مقابلہ مین لقا ایسا دشمن جو عدم  
موجودگی حضور مین نہیں معلوم کیا فساد برپا کیا ہوگا کوئی ساحر طرف سے افراسیاب کے ضرور  
آتا ہوگا صاحبقران گھبرا گئے گرسی جواہر نگار پر شعبان کو جگہ دی اسی شبکو ساتھ ملکہ کے عقد کیا  
گوہر قرار حاصل ہوا ہوشنگ نوجوان کی شادی ساتھ پروین وزیر زاوی کے کی بوقت سحر دربار  
مین شاہنشاہ کے تشریف لائے فرمایا اب مجبور خست کچھئے حالات لشکر آپ نے سنے دشمن بزرگ  
سے مقابلہ ہوا اب عرصہ ہونا بہت ناگوار ہے بہت جلد اپنے کو لشکر مین پہونچاؤن و منزلہ سہ منزلہ کو  
جاؤن عرض کی غلام ساتھ چلیگا تا بہ قید حیات و امن دولت نہ چھوٹے گا ہوشنگ نے بھی یہی  
عرض کی قلعہ آہن حصار و قلعہ ہوشنگ پر ناظم مقرر کئے گز و سکے تمام سعد بن قبا و جاری ہوا  
صاحبقران نے شاہنشاہ کو تخت پر سوار کیا ہوشنگ نوجوان کو عمدہ سپہ سالاری ملا صاحبقران  
محل مین تشریف لے گئے ملکہ ماہ عالم افروز سے رخصت ہوئے ملکہ نے دامن صاحبقران تمام لیا  
عرض کی کینہ کو بھی ہمراہ لیجئے صاحبقران نے دامن سے اشک پاک کیے فرمایا اے ملکہ عالم انبیا اللہ  
جنگ طلسم موش رہا ہے جب مہلت پائینگے تکملاً ضرور بلوائینگے آخر ملکہ نے بے صبر کیا صاحبقران  
آنکھوں مین آنسو بھرے باہر تشریف لائے پشت اشقر و یوزا دیار سوار ہوئے مع سپاہی مناز فرج خوار  
طرف کو وہ عقیق کلزار سلیمانی کے کوچ کیا طومر اعلیٰ قطع منازل کرتے ہوئے جلتے مین دیکھئے کشت  
اپنے لشکر ظفر اثر مین پہونچین یہ حقیر سراپا تقصیر اول کو مین بے ہنر منشی احمد حسین متخلص بہ قمر  
اس حصہ جلد پنجم طلسم موش رہا کو اس مقام پر ختم کرتا ہوں کہ بہ تعجیل تمام طبع ہو کر بلا حطہ ناظر مین والا  
تکلیں و شاکتین خوش آئین گذرے ان داستانہ کے رگ مین کو بہ نظر اصلاح ملاحظہ فرمائیں عیب کو اس مہجران کے

جیسا مین اشعار التماس مصنف قمر	خطا کار ہوں مین سہ کار ہوں	بدام جہالت گرفتار ہوں
دل مضطرب اب نہیں مطمئن	کہ آلودہ ہوں سہو مین رات دن	تخلص اس عاصی کا گوہر قمر
و لیکن ہر روشن کہ ہوں بے ہنر	نظر غور سے جب کرین نکستین	یقین ہو کہ مین آفسر مین آفرین



چھپائیں کوئی عیب دیکھیں اگر  
نویسم و گر قصہ و لفریب

قمر پر کرین مہر کی سب نظم  
بگیرم ز عشاق صبر و شکیب

واضح ہو کہ شہسوار عرصہ یکہ نازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی باغ سیماب سے  
طعن و تشنیع خواجہ عمرو بن امیہ سنکراس حسرت میں ایک جانب چلا ہو کہ کسی مقام پر جا کر  
جان و دن اپنے ہاتھ سے اپنا کلا کاٹ لون بعد مخفی ہونے شاہزادہ اسد کے خواجہ عمرو  
منفعل ہو کر تلباش اسد نامدار چلے ہیں صحرا سے ہول خیز وحشت انگیز حوالی باغ سیماب  
میں برقی و ضرغام کوزیل سے نکال کر غصہ میں حکم دیا کہ میرے پاس سے جاؤ یہ دو لون  
بیچارے آفت کے مارے الگ الگ روانہ ہوئے ہیں طیمور سحر طراز برائے مدد لقا  
گیا تھا واصل جہنم ہوا اب نامہ لقا پاس افراسیاب جادو کے بھیجا ہی جو ساحر آئیگا  
اسکا نام وقت پر لکھا جائیگا افراسیاب جادو و باغ سیماب سے لوح طلسم لیکر طرف  
کوہ بلور کے جاتا ہی یہ حال بھی دائرہ تحریر و تقریر میں آئیگا ملکہ مہرخ و غیرہ اپنے لشکر میں  
ہیں مگر فراق اسد و عمرو بن بقیرا شکیارہ میں ملکہ حیرت جادو و مصور صورت نگار عقب  
میں افراسیاب بد کردار کے طرف کوہ بلور کے جاتے ہیں ان سب کے حالات نشاء اللہ بحول  
قوت الہی حصہ دوم جلد پنجم طلسم ہوش ربا میں بہ تصریح و تشریح گزارش خدمت والا ہوں گے

### قطعات تاریخ طبع اول

تاریخ و رسن عیسوی مصنف جلد ہذا ناظم و نثار بندہ حقیر پروردگار مصائب خول  
شہسوار ووش رسول الثقلیں منشی میرزا احمد حسین روشن کن بیاض سحر  
متخلص بہ قمر قطعہ تاریخ

لکھی یہ جلد پانچویں میں نے بعد نیا ز  
کیونکہ نہ شکے غنچہ خاطر شگفتہ ہو  
لڑیاں ہیں موتیوں کی عبارت کا سلسلہ  
مضمون دلفریب ہیں یا گل کھلے ہوئے  
ہو و جد بلبلوں کو سینن گریہ داستان

مدت سے شالیتن کو تھا جسکا انتظار  
بلبل ہزار جان سے فدا جیسے بار بار  
کیا موج زن ہو طبع کا دریا سے بکینار  
باغ طلسم ہوش ربا کیا ہو لالہ زار  
ہو طوطیان باغ فصاحت کو انتشار



شاخون پہ طائران خوش الحان کریں سکوت  
تاریخ عیسوی کی اگر فکر ہو قمر  
سن سن کے جھوٹے لگین اشجار بار دار  
لکھ دے دکھائی باغ فصاحت کی کیا بہار

قطعہ تاریخ شاعر شیریں سخن خوشہ چین باغ بختن محب آل رسول الثقلین میر  
شوکت حسین صاحب فضل و ہنر تخلص بہ سحر لکھنوی شاگرد جناب میرزا کریم حسین  
صاحب یاس تاریخ ہذا در حروف منقوط مصرعہ آخر

نگاہ غور سے دیکھا جو یک بیک میں نے ہزار شکر چھپے جلد پنجمی و فستہ وہ چست فقرے وہ ہر جا عبارت نگین شگفتہ غنچہ خاطر ہوش یقینوں کا ہو خار باغیوں کے دل کو رشک سہم سحر نے لکھ کے یہ تاریخ کی جو گل چینی نذا فلک سے یہ لائق کی و بہم آئی	نظر پڑی مجھے ہر اک طرف قمر کی ضیا کہ جسکا چار طرف شور و غلغلہ ہو پیا وہ بند و بست مضامین نو بصد زریا نگہ سے دیکھ لے باغ طلسم کی جو فضا مثال بلبل شیدا ہو مدح خوان دنیا حروف ہو گئے منقوط مثل گل پیدا کہ اب کھلا گل باغ بہار ہوش ربا
---	---

قطعہ تاریخ دیگر میر شوکت حسین صاحب سحر لکھنوی شاگرد جناب یاس لکھنوی

ضیائے طبع قمر سے بفضل رب انام عبارت اسکی ہر اک عیب سے مبرا ہو وہ مبدل ہن یہ ہنشی کہ دھوم ہو انکی غضب کی سحر بیانی ستم کی ہو تحریر نذا فلک نے یہ دی ہر سال سن لے سحر	بہ طرز نو ہوئی یہ جسد پانچویں ترتیب کہ جس میں آنے نپائی کسی جگہ تعقب وہ کون ہو جو نہیں جانتا عیب و قریب یہ رنگ و رنگ تو بلبل کو بھی نہیں ہو نصیب طلسم ہوش ربا کی جو داستان ہو عجیب
---	--

قطعہ تاریخ جناب فلک اساس میرزا کریم حسین صاحب تخلص بہ یاس لکھنوی  
شاگرد رشید جناب جلال

ہو ہوش ربا طلسم جو ایک لکھی گئی اسکی پانچویں جلد کی صرف قمر نے وہ دیاقت	شہر اجسکا کہ جا بجا ہو مضمون ہو یا چمن کھلا ہو ہر اک کی زبانیہ مر جسا ہو
---	--



شستہ ایسی لکھی عبارت  
منظور ہے یا اس میں جو اسکا

دریا گویا کہ بہ رہا ہی  
لکھ طبع قلم کی کیا ضیاء

قطعہ تاریخ ایضاً

ناظم و نشان ہر ایسا قمر  
ہر ہر اک جملہ بیان کا بے نظر  
پانچویں یہ جملہ ہر یا ہر طلسم  
داستان گو کہتے ہی نہجائنگے  
یا اس نے لکھا یہ اسکا سال طبع

داستان گوئی میں ہر جولا جواب  
اسکے معنی اور بھی ہیں انتخاب  
ہوش جسکے سننے سے جائیں شباب  
سیر سے اسکی جو ہونگے فیضیاب  
واہ یہ ہمیشہ بوناور ہر کتاب

قطعہ تاریخ جناب حکیم سید رضا من علی صاحب فضل و کمال شاعر  
نازک خیال متخاص بہ جلال لکھنوی

نام اسکا ہر جب ہوش ربا  
طبع کا سال ہر کیا خوب جلال

ہوش ہوتے ہیں جسے دیکھ کے گم  
دفتر ہوش ربا ہر طلسم

قطعہ تاریخ جناب میر محمد حسین صاحب رضوی متخلص بہ متین شاگرد جناب  
سید محمد جعفر صاحب امید مرہوم و مغفور لکھنوی

تناہ اسکی ہر جو خود بھی دتہ کینا ہی  
انھیں کا نام ہر احمد حسین بھی شہور  
بنا دیا ہر کھیت نے آئینہ سبکو  
قمر کلام میں تیرے ہر تازگی کیسی  
غرض یہ دیکھ کے حسن عبارت دلکش  
نہا یہ عیب سے آئی کہ لکھ دے بے حرج

مثال بحر طبیعت کو سیری کیوں نہو جوش  
انھیں کی نظم سے آتا ہر غافل کو بھی ہوش  
لکھی وہ نہر کہ میں اہل نظم بھی خاموش  
اڑے ہیں زنگ کی صورت چمن میں بچھوٹے ہوش  
متین فکر میں تاریخ کے ہوا جو خوش  
کہ جلد ہوش ربا ہر پاسے عقل و ہوش

قطعات تاریخ از نیچہ فارشاعر بنیظیر خوش نصیب فقیر محمد کوثر جناب  
مرزا محمد عباس حسین صاحب ہوش

بنی احمد حسین صاحب فکر

قمر اسداں محمد و علا



زود تر و داستان مرتب کرد	کہ صبح ہست و نادر و زیبا
چون بخت نیاز و ارد ہوش	ہر تاریخ طبع شد ایسا
بہر آرزو نو ششم سال	بحر حیرت فراست ہوش ربا

قطعہ تاریخ ایضاً

ابتو و کھار ہا ہی نام خدا	طرفہ حالت طلسم ہوش ربا
سال تاریخ طبع لکھائی ہوش	جلد حیرت طلسم ہوش ربا

قطعہ تاریخ ایضاً

جہذا تحفہ نشر و روشن طبع	ارستو نیست برائے عقلائے عالم
ہوش این مصرعہ تاریخ نوشت از پند	طبع این قصہ شد ہوش ربا عالم

قطعہ تاریخ ایضاً

قمر نام خدا وہ داستان گوہن لکھائی	کہ جنکی طبع میں دریائے جھونکی سوانی ہی
لکھائی ہوش یہ تاریخ انکی نشر کی بنی	عجب یہ داستان اردو تحریر کی نشانی ہی

اصحاب رنگین طبع کی رائے انور پر ظاہر ہو کہ یہ تاریخوں کی بوجہ صرف دلچسپی کی نظر سے ہی  
ور نہ ابھی کتاب کا خاتمہ ہنوز دہلی دور اور اسبقہ رحیم اس دوسرے حصے کا بھی ہی بلکہ  
جلد پنجم کا یہ پہلا حصہ عجابت نذر ناظرین ہوا ہی چونکہ جلد اول و دوم و سوم و چہارم کا ترجمہ  
و تدوین منشی محمد حسین جاہ صاحب نے مطبع کے واسطے کیا تھا پھر بعض اتفاقات سے جاہ  
صاحب کا تعلق مطبع سے منقطع ہوا اور چونکہ اس حقیر بچہ ان کی شرف خوانی و داستان سرائی تمام شہر میں  
زبان زد خاص و عام ہو رہی ہو اور تمام مہمان عظام و شاہزادگان و الامقام بغایت رب الانام  
بہ معرفت تمام واقف و ماہرین بلکہ ہر شہر و دیار میں بفضل معبود نیاز مند کے بہت شاگرد  
موجود ہیں پس بذریعہ احباب کے میری رسائی مطبع تک باسانی ہوئی مالک مطبع قدر شناس  
جناب ذی خطاب منشی نوکشور صاحب سی۔ آئی۔ ایم نے کمال ذرہ نوازی فرمائی اور  
حقیر کی قدر بڑھائی اور اس کتاب داستان اسیر حمزہ کی چار جلدوں مذکورہ کے بعد باقی  
ہر سہ جلد پنجم و ششم و ہفتم تک کہ جہان کتاب پوری ہوئی ہی پورا ترجمہ و مکملہ کرنے کی خدمت



مجھ خام کے سپرد فرمائی اس نیاز مند نے بغایت رب اکبر بہت خوب و لحب عبارت میں  
پوری الشاپروازی سے ہر ایک موقع پر دلاویز اشعار کے ساتھ لکھنا شروع کیا اور یہ خبر فاش  
ہوئی ہر ایک کی چشم انتظار نے اسطرت ٹٹکی لگائی کہ دیکھیے کب تک جلد خیم کا پورا ترجمہ  
ہوا اور کب تک چپکے نصیب ہو لہذا یہ اسے نہایت مناسب قرار پائی کہ جلد خیم کے  
دو حصہ کر دیے جاویں کہ جب تک دور احصہ تیار ہونا ظہر پہلے حصہ سے ولی بہلانین اور  
ب تو بفضلہ تعالیٰ کل جلدین بہ حسن انتظام مرتب ہو کر مدت سے منتظر ظہر ہو رہی ہیں اور  
کمال قدر دانی حضرات شائقین سے یہ جلدین مکر طبع ہو گئیں

### فہرست و ستانہ جلد خیم حصہ دوم

مژدہ احوال کے گریبا و صبا سے آید بد بد خوشب از شہر سبا سے آید

### اشعار مصنف

ہر شوق ماہر و کوہارے ستار کا	تار شعاع مہر نمونہ ہر تار کا
ساقی پلا دے جام مژ خوشگوار کا	آتا ہر دھوم دھام سے سوہم بہار کا
دل سے حضور کے ہنسن جاوے دین	اس آئینہ بین رنگ ہر سیرے بخار کا
گشتہ قسمتوں کی ہنسن خاک کو بھی چین	کھانا ہی بیج و تاب بگو لہ غبار کا
دل کی ٹرپ سے برق نخل ہو گئی قمر	اد نے نمونہ ہر یہ مرے اضطرار کا

حصہ دوم جلد خیم طلسم ہوش ربا کا آغاز کیا گیا ہر حکا خلاصہ مضمون ج ذیل ہے

یہ حصہ دوم اس مقام سے شروع ہوا کہ اسدین کرب باغ سیاب سے آوارہ ہوئے پہنچنا  
شہر داؤدین و عشق ملکہ لالان خون قبا و خرداوند و داؤد سے عیاری خواجہ عمر و حسنی  
خداوند مذکور کی صورت بکری لونا افراسیاب جادو سے عیاری کرتا ملکہ صورت نگار  
زوجہ مصور شیرہ سامری کا شاہزادہ اسد غازی پر اور گرفتار کرتا خواجہ عمر و کازن و شوہر کو  
پھرانا افراسیاب جادو کا اور مقابلہ افراسیاب و کوکب و عیاری ملکہ صر مشیر زن لینا لوح کا  
بشکل ملکہ جبین پھر افراسیاب کا گرفتار کرنا شاہزادہ اسد و غیرہ کو سحر ملکہ بران و عیاری خواجہ  
عمر و چالاک برے تلاش لوح جانا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا طلسم صندل پر و فتح طلسم مذکور



نامہ در بند مہر و ماہ جادو و حالات حصول لوح از شکم گاد آتش بار جادو اور دوم دیگر شاہزادہ ۱۱  
کو لوح لیما نامکار جادو کا سنگارہ عظیم ہوتا بلغمین ملک زلیور محل نشین کے دیماری خواجہ عمر و بشکل  
شاہد شاہ جنات اور لوح کا جانا شکم ز مہریر جادو میں کہ جو ریائے نیل میں رہتا ہو وہاں ہمارے  
حجرہ ہفت بلا و دیگر داستان سے متعلق جلد ہذا شائقین و الا تمکین ان داستان سے رنگین سے  
خط کامل اٹھائے

### خاتمہ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

ہزاران ہزار شکریدر گاہ خالق ارض و سما کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ہر داستان ایک ہیے  
ناپید الکنار ہو اور جسکے آٹھ دفتر ہیں اور ہر دفتر کئی کئی جلدوں میں ختم ہوا اور بعض جلد کے بھی بوجہ ضخامت  
بسیار کئی حصہ ہیں اتنی بڑی داستان عظیم الشان کے ترجمہ و طبع کا بار مالک مطبع ہذا نے اپنے ذمہ لے لیا اور  
ہر شخص کم مایہ کو بھی کوریون کے مول میں اس گلستان ہمیشہ بہار کی سیر سے محفوظ کر دیا دفتر اول فو شیران نامہ  
کی ہر دو جلد اور دو دفتر دوم کو یک با ختر اور دو دفتر سوم بالا با ختر اور دو دفتر چارم امیرج نامہ کی ہر دو جلد کا  
ترجمہ ماہر شیرین زبان منشی شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے بھر مالش مطبع کیا اور یہ جلدیں  
طبع بھی ہو گئیں۔ دفتر پنجم طلسم ہوشربا جو کل داستان امیر حمزہ کی جان ہوا جسکی سات جلدیں ہیں اسکی  
اول چار جلدوں کا ترجمہ ثار بے بدل منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم نے اور آخری تین جلدوں کا ترجمہ  
استاد مسلم الثبوت منشی احمد حسین صاحب فرسملہ نے فرمایا ان ساتوں جلد طلسم ہوشربا کا ترجمہ ان دونوں  
عالیشان ترجموں نے عبارت رنگین مثل عبارت فسانہ عجائب کیا ہو فصاحت و بلاغت کا دریا بہا دیا ہو  
جو ملاحظہ سے متعلق ہو۔ اسی طلسم ہوشربا کی جلد پنجم اس قدر طولانی ہو چکے دو حصہ مجبوری کرنا پڑے  
چونکہ حضرات شائقین کی قدردانی سے یہ جلدیں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئیں لہذا نوبت طبع مکرر کی آئی چنانچہ  
بفضلہ تعالیٰ طلسم ہوشربا کی جلد پنجم کا پہلا حصہ بابہ ۱۲۹۳ء مطبع نامی منشی نول کشور صاحب اسی  
ای۔ واقع لکھنؤ میں بار دوم طبع ہو کر سرور افزا دلہائے مشاقان ہوئی۔ بانی تین دفتر حسد لی نامہ  
تورج نامہ لعل نامہ کا بھی انصرام طبع ہو رہا ہو۔